اعلیحضرت امام احمد رضا کا ۷۵ واں سالانہ عرس ۲۵ صفر ۱۴۱۵ھ - رضا اکیڈمی بمبئی ۳

RAZA OFFSET, Bombay-3 • Tel: 371 23 13

سلسلۂ اشاعت نمبر ۷۳

۷۸۶/۹۲

العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ

جلد نہم

مصنفہ
مجدد دین وملت
اعلحضرت امام احمد رضا قادری بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ

بفیض
تاجدار اہل سنت شہزادۂ اعلحضرت
حضور مفتی اعظم علامہ الحاج الشاہ محمد مصطفے رضا خان قادری نوری رضی اللہ تعالی عنہ

ناشر
رضا اکیڈمی بمبئی
۱۳۰، علی عمر اسٹریٹ، بمبئی ۳

سلسلۂ اشاعت نمبر ——— ۷۳

نام کتاب ——— العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ جلد نہم

تصنیف لطیف ——— سیّدنا اعلیٰ حضرت مجدّد اعظم امام احمد رضا قدس سرہٗ

سنِ طباعت ——— ۲۵ صفر المظفر ۱۴۱۵ھ / اگست ۱۹۹۴ء

ناشر ——— رضا اکیڈمی بمبئی ۳

مطبوعہ ——— رضا آفسیٹ بمبئی ۳

سول ایجنٹ

نیو سلور بک ایجنسی

۱۴، محمد علی بلڈنگ، بھنڈی بازار، بمبئی ۳

ٹیلیفون: ۳۷۱۸۹۷۰ / ۳۷۱۵۸۶۸

Rs. 215/-

٢٨٦/٩٢

اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے
دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

اپریل ۱۹۸۰ء میں رضا اکیڈمی نے سیدنا سرکار اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کا ترجمۂ قرآن کنزالایمان شریف شائع کیا تھا جس کا اجراء خلیفہ اعلیحضرت حضور برھان ملت مولانا برہان الحق صاحب جبلپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھوں ہوا تھا۔

کنزالایمان شریف کا ایک نسخہ جب آقائے نعمت دریائے رحمت سیدنا سرکار حضور مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفٰے رضا قادری برکاتی نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دکھایا گیا تو آپ نے دستِ مبارک اٹھاکر رضا اکیڈمی اور اس کے اراکین کو دعاؤں سے نوازا۔ بس پھر کیا تھا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے اس محبوب بندے کے ہاتھوں کی ایسی لاج رکھی کہ جس کا فیضان دنیا دیکھ رہی ہے۔ کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے

ٹھیک ہو نامِ رضا تم پہ کروروں درود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اللہ اور اس کے رسول کے کرم سے رضا اکیڈمی کے ذریعہ جو بھی خدمت ہو رہی ہے وہ فیضان ہے سیدنا حضور غوث اعظم کا سیدنا اعلیحضرت کا حضور مفتی اعظم کا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

اس ادارہ کی جانب سے ۷۵ سے زیادہ کتابیں شائع ہو چکی ہیں جن میں کنزالایمان شریف کا اردو، انگریزی ایڈیشن (ہندی ایڈیشن زیر تکمیل ہے) بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف یہ تینوں درسی کتابیں مدارس دینیہ کو الحمدللہ مفت تقسیم کی جارہی ہیں۔ فتاویٰ رضویہ کی پہلی جلد ۸۵ء میں شائع ہو چکی ہے اور اب آپ کے ہاتھوں میں قریب قریب مکمل فتاویٰ رضویہ کی جلدیں موجود ہیں۔ دعا فرمائیں کہ رب قدیر رضا اکیڈمی سے مسلک حقہ کی خدمت لیتا رہے اور پیغامِ رضا کو دنیا بھر میں پہونچانے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اسیر مفتی اعظم: محمد سعید نوری
۱۴ محرم الحرام ۱۴۱۵ھ

عرض مرتب

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

عالی جناب محمد سعید صاحب نوری رضا اکیڈمی ممبئی سے بریلی شریف میں جب ایک موقع پر ملاقات ہوئی تو انھوں نے اپنا عزم ظاہر کیا کہ چوں کہ یہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کا پچہترواں ۷۵ عرس ہے لہذا اس موقع پر ہم کوئی اہم کام یادگار کے طور پر کرنا چاہتے ہیں اور وہ ہے فتاویٰ رضویہ کی تمام جلدوں کی ایک ساتھ اشاعت۔

میں نے عرض کیا بلاشبہ یہ کام نہایت اہم اور امام احمد رضا کی عمدہ یادگار ہے۔ لیکن جلدوں کی ترتیب کے اعتبار سے اس میں کچھ خامیاں ہیں۔ جیسا کہ استاذ گرامی وقار بحر العلوم مفتی عبد المنان صاحب قبلہ اعظمی کا فرمان ہے اور اُن کو اس سلسلہ میں پوری تحقیق ہے۔ لہذا اگرچہ وقت کم ہے لیکن پھر بھی جہاں تک خامیوں کو دور کیا جاسکتا ہے کرلیا جائے اور اس امر میں ان سے ہی رجوع کیا جائے۔ نوری صاحب اس بات پر رضامند ہو گئے، بلکہ جو راستہ بتائے وہی آگے چلے، کے مصداق یہ بارِ گراں میرے ہی ناتواں کاندھوں پر ڈال دیا۔ میں ہیچمداں اس کام کو اس حسن و خوبی کے ساتھ تو نہیں کرسکتا تھا جس طرح کہ ہمارے اکابر علماء میں سے کوئی اپنی بالغ نظری سے انجام دیتا۔

لیکن اس امید پر میں نے وعدہ کرلیا کہ حضرت بحر العلوم قبلہ سے اس امر میں رجوع کرتا جاؤں گا اور آپ کی رہنمائی میں سارے کام انجام دیتا رہوں گا۔ چنانچہ مبارکپور اور گھوسی کا سفر کرکے حضرت سے کچھ معلومات فراہم کیں اور اب جلد نہم تا دوازدہم کی جو ترتیب جدید ناظرین کی خدمت میں حاضر ہے وہ آپ ہی کی رہنمائی کا ثمرہ و نتیجہ ہے۔ چوں کہ وقت دو ماہ سے بھی کم تھا لہذا وہ تمام رسائل شاملِ اشاعت نہ ہو سکے جن کی نشاندہی آپنے فرمائی تھی۔ پھر بھی مالا یدرك كله لا يترك كله کے تحت جو کچھ وقت پر فراہم ہو سکا اور کاتب حضرات کی مہربانیوں سے جس قدر کتابت ہو سکی شریکِ اشاعت ہے۔

مزید خوبیوں اور کامل و اکمل ترتیب و تہذیب کے ساتھ تو حضرت بحر العلوم صاحب قبلہ ہی شائع فرمائیں گے جس کا کام حضرت نے شروع فرمادیا ہے۔ قلتِ وقت ہی کی وجہ ہے کہ حضرت کا ایک نہایت وقیع مقدمہ جو عظیم معلومات پر مشتمل ہے اور جس کو حضرت نے جلد ششم سے متعلق ایک سو سے زیادہ صفحات پر تحریر فرمایا ہے، شریکِ اشاعت نہ ہو سکا۔

البتہ جلدوں کی ترتیب اب مکمل ہو گئی ہے اگرچہ کثیر رسائل ہر جلد میں شائع ہونا باقی ہیں اور بعض مسائل کے عنوان بھی حسبِ سابق غیر مرتب ہی ہیں۔ اور جلد دوازدہم کے بارے میں تو پہلے ہی سے مشہور ہے کہ لاپتہ ہے پھر بھی بعض حصّہ شاملِ اشاعت ہے جو حضرت بحر العلوم قبلہ نے مرتب کرایا تھا۔ اس حصّہ کے ساتھ مسائل شتی کا وہ مجموعہ بھی شامل کردیا گیا ہے جو سابقہ ترتیب کے اعتبار سے جلد نہم میں داخل تھا جس کو بارہویں جلد ہی میں شائع ہونا چاہئے تھا۔ جلدوں کی اس ترتیب سے متعلق حضرت کا مقدمہ بھی شریکِ اشاعت ہے تاکہ ناظرین بخوبی اندازہ کرلیں کہ حضرت نے جو کچھ اس سلسلہ میں کہا ہے اس کے پیچھے کچھ حقائق ہیں۔

محمد حنیف خان رضوی

خادم الطلبہ جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف
۲۷ محرم الحرام ۱۴۱۵ھ بروز جمعہ مبارکہ

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علٰی حبیبہ الکریم

امابعد! مجدد مأتہ رابع عشر امام اہلسنت اعلیٰحضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی برد اللہ مضجعہٗ وحید عصر فقیہ اور بے حد طباع اور ذہین ائمہ دین میں سے تھے ۱۲۸۶ھ سے ۱۳۴۰ھ ہجری مکمل چون سال تک آپ نے فتاویٰ تحریر فرماتے [۱]

پورے عالم اسلام سے خواص وعوام، خواندہ وناخواندہ، راعی ورعایا، سبھی طبقوں کے کثیر التعداد سوالات آپ کی خدمت میں آتے [۲] آپ خود فرماتے ہیں" ایک وقت میں چار چار سو فتاوے جمع ہوجاتے ہیں [۳]

ابتدائی بارہ سال کے فتاویٰ کی نقل آپ نے محفوظ نہیں رکھی بعد کے فتاویٰ کا بھی دسواں حصہ محفوظ رہ سکا جو ۱۳۲۷ھ تک سات خریطوں میں جمع ہوا تھا۔ سائز ۲۶ × ۲۰ کے چار صفحہ اور ہر خریطہ کے کل صفحات کی تعداد چودہ سو سے سولہ سو تک تھی۔ جلدوں کی ضخامت کا خیال کرکے احباب اور علماء کے مشورہ سے اس کو بارہ جلدوں میں تقسیم کیا۔ اس کے بعد بھی آپ نے تیرہ سال تک فتاویٰ تحریر فرمائے [۴]

اس فقید المثال فتاویٰ کی اشاعت ۱۳۲۶ھ میں ہی شروع ہوئی۔ چنانچہ پہلی جلد آپ کی زندگی ہی میں ۱۳۳۵ھ کے لگ بھگ مکمل ہوگئی [۵] تقریبًا نو سال کے بعد ۱۳۴۴ھ میں صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوسری جلد بھی مطبع اہلسنت بریلی شریف سے شائع کی [۶]

علماء اور احباب کی ترتیب کے اعتبار سے جلد چہارم کا آخری حصہ اور شائع شدہ جلدوں کے لحاظ سے جلد پنجم کا ابتدائی حصہ یعنی کتاب النکاح ۱۳۴۵ھ سے شروع ہوکر ۱۳۴۶ھ یا ۱۳۴۷ھ تک مکمل ہوا [۷]

اس کے بعد مکمل انتیس ۲۹ سال تک سناٹا رہا۔ سب سے پہلے حضرت مولانا عبد الرؤف صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نائب شیخ الحدیث دار العلوم اشرفیہ مبارکپور کو اس کا خیال آیا آپ نے مفتی اعظم ہند حضرت مولانا شاہ مصطفٰے رضا صاحب قدس سرہٗ سے اشاعت کی اجازت لی اور حصہ سوم سے حصہ ہشتم تک کا مسودہ حاصل کیا۔ اور مبارکپور ہی میں

---

[۱] حیات اعلیٰحضرت جلد اول ص۲۸ [۲] سلامۃ اللہ لاہل السنۃ ص۵۴ [۳] فتاویٰ رضویہ چہارم ص۲۳ کتاب النکاح [۴] مقدمہ فتاویٰ رضویہ جلد اول [۵] اشتہار آئینہ قیامت [۶] روایت حضرت مولانا عبد الرؤف صاحب بلیاوی یا حضرت مولانا عبد المصطفٰے صاحب ازہری رحمہما اللہ [۷] فتاویٰ رضویہ جلد پنجم ص۲۱۴ رضا دار الاشاعت بریلی شریف۔

سنی دارالاشاعت کی بنیاد رکھی اور ان کے علاوہ مزید تین افراد بھی ان کے اس کام میں ہمدم اور ہم قدم رہے۔ مولانا محمد شفیع صاحب مرحوم نائب ناظم دارالعلوم اشرفیہ مولانا قاری محمد یحییٰ صاحب ناظم دارالعلوم اشرفیہ راقم عبدالمنان اعظمی[1]

محرم ۱۳۷۹ھ سے تیسری جلد کا اہتمام شروع ہوا اور ۱۳۸۱ھ کو کتاب منظر عام پر آگئی[2] مبیضہ حضرت مولانا مجیب الاسلام صاحب اعظمی نے فرمایا۔ کتابت بالکلیہ لکھنؤ کے قیصر مرزا نے کی اور کتاب سرفراز پریس لکھنؤ میں طبع ہوئی۔ اصل کاپی اور پروف کا مقابلہ اور تصحیح حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور راقم عبدالمنان اعظمی نے کی۔ اس جلد کی فہرست حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب نے دی ہے[3]

چوتھی جلد ۱۳۸۳ھ میں کاتب کے حوالے کی گئی اور ۱۳۸۷ھ میں شائع ہو سکی۔ مبیضہ مفتی نسیم صاحب اعظمی، کتابت صبائی کان پوری اور جرار حسین لکھنوی کی ہے اور مطبع نامی پریس لکھنؤ ہے۔ تصحیح میں اس دفعہ مولانا عبدالرؤف صاحب کے ساتھ راقم عبدالمنان اعظمی اور اشرفیہ کے کچھ منتہی طلبہ بھی شریک رہے فہرست اکیلے حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب نے ترتیب دی[4]

پانچویں جلد ۱۳۸۹ھ میں حوالہ پریس ہوئی۔ مبیضہ حسب دستور نسیم صاحب کا ہے، کتابت جرار حسین اور عبدالمجید لکھنوی کی، طباعت جز حصہ نامی پریس، اور بقیہ سرفراز پریس میں ہوئی۔ بقیہ جد و جہد حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب کی ہے، البتہ ان کے انتقال کی وجہ سے تصحیح میں راقم عبدالمنان اعظمی اور مولوی شکیب ارسلاں کا حصہ ہے اور کتاب الطلاق اور مابعد کی فہرست بھی راقم عبدالمنان اعظمی نے ہی تیار کی ہے اور کتاب جیسے تیسے ۱۳۹۷ھ میں شائع ہو سکی[5]

چھٹی جلد کا مبیضہ مولوی سبحان اللہ صاحب امجدی مرحوم کا ہے کتابت مولوی محبوب عالم اعظمی، مولوی شمس الحق بلیاوی، مولوی عبدالمنان برکاتی اور قاری محمد اسمٰعیل صاحب، تبسم عزیزی مبارکپوری کی ہے۔ مطبع نشاط پریس ٹانڈہ، بقیہ امور راقم عبدالمنان اعظمی نے انجام دیئے ہیں، تصحیح میں مولوی شکیب ارسلاں اور مولوی عبدالسلام صاحب گونڈوی راقم اعظمی کے شریک حال رہے۔ سن اشاعت ۱۴۰۱ھ ہے[6]

ساتویں جلد کا مبیضہ مفتی نسیم صاحب اور مولانا سبحان اللہ صاحب امجدی کی کاوش ہے۔ کتابت مولوی عبدالرحیم اعظمی و مولوی نعیم الدین اعظمی کی ہے۔ طباعت دہلی کی آفسیٹ پریس کی ہے۔ تاریخ اشاعت ۲۰/ ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ ہے۔[7]

آٹھویں جلد کے مبیضہ میں حسب سابق دونوں بزرگ شامل ہیں۔ کتابت مولوی نظام الدین کوپاگنج، حسام الدین

---

[1] مقدمہ جلد ہفتم ہشتم [2] مقدمہ فتاویٰ رضویہ جلد چہارم [3] مقدمہ فتاویٰ رضویہ جلد چہارم [4] مقدمہ جلد سابع شائع کردہ سنی دارالاشاعت مبارک پور [5] ایضًا
[6] مقدمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم [7] مقدمہ جلد ہفتم۔

گھوسی اور شمس الحق ادری کی ہے۔ تصحیح راقم عبدالمنان اعظمی، مولوی محمد اسلم گھوسوی اور محمد رفیع احمد کٹیہاری کی ہے۔ تاریخ اشاعت ذوالحجہ ۱۴۱۲ھ ہے اور مطبع جے۔اے آفسیٹ پریس دہلی ہے [۱]

نویں [ع۱] جلد مکتبہ ایوان رضا بیسلپور ضلع پیلی بھیت نے دو جلدوں میں شائع کی مگر لاعلمی کی وجہ سے وہ اس کو بجائے نویں جلد کے دسویں جلد قرار دے رہے ہیں۔ ہمارے پاس اس امر کے کہ ایوان رضا سے شائع شدہ دسویں جلد حقیقت میں نویں جلد ہے۔ مندرجہ ذیل ثبوت ہیں:

(۱) مکتبہ ایوان رضا سے شائع ہونے والی نصف اول کے مقدمہ میں اس امر کا اعتراف ہے کہ ہم نے فی الحال اندازاً اس جلد کو دسویں جلد قرار دیا ہے تحقیق کے بعد ہم اعلان کریں گے کہ یہ کون سی جلد ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

"یہ کتاب ہمیں خستہ حالت میں ملی، کہنگی کے سبب جلد کا نام بھی غائب ہو چکا تھا۔ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ یہ کون سی جلد ہے۔ کوشش کی گئی کہ پتہ لگ جائے مگر اب تک ہمیں پوری تحقیق نہ ہو سکی۔ آئندہ نصف آخر کی اشاعت تک اس کی پوری تحقیق انشاء اللہ تعالیٰ ہو جائے گی" [ع۲] (مقدمہ نصف اول)

(۲) مولانا عبدالرؤف صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب بریلی شریف سے فتاویٰ رضویہ کے مختلف جلدوں کے مسودے لاتے تھے تو اس کے ساتھ ساتھ ایک ایسی یادداشت بھی لاتے تھے جس میں ہر جلد کے ابواب مندرجہ کی فہرست تھی، اس فہرست میں نویں جلد کو باب الحظر والاباحہ پر مشتمل لکھا ہے۔

(۳) متداول کتب فقہ میں ابواب فقہ کی ترتیب یہی تحریر ہے کہ کتاب الاضحیہ کے بعد کتاب الحظر والاباحہ کا ذکر آتا ہے۔ اس کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ آٹھویں جلد جب کتاب الاضحیہ پر منتہی ہوئی تو اس کے بعد متصلاً کتاب الحظر و الاباحہ آئے اور یہ بھی ہوگا کہ اسے نواں حصہ قرار دیا جائے۔

(۴) سب سے قطع نظر خود حضور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرتبہ ایک فہرست حضرت مولینا توصیف رضا صاحب کے پاس [ع۳] ہے اس میں بھی کتاب الحظر والاباحہ کتاب الاضحیہ کے متصلاً بعد ہی ہے۔ اس لئے ہم کو اس پر لبشدت اصرار ہے کہ کتاب الحظر والاباحہ نویں جلد ہی ہے۔

---

[۱] مقدمہ جلد ہشتم۔

[ع۱] اب اس جدید ترتیب میں ہم نے اس کو نویں جلد ہی کے نام سے موسوم کر دیا ہے۔، مرتب

[ع۲] لیکن نصف آخر میں اس تحقیق کے بارے میں کچھ بھی تحریر نہیں ہے جس سے ظاہر ہے کہ ناشرین کوئی فیصلہ نہ کر سکے یونہی اندازہ سے اس کو دسویں جلد کا نام دیا گیا۔، مرتب

[ع۳] فہرست کو ہم نے بعینہ اس جلد میں شامل کر دیا ہے۔ دیکھئے ص ، مرتب

(۵) مکتبہ ایوان رضا سے نویں جلد کے نام سے فتاویٰ رضویہ کا جو حصہ شائع ہوا ہے اس میں ابواب فقہ سے خارج متفرق علوم و فنون کے مسائل ہیں ایسے متفرق مسائل کی جگہ تمام تصنیفوں میں آخر کتب میں ہوتی ہے نہ کہ درمیان میں اس میں کتاب الفرائض کا جز حصہ بھی شریک کیا گیا ہے جو عموماً کتب فقہ کے اخیر میں ہوتا ہے اس لئے یہ حصہ اصولاً فتاوی رضویہ کی بارہویں جلد کا حصہ تو ہو سکتا ہے نویں جلد ہرگز نہیں جس کو انشاء اللہ بشرط زندگی ہم مبوب و مفصل شائع کریں گے۔

اس جلد میں نہ تو مسائل کو مبوب کیا ہے نہ رسائل کو ممتاز۔ حد یہ ہے کہ ایک رسالہ کے مشتملات بھی ایک ساتھ شائع نہ ہو سکے۔

مبیضہ ڈاکٹر فیضان احمد صاحب کا ہے۔ تصحیح میں حضرت جانشین مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مولانا اختر رضا خاں صاحب مدظلہٗ، مولانا قاضی عبدالرحیم صاحب، مولانا محمد صالح صاحب، مولانا مفتی محمد اعظم صاحب وغیرہ علماء کرام شریک ہیں نہ کتابت کی تصریح نہ حصہ دوم کی پرنٹ لائن دی گئی ہے۔ حصہ اول البتہ تاج آفسیٹ پریس الہ آباد میں چھپا ہے۔

دسویں جلد گیارہویں جلد کے نام سے حضرت مولانا منان رضا خاں صاحب نے ادارہ تصنیفات رضا بریلی سے شائع کی ہے۔ تصحیح و ترتیب اور فہرست مولوی عبدالمبین نعمانی صاحب کی ہے مگر یہ جلد نہایت مختصر ہے ۱۳۲۹ھ کی ایک فہرست ہمارے ہاتھ لگی ہے جو خود اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ترتیب دادہ ہے اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس جلد کا ایک حصہ کتاب الجنایات بھی تھا جو اس جلد کے ساتھ شائع ہونے سے رہ گیا۔ اس فہرست میں اس جلد کے ابواب کی تعداد اور کل تعداد صفحات ۲۴۳ ہے۔ جبکہ شائع شدہ جلد ۳۲۵ صفحات پر مشتمل ہے اور ابواب کی تعداد چار ہے۔ اس کا سبب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس فہرست کی ترتیب کے بعد مزید گیارہ سال آپ نے فتاویٰ تحریر فرمائے ہیں اور یہ سبب بھی ممکن ہے کہ موجودہ کتاب کا سائز کچھ مختصر کر دیا گیا ہے۔

اس حساب سے گیارہویں اور بارہویں جلدیں ابھی زیور طبع سے آراستہ نہ ہو سکیں بلکہ یہ بتانا بھی مشکل ہے کہ بقیہ دونوں جلدیں کون کون سے ابواب فقہ پر مشتمل ہیں کیوں کہ حضرت مولانا منان رضا خاں صاحب کی شائع کردہ جلد کتاب الوصایا تک ہے جس کے بعد صرف ایک باب کتاب المواریث ہی ابواب فقہ میں باقی رہ جاتا ہے۔ [1]

حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب فتاویٰ کی غیر مطبوعہ جلدوں کے تمام جلدوں میں شامل ابواب کی ایک فہرست بھی لائے تھے اس کے لحاظ سے گیارہویں جلد میں رسائل و مسائل رد و مناظرہ اور کلامیہ اور بارہویں جلد میں بقیہ رسائل و مسائل کلامیہ کے ساتھ ساتھ متفرق مسائل بھی شامل ہونا چاہیئے [2]

---

[1] اس باب کو کتاب الفرائض کے عنوان سے ہم نے موجودہ جلد دہم اور سابقہ ترتیب کے اعتبار سے جلد یازدہم کے آخر میں شامل اشاعت کر دیا ہے جو اس کا اصل مقام ہونا چاہیئے تھا۔ مرتب

[2] اب ہم نے اسی حساب سے دونوں کو مرتب کیا ہے۔ لیکن ناشر کی عجلت کی وجہ سے یہ کام مکمل نہ ہو سکا ورنہ وہ تمام رسائل شریک اشاعت کئے جاتے جن کا اشارہ اس اجمالی فہرست سے مل رہا ہے۔، مرتب

بارہویں جلد کا بڑا حصہ اعلیٰ حضرت کے رسالہ " البارقۃ الشارقۃ " پر مشتمل تھا۔ یہ رسالہ متعدد رسائل و مسائل کا مجموعہ تھا جو زیارت قبور، ایصال ثواب، عرس، استمداد اور اسی قسم کے موضوعات کی تحقیقات عالیہ کا خزانہ تھا اعلیٰ حضرت نے اپنی تحریروں میں جا بجا اس کی طرف توجہ بھی دلائی ہے۔ لیکن افسوس کہ پوری جلد ہی لاپتہ ہے۔ البتہ اس جلد کے متفرقات کا جز حصہ حضرت مولانا توصیف رضاخاں صاحب کے پاس ہے جو مبوب و مرتب ہو چکا ہے اور بقیہ حصہ مکتبہ ایوان رضا کے ذمہ داروں نے نویں جلد کے نام سے غیر مرتب ہی شائع کر دیا ہے اور اسی میں کتاب المواریث کا جز حصہ بھی شامل ہے۔ یہ ہے اس عدیم المثال فقہی شاہکار کی کہانی۔

آٹھویں جلد کے بعد جو حصے شائع ہوئے ہیں وہ ان کے ناشرین بھی اپنی جد وجہد میں مخلص ہیں کہ جس صورت سے بھی ہو سکے اعلیٰ حضرت کی یادگار محفوظ ہو جائے۔ لیکن اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ ان سب غیر مرتب جلدوں کو بھی از سر نو تہذیب و ترتیب کے شائع کیا جائے۔

عبدالمنان اعظمی

خادم قدیم فتاویٰ رضویہ شریف حق اکادمی مبارک پور

شمس العلوم گھوسی

۲۹ رجون ۱۹۹۴ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

المجلد السابع من

العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ

	کتاب	مکتوب	سادہ
۲	وکالت	۱	۱۵
۴	اقرار	۱۱	۲۸۰
۴	صلح	۴	۲۴
۰	مضاربت	۹	۱۸
۰	امانات	۷	۹
۶	ہبہ	۸۹	۱۶
۲۵	اجارہ	۶۸	۳۲
۴	اکراہ حجر	۱۶	۲۲
۴	غصب	۳۴	۲۲
۴	شفعہ	۶۱	۳۲

	کتاب	مکتوب	سادہ
۲	قسمت	۳	۶
۰	مزارعت	۰	۵
۶	صید ذبائح	۱۱۴	۲۴
۱۲	حصۃ الحظر	۱۴۸	۰
۴۳	۱۴	۵۷۱	۱۶۳

۵۶، جز

یہ فہرست اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ترتیب دی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

المجلد الثامن من

العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ

٢٧ تا رجب ١٣٢٩ھ

سادہ	مکتوب	کتاب	رسائل
١٢٩	٣٨٤	بقیۃ الحظر	٠
١٦	٥١	اشربۃ	٤
١٨	٣٠	مداینات	٢
١٠	٢٣	رہن	٣٠
١٦	٢٠	جنایات	٣
٣٣	١١٩	وصایا	٠
٢٢٢	٦٢٧	٦	١١

٦٠

یہ فہرست اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ترتیب دی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ
نحمدہٗ ونصلی علیٰ حبیبہ الکریم ؕ

مقدمہ

مکرمی جناب مولانا ڈاکٹر فیضان علی صاحب رضوی اور انکے بھائی محترمی جناب قربان علی صاحب رضوی اپنے بیسوں سے نہایت محنت ومشقت اور جد وجہد کرکے الکلام الاوضح فی تفسیر سورۂ الم نشرح (مصنفۂ بحر العلوم حضرت علامہ مولٰنا مفتی نقی علی خاں صاحب والد ماجد اعلیٰحضرت امام علامہ احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما) اور فتاویٰ مصطفویہ اول ودوم (مصنفۂ حضرت علامہ مولٰنا مصطفےٰ رضا خاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ) یہ تین عظیم الشان کتابیں شائع کرچکے ہیں۔ اب یہ انکی چوتھی مبارک عظیم پیشکش فتاویٰ رضویہ غالبًا دسویں جلد کتاب الحظر والاباحۃ کا نصف اول (مصنفۂ حضرت مجدد اعظم امام علامہ مولانا مفتی احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہے اسے پہلے شہزادۂ اعلیٰحضرت سیدنا حضور مفتی اعظم ہند علامہ مولٰنا مصطفےٰ رضا خاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے دربار اقدس میں نذر کرکے تمام اہل ایمان کے مطالعہ کے لئے پیش کر رہے ہیں۔ یہ کتاب ہمیں خستہ حالت میں ملی کہنگی کے سبب جلد کا نام بھی غائب ہوچکا تھا پتا نہیں چل رہا تھا کہ یہ کون جلد ہے کوشش کی گئی کہ پتا لگ جائے مگر ابتک ہمیں پوری تحقیق نہ ہوسکی آئندہ نصف آخر کی اشاعت تک اس کی پوری تحقیق انشاء اللہ تعالیٰ ہوجائے گی۔ پہلے اصل مسودے سے نقل کی گئی پھر نقل کا مقابلہ مسودہ سے کیا گیا پھر بعد کتابت دوبارہ مقابلہ کیا گیا حتی الوسع تصحیح کی پوری کوشش کی گئی ہے جہاں جہاں ضرورت پڑی حوالے کی عربی عبارتوں کا انکی اصل سے بھی مقابلہ کیا گیا۔ تصحیح میں جو غلطیاں نکلی ہیں کاتب سے انکی تصحیح بھی بنوائی گئی ہیں کاتب صاحبان کی عادات تو اہل علم حضرات کو معلوم ہی ہیں کتنی بھی تاکید کردی جائے مگر وہ کچھ غلطیوں کو بے تصحیح سہواً یا عمداً چھوڑ ہی دیتے ہیں لہذا آپ حضرات اگر اس کتاب میں غلطیوں پر مطلع ہوں تو انکی ہماری یا کاتب صاحب کی کوتاہی نظر پر محمول کریں مصنف علیہ الرحمۃ کا دامن انسے منزہ سمجھیں حضرت مولٰنا مولوی حافظ قاری مفتی محمد اعظم صاحب شیخ الحدیث دار العلوم منظر اسلام ومفتی رضوی دار الافتاء کا ہم تشکر یہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے ہمارے اس عظیم ومبارک کام میں امید سے زیادہ تعاون فرمایا ہے ورنہ ہم اسکی اشاعت تنہا نہ کرسکتے پرودگار عالم انھیں اس بااخلاص تعاون پر اجر عظیم عطا فرمائے آمین اس جلد میں متعدد مستقل رسائل مندرج ہیں جب ہم پوری جلد دوبارہ شائع کریں گے تو فہرست میں ان رسائل وفصول مسائل کی بھی تصریح کردینگے اس اشاعت میں مجمل فہرست مضامین پیش کی گئی ہے۔ کتاب کے مضمون کے بارے میں کچھ کہنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے مصنف علامہ حضرت امام احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہر تصنیف علوم ومعارف کا ذخیرہ ہوتی ہے اور یہ تو انکے فتاویٰ کا ایک بہت عظیم جزء ہے۔ وہ تحقیقات سے یہ کتاب مالامال ہے جنکا مطالعہ اہل ایمان خصوصًا ارباب علم کو اس فیصلہ پر مجبور کردیتا ہے کہ بے شک حضرت علامہ مولانا امام احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات اقدس خدا وند قدوس کی عظیم قدرت کی ایک نشانی اور محبوب خدا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کا ایک معجزہ تھا خیال تھا کہ یہ کتاب مکمل یکبارگی شائع کی جائے مگر مطالعہ کرنے والوں کی آسانی اور بعض اور اسباب کی بنا پر تقریبًا نصف اول شائع کیا گیا اسکے بعد نصف آخر کی اشاعت انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہوگی۔ فقط والسلام

معوان علی رضوی بیسلپوری

فہرست مضامین

١۔ اعتقادیات

ایمان۔ کفر۔ گناہ۔ توبہ

۳۔ ظروف۔ زیور

انگوٹھی سونے چاندی کا استعمال

۴۔ لباس

عمامہ۔ ٹوپی جوتا وغیرہ

۵۔ دیکھنا چھونا

پردہ۔ حجاب۔ دیوثی

۶- سلام وغیرہ مصافحہ معانقہ بوسہ

۷- داڑھی ختنہ حجامت

۱۰۔ علم و تعلیم

(علماء۔ تلامذہ وغیرہ متعلقات)

۱۱۔ لہو و لعب

راگ۔ مزامیر۔ قوالی۔ رقص۔ مزاح

۱۲۔ امر بالمعروف نہی عن المنکر

۱۳۔ مرض۔ تداوی (تیمارداری وغیرہ)

۱۴۔ آداب

مسجد۔ قبلہ۔ تلاوت۔ خطبہ۔ جماع وغیرہ

۱۵۔ صحبت۔ موالات

محبت۔ عداوت وغیرہ

۱۶۔ جھوٹ غیبت (بدعہدی وغیرہ)

۱۷۔ ظلم ایذائے مسلم

۱۸۔ بغض۔ تکبّر

۱۹۔ سلوکِ حقوق

ہدایا و تحائف کا لین دین

۲۰۔ ایصالِ ثواب۔ صدقہ۔ سوال

۲۰۔ مجالس

میلاد شریف، مراثی، ذکر شہادت وغیرہ

۲۲- ذکر و دعا و تلاوت

۲۳- نوحہ - جزع و فزع

تعزیہ اور اس سے متعلقہ بدعات

۲۵- رسم و رواج - بدعت و اسراف

۲۶- تشبہ بالغیر و شعار کفار وغیرہ

۲۷ تصویر

۲۸- نماز - طہارت وغیرہ (امامت - استنجا - وضو -)

۲۹- نکاح - طلاق عدت - حقوق زوجین وغیرہ

۳۰۔ جانوروں کا پالنا۔ لڑانا۔ ان پر رحم وظلم

آثار مقدسہ اور ان سے تبرک و توسل

متفرقات

دیگر متفرقات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الحظر والاباحۃ

مسئلہ ۱۹ رجب ۱۳۰۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک برات میں کچھ لوگ جمع تھے اُن میں ایک جذامی تھا لوگوں نے اُس کے ساتھ کھانا پسند نہ کیا ایک شخص مصر ہوا جب بحث بڑھی براتیوں نے اُس سے کہا واسطے خُدا اور رسول مقبول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اس وقت اسے علٰیحدہ کردو اور صاحبِ مکان کا کھانا خراب نہ کرو وہ بولا ہم خُدا و رسول کو نہیں جانتے اُس وقت سب نے کہا یہ شخص کلمہ کُفر بولا جُذامی کے ساتھ اسے بھی الگ کردیا اور اپنے جلسہ سے نکال دیا چند شخص اور بھی اس کے شریک ہوکر چلے گئے اس صورت میں اُس شخص اور اُس کے شریکوں کے لئے کیا حکم ہے بیّنوا توجروا۔

الجواب

ہرچند جذامی کے ساتھ کھانا شرعاً جائز ہے بلکہ خود نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مجذوم کو اپنے ساتھ کھلایا اور فرمایا کل معی بسم اللہ ثقۃ باللہ وتوکلا علی اللہ رواہ ابوداود والترمذی وابن ماجہ بسند حسن وابن حبان والحاکم وصححاہ یہاں تک کہ اگر بقصد تواضع و توکل و اتباع ہو تو ثواب پائے گا اخرج الطحاوی عن ابی ذر رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کل مع صاحب البلاء تواضعا لربک وایمانا مگر خواہی نخواہی اُس کے ساتھ کھانا ضرور بھی نہیں بلکہ جس کی نظر اسباب پر مقتصر ہو اور خدا پر سچا توکل نہ رکھتا ہو اُس کے حق میں بچنا ہی مناسب ہے نہ یہ سمجھ کر کہ بیماری اُڑکر لگ جاتی ہے کہ یہ خیال تو باطل محض ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صحیح حدیثوں میں اسے رد فرمایا قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاعدوٰی اخرجہ احمد والشیخان وابوداود عن ابی ھریرۃ واحمد ومسلم عن جابر بن عبد اللہ وعن السائب بن یزید رضی اللہ تعالٰی عنہم قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فمن اعدی الاول اخرجہ الشیخان وابوداود عن ابی ھریرۃ ایضا رضی اللہ تعالٰی عنہ بلکہ اس نظر سے کہ شاید قضائے الٰہی کے مطابق کچھ واقع ہوا اور اُس وقت شیطان کے بہکانے سے یہ سمجھ میں آیا کہ فلاں فعل سے ایسا ہوگیا ورنہ نہ ہوتا تو اس میں دین کا نقصان ہوگا فان لو تفتح عمل الشیطان قالہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم غرض قوی الایمان کو توکلا علی اللہ اُس سے مخالطت میں کچھ نقصان نہیں اور ضعیف الاعتقاد کے حق میں اپنے دین کی احتیاط کو احتراز بہتر ولہٰذا سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں فر من المجذوم کما تفر من الاسد اخرجہ البخاری عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ دوسری حدیث میں ہے اتقوا صاحب الجذام کما یتقی السبع اذا ھبط وادیا فاھبطوا غیرہ رواہ ابن سعد فی الطبقات عن عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالٰی عنہما نیز حدیث میں ہے کلم المجذوم وبینک وبینہ قید رمح اور مجین رواہ ابن السنی وابونعیم فی الطب النبوی عن عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بہرحال برات والوں کا انکار کچھ بیجا نہ تھا اور اس شخص کا اصرار محض ناحق پھر جب اُنھوں نے خُدا کا واسطہ دیا اُس پر بلاوجہ نہ ماننا گناہ ہوا حدیث میں ہے ملعون من سئل بوجہ اللہ ثم منع سائلہ مالم یسئل ھجرا اخرجہ الطبرانی فی الکبیر بسند حسن عن ابی موسی الاشعری عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یہاں تک تو حماقت یا گناہ ہی تھا اس کے بعد وہ لفظ جو اُس نے کہا کہ ہم خُدا و رسول کو نہیں جانتے یہ صریح کلمہ کُفر ہے والعیاذ باللہ تعالٰی اُس شخص پر فرض ہے کہ توبہ کرے اور از سرِ نو مسلمان ہو اور اگر عورت رکھتا ہے تو نئے سرے سے نکاح چاہئے اور جس طرح وہ کلمہ مجمع میں کہا تھا توبہ بھی مجمع میں کرے اگر نہ مانے تو مسلمان ضرور اُسے اپنے گروہ سے نکال دیں نہ اپنے پاس بٹھائیں نہ اسکے پاس بیٹھیں نہ اس کے معاملات میں شریک ہوں نہ اپنی تقریبوں میں اُسے شریک کریں اللہ تعالٰی فرماتا ہے وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ○ اور جو لوگ اُس کا ساتھ دے کر اُٹھ گئے وہ بھی سخت گناہگار ہوئے اُن پر بھی توبہ واجب اگر نہ کریں

تو مسلمانوں کو اُن سے بھی جُدائی مناسب واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از مارہرہ مطہرہ مسئولہ حضرت ابوالقاسم سید اسمٰعیل حسن میاں صاحب دامت برکاتہم ۲۷ محرم ۱۳۰۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چاندی سونے کی گھڑیاں رکھنا یا سیم و زر کے چراغ میں بغرض بعض اعمال کے فتیلہ روشن کرنا جس سے روشنی لینا کہ مقصود متعارف چراغ ہے مراد نہیں ہوتا بلکہ قوت عمل و سُرعت اثر و تنبیہ موکلات مقصود ہوتی ہے جائز ہے یا نہیں۔ بیّنوا توجروا۔

الجواب

دونوں ممنوع ہیں علامہ سید احمد طحطاوی حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں قال العلامۃ الوانی المنھی عنہ استعمال الذھب والفضۃ اذالاصل فی ھذا الباب قولہ علیہ الصلاۃ والسلام ھذان حرامان علی ذکور امتی حل لاناثھم ولما بین ان المراد من قولہ حل لاناثھم مایکون حلیا لھن بقی ماعداہ علی حرمتہ سواء استعمل بالذات او بالواسطۃ اھ واقرہ العلامۃ نوح وایدہ باطلاق الاحادیث الواردۃ فی ھذا الباب اھ ابوالسعود ومنہ تعلم حرمۃ استعمال ظروف فناجین القھوۃ والساعات من الذھب والفضۃ اھ ملخصا علامہ شامی ردالمحتار میں ان تصریحات علامہ طحطاوی کو ذکر کرکے فرماتے ہیں وھو ظاہر اُسی میں ہے الذی کلہ فضۃ یحرم استعمالہ بای وجہ کان کما قدمناہ ولو بلامس بالجسد ولذا حرم ایقاد العود فی مجمرۃ الفضۃ کما صرح بہ فی الخلاصۃ ومثلہ بالاولی ظروف فنجان القھوۃ والساعۃ وقدرۃ التنباک التی یوضع فیھا الماء وان کان لایمسھا بیدہ ولا بفمہ لانہ استعمال فیما صنعت لہ الخ اور یہ عذر کہ چراغ استصباح یعنی روشنی کے لئے ہوتا ہے اور یہاں اس نیت سے مستعمل نہیں تو جواز چاہئے لمافی الدر المختار ان ھذا اذا استعملت ابتداء فیما صنعت لہ بحسب متعارف الناس والا فلا کراھۃ نامقبول ہے کہ اوّلاً عند التحقیق مطلق استعمال ممنوع ہے اگرچہ خلاف متعارف ہو لاطلاق الاحادیث والادلۃ کما مر کٹورا پانی پینے کے لئے بنتا ہے اور رکابی کھانا کھانے کو پھر کوئی نہ کہے گا کہ چاندی سونے کے کٹورے میں کھانا کھانا یا اُس رکابی میں پانی پینا جائز ہے۔ علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں ماذکرہ فی الدرر من اناطۃ الحرمۃ بالاستعمال فیما صنعت لہ عرفا فیہ نظر فانہ یقتضی انہ لو شرب او اغتسل بآنیۃ الدھن اوالطعام انہ لایحرم مع ان ذلک استعمال بلاشبہۃ داخل تحت اطلاق المتون والادلۃ الواردۃ فی ذلک الخ ثانیًا استصباح چراغ خانہ سے مقصود ہوتا ہے یہ چراغ اُس غرض کے لئے بنتا ہی نہیں اور جس غرض کے لئے بنتا ہے اُس میں استعمال قطعًا متحقق تو استعمال فیما صنع لہ موجود ہے اور حکم تحریم سے مفر مفقود ہاں اگر سونے کا ملمع یا چاندی کی قلعی کرلیں تو کچھ حرج نہیں علامہ عینی فرماتے ہیں اما التمویہ الذی لایخلص فلا بأس بہ بالاجماع لانہ مستھلک فلا عبرۃ ببقائہ لونا انتہی واللہ تعالٰی اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

مسئلہ ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۰۶ھ مرزا باقی بیگ صاحب رامپوری۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہنود جو اپنے معبودان باطل کو ذبیحہ کے سوا اور قسم طعام و شیرینی وغیرہ چڑھاتے اور اُسے بھوگ یا پرشاد نام رکھتے ہیں اُس کا کھانا شرعًا حلال ہے یا نہیں۔ بیّنوا توجروا۔

الجواب

حلال ہے لعدم المحرم مگر مسلمان کو احتراز چاہئے لخبث النسبۃ عالمگیریہ میں ہے مسلم ذبح شاۃ المجوسی لبیت نارھم اوالکافر لآلھتھم توکل لانہ سمی اللہ تعالٰی ویکرہ للمسلم کذا فی التاتارخانیہ ناقلا عن جامع الفتاوی اھ **اقول** فاذا حلت ھذہ وھی ذبیحۃ فالمسئول عنہ اولٰی بالحل اور شیخ محقق رحمہ اللہ تعالٰی مجمع البرکات میں فرماتے ہیں مایأتی المجوس فی نیروزھم من الاطعمۃ یحل اخذ ذلک والاحتراز عنہ اسلم کذا فی مطالب المومنین ناقلا عن الذخیرۃ اھ ملخصا **اقول** فاذا کان الاحتراز عن ھذا اسلم مع انہ لیس الاطعامًا صنعوہ لیوم زینتھم فالمستفسر عنہ اجدر بالاحتراز واحرٰی کما لایخفی خصوصًا اگر کفار اُس پرشاد کو بطور تصدق بانٹ رہے ہوں جب تو ہرگز پاس نہ جائے یارب مگر بضرورت شدیدہ۔ کہ صدقہ کے طور پر لینے میں معاذ اللہ مسلمان کی ذلت اور گویا کافر کے ہاتھ کا اُس کے ہاتھ پر بالا کرنا ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الید العلیا خیر من الید السفلٰی والید العلیا ھی المنفقۃ والید السفلی ھی السائلۃ اونچا ہاتھ نیچے ہاتھ سے بہتر ہے اور دینے والا ہاتھ اونچا ہے اور مانگنے والا نیچا اخرجہ الشیخان وغیرھما عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از پنجاب۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رنڈیوں اور ڈومنیوں کے یہاں مزدوری کرکے رزق کمانا جائز ہے یا نہیں اگر نہیں جائز تو نصارٰی کی نوکری کیوں جائز ہے اگر نہیں جائز تو لوگ اُس روپیہ سے مساجد و مدارس میں چندہ کیوں دیتے ہیں بینوا توجروا۔

الجواب

اصل مزدوری اگر کسی فعل ناجائز پر ہو سب کے یہاں ناجائز اور جائز پر ہو تو سب کے یہاں جائز اس امر میں رنڈیاں اور غیر رنڈیاں نصارٰی و ہنود وغیرہم سب برابر ہیں کلام اس میں ہے کہ اگر اُن کے یہاں کسی فعل جائز پر مزدوری کی تو آیا زر اُجرت اُن کے مال سے لینا روا اور وہ اکل حلال ہوگا یا نہیں اس کا حکم یہ ہے کہ رنڈیوں کو جو مال گانے ناچنے یا معاذاللہ زنا کی اُجرت میں ملتا ہے اُن کے لئے حرام ہے وہ ہرگز اُس کی مالک نہیں ہوتیں وہ اُن کے ہاتھ میں مال مغصوب کا حکم رکھتا ہے نہ انھیں خود اُس کا اپنے صرف میں لانا جائز نہ دوسرے کو وہ مال بعینہٖ اپنے قرض خواہ کسی چیز کی قیمت خواہ مزدوری کی اُجرت میں خواہ ویسے ہی بلا معاوضہ بطور ہدیہ خواہ صدقہ خواہ کسی طرح لینا روا ہو سکے بلکہ فرض ہے کہ جن جن سے لیا ہے انھیں کو پھیر دیں فی کراھیۃ الھندیۃ عن المحیط عن محمد رحمہ اللہ تعالٰی فی کسب المغنیۃ ان قضی بہ دین لم یکن لصاحب الدین ان یاخذہ الخ و فی حظر ردالمحتار عن السغناقی عن بعض المشائخ کسب المغنیۃ کالمغصوب لم یحل اخذہ اھ اسی طرح اُن کے آشنا جو مال بطور تحفہ و ہدیہ اُن کے راضی رکھنے یا اُن کا دل اپنی طرف مائل کرنے کو دے آتے ہیں اگرچہ اُس وقت خالی ملاقات کو جائیں اور زنا یا غنا کچھ مقصود نہ رکھیں اُس کا بھی یہی حکم ہے کہ وہ رشوت ہے اور رنڈیاں اُس کی مالک نہیں ہوجاتیں اُس کا واپس دینا بھی واجب ہے فی الحاشیۃ الطحطاویۃ علی الدر المختار آثرا عن القنیۃ مقرا علیہ ما یدفعہ المتعاشقان رشوۃ یجب ردہ ولا تملك اھ اگر لینے والے کو معلوم ہوگا کہ یہ مال بعینہٖ وہی ہے انھوں نے گانے ناچنے زنا کی اُجرت یا آشناؤں سے تحفہ ہدیہ رشوت میں پایا ہے تو اُسے لینا ہرگز روا نہیں اور وہ مال جو انھیں گانے ناچ مجلے میں انعام بلا شرط یعنی اُجرت مقررہ سے زیادہ ملتا ہے اُن کے حق میں حکم ہبہ کا رکھتا ہے کہ وہ عقد اجارہ باطلہ جو ان افعال محرمہ پر ہوا یہ مال اُس کے تحت میں داخل نہیں بلکہ بہت لوگ بطور خوشنودی کچھ اپنی ناموری کے خیال سے بعض جاہل یہ سمجھ کر کہ ایسے مقامات پر انعام دینا شان ریاست ہے دیا کرتے ہیں تو وہ اس مال کی مالک ہوگئیں اسی طرح ڈومنیوں کو جو بیل ملتی ہے اُس کا بھی یہی حکم ہے فی الخانیۃ الرجل اذا کان مطربا مغنیا ان اعطی بغیر شرط قالوا یباح وان کان یاخذہ علی شرط رد المال علی صاحبہ ان کان یعرفہ وان لم یعرفہ یتصدق بہ اھ **قلت** والمسئلۃ منقولۃ عن محرر المذھب اثرھا فی الھندیۃ عن المنتقی عن ابراھیم عن محمد وعنھا نقل فی ردالمحتار قال ومثلہ فی المواھب **اقول** مگر اس قدر تفرقہ ضرور ہے کہ اگر دینے والے نے یہ مال حسب دستور فی الواقع انعام یا بیل کے طور پر دیا تو ہبہ ٹھہرے گا اور اگر اصل مقصود آشنائی بڑھانا اور اپنی طرف لبھانا ہے تو بیشک رشوت قرار پائے گا اور اُسی حکم مغصوب میں داخل ہوجائے گا فانما الامور بمقاصدھا وانما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ مانوی اور یہ فرق ملاحظہ قرائن سے معلوم ہو سکتا ہے اسی لیے مسموع یوں ہے کہ رنڈی ڈومنی سے معاذاللہ جس شخص کو آشنائی ہوتی ہے وہ بلا وجہ بھی حسب مقدرت انعام کثیر اور جلد جلد بیل دیتا ہے۔ یوں ہی بعض دیہات کی رسم سُنی گئی ہے کہ نیوتے والے جو بیل رنڈی کو دیتے ہیں صاحب خانہ کا قرض سمجھ کر دیا جاتا ہے اور وہ اس اُجرت مقررہ میں مجرا لیتا ہے تو یہ بیل درحقیقت بیل نہیں بلکہ وہی اُجرت ہے اور مغصوب میں داخل لان المعھود عرفا کالمذکور لفظاً غرض ان صورتوں سے پاک ہو تو بیشک انعام اور بیل کا روپیہ اُن کی ملک خاص ہے اور انھیں خود اُس سے انتفاع اور دوسرے کو اُس میں سے دینا جائز ہے اس لینے والے کو اگر معلوم ہو کہ مثلاً زر اُجرت جو اس نے دیا وہ خاص اس مال حلال سے تھا تو اُس کے لینے میں کوئی حرج نہیں اسی طرح اگر رنڈی کسی سے قرض لے کر اس کی اُجرت دے تو بھی لینا جائز اب چاہے وہ اپنا قرض کسی مال سے ادا کرتی رہے فی الخلاصۃ الحیلۃ فی ھذہ المسائل ان یشتری نسیئۃ ثم ینقد ثمنہ من ای مال شاء وقال ابویوسف سألت اباحنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن الحیلۃ فی مثل ھذا فاجابنی بما ذکرنا اھ **قلت** وسیاتی سند آخر...... اور اگر رنڈی مال حرام بعینہٖ نہ دے بلکہ اُس مال سے کوئی شَے مثلاً غلہ یا کپڑا خرید کر دینا چاہے تو اس کی دو صورتیں ہیں اوّل یہ کہ خریدنے میں نقد و عقد دونوں اُس مال حرام پر جمع ہوئے یعنی رنڈی نے اپنا حرام روپیہ بائع کے سامنے ڈال دیا کہ فلاں چیز دیدے اُس نے دے دی یا حرام روپیہ دکھا کر کہا اس کے عوض دے دے اُس نے دی اس نے یہی زر حرام قیمت میں دیا اس صورت میں جو کچھ رنڈی نے خریدا وہ بھی مثل اُس روپے کے حرام رہا دوم یہ کہ نقد و عقد کا زر حرام پر اجتماع نہ ہو کسی

رنڈی نے نہ روپیہ پہلے سے دیا نہ دکھایا بلکہ یوں ہی کہا کہ ایک روپیہ کی یہ چیز دیدے اُس نے دیدی اس نے قیمت میں زرحرام دیا یا حلال روپیہ دکھا کر مانگی پھر دیا حرام یا حرام دکھا کر طلب کی پھر دیا حلال کہ وجہیں اولین میں حرام پر عقد اور ثالث میں اُس کا نقد نہ ہوا اس صورت دوم پر جو چیز رنڈی نے خریدی بہتر تو اُس کا بھی نہ لینا ہے لان کثیرا من مشائخنا ذھبوا الی تحریم الابدال مطلقا فیما کان الخبث فیہ لعدم الملک پھر بھی اگرلے لیگا تو رنڈی اپنے افعال پر ماخوذ ہے یہ خریدی ہوئی چیز نہ اُس کے حق میں حرام کہی جائے گی نہ اس لینے والے کے حق میں لان جمھور ائمتنا المتاخرین افتوا بقول الامام الکرخی المفصل بالتفصیل المذکور رفقا بالمسلمین نظرا الی حال ھذا الزمان الفاشی فیہ الحرام بل منھم من زعم حل الابدال مطلقا فیما لایتعین بالتعیین فی ردالمحتار عن التتارخانیۃ والولوالجیۃ الفتوی الیوم علی قول الکرخی دفعا للحرج لکثرۃ الحرام قال وعلی ھذا مشی المصنف فی کتاب الغصب تبعا للدرر وغیرھا اھ وفی فتاوی الامام فخر الدین قاضی خان اما الذی اشتراہ بالثمن اذا لم یکن اشتراءً مضافا الی الغصب فظاھر اما الذی اشتراہ بالثمن واضاف العقد الیہ فالعقد لم یقع علی الثمن المشار الیہ فلا یتمکن الخبث فی المبیع اھ **اقول** وھھنا تحقیق وازاحۃ وھم یعرف بالمراجعۃ الی رسالتنا فی اکل الحلال والحرام التی انا فی تالیفھا وترصیفھا فی ھذہ الایام واذا تمت فارجو ان تکون نافعۃ مبارکۃ ان شاء اللہ تعالٰی اور اگر معلوم ہو کہ یہ مال جو وہ مثلاً اُجرت میں دیتی ہے اگرچہ عین حرام نہیں مگر اس میں مال حلال وحرام اس طرح سے ملے ہوئے ہیں کہ تمیز نہیں ہوسکتی یا ہو تو بدقت تمام ہو مثلاً رنڈی کے پاس دس روپیہ ناپاک کمائی کے تھے اور پانچ انعام یا قرض یا زراعت وغیرہ یا کسی وجہ حلال کے اور اُس نے وہ سب ملا دیئے اور شناخت نہیں کہ وہ دس کون سے تھے اور یہ پانچ کون سے تو اس صورت میں جس قدر مال وجہ حلال سے تھا مثلاً مثال مذکور میں پانچ روپیہ اس قدر لینا تو بلاشبہہ جائز ہے فی الفتاوی العالمگیریۃ عن التاتارخانیۃ عن الامام محمد غصب عشرۃ دنانیر فالقی فیھا دینارا ثم اعطی منہ رجلا دینارا جاز ثم دینارا آخر لا اھ اور اُس سے زائد مثلاً صورت مفروضہ میں چھٹا روپیہ لینے سے احتراز کرے کہ مذہب صاحبین پر حرام محض ہے اور عامہ محققین نے اُسی پر فتوٰی دیا اور بربنا مذہب امام مکروہ ہونا چاہئے تو ایسے امر میں کیوں پڑے جس کا ادنٰی درجہ کراہت اور اکثر اکابر کے طور پر حرام فی فتاوی قاضی خاں ناقلا عن الامام ابی بکر البلخی قیل لہ لو ان فقیرا یاخذہ مع علمہ ان السلطان یاخذھا غصبا یحل لہ ذلک قال ان کان السلطان خلط الدراھم بعضھا ببعض فانہ لاباس بہ وان دفع عین الغصب من غیر خلط لم یجز اخذہ قال الفقیہ ابو اللیث ھذا الجواب یستقیم علی قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالٰی لان عندہ اذا غصب الدراھم من قوم وخلط بعضھا ببعض یملکھا الغاصب اما علی قول ابی یوسف ومحمد فانہ لایملکھا وتکون علی ملک صاحبھا **اقول** واما الکراھۃ علی مذھب الامام فلانہ وان ملکہ بسبب خبیث والتصدق واجب علیہ وفی ھذا اعراض عنہ قال الامام شمس الائمۃ السرخسی فی شرح السیر الکبیر المشتری فاسدا اذا اراد بیع المشتری بعد القبض یکرہ شراؤہ منہ الخ قال الشامی لحصولہ للبائع بسبب حرام ولان فیہ اعراضا عن الفسخ الواجب اھ وایضاح المقام مفوض الی رسالتنا المذکورۃ اور اگر رنڈی نے ایک مال حرام کو دوسرے حرام سے خلط کیا مثلاً ناچ کی اُجرت میں اُس نے دس روپیہ زید سے پائے تھے اور دس عمرو سے یہ سب ملا دیئے تو اس میں سے ایک روپیہ بھی لینا نہ چاہیے کہ وہ سب وجہ حرام سے ہے جو کچھ لے گا صاحبین حرام بتائیں گے اور امام کے قول پر مکروہ ہونا چاہیے ولوجہ ماذکرنا انھا کعین المغصوب عندھما وکالمشتری فاسدا عندہ ہاں اگر اس قسم کے روپیہ سے کوئی چیز مثلاً ناج یا کپڑا خرید کردے تو اس مزدور کو اُس شے کا لینا امام کے طور پر بالاتفاق حرام نہیں اور بربنائے مذہب صاحبین اُسی تفصیل پر رہے گا جو خریدی ہوئی چیز کے بارے میں اوپر گذری **اقول** وذلک لان الملک ثابت عندہ بالخلط ولو خبیثا فلا یعمل فیما لایتعین کالدراھم واما عندھما فالخبث لعدم الملک فیعمل فی الصفتین جمیعا علی الاطلاق کما اختیار کثیر من المشائخ فلا یحل المشتری مطلقا وخالف جماعتہ فقالوا یحل المشتری بالدراھم مطلقا وقال الکرخی الا اذا عقد علیھا ونقد ھھنا وبہ افتی جمھور المتاخرین کما مر والتفصیل محمول علی الرسالۃ یہ سب صورتیں اُس وقت تھیں جب اسے اُس مال کا حال معلوم ہو جو اس کی مزدوری میں دیا جاتا ہے کہ خاص مال رنڈی کے پاس کہاں سے آیا ہے اور اُس تک کیونکر پہنچا ہے آیا عین حرام میں سے ہے یا خالص حلال سے ہے یا دونوں مخلوط ہیں یا مال حرام سے خریدا ہوا ہے یا کیا حال ہے اور اگر یہ کچھ نہیں کہہ سکتا نہ اسے کچھ خبر کہ خاص مال جو اسے دیا جاتا ہے کس قسم کا ہے تو اس صورت میں فتوٰی جواز ہے کہ اصل حلت ہے جب تک خاص اس مال کی حرمت نہ ظاہر ہو لینے سے منع نہ کریں گے فی الھندیۃ عن الظھیریۃ عن الامام الفقیہ ابی اللیث اختلف الناس فی اخذ الجائزۃ من السلطان قال بعضھم یجوز مالم یعلم انہ یعطیہ من حرام قال محمد رحمہ اللہ تعالٰی وبہ ناخذ مالم نعرف شیئا حراما بعینہ وھو قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالٰی واصحابہ اھ وفی فتاوی الامام قاضی خاں رجل دخل علی

سلطان فقدم علیہ شیئ من الماکولات قالوا ان اکل ھٰھنا لا باس بہ اشتراہ بالثمن اولم یشترالا ان ھذا الرجل ان کان یعلم انہ غصب بعینہ فانہ لایحل لہ ان یاکل من ذلک اھ وفیھا ان لم یعلم الاٰخذ انہ من مالہ او من مال غیرہ فھو حلال حتی یتبین انہ حرام اھ وفی ردالمحتار عن الذخیرۃ سئل ابوجعفر عمن اکتسب مالہ من امر السلطان والغرامات المحرمۃ وغیرذلک ھل یحل لمن عرف ذلک ان یاکل من طعامہ قال احب الی فی دینہ ان لایاکل ویسعہ حکما ان لم یکن غصبا اورشوۃ اھ وھکذا فی الھندیۃ عن المحیط عن الفقیہ ابی جعفر وفی حاشیۃ السید الحموی علی الاشباہ من قاعدۃ اذا اجتمع الحلال و الحرام غلب الحرام وکون الغالب فی السوق الحرام لایستلزم کون المشتری حراما لجواز کونہ من الحلال المغلوب الاصل الحل اھ۔ علما فرماتے ہیں ہمارا زمانہ شبہات کے بچنے کا نہیں یقینی اکل حلال خالص آجکل حکم عنقا کا رکھتا ہے غنیمت ہے کہ آدمی آنکھوں دیکھے حرام سے بچ جائے فی الخانیۃ لایخ ذلک عن نوع شبھۃ الا انھم قالوا لیس زماننا زمان الشبھات فعلی المسلم ان یتقی الحرام المعاین اھ وفی الباب الخامس والعشرین من کراھۃ العلمگیریۃ عن جواھر الفتاوٰی فی الجملۃ ان طلب الحلال من ھذہ البلاد صعب وقد قال بعض مشائخنا علیک بترک الحرام المحض فی ھذا الزمان فانک لاتجد شیئا لاشبھۃ فیہ اھ مگر تاہم یہ حکم ظاہر کا ہے دیانۃً اگر معلوم ہو کہ اُس کا مال اکثر وجہ حرام سے ہے تو متقی کا کام اُس سے بچنا ہے جب تک ظاہر نہ ہو کہ یہ خاص مال جو اُس کے صرف میں آئے گا وجہ حلال سے ہے آدمی کو حظوظ نفس کی وسعتیں خراب کرتی ہیں حق سبحانہ، تعالٰی نے جب انسان کو بحکم الدنیا خضرۃ حلوۃ اس سبزہ زار شہد نما زہر فروش یعنی دُنیا میں بھیجا بمحض رحمت ازلی اُس کے قاتل زہر کو الگ چھن کر حد مقرر فرمادی اور نواہی شرعیہ عام منادی سُنادی کہ او غافل بکریو اس احاطہ کے اندر نہ چرنا تمھارا دشمن بھیڑیا کہ عبارت شیطان سے ہے اسی جنگل میں رہتا ہے یہاں کی گھاس اس وقت کی نظر میں تمھیں ہری ہری دوب لہکتی لہلہاتی نظر آتی ہے مگر خبردار اس میں بالکل زہر بھرا ہے اب اس مرغزار کی گھانس تین قسم کی ہوگئی کچھ سب کو معلوم ہے کہ اُسی قطعہ کی ہے جس میں زہر ہے اور کچھ اُس ٹکڑے سے بہت دور ہے جسے ہم یقینی اپنے حق میں نافع یا ضرر سے خالی جانتے ہیں اور جو کچھ اُس پہلے خطہ کے آس پاس رہ گئی اُس میں شبہہ ہے کیا جانئے شاید اُس میں کی ہو و ذلک **قولہ** صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الحلال بین والحرام بین وما بینھما مشتبھات لایعلمھن کثیر من الناس تو ہم میں جن کو اپنی جان پیاری اور ہوش و خرد کی پاسداری تھی اُنھوں نے تو اُس تختہ کی اور کوسوں کا طرار اُبھرا اور بھولی بھیڑیں اپنی نادانی سے یہی کہتی رہیں کہ ابھی تو وہ ٹکڑا نہیں آیا ہے ابھی تو دور معلوم ہوتا ہے یہاں تک کہ خاص اُس خطہ میں جا پڑیں اور زہر کی گھانس نے کام تمام کیا۔ آدمی کو اگر پلاؤ کی رکابی دی جائے اور کہدیں کہ اس کے خاص وسط میں روپیہ بھر جگہ کے قریب سنکھیا بسی ہوئی ملی ہے ڈرتے ڈرتے کناروں سے کھلائے گا اور بجائے ایک روپیہ کے چار روپیہ کی جگہ چھوڑ دے گا کاش ایسی احتیاط جو اپنے بدن کی محافظت میں کرتا ہے قلب کی نگاہداشت میں بجالاتا۔ اے عزیز بادشاہوں کا قاعدہ ہے ایک چراگاہ محصور کرلیتے ہیں کہ رعایا اس میں نہ چرانے پائیں عربی میں اوسے حمٰی کہتے ہیں خُدا و رسول کی سچی سلطنت قاہر بادشاہت میں حمٰی محرمات شرعیہ ہیں جسے اپنے دین و آبرو کا خیال ہے شبہات سے بچے گا کہ مبادا آس پاس چراتے چراتے خاص حمٰی میں جا پڑے اور جو نہیں مانتے تو قریب ہے کہ اونھیں ایک دن یہ واقعہ پیش آجائے یہ مثال جو میں نے بیان کی کچھ میری ایجاد نہیں بلکہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں ارشاد فرمائی کما اخرجہ البخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ عن النعمان بن بشیر والطبرانی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھم اجمعین بلکہ بعض علما نے تو درصورت غلبہ حرام رخصت ہی نہ دی اور عدم جواز کی تصریح فرمائی یعنی جب دینے والے کا اکثر مال وجہ حرام سے ہے تو اوس کے مال سے کچھ لینا جائز نہیں جب تک اس خاص چیز کا وجہ حلال سے آنا ظاہر نہ ہوجائے ففی الھندیۃ عن المختار شرح الاختیار لایجوز قبول ھدیۃ امراء الجور لان الغالب فی مالھم الحرمۃ الخ وفیھا ایضا فی فتاوی اھل سمرقند رجل دخل علی السلطان فقدم الیہ شیئ ماکول فان اشتراہ بالثمن اولم یشتری ذلک ولکن ھذا الرجل لایفھم انہ مغصوب بعینہ حل لہ اکلہ ھکذا ذکروا والصحیح انہ ینظر الی مال سلطان و بین الحکم علیہ ھکذا فی الذخیرۃ اھ مافی الھندیۃ **قلت** لکن تصحیح الذخیرۃ لایعارض قول محرر المذھب محمد بہ ناخذ مالم نعرف شیئا حراما بعینہ وھو قول ابی حنیفۃ واصحابہ کما مر نقلہ عن فتاوی الامام الاجل ظھیرالدین المرغینانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیھم اجمعین الی یوم الدین ہاں ازالہ شبہہ کے لئے اتنا بھی کافی ہے کہ جب صاحب مال رنڈی یا ڈوم ہے خود بیان کریں کہ یہ مال ہمارے پاس وجہ حلال سے ہے ہمیں انعام ملا یا ہم نے قرض لیا یا مثلاً بذریعہ زراعت وغیرہا وجوہ حلال سے حاصل کیا اگر اس شخص کو اون کے بیان میں فرق ظاہر نہ ہو تو اب لے لینے میں کسی طرح حرج نہیں فی العالمگیریۃ عن الینابیع اھدی الی رجل شیئا و اضافہ ان کان غالب مالہ من الحلال فلا باس الا ان یعلم بانہ حرام فان کان الغالب الحرام ینبغی ان لایقبل

الھدیۃ ولا یاکل الطعام الا ان یخبرہ انہ حلال ورثتہ او استقرضتہ من رجل اھ وفیھا عن التمرتاشی لایجیب من کان غالب مالہ من حرام مالم یخبر انہ حلال وبالعکس مالم یتبین عندہ انہ حرام اھ وفیھا عن الملتقط أکل الربوا وکاسب حرام اھدی الیہ واضافہ وغالب مالہ حرام لایقبل ولا یاکل مالم یخبرہ ان ذٰلک المال اصلہ حلال ورثہ او استقرضہ وان کان غالب مالہ حلالا لاباس بقبول ھدیۃ والاکل منہ اھ **اقول** وبمثلہ فی الخانیۃ عن الامام الناطفی وعللہ بان اموال الناس لاتخلو عن قلیل حرام فیعتبر الغالب اھ ھذا واما ماذکرت من التقیید بان لایظھر عندہ کذب ما قال فیعرف بالمراجعۃ الی مافی العلمگیریۃ وغیرھا من تفاصیل الاحکام فی قبول خبر الواحد فارجع واعرف وسنوضحہ فی الرسالۃ ان شاء اللہ تعالٰی۔

بالجملہ جسے اپنے دین وتقوٰی کا کامل پاس ہو وہ غلبہ حرام کی صورت میں احتراز ہی کرے جب تک خاص اوس شی کی حلت کا پتہ نہ چلے ورنہ فتوی تو جواز ہی ہے تا وقتیکہ بالخصوص اس چیز کی حرمت پر دلیل کافی نہ ملے اور یہ **ساری تفصیل** جو ابتدا سے اب تک ہم نے بیان کی کچھ رنڈیوں یا ڈومنیوں ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ ہوں یا ان کا غیر حامد ہو یا محمود مسلمان ہوں یا ہنود نصارٰی ہوں یا یہود سب کو عام ہے جو اس قدر سمجھ سکتا ہے کہ نوکریوں اور پیشوں میں کون کون جائز ہے اور کیا ناجائز اور کس کس طریقہ کا مال حلال ہوتا ہے کس کس کا پھر ہمارے اس فتوی کو پیش نگاہ رکھے گا وہ ہر جگہ حکم شرع نکال سکتا ہے کہ کس کے مال کا کیا حکم ہے اور اوس سے معاملہ کہاں تک روا ہے۔ باقی رہا یہ امر کہ بہت لوگ جن کا مال وجہ حرام سے ہے مثلاً ایک اون میں رنڈیاں ہیں۔ مساجد و مدارس وغیرہا امور خیر میں اپنا مال کیوں صرف کرتی ہیں یہ اون کا فعل ہے شرع پر کیا الزام ہاں اون میں جن کا مال حلال اور نیت صحیح ہے قابل قبول اونھیں کا عمل ہے ورنہ اللہ جل جلالہ پاک بے نیاز ہے ان اللہ طیب لایقبل الا الطیب اللّٰھم کما ختمت فتوی ھذہ علی لفظ طیب من لفظ طیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فاختم لی اعمالی واقوالی واحوالی جمیعا بطیب انک انت الطیب ولاطیب الامن طیب ھذا دعائی لی وللمؤمنین الطیب صلوٰۃ علی اطیب الاطیبین وعلی الہ واصحابہ الطیبین الطاھرین وقد فصلنا القول بحمد اللہ بحیث لایوجد من غیرنا ان شاء اللہ فاغتنم ھذا التحریر الفرید والتحقیق المفید واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم والحمد للہ علی ما الھم وعلم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس صورت میں کہ زید کہتا ہے کہ معانقہ ہر وقت میں حرام اور مصافحہ کرنا مسنون۔ عمرو کہتا ہے کہ معانقہ کرنا وقت آمد و رفت سفر اور یوم عید اور ہنگام خوشی اور خصوصاً معانقہ کرنا ایک دلیل قوی بنا بر افزونی اخلاص ومحبت مابین اہل اسلام ہے جب زید معتقد اس امر کا ہے کہ معانقہ حرام اور مصافحہ مسنون آیا زید مرتکب گناہ صغیرہ کا ہے یا گناہ کبیرہ کا پس جس شخص پر گناہ کبیرہ عاید ہوا یا صغیرہ تو اوس پر توبہ جلسۂ عام میں لازم آئی یا نہیں۔ بیّنوا توجروا فقط

الجواب

کپڑوں کے اوپر معانقہ جہاں خوف فتنہ شہوت نہ ہو بلاریب مشروع ہے اوس کے جواز پر تمام ائمہ مجتہدین کا اجماع اور سفر وغیر سفر میں بشرائط مذکورہ مطلقاً جائز تخصیص سفر کی حدیث وفقہ سے ثابت نہیں نہ کہ استغفر اللہ مطلقاً حرام ہو ابوجعفر عقیلی حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں قال سئلت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن المعانقۃ فقال تحیۃ الامم وصالح ودھم وان اول من عانق خلیل اللہ ابراھیم میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے معانقہ کا مسئلہ دریافت کیا ارشاد فرمایا تحیت ہے اُمتوں کی اور اچھی دوستی ہے اون کی اور بیشک پہلے جس نے معانقہ کیا اللہ کے خلیل ابراہیم ہیں علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اس حدیث میں صریح تائید ہے عمرو کے قول کی کہ معانقہ ایک دلیل قوی ہے افزونی محبت پر شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالٰی اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں اما معانقہ اگر خوف فتنہ نباشد مشروع است خصوصاً نزد قدوم از سفر الخ درمختار میں ہے وکرہ تحریما تقبیل الرجل ومعانقتہ فی ازار واحد وقال ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی لاباس بالتقبیل والمعانقۃ فی ازار واحد ولو کان علیہ قمیص اوجبۃ جاز بلاکراھۃ بالاجماع وصححہ فی الھدایۃ وعلیہ المتون انتھی ملخصا اور ایسا ہی شیخ محقق نے کافی سے نقل کیا حیث قال وگفتہ اند کہ خلاف درجائیست کہ برہنہ تن باشند اما با قمیص وجبہ لاباس بہ بالاجماع وھو الصحیح کذا فی الکافی البتہ اگر دونوں ننگے بدن ہوں تو اس صورت کو بعض روایات میں مکروہ کہا ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی کے نزدیک یوں بھی کچھ حرج نہیں بیشک جہاں خوف فتنہ ہو مثلاً عورت یا امرد خوبصورت سے معانقہ کرنا خصوصاً جبکہ بنظر شہوت ہو تو اس صورت کی کراہت وعدم جواز میں کسی کو کلام نہیں شرح وقایہ کی کتاب الکراھیۃ میں ہے م۔ وکرہ تقبیل الرجل وعناقہ فی ازار واحد وجاز مع قمیص ومصافحتہ ش عطف

علی الضمیر فی جامع ھذا عند ابی حنیفۃ و محمد رحمھما اللہ تعالٰی وقال ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی لاباس بھا فی ازار واحد واما مع القمیص فلا باس بالاجماع والخلاف فیما یکون للمحبۃ واما بالشھوۃ فلا شك فی الحرمۃ اجماعًا انتہٰی جن روایتوں میں معانقہ سے نہی آئی ہے اون میں جمع بین الاحادیث یہی صورت مقصود۔ امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے کہ اہل سنت کے پیشوا ہیں اس معنی کی تصریح فرمائی کما ذکرہ الشیخ المحقق فی شرح مشکوٰۃ سو اس صورت میں مصافحہ بھی نادرست ہے کما لا یخفی۔ احادیث کثیرہ میں وارد ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کرام سے بارہا بحالت سفر اور بلا سفر معانقہ فرمایا اور اوسے جائز رکھا صحیح ترمذی میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے جب زید بن حارثہ رضی اللہ تعالٰی عنہ مدینہ شریف میں آئے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اون سے معانقہ کیا اور بوسہ دیا عن عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنھا قالت قدم زید بن حارثۃ المدینۃ ورسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی بیتی فاتاہ فقرع الباب فقام الیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عریانا یجر ثوبہ واللہ ما رأیتہ عریانا قبلہ ولا بعدہ فاعتنقہ و قبلہ۔ سنن ابو داود اور بیہقی میں شعبی سے مروی ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنہ کو گلے لگایا اور بوسہ دیا عن الشعبی ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تلقی جعفر بن ابی طالب فالتزمہ وقبلہ بین عینیہ امام احمد وابو داؤد ونسائی وغیرہم بُہیۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی کہ اون کے والد حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اذن لے کر قمیص مبارک کے اندر اپنا سر لے گئے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو گلے لگا کر بوسہ دینا شروع کیا اور عرض کی یا رسول اللہ کیا چیز روکنا جائز نہیں فرمایا پانی عن امرأۃ یقال لھا بھیۃ عن ابیھا قالت استأذن ابی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فدخل بینہ وبین قمیصہ فجعل یقبل ویلتزم ثم قال یا نبی اللہ ما الشیئ الذی لا یحل منعہ قال الماء الحدیث امام ابو القاسم سلیمن بن احمد طبرانی جناب ہالہ بن ابی ہالہ فرزند ارجمند حضرت ام المؤمنین خدیجۃ الکبرٰی رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی وہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور آرام فرماتے تھے ان کی آواز سن کر جاگے اور انھیں سینہ اقدس سے لگایا اور بغایت محبت فرمایا ہالہ ہالہ ہالہ عن ھالۃ بن ابی ھالۃ انہ دخل علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وھو راقد فاستیقظ فضم ھالۃ الی صدرہ وقال ھالۃ ھالۃ ھالۃ طبرانی معجم کبیر اور ابن شاہین کتاب السنۃ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مع اپنے اصحاب کے ایک غدیر میں تشریف لے گئے پھر فرمایا ہر شخص اپنے یار کی طرف پیرے اور خود حضور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف پیر گئے اور اونھیں گلے لگا کر فرمایا یہ میرا یار ہے عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما قال دخل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واصحابہ غدیرا فقال لیسبح کل رجل الی صاحبہ فسبح کل رجل منھم الی صاحبہ حتی بقی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ فسبح رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الی ابی بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ حتی اعتنقہ فقال لو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابا بکر خلیلا ولکنہ صاحبی ظاہر ہے کہ یہاں سفر سے آنا جانا بھی نہ تھا اور سنن ابی داؤد میں روایت ہے کہ ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کُرتہ اوٹھانے کو عرض کیا حضور نے اپنے بدن اقدس سے کُرتہ اوٹھا دیا وہ حضور کو لپٹ گئے اور تہیگاہ اقدس پر بوسہ دیا اور حضور نے منع نہ فرمایا عن اُسید بن حضیر رجل من الانصار قال بینما ھو یحدث القوم وکان فیہ مزاح بینا یضحکھم فطعنہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی خاصرتہ بعود فقال اصبرنی قال اصطبر قال ان علیك قمیصا فرفع النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن قمیصہ فاحتضنہ وجعل یقبل کشحہ فقال انما اردت ھذا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم امام ابو یعلی احمد یعلی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں ایک بار حسن وحسین رضی اللہ تعالٰی عنہما دوڑتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس آئے حضور نے اپنے بدن اقدس سے چپٹا لیا عن یعلی قال ان حسنا وحسینا رضی اللہ تعالٰی عنھما استبقا الی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فضمھما الیہ ابو داؤد اپنے سنن میں حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ملتا حضور مجھ سے مصافحہ فرماتے ایک دن میرے بلانے کو آدمی بھیجا میں گھر میں نہ تھا جب آیا خبر پائی حاضر ہوا حضور نے مجھے اپنے بدن سے لپٹا لیا عن ایوب بن بشیر عن رجل من عنزۃ انہ قال قلت لابی ذر اھل کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یصافحکم اذا لقیتموہ قال ما لقیتہ قط الا صافحنی وبعث اِلَیَّ ذات یوم ولم اکن فی اھلی فلما جئت اخبرت بہ وھو علی سریر فالتزمنی فکانت تلك اجود اجود مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالٰی تفسیر فتح العزیز میں فرماتے ہیں حافظ خطیب بغدادی از جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت میکند کہ روزی نزد آں حضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حاضر بودیم ارشاد فرمودند کہ حالا شخصے می آید کہ حق تعالٰی بعد ازیں کسے را بہتر ازو پیدا نہ کردہ است وشفاعت او روز قیامت مثل شفاعت پیغمبران باشد جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ گفتہ

کہ مہلتی نگذشتہ بود کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف آوردند پس آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برخاستند و بر پیشانی ایشاں بوسہ دادند و در کنار کردند و ساعتے انسیت حاصل کردند۔ یہ سب صورتیں معانقہ بے سفر کی ہیں اور شیخ محقق ترجمہ مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں سیوطی در جمع الجوامع از مصعب بن عبداللہ آوردہ کہ چوں آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن ابی جہل را دید بایستاد و بجانب او رفت و اعتناق کرد و فرمود مرحبا بالراکب المھاجر۔ **بالجملہ** احادیث اس بارے میں بکثرت وارد اور فقہا کا قول سُن ہی چکا کہ بے خوف فتنہ کپڑوں کے اوپر معانقہ بالاجماع بلاکراہت جائز ہے تو قول زید کہ معانقہ کرنا ہر وقت میں حرام ہے محض غلط و باطل ہے اور شریعت مطہرہ پر کُھلا افتراء وہ اپنے اس قول میں صحیح حدیثوں کو جھٹلاتا اور اجماع ائمہ کا خرق کرتا ہے اگر سچا ہے تو حدیث وفقہ سے اپنا دعوی علی الاطلاق ثابت کردے ورنہ خدا و رسول پر بہتان کرنے کا اقرار کرے اور جب معانقہ بشرائط مذکورہ بالا تخصیص وقت و حال حدیث وفقہ سے مشروع ٹھہرا تو جس وقت و جس زمانہ میں کیا جائے گا مشروع ہی رہے گا اور مجرد خصوصیت وقت باعث حرمت نہ ہوجائے گی بس وہ معانقہ جو بعد نماز عید ہمارے زمانہ میں رائج ہے بشرائط مسطورہ بالابلاشبہ مشروع و جائز ہے اصل اوس کی احادیث واجماع سے ثابت گو تخصیص اوس وقت کی قرون ثلثہ میں نہ پائی جائے کما صرح بمثل ذلک الامام العلامۃ النووی فی الاذکار والفاضل علاء الدین فی الدر المختار وغیرھما فی غیرھما اور جو گناہ علانیہ کیا ہو اوس کی توبہ بھی علانیہ چاہئے اور پوشیدہ کی پوشیدہ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

مسئلہ از ریاست بھوپال ۱۳۰۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شہر بھوپال میں کچھ فرانسیسی کفار رہتے ہیں بعض اہل اسلام بے تکلف ان کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں یہ فعل شرعاً کیسا ہے اور یہ مسلمان اگر منع کیے سے نہ مانیں اور باقی مسلمان اس وجہ سے ان کے ساتھ کھانے سے احتراز کریں تو بجا ہے یا بے جا۔ بیّنوا توجروا۔

الجواب

بیشک کفار سے ایسی مخالطت اور اون کے ساتھ ہم پیالہ و ہم نوالہ ہونے سے بہت ضرور احتراز کرنا چاہئے خصوصاً جہاں اسلام ضعیف ہو شرع مطہر سے بہت دلائل اس پر قائم جن کے بعض کہ اس وقت کی نظر میں ذہن فقیر میں مستحضر ہوئے مذکور ہوتے ہیں **اوّل** قال اللہ عزوجل وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝ اور اگر شیطان تجھے بُھلادے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو اور کافر سے بڑھ کر ظالم کون ہے قال اللہ جل جلالہ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ کَذَبَ عَلَی اللّٰہِ وَکَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَہٗ اَلَیْسَ فِیْ جَھَنَّمَ مَثْوًی لِّلْکٰفِرِیْنَ ۝ اوس سے بڑھ کر ظالم کون جس نے خدا پر جھوٹ باندھا اور سچ کو جھٹلایا جب وہ اوس کے پاس آیا کیا نہیں ہے دوزخ میں کافروں کا ٹھکانا جب کافر حد درجہ کا ظالم ہوا اور ظالم کے پاس بیٹھنے سے منع فرمایا تو شیر و شکر و ہمکاسہ ہونا تو اور بدتر ہے **دوم** رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من جامع المشرک وسکن معہ فانہ مثلہ جو مشرک سے یکجا ہو اور اوس کے ساتھ رہے وہ اوسی مشرک کی مانند ہے رواہ ابوداؤد عن سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ باسناد حسن وعلقہ عنہ الترمذی **سوم** فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انا بریئ من کل مسلم مع مشرک لاتترای ناراھما میں بیزار ہوں اوس مسلمان سے جو مشرکوں کے ساتھ ہو مسلمان اور کافر کی آگ آمنے سامنے نہ ہونا چاہئے) یعنی دوری لازم ہے اوردہ فی النھایۃ قلت والحدیث نحوہ عند ابی داؤد والترمذی بسند رجالہ ثقات۔ **چہارم** فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لاتصاحب الامؤمنا ولایاکل طعامک الاتقی صحبت نہ رکھ مگر ایمان والوں سے اور تیرا کھانا نہ کھائیں مگر پرہیزگار رواہ احمد وابوداؤد والترمذی وابن حبان والحاکم عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ باسانید صحاح **پنجم** فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انما مثل الجلیس الصالح وجلیس السوء کحامل المسک ونافخ الکیر فحامل المسک اماان یحذیک واما ان تبتاع منہ واماان تجد منہ ریحا طیبۃ ونافخ الکیر اما ان یحرق ثیابک واماان تجد منہ ریحا خبیثۃ نیک ہمنشین اور بدجلیس کی مثال یوں ہے جیسے ایک کے پاس مشک ہے اور دوسرا دھونکنی دھونک رہا ہے مشک والا یا تو تجھے مشک ویسے ہی دے گا یا تو اوس سے مول لے گا اور کچھ نہ سہی تو خوشبو تو آئے گی اور وہ دوسرا یا تیرے کپڑے جلادے گا یا تو اوس سے بدبو پائے گا رواہ الشیخان عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مثل جلیس السوء کمثل صاحب الکیران لم یصبک من سوادہ اصابک من دخانہ یعنی بدوں کی صحبت ایسی ہے جیسے لوہار کی بھٹی کہ کپڑے کالے نہ ہوئے تو دھواں جب بھی پہنچے گا رواہ ابوداؤد والنسائی حاصل یہ ہے کہ اشرار کے پاس بیٹھنے سے آدمی نقصان اوٹھاتا ہے۔ **ششم** حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاک وقرین السوء

فانك بہ تعرف بُرے مصاحب سے بچ کہ تو اوسی کے ساتھ پہچانا جائے گا رواہ ابن عساکر عن انس بن مالك رضی اللہ تعالٰی عنہ یعنی جیسے لوگوں کے پاس آدمی کی نشست و برخاست ہوتی ہے لوگ اوسے ویسا ہی جانتے ہیں **ہفتم** فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اعتبروا الصاحب بالصاحب آدمی کو اوس کے ہمنشین پر قیاس کرو رواہ ابن عدی عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ **ہشتم**۔ حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لاتجالسوا اھل القدر ولا تفاتحوھم منکران تقدیر کے پاس نہ بیٹھو نہ اونھیں اپنے پاس بٹھاؤ نہ اون سے سلام کلام کی ابتدا کرو رواہ احمد وابوداؤد والحاکم **نہم** حدیث میں ہے سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اللہ اختارنی واختارلی اصحابا وسیأتی قوم یسبونھم وینقصونھم فلا تجالسوھم ولاتشاربوھم ولاتواکلوھم ولا تناکحوھم بیشک اللہ تعالٰی نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لیے اصحاب واصہار پسند کیے اور قریب ایک قوم آئے گی کہ اونھیں بُرا کہے گی اور اون کی شان گھٹائے گی تم اون کے پاس ست بیٹھنا نہ اون کے ساتھ پانی پینا نہ کھانا کھانا نہ شادی بیاہت کرنا رواہ ابن حبان والعقیلی واللفظ لہ عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ جب اہل بدعت اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کے بُرا کہنے والوں کے لیے یہ حکم ہیں تو اہل کفر اور عیاذا باللہ خدا و رسول کی جناب میں صریح گستاخیاں کرنے والوں کی نسبت کس قدر سخت حکم چاہیئے **دہم** حدیث میں ہے سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں تقربوا الی اللہ ببغض اھل المعاصی والقوھم بوجوہ مکفھرۃ والتمسوا رضا اللہ بسخطھم وتقربوا الی اللہ بالتباعد عنھم اللہ تعالٰی کی طرف تقرب کرو اہل معاصی کے بغض سے اور اون سے تُرش روئی کے ساتھ ملو اور اللہ تعالٰی کی رضامندی اون کی خفگی میں ڈھونڈو اور اللہ کی نزدیکی اون کی دوری سے چاہو رواہ ابن شاھین کتاب الافراد عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کافروں سے بڑھ کر اہل معاصی کون ہے جو سراپا معصیت ہیں اور اون کے پاس حسنہ کا نام ہونا محال **یازدہم** تجربہ شاہد کہ ساتھ کھانا مورث محبت و وداد ہوتا ہے اور کُفّار کی موالات سم قاتل ہے قال اللہ تعالٰی وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ جو تم میں اون سے دوستی رکھے گا اونھیں میں سے شمار کیا جائے گا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں المرء مع من احب آدمی اپنے دوست کے ساتھ ہے) یعنی حشر میں رواہ احمد والبخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی عن انس والشیخان عن ابن مسعود واحمد ومسلم عن جابر والترمذی عن صفوان بن عسال وابوداؤد نحوہ عن ابی ذر وفی الباب عن علی وابی ھریرۃ وابی موسٰی رضی اللہ تعالٰی عنھم اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ثلث احلف علیھن وعد منھا لایحب رجل قوما الا جعلہ اللہ معھم میں قسم کھا کر فرماتا ہوں کہ جو شخص کسی قوم سے دوستی کرے گا اللہ تعالٰی اوسے اونھیں کا ساتھی بنائے گا رواہ احمد والنسائی والحاکم والبیھقی عن ام المؤمنین الصدیقہ والطبرانی فی الکبیر وابویعلی عن ابن مسعود وایضا فی الکبیر عن ابی امامۃ وفی الاوسط والصغیر عن امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالٰی عنھم باسانید جیاد ابوقرصافہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث میں ہے حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من احب قوما حشرہ اللہ فی زمرتھم ہر قوم کے دوستوں کو اللہ تعالٰی اونھیں کے گروہ میں اوٹھائے گا رواہ ایضا فی المختارۃ والطبرانی فی الکبیر **دوازدہم** بیشک یہ حرکت مسلمانوں کے لئے موجب نفرت ہوگی اور بلاوجہ شرعی مسلمانوں کو متنفر کرنا جائز نہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں بشروا ولاتنفروا دل خوش کرنے والی بات کہو اور نفرت نہ دلاؤ رواہ الائمۃ احمد والبخاری ومسلم والنسائی عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ **سیزدہم** اقل درجہ اتنا تو ہے کہ یہ بات سُننے والوں کے کانوں کو خوش نہ آئے گی اور ایسے فعل سے شرع میں ممانعت ہے حدیث میں آیا سید الکونین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ایاك ومایسوء الاذن بچ اوس بات سے جو کان کو بُری لگے رواہ احمد عن ابی الغادیۃ والطبرانی فی الکبیر وابن سعد فی الطبقات والعسکری فی الامثال وابن مندۃ فی المعرفۃ والخطیب فی المؤتلف عن امام الغادیۃ وابونعیم فی المعرفۃ عن حبیب بن الحارث رضی اللہ تعالٰی عنھم وعبد اللہ بن احمد فی الزوائد والمعرفتان عن العاص بن عمرو الطفاوی مرسلا **چہاردہم** مسلمانوں کے آگے معذرت کی طرف محتاج کرے گی اور عاقل کا کام نہیں کہ ایسی بات کا مرتکب ہو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں وایاك وکل امر یعتذر منہ اوس بات سے بچ جس میں عذر کرنے کی حاجت پڑے رواہ ایضا والدیلمی بسند حسن عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ قلت وفی الباب عن سعد بن ابی وقاص وعن ابی ایوب وعن جابر بن عبد اللہ وعن ابن عمر وعن سعد بن عمارۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم کما فصلناہ فی کمال الاکمال **پانزدہم** صحبت قطعًا مؤثر ہے اور طبعتیں سراقہ اور قلوب متقلب والعیاذ باللہ رب العالمین۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں انما سمی القلب من تقلبہ انما مثل القلب مثل ریشۃ بالفلاۃ تعلقت فی اصل شجرۃ تقلبھا الریاح ظھرا لبطن دل کو قلب اس لئے کہتے ہیں کہ وہ انقلاب کرتا ہے دل کی کہاوت ایسی ہے جیسے جنگل میں کسی پیڑ کی جڑ سے ایک پر لپٹا ہے کہ ہوائیں اوسے پلٹے دے رہی ہیں کبھی سیدھا کبھی اولٹا رواہ الطبرانی فی الکبیر بسند

حسن عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وھو عند ابن ماجۃ بسند جید مختصرا اسی لیے مولوی معنوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

صحبتِ صالح ترا صالح کند ✤ صحبت طالح ترا طالح کند ✤ تا توانی دور شو از یار بد ✤ یار بد بدتر بود از مار بد ✤ مار بد تنہا ہمیں بر جاں زند ✤ یار بد بر جان و بر ایماں زند ✤ یہ آفت سب سے اشد ہے والعیاذ باللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ **بالجملہ** بلا ضرورت شرعیہ اس امر کا مرتکب نہ ہوگا مگر دین میں مداہن یا عقل سے مباین۔ سبحان اللہ کتنے شرم کی بات ہے کہ آدمی کے ماں باپ کو اگر کوئی گالی دے اوس کی صورت دیکھنے کو روادار نہ رہے اور خدا و رسول کو برا کہنے والوں کو ایسا یار غار بنائے انا للہ وانا الیہ راجعون ۵ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ و والدہ والناس اجمعین** تم میں کوئی مسلمان نہیں ہوتا جب تک میں اوسے اوس کی اولاد اور ماں باپ اور تمام آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں رواہ احمد والبخاری ومسلم والنسائی وابن ماجہ عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ دلائل کثیر ہیں اور گوش شنوا کو اسی قدر کافی پھر جو نہ مانے سنگ دل ہے اور کافر آگ کا ساتھ جو پتھر دے گا وہ خود اتنا گرم ہو جائے گا کہ آدمی کو اوس سے بچنا چاہیے پس اگر اہل اسلام ان لوگوں سے احتراز کریں کچھ بے جا نہ کریں گے واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مردوں کو چاندی کا چھلا ہاتھ یا پاؤں میں پہننا کیسا ہے بینوا توجروا۔

الجواب

حرام ہے فقد قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الذھب والفضۃ انھما محرمان علی ذکور امتی قلت ولا یجوز القیاس علی خاتم الفضۃ لانہ لا یختص بالنساء بخلاف ما نحن فیہ فینھی عنہ الا تری الی ما فی ردالمحتار عن شرح اللقایۃ انما یجوز التختم بالفضۃ لو علی ھیئۃ خاتم الرجال اما لو لہ فصان او اکثر حرم انتھی ولان الخاتم یکون للتزین وللختم اما ھذا فلا شیئ فیہ الا التزین وقد قال فی الدر المختار لا یتحلی الرجل بفضۃ الا بخاتم اذا لم یرد بہ التزین اھ ملخصا وفی الکفایۃ قولہ الا بالخاتم ھذا اذا لم یرد بہ التزین انتھی واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مرد کو چاندی کی انگوٹھی پہننا کیسا ہے اور بے ضرورت مہر اوس کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

مہر کے لیے چاندی کی انگوٹھی ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ سے کم کی جسے مہر کی ضرورت ہوتی ہو بے شبہہ مسنون ہے اور سونے کی یا ایک مثقال سے زیادہ چاندی کی حرام اور پورے مثقال بھر میں روایتیں مختلف اور حدیث سے صریح ممانعت ثابت تو اسی پر عمل چاہیے اور بے ضرورت مہر ایسی انگشتری پہننا مکروہ تنزیہی یعنی بہتر یہ کہ بچے اور یہ اوس صورت میں ہے جبکہ اوس کی ہیئت انگشتری زنانہ سے جدا ہو ورنہ محض ناجائز جیسے ایک سے زیادہ نگ ہونا کہ یہ صورت عورتوں کے ساتھ مخصوص ہے فی ردالمحتار الختم سنۃ لمن یحتاج الیہ کما فی الاختیار قال القھستانی وفی الکرمانی نھی الحلوانی بعض تلامذہ عنہ وقال اذا صرت قاضیا فتختم وفی البستان عن بعض التابعین لا یتختم الا ثلثۃ امیر او کاتب او احمق وظاھرہ انہ یکرہ لغیر ذی حاجۃ لکن قول المصنف افضل کالھدایۃ وغیرھا یفید الجواز وعبر فی الدرر باولی وفی الاصلاح باحب فالنھی للتنزیہ الخ وفیہ قولہ ولا یزیدہ وعلی مثقال قیل ولا یبلغ بہ المثقال ذخیرہ اقول ویؤیدہ نص الحدیث السابق من قولہ علیہ الصلٰوۃ والسلام ولا تتمہ مثقالا انتھی وفی الھندیۃ عن المحیط ینبغی ان تکون فضۃ الخاتم المثقال ولا یزاد علیہ وقیل لا یبلغ بہ المثقال وبہ ورد الاثر انتھی وفی الخلاصۃ انما یجوز التختم بالفضۃ اذا کان علی ھیئۃ خاتم الرجال اما اذا کان علی ھیئۃ خاتم النساء بان کان لہ فصان او ثلثۃ یکرہ استعمالہ للرجال انتھی واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لوہے یا تانبے کا چھلا پہننا جائز ہے یا نہیں اور بعض لوگ اس گمان سے پہنتے ہیں کہ ہمیں ہماسے وغیرہ کو مفید ہوتا ہے اونھیں بھی جائز ہوگا یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

چاندی سونے کے سوا لوہے پیتل تانبے رانگ کا زیور عورتوں کو بھی مباح نہیں چہ جائیکہ مردوں کے لیے اور عوام کا یہ اختراعی خیال ممانعت شرع کو رفع نہیں کر سکتا کہ اگر ناجائز چیز کو دوا کے لیے استعمال کرنا جائز بھی ہو تو وہاں کہ اوس کے سوا دوا نہ ملے اور یہ امر طبیب حاذق مسلمان غیر فاسق کے

اخبار سے معلوم ہو اور یہاں دونوں امر متحقق نہیں فی الشامیۃ عن الجوھرۃ التختم بالحدید والصفر والنحاس والرصاص مکروہ للرجال والنساء انتہٰی وفیھا عن غایۃ البیان التختم بالذھب والحدید والصفر حرام الخ وفی الدرالمختار کل تداو لایجوز الا بطاھر وجوزہ فی النھایۃ بمحرم اذا اخبرہ طبیب مسلم ان فیہ شفاء ولم یجد مباحًا یقوم مقامہ الخ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جیسا مرد کے واسطے غیر عورت کو دیکھنا حرام ہے ویسا ہی عورت کو غیر مرد کی طرف نظر کرنا حرام ہے یا کچھ فرق ہے بینوا توجروا

الجواب

دونوں صورتوں کا ایک حکم ہے کچھ فرق نہیں فان نظر کل الی عورۃ الاخر محرم قطعًا وکذا الی غیر العورۃ ان لم یومن الشھوۃ ھو الصحیح فی الفصلین درمختار عن التاتارخانیۃ عن المضمرات اما عند الامن فالمنع لخوف الافتتان لفساد الزمان وفیہ ایضا یتفق الفصلان فافھم واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جس درخت کو پاخانہ وغیرہ کے ناپاک پانی دیئے گئے ہوں اوس کا میوہ کھانا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

بلاکراہت جائز ہے یہی مذہب ہے اکثر فقہا کا فی ردالمحتار عن ابی مسعود الزروع المستقیۃ بالنجاسات لاتحرم ولا تکرہ عند اکثر الفقھاء انتہٰی واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ایک کافر اگر دوسرے کے پاس کوئی چیز رہن رکھے تو اوس کا کاغذ تحریر کرنا مسلمان کو روا ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

نفس تحریر رہن نامہ میں تو کوئی حرج نہیں خواہ وہ عقد اہل اسلام میں ہو یا کفار میں لعدم المدرک الشرعی بالنھی عنہ مگر ہاں اگر اوس کاغذ میں سود لکھا جائے اور اسی کی صورتوں سے ہے دیہات کا دخلی رہن یا دوکان یا مکان کا کرایہ مرتہن کو زر اصل کے علاوہ ملنا تو بیشک ایسا کاغذ ہرگز نہ لکھے اگرچہ وہ عقد مسلمانوں میں ہو کہ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جس طرح سود کھانے والے پر لعنت فرمائی یونہیں اوس کا کاغذ لکھنے والے اور اوس پر گواہیاں کرنے والوں پر لعنت آئی اور ارشاد فرمایا وہ سب برابر ہیں اخرج مسلم فی صحیح عن سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما قال لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اٰکل الربوا وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ وقال ھم سواء انتہٰی واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جھوٹے کام کا جوتا مرد و زن کو پہننا جائز ہے بینوا توجروا

الجواب

یہ جزئیہ کتب متداولہ فقہ میں فقیر غفراللہ تعالٰی لہ کی نظر سے نہ گزرا مگر ظاہر یہ ہے والعلم عند اللہ کہ جھوٹے کام کا جوتا مرد و زن سب کے لئے مکروہ ہونا چاہئے فان المنسوج کغیرہ ولاشك ان النعال من انواع الملبوسات والنساء والرجال سواء فی کراھۃ لبس النحاس ہاں سچے کام کا جوتا عورتوں کے لئے مطلقًا جائز اور مردوں کے واسطے بشرطیکہ مغرق نہ ہو نہ اس کی کوئی بوٹی چار انگل سے زیادہ کی ہو یعنی اگر متفرق کام کا ہے اور ہر بوٹی چار انگل یا کم کی تو کچھ مضائقہ نہیں اگرچہ جمع کرنے سے چار انگل سے زیادہ ہوجائے خلاصہ یہ ہے کہ جوتے اور ٹوپی کا ایک ہی حکم ہونا چاہئے وفی الفتاوی الھندیۃ یکرہ ان یلبس الذکور قلنسوۃ من الحریر والذھب والفضۃ او لکرباس الذی خیط علیہ ابریشم کثیرا وشیئ من الذھب والفضۃ اکثر من قدر اربع اصابع انتہٰی قال العلامۃ الشامی وبہ یعلم حکم العرقیۃ المسماۃ بالطاقیہ فاذا کانت منقشۃ بالحریر وکان احد نقوشھا اکثر من اربع اصابع لاتحل وان کان اقل تحل وان زاد مجموع نقوشھا علی اربع اصابع بناء علی مامر من ان ظاھر المذھب عدم جمع المتفرق انتہٰی وقد قال العلامۃ الشامی ایضا ان تستوی کل من الذھب والفضۃ والحریر فی الحرمۃ فترخیص الحریر ترخیص غیرہ ایضًا بدلالۃ المساواۃ ویؤیدہ عدم الفرق مامر من اباحۃ الثوب المنسوج من ذھب اربعۃ اصابع اھ ملخصًا فافھم وتثبت اذبہ تحرر ماکان العلامۃ الطحطاوی متوقفا فیہ واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حدیث طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم ومسلمۃ میں عموماً ہر علم مراد ہے یا کوئی علم خاص مقصود ہے اگر علم خاص مقصود ہے تو وہ کون سا علم ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

حدیث طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم کہ بوجہ کثرت طرق وتعدد مخارج حدیث حسن ہے اوس کا صریح مفاد ہر مسلمان مرد وعورت پر طلب علم کی فرضیت تو یہ صادق نہ آئے گا مگر اوس علم پر جس کا تعلم فرض عین ہو اور فرض عین نہیں مگر اون علوم کا سیکھنا جن کی طرف انسان بالفعل اپنے دین میں محتاج ہو ان کا اعم واشمل واعلی واکمل واہم واجل علم اصول عقائد ہے جن کے اعتقاد سے آدمی مسلمان سنی المذہب ہوتا ہے اور انکار ومخالفت سے کافر یا بدعتی والعیاذ باللہ تعالی۔ سب میں پہلا فرض آدمی پر اسی کا تعلم ہے اور اس کی طرف احتیاج میں سب یکساں پھر علم مسائل نماز یعنی اوس کے فرائض وشرائط ومفسدات جن کے جاننے سے نماز صحیح طور پر ادا کرسکے پھر جب رمضان آئے تو مسائل صوم۔ مالک نصاب نامی ہو تو مسائل زکوۃ صاحب استطاعت ہو مسائل حج۔ نکاح کیا چاہے تو اوس کے متعلق ضروری مسئلے تاجر ہو تو مسائل بیع وشرا مزارع پر مسائل زراعت۔ موجر ومستاجر پر مسائل اجارہ وعلی ہذا القیاس ہر شخص پر اوس کی حاجت موجودہ کے مسئلے سیکھنا فرض عین ہے اور انھیں میں سے ہیں مسائل حلال وحرام کہ ہر فرد بشر ان کا محتاج ہے اور مسائل علم قلب یعنی فرائض قلبیہ مثل تواضع واخلاص وتوکل وغیرہا اور اون کے طرق تحصیل اور محرمات باطنیہ تکبر وریا وعجب وحسد وغیرہا اور اون کے معالجات کہ ان کا تعلم بھی ہر مسلمان پر اہم فرائض سے ہے جس طرح بے نماز فاسق وفاجر ومرتکب کبائر ہے یوں ہی بعینہ ریا سے نماز پڑھنے والا انھیں مصیبتوں میں گرفتار ہے۔ نسئل اللہ العفو والعافیۃ تو عرف یہی علوم حدیث میں مراد ہیں وبس۔ علامہ مناوی تیسیر میں زیر حدیث مذکور لکھتے ہیں اراد بہ ما لامندوحۃ لہ عن تعلمہ کمعرفۃ الصانع ونبوۃ رسلہ وکیفیۃ الصلوۃ ونحوھا فان تعلمہ فرض عین درمختار میں ہے اعلم ان تعلم العلم یکون فرض عین وھو بقدر مایحتاج لدینہ۔ ردالمحتار میں فصول علامی سے ہے فرض علی کل مکلف ومکلفۃ بعد تعلمہ علم الدین والھدایۃ تعلم علم الوضوء والغسل والصلاۃ والصوم وعلم الزکوۃ لمن لہ نصاب والحج لمن وجب علیہ والبیوع علی التجار لیحترزوا عن الشبھات والمکروھات فی سائر المعاملات وکذا اھل الحرف وکل من اشتغل بشیئ یفرض علیہ علمہ وحکمہ لیمتنع عن الحرام منہ اور اوسی میں ہے فی تبیین المحارم لاشک فی فرضیۃ علم الفرائض الخمس وعلم الاخلاص لان صحۃ العمل موقوفۃ علیہ وعلم الحلال والحرام وعلم الریاء لان العابد محروم من ثواب عملہ بالریاء وعلم الحسد والعجب اذ ھما یاکلان العمل کما یاکل النار الحطب وعلم البیع والشراء والنکاح والطلاق لمن اراد الدخول فی ھذہ الاشیاء وعلم الالفاظ المحرمۃ او المکفرۃ ولعمری ھذا من اھم المھمات فی ھذا الزمان الخ اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ میں تحت حدیث مسطور فرماتے ہیں مراد بعلم دریں جا علمیست کہ ضروری وقت مسلمان ست مثلاً چوں در اسلام درآمد واجب شد بروے معرفت صانع تعالی وصفات وعلم بہ نبوت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وجز آں ازانچہ صحیح نیست ایمان بے آن وچوں وقت نماز آمد واجب شد آموختن علم باحکام صلاۃ وچوں رمضان آمد واجب گردید تعلم احکام صوم الخ غرض اس حدیث میں اسی قدر علم کی نسبت ارشاد ہے۔ ہاں آیات واحادیث دیگر کہ فضیلت علما وترغیب علم میں وارد وہاں ان کے سوا اور علوم کثیرہ بھی مراد ہیں جن کا تعلم فرض کفایہ یا واجب یا مسنون یا مستحب اس کے آگے کوئی درجہ فضیلت وترغیب اور جو ان سے خارج ہو ہرگز آیات واحادیث میں مراد نہیں ہوسکتا اور ان کا ضابطہ یہ ہے کہ وہ علوم جو آدمی کو اوس کے دین میں نافع ہوں خواہ اصالۃ جیسے فقہ وحدیث وتصوف بے تخلیط وتفسیر قرآن بے افراط وتفریط خواہ وساطۃ مثلاً نحو وصرف ومعانی وبیان کہ فی حد ذاتہا امر دینی نہیں مگر فہم قرآن وحدیث کے لئے وسیلہ ہیں اور فقیر غفر اللہ تعالی اس کے لئے عمدہ معیار عرض کرتا ہے مراد متکلم جیسے خود اوس کے کلام سے ظاہر ہوتی ہے دوسرے کے بیان سے نہیں ہوسکتی مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جنھوں نے علم وعلماء کے فضائل عالیہ وجلائل غالیہ ارشاد فرمائے اونھیں کی حدیث میں وارد ہے کہ علما وارث انبیاء کے ہیں انبیاء نے درم ودینار ترکہ میں نہ چھوڑے علم اپنا ورثہ چھوڑا ہے جس نے علم پایا اوس نے بڑا حصہ پایا اخرج ابو داؤد والترمذی وابن ماجۃ وابن حبان والبیھقی عن ابی درداء رضی اللہ تعالی عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یقول (فذکر الحدیث فی فضل العلم وفی آخرہ) ان العلماء ورثۃ الانبیاء وان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درھما وانما ورثوا العلم فمن اخذہ اخذ بحظ وافر بس ہر علم میں اسی قدر دیکھ لینا کافی کہ آیا یہ وہی عظیم دولت نفیس مال ہے جو انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام نے اپنے ترکہ میں چھوڑا جب تو بیشک محمود اور فضائل جلیلہ موعودہ کا مصداق اور اس کے جاننے والے کو لقب عالم ومولوی کا استحقاق

ورنہ مذموم و بد ہے جیسے فلسفہ ونجوم یا لغو وفضول جیسے قافیہ وعروض یا کوئی دُنیا کا کام جیسے نقشہ ومساحت بہرحال اون فضائل کا مورد نہیں نہ اوس کے صاحب کو عالم کہہ سکیں ائمہ دین فرماتے ہیں جو علم کلام میں مشغول رہے اوس کا نام دفتر علما سے محو ہو جائے فی الطریقۃ المحمدیۃ عن التاتارخانیۃ عن ابی اللیث الحافظ وھو کان بسمرقند متقدما فی الزمان علی الفقیہ ابی اللیث قال من اشتغل بالکلام محی اسمہ عن العلماء سبحان اللہ جب متاخرین کا علم کلام جس کے اصل اصول عقائد سنّت واسلام ہیں بوجہ اختلاط فلسفہ وزیادات مزخرفہ مذموم ٹھیرا اور اوس کا مشتغل لقب عالم کا مستحق نہ ہوا تو خاص فلسفہ ومنطق فلاسفہ ودیگر خرافات کا کیا ذکر ہے ولہٰذا حکم شرعی ہے کہ اگر کوئی شخص علمائے شہر کے لیے کچھ وصیت کر جائے تو ان فنون کا جاننے والا ہرگز اوس میں داخل نہ ہوگا فی الھندیۃ عن المحیط اذا اوصی لاھل العلم ببلدۃ کذا فانہ یدخل فیہ اھل الفقہ واھل الحدیث ولا یدخل من یتکلم بالحکمۃ الخ و نقل مثلہ فی شرح الفقہ الاکبر للمتکلمین عن کتب الفتاوی لاصحابنا وسمی منھا الظھیریۃ فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ قرآن حدیث سے صدہا دلائل اس معنی پر قائم کر سکتا ہے کہ مصداق فضائل صرف علوم دینیہ ہیں وبس ان کے سوا کوئی علم شرع کے نزدیک علم نہ آیات واحادیث میں مراد اگرچہ عرف ناس میں یا باعتبار لغت اوسے علم کہا کریں ہاں آلات ووسائل کے لئے حکم مقصود کا ہوتا ہے مگر اوسی وقت تک کہ وہ بقدر توسل وتقصد توسل سیکھے جائیں اس طور پر وہ بھی مورد فضائل ہیں جیسے نماز کے لئے گھر سے جانے والوں کو حدیث میں فرمایا کہ وہ نماز میں ہے جب تک نماز کا انتظار کرتا ہے نہ یہ کہ اونھیں مقصود قرار دے لیں اور اون کے توغل میں عمر گزار دیں نحوی لغوی ادیب منطقی کہ انھیں علوم کا ہو رہے اور مقصود اصلی سے کام نہ رکھے زنہار عالم نہیں کہ جس حیثیت کے صدقہ میں انھیں نام ومقام علم حاصل ہوتا جب وہی نہیں تو یہ اپنی حد ذات میں نہ اون خوبیوں کے مصداق تھے نہ قیامت تک ہوں ہاں اسے یہ کہیں گے کہ ایک صنعت جانتا ہے جیسے آہنگر ونجار اور فلسفی کے لئے یہ مثال بھی ٹھیک نہیں کہ لوہار بڑھئی کو اون کا فن دین میں ضرر نہیں پہنچاتا اور فلسفہ تو حرام ومضر اسلام ہے اوس میں منہمک رہنے والا لقب اجہل جاہلے اجہل بلکہ اس سے زائد کا مستحق ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ہیہات ہیہات وسے علم سے کیا مناسبت علم وہ ہے جو مصطفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ترکہ ہے نہ وہ جو کفار یونان کا پس خوردہ سیدی عارف باللہ فاضل ناصح عبد الغنی بن اسمٰعیل نابلسی قدس سرہما القدسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں الصحابۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم لم یکونوا لیشغلوا انفسھم بھذا الفشار الذی اخترعہ احکماء الفلاسفۃ بل من اعتقد فی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ کان یعلم اشتقاشق والھذیانات المنطقیۃ فھو کافر بتحقیرہ علم النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الخ قلت فاذا کان ھذا قولہ فی المنطق فما ظنک بالتفلسف الموبق نسأل اللہ العافیۃ اسی طرح وہ ہیئت جس میں انکار وجود آسمان وتکذیب گردش سیارات وغیرہ کفریات وامور مخالفہ شرع تعلیم کئے جائیں وہ بھی مثل نجوم حرام و ملوم اور ضرورت سے زائد حساب یا جغرافیہ وغیرہما داخل فضولیات ہیں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں علم تین ہیں قرآن یا حدیث یا وہ چیز جو وجوب عمل میں ان کی ہمسر ہے (گویا اجماع وقیاس کی طرف اشارہ فرماتے ہیں) اور ان کے سوا جو کچھ ہے سب فضول اخرج ابو داؤد وابن ماجہ والحاکم عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنھما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم العلم ثلثۃ اٰیۃ محکمۃ اوسنۃ قائمۃ اوفریضۃ عادلۃ وماکان سوا ذلک فھو فضل اشعہ میں ہے فریضۃ عادلۃ فریضہ کہ مثل وعدیل کتاب وسنّت ست اشارت ست باجماع وقیاس کہ مستند ومستنبط اندازان وبایں اعتبار آنرا مساوی ومعادل کتاب وسنّت داشتہ اند وتعبیر ازاں بفریضہ کردند تنبیہہ برآنکہ عمل بآنہا واجب ست چنانکہ بہ کتاب وسنّت وماکان سوی ذلک فھو فضل وہرچہ کہ ہست از مواد علوم جزیں پس آں فضل ست ولا یعنی ؎

ہرچہ قال اللہ نے قال الرسول ✽ فضلہ باشد فضلہ می خواں اے فضول ✽ ملخصًا اسی حدیث کا پورا خلاصہ ہے کہ امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں ؎ کل العلوم سوی القرآن مشغلۃ ✽ الا الحدیث والا الفقہ فی الدین ✽ یہ مجمل کلام ہے باقی تفصیل مقام کے لئے دفتر طویل درکار جسے منظور ہو احیاء العلوم وطریقہ محمدیہ وحدیقہ ندیہ ودرمختار وردالمحتار وغیرہا اسفار علما کی طرف رجوع کرے وفیما ذکرنا کفایۃ لاھل الدرایۃ واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ - کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نیاز اگرچہ حرام مال پر دیتا ہے مگر پھر بھی حضور قبول فرمالیتے ہیں جیسے کسی امیر کا لڑکا پیدا ہو تو بھاٹ بھکاری وغیرہ جو گھاس کا پودا یا اور کچھ بطور ڈھوئی کے لے جاتے ہیں وہ اوسے خوشی سے قبول کر لیتا ہے اسی طرح حضور سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بھی قبول فرمالیتے ہیں اور کہتا ہے میں نے بعض کتابوں میں بھی ایسا ہی لکھا دیکھا ہے آیا یہ قول زید کا صحیح ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

یہ قول اوس کا غلط صریح و باطل قبیح اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر افترائے فضیح ہے قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار جو مجھ پر دانستہ جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔ زنہار مال حرام قابل قبول نہیں نہ اوسے راہ خدا میں صرف کرنا روا نہ اوس پر ثواب ہے بلکہ نرا وبال ہے اللہ تعالٰی فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ اے ایمان والو اپنی کمائی میں سے پاکیزہ چیزیں ہماری راہ میں خرچ کرو پھر فرماتا ہے وَ لَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ اور خبیث چیز کا قصد نہ کرو کہ اوس میں سے ہماری راہ میں اوٹھاؤ اور فرماتا ہے اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ۝ خدا قبول نہیں کرتا مگر پرہیزگاروں سے۔ بخاری مسلم ترمذی نسائی ابن ماجہ ابن خزیمہ اپنی صحاح میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من تصدق بعدل تمرۃ من کسب طیب ولا یقبل اللہ الا الطیب فان اللہ یقبلھا بیمینہ الحدیث جو ایک کھجور کی برابر پاک کمائی سے تصدق کرے اور اللہ تعالٰی نہیں قبول فرماتا مگر پاک کو تو حق جل وعلٰی اوسے اپنے یمین قدرت سے قبول فرماتا ہے۔ وفی روایۃ بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ ان اللہ طیب لایقبل الا الطیب یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں بیشک اللہ پاک ہے پاک ہی کو قبول فرماتا ہے واخرج الامام احمد وغیرہ عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لایکسب عبد مالا حراما فیتصدق بہ فیقبل منہ ولا ینفق منہ فیبارک لہ فیہ ولایترکہ خلف ظہرہ الا کان زادہ الی النار ان اللہ لایمحوا السیئ بالسیئ ولکن یمحوا السیئ بالحسن ان الخبیث لایمحوا الخبیث اختصرتہ من حدیث وقد حسنہ بعض العلماء یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں یہ نہ ہوگا کہ بندہ حرام کما کر اوس سے تصدق کرے اور وہ قبول کرلیا جائے اور نہ یہ کہ اوسے اپنے صرف میں لائے تو اوس کے لئے اوس میں برکت دیں اور نہ اوسے اپنے پیچھے چھوڑ جائے گا مگر یہ کہ وہ اوس کا توشہ ہوگا جہنم کی طرف بیشک اللہ تعالٰی برائی سے برائی کو نہیں مٹاتا ہاں بھلائی سے برائی کو مٹاتا ہے بیشک خبیث خبیث کو نہ مٹائے گا واخرج الحاکم عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لایغبطن جامع المال من غیر حلہ اوقال من غیر حقہ فانہ ان تصدق بہ لم یقبل منہ وما بقی کان زادہ الی النار قال الحاکم صحیح الاسناد ولم یصب ففیہ حنش متروک لکن لہ شاھد عند البیھقی عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت ہے جو غیر حلال سے مال جمع کرے اوس پر کوئی رشک نہ لی جائے کہ اگر وہ اوس سے خیرات کرے گا تو قبول نہ ہوگی اور جو بچ رہے گا وہ اوس کا توشہ ہوگا جہنم کی طرف واخرج ابن خزیمۃ وابن حبان فی صحیحیھما والحاکم فی المستدرک من طریق دراج عن ابی حجیرۃ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من جمع مالا حراما ثم تصدق بہ لم یکن لہ فیہ اجر وکان اصرہ علیہ یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں جو حرام مال جمع کرے پھر اوسے خیرات میں دے اوس کے لئے ثواب کچھ نہ ہو اور اوس کا وبال اوس پر ہو۔ واخرج الطبرانی عن ابی الطفیل رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من کسب مالا حراما فاعتق منہ ووصل منہ رحمہ کان ذالک اصرا علیہ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو حرام مال کمائے پس اس میں سے غلام آزاد کرے اور صلہ رحم کرے تو یہ بھی اوس پر وبال ٹھیرے واخرج ابو داؤد فی المراسیل عن القاسم عن اخیمرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من اکتسب مالا من ماثم فوصل بہ رحمہ اوتصدق بہ او انفقہ فی سبیل اللہ جمع ذلک کلہ فقذف بہ فی جھنم یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں جو گناہ کی وجہ سے مال کما کر اوس سے صلہ رحم یا تصدق یا راہ خدا میں خرچ کرے یہ سب جمع کرکے اوسے جہنم میں پھینک دیا جائے والعیاذ باللہ تعالٰی۔ سبحٰن اللہ مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے تو یہ قاہر تصریحیں اور بیباک لوگ حضور پر تہمت رکھیں کہ ناپاک مال بھی سرکار میں قبول ہوجاتا ہے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اے عزیز جو چیز خدا کی بارگاہ سے مردود اور اوس کی ناراضی سے آلودہ ہے کیونکر ممکن کہ مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دربار میں رضا وقبول سے مشرف ہو بلکہ درحقیقت زید کی یہ جرأت سرکار رسالت علیہ افضل الصلاۃ والتحیۃ میں گستاخی و اہانت کہ معاذ اللہ اونھیں ناپاک چیزوں کا پسند وقبول کرنے والا بتاتا ہے۔ ہیہات ہیہات واللہ وہ تمام عالم سے زیادہ ستھرے ہیں اور ستھروں کے لائق نہیں مگر ستھری چیز گندی چیزیں گندوں کے سزاوار ہیں قال اللہ تعالٰی عزوجل اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَ الْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِۚ وَ الطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَ الطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِۚ اُولٰٓىٕكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ گندیاں گندوں کے لئے اور گندے گندیوں کو اور ستھریاں ستھروں کو اور ستھرے ستھریوں کو وہ بری ہیں اون باتوں سے جو لوگ کہتے ہیں اونھیں میں یہ بات بھی ہے کہ وہاں ناپاک مال مقبول ہو وہ طیب طاہر اس خبیث قول سے بری ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور گھاس کے پٹھی وغیرہ کی مثال محض حماقت کہ مباح وحرام میں کیا مناسبت معہذا امرائے دنیا بہتیرے خود آلودہ ہزاران خباثات ہوتے ہیں اونھیں تاجدار ویطھرکم تطھیرا سے کیا نسبت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ ٹھیک مثال یوں ہے کہ جشن سلطانی میں کوئی احمق بیباک نذر شاہی کو پیشاب کا قارورہ لے جائے پھر دیکھے کہ مقبول ہوتا ہے یا اوس مردک کے مونھ پر مارا جاتا ہے اور وہ جو علما فرماتے ہیں کہ جس کے پاس مال حرام ہو اور مالک معلوم نہ رہیں یا بے وارث مرجائیں تو اون کی طرف سے تصدق کردے اوس کے یہ معنی نہیں کہ یہ صدقہ مقبولہ ہے یا ارادۂ خود میں صرف کرنا ٹھیرے گا

یا اوس پر انفاق فی سبیل اللہ کا ثواب پائے گا بلکہ وجہ یہ ہے کہ جب اس میں تصرف حرام ہوا اور مالک تک پہنچا نہیں سکتا ناچار اوس کی نیت سے فقیر کو دیدے کہ اللہ جل جلالہ کے پاس امانت رہے اور وہ روز قیامت مالک کو پہنچا دے فی اٰخر متفرقات الغصب من الھندیۃ عن الغایۃ رجل لہ خصم فمات ولا وارث لہ یتصدق عن صاحب الحق المیت مقدار ذٰلک لیکون ودیعۃ عند اللہ تعالٰی فیوصل الی خصمائہ یوم القیمۃ **بالجملہ** زید کی جہالت وضلالت میں شک نہیں اور اوس کا دعوٰی کہ میں نے بعض کتابوں میں ایسا ہی دیکھا ہے یا تو محض حکایت بے محکی عنہ ہے یا کسی ایسے ہی سفیہ جاہل خواہ ضال مضل نے کہیں لکھ دیا ہوگا اور اگر فقہائے کرام کے ارشاد سنئے تو زید کے لئے حکم نہایت سخت وجگر شگاف نکلتا ہے اوس کا کہنا کہ حضور میں یہ نیاز قبول ہوتی ہے بعینہٖ یہ کہنا ہے کہ حق سبحانہ وتعالٰی اوس پر ثواب دیتا ہے کہ نیاز کا حاصل نہیں مگر یہ کہ لوجہ اللہ تصدق کریں اور اوس کا ثواب کسی محبوب خدا کی نذر ہو ورنہ یہ عین طعام ولباس وہاں نہیں پہنچتے نظیر ذٰلک قولہ تعالٰی لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَاؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ خود قربات وطاعات میں قبول ووصول ثواب کا ایک حاصل ردالمحتار میں ہے القبول ترتب الغرض المطلوب من الشیئ علی الشیئ کترتب الثواب علی الطاعۃ اوسی میں ہے معنی الصلاۃ علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قد ترد لعدم اثابۃ العبد علیھا الخ تفسیر کبیر میں ہے قال المتکلمون کل عمل یقبلہ اللہ تعالٰی فھو یثیب صاحبھا ویرضاہ عنہ والذی لایثیبہ علیہ ولا یرضاہ منہ فھو المردود تو صاف ثابت کہ زید کے نزدیک مال حرام سے تصدق پر بھی استحقاق ثواب ہے اور علما فرماتے ہیں جو حرام مال سے تصدق کرکے اوس پر ثواب کی اُمید رکھے کافر ہوجائے خلاصہ میں ہے رجل تصدق من الحرام ویرجوا الثواب یکفر الخ عالمگیریہ میں ہے لو تصدق علی فقیر شیئا من المال الحرام ویرجوا الثواب یکفر الخ زید پر فرض ہے کہ ایسے خرافات سے توبہ کرے اور اوسے از سرِ نو کلمۂ اسلام پڑھنا اور اوس کے بعد اپنی عورت سے نکاح جدید کرنا چاہئے نظرا الی ماقالہ الفقھاء کما یظھر بمراجعۃ الدر المختار وغیرہ من الاسفار واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ چہ می فرمایند علمائے دین اندریں مسئلہ کہ در ضلع ہزارہ از اضلاع پنجاب دستور آں چنانست کہ اہل علم وتقوٰی را در مساجد بہر امامت معین می کنند کہ ہم بمسجد نشینند واذان گویند وامامت نمایند وہرکہ از طلبۂ علم آید اورا درس قرآن عظیم وعلوم دینیہ دہند وچوں ایشاں را از اشتغال بحوائج خودہا باز می دارند لاجرم تکفل معیشت آناں می کنند وحسب مقدور ہدایا ونذور بخدمت ایشاں می گزارند وبمریں معمول شریف النسب کبیر السن عالم دین ورع متقی کہ از نسل پاک حضرات سادات ست بمسجدے از زمانہ دراز مقرر وکارہائے مذکورہ بحسن انتظام انجام میدارد وطلبہ را قرآن وفقہ می آموخت مردے از قوم گوجر کہ دریں دیار از اراذل واجلاف معدود شوند پیشۂ آبائی ترک گفتہ راہ تعلم پیش گرفت وبریں سید قرآن خواند وکنز وقدوری وغیرہا کتب دینیہ نیز باز ہوای فلسفہ در سرش جنبید وبر بعضی مردماں چیزے از طبعیات والہیات آناں آنچناں کہ مقرر درس ہندیان ست خواند وخود را عالم کبیر گرفت وباوستاذ اول کہ معلم علم دین بود بسرکشی برآمد واز طمع ادرار معلوم کہ نصیب ائمہ میشود بروے ثابت شود از منصب امامت برآوردن وخود بجائے او قیام کردن خواست وبربنائے حرفی چند کہ از علوم فلسفیہ آموختہ است خود را برآں فقیہ فضل نہاد واولٰی تر بامامت وانمود حالانکہ زنہار نہ در علم دین ہم سنگ او بود نہ در ورع وتقوٰی ہمرنگ او حتی کہ از حق اوستاذیش منکر شد ودر ابتدای امر قرآن وغیرہ آموختن را وقعی نہ نہاد وموجب حقوق اوستاذی ندانست آیا ایں چنیں کس سزائے امامت ست یا نہ واگر باشد پس اولٰی بامامت آں سید ست یا ایں کس وبہرحال آیا روا باشد کہ آں پیر فقیہ شریف متقی را بیقصورے از منصب امامت براندازند وایں کس را بجایش مقرر سازند ومعلوم ست کہ دریں اضلاع آنچنانکہ منصب امامت موجب اعزاز وکرامت ست ہمچناں در معزولی ازاں تذلیل واہانت اگر کسی برغلانیدن متصدی ایں کار شد شرعًا خاطی واٰثم بود یا نہ۔ بینوا توجروا۔

الجواب

اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب الحق ہر کرا در کوچۂ علم گزرے وبرفقہ وحدیث نظرے ست روشن تر از سپیدۂ صبح میداند کہ آں کس بایں حرکات خودش داد ناحفاظیہا داد بوجوہ چند در چند قدم از دائرۂ شرع بیروں نہاد۔ **یکے** ناسپاسی اوستاذ کہ بلا بیست بائل ود ائیست قاتل وبرکات علم را مزیل ومبطل العیاذ باللہ سبحنہ وتعالٰی سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمودہ است لا یشکر اللہ من لا یشکر الناس خدائے را شکر نکند آنکہ مردماں را سپاس نیارد اخرجہ ابو داؤد والترمذی وصححہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرمودہ است صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ ہرکہ مرد ماں را شکر نہ کرد خدائے عزوجل را سپاس نیاورد اخرجہ احمد فی المسند والترمذی فی الجامع وایضا فی المختارۃ بسند حسن عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ عبد اللہ بن احمد فی

زوائد المسند عن النعمان بن بشیر رضی اللہ تعالٰی عنہ حق عزوجل فرماید لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِيْدٌ ؁ ہر آئینہ اگر سپاس آرید بیشک بیفزایم وبیشتر بخشم شمارا و اگر ناسپاسی ورزید پس بدرستیکہ عذاب من سخت ست وفرمود جلت عظمتہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ؁ بدرستیکہ خدائے دوست نمی دارد ہر بسیار دغل سخت ناسپاس را وفرمود عز شانہ هَلْ نُجٰزِیْۤ اِلَّا الْكَفُوْرَ ؁ ماکرا سزا میدہیم وسرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود من اولی معروفا فلم یجد لہ جزاء الا الثناء فقد شکرہ ومن کتمہ فقد کفرہ ہر کہ باوے احسانے کردہ شد او را عوض نیافت جز آنکہ ہر محسن ثنائے نیک نمودہ پس بہ تحقیق کہ سپاس او بجا آورد وہر کہ پوشید پس بدرستیکہ کافر نعمت شد اخرجہ البخاری فی الادب المفرد وابوداؤد فی السنن والترمذی فی الجامع وابن حبان فی التقاسیم والانواع والمقدسی فی المختارۃ برواۃ ثقات عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما ولفظات من اثنی فقد شکر ومن کتم فقد کفر **دوم** انکار حقوقش کہ صریح خرق اجماع مسلمین بلکہ کافہ عقلاست وھذا غیر الکفران فانہ ترک العمل وھذا جحد الاصل کما لایخفی وتخصیصش بتلمذ ابتدائی سودش ندہد کہ اجماع مطلق ست ودر حدیث مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم آمدہ من لم یشکر القلیل لم یشکر الکثیر ہر کہ اندک را شکر نکند بسیار را سپاس نیارد اخرجہ عبداللہ بن الامام فی زوائد باسناد لاباس بہ والبیہقی فی السنن عن النعمن بن بشیر رضی اللہ تعالٰی عنہ وللحدیث تتمۃ وھو عند البیھقی اتم واورد ابن ابی الدنیا فی اصطناع المعروف مختصرا **سوم** آنکہ این تحقیر نکوی واحسان ست کہ تعلیم ابتدائے را بجو نسنجید ومصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود لاتحقرن من المعروف شیئا ولوان تلقی اخاک بوجہ طلیق زنہار ہیچ نکوئے را خوار مپندار اگرچہ ایں قدر کہ برادر خود را بروئے کشادہ پیش آئی اخرجہ مسلم عن ابی ذر رضی اللہ تعالٰی عنہ وفرمود صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا نساء المسلمات لاتحقرن جارۃ لجارتھا ولو فرسن شاۃ اے زنان مسلمانان ہرگز خورد وخوار نہ پندارد ہیچ زن ہمسایہ خود را یعنی ہدیہ وتصدق اگرچہ سم گوسپند باشد اخرجہ الشیخان عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ودر حدیث دیگر آمدہ ولو بظلف محرق اگرچہ سم سوختہ بود وتخصیص زنان از بہر آن ست کہ سخط وکفران در طبع ایشان بیشتر از مردمان ست سبحان اللہ مگر در ابتدائے کار تعلیم نصوح وتربیت روح کمتر وحقیر تر از سم سوختہ گوسپندست کہ او را وقع ندارند وحقے نہ شمارند۔ **چہارم** آنکہ ایں تحقیر راجعست والعیاذ باللہ تعالٰی بسوے تحقیر قرآن ومختصرات فقہ کہ ہر کہ اینہا آموخت گویا ہیچ نیاموخت العظمۃ للہ اگر کار بالتزام کشیدی خود کفر قطعی بودے حالا کم نہ ازاں کہ حرام اشد وخبث ابعد باشد نسأل اللہ العفو والعافیۃ علما فرمودہ اند مردے صالح پسرش را معلمی بمعلومی معین کرد ہمیں کہ اخوند سورۂ فاتحہ آموخت پدر چار ہزار دینار بشکر فرستاد معلم گفت ہنوز چہ دیدہ اند کہ اینہا بخشیدہ اند پدر گفت زیں باز پسرم را معلم نباشی کہ عظمت قرآن در دل نداری والعیاذ باللہ سبحانہ وتعالٰی۔ **پنجم** آنکہ باستاذ بمقابلہ برآمد واینہم زائد ناسپاسی ست زیراکہ او ترک شکر ست وایں اتیان خلاف الاترٰی ان من لم یذکر النعمۃ فقد کفرھا کما اثبتنا بالاحادیث ومن قابلھا باساءۃ فقد زاد وایں در رنگ عقوق باپدر ست چراکہ اوستاد را در وزان پدر نہادہ اند۔ لہذا مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود انما انا لکم بمنزلۃ الوالد اعلمکم ہمین ست کہ من شمارا بجائے پدرم علم می آموزم شمارا اخرجہ احمد والدارمی وابوداؤد والنسائی وابن ماجہ وابن حبان عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ بلکہ علما گفتہ اند حق اوستاذ را بر حق والدین مقدم دارد کہ از ایشاں حیات ابدان است وایں سبب حیات روح است فی عین العلم بر الوالدین فالعقوق من الکبائر ویقدم حق العلم علی حقھما فھو سبب حیوۃ الروح اھ ملخصاً علامہ مناوی رحمہ اللہ تعالٰی در تیسیر شرح جامع صغیر می آرد ؎

من علم الناس ذاک خیر اب ؞ ذاک ابوالروح لا ابوالنطف

وخود پیداست کہ شامت عقوق از کجا تا کجاست تا آنکہ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اورا در جنب اشراک باللہ داشت واز سخت ترین کبائر انگاشت فقد اخرج الشیخان والترمذی عن ابی بکرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الا انبئکم باکبر الکبائر ثلثا قلنا بلٰی یارسول اللہ قال الاشراک باللہ وعقوق الوالدین الحدیث وخود اگر احادیث ایں باب شمردن گیرم دفتری بایست املا کرد **ششم** آنکہ ایں معنی باباق غلام از آقای خود ماناست طبرانی از ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت دارد کہ مولای عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود من علم عبدا اٰیۃ من کتاب اللہ تعالٰی فھو مولاہ ہر کہ بندۂ را آیتے از کتاب عزوجل آموخت آقای او شد واز امیر المؤمنین سیدنا علی مرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم می آرند کہ فرمود من علمنی حرفا فقد صیرنی عبدا ان شاء باع وان شاء اعتق ہر کہ مرا حرفی آموخت پس بہ تحقیق مرا بندہ خود ساخت اگر خواہد فروشد واگر خواہد آزاد کند وامام شمس الدین سخاوی در مقاصد حسنہ از امیر المومنین فی الحدیث شعبہ بن الحجاج رحمہ اللہ تعالٰی می آرد کہ گفت من کتبت عنہ اربعۃ احادیث اوخمسۃ فانا عبدہ حتی اموت ہر کہ از وے چار یا پنج حدیث نوشتم بندہ اش شدم تا آنکہ بمیرم بلکہ در لفظ دگر گفت ماکتبت عن احد حدیثا الا وکنت لہ

عبداماحیی یعنی از ہرکہ یک حدیث نوشتہ ام مدة العمر او را بندہ ام وایں احادیث وروایات آں زعم باطل را نیز از بیخ برمی کند کہ تعلیم ابتدای را قدرے ندانست وخود معلوم ست کہ اباق از مولی کبیرہ ایست عظمی تا آنکہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم آبق را کافر گفتہ است کما رواہ مسلم عن جریر بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ تعالٰی عنہ و ناپذیرا شدن نمازش در احادیث کثیرہ وارد ست کحدیث مسلم عنہ وحدیث الترمذی عن ابی امامة وحدیث الطبرانی وابنی خزیمة وحبان عن جابر وحدیث الحاکم والمعجمین الاوسط الصغیر عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم کلہم عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم والسرد یطول **ہفتم** خود را براوستاذ فضل می نہد وایں خلاف ماموست اخرج الطبرانی فی الاوسط وابن عدی فی الکامل عن ابی ھریرة عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تعلموا العلم وتعلموا للعلم السکینة والوقار وتواضعوا لمن تعلمون منہ علم آموزید وبہر علم سکون وہیبت آموزید وپیش اوستاد کہ شمارا تعلیم کردہ است تواضع وفروتنی ورزید نجردان سعادتمند اگر براوستاذ چربند ہم از برکت وفیض اوستاذ دانند وبیشتر از بیشتر روئے خاک پایش مالند ع کاخرای بادصبا ایں ہمہ آوردۂ تست ٭ وبیخرداں شریر ولوند چوں سرپنجۂ توانائی یابند بر پدر پیر بسرہنگی شتابند وسراز خط فرمانش تابند زود بینی کہ چوں بہ پیری رسند کیفر کفران از دست خود چشند کما تدین تدان وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰی **ہشتم** آنکہ علما فرمودہ اند از حق اوستاذ بر شاگرد آنست کہ برفراش او ننشیند اگرچہ اوستاذ حاضر نباشد فی رد المحتار حاشیہ لدر المختار عن منح الغفار عن الفتاوی البزازیة عن الامام الزندویسی قال حق العالم علی الجاھل وحق الاوستاذ علی التلمیذ واحد علی السواء وھوان لایفتح الکلام قبلہ ولایجلس مکانہ وان غاب ولایرد علیہ کلامہ ولایتقدم علیہ فی مشیہ پس چگونہ روا باشد کہ اوستاذ را بزور از منصبش افگنند وخود بجایش برآمدہ لامھا زنند حالانکہ از مجلس تا معاش واز منصب تا فراش فرقے کہ ہست پیداست **نہم** ہمچنیں فرمودہ اند کہ تلمیذ را در رفتن وسخن گفتن براوستاذ تقدم وسبقت نمی رسد کما سمعت انفا پس چساں گوارا آید کہ او را بالجبر پسترنمایند وخود پیش وبیش گرفتہ برمنصۂ امامت برآیند **دہم** آنکہ سید موصوف گو اوستاذ ایں کس مباش اما آخر مسلمانیست وایں کار کہ فلاں خواست بالبداہت موجب ایذای اوست وایذای مسلم بے وجہ شرعی حرام قطعی قال اللہ تعالٰی وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا ۝ آنانکہ آزار دہند مردان مومن وزنان مومنہ را بے جرم پس بہ تحقیق کہ بہتان وگناہ آشکارا برخود برداشتند سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماید من اذی مسلما فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ہر کہ مسلمانے را آزار داد مرا اذیت رسانید وہر کہ مرا اذیت رسانید حق تعالٰی را ایذا کردہ است وہر کہ سبحانہ را ایذا کرد پس سرانجام ست کہ بگیرد او را اخرجہ الطبرانی فی الاوسط عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن وامام اجل رافعی از سیدنا علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ روایت کرد مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود لیس منا من غش مسلما او ضرہ او ماکرہ از گروہ ما نیست آنکہ بدغا بد مسلمانے خواہد یا او ضررے رساند یا باوے بمکر پیش آید واحادیث دریں باب بسیارست بحیث لامطمع فی الاستقصاء **یازدہم** آنکہ ایں معنی موجب تذلیل آں مسلمان ست کما بین السائل ومصطفٰی فرمود صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من اذل عندہ مؤمن فلم ینصرہ وھو یقدر علی ان ینصرہ اذلہ اللہ علی رؤس الاشھاد یوم القیمة یعنی ہر کہ پیش او تذلیل مسلمانے کردہ شود او باوصف قدرت قیام بنصرت نماید حق جل وعلی او را روز قیامت برملا ذلیل ورسوا فرماید۔ اخرجہ الامام احمد عن سھیل بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ باسناد حسن العظمة للہ چوں سکوت بر تذلیل مسلم باعث چنیں عذاب مولم ست قیاس می باید کرد کہ خود بہ تذلیلش پرداختن ودر وجہ اعزازی کہ او را پیش مسلمانان ست بے وجہ رخنہ انداختن چہ قدر موجب عقاب وغضب رب الارباب باشد والعیاذ باللہ **دوازدہم** آں کہ شناعت حسد خود نہ چناں ست کہ محتاج بیان ست واگر ہیچ نبودی جز آنکہ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمودہ است لایجتمع فی جوف عبد الایمان والحسد بہم نشود در دل بندۂ ایمان وحسد اخرجہ ابن حبان فی صحیحہ ومن طریقہ البیھقی عن ابی ھریرة رضی اللہ تعالٰی عنہ وفرمودہ است صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایاکم والحسد فان الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب اوقال العشب دور باشید از حسد کہ حسد می خورد حسنات را چنانکہ میخورد آتش ہیزم را یا فرمود گیاہ را اخرجہ ابوداؤد والبیھقی عن ابی ھریرة رضی اللہ تعالٰی عنہ وابن ماجة وغیرہ عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ ولفظہ الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب الحدیث ودر مسند الفردوس از معویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ مرویست کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود الحسد یفسد الایمان کما یفسد الصبر العسل حسد تباہ میکند ایمان را چنانکہ میکند صبر شہد را۔ وصبر بفتح صاد وکسر باعصارہ درختے ست بہ تلخی معروف باز حسد نیست جز آنکہ از کسے زوال نعمتے خواہند کما عرفہ بذلک العلماء پس بخودی خود قیام بازالۂ آں نمودن پیداست کہ وبال ونکالش تا کجا رسیدنی ست **سیزدہم** آں کہ شارع

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بکمال رحمت وعنایتے کہ برحال مسلمانان دارد روا نداشتہ است کہ خطبہ برخطبہ مسلمانے کنند یا سوم برسوم وے نمایند اخرجہ الائمۃ احمد والشیخان عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال لایخطب الرجل علی خطبۃ اخیہ ولایسوم علی سومہ وفی الباب عن عقبۃ بن عامر وعن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھم یعنی یکے می خرد و بائع مشتری بر چیزے تراضی کردہ اند دیگرے آید و بہا فزاید وخود بخرد یا یکے مرزنے راخواستارے کردہ است ورائے برتزویج قرار بگرفتہ دیگرے برخیزد وبیے انگیزد و مخطوبۂ اورا بحبالۂ خود کشد این ہمہ ممنوع ونا رواست حالانکہ درین صور تنہا محض قرار دادیست نہ حصول پس چساں حلال باشد کہ برمسلمانے دست تعدی دراز نمایند وازوے نعمت موجودہ حاصلہ بربایند این خود ستم صریح است ومصطفی صلی اللہ تعالٰی علیہ فرمود الظلم ظلمت یوم القیٰمۃ ستم تاریکیہاست روز قیامت اخرجہ البخاری ومسلم والترمذی عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما وبندہ است قول او سبحنہ تعالٰی اَلَا لَعْنَۃُ اللہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ ۝ والعیاذ باللہ تعالٰی **چہاردہم** آنکہ این مسلمان کہ باوے این چنیں بدیہا میرود بالخصوص پیر وکبیر السن ست وسید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود لیس منا من لم یرحم صغیرنا ویعرف شرف کبیرنا از ما نیست ہرکہ مہر نکند برخورد ما و بزرگی نشناسد بہر کلان ما اخرجہ احمد والترمذی والحاکم عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنھما بسند حسن بل صحیح وفرمود صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لیس منا من لم یرحم صغیرنا ویوقر کبیرنا یعنی برروش ما نیست ہرکہ برخورداں رحم ومرپیران را توقیر نکند اخرجہ الاولان و ابن حبان عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما واسنادہ حسن ونحوہ للطبرانی فی المعجم الکبیر عن واثلۃ بن الاسقع رضی اللہ تعالٰی عنہ وفرمود صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لیس منا من لم یرحم صغیرنا ولم یعرف حق کبیرنا ولیس منا من غشنا ولا یکون المومن مؤمنا حتی یحب للمؤمنین مایحب لنفسہ یعنی از ما نیست ہرکہ برخورد سالان شفقت نیارد ومرسالخوردان را حق نشناسد ونہ آنکہ مؤمناں را خیانت کند ومسلمان مسلمان نمی شود تا آنکہ ہمہ مومنین را ہماں خواہد کہ از بہر جان خود می خواہد اخرجہ الطبرانی فی الکبیر عن ضمیرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ باسناد حسن وفرمود صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان من اجلال اللہ تعالٰی اکرام ذی الشیبۃ المسلم الحدیث از تعظیم خداست بزرگ داشتن مسلمان سپید موی۔ اخرجہ ابوداؤد عن ابی موسٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ **پانزدہم** آنکہ آں پیر بالتخصیص علم دینی دارد و باعلما بد بودن ولوندی نمودن نجنداں بدست کہ بگفتن آید۔ سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماید لیس من امتی من لم یجل کبیرنا ویرحم صغیرنا ویعرف لعالمنا حقہ از امت من نیست آنکہ تعظیم نکند بزرگ مارا وشفقت ننماید خورد مارا وحق نشناسد عالم مارا اخرجہ احمد فی المسند والحاکم فی المستدرک والطبرانی فی الکبیر عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن وفرمود صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ثلثۃ لایستخف بحقھم الامنافق ذوشیبۃ فی الاسلام وذوالعلم وامام مقسط سہ کسانند کہ سبک نگیرد حق ایشاں را مگر منافق یکے آنکہ در اسلام مویش سپید شد دوم عالم سوم بادشاہ عادل اخرجہ الطبرانی عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ بطریق حسنھا الترمذی بغیر ھذا المتن **شانزدہم** آنکہ آں ذی علم بالخصوص سید ست وتعظیم این نسل طاہر ونسب فاخر از اہم واجبات وایذای آناں وبدخواہی ایشاں از اشد موبقات در حدیث ابوالشیخ ابن حبان ودیلمی آمدہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود من لم یعرف حق عترتی والانصار والعرب فھو لاحدی ثلث اما منافق واما ولد زنیۃ واما امرؤ حملت بہ امہ فی غیر طھر ہرکہ نشناسد حق آل من وحق انصار واہل عرب آں بہریکے از سہ وجہ است یا منافق ست یا بچۂ زنا یا مردے کہ مادرش باو در ایام بے نمازی باور شدہ است واخرج ابن عساکر وابونعیم عن امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ ایضا یرفعہ الی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من اذی شعرۃ منی فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ زاد ابونعیم فعلیہ لعنۃ اللہ ملء السماء وملء الارض یعنی سید عالم فرمود صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہرکہ از من موئے (یعنی ادنٰی متعلقے) را ایذا داد پس بتحقیق مرا آزار رسانید وہرکہ مرا آزار رسانید بدرستی کہ حق عزوجل را اذیت کرد پس بروے نفرین خداست بپری آسمان و پری زمین واحادیث در اجلال عترت طاہرہ وتاکید حقوق آں ہا خیمہ بسرحد تواتر زدہ است وباللہ التوفیق۔ **ہفدہم** آنکہ چوں سید موصوف حسب تصریح سائل ہم بعلم وہم بتقوی وہم بسن وہم بنسب اجل وافضل است مستحق بکرامت امامت وتعظیم تقدیم ہموں گہ این چہار از وجوہ احقیت ست کما صرح بہ فی تنویر الابصار وغیرہ عامۃ الاسفار پس منازعتش باوے صراحۃ برخلاف حکم شرع ست وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللہِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَہٗ **ہیجدہم** آنکہ این کس می خواہد کہ علم خود را ذریعہ تحصیل دنیا کند ودر حدیث مصطفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم آمدہ است من اکل بالعلم طمس اللہ علی وجہہ وردہ علی عقبیہ و کانت النار اولی بہ یعنی ہرکہ علم را ذریعۂ جلب مال نماید حق عزوجل روئے اورا مسخ فرماید واورا برہردو پاشنہ اش بازگرداند وآتش دوزخ باو

سزاوارتر باشد اخرج الشیرازی فی الالقاب عن ابی رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ و در حدیث دیگر است کہ فرمود صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من ازداد علما ولم یزد فی الدنیا زھدا لم یزدد من اللہ الا بعدا ہر کہ در علم افزود و در دنیا بے رغبتی نیفزود از خدا نیفزود مگر دوری۔ اخرجہ الدیلمی عن علی رضی اللہ تعالٰی عنہ و احادیث دریں باب بسیار ست **نوزدہم** آنکہ حرفے چند از فلسفہ مزخرفہ آموختن واندک فضلہ از کفار سفسطہ بگدیہ اندوختن پیش او گرامی کار نیست بدیع و منیع و باعث فخر وشرف رفیع کہ بہ سایش خود را ازاں سید فقیہ افضل واولٰی تر بامامت می انگارد حالانکہ ایں علوم فلاسفہ اعنی طبیعیات و الٰہیات آنہا کہ مملو ومشحون است از ضلالات شنیعہ وبطالات قطیعہ تا آنکہ در روے انبارہا ست از کفر وشرک وانکار ضروریات دین وخرخرہا از مضادّت قرآن ومحادّت فرمان انبیاو مرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین وقد فصلنا بعضھا عنقریب فی رسالۃ لنا سمیناھا مقامع الحدید علی خد المنطق الجدید اقمنا فیھا الطامۃ الکبرٰی علی المتھورین من متفلسفۃ الزمان وباللہ التوفیق وعلیہ التکلان قطعاً از علوم محرمہ است فی الدرالمختار اعلم ان تعلم العلم یکون فرض عین (الی ان قال) وحراما وھو علم الفلسفۃ والشعبدۃ والتنجیم والرمل وعلوم الطبائعیین والسحر وعلامہ زین بن نجیم مصری رحمہ اللہ تعالٰی در الاشباہ والنظائر فرماید العلم قد یکون حراما وھو علم الفلسفۃ الخ علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالٰی در فتاوای خودش فرمود ما کان منہ (ای من الطبیعی) علی طریق الفلاسفۃ حرام وہمدران است اما الاشتغال بالفلسفۃ والمنطق فقد افتی بتحریمہ ابن الصلاح وشنع علی المشتغل بھما واطال فی ذلک ویجب علی الامام اخراج اھلھما من مدارس الاسلام وسجنھم وکف شرھم قال وان زعم انہ غیر معتقد لعقائدھم فان حالہ یکذبہ بیبن چساں روشن و وسپید می گوید کہ فلسفہ حرام است و بر بادشاہ اسلام واجب کہ اہل آنرا از مدارس اسلام بیروں کند وزندان فرماید تا شر آنہا بمسلمانان نرسد و مرد متفلسف کہ دریں جہالات مسمّٰی بعلم توغل دارد وعمر میگزارد اگر دعوی کند کہ من بدل عقائد آنہا را جائے ندادہ ام خود حال او بہر تکذیب او بسندست کہ اگر نہ پسندست چرا پائے بندست ہیچ دیدۂ انسان ہر چیزے راکہ دشمن دارد باختیار خود باوے عمر گزارد وشبہا باوی سحر کند و مدتہا چنگ بدامنش زند وبخصوصش غلغلۂ تفاخر افگند وکلہ گوشہا بر آسمان شکند حاش للہ ایں ہمہ علامات رضا وایثار ست ورنہ با دشمن ساعتی بسر بردن دشوار ست یا غراب البین لیت بینی وبینک بعد المشرقین این ست تقریر کلامش برحسب مرامش رحمہ اللہ تعالٰی وماذکرہ فی الفلسفۃ صحیح ومن ثم قال الاذرعی رحمہ اللہ تعالٰی تحریمھا ھو الصحیح الصواب واما ذکرہ فی المنطق فمنطق الفلاسفۃ ھو الذی یحرم الاشتغال بہ ویدل لذلک قولہ کف شرھم وقولہ معتقد لعقائدھم ۱ھ ملتقطا وفیہ طول کثیر فقیر میگویم واللہ سبحٰنہ یغفرلی از ادل دلیل بر تحریم تفلسف وتقبیح حالش حدیثی ست کہ امام ابو عبدالرحمٰن دارمی در سنن خودش از سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما روایت کردہ ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ اتی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بنسخۃ من التورٰۃ فقال یارسول اللہ ھذہ نسخۃ من التورٰۃ فسکت فجعل یقرؤ ووجہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یتغیر فقال ابو بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ ثکلتک الثواکل ما تری ما بوجہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فنظر عمر الی وجہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال اعوذ باللہ من غضب اللہ وغضب رسولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رضینا باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نبیا فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم والذی نفس محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بیدہ لو بدالکم موسٰی فاتبعتموہ وترکتمونی لضللتم من سواء السبیل ولو کان حیا وادرک نبوتی لاتبعنی یعنی عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ پیش سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نسخہ از توریت آورد وعرض داشت کہ یارسول اللہ ایں نسخہ ایست از توریت سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پاسخ نداد وسکوت فرمود عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ خواندن گرفت وچہرہ مبارک سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم از حالی بحالی گردید بجہت شدت غضب وعمر ہنوز ازیں معنی آگاہی نداشت تا آنکہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ گفت اے عمر ترا گم کنند زنان گریہ کناں نمی بینی حالتیکہ در روئے مبارک سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پیدا ست آنگاہ عمر نظر بالا کرد وجانب چہرۂ اقدس دید فوراً گفت بخدا پناہ می برم از غضب خدا ورسول خدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پسندیدیم خدای را پروردگار واسلام را دین ومحمد را نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وازیں حکمہا غضب سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرو می نشست پس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود بخدای کہ جان محمد بقبضۂ قدرت اوست اگر ظاہر شود بہر شما موسٰی علیہ السلام وشما اتباع او کنید ومرا بگزارید ہر آئینہ راہ راست گم کردہ باشید واگر موسٰی بدنیا بودی وزمانہ ظہور نبوتم دریافتی بدرستی کہ مرا پیروی کردے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حالا چشم انصاف کشادنی ست توریت کہ کلام الٰہی ست وقرآن بہ تصدیقش نازل محض بوجہ اختلاط تحریفات کارش

بجائے رسید کہ قرأتش چنداں موجب غضب سید عالم شد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایں فلسفہ ملعونہ بکفر و ضلال مشحونہ کہ جہلی چند است برہم نشستہ و راہ
دیں بر خدامش بستہ و ربقہ یقین از گلوی شان گسستہ العزۃ للہ چہ جائے آں دارد کہ اورا اجری عظیم پندارند و عمرہا نظر بروے گمارند و تخم و دادش بدلہا کارند بایں ہمہ
سلامت روند غضب اشد را مستحق نشوند لا و اللہ لا یکون و لو کرہ المبطلون باز احمد در مسند و بیہقی در شعب الایمان از جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ چناں آوردہ اند
کہ عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ باقدس بارگاہ عالم پناہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حاضر آمد و بعرض قدس رسانید کہ انا نسمع احادیث من یھود تعجبنا افتری ان نکتب
بعضھا مااز یہود حدیثہا می شنویم کہ مارا خوش می آید آیا بروانگی باشد کہ چیزے ازانہا بنویسیم سید عالم فرمود صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم امتھوکون انتم کما تھوکت الیھود
والنصارٰی آیا متحیرید در دین اسلام و کمال و تمام و اغنای تام او کہ در احادیث دیگراں طمع دارید چنانکہ یہود و نصارٰی در دین خود متحیر شدند و بر علم الٰہی قناعت
ناکردہ درایں و آں فتادند و در قیل قال زوند لقد جئتکم بھا بیضاء نقیۃ من این ملت و شریعت را سپید و روشن و صاف و پاکیزہ آوردہ ام کہ نہ ہیچ شبہہ را در زو
نہ باوے سوی چیزے دگر حاجتی و لو کان موسٰی حیا ما وسعہ الا اتباعی وجود یہود و احادیث آنہا چہ لائق التفات باشد اگر موسٰی ہم بدنیا بودی اورا نیز جز
پیروی من گنجایش نداشتہ صلی اللہ تعالٰی علیک وسلم و معلوم ست کہ احادیثے کہ ہمچو عمر را خوش آید رضی اللہ تعالٰی عنہ زنہار مخالف ملت و منافی شریعت نباشد
بااین ہمہ نہی نمودند و امت را بر استغنا بشرع مطہر از ہمہ اغیارش دلالت فرمودند فکیف کہ دامن کفار یونان گیرند و بحر صافی را پس پشت انداختہ در تیہ ضلالت
تبلغی میزند لا یاتی ذلک الا من سفہ نفسہ بالجملہ ضرر فلسفہ و ضلال تفلسف از شمس از ہر و از امس اظہر پس در تحریمش ارتیاب نکند مگر مریض القلب
ضعیف الایمان والعیاذ باللہ و علیہ التکلان بنا تا عنان بمطلب گردانیم متفلسف مذکور ایں حرام علما را ذریعۂ تفاخر و وسیلۂ تفضیل و باعث تقدیم در مناجات
رب جلیل دانست پیداست کہ کدام تحسین بالاتر ازیں باشد و ایں معنی العیاذ باللہ پہلو بکفر زند چنانکہ علما در فروع کثیرہ تنصیص کردہ اند و امام عبدالرشید
بخاری تلمیذ امام اجل ظہیری و امام فقیہ النفس قاضی خان رحمہ اللہ تعالٰی در خلاصہ فرماید من قال احسنت لما ھو قبیح شرعا او جودت کفر یا رب مگر متفلسفان
بر خویشتن نمی بخشایند کہ بر فعل محرم بس ناکردہ زبان بتکبر و تفاخر می کشایند کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ۝ و نسئل اللہ العافیۃ بستم آنکہ
فضل تفلسف را بر فضل تفقہ ترجیح دادن کہ ادعای اولویت بامامت را منشا و منزع ہموں تواند بود متضمن تحقیر علم دین ست کما لا یخفی۔ و تحقیرش بر وجہ صریح
کفر قطعی ست اینجا چوں بپائے تضمن در میان ست نزاع لزوم و التزام عیان ست کما بیناہ فی مقامع الحدید واللہ الہادی الی المسلک السدید (ایں بست
وجہ است) نجیح و وجیہ مفید فقیہ و مبید سفیہ کہ بر نہج ارتجال بحال استعجال سپرد خامہ نمودہ شد و ما ناکہ اگر غوری رود وجوہ دیگر منجلی شود اما ہمیں قدر بسند ست
و تطویل ممل ناپسند حالا مسلماناں نگہ کنند کہ شرع مطہر امامت فاسق را نہ پسندیدہ تا آنکہ بسیاری از علما امامتش را مکروہ تحریمی قریب حرام داناں را کہ بتقدیمش
بردارند مبتلای آثام گفتہ اند علامہ ابراہیم حلبی رحمہ اللہ تعالٰی در شرح کبیر منیہ عبارت فتاوی الحجۃ نقل کردہ می فرماید فیہ اشارۃ الی انھم لو قدموا فاسقا
یاثمون بناء علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم لعدم اعتنائہ بامور دینہ و تساھلہ فی الاتیان بلوازمہ فلا یبعد منہ الاخلال ببعض شروط الصلوۃ
و فعل ماینا فیھا بل ھو الغالب بالنظر الی فسقہ و لذا لم تجز الصلوۃ خلفہ اصلا عند مالک و فی روایۃ عن احمد و ہمین ست مفاد ارشاد امام زیلعی در
تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق و علامہ حسن شرنبلالی در مراقی الفلاح شرح متن خودش نور الایضاح ذکر کردش علامہ سید احمد طحطاوی در حاشیہ مراقی رحمہ اللہ تعالٰی
علیہم اجمعین سبحٰن اللہ چوں امامت فاسق بفسق احد او را دت باینجا رسید ست ایں کس کہ وجوہ عدیدہ از فسق جمع کردہ کہ از آنہا بعضی روی بسوے کفر آوردہ
والعیاذ باللہ تعالٰی ہیچ محل آں باشد کہ امام کردن او روا دارند یا در حرمت اقتدایش نزاعی آرند گیرم کہ نماز پس فاسق وجہ حلت دارد اما کسیکہ در نفس اسلامش
خلاف را گنجایشی باشد کیست کہ امامت او را حلال انگارد الا تری ان فی تقدیمہ تعظیمہ و ھو حرام عند الشرع بالقطع معہذا علمای ما از امام ابویوسف
رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کردہ اند کہ امامت متکلمان جائز نیست اگرچہ باعتقاد صحیح باشند کما نقلہ الامام الاجل الھندوانی والزاھدی صاحب القنیۃ والمجتبٰی
والامام البخاری صاحب الخلاصہ والامام العلامۃ المحقق حیث اطلق فی الفتح و ہمیں معنی فتوای امام اجل شمس الائمہ حلوائی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ بخط مبارکش
یافتہ اند کما نص علیہ فی الخلاصۃ و ایں روایت را ہمہ ائمہ ممدوحین بقبول و تقریر گرفتہ اند و در توضیح مراد و تنقیح مفادش طرق عدیدہ رفتہ محط کلام اکثرے
آنست کہ اینجا مراد بمتکلم کسی ست کہ در فنون کلامیہ زائد بر حاجت توغل دارد و در تکثیر شکوک و شقاشق عقلیہ عمر عزیز ضائع برد افاد ذلک الامام
الھندوانی و علامہ عبدالغنی نابلسی در حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ گوید الماوی عن ابی یوسف رحمہ اللہ تعالٰی ان امامۃ المتکلم وان کان بحق لا تجوز

محمول علی الزائد علی قدر الحاجۃ والمتوغل فیہ کما قیل من طلب العلم بالکلام تزندق ولا یرید المتکلم علی قانون الفلاسفۃ لانہ لایطلق علی مبادئھم علم الکلام لخروجہ عن قانون الاسلام وھو من اجزاء الحد کما فی ابزازیۃ پس امامت متفلسفان اولٰی واجدر بعدم جواز ست کما لایخفی بالجملۃ شرع مطہر زنہار نہ پسندد کہ سید موصوف را با وصف چنیں فضائل واستحقاق کل از منصب امامت برآرند وایں کس را باآں ہمہ معاصی ومناہی ودواہی وتباہی بجایش بردارند لاجرم ہرکہ بایں کار واجب الانکار پردازد شریک آں متفلسف باشد دراثم ومعاونش درایذا وظلم ومستخف بشان سیادت وعلم ومورد بسیاری از شنائع مذکورۃ الصدر کما لایخفی علی المنشرح الصدر واللہ الھادی فی کل ورد وصدر حضرت حق جل وعلٰی فرماید لَاتَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ہمدگر مکنید برگناہ وستم وحاکم وعقیلی وطبرانی وابن عدی وخطیب بغدادی باسانید خود ہا از عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما روایت کنند کہ جناب سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم می فرمایند من استعمل رجلا من عصابتہ وفیھم من ھوارضی للہ منہ فقد خان اللہ ورسولہ والمؤمنین یعنی ہر کہ مردے را از جماعتی ہرکاری از کارہائے ایشاں نصب کرد ودر ایشاں کسے ست کہ پسندیدہ ترست از وے نزد خدا پس تحقیق او خیانت کرد خدا ورسول ومسلمانان را واخرج ابو یعلی عن حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ تعالٰی عنہ یرفعہ الی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایما رجل استعمل رجلا علی عشرۃ انفس وعلم ان فی العشرۃ افضل ممن استعمل فقد غش اللہ وغش رسولہ وغش جماعۃ المسلمین علامہ مناوی رحمہ اللہ تعالٰی در تیسیر شرح جامع صغیر زیر حدیث اول گوید من استعمل رجلا من عصابۃ ای نصبہ علیھم امیرا او قیما او عریفا او اماما للصلوۃ امام بخاری در تاریخ وابن عساکر از ابوامامہ باہلی وطبرانی در معجم کبیر از مرثد غنوی رضی اللہ تعالٰی عنہما راویند کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماید (وھذا حدیث ابی امامۃ) ان سرکم ان تقبل صلوتکم فلیؤمکم خیارکم اگر شمارا خوش آید کہ نماز شما مقبول شود پس باید کہ شمارا بہترین شما امامت کنند دار قطنی وبیہقی از عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما روایت دارند سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماید اجعلوا ائمتکم خیارکم فانھم فیما بینکم وبین ربکم بہتران خود را امام کنید کہ ایشاں سفیر شمایند میان شما وپروردگار شما عزوجل وفی الباب عن واثلۃ بن الاسقع رضی اللہ تعالٰی عنہ اخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر (**الحاصل خلاصۂ حکم آنست**) کہ ایں کس از بدترین فساق وفجار ست وبوجوہ چند درچند تعزیر شدید را سزاوار وامامتش ممنوع وناروا بلکہ مسلمانان را از صحبتش احتراز اولٰی وزنہار رخصت نباشد کہ آں سید فقیہ را از امامت براندازند وایں متفلسف سفیہ را بجایش مقرر وموقر سازند ہرکہ متصدی ایں کار شود خود واجب التعزیر وگناہگار شود تقدیم کو وامامت ازکجا بلکہ ایں کس را می شاید کہ از شناعات مذکورہ خود باز آید داغ کفران از جبینش شوید وفلسفہ ملعونہ را دعا گوید و برفضل علم دیں وبزرگی حقش ایمان آرد وتکلف تفلسف وتشدق تصلف را قبیح پندارد وشنیع انگارد واز سر نو کلمۂ طیبہ اسلام خواند وبعد ازاں تجدید نکاح بتقدیم رساند فان ذلک ھو الاحوط کما یظھر بمراجعۃ الدر المختار وغیرہ من اسفار الکملۃ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے لَایَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَہَّرُوْنَ ۝ اور بعض معلّم چارپائی پر لیٹے یا بیٹھے ہوتے ہیں اور لڑکے کتابیں لئے ہوئے جن میں بسم اللہ شریف ودیگر آیات قرآنیہ ہوتی ہے نیچے چٹائی پر بیٹھے رہتے ہیں پس یہ فعل کیسا ہے اور وہ کتابیں قابل تعظیم ہیں یا نہیں اور شروع پر بسم اللہ لکھنے سے کلام الناس ہوجاتی ہے یا کلام اللہ۔ بینوا توجروا۔

الجواب

ہمارے علما تصریح فرماتے ہیں کہ نفس حروف قابل ادب ہیں اگرچہ جُدا جُدا لکھے ہوں جیسے تختی یا وصلی پر خواہ اون میں کوئی بُرا نام لکھا ہو جیسے فرعون ابوجہل وغیرہما تاہم حرفوں کی تعظیم کی جائے اگرچہ ان کافروں کا نام لائق اہانت وتذلیل ہے فی الھندیۃ اذا کتب اسم فرعون او کتب ابوجھل علی غرض یکرہ ان یرموا الیہ لان لتلک الحروف الحرمۃ کذا فی السراجیۃ اور تصریح فرماتے ہیں کہ کتاب پر دوات رکھنا منع ہے مگر جب لکھتے وقت ضرورت ہو فی الدر المختار یکرہ وضع المقلمۃ علی الکتاب الا للکتابۃ اھ ملخصاً فی ردالمحتار قولہ الا للکتابۃ الظاھر ان ذلک عند الحاجۃ الی الوضع اھ اور تصریح فرماتے ہیں کہ اگر کسی صندوق یا الماری میں کتابیں رکھی ہوں تو ادب یہ ہے کہ اوس کے اوپر کپڑے نہ رکھے جائیں فی العالمگیریۃ حانوت او تابوت فیہ کتب فالادب ان لایضع الثیاب فوقہ تو کیونکر ادب ہوگا کہ کتابیں نیچے رکھی ہوں اور آپ اوپر بیٹھیں کیا ایسے لوگوں کو بے ادبی کی شامت سے خوف نہیں حروف تہجی خود کلام اللہ ہیں کہ ہود علیہ الصلوۃ والسلام پر نازل ہوئے کما فی ردالمحتار للعلامۃ الشامی عن سیدی عبدالغنی النابلسی عن کتاب الاشارات فی علم القرات للامام القسطلانی رحمہم اللہ تعالٰی البتہ کتب دینیہ کو بے وضو ہاتھ لگانے کے بارے میں علما مختلف ہیں بعض مطلقاً جائز فرماتے ہیں اور بعض مطلقاً مکروہ اور بعض تفصیل کرتے ہیں کہ کتب تفسیر میں

مکروہ اور غیر میں جائز بشرطیکہ اون میں جہاں کوئی آیت لکھی ہو خاص اوس پر ہاتھ نہ رکھے کہ اوس کی ممانعت میں کوئی کلام نہیں اور یہی تفصیل زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے فی ردالمحتار الاظھر والاحوط القول الثالث ای کراھتہ فی التفسیر دون غیرھا الخ وتمامہ فیہ عن السراج عن الایضاح لایجوز مس موضع القراٰن منھا الخ اور بسم اللہ کہ شروع پر لکھتے ہیں غالبًا اوس سے تبرک وافتتاح تحریر مراد ہوتا ہے نہ کتابت آیت قرآنیہ اور ایسی جگہ تغیر قصد سے تغیر حکم ہوجاتا ہے ولہٰذا جنب کو آیات دُعا و ثنا نہ بہ نیت قرآن بلکہ بہ نیت ذکر و دُعا پڑھنا جائز ہے فی الدرالمختار لوقصد الدعاء والثناء او افتتاح امر حل فی الاصح حتی لوقصد بالفاتحۃ الثناء فی الجنازۃ لم یکرہ الخ ملخصا واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ معانقہ بے حالت سفر بھی جائز ہے یا نہیں اور زید کہ اوسے قدوم مسافر کے ساتھ خاص اور اس کے غیر میں ناجائز بتاتا ہے قول اوس کا شرعًا کیسا ہے بینوا توجروا۔

الجواب

کپڑوں کے اوپر سے معانقہ بطور بر وکرامت واظہار محبت بے فساد نیت و مواد شہوت بالاجماع جائز جس کے جواز پر احادیث کثیرہ و روایات شہیرہ ناطق اور تخصیص سفر کا دعوٰی محض بے دلیل احادیث نبویہ و تصریحات فقہیہ اس بارے میں بروجہ اطلاق وارد اور قاعدۂ شرعیہ ہے کہ مطلق کو اپنے اطلاق پر رکھنا واجب اور بے مدرک شرعی تقیید اور تخصیص مردود و باطل ورنہ نصوص شرعیہ سے امان اوٹھ جائے کما لا یخفی ابن الدنیا کتاب الاخوان اور دیلمی مسند الفردوس اور ابوجعفر عقیلی اپنی کتاب میں حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی واللفظ للعقیلی انہ قال سئلت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن المعانقۃ فقال تحیۃ الامم وصالح ودھم وان اول من عانق خلیل اللہ ابراھیم میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے معانقہ کو پوچھا فرمایا تحیت ہے امتوں کی اور اچھی دوستی اون کی اور بیشک پہلے معانقہ کرنے والے ابراہیم خلیل اللہ ہیں علٰی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ والسلام خانیہ میں ہے ان کانت المعانقۃ من فوق قمیص اوجبۃ جازت عند الکل اھ ملخصا مجمع الانہر میں ہے اذا کان علیھما قمیص اوجبۃ جاز بالاجماع اھ مختصرًا ہدایہ میں ہے قالوا الخلاف فی المعانقۃ فی ازار واحد واما اذا کان علیہ قمیص اوجبۃ فلاباس بھا بالاجماع وھوالصحیح درمختار میں ہے لوکان علیہ قمیص اوجبۃ جاز بلاکراھۃ بالاجماع وصححہ فی الھدایۃ وعلیہ المتون شرح نقایہ میں ہے عناقہ اذا کان معہ قمیص اوجبۃ اوغیرہ لم یکرہ بالاجماع وھوالصحیح اھ ملتقطا اسی طرح امام نسفی نے کافی پھر علامہ اسمٰعیل نابلسی نے حاشیہ درر اور شیخ محقق نے لمعات میں تصریح فرمائی اور اسی پر فتاوٰی ہندیہ و حدیقہ ندیہ وشرح درر مولٰی خسرو وغیرہا میں جزم کیا اور یہی وقایہ ونقایہ وکنز واصلاح وغیرہا متون کا مفاد اور شروح ہدایہ وحواشی درمختار وغیرہا میں مقرر ان سب میں کلام مطلق ہے کہیں تخصیص سفر کی بو نہیں اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں اما معانقہ اگر خوف فتنہ نباشد مشروع است خصوصًا نزد قدوم از سفر یہ خصوصًا بطلان تخصیص پر نص صریح رہیں احادیث نہی اون میں زید کے لئے حجت نہیں کہ اون سے اگر ثابت ہے تو نہی مطلق پھر اطلاق پر رکھئے تو حالت سفر بھی گئی حالانکہ اوس میں زید بھی ہم سے موافق اور توفیق پر چلئے تو علماء فرماتے ہیں وہاں معانقہ بروجہ شہوت مراد اور پر ظاہر کہ ایسی صورت میں تو بحالت سفر بھی بلکہ مصافحہ بھی ممنوع تا بمعانقہ چہ رسد امام فخر الدین زیلعی تبیین الحقائق اور اکمل الدین بابرتی عنایہ اور شمس الدین قہستانی جامع الرموز اور آفندی شیخی زادہ شرح ملتقی الابحر اور شیخ محقق دہلوی شرح مشکوٰۃ اور امام حافظ الدین شرح وافی اور سید امین الدین آفندی حاشیۂ شرح تنویر اور مولٰی عبدالغنی نابلسی شرح طریقۂ محمدیہ میں اور ان کے سوا اور علما ارشاد فرماتے ہیں وھذا لفظ الاکمل قال وفق الشیخ ابومنصور (یعنی الماتریدی امام اہل السنۃ وسید الحنیفیۃ) بین الاحادیث فقال المکروہ من المعانقۃ ماکان علی وجہ الشھوۃ وعبر عنہ المصنف (یعنی الامام برہان الدین الفرغانی) بقولہ ازار واحد فانہ سبب یفضی الیھا فاما علی وجہ البر والکرامۃ اذا کان علیہ قمیص اوجبۃ فلاباس بہ اھ۔ اور کیونکر روا ہوگا کہ بے حالت سفر معانقہ کو مطلقًا ممنوع ٹھہرائے حالانکہ احادیث کثیرہ میں ثابت کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بارہا بے صورت مذکورہ بھی معانقہ فرمایا **حدیث اوّل** بخاری ومسلم ونسائی وابن ماجہ بطرق عدیدہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی وھذا لفظ مولف منھا دخل حدیث بعضھم فی بعض قال خرج النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فجلس بفناء بیت فاطمۃ رضی اللہ تعالٰی عنھا فقال ادع الحسن بن علی فحبستہ شیئا فظننت انھا تلبسہ سخابا او تغسلہ فجاء یشتد وفی عنقہ السخاب فقال النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بیدہ ھکذا فقال الحسن بیدہ ھکذا حتی اعتنق کل واحد منھما صاحبہ فقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اللھم انی احبہ فاحبہ واحب من یحبہ یعنی ایک بار سید عالم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر تشریف لے گئے اور سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا حضرت زہرا نے بھیجنے میں
کچھ دیر کی میں سمجھا انھیں ہار پہناتی ہوں گی یا نہلا رہی ہوں اتنے میں دوڑتے ہوئے حاضر آئے گلے میں ہار پڑا تھا سیدعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دست اقدس
بڑھائے حضور کو دیکھ کر امام حسن نے بھی ہاتھ پھیلائے یہاں تک کہ دوسرے کو لپٹ گئے حضور نے گلے لگا کر دُعا کی الٰہی میں اسے دوست رکھتا ہوں تو اسے دوست
رکھ جو اسے دوست رکھے او سے دوست رکھ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ حبہ و بارک وسلم **حدیث دوم** صحیح بخاری میں امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کان النبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ یأخذ بیدی فیقعدنی علی فخذہ ویقعد الحسین علی فخذہ الاخری ویضمنا ثم یقول رب انی ارحمھما فارحمھما
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑ کر ایک ران پر مجھے بٹھا لیتے اور دوسری پر امام حسین کو اور ہمیں لپٹا لیتے پھر دُعا فرماتے الٰہی میں ان پر مہر کرتا ہوں
تو ان پر رحم فرما **حدیث سوم** اوس میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے ضمنی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی صدرہ وقال
اللھم علمہ الحکمۃ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے سینہ سے لپٹا لیا پھر دُعا فرمائی الٰہی اسے حکمت سکھا دے **حدیث چہارم** امام احمد اپنی مسند
میں یعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ان حسنا وحسینا رضی اللہ تعالیٰ عنہما استبقا الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فضمھما الیہ ایک بار دونوں
صاحبزادے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آپس میں دوڑ کرتے ہوئے آئے حضور نے دونوں کو لپٹا لیا **حدیث پنجم** جامع ترمذی میں انس
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث ہے سئل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ای اھل بیتك احب الیك قال الحسن والحسین وکان یقول لفاطمۃ ادعی
لی ابنی فیشمھما الیہ سیدعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا حضور کو اپنے اہل بیت میں سے زیادہ پیارا کون ہے فرمایا حسن وحسین اور حضور دونوں صاحبزادوں
کو حضرت زہرا سے بلوا کر سینے سے لگاتے اور اون کی خوشبو سونگھتے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیھم و بارک وسلم **حدیث ششم** امام ابوداؤد اپنے سنن میں حضرت
اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی بینما ھو یحدث القوم وکان فیہ مزاح بینا یضحکھم فطعنہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی خاصرتہ بعود فقال اصبرنی قال اصطبر قال ان علیك قمیصا
ولیس علی قمیص فرفع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن قمیصہ فاحتضنہ وجعل یقبل کشحہ قال انما اردت ھذا یا رسول اللہ اس اثنا میں کہ وہ باتیں کر رہے
تھے اور اون کے مزاج میں مزاح تھا لوگوں کو ہنسا رہے تھے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لکڑی اون کے پہلو میں چبھوئی اونھوں نے عرض کی مجھے بدلا
دیجئے فرمایا لے عرض کی حضور تو کُرتا پہنے ہیں اور میں ننگا تھا حضور نے کُرتا اوٹھا دیا اونھوں نے حضور کو اپنے کنار میں لیا اور تہیگاہ اقدس کو چومنا شروع
کیا پھر عرض کی یا رسول اللہ میرا یہی مقصود تھا۔ دلِ عشاق حیلہ گر باشد ؎ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ کل من احبہ و بارک وسلم **حدیث ہفتم** اوسی میں حضرت
ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ما لقیتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قط الا صافحنی وبعث الی ذات یوم ولم اکن فی اھلی فلما جئت اخبرت بہ فاتیتہ
وھو علی سریر فالتزمنی فکانت تلك اجود واجود میں جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا حضور ہمیشہ مصافحہ فرماتے ایک دن
میرے بلانے کو آدمی بھیجا میں گھر میں نہ تھا آیا تو خبر پائی حاضر ہوا حضور تخت پر جلوہ فرما تھے مجھے گلے سے لگا لیا تو یہ اور زیادہ جید ونفیس تر تھا۔
حدیث ہشتم ابو یعلی ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی قالت رأیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم التزم علیا وقبلہ وھو یقول بابی الوحید
الشھید میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا حضور نے مولیٰ علی کو گلے لگایا اور پیار کیا اور فرماتے تھے میرا باپ نثار اس وحید شہید پر **حدیث نہم**
طبرانی معجم کبیر اور ابن شاہین کتاب السنہ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں دخل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واصحابہ
غدیرا فقال لیسبح کل رجل الی صاحبہ فسبح کل رجل منھم الی صاحبہ حتی بقی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وابوبکر فسبح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
الی ابی بکر حتی اعتنقہ فقال لو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا ولکنہ صاحبی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کے صحابہ ایک تالاب
میں تشریف لے گئے حضور نے ارشاد فرمایا ہر شخص اپنے یار کی طرف پیرے سب نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ صرف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابوبکر
صدیق باقی رہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صدیق کی طرف پیر کر تشریف لے گئے اور انھیں گلے لگا کر فرمایا کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن وہ
میرا یار ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ صاحبہ و بارک وسلم **حدیث دہم** خطیب بغدادی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کنا
عند النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال یطلع علیکم رجل لم یخلق اللہ بعدی احدا خیرا منہ لا افضل ولہ شفاعۃ مثل شفاعۃ النبیین فما برحنا حتی
طلع ابوبکر فقام النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقبلہ والتزمہ ہم خدمت اقدس حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھے ارشاد فرمایا اس وقت

تم پر وہ شخص چمکے گا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے بعد اوس سے بہتر و بزرگ تر کسی کو نہ بنایا اور اوس کی شفاعت انبیا کی مانند ہوگی ہم حاضر ہی تھے کہ ابوبکر صدیق نظر آئے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیام کیا اور صدیق کو پیار کیا اور گلے لگایا۔ **حدیث یازدہم** حافظ عمر بن محمد ملا اپنی سیرت میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واقفا مع علی بن ابی طالب اذا قبل ابوبکر فصافحہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعانقہ وقبل فاہ فقال علی اتقبل فا ابی بکر فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا ابا الحسن منزلۃ ابی بکر عندی کمنزلتی عند ربی میں نے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے ساتھ کھڑے دیکھا اتنے میں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اون سے مصافحہ فرمایا اور گلے لگایا اور اون کے دہن پر بوسہ دیا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے عرض کی کیا حضور ابوبکر کا مونھ چومتے ہیں فرمایا ای ابوالحسن ابوبکر کا مرتبہ میرے یہاں ایسا ہے جیسا میرا مرتبہ اپنے رب کے حضور۔ **حدیث دوازدہم** ابن عبدربہ کتاب بہجۃ المجالس میں مختصراً اور ریاض نضرہ میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مطولا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ابتدائے اسلام میں اظہار اسلام اور کفار سے ضرب و قتال فرمانا اور اون کے چہرۂ مبارک پر ضرب شدید آنا اوس سخت صدمہ میں بھی حضور اقدس سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال رہنا حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دارالارقم میں تشریف فرما تھے اپنی ماں سے خدمت اقدس میں لے چلنے کی درخواست کرنا مفصلا مروی یہ حدیث بتمامہ ہماری کتاب مطلع القمرین (۱۲۹۷) فی ابانۃ سبقۃ العمرین میں مذکور اوس کے آخر میں ہے حتی اذا ھدأت الرجل وسکن الناس خرجتا بہ یتکئ علیھما حتی ادخلتاہ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قالت فانکب علیہ فقبلہ وانکب علیہ المسلمون ورق لہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رقۃ شدیدۃ الحدیث یعنی جب چہل موقوف ہوئی اور لوگ سو رہے ان کی والدہ ام الخیر اور حضرت فاروق اعظم کی بہن ام جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہما انھیں لے کر چلیں بوجہ ضعف دونوں پر تکیہ لگائے تھے یہاں تک کہ خدمت اقدس میں حاضر کیا دیکھتے ہی پروانہ وار شمع رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر گر پڑے اور بوسہ دینے لگے اور صحابہ غایت محبت سے ان پر گرے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لئے رقت فرمائی **حدیث سیزدہم** حافظ ابوسعید شرف المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال صعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المنبر ثم قال این عثمان بن عفان فوثب وقال ھا انا ذا یا رسول اللہ فقال ادن منی فدنا منہ فضمہ الی صدرہ وقبل بین عینیہ الحدیث۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سینہ سے لگالیا اور آنکھوں کے بیچ میں بوسہ دیا **حدیث چہاردہم** حاکم صحیح مستدرک بافادۃ التصحیح اور ابویعلیٰ اپنی مسند اور ابونعیم فضائل صحابہ میں اور برہان خجندی کتاب اربعین مسمی بالماء المعین اور عمر بن محمد ملا سیرت میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی قال بینا نحن مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی نفر من المھاجرین منھم ابوبکر وعمر وعثمان وعلی وطلحۃ والزبیر وعبدالرحمن بن عوف وسعد بن ابی وقاص فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لینھض کل رجل الی کفوہ ونھض النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی عثمان فاعتنقہ وقال انت ولی فی الدنیا والاٰخرۃ ہم چند مہاجرین کے ساتھ خدمت اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھے حاضرین میں خلفائے اربعہ و طلحہ و زبیر و عبدالرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں ہر شخص اپنے جوڑ کی طرف اوٹھ کر جائے اور خود حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اوٹھ کر تشریف لائے اون سے معانقہ کیا اور فرمایا تو میرا دوست ہے دنیا و آخرت میں **حدیث پانزدہم** ابن عساکر تاریخ میں حضرت امام حسن مجتبیٰ وہ اپنے والد ماجد حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجوہہما سے راوی ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عانق عثمن بن عفان وقال قد عانقت اخی عثمن فمن کان لہ اخ فلیعانقہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عثمن غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معانقہ کیا اور فرمایا میں نے اپنے بھائی عثمن سے معانقہ کیا جس کے کوئی بھائی ہو اوسے چاہئے اپنے بھائی سے معانقہ کرے۔ اس حدیث میں علاوہ فعل کے مطلقاً حکم بھی ارشاد ہوا کہ ہر شخص کو اپنے بھائیوں سے معانقہ کرنا چاہئے **حدیث شانزدہم** کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بتول زہرا سے فرمایا عورت کے حق میں سب سے بہتر کیا ہے عرض کی کہ نامحرم شخص اوسے نہ دیکھے حضور نے گلے سے لگالیا اور فرمایا ذُرِّیَّۃً بَعْضُھَا مِنْۢ بَعْضٍ اوکما ورد وصلی اللہ تعالیٰ علی الحبیب والہ وبارک وسلم **بالجملہ** احادیث اس بارے میں بکثرت وارد اور تخصیص سفر محض بے اصل و فاسد بلکہ سفر و بے سفر ہر صورت میں معانقہ سنت اور سنت جب ادا کی جائے گی سنت ہی ہوگی تاوقتیکہ خاص کسی خصوصیت پر شرع سے تصریحاً نہی ثابت نہ ہو یہاں تک کہ خود امام مانعین مولوی اسمٰعیل دہلوی اپنے رسالۂ نذور میں کہ مجموعہ زبدۃ النصائح میں مطبوع ہوا صاف مقر کہ معانقہ روز عید گو بدعت ہو بدعت حسنہ ہے حیث قال ہمہ اوضاع از قرآن خوانی

وفاتحہ خوانی وطعام خورانیدن سوای کندن چاہ وامثالہ دعا واستغفار واضحیہ بدعت است گو بدعت حسنہ بالخصوص ست مثل معانقۂ روز عید ومصافحہ بعد نماز صبح یا عصر انتہی واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ - کیا فرماتے ہیں علمائے دین وحامیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص متدین متبع سنّت رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے پارہائے کہنہ فرسودہ قرآن شریف اور قواعد بغدادی اور قواعد ابجد کو جو لڑکوں کے دست مالش سے پھٹے ہوئے تھے اس مصلحت سے کہ اون کی بے ادبی نہ ہو اور پاؤں کے تلے نہ آویں بدون قصد توہین کے بسند حدیث بخاری کے جو باب جمع القرآن میں انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے۔ امر بما سواہ من القراٰن فی کل صحیفۃ او مصحف ان یحرق اون کو جلا دیا آیا یہ شخص اہل سنت کے نزدیک بلحاظ مصلحت وسند مذکور وادلہ شرعیہ کے صواب پر ہے یا خطا پر کتب معتبرہ سے جواب فرمادیں بینوا توجروا۔

الجواب

احراق مصحف بوسیدہ وغیر منتفع علما میں مختلف فیہ ہے اور فتوٰی اس پر ہے کہ جائز نہیں قال فی الفتاوی عالمگیریۃ المصحف اذا صار خلقا وتعذر القراۃ منہ لایحرق بالنار اشار الشیبانی الی ھذا فی السیر الکبیر وبہ ناخذ کذا فی الذخیرۃ بلکہ ایسے مصاحف کو پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کرنا چاہئے فیہا ایضا المصحف اذا صار خلقا لایقرؤ منہ ویخاف ان یضیع یجعل فی خرقۃ طاہرۃ ویدفن ودفنہ اولٰی من وضعہ موضعا یخاف ان یقع علیہ النجاسۃ ونحو ذلک ویلحد لہ لانہ لوشق ودفن یحتاج الی اھالۃ التراب علیہ وفی ذلک نوع تحقیر الا اذا جعل فوقہ سقف بحیث لایصل التراب علیہ فھو حسن ایضا کذا فی الغرائب اور صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے کہ احراق واقع ہوا کما فی حدیث البخاری بغرض رفع فتنہ وفساد تھا اور بالکلیہ رفع اوس کا اسی طریقہ میں منحصر کہ صورت دفن میں ادن لوگوں سے جنھیں مصاحف محرقہ اور اون کی ترتیب خلاف واقع پر اصرار تھا احتمال اخراج تھا بخلاف مانحن فیہ کہ یہاں مقصود حفظ مصحف ہے بے ادبی اور ضائع ہوجانے سے اور یہ امر طریقۂ دفن میں کہ مختار علما ہے کمال بنہج احسن حاصل البتہ قواعد بغدادی وابجد اور سب کتب غیر منتفع بہا ماورائے مصحف کریم کو جلا دینا بعد محو اسمائے باری عزاسمہ اور اسمائے رسل وملٰئکہ صلی اللہ تعالٰی علیہم وسلم اجمعین کے جائز ہے کما فی الدر المختار الکتب التی لاینتفع بھا محی عنھا اسم اللہ وملٰئکتہ ورسولہ ویحرق الباقی واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ عزاسمہ اتم۔

مسئلہ - کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ داڑھی کترانا اور منڈانا اور چڑھانا جائز ہے یا نہیں درصورت ثانی مرتکب کا یہ عذر کہ اگر داڑھی مطابق شرع اور باطن خراب اور برا ہو اس سے بہتر ہے کہ داڑھی خلاف شریعت اور باطن آراستہ ہو صحیح اور دافع الزام ہے یا نہیں اور اگر اس کے ساتھ داڑھی چھوڑنے اور نیچی رکھنے کی تحقیر کرے اور جو ایسا کرتے ہوں اون سے باستہزا پیش آدے اور اونھیں تشبیہات وتمثیلات شنیعہ سے یاد کرے تو اس صورت میں کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

داڑھی حد مقرر شرع سے کم نہ کرانا واجب اور حضور سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنّت دائمی اور اہل اسلام کے شعائر سے ہے اور اوس کا خلاف ممنوع وحرام اور کفّار کا شعار رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں عشر من الفطرۃ قص الشارب واعفاء اللحیۃ الحدیث یعنی دس چیزیں سنّت قدیم انبیاء عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ہیں اون میں سے مونچھیں کم کرانا اور داڑھی حد شرع تک چھوڑ دینا رواہ مسلم شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالٰی شرح میں فرماتے ہیں حلق کردن لحیہ حرام ست وروش افرنج وہنود وجوالقیان کہ ایشاں را قلندریہ نیز گویند وگذاشتن آں بقدر قبضہ واجب ست وآں کہ آنرا سنّت گویند بمعنی طریقۂ مسلوک در دین ست یا بجہت آنکہ ثبوت آں بہ سنّت ست چنانکہ نماز عید را سنت گفتہ اند اور حضور ارشاد فرماتے ہیں خالفوا المشرکین وادفوا اللحی واعفوا الشوارب مشرکین سے مخالفت کرو داڑھیاں پوری اور مونچھیں کم کردو رواہ الشیخان فی صحیحہما اور بعض احادیث میں وارد مونچھیں کم کراؤ اور داڑھیاں چھوڑ دو اور مجوس کی سی شکل نہ بناؤ سنت سنیۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ترک اور مشرکین ومجوس کی رسم اختیار کرنا مسلمان کامل کا کام نہیں علاوہ بریں اس میں تغییر خلقت خدا بطریق ممنوع ہے اور وہ بعض قرآن اثر اضلال شیطان اور بحکم حدیث رسالت پناہی موجب

لعنت الٰہی ہے قال اللہ عزاسمہ حاکیا عن ابلیس وَلَاُضِلَّنَّھُمْ وَلَاُمَنِّیَنَّھُمْ وَلَاٰمُرَنَّھُمْ فَلَیُبَتِّکُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّھُمْ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللہِ ؕ وقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لعن اللہ الواشمات والمتوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات خلق اللہ متفق علیہ اسی طرح داڑھی غیر جہاد میں چڑھانا ناجائز و ممنوع ایسے شخصوں کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں لوگوں کو دے دو کہ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اون سے بیزار ہیں رواہ الترمذی اور پر ظاہر کہ داڑھی کتروانا یا منڈانا چڑھانے سے سخت تر ہے کہ اس میں نقط تغییر صفت سنت ہے اور اون میں تغییر یا اعدام اصل معہذا اگر توبہ نصیب ہو تو یہ سریع الزوال اور اون کا ازالہ نہ ہوگا مگر بعد ایک زمانہ کے جب چڑھانے کی نسبت ایسی وعید شدید وارد اور حضور اوس کے مرتکب سے اپنی بیزاری ظاہر فرمائیں تو کترنے اور منڈانے سے کس قدر ناراض و بیزار ہوئیں گے اور العیاذ باللہ اس حبیب مرتجٰی و رسول مجتبٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ناراضی پر دُنیا و آخرت میں جو ثمرات بد مرتب ہیں دل مومن اون سے خوب واقف ہے باقی عذر مذکور فی السوال وہ ہرگز قابل اعتبار نہیں بلکہ قائل کی سفاہت و ضلالت پر دال ہے اس میں شک نہیں کہ اصلاح باطن آرایش ظاہر سے اہم تر مگر اس کے ساتھ افساد ظاہر و ارتکاب محرمات و ممنوعات کی کس نے اجازت دی کیا تعمیل حکم شرع واتباع سنّت شارع کہ داڑھی بڑھانے اور نیچی رکھنے میں پائی جاتی ہے آراستگی باطن میں کچھ خلل انداز ہے بلکہ وہ اپنے اس دعوے ہی میں جھوٹا ہے کہ باطن میرا آراستہ ہے اگرچہ داڑھی خلاف شرع ہو کہ اگر فی الواقع باطن اوس کا زیور صلاح سے مزیّن اور بحکم خدا و رسول منقاد ہوتا تو اتباع سنّت چھوڑ کر شعار کفر و شرک و بدعت کی پیروی پسند نہ کرتا اور حکم شرع سُن کر سر جھکاتا اپنے فعل شنیع پر مصر نہ ہوتا اور ایسے بیہودہ عذروں کو سپر نہ بناتا استغفر اللہ ایسے اعذار باردہ موجب تحلیل محرمات نہیں ہوسکتے نہ اون سے وبال میں کچھ کمی ہو بلکہ موجب زیادت نکال ہیں کہ جب ارتکاب ممنوع کے ساتھ ندامت واعتراف بجرم لاحق ہو تو وہ باعث تخفیف عذاب اور عزم مع الترک موجب محو گناہ ہوجاتی ہے اور جب حکم شرع کے سامنے گردن نہ جھکائیں بلکہ باصرار پیش آویں اور ایسے جھوٹے بہانوں کا دامن پکڑیں تو شامت اوس کی ایک سے ہزار ہوجاتی ہے اور اگر داڑھی چھوڑنے یا نیچی رکھنے کی تحقیر اور اون لوگوں سے کہ ایسا کرتے ہیں استہزا اور اونھیں تشبیہات و تمثیلات قبیحہ سے یاد کرے گا تو قطعًا کافر ہے کہ یہ سنن متواترہ سے ہے اور اوس کی سُنیت قطعی الثبوت ایسی سنّت کی توہین و تحقیر اور اوس کے اتباع پر استہزا بالاجماع کفر کما ھو مصرح فی الکتب الفقھیۃ والکلامیۃ عورت اوس کی نکاح سے نکل جاوے گی اور بعد اس کے جو بچے ہوئیں گے اولاد حرام ہوئیں گے اہل اسلام کو اوس سے معاملہ کُفّار برتنا لازم بعد مرگ اوس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھیں اور مقابر مسلمین میں دفن نہ کریں بلکہ جہاں تک ممکن اوس جنازہ ناپاک کی تذلیل کریں کہ اوس نے ایسے عزّت والے پیغمبر افضل المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی سنّت کو ذلیل سمجھا العیاذ باللہ واللہ نسئل حسن الخواتیم والعلم بالحق عند ربی ان ربی خبیر علیم۔

مسئلہ ۔۲۳ ربیع الاول شریف ۱۳۰۷ھ از شہر کہنہ مرسلہ محمد شفیع علی خاں صاحب۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وسمہ نیل کا جس سے بال سیاہ ہوجائیں جائز ہے یا نہیں اور نیل میں حنا ملا کر لگانا درست ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

وسمہ نیل حنا ملا کر لگانا جائز ہے بلاکراہت فی الدر المختار ملخصا یستحب للرجل خضاب شعرہ ولحیتہ ولو فی غیر حرب فی الاصح ویکرہ بالسواد وقیل لا مجمع الفتاوٰی وفی رد المحتار و روان ابا بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ خضب بالحناء والکتم اھ واللہ سبحانہ تعالٰی اعلم۔ محمد یعقوب علی خاں

الجواب

صحیح مذہب میں سیاہ خضاب حالت جہاد کے سوا مطلقًا حرام ہے جس کی حرمت پر احادیث صحیحہ و معتبرہ ناطق **فاقول** و باللہ التوفیق۔ **حدیث اول**۔ احمد و مسلم و ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے والد ماجد حضرت ابوقحافہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی داڑھی خالص سپید دیکھ کر ارشاد فرمایا غیروا ھذا بشیئ واجتنبوا السواد اس سپیدی کو کسی چیز سے بدل دو اور سیاہ رنگ سے بچو **حدیث دوم** امام احمد اپنی مسند میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں غیروا الشیب ولاتقربوا السواد پیری تبدیل کرو اور سیاہ رنگ کے پاس نہ جاؤ **حدیث سوم** امام احمد و ابوداؤد و نسائی و ابن حبان و حاکم بافادہ تصحیح اور ضیا مختارہ اور بیہقی سنن میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی حضور والا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں یکون قوم فی

اٰخر الزمان یخضبون بھذا السواد کحواصل الحمام لایجدون رائحۃ الجنۃ آخر زمانے میں کچھ لوگ سیاہ خضاب کریں گے جیسے کبوتروں کے پوٹے وہ جنت کی بو نہ سونگھیں گے جنگلی کبوتروں کے سینے اکثر سیاہ و نیلگوں ہوتے ہیں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اون کے بالوں اور داڑھیوں کو ان سے تشبیہ دی۔

حدیث چہارم ابن سعد عامر رحمہ اللہ تعالٰی مرسلا راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اللہ تعالٰی لاینظر الی من یخضب بالسواد یوم القیمۃ جو سیاہ خضاب کرے اللہ تعالٰی روز قیامت اوس کی طرف نظر رحمت نہ فرمائے گا۔ **حدیث پنجم** ابن عدی کامل میں اور دیلمی مسند الفردوس میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اللہ تعالٰی یبغض الشیخ الغربیب بیشک اللہ تعالٰی دشمن رکھتا ہے بوڑھے کوے کو تعلیقات علامہ حفنی میں ہے الغربیب ای الذی یسود شیبہ عزیزی میں ہے الغربیب الذی لایشیب اوالذی یسود شیبہ بالخضاب۔ **حدیث ششم** طبرانی معجم کبیر اور حاکم مستدرک میں عبداللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی حضور پُرنور صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ فرماتے ہیں الصفرۃ خضاب المؤمن والحمرۃ خضاب المسلم والسواد خضاب الکافر زرد خضاب ایمان والوں کا ہے اور سُرخ اسلام والوں کا اور سیاہ خضاب کافر کا **حدیث ہفتم** عقیلی و ابن حبان و ابن عساکر انس رضی اللہ تعالٰی سے راوی حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الشیب نور من خلع الشیب فقد خلع نور الاسلام سپیدی نور ہے جس نے اوسے چھپایا اوس نے اسلام کا نور زائل کیا علامہ محمد حفنی اوس کی شرح میں فرماتے ہیں خلع الشیب ای ازالہ وسترہ بان خضبہ بالسواد فی غیر جہاد علامہ مناوی پھر علامہ عزیزی اس حدیث پر تفریع کرتے ہیں فنتفہ مکروہ وصبغہ بالسواد لغیر الجھاد حرام یعنی پس سپید بال اوکھیڑنا مکروہ ہے اور سیاہ خضاب غیر جہاد میں حرام **حدیث ہشتم** حاکم کتاب الکنی والالقاب میں بسند حسن ام سلیم رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من شاب شیبۃ فی الاسلام کانت لہ نورا مالم یغیرھا جسے اسلام میں سپیدی آئے وہ اوس کے لئے نور ہوگی جب تک اوسے بدل نہ ڈالے **حدیث نہم** دیلمی و ابن النجار حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اول من خضب بالحناء والکتم ابراھیم واول من اختضب بالسواد فرعون سب میں پہلے حنا و کتم سے خضاب کرنے والے حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیم ہیں اور سب میں پہلے سیاہ خضاب کرنے والا فرعون علامہ مناوی اس حدیث کے نیچے لکھتے ہیں فلذلک کان الاول مندوبا والثانی محرما الاللجھاد یعنی اسی لئے پہلا خضاب مستحب ہے اور دوسرا غیر جہاد میں حرام **حدیث دہم** طبرانی معجم کبیر اور ابن ابی عاصم کتاب السنۃ میں حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من خضب بالسواد سود اللہ وجھہ یوم القیمۃ جو سیاہ خضاب کرے گا اللہ تعالٰی روز قیامت اوس کا مونھ کالا کرے گا **حدیث یازدہم** نیز کبیر طبرانی میں بسند حسن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من مثل بالشعر فلیس لہ عند اللہ خلاق جو بالوں کی ہیئات بگاڑے اللہ کے یہاں اوس کے لئے کچھ حصہ نہیں علما فرماتے ہیں ہیئات بگاڑنا یہ کہ داڑھی مونڈے یا سیاہ خضاب کرے تیسیر میں ہے ای صیرہ مثلۃ بالضم بان نتفہ اوحلقہ من الخدود اوغیرہ بسواد **حدیث دوازدہم تا پانزدہم** ابویعلٰی مسند اور طبرانی کبیر میں واثلہ بن اسقع اور بیہقی شعب الایمان میں انس بن مالک و عبداللہ بن عباس اور ابن عدی کامل میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں شر کہولکم من تشبہ بشبابکم تمہارے ادھیڑوں میں سب سے بدتر وہ ہے جو جوانوں کی سی صورت بنائے امام ابوطالب مکی قوت القلوب اور امام حجۃ الاسلام احیاء العلوم میں فرماتے ہیں الخضاب بالسواد منھی عنہ لقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خیر شبابکم من تشبہ بشیوخکم وشر شیوخکم من تشبہ بشبابکم **حدیث شانزدہم** ابن سعد طبقات میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن الخضاب بالسواد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سیاہ خضاب سے منع فرمایا افسوس کہ ذرا سے نفسانی شوق کے لئے آدمی ایسی سختیوں کو گوارا کرے محیط میں ہے الخضاب بالسواد قال عامۃ المشائخ انہ مکروہ ذخیرہ میں ہے علیہ عامۃ المشائخ درمختار میں ہے یکرہ بالسواد وقیل لا ان تینوں عبارتوں کا یہی حاصل کہ عامہ مشائخ کرام وجمہور ائمہ اعلام کے نزدیک سیاہ خضاب منع ہے علما جب کراہت مطلق بولتے ہیں اوس سے کراہت تحریم مراد لیتے ہیں جس کا مرتکب گنہگار و مستحق عذاب ہے والعیاذ باللہ تعالٰی علامہ سید حموی پھر علامہ سید طحطاوی پھر علامہ سید شامی رحمہم اللہ تعالٰی فرماتے ہیں ھذا فی حق غیر الغزاۃ ولایحرم فی حقھم للارھاب یعنی سیاہ خضاب کا حرام ہونا غیر غازی کے حق میں غازیوں کے لئے حرام نہیں شیخ محقق مولٰنا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں پیری نور الٰہی ست و تغییر نور الٰہی بظلمت مکروہ و وعید

درباب خضاب سیاہ شدید آمدہ اھ ملخصًا اوس میں ہے خضاب بسواد حرام ست وصحابہ وغیرہم خضاب سُرخ می کردند وگاہے زرد نیز اھ ملخصًا بالجملہ یہی قول مختار ومنصور ومذہب جمہور وثابت بارشاد حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے اور شک نہیں کہ احادیث وروایات میں مطلق سیاہ رنگ سے ممانعت فرمائی تو جو چیز بالوں کو سیاہ کرے خواہ نرا نیل یا مہندی کا میل یا کوئی تیل غرض کچھ ہو سب ناجائز وحرام اور ان وعیدوں میں داخل ہے حدیث وفقہ میں اگر صرف نیل خالص کی ممانعت اور باقی سیاہ خضابوں کی اجازت ہوتی تو بیشک مہندی کی آمیزش کام دیتی اب کہ مطلقًا سیاہ رنگ کو حرام فرمایا تو جب تک اس قدر مہندی نہ ملے جو نیل پر غالب آجائے اور اوس کی سیاہی کو دور کردے کیا کام دے سکتی ہے کہ وجہ حرمت یعنی بالوں کی ظلمت اب بھی باقی اور وہ جو صحیح حدیث میں وارد کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ حنا وکتم سے خضاب فرماتے ہرگز مفید نہیں کہ بتصریح علماء وہ خضاب سیاہ رنگ نہ دیتا تھا بلکہ سُرخی لاتا جس میں سیاہی کی جھلک ہوتی سُرخ رنگ کا قاعدہ ہے جب نہایت قوت کو پہنچتا ہے ایک شان سیاہی کی دیتا ہے ایسا خضاب بلاشبہہ جائز بلکہ محمود جس کی تعریف صحیح حدیث میں خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے منقول رواہ احمد والاربعۃ وابن حبان عن ابی ذر رضی اللہ تعالٰی عنہ شیخ محقق نوراللہ مرقدہ شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں بصحت رسیدہ است کہ امیرالمومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ خضاب می کرد بحنا وکتم کہ نام گیاہے ست لیکن رنگ آں سیاہ نیست بلکہ سُرخ مائل بسیاہی ست اسی کے قریب علامہ علی قاری نے جمع الوسائل شرح شمائل شریف ترمذی اور امام احمد قسطلانی نے ارشاد الساری شرح صحیح بخاری شریف میں تصریح فرمائی اور قول راجح وتفسیر جمہور پر کتم نیل کا نام بھی نہیں بلکہ وہ ایک اور پتی ہے کہ رنگ میں سُرخی رکھتی ہے شکل میں برگ زیتون سے مشابہ ہوتی ہے جسے لوگ حنا یا نیل سے ملاکر خضاب بناتے ہیں علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں الکتم بفتح الکاف والمثناۃ الفوقیۃ نبت یشبہ ورق الزیتون یخلط بالوسمۃ ویختضب بہ اوسی میں ہے الکتم بفتحتین نبت فیہ حمرۃ یخلط بالحناء اوالوسمۃ فیختضب بہ ابھی شرح مشکوٰۃ سے گزرا کہ رنگ آں سیاہ نیست الخ **اقول** بلکہ فقیر غفراللہ تعالٰی لہ خود حدیثوں سے ثابت کرسکتا ہے کہ حنا وکتم کے خضاب کا رنگ سُرخ ہوتا تھا صحیح بخاری ومسند امام احمد وسنن ابن ماجہ میں عثمٰن بن عبداللہ بن موہب سے مروی قال دخلت علی ام سلمۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا فاخرجت شعرا من شعر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مخضوبا (زاد الاخیران) بالحناء والکتم یعنی میں حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور اونھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے موئے مبارک (جو اون کے پاس تبرکات شریفہ میں رکھے تھے جس بیمار کو اوس کا پانی دھوکر پلاتیں فورًا شفا پاتا تھا) نکالے مہندی اور کتم سے رنگے ہوئے تھے) انھیں عثمٰن بن عبداللہ سے انھیں موئے اقدس کی نسبت صحیح بخاری شریف میں مروی ان ام سلمۃ ارتہ شعر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم احمر یعنی ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے اونھیں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے موئے مبارک سُرخ رنگ دکھائے) ثابت ہوا کہ حنا وکتم نے سُرخ رنگ دیا بلکہ اسی حدیث میں امام احمد رحمہ اللہ تعالٰی کی دوسری روایت یوں ہے شعرا احمر مخضوبا بالحناء والکتم یعنی ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے موئے مبارک سُرخ رنگ دکھائے جن پر حنا وکتم کا خضاب تھا) تو واضح ہوا کہ کتم اگرچہ کسی شی کا نام ہو مگر روایت مذکورہ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی نسبت سیاہ خضاب کا گمان کرنا یا اوس سے نیل اور حنا ملے ہوئے کو مطلقًا جائز سمجھ لینا محض غلط ہے افسوس کہ ہمارے زمانہ کے بعض صاحبوں نے خضاب وسمہ وحنا کی روایات تو دیکھیں اور اون کا مطلب اصلًا نہ سمجھا اول تو وسمہ نیل ہی کو نہیں کہتے بلکہ ایک اور پتی ہے کہ حنا میں مل کر اوس کی سُرخی تیز کردیتی ہے ورنہ خالص حنا کی سُرخی گہری نہیں ہوتی قاموس وتاج العروس میں ہے الوسمۃ ورق النیل اونبات اخر یختضب بورقہ مغرب میں اسی معنی پر جزم کیا اور وسمہ بمعنی نیل کو قول ضعیف کہا حیث قال الوسمۃ شجرۃ ورقہا خضاب وقیل یجفف ویطحن ثم یخلط بالحناء فیقنأ لونہ والاکان اخضر وسمہ کو نیل کہنا ضعیف قول ہے معتمد یہ ہے کہ عرب کی زبان میں وسمہ ایک درخت کا نام ہے جس کی پتی سکھاکر پیس کر مہندی میں ملاتے ہیں جس سے اوس کی سُرخی خوب شوخ ہوجاتی ہے ورنہ پھیکی زردی مائل ہوتی ہے انتہٰی۔ یوں تو بحمداللہ تعالٰی روایات میں نیل والوں کے لئے اصلًا پتا نہیں اور اگر قاموس کی طرح دونوں معنی مساوی رکھے جائیں جب بھی نیل والوں کا استدلال باطل کہ قطعًا محتمل کہ وہ پتی مراد ہو جو حنا کی سُرخی تیز کرتی ہے اور بالفرض ان کی خاطر مان ہی لیجئے کہ وسمہ سے نیل مراد تو حاشا وہ روائتیں یہ نہیں کہتیں کہ پہلے ہندی کا خضاب کیجئے جس سے بال خوب صاف ہوجائیں اوس پر وسمہ چڑھائیے کہ ظلمتیں اپنا پورا عمل دکھائیں نہ یہ کہ برائے نام نیل میں کچھ پتیاں مہندی کی ڈال کر خلط کا حیلہ کیجئے اور روسیاہی کا کامل لطف حاصل کیجئے بلکہ یہ مقصود کہ وسمہ میں اتنی حنا ملے کہ اوس پر غالب آکر رنگ میں سیاہی نہ آنے دے بلکہ یہ مراد کہ اصل خضاب حنا کا ہو اور اوس میں کچھ پتیاں نیل کی شریک کرلی جائیں جس سے اوس کی سُرخی میں ایک گونہ پختگی آجائے اس کی نظیر بعینہٖ یہ ہے کہ شراب میں نمک ملانے کو علماء نے باعث تخلیل وتحلیل فرمایا

ہے کہ جب سرکہ ہوگئی حقیقت بدل گئی حلت آگئی کہ اب وہ شراب ہی نہ رہی ان روایات کو دیکھ کر کوئی صاحب پہلے نمک کھاکراوپر سے شراب پی لیں یا گھڑے بھر شراب میں ایک کنکری نمک ڈال کر چڑھا جائیں کہ ہم تو نمک پلاکر پیتے ہیں مقصود یہ تھا کہ نمک اوس کا جوش بٹھادے ترش کرکے سرکہ بنادے ایسے حیلے شرع مطہر میں کیا کام دے سکتے ہیں الحاصل مدار کار رنگ پر ہے بالفرض اگر خالص مہندی سیاہ رنگت لاتی وہ بھی حرام ہوتی اور خالص نیل زرد یا سُرخ رنگ دیتا وہ بھی جائز ہوتا یوں ہی نیل اور مہندی کا میل یا کوئی بلا ہو جو کچھ سیاہ رنگ لائے سب حرام ہیں واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ احکم۔

مسئلہ ۱۱ رجب ۱۳۰۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک برات یہاں سے پیلی بھیت جائے گی میزبان وعدہ کرتا ہے کہ کوئی ممنوع شرعی برات کے ساتھ راہ میں نہ ہوگا اسٹیشن ریل پیلی بھیت پر پہنچ کر سب ہمراہیوں کو کھانا کھلایا جائے گا اور ان میں جو لوگ ممنوعات شرعیہ سے پرہیز رکھتے ہیں اونھیں کھانا کھلاتے ہی دولھن کے مکان پر معًا بھیج دیا جائے گا کہ وہ علیحدہ مکانوں میں قیام کریں اور ممنوعات کے جلسہ سے بچیں اونھیں بھیجنے کے بعد برات ہمراہ باجہ وغیرہ کے دولھن کے گھر جائے گی اور وہاں دوسرے مکان میں ناچ اور آتشبازی وغیرہ ہوگی اس صورت میں ایسی برات کی شرکت درست ہے یا نہیں اور کچھ لوگوں نے عہد نامہ لکھا تھا کہ جو اپنی شادیوں میں ناچ گانا کریں گے ہم ہرگز اون سے نہ ملیں گے اونھیں بھی شرکت چاہئے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

اگر یہ شخص جانتا ہے کہ میری خاطر اون لوگوں کو ایسی عزیز ہے کہ بحالت منکرات شرعیہ میں شرکت سے انکار کروں گا تو وہ مجبورانہ ممنوعات سے باز رہیں گے اور میرا شریک نہ ہونا گوارا نہ کریں گے تو اس پر واجب ہے کہ بے ترک منکرات شرکت سے انکار کرے خزانۃ المفتین میں ہے رجل اتخذ ضیافۃ القرابۃ او ولیمۃ واتخذ مجلسًا لاھل الفساد فدعا رجلا الی الولیمۃ قالوا ان کان ھذا الرجل بحال لو امتنع عن الاجابۃ منعھم عن فسقھم لاتباح الاجابۃ بل یجب علیہ ان لایجیب لانہ نھی عن المنکر اور اگر جانتا ہے کہ میری عزت وعظمت اون کی نگاہوں میں ایسی ہے کہ میں ساتھ ہوں گا تو وہ منکرات شرعیہ نہ کرسکیں گے تو اوس پر واجب وموجب ثواب عظیم ہے کہ شریک ہو ردالمحتار میں ہے اذا علم انھم یترکون ذلک احترامالہ فعلیہ ان یذھب اتقانی اور اگر یہ دونوں صورتیں نہیں تو اگر جانتا ہے کہ جہاں کھانا کھلایا جائے گا وہیں منکرات شرعیہ ہوں گے اور برات والے کا وعدہ محض حیلہ ہی حیلہ ہے تو ہرگز نہ جائے قال تعالٰی لَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ہدایہ میں ہے لو علم قبل الحضور لایحضر لانہ لم یلزمہ حق الدعوۃ کفایہ میں ہے لان اجابۃ الدعوۃ انما تلزم اذا کانت الدعوۃ علی وجہ السنۃ اور اگر واقعی ایسا ہی ہے کہ نفس دعوت منکرات سے خالی ہوگی اگرچہ دوسرے مکان میں لوگ مشغول گناہ ہوں تو شرکت میں کوئی حرج نہیں قال تعالٰی وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى غایت یہ کہ میزبان گناہگار ہے پھر شرعًا گناہگار کی دعوت بھی دعوت ہے جب کہ وہ خود گناہ پر مشتمل نہ ہو خزانۃ المفتین ہے ان لم یکن الرجل بحال لو لم یجب لایمنعھم عن الفسق لاباس بان یجیب ویطعم وینکر معصیتھم وفسقھم لانہ اجابۃ الدعوۃ واجابۃ الدعوۃ واجبۃ او مندوبۃ فلاتمتنع بمعصیۃ اقترنت بھا مگر عالم اگر جانے کہ میری اتنی شرکت پر بھی عوام مجھے متہم ومطعون کریں گے تو نہ جائے کہ مواقع تہمت سے بچنا چاہئے اور مسلمانوں پر فتح باب غیبت ممنوع ہے عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من کان یؤمن باللہ وبالیوم الاٰخر فلایقف مواقف التھم ذکرہ الشرنبلالی وغیرہ یونہیں وہ عہد کرنے والے نہ جائیں کہ خلاف عہد معیوب ہے قال تعالٰی وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از میرٹھ دروازہ کارخانہ داروغہ یاد الٰہی صاحب مرسلہ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب ۱۲ رمضان ۱۳۰۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ فی زمانناکرتوں اور صدریوں میں چاندی کے بوتام مع زنجیر لگاتے ہیں جائز ہے یا نہیں ایک صاحب کہتے
ہیں کہ مولوی رشید احمد صاحب کے شاگرد فارغ التحصیل کہتے تھے کہ حضرت رسول خُدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کرتے شریف میں قریب گریبان چاندی کا پتر لگایا
ہے اس قیاس پر بوتام مع زنجیر لگانا جائز ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

چاندی کے صرف بوتام ٹانکنے میں حرج نہیں کہ کتب فقہ میں سونے کی گھنڈیوں کی اجازت مصرح فی الدرالمختار عن التتارخانیہ عن السیر الکبیر
لاباس بازرار الدیباج والذھب اور گھنڈی اور بوتام ایک چیز ہے صرف صورت کا فرق ہے اور جب سونا جائز تو چاندی بدرجہ اولیٰ جائز مگر یہ چاندی
کی زنجیریں کہ بوتاموں کے ساتھ لگائی جاتی ہیں سخت محل نظر ہیں کلمات ائمہ سے جب تک ان کے جواز کی دلیل واضح کہ آفتاب روشن کی طرح ظاہر وجلی ہو نہ ملے
حکم جواز دینا محض جرأت ہے کہ چاندی سونے کے استعمال میں اصل حرمت ہے شیخ محقق مولٰنا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے
ہیں اصل در استعمال ذہب وفضہ حرمت ست یعنی جب شرع مطہر نے حکم تحریم فرماکر ان کی اباحت اصلیہ کو نسخ کردیا تو اب ان میں اصل حرمت ہوگئی کہ جب تک کسی
خاص چیز کی رخصت شرع سے واضح وآشکار نہ ہو ہرگز اجازت نہ دی جائے گی بلکہ مطلق تحریم کے تحت میں داخل رہے گی۔ ہذا وجہ **واقول ثانیا** ظاہر ہے کہ
ان زنجیروں کے اس طرح لگانے سے تزین مقصود ہوتا ہے بلکہ تزین ہی مقصود ہوتا ہے اور ایسے ہی تزین کو تحلی کہتے ہیں اور علما تصریح فرماتے ہیں مرد کو
سوا انگوٹھی پیٹی اور تلوار کے سامان مثل پرتلے وغیرہ کے چاندی سے تحلی کسی طرح جائز نہیں تنویرالابصار میں ہے لایتحلی ای لایتزین درر جب یہ زنجیریں
مستثنیات سے خارج ہیں تو لاجرم حکم نہی میں داخل ہیں **واقول ثالثا** اس طرح پر لگانا اگر حقیقۃً زنجیر پہننا نہیں تو پہننے سے مشابہ ہے اور محرمات
میں شبہہ مثل یقین ہے فی ردالمحتار التعلیق یشبہ اللبس فحرم لذٰلك لما علم ان الشبھۃ فی باب المحرمات ملحقۃ بالیقین رہلی انصاف کیجئے تو یہ اس مسئلہ
کا گویا صریح جزئیہ ہے پھر علماء کی یہ تصریح ریشم کے بارے میں ہے جس کا صرف لبس یعنی پہننا اوڑھنا اور جس امر میں ان کی مشابہت ہو ممنوع ہے باقی تمام طرق
استعمال ردالمحتار فی شرح الملتقی للعلائی لاتکرہ الصلاۃ علی سجادۃ من الابریسم لان الحرام ھو اللبس اما الانتفاع بسائر الوجوہ فلیس بحرام کما فی صلاۃ الجواھر واقرہ
القہستانی وغیرہ اھ نقلہ العلامستان محشیا الدر ش واقراہ پھر کیا گمان ہے اشیائے فضہ کے باب میں جن کا صور معدودہ کے سوا استعمال مطلقاً نارواردالمحتار
میں ہے الذی کلہ فضۃ یحرم استعمالہ بای وجہ کان کما قدمناہ ولو بلامس بالجسد ولذا حرم ایقاد العود فی مجمرۃ الفضۃ والساعۃ وقدرۃ التنباک التی یوضع
فیھا الماء وان کان لایمسہ بیدہ ولابفمہ لانہ استعمال فیما صنعت لہ الخ اور یہ خیال کہ اگر یہاں چار انگل کے عرض تک چاندی کا کام ہوتا جائز ہوتا کہ تابع تھا اوسی کی جگہ
یہ زنجیریں ہیں انھیں بھی تابع ٹھہراکر مباح ماننا چاہئے محض خیال محال ہے کام اور زنجیروں میں فرق بدیہی ہے علما تصریح فرماتے ہیں کہ مذہب صحیح میں مرد کو
ریشمیں کمربند ناروا ہے کہ وہ پاجامہ کا تابع نہیں بلکہ مستقل جُداگانہ چیز ہے درمختار میں ہے تکرہ التکمۃ منہ ای من الدیباج وھو الصحیح حاشیہ علامہ طحطاوی
میں ہے ھو الصحیح لانھا مستقلۃ جب کمربند باآنکہ پاجامہ کی غرض اوس سے متعلق ہے بلکہ جس طرح اس کا لبس معروف ومعہود ہے وہ غرض بے اوس کے تمام
نہیں ہوتی مستقل قرار پایا تو یہ زنجیریں جن سے کپڑے کو کچھ علاقہ نہیں نہ اوس کی کوئی غرض ان سے متعلق کیونکر تابع ٹھہر سکتی ہیں اور اگر بالفرض کام کی جگہ
لگایا جانا پتر کو بھی کام کے حکم میں کردے تو لازم کہ چاندی کے کنگن توڑے چنپا کلی جھومر وغیرہا زیور بھی جائز ہیں جبکہ وہ آستینوں گریبان ٹوپی وغیرہا میں کام
کے قائم مقام ٹانکے جائیں بلکہ واجب کہ وہ زنجیریں اور یہ سب گہنے سونے کے بھی حلال ہوں کہ تابع قلیل ذہب وفضہ دونوں سے روا ردالمحتار میں ہے
ویؤید عدم الفرق مامر من اباحۃ الثوب المنسوج من ذھب اربعۃ اصابع الخ **غرض** کوئی وجہ ان زنجیروں کے جواز کی نظر نہیں آئی اور جب تک
کلمات ائمہ سے اجازت نہ ثابت ہو حکم ممانعت ہے لما بینا رہی وہ حدیث کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قریب گریبان مبارک چاندی کا پتر
لگایا فقیر کو کسی کتاب سے یاد نہیں نہ عادات بلاد اس کی مساعدت کریں کہ گریبانوں میں چاندی کے پتر لگائے جاتے ہوں ہاں یہ بیشک حدیث میں آیا ہے کہ
حضور پُرنور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبہ پہنا جس کے گریبان اور آستینوں اور چاکوں پر ریشم کی خیاطت تھی کما فی حدیث اسماء بنت
الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنھما اخرجہ الائمۃ احمد فی المسند والبخاری فی الادب المفرد ومسلم فی صحیحہ وابوداؤد فی السنن اس کے جواز میں کسے کلام
ہے خواہ ریشم کا کام ہو یا گوٹ سجاف جبکہ کوئی بوٹی یا ٹکڑا چار انگل عرض سے زائد نہ ہو پتر کی حدیث پتا دینا ذمۂ مدعی ہے کہ دیکھا جائے وہ کس مرتبہ کی

حدیث ہے اور اوس کا مطلب کیا اور اوس سے مدعی کو تمسک کہاں تک روا سیدین علامتین طحطاوی و شامی حواشی در میں فرماتے ہیں الوارد عن الشارع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ لبس الجبۃ المکفوفۃ بحریر لیس فیہ ذکر فضۃ ولا ذھب واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ۱۲ صفر یوم سہ شنبہ ۱۳۰۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بزرگان دین کی نذر و نیاز مثل مولود شریف وغیرہ کے ہندوؤں کی بنائی ہوئی شیرینی پر چاہئے یا مسلمان کی اور جہاں مسلمان حلوائی بھی ہوں تو مسلمانوں کو کن سے خریدنا اولٰی ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

شک نہیں ہنود عموماً سخت ناپاکیوں میں آلودہ رہتے ہیں دھوتیوں میں پیشاب کرتے ہیں اور اونھیں اپنے کنوؤں کی من پر کھڑے ہو کر ایک لُٹیا پانی سے کھینچتے ہیں سب چھینٹیں کوئیں میں جاتی ہیں پاخانے میں ڈھیلے لے جانا تو اونھیں کہاں نصیب چھوٹی سی لُٹیا ہوتی ہے وہ بھی بارہا آدھی یا پونی پھر اوس میں آبدست اوسی میں ہاتھ دھونا اور اتنا بچا لائے جس سے بارہ کُلّا کئے۔ مشاہدہ ہوا ہے کہ اون کے حلوائیوں نے اپنی اوسی بے احتیاطی کے پانی سے کڑاہی دھوئی اور اوسے انگوچھے سے پوچھ لی جو سال سال بھر بدلا نہیں جاتا اور اوس میں تو لوں بلکہ چھٹنکیوں موت ہوتا ہے علاوہ بریں اون کے مذہب میں گائے بھینس کا گوبر اور بچھیا کا موت مُتَبرّک پاک بلکہ پوِتّر یعنی پاک کرنے والا ہوتا ہے تو اوس سے احتراز کیا معنی بلکہ اوسے مشک و عطر کی جگہ استعمال کرنا اون سے بعید نہیں ایسی حالتوں میں اگرچہ اس شریعت سمحہ سہلہ غرا بیضا صلی اللہ تعالٰی علٰی صاحبہا وآلہ وبارک وسلم نے جب تک کسی خاص شی میں وقوع نجاست کا یقین نہ ہو بحکم قاعدہ کلیہ الاصل الطھارۃ وضابطہ عام الیقین لایزول بالشک حکم فتوٰی میں آسانی فرمائی مگر شبہہ نہیں کہ تقوٰی حتی الامکان اوس سے بچنا ہے خصوصاً جبکہ وہ باوصف اپنی ان گندگیوں ناپاکیوں کے پاک ستھرے نظیف مسلمانوں سے کس درجہ پرہیز رکھتے اور بحکم المرء یقیس علٰی نفسہ معاذاللہ اونھیں ملیچھ سمجھتے ہیں عجب کہ ناپاکوں کو پاکوں سے احتراز ہو اور پاک ناپاکوں سے اختلاط رکھیں اور اون کی ایسی اوندھی اندھی چھوت پر بھی غیرت نہ کریں مانا کہ اپنے نفس کے لیے نہ بچیں مگر بیشک حضرات بزرگان دین صلی اللہ تعالٰی علٰی سیدہم ومولاہم وعلیہم اجمعین کی نذر و نیاز بلکہ عموماً فاتحہ و صدقات و امور خیرات میں اس سے احتراز چاہئے کہ یہ امور بامید قبول کیے جاتے ہیں اور حدیث میں ارشاد ہوا ان اللہ طیب لا یقبل الا الطیب بیشک اللہ عزوجل طیب ہے نہیں قبول فرماتا مگر پاک ستھری چیز کو تو اگر علم الٰہی میں ان شیرینیوں کی ناپاکی معاذاللہ باعث عدم قبول ہوئی کیسا خسارہ ہے غرض جہاں تک ممکن ہو ہنود کی ایسی اشیاء سے کھانے پینے میں عموماً اور نذر و نیاز فاتحہ صدقات میں خصوصاً احتراز اولٰی ہے اور جب مسلمان حلوائی بھی موجود ہوں تو خواہ مخواہ ہنود کی طرف جُھکنے کی وجہ کیا ہے ان سے خریدنے میں علاوہ ان خوبیوں کے یہ کیسا فائدہ ہے کہ اپنے مال کا نفع اپنے بھائی مسلمان ہی کو پہنچا، فتاوٰی ذخیرہ و طریقہ محمدیہ و حدیقہ ندیہ میں ہے یکرہ الاکل والشرب فی اوانی المشرکین قبل الغسل لان الغالب والظاھر من حال اوانیھم النجاسۃ وانھم یستحبون الخمر و یاکلون المیتۃ ولحم الخنزیر ویشربون ذلک ویاکلون فی قصاعھم واوانیھم فکرہ الاکل والشرب فیھا قبل الغسل اعتبارا للظاھر کما کرہ التوضی بسور الدجاجۃ المخلاۃ لانھا لا تتوقی من النجاسۃ غالبا الا ان الاصل فی الاشیاء الطھارۃ وتشککنا فی النجاسۃ فلم تثبت النجاسۃ بالشک ھذا حاصل ما ذکر عن الذخیرۃ نصاب الاحتساب میں ہے قال العبد اصلحہ اللہ تعالٰی وما ابتلینا من شراء السمن والنحل واللبن والجبن وسائر المائعات من الھنود علی ھذا الاحتمال تلویث اوانیھم وان نساءھم لا تتوقین عن السرقین وکذا یاکلون لحم ما قتلوہ وذلک میتۃ فالاباحۃ فتوی والتحرز تقوی اھ ملخصا واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم بالصواب

مسئلہ ۲۴ صفر ۱۳۰۸ھ ہجریہ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تعزیہ داری کا کیا حکم ہے بینوا توجروا۔

الجواب

تعزیہ کی اصل اس قدر تھی کہ روضۂ پُرنور حضور شہزادۂ گلگوں قبا حسین شہید ظلم وجفا صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علٰی جدہ الکریم وعلیہ کی صحیح نقل بنا کر بہ نیت تبرک مکان میں رکھنا اس میں شرعاً کوئی حرج نہ تھا کہ تصویر مکانات وغیرہا ہر غیر جاندار کی بنانا رکھنا سب جائز اور ایسی چیزیں کہ معظمان دین کی طرف منسوب ہو کر عظمت پیدا کریں اون کی تمثال بہ نیت تبرک پاس رکھنا قطعاً جائز جیسے صدہا سال سے طبقۃ فطبقۃ ائمۂ دین وعلمائے معتمدین نعلین شریفین

حضور سید الکونین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نقشے بناتے اور اون کے فوائد جلیلہ و منافع جزیلہ میں مستقل رسالے تصنیف فرماتے ہیں جسے اشتباہ ہو امام علامہ تلمسانی کی فتح المتعال وغیرہ مطالعہ کرے مگر جہال بیخرد نے اس اصل جائز کو بالکل نیست و نابود کرکے صدہا خرافات وہ تراشیں کہ شریعت مطہرہ سے الامان الامان کی صدائیں آئیں اوّل تو نفس تعزیہ میں روضہ مبارک کی نقل ملحوظ نہ رہی ہر جگہ نئی تراشی نئی گڑھت جسے اوس نقل سے کچھ علاقہ نہ نسبت پھر کسی میں پریاں کسی میں براق کسی میں اور بیہودہ طمطراق پھر کوچہ بکوچہ و دشت بدشت اشاعت غم کے لئے اون کا گشت اور ان کے گرد سینہ زنی اور ماتم سازشی کی شور افگنی کوئی اون تصویروں کو جھک جھک کر سلام کر رہا ہے کوئی مشغول طواف کوئی سجدہ میں گرا ہے کوئی اون مایۂ بدعات کو معاذ اللہ جلوہ گاہ حضرت امام علی جدہ وعلیہ الصلاۃ والسلام سمجھ کر اس ابرک پنّی سے مُرادیں مانگتا منّتیں مانتا ہے حاجت روا جانتا ہے پھر باقی تماشے باجے تاشے مردوں عورتوں کا راتوں کو میل اور طرح طرح کے بیہودہ کھیل ان سب پر طرّہ ہیں غرض عشرۂ محرم الحرام کہ اگلی شریعتوں سے اس شریعت پاک تک نہایت بابرکت و محل عبادت ٹھہرا ہوا تھا ان بیہودہ رسوم نے جاہلانہ اور فاسقانہ میلوں کا زمانہ کر دیا پھر وبال ابتداع کا وہ جوش ہوا کہ خیرات کو بھی بطور خیرات نہ رکھا ریا و تفاخر علانیہ ہوتا ہے پھر وہ بھی یہ نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں کو دیں بلکہ چھتوں پر بیٹھ کر پھینکیں گے روٹیاں زمین پر گر رہی ہیں رزق الٰہی کی بے ادبی ہوتی ہے پیسے دیتے ہیں گر کر غائب ہوتے ہیں مال کی اضاعت ہو رہی ہے مگر نام تو ہوگیا کہ فلاں صاحب لنگر لٹا رہے ہیں اب بہار عشرہ کے پھول کھلے تاشے باجے بجتے چلے طرح طرح کے کھیلوں کی دھوم بازاری عورتوں کا ہر طرف ہجوم شہوانی میلوں کی پوری رسوم جشن یہ کچھ اور اوس کے ساتھ خیال وہ کچھ کہ گویا یہ ساختہ تصویریں بعینہا حضرات شہداء رضوان اللہ تعالٰی علیہم کے جنازے ہیں کچھ نوچ اتار باقی توڑ تاڑ دفن کر دیئے یہ ہر سال اضاعت مال کے جرم و وبال جُدا گانہ رہے اللہ تعالٰی صدقہ حضرات شہدائے کربلا علیہم الرضوان والثنا کا ہمارے بھائیوں کو نیکیوں کی توفیق بخشے اور بُری باتوں سے توبہ عطا فرمائے آمین اب کہ تعزیہ داری اس طریقۂ نامرضیہ کا نام ہے قطعًا بدعت و ناجائز و حرام ہے ہاں اگر اہل اسلام صرف جائز طور پر حضرات شہدائے کرام علیہم الرضوان التام کی ارواح طیبہ کو ایصال ثواب کی سعادت پر اقتصار کرتے تو کس قدر خوب و محبوب تھا اور اگر نظر شوق و محبّت میں نقل روضہ انور کی بھی حاجت تھی تو اوسی قدر جائز پر قناعت کرتے کہ صحیح نقل بغرض تبرک و زیارت اپنے مکانوں میں رکھتے اور اشاعت غم و تصنع الم و نوحہ زنی و ماتم کنی و دیگر امور شنیعہ و بدعات قطعیہ سے بچتے اس قدر میں بھی کوئی حرج نہ تھا مگر اب ایسی نقل میں بھی اہل بدعت سے ایک مشابہت اور تعزیہ داری کی تہمت کا خدشہ اور آئندہ اپنی اولاد یا اہل اعتقاد کے لئے ابتلائے بدعات کا اندیشہ ہے اور حدیث میں آیا اتقوا مواضع التھم اور وارد ہوا مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فلایقف مواقف التھم لہٰذا روضۂ اقدس حضور سید الشہداء کی ایسی تصویر بھی نہ بنائے بلکہ صرف کاغذ کے صحیح نقشے پر قناعت کرے اور اوسے بقصد تبرک بے آمیزش منہیات اپنے پاس رکھے جس طرح حرمین محترمین سے کعبہ معظمہ اور روضہ عالیہ کے نقشے آتے ہیں یا دلائل الخیرات شریف میں قبور پُرنور کے نقشے لکھے ہیں والسلام علٰی من اتبع الھدٰی واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۹ ربیع الآخر ۱۳۰۸ھ از شہر کہنہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنے گھر کسی تقریب میں گائے ذبح کی اور عمرو نے باوجودیکہ مرد مسلمان ہے گائے ذبح کرنے کو منع کیا اور جھگڑا کیا یہاں تک کہ زید پر نالش کر دی یہ فعل عمرو کا موافق شرع شریف کے کیسا ہے بینوا توجروا۔

الجواب

شرعًا وہ مرتکب گناہ ہوا اور نہ صرف حق اللہ بلکہ حق العبد میں بھی مبتلا اوس پر فرض ہے کہ اللہ تعالٰی سے توبہ کرے اور زید سے اپنا قصور معاف کرائے عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاضرر ولاضرار فی الاسلام سائل مظہر کہ وہ جگہ ایسی نہ تھی جہاں قانونًا گائے ذبح کرنا جرم ہو بلکہ وہاں ہمیشہ سے قربانی ہوتی ہے تو اس صورت میں عمرو کی ممانعت ہرگز اس پر محمول نہیں ہوسکتی کہ اپنے بھائی مسلمان کو مضرت قانونی سے بچانا چاہتا تھا بلکہ محض قصداً ایذا و اضرار تھا اور نالش کرنا اوس پر دلیل واضح کما لایخفی واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۴ رجب ۱۳۰۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ ایک شخص کو عارضہ جذام کی ابتدا ہے اوس کے بھائی بند اور اولاد نے اوس کے ساتھ کھانا پینا

چھوڑ دیا ہے اور اوس سے کہتے ہیں کہ تجھ سے تیری زوجہ بھی بلا طلاق علٰحدہ ہوسکتی ہے ایسی حالت میں جو حکم شرع مطہرہ میں ایسے مریض کے واسطے ہو بیان فرمادیں اللہ تعالٰی اجر دے گا فقط

الجواب

فی الواقع ضعیف الاعتقاد لوگ جنھیں خدائے تعالٰی پر سچا توکل نہ ہو اور وہمی خیالات رکھتے ہوں اونھیں جذامی کے ساتھ کھانے پینے سے بچنا چاہئے نہ اس خیال سے کہ اوس کے ساتھ کھانے کی تاثیر سے دوسرا شخص بیمار ہوجاتا ہے یہ خیال محض غلط ہے تقدیر الٰہی میں جو کچھ لکھا ہے ضرور ہوگا اور جو نہیں لکھا ہے ہرگز نہ ہوگا اللہ تعالٰی مسلمانوں کو ارشاد فرماتا ہے کہ یوں کہیں لَنْ یُّصِیْبَنَآ اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا ھُوَ مَوْلٰنَا وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ہمیں ہرگز نہ پہنچے گی مگر وہ بات جو اللہ تعالٰی نے ہمارے لئے لکھ دی وہ ہمارا مولٰی ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے ــــ خود نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک جذامی کو اپنے ساتھ کھلایا بلکہ یہ لحاظ کرکے کہ اس کے ساتھ کھایا پیا اور معاذ اللہ شاید حسب تقدیر الٰہی کچھ واقع ہوا تو شیطان دل میں ڈالے گا کہ اس فعل نے ایسا کیا ورنہ نہ ہوتا اس شیطانی خیال سے بچنے کے لئے اوس سے احتراز کرے اسی لیے حدیث میں حکم ہے کہ جذامی سے بچو جیسا شیر سے بچتے ہیں اگر وہ ایک نالے میں اترے تم دوسرے نالے میں اوترو اور ایک حدیث میں جذامی سے نیزہ دو نیزہ کے فاصلہ سے بات کرو والعیاذ باللہ رب العٰلمین یہ اوسی کے لئے ہے جسے واقعی جذام ہو نہ یہ کہ خون میں صرف تھوڑے جوش کی کچھ علامت سی پاکر اوسے دور دور کرنے لگیں کہ یہ تو ناحق مسلمان کا دل دکھانا ہے خصوصًا بھائی بند اولاد کا ایسا کرنا کس قدر خدا ترسی وانسانیت سے بعید ہے اللہ تعالٰی کی پناہ مانگیں کیا وہ ان کو مبتلا نہیں کرسکتا والعیاذ باللہ رب العٰلمین اس طرح کے جوش کی علامت معاذ اللہ بعض اوقات بے مرض جذام بھی خون کی حدت وغیرہ سے پیدا ہوجاتی اور باذن الٰہی مصفیات وغیرہا کے استعمال سے جاتی رہتی ہے اللہ تعالٰی اپنی بلاؤں سے پناہ عطا فرمائے آمین اور لوگوں کا یہ کہنا کہ تیری زوجہ بلا طلاق علٰحدہ ہوسکتی ہے اگر اس سے یہ مقصود کہ بے طلاق اوس کے نکاح سے نکل سکتی ہے تو محض خطا ہے ہمارے مذہب میں جب تک یہ طلاق نہ دے گا وہ ہرگز اس کے نکاح سے باہر نہ ہوگی درمختار میں ہے لایتخیر احد الزوجین بعیب الاٰخر ولو فاحشًا کجنون وجذام وبرص ورتق وقرن الخ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئولہ حافظ محمد حسین شاگرد رشید احمد گنگوہی ۲۵ شوال ۱۳۱۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بدھ کے دن ناخن کتروانا چاہئے یا نہیں اگر نہ چاہئے تو اوس کی وجہ کیا ہے بینوا توجروا

الجواب

نہ چاہئے حدیث میں اوس سے نہی آئی کہ معاذ اللہ مورث برص ہوتا ہے۔ بعض علماء رحمہم اللہ تعالٰی نے بدھ کو ناخن کتروائے کسی نے برنبائے حدیث منع کیا فرمایا صحیح نہ ہوئی فورًا برص ہوگئے شب کو زیارت جمال بے مثال حضور پُرنور محبوب ذی الجلال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مشرف ہوئے شافی کافی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے حضور اپنے حال کی شکایت عرض کی حضور والا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے نہ سنا تھا کہ ہم نے اوس سے نہی فرمائی ہے عرض کی حدیث میرے نزدیک صحت کو نہ پہنچی ارشاد ہوا تمھیں اتنا کافی تھا کہ یہ حدیث ہمارے نام پاک سے تمھارے کان تک پہنچی یہ فرماکر حضور مبرئ الاکمہ والابرص محی الموتی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس کہ پناہ دوجہان و دستگیر بیکساں ہے اون کے بدن پر لگایا فورًا اچھے ہوگئے اور اوسی وقت سے توبہ کی کہ اب کبھی حدیث سن کر ایسی مخالفت نہ کروں گا۔ علامہ شہاب الدین خفاجی مصری حنفی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض میں فرماتے ہیں قص الاظفار وتقلیمھا سنۃ وورد النھی عنہ فی یوم الاربعاء وانہ یورث البرص وحکی عن بعض العلماء انہ فعلہ فنھی عنہ فقال لم یثبت ھذا فلحقہ البرص من ساعتہ فرای النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی منامہ فشکی الیہ ما اصابہ فقال لہ الم تسمع نھیی عنہ فقال لم یصح عندی فقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یکفیک انہ سمع ثم مسح بدنہ بیدہ الشریفۃ فذھب مابہ فتاب عن مخالفۃ ما سمع اھ یہ بعض علما امام علامہ ابن الحاج مکی مالکی قدس سرہ العزیز تھے علامہ طحطاوی حاشیۂ درمختار میں فرماتے ہیں ورد فی بعض الاٰثار النھی عن قص الاظفار یوم الاربعاء فانہ یورث البرص وعن ابن حاج صاحب المدخل انہ لم یقص اظفارہ یوم الاربعاء فتذکر ذلک فترک ثم رای ان قص الاظفار سنۃ حاضرۃ ولم یصح عندہ النھی فقصھا فلحقہ ای اصابہ البرص فرای النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی النوم فقال الم تسمع نھیی عن ذلک فقال یارسول اللہ لم یصح عندی ذلک فقال یکفیک ان تسمع ثم مسح صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علی بدنہ فزال البرص

جمیعًا قال ابن الحاج رحمہ اللہ تعالٰی فجددت مع اللہ توبۃ الی لا اخالف ما سمعت عن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ابدا واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم بالصواب فقط

مسئلہ ۔ از اوجین مرسلہ مولوی یعقوب علی خاں ۹ محرم الحرام ۱۳۰۹ھ

چہ می فرمایند علمائے شریعت و مفتیان طریقت دریں مسئلہ کہ زید منصب نیابت و امامت دارد و طعام بخانہ کسانیکہ لحم خوک و مُردار پختہ نصارٰی را میخورانند بخورد و میگوید کہ پختن مُردار و خوک بائے نیست دست بشوید پاک شود وازیں سبب اکثرے مردمان شہر سند کامل دانستہ تناول طعام بخانہ او می نمایند دریں بارہ حقارت اہل اسلام وتہلکہ و نزاع درمیان مسلمانان واقع گردیدہ پس بحث گویندہ ایں کلام مخالفت التیام شرعی و ممد و معاون آں چہ حکم وطعام خوردن بمکان آں شخص کہ دریں کار زشتیہ و ناقصہ ملوث اند درست ست یا نہ بیان فرمایند بسند کتاب بینوا توجروا

الجواب

ہجو بیباک فجار کہ بہر خوردن کفار پختن چنیں اخبث نجاسات و انجس محرمات پیشہ ساختہ اند نظافت طبع و نزاہت شرع ہمہ را یک لخت پس پشت انداختہ مسلمان متدین را طعام بخانہ ایشاں فشاید خورد بقطع نظر ازانکہ تجربہ صادقہ شاہد است کہ کثرت مزاولت چیزے حرمتش از نگاہ برمی اندازد پس مظنون آنکہ درآب وظروف خود شان از نجاسات ملعونہ مذکورہ بے احتیاط باشند اقدام بریں امر باعث مطعونی وتہمت باشد ودرحدیث آوردہ اند من کان یؤمن باللہ والیوم الاٰخر فلا یقفن مواقف التہم مومن متدین را چہ شایاں ست کہ بے ضرورت شرعیہ آبروے خود ریختہ بررُخ خویشتن در طعن وتہمت مفتوح سازد و برادران دینی را در گناہان کبیرہ غیبت وحقد وتنابز بالالقاب وغیرہا اندازد درحدیث فرمودہ اند ایاک وما یسوء الاذن ودرحدیث دیگرست ایاک وکل امر یعتذر منہ وزیادتے روایت کنند فان الخیر لایعتذر منہ باز ایں امر باعث نفرت مسلمانان شد و تنفیر مسلماناں بے ضرورت شرعیہ قطعا ممنوع سید عالم فرمود صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بشروا ولا تنفروا مقصود شرع ایتلاف است نہ اختلاف و خود تصفیہ عقل سلیم نیست بے ضرورتے ملجئہ باجہانے طرف افتادن وبموقف مقت وکراہت قوم استادن درحدیث آمدہ راس العقل بعد الایمان باللہ التودد الی الناس وبروایتے دیگر راس العقل بعد الایمان باللہ مداراۃ الناس فقیر احادیث ایں باب در رسالہ خود جمال الاجمال وشرح او کمال الاکمال برچیہ تمامتر رنگ تفصیل دادہ ام بالجملہ عقلاً ونقلاً ایں چنیں کار شناعتہائے نامحمودہ دارد وعاقبتہائے نامحمود بازچوں کار بفتنہ فساد وتفریق کلمہ مسلمین انجامد سخت جریمہ عظیمہ گردد قال اللہ تعالٰی وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ودرحدیث است الفتنۃ نائمۃ لعن اللہ من ایقظہا باز چوں نیک بنگری آزمودن دانامست کہ دریں اعصار وامصار امثال ایں کار نجز دگر از دست کسانیکہ چنداں پروائے دین ندارند وبے باک زیستن و آزاد گزراندن را حاصل زندگانی انگارند کبیت دنعل چیزے دیگرست و وقع وفعل دیگر اگر انصاف کنی واقع چنیں ست گودرلم ولا نسلم فراز مباش ہمیں تقریر نفیس بحمد اللہ تعالٰی منکشف شد حکم طعام بانصارٰی خوردن وامثال ذٰلک از کارہائے اہل زیغ وفتن نسأل اللہ السلامۃ والعز والکرامۃ باز مقرر فقہ است کہ منصب امامت نشاید داد ہیچو کسے راکہ مردماں را ازو نفرتے باشد وکار بتقلیل جماعت کشد اگرچہ دریں باب گناہے از ذات آں کس نباشد چوں ولد الزنا و اجذم وابرص وغیرہم ایں نکتہ ہم بنظر داشتنی است و آنکہ گفت درپختن خوک ومردار باکے نیست پر غلط گفت بلے بے ضرورت شرعیہ تلوث بنجاسات ممنوع ست خاصہ بہیچو کارے کہ حاصلش قصد اصلاح ما افسدہ اللہ باشد وپختن بہر خوراندن کفار قطعاً ناجائز ما حرم اخذہ حرم اعطاؤہ وقال اللہ تعالٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ از پیلی بھیت مرسلہ مولوی محمد وصی احمد صاحب سورتی مدرس اول مدرسہ عربیہ حافظ العلوم ۴ صفر ۱۳۰۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہنود کے میلوں میں بقصد فروخت اسباب تجارتی کے نہ بقصد موافقت کفار اور تکثیر جماعت اون کی کے بلکہ صرف بلحاظ تحصیل نفقہ اہل وعیال جانا جائز ہے یا نہیں برتقدیر اول جواز مع کراہت ہے یا بلاکراہت اور کراہت تحریمی ہے یا تنزیہی برتقدیر عدم جواز یہ معصیت منجملہ کبائر ہے یا صغائر کے قبیل سے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

اگر وہ میلہ اون کا مذہبی ہے جس میں جمع ہوکر اعلان کلمہ کفر وادائے رسوم شرک کریں گے توبقصد تجارت بھی جانا ناجائز ومکروہ تحریمی ہے اور

ہرمکروہ تحریمی صغیرہ اور ہر صغیرہ اصرار سے کبیرہ علماء تصریح فرماتے ہیں کہ معابد کفار میں جانا مسلمان کو جائز نہیں اور اوس کی علت یہی فرماتے ہیں کہ وہ مجمع شیاطین ہیں یہ قطعاً یہاں بھی متحقق بلکہ جب وہ مجمع بغرض عبادت غیر خدا ہے تو حقیقۃً معابد کفار میں داخل کہ معبد بوجہ اون افعال کے معبد ہیں نہ بسبب سقف و دیوار وھذا ظاھر جدا فی الھندیۃ عن التتارخانیۃ عن الیتیمۃ یکرہ للمسلم الدخول فی البیعۃ والکنیسۃ وانما یکرہ من حیث انہ مجمع الشیاطین بحرالرائق میں اسے نقل کرکے فرمایا والظاھر انھا تحریمیۃ لانھا المرادۃ عند اطلاقھم ردالمحتار میں اس پر ان لفظوں سے تفریع کی فاذا حرم الدخول فالصلاۃ اولٰی اور اگر وہ مجمع مذہبی نہیں بلکہ صرف لہو ولعب کا میلا ہے تو محض بغرض تجارت جانا فی نفسہٖ ناجائز وممنوع نہیں جبکہ کسی گناہ کی طرف مؤدی نہ ہو علما فرماتے ہیں مسلمان تاجر کو جائز کہ کنیز وغلام وآلات حرب مثل اسپ وسلاح وآہن وغیرہ کے سوا اور مال کفار کے ہاتھ بیچنے کے لئے دارالحرب میں لے جائے اگرچہ احتراز افضل تو ہندوستان میں کہ عند التحقیق دارالحرب نہیں مجمع غیر مذہبی کفرہ میں تجارت کے لئے مال لے جانا بدرجہ اولٰی جواز رکھتا ہے فی الھندیۃ عن المبسوط قال محمد رحمہ اللہ تعالٰی لاباس بان یحمل المسلم الی اھل الحرب ماشاء الا الکراع والسلاح والسبی وان لایحمل الیھم شیئا احب الی اوسی میں ہے اذا اراد المسلم ان یدخل دارالحرب للتجارۃ ومعہ فرسہ وسلاحہ وھو لایرید بیعہ منھم لم یمنع ذلک منہ پھر بھی کراہت سے خالی نہیں کہ وہ ہر وقت معاذ اللہ محل نزول لعنت ہیں تو اون سے دوری بہتر یہاں تک کہ علما فرماتے ہیں اون کے محلہ میں ہوکر گزرہ ہو تو شتابی کرتا ہوا نکل جائے وہاں آہستہ چلنا ناپسند رکھتے ہیں تو رُکنا ٹھہرنا بدرجہ اولٰی مکروہ فی الطحطاویۃ عن ابی السعود عن الشرنبلالیۃ ھم محل تنزل اللعنۃ فی کل وقت ولاشک انہ یکرہ الکون فی جمع یکون کذلک بل وان یمر فی امکنتھم الان یھرول و یسرع وقد وردت بذلک اٰثار اھ **قلت** والمراد ھھنا کراھۃ التنزیہ بدلیل مامر فی جواز دخول دارھم للتجارۃ وبدلیل ماثبت حدیثا و فقھا من جواز الذھاب الی ضیافتھم کما فی الھندیۃ وغیرھا ونقلوہ عن محرر المذھب محمد رحمہ اللہ تعالٰی پھر ہم صدر کلام میں ایما کرچکے کہ یہ جواز بھی اوسی صورت میں ہے کہ اسے وہاں جانے میں کسی معصیت کا ارتکاب نہ کرنا پڑے مثلاً جلسہ ناچ رنگ کا ہو اور اسے اوس سے دور وبیگانہ موضع میں جگہ نہ ہو تو یہ جانا مستلزم معصیت ہوگا اور ہر ملزوم معصیت معصیت اور جانا محض بغرض تجارت ہو نہ کہ تماشا دیکھنے کی نیت کہ اس نیت سے مطلقاً ممنوع اگرچہ مجمع غیر مذہبی ہو ذٰلک لان اعیادھم ومجامعھم لاتنفک عن القبائح الشنیعۃ والمنکرات الفظیعۃ والتفرج علی الحرام حرام کما نص علیہ فی الدرالمختار وغیرہ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سر کے بال جو تالو پر سے کُھلوا دئے جاتے ہیں آیا درست ہے اون کا مُنڈوانا یا نہیں دوسرے یہ کہ سر کے بال کتروانا اور ایک انگشت کے قریب رکھنا یا یہ کہ اگلی جانب کے کچھ بڑے اور پیچھے کی جانب سے چھوٹے کترے ہوں جو حکم شرع مطہرہ کا اس بارے میں بیان فرمادیں اللہ تعالٰی اجر دے گا۔ فقط

الجواب

تالو کے بال منڈانا جس طرح یہاں بعض لوگوں کی عادت ہے بشرطیکہ پیشانی کے بال باقی رکھے جائیں جسے پان بنوانا کہتے ہیں جائز ہے مگر اولٰی نہیں ہاں متفرق مواضع سے قطعے قطعے منڈوانا جیسا کہ بعض لوگ کرتے ہیں بیچ سر منڈوا دیا آس پاس کے بال چھوڑ دیئے اور کنپٹیوں پر بربریاں رکھیں آس پاس مُنڈوا دیئے اور گدی پر ایک قطعہ بالوں کا چھوڑا دہنے بائیں حلق کئے اسے عربی میں قزع کہتے ہیں اور وہ ممنوع ہے بالوں کی نسبت شرع مطہر میں صرف دو طریقے آئے ہیں ایک یہ کہ سارے سر پر رکھیں اور مانگ نکالیں یہ خاص سنت حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ہے حج وحجامت یعنی پچھنوں کی ضرورت کے سوا حضور والا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے حلق شعر ثابت نہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دس سال مدینہ میں قیام فرمایا اس مدت میں صرف تین بار یعنی سال حدیبیہ وعمرۃ القضاء وحجۃ الوداع میں حلق فرمایا علی مانقلہ علی القاری فی جمع الوسائل عن بعض شراح المصابیح دوسرے یہ کہ سارا سر منڈائیں یہ حضرت سیدنا مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم کی عادت تھی وہ جناب بخوف جنابت کہ مبادا نہانے میں کوئی بال پانی بہنے سے باقی نہ رہ جائے حلق فرمایا کرتے ان کے سوا جتنے طریقے ہیں سب خلاف سنت اور یہ نئی نئی تراشیں مثلاً ایک ایک انگل کے بال رکھنا جب اس سے بڑھیں کتروا دینا یا آگے سے بڑے پیچھے سے کترے ہوئے یا وسط سر تالو سے پیشانی تک کھلوا دینا یا گدی کے بال منڈانا یا پیشانی سے گدی تک سڑک نکالنا یا منڈے سر خواہ بالوں کی حالت میں یعنی چوڑی قلمیں بڑھاکر رخساروں پر جھکانا یا داڑھی میں ملا دینا یہ باتیں مخالف سنت وخلاف وضع صلحائے مسلمین ہونے کے علاوہ ان میں اکثر اقوام کفار کی ایجاد ہیں جن کی مشابہت سے مسلمانوں کو بچنا چاہئے ردالمحتار میں ہے فی الروضۃ للزندولیستی ان السنۃ فی شعر الراس اما الفرق او الحلق وذکر الطحاوی ان الحلق سنۃ ونسب ذلک الی العلماء الثلثۃ و

فی الذخیرۃ ولاباس ان یحلق وسط راسہ ویرسل شعرہ من غیر ان یفتلہ وان فتلہ فذلك مکروہ لانہ یصیر مشبھا ببعض الکفرۃ والمجوس فی دیارنا یرسلون الشعر من غیر فتل ولکن لایحلقون وسط الراس بل یجزون الناصیۃ تاترخانیہ عالمگیری میں ہے یکرہ القزع وھو ان یحلق البعض ویترك البعض قطعا مقدار ثلثۃ اصابع کذا فی الغرائب مجمع البحار میں ہے منہ ح نھی عن القزع ھو ان یحلق راس الصبی ویترك منہ مواضع متفرقۃ تشبیھا بقزع السحاب ط اجمعوا علی کراھتہ اذا کان فی مواضع متفرقۃ الا ان یکون لمداواۃ لانہ من عادۃ الکفرۃ ولقباحتہ صورۃ اشعۃ اللمعات میں زیر حدیث صحیحین عن نافع عن ابن عمر قال سمعت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نھی عن القزع قیل لنافع ما القزع قال یحلق بعض راس الصبی ویترك البعض تحریر فرمایا گفتہ اند قزع حلق راس است از مواضع متفرقہ آں واگرچہ ظاہر عبارت کہ در تفسیر واقع شدہ مطلق است ولیکن شراح ہمہ تصریح کردہ اند بایں قید ودر روایات فقہیہ نیز ہمچنیں آمدہ است شرح شمائل شریف میں ہے لم یرو تقصیر الشعر منہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الا مرۃ واحدۃ الخ عالمگیری میں ہے عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالٰی یکرہ ان یحلق قفاہ الا عند الحجامۃ کذا فی الینابیع عین العلم میں ہے یکرہ الزیادۃ فی العارضین بارسال الصدغ المتجاوز عن عظمھا ملخصا واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم۔

مسئلہ از اوجین مکان میر خادم علی اسسٹنٹ مرسلہ محمد یعقوب علی خاں ۲۷ ربیع الاول شریف ۱۳۰۹ھ

چہ می فرمایند علمائے اکمل الکاملین شریعت ومفتیان افضل الفضلاء طریقت دریں مسئلہ کہ در ماہ رمضان المبارک کہ شب بست وہفتم مساجد را بقنادیل وبتقریب جلسہ مولد شریف مکان را منقش وآلات بلاتصویر وفانوس وغیرہ منور سازند سوائے مال وقف وبراعراس خانقاہ بزرگان دین ومزار نبوی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بروشنی روشن نمایند درست ست یا حرام بیان فرمایند بسند عبارت کتب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

الجواب

تزیین مذکور شرعًا جائز ست قال تعالٰی قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْۤ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ ہمچناں روشنی بقدر حاجت ومصلحت نیز وحاجت باختلاف ضیق وسعت مکان وقلت وکثرت مردمان ووحدت وتعدد منازل وغیر ذلک مختلف گردد در منزلے تنگ ومجمع قلیل دوسہ چراغ باہمیں یکے بسند ست ودر دار وسیع ومجمع کثیر ومنازل عدیدہ حاجت تابدہ وبست وبیشتر میرسد امیر المومنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ بماہ رمضان شب بمسجد درآمد چراغاں دید کہ مسجد درخشاں ونور افشاں شدہ است امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ را بدعا یاد کرد وگفت نورت مساجدنا نور اللہ قبرك یا ابن الخطاب ای ابن خطاب مساجد مارا نور آگیں کردی خدائے گورت پُرنور کناد ومسئلہ شمع در مقابر ومزارات افروختن را فقیر در رسالہ مستقلہ مسمّٰی بہ طوالع النور فی حکم السرج علی القبور ہرچہ تمامتر روشن وپُرنور کردہ ام ونیز آنجا تحقیق نمودہ کہ حدیث والمتخذین علیہا السرج کہ مخالفان دریں باب باو چنگ زنند بقطع نظر ازانکہ در سند وپادام ضعیف درایۃً نیز مخالف را غیر نافع ست۔ آرے روشنی لغو وفضول را چنانکہ بعضے مردمان شب ختم قرآن یا در بعض اعراس بزرگان کنند کہ صدہا چراغ بترتیب عجیب ووضع غریب زیر وبالا وبرابر ہم نہند در کتب فقہیہ ہچو غمز العیون وغیرہ بنظر اسراف منع فرمودہ اند وشک نیست کہ جائیکہ اسراف صادق ست اجتناب قطعًا لازم ولائق است واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ از ضلع سورت اسٹیشن سائیں مقام کٹھور مرسلہ مولوی عبدالحق صاحب ۴ جمادی الاولٰی ۱۳۰۹ھ

فجر کی نماز کے بعد مصافحہ لیتے ہیں سو جائز ہے یا نہیں ہر روز۔

الجواب

جو لوگ بعد قیام جماعت یا شروع تکبیر آکر نماز میں شامل ہوئے کہ امام ودیگر مقتدین سے قبل نماز ملاقات نہ کرنے پائے اُنھیں تو ان سے بعد سلام مصافحہ کرنا قطعًا سنت لانھا سنۃ عند ابتداء کل لقاء وھذا ابتداء لقائھم ھذا اور وجوہ بے لحاظ اس تخصیص کے مصافحہ بعد فجر وعصر یا بعد عصر ومغرب مطلقًا صدہا سال سے مسلمین میں معتاد ومرسوم اس بارے میں اصح یہی ہے کہ جائز ومباح ہے کما حققہ المولی المحقق سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد فی بعض فتاواہ وذکر ھھنا المولی الفاضل زینۃ عصرنا محب الرسول عبدالقادر القادری فی رسالتہ المناصحۃ فی تحقیق مسائل المصافحۃ تحقیقا جمیلا یتضح بہ الصواب وتوفیقا اینقا یندفع بہ الاضطراب علامہ شہاب الدین مصری شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں الاصح انھا مباحۃ ہاں جہاں مداومت سے خوف ہو کہ جہال اس خصوصیت خاصہ کو واجب یا سنّت بخصوصہا نہ سمجھنے لگیں وہاں اہل علم کو مناسب کہ ان اوقات میں کبھی کبھی

ترک بھی کردیں ھذا ھوالانصاف فی امثال الباب واللہ تعالٰی اعلم بالصواب۔

مسئلہ۔از اکولہ صوبہ برار مرسلہ حافظ یقین الدین صاحب ۲۷ رجب ۱۳۰۹ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ گھنڈی تکمہ یا بند کے عوض انگرکھے کرتے میں چاندی سونے کے بوتام بے زنجیر کے لگانے جائز ہیں یا نہیں بعض صاحب فرماتے ہیں کہ یہ ناجائز ہے اور سونے چاندی کا استعمال مرد کو مطلقاً حرام ہے یہ قول صحیح ہے یا نہیں اگر غلط ہے تو چاندی سونے کی کیا کیا چیزیں استعمال کرنی مرد کو جائز ہیں اور چاندی کی انگوٹھی میں کیا کیا شرطیں ہیں بینوا توجروا۔

الجواب

سونے چاندی کے بوتام بطور مذکور لگانے جائز ہیں جن کا جواز سیر کبیر و ذخیرہ و منتقی و تتارخانیہ و درمختار و طحطاوی و ہندیہ وغیرہا کتب معتمدہ سے ثابت درمختار میں ہے فی التتارخانیۃ عن السیر الکبیر لاباس بازرار الدیباج والذھب عالمگیری میں ہے لاباس بلبس الثوب فی غیر الحرب اذا کان ازرارہ دیباجا اوذھبا کذا فی الذخیرۃ اور سونے چاندی کا استعمال مرد کو مطلقاً حرام یہ صحیح نہیں شرع مطہر نے جہاں بے شمار صورتوں کی ممانعت فرمائی ہے بہت صورتوں کی اجازت بھی دی ہے مثلاً (۱) سونے کی گھنڈیاں کما سمعت انفا (۲) سونے کا تکمہ فی الدرالمختار عن شرح الوھبانیۃ عن المنتقی لاباس بعروۃ القمیص وزرہ من الحریر لانہ تبع الخ وستسمع ان فی لبس ترخیص الحریر ترخیص النقدین بل سیأتیک نص المسئلۃ عن ردالمحتار (۳) انگوٹھی کے نگ میں سونے کی کیل فی الدر حل مسمار الذھب فی حجر الفص (۴) چاندی کی انگشتری میں سونے کے دندانے فی ردالمحتار کالاسنان المتخذۃ من الذھب علی حوالی خاتم الفضۃ فان الناس یجوزونہ من غیر نکیر ویلبسون تلک الخواتم (۵) کواڑوں یا صندوقچی یا قلمدان وغیرہا میں سونے کی گل میخیں ریخیں اور خود یہ چیزیں سونے چاندی کی ہوں تو عورتوں کو بھی ناجائز بعینہ اوسی صورت کی نظیریں ہیں کہ انگرکھا کرتا تاش بادلے کا حرام اور گھنڈی بوتام سونے کے روا کہ یہ قلیل و تابع ہیں فی الھندیۃ لاباس بمسامیر ذھب اوفضۃ ویکرہ الباب منہ (۶) یونہی چاندی سونے کا کام کہ دوشالے چادر کے آنچلوں عمامہ کے پلوؤں انگرکھے کرتے صدری مرزائی وغیرہا کی آستینوں دامنوں چاکوں پر دول تولیوں جیبوں پر ہو گریبان کا کنٹھا شانوں پشت کے پان ترنج ٹوپی کا طرّہ مانگ گوٹ پر کام جوتے کا کنٹھا گپھا کسی چیز میں کہیں کیسی ہی متفرق بوٹیاں یہ سب جائز ہیں بشرطیکہ ان میں کوئی تنہا چار اونگل کے عرض سے زائد نہ ہو اگرچہ متفرق کام ملاکر دیکھیں تو چار اونگل سے بڑھ جائے اس کا کچھ ڈر نہیں کہ یہ بھی تابع قلیل ہے اور اگر کوئی کام بیل بوٹا تنہا چار اونگل عرض سے زیادہ ہو تو ناجائز کہ اگرچہ تابع ہے مگر قلیل نہیں اور کوئی مستقل چیز بالکل مغرق یا ایسی گھنے کام کی ہو کہ مغرق معلوم ہو تو بھی نا روا اگرچہ خود اوس کی ہستی ایک ہی انگل عرض کی ہو کہ یہ اگرچہ قلیل ہے مگر تابع نہیں جیسے ریشم یا پلکے پٹھے کے تعویذ یا ریشمیں کمربند یا جوتے کی اڈیوں پنجوں پر مغرق کام یا ریشم یا سونے چاندی کے کام سے مغرق ٹوپی۔ ہاں ایک قول پر آنچل پلو مطلقاً حلال ہیں خواہ کتنے ہی چوڑے ہوں اس میں کارچوبی دوشالے یا بنارسی عمامے والوں کے لئے بہت وسعت ہے مگر زیادہ قوت اوسی پہلے قول کو ہے کہ چار اونگل سے زیادہ نہ ہو فی الدرالمختار یحرم لبس الحریر علی الرجل الاقدر اربع اصابع کاعلام الثوب وظاھر المذھب عدم جمع المتفرق ولو فی عمامۃ وکذا المنسوج بذھب یحل اذا کان اربع اصابع والالایحل للرجل وفی السراج عن السیر الکبیر العلم حلال مطلقا صغیرا کان اوکبیرا قال المصنف وھو مخالف لما مر من التقیید باربع اصابع وفیہ رخصۃ عظیمۃ لمن ابتلی بہ فی زماننا اھ ملخصا وفی ردالمحتار العلم عندنا یدخل فیہ السجاف ومایخیط علی اطراف الاکمام ومایجعل فی طوق الجبۃ وھوالمسمی قبۃ وکذا العروۃ والزر ومثلہ فیما یظھر طرۃ الطربوش ای القلنسوۃ مالم یزد علی عرض اربع اصابع وماعلی اکتاف العباءۃ وعلی ظھرھا ومافی اطراف الشاش سواء کان تطریزا بالابرۃ اونسجا ومایرکب فی اطراف العمامۃ المسمی صجقا فجمیع ذلک لاباس بہ اذا کان عرض اربع اصابع وان زاد علی طولھا ومثلہ لورقع الثوب بقطعۃ دیباج وظاھر المذھب عدم جمع المتفرق ومقتضاہ حل الثوب المنقوش بالحریر تطریزا اونسجا اذا لم تبلغ کل واحدۃ من نقوشہ اربع اصابع وان زادت بالجمع مالم یرکلہ حریرا قال ط ما وھل حکم المتفرق من الذھب والفضۃ کذلک یحرر قال فی القنیۃ وکذا فی القلنسوۃ فی ظاھر المذھب یجوز قدر اربع اصابع وفی التبیین عن اسماء رضی اللہ تعالٰی عنھا انھا اخرجت جبۃ طیالسۃ علیھا لبنۃ شبر من دیباج کسروانی وفرجاھا مکفوفان بہ فقالت ھذہ جبۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یلبسھا وفی القاموس کف الثوب خاط حاشیتہ ولبنۃ القمیص بنقیۃ وفی الھندیۃ یکرہ ان یلبس الذکور قلنسوۃ من الحریر اوالذھب اوالفضۃ اوالکرباس الذی خیط علیہ ابریسم کثیر اوشیئ من الذھب اوالفضۃ اکثر من قدر اربع اصابع اھ وبہ یعلم حکم العرقیۃ

السماۃ بالطاقیۃ فاذا کانت منقشۃ بالحریر وکان احد نقوشھا اکثر من اربع لاتحل وان کان اقل تحل وان زاد مجموع نقوشھا علی اربع اصابع وفی الھندیۃ تکرہ عصابۃ المفتصد وان کانت اقل من اربع اصابع لانہ اصل بنفسہ کذا فی التمرتاشی اھ ط اھ ملتقطا **اقول** وما وقفت فیہ واما تحریرہ فھو بحمد اللہ تعالٰی محرر عندی لاشبھۃ فیہ ولقد رأیتنی کتبت علی ھامش نسختی ردالمحتار عند قولہ وھل حکم المتفرق الخ مانصہ **اقول** معلوم ان الحریر والذھب والفضۃ کلھا متساویۃ فی حرمۃ اللبس حیث حرم فالترخیص فی لبس الحریر ترخیص فیھا واللہ تعالٰی اعلم اھ ثم رأیت العلامۃ الشامی ذکر بعد نحو ورقتین عین ماذکرتہ وللہ الحمد حیث قال قد استوی کل من الذھب والفضۃ والحریر فی الحرمۃ فترخیص العلم والکفاف من الحریر ترخیص لھما من غیرہ ایضا بدلالۃ المساواۃ ویوید عدم الفرق مامر من اباحۃ الثوب المنسوج من ذھب اربعۃ اصابع وکذا کتابۃ الثوب بذھب او فضۃ الخ فھذا تحریرہ وللہ الحمد ان عبارات سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ چاندی سونے کے کام بشرائط مذکورہ ہر طرح جائز ہیں خواہ اصل کپڑے کی بناوٹ میں ہوں یا بعد کو کلابتوں کا مدانی وغیرہ سے بنائے جائیں خواہ کوئی جُدا چیز جیسے فیتون لیس پیچک بانکڑی وغیرہا ٹانکی جائے ہاں یہ لحاظ رکھنا چاہئے کہ عورتوں یا بدوضع آوارہ فاسقوں کی مشابہت نہ پیدا ہو مثلاً مرد کو چولی دامن میں گوٹا پٹھا ٹانکنا مکروہ ہوگا اگرچہ چار اونگل سے زیادہ نہ ہو کہ یہ وضع فساق بلکہ زنانوں کی ہے علما فرماتے ہیں اگر کوئی شخص فاسقانہ وضع کے کپڑے یا جوتے سلوائے (جیسے ہمارے زمانہ میں نیچری وردی) تو درزی اور موچی کو اون کا سینا مکروہ ہے کہ یہ معصیت پر اعانت ہے اس سے ثابت ہوا کہ فاسقانہ تراش کے کپڑے یا جوتے پہننا گناہ ہے فی فتاوی الامام قاضی خان الاسکاف او الخیاط اذا استوجر علی خیاطۃ شیئ من زی الفساق ویعطی لہ فی ذلک کثیر اجر لایستحب لہ ان یعمل لانہ اعانۃ علی المعصیۃ (۷) وہ کپڑے پہننے جن پر سونے یا چاندی کے پانی سے لکھا ہو جائز ہے (۸) یوہیں جائز الاستعمال برتنوں وغیرہ پر ان کا ملمع فی الھندیۃ لایکرہ لبس ثیاب کتب علیھا بالفضۃ والذھب وکذلک استعمال کل مموہ لانہ اذا ذوب لم یخلص منہ شیئ کذا فی الینابیع اھ وفی الدر حل کتابۃ الثوب بذھب او فضۃ والمطلی لاباس بہ بالاجماع اھ (۹) اسی طرح کسی چیز میں چاندی سونے کے تار یا پتر جڑے ہونا بشرطیکہ وہ شئی جس عضو سے استعمال میں آتی ہے اوس عضو کی جگہ سے جُدا ہوں مثلاً گلاس یا کٹورے میں وہاں موںھ لگا کر پانی نہ پئیں تخت پلنگ کرسی کاٹھی میں موضع نشست پر نہ ہوں رکاب میں پاؤں اون پر نہ رہے لگام تلوار نیزہ تیرکمان بندوق قلم آئینہ کے گھر میں ہاتھ کی گرفت سے الگ ہوں دیچی پوزی میں چاندی سونے کے پھول جائز کہ وہ جسم لگنے کی جگہ نہیں چھڑی میں نیچے کی شام روا اوپر کی ناجائز کہ وہ ہاتھ رکھنے کی جگہ ہے حقّہ میں چاندی سونے کی مہنال حرام کہ پینے میں اوس سے موںھ لگتا ہے مگر دہن نے سے نیچے سرکی ہو کہ اوس سے موںھ ہاتھ نہ لگایا جائے تو روا وعلی ہذا القیاس اشیائے کثیرہ جنھیں بعد علم قاعدہ فہیم آدمی سمجھ سکتا ہے اسی قبیل سے تھیں کواڑوں صندوق قلمدان انگوٹھی کے نگ میں سونے کی کیلیں جن کا ذکر اوپر گزرا فی الدرالمختار حل الشرب من اناء مفضض ای مزوق بالفضۃ والرکوب علی سرج مفضض والجلوس علی کرسی مفضض لکن یشترط ان یتقی الفضہ بفم وجلوس ونحوہ وکذا الاناء المضبب بذھب او فضۃ والکرسی المضبب بھما وحلیۃ مرأۃ ومصحف بھما کما لوجعلہ فی نصل سیف اوسکین او قبضتھما او لجام او رکاب ولم یضع یدہ موضع الذھب والفضۃ اھ ملخصا وفی ردالمحتار **قولہ** مفضض وفی حکمہ المذھب قہستانی **قولہ** ای مزوق وفسرہ الشمنی بالمرصع بھا قال فی غرر الافکار یجتنب فی المصحف ونحوہ موضع الاخذ وفی السرج ونحوہ موضع الجلوس وفی الرکاب موضع الرجل وفی الاناء موضع الفم ونحوہ فی ایضاح الاصلاح ویجتنب فی النصل والقبضۃ واللجام موضع الید فالحاصل ان المراد الاتقاء بالعضو الذی یقصد الاستعمال بہ ففی الشرب لما کان المقصود الاستعمال بالفم اعتبر الاتقاء بہ دون الید ولایخفی ان الکلام فی المفضض والافالذی کلہ فضۃ یحرم استعمالہ بای وجہ کان ولو بلامس بالجسد بخلاف القصب الذی یلف علی طرف قصبۃ التتن فانہ تزویق فھو من المفضض فیعتبر اتقاؤہ بالید والفم ولایشبہ ذلک مایکون کلہ فضۃ کما ھو صریح کلامھم وھو ظاھر **قولہ** المضبب ای مشدودۃ بالضباب وھی الحدیدۃ العریضۃ التی یضبب بھا وضبب بالفضۃ شد بھا مغرب **قولہ** وحلیۃ المرآۃ الذی فی المنح والھدایۃ وغیرھما حلقۃ بالقاف قال فی الکفایۃ والمراد بھا التی تکون حوالی المرآۃ لاما تاخذ المرأۃ بیدھا فانہ مکروہ اتفاقا اھ ملتقطا وفی الھندیۃ لاباس بالمضبب من السریر اذا لم یقعد علی الذھب والفضۃ وکذا الثفر اھ ملخصا یہاں تک جن چیزوں کا جواز بیان ہوا یہ سب اور ان کے سوا بعض اور بھی چاندی سونے دونوں کی جائز ہیں اور بعض اشیاء وہ ہیں کہ سونے کی حرام اور چاندی کی جائز۔ انھیں میں انگشتری ہے جس سے سائل نے سوال کیا۔ شرعاً چاندی کی ایک انگوٹھی ایک نگ کی وزن میں ساڑھے چار ماشے سے کم ہو پہننا جائز ہے اگرچہ بے حاجت مہر اوس کا ترک افضل اور مہر کی غرض سے خالی جواز نہیں بلکہ سنّت ہے ہاں تکبر یا زنانہ پن کا سنگار یا اور کوئی غرض مذموم نیت میں ہو تو ایک انگوٹھی کیا اس نیت سے اچھے کپڑے پہننے بھی جائز نہیں

اس کی بات جُدا ہے یہ قید ہر جگہ ملحوظ رہنا چاہئے کہ سارا دار مدار نیت پر ہے فی الدرالمختار تحلی الرجل بخاتم فضۃ اذا لم یرد به التزیین ویحرم بغیرھا وترك التختم لغیر ذی حاجۃ افضل وکل ما فعل تجبرا کرہ وما فعل لحاجۃ لا اھ ملتقطا وفی الھندیۃ لبس الثیاب الجمیلۃ مباح اذا لم یتکبر وتفسیرہ ان یکون معھا کما کان قبلھا کذا فی السراجیۃ اھ **اقول** وبما فسرت التزین ظھر الجواب مما اورد العلامۃ الشامی علی استثنائہ انه سیاتی ان ترك التختم ح لم یبق غرض الا التزین ورأیتنی کتبت علی ھامشه مانصه **اقول** قد فرقوا فی مسئلۃ الاکتحال بین الزینۃ والجمال فھلا یراد مثله ھھنا فیباح للتجمل دون التزین اھ وحاصل ما اشرت الیه ان الزینۃ تطلق ویراد بھا مایتم الجمال وھو جائز بل مندوب الیه بنیۃ حسنۃ فان اللہ جمیل یحب الجمال وھو اثر ادب النفس وسھا متھا وتطلق ویراد بھا ماینحو التخنث والتصنع شل المرأۃ وھو مذموم ودلیل علی ضعف النفس ودناء تھا ویرشدك الی الاطلاقین قول علمائنا لا یکرہ دھن شارب ولا کحل اذا لم یقصد الزینۃ وقولھم کما فی الفتح بالخضاب وردت السنۃ ولم یکن لقصد الزینۃ مع قوله تعالٰی قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَۃَ اللہِ فلیکن المراد ھھنا ھو المعنی الثانی فلا ایراد ولا تخالف واللہ تعالٰی الموفق ھذا وفی ردالمحتار التختم سنۃ لمن یحتاج الیه کما فی الاختیار وانما یجوز التختم بالفضۃ لو علی ھیأۃ خاتم الرجال اما لو له فصان او اکثر حرم اھ ملخصا (۱۰) یونہیں چاندی کی پیٹی (۱۱) عاشق معشوق (۱۲) تلوار کا پرتلا جائز فی الدرالمختار لایتحلی الرجل بذھب وفضۃ مطلقا الا بخاتم ومنطقۃ وحلیۃ سیف منھا ای الفضۃ اھ وفی ردالمحتار وحمائله من جملۃ حلیۃ شرنبلالیه اھ **قلت** ومثله للطحطاوی وعن ابی السعود عن الشرنبلالی عن البزازیۃ وعنھا نقل فی الھندیۃ وقال فی الغرائب لاباس باستعمال منطقۃ حلقتاھا فضۃ (۱۳) ہلتے دانتوں میں چاندی کا تار باندھنا (۱۴) اُفتادہ دانت کی جگہ چاندی کا دانت لگانا جائز اور امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی کے نزدیک سونے کے تار اور دانت بھی روا فی الدرالمختار لایشد سنه المتحرك بذھب بل بفضۃ وجوزھما محمد اھ وفی ردالمحتار عن التاتارخانیۃ جدع اذنه اوسقط سنه فعند الامام یتخذ ذلك من الفضۃ فقط وعند محمد من الذھب ایضا اھ ملخصا (۱۵) صاحبین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما حالت جہاد میں سونے چاندی کے خود زرہ دستانے بھی جائز رکھتے ہیں مگر امام رضی اللہ عنہ کے نزدیک ناجائز فی الدرالمختار استثنی القھستانی وغیرہ استعمال البیضۃ والجوشن والساعدان منھما فی الحرب للضرورۃ اھ وفی خزانۃ المفتین لاباس بالجوشن والبیضۃ من الذھب والفضۃ فی الحرب اھ فی ردالمحتار قال فی الذخیرۃ قالوا ھذا قولھما الخ اس تفصیل سے بحمد اللہ تعالٰی اوس تحریم مطلق کا بطلان بھی واضح ہوا اور تمام امور مسئولہ کا جواب بھی لائح واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک بھنگی نے کسی برتن میں مُردار بکری کی چربی رکھی تھی وہ برتن کُتا اوس کے یہاں سے لاکر ایک مسلمان عورت کے دروازہ پر ڈال دیا گیا وہ عورت جب باہر کے لوٹے میں چربی دیکھ کر گھر میں لے گئی اور تھوڑی سی چربی اپنے بالوں میں لگائی جس شخص نے اوسے لوٹا لے جاتے دیکھا تھا اوس نے مطعون کیا کہ اس نے سُوَر کی چربی استعمال کی یہ سُن کر زید اوس کے یہاں گیا اور کہا تیرے ایمان میں فرق آگیا تو پھر مسلمان ہو اوسے مسلمان کیا بعدہٗ کہا ہمارا حق مسلمان کرنے کا پانچ روپیہ دے وہ بیچاری اپنی محتاجی کا عذر بھی کرتی رہی آخر سوا روپیہ لے کر چھوڑا اور جس نے لوٹا لے جاتے دیکھا تھا اوسے بھی دبایا کہ تو نے منع کیوں نہ کیا چار آنہ اوس سے لئے یہ ڈیڑھ روپیہ زید کے لئے حلال تھا یا حرام اور وہ عورت اس صورت میں مسلمان رہی تھی یا نہیں۔ بینوا توجروا۔ فقط

الجواب

صورت مستفسرہ میں وہ عورت گناہگار تو بیشک ہوئی کہ اگر جانتی تھی کہ اس میں مُردار کی چربی ہے پھر بالوں میں لگائی تو یہ گُناہ اور اگر نہ جانتی تھی تو بزعم خود پرایا مال بے مشہور کے اپنے تصرف میں لانے کی مجرم ہوئی بہر حال اوس کی معصیت میں شک نہیں مگر معاذ اللہ اتنی بات پر کافرہ نہیں ہوسکتی تجدید کلمہ اسلام بہتر ہے مگر اس فعل کے باعث اوس کی حاجت نہ تھی تو زید اس وجہ سے اوس عورت کے ایمان میں فرق بتا کر گناہگار ہوا پھر تلقین اسلام پر اُجرت لینا اوس کا دوسرا گناہ تھا پھر اوس دیکھنے والے کو دبا کر اوس سے چار آنہ لینا تیسرا گناہ ہوا فان ائمتنا لایقولون بالتعزیر بالمال وعلی القول به فذاك ای الامام دون العوام یہ ڈیڑھ روپیہ کہ زید نے لیا اوس کے حق میں حرام ہے اوس پر واجب کہ جن جن سے لیا اونھیں پھیر دے اگر کھا چکا ہو تو اپنے پاس سے دے بغیر اس کے اس گناہ سے توبہ نہ ہوگی قال تعالٰی وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ واللہ تعالٰی اعلم وعلمه جل مجدہ اتم واحکم فقط

مسئلہ از فیروزپورہ ربیع الاوّل سنہ ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ گنجفہ چوسر شطرنج کھیلنا کیسا ہے اور ان میں کچھ فرق ہے یا سب ایک سے ہیں اور گناہ صغیرہ ہیں یا کبیرہ یا عبث اور فعل عبث کا کیا حکم ہے بینوا توجروا۔

الجواب

یہ سب کھیل ممنوع و ناجائز ہیں اور ان میں چوسر اور گنجفہ بدتر ہیں گنجفہ میں تصاویر ہیں اور اونھیں عظمت کے ساتھ رکھتے اور وقعت و عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں یہ امر اوس کے سخت گناہ کا موجب ہے اور چوسر کی نسبت حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا من لعب بالنردشیر فکانما صبغ یدہ فی لحم الخنزیر ودمہ جس نے چوسر کھیلی اوس نے گویا اپنا ہاتھ سور کے گوشت خون میں رنگا رواہ مسلم دوسری حدیث صحیح میں فرمایا من لعب بالنرد فقد عصی اللہ ورسولہ جس نے چوسر کھیلی اوس نے خدا و رسول کی نافرمانی کی اخرجہ احمد وابو داود وابن ماجہ والحاکم عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ چوسر بالاجماع حرام و موجب فسق و رد شہادت ہے فی ردالمحتار عن القہستانی النرد حرام مسقط للعدالۃ بالاجماع یہی حال گنجفہ کا سمجھنا چاہئے لہذا گنجفہ اور شطرنج کو اگرچہ بعض علما نے بعض روایات میں چند شرطوں کے ساتھ جائز بتایا ہے (۱) بدکر نہ ہو (۲) نادرًا کبھی کبھی ہو عادت نہ ڈالیں (۳) اوس کے سبب نماز یا جماعت خواہ کسی واجب شرعی میں خلل نہ آئے (۴) اوس پر قسمیں نہ کھایا کریں (۵) فحش نہ بکیں مگر تحقیق یہ کہ مطلقًا منع ہے اور حق یہ کہ ان شرطوں کا نباہ ہرگز نہیں ہوتا خصوصًا شرط دوم و سوم کہ جب اوس کا چسکا پڑجاتا ہے ضرور مداومت کرتے ہیں اور لااقل وقت نماز میں تنگی یا جماعت میں بیشک ہوتی ہے جیسا کہ تجربہ اوس پر شاہد اور بالفرض ہزار میں ایک آدھ آدمی ایسا نکلے کہ ان شرائط کا پورا لحاظ رکھے تو نادر پر حکم نہیں ہوتا وانما تبتنی الاحکام الفقہیۃ علی الغالب فلاینظر الی النادر ولا یحکم الا بالمنع کما افادہ المحقق فی الفتح فی مسئلۃ محاذاۃ الحرم و فی الدر فی مسئلۃ الحمام تو ٹھیک یہی ہے کہ اوس سے مطلقًا ممانعت کی جائے دُرمختار میں ہے کرہ تحریما اللعب بالنرد والشطرنج بکسر اولہ ویہمل ولایفتح الا نادرا واباحہ الشافعی وابو یوسف فی روایۃ وھذا اذا لم یقامر ولم یخل بواجب والا فحرام ردالمحتار میں ہے ھو حرام وکبیرۃ عندنا وفی اباحتہ اعانۃ الشیطان علی الاسلام والمسلمین کما فی الکافی قہستانی **قولہ** فی روایۃ الخ وکذا فی حرمتہ عبدالبر عن ادب القاضی عالمگیری میں ہے یکرہ اللعب بالشطرنج والنرد وثلثۃ عشر واربعۃ عشر وکل لھو ماسوی الشطرنج حرام بالاجماع واما الشطرنج فاللعب بہ عندنا حرام والذی یلعب ان قامر سقطت عدالتہ و اذا لم یکثر الحلف علیہ وبدون ھذہ المعانی لاتسقط عدالتہ للاختلاف لم تقبل شہادتہ اھ ملخصًا اتنا ہے کہ اگر بدکر نہ ہو تو ایک آدھ بار کھیل لینا گناہ صغیرہ ہے اور بدکر ہو یا عادت کی جائے یا اوس کے سبب نماز کھوئیں یا جماعتیں فوت کریں تو آپ ہی گناہ کبیرہ ہوجائے گی۔ اسی طرح ہر کھیل اور عبث فعل جس میں نہ کوئی غرض دین نہ کوئی منفعت جائزہ دنیوی ہو سب مکروہ و بیجا ہیں کوئی کم کوئی زیادہ درمختار میں ہے وکرہ کل لھو لقولہ علیہ الصلوۃ والسلام کل لھو المسلم حرام الا ثلثۃ ملاعبتہ اھلہ وتادیبہ لفرسہ ومناضلتہ بقوسہ ردالمحتار میں ہے کل لھو ای کل لعب وعبث فالثلاثۃ بمعنی واحد کما فی شرح التاویلات الخ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از اوجین مرسلہ محمد یعقوب علی خاں ۱۷ ربیع الآخر شریف سنہ [illegible]ھ

چہ می فرمایند علمائے افضل الکملاء و مفتیان اکمل الفضلاء دریں مسئلہ کہ حلا[illegible] نزدیک معتمد بہمراہی طباخ رفتہ گفت کہ من می خواہم کہ مردمان اہل اسلام طعام شادی دخترم تیار کنانیدہ بخورند چنانچہ مسلم ضعیف العقیدہ وغیرہ چیزے از قسم خوردنی گرفتہ پختہ بخوردند ازیں حرکات خرافاتیہ او شان مضحکہ درمیان اہل ہنود اظہر شدہ و جماعت مسلمان خجل پس دعوت مُردارخوار و خوکیان درست است یا حرام و خورندگان دعوت تاتائب نشوند بطریق تنبیہ زمرۂ اہل اسلام خارج سازند و پرہیز نمایند جائز ست یا نہ کہ دیگراں را عبرت شود و بار دوم ملوث ایں کار خراب نباشند دریں مسئلہ ہرچہ حکم شرعی در حق خورندہ و پزندہ گردد بحوالہ عبارت کتب بیان فرمایند رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

الجواب

اگرچہ کسان مذکور ایں قدر احتیاط کردند کہ طعام پختہ ہیچو ناکسان نخوردند بلکہ خود نہ خود پختہ بکار بردند اما تاہم ایں کار خطا و بیجا افتاد کہ اموال ہیچو حرام و ناپاک پیشگان خبیث ست در حدیث کسب حجام را بسبب ملابست نجاست ومن خبیث فرمودہ اند باآنکہ پیشہ او کہ خون کشیدن ست شرعًا حلال است احمد و مسلم وابو داود والنسائی عن رافع بن خدیج رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ثمن الکلب خبیث

ومھر البغی خبیث وکسب الحجام خبیث پس کسب خوگیانان بدرجۂ اولیٰ اخبث واشنع باشد بآزایں کار بحسب عرف ودیار باعث تنفر مسلمین وانگشت نمائی در برادران دین می شود ہر کاریکہ چناں ست شرعًا مکروہ وناشایانست تاآنکہ علما گفتہ اند در شہرے کہ مردمان بخضاب اعنی خضاب جائزکہ غیرسواوست خوکردہ باشند آنجا ترک خضاب وجائیکہ تبرک عادی باشد آنجا فعل خضاب مکروہ وناپسندیدہ است زیراکہ خروج ازعادت باعث شہرت وموجب کراہت ست امام علامہ عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہما القدسی در حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ فرمود من کان فی موضع عادۃ اھلہ الصبغ او ترکہ فخروجہ عن العادۃ شھرۃ ومکروۃ اینہا باآنکہ خضاب وترک ہر دو شرعًا رواست وخوکردگان یکے از آنہا مراں دیگر را زنہار مخالف دین ودیانت نمی دانند تکلیف کہ آں فعل فی نفسہ نیز شرعًا ناپسندیدگی وارد در عامہ بلاد در اذہان وقلوب عامۂ مسلمین نفرت شدیدہ ازو جائیگیر باشد وارتکاب ہمچو افعال پیش ایشاں امارت بیباکی و دنائت قلب وقلت دین وضعف دیانت بود ہمچناں رے پرداختن وخودرا ہدف سہام طعن وملام اہل اسلام ساختن وباجھلے طرف شدہ رعایت شرع و ومراعات خاطر مسلمانان یکسر پس پشت انداختن خود چہ زیباست شرع مطہر ہرگز ہمچو کارے رضاند ہد کساں مذکور را باید کہ چارۂ کار خود سازند وبجمع مسلمین بتوبہ ومعذرت پردہ زند کہ بے سبب افروختہ اند بآب اعتذار بنشانند وغبار ملالے کہ بر خاطر مسلمانان از جانب آناں نشستہ است بیفشانند حکم ایں قدرست اما کار مسطور باخراج ایشاں از زمرۂ مسلماں نیز زدتفریط وافراط ہردو بدست ومیزان اعتدال بدست حق پرست نظرست سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از پیلی بھیت مرسلہ ۱۹ ربیع الآخر سنہ ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہر مسلمان کاریگر شبیہ شکر کی حلال جانور اور حرام جانور کی بناتے ہیں نیز شبیہ مسجد جامع دہلی کی بناتے ہیں کس شبیہ کا بنانا جائز ہے اور کس کا کھانا جائز وناجائز ہے بینوا توجروا۔

الجواب

جاندار کی تصویر بنانا مطلقًا حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اشد الناس عذابا یوم القیمۃ المصورون بیشک سب سے زیادہ سخت عذاب روز قیامت اون پر ہوگا جو جاندار کی تصویر بناتے ہیں اخرجہ احمد ومسلم عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اوس کی خرید وفروخت بھی جائز نہیں یہاں تک کہ علما فرماتے ہیں جو تصویردار کپڑا بنائے بیچے اوس کی گواہی مردود ہے فی الھندیۃ عن المحیط عن الاقضیۃ اذا کان الرجل یبیع الثیاب المصورۃ او ینسجھا لا تقبل شھادتہ اور حرام جانور کی تصویر میں ایک شنیع وبدنسبت ہے کھانے والے کی طرف ہوگی کہ اہل عرف تصویر کو اصلی ہی کے نام سے یاد کرتے ہیں تو مثلًا تصویر کا کُتّا کسی نے کھایا تو اوسے بھی کہا جائے گا کہ فلاں شخص نے کُتّا کھایا آدمی کو جیسے بُرے کام سے بچنا ضرور ہے یونہیں بُرے نام سے بھی بچنا چاہئے غیرجاندار کی تصویر بنانی اگرچہ جائز ہے مگر دینی معظم چیز مثل مسجد جامع وغیرہ کی تصویروں میں انھیں توڑنا اور کھانا خلاف ادب ہوگا اور وہی بُری نسبت بھی لازم آئے گی کہ فلاں شخص نے مسجد توڑی مسجد کو کھایا اور ان سب باتوں سے خالی ہو تو کُفّار کے تہوار اور اون کے بیہودہ رسم میں ایک طرح کی شرکت ہے جس سے شرعًا اجتناب کا حکم بلکہ اگر معاذاللہ یہ چیزیں خریدنا کھانا خاص بہ نیت دوالی منانے کے ہو تو حکم نہایت سخت ہے اور نرے کھانے پینے کی نیت سے ہو جب بھی ان ایام میں احتراز چاہئے ہاں دوالی سے پہلے یا ختم کے بعد ایسی چیزوں کی تصویر جو نہ جاندار ہوں نہ اون کے توڑنے یا کھانے سے کوئی مکروہ نسبت لازم آئے بنائیں بیچیں خریدیں کھائیں تو کچھ حرج نہیں فی الدرالمختار لو اھدی لمسلم ولم یرد تعظیم الیوم بل جری علی عادۃ الناس لایکفر وینبغی ان یفعلہ قبلہ او بعدہ نفیا للشبھۃ ولو شری فیہ مالم یشترہ قبلہ ان اراد تعظیمہ کفر وان اراد الاکل والشرب والتنعیم لایکفر زیلعی اھ وفی ردالمحتار عن جامع الفصولین الاولی للمسلمین ان لایوافقوھم علی مثل ھذہ الاحوال لاظھار الفرح والسرور اھ ذکرہ فی حق دعوۃ اتخذھا مجوسی لحلق راس ولدہ قلت و لیس ذلک شیئا من رسوم مذھبھم الباطل فما کان کذلک کان اولی بالاجتناب واجدر والامر واضح لاینکر یونہیں ان ایام کے قبل یا بعد حلال جانور کی تصویر اگر خود نہ خریدی بلکہ دوسرے نے دی تو اوس کے کھانے میں بھی مضائقہ نہیں فان البأس فی اتخاذہ واشترائہ فاذا عدم مالم یبق الا اعدامہ وھو مطلوب لامھروب کمالایخفی واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ از سورون ضلع ایٹہ محلہ ملک زادگان مرسلہ مرزا حامد حسن صاحب ۷ جمادی الاولیٰ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ باپ پر بیٹے کا کس قدر حق ہے اگر ہے اور وہ ادا نہ کرے تو اوس کے واسطے حکم شرعی کیا ہے مفصل

طور پر ارقام فرمائیے۔ بینوا توجروا

الجواب

اللہ عزوجل نے اگرچہ والد کا حق ولد پر نہایت اعظم بتایا یہاں تک کہ اپنے حق کے برابر اوس کا ذکر فرمایا کہ اَنِ اشۡکُرۡ لِیۡ وَلِوَالِدَیۡکَ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا مگر ولد کا حق بھی والد پر عظیم رکھا ہے کہ ولد مطلق اسلام پھر خصوص جوار پھر خصوص قرابت پھر خصوص عیال ان سب حقوق کا جامع ہوکر سب سے زیادہ خصوصیت خاصہ رکھتا ہے اور جس قدر خصوص بڑھتا جاتا ہے حق اشد وآکد ہوتا جاتا ہے علمائے کرام نے اپنی کتب جلیلہ مثل احیاء العلوم وعین العلوم و مدخل وکیمیائے سعادت و ذخیرۃ الملوک وغیرہا میں حقوق ولد سے نہایت مختصر طور پر کچھ تعرض فرمایا مگر میں صرف احادیث مرفوعہ حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف توجہ کرتا ہوں فضل الٰہی جل وعلا سے اُمید کہ فقیر کی یہ چند حرفی تحریر ایسی نافع وجامع واقع ہو کہ اس کی نظیر کتب مطولہ میں نہ ملے اس بارہ میں جس قدر حدیثیں بحمد اللہ تعالٰی اس وقت میرے حافظہ ونظر میں ہیں اونھیں بالتفصیل مع تخریجات لکھے تو ایک رسالہ ہوتا ہے اور غرض صرف افادۂ احکام لہٰذا سردست فقط وہ حقوق کہ یہ حدیثیں ارشاد فرمارہی ہیں کمال تلخیص واختصار کے ساتھ شمار کردوں و باللہ التوفیق سب سے پہلا حق وجود اولاد سے بھی پہلے یہ ہے کہ آدمی اپنا نکاح کسی رذیل کم قوم سے نہ کرے کہ بُری رگ ضرور رنگ لاتی ہے۔ دیندار لوگوں میں شادی کرے کہ بچہ پر نانا و ماموں کی عادات وافعال کا بھی اثر پڑتا ہے۔ زنگیوں حبشیوں میں قرابت نہ کرے کہ ماں کا سیاہ رنگ بچہ کو بدنما نہ کردے۔ جماع کی ابتدا بسم اللہ سے کرے ورنہ بچہ میں شیطان شریک ہوجاتا ہے اوس وقت شرمگاہ زن پر نظر نہ کرے کہ بچہ کے اندھے ہونے کا اندیشہ ہے۔ زیادہ باتیں نہ کرے کہ گونگے یا توتلے ہونے کا خطرہ ہے مرد وزن کپڑا اوڑھ لیں جانوروں کی طرح برہنہ نہ ہوں کہ بچہ کے بے حیا ہونے کا خدشہ ہے جب پیدا ہو فوراً سیدھے کان میں اذان بائیں میں تکبیر کہے کہ خلل شیطان وام الصبیان سے بچے۔ چھوہارا وغیرہ کوئی میٹھی چیز چباکر اوس کے مونھ میں ڈالے کہ حلاوت اخلاق کی فال حسن ہے۔ ساتویں اور نہ ہوسکے تو چودھویں ورنہ اکیسویں دن عقیقہ کرے دختر کے لئے ایک پسر کے لئے دو کہ اس میں بچہ کا گویا رہن سے چھڑانا ہے ایک ران دائی کو دے کہ بچہ کی طرف سے شکرانہ ہے۔ سر کے بال اوتروائے بالوں کے برابر چاندی تول کر خیرات کرے۔ سر پر زعفران لگائے۔ نام رکھے یہاں تک کہ کچے بچے کا بھی جو کم دنوں کا گر جائے ورنہ اللہ عزوجل کے یہاں شاکی ہوگا۔ بُرا نام نہ رکھے کہ بد فال بد ہے۔ عبداللہ عبدالرحمٰن احمد حامد وغیرہا عبادت وحمد کے نام یا انبیا اولیا یا اپنے بزرگوں میں جو نیک لوگ گزرے ہوں اون کے نام پر نام رکھے کہ موجب برکت ہے خصوصاً نام پاک محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہ اس مبارک نام کی بے پایاں برکت بچہ کے دُنیا و آخرت میں کام آتی ہے۔ جب محمد نام رکھے تو اوس کی تعظیم وتکریم کرے۔ مجلس میں اوس کے لیے جگہ چھوڑے۔ مارنے بُرا کہنے میں احتیاط رکھے۔ جو مانگے بروجہ مناسب دے۔ پیار میں چھوٹے لقب بیقدر نام نہ رکھے کہ پڑا ہوا نام مشکل سے چھوٹتا ہے۔ ماں خواہ نیک دایہ نمازی صالحہ شریف القوم سے دو سال تک دودھ پلوائے رذیل یا بدافعال عورت کے دودھ سے بچائے کہ دودھ طبیعت کو بدل دیتا ہے۔ بچہ کا نفقہ اوس کی حاجت کے سب سامان مہیا کرنا خود واجب ہے جن میں حفاظت بھی داخل اپنے حوائج واداے واجبات شرعیت سے جو کچھ بچے اوس میں عزیزوں قریبوں محتاجوں غریبوں سب سے پہلے حق عیال واطفال کا ہے جو ان سے بچے وہ اوروں کو پہنچے بچہ کو پاک کمائی سے پاک روزی دے کہ ناپاک مال ناپاک ہی عادتیں لاتا ہے۔ اولاد کے ساتھ تنہا خوری نہ برتے بلکہ اپنی خواہش کو اون کی خواہش کا تابع رکھے جس اچھی چیز کو اون کا جی چاہے اونھیں دے کر اون کے طفیل میں آپ بھی کھائے زیادہ نہ ہو تو اونھیں کو کھلائے۔ خدا کی ان امانتوں کے ساتھ مہر ولطف کا برتاؤ رکھے اونھیں پیار کرے بدن سے لپٹائے کندھے پر چڑھائے اون کے ہنسنے کھیلنے بہلنے کی باتیں کرے اون کی دلجوئی دلداری رعایت و محافظت ہر وقت حتی کہ نماز وخطبہ میں بھی ملحوظ رکھے۔ نیا میوہ نیا پھل پہلے اونھیں کو دے کہ وہ بھی تازے پھل ہیں نئے کو نیا مناسب ہے کبھی کبھی حسب مقدور اونھیں شیرینی وغیرہ کھانے پہننے کھیلنے کی اچھی چیز کہ شرعاً جائز ہے دیتا رہے بہلانے کے لئے جھوٹا وعدہ نہ کرے بلکہ بچہ سے بھی وعدہ وہی جائز ہے جس کو پورا کرنے کا قصد رکھتا ہو۔ اپنے چند بچے ہوں تو جو چیز دے سب کو برابر ویکساں دے ایک کو دوسرے پر بے فضیلت دینی ترجیح نہ دے۔ سفر سے آئے تو اون کے لئے کچھ تحفہ ضرور لائے۔ بیمار ہوں تو علاج کرے حتی الامکان سخت وموذی علاج سے بچائے۔ زبان کھلتے ہی اللہ اللہ پھر پورا کلمہ لا الٰہ الا اللہ پھر پورا کلمہ طیبہ سکھائے جب تمیز آئے ادب سکھائے کھانے پینے ہنسنے بولنے اوٹھنے بیٹھنے چلنے پھرنے حیا لحاظ بزرگوں کی تعظیم ماں باپ اُستاذ اور دختر کو شوہر کے بھی اطاعت کے طرق وآداب بتائے۔ قرآن مجید پڑھائے۔ اُستاد نیک صالح متقی صحیح العقیدہ سن رسیدہ کے سپرد کرے اور دختر کو نیک پارسا عورت سے پڑھوائے بعد ختم قرآن ہمیشہ تلاوت کی تاکید

رکھے۔ عقائد[۴۳] اسلام وسنّت سکھائے کہ لوح سادہ فطرتِ اسلامی وقبول حق پر مخلوق ہے اس وقت کا بتایا پتھر کی لکیر ہوگا۔ حضور[۴۴] اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی محبت وتعظیم اون کے دل میں ڈالے کہ اصل ایمان وعین ایمان ہے۔ حضور[۴۵] پُر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے آل واصحاب واولیا وعلما کی محبت وعظمت تعلیم کرے کہ اصل سنت وزیورِ ایمان بلکہ باعث بقائے ایمان ہے۔ سات[۴۶] برس کی عمر سے نماز کی زبانی تاکید شروع کردے۔ علم دین[۴۷] خصوصًا وضو غسل نماز وروزہ کے مسائل توکل قناعت زہد اخلاص تواضع امانت صدق عدل حیا سلامتِ صدر ولسان وغیرہا خوبیوں کے فضائل حرص وطمع حُبّ دُنیا حُبّ جاہ ریا عُجب تکبّر خیانت کذب ظلم فحش غیبت حسد کینہ وغیرہا بُرائیوں کے رذائل پڑھائے۔ پڑھانے سکھانے میں رفق ونرمی ملحوظ رکھے۔[۴۸] موقع پر چشم نمائی تنبیہ تہدید کرے مگر کوسنا نہ دے کہ اس کا کوسنا اون کے لئے سبب اصلاح نہ ہوگا بلکہ اور زیادہ افساد کا اندیشہ ہے۔ مارے[۴۹] تو مونھ پر نہ مارے اکثر اوقات[۵۰] تہدید وتخویف پر قانع رہے کوڑا قمچی اوس کے پیش نظر رکھے کہ دل میں رعب رہے[۵۱]۔ زمانہ[۵۲] تعلیم میں ایک وقت کھیلنے کا بھی دے کہ طبیعت نشاط پر باقی رہے مگر زنہار[۵۳] زنہار بُری صحبت میں نہ بیٹھنے دے کہ یار بد مار بد سے بدتر ہے نہ ہرگز ہرگز[۵۴] بہار دانش مینا بازار مثنوی غنیمت وغیرہا کتب عشقیہ وغزلیات فسقیہ دیکھنے دے کہ نرم لکڑی جدھر جھکائے جُھک جاتی ہے صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ لڑکیوں کو سورۂ یوسف شریف کا ترجمہ نہ پڑھایا جائے کہ اوس میں مکر زنان کا ذکر فرمایا ہے پھر بچوں کو خرافات شاعرانہ میں ڈالنا کب بجا ہوسکتا ہے۔ جب[۵۵] دس برس کا ہو نماز مار کر پڑھائے اس[۵۶] عمر سے اپنے خواہ کسی کے ساتھ نہ سُلائے جُدا بچھونے جُدا پلنگ پر اپنے پاس رکھے۔ جب[۵۷] جوان ہو شادی کردے شادی میں وہی رعایت قوم ودین وسیرت وصورت ملحوظ رکھے اب[۵۸] جو ایسا کام کہنا ہو جس میں نافرمانی کا احتمال ہو اوسے امر وحکم کے صیغہ سے نہ کہے بلکہ برفق ونرمی بطور مشورہ کہے کہ وہ بلائے عقوق میں نہ پڑے اوسے[۵۹] میراث سے محروم نہ کرے جیسے بعض لوگ اپنے کسی وارث کو نہ پہنچنے کی غرض سے کُل جائداد دوسرے وارث یا کسی غیر کے نام لکھ دیتے ہیں اپنے بعد[۶۰] مرگ بھی اون کی فکر رکھے یعنی کم سے کم دو تہائی ترکہ چھوڑ جائے ثلث سے زیادہ خیرات نہ کرے یہ ساٹھ حق تو پسر ودختر سب کے ہیں بلکہ دو حق اخیر میں سب وارث شریک اور **خاص پسر** کے حقوق سے ہے کہ اوسے لکھنا[۶۱] پیرنا[۶۲] سپہگری[۶۳] سکھائے سورۂ[۶۴] مائدہ کی تعلیم دے اعلان[۶۵] کے ساتھ اوس کا ختنہ کرے۔

خاص دختر کے حقوق سے ہے کہ اوس[۶۶] کے پیدا ہونے پر ناخوشی نہ کرے بلکہ نعمت الٰہیہ جانے اوسے سینا[۶۷] پرونا کاتنا کھانا پکانا سکھائے سورۂ[۶۸] نور کی تعلیم دے لکھنا[۶۹] ہرگز نہ سکھائے کہ احتمال فتنہ ہے۔ بیٹوں[۷۰] سے زیادہ دلجوئی وخاطرداری رکھے کہ ان کا دل بہت تھوڑا ہوتا ہے۔ دینے[۷۱] میں اونھیں اور بیٹوں کو کانٹے[۷۲] کی تول برابر رکھے جو چیز[۷۳] دے پہلے اونھیں دے کر بیٹوں کو دے۔ نو برس[۷۴] کی عمر سے نہ اپنے پاس سُلائے نہ بھائی وغیرہ کے ساتھ سونے دے اس عمر[۷۵] سے خاص نگاہداشت شروع کرے شادی برات میں جہاں گانا ناچ ہو ہرگز نہ جانے دے اگرچہ خاص اپنے بھائی کے یہاں ہو کہ گانا سخت سنگین جادو ہے اور ان نازک شیشوں کو تھوڑی ٹھیس بہت ہے بلکہ ہنگاموں میں جانے کی مطلق بندش کرے گھر کو اون پر زندان کردے بالاخانوں پر نہ رہنے دے گھر[۷۶] میں لباس وزیور سے آراستہ کرے کہ پیام رغبت کے ساتھ آئیں۔ جب[۷۷] کفو ملے نکاح میں دیر نہ کرے۔ حتی الامکان[۷۸] بارہ برس کی عمر میں بیاہ دے۔ زنہار[۷۹] زنہار کسی فاسق فاجر خصوصًا بدمذہب کے نکاح میں نہ دے یہ اسّی حق ہیں کہ اس وقت کی نظر میں احادیث مرفوعہ سے خیال میں آئے ان میں اکثر تو مستحبات ہیں جن کے ترک پر اصلا مواخذہ نہیں اور بعض پر آخرت میں مطالبہ ہو مگر دُنیا میں بیٹے کے لئے باپ پر گرفت وجبر نہیں نہ بیٹے کو جائز کہ باپ سے جدال ونزاع کرے سوا چند حقوق کے کہ اون میں جبر حاکم وچارہ جوئی واعتراض کو دخل ہے اوّل نفقہ کہ باپ پر واجب ہو اور وہ نہ دے تو حاکم جبرًا مقرر کرے گا نہ مانے تو قید کیا جائے گا حالانکہ فروع کے اور کسی دین میں اصول محبوس نہیں ہوتے فی ردالمحتار عن الذخیرۃ لایحبس والد وان علا فی دین ولدہ وان سفل الا فی النفقۃ لان فیہ اتلاف الصغیر **دوم** رضاعت کہ ماں کے دودھ نہ ہو تو دائی رکھنا بے تنخواہ نہ ملے تو تنخواہ دینا واجب نہ دے تو جبرًا لی جائے گی جب کہ بچہ کا اپنا مال نہ ہو یونہی ماں بعد طلاق ومرور عدت بے تنخواہ دودھ نہ پلائے تو اوسے بھی تنخواہ دی جائے گی کما فی الفتح وردالمحتار وغیرہما **سوم** حضانت کہ لڑکا سات برس لڑکی لڑکی نو برس کی عمر تک جن عورتوں مثلاً ماں نانی دادی بہن خالہ پھپی کے پاس رکھے جائیں گے اگر اون میں کوئی بے تنخواہ نہ مانے اور بچہ فقیر اور باپ غنی ہے تو جبرًا تنخواہ دلائی جائے گی کما اوضحہ فی ردالمحتار **چہارم** بعد انتہائے حضانت بچہ کو اپنی حفظ وصیانت میں لینا باپ پر واجب ہے اگر نہ لے گا حاکم جبر کرے گا کما فی ردالمحتار عن شرح المجمع **پنجم** اون کے لیے ترکہ باقی رکھنا کہ بعد تعلق حق ورثہ یعنی بحالت مرض الموت مورث اوس پر مجبور ہوتا ہے یہاں تک کہ ثلث سے زائد میں اوس کی وصیت بے اجازت ورثہ نافذ نہیں **ششم** اپنے بالغ بچے پسر خواہ دختر کو غیر کفوے بیاہ دینا یا مہر مثل میں غبن فاحش کے ساتھ

مثلاً دختر کا مہر مثل ہزار ہے پانسو پر نکاح کر دیا یا بہو کا مہر مثل پانسو ہے ہزار باندھ لیتا یا پسر کا نکاح کسی باندی سے یا دُختر کا کسی ایسے شخص سے جو مذہب یا نسب یا پیشہ یا افعال یا مال میں وہ نقص رکھتا ہو جس کے باعث اوس سے نکاح موجب عار ہو ایک بار تو ایسا نکاح باپ کا کیا ہوا نافذ ہوتا ہے جبکہ نشہ میں نہ ہو مگر دوبارہ اپنے کسی نابالغ بچے کا ایسا نکاح کرے گا تو اصلاً صحیح نہ ہوگا کما قد منا فی النکاح ہفتم فتنہ میں بھی ایک صورت جبر کی ہے کہ اگر کسی شہر کے لوگ چھوڑ دیں سلطان اسلام اونھیں مجبور کرے گا نہ مانیں گے تو اون پر جہاد فرمائے گا کما فی الدر المختار واللہ تعالٰی اعلم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

حق العباد بھی کسی طرح معاف ہوسکتا ہے بغیر اوس کے معاف کے جس کا حق ہے صاف ارقام فرمائیے اور حق العباد کس قدر ہیں بینوا توجروا۔

الجواب

حق العبد ہر وہ مطالبہ مالی ہے کہ شرعًا اس کے ذمہ کسی کے لیے ثابت ہو اور ہر وہ نقصان و آزار جو بے اجازت شرعیہ کسی قول فعل ترک سے کسی کے دین آبرو جان جسم مال یا صرف قلب کو پہنچایا جائے تو یہ دو قسمیں ہوئیں اول کو دیون ثانی کو مظالم اور دونوں کو تبعات اور کبھی دیون بھی کہتے ہیں ان دونوں قسم میں نسبت عموم خصوص من وجہ ہے یعنی کہیں تو دین پایا جاتا ہے مظلمہ نہیں جیسے خریدی چیز کی قیمت مزدور کی اجرت عورت کا مہر وغیرہا دیون کہ عقود جائزہ شرعیہ سے اس کے ذمہ لازم ہوئے اور اسنے اون کی ادا میں کمی و تاخیر ناروا نہ برتی یہ حق العبد تو اس کی گردن پر ہے مگر کوئی ظلم نہیں اور کہیں مظلمہ پایا جاتا ہے دین نہیں جیسے کسی کو مارا گالی دی بُرا کہا غیبت کی کہ اس کی خبر اوسے پہنچی یہ سب حقوق العبد و ظلم ہیں مگر کوئی دین واجب الادا نہیں اور کہیں دین و مظلمہ دونوں ہوتے ہیں جیسے کسی کا مال چُرایا چھینا لوٹا رشوت سود جوئے میں لیا یہ سب دیون بھی ہیں اور ظلم بھی قسم اول میں تمام صورتیں عقود و مطالبۂ مالیہ داخل دوسری میں قول و فعل و ترک کو دین آبرو جان جسم مال قلب میں ضرب دینے سے اٹھارہ انواع حاصل ہر نوع صدہا صورتوں کو شامل تو کیونکر گنا سکتے ہیں کہ حقوق العباد کس قدر ہیں ہاں اون کا ضابطۂ کلیہ بتا دیا گیا ہے کہ ان دو قسموں سے جو امر جہاں پایا جائے اوسے حق العبد جانے پھر حق کسی قسم کا ہو جب تک صاحب حق معاف نہ کرے معاف نہیں ہوتا حقوق اللہ میں تو ظاہر کہ اوس کے سوا دوسرا معاف کرنے والا کون وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ کون گناہ بخشے اللہ کے سوا الحمدللہ کہ معافی کریم غنی قدیر رؤف رحیم کے ہاتھ ہے والکریم لایأتی منہ الا الکرم اور حقوق العباد میں بھی ملک دیان عز جلالہ نے اپنے دار العدل کا یہی ضابطہ رکھا ہے کہ جب تک وہ بندہ معاف نہ کرے معاف نہ ہوگا اگرچہ مولٰی تعالٰی ہمارا اور ہمارے جان و مال و حقوق سب کا مالک ہے اگر وہ بے ہماری مرضی کے ہمارے حقوق جسے چاہے معاف فرما دے تو بھی عین حق و عدل ہے کہ ہم بھی اوسی کے اور ہمارے حق بھی اوسی کے مقرر فرمائے ہوئے اگر وہ ہمارے خون و مال و عزت وغیرہا کو معصوم و محترم نہ کرتا تو ہمیں کوئی کیسا ہی آزار پہنچاتا نام کو بھی ہمارے حق میں گرفتار نہ ہوتا پوہیں اب اس حُرمت و عصمت کے بعد بھی جسے چاہے ہمارے حقوق چھوڑ دے ہمیں کیا مجال عذر ہے مگر اوس کریم رحیم جل و علا کی رحمت کہ ہمارے حقوق کا اختیار ہمارے ہاتھ رکھا ہے بے ہمارے بخشے معاف ہوجانے کی شکل نہ رکھی کہ کوئی ستم رسیدہ یہ نہ کہے کہ اے مالک میرے میں اپنی داد کو نہ پہنچا حدیث میں ہے حضور پُرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الدواوین ثلثۃ فدیوان لا یغفر اللہ منہ شیئا و دیوان لا یعبؤ اللہ بہ شیئا و دیوان لا یترک اللہ منہ شیئا فاما الدیوان الذی لا یغفر اللہ منہ شیئا فالاشراک باللہ واما الدیوان الذی لا یعبؤ اللہ بہ شیئا فظلم العبد نفسہ فیما بینہ وبین ربہ من صوم یوم ترکہ او صلٰوۃ ترکھا فان اللہ تعالٰی یغفر ذلک ان شاء ویتجاوز واما الدیوان الذی لا یترک اللہ منہ شیئا فمظالم العباد بینھم القصاص لامحالۃ یعنی دفترین ہیں ایک دفتر میں سے اللہ تعالٰی کچھ نہ بخشے گا اور ایک دفتر کی اللہ تعالٰی کو کچھ پرواہ نہیں اور ایک دفتر ہیں سے اللہ تعالٰی کچھ نہ چھوڑے گا وہ دفتر جس میں اصلا معافی کی جگہ نہیں وہ تو کفر ہے کہ کسی طرح نہ بخشا جائے گا اور وہ دفتر جس کی اللہ عزوجل کو کچھ پرواہ نہیں وہ بندے کا گناہ ہے خالص اپنے اور اپنے رب کے معاملہ میں کہ کسی دن کا روزہ ترک کیا یا کوئی نماز چھوڑ دی اللہ تعالٰی چاہے تو اسے معاف کردے اور درگزر فرمائے اور وہ دفتر جس میں سے اللہ تعالٰی کچھ نہ چھوڑے گا وہ بندوں کا آپس میں ایک دوسرے پر ظلم ہے کہ اس میں ضرور بدلہ ہونا ہے رواہ الامام احمد فی المسند والحاکم فی المستدرک عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لتؤدن الحقوق الی اھلھا یوم القیمۃ حتی یقاد للشاۃ الجلحاء من الشاۃ القرناء تنطحھا بیشک روز قیامت تمھیں اہل حقوق کو اون کے حق ادا کرنے ہوں گے یہاں تک کہ مُنڈی بکری کا بدلہ سینگ والی بکری سے لیا جائے گا کہ اوسے سینگ مارے رواہ الائمۃ احمد فی المسند ومسلم فی صحیحہ والبخاری فی الادب المفرد والترمذی

فی الجامع عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ایک روایت میں فرمایا حتی للذرۃ من الذرۃ یہاں تک کہ چیونٹی سے چیونٹی کا عوض لیا جائے گا رواہ الامام احمد
بسند صحیح پھر وہاں روپے اشرفیاں تو ہیں نہیں کہ معاوضہ حق میں دی جائیں طریقہ ادا یہ ہوگا کہ اس کی نیکیاں صاحب حق کو دی جائیں گی اگر ادا ہوگیا غنیمت
ورنہ اوس کے گناہ اس پر رکھے جائیں گے یہاں تک کہ ترازوئے عدل میں وزن پورا ہو احادیث کثیرہ اس مضمون میں وارد ازاں جملہ حدیث صحیح مسلم وغیرہ ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ سے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال تدرون من المفلس قالوا المفلس فینا من لادرھم لہ ولامتاع فقال ان المفلس من امتی من یأتی
یوم القیمۃ بصلاۃ وصیام وزکاۃ ویاتی قد شتم ھذا وقذف ھذا واکل مال ھذا وسفک دم ھذا وضرب ھذا فیعطی ھذا من حسناتہ وھذا من حسناتہ فان فنیت حسناتہ
قبل ان یقضی ما علیہ اخذ من خطایاھم فطرحت علیہ ثم طرح فی النار یعنی حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا جانتے ہو مفلس کون ہے صحابہ نے
عرض کی ہمارے یہاں تو مفلس وہ ہے جس کے پاس زر و مال نہ ہو فرمایا میری اُمت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز روزے زکاۃ لے کر آئے اور
یوں آئے کہ اسے گالی دی اسے زنا کی تہمت لگائی اس کا مال کھایا اس کا خون گرایا اسے مارا تو اوس کی نیکیاں اسے دی گئیں پھر اگر نیکیاں ہوچکیں اور حق باقی ہیں
تو اون کے گناہ لے کر اس پر ڈالے گئے پھر جہنّم میں پھینک دیا گیا والعیاذ باللہ سبحٰنہ وتعالٰی غرض حقوق العباد بے اون کی معافی کے معاف نہ ہوں گے ولہذا مروی
ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا الغیبۃ اشد من الزنا غیبت زنا سے سخت تر ہے کسی نے عرض کی یہ کیونکر فرمایا الرجل یزنی ثم یتوب
فیتوب اللہ علیہ وان صاحب الغیبۃ لا یغفرلہ حتی یغفرلہ صاحبہ زانی توبہ کرے تو اللہ تعالٰی قبول فرمائے اور غیبت والے کی مغفرت نہ ہوگی
جب تک وہ نہ بخشے جس کی غیبت کی ہے رواہ ابن ابی الدنیا فی ذم الغیبۃ والطبرانی فی الاوسط عن جابر بن عبد اللہ وابی سعید الخدری والبیھقی عنھما
وعن انس رضی اللہ تعالٰی عنھم پھر یہاں معاف کرالینا سہل ہے قیامت کے دن اوس کی اُمید مشکل کہ وہاں ہر شخص اپنے اپنے حال میں گرفتار نیکیوں کا طلبگار
بُرائیوں سے بیزار ہوگا پرائی نیکیاں اپنے ہاتھ آتے اپنی بُرائیاں اوس کے سر جاتے کسے بُری معلوم ہوتی ہیں یہاں تک کہ حدیث میں آیا ہے کہ ماں باپ کا بیٹے پر
کچھ دین آتا ہوگا او سے روز قیامت بپٹیں گے کہ ہمارا دین دے وہ کہے گا میں تمھارا بچّہ ہوں یعنی شاید رحم کریں وہ تمنّا کریں گے کاش اور زیادہ ہوتا الطبرانی
عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یقول انہ یکون للوالدین علٰی ولدھما دین فاذا کان یوم القیمۃ
یتعلقان بہ فیقول انا ولدکما فیودان او یتمنیان لوکان اکثر من ذلک جب ماں باپ کا یہ حال تو اوروں سے اُمید خام خیال ہاں کریم و رحیم مالک
و مولٰی جل جلالہ وتبارک وتعالٰی جس پر رحم فرمانا چاہے گا تو یوں کرے گا کہ حق والے کو بے بہا قصور جنّت معاوضہ میں عطا فرماکر عفو حق پر راضی کر دے گا ایک
ایک کرشمۂ کرم میں دونوں کا بھلا ہوگا نہ اس کی حسنات اوسے دی گئیں نہ اوس کی سیئات اس کے سر رکھی گئیں نہ اوس کا حق ضایع ہونے پایا بلکہ حق سے ہزاروں
درجے بہتر افضل پایا رحمتِ حق کی بندہ نوازی ظالم ناجی مظلوم راضی فللہ الحمد حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ کما یحب ربنا ویرضٰی حدیث میں ہے بینا
رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جالس اذ رأیناہ ضحک حتی بدت ثنایاہ فقال لہ عمر ما اضحکک یا رسول اللہ بابی انت وامی یعنی ایک دن حضور پُر نور
سید العٰلمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تشریف فرما تھے ناگاہ خندہ فرمایا کہ اگلے دندان مبارک ظاہر ہوئے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی یارسول اللہ
میرے ماں باپ حضور پر قربان کس بات پر حضور کو ہنسی آئی ارشاد فرمایا رجلان من امتی جثیا بین یدی رب العزۃ فقال احدھما یارب خذ لی مظلمتی من اخی
فقال الیہ کیف تصنع باخیک ولم یبق من حسناتہ شیئ قال یارب فلیحمل من اوزاری وفاضت عینا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بالبکاء ثم قال ان
ذلک لیوم عظیم یحتاج الناس ان یحمل عنھم من اوزارھم فقال اللہ للطالب ارفع بصرک فانظر فرفع فقال یارب اری مدائن من ذھب وقصورا من ذھب
مکللۃ باللؤلؤ لای نبی ھذا اولای صدیق ھذا اولای شھید ھذا قال لمن اعطی الثمن قال یارب ومن یملک ذلک قال انت تملکہ قال بماذا قال بعفوک
عن اخیک قال یارب فانی قد عفوت عنہ قال اللہ تعالٰی فخذ بید اخیک وادخلہ الجنۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عند ذلک اتقوا اللہ واصلحوا
ذات بینکم فان اللہ یصلح بین المسلمین یوم القیمۃ دو مرد میری اُمت سے رب العزّت جل جلالہ کے حضور زانوؤں پر کھڑے ہوئے ایک نے عرض کی اے رب میرے
میرے اس بھائی نے جو ظلم مجھ پر کیا ہے اس کا عوض میرے لیے لے رب تبارک وتعالٰی نے فرمایا اپنے بھائی کے ساتھ کیا کرے گا اوس کی نیکیاں تو سب ہوچکیں مدعی نے
عرض کی اے رب میرے تو میرے گناہ وہ اوٹھالے یہ فرماکر حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی آنکھیں گریہ سے بہہ نکلیں پھر فرمایا بیشک وہ دن بڑا سخت ہے
لوگ اس کے محتاج ہوں گے کہ اون کے گناہوں کا کچھ بوجھ اور لوگ اوٹھائیں مولٰی عزوجل نے مدعی سے فرمایا نظر اوٹھا کر دیکھ اوس نے نگاہ اوٹھائی کہا اے

رب میرے میں کچھ شہر دیکھتا ہوں سونے کے اور محل سونے کے سراپا موتیوں سے جڑے ہوئے یہ کس نبی کے ہیں یا کس صدیق یا کس شہید کے مولٰی تبارک وتعالٰی نے فرمایا اوس کے ہیں جو قیمت دے کہا اے رب میرے بھلا ان کی قیمت کون دے سکتا ہے فرمایا تو۔ عرض کی کیونکر فرمایا یوں کہ اپنے بھائی کو معاف کردے کہا اے رب میرے یہ بات ہے تو میں نے معاف کیا مولٰی جل مجدہ نے فرمایا اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑلے اور جنت میں لے جا حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اسے بیان کرکے فرمایا کہ اللہ تعالٰی سے ڈرو اور اپنے آپس میں صلح کرو کہ مولٰی عزّوجل قیامت کے دن مسلمانوں میں صلح کرائے گا رواہ الحاکم فی المستدرک والبیھقی فی کتاب البعث والنشور وابویعلی فی مسندہ وسعید بن منصور فی عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا التقی الخلائق یوم القیمۃ نادی منادیا اھل الجمع تدارکوا المظالم بینکم وثوابکم علی جب مخلوق روز قیامت بہم ہوگی ایک منادی رب العزۃ جل وعلا کی طرف سے ندا کرے گا اے مجمع والو آپس کے مظلموں کا تدارک کرلو اور تمہارا ثواب میرے ذمہ ہے رواہ الطبرانی عن انس ایضا رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن اور ایک حدیث میں ہے حضور والا صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ نے فرمایا ان اللہ یجمع الاولین والاٰخرین یوم القیمۃ فی صعید واحد ثم ینادی منادمن تحت العرش یا اھل التوحید ان اللہ عزوجل قد عفا عنکم فیقوم الناس فیتعلق بعضھم ببعض فی ظلامات فینادی منادیا اھل التوحید لیعف بعضکم عن بعض وعلی الثواب یعنی بیشک اللہ عزوجل روز قیامت سب اگلوں پچھلوں کو ایک زمین میں جمع فرمائے گا پھر زیر عرش سے منادی ندا کرے گا اے توحید والو مولٰی تعالٰی نے تمہیں اپنے حقوق معاف فرمائے لوگ کھڑے ہوکر آپس کے مظلموں میں ایک دوسرے سے لپٹیں گے منادی پکارے گا اے توحید والو ایک دوسرے کو معاف کردو اور ثواب دینا میرے ذمہ ہے رواہ ایضا عن ام ھانی رضی اللہ تعالٰی عنھا۔ یہ دولت کبرٰی ونعمت عظمٰی کہ اکرم الاکرمین جلت عظمتہ اپنے محض کرم وفضل سے اس ذلیل روسیاہ سراپا گناہ کو بھی عطا فرمائے۔ ع کہ مستحق کرامت گناہگار انند۔ اس وقت کی نظر میں اس کا جلیل وعدہ جمیل مژدہ صاف صریح بالتصریح یا کالتصریح تصریح پانچ فرقوں کے لئے وارد ہوا **اول** حاجی کہ پاک مال پاک کمائی پاک نیت سے حج کرے اور اوس میں لڑائی جھگڑے اور عورتوں کے سامنے تذکرہ جماع اور ہر قسم کے گناہ ونافرمانی سے بچے اس وقت تک جتنے گناہ کئے تھے بشرط قبول سب معاف ہوجاتے ہیں پھر اگر حج کے بعد فوراً مرگیا اتنی مہلت نہ ملی کہ جو حقوق اللہ عزوجل یا بندوں کے اس کے ذمہ تھے اونھیں ادا یا ادا کی فکر کرتا تو اُمید واثق ہے کہ مولٰی تعالٰی اپنے تمام حقوق سے مطلقاً درگذر فرمائے یعنی نماز روزہ زکوٰۃ وغیرہا فرائض کو بجا نہ لایا تھا ان کے مطالبہ پر بھی قلم عفو الٰہی پھر جائے اور حقوق العباد و دیون و مظالم مثلاً کسی کا قرض آتا ہو مال چھینا ہو بُرا کہا ہو ان سب کو مولٰی تعالٰی اپنے ذمہ کرم پر لے لے اصحاب حقوق کو روز قیامت راضی فرماکر مطالبہ وخصومت سے نجات بخشے یوہیں اگر بعد کو زندہ رہا اور بقدر قدرت تدارک حقوق ادا کرلیا یعنی زکوٰۃ دے دی نماز روزہ کی قضا ادا کی جس کا جو مطالبہ آتا تھا دے دیا جسے آزار پہنچا تھا معاف کرالیا جس مطالبہ کا لینے والا نہ رہا یا معلوم نہیں اوس کی طرف سے تصدق کردیا بوجہ قلت مہلت جو حق اللہ عزوجل یا بندہ کا ادا کرتے کرتے رہ گیا اوس کی نسبت اپنے مال میں وصیت کردی غرض جہاں تک طرق برارت پر قدرت ملی تقصیر نہ کی تو اس کے لیے اُمید اور زیادہ قوی کہ اصل حقوق کی یہ تدبیر ہوگئی اور اثم مخالفت حج سے دُھل چکا تھا ہاں اگر بعد حج باوصف قدرت ان امور میں قاصر رہا تو یہ سب گناہ از سرِ نو اوس کے سر ہوں گے کہ حقوق تو خود باقی ہی تھے اون کی ادا میں پھر تاخیر وتقصیر گناہ تازہ ہوئے اور وہ حج ان کے ازالہ کو کافی نہ ہوگا کہ حج گزرے گناہوں کو دھوتا ہے آئندہ کے لیے پروانہ بیقیدی نہیں ہوتا بلکہ حج مبرور کی نشانی ہی یہ ہے کہ پہلے سے اچھا ہوکر پلٹے فانا للہ وانا الیہ راجعون ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم مسئلہ حج میں بحمد اللہ تعالٰی یہ وہ قول فیصل ہے جسے نقیر غفر اللہ تعالٰی لہ نے بعد تنقیح دلائل و مذاہب واحاطہ اطراف وجوانب اختیار کیا جس سے اقوال ائمہ کرام میں توفیق اور دلائل حدیث وکلام میں تطبیق ہوتی ہے اس معرکۃ الآرا مبحث کی نفیس تحقیق بعونہ تعالٰی فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ نے بعد ورود اس سوال کے ایک تحریر جداگانہ میں لکھے یہاں اس قدر کافی ہے وباللہ التوفیق **احادیث** ابن ماجہ اپنی سنن میں کاملا اور ابوداؤد مختصراً اور امام عبداللہ ابن امام احمد زوائد مسند اور طبرانی معجم کبیر اور ابویعلی مسند اور ابن حبان ضعفا اور ابن عدی کامل اور بیہقی سنن کبرٰی وشعب الایمان وکتاب البعث والنشور اور ضیاء مقدسی باافادۂ **تصحیح مختارہ** میں حضرت عباس بن مرداس اور امام عبداللہ بن مبارک بسند صحیح اور ابویعلی وابن منیع بوجہ آخر حضرت انس بن مالک اور ابونعیم حلیۃ الاولیا اور امام ابن جریر طبری تفسیر اور حسن بن سفیان مسند اور ابن حبان ضعفا میں حضرت عبداللہ بن عمر فاروق اعظم اور عبدالرزاق مصنف اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت عبادہ بن صامت اور دارقطنی وابن حبان حضرت ابوہریرہ اور ابن مندہ کتاب الصحابہ اور خطیب تلخیص المتشابہ میں حضرت زید جد عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین سے بطرق عدیدہ والفاظ کثیرہ ومعانی متقاربہ

راوی وھذا حدیث الامام عبداللہ بن المبارک عن سفین الثوری عن الزبیر بن عدی عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ قال وقف النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعرفات وقد کادت الشمس ان تغرب فقال یا بلال انصت لی الناس فقام بلال فقال انصتوا لرسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فانصت الناس فقال یا معاشر الناس اتانی جبریل انفا فاقرانی من ربی السلام وقال ان اللہ عزوجل غفر لاھل عرفات واھل المشعر وضمن عنھم التبعات فقام عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ فقال یا رسول اللہ ھذا لنا خاصۃ قال ھذا لکم ولمن اتی من بعدکم الی یوم القیمۃ فقال عمر بن الخطاب کثر خیر اللہ وطاب یعنی حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے عرفات میں وقوف فرمایا یہاں تک کہ آفتاب ڈوبنے پر آیا اوس وقت ارشاد ہوا اے بلال لوگوں کو میرے لیے خاموش کر بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کھڑے ہوکر پکارا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لیے خاموش ہو لوگ ساکت ہوئے حضور پرنور صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ نے فرمایا اے لوگو ابھی جبریل حاضر ہوکر مجھے میرے رب کا سلام و پیام پہنچا یا کہ اللہ عزوجل نے عرفات و مشعر الحرام والوں کی مغفرت فرمائی اور اون کے باہمی حقوق کا خود ضامن ہوگیا امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کھڑے ہوکر عرض کی یا رسول اللہ کیا یہ دولت خاص ہمارے لیے ہے فرمایا تمھارے لئے اور جو تمھارے بعد قیامت تک آئیں سب کے لیے عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا اللہ عزوجل کی خیر کثیر و پاکیزہ ہے انتہی والحمد للہ رب العلمین۔ **دوم** شہید بحر کہ خاص اللہ عزوجل کی رضا چاہنے اور اوس کا بول بالا ہونے کے لئے سمندر میں جہاد کرے اور وہاں ڈوب کر شہید ہو حدیثوں میں آیا کہ مولٰی عزوجل خود اپنے دست قدرت سے اوس کی روح قبض کرتا اور اپنے تمام حقوق اوسے معاف فرماتا اور بندوں کے سب مطالبے جو اوس پر تھے اپنے ذمہ کرم پر لیتا ہے **احادیث** ابن ماجہ سنن اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت ابوامامہ اور ابونعیم حلیہ میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی پھپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب اور شیرازی کتاب الالقاب میں حضرت عبداللہ ابن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین سے راوی واللفظ لابی امامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یغفر لشھید البر الذنوب کلھا الا الدین ویغفر لشھید البحر الذنوب کلھا والدین یعنی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں جو خشکی میں شہید ہو اوس کے سب گناہ بخشے جاتے ہیں مگر حقوق العباد اور جو دریا میں شہادت پائے اوس کے تمام گناہ و حقوق العباد سب معاف ہوجاتے ہیں اللھم ارزقنا بجاھہ عندک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وبارک آمین **سوم** شہید صبر یعنی وہ مسلمان سنی المذہب صحیح العقیدہ جسے ظالم نے گرفتار کرکے بحالت بیکسی و مجبوری قتل کیا سولی دی پھانسی دی کہ یہ بوجہ اسیری قتال و مدافعت پر قادر نہ تھا بخلاف شہید جہاد کہ مارتا مرتا ہے اس کی بیکسی و بیدستی پائی زیادہ باعث رحمت الٰہی ہوتی ہے کہ حق اللہ و حق العبد کچھ نہیں رہتا ان شاء اللہ تعالٰی **احادیث** بزار ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے بسند صحیح راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں قتل الصبر لایمر بذنب الا محاہ قتل صبر کسی گناہ پر نہیں گزرتا مگر یہ کہ اوسے مٹا دیتا ہے۔ نیز بزار ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں قتل الرجل صبرا کفارۃ لما قبلہ من الذنوب آدمی کا بروجہ صبر مارا جانا تمام گذشتہ گناہوں کا کفارہ ہے قال المناوی فی التیسیر ظاھرہ وان کان المقتول عاصیا ومات بلا توبۃ ففیہ رد علی الخوارج والمعتزلہ اھ ورایتنی کتبت علی ھامشہ ما نصہ اقول بل لامحل لہ سواہ فانہ ان لم یکن عاصیا لم یمر القتل بذنب وان کان تاب فکذلک فان التائب من الذنب کمن لاذنب لہ احادیث مطلق ہیں اور مخصص مفقود وحدث عن البحر ولاحرج اور ہم نے سنی المذہب کی تخصیص اس لیے کی کہ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لو ان صاحب بدعۃ مکذبا بالقدر قتل مظلوما صابرا محتسبا بین الرکن والمقام لم ینظر اللہ فی شیئ من امرہ حتی یدخلہ جہنم اگر کوئی بد مذہب تقدیر ہر خیر و شر کا منکر خاص حجر اسود و مقام ابراہیم علیہ الصلٰوۃ والسلام کے درمیان محض مظلوم و صابر مارا جائے اور وہ اپنے اس قتل میں ثواب الٰہی ملنے کی نیت بھی رکھے تاہم اللہ عزوجل اوس کی کسی بات پر نظر نہ فرمائے یہاں تک کہ اوسے جہنم میں داخل کرے والعیاذ باللہ تعالٰی رواہ ابوالفرج فی العلل من طریق کثیر بن سلیم ثنا انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فذکرہ **چہارم** مدیون جس نے بحاجت شرعیہ کسی نیک جائز کام کے لئے دین لیا اور اپنی چلتی ادا میں کمی نہ کی نہ کبھی تاخیر ناروا روا رکھی بلکہ ہمیشہ سچے دل سے ادا پر آمادہ اور تاحد قدرت اوس کی فکر کرتا رہا پھر بمجبوری ادا نہ ہوسکا اور موت آگئی تو مولٰی عزوجل اوس کے لیے اس دین سے درگزر فرمائے گا اور روز قیامت اپنے خزانۂ قدرت سے ادا فرماکر دائن کو راضی کردے گا اس کے لیے یہ وعدہ خاص اسی دین کے واسطے ہے نہ تمام حقوق العباد کے لیے احادیث احمد و بخاری و ابن ماجہ حضرت ابوہریرہ اور طبرانی معجم کبیر میں بسند صحیح حضرت میمون کردی اور حاکم مستدرک اور طبرانی کبیر میں حضرت ابوامامہ باہلی اور احمد و بزار و طبرانی و ابونعیم بسند

حسن حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق اور ابن ماجہ و بزار حضرت عبداللہ بن عمرو اور بیہقی مرسلاً قاسم مولائی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی
واللفظ لمیمون رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من ادان دینا ینوی قضاءہ اداہ اللہ عنہ یوم القیٰمۃ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی
علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کسی دین کا معاملہ کرے کہ اوس کے ادا کی نیت رکھتا ہو اللہ عزوجل اوس کی طرف سے روز قیامت ادا فرمادے گا۔ حدیث ابو امامہ
رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لفظ مستدرک میں یہ ہیں حضور اقدس صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ فرماتے ہیں من تداین بدین وفی نفسہ وفاؤہ ثم مات تجاوز اللہ عنہ
وارضی غریمہ بماشاء جس نے کوئی معاملۂ دین کیا اور دل میں ادا کی نیت رکھتا تھا پھر موت آگئی اللہ عزوجل اوس سے درگزر فرمائے گا اور دائن کو جس طرح
چاہے راضی کردے گا نیک و جائز کام کی قید حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ظاہر کہ اوس میں ضرورت جہاد و ضرورت تجہیز و تکفین مسلمان و ضرورت
نکاح کو ذکر فرمایا بلکہ بخاری تاریخ اور ابن ماجہ سنن اور حاکم مستدرک میں راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اللہ تعالٰی مع الدائن حتی یقضی
دینہ مالم یکن دینہ فیما یکرہ اللہ بیشک اللہ تعالٰی قرضدار کے ساتھ ہے یہاں تک کہ اپنا قرض ادا کرے جب تک کہ اوس کا دین اللہ تعالٰی کے ناپسند کام میں نہ ہو
مجبوری رہ جانے کی قید حدیث ابن صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ثابت کہ رب العزت جل وعلا روز قیامت مدیون سے پوچھے گا تو نے کاہے میں یہ دین
لیا اور لوگوں کا حق ضایع کیا عرض کرے گا اے رب میرے تو جانتا ہے کہ میرے اپنے کھانے پینے پہننے ضائع کردینے کے سبب وہ دین نہ رہ گیا بلکہ اتی علی اما حرق
واما سرق واما وضیعۃ آگ لگ گئی یا چوری ہوگئی یا تجارت میں ٹوٹا پڑا یوں رہ گیا مولٰی عزوجل فرمائے گا صدق عبدی فانا احق من قضی عنک میرا
بندہ سچ کہتا ہے سب سے زیادہ میں مستحق ہوں کہ تیری طرف سے ادا فرمادوں پھر مولٰی سبحٰنہ وتعالٰی کوئی چیز منگا کر اوس کے پلۂ میزان میں رکھ دے گا کہ
نیکیاں برائیوں پر غالب آجائیں گی اور وہ بندہ رحمت الٰہی کے فضل سے داخل جنت ہوگا ثم اولیائے کرام صوفیۂ صدق ارباب معرفت قدست اسرارہم ونفعنا
اللہ ببرکاتہم فی الدنیا والآخرۃ کہ بنص قطعی قرآن روز قیامت ہر خوف و غم سے محفوظ و سلامت ہیں قال تعالٰی اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝
تو اون میں بعض سے اگر براہ تقاضائے بشریت بعض حقوق الٰہیہ میں اپنے منصب و مقام کے لحاظ سے کہ حسنات الابرار سیئات المقربین کوئی تقصیر واقع ہو تو مولٰی
عزوجل اوسے وقوع سے پہلے معاف فرماچکا کہ قد اعطیتکم من قبل ان تسألونی وقد اجبتکم من قبل ان تدعونی وقد غفرت لکم من قبل ان تعصونی یونہیں اگر باہم
کسی طرح کی شکر رنجی یا کسی بندہ کے حق میں کچھ کمی ہو جیسے صحابہ رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کے مشاجرات کہ ستکون لاصحابی زلۃ یغفرھا اللہ لھم لسابقتھم معی تو
مولٰی تعالٰی وہ حقوق اپنے ذمہ کرم پر لے کر ارباب حقوق کو حکم تجاوز فرمائے گا اور باہم صفائی کرا کر آمنے سامنے جنت کے عالیشان تختوں پر بٹھائے گا کہ وَنَزَعْنَا مَا
فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ۝ اسی مبارک قوم کے سرور و سردار حضرات اہل بدر رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین جنھیں ارشاد ہوتا ہے اِعملوا
ما شئتم فقد غفرت لکم جو چاہو کرو کہ میں تمھیں بخش چکا انھیں کے اکابر سادات سے حضرت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں جن کے لیے بارہا
فرمایا گیا ماعلی عثمٰن ما فعل بعد ھذہ ماعلی عثمٰن ما فعل بعد ھٰذہ آج سے عثمان کچھ کرے اوس پر مواخذہ نہیں آج سے عثمان کچھ کرے اوس پر مواخذہ
نہیں فقیر غفر اللہ تعالٰی کہتا ہے حدیث اذا احب اللہ عبدا لم یضرہ ذنب رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس والامام القشیری فی رسالتہ وابن النجار فی تاریخہ
عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا عمدہ محمل یہی ہے کہ محبوبان خدا اول تو گناہ کرتے ہی نہیں ع ان المحب لمن یحب مطیع؛
وھذا ما اختارہ سیدنا الوالد رضی اللہ تعالٰی عنہ اور احیانًا کوئی تقصیر واقع ہو تو واعظ و زاجر الٰہی اونھیں متنبہ کرتا اور توفیق انابت دیتا ہے پھر التائب
من الذنب کمن لاذنب لہ اس حدیث کا ٹکڑا ہے وھذا ما مشی علیہ المناوی فی التیسیر اور بالغرض ارادۂ الٰہیہ دوسرے طور پر تجلی شان عفو و مغفرت و
اظہار مکان قبول و محبوبیت پر نافذ ہوا تو عفو مطلق و ارضائے اہل حق سامنے موجود ضرر ذنب بحمد اللہ تعالٰی ہر طرح مفقود والحمد للہ الکریم الودود وہذا ما زدتہ
بفضل المحمود فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ کے گمان میں حدیث مذکور ام ہانی رضی اللہ تعالٰی عنہا ینادی مناد من تحت العرش یا اھل التوحید الحدیث میں اہل توحید
سے یہی محبوبان خدا مراد ہیں کہ توحید خالص تام کامل ہر گونہ شرک خفی و اخفی سے پاک و منزہ انھیں کا حصہ ہے بخلاف اہل دنیا جنھیں عبد الدینار عبد الدرہم
عبد طمع عبد ہوٰی عبد رغب فرمایا گیا وقال تعالٰی اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ اور بیشک بے حصول معرفت الٰہی اطاعت ہوائے نفس سے باہر آنا سخت دشوار
یہ بندگان خدا نہ صرف عبادت بلکہ طلب و ارادت بلکہ خود اصل ہستی و وجود میں اپنے رب جل مجدہٗ کی توحید کرتے ہیں لا الٰہ الا اللہ کے معنی عوام کے نزدیک
لا معبود الا اللہ خواص کے نزدیک لا مقصود الا اللہ اہل بدایت کے نزدیک لا مشہود الا اللہ ان اخص الخواص ارباب نہایت کے نزدیک لا موجود الا اللہ تو اہل توحید کا سچا

نام انھیں کو زیبا ولہٰذا ان کے علم کو علم توحید کہتے ہیں جعلنا اللہ تعالٰی من خدامھم وتراب اقدامھم فی الدنیا والاٰخرۃ وغفرلنا بجاھھم عندہ انہ اھل التقوٰی واھل المغفرۃ آمین اُمید کرتا ہوں کہ اس حدیث کی یہ تاویل تاویل امام غزالی قدس سرہ العالی سے احسن واجود ھو وباللہ التوفیق۔ پھر ان سب صورتوں میں بھی جبکہ طرز یہی برتی گئی کہ صاحب حق کو راضی فرمائیں اور معاوضہ دے کر اوسی سے بخشوائیں تو وہ کلیہ ہر طرح صادق رہا کہ حق العبد بے معافی عبد معاف نہیں ہوتا غرض معاملہ نازک ہے اور امر شدید اور عمل تباہ اور اَمل بعید اور کرم عمیم اور رحم عظیم اور ایمان خوف ورجا کے درمیان وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالٰی علٰی شفیع المذنبین نجاۃ الھالکین مرتجی البائسین محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین والحمد للہ رب العٰلمین واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہٗ اتم واحکم ۱۴/ جمادی الاولٰی ۱۳۱۰ھ۔

از جالندھر محلہ راستہ پھگواڑہ دروازہ مرسلہ شیخ محمد شمس الدین صاحب ۲۲/ رجب ۱۳۱۰ھ

سوال اوّل

بعض لوگ جناب پیران پیر کا پیوند دیتے ہیں کیفیت اس کی اس طرح ہے کہ جب لڑکا پیدا ہوتا ہے تو اوس کا نام پیونڈی رکھتے ہیں اور جب سال کا ہوا اس کے گلے میں ہنسلی ڈال دیتے ہیں اور اسی طرح دوسری برس ۱۴ یا ۱۵ سال تک جب وہ لڑکا اس عمر تک پہنچا دے وہ ہنسلیاں اور لڑکے کی قیمت کروا کے اس کا دسواں حصہ جناب پیران پیر کے نام سے دیتے ہیں اور اعتقاد یہ ہوتا ہے کہ ایسا کرنے سے لڑکا جیتا رہتا ہے اور ایسا ہی جانوروں اگر بیل یا بھینسا ہے تو اسے ہل جوتنے کے وقت اور اگر مادہ ہے تو اس کے بیانے کے وقت قیمت کا دسواں حصہ دیتے ہیں اور نیز درختوں کو پیر صاحب کا کرکے اس کا جلانا اور دیگر استعمال میں لانا حرام سمجھتے ہیں حتّٰی کہ وہ پودہا ہوکر گر پڑے اور پڑا پڑا بودہا ہوجاوے اور کھیتوں میں سے بھی حصہ پیر صاحب کے نام دیتے ہیں جائز ہے یا نہیں اور ایسے شخص کے حق میں کیا حکم ہے۔ اور نیز بودی یعنی چوٹی مثلاً قوم ہنود بچوں کے سروں پر رکھتے ہیں اگر پوچھا جاوے یہ کیا ہے تو پیر صاحب کی بودی بتلاتے ہیں اور ایسے ہی مدار پیر کی چٹا پھر مدت معہود کے بعد اسے پیر صاحب کی منت دے کر نہایت ادب کے ساتھ اپنی رسمیں پوری کرکے منڈواتے ہیں اور جو شخص اوس دسوندھی بچّہ وغیرہ کی قیمت پاتا ہے اوس قیمت اور ہنسلیاں کے دسویں حصہ سے نیاز لیتا ہے آیا ایسے شخص کی امامت اور بیعت درست ہے یا نہیں۔

الجواب

(۱) دسوندی نام کُفّار ہنود سے ماخوذ ہے اور مسلمان کو ممانعت ہے کہ کافروں کے نام رکھے کما صرحوا بہ فی التسمی بیوحنا وغیرہ اور لڑکے کو ہنسلی وغیرہ زیور پہنانا حرام ہے فان ماحرم اخذہ حرم اعطاؤہ اور لڑکے کی قیمت کرنی جہالت ہے اور یہ اعتقاد کہ ایسا کرنے سے لڑکا جیتا ہے اگر اس معنی پر سمجھے ہیں کہ یوں کریں گے تو جئے گا ورنہ مرجائے گا تو سخت جہل بے ہودہ اعتقاد مردود مشابہ خرافات ہنود وغیرہم کُفّار عنود ہے ہاں اگر ان بیہودہ باتوں کو چھوڑ کر صرف اس قدر کرتے کہ مولٰی عزوجل کے نام پاک پر محتاجین کو صدقہ دیتے اور اوس کا ثواب نذر روح پُرفتوح حضور پُرنور غوث الثقلین غیث الکونین صلی اللہ تعالٰی علی جدہ الکریم وعلیہ وبارک وسلم کرتے اور نیت یہ ہوتی کہ رب تبارک وتعالٰی صدقہ کے سبب بلاؤں سے محفوظ رکھے گا اور بوجہ ایصال ثواب سرکار غوثیت رضی اللہ تعالٰی عنہ کے برکات رضا ودُعا وتوجہ شامل حال ہوں گے اور ان پر محبوب کریم رضوان اللہ تعالٰی علیہ کی بارگاہ میں عقیدت ونیازمندی کے اظہار سے اللہ سبحٰنہ وتعالٰی خوش ہوگا اور اوس کی خوشی جالب رحمت وسالب زحمت ہوگی اور حیات نہ ہوگی مگر وقت معہود تک اور موت نہ رُکے گی مگر اجل معلوم تک تو یہ اعتقاد وعمل صحیح وبے خلل ہوتے وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ○ (۲) یوہیں جانوروں کی قیمت کا دسواں حصہ اگر اون خیالات باطلہ کے طور پر ہے تو مذموم اور صرف اس طریق صحیح پر ہو تو ایک تصدق ہے جس سے دفع بلا مقصود اور بیشک صدقہ رد بلا کرتا اور باذنہٖ تعالٰی موت سے بچاتا ہے اگرچہ قضائے الٰہی کا کوئی پھیرنے والا نہیں نطقت بذلک احادیث جمۃ تغنیک عن سردھا شھرتھا فی الامۃ رہی ہل جوتنے اور بیانے کے وقت کی خصوصیت وہ اگر کسی اعتقاد عمل باطل کے ساتھ نہیں نہ اوسے تخصیص شرعی وضروری سمجھا جائے تو لاینفع ولایضر ہے کسائر التخصیصات العرفیۃ التی لاحاجۃ علیھا من الشرع (۳) درختوں کو رب خواہ عبد کسی کے نام کا ٹھہرا کر اون کا جلانا اور صرف میں لانا حرام سمجھنا اپنی طرف سے شریعت جدیدہ

نکالنا اور بحیرہ وسائبہ مشرکین کی پیروی کرنا ہے جس پر رد و انکار شدید خود قرآن مجید میں موجود قال تعالٰی وَقَالُوْا هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا یَطْعَمُهَاۤ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ الٰی قولہ تعالٰی سَیَجْزِیْهِمْ بِمَا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ؁ مسلمانوں پر ایسی بدعت شنیعہ باطلہ سے احتراز فرض ہے اللہ تعالٰی سے ڈریں اور جلد توبہ کریں (۴) کھیت میں سے حضور پُرنور رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نام پاک پر حصّہ دینا اگر یوں ہے کہ حضور کو اوس حصّہ کا مالک سمجھا جاتا ہے یا اوس دینے سے تصدق لوجہ اللہ منظور نہیں بلکہ حضور کی طرف تقرب بالذات مقصود یا یہ سمجھتے ہیں کہ یوں نہ کریں گے تو حضور معاذ اللہ ناراض ہو کر مضرت دیں گے کوئی بلا پہنچے گی تو یہ سب اعتقادات باطلہ وفاسدہ و بدعات سیئہ ہیں اور اگر یوں نہیں بلکہ اللہ عزّ وجل کے لیے تصدّق منظور تو کھیتوں میں ایسا حصہ دینا خود قرآن عظیم میں مطلوب قال تعالٰی وَاٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ اور اوس کے روکنے کی مذمت قصۂ اصحاب الجنۃ میں مذکور قال تعالٰی فَتَنَادَوْا مُصْبِحِیْنَ ۙ اَنِ اغْدُوْا عَلٰی حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِیْنَ ؁ فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ یَتَخَافَتُوْنَ ۙ اَنْ لَّا یَدْخُلَنَّهَا الْیَوْمَ عَلَیْكُمْ مِّسْكِیْنٌ ؁ الآیات اور اوس کا ثواب نذر روح اقدس کرنا اوس عمل طیب میں طیب و خوبی ہی بڑھائے گا جبکہ کسی عقیدۂ باطلہ کے ساتھ نہ ہو اس صورت میں اوسے وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِیْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا الآیۃ میں داخل سمجھنا محض جہالت و زبان زوری ہے کما لا یخفٰی (۵) لڑکوں کے سر پر چوٹی رکھنی ناجائز اور فعل مذکور رسوم ملعونۂ کفار سے تشبہ ہے جس سے احتراز لازم (۶) جو شخص احوال مذکورہ بروجوہ مذمومہ سے صدقہ لیتا ہے اگر اون اعتقادات باطلہ میں اون کا شریک تو خود بھی فاسق و مبتدع ہے جس کی امامت مکروہ اور اوس کے ہاتھ پر بیعت جہالت ورنہ اون کے لینے سے احتراز چاہئے مگر اون کے فسق و بدعت کا وبال اس کے سر نہ ہوگا قال تعالٰی لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی اور اگر وہ صدقات اون شرعی طریقوں پر ہیں جو ہم ذکر کر آئے اور یہ شخص محل صدقہ لینے میں اصلا حرج نہیں واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

سوال دوم

مسئلہ۔ راگ یا مزامیر کرانا یا سُننا گناہ کبیرہ ہے یا صغیرہ اس فعل کا مرتکب فاسق ہے یا نہیں۔

الجواب

مزامیر یعنی آلات لہو ولعب بر وجہ لہو ولعب بلاشبہہ حرام ہیں جن کی حرمت اولیا وعلما دونوں فریق مقتدا کے کلمات عالیہ میں مصرح اون کے سُننے سُنانے کے گناہ ہونے میں شک نہیں کہ بعد اصرار کبیرہ ہے اور حضرات علیہ سادات بہشت کبرائے سلسلۂ عالیہ چشت رضی اللہ تعالٰی عنہم وعنا بہم کی طرف اس کی نسبت محض باطل وافترا ہے حضرت سیدی فخر الدین زرّاوی قدس سرّہٗ کہ حضور سیدنا محبوب الٰہی سلطان الاولیاء نظام الحق والدنیا والدین محمد احمد رضی اللہ تعالٰی عنہما کے اجلۂ خلفا سے ہیں جنھوں نے خاص عہد کرامت مہد حضور ممدوح میں بلکہ خود بحکم حضور والا مسئلہ سماع میں رسالہ کشف القناع عن اصول السماع تالیف فرمایا اپنے اسی رسالہ میں فرماتے ہیں سمع بعض المغلوبین السماع مع المزامیر فی غلبات الشوق واما سماع مشائخنا رضی اللہ تعالٰی عنہم فبرئ عن هذه التهمة وهو مجرد صوت القوال مع الاشعار المشعرة من کمال صنعة اللہ تعالٰی یعنی بعض مغلوب الحال لوگوں نے اپنے غلبۂ حال وشوق میں سماع مع مزامیر سُنا اور ہمارے پیران طریقت رضی اللہ تعالٰی عنہم کا سُننا اس تہمت سے بری ہے وہ تو صرف قوال کی آواز ہے اُن اشعار کے ساتھ جو کمال صنعت الٰہی جل وعلا سے خبر دیتے ہیں انتہٰی بلکہ خود حضور ممدوح رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے ملفوظات شریفہ فوائد الفواد وغیرہا میں جابجا حرمت مزامیر کی تصریح فرمائی۔ بلکہ حضور والا صرف تالی کو بھی منع فرماتے کہ مشابہ لہو ہے بلکہ ایسے افعال میں عذر غلبہ حال کو بھی پسند نہ فرماتے کہ مدعیان باطل کو راہ نہ ملے وَاللّٰهُ یَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ فرضی اللہ عن الائمۃ ما انصحہم للامۃ یہ سب امور ملفوظات اقدس میں مذکور و ماثور فوائد الفواد شریف میں صاف تصریح فرمائی ہے کہ مزامیر حرام است کما نقل احمد عنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سیدی الشیخ المحقق مولانا عبد الحق المحدث الدہلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم وعلینا بہم آمین حضور ممدوح کے یہ ارشادات عالیہ ہمارے لیے سند کافی اور ان اہل ہوا وہوس مدعیان چشتیت پر حجت وافی۔ ہاں جہاد کا طبل سحری کا نقارہ حمام کا بوق اعلان نکاح کا بے جلاجل دف جائز ہیں کہ یہ آلات لہو ولعب نہیں یوہیں یہ بھی ممکن کہ بعض بندگان خدا جو ظلمات نفس وکدورات شہوت سے یک لخت بری ومنزہ ہو کر فانی فی اللہ و باقی باللہ ہوگئے کہ لا یقولون الا اللہ ولا یسمعون الا اللہ بل لا یعلمون الا اللہ بل لیس هناك الا اللہ اون میں

کسی نے بحالت غلبہ حال خواہ عین الشریعۃ الکبرٰی تک پہنچ کر ازانجا کہ اون کی حرمت بعینہا نہیں وانما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ ما نوی بعد وثوق تام واطمینان کامل کہ حالاً و مآلاً فتنہ منعدم احیاناً اس پر اقدام فرمایا ہو ولہٰذا فاضل محقق آفندی شامی قدس اللہ تعالٰی سرہ السامی ردالمحتار میں زیر قول درمختار ومن ذلك (ای من الملاھی) ضرب النوبۃ للتفاخر فلو للتنبیہ فلا باس بہ کما اذا ضرب فی ثلثۃ اوقات لتذکیر ثلث نفخات الصور الخ فرماتے ہیں ھذا یفید ان اٰلۃ اللھو لیست محرمۃ بعینہا بل لقصد اللھو منہا اما من سامعہا او من المشتغل بہا وبہ تشعر الاضافۃ الاتری ان ضرب تلك الاٰلۃ بعینہا حل تارۃ وحرم اخری باختلاف النیۃ والامور بمقاصدھا وفیہ دلیل لساداتنا الصوفیۃ الذین یقصدون بسماعہا امورًا ھم اعلم بہا فلا یبادر المعترض بالانکار کے لایحرم برکتہم فانہم السادۃ الاخیار امدنا اللہ تعالٰی بامدادانہم واعاد علینا من صالح دعواتہم وبرکاتہم **اقول** بلکہ یہاں ایک اور وجہ ادق واعمق ہے صحیح بخاری شریف میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں رب العزۃ تبارک وتعالٰی فرماتا ہے لایزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی اُحِبَّہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بہا ورجلہ التی یمشی بہا یعنی میرا بندہ بذریعہ نوافل میری نزدیکی چاہتا رہتا ہے یہاں تک کہ میرا محبوب ہوجاتا ہے پھر جب میں اوسے دوست رکھتا ہوں تو میں خود اوس کا وہ کان ہوجاتا ہوں جس سے وہ سُنتا ہے اور اوس کی وہ آنکھ ہوجاتا ہوں جس سے دیکھتا ہے اور اوس کا وہ ہاتھ جس سے کوئی چیز پکڑتا ہے اور اوس کا وہ پاؤں جس سے چلتا ہے انتہٰی اب کہئے کون کہتا اور کون سُنتا ہے آواز تو شجرۂ طور سے آتی ہے مگر لا واللہ پیڑ نے نہ کہا اِنِّیۡۤ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ ؎ گفتۂ اوگفتۂ اللہ بود ؛ گرچہ از حلقوم عبداللہ بود ؛ یہی حال سُننے کا ہے وللہ الحجۃ البالغۃ مگر اللہ کے ایسے عباداللہ کبریت احمر وکوہ یاقوت ہیں اور نادر احکام شرعیہ کی بنا نہیں تو اون کا حال مفید جواز یا حکم تحریم میں قید نہیں ہوسکتا کما افادہ المولی المحقق حیث اطلق سیدی کمال الدین محمد بن الہمام رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فی اٰخر الحج من فتح القدیر فی مسئلۃ الجوار نہ یہ مدعیان خامکار اون کے مثل ہیں نہ بے بلوغ مرتبہ محفوظیت نفس پر اعتماد جائز فانہا اکذب مایکون اذا حلفت فکیف اذا وعدت رجماً بالغیب کسی کو ایسا ٹھہرالینا صحیح ہاں یہ احتمال صرف اتنا کام دے گا کہ جہاں اوس کا انتفا معلوم نہ ہو تحسین ظن کو ہاتھ سے نہ دیجیے اور بے ضرورت شرعی ذات فاعل سے بحث نہ کیجئے ھذا ھو الانصاف فی امثال الباب واللہ الھادی الی سبیل الصواب سماع مجرد بے مزامیر اوس کی چند صورتیں ہیں **اول** رنڈیوں ڈومنیوں محل فتنہ امردوں کا گانا **دوم** جو چیز گائی جائے معصیت پر مشتمل ہو مثلاً فحش یا کذب یا کسی مسلمان یا ذمی کی ہجو یا شراب وزنا وغیرہ فسقیات کی ترغیب یا کسی زندہ عورت خواہ امرد کی بالتعیین تعریف حسن یا کسی معین عورت کا اگرچہ مُردہ ہو ایسا ذکر جس سے اوس کے اقارب احبا کو حیا وعار آئے **سوم** بطور لہو ولعب سُنا جائے اگرچہ اوس میں کوئی ذکر مذموم نہ ہو تینوں صورتیں ممنوع ہیں الاخیرتان ذاتاً والاولٰی ذریعۃ حقیقۃ ایسا ہی گانا لہوالحدیث ہے اس کی تحریم میں اور کچھ نہ ہو تو صرف حدیث کل لعب ابن اٰدم حرام الا ثلثۃ کافی ہے ان کے علاوہ وہ گانا جس میں نہ مزامیر ہوں نہ گانے والے محل فتنہ نہ لہو ولعب مقصود نہ کوئی ناجائز کلام گائیں بلکہ سادے عاشقانہ گیت غزلیں ذکر باغ وبہار وخط وخال ورُخ وزُلف وحسن وعشق وہجر ووصل ووفائے عشاق وجفائے معشوق وغیرہا امور عشق وتغزل پر مشتمل سُنے جائیں تو فساق وفجار واہل شہوات دنیہ کو اس سے بھی روکا جائے گا وذلك من باب الاحتیاط القاطع والنصح الناصح وسد الذرائع المخصوص بہ ھذا الشرع البارع والدین الفارع اسی طرف حدیث الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء البقل ناظر رواہ ابن ابی الدنیا فی ذم الملاھی عن ابن مسعود والبیہقی فی شعب الایمان عن جابر رضی اللہ تعالٰی عنہما عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور اہل اللہ کے حق میں یقیناً جائز بلکہ مستحب کہئے تو دور نہیں گانا کوئی نئی چیز پیدا نہیں کرتا بلکہ دبی بات کو اوبھارتا ہے جب دل میں بُری خواہش بیہودہ آلائشیں ہوں تو انہیں کو ترقی دے گا اور جو پاک مبارک سُتھرے دل شہوات سے خالی اور محبت خدا ورسول سے مملو ہیں اون کے اس شوق محمود وعشق مسعود کو افزائش دے گا وحکم المقدمۃ حکم ماھی مقدمۃ لہ انصافاً ان بندگان خُدا کے حق میں اوسے ایک عظیم دینی کام ٹھہرانا کچھ بے جا نہیں فتاوٰی خیریہ میں ہے لیس فی القدر المذکور من السماع مایحرم بنص ولا اجماع وانما الخلاف فی غیر ماعین والنزاع فی سوی مابین وقد قال بجواز السماع من الصحابۃ والتابعین جم غفیر (الی ان قال) اما سماع السادۃ الصوفیۃ رضی اللہ تعالٰی عنہم فبمعزل عن ھذا الخلاف بل ومرتفع عن درجۃ الاباحۃ الی رتبۃ المستحب کما صرح بہ غیر واحد من المحققین یہ اوس چیز کا بیان تھا جسے عُرف میں گانا کہتے ہیں اور اگر اشعار حمد ونعت ومنقبت ووعظ وپند وذکر آخرت بوڑھے یا جوان

مرد خوش الحانی سے پڑھیں اور بہ نیت نیک سُنے جائیں کہ اسے عُرف میں گانا نہیں بلکہ پڑھنا کہتے ہیں تو اس کے منع پر تو شرع سے اصلاً دلیل نہیں حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لیے خاص مسجد اقدس میں منبر رکھنا اور اون کا اوس پر کھڑے ہوکر نعت اقدس سُنانا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وصحابہ کرام کا استماع فرمانا خود حدیث صحیح بخاری شریف سے واضح اور عرب کے رسم حدی زمانہ صحابہ وتابعین بلکہ عہد اقدس رسالت میں رائج رہنا خوش الحانی رجال کے جواز پر دلیل لائح انجشہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حدی پر حضور والاصلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ نے انکار نہ فرمایا بلکہ بلحاظ عورات رویدك یا انجشہ لاتکسر القواریر ارشاد ہوا کہ اون کی آواز دلکش ودل نواز تھی عورتیں نرم نازک شیشیاں ہیں جنھیں تھوڑی ٹھیس بہت ہوتی ہے غرض مدار کار تحقق وتوقع فتنہ ہے جہاں فتنہ ثابت وہاں حکم حرمت جہاں توقع واندیشہ وہاں بنظر سد ذریعہ حکم ممانعت جہاں نہ یہ نہ وہ نہ یہ نہ وہ بلکہ بہ نیت محمود استحباب موجود بحمد اللہ یہ چند سطروں میں تحقیق نفیس ہے کہ انشاء اللہ العزیز حق اس سے متجاوز نہیں نسأل اللہ سوی الصراط من دون تفریط ولا افراط واللہ اعلم بالصواب۔

مسئلہ ۔ از کلکتہ دھرم تلا نمبر ۶ مرسلہ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب ۸ رمضان ۱۳۱۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان دو مسئلوں میں سوال اول ٹوپی جس پر ریشم یا کلابتون کا کام ایسا ہو جس نے نصف سے زائد کپڑا چھپالیا ہو اوس کا پہننا جائز یا حرام اور جس کا تمام کپڑا چھپا لیا ہو اوس کی نسبت کیا حکم۔

الجواب

مغرق کہ تمام کپڑا کام میں چھپ گیا ہو یا ظاہر ہو تو خال خال کہ دور سے دیکھنے والے کو سب کام ہی نظر آئے مطلقاً ناجائز ہے اگرچہ وہ تمام ٹوپی عرض میں چار ہی اونگل یا اس سے بھی کم ہو یوہیں اگر اوس میں کوئی بیل بوٹا چار اونگل عرض سے زائد ہو تو بھی ناجائز اگرچہ سارے کپڑے میں صرف یہی ایک بوٹی ہو اور اگر یہ دونوں باتیں نہیں تو مطلقاً جائز اگرچہ نصف سے زائد کپڑا کام میں چھپا ہو اگرچہ متفرق بوٹیاں جمع کرنے سے چار اونگل عرض سے زائد کو پہنچیں کل ذلك محقق فی فتاوٰنا مستفادا من ردالمحتار وغیرہ من الاسفار واللہ اعلم۔

سوال دوم ازار بند ریشم کا مرد کو جائز یا حرام اور اوس کے پاجامہ میں ہونے سے نماز کا کیا حال۔

الجواب

مذہب صحیح پر ناجائز ہے کما فی العالمگیریۃ والطحاویۃ وغیرھما اور ناجائز کپڑا پہن کر نماز مکروہ تحریمی کہ اوسے اوتار کر پھر اعادہ کی جائے۔ کما ھو معلوم من الفقہ فی غیر ما موضع نعم الجواز بمعنی الصحۃ حاصل وھو معنی ما فی الھندیۃ عن التاتارخانیۃ عن جامع الفتاوی عن محمد بن سلمۃ رحمہ اللہ تعالٰی من صلی مع تکۃ ابریشم جاز وھو مسیئ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۸ محرم الحرام ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بوقت سُننے اسم پاک حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے انگوٹھے چومنے ضرور ہیں یا نہیں اگر ہیں تو کس کس موقع اور کون کون محل پر۔ بینوا توجروا۔

الجواب

ضرور بمعنی فرض یا واجب یا سنّت مؤکدہ تو اصلاً نہیں ہاں اذان سُننے میں علمائے فقہ نے مستحب رکھا ہے اور اس خاص موقع پر کچھ احادیث بھی وارد جو ایسی جگہ قابل تمسک ہیں کما حققناہ فی رسالتنا منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین مگر نماز میں یا خطبہ یا قرآن مجید سُنتے وقت نہ چاہئے نماز میں اوس کی ممانعت تو ظاہر اور استماع خطبہ وقرآن کے وقت یوں کہ اوس وقت ہمہ تن گوش ہوکر تمام حرکات سے باز رہنا چاہئے پنچایت کے وقت جو آیۂ کریمہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ پر اس قدر کثرت سے انگوٹھے چومے جاتے ہیں گویا صدہا چڑیاں جمع ہوکر چہک رہی ہیں یہاں تک کہ دور والوں کو قرآن عظیم کے بعض الفاظ کریمہ بھی اوس وقت اچھی طرح سُننے میں نہیں آتے یہ فقیر کو سخت ناپسند وگراں گزرتا ہے صرف انگوٹھے لبوں سے لگا کر آنکھوں پر رکھنے میں آنکھوں پر رکھنے میں اوس وقت کوئی حرج نہ بھی ہو تو بوسہ تعظیم میں آواز نکلنے کا خود حکم نہیں جیسے بوسۂ سنگ اسود وآستانہ کعبہ وقرآن عظیم ودست وپائے

علماء وصلحا نہ کہ ایسی آوازیں کہ چڑیاں بسیرا لے رہی ہیں واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم بالصواب۔

مسئلہ ـ از بمبئی محلہ چھتری سرنگ متصل مسجد حافظ عبدالقادر چاندے مرسلہ شیخ عبداللہ ولد حاجی اللہ رکھا محرم ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان صورتوں میں کہ ذیل میں معروض ہے۔ سوال ۱ کہ دریں زماں عورتوں کو ناک چھیدنا جائز ہے یا نہیں۔ سوال ۲ ہم لوگ کاٹھیاواری اور کچھی اور بعض دیہات ہند میں یہ رواج ہے کہ مرد مر جائے تو عورتیں ناک میں نتھنی پہنتی نہیں اور کہتی ہیں یہ ہمارے مرد کی نشانی ہے اب جب دوسرا مرد کریں گے تب پہنیں گے یہ عقائد ان کا درست ہے یا نہیں۔ سوال ۳ ناک چھیدنا اہل سنت والجماعت کے نزدیک فرض واجب سنت مستحب ہے یا کیا۔ سوال ۴ اس نہت چھیدنے کو ما رآہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن پر حمل کرسکتے ہیں یا کیا کیونکہ عورتوں کی زینت ہے۔ سوال ۵ ناک داہنی طرف کا یا بائیں طرف کا چھیدنا یا کیا کیونکہ اکثر بلاد ہند کی عورتیں بعضے داہنی طرف کا اور بعضے بائیں طرف کا عورتیں ناک چھیدتی ہیں وغیرہ بینوا توجروا

الجواب

عورتوں کو نتھ یا بُلاق کے لئے ناک چھیدنا جائز ہے جس طرح بالوں بالیوں کان کے گہنوں کے لیے کان چھیدنا فی الدر المختار لا باس بثقب اذن البنت استحسانا ملتقطا وھل یجوز فی الانف لم ارہ اھ ملخصا قال العلامۃ الطحطاوی قلت ان کان مما تتزین النساء بہ کما ھو فی بعض البلاد فھو فیھا کثقب القرط وقد نص العلامۃ السندی المدنی قد نص الشافعیۃ علی جوازہ اھ نقلھما العلامۃ الشامی واقرا قول ولا شک ان ثقب الاذن کان شائعا فی زمن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وقد اطلع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولم ینکرہ ثم لم ینکرہ ثم لم یکن الا ایلاما للزینۃ فکذا ھذا بحکم المساواۃ فثبت جوازہ بدلالۃ النص المشترک فی العلم بھا المجتھدون وغیرھم کما تقرر فی مقرہ اور وہ صرف ایک امر مباح ہے فرض واجب سنت اصلا نہیں ہاں جو مباح بہ نیت محمودہ کیا جائے شرعاً محمود ہوجاتا ہے جیسے مسی لگانی کہ عورت کو مباح ہے اور اگر شوہر کے لئے سنگار کی نیت سے لگائے تو مستحب کہ یہ نیت شرعاً محمود ہے اور جب کہ یہ امر خود زیورہائے گوش کے لئے کان چھیدنے سے کہ خاص زمانہ اقدس حضور پُرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں رائج تھا اور حضور پُرنور صلوات اللہ تعالٰی سلامہ علیہ نے جائز ومقرر رکھا بحکم دلالت ثابت تو اس کے لیے اثر ما رآہ المسلمون کی طرف رجوع کی حاجت نہیں فان الثابت بدلالۃ النص کالثابت بالنص اور دہنے بائیں جانب میں مختار ہیں یہ کوئی امر شرعی نہیں رسم زمانہ پر مبنی ہے جس طرف چاہیں چھیدیں رہا موت شوہر پر نتھ نہ پہننا ایام عدت تک تو شرعاً ضرور ہے کہ نتھ زیور اور زینت ہے اور بیوہ کو کوئی گہنا کسی طرح کا سنگار جائز نہیں فی الدر المختار ورد المحتار تحد (ای وجوبا کما فی البحر) مکلفۃ مسلمۃ اذا کانت معتدۃ بت او موت بترک الزینۃ بحلی (ای بجمیع انواعہ بحر) وفی قاضی خان المعتدۃ تجتنب من کل زینۃ اھ ملتقطا اور بعد ختم عدت اگر شرعاً نتھ وغیرہ پہننا ناجائز وممنوع سمجھے گنہگار ہوگی کہ یہ معاذ اللہ شریعت مطہرہ پر افترا ہے اور اگر جائز وروا سمجھ کر یونہی عادۃً نہ پہنے تو حرج نہیں واللہ اعلم۔

مسئلہ ۱۲ شعبان ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل میں

مسئلہ اولٰی

پسر نے اپنے باپ کی نافرمانی اختیار کرکے کل جائداد پر قبضہ کرلیا اور باپ کے پاس واسطے اوقات بسری کے کچھ نہ چھوڑا بلکہ درپے تذلیل وتوہین پدر کے ہے اور اللہ جل شانہ نے واسطے اطاعت پدر کے کلام اپنے میں فرمایا ہے صورت ہذا میں اوس نے خلاف فرمودۂ خدا کیا وہ منکر حکم خدا ہوا یا نہیں اور منکر کلام ربانی کے واسطے کیا حکم شرع شریف ہے اور وہ کہاں تک گنہگار ہے بینوا توجروا

الجواب

پسر مذکور فاسق فاجر مرتکب کبائر عاق ہے اور اوسے سخت عذاب وغضب الٰہی کا استحقاق باپ کی نافرمانی اللہ جبار قہار کی نافرمانی ہے اور

باپ کی ناراضی اللہ قہار جبار کی ناراضی ہے آدمی ماں باپ کو راضی کرے تو وہ اوس کی جنّت ہیں اور ناراض کرے تو وہی اوس کے دوزخ ہیں جبتک ماں باپ کو راضی نہ کرے گا اوس کا کوئی فرض کوئی نفل کوئی عمل نیک اصلا قبول نہ ہوگا عذاب آخرت کے علاوہ دُنیا ہی میں جیتے جی سخت بلا نازل ہوگی مرتے وقت معاذاللہ کلمہ نصیب نہ ہونے کا خوف ہے حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں طاعۃ اللہ طاعۃ الوالد معصیۃ اللہ معصیۃ الوالد اللہ کی اطاعت ہے والد کی اطاعت اور اللہ کی معصیت ہے والد کی معصیت رواہ الطبرانی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں رضا اللہ فی رضا الوالد وسخط اللہ فی سخط الوالد اللہ کی رضا والد کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضی والد کی ناراضی میں رواہ الترمذی وابن حبان فی صحیحہ والحاکم عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما تیسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ھما جنتك ونارك ماں باپ تیری جنّت اور تیری دوزخ ہیں رواہ ابن ماجہ عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ چوتھی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الوالد اوسط ابواب الجنۃ فان شئت فاضع ذلك الباب او احفظہ والد جنّت کے سب دروازوں میں بیچ کا دروازہ ہے اب تو چاہے تو اس دروازہ کو اپنے ہاتھ سے کھودے خواہ نگاہ رکھ رواہ الترمذی وصححہ وابن ماجہ وابن حبان عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ پانچویں حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ثلثۃ لا یدخلون الجنۃ العاق لوالدیہ والدیوث والرجلۃ من النساء تین شخص جنّت میں نہ جائیں گے۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنیوالا اور دیوث اور وہ عورت کہ مردانی وضع بنائے رواہ النسائی والبزار باسناد جید والحاکم عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما چھٹی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ثلثۃ لایقبل اللہ عزوجل منھم صرفا ولا عدلا عاق ومنان ومکذب بقدر تین شخصوں کا کوئی فرض و نفل اللہ تعالٰی قبول نہیں فرماتا عاق اور صدقہ دے کر احسان جتانے والا اور ہر نیکی و بدی کو تقدیر الٰہی سے نہ ماننے والا رواہ ابن ابی عاصم فی السنۃ بسند حسن عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ساتویں حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں کل الذنوب یؤخر اللہ منھا ما شاء الی یوم القیمۃ الا عقوق الوالدین فان اللہ یعجلہ لصاحبہ فی الحیات قبل الممات سب گناہوں کی سزا اللہ تعالٰی چاہے تو قیامت کے لئے اوٹھا رکھتا ہے مگر ماں باپ کی نافرمانی کہ اوس کی سزا جیتے جی پہنچاتا ہے رواہ الحاکم والاصبہانی والطبرانی عن ابی بکرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ آٹھویں حدیث میں ہے ایک جوان نزع میں تھا اوسے کلمہ تلقین کرتے تھے نہ کہا جاتا تھا یہاں تک کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تشریف لے گئے اور فرمایا کہہ لا الٰہ الا اللہ عرض کی نہیں کہا جاتا معلوم ہوا کہ ماں ناراض ہے اوسے راضی کیا تو کلمہ زبان سے نکلا رواہ الامام احمد والطبرانی عن عبد اللہ بن ادفی رضی اللہ تعالٰی عنہ مگر ان امور سے وہ عاصی اور اوس کا فعل مخالف حکم خُدا ہوا اوس کا منکر حکم خُدا ہونا لازم نہیں آتا جب تک یہ نہ کہے کہ باپ کی اطاعت شرعًا ضرور نہیں یا معاذ اللہ باپ کی تذلیل و توہین جائز ہے جو مطلقًا بلا تاویل ایسا اعتقاد رکھتا ہو وہ بے شک منکر حکم الٰہی ہوگا اور اوس پر صریح الزام کفر والعیاذ باللہ تعالٰی واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ثانیہ

سوتیلی مادر پر تہمت بد طرح طرح کی لگا دی اوس کے واسطے کیا حکم ہے اور سوتیلی مادر کا کچھ حق پسر علاقی پر ہے یا نہیں۔

الجواب

حقوق تو مسلمان پر ہر مسلمان رکھتا ہے اور کسی مسلمان کو تہمت لگانی حرام قطعی خصوصًا معاذ اللہ اگر تہمت زنا ہو جس پر قرآن عظیم نے فرمایا یَعِظُکُمُ اللّٰہُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِہٖ اَبَدًا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ٥ اللہ تمھیں نصیحت فرماتا ہے کہ اب ایسا نہ کیجیو اگر ایمان رکھتے ہو۔ تہمت لگانے والے کو اسّی کوڑے لگتے ہیں اور ہمیشہ کو اوس کی گواہی مردود ہوتی ہے اللہ تعالٰی نے اوس کا نام فاسق رکھا یہ سب احکام ہر مسلمان کے معاملہ میں ہیں اگرچہ اوس سے کوئی رشتہ علاقہ اصلا نہ ہو اور سوتیلی ماں تو ایک عظیم و خاص علاقہ اس کے باپ سے رکھتی ہے جس کے باعث اوس کی تعظیم و حرمت اس پر بلا شبہہ لازم اسی حرمت کے باعث رب العزۃ جل وعلا نے اوسے حقیقی ماں کے مثل حرام ابدی کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان ابر البر صلۃ الولد اھل ود ابیہ

بیشک سب نکوکاریوں سے بڑھ کر نکوکاری یہ ہے کہ فرزند اپنے باپ کے دوستوں سے اچھا سلوک کرے رواہ مسلم عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ماں باپ کے ساتھ نکوکاری کے طریقوں میں یہ بھی شمار فرمایا واکرام صدیقہما اون کے دوست کی عزت کرنا رواہ ابو داود وابن ماجہ وحبان فی صحاحہم عن مالک بن ربیعۃ الساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ جب باپ کے دوستوں کی نسبت یہ احکام تو اوس کی منکوحہ اوس کی ناموس کی تعظیم وتکریم کیوں نہ احق وآکد ہوگی خصوصًا جبکہ اس کی ناراضگی میں باپ کی ناراضی ہو کہ باپ کی ناراضی اللہ تعالٰی کی ناراضی ہے واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ثالثہ

اولاد پر حق پدر زیادہ ہے یا حق مادر بینوا توجروا۔

الجواب

اولاد پر باپ کا حق نہایت عظیم ہے اور ماں کا حق اوس سے اعظم قال اللہ تعالٰی وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ط حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ط وَحَمْلُهُ وَفِصٰلُهُ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ط اور ہم نے تاکید کی آدمی کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کی اوسے پیٹ میں رکھے رہی اوس کی ماں تکلیف سے اور اوسے جنا تکلیف سے اور اوس کا پیٹ میں رہنا اور دودھ چھٹنا تیس مہینے میں ہے۔ اس آیہ کریمہ میں رب العزت نے ماں باپ دونوں کے حق میں تاکید فرما کر ماں کو پھر خاص الگ کرکے گنا اور اوس کی اون سختیوں اور تکلیفوں کو جو اوسے حمل وولادت اور دو برس تک اپنے خون کا عطر پلانے میں پیش آئیں جن کے باعث اوس کا حق بہت اشد واعظم ہوگیا شمار فرمایا اسی طرح دوسری آیت میں ارشاد کرتا ہے وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهُ فِيْ عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ تاکید کی ہم نے آدمی کو اوس کے ماں باپ کے حق میں پیٹ میں رکھا اوسے اوس کی ماں نے سختی پر سختی اوٹھا کر اور اوس کا دودھ چھٹنا دو برس میں ہے یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا۔ یہاں ماں باپ کے حق کی کوئی نہایت نہ رکھی کہ اونھیں اپنے حق جلیل کے ساتھ شمار کیا فرماتا ہے شکر بجالا میرا اور اپنے ماں باپ کا اللہ اکبر اللہ اکبر وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم یہ دونوں آیتیں اور اسی طرح بہت حدیثیں دلیل ہیں کہ ماں کا حق باپ کے حق سے زائد ہے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں سالت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ای الناس اعظم حقا علی المرأۃ قال زوجہا قلت فای الناس حقا علی الرجل قال امہ یعنی میں نے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی عورت پر سب سے بڑا حق کس کا ہے فرمایا شوہر کا میں نے عرض کی اور مرد پر سب سے بڑا حق کس کا ہے فرمایا اوس کی ماں کا رواہ البزار بسند حسن والحاکم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں جاء رجل الی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ من احق الناس بحسن صحابتی قال امک قال ثم من قال امک قال ثم من قال امک قال ثم من قال ابوک ایک شخص نے خدمت اقدس حضور پُرنور صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ میں حاضر ہوکر عرض کی یا رسول اللہ سب سے زیادہ کون اس کا مستحق ہے کہ میں اوس کے ساتھ نیک رفاقت کروں فرمایا تیری ماں عرض کی پھر فرمایا تیری ماں عرض کی پھر فرمایا تیری ماں عرض کی پھر فرمایا تیرا باپ رواہ الشیخان فی صحیحہما تیسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اوصی الرجل بامہ اوصی الرجل بامہ اوصی الرجل بامہ اوصی الرجل بابیہ میں آدمی کو وصیت کرتا ہوں اوس کی ماں کے حق میں وصیت کرتا ہوں اوس کی ماں کے حق میں وصیت کرتا ہوں اوس کی ماں کے حق میں وصیت کرتا ہوں اوس کے باپ کے حق میں رواہ الامام احمد وابن ماجۃ والحاکم والبیھقی فی السنن عن ابی سلامۃ مگر اس زیادت کے یہ معنی ہیں کہ خدمت میں دینے میں باپ پر ماں کو ترجیح دے مثلا سو روپیہ ہیں اور کوئی وجہ خاص مانع تفضیل مادر نہیں تو باپ کو پچیس دے ماں کو پچھتر یا ماں باپ دونوں نے ایک ساتھ پانی مانگا تو پہلے ماں کو پلائے پھر باپ کو یا دونوں سفر سے آئے ہیں پہلے ماں کے پاؤں دبائے پھر باپ کے وعلٰی ھذا القیاس نہ یہ کہ اگر والدین میں باہم تنازع ہو تو ماں کا ساتھ دے کر معاذ اللہ باپ کے درپئے ایذا ہو یا اوس پر کسی طرح درشتی کرے یا اوسے جواب دے یا بے ادبانہ آنکھ ملا کر بات کرے یہ سب باتیں حرام اور اللہ عزوجل کی معصیت ہیں اور اللہ تعالٰی کی معصیت میں نہ ماں کی اطاعت نہ باپ کی تو اوسے ماں باپ میں کسی کا ایسا ساتھ دینا ہرگز جائز نہیں وہ دونوں اوس کی جنت ونار ہیں جسے ایذا دے گا دوزخ کا مستحق ہوگا والعیاذ باللہ تعالٰی معصیت خالق میں کسی کی اطاعت

نہیں اگر مثلاً ماں چاہتی ہے کہ یہ باپ کو کسی طرح کا آزار پہنچائے اور یہ نہیں مانتا تو وہ ناراض ہوتی ہے ہونے دے اور ہرگز نہ مانے ایسے ہی باپ کی طرف سے ماں کے معاملہ میں اون کی ایسی ناراضیاں کچھ قابل لحاظ نہ ہوں گی کہ یہ اون کی نری زیادتی ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی چاہتے ہیں بلکہ ہمارے علمائے کرام نے یوں تقسیم فرمائی ہے کہ خدمت میں ماں کو ترجیح ہے جس کی مثالیں ہم لکھ آئے اور تعظیم باپ کی زائد ہے کہ وہ اوس کی ماں کا بھی حاکم و آقا ہے عالمگیری میں ہے اذا تعذر علیہ جمع مراعاۃ حق الوالدین بان یتاذی احدھما بمراعاۃ الآخر یرجح حق الاب فیما یرجع الی التعظیم والاحترام وحق الام فیما یرجع الی الخدمۃ والانعام وعن علاء الائمۃ الخیاطی قال مشائخنا رحمھم اللہ تعالی الاب یقدم علی الام فی الاحترام والام فی الخدمۃ حتی لو دخلا علیہ فی البیت یقوم للاب ولو سألامنہ ماء ولم یأخذ من یدہ احدھما فیبدءُ بالام کذا فی القنیۃ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ احکم۔

مسئلہ رابعہ

مابین زن وشوہر حق زیادہ کس کا ہے اور کہاں تک

الجواب

زن وشوہر میں ہر ایک کے دوسرے پر حقوق کثیرہ واجب ہیں اون میں جو بجا نہ لائے گا اپنے گناہ میں گرفتار ہوگا ایک اگر ادائے حق نہ کرے تو دوسرا اسے دستاویز بناکر اوس کے حق ساقط نہیں کرسکتا مگر وہ حقوق کہ دوسرے کے کسی حق پر مبنی ہوں اگر یہ اوس کا ایسا حق ترک کرے وہ دوسرا اس کے یہ حقوق کہ اوس پر مبنی تھے ترک کرسکتا ہے جیسے عورت کا نان نفقہ کہ شوہر کے یہاں پابند رہنے کا بدلہ ہے اگر ناحق اوس کے یہاں سے چلی جائے گی جب تک واپس نہ آئے گی کچھ نہ پائے گی غرض واجب ہونے مطالبہ ہونے بے وجہ شرعی ادا نہ کرنے سے گنہگار ہونے میں تو حقوق زن وشوہر برابر ہیں ہاں شوہر کے حقوق عورت پر بکثرت ہیں اور اوس پر وجوب بھی اشد وآکد ہم اوس پر حدیث لکھ چکے کہ عورت پر سب سے بڑا حق شوہر کا ہے یعنی ماں باپ سے بھی زیادہ اور مرد پر سب سے بڑا حق ماں کا ہے یعنی زوجہ کا اوس سے بلکہ باپ سے بھی کم وذلک بما فضل اللہ بعضھم علیٰ بعض واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از شہر کہنہ ۱۷ شعبان ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ستار بجاتا ہے وصف اوس میں یہ ہیں حافظ قرآن ہے خاندان چشتیہ میں بیعت ہے بے دینوں سے نفرت رکھتا ہے خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے اوس کے مکان پر سب خورد وکلاں نمازی ہیں یعنی بالغ اور نابالغ کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے یہ وصف دیا ہے اور حکم خدا ورسول سے اوس کو کسی وقت میں انکار نہیں اگرچہ اوس کا ظاہر نقصان ہو۔ جب کوئی اوس کو ستار بجانے سے منع کرتا ہے تو جواب منع کرنے والے کو یوں دیتا ہے کہ بیشک میں خطاوار خدا تعالیٰ کا بلکہ از حد گنہگار ہوں کہ فی زمانہ مسلمانوں میں کوئی خطاوار مجھ سے بڑھ کر نہ ہوگا مگر ستار میں نے خدا تعالیٰ کے ذکر یاد کرنے کے واسطے سیکھا ہے وہ یاد کرنا یہ ہے کہ اکثر جانوروں کی بولیاں اس سے سمجھ میں آتی ہیں جو شخص عاقل اور ذی فہم ہیں اوس وقت خوب جان لیتے ہیں اس بات کو کہ ادنیٰ درجہ کی اشیاء خدا کے ذکر میں مشغول ہوں اور ہم اشرف المخلوقات ہوکر خدا تعالیٰ کی یاد سے غافل ہوں پھر بہت سا افسوس کرکے خدا تعالیٰ کے ذکر فکر میں مشغول ہوجاتے ہیں اس کو علم معرفت کہتے ہیں اور درجے چار ہیں شریعت۔ طریقت معرفت حقیقت علمائے دین سے ہر ایک کے معنی دریافت کرو یعنی شریعت کے معنی لغت میں کیا ہیں اور اصطلاح میں کیا اسی طرح پر طریقت معرفت حقیقت کے معنی بتاکر حکم فرمادیں کہ اس طرح پر خدا تعالیٰ سے محبت کا سلسلہ پیدا کرنا چاروں طریقوں میں منع ہے ان شاء اللہ تعالیٰ فوراً چھوڑدوں گا۔ بینوا توجروا۔

الجواب

شریعت طریقت حقیقت معرفت میں باہم اصلاً کوئی تخالف نہیں اس کا مدعی اگر بے سمجھے کہے تو نرا جاہل ہے اور سمجھ کر کہے تو گمراہ بد دین شریعت حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقوال ہیں اور طریقت حضور کے افعال اور حقیقت حضور کے احوال اور معرفت حضور کے علوم بے مثال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ الیٰ مالایزال قال المولیٰ

مسئلہ از امروہہ مرسلہ مولوی سید محمد شاہد صاحب میلاد خواں ۲۲ شعبان ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں بینوا توجروا۔

مسئلہ اولٰی

اللہ تعالٰی کو عاشق اور حضور پُر نور سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اس کا معشوق کہنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

ناجائز ہے کہ معنی عشق اللہ عزوجل کے حق میں محال قطعی ہیں اور ایسا لفظ بے ورود ثبوت شرعی حضرت عزت کی شان میں بولنا ممنوع قطعی ردالمحتار میں ہے مجرد ایھام المعنی المحال کاف فی المنع امام علامہ یوسف اردبیلی شافعی رحمہ اللہ تعالٰی کتاب الانوار لاعمال الابرار میں **اپنے احد شیخین مذہب** امام رافعی وہ ہمارے علمائے حنفیہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے نقل فرماتے ہیں لوقال انا اعشق اللہ او یعشقنی فمبتدع والعبارۃ الصحیحۃ ان یقول احبہ ویحبنی کقولہ تعالٰی یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ اسی طرح امام ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی نے اعلام میں نقل فرماکر مقرر رکھا **اقول** وظاھر ان منشأ الحکم لفظ یعشقنی دون ادعائہ لنفسہ الاتری الی قولہ ان العبارۃ الصحیحۃ یحبنی ثم الظاھر ان تکون العبارۃ بواو العطف کقولہ احبہ ویحبنی فیکون الحکم لاجل قولہ یعشقنی والا فلا یظھر لہ وجہ بمجرد قولہ اعشقہ فقد قال العلامۃ احمد بن محمد بن المنیر الاسکندری فی الانتصاف ردا علی الزمخشری تحت قولہ تعالٰی فی سورۃ المائدۃ یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ بعد اثبات ان محبۃ العبد للہ تعالٰی غیر الطاعۃ وانھا ثابتۃ واقعۃ بالمعنی الحقیقی اللغوی ما نصہ ثم اذا ثبت اجراء محبۃ العبد للہ تعالٰی علٰی حقیقتھا لغۃ فالمحبۃ فی اللغۃ اذا تأکدت سمیت عشقا فمن تأکدت محبتہ للہ تعالٰی وظھرت اثار تأکدھا علیہ من استیعاب الاوقات فی ذکرہ وطاعتہ فلا یمنع تسمی محبتہ عشقا اذ العشق لیس الا المحبۃ البالغۃ اھ لکن الذی فی نسختی الانوار ونسختین عندی من الاعلام انما ھو بأو فلیتأمل ولیحرر ثم اقول لست بغافل عما اخرج واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ثانیہ

کیا حکم شرع شریف کا اس بارے میں کہ مدینہ شریف کو (یثرب) کہنا جائز ہے یا نہیں اور جو شخص یہ لفظ کہے اوس کی نسبت کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

مدینہ طیبہ کو یثرب کہنا ناجائز وممنوع وگناہ ہے اور کہنے والا گنہگار رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں سمی المدینۃ یثرب فلیستغفر اللہ ھی طابۃ ھی طابۃ جو مدینہ کو یثرب کہے اوس پر توبہ واجب ہے مدینہ طابہ ہے مدینہ طابہ ہے رواہ الامام احمد بسند صحیح عن البراء ابن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں فتسمیتھا بذلک حرام لان الاستغفار انما ھو عن خطیئۃ یعنی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مدینہ طیبہ کا یثرب نام رکھنا حرام ہے کہ یثرب کہنے سے استغفار کا حکم فرمایا اور استغفار گناہ ہی سے ہوتی ہے) مولانا علی قاری رحمۃ الباری مرقاۃ شریف میں فرماتے ہیں قد حکی عن بعض السلف تحریم تسمیۃ المدینۃ بیثرب ویؤیدہ مارواہ احمد (فذکر الحدیث المذکور ثم قال) قال الطیبی رحمہ اللہ فظھر ان من یحقر شان ما عظمہ اللہ تعالٰی ومن وصف ما سماہ اللہ تعالٰی بالایمان بما لا یلیق بہ یستحق ان یسمی عاصیا اھ قرآن عظیم میں کہ لفظ یثرب آیا وہ رب العزۃ جل وعلا نے منافقین کا قول نقل فرمایا ہے وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَۃٌ مِّنْھُمْ یٰٓاَھْلَ یَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَکُمْ یثرب کا لفظ فساد وملامت سے خبر دیتا ہے وہ ناپاک اسی طرف اشارہ کرکے یثرب کہتے اللہ عزوجل نے اون پر رد کے لیے مدینہ طیبہ کا طابہ نام رکھا حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں یقولون یثرب وھی المدینۃ وہ اوسے یثرب کہتے ہیں اور وہ تو مدینہ ہے رواہ الشیخان عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان اللہ تعالٰی سمی المدینۃ طابۃ بیشک اللہ عزوجل نے مدینہ کا نام طابہ رکھا رواہ الائمۃ احمد ومسلم والنسائی عن جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ مرقاۃ میں ہے المعنی ان اللہ تعالٰی سماھا فی اللوح المحفوظ او امر نبیہ ان یسمیھا بھا ردا علی المنافقین فی تسمیتھا بیثرب ایماء الی تثریبھم فی الرجوع الیھا اوسی میں ہے قال النووی رحمہ اللہ قد حکی عن عیسٰی بن دینار ان من سماھا یثرب کتب علیہ خطیئۃ واما تسمیتھا فی القراٰن بیثرب فھی حکایۃ قول المنافقین الذین فی قلوبھم مرض بعض

اشعار اکابر میں کہ یہ لفظ واقع ہوا اون کی طرف سے عذر یہی ہے کہ اوس وقت اس حدیث وحکم پر اطلاع نہ پائی تھی جو مطلع ہوکر کہے اوس کے لئے عذر نہیں معہذا شرع مطہر شعر وغیر شعر سب پر حجت ہے شعر شرع پر حجت نہیں ہوسکتا مولانا شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اورا مدینہ نام نہاد از جہت تمدن واجتماع مردم واستیناس وایتلاف ایشاں دروے ونہی کرد از خواندن یثرب یا از جہت آنکہ نام جاہلیت است یا آنکہ نام جاہلیت است یا آنکہ مشتق از یثرب بمعنی ہلاک وفساد وتثریب بمعنی توبیخ وملامت ست یا بتقریب آنکہ یثرب در اصل نام صنمے یا یکے از جبابرہ بود وبخاری در تاریخ خود حدیثے آوردہ کہ یکبار یثرب گوید باید کہ دہ بار مدینہ گوید تا تدارک وتلافی آں کند ودر روایتے دیگر آمدہ باید کہ استغفار کند وبعضے گفتہ اند کہ تعزیر باید کرد قائل آں را وآنکہ در قرآن مجید آمدہ است یا اہل یثرب از زبان منافقان ست کہ بذکر آں قصد اہانت آں می کردند عجب کہ بر زبان بعضے اکابر در اشعار لفظ یثرب آمدہ انتہی واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہٗ۔

مسئلہ ثالثہ

کیا ارشاد ہے علمائے دین متین کا اس مسئلہ میں کہ مجالس میلاد شریف میں شہادت نامہ کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

شہادت نامے نظم یا نثر جو آجکل عوام میں رائج ہیں اکثر روایات باطلہ وبے سروپا سے مملو اور اکاذیب موضوعہ پر مشتمل ہیں ایسے بیان کا پڑھنا سننا وہ شہادت نامہ ہو خواہ کچھ اور مجلس میلاد مبارک میں ہو خواہ کہیں اور مطلقاً حرام وناجائز ہے خصوصاً جبکہ وہ بیان ایسے خرافات کو متضمن ہو جس سے عوام کے عقائد میں تزلزل آئے کہ پھر تو اور بھی زیادہ زہر قاتل ہے ایسے ہی وجوہ پر نظر فرماکر امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ وغیرہ ائمہ کرام نے حکم فرمایا کہ شہادت نامہ پڑھنا حرام ہے امام علامہ ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی صواعق محرقہ میں فرماتے ہیں قال الغزالی وغیرہ یحرم علی الواعظ وغیرہ روایۃ مقتل الحسن والحسین وحکایاتہ الخ پھر فرمایا ماذکر من حرمۃ روایۃ قتل الحسین ومابعدہ لاینافی ماذکرتہ فی ھذاالکتاب لان ھذاالبیان الحق الذی یجب اعتقادہ من جلالۃ الصحابۃ وبراء تھم من کل نقص بخلاف مایفعلہ الوعاظ الجھلۃ فانھم یاتون بالاخبار الکاذبۃ والموضوعۃ ونحوھا ولایبینون المحامل والحق الذی یجب اعتقادہ الخ یوہیں جبکہ اوس سے مقصود غم پروری وتصنع حزن ہو تو یہ نیت بھی شرعاً نامحمود شرع مطہر نے غم میں صبر وتسلیم اور غم موجود کو حتی المقدور دل سے دور کرنے کا حکم دیا ہے نہ کہ غم معدوم بتکلف وزور لانا نہ کہ بتصنع وزور بنانا نہ کہ اوسے باعث قربت وثواب ٹھہرانا یہ سب بدعات شنیعہ روافض ہیں جن سے سنی کو احتراز لازم۔ حاشا للہ اس میں کوئی خوبی ہوتی تو حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی وفات اقدس کی غم پروری سب سے زیادہ اہم وضروری ہوتی دیکھو حضور اقدس صلوات تعالٰی وسلامہ علیہ وعلٰی آلہ کا ماہ ولادت وماہ وفات وہی ماہ مبارک ربیع الاول شریف ہے پھر علمائے اُمت وحامیان سنّت نے اوسے ماتم وفات نہ ٹھہرایا بلکہ موسم شادی ولادت اقدس بنایا امام ممدوح کتاب موصوف میں فرماتے ہیں ایاہ ثم ایاہ ان یشغلہ (ای یوم عاشوراء) ببدع الرافضۃ ونحوھم من الندب والنیاحۃ والحزن اذلیس ذلک من اخلاق المؤمنین والالکان یوم وفاتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اولی بذلک واحری الخ عوام مجلس خواں اگرچہ بالفرض صرف روایات صحیحہ بروجہ صحیح پڑھیں بھی تاہم جو اون کے حال سے آگاہ ہے خوب جانتا ہے کہ ذکر شہادت شریف پڑھنے سے اون کا مطلب یہی بہ تصنع رونا بہ تکلف رولانا اور اس رونے رولانے سے رنگ جمانا ہے اس کی شناعت میں کیا شبہہ ہے ہاں اگر خاص بہ نیت ذکر شریف حضرات اہل بیت طہارت صلی اللہ تعالٰی علٰی سیدہم وعلیہم وبارک وسلم اون کے فضائل جلیلہ ومناقب جمیلہ روایات صحیحہ سے بروجہ صحیح بیان کرتے اور اوس کے ضمن میں اون کے فضل جلیل صبر جمیل کے اظہار کو ذکر شہادت مبارک بھی آجاتا اور غم پروری وماتم انگیزی کے انداز سے کامل احتراز ہوتا تو اس میں حرج نہ تھا مگر ہیہات اون کے اطوار اون کے عادات اس نیت خیر سے یکسر جُدا ہیں ذکر فضائل شریف مقصود ہوتا تو کیا اون محبوبان خدا کی فضیلت صرف یہی شہادت تھی بے شمار مناقب عظیمہ اللہ عزّوجل نے اونھیں عطا فرمائے اونھیں چھوڑ کر اسی کو اختیار کرنا اور اوس میں طرح طرح سے بالفاظ رقت خیز ونوحہ نما ومعانی حزن انگیز وغم فزا بیان کو وسعتیں دینا اونھیں مقاصد فاسدہ کی خبریں دے رہا ہے غرض عوام کے لیے اس میں کوئی وجہ سالم نظر آنا سخت دُشوار ہے۔ پھر مجلس ملائک مانس میلاد اقدس تو عظیم شادی وخوشی وعید اکبر کی مجلس ہے اذکار غم وماتم اوس کے مناسب نہیں فقیر اوس میں ذکر وفات والا

بھی جیسا کہ بعض عوام میں رائج ہے پسند نہیں کرتا حالانکہ حضور کی حیات بھی ہمارے لیے خیر اور حضور کی وفات بھی ہمارے لیے خیر صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس تحریر کے بعد علامہ محدث سیدی محمد طاہر فتنی قدس سرہ الشریف کی تصریح نظر فقیر سے گزری کہ اونھوں نے بھی اس رائے فقیر کی موافقت فرمائی والحمدللہ رب العٰلمین آخر کتاب مستطاب مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں شھر السرور والبھجۃ مظھر منبع الانوار والرحمۃ شھر ربیع الاول فانہ شھر امرنا باظھار الحبور فیہ کل عام فلا نکدرہ باسم الوفاۃ فانہ یشبہ تجدید الماتم وقد نصوا علی کراھتہ کل عام فی سیدنا الحسین مع انہ لیس لہ اصل فی امھات البلاد الاسلامیۃ وقد تحاشوا عن اسمہ فی اعراس الاولیاء فکیف بہ فی سید الاصفیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یعنی ماہ مبارک ربیع الاول خوشی وشادمانی اور سرچشمۂ انوار ورحمت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا زمان ظہور ہے ہمیں حکم ہے کہ ہر سال اوس میں خوشی ظاہر کریں تو ہم اوسے وفات کے نام سے مکدر نہ کریں گے کہ یہ تجدید ماتم کے متشابہ ہے اور بیشک علماء نے تصریح کی کہ ہر سال جو سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ماتم کیا جاتا ہے مکروہ ہے اور خاص اسلامی شہروں میں اوس کی اصل نہیں اور اولیائے کرام کے عُرسوں میں نام ماتم سے احتراز کرتے ہیں تو حضور پُرنور سید الاصفیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے معاملہ میں اسے کیونکر پسند کرسکتے ہیں فالحمد للہ علی ما الھم واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم رہا شہادت نامہ تعزیہ داری کے احکام میں فرق جاننا وہ ایک مقدمۂ نفیسہ کی تمہید پر موقوف ہے فاقول وباللہ التوفیق شے کے لیے ایک حقیقت ہوتی ہے اور کچھ امور زوائد کہ لوازم یا عوارض ہوتے ہیں احکام شرعیہ شے پر بحسب وجود ہوتے ہیں مجرد اعتبار عقلی ناصالح وجود مطمح نظر احکام شرع نہیں ہوتا کہ فقہ افعال مکلفین سے باحث ہے جو فعلیت میں آہی نہیں سکتا موضوع سے خارج ہے تغایر اعتبار سے تغیر احکام وہیں ہوسکتا ہے جہاں وہ اعتبارات واقعیہ مفارقہ متعاقبہ ہوں کہ شے کبھی ایک کے ساتھ پائی جائے کبھی دوسرے کے تو ہر ذوانحائے وجود کے اعتبار سے مختلف حکم دیا جاسکتا ہے اور ایسی ہی جگہ متصور ہے کہ نفس شے کا حکم اون بعض احکام شے مع بعض الاعتبارات سے جُدا ہو مگر زوائد کہ لوازم وجود ہوں اون کے حکم سے جُدا کوئی حکم حقیقت کے لیے نہ ہوگا کہ لازم سے انفکاک محال ہے۔ جب لوازم میں یہ حال ہے تو ارکان حقیقت کہ سنخ ماہیت میں داخل ہوں اون سے قطع نظر قطعًا ناممکن پھر ماہیات عرفیہ میں رکنیت تابع عرف ہے اوس کے بعض اجزا سے سلخ ماہیت تغیر اعتبار شے نہیں بلکہ تغیر ماہیت عرفیہ ہے۔ مثلاً نماز عرف شرع میں مجموع ارکان مخصوصہ بہیأت معلومہ کا نام ہے اب اگر کوئی ان ارکان سے جُدا بلکہ تبدیل ہیأت ہی کے ساتھ ایک صورت کا نام نماز رکھے جو قعود سے شروع اور قیام پر ختم ہو اور اوس میں رکوع پر سجود مقدم تو یہ حقیقت نماز ہی کی تبدیل ہوگی نہ کہ حقیقت حاصل اور اعتبار متبدل۔ جب یہ مقدمہ ممہد ہوگیا فرق احکام ظاہر ہوگیا شہادت نامہ پڑھنے کی حقیقت عرفیہ صرف اسی قدر ہے کہ شہادت شریفۂ حضرات ریحانین رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہما وسلم مسلمانوں کے سامنے پڑھا جائے معاذاللہ روایات کا موضوع وباطل یا ذکر کا تنقیص شان صحابہ پر مشتمل ہونا ہرگز نہ داخل حقیقت ہے نہ لازم وجود ولہٰذا جو لوگ روایات صحیحہ معتبرۂ نظیفۂ مطہرہ مثل سر الشہادتین وغیرہ پڑھتے ہیں اوسے بھی قطعًا شہادت نامہ ہی پڑھنا اور مجلس کو مجلس شہادت ہی کہتے ہیں تو معلوم ہوا کہ وہ امور نامشروعہ کہ عارض ہوگئے ہنوز عوارض ہی سمجھے جاتے ہیں اور عوارض قبیحہ سے نفس شے مباح یا حسن قبیح نہیں ہوجاتی بلکہ وہ اپنی حد ذات میں اپنے حکم اصلی پر رہتی اور نہی عوارض قبیحہ کی طرف متوجہ ہوتی ہے کہ جیسے ریشمیں کپڑے پہن کر نماز پڑھنا کہ نفس ذات نماز کو معاذاللہ قبیح نہ کہیں گے بلکہ اس عارض زائد کو تو شہادت ناموں میں ان عوارض کا لحوق بعینہ ایسا ہے جیسے آجکل بعض جہال ہندوستان نے مجلس میلاد مبارک میں روایات موضوعہ وقصص بے سروپا بلکہ کلمات توہین ملائکہ وانبیاء علیہم الصلاۃ والثنا پڑھنا اختیار کیا ہے۔ اس سے حقیقت مجلس متبدل نہ ہوئی نہ عوارض نے دائرۂ عروض سے آگے قدم رکھا جو مجالس طیبہ طاہرہ ہوتی ہیں اونھیں بھی قطعًا مجالس میلاد ہی کہا جاتا ہے اور ہرگز کسی کو یہ گمان نہیں ہوتا کہ یہ کوئی دوسری شے ہے جو اون مجالس سے حقیقت جُداگانہ رکھتی ہے بخلاف تعزیہ داری کہ اوس کا آغاز اگرچہ یوہیں سُنا گیا ہے کہ سلطان تیمور نے ازانجا کہ ہر سال حاضری روضۂ مقدسۂ حضور سید الشہدا شہزادۂ گلگوں قبا علی جدہ الکریم وعلیہ الصلاۃ والثنا کو مخل امور سلطنت دیکھا بنظر شوق وتبرک تمثال روضۂ مبارک بنوائی اور اس قدر میں کوئی حرج شرعی نہ تھا مگر یہ امر حقیقت متعارفہ سے وجودًا وعدمًا بالکل بے علاقہ ہے اگر کوئی شخص روضہ انور مدینۂ منورہ وکعبہ معظمہ کے نقشوں کی طرح کاغذ پر تمثال روضۂ حضرت سید الشہدا آئینے میں لگا کر رکھے ہرگز نہ اوسے تعزیہ کہیں گے نہ اوس شخص کو تعزیہ دار۔ حالانکہ اوتنا امر قطعًا موجود ہے اور یہ ہر سال صدہا نئی نئی تراش خراش کی کھچی پچی بنیاں کسی میں براق کسی میں پریاں جو گلی کوچے گشت کرائی جاتی ہیں ہرگز تمثال روضۂ مبارکۂ حضرت سید الشہدا نہیں کہ تمثال ہوتی تو ایک طرح کی نہ کہ صدہا مختلف انھیں ضرور تعزیہ اور ان کے مرتکب کو تعزیہ دار کہا جاتا ہے تو بداہۃً ظاہر کہ حقیقت

تعزیہ داری انھیں امور نامشروعہ کا نام ہے نہ یہ کہ نفس حقیقت عرفیہ وہی امر جائز ہو اور یہ نامشروعات امور زوائد و عوارض مفارقہ سمجھے جاتے ہوں و لہٰذا فقیر نے اپنے فتاویٰ میں اس قدر مباح کو ذکر کرکے کہا کہ جہال بے خرد نے اس اصل جائز کو بالکل نیست و نابود کرکے الخ اور آخر میں کہا اب کہ تعزیہ داری اس طریقۂ نامرضیہ کا نام ہے یہ قطعاً بدعت و ناجائز و حرام ہے یہ اوسی فرق جلیل و نفیس کی طرف اشارہ تھا جو اس مقدمۂ ممہدہ میں گزرا بالجملہ شہادت نامے کی حقیقت ہنوز وہی امر مباح و محمود ہے اور شنائع زوائد و عوارض اگر اون سے خالی اور نیت نامحمود سے پاک ہو ضرور مباح ہے اور تعزیہ داری کی حقیقت ہی یہ امور ناجائزہ ہیں اوس قدر جائز سے جسے کوئی تعلق نہ رہا نہ اوس کے وجود سے موجود ہوتی ہے نہ اوس کے عدم سے معدوم تو یہ فی نفسہ ناجائز و حرام ہے اس کی نظیر امم سابقہ میں آغاز اصنام ہے ودّ و سواع و یغوث و یعوق و نسر صالحین تھے اون کے انتقال پر اون کی یاد کے لیے اون کی صورتیں تراشیں بعد مرور زمان پچھلی نسلوں نے اونھیں کو معبود سمجھ لیا تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اب بتوں کی حالت اپنی اوسی ابتدائی حقیقت پر باقی تھی یہ شنائع زوائد و عوارض خارجہ تھے و لہٰذا شرائع الٰہیہ مطلقاً اون کے رد و انکار پر نازل ہوئیں بخاری وغیرہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی کانوا اسماء رجال صالحین من قوم نوح فلما هلکوا اوحی الشیطان الی قومهم ان انصبوا الی مجالسهم التی کانوا یجلسون انصابا و سموها باسمائهم ففعلوا فلم تعبد حتی اذا هلك اولئك و نسخ العلم عبدت فاکہی عبداللہ بن عبید بن عمیر سے راوی قال اول ما حدثت الاصنام علی عهد نوح وکانت الابناء تبر الاباء فمات رجل منهم فجزع علیه ابنه فجعل لا یصبر عنه فاتخذ مثالا علی صورته فکلما اشتاق الیه نظره ثم مات ففعل به کما فعل ثم تتابعوا علی ذلك فمات الاباء فقال الابناء ما اتخذ هذه اٰباؤنا الا انها کانت الهتهم فعبدوها یہ فرق نفیس خوب یاد رکھنے کا ہے کہ اسی سے غفلت کرکے وہابیہ اصل حقیقت پر حکم عوارض لگاتے اور تعزیہ دار تبدیل حقیقت کو اختلاف عوارض ٹھہراتے اور دونوں سخت خطائے فاحش میں پڑجاتے ہیں۔ وباللہ العصمۃ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ رابعہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مجالس میلاد میں امردوں کو بازو بنا کر پڑھنا درست ہے یا نہیں اور وہ کون سی حالتیں ہیں جن کے سبب سے مولود کا پڑھنا سننا ناجائز ہوجاتا ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

امرد کہ اپنی خوبصورتی یا خوش آوازی سے محل اندیشۂ فتنہ ہو خوش الحانی میں اوسے بازو بنانے سے ممانعت کی جائے گی فان هذا الشرع المطهر جاء بسد الذرائع واللہ لا یحب الفساد منقول ہے کہ عورت کے ساتھ دو شیطان ہوتے ہیں اور امرد کے ساتھ ستر علما فرماتے ہیں خوبصورت امرد کا حکم مثل عورت کے ہے فی ردالمحتار عن الهندیة عن الملتقط الغلام اذا بلغ مبلغ الرجال ولم یکن صبیحا فحکمه حکم الرجال وان کان صبیحا فحکمه حکم النساء علما نے اباحت سماع کے شرائط میں یہ بھی شمار فرمایا کہ اون میں کوئی امرد نہ ہو فی ردالمحتار عن التتارخانیة عن العیون له شرائط ستة ان لا یکون فیهم امرد الخ وہ پڑھنا سننا جو منکرات شرعیہ پر مشتمل ہو ناجائز ہے جیسے روایات باطلہ و حکایات موضوعہ و اشعار خلاف شرع خصوصاً جن میں توہین انبیاء و ملٰئکہ علیہم الصلاۃ والسلام ہو کہ آجکل کے جاہل نعت گویوں کے کلام میں یہ بلائے عظیم بکثرت ہے حالانکہ وہ صریح کلمہ کفر ہے والعیاذ باللہ تعالٰی واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از کلکتہ دھرم تلا نمبر ۶ مرسلہ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب ۱۲ رمضان مبارک ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ریشمیں کپڑا مرد کو پہننا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

نہ بلکہ حرام ہے حدیث میں اوس پر سخت وعیدیں وارد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لا تلبسوا الحریر فانه من لبسه فی الدنیا لم یلبسه فی الاٰخرة ریشم نہ پہنو کہ جو اوسے دنیا میں پہنے گا آخرت میں نہ پہنے گا رواہ الشیخان عن امیر المؤمنین عمر والنسائی وابن حبان والحاکم وصححه عن ابی سعید الخدری والحاکم عن ابی هریرة وابن حبان عن عقبة بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنهم اجمعین نسائی کی ایک روایت میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

من لبسہ فی الدنیا لم یدخل الجنۃ جو دُنیا میں ریشم پہنے گا جنّت میں نہ جائے گا رواہ عن امیر المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انما یلبس الحریر من لاخلاق لہ فی الاٰخرۃ ریشم وہ پہنے گا جس کے لیے آخرت میں کچھ حصّہ نہیں رواہ الشیخان واللفظ للبخاری رضی اللہ تعالٰی عنہ ایک حدیث میں ہے حضور والا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا من لبس ثوب حریر البسہ اللہ عزوجل یوم القیٰمۃ ثوبا من النار جو ریشم پہنے گا اللہ عزوجل اوسے قیامت کے دن آگ کا کپڑا پنھائے گا رواہ احمد والطبرانی عن جویرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں من لبس ثوب حریر البسہ اللہ تعالٰی یومًا من نار لیس من ایامکم ولکن من ایام اللہ تعالٰی الطوال جو ریشم پہنے اللہ تعالٰی اوسے ایک دن کامل آگ پنھائے گا وہ دن تمہارے دنوں میں سے نہیں بلکہ اللہ تعالٰی کے اون لمبے دنوں سے یعنی ہزار برس کا ایک دن قال تعالٰی وَاِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ٥ رواہ الطبرانی سیدنا مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کی حدیث میں ہے میں نے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور نے اپنے دہنے ہاتھ میں ریشم اور بائیں میں سونا لیا پھر فرمایا ان ھذین حرام علی ذکور امتی بیشک یہ دونوں میری اُمت کے مردوں پر حرام ہیں رواہ ابوداود والنسائی واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از کانپور مرسلہ مولوی وصی احمد صاحب سورتی ۱۲ ماہ رمضان المبارک ۱۳۱۱ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ ایک بُت پرست کافر نے اپنے بُت کے نام بغرض تقرب روپیہ اوٹھا رکھا اسی مبلغ منذور سے بایں نیت اسباب اکل وشرب خریدا کہ خاص دن جس میں نذرادا کی جاتی ہے دعوت کھلائی جائے جب وہ دن آپہنچا تو وہ ہندو اہل اسلام سے کہنے لگا میری نیت ہے کہ میں تمام اہل اسلام کو للہ اس مال مذکور سے کھلاؤں اسی موجب اس ہندو نے مسلمانوں کو بکرے چاول وغیرہا دیے بروقت دینے کے مکرر کہہ کر للہ دیتا ہوں کہا بعض مسلمانوں نے وہ مال منذور قبول کیا آپس میں پکا کر دعوتیں کیں بعض لوگ باز رہے لہذا باہمی اختلاف واقع ہوا ہے آپ للہ جواب سے سرفراز فرمائیں آیا اوس کافر کا قول جو للہ دیتا ہوں کہا معتبر ہے یا نہیں کھانا درست ہوگا یا نہیں درصورت ثانی جو لوگ کھا چکے ہیں وہ لوگ کس امر کے مرتکب ہوئے مفصل تحریر ہو بینوا بالکتاب توجروا بالثواب۔

الجواب

کافر مشرک کا کوئی عمل للہ نہیں فان الکفر ھو الجھل باللہ فاذا جھلہ فکیف یعمل لہ مسلمان مال مذکور (نا مکمل)

مسئلہ از کلکتہ دھرم تلا نمبر ۶ مرسلہ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب ۹ ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سونے چاندی گلٹ ریشم کی چین گھڑی میں لگانا اور اوسے لگا کر نماز پڑھنا کیسا ہے بینوا توجروا۔

الجواب

سونے چاندی کی چین تو مطلقًا منع ہے اگرچہ انگرکھے میں نہ لگائی جائے صرف کھونٹی میں لٹکائیں یا گھڑی کے بکس میں گھڑی رکھیں اور جو چیز ممنوع ہے اوس کے ساتھ نماز میں کراہت آئے گی اور گلٹ میں اگر چاندی زائد یا برابر ہے تو اوس کا حکم بھی چاندی کا ہے اور اگر تانبا غالب ہے تو اوس میں اور ریشم کی چین میں جب کہ وہ انگرکھے میں نہ لگائی جائیں کوئی حرج نہیں رہا انگرکھے میں لگانا اگر یہ لگانا پہننے کے مشابہ ٹھہرے تو مکروہ ہوگا اور اوس سے نماز بھی مکروہ کہ پہننا تانبے اور ریشم کا ممنوع ہے اور جو ممنوع کے مشابہ ہے مکروہ ہے اور اگر پہننے کے مشابہ نہ ٹھہرے تو نہ اوس میں حرج نہ نماز میں کراہت علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام اسی طرف ناظر کہ یہ پہننے سے مشابہ نہیں مگر فقیر کو اس میں تامل ہے اور وہ خود بھی اس پر جزم نہیں رکھتے اور اسے لکھ کر تامل کا حکم فرماتے ہیں تو بہتر اس سے احتراز ہی ہے واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از بلگرام شریف محلہ میدانپورہ مرسلہ حضرت سید ابراہیم صاحب ۱۸ ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جواب سلام کُفار ہنود کن الفاظ میں دیا جاوے اور خود بھی ضرورت اور بے ضرورت اون کو سلام کرے تو کس طور سے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

کافر کو بے ضرورت ابتدا بسلام ناجائز ہے نص علیہ فی الحدیث والفقہ اور ہندوستان میں وہ طرق تحیت جاری ہیں کہ بضرورت بھی اونھیں سلام شرعی کرنے کی حاجت نہیں خلاً یہی کافی کہ لالہ صاحب بابو صاحب منشی صاحب یا بے سر جُھکائے سر پہ ہاتھ رکھ لینا وغیرہ ذالک کافر اگر بے لفظ سلام سلام

کرے تو ایسے ہی الفاظ رائجہ جواب میں بس ہیں اور بلفظ سلام ابتدا کرے تو علما فرماتے ہیں جواب میں وعلیک کہے مگر یہ لفظ یہاں مخصوص باہل اسلام ٹھہرا ہوا ہے اور وہ کافر بھی اسے جواب سلام نہ سمجھے گا بلکہ اپنے ساتھ استہزا خیال کرے گا تو جس لفظ سے مناسب جانے جواب دے دے اگرچہ سلام کے جواب میں سلام ہی کہکر فقد نص محمد انہ ینوی فی الجواب السلام فافھم واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از اوجین مکان میر خادم علی صاحب اسسٹنٹ مرسلہ حاجی یعقوب علی خاں ۷ ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ

چہ می فرمایند علمائے راہ شریعت وطریقت ومفتیان مطارع حقیقت ومعرفت دریں مسئلہ کہ مرشدان چند مُریدان خود را ہدایت سخت بپابوسی بدہن کنانیدہ می بوسانند ومی گویند کہ ایں درست ست وبرمزار بزرگان دین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین خم شدہ سلام نمایند وبرقبر بوسہ می دہند مانند رفاض ایں فعل در شریعت وطریقت درست ست یا اشد شرک وکُفر بیان فرمایند بعبارت کتب کہ عنداللہ ماجور وعندالناس مشکور خواہند شد۔

الجواب

بوسۂ قبر بمذہب راجح ممنوع است فی شرح عین العلم لعلی القاری ولایمس ای القبر ولا التابوت والجدار فورد النھی عن مثل ذلك بقبرہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فکیف بقبور سائر الانام ولا یقبل فانہ زیادۃ علی المس فھو اولی بالنھی ہمچناں خم شدہ سلام دادن فی حدیث انس رضی اللہ تعالٰی عنہ عند الترمذی قال اینحنی لہ قال لا اما چیزے ازینہا شرک وکفر نتواں بود ایں غلو وہابیہ ضالہ است ودست وپائے اولیا وعلما را بوسہ دادن زنہار ممنوع ہم نیست بلکہ ثابت ودرست ست وفد عبدالقیس رضی اللہ تعالٰی عنہم چوں بخدمت اقدس حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رسیدند واز دور نگاہ شان برجمال جہاں آرائے حضور اقدس سید المحبوبین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم افتاد بے تابانہ خود را ازپشت سواریہا افگندند ودواں دواں بحضور رسیدہ بوسہ بردست وپائے اقدس دادند سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انکار نفرمودہ امام بخاری در ادب مفرد وامام ابوداؤد در سنن وبیہقی از زارع بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کنند فجعلنا نتبادر فنقبل ید رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ورجلہ ودر حدیث ست کہ زنے از شوئے خودش گلہ پیش حضور پُرنور صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ وعلٰی آلہ آورد حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود آیا تو اورا دشمن میداری عرضہ داد بلے حضور والا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مر اورا وشوہر اورا فرمود سرہائے خود نزدیک کنید ہمچناں کردند سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پیشانی زن برپیشانی مرد نہادہ دُعا کرد کہ خدایا میان ایناں الفت نہ ویکے را محبوب دیگرے کُن باز آں زن بخدمت انور رسید وبوسہ بردہن وپائے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم چید سرور جہانیاں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پُرسید کہ حالا تو وشوے تو برچہ حالہ عرضہ داد کہ ہیچ نو وکہن وہیچ پسر نیز مرا نزد وے محبوب تر نیست سید اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود من گواہی می دہم کہ من رسول خدایم عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ گفت ومن گواہی می دہم کہ تو رسول خدائے۔ فقیر گوید ومن فقیر یکے از سگان کوئے شما گواہی میدہم کہ واللہ العظیم تو رسول خدائے صلی اللہ تعالٰی علیک وسلم وعلٰی آلک وصحبک وبارک وکرم البیھقی عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما ان امرأۃ شکت زوجھا النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال اتبغضنیہ قالت نعم قال ادنیا رؤسکما فوضع جبھتھا علی جبھتہ زوجھا ثم قال اللّٰھم الف بینھما وحبب احدھما الی صاحبہ ثم لقیۃ المرأۃ بعد ذلك فقبلت رجلیہ فقال کیف انت وزوجک قالت ماطارف ولا تالد ولا ولد باحب الی منہ فقال اشھد انی رسول اللہ قال عمر وانا اشھد انك رسول اللہ ونیز در حدیث ست کہ مردے حاضر خدمت شدہ عرضہ داشت کہ یارسول اللہ مرا چیزے بنما کہ بادیقینم فزاید فرمود بسوئے ایں درخت رفتہ اورا بخواں رفت گفت کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ترا میخواند درخت ہماندم آمد وبرسید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سلام گفت بازگرد بازگشت سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم آں صحابی را پروانگی داد تا بوسہ برسر مبارک وہر دو پائے اقدس زد الحاکم فی المستدرک وقال صحیح الاسناد ان رجلا الی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال یارسول اللہ ارنی شیئا ازدد بہ یقینا فقال اذھب الی تلك الشجرۃ فادعھا فذھب الیھا فقال ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یدعوك فجاءت حتی سلمت علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال لھا ارجعی فرجعت قال ثم اذن فقبل راسہ ورجلیہ وقال لو کنت آمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا امام اجل سیدنا جعفر صادق وامام سفیان ثوری ومقاتل بن حبان وحماد بن سلمہ وغیرھم ائمہ مجتہدین پیش امام اعظم سیدنا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ وعنہم آمدہ گفتند بما رسیدہ است کہ تو در مسائل قیاس بکثرت میکنی امام با ایشاں مناظرہ کردہ مذہب خود پیش نمود وگفت کہ پیش ازہمہ عمل بقرآن عظیم میکنم باز بحدیث باز باجماع باز باقوال صحابہ وچوں دریں ہمہ نیابم آں گاہ

براہ قیاس شتابم ایں مناظرہ در مسجد جامع کوفہ روز جمعہ از آغاز نہار تا وقت زوال جاری بود آخرہا ہمہ ائمہ مذکورین برخاستند و بوسہ بر سر و زانوئے امام اعظم دادند و گفتند تو سردار علمائی پیش ازیں انچہ نادانستہ بحق تو گفتہ بودیم بما عفو کن امام گفت حق جل وعلا ما وشما ہمہ را مغفرت کناد الامام العارف الشعرانی قدس سرہ فی المیزان کان ابومطیع یقول کنت عند الامام ابی حنیفۃ فی جامع الکوفۃ فدخل علیہ سفین الثوری ومقاتل بن حبان وحماد بن سلمۃ و جعفر الصادق وغیرھم من الفقہاء فکلموا الامام اباحنیفۃ وقالوا قد بلغنا انک تکثر من القیاس فی الدین وانا نخاف علیک منہ فان اول من قاس ابلیس مناظرھم من بکرۃ نہار الجمعۃ الی الزوال وعرض علیھم مذھبہ وقال انی اقدم العمل بالکتاب ثم بالسنۃ ثم باقضیۃ الصحابۃ مقدما ما اتفقوا علیہ علی ما اختلفوا فیہ وحینئذ اقیس فقاموا کلھم وقبلوا یدیہ ورکبتہ وقالوا لہ انت سید العلماء فاعف عنا فیما مضی منا من وقیعتنا فیک بغیر علم فقال غفر اللہ لنا ولکم اجمعین انتھی واللہ سبحنہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اہل اسلام میں سے کوئی شخص بغرض تماشہ دیکھنے کے کسی میلے اہل ہنود کے میں قصداً جائے تو اوس کی عورت نکاح سے باہر ہوجاتی ہے یا نہیں اگرچہ وہ شخص یہ تو جانتا ہے کہ ہنود کے میلے میں جانا گناہ ہے اور اوس شخص کے واسطے کیا حکم ہے جو کسی رئیس قوم ہنود کا ملازم ہے وہ بوجہ ملازمت کے اپنے آقا کے ساتھ مجبوراً جائے بینوا توجروا۔

الجواب

کافروں کے میلے میں جانے سے آدمی کافر نہیں ہوتا کہ عورت نکاح سے نکل جائے جو لوگ ایسے فتوے دیتے ہیں شریعت مطہرہ پر افترا کرتے ہیں البتہ اوس میں شریک ہونا مسلمان کو منع ہے حدیث میں ہے من کثر سواد قوم فھو منھم دوسری حدیث میں ہے من جامع المشرک وسکن معہ فانہ مثلہ علما فرماتے ہیں مسلمان کو چاہیے کہ مجمع کفار پر ہوکر نہ گزرے کہ اون پر لعنت اُترتی ہے اور پر ظاہر کہ اون کا میلا صدہا کفر کے شعار اور شرک کی باتوں پر مشتمل ہوگا اور یہ ممانعت وازالہ منکر پر قادر نہ ہوگا تو خواہی نخواہی گونگا شیطان اور کافر کا تابعدار ہوکر مجمع کفار میں رہنا اور اون کے کفریات کو دیکھنا سُننا مسلمان کی ذلت ہے اور کافر کی نوکری مسلمان کے لیے وہی جائز ہے جس میں اسلام ومسلم کی ذلت کا نہ ہو نص علیہ العلماء کما فی الغمز وغیرہ عندالله کے ذمہ ہے اور اوس کے راستے کُھلے ہوئے تو عذر مجبوری غلط ہے واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعد حقوق والدین کے اوستاد کے حقوق کس قدر ہیں جس اوستاد نے کچھ علوم دینی اور دُنیوی کی تعلیم کی ہو اور اون علوم کے فیضان سے منافع دُنیاوی اوس کو و نیز دینی حاصل ہوئے ہوں ایسے اوستاد کے کچھ حقوق از روئے آیہ شریفہ و حدیث صحیح سے بیان فرمائیے گا بینوا توجروا۔

الجواب

عالمگیری میں و نیز امام حافظ الدین کردری سے ہے قال الزندویستی حق العالم علی الجاھل وحق الاستاذ علی التلمیذ واحد علی السواء وھو ان لایفتح بالکلام قبلہ ولایجلس مکانہ وان غاب ولایرد علی کلامہ ولایتقدم علیہ فی مشیہ یعنی فرمایا امام زندویستی نے عالم کا حق جاہل اور اُستاذ کا شاگرد پر یکساں ہے اور وہ یہ کہ اوس سے پہلے بات نہ کرے اور اوس کے بیٹھنے کی جگہ اوس کے غیبت میں بھی نہ بیٹھے اور چلنے میں اوس سے آگے نہ بڑھے اوسی میں غرائب سے ہے ینبغی للرجل ان یراعی حقوق استاذہ وادابہ لایفتن بشئ من مالہ آدمی کو چاہیے کہ اپنے اُستاد کے حقوق واجب کا لحاظ رکھے اپنے مال میں کسی چیز سے اوس کے ساتھ بخل نہ کرے یعنی جو کچھ اوسے درکار ہو بخوشی خاطر حاضر کرے اور اوس کے قبول کرلینے میں اوس کا احسان اور اپنی سعادت جانے اوسی میں تاتارخانیہ سے ہے یقدم حق معلمہ علی حق ابویہ وسائر المسلمین ویتواضع لمن علمہ خیرا ولو حرفا ولاینبغی ان یخذلہ ولایستاثر علیہ احدا فان فعل ذلک فقد فصم عروۃ من عری الاسلام ومن اجلالہ ان لایقرع بابہ بل ینتظر خروجہ اھ مختصرا یعنی اُستاد کے حق کو اپنے ماں باپ اور تمام مسلمانوں کے حق سے مقدم رکھے اور جس نے اسے اچھا علم سکھایا اگرچہ ایک ہی حرف پڑھایا ہو اوس کے لیے تواضع کرے اور لائق نہیں کہ کسی وقت اوس کی مدد سے باز رہے اپنے اُستاد پر کسی کو ترجیح نہ دے اگر ایسا کرے گا تو اوس نے اسلام کے رشتوں سے ایک رسّی کھول دی اوستاد کی تعظیم سے ہے کہ وہ اندر ہو اور یہ حاضر ہو تو اوس کے دروازہ پر ہاتھ نہ مارے بلکہ اوس کے باہر آنے کا انتظار کرے قال تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ○ وَلَوْ اَنَّھُمْ صَبَرُوْا

حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْھِمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ٥ عالم دین ہر مسلمان کے حق میں عموماً اور اُستاد علم دین اپنے شاگرد کے حق میں خصوصاً نائب حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے۔ ہاں اگر کسی خلاف شرع بات کا حکم دے ہرگز نہ کرے لاطاعۃ لاحد فی معصیۃ اللہ تعالٰی مگر اوس نہ ماننے میں گستاخی و بے ادبی پیش نہ آئے فان المنکر لایزال بمنکر نافرمانی احکام کا جواب اسی تقریر سے واضح ہوگیا اس کا وہ حکم کہ خلاف شرع ہو مستثنٰی کیا جائے گا بکمال عاجزی و زاری معذرت کرے اور بچے اور اگر اوس کا حکم مباحات میں ہے تو حتی الوسع اوس کی بجاآوری میں اپنی سعادت جانے اور نافرمانی کا حکم معلوم ہوچکا اوس نے اسلام کی گرہوں سے ایک گرہ کھول دی علما فرماتے ہیں جس سے اوس کے اُستاد کو کسی طرح کی ایذا پہنچے وہ علم کی برکت سے محروم رہے گا اور اگر اوس کے احکام واجبات شرعیہ ہیں جب تو ظاہر ہے کہ اون کا لزوم دوبارہ ہوگیا ان میں اوس کی نافرمانی صریح راہ جہنم ہے والعیاذ باللہ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از سہسرام محلہ دائرہ ضلع آرہ مرسلہ حافظ عمر جلیل ۱۶ شوال ۱۳۳۳ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ درزی اگر رنڈی کا کپڑا سیوے تو درزی کو اس کپڑے کی مزدوری لینا چاہئے یا نہیں بیّنوا توجروا۔

الجواب

وہ روپیہ جو رنڈی کو زنا یا غنا کی اُجرت یا میل کی رشوت میں ملا ہے اوس سے اُجرت لینا حلال نہیں ہاں اور قسم کا روپیہ ہو تو جائز جو شرعاً رنڈی کی ملک ہو اور اگر اوس کے پاس دونوں قسم کے مال ہیں تو جب تک معلوم نہ ہو کہ یہ اُجرت جو اسے دے رہی ہے اوسی مال غیر مملوک سے ہے لینا جائز ہے واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۷ شوال یکشنبہ ۱۳۳۳ھ از بریلی محلہ مرسلہ میلاد خواں مسمٰی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ہذا میں کہ اکثر برادری میں جو کھانے ہوتے ہیں اون کا قاعدہ یہ ہے کہ بسا اوقات نیت اوس کے اندر ریا و تفاخر کی ہوتی ہے اور اس رسم کو ایسا ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص برادری والا ناداری کی وجہ سے نہ کھلا سکے تو اوس کو طعنہ دیتے ہیں اور اوس کو ایسا لازمی امر خیال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر نہ کھلائیں گے تو برادری میں ہماری ناک کٹی ہوجائے گی اور اگر پاس نہیں ہوتا تو اس کام کے لیے سودی روپیہ قرض لیتے ہیں پس عرض ہے کہ اس کھلانے کا اور طعنہ دینے والے کا شرعاً کیا حکم ہے۔ بیّنوا توجروا۔

الجواب

یہ کھلانا اگر ریا و تفاخر کی نیت سے ہے تو حرام ہے اگر طعنہ بے جا سے بچنے کو ہے تو اوسے مباح اور طعنہ دینے والوں مجبور کرنے والوں کو حرام لحدیث اقطع عنی لسانہ وصرح العلماء باستثنائہ من قاعدۃ ما حرم اخذہ حرم اعطاؤہ اگر اون وجوہ سے پاک بطور صلہ رحم و سلوک حسن و شکر نعمت و مواسات جیران و احبا مواقع فرحت و سرور جائز شرعی میں ہو تو حسن و مستحب وانما الاعمال بالنیات وانما لکل امرء ما نوٰی۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

استفتاء

الحمد للہ الذی انبت الشعر علی رؤسنا یزید فی الخلق ما یشاء والصلاۃ والسلام علی بھجۃ نفوسنا وآلہ وصحبہ الی یوم الخیراء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ریش ایک مُشت سے زیادہ رکھنا سنّت ہے یا مکروہ اور فخر عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ریش مبارک اپنی کو کبھی زیادہ ایک مُشت سے ترشوائی ہے یا نہیں اور دیگر سوال یہ ہے کہ زید کہتا ہے کہ سید الموجودات صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ریش مبارک ایک مُشت سے زیادہ کبھی نہ ہوئی یعنی پیدائشی آپ کی ایک ہی مُشت تھی اور حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی زیادہ ایک مُشت سے تھی یا ایک ہی مُشت۔ بیّنوا توجروا۔

جواب سوال اول۔ ریش ایک مشت یعنی چار انگل تک رکھنا واجب ہے اس سے کمی ناجائز شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے گذاشتن آں بقدر قبضہ واجب ست وانکہ آنرا سنّت گویند بمعنی طریقہ مسلوک دین ست یا بجہت آنکہ ثبوت آں بسنت ست چنانکہ نماز عید را سنّت گفتہ اند اور جب تک اس حد سے آگے نہ بڑھے اوسے کسی قدر بھی تراشنا جائز نہیں فتح القدیر میں ہے الاخذ منھا وھی دون ذلک کما یفعلہ بعض المغاربۃ ومخنثۃ الرجال غرض لحیہ سے کچھ لینا بھی اوسی حالت سے مشروط ہے جبکہ طول میں حد شرعی تک پہنچ جائے فی الھندیۃ عن الملتقط لاباس اذا طالت لحیتہ طولا وعرضا لکنہ مقید بما اذا زاد علی القبضۃ اور یہ ظاہر کہ مقدار ٹھوڑی کے نیچے سے لی جائے گی یعنی چھوٹے ہوئے بال اس قدر ہوں وہ جو بعض بے باک جہال لب

زیریں کے نیچے سے ہاتھ رکھ کر چار اونگل ناپتے ہیں کہ ٹھوری سے نیچے ایک ہی اونگل رہے یہ محض جہالت اور شرع مطہر میں بیباکی ہے غرض اس قدر میں تو
علمائے سنّت اس سے زائد اگر طول فاحش حدِاعتدال سے خارج بے موقع بدنما ہو تو بلا شبہہ خلاف سنّت و مکروہ کہ صورت بدنما
بنانا اپنے مونھ پر دروازۂ طعن مسخریہ کھولنا مسلمانوں کو استہزاء وغیبت کی آفت میں ڈالنا ہرگز مرضی شرع مطہر نہیں نہ معاذ اللہ زنہار کہ ریش اقدس حضور پُر نور
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عیاذاً باللہ کبھی حد بدنمائی تک پہنچی سنّت ہونا اس کا معقول نہیں وان ذھب بعض العلماء من غیر اصحابنا الی اعفاء اللحی عجلتہ واحدتہ
وکراھتہ اخذ شیئ منھا مطلقا وھوالذی اختارہ الامام الاجل النووی والعجب من ابن فرشتۃ حیث تابعہ علٰی ذلک مستدرکا بہ علٰی قول نفسہ ان الاخذ
من اطراف اللحیۃ طولھا وعرضھا للتناسب حسن کما نقل عنہ المولی علی القاری فی کتاب الطھارۃ من المرقاۃ والعجب انہ ایضا سکت علیہ ھٰھنا مع انہ
خلاف ما علیہ ائمتنا الکرام کما سری ولہٰذا حدیث میں آیا حضور والا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا من سعادۃ المرء خفتہ لحیتہ آدمی کی سعادت سے ہے
داڑھی کا ہلکا ہونا یعنی یہ کہ بیحد دراز نہ ہو اخرجہ الطبرانی فی الکبیر وابن عدی فی الکامل عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما علامہ خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے
ہیں المراد من ذلک عدم طولھا جدا المادرد فی ذمہ امام حجۃ الاسلام غزالی احیاء العلوم پھر مولانا علی قاری مرقاۃ میں فرماتے ہیں قد اختلفوا فیما طال من اللحیۃ
فقیل ان قبض الرجل علی لحیتہ واخذ ما تحت القبضۃ فلا بأس بہ وقد فعلہ ابن عمر وجماعۃ من التابعین واستحسنہ الشعبی وابن سیرین وکرھہ الحسن وقتادۃ
ومن تبعھما وقالوا ترکھا عافیۃ احب لقولہ علیہ الصلٰوۃ والسلام اعفوا اللحی لکن الظاھر ھو القول الاول فان الطول المفرط یشوہ خلقتہ ویطلق السنۃ
بالنسبۃ الیہ فلا باس للاحتراز عنہ علٰی ھذہ النیۃ قال النخعی بحیث لرجل عاقل طویل اللحیۃ کیف لا یاخذ من لحیتہ فیجعلھا بین لحیتین ای طویل وقصیر فان
التوسط من کل شیئ حسن ومنہ قیل ..... خیر الامور اوسطھا ومن ثم قیل کلما طالت اللحیۃ نقص العقل ردالمحتار میں ہے اشتھر ان طول اللحیۃ دلیل علی خفۃ العقل
اور اگر حد سے زائد نہ ہو تو بعض ائمہ سلف رضی اللہ تعالٰی عنہم سے منقول امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ریش مبارک کمانص علیہ الامام ابن حجر فی الامام
ابن حجر فی الاصابۃ وکذلک نقل الفاضل ابن بن عبد اللہ الشافعی نزیل المدینۃ الطیبۃ فی کتابہ الاکتفا فی فضل الاربعۃ الخلفا عن الامام البغوی امام
موفق الدین ابن قدامہ حنبلی قدس سرہ الشریف فرماتے ہیں کان شیخنا شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبد القادر الجیلی نحیف البدن ربع القامۃ عریض الصدر
عریض اللحیۃ طویلھا الخ ہمارے مُرشد حضور شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا بدن مبارک دُبلا تھا اور قامت شریف میانہ سینہ
مقدس چوڑا ریش منور پہن و دراز اخرجہ الامام الثقۃ الفقیہ امام القراء سیدی ابو الحسن نور الدین علی الشطنوفی قدس سرہ فی بھجۃ الاسرار شیخ محقق
رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں عادت سلف دریں باب مختلف بود آوردہ اند کہ ریش امیر المومنین علی پر می کرد سینہ او را وہمچنیں عمر و عثمان
رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین ونوشتہ اند کان الشیخ محی الدین رضی اللہ تعالٰی عنہ طویل اللحیۃ وعریضھا شاید انھیں آثار کی بنا پر شیخ محقق نے شرح مشکوٰۃ میں فرمایا
مشہور قدر یک مُشت ست چنانکہ کمتر ازیں نباید واگر زیادہ ہراں بگزارد نیز جائز ست بشرطیکہ از حد اعتدال نگزرد اور مدارج میں ایک قول یہ نقل فرمایا
کہ علما و مشائخ کو ایک مُشت سے زیادہ رکھنا بھی درست ہے حیث قال مشہور در مذہب حنفی چہار انگشت وظاہر آنست کہ مراد آں باشد کہ کم ازیں نمی باید
ولیکن در روایت آمدہ است کہ واجب ست زیادہ برآں وگفتہ اند کہ اگر علما و مشائخ زیادہ براں بگزارند نیز درست ست مگر سیدنا عبد اللہ بن عمر و
ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہم اپنی ریش مبارک مٹھی میں لے کر جس قدر زیادہ ہوتی کم فرمادیتے بلکہ یہ کم فرمانا خود حضور پُر نور صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ سے
ماثور امام محمد کتاب الآثار میں فرماتے ہیں اخبرنا ابو حنیفۃ عن الھیثم عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما انہ کان یقبض علٰی لحیتہ ثم یقص ما تحت القبضۃ
ابو داود و نسائی مروان بن سالم سے راوی رأیت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما یقبض علی لحیتہ فیقطع مازاد علی الکف مصنف ابو بکر بن ابی شیبہ میں ہے کان
ابوھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ یقبض علی لحیتہ فیاخذ ما فضل من القبضۃ فتح القدیر میں ان آثار کو نقل کرکے فرمایا مع انہ روی عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ
وسلم ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے اسی کو اختیار فرمایا اور عامہ کتب مذہب میں تصریح فرمائی کہ داڑھی میں سنّت یہی ہے کہ جب ایک مُشت سے زائد ہو
کم کردی جائے بلکہ بعض اکابر علما نے اسے واجب فرمایا اگرچہ ظاہر یہی ہے کہ یہاں وجوب سے مراد ثبوت ہے نہ وجوب مصطلح امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی بعد روایت حدیث
مذکور فرماتے ہیں بہ نأخذ وھو قول ابی حنیفۃ نہایہ سے منقول بہ اخذ ابو حنیفۃ وابو یوسف ومحمد کذا ذکرہ ابو الیسر فی جامعہ الصغیر مرقاۃ
باب الترجل میں ہے مقدار قبضہ ھو السنۃ والاعتدال المتعارف درمختار میں ہے صرح فی النھایۃ بوجوب قطع مازاد علی القبضۃ بالضم ومقتضاہ الاثم بترکہ الا

ان یحمل الوجوب علی الثبوت ردالمحتار میں ہے **قولہ** صرح فی النھایۃ ومثلہ فی المعراج وقد نقلہ عنھا فی الفتح واقرہ قال فی النھر وسمعت من بعض اعزاء الموالی ان قول النھایۃ یجب بالحاء المھملۃ ولا باس بہ اھ قال الشیخ اسمٰعیل ولکنہ خلاف الظاھر واستعمالھم فی مثلہ یستحب قولہ الا ان یحمل یؤیدہ ان ما استدل صاحب النھایۃ لایدل علی الوجوب لما صرح بہ فی البحر وغیرہ ان کان یفعل لایقتضی التکرار والدوام ولذا حذف الزیلعی لفظ یجب وقال وما زاد یقص وفی شرح الشیخ اسمٰعیل لا باس بان یقبض علی لحیتہ فاذا زاد علی قبضہ شیئ جزہ کما فی المنیۃ وھی سنۃ کما فی المبتغی مرقاۃ میں قول نہایہ نقل کرکے فرمایا **قولہ** یجب بمعنی ینبغی اوالمراد بہ انہ سنۃ مؤکدۃ قریبۃ الی الوجوب والا فلا یصح علی اطلاقہ درمختار میں ہے[۱] ھو ان یقبض الرجل لحیتہ فما زاد منھا علی قبضہ قطعہ کذا ذکر محمد فی کتاب الاٰثار عن الامام قال وبہ ناخذ محیط اھ ط ہندیہ میں محیط امام سرخسی سے ہے القصر سنۃ فیھا وھو ان یقبض الی اخر ما مر اختیار شرح مختار سے منقول ہے التقصیر فیھا سنۃ وھو ان یقبض الخ اسی طرح اور کتب مذہب میں ہے تو ہمارے علما کے نزدیک ایک مُشت سے زائد کی سنّت ہرگز ثابت نہیں بلکہ وہ زائد کے تراشنے کو سنّت فرماتے ہیں تو اوس کا زیادہ بڑھانا خلاف سنّت مکروہ تنزیہی ہوگا لاجرم مولانا علی قاری نے جمع الوسائل شرح شمائل ترمذی شریف میں فرمایا ان کان الطول الزائد بان تکون زیادۃ علی القبضۃ فغیر ممدوح شرعا ہاں شیخ محقق کا اوسے جائز فرمانا وہ کچھ اس کے منافی نہیں کہ خلاف اولٰی بھی ناجائز نہیں بالجملہ ہمارے علما رحمہم اللہ تعالٰی کا حاصل مسلک یہ ہے کہ ایک مُشت تک بڑھانا واجب اور اس سے زائد رکھنا خلاف افضل اور اوس کا ترشوانا سنّت ہاں تھوڑی زیادت جو خط سے خط تک ہوجاتی ہے اس خلاف اولٰی سے بالضرورۃ مستثنٰی ہونا چاہئے ورنہ کس چیز کا تراشنا سنّت ہوگا ھذا ما ظھر لی واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

جواب سوال دوم ۔ جامع ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یاخذ من لحیتہ من عرضھا وطولھا یعنی حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنی ریش مبارک کے بال عرض وطول سے لیتے تھے علما فرماتے ہیں یہ اوس وقت ہوتا تھا جب ریش اقدس ایک مشت سے تجاوز فرماتی بلکہ بعض نے یہ قید نفس حدیث میں ذکر کی کما نقل عن التنویر والمفاتیح والغرائب مرقاۃ شریف میں ہے قید الحدیث فی شرح الشرعۃ بقولہ اذا زاد علی قدر القبضۃ وجعلہ فی التنویر من نفس الحدیث وزاد فی الشرعۃ وکان یفعل ذلک فی الخمیس او الجمعۃ ولا یترکہ مدۃ طویلۃ ہمارے علما کے اقوال گزرے کہ قبضہ سے زیادہ کا تراشنا سنّت ہے واللہ تعالٰی اعلم۔

جواب سوال سوم ۔ یہ امر محض بے اصل ہے حدیث مذکور ترمذی اس کا صریح رد ہے کہ اگر قبضہ سے کبھی زائد نہ ہوتی تو عرض وطول سے لینا کیونکر متصور تھا مدارج النبوۃ میں ہے در لحیہ شریف در طول قدرے معین در کتب بنظر نمی آید ودر وظائف النبی گفتہ کہ لحیہ آن حضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم چہار انگشت بود طبعًا یعنی ہمیں مقدار بود از روے خلقت ودراز وکم نمی شد بریں یافتہ نمی شود ہاں ظاہر کلمات مذکورہ علما یہ ہے کہ ریش انور مقدار قبضہ پر رہتی تھی جب زیادہ ہوتی کم فرما دیتے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور شفا شریف میں امام قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالٰی کا ارشاد کث اللحیۃ تملؤ صدرہ اس کے منافی نہیں جبکہ صدر سے نحر یعنی اعلائے صدر مراد ہو نسیم الریاض میں زیر قول مذکور متن ہے مثلہ قولھم قد ملأت نحرہ ونحر الصدر اعلاہ او موضع القلادۃ منہ فمراد المصنف رحمہ اللہ تعالٰی اعلی الصدر والا لطالت وقد ثبت قصرھا الخ فاحفظہ فانہ مھم واللہ تعالٰی اعلم۔

جواب سوال چہارم ۔ ریش مبارک امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم کی نسبت مدارج سے گزرا پُر می کرد سینہ اور اگر اس میں وہی احتمال قائم کہ سینہ سے مراد سینہ کا بالائی حصّہ متصل گلو ہو تو ایک مُشت سے زیادت پر دلیل نہ ہوگی ہاں تہذیب الاسماء امام نووی سے اتنا منقول کانت کثۃ طویلۃ حضرت مولٰی کی ریش مبارک گھنی دراز تھی اس سے ظاہر قبضہ پر دلالت ہے کہ قبضہ تو اصلی مقدار لحیہ شرعیہ ہے جس سے کمی جائز نہیں تو اتنی مقدار سے جب تک زائد نہ ہو طویل نہ کہیں گے ولہٰذا علامہ خفاجی نے ریش اطہر انور حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے تابسینہ ہونے کے انکار کی یہی وجہ لکھی کہ ایسا ہوتا تو ریش اقدس طویل ہوتی حالانکہ اوس کا قصیر ہونا ثابت ہوا ہے اس تقدیر پر ریش مبارک امیر المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہ میں وہ لفظ کہ پُر می کرد سینہ اور اپنے معنی ظاہر پر محمول رہنا چاہئے **اقول** وباللہ التوفیق حضرات حسنین رضی اللہ تعالٰی عنہما کا یہ فعل شاید بخیال جہاد ہو کہ بسیاری مو چشم عدو میں مورث زیادت ہیبت ہے ولہٰذا مجاہدین کو لبیں بڑھانے کی اجازت ہوئی حالانکہ اوروں کو بالاتفاق مکروہ کما علی ذلک حمل ما عن بعض الصحابۃ الکرام کامیر المؤمنین عثمٰن الغنی وسیدنا الامام الحسن المجتبٰی رضی اللہ تعالٰی عنہما من الاختضاب بالسواد مع صحۃ الحدیث بتحریمہ لغیر اھل الجہاد یا بنظر اطلاق ارشاد اقدس

[۱] ردالمحتار ... [۲] السنۃ فیہا القبضۃ ...

اعفوا اللحی اون کا اجتہاد اس طرف مودی ہوا ہو کما ذھب الیہ الحسن البصری وغیرہ تو یہ آثار ہمیں اوس امر سے عدول پر باعث نہیں ہوسکتے جو ہمارے ائمہ کرام کے نزدیک سنت ثابت ہوا اور حقیقت امر یہ کہ ہم پر اتباع مذہب لازم دلائل میں نظر ائمہ مجتہدین فرماچکے واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ از بلگرام شریف ضلع ہردوئی محلہ میدان پورہ مرسلہ حضرت سید ابراہیم ۸ ذی قعدہ ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ پالنا طیور جیسے طوطا طوطی لال مینا پدی وخروس خانگی کا بغرض جی لگنے کے اور لڑوانا اون کا علی الرسم کیسا ہے بینوا توجروا۔

الجواب

لڑانا مطلقًا ناجائز وگناہ ہے کہ بے سبب ایذائے بیگناہ ہے حدیث صحیح میں نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن التحریش بین البہائم رواہ ابوداؤد والترمذی وحسنہ وصححہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما اور جانوران خانگی مثل خروس وماکیان وکبوتر اہلی وغیرہا کا پالنا بلاشبہہ جائز ہے جبکہ اونھیں ایذا سے بچائے اور آب ودانہ کی کافی خبرگیری رکھے خود حدیث میں خروس سپید پالنے کی ترغیب ہے البیہقی عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الدیک یؤذن بالصلٰوۃ من اتخذ دیکا ابیض حفظ من ثلثۃ من شر کل شیطان وساحر وکاھن وفی الباب عن ابی زید الانصاری عند الحارث فی مسندہ وعن انس بن مالک عند ابی الشیخ فی العظمۃ وعن خالد بن معدان مرسلا عند البغوی فی المعجم وعن ام المؤمنین وعن انس عند الحارث وعن غیرھم رضی اللہ تعالٰی عنہم مگر خبرگیری کی یہ تاکید ہے کہ دن میں ستّر دفعہ دانہ پانی دکھائے کما ورد فی الحدیث ورنہ پالنا اور بھوکا پیاسا رکھنا سخت گناہ ہے فانہ ظلم والظلم علی الحیوان اشد من الظلم علی الذمی الاشد من الظلم علی مسلم کما نص علیہ فی الدرالمختار وقد قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کفی بالمرء اثما ان یضیع من یقوت رواہ الامام احمد وابوداؤد والنسائی والحاکم والبیہقی عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما بسند صحیح رہا جانوران وحشی کا پالنا جیسے طوطی مینا لال بلبل وغیرہا عالمگیری میں قنیہ سے اس کی ممانعت نقل کی اگرچہ آب ودانہ میں تقصیر نہ کرے حیث قال حبس بلبلا فی قفص وعلفھا لایجوز کذا فی القنیۃ مگر نص صریح حدیث صحیح واقوال ائمہ نقد وتنقیح سے صاف جواز واباحت مستفاد ہے جبکہ خبرگیری مذکور بروجہ کافی بجالائے وان اردت تحقیق ذلک فاقول وباللہ التوفیق اخرج الشیخان۔

مسئلہ از مُلّا حسن پیشاوری ۲ ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ

چہ می فرمایند علمائے دین ومُفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ از جناب سید عالم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم امتناع تصاویر مطلقہ بہ ثبوت رسیدہ است یا مقید یعنی کامل یا ناقص کہ عکسی ودستی مشہور ست جابجا دریں امر معارضہ ومباحثہ بوقوع رسیدہ بعضے می گویند کہ مطلق تصویر ممنوع ست وبعضے می گویند کہ تصویرے کہ مثل سایہ برکاغذ یا بر دیوار کشیدہ شدہ باشد ودستی نباشد وسطح نیز ہموار باشد آں تصویر کشیدن وباخود داشتن جائز ست وانچہ جرم می دارد کہ از ہیزم وآہن ساختہ باشد کہ سطح آں ہموار نباشد جائز نباشد ونگاہ داشتن آں نیز ممنوع غیر مشروع ست۔ بینوا توجروا۔

الجواب

صورتگری جاندار مطلقًا حرام ست سایہ دار باشد یا بے سایہ دستی باشد یا عکس در زمان برکت نشان سیدالانس والجان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہر دوگانہ تصویر می ساختند ہم مجسم وہم مسطح ودر احادیث از مطلق صورتگری نہی اکید وبر صنعت او وعید شدید بے تخصیص وتقیید وارد یافت پس جمیع اقسام او زیر منع در آمد تصویر بے سایہ را روا داشتن مذہب بعض روافض ست وبس اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا وسادۂ باتصویر خرید سیدالمرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ملاحظہ فرمود درون خانہ قدم مبارک نہ نہاد اُم المومنین چوں اثر خشم وملال در چہرہ باجمال محبوب ذی الجلال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم می بینند برخود ہمچو بید می لرزند وعرضہ می دارد یارسول اللہ اتوب الی اللہ والٰی رسولہ ماذا اذنبت یارسول اللہ من توبہ می کنم بسوئے خُدا ورسولِ خُدا چہ گناہ کردم سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود ان اصحاب ھذہ الصور یعذبون یوم القیٰمۃ ویقال لھم احیوا ما خلقتم وقال ان البیت الذی فیہ الصورۃ لاتدخلہ الملٰئکۃ ایں صورتگراں روز قیامت عذاب کردہ شوند وایشاں را گفتہ شود کہ زندہ کنید انچہ آفریدہ اید وفرمود خانہ کہ درو تصویر ست

فرشتگان درود در نیایند اخرجہ الشیخان عنھا رضی اللہ تعالٰی عنھا پیداست کہ آنچہ بر وسادہ باشد ہمیں تصویر منقوش و بے سایہ است نہ منحوت و مجسم لاجرم علما بتحریم مطلق تصریح فرمودہ اند مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری در مرقاۃ فرمود قال اصحابنا وغیرھم من العلماء تصویر صورۃ الحیوان حرام شدید التحریم وھو من الکبائر لانہ متوعد علیہ بھذا الوعید الشدید المذکور فی الاحادیث سواء صنعہ فی ثوب او بساط او درھم او دینار او غیر ذلک علامہ شامی در ردالمحتار فرماید فعل التصویر غیر جائز مطلقا لانہ مضاھاۃ لخلق اللہ تعالٰی ہمدر ان از بحرالرائق ست صنعہ حرام بکل حال لان فیہ مضاھاۃ لخلق اللہ تعالٰی وسواء کان فی ثوب او بساط او درھم واناء وحائط وغیرھا وچوں علت تحریم مشابہت بخلق الٰہی ست تفاوت نمی کند کہ بخامہ کشند یا عکس را منطبع سازند زیرا کہ علت ہمہ جا حاصل ست سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود اشد الناس عذابا یوم القیمۃ الذین یضاھون بخلق اللہ تعالٰی روز قیامت در سخت عذاب آناں باشند کہ مشابہت می کنند بآفرینش خداوند عزوجل رواہ الائمۃ احمد والبخاری ومسلم والنسائی عن ام المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنھا عبارات ردالمحتار حالا گذشت وہمدرانست علۃ حرمۃ التصویر المضاھاۃ لخلق اللہ تعالٰی وھی موجودۃ فی کل ماذکر این حکم تصویرگری وصورت کشی ست اما تصویر پیش خود یا در خانہ نگاہداشتن ایں جا تفصیل ست تحریم ومنع اورا بچند شرط مشروط کردہ اند کہ اگر ہمہ بہم آید نگاہداشتن ناروا باشد ورنہ جائز یکے آنکہ صورت جاندار بحالت جانداری باشد نہ چنانکہ بدیدن نفس صورت بیجان بودنش پیدا بود چنانکہ تصویر چہرہ بخلاف آنکہ دست یا پائے چشم یا بینی یا گوش ندارد کہ عدم اینہا موجب خروج از اعضائے ظاہریہ از سر نساختہ اند یا ساختہ را قطع یا محو نمودہ اند نگاہداشتنش روا باشد دوم آنکہ تصویر در نہایت صغر وباریکی نباشد بحدیکہ اگر بر زمین نہادہ استادہ ببیند تفصیل اعضایش پدیدار نشود ہمچو صورت ساختن حرام وداشتن جائز سوم آنکہ صورت را خوار نداشتہ باشد چنانکہ در فرش یا انداز یا در بساط پامال یا بروئے خاک وامثال ذلک کہ ایں چنیں داشتن منظور نیست فی الدرالمختار لایکرہ لو کانت تحت قدمیہ او محل جلوسہ لانھا مھانۃ اھ فی ردالمحتار وکذا لو کانت علی بساط یوطاء او مرفقۃ تیکاء علیھا کما فی البحر اھ وفی الدر او کانت صغیرۃ لاتتبین تفاصیل اعضائھا للناظر قائما وھی علی الارض ذکرہ الحلبی او مقطوعۃ الرأس او الوجہ او ممحوۃ عضو لاتعیش بدونہ اھ وتمام تفصیلہ فی حواشیہ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ از ویلور ضلع مدراس مرسلہ محی الدین بادشاہ ۲۲ محرم الحرام ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص انگریز کی نوکری علی الخصوص بجانے کی مثلاً کسی نقار خانہ پر مامور ہے یا انگریزی باجا بجانا اس کے متعلق ہے شخص مذکور خوب جانتا ہے کہ یہ فعل بُرا ہے لیکن چونکہ یہ نوکری آبا واجداد کی کی ہوئی ہے علاوہ ازیں اس نوکری پر انگریز نے مجبور کیا ہے طرفہ بریں دوسری نوکری نہیں مل سکتی نہ اتنی استطاعت کہ تجارت کرسکے اور نہ اتنی وسعت کہ چھوڑ سکے اور وہ باجا کسی دیو کے روبرو نہیں بجایا جاتا لیکن چونکہ منجملہ لوازم سلطنت سے ہے لہٰذا نہیں چھوڑ سکتا آیا اس مجبوری کا بجانا جائز ہے یا نہیں برتقدیر اول مرتکب اس فعل شنیع کا کیا ہوگا بحوالہ کتب متداولہ بیان فرمادیں عنداللہ ماجور وعندالناس مشکور ہوویں۔ فقط

الجواب

ایسا باجا بجانے کی نوکری ناجائز اور اوس سے جو کچھ حاصل کیا جائے نہ صرف خبیث وناپاک بلکہ مثل مال مغصوب ہے یہاں تک کہ یہ اوس کا مالک نہ ہوگا نہ اسے کوئی تصرف اوس میں حلال۔ عالمگیری میں ہے لاتجوز الاجارۃ علی شیئ من الغناء والنوح والمزامیر والطبل (الٰی قولہ) ولا اجر فی ذلک وھذا کلہ قول ابی حنیفۃ وابی یوسف ومحمد رحمھم اللہ تعالٰی کذا فی غایۃ البیان اوسی میں ہے نقلا عن المحیط عن المنتقی عن ابراھیم عن محمد رحمہ اللہ تعالٰی فی امرأۃ نائحۃ او صاحب طبل او مزمار اکتسب مالا قال ان کان علی شرط ردہ علی اصحابہ ان عرفھم یرید بقولہ علی شرط ان شرطوا لھا فی اولہ مالا بازاء النائحۃ او بازاء الغناء وھذا لانہ اذا کان الاخذ علی الشرط کان المال بمقابلۃ المعصیۃ والسبیل فی المعاصی ردھا وذلک ھھنا برد الماخوذ ان تمکن من ردہ بان عرف صاحبہ وبالتصدق منہ ان لم یعرفہ لیصل الیہ نفع مالہ ان کان لایصل الیہ عین مالہ الخ اور باجے کی ممانعت اوسی صورت میں منحصر نہیں کہ دیو کے سامنے بجایا جائے تاکہ اوس کے انتفا سے انتفائے معصیت لازم آئے بلکہ یہ باجا اور دیو کے سامنے باجا جبکہ بجانے والا قصد عبادت دیو نہ کرے اصل حرمت میں برابر ہیں اور معاصی میں باپ دادا کی تقلید ذریعہ نجات نہیں ہوسکتی اور دوسرا طریقہ رزق کا نہ مل سکنا محض جھوٹ ہے رزق اللہ عزوجل کے ذمہ ہے جس نے ہوائے نفس کی پیروی کرکے طریقہ حرام اختیار کیا اوسے ویسے ہی پہنچتا ہے اور جس نے حرام سے اجتناب اور حلال کی طلب کی بلاشبہہ اوسے رزق حلال پہنچاتے ہیں امام سفیان

ثوری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک شخص کو نوکری حکام سے منع فرمایا کہا بال بچوں کو کیا کروں فرمایا ذرا سُنیو یہ شخص کہتا ہے کہ میں خُدا کی نافرمانی کروں جب تو میرے اہل وعیال کو رزق پہنچائے گا اور اطاعت کروں تو بے روزی چھوڑ دے گا امام عبدالوہاب شعرانی طبقات کبرٰی میں زیر ترجمہ امام ممدوح فرماتے ہیں نصح یوما انسانا رآہ فی خدمۃ الولاۃ فقال فما اصنع بعیالی فقال الا تسمعون لھذا یقول انہ اذا عصی اللہ رزق عیالہ، واذا اطاعہ ضیعھم بلکہ اس بارے میں ایک حدیث بھی مروی کہ عمرو بن قرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی یارسول اللہ میں بہت تنگ حال رہتا ہوں اس حیلہ کے سوا دوسری صورت سے مجھے رزق ملتا معلوم نہیں ہوتا مجھے ایسے گانے کی اجازت فرمادیجئے جس میں کوئی امر خلاف حیا نہیں فرمایا اصلاً کسی طرح اجازت نہیں اپنے اور اپنے بال بچوں کے لئے حلال روزی تلاش کر کہ یہ بھی راہ خدا میں جہاد ہے اور جان لے کہ اللہ تعالٰی کی اخرج عبدالرزاق فی سننہ عن یحیٰی بن العلاء عن بشر بن نمیر عن مکحول ثنا یزید بن عبد ربہ عن صفوان بن امیۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال کنا عند رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فجاء ہ عمرو بن قرۃ فقال یارسول اللہ ان اللہ قد کتب علی الشقوۃ وما ارانی ارزق الامن دفی بکفی فأذن لی فی الغناء من غیر فاحشۃ فقال لا اذن لک ولا کرامۃ ولا نعمۃ ابتغ علی نفسک وعیالک حلالا فان ذلک جہاد فی سبیل اللہ واعلم ان عون اللہ تعالٰی مع صالحی التجار ھکذا اخرجہ　　　فی معرفۃ الصحابۃ من طریق الحسن بن ابی الربیع عن عبدالرزاق ذکرہ الحافظ فی الاصابۃ حدیث حسن میں ہے حضور پُرنور صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ وعلٰی آلہ فرماتے ہیں طلب الحلال واجب علی کل مسلم رزق حلال کی طلب ہر مسلمان پر واجب ہے اخرجہ الطبرانی فی الاوسط عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ یونہیں جبر انگریزی کا عذر بھی اظہار غلط ہے انگریز کسی کی نوکری پر اکراہ نہیں کرتے غرض یہ جھوٹے حیلے حوالے اللہ عزوجل کے حضور کام نہ دیں گے ملک جبار قہار سے ڈرے اور حرام سے تائب ہوکر ذریعۂ حلال سے حاصل کرے رزق الٰہی کے ہزاروں دروازے کھلے ہیں آخر باجا بجانا ابھی سیکھنے ہی سے آیا ماں کے پیٹ سے لے کر تو نکلا ہی نہ تھا اور کچھ نہ ہو تو بیس قسم کی مزدوریاں کرسکتا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں خُدا کی قسم آدمی رسّی لے کر پہاڑ کو جائے لکڑیاں چُنے اون کا گٹھا اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے اوسے بیچ کر کھائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرے اور مونھ میں خاک بھرلینا حرام نوالہ سے بہتر ہے الامام احمد بسند جید عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لأن یأخذ احدکم حبلہ فیذھب بہ الی الجبل فیحتطب ثم یاتی بہ فیحملہ علی ظھرہ فیاکلہ خیرلہ من ان یسأل الناس ولان یاخذ ترابا فیجعلہ فی فیہ خیرلہ من ان یجعل فی فیہ ماحرم اللہ علیہ احادیث اس باب میں بکثرت ہیں اللہ عزوجل مسلمانوں کو نیک توفیق وہدایت بخشے آمین واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از ملک آسام ضلع گوہتی مرسلہ شیخ محمد طیب اللہ ۸ ربیع الاول شریف ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص سید وعالم ایسا ہے کہ تمام شہر کا اُستاد ہے اور فتوے وفرائض وامامت عیدگاہ اور جنازہ وغیرہ کا کام اوسی سے ہوتا ہے۔ اگر کوئی ضیافت میں اکراماً یا امتیازاً ایک ہی دسترخوان پر ان کو برتن میں اور مہمان کو پتّے میں کھلادیں تو شرعاً یہ درست ہے یا نادرست بینوا توجروا۔

الجواب

بلاشبہہ جائز ہے علما وسادات کو رب العزۃ عزوجل نے اعزاز وامتیاز بخشا تو اون کا عام مسلمانوں سے زیادہ اکرام امر شرع کا امتثال اور صاحبِ حق کو اوس کے حق کا ایفا ہے قال اللہ تعالٰی قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝ تو فرمایا کیا برابر ہوجائیں گے عالم اور جاہل جب اللہ جل وعلا ہی نے علما وجہلا کو برابر نہ رکھا تو مسلمانوں پر بھی اون کا امتیاز لازم اسی باب سے ہے علمائے دین کو مجالس میں صدر مقام ومسند اکرام پر جگہ دینا کہ سلفاً وخلفاً شائع وذائع اور شرعاً وعرفاً مندوب ومطلوب۔ ام المومنین صدیقہ صلی اللہ تعالٰی علٰی بعلہا الکریم وعلیہا وسلم کی خدمت اقدس میں ایک سائل کا گزر ہوا اوسے ایک ٹکڑا عطا فرمادیا ایک شخص خوش لباس شاندار گزرا اوسے بٹھا کر کھانا کھلایا اس بارہ میں ام المومنین سے استفسار ہوا فرمایا حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر شخص سے اوس کے مرتبہ کے لائق برتاؤ کرو۔ دیکھو یہ تفرقہ برتن اور پتّے کے فرق سے کہیں زائد ہے اور عالم وجاہل وسید وغیر سید کا امتیاز سائل وخوش لباس کے امتیاز سے کہیں بڑھ کر ابوداؤد فی سننہ عن میمون بن ابی شبیب ان عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا مربہا رجل علیہ ثیاب وھیأۃ فاقعدتہ فاکل فقیل لہا فی ذلک فقالت قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انزلوا الناس منازلھم امام مسلم اپنے

مقدمہ صحیح میں فرماتے ہیں لایقصر بالرجل العالی القدر عن درجۃ ولایرفع متضع القدر عن درجۃ ولایرفع متضع القدر فی العلم فوق منزلۃ ویعطی کل ذی حق فیہ حقہ وینزل منزلۃ وقد ذکر عن عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا انہا قالت امرنا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان ننزل منازلھم ہاں علما وسادات کو یہ ناجائز وممنوع ہے کہ آپ اپنے لیے سب سے امتیاز چاہیں اور اپنے نفس کو اور مسلمانوں سے بڑا جانیں کہ یہ تکبر ہے اور تکبر ملک جبار جلت عظمتہ کے سوا کسی کو لائق نہیں بندہ کے حق میں گناہ اکبر ہے اَلَیْسَ فِیْ جَھَنَّمَ مَثْوًی لِّلْمُتَکَبِّرِیْنَ ۞ کیا جہنم میں نہیں ہے ٹھکانہ تکبر والوں کا) جب سب علما کے آقا سب سادات کے باپ حضور پُرنور سیدالمرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انتہا درجہ کی تواضع فرماتے اور مقام ومجلس وخورش وروش کسی امر میں اپنے بندگان بارگاہ پر امتیاز نہ چاہتے تو دوسرے کی کیا حقیقت ہے مگر مسلمانوں کو یہی حکم ہے کہ سب سے زائد علما وسادات کا اعزاز وامتیاز کریں یہ ایسا ہے کہ کسی شخص کو لوگوں سے اپنے لیے طالب قیام ہونا مکروہ اور لوگوں کا معظم دینی کے لیے قیام مندوب۔ پھر جب اہل اسلام اون کے ساتھ امتیاز خاص کا برتاؤ کریں تو اوس کا قبول اونھیں ممنوع نہیں امیرالمومنین سیدنا مولٰی علی مرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الاسنٰی کہیں تشریف فرما ہوئے صاحب خانہ نے حضرت کے لیے مسند حاضر کی امیرالمومنین اوس پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا کوئی گدھا ہی عزت کی بات قبول نہ کرے گا سعید بن منصور فی سننہ عن سفین بن عیینۃ عن عمرو بن دینار عن محمد بن علی رضی اللہ تعالٰی عنہما قال القی لعلی کرم اللہ تعالٰی وجہہ وسادۃ فقعد علیہا وقال لایابی الکرامۃ الاحمار ورواہ الدیلمی عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فذکرہ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ازپیلی بھیت محلہ پکریا مرسلہ شیخ عبدالوہاب صاحب ۱۵ ربیع الاول شریف ۱۲ھ

حامی دین ومفتی شرع متین جناب مولوی محمد احمد رضاخاں صاحب انار اللہ برہانہ بعد سلام علیک ورحمۃ اللہ عرض ہے کہ مسئلہ حل طلب ارسال حضور ہے براہ کرم جلد جواب سے مشرف فرمائیے۔ بعد ختم بیان ولادت جناب رسول خدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اگر پنج آیت پڑھ کر شیرینی تقسیم کی جائے تو جائز ہے یا ناجائز۔ اعتراض یہ ہے کہ پنج آیت مخصوص محفل غم کے واسطے ہیں نہ محفل شادی کے چنانچہ سوم میں بعد ختم کلام مجید پنج آیت پڑھ کے شیرینی تقسیم کرتے ہیں محفل میلاد میں پڑھنا موجب کراہت ہے بینوا توجروا۔

الجواب

پنجایت میں شادی وغمی کا تفرقہ اور اوسے مجلس غم سے مخصوص ماننا محض باطل وبے اصل ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی عادت کریمہ تھی جب کسی مجلس میں جمع ہوتے کسی سے کچھ آیات کلام مجید پڑھ کر سُنتے عالمگیریہ میں ہے لوقرأ طعانی الدنیا فی المجالس یکرہ وان قرأ لوجہ اللہ تعالٰی لایکرہ وقد کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ واصحابہ اذا اجتمعوا امروا احدھم ان یقرأ سورۃ من القراٰن کذا فی الغرائب حدیث میں ہے حضور پُرنور سیدالمرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان ھذا القراٰن مأدبۃ اللہ فاقبلوا مأدبتہ ما استطعتم بیشک یہ قرآن اللہ عزوجل کی طرف سے تمھاری دعوت ہے تو جہاں تک ہوسکے اوس کی دعوت قبول کرو رواہ الحاکم وصححہ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ دوسری حدیث میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کل مؤدب یحب ان یوتی ادبہ وادب اللہ القراٰن فلاتھجروہ ہر دعوت کرنے والا دوست رکھتا ہے کہ لوگ اوس کی دعوت میں آئیں اور اللہ عزوجل کا خوان نعمت قرآن ہے تو اوسے نہ چھوڑو رواہ البیہقی عن سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالٰی عنہ کیا اللہ عزوجل کی دعوت قبول کرنا اور اوس کے خوان نعمت سے بہرہ مند ہونا صرف غمی میں چاہیے شادی میں نہیں لاجرم مجلس میلاد مبارک میں تلاوت قرآن عظیم ہمیشہ سے معمول علمائے کرام وبلاد اسلام ہے امام جلال الملۃ والدین سیوطی رحمہ اللہ تعالٰی اپنے فتاوٰی میں فرماتے ہیں اصل المولد الذی ھو اجتماع الناس وقرأۃ ماتیسر من القراٰن وروایۃ الاخبار الواردۃ فی مبدء امر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وماوقع فیہ من الاٰیات الخ امام حافظ ابن حجر عسقلانی استخراج اصل عمل مولد مبارک میں فرماتے ہیں والشکر للہ تعالٰی یحصل بانواع العبادات السجود والقیام والصدقۃ والتلاوۃ وای نعمۃ اعظم من النعمۃ ببروز ھذا النبی الکریم نبی الرحمۃ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی ذلک الیوم سیرت علامہ شامی میں ہے عمل المولد الذی استحسناہ فانہ لیس فیہ سوی قراءۃ القرآن واطعام الطعام وذلک خیر وبر وقربۃ غرض اس مجلس ملائک مانس کے مجلس شادی ہونے کے سبب اوس میں قرأت پنجایت پر انکار محض بے معنی ہے نعم حیث یکون القصد منہا اھداؤ ثوابہا للحضرۃ العلیۃ النبویۃ علیہ افضل الصلات والسلام والتحیۃ فھذا وان کان مما نازع فیہ ابن تیمیۃ ووافقہ بعض لکن الحق الصحیح ماعلیہ الجمھور من جواز ذلک منھم الامام الاجل تقی الدین علی بن عبدالکافی السبکی والامام

البارزی والامام ابن عقیلی الحنبلی والامام الاجل العارف باللہ علی بن الموفق والامام ابو العباس محمد بن اسحٰق السراج النیشاپوری والامام سلطان العلماء عزالدین بن عبدالسلام والامام ابن حجر المکی کما فی عقود الدریۃ والامام النویری والامام شہاب الدین احمد بن الشلبی الحنفی کما فی ردالمحتار وشیخ الاسلام القایاتی والامام شرف الدین المناوی والامام کمال الدین محمد بن الہمام المحقق المجتہد کما یستفاد منہ والامام العارف باللہ ابو المواہب سیدی محمد الشاذلی والامام العارف عبدالوہاب الشعرانی کما سیاتی وغیرہم من العلماء الاجلۃ المتقدمین والمتاخرین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم اجمعین فتاوی حدیثیہ امام ابن حجر مکی میں ہے مایفعلہ الناس الآن من سوالہم من اللہ تعالٰی ان یوصل مثل ثواب مایقرؤن الی النبی علیہ الصلاۃ والسلام والہ وصحبہ وتابعیہم حسن لااعتراض علیہ خلافا لمن زعمہ کما بینتہ فی افتاء طویل غیر ھذا اقول وزیادۃ لفظ مثل علی مذہب الشافعیۃ اما عندنا فلاحاجۃ الیہا کما قد عرفت فی موضعہ ردالمحتار میں ہے ذکر ابن حجر فی الفتاوی الفقہیۃ ان الحافظ ابن تیمیۃ زعم منع اھداء ثواب القراءۃ للنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لان جنابہ الرفیع لایتجرؤ علیہ الابما اذن فیہ الاتری ان ابن عمر کان یعتمر عنہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عمرا بعد موتہ من غیر وصیۃ وحج ابن الموفق وھو فی طبقۃ الجنید عنہ سبعین حجۃ وختم ابن السراج عنہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اکثر من عشرۃ آلاف ختمۃ وضحی عنہ مثل ذلک اھ قلت ورأیت نحو ذلک بخط مفتی الحنفیۃ الشہاب احمد بن الشلبی شیخ صاحب البحر نقلا عن شرح الطیبۃ للنویری ومن جملۃ مانقلہ ان ابن عقیل من الحنابلۃ قال یستحب اھداؤھا لہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اھ قلت وقول علمائنا لہ ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ یدخل فیہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فانہ احق بذلک حیث انقذنا من الضلالۃ ففی ذلک نوع شکر واسداء جمیل لہ والکامل قابل لزیادۃ الکمال الخ لواقح الانوار فی طبقات الاخیار ذکر سیدی ابوالمواہب قدس سرہ میں ہے کان رضی اللہ تعالٰی عنہ یقول رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال لی انت تشفع لمائۃ الف قلت لہ بم استوجبت ذلک یارسول اللہ قال باعطائک لی ثواب الصلاۃ علی اوسی میں ہے کان رضی اللہ تعالٰی عنہ یقول رأیت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقلت یارسول اللہ قد وھبت لک ثواب صلاتی علیک وثواب کذا وکذا من اعمالی ان کان ذلک مااردتہ بقولک للسائل الذی قال لک افاجعل لک ثواب صلاتی کلھا فقلت لہ اذا تکفی ھمک ویغفر لک ذنبک فقال لی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نعم ذلک اردت ولکن ابق لنفسک ثواب الکذا والکذا فانی غنی عنہ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ از کانپور محلہ بوچڑخانہ مسجد رنگیان مرسلہ مولوی عبدالرحمٰن حبشانی طالب علم مدرسہ فیض عام ۲۲ ربیع الاول شریف ۱۴ھ

ماجوابکم ایہاالعلماء رحمکم اللہ تعالٰی مریض نے دوا نہ کی اور مرگیا گنہگار ہوگا یا نہ۔

الجواب

نہ فی الباب عن الصدیق الاکبر وغیرہ من الائمۃ المتوکلین رضی اللہ تعالٰی عنہم فی ردالمحتار یاثم بترک الاکل مع القدرۃ علیہ حتی یموت بخلاف التداوی ولو بغیر محرم فانہ لو ترکہ حتی مات لایاثم کما نصوا علیہ لانہ مظنون اھ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ مسئولہ حافظ محمود حسین تلمیذ رشید احمد گنگوہی ۱۱ ربیع الآخر شریف ۱۲ھ

ایک لفافہ بند جس پر مکتوب الیہ کا نام اس طرح درج تھا زوجہ مولوی محمد فخرالدین و غلام محی الدین کے پاس پہنچے ڈاکیہ نے لاکر حاجی رمضان خاں ملازم مولوی محمد فخرالدین کو دیا حاجی موصوف مرد ناخواندہ ہے اوس لفافہ کو ہمشیرہ زاد مولوی محمد فخرالدین صاحب کے مکان پر لائے اور کہا کہ کس کے نام کا یہ خط ہے مولوی صاحب موصوف کے ہمشیرہ زادہ نے جو اوس پر لکھا تھا اون سے کہدیا اور اون کو واپس دے دیا دوسرے وقت حاجی موصوف دوبارہ اوس خط کو مولوی صاحب موصوف کے ہمشیرہ زاد کے مکان پر لائے اور چند صاحب باہر مکان میں بیٹھے تھے اوس کا لفافہ پڑھوایا چونکہ مولوی محمد فخرالدین صاحب کی زوجہ جو احد المکتوب الیہما تھیں وہ انتقال کرچکی تھیں اور دوسرا مکتوب الیہ یعنی غلام محی الدین کا نام جو ساتھ میں لکھا ہوا تھا وہ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کون شخص ہے فی الجملہ مولوی صاحب کے دونوں ہمشیرہ زادے موجود تھے ایک کی رائے ہوئی کہ خط کو واپس کردیا جائے دوسرے نے یہ خیال کرکے کہ کاتب کا جونام اوس پر لکھا ہوا تھا وہ ایسا تھا کہ اوس کو تعلق زوجہ مولوی محمد فخرالدین صاحب یعنی اپنے ماموں صاحب کی زوجہ سے تھا اور اب اون کا انتقال ہوا اس خیال سے کہ یہ ٹکٹ چسپاں لفافہ واپس کرنے میں شاید ضائع ہوجاوے اور کوئی امر قصد کاتب یا مکتوب الیہا ضروری ہوا ہو اوس کو چاک کرکے سرسری نگاہ سے اوس کی ابتدار کو دیکھا جس سے یہ معلوم ہوگیا کہ بیشک مولوی صاحب یعنی اپنے ماموں صاحب کی زوجہ کا ہی یہ خط ہے اور چونکہ وہ امر جو ابتدا سے معلوم ہوگیا اوس خط کے

پڑھنے سے متعلق مکتوب الیہا کے تہائی سے معلوم ہوا کہ اون کی لڑکیوں کے پیام کی نسبت اوس میں لکھا ہوا تھا اس لیے فوراً بدون پورا پڑھے ہوئے خط کے اوس کو لفافہ میں رکھ کے چاک شدہ بدون بند کیے ہوئے حاجی رمضان خاں جو اوس خط کو لائے تھے اون کو دے دیا اور کہدیا کہ حافظ غفورالدین صاحب یعنی برادر مکتوب الیہا مرحومہ کو دے دیویں پس صورت حال یہ ہے اس کی نسبت یہ سوال ہے کہ خواہرزادہ مولوی صاحب نے لفافہ کو چاک کرکے اوس کو سرسری نگاہ سے دیکھ کے پھر اوس کو جس شخص سے متعلق مضمون اوس کا نظر آیا واپس بھیج دیا ایسا کرنے میں وہ عندالشرع گنہگار ہے یا موافق نیت اپنی کے عنداللہ وعندالشرع ماجور ہے اور زوج مکتوب الیہا کے ملک عرب میں ہیں وہ یہاں موجود نہیں ہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

صورت مستفسرہ میں شخص مذکور گنہگار و مستحق وعید ہے حدیث میں ہے حضور پُرنور سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من نظر فی کتاب اخیہ بغیر اذنہ فانما ینظر فی النار جو اپنے بھائی کا خط بے اوس کی اجازت کے دیکھے وہ بلاشبہہ آگ دیکھ رہا ہے رواہ ابوداود فی سننہ والحاکم وصححہ وابن منیع فی مسندہ والقضاعی وغیرھم فی حدیث عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما علما فرماتے ہیں خط کاتب کی ملک ہے یہاں تک کہ اگر وہ لکھے کہ اس پر جواب لکھ دے تو خود مکتوب الیہ کو اوس میں تصرف جائز نہیں مالک کو واپس دینا لازم واپس نہ چاہے تو بحکم عرف مکتوب الیہ مالک ہوجائے گا جوہرۂ نیرۂ و منح الغفار شرح تنویرالابصار وحاشیۂ طحطاویہ علی الدرالمختار وغیرہا میں ہے رجل کتب الی اخر کتابا وذکر فیہ اکتب الجواب علی ظہرہ لزمہ ردہ ولیس لہ التصرف فیہ والا ملکہ المکتوب الیہ عرفا یہاں کہ خط مکتوب الیہ کے ہاتھ میں پہنچنے ہی نہ پایا بلاشبہہ ملک کاتب پر باقی رہا فان التملیک لایتم قبل القبض حتی لومات احدھما قبل التسلیم بطل کما نص علیہ فی الدر وغیرہ من الاسفار الغر بے اوس کے اذن کے لفافہ چاک کرنا ملک غیر میں تصرف ناجائز ہوا کہ شرعاً حرام ہے حدیث و فقہ کا حکم تو یہ ہے باقی رہے اوس کے بیہودہ عذرات جن کی بنا پر وہ نہ صرف اپنی برارت بلکہ اولٹا ماجوری کا متمنی ہے بدتراز گناہ ہیں واپسی میں ضائع ہونے کا اندیشہ تھا تو یہ کاتب تھا مکتوب الیہ تھا کون تھا رکھنا واپس کرنا اس سے کیا متعلق تھا اس کے پاس لفافہ پڑھنے کو آیا تھا پڑھ کر لانے والے کو دے دیتا جو مطالبہ ہوتا اوس کے ذمہ ہوتا اسے مداخلت بیجا کا کس نے حکم دیا تھا ایسی ہی خیراندیشی مدنظر تھی تو خط محفوظ رکھنے کی ہدایت کرکے کاتب کو اطلاع دی ہوتی وہ جو کہتا اوس پر عمل کیا جاتا نہ یہ غصب وخیانت کہ ملک غیر چاک نامۂ غیر میں نظر بیباک یعنی زید نے ایک بکری عمرو کو ہدیۃً بھیجی عمرو مر چکا تھا لانیوالا بکر کے پاس لایا یہاں جنگل میں شام ہوگئی واپس کرنے میں اندیشۂ تلف تھا بکر نے بکری براہ خیراندیشی وہیں ذبح کرکے چکھ لی۔ یہ خیال کہ شاید کوئی امر ضروری مفید کاتب یا مکتوب الیہا ہو یہ خیال نہ کیا کہ شاید کوئی امر راز کا ہو جس پر اطلاع میں اون کی مضرت ہو برائے مکان میں بے استیذان جانا شرع نے احتمال ضرر کے سبب حرام فرمایا اور احتمال نفع کی بنا پر اجازت نہ دی یہ خیالات سب مناقض شرع محض وسوسۂ شیطانی تھے کہ معصیت پر باعث ہوئے سرسری نگاہ سے دیکھنا بھی دیکھنا ہے آخر اوس سے مضمون پر اطلاع پائی تو یہ کیا عذر ہوسکتا ہے جیسے کسی کے دروازہ میں سے جھانکے اور کہے ہم نے بغور تو نہیں دیکھا اسی پر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس حالت میں اوس کی آنکھ پھوڑ دیں تو کچھ الزام نہیں فی الصحیحین عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من اطلع فی بیت قوم بغیر اذنھم فقد حل لھم ان یفقوء اعینہ بلکہ دوسری حدیث ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ایما رجل کشف سترا فادخل بصرہ قبل ان یؤذن فقد اتی حدا لایحل ان یأتیہ ولوان رجلا فقأ عینہ لھدرت جو شخص کوئی پردہ کھول کر قبل اجازت نگاہ کرے وہ ایسی ممنوع بات کا مرتکب ہے جو اوسے جائز نہ تھی اور اگر کوئی اوس کی آنکھ پھوڑ دے تو قصاص نہیں رواہ الامام احمد فی مسندہ عن ابی ذر رضی اللہ تعالٰی عنہ انصاف سے دیکھیے تو لفافہ چاک کرکے خط پڑھنا بھی ایک قسم کا پردہ کھول کر نگاہ کرنا ہے اور فقط ابتدائی مضمون دیکھا پورا نہ پڑھا یعنی دروازہ ہی میں سے جھانکا سارا مکان کب نظر پڑا اور طرفہ یہ کہ چاک شدہ بے بند کیے واپس کیا شاید اسے بھی دلیل نیک نیتی ٹھہرا دیا جاتا کہ قریب ہوتا تو بند کردیا جاتا کیا بند کرنے میں گناہ تھا جو اوس سے باز رہنا وجہ برارت ہوا یعنی مکان غیر میں بے اجازت قفل توڑ کر جائیے اور نیک نیتی کا ثبوت یہ کہ ہم نے دروازہ کھلا ہی چھوڑ دیا طرہ یہ کہ خط زید بنام عمرو بکر نے دیکھا اور خالد کو بھیج دیا گویا خود مالک خط تھا کہ جو چاہا کیا جب سارا خط نہ دیکھا تھا تو کیا معلوم شاید اوس میں کوئی مضمون خالد کے خلاف ہی ہوتا کا مطلع ہونا اون مسلمانوں کے ضرر کا سبب ہوتا غرض یہ سب حرکات عقل وشرع دونوں کے خلاف تھیں ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ از کانپور مدرسہ فیض عام مرسلہ مولوی احمد حسن صاحب ۱۲ جمادی الاولٰی ۱۳۱۲ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہمارے دیار میں اس طرح کا رواج ہے کہ شادی کے دن طرح بطرح کا تماشہ کرتے ہیں یعنی آتشبازی و بندوق و گانا بجانا اور لکڑی کھیلنا وغیرہ یہ سب سامان کے ساتھ نوشاہ کو پالکی پر سوار کرکے تماشا کرتے ہوئے دولھن کے مکان پر جاتے ہیں یہ سب امور مذکورہ بحسب شرع شریف کے جائز ہوگا یا نہیں۔ فقط۔

الجواب

نوشہ کو پالکی میں سوار کرنا مباح و جائز ہے لانہ من الرسوم العادیۃ التی لامغمز فیھا من الشرع اور لکڑی پھینکنا بندوقیں چھوڑنا اور اس قسم کے سب کھیل جائز ہیں جبکہ اپنی یا دوسرے کی مضرت کا اندیشہ نہ ہو اور ان سے مقصود کوئی غرض محمود جیسے فن سپہگری کی مہارت ہو نہ مجرد لہو ولعب لانہ من جنس اللہو المستثنی فی الحدیث اگر صرف کھیل کود مقصود ہو تو مکروہ فی الدرالمختار کرہ کل لھو لقولہ علیہ الصلٰوۃ والسلام کل لھو المسلم حرام الاالثلثۃ ملاعبتہ اھلہ وتادیبہ لفرسہ ومناضلتہ بقوسہ اھ وفی ردالمختار فی الجواھر قد جاء الاثر فی رخصۃ المصارعۃ لتحصیل القدرۃ علی المقاتلۃ دون التلھی فانہ مکروہ اھ والظاھر انہ یقال مثل ذٰلک فی تادیب الفرس والمناضلۃ بالقوس ط اھ وفیہ عن القھستانی عن الملتقط من لعب بالصولجان یرید الفروسیۃ یجوز اھ وفی الدر المصارعۃ لیست بدعۃ الاللتلھی فتکرہ برجندی اھ وفیہ کذا یحل کل لعب خطر لحاذق تغلب سلامتہ کرمی ام وصید لحیۃ ویحل التفرج علیھم حینئذ اھ وفیہ عند عد الساحات والسباحۃ والصولجان والبندق ورمی الجح واشباک والوقوف علی رجل الخ فی الشامیۃ البندق ای المتخذ من الطین ط ومثلہ المتخذ من الرصاص آتشبازی جس طرح شادیوں اور شب برات میں رائج ہے بیشک حرام اور پورا جرم ہے کہ اوس میں تضییع مال ہے قرآن مجید میں ایسے لوگوں کو شیطان کے بھائی فرمایا قال اللہ تعالٰی وَلَاتُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ۰ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ط وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّہٖ کَفُوْرًا ۰ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اللہ تعالٰی کرہ لکم ثلثا قیل وقال واضاعۃ المال وکثرۃ السوال رواہ البخاری عن المغیرۃ بن شعبۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ شیخ محقق مولانا عبدالحق المحدث ماثبت بالسنۃ میں ذکر فرماتے ہیں من البدع الشنیعۃ ماتعارف الناس فی اکثر بلاد الھند من اجتماعھم للھو واللعب بالنار واحراق الکبریت اھ مختصرًا اسی طرح یہ گانے باجے کہ ان بلاد میں معمول و رائج ہیں بلاشبہہ ممنوع و ناجائز ہیں خصوصًا وہ ناپاک ملعون رسم کہ بہت خراں بے تمیز احمق جاہلوں نے شیاطین ہنود ملاعین بے بہبود سے سیکھی یعنی فحش گالیوں کے گیت گوانا اور مجلس کے حاضرین و حاضرات کو لچھے دار سُنانا سمدھیانہ کی عفیف پاک دامن عورتوں کو الفاظ زنا سے تعبیر کرنا کرانا خصوصًا اس ملعون بے حیا رسم کا مجمع زناں میں ہونا اون کا اس ناپاک فاحشہ حرکت پر ہنسنا قہقہے اڑانا اپنی کواری لڑکیوں یہ سب کچھ سُنا کر بد لحاظ بے حیا بے غیرت خبیث بے حمیت مردوں کا اس شہدپن کو جائز رکھنا کبھی برائے نام لوگوں کے دکھاوے کو جھوٹ سچ ایک آدھ بار جھڑک دینا مگر بندوبست قطعی نہ کرنا یہ شنیع گندی مردود رسم ہے جس پر صدہا لعنتیں اللہ عزوجل کی اوترتی ہیں اس کے کرنے والے اس پر راضی ہونے والے اپنے یہاں اس کا کافی انسداد نہ کرنے والے سب فاسق فاجر مرتکب کبائر مستحق غضب جبار وعذاب نار ہیں والعیاذ باللہ تبارک وتعالٰی اللہ تعالٰی مسلمانوں کو ہدایت بخشے آمین جس شادی میں یہ حرکتیں ہوں مسلمانوں پر لازم ہے کہ اوس میں ہرگز شریک نہ ہوں اگر نادانستہ شریک ہوگئے تو جس وقت اس قسم کی باتیں شروع ہوں اور ان لوگوں کا ارادہ معلوم ہو سب مسلمان مردوں عورتوں پر لازم ہے کہ فورًا فورًا اوسی وقت اُٹھ جائیں اور اپنی جورو بیٹی ماں بہن کو گالیاں نہ دلوائیں فحش نہ سُنوائیں ورنہ یہ بھی اون ناپاکیوں میں شریک ہوں گے اور غضب الٰہی سے حصہ لیں گے والعیاذ باللہ رب العٰلمین زنہار زنہار اس معاملہ میں حقیقی بہن بھائی بلکہ ماں باپ کی بھی رعایت و مروت روا نہ رکھیں کہ لاطاعۃ لاحد فی معصیۃ اللہ تعالٰی ہاں شرع مطہر نے شادی میں بغرض اعلان نکاح صرف دف کی اجازت دی ہے جبکہ مقصود شرع سے تجاوز کرکے لہو مکروہ وتحصیل لذت شیطانی کی حدود تک نہ پہنچے ولہٰذا علما شرط لگاتے ہیں کہ قواعد موسیقی پر نہ بجایا جائے تال سم کی رعایت نہ ہو نہ اوس میں جھانج ہوں کہ وہ خواہی نخواہی مطرب و ناجائز ہیں پھر اوس کا بجانا بھی مردوں کو ہر طرح مکروہ ہے نہ شرف والی بیبیوں کے مناسب بلکہ نابالغہ چھوٹی چھوٹی بچیاں یا لونڈیاں باندیاں بجائیں اور اگر اوس کے ساتھ کچھ سیدھے سادے اشعار یا سہرے سہاگ ہوں جن میں اصلًا نہ فحش ہو نہ کوئی بے حیائی کا ذکر نہ فسق و فجور کی باتیں نہ مجمع زنان یا فاسقان میں عشقیات کے چرچے نہ نامحرم مردوں کو نغمۂ عورات کی آواز پہنچے غرض ہر طرح منکرات شرعیہ ومظان

فتنہ سے پاک ہوں تو اس میں بھی مضائقہ نہیں جیسے انصار کرام کی شادیوں میں سمدھیانے جاکر یہ شعر پڑھا جاتا تھا۔ اتیناکم اتیناکم ۔ فحیانا وحیاکم ۔
ہم تمھارے پاس آئے ہم تمھارے پاس آئے۔ اللہ ہمیں بھی زندہ رکھے تمھیں بھی جلائے۔ بس اس قسم کے پاک وصاف مضمون ہوں اصل حکم میں تو اس قدر
کی رخصت ہے مگر حال زمانہ کے مناسب یہ ہے کہ مطلق بندش کی جائے کہ جہال حال خصوصاً زنان زماں سے کسی طرح اُمید نہیں کہ اونھیں جو حد باندھ کر اجازت
دی جائے گی اوس کے پابند رہیں اور حد مکروہ وممنوع تک تجاوز نہ کریں لہٰذا سرے سے فتنہ کا دروازہ ہی بند کیا جائے نہ اونگلی ٹیکنے کی جگہ پائیں گے نہ
آگے پاؤں پھیلائیں گے خصوصاً بازاری فاجرہ فاحشہ عورتوں رنڈیوں ڈومنیوں کو تو ہرگز ہرگز قدم نہ رکھنے دیں کہ اون سے حد شرعی کی پابندی محال
عادی ہے وہ بے حیائیوں فحش سرائیوں کی خوگر ہیں منع کرتے کرتے اپنا کام کر گزریں گی بلکہ شریف زادیوں کا اون آوارہ بدوضعوں کے سامنے آنا ہی سخت
بیہودہ و بیجا ہے صحبتِ بد زہر قاتل ہے اور عورتیں نازک شیشیاں جن کے ٹوٹنے کو ادنیٰ ٹھیس بہت ہوتی ہے اسی لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم
نے یا انجشۃ رویداً بالقواریر فرمایا هذا کله ظاهر بین عند من نور الله تعالٰی بصیرته وجمیع ما نهینا عنه فان علیه دلائل ساطعة من القرآن العظیم
والحدیث الکریم والفقه القویم ان وضوح الحکم اغنانا عن سردها فلنذکر بعض دلائل علی ماذکرنا اباحته فانا نری ناسا یشددون الامر ویطلقون القول بالتحریم ومنهم
من یبیح ضرب الدف بشرط ان لایکون معه شیئ من الشعر وانما یکون محض دف مع ان الاحادیث ترد ذلک کما ستعلم مما هنالک اخرج الامام البخاری فی صحیحه من
الربیع بنت معوذ بن عفراء قالت جاء النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم فدخل حین بنی علی فجلس علی فراشی کمجلسک منی فجعلت جویریات لنا یضربن بالدف ویندبن من
قتل من ابائی یوم بدر الحدیث واخرج ایضا عن ام المؤمنین الصدیقة رضی الله تعالٰی عنها انها زفت امرأة الی رجل من الانصار فقال نبی الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم
ماکان معکم لهو فان الانصار یعجبهم اللهو واخرج القاضی المحاملی عن جابر بن عبدالله رضی الله تعالٰی عنهما فی هذا الحدیث انه صلی الله تعالٰی علیه وسلم قال ادرکیها
یا زینب لامرأة کانت تغنی بالمدینة واخرج ابن ماجة عن ابن عباس رضی الله تعالٰی عنهما قال انکحت عائشة رضی الله تعالٰی عنها ذات قرابة لها من الانصار فجاء
رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم فقال اهدیتم الفتاة قالوا نعم قال ارسلتم معها من تغنی قالت لا فقال رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم ان الانصار قوم فیهم
غزل فلو بعثتم معها من یقول اتیناکم اتیناکم فحیانا وحیاکم واخرج الطبرانی عن السائب بن یزید رضی الله تعالٰی عنه قال لقی رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم
جواری یغنین ویقلن حیونا نحییکم فقال لاتقولوا هکذا ولکن قولوا حیانا وحیاکم فقال رجل یا رسول الله ترخص الناس فی هذا قال نعم انه نکاح لا سفاح واخرج
احمد والترمذی والنسائی وابن ماجه عن محمد بن طالب الجمحی عن النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم قال فصل ما بین الحلال والحرام الصوت والدف واخرج النسائی عن
عامر بن سعد قال دخلت علی قرظة بن کعب وابی مسعود الانصاری رضی الله تعالٰی عنهما فی عرس واذا جوار یغنین فقلت ای صاحبی رسول الله صلی الله تعالٰی
علیه وسلم واهل بدر یفعل هذا عندکم فقال اجلس ان شئت فاسمع معنا وان شئت فاذهب فانه قد رخص لنا فی اللهو عند العرس قال الامام البدر
محمود العینی فی عمدة القاری تحت الحدیث الاول فی الحدیث فوائد (الی ان قال) منها الضرب بالدف بحضرة شارع الملة ومبین الحل من الحرمة صلی الله تعالٰی
علیه وسلم واعلان النکاح بالدف والغناء المباح فرقا بینه وبین ما یستتر به من السفاح اھ وفی المرقاة قیل تلک البنات لم یکن بالغات حد الشهوة وکان دفهن
غیر مصحوب بالجلاجل قال اکمل الدین الدف بضم الدال اشهر وافصح ویروی بالفتح ایضا وفیه دلیل علی جواز ضرب الدف عند النکاح والزفاف للاعلان والحق بعضهم
الختان والعیدین والقدوم من السفر ومجتمع الاحباب للسرور وقال المراد به الدف الذی کان فی زمن المتقدمین واما ما علیه الجلاجل فینبغی ان یکون مکروها بالاتفاق اھ
وفی العینی تحت الثانی فی التوضیح اتفق العلماء علی جواز اللهو فی ولیمة النکاح کضرب الدف وشبهه الخ وفی المرقاة تحت ماکان معکم لهو ای الم یکن معکم ضرب دف و
قراءة شعر لیس فیه اثم وهذا رخصة عند العرس کذا قیل والاظهر ما قال الطیبی فیه معنی التحضیض کما فی حدیث عائشة رضی الله تعالٰی عنها الا ارسلتم معکم
من یقول اتیناکم الحدیث اھ ملخصا وفیها تحت الحدیث السابع ای وان الله یحب ان تؤتی رخصته کما یحب ان تؤتی عزائمه اھ قلت فالتحضیض کالتحضیض
علی الرخصة لا لانه الافضل فافهم وفی اشعة اللمعات تحت الحدیث السادس تغنی مباح ست در نکاح مثل دف اھ وفی الهندیة خط رد المحتار قبیل فصل
اللبس عن الحسن لاباس بالدف فی العرس لیشتهر وفی السراجیة هذا اذا لم یکن له جلاجل ولم یضرب علی هیأة التطرب اھ وفی الهندیة سئل ابویوسف
عن الدف اتکره فی غیر العرس بان تضرب المرأة فی غیر فسق للصبی قال لا اکرهه واما الذی یجیئ منه اللعب الفاحش للغناء فانی اکرهه کذا فی محیط السرخسی و
لاباس بضرب الدف یوم العید کذا فی خزانة المفتین اھ وفی شهادات رد المحتار جواز ضرب الدف فیه (ای فی العرس) خاص بالنساء لما فی البحر عن المعراج

بعد ذکرہ انہ مباح فی النکاح و ما فی معناہ من حادث سرور قال وھو مکروہ للرجال علی کل حال للتشبیہ بالنساء اھ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از گلگٹ چھاؤنی جوئنال مرسلہ سید محمد یوسف علی صاحب شعبان ۱۳۱۲ھ۔

جناب مولوی صاحب مخدوم مکرم سلامت بعد آداب تسلیمات کے گزارش یہ ہے کہ برہ مہربانی اس کا جواب بہت جلد مرحمت فرمائیے گا کیونکہ اس جگہ پر خط عرصہ سے پہنچتا ہے بوجہ برف کے جواب کے واسطے عرصہ دو ماہ کا ہونا چاہئے بندہ کو اس وقت سوا آپ کے اور کوئی نہیں یاد آیا اُمیدوار ہوں کہ اکثر یہاں کے لوگ ناواقف ہیں گیارہ باتیں میں سوال میں لاتا ہوں ان کا جواب دیجئے گا۔ فقط

سوال اول شیعہ کے ساتھ برتاؤ کرنا **دوم** انگریز کے وِلایت کی چند چیزیں ایسی ہیں جو کہ بوجہ یہاں دستیاب نہ ہونے کے اون کو استعمال کرنا اول تو مکھن وہاں سے گائے کے دودھ کا بن کے ٹین کے بکس میں بند ہوکر آتا ہے اوس پر گائے کا نمونہ بھی بنا ہوتا ہے اوس کو خرچ میں لانا جائز ہے یا نہیں۔ **سوم** اوس طرف سے گائے کا دودھ ٹین کے بکس میں آتا ہے چند شخص کہتے ہیں یہ اچھا ہے چند شخص اعتراض کرتے ہیں دیکھا ہوا کوئی صحیح نہیں بتلاتا صرف سُنے ہوئے پر برتتے ہیں **چہارم** ایک قسم کا دانت صفا کرنے کا بجائے مسواک کے انگریزی برش ہے اوس سے دانت صفا خوب ہوتے ہیں چند شخص کہتے ہیں اوس کا دستہ ہاتھی دانت کا ہے اور سینگ کے بال ہیں فرض کرا اگر سینگ کے بال ہیں اون کو مونھ میں لینا کیسا ہے چونکہ کوئی اوس سے اصلا خبر نہیں رکھتا عقل سے ہاتھی دانت بتاتے ہیں۔ **پنجم** ذبح لگانے کا اللہ پاک کیا گناہ فرماتا ہے **ششم** یہ کہ بکری ہم نے اپنے ہاتھ سے ذبح کری اوس کو اپنے ہاتھ سے پکایا اوس کو انگریز نے اپنے سامنے رکھ کر چھُری اور کانٹے سے علیحدہ سے کاٹا یہاں تک کہ اوس کا ہاتھ نہ لگا ہے اگر اوس کو کوئی شخص غفلت سے کھاوے تو کیسا ہے **ہفتم** جو شخص کہ قریب تیس برس کی عمر میں اسلام قبول کرے اوس کی سنّت کرانا جائز ہے یا ناجائز ہے فقط زیادہ تسلیم۔

الجواب

جواب سوال اوّل

رافضی وغیرہ بدمذہبوں میں جس کی بدعت حدکفر تک پہنچی ہو وہ تو مُرتد ہے اوس کے ساتھ کوئی معاملہ مسلمان بلکہ کافر ذمی کے مانند بھی برتنا جائز نہیں مسلمانوں پر لازم ہے کہ اوٹھنے بیٹھنے کھانے پینے وغیرہا تمام معاملات میں اوسے بعینہٖ مثل سوئر کے سمجھیں اور جس کی بدعت اوس حد تک نہ ہو اوس سے بھی دوستی محبت تو مطلقاً نہ کریں قال اللہ تعالٰی وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اور بے ضرورت و مجبوری محض کے خالی میل جول بھی نہ رکھیں کہ بدمذہب کی محبت آگ ہے اور صحبت ناگ اور دونوں کو دین سے پوری لاگ۔ رب عزّوجل فرماتا ہے وَاِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۝ جاہل کو اون کی صحبت سے یوں اجتناب ضرور ہے کہ اوس پر اثر بد کا زیادہ اندیشہ ہے اور عالم مقتدا یوں بچے کہ جہال اوسے دیکھ کر خود بھی اس بلا میں نہ پڑیں بلکہ عجب نہیں کہ اسے اُن سے ملتا دیکھ کر اون کے مذہب کی شناعت اون کی نظروں میں ہلکی ہوجائے فتاوٰی عالمگیری میں ہے یکرہ للمشہور المقتدی الاختلاط الی رجل من اھل الباطل والشر الا بقدر الضرورۃ لانہ یعظم امرہ بین یدی الناس ولو کان رجل لایعرف یداریہ لیدفع الظلم عن نفسہ من غیر اثم فلا باس بہ کذا فی الملتقط ابن حبان و عقیلی انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اللہ اختارنی واختارلی اصحابا واصہارا وسیأتی قوم یسبونھم وینتقصونھم فلا تجالسوھم ولاتشاربوھم ولاتأکلوھم ولاتناکحوھم بیشک اللہ عزّوجل نے مجھے چُن لیا اور میرے لیے یار اور خسرال کے رشتہ دار پسند فرمائے اور عنقریب کچھ لوگ آئیں گے کہ اونھیں بُرا کہیں گے اور اون کی شان گھٹائیں گے تم اون کے پاس نہ بیٹھنا نہ اون کے ساتھ پانی پینا نہ کھانا کھانا نہ شادی بیاہت کرنا۔ یہ حدیث نص صریح ہے اللہ تعالٰی مسلمانوں کو توفیق عمل بخشے آمین واللہ تعالٰی اعلم

جواب سوال دوم و سوم و چہارم

اصل اشیا میں طہارت و حلت ہے جب تک تحقیق نہ ہو کہ اس میں کوئی ناپاک یا حرام چیز ملی ہے محض شبہہ پر نجس و ناجائز نہیں کہہ سکتے ردالمحتار

میں ہے لایحکم بنجاستہا قبل العلم بحقیقتہا اوسی میں ہے فی التاتارخانیۃ من شک فی انائہ اوثوبہ اوبدنہ اصابتہ نجاستہ اولا فہو طاہر مالم یستیقن وکذا الآبار والحیاض والجباب الموضوعۃ فی الطرقات ویستقی منہا الصغار والکبار والمسلمون والکفار وکذا ما یتخذہ اھل الشرک اوالجھلۃ من المسلمین کالسمن والخبز والاطعمۃ والثیاب اھ ملخصا اھ ہاں اگر کچھ شبہہ ڈالنے والی خبریں سُن کر احتیاط کرے تو بہتر لقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کیف وقد قیل مگر ناجائز وممنوع نہیں کہہ سکتے۔ سینگ ہر جانور یہاں تک کہ مُردار کا بھی پاک ہے اوس کی بنی مسواک مُنہ میں لینی جائز ہے درمختار میں ہے شعر المیتۃ غیر الخنزیر وحافرھا وقرنہا طاھر اھ ملتقطا البتہ خنزیر کے بالوں کا برش نجس ہے اور اوس کا استعمال حرام اوس سے دانت مانجنا ایسا ہے جیسے پاخانے سے اور وہ کبھی بلاد یورپ سے آتے اور علانیہ بکتے ہیں معلوم ہونے کی صورت میں تو صریح حرام ہی ہے اور شبہہ کی حالت میں بھی بچنا ہے اور اصل تو یہ ہے کہ مسواک کی سُنّت چھوڑ کر نصرانیوں کا برش اختیار کرنا ہی سخت جہالت وحماقت اور مرض قلب کی دلیل ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

جواب سوال پنجم

یہ فعل ناپاک حرام وناجائز ہے اللہ جل وعلا نے اس حاجت کے پورا کرنے کو صرف زوجہ وکنیز شرعی بنائی ہیں اور صاف ارشاد فرمادیا ہے کہ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ o جو اس کے سوا اور کوئی طریقہ ڈھونڈھے تو وہی لوگ ہیں حد سے بڑھنے والے حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ناکح الید ملعون جلق لگانے والے پر اللہ تعالٰی کی لعنت ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص جوان تیز خواہش ہو کہ نہ زوجہ رکھتا ہو نہ شرعی کنیز اور جوش شہوت سخت مجبور کرے اور اوس وقت کسی کام میں مشغول ہوجانے یا مردوں کے پاس جا بیٹھنے سے بھی دل نہ بٹے غرض کسی طرح وہ جوش کم نہ ہو یہاں تک کہ یقین یا ظن غالب ہوجائے کہ اس وقت اگر یہ فعل نہیں کرتا تو حرام میں گرفتار ہوجائے گا تو ایسی حالت میں زنا ولواطت سے بچنے کے لیے صرف بغرض تسکین شہوت نہ بقصد تحصیل لذت وقضائے شہوت اگر یہ فعل واقع ہو تو اُمید کی جاتی ہے کہ اللہ تعالٰی مواخذہ نہ فرمائے گا پھر اوس کے ساتھ ہی واجب ہے کہ اگر قدرت رکھتا ہو فوراً نکاح یا خریداری کنیز شرعی کی فکر کرے ورنہ سخت گنہگار ومستحق لعنت ہوگا یہ اجازت اس لیے نہ تھی کہ اس فعل ناپاک کی عادت ڈال لے اور بجائے طریقہ پسندیدہ خدا ورسول اسی پر قناعت کرے طریقہ محمدیہ میں ہے اما الاستمناء فحرام الا عند شروط ثلثۃ ان یکون عزبا وبہ شبق وفرط شہوۃ (بحیث لو لم یفعل ذلک لحملتہ شدۃ الشہوۃ علی الزنا او اللواط والشرط الثالث) ان یرید بہ تسکین الشہوۃ لاقضاءھا اھ مزیدا من شرحہا الحدیقۃ الندیۃ تنویر الابصار میں ہے یکون (ای النکاح) واجبا عند التوقان ردالمحتار میں ہے قلت وکذا فیما یظھر لوکان لایمکنہ منع نفسہ عن النظر المحرم اوعن الاستمناء بالکف فیجب التزوج وان لم تخف الوقوع فی الزنا واللہ تعالٰی اعلم۔

جواب سوال ششم

اوس کھانے والے پر کچھ الزام نہیں ہاں کسی کافر خصوصًا ان بلاد میں انگریز کے ساتھ کھانے یا معاذ اللہ اوس کا جھوٹا کھانے یا پینے سے احتراز ضرور ہے لما فیہ من مخالطۃ الکافر وقد قدمنا کراھۃ مخالطۃ اھل الباطل والشر مطلقا فکیف الکافر فکیف اذا کان مسلطا بالحکومۃ والنفوس الموسوسۃ تحت التقرب الیہ ولما فیہ من اساءۃ ظنون المسلمین بنفسہ وقد روی الامام احمد عن ابی الغادیۃ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایاک وما یسوء الاذن ولما فیہ من ایقاع غیرہ فی الغیبۃ ونفسہ فی التہمۃ وقد جاء عن امیر المؤمنین عمر الفاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ من کان یؤمن باللہ والیوم الاٰخر فلا یقفن مواقف التہم بل یروی فی ذلک عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واللہ تعالٰی اعلم۔

جواب سوال ہفتم

اگر ختنہ کی طاقت رکھتا ہو تو ضرور کیا جائے حدیث میں ہے ایک صاحب خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہوکر مشرف باسلام ہوئے حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا الق عنک شعر الکفر ثم اختتن زمانہ کُفر کے بال اوتار پھر اپنا ختنہ کر رواہ الامام احمد وابو داود

عن عثیم بن کلیب الحضرمی الجھنی عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ہاں اگر خود کرسکتا ہو توآپ اپنے ہاتھ سے کرلے یا کوئی عورت جو اس کام کو کرسکتی ہو ممکن ہو تو اوس سے نکاح کرا دیا جائے وہ ختنہ کردے اوس کے بعد چاہے تو اوسے چھوڑ دے یا کوئی کنیز شرعی واقف ہو تو وہ خرید دی جائے اور اگر یہ تینوں صورتیں نہ ہوسکیں تو حجام ختنہ کردے کہ ایسی ضرورت کے لیے ستر دیکھنا دکھانا منع نہیں درمختار میں ہے ینظر الطبیب الی موضع مرضھا بقدر الضرورۃ اذ الضرورات تتقدر بقدرھا وکذا نظر قابلۃ وختان ردالمحتار میں ہے قولہ وختان کذا جزم بہ فی الھدایۃ والخانیۃ وغیرھما لان الختان سنۃ للرجال من جملۃ الفطرۃ لایمکن ترکھا اھ ملخصا درمختار میں ہے وقیل فی ختان الکبیر اذا امکنہ ان یختن نفسہ فعل والا لم یفعل الا ان یمکنہ النکاح اوشراء الجاریۃ والظاھر فی الکبیر انہ یختن ردالمحتار میں ہے المختان مطلق یشمل ختان الکبیر والصغیر وھکذا اطلقہ فی الھدایۃ کما قدمناہ واقرہ الشراح والظاھر ترجیحہ ولذا عبرھنا عن التفصیل بقیل ہندیہ میں ہے ذکر الکرخی فی الجامع الصغیر ویختنہ الحمامی کذا فی الفتاوی العتابیۃ خلاصہ میں ہے الشیخ الضعیف اذا اسلم ولا یطیق الختان ان قال اھل البصر لایطیق یترک الخ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از صاحب گنج گیا مرسلہ مولوی کریم رضا صاحب ۳۰ شوال ۱۳۱۲ھ

سوال ۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ تعلیم وتعلم فنون عقلیہ مثل منطق وحکمت وریاضی وغیرہ جائز ہے یا نہیں اگر جائز نہیں ہے تو مُلّا نظام الدین صاحب کے سے آج تک ہزاروں علما دیندار دیدہ ودانستہ برضا ورغبت کیوں اس امر کے پابند رہے اور ہمیشہ درس دیتے رہے زید کہتا ہے کہ ہرگز اس علم کا پڑھنا پڑھانا جائز نہیں یہاں تک کہ بسبب اشتمال بعض مقامات توضیح وتلویح کے سائل معقول پر اس کتاب کے پڑھانے سے منع کرتا ہے زید کی تقریر سے ترک بعض علوم دینیہ مثل عقائد اور اصول کا لازم آتا ہے۔ **سوال ۲** زید عمرو کا اُستاد ہے اور بوقت درس حدیث کے زید نے عمرو سے عہد لیا تھا کہ تم کبھی فن معقول نہ پڑھانا اب عمرو اکثر کتابیں دینیات کی طلبہ کو پڑھاتا ہے اور چونکہ مسائل عقائد اور اصول فقہ کے بسبب عدم مہارت معقولات کے طلبہ کی سمجھ میں بخوبی نہیں آتے ہیں اور طلبہ عمرو کو تقاضا معقولات کے پڑھانے کا کرتے ہیں اس صورت میں اگر عمرو بخیال اس کے کہ طلبہ اگر معقولات پڑھیں گے تو فن اصول وغیرہ خوب سمجھیں گے معقولات پڑھا دے تو عمرو بسبب نقض عہد اُستاد کے آثم ہوگا یا نہیں اگر آثم ہوگا تو اس کا کچھ کفارہ ہوسکتا ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

جواب سوال اول

نفس منطق ایک علم آلی وخادم علم اعلی الاعالی ہے اس کے اصل مسائل یعنی مباحث کلیات خمسہ وقول شارح وتقاسیم قضایا وتناقض وعکوس وصناعات خمس کے تعلم میں اصلا حرج شرعی نہیں نہ یہ مسائل شرع مطہر سے کچھ مخالفت رکھیں بیان کرنے والے دائمہ کی مثال میں کل شیئ معلوم للہ تعالٰی دائما کی جگہ کل فلک متحرک دائما لکھیں تو یہ اون کی تقصیر ہے منطق کا قصور نہیں ائمہ مؤیدین بنور اللہ المبین اپنی سلامت فطرت عالیہ کے باعث اس کی عبارات واصطلاحات سے مستغنی تھے تو اون کے غیر بیشک ان قواعد کی حاجت رکھتے ہیں جیسے صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کو نحو وصرف ومعانی بیان وغیرہا علوم کی احتیاج نہ تھی کہ یہ اون کے اصل سلیقہ میں مرتکز تھے اس سے اون کے غیر کا افتقار منتفی نہیں ہوتا ولہٰذا امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی نے فرمایا من لم یعرف المنطق فلا ثقۃ لہ فی العلوم اصلا بہت ائمہ کرام نے اوس سے اشتغال رکھا بلکہ اوس میں تصانیف فرمائیں بلکہ اسفار دینیہ مثل کتب اصول فقہ واصول دین کا مقدمہ بنایا ردالمحتار میں ہے اما منطق الاسلامیین الذی مقدماتہ قواعد اسلامیۃ فلا وجہ للقول بحرمتہ بل سماہ الغزالی معیار العلوم وقد الف فیہ علماء الاسلام ومنھم المحقق ابن الھمام فانہ اتی منہ ببیان معظم مطالبہ فی مقدمۃ کتابہ التحریر الاصولی ہاں علم آلی سے بقدر آلیت اشتغال چاہئے اوس میں منہمک ہوجائے والاسفیہ جاہل اور مقاصد اصلیہ سے محروم وغافل ہے اسی طرح بہت اجزائے حکمت مثل ریاضی ہندسہ وحساب وجبر ومقابلہ وارثماطیقی وسیاحت ومرایا ومناظر وجرثقیل وعلم مثلث کروی ومثلث مسطح وسیاست مدن وتدبیر منزل ومکائد حروب وفراست وطب وتشریح وبیطرہ وبیزرہ وعلم زیجات واسطرلاب وآلات رصدیہ ومواقیت ومعادن ونباتات وحیوانات وکائنات الجو وجغرافیہ وغیرہا بھی شریعت مطہرہ سے مضادت نہیں رکھتے بلکہ اون میں بعض بلا واسطہ

بعض بالواسطہ امور دینیہ میں نافع ومعین اور بعض دیگر دُنیا میں بکار آمد ہیں اگرچہ مقاصد اصلیہ کے سوا حاجت سے زیادہ کسی شے میں توغّل فضولی و بیہودگی ہے ومن حسن اسلام المرء ترکہ مالایعنیہ خصوصًا علم طب کا مفید ومحمود ومحتاج الیہ ہونا تو ظاہر یوہیں فرائض کے لئے ضروری حساب اور ہمیں معرفت صحیحہ اوقات طلوع فجر کاذب وصادق وشمس وضحوۂ کبرٰی واستوا وظل ثانی غایۃ الارتفاع ومثل اول وثانی وغروب شمس وشفق احمر وابیض کہ نماز وسحری وافطار وغیرہا امور دینیہ ومسائل شرعیہ میں اون کی سخت حاجت عامہ کو بروجہ تحقیق بقدر قدرت بشری بے علم زیجات یاآلات رصدیہ نامتصور ان کی ناواقفی سے بہت لوگ سخت غلطیوں میں مبتلا رہتے ہیں مثلاً اذہان عامہ میں جما ہوا ہے کہ جس وقت توپ چلی اور جس گھڑی میں بارہ بجے استوار ہوگیا جب تک وقت ظہر نہ آیا تھا اور اوس کے بعد شروع ہوگیا حالانکہ دونوں غلط بعض موسموں میں ہنوز توپ چلنے بارہ بجنے میں پاؤ گھنٹہ یا زائد باقی ہوتا ہے کہ وقت ظہر ہوگیا اور بعض میں سوا بارہ بجے بھی وقت ظہر نہیں ہوتا اوقات سحری وافطار میں عوام بعض جہال کی جنتریوں یا ناواقف پڑھے لکھوں کی فہرستوں پر عمل کرتے اور بلاوجہ بزعم احتیاط دونوں جانب تعجیل سحور وتاخیر افطار سے ترک سنّت مؤکدۂ حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر مصر رہتے ہیں بعض حضرات بنام حفظ سنّت تاخیر سحور وتعجیل افطار میں حد سے متجاوز ہوکر صحت وبطلان صوم کو حالت شک میں ڈال دیتے ہیں یہ سب علم زیجات سے ناواقفی پر مبنی ہے ابھی چند سال ہوئے گنگوہ سے آئے ہوئے کچھ مسائل فقیر کے پاس بغرض استصواب آئے جن میں تین سوال متعلق ضحوۂ کبرٰی ونیت صوم و صلاۃ تھے بعض بے علم مفتیوں نے کہ آجکل بہت عامیوں کے معتمد ٹھہرے ہیں ان میں دو کا جواب تو قطعًا قلم انداز کیا ایک کا جواب جو دیا نہ دینا اوس سے ہزار درجہ بہتر تھا وہ فاحش غلطیاں کیں جن سے احکام شرعیہ یکسر منقلب ہوگئے یہ وہی ناواقفی علم زیجات و میقات تھی زید وعمرو پدر وپسر نے ایک تاریخ معین میں دو مختلف شہروں میں ٹھیک طلوع شمس کے ساتھ انتقال کیا ناواقف فرائض دان بخیال اتحاد وقت موت مطلقًا حکم عدم توریث کرے گا اور واقف اطوال وعروض بلاد ودقائق مرئیۂ قطر شمس ومطالع بلدیۂ بروج مستخرجہ عند تقارب الامر خصوصًا وقت وقوع تحویلہا جات عرض ودرج سواجمیعا کما ھو الغالب بمؤامرۂ زیج نہ بمجرد تعدیل مابین الاسطرین کے لحاظ سے حکم صحیح دے گا جامع الرموز میں ہے انھم قالوا لومات زید وقت الطلوع من اول رمضان مثلا بالصین کان ترکتہ لاخیہ عمرو وقد مات فیہ بسمرقند مع انھما لوماتا معالم یرث احدھما عن الآخر کما تقرر یوہیں بعض مسائل حیض ونفاس وعدت وغیرہا میں بھی ان علوم کی حاجت مثلاً عورت ٹھیک وقت غروب شمس حائضہ ہوئی پھر سفر کیا دسویں دن وہاں ٹھیک وقت غروب دم منقطع ہوا ناواقف مطلقًا اسے عشرہ کاملہ حیض جان کر انقطاع للاکثر کے احکام جاری کرے گا اور واقف بلحاظ امور معلومہ کبھی انقطاع للاقل کہے گا کبھی زیادۃ علی العشرہ پر آگاہ ہوکر عادت سے جو دن زائد ہوئے اونھیں استحاضہ مانے گا یوہیں اگر شہر دیگر میں تیسرے دن وقت غروب انقطاع ہوا ناواقف مطلقا حیض اور واقف کبھی استحاضہ جائے گا کہ تقادیر حیض میں ایسی ہی تدقیق معتبر ہے شرح نقایہ میں ہے

ردالمحتار میں ہے ای سدس القرص غور کیجیے کتنا تفاوت احکام ہوگیا اور تعلیقات میں تو ہزارہا صورتیں نکلیں گی جن کا حکم بے ان علوم کے ہرگز نہ کھلے گا اور فقیہ کو ان کی طرف رجوع سے چارہ نہ ملے گا کما لایخفی علٰی من اوتی حظا منھا تو مطلقًا علوم عقلیہ کے تعلیم وتعلّم کو ناجائز بتانا یہاں تک کہ بعض مسائل صحیحہ مفیدہ عقلیہ پر اشتغال کے باعث توضیح وتلویح جیسے کتب جلیلہ عظیمہ دینیہ کے پڑھانے سے منع کرنا سخت جہالت شدیدہ وسفاہت بعیدہ ہے ہاں اکثر طبیعیات وعامہ الٰہیات فلاسفہ مخذولین صدہا کفر صریح وشرک جلی پر مشتمل مثلاً زمان وحرکت وافلاک وہیولٰی وصورت جرمیہ ونوعیہ وسطقسات وانواع موالید ونفوس کا قدم اور خالقیت عقول مفارقہ وانکار فاعل مختار وعلم جزئیات وحشر اجساد وجنت ونار واحالہ خرق افلاک واعادۂ معدوم و صدور کثیر عن الواحد وغیرہا اور ان کے سوا اور اجزاء وفروع فلسفہ بھی کفریات صریحہ ومحرمات قبیحہ سے مملو ہیں مثلاً علم طلسمات ونیرنجات وجزء التاثیر من علم النجوم واحکام زائچہ عالم وزائچہ موالید وتسییرات وفردارات وسیمیا وغیرہا یہ تو درس میں داخل نہیں طبیعیات والٰہیات پڑھائے جاتے ہیں **فاقول** وباللہ التوفیق انصافًا اون کی تعلیم وتعلّم زہر مہلک ونار محرق ہے مگر بچند شروط اوّلاً انہماک فلسفیات وتوغل مزخرفات نے معلّم کے نور قلب کو منطفی اور سلامت عقل کو منتفی نہ کردیا ہو کہ ایسے شخص پر خود ان علوم ملعونہ سے یک لخت دامن کشی فرض اور اوس کی تعلیم سے ضرر اشد کی توقع **ثانیًا** وہ عقائد حقہ اسلامیہ سنیہ سے بروجہ کمال واقف وماہر اور اثبات حق وازہاق باطل پر بعونہ تعالٰی قادر ہو ورنہ قلوب طلبہ کا تحفظ نہ کرسکے گا **ثالثًا** وہ اپنی اس قدرت کو بالتزام

تام ہر سبق کے ایسے محل و مقام پر استعمال بھی کرتا ہے ہرگز کسی مسئلہ باطلہ پر آگے نہ چلنے دے جب تک اوس کا بطلان متعلم کے ذہن نشین نہ کردے غرض اوس کی تعلیم کا رنگ وہ ہو جو حضرت بحر العلوم قدس سرہ الشریف کی تصانیف شریفہ کا **رابعًا** متعلم کو قبل تعلیم خوب جانچ لے کہ پورا سنی صحیح العقیدہ ہے اور اوس کے قلب میں فلسفہ ملعونہ کی عظمت و وقعت متمکن نہیں۔ **خامسًا** اس کا ذہن بھی سلیم اور طبع مستقیم دیکھ لے بعض طبائع خواہی نخواہی زیغ کی طرف جاتے ہیں حق بات اون کے دلوں پر کم اثر کرتی اور جھوٹی جلد پیر جاتی ہے قال اللہ تعالٰی وَاِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الرُّشْدِ لَا یَتَّخِذُوْهُ سَبِیْلًا ۚ وَاِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الْغَیِّ یَتَّخِذُوْهُ سَبِیْلًا ۚ بالجملہ گمراہ ضال یا مستعد ضلال کو اس کی تعلیم حرام قطعی ہے ع اے لوری کوئی دیت ہے متوازن ہتھار **سادسًا** معلم و متعلم کی نیت صالحہ ہو نہ اغراض فاسدہ **سابعًا** تنہا اوسی پر قانع نہ ہو بلکہ دینیات کے ساتھ ان کا سبق ہو کہ اس کی ظلمت اوس کے نور سے متجلی ہوتی رہے ان شرائط کے لحاظ کے ساتھ بعونہٖ تعالٰی وس کے ضرر سے تحفظ رہے گا اور اس تعلیم و تعلم سے انتفاع متوقع ہوگا کہ ؎ علمت الشر لا للشر لکن لتوقیہ ٭ فمن لم یعرف الشر یقع فیہ ٭ تشحیذ اذہان ہوگی ضلالات فلسفہ کے رد پر قدرت ملے گی بہت بد مذہب کہ مناظرات میں کفار فلاسفہ کا دامن پکڑتے ہیں اون کی دنداں شکنی ہوسکے گی انھیں اغراض سے درس نظامی میں یہ کتب رکھی گئی تھیں کہ اب شدہ شدہ از کجا تا کجا نوبت پہنچی یہاں تک کہ بہت حمقا کے نزدیک یہی جہالات باطلہ علوم مقصودہ قرار پاگئیں جس کی شناعت کا قدرے بیان فقیر نے اپنے رسالہ **مقامع الحدید علی خد المنطق الجدید** میں کیا و باللہ التوفیق واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ اتم احکم۔

جواب سوال دوم

کلام قدما و اصول فقہ کی سمجھ میں طبعیات و الٰہیات فلسفہ کی اصلا حاجت نہیں وقال اللہ تعالٰی وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ہاں منطق بلاشبہہ مفید و بکار آمد اور اکثر جگہ محتاج الیہ ہے میبذی و صدرا و شمس بازغہ و امثالہا کے استثنا سے درس عامہ میں جو عقلیات خالصہ یا نقلیات ممتزجہ صغرٰی و کبرٰی و ایساغوجی و قال اقول و میر ایساغوجی و قطبی و میر قطبی و شرح تہذیب و میبذی و جلالی و حاشیہ سید زاہد و حاشیۃ الحاشیہ مولانا بحر العلوم و سلم و ملاحسن و حمد اللہ و قاضی و رسالہ قطبیہ و شرح سید زاہد و حاشیہ غلام یحیٰی و شرح عقائد نسفی و جلالی و خیالی و تحریر اقلیدس و تصریح شرح تشریح و شرح چغمنی و مسلم الثبوت و شرح مواقف و میرزاہد امور عامہ پڑھائی جاتی ہیں فہم کلام و اصول و نیز تشحیذ اذہان و تمرین عقول کے لئے بس ہیں اخذ عہد میں مراد اوستاد اگر وہی کتب محرمہ تھیں جب تو ظاہر کہ ان میں حرج نہیں ورنہ بشرط حاجت بنظر حاجت و رعایت شرائط و صحت نیت تعلیم کرسکتا ہے اگر عہد مؤکد بقسم تھا تو کفارۂ یمین ہے ورنہ نہیں اخرج الائمۃ احمد والشیخان عن عبدالرحمٰن بن سمرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا حلفت علی یمین فرأیت غیرھا خیرا منھا فات الذی ھو خیر وکفر عن یمینک واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم و احکم۔

مسئلہ از اٹاوہ مرسلہ مولوی وصی علی صاحب نائب ناظر کلکٹری اٹاوہ ۲ ذیقعدہ ۱۳۱۲ھ ماقولکم رحمکم اللہ تعالٰی فی جوابات ھذہ الاسوالات۔

سوال اوّل۔ پائجامے دو طرح کے فی زماننا اکثر مروج و مستعمل ہیں اول غرارہ دار فراخ پائچہ جس کا استعمال بیشتر بزرگان دین کرتے ہیں اور اکثر علما و صلحا و اولیائے امت محمدیہ کے لباس میں داخل ہے۔ **دوم**۔ پائچہ عوام مؤمنین اور بعض خواص علما خصوصًا پچھاں کی طرف کے باشندے استعمال کرتے ہیں ان دونوں میں سے کون باعتبار شرع شریف کے افضل و استر ہے اور کس کے استعمال کی بات شرع سے صریح رخصت ہوسکتی ہے بینوا توجروا۔

الجواب

اصل سنت مستمرۂ فعلیۂ حضور پُرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعلیہم اجمعین ازار یعنی تہبند ہے اگرچہ ایک حدیث میں مروی ہوا ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضور پُرنور صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ سے عرض کی کیا حضور پاجامہ پہنتے ہیں فرمایا اجل فی السفر والحضر و باللیل والنہار فانی امرت بالستر فلم اجد شیئا استر منہ ہاں سفر و حضر میں شب و روز پہنتا ہوں اس لیے کہ مجھے ستر کا حکم ہوا میں نے اوس سے زیادہ ساتر کسی شے کو نہ پایا رواہ ابویعلٰی وابن حبان فی الضعفاء والطبرانی فی الاوسط والدارقطنی فی الافراد والعقیلی فی الضعفاء عنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ مگر یہ حدیث بشدت ضعیف ہے حتی ان ابا الفرج اوردہ علی عادتہ فی الموضوعات والصواب کما بینہ الامام السیوطی واقتصر علیہ الحافظ ابن حجر وغیرہ انہ ضعیف فقط تفرد بہ یوسف بن زیاد الواسطی ولاہ ہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا اوسے خریدنا بسند صحیح ثابت ہے رواہ الائمۃ احمد والاربعۃ وابن حبان وصححہ عن سوید بن قیس واحمد والنسائی فی قصۃ

اخرجہ عن مالک بن عمیرۃ الاسدی رضی اللہ تعالٰی عنھما اور ظاہر یہی ہے کہ خریدنا پہننے ہی کے لئے ہوگا بہرحال اس میں شک نہیں کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم
زمانۂ اقدس میں باذنِ اقدس پاجامہ پہنتے کما فی الھدٰی والمواھب وشرح سفر السعادۃ وغیرہا امیر المومنین عثمٰن غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ روزِ شہادت پاجامہ پہنے تھے
کما فی تھذیب الامام النووی وغیرہ ایک حدیث میں ہے کہ سیدنا موسٰی علیہ الصلاۃ والسلام روزِ مکالمۂ طور اُون کا پاجامہ پہنے تھے رواہ الترمذی واستغربہ
والحاکم وصححہ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان علی موسٰی یوم کلمہ ربہ کساء صوف وکمۃ صوف وجبۃ صوف و
سراویل صوف وکانت نعلاہ من جلد حمار میت دوسری حدیث میں ہے کہ سب میں پہلے جس نے پاجامہ پہنا ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ ہیں
رواہ ابونعیم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اول من لبس السراویل ابراھیم الخلیل تیسری حدیث میں ہے حضور
پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنی اُمت سے پاجامہ پہننے والی عورتوں کے لیے دُعائے مغفرت کی اور مردوں کو تاکید فرمائی کہ خود بھی پہنیں اور اپنی عورتوں کو
پنھائیں کہ اوس میں ستر زیادہ ہے رواہ الترمذی والعقیلی فی الضعفاء وابن عدی والدیلمی عن امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ بلفظ اللھم اغفر للمتسرولات
من امتی یایھا الناس اتخذوا السراویلات فانھا من استر ثیابکم وخصوصا من نسائکم وفی الحدیث قصۃ وفی اسانیدہ مقال ربما یتقوی تبعدد طرقہ خلافا لصنیع ابی
الفرج بالجملہ پاجامہ پہننا بلاشبہہ مستحب بلکہ سنّت ہے ان لم یکن فعلا فقولا والا فلا اقل من الاستنان تقریرا کما علمت لاجرم فتاوٰی عالمگیریہ میں فرمایا
لبس السراویل سنۃ وھو من استر الثیاب للرجال والنساء کذا فی الغرائب اور روایات میں کوئی تخصیص پائچہ فراخ وتنگ کی نظر سے نہ گزری یہ عادات
قوم وبلد پر ہے مگر فراخ کے یہ معنی کہ عرض کے پائچے نہ غرارے دار جس میں کلیاں ڈال کر گھیر بڑھایا جاتا ہے یہ مردوں کے لیے بلاشبہہ ناجائز ہے کہ ان بلاد میں
کلیوں دار پائچے خاص لباس عورات ہیں اور عورتوں سے تشبیہ حرام مرد اگر پہنتے ہیں تو وہی زنانے یا نقال یا بدوضع فساق ان لوگوں سے بھی مشابہت ممنوع
ہے کما نص علیہ فی الخانیۃ وغیرھا من معتمدات المذھب یوہیں طول میں نہ ٹخنوں سے زائد ہو کہ لٹکتے ہوئے پائچے اگر براہ تکبر ہوں تو حرام وگناہ کبیرہ
ورنہ مردوں کے لیے مکروہ وخلاف اولٰی ہندیہ میں ہے اسبال الرجل ازارہ اسفل من الکعبین ان لم یکن للخیلاء ففیہ کراھۃ تنزیہ کذا فی الغرائب
اُسی میں ہے یکرہ للرجل لبس السراویل المخرفجۃ وھی التی تقع علی ظھر القدمین کذا فی الفتاوی العتابیۃ گھٹنوں کے قریب ہو جیسا آجکل جہال وہابیہ نے
اختراع کیا ہے کہ فراخ پائچے جب اتنے چھوٹے ہوں گے تو بیٹھنے لیٹنے میں ران کا کوئی حصہ کھل جانا مظنون بلکہ مشاہد ہے شرع مطہر کی عادت کریمہ ہے کہ ایسی جگہ
جب ایک مقدار کو فرض فرماتی ہے اوس کی تکمیل وتوثیق کے لیے ایک حدِ معتدل تک اوس سے زیادت کو سنّت بناتی ہے عورتوں کا سارا پاؤں عورت تھا تو اونھیں
ایک بالشت ازار یا پائچے لٹکانے کا حکم عزیمت اور دو بالشت تک رخصت ہوئی کہ قدم ہی تک رکھتیں تو حرکات میں بعض حصۂ ساق یا کعب کھل جاتا رواہ
النسائی وابوداود والترمذی وابن ماجہ عن ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا قالت سئل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کم تجر المرأۃ من ذیلھا قال
شبرا قالت اذا ینکشف عنھا قال فذراع لاتزید علیہ یوہیں مرد کا سترِ عورت گھٹنے کے نیچے تک ہے تو فراخ پائچہ جب وہیں تک ہوگا حرکات میں کوئی حصہ زانو یا ران
منکشف ہوجائے گا لہٰذا نیم ساق تک عزیمت اور کعبین تک رخصت ہوئی کہ تقریبًا وہی ایک اور دو بالشت کا حساب ہے فی المواھب وشرحہ للعلامۃ
الزرقانی حاصل ماذکر فی ذلک فی الاحادیث ان للرجال حالین حال استحباب وھو ان یقتصر بالازار وغیرہ علی نصف الساق وحال جواز وھو الی الکعبین
وکذلک للنساء حالان حال استحباب وھو مایزید علی ماھو جائز للرجال بقدر ذراع الخ یوہیں تنگ پائچے بھی نہ چوڑیوں دار ہوں نہ ٹخنوں سے نیچے نہ خوب
چست بدن سے سلے کہ یہ سب وضع فساق ہے اور ساترِ عورت کا ایسا چست ہونا کہ عضو کا پورا انداز بتائے یہ بھی ایک طرح کی بے ستری ہے حضور اقدس صلی اللہ
تعالٰی علیہ وسلم نے جو پیشین گوئی فرمائی کہ نساء کاسیات عاریات عورتیں ہوں گی کپڑے پہنے ننگیاں اس کی وجوہ تفسیر سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کپڑے ایسے تنگ چُست
ہوں گے کہ بدن کی گولائی فربہی انداز اوپر سے بتائیں گے جیسے بعض لکھنؤ والیوں کی تنگ شلواریں چُست کُرتیاں ردالمحتار میں ہے فی الذخیرۃ وغیرھا ان کان
علی المرأۃ ثیاب فلا باس ان یتأمل جسدھا اذا لم تکن ثیابھا ملتزقۃ بھا بحیث تصف ماتحتھا وفی التبیین قالوا ولاباس بالتأمل فی جسدھا وعلیھا ثیاب مالم
یکن ثوب یبین حجمھا فلاینظر الیہ حینئذ لقولہ علیہ الصلاۃ والسلام من تأمل خلف امرأۃ ورأی ثیابھا حتی تبین لہ حجم عظامھا لم یرح رائحۃ الجنۃ ولانہ
متی کان یصف یکون ناظرا الی اعضائھا اھ ملخصا نہ بہت اونچے گھٹنوں کے قریب ہوں کہ تنگ پائچوں میں اگرچہ احتمال کشف نہیں مگر پاؤں کے لباس میں جو
حد مسنون ہے اوس سے تجاوز بافراط ہوا شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رسالہ آداب اللباس میں فرماتے ہیں ہمبریں قیاس سراویل کہ در عجم متعارفست و

آں را شلوار می گویند بمقدار ازار آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باشد واگر زیر شتالنگ باشد یا دو سہ چین واقع شود بدعت وگناہ است پھر یہ افراط بدعت وہابیہ ہند ہے تو اون سے تشبیہ مکروہ۔ غرض ڈھیلے پائچے جب اون قباحتوں اور تنگ ان شناعتوں سے پاک ہوں تو دونوں شرعًا مرخص پسند اور ادائے مستحب میں کافی وبسند ہیں ہاں غالب عادات علما واولیا میں وہی عرض کے پائچے دیکھے گئے اور اونھیں کو اصل سنت نعلیہ یعنی تہبند سے زیادہ مشابہت کمالایخفی واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال دوم۔ طوائف مریضہ اگر مطب میں آوے تو اوس کا علاج کرنا معصیت ہے یا نہیں دوسری صورت میں اعانت بر معصیت ہونے میں کوئی شبہ ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

اگر معالجۂ زن فاحشہ سے طبیب خود یہی نیت کرے کہ یہ ارتکاب معاصی کے قابل ہوجائے ناسازی طبیعت کہ مانع گناہ ہے زائل ہوجائے جب تو اوس کے عاصی ہونے میں کلام نہیں فانما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ مانوی اور اگر اس کی یہ نیت نہیں بلکہ عام معالجے جس نیت محمودہ یا مباحہ سے کرتا ہے وہی غرض یہاں بھی ہے تو اگر مرض ایذا دہندہ ہے جیسے کہ اکثر امراض یوہیں ہوتے ہیں جب تو اصلا حرج نہیں نہ اسے اعانت معصیت سے علاقہ بلکہ نفع رسانی مسلمہ یا دفع ایذائے انسان کی نیت ہے تو اجر پائے گا قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی کل ذات کبد حراء اجر ہر جگہ گرم یعنی ہر جاندار کی نفع رسانی میں ثواب ہے رواہ الشیخان عن ابی ھریرۃ واحمد عن ابن عمرو بن العاص وکابن ماجہ عن سراقۃ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنھم اور اگر مرض سے کوئی ایذا نہیں صرف موانع زنا سے ہے جس کے سبب اوس کا معالجہ ایک زانیہ عورت کے لئے کوئی نفع رسانی نہ ہوگا بلکہ زنا کا راستہ صاف کرے گا مثلاً عارضہ رتق یا شدت وسعت (نہ بوجہ سیلان رطوبت) کہ فی نفسہ موذی نہیں مگر اوس کا اشتہار باعث سردی بازار زنان زناکار ہے ایسے معالجہ کو جب کہ امور مذکورہ پر طبیب مطلع ہو اگرچہ برقیاس قول صاحبین من وجہ اعانت کہہ سکیں مگر مذہب امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ بھی داخل ممانعت نہیں کہ یہ تو پاک نیت سے صرف اوس کا علاج کرتا ہے گناہ کرنا نہ کرنا اوس کا اپنا فعل ہے جیسے راج کا گرجا یا شوالہ بنانا یا مکان رنڈی زانیہ کو کرایہ پر دینا فی الخانیۃ لو آجر نفسہ یعمل فی الکنیسۃ ویعمرھا لاباس بہ لانہ لا معصیۃ فی عین العمل ہدایہ میں ہے من آجر بیتا لیتخذ فیہ بیت نار او کنیسۃ او بیعۃ او یباع فیہ الخمر بالسواد فلا باس بہ وھذا عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال سوم۔ اکثر عورات طوائف اپنے باغ کی پیداواری میں سے کبھی کبھی کچھ ترکاری یا پودینہ یا اور پھولوں میں سے اور کبھی شیرینی گاگلے کھچڑا وغیرہ بطور ہدیہ وتحفہ کے بھیجا کرتی ہیں اون کا لینا عام مسلمانوں کو یا اوس کے طبیب معالج کو شرعًا کیا حکم رکھتا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

رنڈیوں کے مال پانچ قسم ہیں ایک وہ چیز جو اونھیں کسی فعل حرام مثل زنا یا غنا یا رقص کی اُجرت یا آشنائی کی رشوت میں دی گئی یہ نقد ہو یا جنس مطلقاً حرام اور حکم مغصوب میں ہے کہ وہ خود اوس کی مالک نہیں ہوتیں کما نص علیہ فی الھندیۃ والدرالمختار وغیرھما دوسرے وہ چیز جو اونھوں نے اوس جنس حرام سے حاصل کی مثلاً کسی نے اُجرت یا رشوت مذکورہ میں کچھ تھان گلبدن کے دیئے رنڈی نے اونھیں بیچ کر روپیہ حاصل کیا یا اون تھانوں سے نارنج وغیرہ خرید کیا یہ بھی مطلقاً حرام ہے فان الحرام اذا کان سکان الثمن ایضًا۔

تیسرے وہ چیز جو اونھوں نے اوسی نقد حرام کے بدلے یوں حاصل کی کہ اوس کے نقد پر عقد ونقد ہوا دونوں وہی ادا کیا مثلاً جو روپیہ رنڈی کو رشوت یا اُجرت میں ملا یا رشوت واُجرت میں ملے ہوئے مثلاً تھانوں کو بیچ کر حاصل کیا اوس نے بائع کو وہی روپیہ دکھا کر کہا کہ اس کے عوض شیرینی یا گیہوں یا گوشت یا فلاں کی تخم یا درخت کی قلم دیدے یا روپیہ اوس کے سامنے ڈال دیا کہ فلاں فلاں چیز دے اوس نے دیں اوس نے وہی زر حرام ثمن میں دے دیا اس صورت میں بھی جو کچھ حاصل کیا مذہب صحیح پر سب حرام وغصب ہے وقول من قال بحلہ لعدم تعلق العقد بعینہ بل مثلہ لعدم تعینہ وان کان قیاسا لکنہ خلاف الاستحسان کما افادہ فی الفتح چوتھی وہ چیز کہ نقد حرام سے خریدی مگر عقد وادا دونوں مال حرام پر جمع نہ ہوئے مثلاً زر حرام کہ خود اُجرت ورشوت میں ملا یا ایسی جنس جو پائی تھی اوسے بیچ کر حاصل کیا وہ روپیہ دکھا کر کہا کہ اس کے عوض دیدے جب اوس نے دی ثمن میں حلال روپیہ دیا وہ حرام روپیہ الگ کرلیا

یہاں عقد حرام پر ہوا مگر ادا اوس سے نہ ہوئی یا بغیر روپیہ دکھائے یا اوس کی طرف اشارہ کیے یوہیں کہا کہ ایک روپیہ کی فلاں شے دے اوس نے دی اب ثمن میں زر حرام دیا کہ یہاں ادا تو اوس سے ہوئی مگر عقد اوس پر واقع نہ ہوا تھا اس صورت میں علما مختلف ہیں بہت سے علما اسے بھی حرام مطلق بتاتے ہیں فان الفساد اذا کان لعدم الملک عم فیما یتعین ومالا یتعین اصلا وبدلا علی الاطلاق اور بہت علما نے امام کرخی رحمہ اللہ تعالٰی کے قول پر فتوی دیا کہ یوں جو چیز مول لے وہ حرام نہیں نقد حرام کی خباثت اوس کے بدل میں جبھی آتی ہے کہ عقد و ادا دونوں اوس پر مجتمع ہوں تنویر الابصار میں ہے بہ یفتی ومثلہ فی الذخیرۃ وغیرھا کما فی جامع الرموز وعلیہ مشت المستون المعتمدۃ النقایۃ والاصلاح والغرر پانچویں مال حلال مثلاً رنڈی نے کسی سے قرض لیا یا اوسے گانے ناچنے زنا وغیرہ محرمات کی اُجرت اور آشنائی کی رشوت سے جدا کسی نے ویسے ہی کچھ انعام دیا ہبہ کیا یا سینے پرونے وغیرہا افعال جائزہ کی اُجرت میں لیا کہ یہ سب حلال ہے اور اس سے جو کچھ حاصل کیا جائے گا وہ بھی حلال ہے فی فتاوی الامام قاضی خاں الرجل اذا کان مطربا مغنیا ان اعطی بغیر شرطھما قالوا یباح وان کان یاخذہ علی شرط رد المال علی صاحبہ ان کان یعرفہ وان لم یعرفہ یتصدق بہ اھ وتفصیل القول فی اعظم من فتاوٰینا پس اگر معلوم ہو کہ یہ تحفہ جو وہ لائی ہے اگلے تین مالوں سے ہے تو طبیب وغیر طبیب کسی کو لینا جائز نہیں اور اگر معلوم ہو کہ قسم پنجم سے ہے تو سب کو لینا حلال اور قسم چہارم میں لیلے تو گنہگار نہیں۔ یہ سب اوس حال میں ہے کہ تحفہ کا حال اس لینے والے کو معلوم ہو کہ کس قسم کا ہے اور بحال عدم علم جب کہ اوس کا اکثر مال وجہ حرام سے ہو کہ رنڈیوں میں غالب یہی ہے تو بہت علما اوس کا تحفہ لینا مطلقاً حرام بتاتے ہیں جب تک معلوم نہ ہو کہ یہ خاص چیز وجہ حلال سے ہے مگر اصل مذہب و قول صحیح ومعتمد یہ ہے کہ بحال ناواقفی لینا جائز ہے جب تک معلوم نہ ہو کہ یہ خاص چیز وجہ حرام سے ہے محرر مذہب سیدنا امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں بہ ناخذ مالم نعرف شیئا حراما بعینہ وھو قول ابی حنیفۃ واصحابہ رضی اللہ تعالٰی عنھم ذکرہ فی الھندیۃ عن الظھیریۃ عن ابی اللیث عن محمد رحمہ اللہ تعالٰی تاہم شک نہیں کہ اگرچہ فتوی جواز ہے تقوی احتراز ہے وقد فصلنا القول فیہ فی فتاوٰنا واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ از گوالیار محکمہ ڈاک مرسلہ مولوی نورالدین احمد صاحب ۳ ذی القعدہ ۱۳۱۲ھ

مخدوم ومطاع نیازمندانا۔ آداب نیاز کے بعد عرض پرداز مسائل ذیل کے جواب عنایت فرمائے جاویں (۱) داڑھی کا ارسال تا بہ یکمشت تو معلوم ہے مگر اوس کے حدود کہاں تک ہیں یعنی چہرہ پر کل بال خواہ آنکھوں تک کیوں نہ ہوں داخل ریش ہیں یا کہاں تک اور خط بنوانے میں کہاں تک احتیاط مناسب ہے (۲) نیچے کے ہونٹ کے نیچے جو وسط میں ذرا سے بال چھوڑ کر ادھر اُدھر منڈواتے ہیں جیسے کہ اس شکل میں [شکل] اس کا منڈوانا درست ہے یا کچھ نہ منڈوائے خواہ لب زیریں کے نیچے سب بال ہی بال ہوں اور سوا مونھ کے کوئی جگہ نہ بچی ہو (۳) بال سر کے چھوڑنا تا گوش خواہ دوش تک یا سارے سر کے حجامت کرانا تو معلوم ہے لیکن چھوٹے چھوٹے بال بقدر تین چار حجامتوں کے رکھنا جیسا کہ آجکل شائع ہے اور پھر گردن پر سے اون کی درستی اور گردن کی صفائی یہ کہاں تک جائز ہے زیادہ نیاز۔

الجواب

جواب سوال اول۔ داڑھی قلموں کے نیچے سے کنپٹیوں جبڑوں ٹھوڑی پر جمتی ہے اور عرضاً اوس کا بالائی حصہ کانوں اور گالوں کے بیچ میں ہوتا ہے جس طرح بعض لوگوں کے کانوں پر رونگٹے ہوتے ہیں وہ داڑھی سے خارج ہیں یوہیں گالوں پر جو خفیف بال کسی کسی کے آنکھوں تک نکلتے ہیں وہ بھی داڑھی میں داخل نہیں یہ بال قدرتی طور پر موئے ریش سے جُدا وممتاز ہوتے ہیں اوس کا مسلسل راستہ جو قلموں کے نیچے سے ایک مخروطی شکل پر جانب ذقن جاتا ہے یہ بال اوس راہ سے جُدا ہوتے ہیں نہ ان میں موئے محاسن کے مثل قوت نامیہ ان کے صاف کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ بسا اوقات ان کی پرورش باعث تشویہ خلق وتقبیح صورت ہوتی ہے جو شرعاً ہرگز پسندیدہ نہیں غرائب میں ہے کان ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما یقول للحلاق بلغ العظمین فانھما منتھی اللحیۃ یعنی حدھا ولذلک سمیت لحیۃ لان حدھا اللحی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری باب تقلیم الاظفار میں تعریف علامہ ابن حجر ھی اسم لما نبت علی الخدین والذقن کو موہم پاکر اوس پر اعتراض فرمایا قلت علی الخدین لیس بشیئ ولو قال علی العارضین لکان صوابا اھ فتاوی عالمگیری میں ہے لا بأس باخذ الحاجبین وشعر وجھہ مالم یتشبہ بالمخنث کذا فی الینابیع واللہ تعالٰی اعلم۔

جواب سوال دوم۔ یہ بال بداہۃً سلسلہ ریش میں واقع ہیں کہ اوس سے کسی طرح امتیاز نہیں رکھتے تو انہیں داڑھی سے جُدا ٹھہرانے کی کوئی

وجہ وجیہ نہیں وسط میں جو بال ذرا سے چھوڑے جاتے ہیں جنھیں عربی میں عنفقہ اور ہندی میں بچی کہتے ہیں داخل ریش ہیں کما نص علیہ الامام العینی وعنہ نقل فی السیرۃ الشامیۃ ولہذا امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہوا کہ جو کوئی اونھیں منڈاتا اوس کی گواہی رد فرماتے کما ذکرہ الشیخ المحدث فی مدارج النبوۃ توضیح میں یہ دونوں طرف کے بال جنھیں عربی میں فنیکین ہندی میں کوٹھے کہتے ہیں کیونکر داڑھی سے خارج ہوسکتے ہیں داڑھی کے باب میں حکم احکم حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اعفوا اللحی واوفروا اللحی ہے تو اوس کے کسی جز کا مونڈنا جائز نہیں لاجرم علما نے تصریح فرمائی کہ کوٹھو نکا نتف یعنی اوکھیڑنا بدعت ہے امیر المؤمنین عمر ابن عبد العزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایسے شخص کی گواہی رد فرمائی غرائب میں ہے نتف الفنیکین بدعۃ وھما جنبا العنفقۃ وھی شعر الشفۃ السفلٰی وشھد رجل عند عمر بن عبد العزیز وکان ینتف فنیکیہ فرد شھادتہ اھ وعنھا نقل فی الھندیۃ الٰی قولہ السفلٰی وظاھر ان لا اثر فی ذلک لخصوص النتف ففی معناہ الحلق وانما وقع التعبیر بہ نظرا الٰی ما کانوا تعودوہ کما فی قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاتنتفوا الشیب وقول الفقہاء یکرہ نتف الشیب مع کراھۃ قصہ ایضا لشمول العلۃ وبہ تبین ان ما وقع فی المدارج الشریفۃ من ان فی حلق العنفقۃ وترکھا خلافا والافضل ترکھا اما حلق طرفیھا فلا باس بہ اھ معربا محل تأمل حیث افادہ بظاھرہ کراھۃ التنزیہ وبمقابلتہ بافضلیۃ الترک الاباحۃ الخالصۃ مع ان العنفقۃ وطرفیھا جمیعا من اجزاء اللحیۃ وھی واجبۃ الاعفاء فلا ینبغی الاقدام علٰی ذلک ما لم یثبت من حدیث صحیح اونص من امام المذھب صریح فلیتأمل ہاں اگر یہاں بال اس قدر طویل وانبوہ ہوں کہ کھانا کھانے پانی پینے کلی کرنے میں مزاحمت کریں تو اون کا قینچی سے بقدر حاجت کم کردینا روا ہے خزانۃ الروایات میں تتارخانیہ سے ہے یجوز قص الاشعار التی کانت من الفنیکین اذا زحمت فی المضمضۃ او الاکل او الشراب یہ روایت بھی دلیل واضح ہے کہ بغیر اس مزاحمت کے اون بالوں کا کترنا بھی ممنوع ہے نہ کہ مونڈنا فان المفاھیم معتبرۃ فی الکتب وکلام العلماء وبالاجماع ھذا ما عندی واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

جواب سوال سوم۔ یہ نئی نئی تراشیں سب خلاف سنّت ہیں فی الھندیۃ عن التتارخانیۃ عن المضمرات ان السنۃ فی شعر الراس اما الفرق واما الحلق گردن کی صفائی سے اگر قفا یعنی گدی کے بال مُنڈانا مُراد ہے جس طرح آجکل بعض جہال کا معمول تو یہ صرف پچھنوں کی ضرورت سے جائز ہے بلاضرورت مکروہ فی الھندیۃ عن الینابیع عن الامام الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ یکرہ ان یحلق قفاہ الا عند الحجامۃ اور اگر ان رونگٹوں کا صاف کرنا مقصود جو گدی کے نیچے صفحۂ گردن پر تھوڑے تھوڑے متفرق نکلتے ہیں تو ظاہرا موئے سینہ وپشت کے حکم میں ہونا چاہئے کہ جائز ہے اور ترک بہتر فی الھندیۃ عن القنیۃ فی حلق شعر الصدر والظھر ترک الادب اھ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از گلگٹ مرسلہ سردار امیر خاں ملازم کپتان اسٹوٹ ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۱۲ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں

سوال اوّل

ایک ڈنڈی دار پیالے میں جس میں کچھ بال نہ پڑا ہو اگر ہم نے اوس میں چاہ بنائی اوس کو قوم نصارٰی نے آکر ڈنڈی پکڑ کر صرف اوٹھالیا وہ چاہ ہم کو پینا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

جائز ہے مسلمانوں کے مذہب میں چھوت نہیں واللہ تعالٰی اعلم۔

سوال دوم جو شخص اپنا ستر غلیظ کھول کر خواہ مخواہ ہر شخص کے سامنے آوے وہ کیسا ہے بینوا توجروا۔

الجواب

فاسق فاجر سخت تعزیر شدید کا مستحق ہے حدیث میں اوس پر لعنت آئی کہ لعن اللہ الناظر والمنظور الیہ رواہ البیہقی فی شعب الایمان عن الحسن مرسلا عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از مارہرہ مطہرہ مرسلہ حضرت میاں صاحب قبلہ دام ظلہم العالی ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک فاحشہ مسلمہ سے پردہ جو آیا ہے وہ جس مصلحت سے معلوم ہے مگر ایسا موقع ہو کہ باہم فاحشہ اور غیر فاحشہ مسلمہ قرابت اخت عینی کی رکھتے ہوں تو وہ بھی اس حکم میں داخل ہے یا نہیں اور اگر کبھی کبھی بتقاضائے محبت خون اوسے اپنے سے مل لینے دے تو کیا مرتکب کبیرہ ہوگی بینوا توجروا۔

الجواب

قول علما لاینبغی للمرأۃ الصالحۃ ان تنظر الیھا المرأۃ الفاجرۃ کما فی السراج الوھاج والھندیۃ وردالمحتار اور اسی طرح ارشاد الٰہی عزوجل وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝ ہر صورت کو عام ہے اور مصلحت بھی عام بلکہ ایسی قرابت قریبہ میں بُرا اثر پڑنے کا زیادہ احتمال کہ اجنبیہ سے نہ اتنا میل ہوتا ہے نہ اوس کی طرف اتنا میل والمھاجرۃ لامثال ھذا لایعد من القطع المنھی عنہ فقد صح مثلہ عن الصحابۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم فی اقل من ھذا منھم عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما ہاں یہ حکم احتیاطی ہے اگر نادراً کبھی کچھ دیر کو اوسے مل لینے دے تو کبیرہ نہیں کما یدل علیہ قولھم لاینبغی مگر احتیاط ضروری ہے جب دیکھے کہ اب کچھ بھی بُرا اثر پڑتا معلوم ہوتا ہے فوراً انقطاع کلی کرے اور اوس کی صحبت کو آگ جانے اور انصاف یہ ہے کہ بُرا اثر پڑتے معلوم نہیں ہوتا اور جب پڑجاتا ہے تو پھر احتیاط کی طرف ذہن جانا قدرے دُشوار ہے لہٰذا امان وسلامت جُدا رہنے ہی میں ہے وباللہ التوفیق مولانا قدس سرہ العزیز مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ؎ تا توانی دور شو از یار بد ؛ یار بد بدتر بود از مار بد ؛ مار بد تنہا ہمیں برجان زند ؛ یار بد برجان وبر ایمان زند ؛ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از دھام پور ضلع بجنور مرسلہ حافظ بنیاد علی صاحب ۸ محرم الحرام ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یوم عشرہ میں سبیل لگانے اور کھانا کھلانے اور لنگر لُٹانے کے بارہ میں دیوبند کے علما ممانعت کرتے ہیں؛ نیز کتب شہادت کو بھی جو امر صحیح ہو عندالشرع ارقام فرمائیں اور مجلس محرم میں ذکر شہادت اور مرثیہ سُننا کیسا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

پانی یا شربت کی سبیل لگانا جبکہ بہ نیت محمود اور خالصاً لوجہ اللہ ثواب رسانی ارواح طیبہ ائمہ اطہار مقصود ہو بلاشبہہ بہتر ومستحب وکار ثواب ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا کثرت ذنوبک فاسق الماء علی الماء تتناثر کما یتناثر الورق من الشجر فی الریح العاصف جب تیرے گناہ زیادہ ہوجائیں تو پانی پر پانی پلا گناہ جھڑ جائیں گے جیسے سخت آندھی میں پیڑ کے پتے رواہ الخطیب عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ اسی طرح کھانا کھلانا لنگر بانٹنا بھی مندوب وباعث اجر ہے حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اللہ عزوجل یباھی ملٰئکتہ بالذین یطعمون الطعام من عبیدہ اللہ تعالٰی اپنے اون بندوں سے جو لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں فرشتوں کے ساتھ مباہات فرماتا ہے (کہ دیکھو یہ کیسا اچھا کام کر رہے ہیں) رواہ ابوالشیخ فی الثواب عن الحسن مرسلاً لنگر لٹانا جسے کہتے ہیں کہ لوگ چھتوں پر بیٹھ کر روٹیاں پھینکتے ہیں کچھ ہاتھوں میں جاتی ہیں کچھ زمین پر گرتی ہیں پاؤں کے نیچے آتی ہیں یہ منع ہے کہ اس میں رزق الٰہی کی بے تعظیمی ہے بہت علما نے تو روپوں پیسوں کا لٹانا جس طرح دولھن دولھا کی نچھاور میں معمول ہے منع فرمایا کہ روپیہ پیسہ کو اللہ عزوجل نے خلق کی حاجت روائی کے لیے بنایا ہے تو اوسے پھینکنا نہ چاہئے پھر روٹی کا پھینکنا تو سخت بیہودہ ہے بزازیہ کتاب الکراھۃ النوع الرابع فی الھدایۃ والمیراث میں ہے ھل یباح نثر الدراھم قیل لا وقیل لاباس بہ وعلٰی ھذا الدنانیر والفلوس وقد یستدل من کرہ بقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الدراھم والدنانیر خاتمان من خواتیم اللہ تعالٰی فمن ذھب بخاتم من خواتیم اللہ تعالٰی قضیت حاجتہ کتب شہادت جو آجکل رائج ہیں اکثر حکایات موضوعہ وروایات باطلہ پر مشتمل ہیں یوہیں مرثیے ایسی چیزوں کا پڑھنا سُننا سب گناہ وحرام ہے حدیث میں ہے نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن المراثی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مرثیوں سے منع فرمایا رواہ ابوداود والحاکم عن عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالٰی عنہ ایسے ہی ذکر شہادت کو امام حجۃ الاسلام وغیرہ علمائے کرام منع فرماتے ہیں کما ذکرہ الامام ابن حجر المکی فی الصواعق المحرقۃ ہاں اگر صحیح روایات بیان کی جائیں اور کوئی کلمہ کسی نبی یا ملک یا اہل بیت یا صحابی کی توہین شان کا مبالغہ مدح وغیرہ میں مذکور نہ ہو نہ وہاں بین یا نوحہ یا سینہ کوبی یا گریبان دری یا ماتم یا تصنع یا تجدید غم وغیرہ ممنوعات شرعیہ ہوں تو ذکر شریف فضائل ومناقب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کا بلاشبہہ موجب ثواب ونزول رحمت

ہے عند ذکر الصلحین تنزل الرحمۃ ولہٰذا امام ابن حجر مکی بعد بیان مذکور کے فرماتے ہیں ماذکر من حرمۃ روایۃ قتل الحسین وما بعدہ لاینافی ماذکرتہ فی ھذا الکتاب لان ھذا البیان الحق الذی یجب اعتقادہ من جلالۃ الصحابۃ وبراءتھم من کل نقص بخلاف ما یفعلہ الوعاظ والجھلۃ فانھم یاتون بالاخبار الکاذبۃ والموضوعۃ ونحوھا ولا یبینون المحامل والحق الذی یجب اعتقادہ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۰ محرم الحرام ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں زید اور عمرو نے مال بشراکت خرید کیا پھر زید نے عمرو سے کہا تم اس کو لو یا مجھے دو زید نے نفع دے کر لے لیا عمرو سے عمرو نے پھر کہا زید سے تم نے بدعہدی کی یعنی شرکت نہیں کی آیا یہ بدعہدی ہے یا نہیں۔

الجواب

جبکہ عمرو خود قطع شرکت پر راضی ہوگیا اور نفع لے کر مال دے دیا تو زید کے ذمہ کوئی الزام بدعہدی کا نہیں بلکہ جو شخص کسی سے ایک امر کا وعدہ کرے اور اوس وقت اوس کی نیت میں فریب نہ ہو بعد کو اوس میں کوئی حرج ظاہر ہوا اور اس وجہ سے اوس امر کو ترک کرے تو اوس پر بھی خلاف وعدہ کا الزام نہیں حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لیس الخلف ان یعد الرجل ومن نیتہ ان یفی ولکن الخلف ان یعد الرجل ومن نیتہ ان لایفی رواہ ابویعلی فی مسندہ عن زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۱ صفر ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص سے محرم کے تخت بنانے میں چندہ کی شرکت کو کہا گیا دس دس آنے سب پر ڈالے تھے اوس نے بھی دیئے مگر کہا ہم اپنے ذمہ اس کی کرنہ باندھیں گے اگر چاہیں گے دیں گے اور جتنا چاہیں گے دینگے اس پر لوگوں نے اوسے برادری سے نکال دیا اور حقہ پانی ڈال دیا اور کھچڑا جو حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز کا اوس نے پکا کر مسلمانوں میں تقسیم کیا وہ لوگوں کو نہ لینے دیا اور کہا یہ بھنگی کے یہاں کا ہے اس صورت میں شرع کا حکم کیا ہے بینوا توجروا۔

الجواب

صورت مذکورہ میں اوس شخص کے ذمہ جو الزام برادری والوں نے قائم کیا شرع کی رو سے بالکل باطل ہے وہ اس الزام سے بری ہے بلکہ اس وجہ سے جو لوگ اوسے چھوڑتے اور برادری سے نکالتے ہیں وہ گنہگار ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لاتحاجروا ولاتدابروا ولاتباغضوا ولا تنافسوا وکونوا عباد اللہ اخوانا دوسرا الزام ان لوگوں پر یہ ہے کہ ایک فضول وبیجا کام میں شرکت سے انکار پر یہ تشدد کیا اور نیاز میں کہ مقبول ومحمود کام ہے رخنہ ڈالا واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از سیتاپور مرسلہ منشی مشرف احمد صاحب سررشتہ دار کلکٹری سیتاپور ۲۶ صفر ۱۳۱۳ھ

عالی جناب مولانا صاحب مخدوم ومطاع نیازکیشاں زاد مجدکم وافضالکم بعد بجاآوری تسلیم عرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور جناب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب گھر میں داخل ہو تو سلام کرے حدیث شریف میں ہے کہ باعث برکت ہے اگر گھر میں سوا اہلیہ کے نہ ہو تو زوجہ پر سلام علیک کرے یا نہیں ایک صاحب اس بارہ میں حجت کرتے ہیں کہ ازواج مطہرات پر سلام علیک کرنا کہیں حدیث سے ثابت نہیں ہوا ہے حالانکہ سیاق اس امر پر وارد ہے کہ اہلیہ پر بھی سلام علیک کرنا چاہیئے اس کا جواب اون آیات واحادیث سے جن میں گھر جانے کے وقت سلام کرنے کا حکم ہے اور جن سے حضور اقدس کا سلام ازواج مطہرات سے کرنا ثابت ہو ارقام فرمائیں فقط۔

الجواب

قال اللہ عزوجل وَ اِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ تَحِیَّۃً مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ مُبٰرَکَۃً طَیِّبَۃً جب تم گھروں میں جاؤ تو سلام کرو اپنی جانوں پر ملتے وقت کی اچھی دعا اللہ کی طرف سے برکت والی پاکیزہ معالم التنزیل میں ہے ای یسلم بعضکم علی بعض ھذا فی دخول الرجل بیت نفسہ یسلم علی اھلہ ومن فی بیتہ وھو قول جابر وطاؤس والزھری وقتادہ والضحاک وعمرو بن دینار قال قتادۃ اذا دخلت بیتک فسلم علی اھلک فھم احق من سلمت علیہ

حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا یا بنی اذا دخلت علٰی اھلک فسلم یکون برکۃ علیک وعلٰی اھل بیتک اے میرے بیٹے جب تو اپنے اہل پر داخل ہو تو سلام کر وہ برکت ہوگا تجھ پر اور تیرے اہل خانہ پر۔ رواہ عنہ الترمذی وقال حسن غریب دوسری حدیث میں ہے حضور پرنور صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ وعلٰی آلہ نے فرمایا اذا دخلتم بیوتکم فسلموا علٰی اھلھا فان الشیطان اذا سلم احدکم لم یدخل بیتہ جب تم اپنے گھروں میں جاؤ تو اہل خانہ پر سلام کرو کہ جب تم میں کوئی گھر میں جاتے سلام کرتا ہے تو شیطان اوس گھر میں داخل نہیں ہوتا۔ رواہ الخرائطی فی مکارم الاخلاق عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما علامہ مجد الدین فیروزآبادی صراط مستقیم میں فرماتے ہیں کان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا جاء الی البیت بلیل سلم سلاما یستمعہ المستیقظون ولاینتبہ منہ الراقدون حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب رات کو مکان میں تشریف فرما ہوتے ایسی آواز سے سلام فرماتے کہ جاگتے سُن لیتے اور سوتے نہ جاگتے شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادۃ میں فرماتے ہیں سلام سنت ست نزد درآمدن در خانہ بر اہل خانہ صحیح مسلم وسنن ابوداؤد ونسائی وابن ماجہ میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا دخل بیتہ بدا بالسواک حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب کاشانہ اقدس میں تشریف فرما ہوتے پہلے مسواک فرماتے علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں لاجل السلام علٰی اھلہ فان السلام اسم شریف فاستعمل السواک للاتیان بہ یہ مسواک اپنے اہل پاک پر سلام فرمانے کے لیے تھی کہ سلام معظم نام ہے تو اوس کے ادا کو مسواک فرماتے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عین العلم میں ہے یسلم عند الدخول فی بیتہ لئلا یدخل الشیطان معہ وھو مامور بہ اھ ملخصا عالمگیری میں محیط سے ہے اذا دخل الرجل فی بیتہ یسلم علٰی اھل بیتہ صیرفیہ پھر تتارخانیہ پھر ہندیہ میں ہے ویسلم فی کل دخلۃ بالجملہ یہ سنت قرآن وحدیث وفقہ سب سے ثابت ہے واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از شہر مذکور بواپسی ڈاک بعد بجا آوری تسلیم دست بستہ گزارش ہے فتوٰی عطیہ حضور ملا وہ صاحب یہ چاہتے ہیں کہ کسی حدیث میں خاص تصریح ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ازواج مطہرات پر سلام کیا زیادہ بجز آں کیا عرض کروں۔ خاکسار

الجواب

صحیح مسلم شریف کتاب النکاح باب فضیلۃ اعتاقہ امتہ ثم یتزوج حدیث طویل انس رضی اللہ تعالٰی عنہ نکاح ام المومنین صفیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا (و) ام المومنین زینب رضی اللہ تعالٰی عنہا میں ہے فجعل یمر علی نسائہ فیسلم علٰی کل واحدۃ منھن سلام علیکم کیف انتم یا اھل البیت حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات پر گزرنا شروع اون میں ہر ایک پر سلام فرماتے اور سلام علیکم کے بعد مزاج پُرسی کرتے دوسری روایت میں ہے فخرج رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واتبعتہ فجعل یتبع حجر نسائہ یسلم علیھن حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور میں سایہ دار ہمراہ تھا ازواج مطہرات کے حجروں پر تشریف لے جاتے اور اونھیں سلام فرماتے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از پیلی بھیت محلہ محمد واصل مرسلہ مولوی محمد وصی احمد صاحب سورتی ۲۴ صفر ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ دھوتی لباس ہند ہے یا کہ خاص ہنود کا لباس ہے ایک عالم صاحب کہتے ہیں کہ دھوتی لباس ہنود ہے اور بموجب من تشبہ بقوم فھو منھم کے جو مسلمان دھوتی پہنے وہ ہندو ہے اور نماز روزہ وغیرہ کوئی عمل صالح اوس کا مقبول نہیں مسلمانوں کو دھوتی پہننے والے کے ساتھ مناکحت ونشست برخاست کھانا پینا کھلانا پلانا صاحب سلامت سب منع ہے بلکہ دھوتی پہننے والا السلام علیک کرے تو اوس کے سلام کا جواب بھی نہ دے پس دھوتی پہننے والے کے ساتھ وہی برتاؤ چاہئے جیساکہ عالم صاحب کہتے ہیں یا کہ مسلمانوں کا سا اس بارہ میں جو حکم شریعت ہو ارشاد فرمایا جاوے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

اقول وباللہ التوفیق اس جنس مسائل میں حق تحقیق وتحقیق حق یہ ہے کہ تشبہ دو وجہ پر ہے التزامی ولزومی التزامی یہ کہ یہ شخص کسی قوم کے طرز ووضع خاص اسی قصد سے اختیار کرے کہ اون کی سی صورت بنائے اون سے مشابہت حاصل کرے حقیقۃً تشبہ اسی کا نام ہے فان معنی القصد والتکلف ملحوظ فیہ کما لایخفی اور لزومی یہ کہ اس کا قصد تو مشابہت کا نہیں مگر وہ وضع اس قوم کا شعار خاص ہو رہی ہے کہ خواہی نخواہی مشابہت پیدا ہوگی التزامی میں قصد کی تین صورتیں ہیں **اول** یہ کہ اوس قوم کو محبوب ومرضی جان کر اون سے مشابہت پسند کرے یہ بات اگر مبتدع کے ساتھ ہو بدعت اور کفار

کے ساتھ معاذاللہ کفر حدیث من تشبہ بقوم فھو منھم حقیقۃً صرف اسی صورت سے خاص ہے غمز العیون والبصائر میں ہے اتفق مشائخنا ان من رأی امر الکفار حسنا فقد کفر حتی قالوا فی رجل قال ترک الکلام عند اکل الطعام حسن من المجوس او ترک المضاجعۃ عندھم حال الحیض حسن فھو کافر **دوم** کسی غرض مقبول کی ضرورت سے اسے اختیار کرے وہاں اوس وضع کی شناعت اور اس غرض کی ضرورت کا موازنہ ہوگا اگر ضرورت غالب ہو تو بقدر ضرورت کا وقت ضرورت یہ تشبیہ کفر کیا معنی ممنوع بھی نہ ہوگا جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے مروی کہ بعض فتوحات میں منقول رومیوں کے لباس پہن کر بھیس بدل کر کام فرمایا اور اس ذریعہ سے کفار اشرار کے بھاری جماعتوں پر باذن اللہ غلبہ پایا اسی طرح سلطان مرحوم صلاح الدین یوسف انار اللہ تعالٰی برہانہ کے زمانے میں جبکہ تمام کفار یورپ نے سخت شورش مچائی تھی دو عالموں نے پادریوں کی وضع بناکر دورہ کیا اور اوس آتش تعصب کو بجھادیا خلاصہ میں ہے لو شد الزنار علی وسطہ ودخل دار الحرب لتخلیص الاساری لایکفر ولو دخل لاجل التجارۃ یکفر ذکرہ القاضی الامام ابوجعفر الاستروشنی ملتقط میں ہے اذا شد الزنار او اخذ الغل او لبس قلنسوۃ المجوس جادا او ھازلا لایکفر الا اذا فعل خدیعۃ فی الحرب منح الروض میں ہے ان شد المسلم الزنار ودخل دار الحرب للتجارۃ کفر ای لانہ تلبس بلباس کفر من غیر ضرورۃ ملجئۃ ولا فائدۃ مترتبۃ بخلاف من لبسھا لتخلیص الاساری علی ماتقدم **سوم** نہ تو اوسے اچھا جانتا ہے نہ کوئی ضرورت شرعیہ اس پر حامل ہے بلکہ کسی نفع دُنیوی کے لیے یایوہیں بطور ہزل واستہزاء اس کا مرتکب ہوا تو حرام وممنوع ہونے میں شک نہیں اور اگر وہ وضع اون کفار کا مذہبی دینی شعار ہے جیسے زنار قشقہ چٹیا چلیپا تو علما نے اس صورت میں بھی حکم کفر دیا کما سمعت آنفا اور فی الواقع صورت استہزاء میں حکم کفر ظاہر ہے کمالایخفی اور لزومی میں بھی حکم ممانعت ہے جبکہ اکراہ وغیرہ مجبوریاں نہ ہوں جیسے انگریزی منڈا انگریزی ٹوپی جاکٹ پتلون اولٹا پردہ کہ اگرچہ یہ چیزیں کفار کی مذہبی نہیں مگر آخر شعار ہیں تو اون سے بچنا واجب اور ارتکاب گناہ ولہٰذا علمانے فساق کی وضع کے کپڑے موزے سینے سے ممانعت فرمائی فتاوٰی خانیہ میں ہے الاسکاف او الخیاط اذا استوجر علی خیاطۃ شیئ من زی الفساق ویعطی لہ فی ذلک کثیر اجر لایستحب لہ ان یعمل لانہ اعانۃ علی المعصیۃ مگر اس کے تحقق کو اوس زمان ومکان میں اون کا شعار خاص ہونا قطعًا ضرور جس سے وہ پہچانے جاتے ہوں اور اون میں اور اون کے غیر میں مشترک نہ ہو ورنہ لزوم کا کیا محل ہاں وہ بات فی نفسہ شرعا مذموم ہوئی تو اس وجہ سے ممنوع یا مکروہ رہے گی نہ کہ تشبہ کی راہ سے امام علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں دربارہ طیلسان کہ پوشش یہود تھی فرماتے ہیں اما ماذکرہ ابن القیم من قصۃ الیھود فقال الحافظ ابن حجر انما یصح الاستدلال بہ فی الوقت الذی تکون الطیالسۃ من شعارھم وقد ارتفع ذلک فی ھذہ الازمنۃ فصار داخلا فی عموم المباح وقد ذکرہ ابن عبدالسلام رحمہ اللہ تعالٰی فی امثلۃ البدعۃ المباحۃ امام اجل فقیہ النفس فخر الملۃ والدین قاضی خاں پھر امام محمد محمد محمد ابن الحاج حلبی حلیہ شرح منیہ فصل مکروہات الصلاۃ پھر علامہ زین بن نجیم مصری بحرالرائق پھر علامہ محمد بن علی دمشقی درمختار میں فرماتے ہیں التشبہ باھل الکتاب لایکرہ فی کل شیئ فانا ناکل ونشرب کما یفعلون انما الحرام التشبہ بھم فیما کان مذموما او فیما یقصد بہ التشبہ علامہ علی قاری منح الروض میں فرماتے ہیں انا ممنوعون من التشبہ بالکفرۃ واھل البدعۃ المنکرۃ فی شعارھم لامنھیون عن کل بدعۃ ولو کانت مباحۃ سواء کانت من افعال اھل السنۃ او من افعال الکفرۃ واھل البدعۃ فالمدار علی الشعار فتاوٰی عالمگیری میں محیط سے ہے قال ھشام فی نوادرہ رأیت علی ابی یوسف رحمہ اللہ تعالٰی نعلین مخصوفین بمسامیر الحدید فقلت لہ اتری بھذا الحدید باسا قال لا، فقلت لہ ان سفین وثور بن یزید کرھا ذلک لانہ تشبہ بالرھبان فقال ابویوسف رحمہ اللہ تعالٰی کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یلبس النعال التی لھا شعور وانھا من لباس الرھبان الخ اس تحقیق سے روشن ہوگیا کہ تشبہ وہی ممنوع ومکروہ ہے جس میں فاعل کی نیت تشبہ کی ہو یا وہ شیئ اون بدمذہبوں کا شعار خاص یا فی نفسہ شرعًا کوئی حرج رکھتی ہو بغیر ان صورتوں کے ہرگز کوئی وجہ ممانعت نہیں اب مسئلہ مسئولہ کی طرف چلیے دھوتی باندھنے والے مسلمانوں کا یہ قصد تو ہرگز نہیں ہوتا کہ وہ کافروں کی سی صورت بنائیں نہ مدعی نے اس پر بنائے کلام کی بلکہ مطلقا دھوتی باندھنے کو اون سخت شدید اختراعی احکام کا مورد قرار دیا نہ نہار قلب پر حکم روا نہ بدگمانی جائز قال اللہ تعالٰی وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ○ اور فی نفسہ دھوتی کی حالت کو دیکھا جائے تو اوس کی اپنی ذات میں کوئی حرج شرعی بھی نہیں بلکہ ساتر ماموربہ کے افراد سے ہے اصل سنّت ولباس پاک عرب یعنی تہبند سے صرف لٹکتا چھوڑنے اور پیچھے گھرس لینے کا فرق رکھتی ہے اس میں کسی امر شرعی کا خلاف نہیں تو دو وجہ ممانعت تو قطعًا منتفی ہیں رہا خاص شعار کفار ہونا وہ بھی باطل بنگالہ وغیرہ پورب کے عام شہروں میں تمام سکان ہندو مسلمان سب کا یہی لباس ہے یوہیں سب اضلاع ہند کے دیہات میں ہندو مسلمین یہی وضع

رکھتے ہیں رہے وسط ہند کے شہری لوگ اون میں بھی فنائے شہر اور خود شہر کے اہل حرفہ وغیرہم جنہیں کم قوم کہا جاتا ہے بعض ہر وقت اور بعض اپنے کاموں ضرورتوں کی حالت میں دھوتی باندھتے ہیں ہاں یہاں کے معزز شہریوں میں اس کا رواج نہیں مگر اوس کا حاصل اس قدر کہ اپنی تہذیب کے خلاف جانتے ہیں نہ یہ کہ جو باندھے اوسے فعل کفر کا مرتکب سمجھیں تو غایت یہ کہ ان اضلاع کے شہری وجاہت دار آدمی کو گھر سے باہر اوس کا باندھنا مکروہ ہوگا کہ بلاوجہ شرعی عرف وعادت قوم سے خروج بھی سبب شہرت وباعث کراہت ہے علامہ قاضی عیاض مالکی امام اجل ابوزکریا نووی شافعی شارحان صحیح مسلم پھر عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی حنفی شارح طریقہ محمدیہ فرماتے ہیں خروجہ عن العادۃ شہرۃ ومکروہ اور اگر وہاں کے مسلمان اسے لباس کفار سمجھتے ہوں تو احتراز مؤکد ہے حرج سمجھے گھرنے میں ہے ورنہ تہ بند تو عین سنت ہے اس سے زائد جو کچھ لفاظیاں شخص مذکور نے کہیں محض بے اصل وباطل اور حلیہ صدق وصواب سے عاطل ہیں بالفرض اگر دھوتی باندھنا مطلقًا ممنوع بھی ہوتا تاہم اوس میں اوتنا وبال نہ تھا جو شرع مطہر پر دانستہ افترا کرنے میں والعیاذ باللہ تعالٰی نسئل اللہ ھدایۃ سبیل الرشاد والعصمۃ عن طریق الزیغ والفساد آمین واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ غرہ ربیع الاول شریف ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تبرک آثار شریفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کیسا ہے اور اوس کے لیے ثبوت یقینی درکار ہے یا صرف شہرت کافی ہے اور نعلین شریفین کی تمثال کو بوسہ دینا کیسا ہے اور اوس سے توسل جائز ہے یا نہیں اور بعض لوگ یوں کرتے ہیں کہ تمثال نعل شریف کے اوپر بعد بسم اللہ کے لکھتے ہیں اللھم ارنی برکۃ صاحب ھذین النعلین الشریفین اور اوس کے نیچے دعائے حاجت لکھتے ہیں یہ کیسا ہے بینوا توجروا۔

الجواب

فی الواقع آثار شریفہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے تبرک سلفًا وخلفًا زمانہ اقدس حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وصحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے آج تک بلانکیر رائج ومعمول اور باجماع مسلمین مندوب ومحبوب بکثرت احادیث صحیحہ صحیح بخاری وصحیح مسلم وغیرہما صحاح وسنن وکتب حدیث اس پر ناطق جن میں بعض کی تفصیل فقیر نے کتاب البارقۃ الشارقۃ علی مارقۃ المشارقۃ میں ذکر کی اور ایسی جگہ ثبوت یقینی یا سند محدثانہ کی اصلًا حاجت نہیں اس کی تحقیق وتنقیح کے پیچھے پڑنا اور بغیر اس کے تعظیم وتبرک سے باز رہنا سخت محرومی وکم نصیبی ہے ائمہ دین نے صرف حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نام سے اوس شے کا معروف ہونا کافی سمجھا ہے امام قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں من اعظامہ واکبارہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اعظام جمیع اسبابہ واکرام مشاھدہ وامکنتہ من مکۃ والمدینۃ ومعاھدہ ومالمسہ علیہ الصلٰوۃ والسلام اوعرف بہ اسی طرح طبقۃً فطبقۃً شرقًا غربًا عجمًا عربًا علمائے دین وائمہ معتمدین نعل مطہر حضور سید البشر علیہ افضل الصلٰوۃ واکمل السلام کے نقشے کاغذوں پر بناتے کتابوں پر تحریر فرماتے آئے اور اونھیں بوسہ دینے آنکھوں سے لگانے سر پر رکھنے کا حکم فرماتے رہے اور دفع امراض وحصول اغراض میں اوس سے توسل فرمایا کیے اور بفضل الٰہی عظیم وجلیل برکات وآثار اوس سے پایا کیے علامہ ابوالیمن ابن عساکر وشیخ ابواسحٰق ابراہیم بن محمد بن خلف سلمی وغیرہما علما نے اس باب میں مستقل کتابیں تصنیف کیں اور علامہ احمد مقری کی فتح المتعال فی مدح خیر النعال اس مسئلہ میں اجمع وانفع تصانیف سے ہے علامہ ابوالربیع سلیمن بن سالم کلاعی وقاضی شمس الدین ضیف اللہ رشیدی وشیخ فتح اللہ بیلونی حلبی معاصر علامہ مقری وسید محمد موسٰی حسینی مالکی معاصر علامہ ممدوح وشیخ محمد بن فرج سبتی وشیخ محمد بن رشید فہری سبتی وعلامہ ابوالیمن ابن عساکر وعلامہ ابوالحکم مالک بن عبدالرحمٰن بن علی مغربی وامام ابوبکر احمد ابن امام ابو محمد عبداللہ بن حسین انصاری قرطبی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم اجمعین نے نقشہ نعل مقدس کی مدح میں قصائد عالیہ تصنیف فرمائے ان سب میں اوسے بوسہ دینے سر پر رکھنے کا حکم واستحسان مذکور اور یہی مواہب لدنیہ امام علامہ احمد قسطلانی وشرح مواہب علامہ زرقانی وغیرہما کتب جلیلہ میں مسطور وقد لخصنا اکثر ذٰلک فی کتابنا المذکور علما فرماتے ہیں جس کے پاس یہ نقشہ متبرکہ ہو ظلم ظالمین وشر شیاطین وچشم زخم حاسدین سے محفوظ رہے عورت دردزہ کے وقت اپنے ہاتھ میں لے آسانی ہو جو ہمیشہ پاس رکھے نگاہ خلق میں معزز ہو زیارت روضہ اقدس نصیب ہو یا خواب میں زیارت حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مشرف ہو جس لشکر میں ہو نہ بھاگے جس قافلہ میں ہو نہ لٹے جس کشتی میں ہو نہ ڈوبے جس مال میں ہو نہ چرے جس حاجت میں اوس سے توسل کیا جائے پوری ہو جس مراد کی نیت سے پاس رکھیں حاصل ہو موضع درد ومرض پر اوسے رکھ کر شفائیں ملی ہیں مہلکوں مصیبتوں میں اوس سے توسل کرکے نجات وفلاح کی راہیں کھلی ہیں اس باب میں حکایات صلحا وروایات علما بکثرت ہیں کہ امام تلمسانی وغیرہ نے فتح المتعال وغیرہ میں ذکر فرمائیں اور بسم اللہ شریف اوس پر لکھنے میں کچھ حرج نہیں اگر یہ خیال کیجیے کہ نعل مقدس

قطعاً تاج فرق اہل ایمان ہے مگر اللہ عزوجل کا نام و کلام ہر شے سے اجل واعظم وارفع واعلیٰ ہے یوہیں تمثال میں بھی احتراز چاہیے تو قیاس مع الفارق ہے اگر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی جاتی کہ نام الٰہی یا بسم اللہ شریف حضور اقدس کے نعل اقدس پر لکھی جائے تو پسند نہ فرماتے مگر اس قدر ضروری ہے کہ نعل بحالت استعمال وتمثال محفوظ عن الابتذال میں تفاوت ہے اور اعمال کا مدار نیت پر امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جانوران صدقہ کی رانوں پر حبیس فی سبیل اللہ داغ فرمایا تھا حالانکہ اون کی رانیں بہت محل بے احتیاطی ہیں کما فی ردالمحتار بلکہ سنن دارمی شریف میں ہے اخبرنا مالك بن اسمعیل ثنا مندل بن علی العنزی حدثنی جعفر بن ابی المغیرۃ عن سعید بن جبیر قال کنت اجلس الی ابن عباس فاکتب فی الصحیفۃ حتی تمتلی ثم اقلب نعلی فاکتب فی ظھورھما واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ۲۰ ربیع الآخر ۱۳۱۳ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک شخص نے اپنی معاش علانیہ قمار بازی اور زناکاری کے ذریعہ سے کر رکھی ہے اور کوئی ذریعہ اوس کے یہاں آمدنی کا مطلق نہیں ہے اوس کے مال میں سے نذر و نیاز کے کھانے کا کھانا جس کو اوس کی آمدنی کا حال معلوم کیسا ہے فاتحہ دینے والے کو اوس کے مال کی کیفیت معلوم ہے اوس کے واسطے کیا حکم ہے بینوا توجروا۔

الجواب

اگر جو چیز اوس نے حرام کاری یا قمار بازی سے حاصل کی بعینہ اوسی شے پر نیاز دلائی مثلاً جوئے میں چاول جیتے تھے اونھیں کا پلاؤ پکایا زانیہ کو اوس کے آشنا نے گوشت بھیجا اوسی پر فاتحہ دلائی جب تو وہ نیاز وفاتحہ یقینی مردود اور اوس کا کھانا قطعی حرام اور فاتحہ دینے والے کو اگر معلوم تھا کہ بعینہ یہ وہی شے ہے تو وہ بھی سخت عظیم شدید گناہ میں گرفتار یہاں تک کہ فاتحہ دینے دلانے والے دونوں پر معاذ اللہ خوف کفر ہے دونوں پر لازم کہ کلمہ اسلام نئے سرے سے پڑھیں اور نکاح کی تجدید کریں فی الھندیۃ عن المحیط لو تصدق علی الفقیر شیئا من المال الحرام ویرجو الثواب یکفر ولم علم الفقیر بذلك فدعا له وامن المعطی فقد کفرا اور اگر وہ چیز بعینہ بذریعہ حرام حاصل نہ ہوئی تھی بلکہ ثمن حرام سے خریدی تو دو صورتیں ہیں اگر حرام روپیہ دکھا کر کہا اس کے بدلے یہ شے دے دے بائع نے دی اس نے وہی زر حرام ثمن میں دے دیا تو اس صورت میں بھی جو کچھ خریدا مال وحرام خبیث ہی ہے اوس پر نہ نیاز ہوسکے نہ فاتحہ اس وقت میں اوس پر فاتحہ دینا دلانا بُرا تو ہے مگر اندیشہ کفر سے دوری ہے لاختلاف العلماء فمنھم من قال بحل الابدال مطلقا کما فی الدرر وغیرہ من الاسفار الغر اور اگر یہ صورت بھی نہ تھی بلکہ بغیر زر حرام دکھائے یوہیں کہا کہ یہ شے مثلاً ایک روپیہ کی دے دے اوس نے دے دی اس نے حرام روپیہ ثمن میں دیدیا یا دکھایا تو زر حرام کہ اس کے عوض دے دے جب اوس نے دی اس نے وہ روپیہ رکھ لیا اور کوئی حلال ذریعہ کا روپیہ ثمن میں دیا تو اب جو کچھ خریدا مذہب مفتی بہ پر حرام نہیں اوس پر نیاز و فاتحہ جائز ہے اور اوس کا کھانا بھی حرام نہیں فی التنویر تصدق لو تصرف بالشراء بدراھم الودیعۃ او الغصب ونقدھا وان اشار الیھا ونقد غیرھا او اطلق ونقدھا لا وبہ یفتی اھ ملخصا پھر بھی اس سے احتراز بہتر لمحل خلاف العلماء فقد قال فی الدر المختار المختار انہ لا یحل مطلقا کذا فی الملتقی وللتوقی عن التھم والزجر علی المرتکب واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ۲۰ ربیع الآخر ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ مسلمان جو ہنود کے کاروبار کرتے ہیں اون کے یہاں کمھار نوکر ہیں اگر یہ کمھار ہندو کبھی کچھ اپنے یہاں سے پوری پکواکر لاویں یا بازار سے اپنی آمدنی میں سے مٹھائی وغیرہ خرید کر کے دیویں تو اوس کا لینا اور کھانا درست ہوگا یا نہیں اور نیز عام اہل ہنود کے یہاں کے کھانے کا جو بطریق رسم کچھ بھیجیں لینا اور کھانا درست ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کافروں کے ہدیے قبول بھی فرمائے ہیں اور رد بھی فرمائے۔ کسریٰ بادشاہ ایران نے ایک خچر نذر کیا قبول فرمایا الحاکم فی المستدرک عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال ان کسری اھدی للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بغلۃ فرکبھا بحبل من شعر ثم اردفنی خلفہ قال الحافظ الدمیاطی فی ذلك نظر لان کسری مزق کتابہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فبعید ان یھدی لہ **اقول** یرد نظرہ حدیث علی الآتی واما استبعادہ

فقد اجاب عنہ العلماء بجوابین ذکرھما الزرقانی فی شرحہ علی المواھب فی ذکر بغالہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یونہیں بادشاہ فدک نے چار اونٹنیاں پُر بار نذر کیں قبول فرمائیں اور بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بخش دیں رواہ ابو داود عن بلال المؤذن رضی اللہ تعالٰی عنہ وفیہ انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال لبلال فاقبضھن و اقض دینک یونہیں قیصر روم وغیرہ سلاطین کُفّار کے ہدایا قبول فرمائے احمد والترمذی عن امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ قال اھدی کسرٰی لرسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقبل منہ واھدی قیصر فقبل منہ واھدت لہ الملوک فقبل منھا قتیلہ بنت عبد العزی بن سعد اپنی بیٹی حضرت سیدتنا اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہما کے پاس آئی اور کچھ گوشت کے زندہ جانور پنیر گھی ہدیہ لائی بنت الصدیق نے نہ ہدیہ لیا نہ ماں کو گھر میں آنے دیا کہ تو کافرہ ہے ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا آیت اوتری لَا یَنْھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ اللہ تعالٰی ان کافروں کے ساتھ نیک سلوک سے تمہیں منع نہیں فرماتا جو تم سے دین میں نہ لڑے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہدیہ لو اور گھر میں آنے دو رواہ الامام احمد عن عامر بن عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالٰی عنہم یہ حدیثیں تو جواز کی ہیں اور عیاض رضی اللہ تعالٰی عنہ نے پیش از اسلام کوئی ہدیہ یا ناقہ نذر کیا فرمایا تو مسلمان ہے عرض کی نہ۔ فرمایا انی نھیت عن زبد المشرکین میں کافروں کی دی ہوئی چیز لینے سے منع کیا گیا ہوں رواہ عن احمد وابو داود والترمذی وقال حسن صحیح یونہیں ملاعب الاسنہ نے کچھ ہدیہ نذر کیا فرمایا اسلام لا انکار کیا فرمایا انی لااقبل ھدیۃ مشرک میں کسی مشرک کا ہدیہ قبول نہیں فرماتا رواہ الطبرانی فی الکبیر عن کعب بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند صحیح ایک حدیث میں ارشاد فرمایا انا لانقبل شیئا من المشرکین ہم مشرکوں سے کوئی چیز قبول نہیں فرماتے رواہ احمد والحاکم عن حکیم بن حزام رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند صحیح اسی طرح اور بھی حدیثیں رد و قبول دونوں میں وارد ہیں فمنھم من زعم ان الرد نسخ القبول ورد بجھل التاریخ ومنھم من وفق بان من قبلہ منھم فاھل کتاب لا مشرک کما فی مجمع البحار **اقول** قد قبل عن کسرٰی ولم یکن کتابیا الا ان یتمسک فی المجوس سنوا بھم سنۃ اھل الکتاب غیر ناکحی نسائھم ولا آکلی ذبائحھم اس بارہ میں تحقیق یہ ہے کہ یہ امر مصلحت وقت وحالت ہدیہ آرندہ وہدیہ گیرندہ پر ہے اگر تالیف قلب کی نیت ہے اور اُمید رکھتا ہے کہ اوس سے ہدایا وتحائف لینے دینے کا معاملہ رکھنے میں اوسے اسلام کی طرف رغبت ہوگی تو ضرور لے اور اگر حالت ایسی ہے کہ نہ لینے میں اوسے کوفت پہنچے گی اور اپنے مذہب باطل سے بیزار ہوگا تو ہرگز نہ لے اور اگر اندیشہ ہے کہ لینے کے باعث معاذ اللہ اپنے قلب میں کافر کی طرف کچھ میل یا اوس کے ساتھ کسی امر دینی میں نرمی و مداہنت راہ پائے گی تو اوس ہدیہ کو آگ جانے اور بیشک تحفوں کا رغبت و محبت پیدا کرنے میں بڑا اثر ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں تھادوا تحابوا رواہ ابو یعلی بسند جید عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ زاد ابن عساکر وتصافحوا یذھب الغل عنکم وعندہ عن ام المؤمنین الصدیقۃ رفعتہ تھادوا تزدادوا حبا الحدیث ایک حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الھدیۃ تذھب بالسمع والقلب والبصر ہدیہ آدمی کو اندھا بہرا دیوانہ کر دیتا ہے رواہ الطبرانی فی الکبیر عن عصمۃ بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ حسنہ السیوطی وضعفہ الھیثمی وغیرہ نیز حدیث میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الھدیۃ تعور عین الحکیم ہدیہ حکیم کی آنکھ اندھی کر دیتا ہے اخرجہ الدیلمی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما بسند ضعیف اور اگر نہ کچھ مصلحت ہو نہ کچھ اندیشہ تو مباح ہے چاہے لے چاہے نہ لے وقد بنے الامر فی ذلک علی المصالح علماؤنا الکرام کما نقلہ فی الباب الرابع عشر من کراھیۃ الھندیۃ عن المحیط عن الامام الفقیہ ابی جعفر وغیرہ فراجعہ پھر اون کا پکایا ہوا یا ہدیہ دیا ہوا گوشت تو حرام ہے جب تک اپنے سامنے جانور ذبح ہو کر بغیر نگاہ سے غائب ہوئے سامنے نہ پکا ہو اور اوس کے سوا اور پکائی ہوئی چیزیں اور بازار کی مٹھائی دودھ دہی گھی ملائی سب کا ایک حکم ہے کہ فتوٰی جواز اور تقوٰی احتراز واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از کوہ نینی تال چھوٹا بازار مرسلہ شیخ علی الدین احمد صاحب ۲۷ ربیع الآخر شریف ۱۳۱۳ھ

خدمت میں علمائے دین کی عرض ہے کہ جو مولود شریف چندہ اہل ہنود سے ہوا اوس میں بدنی اور مالی شرکت اور اہتمام اہل ہنود رہا اور وقت شروع مولود شریف اہل ہنود کی اجازت سے ہی شروع ہوا اور اون کی اجازت سے ہی ختم ہوا اور اون کی اجازت سے ہی شیرینی تقسیم ہوئی اور نیچے عام سڑک بازار میں فرش ہو کر کتاب پڑھی جاتی تھی اور اوپر دوکانوں کے چپ وراست بالاخانوں کے چھجوں پر اہل ہنود بیٹھے تھے اور ساتھ حکم کے اہتمام کر رہے تھے اور ہر ایک کام اون کی اجازت سے ہی ہوتا تھا اور یہ شخص ایسے لہجہ آواز بنا کر پڑھتا ہے کہ مراثی لوگوں کو مات کرتا ہے جو لوگ بے علم و ناواقف ہیں وہ اس کی آواز و لہجہ پر لوٹ ہیں اسی وجہ سے اس زید نے اپنے پانچ روپے فیس مولود شریف کی پڑھوائی مقرر کر رکھے ہیں بغیر پانچ روپیہ فیس

کے کسی کے یہاں جاتا نہیں اور وقت نماز سب سے پہلے سبقت امامت کی کرتا ہے اور اپنے آپ کو مولوی صاحب کے لفظوں سے اپنے قلم سے لکھتا ہے اور کچھ معمولی روائتیں علمائے دین سے یاد کرلی ہیں اور جمعہ کے روز مسجد میں منبر پر بیٹھ کر وعظ پڑھتا ہے اور پیرا مُریدی بھی کرتا ہے اور وقت ختم ہونے مولود شریف کے اعلان بآواز بلند اوسی زید مولود خواں نے کہا کہ دیکھو ان اہل ہنود صاحبوں کی امداد اور شرکت سے میرے یہاں پر کیسی رونق روشنی وغیرہ کی تم مسلمانوں سے دس حصہ اور بیس حصہ زائد ہوئی لہٰذا اب اس معاملہ میں استفتاء شرعی جو کچھ ہو وہ مشرح ہر فقرہ کا جواب تحریر فرمادیں۔ جملہ اہل اسلام کو نینی تال چھوٹا بازار

الجواب

سائلین کے بیان سابق سے واضح ہوا کہ یہ چندہ ہندوؤں نے خود نہ کیا بلکہ زید میلاد خواں نے مجلس کی اور مسلمانوں سے برخلاف ہوکر ہندوؤں سے چندہ لیا اور اون کی امداد سے یہ کام کیا یہ سراپا خلاف شرع ہوا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں انا لانستعین بمشرک ہم کسی مشرک سے مدد نہیں لیتے اخرجہ احمد وابوداود وابن ماجۃ عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا بسند صحیح علمائے کرام تو امور دین میں کافر کتابی سے اتنی مدد لینی بھی مکروہ رکھتے ہیں کہ اپنی قربانی ذبح کرنے کو اوس سے کہے حالانکہ وہ ایک کام خدمت لینا ہے نہ کہ معاذ اللہ دینی بات کے لیے مشرکوں سے مانگنا دینی کام کا دار مدار سب اونھیں کی اجازت پر ہونا اسے کوئی سچا مسلمان کامل الایمان گوارا نہیں کرسکتا تنویر الابصار ورد المحتار وغیرہما میں ہے کرہ ذبح الکتابی ای بالامر لانہا قربۃ ولاینبغی ان یستعان بالکافر فی امور الدین الخ۔

دوسرا امر ناجائز اس مجلس میں یہ تھا کہ عام سڑک پر خصوصًا بازار میں جہاں آمد ورفت کی زیادہ کثرت رہتی ہے فرش کرکے کتاب پڑھنا کہ یہ حقوق عامہ میں دست اندازی ہوئی شریعت میں تو اسی لحاظ سے راستہ میں نماز پڑھنی بھی مکروہ ہوئی نہ کہ بازار کی سڑک پر مجلس درمختار وردالمحتار میں ہے تکرہ الصلاۃ فی طریق لان فیہ شغلہ بما لیس لہ لانہا حق العامۃ للمرور اھ مختصراً تیسری سخت بیہودہ بات کتاب وقاری کا نیچے اور کافروں کا چھجوں پر ہونا کہ صریح بے تعظیمی کتاب وذکر شریف تھی حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تو جب حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اپنا ذکر شریف سُنتے تو مسجد اقدس میں اون کے لیے منبر بچھاتے وہ اس پر کھڑے ہوکر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نعت ومدحت اور حضور کے دشمنوں بدگویوں کی مذمت بیان کرتے کما رواہ الامام البخاری فی صحیحہ نہ کہ معاذ اللہ کتاب نیچے اور کافر اونچے ہوں۔ زید نے جو اپنی مجلس خوانی خصوصًا راگ سے پڑھنے کی اُجرت مقرر کر رکھی ہے ناجائز وحرام ہے اس کا لینا اوسے ہرگز جائز نہیں اس کا کھانا صراحۃً حرام کھانا ہے اوس پر واجب ہے کہ جن جن سے فیس لی ہے یاد کرکے سب کو واپس دے وہ نہ رہے ہوں تو اون کے وارثوں کو پھیرے پتا نہ چلے تو اوتنا مال فقیروں پر تصدق کرے اور آئندہ اس حرام خوری سے توبہ کرے تو گناہ سے پاک ہو اول تو سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ذکر پاک خود عمدہ طاعات واجل عبادات سے ہے اور طاعت وعبادت پر فیس لینی حرام مبسوط پھر خلاصہ پھر عالمگیری میں ہے لایجوز الاستیجار علی الطاعات کالتذکیر ولایجب الاجر اھ ملخصًا خلاصہ پھر تتارخانیہ پھر ہندیہ میں ہے الواعظ اذا سأل الناس شیئا فی المجلس لنفسہ لایحل لہ ذلک لانہ اکتساب الدنیا بالعلم قنیہ پھر اشباہ پھر درمختار میں ہے ونظم الدرر اتم حیث یقول تسمی شرکۃ صنائع واعمال ان اتفق صانعان علی ان یتقبلا الاعمال التی یمکن استحقاقہا ومنہ تعلیم کتابۃ وقراٰن وفقہ علی المفتی بہ بخلاف شرکۃ دلالین ومغنین وشہود محاکم وقراء مجالس وتعازد وعاظ وسؤال اھ ملخصا ثانیا بیان سائلین سے ظاہر کہ وہ اپنی شعر خوانی وزمزمہ سنجی کی فیس لیتا ہے یہ بھی محض حرام فتاوٰی عالمگیریہ میں ہے لاتجوز الاجارۃ علی شیئ من الغناء وقراءۃ الشعر ولااجر فی ذلک وھذا کلہ قول ابی حنیفۃ وابی یوسف ومحمد رحمہم اللہ تعالٰی کذا فی غایۃ البیان اھ مختصراً اور یہیں[5] سے ظاہر ہوا کہ امامت میں اوس کا سبقت کرنا بھی گناہ[5] ہے جبکہ حاضرین میں اوس کے سوا کوئی اور شخص قرآن مجید صحیح پڑھنے والا سُنّی صحیح العقیدہ متقی موجود ہو کہ جب یہ علانیہ حرام کھاتا ہے تو کھلا فاسق ہے اور فاسق کو اور لوگ اگر آگے کریں تو گنہگار ہوں نہ کہ وہ خود ہی آگے بڑھ جائے غنیہ میں ہے لوقدموا فاسقا یأثمون یونہیں[6] اپنے آپ کو بے ضرورت شرعی مولوی صاحب لکھنا بھی گناہ ومخالف حکم قرآن عظیم ہے قال اللہ تعالٰی ھُوَ اَعْلَمُ بِکُمْ اِذْ اَنْشَاَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّۃٌ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّھٰتِکُمْ فَلَا تُزَکُّوْٓا اَنْفُسَکُمْ ھُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی ٥ اللہ تمھیں خوب جانتا ہے جب اوس نے تمھیں زمین سے اوٹھان دی اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں چھپے تھے تو اپنی جانوں کو آپ اچھا نہ کہو خُدا خوب جانتا ہے جو پرہیزگار ہے) اور فرماتا ہے اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یُزَکُّوْنَ اَنْفُسَھُمْ بَلِ اللہُ یُزَکِّیْ مَنْ یَّشَآءُ کیا تونے نہ دیکھا اون لوگوں کو جو آپ اپنی جان کو ستھرا بتاتے ہیں بلکہ خُدا ستھرا کرتا ہے جسے چاہے) حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من قال انا عالم فھو جاھل

اپنے آپ کو عالم کہے وہ جاہل ہے رواہ الطبرانی فی الاوسط عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما بسند حسن ہاں اگر کوئی شخص حقیقت میں عالم دین ہو اور لوگ اوس کے فضل سے ناواقف اور یہ اس سچی نیت سے کہ وہ آگاہ ہو کر فیض لیں ہدایت پائیں اپنا عالم ہونا ظاہر کرے تو مضائقہ نہیں جیسے سیدنا یوسف علٰی نبینا الکریم وعلیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا تھا اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ o پھر یہ بھی سچے عالموں کے لیے ہے۔ زید جاہل کا اپنے آپ کو مولوی صاحب کہنا دونا گناہ ہے کہ اس کے ساتھ جھوٹ اور جھوٹی تعریف کا پسند کرنا بھی شامل ہوا قال اللہ عزوجل لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّ یُحِبُّوْنَ اَنْ یُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ یَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ o ہرگز نہ جانیو تو اونھیں جو اتراتے ہیں اپنے کام پر اور دوست رکھتے ہیں اسے کہ تعریف کیے جائیں اوس بات سے جو اونھوں نے نہ کی تو ہرگز نجانیو اونھیں عذاب سے پناہ کی جگہ میں اور اون کے لیے دُکھ کی مار ہے) معالم شریف میں عکرمہ تابعی شاگرد عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں منقول یفرحون باضلالھم الناس وبنسبۃ الناس ایاھم الی العلم ولیسوا باھل العلم خوش ہوتے ہیں لوگوں کو بہکانے پر اور اس پر کہ لوگ اونھیں مولوی کہیں حالانکہ مولوی نہیں) جاہل کی وعظ گوئی بھی گناہ ہے۔ وعظ میں قرآن مجید کی تفسیر ہوگی یا نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حدیث یا شریعت کا مسئلہ اور جاہل کو ان میں کسی چیز کا بیان جائز نہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من قال فی القراٰن بغیر علم فلیتبوأ مقعدہ من النار جو بے علم قرآن کی تفسیر بیان کرے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے رواہ الترمذی وصححہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما احادیث میں اوسے صحیح وغلط وثابت وموضوع کی تمیز نہ ہوگی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من یقل علی مالم اقل فلیتبوأ مقعدہ من النار جو مجھ پر وہ بات کہے جو میں نے نہ فرمائی وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے رواہ البخاری فی صحیحہ عن سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ تعالٰی عنہ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم افتوا بغیر علم فضلوا واضلوا بے علم مسئلہ بیان کیا سو آپ بھی گمراہ ہوئے اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا رواہ الائمۃ احمد والشیخان والترمذی وابن ماجہ عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما دوسری حدیث میں آیا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا من افتی بغیر علم لعنتہ ملٰئکۃ السماء والارض جو بے علم فتوٰی دے اوسے آسمان وزمین کے فرشتے لعنت کریں رواہ ابن عساکر عن امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ یونہی جاہل کا پیر بننا لوگوں کو مُرید کرنا چادر سے زیادہ پاؤں پھیلانا چھوٹا موہنہ بڑی بات ہے پیر ہادی ہوتا ہے اور جاہل کی نسبت ابھی حدیثوں سے گزرا کہ ہدایت نہیں کرسکتا نہ قرآن سے نہ حدیث سے نہ فقہ سے

ع که بے علم نتواں خدا را شناخت

زید کا مشرکین کی مدح وستائش علی الاعلان خصوصًا منبر ذکر شریف پر بیان کرنا خصوصًا اونھیں مسلمانوں پر ترجیح دینا سخت ناپسند رب العزۃ جل وعلا ہے حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا مدح الفاسق غضب الرب واھتزلذلک العرش جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے رب جل وعلا غضب فرماتا اور عرش الٰہی ہل جاتا ہے رواہ ابن ابی الدنیا فی ذم الغیبۃ وابو یعلی والبیہقی فی السنن عن انس بن مالک وابن عدی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہما اس بیان سے تمام مراتب مسئولہ سائلین کا جواب ہوگیا زید پر لازم کہ توبہ کرے اللہ عزوجل توفیق دینے والا ہے واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از موضع ٹاہ ضلع بریلی معرفت نیاز محمد خاں صاحب ۱۲ رجب ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شاگرد کے ذمہ اوستاد معلم کے حقوق کس قدر ہیں اور اوس کے ادا نہ ہونے میں کیا مواخذہ ہوگا اور اوستاد کے احکام کی نافرمانی میں شاگرد کی نسبت کیا حکم ہے اور اس مسئلہ میں کہ شاگرد ذنات کا پردہ اوستاد سے بعد بلوغ ہونا چاہیے یا قبل بلوغ بھی بینوا توجروا۔

الجواب

عالمگیری میں وجیز امام حافظ الدین کردری سے ہے قال الزندویستی حق العالم علی الجاھل وحق الاستاذ علی التلمیذ واحد علی السواء وھو ان لایفتتح بالکلام قبلہ ولایجلس مکانہ وان غاب ولایرد علی کلامہ ولایتقدم علیہ فی مشیہ یعنی فرمایا امام زندویستی نے عالم کا جاہل اور اوستاذ کا شاگرد پر ایکسا حق ہے برابر اور وہ یہ کہ اوس سے پہلے بات نہ کرے اور اوس کے بیٹھنے کی جگہ اوس کی غیبت میں بھی نہ بیٹھے اور چلنے میں اوس سے آگے نہ بڑھے اوسی میں غرائب سے ہے ینبغی للرجل ان یراعی حقوق استاذہ وآدابہ لایبخل بشیئ من مالہ آدمی کو چاہیے کہ اپنے اوستاذ کے حقوق واجب کا لحاظ رکھے اپنے مال میں کسی چیز سے اوس کے ساتھ بخل نہ کرے یعنی جو کچھ اوسے درکار ہو بخوشی خاطر حاضر کرے اور اوس کے قبول کرلینے میں اوس کا احسان اور اپنی سعادت جانے اوسی میں تاتارخانیہ سے ہے یقدم حق معلمہ علی حق ابویہ وسائر المسلمین ویتواضع لمن علمہ خیرا ولو حرفا ولاینبغی ان یخذلہ ولایستاثر علیہ احدا فان فعل ذلک فقد فصم عروۃ من

عری الاسلام ومن اجلاله ان لایقرع بابه بل ینتظر خروجه اھ یعنی اوستاد کے حق کو اپنے ماں باپ اور تمام مسلمانوں کے حق سے مقدم رکھے اور اور جس نے اسے اچھا علم سکھایا اگرچہ ایک ہی حرف پڑھایا ہو اوس کے لیے تواضع کرے اور لائق نہیں کہ کسی وقت اوس کی مدد سے باز رہے اپنے اوستاذ پر کسی کو ترجیح نہ دے اگر ایسا کرے گا تو اوس نے اسلام کے رشتوں سے ایک رسّی کھول دی اور اوستاذ کی تعظیم سے ہے کہ وہ اندر ہو اور یہ حاضر ہوا تو اوس کے دروازہ پر ہاتھ نہ مارے بلکہ اوس کے باہر آنے کا انتظار کرے قال اللہ تعالٰی اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ عالم دین ہر مسلمان کے حق میں عموماً اور استاذِ علم دین اپنے شاگرد کے حق میں خصوصاً نائب حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے۔ ہاں اگر وہ کسی خلاف شرع بات کا حکم کرے ہرگز نہ مانے کہ لاطاعۃ لاحد فی معصیۃ اللہ تعالٰی مگر اوس نہ ماننے میں گستاخی وبے ادبی سے پیش نہ آئے فان المنکر لایزال بمنکر نافرمانی احکام کا جواب اسی تقریر سے واضح ہوگیا اس کا وہ حکم کہ خلاف شرع ہو مستثنٰی کیا جائیگا بکمال عاجزی وزاری معذرت کرے اور بچے اور اگر اوس کا حکم مباحات میں ہے تو حتی الوسع اوس کی بجاآوری میں اپنی سعادت جانے اور نافرمانی کا حکم معلوم ہوچکا اوس نے اسلام کی گرہوں سے ایک گرہ کھول دی علماء فرماتے ہیں جس سے اوس کے اوستاد کو کسی طرح کی ایذا پہنچی وہ علم کی برکت سے محروم رہے گا اور اگر اوس کے احکام واجبات شرعیہ ہیں جب تو ظاہر ہے کہ اون کا لزوم دوبارہ ہوگیا اون میں اوس کی نافرمانی صریح راہ جہنم ہے والعیاذ باللہ تعالٰی۔ رہا پردہ اوس میں اوستاذ وغیر اوستاذ عالم وغیر عالم پیر سب برابر ہیں نو برس سے کم کی لڑکی کو پردہ کی حاجت نہیں اور جب پندرہ برس کی ہو سب غیر محارم سے پردہ واجب اور نو سے پندرہ تک اگر آثار بلوغ ظاہر ہوں تو واجب اور نہ ظاہر ہوں تو مستحب خصوصاً بارہ برس کے بعد بہت مؤکد کہ یہ زمانہ قرب بلوغ وکمال اشتہا کا ہے [illegible] یعرف اهل زمانه فهو جاهل نسأل اللہ العفو والعافیۃ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از [illegible] گڑھ ضلع رائے پور سنٹرل پروانس مرسلہ شیخ حسین الدین احمد صاحب ۸ شعبان ۱۳۱۲ھ۔

زید شراب پیتا ہے اور زید نے عمرو کو بھی ورغلا کر شراب پلائی وہ بھی پینے لگا تھوڑے عرصہ میں زید تائب ہوا اور قطعاً شراب چھوڑ دی مگر عمرو پیتا رہا تو کیا عمرو کے مؤاخذہ میں زید بھی پکڑا جائے گا اگر پکڑا جائے گا تو زید کے بچنے کی کون سی صورت ہے بینوا توجروا۔

الجواب

سچی توبہ اللہ عزوجل نے وہ نفیس شے بنائی ہے کہ ہر گناہ کے ازالہ کو کافی و وافی ہے کوئی گناہ ایسا نہیں کہ سچی توبہ کے بعد باقی رہے یہاں تک کہ شرک وکفر۔ سچی توبہ کے یہ معنی ہیں کہ گناہ پر اس لیے کہ وہ اس کے رب عزوجل کی نافرمانی تھی نادم وپشیمان ہوکر فوراً چھوڑ دے اور آئندہ کبھی اوس گناہ کے پاس نہ جانے کا سچے دل سے پورا عزم کرے جو چارۂ کار اوس کی تلافی کا اپنے ہاتھ میں ہو بجالائے مثلاً نماز روزے کے ترک یا غصب سرقہ رشوت ربا سے توبہ کی تو صرف آئندہ کے لیے ان جرائم کا چھوڑ دینا ہی کافی نہیں بلکہ اوس کے ساتھ یہ بھی ضرور ہے کہ جو نماز روزے ناغہ کیے اون کی قضا کرے جو مال جس جس سے چھینا چرایا رشوت سود میں لیا اونھیں اور وہ نہ رہے ہوں تو اون کے وارثوں کو واپس کردے یا معاف کرائے پتا نہ چلے تو اوتنا مال تصدق کردے اور دل میں نیت رکھے کہ وہ لوگ جب ملے اگر اس تصدق پر راضی نہ ہوئے اپنے پاس سے اونھیں پھر دوں گا شرح فقہ اکبر میں ہے قد نصوا علی ان ارکان التوبۃ ثلثۃ الندامۃ علی الماضی والاقلاع فی الحال والعزم علی عدم العود فی الاستقبال ھذا ان کانت التوبۃ فیما بینه وبین اللہ کشرب الخمر واما ان کانت عما فرط فیه من حقوق اللہ کصلوات وصیام وزکوٰۃ فتوبته ان یندم علی تفریطه اولا ثم یعزم علی ان لایفوت ابدا ولو بتاخیر صلاۃ عن وقتها ثم یقضی مافاته جمیعا وان کانت مما یتعلق بالعباد فان کانت من مظالم الاموال فیتوقف صحۃ التوبۃ منها مع ما قدمناه فی حقوق اللہ تعالٰی علی الخروج عن عھدۃ الاموال وارضاء الخصم بان یتحلل عنهم او یردها الیهم او الی من یقوم مقامهم من وکیل او وارث وفی القنیۃ رجل علیه دیون لاناس لایعرفهم من غصوب ومظالم وجنایات یتصدق بقدرها علی الفقراء علی عزیمۃ القضاء ان وجدهم مع التوبۃ الی اللہ تعالٰی فیعذر انتهٰی وان کانت المظالم فی الاعراض کالقذف والغیبۃ فیجب فی التوبۃ فیها مع ما قدمناه فی حقوق اللہ تعالٰی ان یخبر اصحابها بما قال من ذلک ویتحلل منهم فان تعذر ذلک فلیعزم علی انه متی وجدهم تحلل منهم فان عجز بان کان میتا فلیستغفر اللہ والمرجو من فضله وکرمه ان یرضی خصماءه من خزائن احسانه فانه جواد کریم رؤف رحیم اھ ملتقطا زید پر دو گناہ تھے خود پینا عمرو کو ترغیب دینا جس طرح خود پینے سے تائب ہوا ہے اوس ترغیب سے بھی توبہ کرے نادم ہو پشیمان ہو اپنے رب تبارک وتعالٰی سے عہد کرے کہ الٰہی تیرے بندۂ ذلیل نے تیری طرف رجوع کی اب کسی کو ایسی ترغیب نہ دے گا اور عمرو کو جس طرح گناہ کی

رغبت دی تھی اب توبہ کی ترغیب دے جہاں تک اپنے قابو میں ہو ادب سے لطف و نرمی بشدت و گرمی سمجھائے۔ سمجھائے اگر مان لے تو بہتر ورنہ یہ بری الذمہ ہوا لَایُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا لَاتَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ از بنارس محلہ مدنپورہ اونچی مسجد مرسلہ مولوی محمد عبدالرحمٰن صاحب جشانی شافعی ۱۲ رمضان ۱۳۱۷ھ

ہمارے علمائے اہلسنت رحمہم اللہ تعالٰی اس میں کیا فرماتے ہیں کہ جیسا کہ حنفی کو (بموجب اوس کے جوکہ درمختار میں ہے اس بات سے کہ ضرورت کے وقت کسی مسئلہ میں اپنے امام کے سوا دوسرے امام کی تقلید کرنے کا کچھ خوف نہیں ہے لیکن بشرط اس کے کہ اوس مسئلہ میں اوسی امام کے سب شروط کا التزام کرے اور نیز بموجب اوس کے جوکہ شامی میں ہے اس بات سے کہ ابن وہبان نے اپنے منظومہ میں ذکر کیا ہے کہ اگر ضرورت کے وقت امام مالک کے قول پر فتوٰی دیا جائے تو جائز ہے اور نیز بموجب اوس کے جوکہ جامع الرموز میں ہے اس بات سے کہ مفقود کی مدّت انتظار کی تعیین میں امام مالک، اور امام اوزاعی چار برس تک کے قائل ہیں پھر بعد چار برس کے اوس کی بیوی کو نکاح کرنے کی اجازت ہے تو اگر ضرورت کے وقت ہمارے یہاں بھی اس قول کے ساتھ فتوٰی دیا جائے تو کچھ خوف نہیں) ضرورت کے وقت دوسرے امام کے قول پر عمل کرنا جائز ہے ایسا ہی ضرورت کے وقت مثلاً مسئلہ انتقاض الوضوء باکل ماستہ النار میں شافعی کو بھی اوس کے مذہب کی کس کتاب کے بموجب دوسرے امام کے قول پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

تقلیدِ امام دیگر وقت ضرورت صحیحہ بشروط مذکورہ فی السوال کا جواز متفق علیہ ہے ولہٰذا حنفی شافعی ہر مذہب کے محتسب کو لکھتے ہیں کہ اپنے ہم مذہب کو جو بات خلاف مذہب کرتے دیکھیں اگر وہ اوس میں عذر تقلیدِ غیر پیش کرے احتساب سے ہاتھ اوٹھائیں شرح عین العلم میں ہے لو رأی الشافعی شافعیا یشرب النبیذ او ینکح بلاولی ویطؤ زوجتہ اورأی الحنفی حنفیا یلعب بالشطرنج اویلبس الثوب الاحمر فھذا فی محل النظر کما فی الاحیاء والاظھر ان لہ الحسبۃ والانکار اذ لم یذھب احد من المحصلین الی ان لہ ان یاخذ بمذھب غیرہ بل علی مقلد اتباع مقلدہ فی کل تفصیل فمخالفۃ للمقلد متفق علی کونہ منکرا بین المحصلین وھو عاص بالمخالفۃ الا انہ جوز لہ تقلید غیرہ من الائمۃ فی بعض المسائل فاذا اعتذر وقال انا مقلد للشافعی او الحنفی فی ھذا الباب یرتفع عنہ الاحتساب اھ مختصراً اور اوس کے اجل شواہد سے خود امام مذہب سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا فعل ہے کہ جب نماز صبح مزار اکرم حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس پڑھی اوس میں دعائے قنوت نہ پڑھی نہ بسم اللہ شریف کا جہر کیا اور اوس کا سبب حضرت امام الائمہ کا ادب بیان فرمایا کما ذکرہ الامام ابن حجر المکی الشافعی فی الفصل الخامس والثلثین من الخیرات الحسان من مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان اور مروی ہوا کہ تکبیرات انتقال میں رفع یدین بھی نہ کیا اور فرمایا ادبنا مع ھذا الامام اکثر من ان نظھر خلافہ بحضرتہ اس امام کے ساتھ ہمارا ادب اس سے زائد ہے کہ ہم اون کے حضور اون کا خلاف ظاہر کریں ذکرہ علی القاری فی المرقاۃ یہاں مخالفت مذہب کی ضرورت کو امام ابن حجر مکی شافعی نے خیرات الحسان میں مفصلاً ذکر فرمایا ہے من شاء فلیطالعھا اتنا امر اور ملحوظ خاطر رہے کہ زن مفقود کو چار سال کے بعد اجازت نکاح کہ مذہب امام مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ ہے اوس کے یہ معنی نہیں کہ جب اوس کی خبر منقطع ہونے کو چار برس گزر جائیں یہ بطور خود نکاح کرلے بلکہ اون کا مذہب یہ ہے کہ زن مفقود قاضی شرع کی طرف رجوع لائے وہ اپنے حکم سے چار سال کی مہلت آج سے دے اس سے پہلے اگرچہ بیس سال گزر گئے ہوں اون کا کچھ اعتبار نہیں جب یہ چار برس گزر جائیں اور پتا نہ چلے قاضی اپنے حکم سے تفریق کرے اوس کے بعد عورت عدت بیٹھ کر نکاح کی مختار ہوسکتی ہے کما بینہ العلامۃ الزرقانی المالکی فی شرح الموطا واوضحناہ فی کتاب النکاح وکتاب المفقود من فتاوٰنا یہ بہت غلطی ولغزش کا محل ہے اسے خوب سمجھ لینا چاہیے۔ اسی طرح انتقاض وضو باکل ماستہ النار ائمہ اربعہ رضی اللہ تعالٰی عنہم میں کسی کا مذہب نہیں بلکہ بعد صدر اول اوس کے خلاف پر اجماع علما منعقد ہولیا ہے امام اجل ابوزکریا نووی شافعی شرح مسلم میں فرماتے ہیں ذھب جماھیر العلماء من السلف والخلف الی انہ لاینتقض الوضوء باکل ماستہ النار ممن ذھب الیہ ابوبکر الصدیق وعمر وعثمٰن وعلی رضی اللہ تعالٰی عنھم وھو مذھب مالک وابی حنیفۃ والشافعی واحمد رحمھم اللہ تعالٰی وذھبت طائفۃ الی وجوب الوضوء الشرعی باکل ماستہ النار وھو مروی عن عمر بن عبدالعزیز والحسن البصری والزھری ثم ان ھذا الخلاف الذی حکیناہ کان فی الصدر الاول ثم اجمع العلماء بعد ذلک علی انہ لایجب الوضوء باکل ماستہ النار اھ باختصار واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ٹخنوں سے نیچے پائچے رکھنا مرد وزن کو جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

پائچوں کا کعبین سے نیچا ہونا جسے عربی میں اسبال کہتے ہیں اگر براہِ عُجب وتکبّر ہے تو قطعًا ممنوع وحرام ہے اور اوس پر وعید شدید وارد اخرج الامام الھمام محمد بن اسمٰعیل البخاری فی صحیحہ قال حدثنا عبداللّٰہ بن یوسف اخبرنا مالک عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم قال لاینظر اللّٰہ یوم القیٰمۃ الی من جر ازارہ بطرا **قلت** وبنحوہ روی ابوداؤد وابن ماجہ من حدیث ابی سعید ن الخدری فی حدیث عبداللّٰہ بن عمر انہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم من جر ثوبہ مخیلۃ لم ینظر اللّٰہ الیہ یوم القیٰمۃ الحدیث واخرج الامام العلام مسلم بن الحجاج القشیری فی صحیحہ قال حدثنا یحیی بن یحیی قال قرأت علی مالک عن نافع وعبداللّٰہ بن دینار وزید بن اسلم کلھم یخبرہ عن ابن عمر ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم قال لاینظر اللّٰہ الٰی من جر ثوبہ خیلاء قلت وبمثلہ روی البخاری والنسائی والترمذی فی صحاحھم بالاسانید المختلفۃ والالفاظ المتقاربۃ اور اگر بوجہ تکبر نہیں تو بحکم ظاہر احادیث مردوں کو بھی جائز ہے لاباس بہ کمایرشد ک الیہ التقیید بالبطر والمخیلۃ حضرت ابوبکر نے عرض کیا یارسول اللہ میری ازار ایک جانب سے لٹک جاتی ہے فرمایا تو اون میں سے نہیں ہے جو ایسا براہ تکبر کرتا ہو اخرج البخاری فی صحیحہ قال حدثنا بن یونس فذکر باسنادہ عن ابن عمر عن النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم قال من جر ثوبہ خیلاء لم ینظر اللّٰہ الیہ یوم القیٰمۃ قال ابوبکر یارسول اللّٰہ احد شقی ازاری یسترخی الا ان اتعاھد ذٰلک منہ فقال النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم لست ممن یصنعہ خیلاء قلت وبنحوہ روی ابوداؤد والنسائی حدیث بخاری ونسائی میں کہ مااسفل الکعبین من الازار ففی النار اور حدیث طویل مسلم و ابوداؤد میں ثلثۃ لایکلمھم اللّٰہ یوم القیٰمۃ ولاینظر الیھم ولایزکیھم ولھم عذاب الیم المسبل والمنان والمنفق سلعتہ بالحلف الکاذب علی الاطلاق وارد ہوا کہ اس سے یہی صورت مراد ہے کہ بتکبر اسبال کرتا ہو ورنہ ہرگز یہ وعید شدید اوس پر وارد نہیں۔ مگر علما درصورت عدم تکبر حکم کراہت تنزیہی دیتے ہیں فی الفتاوی العالمگیریۃ اسبال الرجل ازارہ من الکعبین ان لم یکن للخیلاء ففیہ کراھۃ تنزیھیۃ کذا فی الغرائب **بالجملہ** اسبال اگر براہ عجب وتکبر ہے حرام ورنہ مکروہ اور خلاف اولٰی نہ حرام مستحق وعید اور یہ بھی اوسی صورت میں ہے کہ پائیچہ جانب پاشنہ نیچے ہوں اور اگر اس طرف کعبین سے بلند ہیں گو پنجہ کی جانب پُشت پا پر ہوں ہرگز کچھ مضائقہ نہیں اس طرح کا لٹکانا حضرت ابن عباس بلکہ خود حضور سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ثابت ہے روی ابوداؤد فی سننہ قال حدثنا مسدد نا یحیی عن محمد بن ابی یحیی حدثنی عکرمۃ انہ رای ابن عباس یاتزر فیضع حاشیۃ ازارہ من مقدمہ علٰی ظھر قدمہ ویرفع مؤخرہ قلت لم تاتزر ھٰذہ الازارۃ قال رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم یاتزرھا **قلت** ورجال الحدیث کلھم ثقات عدول ممن یروی عنھم البخاری کما لایخفی علی الفطن الماھر بالفن شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں ازیں جامعلوم می شود کہ بلند داشتن ازار از جانب پس کافی ست در عدم اسبال اھ عالمگیری میں ہے کہ ہاں اس میں شبہہ نہیں کہ نصف ساق تک پائچوں کا ہونا بہتر وعزیمت ہے اکثر ازار پُرانوار سید الابرار صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یہیں تک ہوتی تھی فی صحیح مسلم حدثنی ابوالطاھر قال انا ابن وھب قال اخبرنی عمر بن محمد عن عبداللّٰہ ارفع ازارک فرفعتہ ثم قال زد فزدت فمازلت اتحرھا بعد فقال بعض القوم الی این فقال انصاف الساقین وفی حدیث ابی سعید الخدری مما رواہ ابوداؤد وابن ماجہ قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم یقول ازرۃ المؤمن الی انصاف ساقیہ الحدیث امام نووی فرماتے ہیں فالمستحب نصف الساقین والجائز بلاکراھۃ ماتحتہ الی الکعبین فی الفتاوی العالمگیریۃ ینبغی ان یکون الازار فوق الکعبین الٰی نصف الساق واللّٰہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارہ میں کہ (۱) ڈاک کی نوکری جائز ہے یا نہیں (۲) انگریزی پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

(۱) ڈپٹی پوسٹماسٹری تک جائز ہے واللہ تعالٰی اعلم (۲) ذی علم مسلمان اگر بہ نیت رد نصارٰی انگریزی پڑھے اجر پائے گا اور دُنیا کے لیے صرف زبان سیکھنے یا حساب اقلیدس جغرافیہ جائز علم پڑھنے میں حرج نہیں بشرطیکہ ہمہ تن اوس میں مصروف ہوکر اپنے دین وعلم سے غافل نہ ہوجائے ورنہ جو چیز اپنا دین وعلم بقدر فرض سیکھنے میں مانع آئے حرام ہے اس طرح وہ کتابیں جن میں نصارٰی کے عقائد باطلہ مثل انکار وجود آسمان وغیرہ درج ہیں اون کا پڑھنا بھی روا نہیں واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے بحالت صحت نفس و ثبات عقل اپنے ایک وارث کے ہاتھ ایک مکان بیع کیا اور کچھ زر نقد بطور ہبہ اوس کو دیا کہ اوس نے اوس سے ایک حقیت خریدی بعد ایک عرصہ کے مورث فوت ہوا اب اوس کے اور وارثوں کا بھی اوس مکان یا زر نقد میں کچھ حق ہے یا نہیں اور وہ بیع و ہبہ جائز ٹھہر سکتے ہیں یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

صورت مسئول میں جب کہ وہ بیع و ہبہ بحالت ثبات عقل وعدم مرض موت تھی تو اون کے جواز و نفاذ وصحت تمام میں کوئی شبہہ نہیں اب ہرگز ہرگز کسی وارث کا اوس مکان یا زر نقد میں کوئی حق نہیں درمختار میں ہے لو وھب فی صحتہ کل المال للولد جاز واثم اور سائل کہ ان بیع وہبہ کے جواز وعدم جواز سے پوچھتا ہے اگر اوس کا مقصود صحت وعدم صحت عقد ہے جب تو معلوم ہوگیا کہ قطعًا دونوں عقد صحیح ہیں اور اگر حلت وحرمت سے سوال کرتا ہے تو اوس کا جواب یہ ہے کہ بحالت صحت وارث کے ہاتھ قیمت مناسب کو بیع کرنے میں تو ہرگز کوئی کراہت نہیں ہاں تنہا ایک وارث کو کوئی چیز بخش دینا کہ اوروں کے ساتھ اس قسم کی رعایت نہ کرے مکروہ ہے حدیث میں اس کو ظلم فرمایا حیث قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاتشھدنی علی جور لیکن اس کراہت وممانعت سے اوس بیع یا ہبہ میں کوئی حرج نہیں آتا کالبیع عند اذان الجمعۃ اور یہ کراہت بھی اوس وقت ہے جب سب اولاد برابر ہوں اور بجہت دین آپس میں تفاوت نہ رکھتے ہوں ورنہ اگر مثلاً ایک بیٹا یا بیٹی علم یا تقوٰی میں اوروں سے زائد یا یہ موہوب لہ تحصیل علم میں مشغول ہے کہ کسب مال کی فرصت نہیں رکھتا تو ایسے شخص کو سب سے زیادہ دینا کوئی حرج نہیں فتاوٰی قاضی خاں میں ہے روی عن ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ لاباس بہ اذا کان التفضیل لزیادۃ فضل لہ فی الدین وان کان سواء یکرہ عالمگیری میں ہے لو کان الولد مشتغلا بالعلم لا بالکسب فلا باس ان یفضلہ علی غیرہ کذا فی الملتقط۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قتل کرنا سانپ کا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

قتل سانپ کا مستحب ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اوس کے قتل کا حکم کیا ہے یہاں تک کہ اوس کے قتل کی حرم میں اور محرم کو بھی اجازت ہے اور جو خوف سے چھوڑ دے اوس کے لئے لفظ لیس منی حدیث میں وارد فی صحیح البخاری قال عبد اللہ بینا نحن مع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اقتلوھا قال فابتدرناھا فسبقتنا قال فقال وقیت شرکم کما وقیتم شرھا اور اسی کے مثل مسلم ونسائی نے روایت کیا وفی صحیح مسلم یسأل رجل ابن عمر مایقتل من الدواب وھو محرم قال حدثتنی احدی نسوۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ کان یامر بقتل الکلب العقور والفارۃ والعقرب والحدیاء والغراب والحیۃ قال وفی الصلاۃ ایضا وفی صحیح النسائی عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال خمس یقتلھن محرم الحیۃ والفارۃ والحدأۃ والغراب الابقع والکلب العقور وفی سنن ابی داؤد عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال خمس قتلھن حلال فی الحرم الحیۃ والعقرب والحداءۃ والفارۃ والکلب العقور و فی صحیح مسلم ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم امر محرما بقتل حیۃ بمنٰی وفی سنن ابی داؤد عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال اقتلوا الحیات کلھن فمن خاف ثأرھن فلیس منی لیکن قتل اوسی سانپ کا کہ سپید رنگ ہے اور سیدھا چلتا ہے یعنی چلنے میں بل نہیں کھاتا قبل انذار و تحذیر کے ممنوع ہے فی سنن ابی داود عن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اقتلوا الحیات کلھا الا الجان الابیض الذی کانہ قضیب فضۃ وروی الزیلعی عنہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اقتلوا ذا الطفیتین والابتر وایاکم والحیۃ البیضاء فانھا من الجن وفی الترمذی قال عبد اللہ بن المبارک انما یکرہ من قتل الحیات اور اسی طرح وہ سانپ جو مدینہ کے گھروں میں رہتے ہیں بے انذار وتحذیر کے نہ قتل کیے جائیں مگر ذوالطفیتین کہ اوس کی پیٹھ پر دو خط سپید ہوتے ہیں اور ابتر کہ ایک قسم ہے سانپ کی کبود رنگ کوتاہ دم اور ان دونوں قسم کے سانپوں کا خاصہ ہے کہ جس کی آنکھ پر ان کی نگاہ پڑے اندھا ہوجائے زن حاملہ اگر اونھیں دیکھ لے حمل ساقط ہو کہ اس طرح کے سانپ اگر مدینہ کے گھروں میں بھی رہتے ہوں تو اون کا مارنا بے انذار کے جائز ہے فی صحیح مسلم قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان بالمدینۃ نفرا من الجن قد اسلموا

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

فمن رای شیئا من ہذہ العوامر فلیؤذنہ ثلاثا فان بدالہ بعد فیقتلہ فانہ شیطان اھ والعوامر ھی التی تسکن البیوت تؤذی وفی روایۃ ان لھذہ البیوت عوامر فاذا رأیتم شیئا منھا فحرجوا علیھا ثلاثا فان ذھب والا فاقتلوہ فانہ کافر وفی روایۃ ان بالمدینۃ جنا قد اسلموا فاذا رأیتم منھم شیئا فاذنوہ ثلثۃ ایام فان بدالکم بعد ذلک فاقتلوہ انما ھو شیطان وفی سنن ابی داؤد۔

وقال القاضی عیاض

لیکن بعض علما نے قتل اون سانپوں کا کہ گھروں میں رہتے ہیں مطلقاً بے انذار کے ممنوع ٹھہرایا ہے اور منشا اس کا اطلاق لفظ بیوت ہے بعض احادیث میں فی صحیح مسلم کان ابن عمر یقتل الحیات کلھن حتی حدثنا ابولبابۃ بن عبد المنذر البدری ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نھی عن قتل جنان البیوت فامسک وفی روایۃ نھی عن قتل الجنان التی فی البیوت انتھت والجنان بجیم مکسورۃ ونون مفتوحۃ ھی الحیات جمع جان وھی الحیۃ الصغیرۃ وقیل الدقیقۃ الخفیفۃ وقیل الدقیقۃ البیضاء کذا قال النووی وفی روایۃ انہ قد نھی عن ذوات البیوت مگر یہ مذہب ضعیف غیر مختار ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ یہاں مراد بیوت سے بیوت مدینہ ہیں نہ بیوت مطلقاً اور احادیث مذکورہ جن میں اذن بیوت مقید ہے مفسران حدیثوں کے مفسر ہیں قال الامام النووی قال المازری لاتقتل حیات مدینۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الا بانذارھا کما جاء فی ھذہ الاحادیث فاذا انذرھا ولم تنصرف قتلھا واما حیات غیر المدینۃ فی جمیع الارض والبیوت والدور فیندب قتلھا من غیر انذار لعموم الاحادیث الصحیحۃ فی الامر بقتلھا وقال الامام النووی ایضا قالوا فاخذ بھذہ الاحادیث فی استحباب قتل الحیات مطلقا وخصت المدینۃ بالانذار للحدیث الوارد فیھا وسببہ صرح بہ فی الحدیث انہ اسلم طائفۃ من الجن بھا اھ اور طریقے انذار وتحذیر کے مختلف ہیں ایک یہ کہ یوں کہا جائے میں تم کو قسم دلاتا ہوں اوس عہد کی جو تم سے سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے لیا کہ ہمیں ایذا مت دو اور ہمارے سامنے ظاہر مت ہو قال الامام النووی واما صفۃ الانذار فقال القاضی روی ابن حبیب عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ یقول انشدک بالعہد الذی اخذ علیکم سلیمٰن ابن داؤد ان لاتؤذونا ولا تظھرن لنا دوسرے یہ کہ اس طرح کہا جائے ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں بوسیلۂ عہد نوح وعہد سلیمان ابن داود علیہم السلام کے کہ ہمیں ایذا مت دے قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا ظھرت الحیۃ فی المسکن فقولوا لھا انا نسألک بعھد نوح وبعھد سلیمان بن داود ان لاتؤذینا فان عادت فاقتلوھا رواہ ابوعیسٰی الترمذی ثم قال ھذا حدیث حسن غریب تیسرے یہ کہ میں تمھیں قسم دلاتا ہوں اوس عہد کی جو تم سے نوح علیہ السلام نے لیا میں تمھیں قسم دلاتا ہوں اوس عہد کی جو تم سے سلیمان علیہ السلام نے لیا کہ ایذا مت دو کما فی سنن ابی داود ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سئل عن حیات البیوت فقال اذا رأیتم شیئا فی مساکنکم فقولوا انشدکن العھد الذی اخذ علیکن نوح انشدکن العھد الذی اخذ علیکن سلیمان ان لاتؤذوا فان عدن فاقتلوھن چوتھے یہ کہ لوٹ جا خدا کے حکم سے پانچویں یہ کہ مسلمان کی راہ چھوڑ دے قال الطحاوی یقال لھا ارجعی باذن اللہ تعالٰی اوخلی طریق المسلمین اھ ملخصا وغیرہ ذلک بالجملہ قتل سانپ کا مستحب اور سپید اور ساکن بیوت مدینہ کا سوا ذوالطفیتین اور ابتر کے بے انذار وتحذیر کے ممنوع ہے مگر طحاوی کے نزدیک قتل بے انذار میں بھی کچھ حرج نہیں اور انذار اولٰی ہے فی الاشباہ والنظائر قال الطحاوی لاباس بان یقتل الکل لانہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عاھد الجن ان لایدخلوا بیوت امتہ ولایظھروا انفسھم فاذا خالفوا فقد نقضوا عھدھم فلاحرمۃ لھم والاولٰی ھو الانذار والاحذار اھ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مرد اگر اپنے زیر ناف کے بال مقراض سے تراشے یا عورت استرہ لے تو جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

حلق وقص ونتف وتنور یعنی مونڈنا کترنا اوکھیڑنا نورہ لگانا سب صورتیں جائز ہیں کہ مقصود اس موضع کا پاک کرنا ہے اور وہ سب طریقوں میں حاصل فی صحیح مسلم ابن الحجاج رضی اللہ تعالٰی عنہ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال الفطرۃ خمس او خمس من الفطرۃ الختان والاستحداد وتقلیم الاظفار ونتف الابط وقص الشارب قال الشارح النووی واما الاستحداد فھو لعانۃ وھو سنۃ والمراد بہ نظافۃ ذلک الموضع انتھی ملخصا وبمثلہ قال الغزالی فی احیائہ وغیرہ فی غیرہ مگر حلق مرد میں حق بہ نسبت قص ونتف وتنور کے افضل ہے کہ احادیث خصال وعامۂ کتب فقہ میں اس خصلت کا ذکر بلفظ حلق واستحداد وارد قال النووی والافضل فیہ الحلق ویجوز بالقص والنتف والنورۃ وفی الفتاوی الھندیۃ الافضل ان یقلم اظفارہ

ویحلق عانتہ انتہی مختصرا اور عورت کے لئے بعض علمانے نتف حلق سے افضل قرار دیا اور بعض نے بالعکس ملّا علی قاری مرقاۃ میں پہلا مذہب اختیار کرتے ہیں اور حدیث صحیحین میں وارد حتی تستحد المغیبۃ اشعۃ اللمعات میں علامہ تورپشتی سے نقل کیا یہاں استحداد سے بال دور کرنا مراد ہے نہ خاص استعمال قدسی ابن عربی محاکمہ کرتے ہیں کہ نوجوان عورت کو اوس سے احتراز مناسب اور عمر رسیدہ کو مضرت نہیں اور نتف ایام ضعف میں باعث استرخائے فرج تو میانہ کو اوس سے بچنا زیبا اور نوجوان میں بوجہ شباب قوت یہ احتمال نہیں واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از جالندھر محلہ راستہ متصل مکان ڈپٹی شیخ احمد جان صاحب مرحوم مرسلہ محمد احمد صاحب ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین ان چند مسائل میں

سوال اوّل

اگر کوئی عورت جوان یا بُڑھیا کسی عالم شریعت واقف طریقت جامع شرائط سے بیعت کرے اور اپنے پیر سے فیض لیوے حجاب شرعی تو ہو یعنی کل بدن چھپا ہوا بلا چہرے کے مگر حجاب عُرفی نہ ہو تو یہ بیعت کرنے اور اس طریق سے فیض لینا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

پردہ کے باب میں پیر وغیر پیر ہر اجنبی کا حکم یکساں ہے جوان عورت کو چہرہ کھول کر بھی سامنے آنا منع ہے فی الدر المختار تمنع المرأۃ الشابۃ من کشف الوجہ بین رجال لخوف الفتنۃ اوسی میں ہے اما فی زماننا فمنع من الشابۃ قہستانی اور بُڑھیا کے لیے جس سے احتمال فتنہ نہ ہو مضائقہ نہیں فیہ ایضا اما العجوز التی لاتشتہی فلا بأس بمصافحتہا ومس یدھا ان امن مگر ایسے خاندان کی نہ ہو جس کا یوں بھی سامنے آنا اوس کے اولیا کے لیے باعث ننگ وعار یا خود اوس کے واسطے وجہ انگشت نمائی ہو فانا قد امرنا ان ننزل الناس منازلھم کما فی حدیث ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا وفی حدیث مرفوع ایاک ومایسوء الاذن خصوصًا جب کہ اوس کے سبب جانب اقربا سے احتمال ثوران فساد ہو فان الفتنۃ اکبر من القتل واللہ تعالٰی اعلم۔

سوال دوم

اگر کوئی اپنے پیر مُرشد کے پیر چوم لے بطور بزرگی کے تو درست ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

جائز ہے ابوداؤد وغیرہ کی احادیث کثیرہ سے ثابت ہے کحدیث وفد عبدالقیس وغیرھم من الصحابۃ رضی اللہ تعالٰی عنہم اس بارہ میں فقیر غفر اللہ تعالٰی لہٗ نے مفصّل کلام لکھا کہ ہمارے مجموعہ فتاویٰ میں منسلک ہے واللہ تعالٰی اعلم۔

سوال سوم

ایک عورت نہایت نیک بخت ہے وہ چاہتی ہے کہ کسی بزرگ عالم شریعت اور واقف طریقت سے بیعت حاصل کرکے صفائی قلب اور صفائی باطن حاصل کروں مگر اوس کا خاوند اس کار خیر سے بند کرتا ہے آیا اگر وہ عورت اپنے خاوند کی چوری کسی صالح بزرگ سے بیعت حاصل کرے تو درست ہے یا نہیں اور بلا اطلاع اپنے خاوند کے تعلیم سلوک باطنیہ کی اپنے پیر سے جاکر لے تو درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا یوم الحساب۔

الجواب

عالم عامل عارف کامل کے ہاتھ پر شرف بیعت حاصل کرنے اور اوس سے علم دین وراہ سلوک سیکھنے کے لیے شوہر کی اجازت درکار نہیں نہ اس باب میں اوس کی ممانعت کا لحاظ لازم جب کہ اوس کے حقوق میں کسی خلل کا اندیشہ نہ ہو فی کتاب الجہاد من البحر والنہر والدر وغیرھا انما یلزمھا امرہ فیما یرجع الی النکاح وتوابعہ ہاں امر غیر واجب عینی کے سیکھنے کو پیر کے گھر بے اذن شوہر جانے کی اجازت نہیں ہوسکتی بلکہ واجب کے لیے بھی جبکہ شوہر کے توسط سے سیکھ سکتی ہو والمسألۃ

دائرۃ فی الکتب سائرۃ وقد فصلناھا بتوفیق اللہ تعالٰی فی کتاب النکاح من فتاوانا بلکہ اجنبی مردوں کے پاس بے ضرورت شرعیہ باذن شوہر جانے کی اجازت نہیں حتی لو اذن کانا عاصیین کما فی الخلاصۃ والاشباہ والدر وغیرھا من الاسفار الغر وان بغیت التفصیل فعلیك بفتاوٰنا ومن لم یعرف اھل زمانہ فھو جاھل واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از کٹرہ پرگنہ منورہ ضلع گیا مکان شیخ ابو صالح صاحب خان بہادر مرسلہ مولوی کریم رضا خاں صاحب ۲۴ صفر [illegible]ھ

سوال اول - مصافحہ بعد نماز جمعہ وعیدین وصبح وعصر وبعد وعظ کے اور معانقہ بعد عیدین کے جائز ہے یا نہیں اور جو کوئی اس فعل کے کرنے والے کو جہنمی اور مردود اور رافضی کہے اسکا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب مصافحہ ومعانقہ مذکورہ جبکہ منکرات شرعیہ سے خالی ہوں جائز ہیں اور بہ نیت محمود مستحب ومندوب اس فعل پر جہنمی ومردود ورافضی کا حکم لگانے والا خود ان الفاظ کا مستحق اور ضال ومضل وفاسق ہے قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سباب المسلم فسوق غنیہ ذوی الاحکام حل شیئہ درروغرر میں ہے المصافحۃ سنۃ عقب الصلوات کلھا وعند کل لقی ولنا فیھا رسالۃ سمیتھا سعادۃ اھل الاسلام بالمصافحۃ عقب الصلاۃ والسلام حاشیۃ الکنز للعلامۃ السید الازھری میں ہے من المستحب (ای یوم العید) اظھار الفرح والبشاشۃ والتھنئۃ والمصافحۃ بل ھی سنۃ عقب الصلوات کلھا طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے کذا تطلب المصافحۃ فھی سنۃ عقب الصلاۃ کلھا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی مسوی شرح مؤطا میں لکھتے ہیں قال النووی اعلم ان المصافحۃ مستحبۃ عند کل لقاء واما ما اعتادہ الناس من المصافحۃ بعد صلاۃ الصبح والعصر فلا اصل لہ فی الشرع علی ھذا الوجہ ولکن لا باس بہ فان اصل المصافحۃ سنۃ وکونھم یحافظون علیھا فی بعض الاحوال لا یخرج ذلك البعض عن کونہ من المصافحۃ التی ورد الشرع باصلھا اقول ھکذا ینبغی ان یقال فی المصافحۃ یوم العید خود سولاے وہابیہ معلم ثانی نجدیہ منکرین زمانہ کے امام الائمہ میاں اسمٰعیل صاحب دہلوی اپنی تقریر ذبیحہ میں اصول وہابیت کو یوں ذبح فرماتے ہیں ہمہ اوضاع از قرآن خوانی وفاتحہ خوانی وطعام خورانیدن سوائے کندن چاہ وامثالہ ودعا واستغفار واضحیہ بدعت ست گو بدعت حسنہ بالخصوص ست مثل معانقہ روز عید ومصافحہ بعد نماز صبح یا عصر حضرات منکرین جوش پاسداری مذہب میں ائمہ وعلمائے سابقین کو جو چاہیں کہیں اور شاید بکمال جرأت شاہ ولی اللہ صاحب سے بھی آنکھ پھیر لیں مگر کیا اپنے بڑے پیشوا میاں اسمٰعیل صاحب کو بھی جہنمی مردود رافضی مان لیں گے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ تفصیل اس مسئلہ کی ہمارے رسالہ وشاح الجید فی تحلیل معانقۃ العید میں ہے واللہ تعالٰی اعلم۔

سوال دوم

کسی عالم یا کسی دوسرے بزرگ کا ہاتھ چومنا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

ہاں جائز بلکہ مستحب ومندوب ومسنون ومحبوب ہے جبکہ بہ نیت صالحہ محمودہ ہو امام بخاری ادب مفرد میں اور ابو داؤد وبیہقی زارع بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں فجعلنا نتبادر فنقبل ید رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم درجلہ تنویر الابصار ودرمختار میں ہے لا باس بتقبیل ید الرجل العالم والمتورع علی سبیل التبرک درر ونقل المصنف عن الجامع انہ لا باس بتقبیل ید الحاکم المتدین والسلطان العادل وقیل سنۃ مجتبی ردالمحتار میں ہے قولہ وقیل سنۃ ای تقبیل ید العالم والسلطان العادل قال الشرنبلالی وعلمت ان مفاد الاحادیث اوند بہ کما اشار الیہ العینی اوی میں ہے قدم عن الخانیۃ والحقائق ان التقبیل علی سبیل البر بلا شھوۃ جائز بالاجماع درمختار میں ہے اما علی وجہ البر فجائز عند الکل خانیۃ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ - ۱۲ شعبان ۱۳۳۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا کُرتہ شریف کتنا نیچا تھا اور گریبان مبارک سینۂ اقدس پر تھا یا دائیں بائیں اور چاک مبارک کھُلی تھی یا دوختہ اور بٹن لگتے تھے یا گھنڈی اور کون سی رنگت کا مرغوب تھا اور عمامہ شریف کے گز کا لانبا تھا اور وہ گز کتنا لانبا تھا۔ بینوا توجروا۔

الجواب

قمیص مبارک نیم ساق تک تھا مواہب شریف میں ہے کان ذیل قمیصہ و ردائہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الی انصاف الساقین حاکم نے بتصحیح اور ابوالشیخ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی ہے ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لبس قمیصا وکان فوق الکعبین اور کم طول کا بھی وارد ہے بیہقی نے شعب الایمان میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کان لہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قمیص من قطن قصیر الطول قصیر الکم گریبان مبارک سینہ اقدس پر تھا اشعۃ اللمعات میں ہے جیب قمیص آں حضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم برسینۂ مبارک وے بود چنانکہ احادیث بسیار برآں دلالت دارد وعلمائے حدیث تحقیق ایں نمودہ اند اوسی میں ہے تحقیق آنست کہ گریبان پیراہن نبوی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم برسینہ بود دامن کے چاک کھلے ہونا ثابت ہے کہ اون پر ریشمی کپڑے کی گوٹ تھی اور گوٹ کھلے ہوئے چاکوں پر لگاتے ہیں صحیح مسلم وسنن ابی داؤد میں اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے انھا اخرجت جبۃ طیالسۃ کسروانیۃ لھا لبنۃ دیباج وفرجیھا مکفوفین بالدیباج اوس زمانہ میں گھنڈی تکمے بٹن کو زرو عروہ کہتے بٹن ثابت نہیں نہ اون میں کوئی حرج ہے رنگ سبز و سرخ بھی ثابت ہے اور محبوب تر سفید حدیث میں ہے البسوا الثیاب البیض فانھا اطھر واطیب وکفنوا فیھا موتاکم سفید کپڑے پہنو کہ وہ زیادہ پاکیزہ اور خوب ہیں اور اپنے اموات کو سفید کفن دو رواہ احمد والاربعۃ الا عن سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالٰی عنہ عمامۂ اقدس کے طول میں کچھ ثابت نہیں امام ابن الحاج مکی سات ہاتھ یا اس کے قریب کہتا ہے اور حفظ فقیر میں کلمات علما سے ہے کہ کم از کم پانچ ہاتھ ہو اور زیادہ سے زیادہ بارہ ہاتھ اور شیخ عبدالحق کے رسالہ لباس میں اکتیس ہاتھ تک لکھا ہے اور ہے یہ کہ یہ امر عادت پر ہے جہاں علما وعوام کی جیسی عادت ہو اور اوس میں کوئی محذور شرعی نہ ہو اوس قدر اختیار کریں فقد نص العلماء ان الخروج عن العادۃ شھرۃ ومکروہ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ

الجواب

حفظ قرآن فرض کفایہ ہے اور سنت صحابہ وتابعین وعلمائے دین متین رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین اور منجملہ افاضل مستحبات عمدہ قربات منافع وفضائل اوس کے حصر وشمار سے باہر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں یجیئ صاحب القراٰن یوم القیمۃ فیقول یارب حلہ الحدیث یعنی قرآن والا قیامت کے روز آئے گا پس قرآن عرض کرے گا اے رب میرے اسے خلعت عطا فرما تو اوس شخص کو تاج کرامت عطا فرمائیں گے پھر عرض کرے گا اے رب میرے اور زیادہ کر تو اوسے حلۂ بزرگی پہنائیں گے پھر عرض کرے گا اے رب میرے اس سے راضی ہو جا تو اللہ جل جلالہ اوس سے راضی ہو جائے گا پھر اوس سے کہا جائے گا پڑھ اور چڑھ اور ہر آیت پر ایک نیکی زائد کی جائے گی اور فرماتے ہیں یقال یعنی لصاحب القراٰن اقرء وارق ورتل الحدیث رواہ الترمذی وابن ماجہ واللفظ للترمذی یعنی صاحب قرآن کو حکم ہوگا کہ پڑھ اور چڑھ اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسے تو اوسے دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا تھا کہ تیرا مقام اوس پچھلی آیت کے نزدیک ہے جسے تو پڑھے گا۔ حاصل یہ کہ ہر آیت پر ایک ایک درجہ اوس کا جنت میں بلند کرتے جائیں گے جس کے پاس جس قدر آیتیں ہوں گی اوسی قدر درجے اوسے ملیں گے۔ اور فرماتے ہیں مثل القراٰن ومن تعلمہ الحدیث رواہ ابن ماجہ والنسائی یعنی حافظ قرآن اگر شب کو تلاوت کرے تو اوس کی مثال اوس توشہ دان کی ہے جس میں مشک بھرا ہو اور اوس کی خوشبو تمام مکانوں میں مہکے اور جو شب کو سو رہے اور قرآن اوس کے سینے میں ہو تو اوس کی کہاوت مانند اوس توشہ دان کے ہے کہ جس میں مشک ہے اور اوس کا موںھ باندھ دیا جائے اور فرماتے ہیں خیرکم من تعلم القراٰن وعلمہ رواہ البخاری والترمذی وابن ماجہ یعنی تم میں بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے اور فرماتے ہیں لما سمعت الملٰئکۃ القراٰن الحدیث رواہ الدارمی جب فرشتوں نے قرآن سنا بولے خوشی ہو اوس امت کے لیے جس پر یہ نازل ہوا اور خوشی ہو اون سینوں کے لیے جو اسے اوٹھائیں گے اور یاد کریں گے اور خوشی ہو اون زبانوں کے لیے جو اسے پڑھیں گے اور تلاوت کریں گے جا بجا اللہ جل جلالہ اور اوس کے رسول کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے حفظ قرآن کی ترغیب وتحریص فرمائی رب تبارک وتعالٰی فرماتا ہے وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ اور بیشک ہم نے آسان کر دیا قرآن کو یاد کرنے کے لیے سو ہے کوئی یاد کرنے والا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تعاھدوا القراٰن فوالذی نفسی بیدہ لھو اشد تفصیا من الابل فی عقلھا رواہ البخاری ومسلم یعنی نگاہ رکھو قرآن کو اور اوسے یاد کرتے رہو سو قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے البتہ

قرآن زیادہ چھوٹنے پر آمادہ ہے اون اونٹوں سے جو اپنی رسیوں میں بندھے ہوں یعنی جس طرح بندھے ہوئے اونٹ چھوٹنا چاہتے ہیں اور اگر اون کی محافظت واحتیاط نہ کی جائے تو رہا ہو جائیں اس سے زیادہ قرآن کی کیفیت ہے اگر اوسے یاد نہ کرتے رہوگے تو وہ تمھارے سینوں سے نکل جائے گا پس تمھیں چاہئے کہ ہر وقت اوس کا خیال رکھو اور یاد کرتے رہو اس دولت بے نہایت کو ہاتھ سے نہ جانے دو اور فرماتے ہیں ان الذی لیس فی جوفہ شیئ من القراٰن کالبیت الخراب رواہ الترمذی حاصل یہ کہ جسے کچھ قرآن یاد نہیں وہ ویرانے گھر کے مانند ہے یعنی جیسے گھروں کی زینت اون کے رہنے والوں اور عمدہ آرائشوں سے ہوتی ہے اسی طرح خانۂ دل کی زینت قرآن مجید سے ہے جسے قرآن یاد ہے اوس کا دل آباد ہے ورنہ ویرانہ و برباد اور فرماتے ہیں یا اہلِ القراٰن لا توسدوا القراٰن واتلوہ حق تلاوتہ من اٰناء اللیل والنہار وافشوہ الحدیث رواہ البیہقی والطبرانی یعنی اے قرآن والو قرآن کو تکیہ نہ بنالو کہ پڑھ کے یاد کرکے رکھ چھوڑا پھر نگاہ اوٹھا کر نہ دیکھا بلکہ اوسے پڑھتے رہو دن رات کی گھڑیوں میں جیسے اوس کے پڑھنے کا حق ہے اور اوسے افشا کرو کہ خود پڑھو لوگوں کو پڑھاؤ یاد کراؤ اوس کے پڑھنے یاد کرنے کی ترغیب دو نہ یہ کہ جو پڑھے اور خدا اوسے حفظ کی توفیق دے اوس کو روکو اور منع کرو اوس سے زیادہ نادان کون ہے جسے خدا ایسی ہمت بخشے اور وہ اوسے اپنے ہاتھ سے کھو دے اگر قدر اوس کی جانتا اور جو ثواب اور درجات اوس پر موعود ہیں اون سے واقف ہوتا تو اوسے جان و دل سے زیادہ عزیز رکھتا زید نادان کو اپنے سوء حافظہ یا کسی اور سبب سے حفظ قرآن میں دقت ہوئی یا متشابہ زیادہ واقع ہوں تو اوسے قرآن کا قصور سمجھتا ہے اور اوس کے حفظ کو معاذ اللہ بیکار وبے ثمر ٹھیراتا ہے یہ وسوسہ شیطان کا ہے کہ اوس کے دل میں ڈرلاتا تاکہ اوسے ایسی نعمت عظمٰی سے محروم رکھے اور راہ راست سے پھیر کر گمراہوں کے گروہ میں داخل کرے وہ یہ نہیں جانتا کہ جسے قرآن مجید میں زیادہ دقت ومشقت پڑتی ہے اوس کا اجر اللہ کے نزدیک دونا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الماھر بالقراٰن مع السفرۃ الکرام البررۃ الحدیث رواہ البخاری ومسلم یعنی جو شخص قرآن مجید میں مہارت رکھتا ہے وہ نیکوں اور بزرگوں اور وحی وکتابت یا لوح محفوظ کے لکھنے والوں یعنی انبیاء وملئکہ علیہم الصلاۃ والسلام کے ساتھ ہے اور جو قرآن کو بزور پڑھتا ہے اور وہ اوس پر شاق ہے اوس کے لئے دو اجر ہیں انجام اس وسوسہ ابلیس وفساد باطنی کا یہ ہے کہ وہ قرآن مجید بھول جائے اور اون وعیدوں کا مستحق ہو جو اس باب میں وارد ہوئیں اللہ جل جلالہ فرماتا ہے ومن اعرض عن ذکری الاٰیۃ جو میرے ذکر یعنی قرآن سے منہ پھیرے گا سو اوس کے لئے تنگ عیش ہے اور ہم اوسے قیامت کے دن اندھا اوٹھائیں گے کہے گا اے میرے رب تو نے مجھے کیوں اندھا اوٹھایا اور میں تو تھا انکھیارا اللہ فرمائے گا یوہیں آئی تھیں تیرے پاس ہماری آیتیں سو تو نے اونھیں بھلا دیا اور اور ایسے ہی آج تو بھلا دیا جائے گا کوئی تیری خبر نہ لے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ما من امرء یقرء القراٰن ثم ینساہ الحدیث رواہ ابوداؤد والدارمی یعنی جو شخص قرآن پڑھ کر بھول جائے گا قیامت کو خدا کے پاس کوڑھی ہوکر رہے گا۔ اور فرماتے ہیں عرضت علی ذنوب امتی الحدیث رواہ الترمذی حاصل یہ کہ میری اُمت کے گناہ میرے حضور پیش کیے گئے تو میں نے گناہ اس سے بڑا نہ دیکھا کہ کسی شخص کو قرآن کی ایک سورۃ یا ایک آیت یاد ہو پھر وہ اوسے بھلادے۔ زید پر لازم کہ اس قسم کی خرافات اور گستاخیوں سے باز آئے اور خلاف حکم اللہ اور اللہ کے رسول کے لوگوں کو حفظ کلام اللہ سے نہ روکے بلکہ ترغیب دے اور جہاں تک ہوسکے اوس کے پڑھانے اور حفظ کرانے اور خود یاد رکھنے میں کوشش کرے تا وہ ثواب جو اوس پر موعود ہیں حاصل ہوں اور روز قیامت اندھا کوڑھی ہوکر اوٹھنے سے نجات پائے واللہ الھادی الٰی سبیل الرشاد ومن یضلل اللہ فما لہ من ھاد۔ واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

مسئلہ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت کا خاوند مرگیا اور اوس عورت نے دوسرا خاوند کرلیا ہو تو وہ عورت جنت میں کون سے خاوند کے پاس ہوگی بینوا توجروا۔

الجواب

عورت اپنے آخر ازواج کے لیے ہے۔

مسئلہ

از ملک بنگالہ شہر نصیر آباد قصبہ لاماپڑا مرسلہ محمد علیم الدین صاحب ۵ جمادی الاولٰی ۱۳۱۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں

سوال اوّل

ایک شخص مسلمان سود و رشوت وغیرہ حرام کھاتا ہے اور تجارتی وغیرہ حلال پیشہ بھی اوس کا ہے یعنی مال مختلط حرام وحلال شئے ہے اور وہ نماز پڑھتا نہیں اوس کا مکان پر کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

جائز بایں معنی تو ہے کہ کھائے گا تو کوئی شے حرام نہ کھائی جب تک معلوم نہ ہو کہ یہ شے جو میرے سامنے آئی بعینہٖ حرام ہے بہ ناخذ مالم نعرف شیئا حراما بعینہ نص علیہ محرر المذہب الامام محمد رحمہ اللہ تعالٰی کما فی الذخیرۃ وغیرہا مگر احتراز اولٰی خصوصًا جب کہ غالب حرام ہو خروجا عن الخلاف وکما فی رد المحتار عن الذخیرۃ عن الامام ابی جعفر احب الی فی دینہ ان لایأکل ویسعہ حکما ان لم یکن ذلك الطعام غصبا و رشوۃ الخ خصوصًا جب کہ یہ شخص سود اور رشوت لینے کے باعث نہ صرف فاسق بلکہ عباد اللہ پر ظالم ہے ایسے فساق سے اظہار بغض ونفرت پر سلف صالح کا اجماع قائم ہے امام حجۃ الاسلام محمد محمد محمد غزالی قدس سرہٗ العالی احیاء العلوم شریف میں فرماتے ہیں طرق السلف قد اختلفت فی اظہار البغض مع اھل المعاصی وکلھم اتفقوا علی اظہار البغض للظلمۃ والمبتدعۃ وکل من عصی اللہ تعالٰی بمعصیتہ متعدیۃ الی غیرہ الخ تو اوس کے یہاں کھانے سے اور زیادہ احتراز چاہئے خصوصًا اوس کے ساتھ کھانے سے واللہ تعالٰی اعلم۔

سوال دوم

باپ نے سود وغیرہ حرام مال چھوڑ کر انتقال کیا اب وہ مال لڑکے کے واسطے حلال ہوگا یا نہیں لڑکا حرام خوری میں ناراض تھا۔

الجواب

جس جس شخص کی نسبت معلوم ہو کہ فلاں سے اتنا مال سود یا رشوت یا غصب یا چوری میں اس کے باپ نے لیا تھا اس پر فرض ہے کہ ترکہ سے اوتنا اوتنا مال اون لوگوں یا اون کے وارثوں کو واپس دے اگرچہ وہ مال بعینہٖ جُدا نہ معلوم ہو جو ان ناجائز طریقوں سے لیا۔ اور جس مال کی نسبت بعینہٖ معلوم ہو کہ یہ خاص وہی مال حرام ہے تو فرض ہے کہ اوسے مال غیر وغصب سمجھے اگرچہ وہ لوگ معلوم نہ ہوں جن سے لیا تھا پھر بحالت علم اون مستحقوں یا اون کے وارثوں کو دے ورنہ اون کی نیت سے فقراء پر تصدق کرے اور اگر اجمالًا صرف اتنا معلوم کہ ترکہ میں مال حرام بھی ملا ہے مگر نہ مال متمیز نہ مستحق معلوم تو دیانۃً افضل احتراز اور حکم جواز فی رد المحتار اذا علم ان کسب مورثہ حرام یحل لہ لکن اذا علم المالک بعینہ فلاشک فی حرمتہ ووجوب ردہ علیہ وکذا لایحل اذا علم عین الغصب مثلا وان لم یعلم مالکہ والحاصل انہ ان علم ارباب الاموال وجب ردہ علیہم والا فان علم عین الحرام لایحل لہ ویتصدق بنیۃ صاحبہ وان کان مالا مختلطا مجتمعا من الحرام ولا یعلم اربابہ ولا شیئا منہ بعینہ حل لہ حکما والاحسن دیانۃ التنزہ عنہ اھ ملخصًا قلت وھذا اعنی الحکم باولویۃ التنزہ دیانۃ ھو المطابق لما فی عامۃ المعتمدات کالخانیۃ والتبیین والھندیۃ وغیرھا وھھنا ابحاث نفیسۃ ذکرناھا فیما علقنا علی رد المحتار واللہ تعالٰی اعلم

سوال سوم

کار خیر مثل وعظ وغیرہ کے واسطے ڈھول سے خبر کرنا جائز ہے یا نہ یعنی ایسا مقام ہو کہ وہاں عوام الناس بہت ہی دین کے مسئلہ سے ناواقف اور وہاں کوئی علیم جاکر ڈھنڈورہ پٹوائے کہ فلاں روز میں وعظ کروں گا بقصد فائدہ عام اس صورت میں جائز ہوگا یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

ظاہر جواز ہے اور بذریعہ اشتہار اعلان انسب۔ درمختار میں ہے من ذلك ضرب النوبۃ للتفاخر فلو للتنبیہ فلا باس بہ درمنتقی میں ہے ینبغی ان یکون بوق الحمام یجوز کضرب النوبۃ ردالمحتار میں ہے وینبغی ان یکون طبل المسحر فی رمضان لایقاظ النائمین للسحور کبوق الحمام تأمل۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ - ۱۵ جمادی الاولٰی ۱۳۱۴ھ

علمائے شرع شریف اس بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ چوڑیدار پائجامہ پہننا کیسا ہے اور جو اشخاص بوتام لگاکر پہنتے ہیں پنڈلیوں کو چپٹا ہوا اور

تعبیر کرتے ہیں کہ یہ پائجامہ شرعی ہے یہ قول اون کا صحیح ہے یا غلط یعنی اوسے شرعی پائجامہ کہنا۔ بینوا توجروا۔

الجواب

چوڑی دار پاجامہ پہننا منع ہے کہ وضع فاسقوں کی ہے شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آداب اللباس میں فرماتے ہیں سراویل کہ در عجم متعارف است اگر زیر شتالنگ باشد یا دو سہ چین واقع شود بدعت وگناہ است یوہیں بوتام لگاکر پنڈلیوں سے چمٹا ہوا بھی ثقہ لوگوں کی وضع نہیں آدمی کو بدوضع لوگوں کی وضع سے بھی بچنے کا حکم ہے یہاں تک کہ علماء درزی اور موچی کو فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص فاسقوں کے وضع کے کپڑے یا جوتے سلوائے نہ سیے اگرچہ اوس میں اجر کثیر ملتا ہو فتاویٰ امام قاضی خاں میں ہے الاسکاف او الخیاط اذا استوجر علی خیاطۃ شیئ من ذی الفساق ویعطی لہ فی ذلک کثیر اجر لایستحب لہ ان یعمل لانہ اعانۃ علی المعصیۃ تو یہ پاجامہ بھی اس راہ سے شرعی نہ ہوا اگرچہ ٹخنوں سے اونچا ہونے میں حد شرع سے متجاوز نہیں شرعی کہنا اگر صرف اسی حیثیت سے ہے تو وجہ صحت رکھتا ہے اور اگر مطلقاً مرضی وپسندیدۂ شرع مُراد جیساکہ ظاہر لفظ کا یہی مفاد تو صحیح نہیں واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از شہر کہنہ مرسلہ شیخ عبدالعزیز صاحب ۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۴ھ

خضاب سیاہ رنگ یعنی مہندی ونیل باہم مخلوط کرکے بلاضرورت شرعی استعمال کرنا درست ہے یا نہیں اور ضرورت شرعی کیا کیا ہیں صرف مہندی لگانا مسنون ہے یا نہیں سوائے خضاب مذکور بالا اور خضاب بھی مثل مازو وبلیلہ وغیرہ کے جائز ہیں یا نہیں جواب مع حوالہ کتاب مرحمت ہو۔

الجواب

سیاہ خضاب خواہ مازو وبلیلہ ونیل کا ہو خواہ نیل وحنا مخلوط خواہ کسی چیز کا سوا مجاہدین کے سب کو مطلقاً حرام ہے اور صرف مہندی کا سُرخ خضاب یا اس میں نیل کی کچھ پتیاں اتنی ملاکر جس سے سُرخی میں پختگی آجائے اور رنگ سیاہ ہونے نہ پائے سنت مستحبہ ہے شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ الشریف اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں خضاب بسواد حرام ست وصحابہ وغیرہم خضاب سُرخ می کردند وگاہے زرد نیز اھ ملخصاً حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الصفرۃ خضاب المؤمن والحمرۃ خضاب المسلم والسواد خضاب الکافر زرد خضاب ایمان والوں کا ہے اور سُرخ اسلام والوں کا اور سیاہ خضاب کافروں کا رواہ الطبرانی فی الکبیر والحاکم فی المستدرک عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما محیط پھر منح الغفار پھر ردالمحتار میں ہے اما الحمرۃ فھو سنۃ الرجال وسیما المسلمین قاضی خاں پھر شرح مشارق پھر شامی میں ہے من ھب ان الصبغ بالحناء والوسمۃ حسن احادیث میں سیاہ خضاب پر سخت سخت وعیدیں اور مہندی کے خضاب کی ترغیبیں بکثرت وارد ہیں وقد حققنا مسألۃ تحریم السواد مطلقاً فی فتاونا بمافیہ شفاء واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔از موضع اٹنگہ چاندپور پرگنہ نواب گنج مرسلہ سید حافظ وحیدالدین صاحب ۱۴ شعبان ۱۳۱۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں ایک موضع میں دو قسم کے فریق ہیں ایک کی اولاد دین کے مدرسہ میں علم دین مثل حفظ قرآن شریف وناظرہ وضروریات دین ودُنیوی جوکہ ضروری ہیں بہت زمانہ سے سیکھتے ہیں اور تعلیم پاتے ہیں اور اون کے والدین کوشش اون کے میں مصروف ہیں اور دوسرے فریق نے عرضی دے کر مدرسہ سرکاری کروایا ہے وہ اوس کی تائید اور کارروائی میں مصروف ہیں ہر دو مدرسین کا کیا حکم ہے اور ہر دو فریقین اور طالب علموں کیلئے کیا حکم شرع ہے اور کون سے علوم ہیں کہ اون کی فرضیت کا حکم ہے یا اوس میں مسلمانوں کو اپنی طبیعت کا اختیار ہے جو علم چاہیں پڑھیں پڑھائیں ثواب وعقاب سے اس کے لیے آگاہ فرمائیے گا۔ بینوا توجروا۔

الجواب

علم دین سیکھنا اس قدر کہ مذہب حق سے آگاہ ہو وضو غسل نماز روزے وغیرہا ضروریات کے احکام سے مطلع ہو۔ تاجر تجارت۔ مزارع زراعت اجیر اجارے۔ غرض ہر شخص جس حالت میں ہے اوس کے متعلق احکام شریعت سے واقف ہو فرض عین ہے جب تک یہ حاصل کرے جغرافیہ تاریخ وغیرہ میں وقت ضائع کرنا جائز نہیں۔ حدیث میں ہے طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم ومسلمۃ جو فرض چھوڑ کر نفل میں مشغول ہو حدیثوں میں اس کی سخت بُرائی آئی اور اوس کا وہ نیک کام مردود قرار پایا کما بیناہ فی الزکوٰۃ من فتاونا نہ کہ فرض چھوڑ کر فضولیات میں وقت گنوانا۔ غرض یہ علوم ضروریہ تو ضرور مقدم ہیں اور

ان سے غافل ہوکر ریاضی ہندسہ طبعیات فلسفہ یا دیگر خرافات و وسوسہ پڑھنے پڑھانے میں مشغولی بلاشبہہ متعلم ومدرس دونوں کے لیے حرام ہے اور ان ضروریات سے فراغ کے بعد پورا علم دین فقہ حدیث تفسیر عربی زبان اوس کی صرف نحو معانی بیان لغت ادب وغیرہا آلات علوم دینیہ بطور آلات سیکھنا سکھانا فرض کفایہ ہے اللہ تعالٰی فرماتا ہے فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّیَتَفَقَّهُوْا فِی الدِّیْنِ یہی علوم علم دین ہیں اور انھیں کے پڑھنے پڑھانے میں ثواب اور ان کے سوا کوئی نحو یا زبان کچھ کار ثواب نہیں ہاں جو شخص ضروریات دین مذکورہ سے فراغ پاکر اقلیدس حساب مساحت جغرافیہ وغیرہا وہ فنون پڑھے جن میں کوئی امر مخالف شرعی نہیں تو ایک مباح کام ہوگا جب کہ اوس کے سبب کسی واجب شرعی میں خلل نہ پڑے ورنہ ع مبادا دل آں فرومایہ شاد ؍ کہ از بہر دنیا دہد دین بباد والله تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از جالندھر محلہ راستہ متصل مکان ڈپٹی احمد جان صاحب مرسلہ محمد احمد خاں صاحب ۲؍ شوال ۱۳۱۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایڑی والی جوتی یعنی مثل جوتی مردوں کے عورت پہن لیوے تو درست ہے یا نہیں مردانی جوتی عورت نمازی کے واسطے پاؤں کو ناپاکی سے بچانے کے لیے بہت خوب ہے خیر جیسا شریعت میں حکم ہے باسند بحوالہ کتاب ارشاد فرماویں۔

الجواب

ناجائز ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لعن الله المتشبھات من النساء بالرجال والمتشبھین من الرجال بالنساء اللہ کی لعنت اُن عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت پیدا کریں اور اون مردوں پر جو عورتوں سے تشبہ کریں رواہ الائمۃ۔ احمد والبخاری وابوداؤد والترمذی وابن ماجہ عن ابن عباس رضی الله تعالٰی عنھما اور فرماتے ہیں صلی الله تعالٰی علیہ وسلم لعن الله الرجل یلبس لبسۃ المرأۃ والمرأۃ تلبس لبسۃ الرجل رواہ ابوداؤد و الحاکم عن ابی ھریرۃ رضی الله تعالٰی عنہ بسند صحیح درمختار میں ہے غزل الرجل علی ھیأۃ غزل المرأۃ یکرہ ردالمحتار میں ہے لما فیہ من التشبہ بالنساء اوسی میں ہے انما یجوز بالفقہ لو علی ھیأۃ خاتم الرجال اما لو لہ فصان او اکثر حرم قہستانی بلکہ بحمد اللہ تعالٰی خاص اس جزئیہ میں حدیث حسن وارد سنن ابوداؤد میں ہے حدثنا محمد بن سلیمان لوین وبعضہ قرأت علیہ عن سفین عن ابن جریج عن ابن ابی ملیکۃ قال قیل لعائشۃ ان امرأۃ تلبس النعل فقالت لعن رسول الله صلی الله تعالٰی علیہ وسلم الرجلۃ من النساء یعنی ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے عرض کی گئی ایک عورت مردانہ جوتا پہنتی ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے مردانی عورتوں پر محمد بن سلیمان بن حبیب الاسدی بالتصغیر ثقۃ من العاشرۃ تقریب والبقیۃ ائمۃ جلۃ معروفون وقد کان الحکم بالصحۃ لولا عنعنۃ ابن جریج لاجرم قال السنادی فی التیسیر والقاری فی المرقاۃ اسنادہ حسن مرقاۃ میں ہے (تلبس النعل) ای التی تختص بالرجال والله تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از ملک بنگالہ موضع بیشکٹالی مرسلہ محمد الٰہی بخش صاحب ۲۴؍ شوال ۱۳۱۴ھ۔

قبلہ شفقت و مرحمت وکعبہ عاطفت ورافت واسطہ حصول عزت دوجہانی وسیلہ وصول سعادت جاودانی ابداللہ افضالہم ونوالہم دامت شموس عنایاتہم بازغۃ ناصیۂ فدویت وارادت رابغازہ مفاخرت وسعادت مانند گل رنگین ساختہ بگزارش مدعا پرداختہ کہ ایں احقر را برائے چند مسائل بغایت ضرورت افتاد ولہذا بسیار حیران وسرگردان است ونیز کسے را چنداں غربانواز نمی بیند کہ بخوب تریں جواب از کتب معتبرہ ارزانی داشتہ خاطر ایں فدوی راتسکین دہد وہم تشفی خاطر باشد لہذا بجاؤشان کیوان ایوان معروض میدارد کہ از روئے بندہ نوازی جواب مسائل ذیل را بطریق فتاوٰی عطا فرمایند۔ شخصے اکثر اوقات رقص طائفہ می بیند و در مجلس ایشاں نشیند ونیز در لہو ولعب غیر مشروعہ کہ در مذہب حنفیہ حرمتش ثابت شدہ مستغرق است مرتکب ایں محرمات فاسق ست یانہ فاسقیت را بخوب تریں دلائل ثابت فرمایند ونیز آں شخص تنباک کش می کند وکراہت تنباک کش ثابت کردہ باشند و در صلوۃ اقتدا بایں شخص کراہیت ست یانہ۔ زیادہ آفتاب بندہ نوازی از افق مرحمت گستری درخشاں باد۔

ملک بنگالہ ضلع کمرلا ڈاکخانہ فرید گنج موضع بیشکٹالی عرض داشت فدوی محمد الٰہی بخش عفی عنہ

الجواب

اللھم غفرا۔ در فاسق وفاجر ومرتکب کبائر بودن ایں کس چہ جائے سخن ومجال دم زدن۔ قال الله تعالٰی قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَھُمْ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ○ اے نبی مسلمانان را فرمائی تا چشمان خود پوشند و شرمگاہ خود را نگاہ دارند ایں پاکیزہ تر مرایشاں را ہر آئینہ خدائے آگاہ ست بہر کارے کہ می کنند وقال تعالٰی وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَھْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّیَتَّخِذَھَا ھُزُوًا اُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ ○ از مردمان کسی ست کہ می خرد سخن لاغ و بازی تا بر اندازد از راہ خدا نادانستہ و سخرہ گیرد آنرا مرایں کسان را کیفری ست خوار کنندہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود و عبداللہ بن عباس و امام حسن بصری و سعید بن جبیر و عکرمہ و مجاہد و مکحول وغیرہم ائمہ صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین دریں آیہ کریمہ سخن لاغ و بازی را بہ غنا و سرود تفسیر فرمودہ اند ابوالصہبا گوید ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما را ازیں آیت پرسیدم گفت ھو الغناء واللہ الذی لا الٰہ الا ھو او سرود ست سوگند بخدائے کہ ہیچ خدا نیست یرددھا ثلث مرات سہ بار ہمیں سخن و سوگند را تکرار فرمود۔ بلکہ خود در حدیث آمدہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود لا یحل تعلیم المغنیات ولا بیعھن واثمانھن حرام وفی مثل ھذا انزلت[الحدیث] وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَھْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ روا نیست زنان سرایندہ را آموختن و نہ آنہا را خریدن و فروختن و بہائے آنہا حرام ست و ہمچنیں کار ایں آیت فرو آمدہ ست کہ برخے از مردم سخن لاغ می خرند تا مردمان را از راہ خدائے دور برند رواہ الامام البغوی عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ وقال تعالٰی قَالَ اذْھَبْ فَمَنْ تَبِعَکَ مِنْھُمْ فَاِنَّ جَھَنَّمَ جَزَآؤُکُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ○ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْھُمْ بِصَوْتِکَ الآیہ حق جل وعلا مر ابلیس لعین را فرمود دور شو پس ہر کہ از فرزندان آدم ترا پیروی کند پس ہر آئینہ دوزخ پاداش ہمہ شماست پاداش کامل و سبک سار کن و بلغزاں ہر کہ بر وے دست یابی از ایشاں بآواز خود۔ امام مجاہد کہ از اجلہ تلامذہ سلطان المفسرین عبداللہ بن عباس ست رضی اللہ تعالٰی عنہم دریں آیہ کریمہ آواز شیطان را بغنا و مزامیر تفسیر کردہ است قال تعالٰی وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِھِنَّ عَلٰی جُیُوْبِھِنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِھِنَّ اَوْ اٰبَآئِھِنَّ الآیہ اے نبی زنان مؤمنات را فرمائے کہ بزنند سر اندازہائے خود را بہ گریبان ہائے خود (تا سر و مو و سینہ و گلو ہمہ نہاں ماند) و وانمایند آرائش خود را مگر بشوہر آں یا محارم۔ وقال تعالٰی فی اخر الکریمہ وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِھِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِھِنَّ وَتُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ و زنان نزنند پاہائے خویش تا دانستہ شود آنچہ نہاں می دارند از آرائش خود و ہمہ باز گردید بسوئے خدا اے مسلمانان تا بکام رسید وقال تعالٰی وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ نزدیک مشوید کارہائے بیحیائی را ہرچہ از انہا آشکار ست و ہرچہ نہاں۔ ایں ہمہ آیات وغیرہا۔ ... تحریم ہمہ اجزائے ایں کار شنیع نص منیع است و در احادیث خود کثرتے ست کہ احصا نتواں کرد و بالجملہ ازاں اجنبیہ را ایں چناں بے حجابانہ بمجلس مردان راہ دادن یکے و ہرچہ تمامتر ہر ہفت و آراستہ بودنش دو و مردان را بسوئے او بنظر تلذذ دیدن سہ۔ و باعضائے عورت او سر و مو عدد بازو و سینہ و گلو نگریستن چہار۔ و سرود و زمزمہ اش پنج۔ و لفظ مزامیر برآں آتش تیز و تند شش۔ و پائے کوبی آں زن خاصہ بآواز خلخال و زنگلہ زیور ہفت۔ و دگر حرکات فتنہ انگیز و شہوت خیز ہشت ایں ہمہ ہا در شرع محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حرام و حرام و حرام ست ظلمۃ بعضھا فوق بعض الحاصل حرمت ایں فاحشہ شنیعہ از ضروریات دین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تا آنکہ ہر کہ او را حلال داند بالقطع والیقین کافر شود والعیاذ باللہ تعالٰی و دیگر لہوہائے نا مشروعہ را رسائل تفصیل نہ کرد بعضے از لہوہائے ممنوعہ کبیرہ باشد و بعضے صغیرہ کہ باصرار کبیرہ شود و علی الاجمال در حدیث مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم آمدہ است کل شیئ یلھو بہ الرجل باطل الا رمیہ بقوسہ وتادیبہ فرسہ وملاعبتہ امرأتہ فانھن من الحق ہمہ بازیہا باطل است مگر تیر اندازی و اسپ تازی و بازن خود بازی کہ اینہا از حق ست رواہ احمد والدارمی وابوداود والترمذی والنسائی وابن ماجۃ عن عقبۃ بن عامر والحاکم فی المستدرک عن ابی ھریرۃ والطبرانی فی الاوسط عن امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنھم و خود مؤمن را ایں حدیث عام و تام و جار مونانہ بسند ست کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود الدنیا ملعونۃ ملعون ما فیھا الا ما کان منھا للہ عزوجل بر دُنیا نفریں و بر ہرچہ درآنست نفریں مگر آنچہ ازاں برائے خدائے عزوجل باشد رواہ ابونعیم فی الحلیۃ والضیاء فی المختارۃ عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنھما بسند حسن و در حدیث دیگر فرمود صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الدنیا ملعونۃ ملعون ما فیھا الا ما ابتغی وجہ اللہ تعالٰی بر دُنیا لعنت و بر ہرچہ درآنست لعنت جز آنچہ باو رضائے خدا خواستہ شود رواہ الطبرانی فی الکبیر عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ باسناد حسن و در حدیث آخر ست کہ فرمود صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الدنیا ملعونۃ ملعون ما فیھا الا ذکر اللہ وما والاہ وعالما او متعلما دنیا ملعونہ است و ہرچہ در دست ہمہ ملعون ست جز یاد خُدا و برانچہ پسندیدۂ اوست و عالمے یا علم آموزے رواہ ابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ و در حدیث آخر ست کہ فرمود صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الدنیا ملعونۃ ملعون ما فیھا الا امرا بمعروف او نھیا عن منکر او ذکر اللہ دنیا ملعون جز بہ نیکی فرمودن و از بدی باز داشتن و یاد خدا

رواہ البزار عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ وعند الطبرانی عنہ فی الاوسط کحدیث ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ونماز بیں فاسق بکراہت شدیدہ مکروہ است کما فی الغنیۃ وغیرھا وقد فصلناہ فی رسالتنا النھی الاکید عن الصلاۃ وراء عدی التقلید وقلیان کشیدن اگر بعقل وحواس فتور آرد چنانچہ وقت افطار رمضان معمول جہال ہندوستان ست خود حرام ست لحدیث ام سلمۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن کل مسکر ومفتر رواہ احمد وابو داود بسند صحیح ونہ اگر معاہد نکنند ورائحۂ کریہہ آرد مکروہ تنزیہی وخلاف اولٰی باشد آں چنانکہ سیر وپیاز خام واگر ازینہم خالی ست مباح محض ست کما حققہ المولٰی عبد الغنی النابلسی فی الحدیقۃ وغیرھا وقد فصلنا القول فیہ فتاوٰنا واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ - از بمبئی مرسلہ مولوی محمد عمر الدین صاحب مع رسالہ

سوال - کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ اس ہمارے ملک سندھ میں اور نیز بمبئی میں قدیم الایام سے یہ مروج ہے کہ جنازہ کے آگے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ذکر کرتے ہوئے چند آدمی میت کو قبرستان تک لے جاتے ہیں اور قبرستان پہنچ کر اوس کا ثواب اوس میت کو بخش دیتے ہیں اور جب واپس لوٹتے ہیں تو اسی طرح کلمہ طیبہ پڑھتے آتے ہیں اور اوس کا ثواب میت کے مکان پر پہنچ کر اوس کو بخش دیتے ہیں آیا اس کلمہ کا ذکر میت کے آگے اور واپسی کے وقت جہراً پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور میت کو اوس سے فائدہ ہوتا ہے یا نہیں اور جو شخص اسے کفر وشرک یا حرام قطعی کہے اور مسلمانوں کو اوس کے باعث مستحق لعن وطعنہ جانے وہ خاطی ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

تحریر فقیر بر رسالۂ مذکورہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللھم لک الحمد فی الواقع لوگوں کو ذکر مذکور سے منع نہ کیا جائے گا مسئلہ جہر مختلف فیہا ہے اور اطلاقات قرآن عظیم وارشادات احادیث کثیرہ مثل حدیث قدسی وان ذکرنی فی ملاٍ ذکرتہ فی ملاٍ خیر منھم رواہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ عن ابی ھریرۃ واحمد عن انس بسند صحیح[3] والطبرانی فی الکبیر والبزار فی المسند باسناد جید والبیھقی فی الشعب کلھم عن ابن عباس والطبرانی[4] فیہ بسند حسن عن معاذ بن انس رضی اللہ تعالٰی عنھم ولفظ ھذا لا یذکرنی فی ملاٍ الا ذکرتہ فی الرفیق الاعلٰی وحدیث[5] اذا مررتم بریاض الجنۃ فارتعوا قالوا وما ریاض الجنۃ قال حلق الذکر اخرجہ احمد والترمذی وحسنہ والبیھقی فی الشعب عن انس وابن شاھین[6] فی الترغیب فی الذکر عنہ وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنھما وحدیث[7] یا ایھا الناس ان للہ سرایا من الملٰئکۃ تحل وتقف علی مجالس الذکر فی الارض فارتعوا فی ریاض الجنۃ قالوا واین ریاض الجنۃ قال مجالس الذکر الحدیث رواہ ابن ابی الدنیا وابو یعلی والبزار والطبرانی فی الاوسط والحکیم والحاکم والبیھقی فی الشعب وابن شاھین وابن عساکر عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنھما صحح الحاکم سندہ وھو حدیث[8] لا یقعد قوم یذکرون اللہ الا حفتھم الملٰئکۃ وغشیتھم الرحمۃ ونزلت علیھم السکینۃ وذکرھم اللہ تعالٰی فیمن عندہ اخرجہ احمد ومسلم والترمذی وابن ماجہ وابن حبان وابو نعیم فی الحلیۃ کلھم عن ابی ھریرۃ وعن ابی[9] سعید الخدری جمیعا رضی اللہ تعالٰی عنھما وحدیث[10] اکثروا ذکر اللہ تعالٰی حتی یقولوا مجنون رواہ احمد وابو یعلی وابن حبان والحاکم والبیھقی فی الشعب عن ابی سعید رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند صحیح وحدیث[11] اکثروا ذکر اللہ حتی یقول المنافقون انکم مراؤن اخرجہ سعید بن منصور فی سننہ واحمد فی کتاب الزھد الکبیر والبیھقی فی الشعب عن ابی الجوزاء اوس بن عبد اللہ الربعی مرسلا ووصلہ الطبرانی فی الکبیر وابن شاھین فی ترغیب الذکر عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما بلفظ اذکروا اللہ ذکرا یقول المنافقون انکم تراؤن وحدیث[12] غنیمۃ مجالس اھل الذکر الجنۃ رواہ احمد والطبرانی فی الکبیر عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنھما بسند حسن وحدیث[13] یقول الرب عزوجل یوم القیمۃ سیعلم اھل الجمع من اھل الکرم فقیل ومن اھل الکرم یا رسول اللہ قال اھل مجالس الذکر فی المساجد اخرجہ احمد وابو یعلی وسعید وابن حبان وابن شاھین والبیھقی عن ابی سعید رضی اللہ تعالٰی عنہ وحدیث[14] ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خرج علی حلقۃ من اصحابہ فقال ما اجلسکم ھٰھنا قالوا جلسنا نذکر اللہ قال اتانی جبریل فاخبرنی ان اللہ عزوجل یباھی بکم الملٰئکۃ رواہ مسلم والترمذی والنسائی عن معٰویۃ بن ابی سفین رضی اللہ تعالٰی عنھما ھذا مختصر وحدیث[15] یرحم اللہ ابن رواحۃ انہ یحب المجالس التی یتباھی بھا الملٰئکۃ اخرجہ احمد بسند حسن عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ وفی الحدیث قصۃ فیہ التداعی الی مجالس الذکر واستحسان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ذلک وحدیث[16] عن یمین الرحمٰن

وکلتا یدیہ یمین رجال لیسوا بانبیاء ولا شہداء یغشی بیاض وجوھھم نظر الناظرین یغبطھم النبیون والشہداء بمقعدھم وقربھم من اللہ عزوجل قیل یارسول اللہ من ھم قال ھم جماع من نوازع القبائل یجتمعون علی ذکر اللہ تعالٰی فینتقون اطائب الکلام کما ینتقی اٰکل التمر اطائبہ رواہ الطبرانی فی الکبیر بسند لاباس بہ عن عمرو بن عبسۃ ونحوہ بسند حسن عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہما وحدیث[18] کل مجلس یذکر اسم اللہ تعالٰی فیہ تحف الملئکۃ حتی ان الملئکۃ یقولون زید وازادکم اللہ والذکر یصعد بینھم وھم ناشروا اجنحتھم اخرجہ ابوالشیخ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ وحدیث[19] ما من قوم اجتمعوا یذکرون اللہ عزوجل لایریدون بذلک الاوجھہ الاناداھم مناد من السماء ان قوموا مغفورا لکم قد بدلت سیاٰتکم حسنات رواہ احمد بسند حسن وابویعلی وسعید بن منصور والطبرانی فی الاوسط والبزار وابن شاھین والضیاء فی المختارۃ عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ والحسن[20] بن سفیین والطبرانی فی الکبیر والبیہقی فی الشعب عن الحنظلیۃ بن الحنظلۃ والعسکری[21] وابوموسٰی کلاھما فی الصحابۃ عن حنظلۃ العشمی والبیہقی فی الشعب عن عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالٰی عنہم وحدیث[23] طویل ملئکۃ سیا سیارۃ فضل للشیخان وغیرھما عن ابی ھریرۃ والبزار[24] عن انس والطبرانی[25] فی الصغیر عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین وغیر ذلک جانب جواز وندب ہونے کے علاوہ حق یہ ہے کہ نفس ذکر خدا و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی حد ذاتہ اصلاً متعلق نہی و قبح نہیں نہ وہ ہرگز غیر معقول کے معنی بلکہ ذکر اہم و اعظم مقاصد شرع مطہر سے ہے بلکہ اپنے زعم پر وہی اہم و اعظم مقاصد بلکہ حقیقۃً وہی مراد و مقصود و مرجع و مآل جملہ مقاصد ہے نہی عارض بوجہ عارض راجع بعارض ہوگی نہ عائد بذکر جیسے محل ریا و سمعہ میں ذکر جہر یا بقید عارض تا عروض عارض مختص بافراد مختصہ بعارض جیسے کہ کنف وغیرہا مواضع نجاسات میں ذکر لسان یا ہنگام اغارت من المشرکین یا قصد اخفا من المعاندین ذکر بالاعلان کما بین طرفا منہ المحقق العلامۃ خیر الملۃ والدین الرملی فی الفتاوی الخیریۃ لنفع البریۃ اقول ولایذھبن عنک انا لانقول بالمفہوم فالتمسک بمثل قولہ عزوجل وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِیْ نَفْسِكَ لا اراہ یتم علی اصولنا واما قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خیر الذکر الخفی فالخیر لاینفی الخیر بل ھو ظاھر فی الجواز کما تری وقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ...... اربعوا ...... علی انفسکم فی ...... وقد حمل علی بعض ماذکرنا کما بینہ فی الوجیز وغیرہ وبالجملۃ فا ...... ذات ...... ان بصیر سفراً مجلداً پھر جہاں عوارض ظاہرہ ہوں مجرد عوارض خفیہ قلبیہ کی بنا پر مادہ خاصہ میں حکم لگا دینا اسارت ظن بالمسلمین ہے جس کی طرف سبیل نہیں قال تعالٰی وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ...... عن قلبہ وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایاکم والظن فان الظن الحدیث عجب کہ کراہت مختلف فیہا پر احتساب اور حرمت مجمع علیہا کا ارتکاب اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ۝ مقاصد شرعیہ پر متطلع مطلع کہ جو امر فی نفسہٖ شرعاً خیر و مندوب اور کراہت مجاورہ مختلف فیہا یا مشکوک ہو اور تجربۃً اوس کا ترک منجر بہ منہیات اجماعیہ ہو تو ہرگز اوس سے منع نصیحت نہیں بلکہ مقصد شرع سے بعد بعید ہے و لہٰذا علمائے کرام فرماتے ہیں عوام کو صلاۃ عند الطلوع سے منع نہ کریں درمختار میں ہے العوام فلا یمنعون من فعلہا لانہم یترکونہا والاداء الجائز عند البعض اولٰی من الترک کما فی القنیۃ وغیرہا ردالمحتار میں ہے وعزاہ صاحب المصطفٰی الی الامام حمید الدین عن شیخہ الامام المحبوبی والی شمس الائمۃ الحلوانی والنسفی الخ اور تجارب متطاولہ شاہد کہ عوام اگر مشتغل بذکر الٰہی نہیں ہوتے مشتغل بفضول کلام و ہزل ولغو ہوتے ہیں کہ اجماعاً مکروہ و ممنوع اور ذکر الٰہی سے روکنا ہرگز مصلحت شرعیہ نہیں خصوصاً یہاں تو حکمائے شریعت علمائے امت نے عدم منع کو ابتلا بمکروہ اجماعی پر بھی موقوف نہ رکھا بلکہ اوس میں ذکر خدا و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے فی نفسہٖ خیریت خیر کی طرف عوام کی قلت رغبت پر بنائے کار رکھی اور باوصف بیان حکم مسئلہ انہیں منع نہ کرنے کی تصریح کی امام شمس الائمہ کردری وجیز میں فتاوٰی سے نقل فرماتے ہیں ان الذکر بالجہر فی المسجد لایمنع احترازا عن الدخول تحت قولہ تعالٰی وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ الخ تبیین الحقائق و فتح القدیر و درر الاحکام و بحرالرائق و مجمع الانہر وغیرہا کتب کثیرہ میں ہے قال الفقیہ ابوجعفر لاینبغی ان یمنع العامۃ عن ذلک لقلۃ رغبتہم فی الخیرات محیط پھر ہندیہ میں ہے قال الفقیہ ابوجعفر سمعت شیخی ابابکر یقول سئل ابراھیم عن تکبیر التشریق علی الاسواق والجہر بہا قال ذالک تکبیر الحوکۃ وقال ابویوسف رحمہ اللہ تعالٰی اخہ قال الفقیہ انا لانمنعہم عنہ بحر و در میں ھذا کلہ انما ھو بحسب حال الانسان واما العوام فلا یمنعون من تکبیر وکذا التنفل قبلہا مختصراً طحطاوی و شامی میں زیر قول در ہذا للخواص لکھا الظاھر ان المراد بھم الذی لایؤثر ولا کسلا حتی یقضی بھم الی الترک اصلا غنیہ میں ہے قال الفقیہ ابوجعفر الذی عندنا انہ لاینبغی ان یمنع العامۃ من ذلک لقلۃ رغبتہم فی الخیرات وبہ ناخذ یعنی انہم اذا منعوا عن الجہر یہ لایفعلونہ سرا فینقطعون عن الخیر بخلاف العالم الذی یعلم ان الاسرار ھو الافضل رحمانیہ میں ذخیرہ سے ہے بہ اخذ الفقیہ ابواللیث ان عبارات علما سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ جہر میں کراہت بھی ہے تو نہ اس قدر کہ خوبی ذکر کی مقاومت کرسکے و لہٰذا جب

منع جہر میں ترک ذکر کا مظنہ ہو خوبی ذکر کو ترجیح دیں گے اور کراہت جہر کا لحاظ نہ کریں گے انصافًا یہ شان صرف کراہت تنزیہیہ میں ہوسکتی ہے جس کا حاصل خلاف اولٰی ہے نہ ممنوع و ناجائز کیف وقد علم ونصوا علیہ ان ترک ذرۃ مما نھی اللہ تعالٰی عنہ من تطوع ثقلین بالجملہ اس سے منع کرنا ہی خلاف مصالح شرعیہ ہے فان افسادہ اکثر من اصلاحہ نہ کہ معاذ اللہ وہ جبروتی احکام کفر و شرک و ضلال و حرام کہ نجدیت واضحہ و جہالت فاضحہ ہیں حکم بحرمت قطعیہ کا بھی محل نہیں چہ جائے ضلالت و کفر والعیاذ باللہ تعالٰی بفرض باطل اگر ذکر مذکور بالاتفاق مکروہ ہی ہوتا تاہم ایسے احکام باطلہ کی شناعت اوس سے ہزار درجہ سخت و بدتر تھی یہ دقائق تدلیس و تلبیس ابلیس لعین سے ہے کہ آدمی کو نیکی کے پردے میں منکر اشد و اکبر کا مرتکب کردیتا ہے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم تحفہ اثنا عشریہ میں ہے ہر کہ باوجود ایں ہمہ قول جازم نماید بے باک و بے احتیاط ست و ہمیں ست شان محتاطین از علمائے راسخین کہ در اجتہادیات مختلف فیہا جزم باحد الطرفین نمی کنند علامہ عبدالغنی نابلسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں المسئلۃ متی امکن حملہا علی قول من الاقوال فلیست بمنکر یجب انکارہ والنھی عنہ وانما المنکر ما وقع الاجماع علی حرمتہ والنھی عنہ اھ ملخصا واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از اوجین محلہ مرزا واڑی مرسلہ شیخ آفتاب حسین و شیخ حامد علی صاحبان ۱۲ محرم الحرام ۱۳۱۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العٰلمین والصلٰوۃ والسلام علٰی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین امابعد گزارش خاکسار یہ کہ چند مسئلہ کتب فقہیہ امام اعظم صاحب علیہ الرحمۃ مثل ہدایہ و شرح وقایہ و فتاوٰی قاضی خاں و درمختار و ردالمحتار و فتاوٰی عالمگیری و فتاوٰی برہنہ و فتاوٰی سراجیہ خلاف حدیث رسول خدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں منجملہ مسائل خلافیہ کے ایک یہ مسئلہ اوس میں لکھا ہے کہ قرآن شریف کی آیت کا پیشاب سے لکھنا جائز ہے میں اس کا ثبوت دے سکتا ہوں یہ عبارت کتب مذکورہ میں ہے یا اتہام اوس کے حق میں کیا حکم ہے بیان فرمادیں۔ (محمد رفیع الدین)

الجواب

الحمد للہ رب العٰلمین وافضل الصلٰوۃ واکمل السلام علٰی سید المرسلین سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ وعلماء امتہ ومجتہدی ملتہ اجمعین آمین **اقول** وباللہ التوفیق معترض نے اس عبارت میں متعدد طور پر دھوکے دینے سے کام لیا ہے **اولًا** ایہام کیا کہ ہدایہ وغیرہ سب کتب مذکورہ میں یہ مسئلہ لکھا ہے حالانکہ نہ ہدایہ میں اس کا پتا نہ شرح وقایہ میں نشان نہ درمختار میں وجود نہ عالمگیری میں ذکر بول موجود یہ سب معترض صاحب کی مغالطہ دہی ہے فتاوٰی برہنہ فقیر کے پاس نہیں نہ وہ کوئی معتبر کتابوں میں معدود **ثانیًا** سراجیہ میں اس کے بعد صراحۃً لکھ دیا لکن لم ینقل مگر یہ منقول نہ ہوا اسی طرح ردالمحتار میں نقل فرمایا تو اون کی طرف حکم جواز کی نسبت کردینی محض افترا ہے حکم کسی شرط پر مشروط کرکے وجود شرط کو تسلیم نہ کرنا ہے نہ کہ حکم دینا کما لایخفی علٰی جاھل فضلا عن فاضل **ثالثًا** فتاوٰی قاضی خاں میں صاف بتا دیا کہ یہ مسئلہ نہ امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ارشاد ہے نہ اون کے اصحاب کا نہ شاگرد دان شاگرد کا نہ شاگرد دان شاگرد کے کسی شاگرد کا بلکہ شیخ ابوبکر اسکاف بلخی کا قول ہے کہ چوتھی صدی کے مشائخ سے تھے وہ بھی نہ اس طور پر جس طرح معترض نے بیان کیا جیسا کہ عنقریب آتا ہے تو اس کے باعث یہ ایہام کرنا کہ فقہ امام اعظم کا یہ حکم ہے صحیح فریب دہی ہے **رابعًا** فتاوٰی قاضی خاں کی عبارت ہے الذی رعف فلا یرقأ دمہ فاراد ان یکتب بدمہ علی جبہتہ شیئا من القراٰن قال ابوبکر الاسکاف رحمہ اللہ تعالٰی یجوز قیل لو کتب بالبول قال لوکان فیہ شفاء لاباس بہ قیل لوکتب علٰی جلد میتۃ قال ان کان فیہ شفاء جاز وعن ابی نصر بن سلام رحمہ اللہ تعالٰی معنی قولہ علیہ الصلٰوۃ والسلام ان اللہ لم یجعل شفاءکم فیما حرم علیکم انما قال ذٰلک فی الاشیاء التی لایکون فیہ شفاء فاما اذا کان فیھا شفاء فلاباس بہ قال الاتری ان العطشان یحل لہ شرب الخمر حال الاضطرار اس عبارت سے واضح کہ فقیہ ممدوح سے اوس حالت کا سوال ہوا تھا کہ کسی کے دماغ سے ناک کی راہ خون جاری ہے اور کسی طرح نہیں تھمتا اوس حالت میں اوس کی جان بچانے کو اگر خون یا بول سے لکھیں تو اجازت ہے یا نہیں فقیہ موصوف نے فرمایا کہ اگر اس سے شفا ہوجانا معلوم ہو تو مضائقہ نہیں اور اس کی نظیر یہ بتائی گئی کہ پیاس سے جان جاتی ہو اور سوا شراب کے کوئی چیز موجود نہیں یا بھوک سے دم نکلتا ہو اور سوا مُردار کے کچھ پاس نہیں تو اوس وقت بمقدار جان بچانے کے شراب و مُردار کے استعمال کی شرع مطہر نے رخصت دی ہے تو فقیہ موصوف کا یہ حکم حقیقۃً تین شرطوں سے مشروط تھا **اوّل** یہ کہ جان جانے کا خوف ہو جیسا کہ عبارت قاضی خاں فلا یرقأ دمہ سے ظاہر ہے اور اسی ردالمحتار میں کہ اوس کا نام بھی معترض نے گن دیا عبارت یوں ہے نص ما فی الحاوی القدسی اذا سال الدم من انف انسان ولا ینقطع حتی یخشی علیہ الموت یعنی خون ناک سے جاری ہے اور نہیں تھمتا

یہاں تک کہ اوس کے مرجانے کا اندیشہ ہو۔ **دوم**۔ اس تدبیر سے اوسے شفا ہوجانا بھی معلوم ہو جیسا کہ عبارت قاضی خاں لوکان فیہ شفاء سے ظاہر اور اسی ردالمحتار میں بعد عبارت مذکورہ ہے وقد علم انہ لوکتب ینقطع تحقیق معلوم ہو کہ یوں لکھا جائے تو خون منقطع ہوجائے گا **سوم**۔ اس کے سوا کوئی اور تدبیر شفا نہ ہو جیسا کہ عبارت قاضی خاں حال الاضطرار سے ظاہر اور اس ردالمحتار میں ہے فی النھایۃ عن الذخیرۃ یجوزان علم فیہ شفاء ولم یعلم دواء آخر جب جائز ہے کہ اس سے شفا ہوجانا معلوم ہو اور دوسری کوئی دوا نہ معلوم ہو اسی میں ہے ھذا المصرح بہ فی عبارۃ النھایۃ کما مر ولیس فی عبارۃ الحاوی الا انہ یفاد من قولہ کما رخص الخ لان حل الخمر والمیتۃ حیث لم یوجد ما یقوم مقامھا اہل انصاف غور کریں کہ جو حکم ان تین شرطوں کے ساتھ مشروط ہو جن کے بعد اوس میں اصلا استبعاد نہیں کہ الضرورات تبیح المحظورات شرع و عقل و عرف سب کا مجمع علیہ قاعدہ ہے اون تمام شرائط کو اُڑا کر مطلقًا یوں کہہ دینا کہ ان کتابوں میں لکھا ہے کہ قرآن شریف کی آیت کا پیشاب سے لکھنا جائز ہے کون سی ایمان وامانت و دین و دیانت کا مقتضا ہے یہ تو ایسا ہوا کہ کوئی کافر نصرانی یہودی بک دے کہ قرآن مجید میں سُوَر کھانا حلال لکھا ہے اور ثبوت میں یہ آیت پیش کرے کہ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ یا کوئی مردود نیچری یوں جھک مارے کہ کُفر کے بول بولنا اللہ تعالٰی نے جائز فرمادیا ہے اور سند میں یہ آیت سُنادے کہ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ ان مفتری کذّابوں سے یہی کہا جائے گا کہ قرآن عظیم نے تو سوئر کھانا اور کلمہ کفر بکنا قطعی حرام کیے ہیں یہ تیرا محض افتراء و بہتان ہے ہاں دم نکلتا ہو اور کچھ اور میسر نہیں تو جان بچانے کو حرام چیز کھانے کی اجازت دینی یا کوئی ظالم بغیر کلمہ کُفر کے ظاہر کیے مارے ڈالتا ہو یا آنکھیں پھوڑتا یا ہاتھ پاؤں کاٹتا تو دل میں خالص ایمان کے ساتھ حفظ جسم و جان کے لیے کچھ ظاہر کرنے کی رُخصت فرمائی یہ قطعًا حق وعین رحمت و مصلحت ہے اور اسے تیرا اس طور پر تعبیر کرنا یقینًا بہتان وصریح شرارت وخباثت ہے بعینہٖ یہی جواب ان غیر مقلد صاحبوں کے اعتراض کا سمجھ لیجیے۔ **خامسًا** فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالٰی لہ اگر اللہ عزوجل نظر غائر وقت شناس نصیب فرمائے تو عندالتحقیق اس کلام علما کا مرجع ومآل صاف ممانعت ہے نہ تجویز و اجازت کہ وہ شرط فرماتے ہیں کہ جب اس سے شفا ہوجانا معلوم ہو حالانکہ اِس علم کا کوئی ذریعہ نہیں اگر علم بمعنی یقین لیجیے جب تو ظاہر کہ یقین تو ظاہر و واضح و مجرب و معقول الاثر دواؤں میں بھی نہیں نہایت کار ظن ہے اسی درالمختار میں ہے قد علمت ان قول الاطباء لایحصل بہ العلم اور اگر ظن کو بھی شامل کیجیے تو یہ لکھنا غایت درجہ از قبیل رقیہ ہوگا نہ از قبیل معالجات واضحہ طبیہ اور علما تصریح فرماتے ہیں کہ ایسے معالجات سے شفا معلوم ہونا درکنار مظنون بھی نہیں صرف موہوم ہے اسی عالمگیری میں فصول عمادی سے ہے الاسباب المزیلۃ للضرر تنقسم الی مقطوع بہ کالماء للعطش والخبز للجوع ومظنون کالفصد والحجامۃ وشرب المسھل وسائر ابواب الطب یعنی معالجۃ البرودۃ بالحرارۃ والحرارۃ بالبرودۃ وھی الاسباب الظاھرۃ فی الطب وموھوم کالکی والرقیۃ تو دیکھو علما نے تصریح فرمائی کہ یہ لکھنا جائز جب ہو کہ اس سے شفا معلوم ہو اور ساتھ ہی یہ بھی تصریح فرمائی کہ اس سے شفا معلوم نہیں تو کیا حاصل یہ نکلا کہ یہ لکھنا جائز ہے یا یہ کہ ہرگز جائز نہیں صحیح حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے دربارۂ رمل سوال ہوا ارشاد فرمایا کان نبی من الانبیاء یخط فمن وافق خطہ فذاک بعض انبیا علیہم الصلٰوۃ والسلام کچھ خط کھینچا کرتے تھے تو جس کی لکیریں اون کے خطوں سے موافق ہوں وہ ٹھیک ہے رواہ مسلم فی صحیحہ واحمد وابوداؤد والنسائی عن معاویۃ بن الحکم رضی اللہ تعالٰی عنہ اب اس حدیث سے ٹھہرا دینا کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے رمل پھینکنے کی اجازت دی ہے حالانکہ حدیث صراحۃً مفید ممانعت ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اوس کا جواز موافقت خط انبیا علیہم الصلٰوۃ والسلام سے مشروط فرمایا اور وہ معلوم نہیں تو جواز بھی نہیں امام نووی رحمہ اللہ تعالٰی کتاب الصلٰوۃ باب تحریم الکلام میں زیر حدیث مذکور فرماتے ہیں معناہ من وافق خطہ فھو مباح لہ ولکن لاطریق لنا الی العلم الیقینی بالموافقۃ فلایباح والمقصود انہ حرام لانہ لایباح الا بیقین الموافقۃ ولیس لنا یقین بھا یعنی مقصود حدیث تحریم رمل ہے کہ اباحت بشرط موافقت ہے اور وہ نامعلوم تو اباحت معدوم۔ علامہ علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں حاصلہ ان فی ھذا الزمان حرام لان الموافقۃ معدومۃ او موھومۃ یعنی حاصل حدیث یہ ہے کہ رمل اس شریعت میں حرام ہے کہ موافقت معدوم ہے یا موہوم اوسی میں امام ابن حجر سے اونھوں نے اکثر

علما سے نقل فرمایا لایستدل بھذا الجواب علی اباحتہ لانہ علق الاذن فیہ علی موافقۃ خط ذلک النبی وموافقتہ غیر معلومۃ فاتضح تحریمہ اھ[۱] باختصار یعنی اس حدیث سے رمل کی اباحت پر استدلال نہ کیا جائے کہ اس میں تو اجازت اون نبی کے خط سے موافقت پر موقوف فرمائی ہے اور یہ موافقت معلوم نہیں تو اوس کا حرام ہونا روشن ہوگیا بعینہٖ یہی حالت اس قول علما کی ہے کہ جب اجازت کتابت علم شفا سے مشروط فرماتے ہیں اور وہ معدوم یا موہوم تو اباحت معدوم ھکذا ینبغی التحقیق واللہ ولی التوفیق ثم بعد کتابتی لھذا المحل رأیت الشامی نقل عن البحر عن الفتح مانصہ واھل الطب یثبتون للبن البنت نفعا لوجع العین واختلف المشائخ فیہ قیل لایجوز وقیل یجوز اذا علم انہ یزول بہ الرمد ولایخفی ان حقیقۃ العلم متعذرۃ فالمراد اذا غلب علی الظن والا فھو معنی المنع اھ اقول وانت تعلم ان لاوجہ فیما نحن فیہ بغلبۃ الظن ایضا فھو معنی المنع قطعا وھذا عین ما فھمت وللہ الحمد سادساطرہ یہ کہ معترض نے چوتھی صدی کے ایک فقیہ کا قول بہزاران عیاری سب شرائط اوڑاکر طرح طرح کی تہمت و بہتان کے ساتھ فقہ امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ پر بزعم خود اعتراض جمانے کے لیے نقل کیا اور اسی درمختار و ردالمحتار و قاضی خاں و عالمگیری وغیرہا عامہ کتب معتمدہ مذہب متون و شروح و فتاوی میں جو خود ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا اصل مذہب کہ ظاہر الروایۃ و معتمد فی المذہب ہے اور اوس پر تصریحات کثیرہ ہیں وہ سب اوڑا گیا کہ بے علم بیچاروں کو دھوکے دے کہ امام الائمہ امام اعظم معاذاللہ ایسے ایسے موحش حکم دیتے تھے معترض اگر کچھ پڑھا لکھا ہے اور اوس نے ان کتابوں کے نام کسی سے سُن کر یا یوہیں رجما بالغیب آنکھیں بند کرکے نہ لکھ دیئے تو ایمان سے کہے کہ اسی درمختار میں یہیں یعنی کتاب الطہارۃ میں یہ عبارت تو نہ تھی اختلف فی التداوی بالمحرم وظاھر المذھب المنع حرام چیز دواءً استعمال کرنے میں اختلاف ہے اور ہمارے ائمہ کا اصل مذہب ظاہر الروایۃ یہ کہ جائز نہیں۔ اسی درمختار کتاب الرضاع میں یہ عبارت تو نہ تھی فی البحر لایجوز التداوی بالمحرم فی ظاھر المذھب یعنی بحرالرائق میں ہے کہ مذہب حنفی ظاہر الروایۃ میں حرام چیز سے علاج کرنا جائز نہیں۔ اسی درمختار میں کتاب الحظر میں یہ عبارت تو نہ تھی جاز الحقنۃ للتداوی بطاھر لابنجس وکذا کل تداو لایجوز الابطاھر حقنہ بغرض دوا پاک چیز سے جائز ہے ناپاک سے نہیں اسی طرح کوئی علاج ناپاک چیز سے جائز نہیں اسی ردالمحتار میں بحوالہ منتقی قول جواز ذکر کرکے یہ تو نہ تھا کہ المذھب خلافہ مذہب حنفی اسی قول جواز کے خلاف ہے اسی عالمگیری میں یہ عبارت تو نہ تھی تکرہ ابوال الابل ولحم الفرس للتداوی کذا فی الجامع الصغیر اونٹ کا پیشاب اور گھوڑے کا گوشت دوا میں بھی مکروہ ہے ایسا ہی جامع صغیر امام محمد میں ہے اسی میں یہ تو نہ تھا قال لہ الطبیب الحاذق علتک لاتندفع الا باکل الحیۃ او دواء یجعل فیہ الحیۃ لایحل اکلہ۔ یعنی ساہی یا سانپ یا ایسی دوا جس میں سانپ ڈالا جائے علاج کے لیے بھی کھانا حلال نہیں اگرچہ حکیم حاذق کہے کہ تیرا مرض بغیر اس کے نہ جائے گا اسی عالمگیری میں اسی فتاوی قاضی خاں سے یہ تو نہ تھا تکرہ البان الاتان للمرض وغیرہ وکذلک لحومھا وکذلک التداوی بکل حرام گدھی کا دودھ اور گوشت مرض وغیرہ کسی میں مباح نہیں اور ایسے ہی ہر حرام چیز سے علاج اسی عالمگیری میں اسی ہدایہ سے یہ تو نہ تھا لایجوز ان یداوی بالخمر جرحا او دبر دابۃ ولاان یسقی ذمیا ولاان یسقی صبیا للتداوی والوبال علی من سقاہ جائز نہیں کہ شراب سے کسی زخم یا جانور کی لگی ہوئی پیٹھ کا علاج کرے نہ کسی کافر کو پلانا جائز نہ دوا کے لیے بچے کو اور بچے کے پلانے میں وبال پلانے والے پر ہے غیر مقلد صاحبو خُدارا انصاف جوائمہ دین تمہارے حقنہ کے لیے بھی کسی ناپاک چیز کا استعمال جائز نہ جانیں وہ قرآن عظیم کی آیات کو ناپاک چیز سے لکھنا جائز نہ بتائیں گے ذرا خُدا سے ڈر کر بات کیا کرو ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ:- یہ زیور علی بند اور پری بند جو حامل ہذا کے ہمدست مرسل ہے اس کو تحریر فرمادیں کہ اسکا استعمال جائز ہے یا نہیں بوجہ آواز نکلنے کے عورات کو اور مکان مسکونہ اگرچہ علیحدہ قطع رکھتا ہے مگر آمد و رفت ہم مستورات کی اور نیز ہمارے مکان ہی کے قطعات ملصقہ میں غیر بھی رہتے ہیں واللہ عندہ حسن الجزاء

الجواب

یہ زیور ہاتھ کا ہے اور اس میں وغیرہا ایسی اشیا بھی نہیں جن سے زیادہ آواز پیدا ہو اتنی آواز تو ہاتھ کی چوڑیوں سے نکلتی ہے جبکہ پھنسی ہوئی نہ ہوں اس کے پہننے میں کوئی حرج شرعی نہیں آمد و رفت سے پاؤں کے گہنے بجتے ہیں نہ ہاتھ کے۔ واللہ تعالٰی اعلم

استفتاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ از حیدرآباد ۲۰ رجمادی الآخرہ ۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ولید کہتا ہے داڑھی منڈانا حرام نہیں الحرام ماثبت ترکہ بدلیل قطعی لا شبھۃ فیہ حرام وہ جس کی حرمت دلیل قطعی سے ثابت ہو قرآن شریف میں تو اس کا کہیں حکم ہی نہیں یا ابن ام لا تاخذ بلحیتی سے کوئی حکم نہیں نکلتا بلکہ ایک بات ہمارے مفید البتہ پیدا ہوتی ہے کہ داڑھی بڑھانا بعض وقت مضر ہوتا ہے دشمن نے بڑی داڑھی پکڑ کر مارنا شروع کیا تو پٹنا ہی پڑا سنن ابی داؤد میں یوں مروی ہے عشر من الفطرۃ قص الشارب واعفاء اللحیۃ الخ حدثنا موسیٰ بن اسمعیل وداؤد بن شبیب قالا حدثنا حماد عن علی بن زید عن سلمۃ الخ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ان من الفطرۃ المضمضۃ والاستنشاق بالماء فلم یذکر واعفاء اللحیۃ وروی نحوہ عن ابن عباس قال خمس کلھا فی الرؤس وذکر فیہ الفرق ولم یذکر اعفاء اللحیۃ قال ابو داؤد دروی نحوہ حدیث حماد عن طلق بن حبیب ومجاھد وعن بکر المزنی قولھم ولم یذکر اعفاء اللحیۃ حاصل اس کا یہ کہ ان نو دس رواۃ نے مروایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس حدیث میں داڑھی بڑھانے کا ذکر نہیں کیا بلکہ اس کی جگہ مانگ کو فرمایا اس سے بھی معلوم ہوا کہ داڑھی بڑھانا بھی ویسی ہی سنت ہے جیسے مانگ کا رکھنا معہذا یہ حدیث مختلف فیہ تو ضرور ہے پس لائق اعتبار نہ رہی پھر صحیح بخاری میں یوں ہے خالفوا المشرکین قصوا الشوارب واعفوا اللحی مخالفت کرو مشرکین کی ترشواؤ مونچھ اور بڑھاؤ داڑھی خالفوا المشرکین یہ جملہ ففیہ نظر اس واسطے کہ بعض مشرکین داڑھی بڑھاتے رہتے ہیں پس ان کی مخالفت یہ ہے کہ داڑھی منڈاؤ اور بعض منڈاتے ہیں تو انکی مخالفت یہ ہے کہ بڑھاؤ بہرحال بڑھانے اور منڈانے والے دونوں "خالفوا المشرکین" میں داخل ہیں کیونکہ مخالفت کا حکم عام ہے جس مشرک کی چاہیں مخالفت کریں باقی رہا اس کا جواب "وقصوا الشوارب واعفوا اللحی" نہ رہے کہ انبیاء علیہم السلام ہمیشہ درستگی اخلاق کے واسطے مبعوث ہوئے اسی لئے ہمارے پیغمبر آخر الزماں بھی مبعوث ہوئے اُن پر دین کامل اور نبوت ختم ہوگئی الیوم اکملت لکم دینکم آج کے دن ہم نے تمہارا دین تم پر کامل کردیا داڑھی بڑھانا اخلاق میں داخل ہے تو باوجود اس کے قرآن کامل کتاب اللہ کی ہے اخلاقی احکام سے خالی ہے تو دین کامل نہ ٹھہرا لامحالہ کہنا پڑیگا کہ یہ اخلاق میں داخل نہیں اور اس سے ہمارا مطلب حاصل ہوجاتا ہے داڑھی بڑھانا مستحب البتہ ہے یا بہت ہوگا تو سنت لیکن یہ بھی حد اعتدال تک ہے

ریش باید ت دو سہ موئے وز نخداں پوشی
نہ کہ در سایۂ او بچہ دہد خسر گوشی

قول عرب ہے من طال لحیتہ فقد نقص عقلہ بفرض محال تسلیم بھی کرلیں کہ داڑھی بڑھانا فرض یا منڈانا حرام ہے تو اس کا یہ جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واذا حللتم فاصطادوا یعنی احرام سے فارغ ہونے کے بعد شکار کرو شکار کرنا صیغۂ امر میں فرمایا گیا جو علامت فرضیت ہے لیکن آج تک اس پر عملدرآمد نہ ہوا سبب اس کا یہ ہے کہ یہ حکم طبائع پر موقوف رکھا گیا ہے کہ جی چاہے تو شکار کرو حاصل یہ کہ شریعت کے بعض احکام ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا نہ کرنا موجب عتاب شرعی نہیں فرضیت یا حرمت قرآن ہی سے ثابت ہوسکتی ہے یا حدیث متواتر یا مشہور ہو حرام فرض کے مقابلہ میں آتا ہے تو جب داڑھی منڈانا حرام ہوا تو رکھنا فرض ہوا مگر فرض کسی نے نہ لکھا ہے

ز قرآن سخن گفتہ ام وز حدیث
سر از من نہ پیچد جز ابلہ خبیث

سخن راست گر تو بجوئی ہے پس اعفائے لحیہ چرا گوئی فرض گر ایدون کہ قرآں ہمی کامل ست	بدست حقائق بپوئی ہے تنت را خباثت مگر گشت مرض پس اعفائے لحیہ چرا مضمرست

انتھی ۔ یہ قول ولید کا کیسا اور داڑھی منڈانے کا حکم کیا ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدنا للاسلام ووفقنا لاقتفاء اثار انبیائہ الکرام واجتناب اقذارۃ الکفرۃ الانجاس الارجاس اللیام ۔ وافضل الصلوات والسلام علی سید الھادین الی سبل السلام ۔ الذی اوتی القراٰن ومثلہ معہ فی احکام الاحکام وان رغم انف الملحدین فی الدین المارقین الطغام وعلی الہ واصحابہ المتأدبین بادابہ الذین اداروا بالقتل والاسر والھدم الرحی علی الجمع المقبوح المنبوح المحلوق اللحی من علوج الاردام ومجوس الاعجام فصلی اللہ تعالیٰ علی الحبیب والہ مظاھر جمالہ وعلینا معھم الی یوم القیٰمۃ ۔

الجواب

رب انی اعوذ بک من ھمزات الشیٰطین واعوذ بک رب ان یحضرون قال ربنا تبارک وتعالیٰ واعرض عن الجاھلین جاہلوں سے منہ پھیر لے ۔ ولید پلید جس کی علمی لیاقت پر ماشاء اللہ خود اسی تحریر کا ایک ایک فقرہ گواہ (۱) خاک بر سر مضامین الفاظ تک ٹھیک نہیں نثر نثرۂ نثار نظم نظم بر دیں (۲) عبارت ماثبت ترکہ ترجمہ جس کی حرمت (۳) اصل عبارت خود مفسر مقصود کہ ترک حلق یقیناً قطعاً متواتر بلکہ ضروریات دین سے ہے (۴) ترجمہ دیکھئے تو دور موجود کہ حرام کی حدیں حرمت ماخود (۵) سنن ابی داؤد شریف سے نقل میں عجب مضحکہ خیز جہل وسفاہت کچھ از روئے چالاکی کچھ براہ جہالت اصل حدیث حسن متصل مسند کہ نہ صرف سنن ابی داؤد بلکہ صحیح مسلم وسنن نسائی وجامع ترمذی وسنن ابن ماجہ ومسند امام احمد وغیرہا اجلہ کتب معتمدہ مشہورہ میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہ خود حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وسلم فرماتے ہیں دس چیزیں اصل فطرت وشرائع قدیمہ مستمرۂ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والتحیہ سے ہیں ازانجملہ لبیں کتروانی اور داڑھی بڑھانی یہ حدیث جلیل جسے امام مسلم نے اپنے صحیح میں تخریج فرمایا امام ابوداؤد نے سکوت کیا امام ترمذی نے ھذا حدیث حسن کہا اس کی وقعت چھپانے کو سند تو سند یہ بھی نقل نہ کیا کہ کس کی روایت ہے (ام المؤمنین) کس کا ارشاد ہے (حضور افضل المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وعلیہا وسلم) دوسری حدیث کہ خود نفس اسناد میں امام ابوداؤد نے اس کی سند میں ارسال یا انقطاع کا پتا بتا دیا تھا تابعی تک رکھتے ہیں تو مرسل ہوتی ہے صحابی تک پہنچاتے ہیں تو منقطع ہوئی جاتی ہے ناقل عاقل ابتداء سے اس کی سند نقل کرلایا جب اس پر آیا صاف قطع کرکے الی آخرہ پردہ چھپایا حالانکہ اہل علم کے نزدیک اسی قدر نقل اس کا حال جاننے کو بس تھی ارسال وانقطاع سے قطع نظر کیجئے خود سند میں سلمہ بن محمد مجہول اور علی بن جدعان شیعی ضعیف واقع ۔ اصل عبارت سنن ابی داؤد یوں ہے حدثنا موسی بن اسمٰعیل وداؤد بن شبیب قالا حدثنا حماد عن علی بن زید[1] عن سلمۃ[2] بن محمد بن عمار بن یاسر قال موسی عن ابیہ[3] وقال داؤد عن عمار[4] بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ان من الفطرۃ المضمضۃ والاستنشاق فذکر نحوہ ولم یذکر اعفاء اللحیۃ وزاد والختان الخ (۶) پھر اس حدیث کو اسکے

---

[1] ضعیف من الرابعۃ ۱۲ [2] مجھول من الخامسۃ ۱۲ [3] مقبول من الثالثۃ ۱۲ تقریب [4] روایتہ عن جدہ مرسلۃ ۱۲ میزان

مخالف سمجھنا کیسی جہالت بیہودہ اس میں تو خود مِنْ تبعیضیہ موجود ہے کہ فرمایا خصال فطرت سے بعض چیزیں یہ ہیں خود معلوم ہوا کہ بعض اور بھی ہیں تو داڑھی بڑھانے کا اس میں ذکر نہ آنا حدیث ام المؤمنین کا کب مخالف ہوسکتا ہے اور یہ تو جاہلوں سے کیا کہا جائے اہل علم جانتے ہیں کہ ایسی جگہ عدد میں بھی حصر مقصود نہیں ہوتا بلکہ اعانت ضبط وحفظ کے لئے صرف مذکورات کا شمار کرنا و لہٰذا ہم اس حدیث دوم کی زیادات یعنی ختان و انتضاح کو بھی خصال فطرت سے مانتے ہیں اور حدیث اول کو باآنکہ اس میں عدد مذکور ہے اس کا نافی نہیں جانتے عشر من الفطرۃ نہیں الفطرۃ عشر ہوتا جب بھی زیادہ کے منافی نہ تھا و لہٰذا ابوبکر بن العربی نے شرح ترمذی میں خصال فطرت کا عدد تیس تک پہنچایا۔ اتحاف السادۃ المتقین میں ہے مفھوم العدد لیس بحجۃ لانہ اقتصر فی حدیث ابی ھریرۃ علی خمس وفی حدیث ابن عمر علی ثلث وفی حدیث عائشۃ علی عشر مع ورود غیرھا وقد تقدم انھا ثلثۃ عشر واوصلھا ابوبکر بن العربی الی ثلثین فتاوٰی فقیر کے مجلد رابع میں مسئلہ لوجوہ افضلیت حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور تفصیل بازغ دیکھنی ہو تو فقیر کا رسالہ **البحث الفاحص عن طرق احادیث الخصائص** ملاحظہ کیجئے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کبھی فرمایا فضلت علی الانبیاء بست میں چھ باتوں میں تمام انبیاء پر فضیلت دیا گیا مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ کہیں فرمایا اعطیت خمسا لم یعطھن احد من قبلی مجھے پانچ چیزیں وہ عطا ہوئیں کہ مجھ سے پہلے کسی کو نہ ملیں الشیخان عن جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ ایک حدیث میں ہے فضلت علی الانبیاء بخصلتین میں انبیاء پر دو باتوں میں فضیلت دیا گیا البزار عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ دوسری میں ہے ان جبرئیل بشرنی بعشر لم یؤتھن نبی قبلی جبریل نے مجھے دس چیزوں کی بشارت دی کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملیں ابن ابی حاتم وعثمان الدارمی وابونعیم عن عبادہ بن الصامت رضی اللہ تعالٰی عنہ طرفہ یہ کہ ان سب احادیث میں نہ صرف عدد کہ معدود بھی مختلف ہیں کسی میں کچھ فضائل شمار کئے گئے کسی میں کچھ کیا یہ حدیثیں معاذ اللہ باہم متعارض سمجھی جائیں گی یا دو یا دس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی فضیلتیں منحصر حاش للہ ان کے فضائل نامقصور اور خصائص نامحصور بلکہ حقیقۃً ہر کمال ہر فضل ہر خوبی میں عموماً اطلاقاً انھیں تمام انبیاء ومرسلین وخلق اللہ اجمعین پر تفضیل تام وعلم مطلق ہے کہ جو کسی کو ملا وہ سب انھیں سے ملا اور جو انھیں ملا وہ کسی کو نہ ملا ع آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری ؂ بلکہ انصافاً جو کسی کو ملا آخر کس سے ملا کس کے ہاتھ سے ملا کس کے طفیل میں ملا کس کے پرتو سے ملا اُسی اصل ہر فضل ومنبع ہر جود دوسرا ایجاد وتخم وجود سے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ع فانما اتصلت من نورہ بھم ؂ انما مثلوا صفاتک للناس + کما مثل النجوم الماء ؂ یہ تقریر فقیر نے اس لئے بیان ذکر کی کہ حدیث خمس من الفطرۃ یا الفطرۃ خمس یا قول ابن عباس خمس کلھا فی الرأس دیکھ کر سفہا کو سودا نہ اُچھلے (۷) کمال سفاہت یہ کہ ایک سند کے سب راویوں کو جدا جدا شمار کرکے حکم لگا دیا ان نو دس رواۃ نے یوں روایت کی حالانکہ سلسلۂ سند میں اگر یکے از دیگرے ہزار تک عدد رواۃ پہنچے تو وہ ایک ہی راوی کی روایت ہے اس میں تعدد نہیں ہوسکتا جب تک مرتبۂ واحدہ میں متعدد راوی نہ ہوں ورنہ سند عالی سے نازل اشرف ہو خصوصاً ان کے نزدیک جو کثرتِ رواۃ سے ترجیح مانتے ہیں حالانکہ یہ بالبداہتہ باطل وہ تو خیر گزری کہ یہ شخص خود سلمہ تک کوئی سند متصل نہ رکھتا تھا ورنہ آپ سمیت کوئی تیس چالیس گن دیتا کہ اتنے راویوں نے اعفا ذکر نہ کیا (۸) کچھ پڑھا لکھا ہوتا تو اپنی ہی نقل کردہ عبارت دیکھتا کہ ابوداؤد نے لم یذکر اعفاء اللحیۃ بصیغۂ واحد فرمایا ہے کہ اس راوی نے اعفا لحیہ کا ذکر نہ کیا یا لم یذکروا بصیغۂ جمع ظاہرا اپنی نقل میں جو" لم یذکروا اعفاء اللحیۃ" واقع ہوا واؤ عاطفہ کو واؤ جمع سمجھا اور سابق ولاحق کے تمام صیغ مفردہ ذکر زاد قال لم یذکر سے آنکھیں بند کرکے صاف" لم یذکروا" بنا لیا کہ تمام رجال سند کو شامل ہو (۹) لطیف تر یہ کہ ان سب رواۃ نے یہ روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں داڑھی بڑھانے کا ذکر نہ کیا بے علم بے چارہ "توہم" کے معنی بھی نہیں جانتا اور ناحق وناروا آثار موقوفہ ومقطوعہ کو قول رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ٹھہرائے دیتا ہے ابن عباس صحابی ہیں اور مجاہد و بکر وطلق تابعین یہ آثار خود انھیں حضرات کے اپنے قول ہیں نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ارشاد **تنبیہ** طلق سے ان کا قول بھی دونوں طرح مروی نسائی نے بسند صحیح ان سے دس کا ل روایت کیں جن میں (توفیر اللحیہ موجود) (۱۰) لطف بر لطف یہ کہ ان سب نے اس کی جگہ مانگ روایت کی اللہ اللہ اتنا بے ادراک اور ایسا

بیباک ذرا کسی ذی علم سے عبارت ابی داؤد کا ترجمہ کراکر دیکھے کہ وہ مانگ کا ذکر صرف اثر ابن عباس میں بتاتے ہیں یا ان سب کی روایت یہی ٹھہراتے ہیں بے علم کے نزدیک گویا عدم ذکر اعفاء لحیہ کے معنی ہی یہ ٹھہرے ہیں کہ اس کی جگہ مانگ کا ذکر کیا (۱۱) جب جہالت کی یہ حالت تو اس کی کیا شکایت کر اپنے اس زعم باطل پر فرق واعفاء کا ذکر وشمار میں تبادل سمجھ کر دونوں کا حکم یکساں ٹھہرا دیا ایسا ہوتا بھی تو اس کا حاصل صرف اتنا نکلتا کہ جس بات کا یہاں تذکرہ ہے یعنی خصالِ فطرت سے ہونا اس میں دونوں شریک ہیں نہ یہ کہ سب احکام میں یکساں ہیں عمدۃ القاری وفتح الباری وارشاد الساری شروح صحیح بخاری وغیرہا کتب کثیرہ میں ہے واللفظ للخطیب ھذہ الخصال منہا ما ھو واجب کالختان وما ھو مندوب ولا مانع من اقتران الواجب بغیرہ کما قال تعالٰی کلوا من ثمرہ اذا اثمروا اٰتوا حقہ یوم حصادہ فایتاء الحق واجب والاکل مباح (۱۲) پھر چالاکی یہ کہ اس کے متصل جو امام ابوداؤد نے دوسری حدیث مرفوع حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور ایک اثر امام ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ذکر کیا کہ ان میں بھی داڑھی بڑھانے کو شمار فرمایا ناقل عاقل اُسے اُڑا گیا عبارت سنن یہ ہے وفی حدیث محمد بن عبداللہ بن ابی مریم عن ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واعفاء اللحیۃ عن ابراھیم النخعی نحوہ وذکر اعفاء اللحیۃ والختان (۱۳) کمال جہالت دیکھئے کہ اپنے مقام اجتہاد سے تنزل کرکے داڑھی بڑھانے کو فرض منڈانے کو حرام تسلیم کرتا اور اس تسلیم کی تقدیر پر امر اباحت کے لئے ہونے سے جواب دیتا ہے بے عقل سے کون کہے کہ جب حرمت تسلیم پھر اباحت کہاں (۱۴-۱۵-۱۶) اللہ عزوجل کے پاک مبارک رسولوں سے استہزاء انھیں بے اعتدالی کا مرتکب بتانا شرع مطہرہ کو بے اعتدالیوں کا پسند کرنے والا ٹھہرانا کہ موسٰی کلیم اللہ وہارون نبی اللہ علیہما الصلاۃ والسلام کی نسبت وہ ملعون الفاظ کہ دشمن نے بڑھی داڑھی الخ ہارون علیہ الصلاۃ والسلام کی ریش مطہر بڑی ہونا قرآن عظیم سے ثابت جان کر پھر وہ ناپاک ملعون شعر دوین بال پر اعتدال بند اور شریعت وانبیا کو بڑھانا پسند ان باتوں کا جواب کفرستانِ ہند میں کیا ہو سکتا ہے مگر صبح قیامت قریب ہے وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ○ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰیٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ○ جب جہل وجہالت وشیوہ جاہلیت وبیقیدی وجرأت کی یہ نوبت تو کلام وخطاب کا کیا محل اور حق کے حضور گردن جھکانے کی کیا امل مگر قرآن عظیم نے جہاں اعراض کا حکم بتایا فاصدع بما تؤمر ولتبیننہ للناس بھی ارشاد فرمایا لہٰذا ایضاح حق وازاحت باطل واستیصال شبہات واستحصال دلائل کے لئے یہ چند تنبیہیں مکتوب اور مسلمانوں کے حق میں حضرت حق سے حق پر استقامت مطلوب وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب **تنبیہ اول** مسلمانو! تمہارے رسول اکرم سید عالم عالم اعلم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو رب عزوجل نے علم اولین وآخرین عطا فرمایا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر قرآن عظیم اتارا تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ ہر چیز کا روشن بیان تفصیل کل شیئ ہر شے کی کامل شرح مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ[عہ] ہم نے کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا اُس میں تمام احکام جزئیہ تفصیلیہ ہی نہیں بلکہ ازلاً ابداً جمیع کوائن وحوادث بالاستیعاب موجود ہیں امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے مروی کہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں کتاب اللہ فیہ نبأ ماقبلکم وخبر مابعدکم وحکم مابینکم قرآن اس میں خبر ہے ہر اُس چیز کی جو تم سے پہلے ہے اور ہر اس شے کی جو تمہارے بعد ہے اور حکم ہے ہر اُس امر کا جو تمہارے درمیان ہے" رواہ الترمذی" عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں لوضاع لی عقال بعیر لوجدتہ فی کتاب اللہ اگر میرے اونٹ کی رسی گم ہو جائے تو میں قرآن عظیم میں اُسے پالوں" ذکرہ ابن ابی الفضل المرسی نقل عنہ فی الاتقان " امیر المؤمنین علی مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں لوشئت لاوقرت من تفسیر الفاتحۃ سبعین بعیرا میں چاہوں تو سورہ فاتحہ کی تفسیر سے ستر اونٹ بھر وادوں ایک اونٹ کے من بوجھ اٹھاتا ہے اور ہر من میں کے ہزار اجزا احساب سے تقریباً پچیس لاکھ جز آتے ہیں یہ فقط سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے پھر باقی کلام عظیم کی کیا گنتی پھر یہ علم علم علی ہے اس کے بعد علم عمر اُس کے بعد علم صدیق کی باری ہے" ذہب عمر بتسعۃ اعشار العلم " عمر علم کے نو حصے لے گئے۔ کان ابوبکر اعلمنا۔ ہم سب میں زیادہ علم ابوبکر کو تھا۔ پھر علم نبی تو علم نبی ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم غرض قرآن عظیم و

عہ ذکر الامام السیوطی ھذہ الاٰیۃ فی النوع الخامس والستین من کتابہ الاتقان مفید ان المراد بالکتاب القرآن ۱۲۔

فرقانِ کریم میں سب کچھ ہے جسے جتنا علم اتنی ہی فہم جس قدر فہم اسی قدر علم وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ۝ کہاوتیں ارشاد تو سب کے لئے ہوئی ہیں پر اُنکی سمجھ اُنھیں کو ہے جو علم والے ہیں پھر علم کے مدارج بیحد متفاوت وفوق کل ذی علم علیم عالم امکان میں نہایت نہایات حضور سید الکائنات علیہ وعلی آلہ افضل الصلوات والتحیات ولہذا ارشاد ہوا اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ تو حضور کا جو کچھ حکم جو کچھ رائے جو کچھ طریقہ جو کچھ ارشاد ہے سب قرآن عظیم سے ہے اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى سب قرآن عظیم میں ہے اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے علم تام وشامل سے جانا کہ آخر زمانہ میں کچھ دین مکار بدلگام فاجر ایسے آنیوالے ہیں کہ ہمارا جو حکم اپنی اندھی آنکھوں سے بظاہر قرآن عظیم میں نہ پائیں گے منکر ہو جائیں گے بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ ولما یأتہم تاویلہ کذلک کذب الذین من قبلہم فانظر کیف کان عاقبۃ الظلمین لہذا حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صاف ارشاد فرمایا الا انی اوتیت القرآن ومثلہ معہ لایوشک رجل شبعان علی اریکتہ یقول علیکم بہذا القرآن فما وجدتم فیہ من حلال فاحلوہ وما وجدتم فیہ من حرام فحرموہ وان ماحرم رسول اللہ کما حرم اللہ سنلو مجھے قرآن عطا ہوا اور قرآن کے ساتھ اُس کا مثل خبردار نزدیک ہے کہ کوئی پیٹ بھرا اپنے تخت پر پڑا کہے یہی قرآن لئے رہو اس میں جو حلال پاؤ اُسے حلال جانو جو حرام پاؤ اُسے حرام مانو حالانکہ جو چیز رسول اللہ نے حرام کی وہ اسی کی مثل ہے جو اللہ نے حرام فرمائی۔ رواہ الائمۃ احمد والدارمی وابوداؤد والترمذی وابن ماجۃ بالفاظ متقاربۃ عن المقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالٰی عنہ" اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاالفین احدکم متکئا علی اریکتہ یاتیہ الامر مما امرت بہ او نہیت عنہ فیقول لاادری ماوجدنا فی کتاب اللہ اتبعناہ خبردار میں نہ پاؤں تم میں کسی کو اپنے تخت پر تکیہ لگائے کہ میرے حکم سے کوئی حکم اُس کے پاس آئے جس کا میں نے امر فرمایا یا اس سے نہی فرمائی ہو تو کہنے لگے میں نہیں جانتا ہم تو جو کچھ قرآن میں پائیں گے اسی کی پیروی کریں گے۔" رواہ احمد وابوداؤد والترمذی وابن ماجۃ والبیہقی فی الدلائل عن ابی رافع رضی اللہ تعالٰی عنہ اور ایک حدیث میں ہے حضور والا صلاۃ اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ نے فرمایا یحسب احدکم متکئا علی اریکتہ یظن ان اللہ لم یحرم شیئا الا مافی ہذا القرآن الا انی واللہ قد امرت ووعظت ونہیت عن اشیاء انہا لمثل القرآن او اکثر کیا تم میں کوئی اپنے تخت پر تکیہ لگائے گمان کرتا ہے کہ اللہ نے بس یہی چیزیں حرام کی ہیں جو قرآن میں لکھی ہیں سُن لو خدا کی قسم میں نے حکم دیئے اور نصیحتیں فرمائیں اور بہت چیزوں سے منع فرمایا کہ وہ قرآن کی حرام فرمائی اشیاء کے برابر بلکہ بیشتر ہیں" رواہ ابوداؤد عن العرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اس منکر کا داڑھی بڑھانے کے حکم کو کہنا قرآن میں کہیں نہیں اور اسی بناء پر احادیث صحیحہ سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو یہ کہہ کر رد کر دینا کہ داڑھی بڑھانا اخلاق میں ہوتا تو قرآن میں کیوں نہ آتا وہی پیٹ بھرے بے فکرے بے نصیب بے بہرے کی بات ہے جسکی پیشینگوئی حضور عالم ماکان ومایکون فرما چکے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سچ فرمایا رب جل وعلا نے فلاوربک لایؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لایجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما قرآن عظیم قسم کھا کر فرماتا ہے کہ اے نبی جبتک تیری باتیں دل سے نہ مان لیں ہرگز مسلمان نہ ہوں گے طوطے کی طرح زبان سے لاکھ کلمہ رٹے جائیں کیا ہوتا ہے۔ **تنبیہ دوم** مسلمانوں یہ گمراہ قوم جنکی پیشینگوئی احادیث مذکورہ میں گزری صرف حدیثوں ہی کے منکر نہیں بلکہ حقیقۃً قرآن عظیم کو عیب لگانے والے اور دینِ متین کو ناقص وناتمام بتانے والے ہیں حدیثیں تو یوں چھوڑ دیں کہ انبیاء صرف درستی اخلاق کیلئے آتے ہیں حدیثوں کی باتیں اخلاق سے ہوتیں تو قرآن میں کیوں نہ آتیں ورنہ قرآن اخلاقی احکام سے خالی اور دین ناقص ٹھہرتا ہے جب مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حدیثیں یوں بیکار گئیں پھر اور کسی کی بات کا کیا ذکر فبای حدیث بعدہ یؤمنون اب گنتی کے وہ احکام رہ گئے جن کی صاف صریح تصریح کتاب اللہ میں ہے اُن کے سوا سب اخلاق سے خارج تہذیب و اخلاق کے ہزاروں احکام جن میں کوئی ذی عقل نزاع نہ کر سکے معاذ اللہ اسلام کے نزدیک مہمل ومعطل اور تمامی دین باطل ومختل مثلاً مردوں کا داڑھی مونچھ منڈوا کر بال بڑھا کر چوٹی گندھوا کر ہاتھ پاؤں میں مہندی رچا کر زنانہ کپڑے گوٹہ پٹھے مسالے کے پہنکر سر سے پاؤں تک جڑاؤ گہنوں سے بن ٹھنکر ہزاروں کے مجمع میں ناچنا بھاؤ بتانا کس آیت میں حرام لکھا ہے اعضائے رجولیت کٹا کر زنخہ بننا ناک پر انگلی رکھ کر تالیاں بجانا کس سورت میں منع آیا ہے وعلی ہذا القیاس ہزاروں افعال وسواس

خنّاس اب منکر متکبر سے پوچھا جائے کہ ان افعال اور اُن کے امثال کو معاذ اللہ ملتِ اسلام میں حلال بتا کر دین کو عیاذاً باللہ سخت بیہودہ ونامہذب بنائے گا یا شرماشرمی حرام ٹھہرا کر نصوص قرآنیہ خالی پاکر معاذ اللہ قرآن عظیم کو ناقص ناتمام بتائے گا ایسے حضرات کی تمام جدید تحقیقات نقیہ کا اندرونی بخار وہی پادریوں کو خفیہ اعانت دینا اور دین متین کا مضحکہ اڑانا ہوتا ہے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۵ بہت اچھا اگر داڑھی منڈانا حرام نہیں کہ قرآن عظیم میں اُس کے احکام نہیں تو جہاں اُس پر عمل ہے یہ پوری شرافت کے افعال بھی برت کر دکھادیں کہ ان کی تحریم بھی قرآن میں کہیں نہیں پوری ہی گائے نہ کھایئے کہ دین نیچر کے کامل مومن کہلایئے اچھا نہ سہی قرآن میں کہیں ناک کٹانا بھی حرام نہیں لکھا الانف بالانف میں دوسرے کی ناک کاٹنے پر سزا ہے اپنی قطع کرانے کا ذکر کیا ہے ایک کاٹ کر دوسری کہاں سے لایئے گا کہ الانف بالانف کا محل پایئے گا جہاں داڑھی منڈائی ہے یہ اونچی گوٹ آنکھوں کی اوٹ جس نے ناحق چہرہ ہموار کر رکھا ہے اسے بھی دھتا بتائیں لوگ چار ابرو کا صفایا بولتے ہیں یہ پانچوں گانٹھ کمیت ہو جائیں خیر آپ اس پر عمل نہ کریں مگر آپ کی تحریر تو ضرور ہانکے پکارے کہے گی کہ دین اسلام ایسا ناقص دین ہے جس میں ناک کٹانا حرام نہیں یا قرآن عظیم ایسی کتاب ہے جس میں ایسے جرموں پر کچھ الزام نہیں **تنبیہ سوم** ۔ منکر متکبر کا اثبات حرمت میں قرآن عظیم کے ساتھ حدیث متواتر و مشہور کا نام لے دینا محض عیاری و دنیا سازی یا عجب کورانہ تناقض بازی ہے ہم پوچھتے ہیں جو کسی حدیث متواتر یا مشہور میں آئے قرآن عظیم میں بھی موجود ہے یا نہیں اگر ہے تو حدیث کی کیا حاجت اور اس تردید کر کیا منفعت اور اگر نہیں تو اب پوچھا جائے گا کہ وہ حکم داخل اخلاق ہے یا نہیں اگر ہے تو قرآن عظیم احکام اخلاقی سے خالی اور دین معرض نقص و بے کمالی اور نہیں تو تمہارا مطلب حاصل کہ ایسے حکم کا شرعی ہونا باطل بہت ہو تو مچھلی کا سا شکار سہی حرمت فرضیت کس نے کہی ۔ مسلمانو دیکھتے جاؤ کہ ان حضرات کے تمام خیالات کا حاصل بے حاصل وہی ابطال شرع مطہر و اکمال بقیدی اہل نیچر ہے۔ بس وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ **تنبیہ چہارم** بعینہ اسی دلیل سے اجماع بھی باطل پھر قیاس کس گنتی شمار میں رہے اور امر قرآنیہ منکر نے اذا حللتم فاصطادوا سے ان کا جواب بھی گڑھ دیا ہر امر میں یہی احتمال قائم کیا معلوم کہ یہ انھیں احکام میں ہو جن کا نہ کرنا عقاب درکنار موجب عتاب بھی نہیں پھر ایک ہی چلتا فقرہ تمام نواہی قرآنیہ کو بھی بس ہے کہ جس طرح امر کبھی اباحت کے لئے ہوتا ہے یونہی نہی بھی ارشادی ہوتی ہے غرض ایک ہی کرشمے میں شریعت محمدیہ کے تمام اوامر و نواہی بیکار اور معطل ہو کر رہ گئے سچ ہے انسانی آزادی اسکی منادی قید ملت کہاں کی علت مگر افسوس یہ آنکھوں کے اندھے عقل کے اوندھے سمجھے کہ آزاد ہوئے او حقیقت دیکھو تو برباد ہوئے اللہ واحد قہار کی بندگی سے سر نکالا اور ابلیس لعین کا پٹا گلے میں ڈالا بندگی تو بہر حال رہی اللہ کی نہیں ابلیس کی سہی ع ہیں کہ از کہ بریدی و باکہ پیوستی **تنبیہ پنجم** مخالفت مشرکین کے وہ معنی لینا اور داڑھی رکھنے منڈانے دونوں میں مخالفت بتانا کلام پاک حضور سید لولاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کھلا استہزا وتمسخر ہے اللہ اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد اطہر اور ایک ناپاک بیباک بے تمیز بے ادراک کا کہنا کہ فیہ نظرٌ پھر اسے دیدہ و دانستہ بازیچہ بنانا یُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ ۵ کا شیوہ دکھانا **اولاً** دنیا میں کون اندھے سے اندھا خلاف مشرکین کا یہ مطلب سمجھے گا کہ مشرکین روٹی کھاتے ہیں تم بھوکے رہو وہ پانی پیتے ہیں تم پیاسے مرو خلاف مشرکین شعار مشرکین میں ہے نہ یہ کہ کوئی مشرک ہمارے بعض افعال اختیار کرلے یا جس فعل کو ہماری شرع مطہر نے پسند فرمایا وہ کسی فرقہ مشرکہ سے بھی واقع ہو تو ہم چھوڑ دیں **ثانیاً** یہی معنی مراد ہوتے تو معاذ اللہ حکم کس قدر فضول و مہمل تھا جو بات ایک کام کرو تو بھی حاصل نہ کرو تو بھی حاصل اس کے لئے اس کام کا حکم دینا تحصیل حاصل **ثالثاً** ترجیح بلامرجح اس کے عکس کا کیوں نہ حکم ہوا کہ خلاف مشرکین اُس میں بھی تھا **رابعاً** بلکہ ترجیح مرجوح کہ داڑھی منڈے مشرک مہینوں کی راہ دور ایران وغیرہ میں تھے اور داڑھی والے اہل عرب اپنے ہی وطن میں اپنے ہی شہروں میں تو خلاف مشرکین انھیں کے خلاف میں ظاہر ہوتا ۔ یوں تو کوئی ایرانی کبھی اتفاق سے آجاتا تو اپنی مخالفت پاتا پھر بھی خلاف مذہبی نہ سمجھتا قومی وملکی کہ اس ملک کے مسلم و کافر سب کو اپنے خلاف دیکھتا **خامساً** اللہ اکبر اگر حدیث فقط اس قدر ہوتی کہ خالفوا المشرکین (مشرکوں کا خلاف کرو) تو شاید کسی کچے جنونی پکے مجنونی کو ایسے جنون جاگتے مجنون لے بھاگتے مگر حدیث میں تو صراحۃً خود اُس خلاف کی شرح فرمادی تھی احفوا الشوارب واعفوا اللحی مشرکین کا

یوں خلاف کرو کہ لبیں ترشواؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ اس کے یہ معنی لینا کہ ان کا خلاف کرکے بڑھاؤ خواہ اُن کی مخالفت کرکے منڈواؤ کیسی کھلی تحریف اور کیسا صریح استہزا ہے اللہ اکبر مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وسعت علم جس طرح عجائب قرآن عظیم غیر متناہی ہیں یونہی عجائب حدیث کی حد نہیں کریمۂ لاتزر وازرۃ وزر اخریٰ وماکنا معذبین حتی نبعث رسولا کے لطائف سے امام جلال الدین سیوطی نے شمار فرمایا کہ دونوں جملے دو مشکل مسائل مختلف فیہا کا فیصلہ فرماتے ہیں پہلا مسئلہ اطفال مشرکین اور دوسرا مسئلہ اہل فترت پر دلیل شافی ہے ان دونوں کا ایک جگہ ارشاد ہونا نظم قرآنی کے عجیب دقیقہ سے ہے" ذکرہ فی رسالۃ فی الابوین الکریمین" فقیر کہتا ہے امام احمد و طبرانی وضیا نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں تسرولوا واتزروا وخالفوا اھل الکتاب قصوا سبالکم ووفروا عثانینکم وخالفوا اھل الکتاب۔ پاجامہ پہنو اور تہبند باندھو اور یہود و نصاریٰ کا خلاف کرو اور لبیں ترشواؤ اور داڑھیاں وافر کرو یہود و نصاریٰ کا خلاف کرو یہود و نصاریٰ کے یہاں ستر کچھ ضروری نہیں اُن کی قومیں اب تک ننگے نہانے کی عادی ہیں حدیث میں ان دو جملوں کا ایک جگہ ارشاد ہونا ایسے گمراہوں گمراہ پرستوں کے جنون کا کافی علاج ہے جس طرح داڑھی میں مخالفت اہل کتاب کے وہ معنی تراشے یونہی پاجامہ و تہبند میں یہی مطلب پہنائے کہ اہل کتاب ستر عورت کرتے بھی ہیں تو چاہے اُس عادت کا خلاف کرکے پاجامہ پہنو چاہے اُس کی مخالفت سے ننگے پھرو اور پورے مہذب جنٹلمین بنو وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون تنبیہ ششم فرض و واجب اور اسی طرح حرام و مکروہ تحریمی میں فرق دربارۂ اعتقاد ہے کہ فرض و حرام کا منکر کافر ٹھہرتا ہے" اما مطلقا کما علیہ ظواھر کلمات الفقہاء الامجاد او علی تفصیل فیہ کما علیہ الاعتماد بخلاف اخرین۔ مگر عمل میں دونوں کا ایک حکم مخالفت میں گناہ و اثم امتثال میں رجائے ثواب خلاف میں استحقاق غضب و عذاب" کما صرح بہ فی کل کتاب" اہل اسلام اپنے رب کے غضب سے ڈریں اور ان گمراہان گمراہ گر کی چرب زبانیوں پر توجہ نہ کریں بالفرض اصطلاح حنفی میں فرض یا حرام کا اطلاق نہ ہوا تو یہ فرق اصطلاحی تمہارے کس کام آئے گا جبکہ غضب جبار و عذاب نار کا استحقاق بہرحال موجود والعیاذ باللہ الغفور الودود یقین جانو اُس دن کو داڑھی منڈا واحد قہار کے حضور تمہارا حمایتی نہ بنے گا وہ آپ اپنی بھڑکائی آگ میں جلے بھنے گا آئندہ اختیار بدست مختار مسلمانو اس کی ٹھیک مثال یہ ہے کہ کوئی گندہ ناپاک بھینس کا گوبر گدھے کی لید کھایا کرے جب اُس سے کہا جائے تو (۔۔) کھاتا ہے کہے اسے (۔۔) (۔۔) نہیں کہتے یہ تو لید گوبر ہے اُس نجس سے یہی کہا جائے گا کہ یونہی سہی مگر ہر طرح تیرے منہ میں تو گندگی رہی مسلمانو مکروہ تحریمی گناہ صغیرہ سہی مگر ہر صغیرہ بعد اصرار کبیرہ اور ہلکا جانتے ہی فوراً اشد کبیرہ حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لاصغیرۃ علی الاصرار رواہ فی مسند الفردوس عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما پھر یہ ظالمین براہ چالاکی حرام حرام کی اصطلاح لئے ہوئے ہیں حقیقۃً مباح محض شیر مادر جانتے ہیں جب تو اذا حللتم فاصطادوا کی مثال اور عقاب درکنار عتاب بھی نہ ہونے کا خیال ہے شیطان کے بڑھاوے ایسے ہی ہوتے ہیں یعدھم ویمنیھم وما یعدھم الشیطٰن الاغرورا **انتباہ** سنا گیا کہ اس منکر متکبر کی طرح کوئی اور حضرت بھی اس مسئلہ میں مخالفت محمد رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تُلے ہیں اس نے اباحت محضہ کا ڈنڈا پکڑا وہ اپنے زور زور میں اور راہ چلے ہیں کہ داڑھی منڈانا حرام نہیں اور مکروہ تحریمی میں خود اختلاف ہے کہ وہ حرمت سے قریب ہے یا حلت سے نزدیک مسلمانو راہ فریب سے دور لایغرنکم باللہ الغرور یہ ان قائل صاحب کا محض افترائے گندہ وایجاد بندہ ہے آجتک جہاں میں کسی عالم نے مکروہ تحریمی کو قریب بحلت نہ بتایا تمام کتب مذہب موجود ہیں حضرات شیخین و امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں یہ اختلاف بتایا جاتا ہے کہ ان کے نزدیک مکروہ تحریمی عین حرام ہے اور ان کے نزدیک قریب بحرام تنویر الابصار وغیرہ عامۂ اسفار میں ہے کل مکروہ حرام عند محمد وعندھما الی الحرام اقرب اور عند التحقیق یہ بھی صرف اطلاق لفظ کا فرق ہے معنی سب کا ایک مذہب خود امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ امام ابویوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ناقل کہ انہوں نے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی اذا قلت فی شیئ اکرہ فما رأیك فیہ جب آپ کسی شئے کو مکروہ فرمائیں تو اسمیں آپ کی کیا رائے ہوتی ہے قال التحریم فرمایا حرام ٹھہرانا ذکرہ فی ردالمحتار عن شرح التحریر للامام ابن امیر الحاج عن مبسوط الامام

محمد رحمہم اللہ تعالٰی تنبیہ مفتہم آیات قرآنیہ میں حق فرمایا ہمارے رب جل وعلا نے فانہا لاتعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور ہے یوں کہ آنکھیں نہیں اندھی ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں ان بے بصیرتوں کو اگر کبھی کھلی آنکھوں سے قرآن عظیم کی زیارت نصیب ہوتی تو جانتے کہ داڑھی بڑھانے کی طرف ارشاد اس میں ایک دو نہیں بلکہ بکثرت آیات کریمہ میں موجود ہے اس میں دو طریق ہیں **اول طریق عموم** یہ دو وجہ پر ہے **وجہ اول** کہ صحابہ کرام وائمہ اعلام رضی اللہ تعالٰی عنہم امثال مقام میں استعمال فرماتے رہے **آیت ۱** قال اللہ عزوجل ما اٰتٰکم الرسول فخذوہ ومانہٰکم عنہ فانتہوا جو کچھ یہ رسول کریم تمہیں دے اختیار کرو اور جس سے منع فرمائے باز رہو **آیت ۲** قال تعالٰی قل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اے نبی مومنین سے فرمادے کہ اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو اپنے رسول کی اور اپنے علما کی **آیت ۳** قال عزوجل من یطع الرسول فقد اطاع اللہ جو رسول کے فرمانے پر چلا اس نے اللہ کا حکم مانا۔ رب تبارک وتعالٰی ان آیات اور ان کے امثال میں نبی کا حکم بعینہ اپنا حکم اور نبی کی اطاعت بعینہ اپنی اطاعت بتاتا ہے تو تمام احکام کہ احادیث میں ارشاد ہوئے سب قرآن عظیم سے ثابت ہیں جو اخلاقی حکم حدیث میں ہے کتاب اللہ اس سے ہرگز خالی نہیں اگرچہ بظاہر تصریح جزئیہ ہماری نظر میں نہ ہو احمد وبخاری ومسلم وابوداؤد وترمذی ونسائی وابن ماجہ سب ائمہ اپنی مسند وصحاح میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ انھوں نے فرمایا لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات لخلق اللہ اللہ کی لعنت بدن گودنے والیوں اور گدوانے والیوں اور مونھ کے بال نوچنے والیوں اور خوبصورتی کے لئے دانتوں میں کھڑکیاں بنانے والیوں اللہ کی بنائی چیز بگاڑنے والیوں پر یہ سن کر ایک بی بی خدمت مبارک میں حاضر ہوئیں اور عرض کی میں نے سنا ہے آپ نے ایسی ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی فرمایا مالی لا العن من لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومن ھو فی کتاب اللہ مجھے کیا ہوا کہ میں اس پر لعنت نہ کروں جس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اور جس کا بیان قرآن عظیم میں ہے ان بی بی نے کہا میں نے قرآن اول سے آخر تک پڑھا اس میں کہیں اس کا ذکر نہ پایا فرمایا ان کنت قرأتیہ لقد وجدتیہ اگر تم نے قرآن پڑھا ہوتا یہ بیان اس میں ضرور پاتیں اما قرأت ما اٰتٰکم الرسول فخذوہ ومانہٰکم عنہ فانتہوا کیا تم نے یہ آیت نہ پڑھی کہ جو رسول تمہیں دے وہ لو اور جس سے منع فرمائے باز رہو انھوں نے عرض کی ہاں فرمایا فانہ قد نہی عنہ تو بیشک نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان حرکات سے منع فرمایا۔ منکر دیکھے کہ اس کا خیال وہی ان بی بی کا خیال اور ہمارا جواب بعینہ حضرت عبداللہ بن مسعود کا جواب ہے یا نہیں یہ بی بی ام یعقوب اسدیہ ہیں کبار تابعین وثقات صالحات سے ہونے میں تو کلام نہیں اور حافظ الشان نے فرمایا صحابیہ سے معلوم ہوتی ہیں بہرحال ان کی فضیلت وصلاح قبول حق پر باعث ہوئی سمجھ لیں اور اس کے بعد خود اس حدیث کو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کریں کما رواہ البخاری من طریق عبدالرحمن بن عابس عنہا عنہ رضی اللہ تعالٰی عنہما ابنائے زمانہ سے گزارش کرنی چاہئے کہ ع دلا مردانگی زیں زن بیاموز ؎ ولکن الہدایۃ لن تنالا ÷ بلا فضل من المولٰی تعالٰی ÷ ایک بار عالم قریش سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مکہ معظمہ میں فرمایا مجھ سے جو چاہو پوچھو میں قرآن سے جواب دوں گا کسی نے سوال کیا احرام میں زنبور کو قتل کرنے کا کیا حکم ہے فرمایا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ما اٰتٰکم الرسول فخذوہ ومانہٰکم عنہ فانتہوا۔ اللہ عزوجل نے تو یہ فرمایا کہ ارشاد رسول پر عمل کرو۔ وحدثنا سفیٰن بن عیینۃ عن عبدالملک بن عمیر عن ربعی بن خراش عن حذیفۃ بن الیمان عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ قال اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ہمیں حدیث پہنچی کہ حضور نے فرمایا ان دو کی پیروی کرو جو میرے جانشین ہونگے ابوبکر وعمر وحدثنا سفیٰن بن مسعر بن کدام عن قیس بن مسلم عن طارق بن شہاب عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ امر بقتل المحرم الزنبور اور ہمیں امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حدیث پہنچی کہ انھوں نے احرام باندھے ہوئے کو قتل زنبور کا حکم دیا۔ ذکرہ الامام السیوطی فی الاتقان۔ **وجہ ثانی** اقول وباللہ التوفیق **آیت ۴** قال جل ذکرہ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا ۝ البتہ بیشک تمہارے لئے رسول اللہ کے چال طریقہ میں اچھی ریت ہے ان کے لئے جو ڈرتا ہو

اللہ اور پچھلے دن سے اور بہت یاد کرے اللہ کی اس آیہ کریمہ میں مولٰی جل وعلا اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کے طریق وروش پر چلنے کی ہدایت فرماتا اور مسلمانوں کو یوں جوش دلاتا ہے کہ دیکھو ہماری یہ بات وہ مانے گا جس کے دل میں ہمارا خوف ہماری یاد ہم سے امید قیامت سے دہشت ہوگی اور موافق مخالف حتی کہ نصارٰی ویہود ومجوس وہنود تمام جہان جانتا ہے کہ اُس سرورِ جہاں وجہانیاں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی سنت دائمہ مستمرہ داڑھی رکھنی تھی جس پر تمام عمر مداومت فرمائی محافظت فرمائی تاکید فرمائی ہدایت فرمائی معاذ اللہ کبھی تجویز خلاف نے گنجائش نہ پائی ہم یہاں بعض احادیث حلیہ کریمہ یاد کریں کہ ذکر حبیب نورِ عین وسرور جان وشادابی دل وسیرابی ایمان ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم **حدیث ۱**۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کثیر شعر اللحیۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ریش مبارک میں بال کثیر وانبوہ تھے۔ رواہ مسلم وعنہ عند ابن عساکر کثیر شعر الراس واللحیۃ **حدیث ۲**۔ ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کَانَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَخْمًا مُّفَخَّمًا یَتَلَأْلَؤُ وَجْھُہٗ تَلَأْلُؤَ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ اَزْھَرَ اللَّوْنِ وَاسِعَ الْجَبِیْنِ کث اللحیۃ حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عظمت والے نگاہوں میں عظیم دلوں میں معظم تھے چہرہ مبارک ماہ دوہفتہ کی طرح چمکتا جگمگاتی رنگت کشادہ پیشانی گھنی داڑھی رواہ الترمذی فی الشمائل والطبرانی فی الکبیر والبیہقی فی الشعب ورواہ ایضا الرویانی والبیہقی فی الدلائل وابن عساکر فی التاریخ **حدیث ۳**۔ امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ فرماتے ہیں بابی وامی کان ربعۃ ابیض مشربا بحمرۃ کث اللحیۃ میرے ماں باپ اُن پر قربان میانہ قد تھے گورا رنگ جس میں سرخی جھلکتی گھنی داڑھی رواہ ابن عساکر عن ابی ھریرۃ عنہ رضی اللہ تعالٰی عنہما **حدیث ۴**۔ وہی فرماتے ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ضخم الھامۃ عظیم اللحیۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سر مبارک بزرگ اور ریش مطہر بڑی تھی۔ رواہ البیہقی **حدیث ۵**۔ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ابیض اللون مشربا بحمرۃ ادعج العینین کث اللحیۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا رنگ گورا سرخی آمیز آنکھیں بڑی خوب سیاہ داڑھی گھنی **حدیث ۶**۔ انس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم احسن الناس قواماً واحسن الناس وجھا واطیب الناس ریحا والین الناس کفا وکانت لہ جمۃ الی شحمۃ اذنیہ وکانت لحیۃ قد ملأت من ھھنا الی ھھنا امر یدیہ علی عارضیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے جسم پاک کی بناوٹ تمام جہان سے بہتر چہرہ تمام عالم سے خوبتر مہک سارے زمانہ سے خوشبوتر ہتھیلیاں سب لوگوں سے نرم تر بال کانوں کی لو تک (پھر اپنے رخساروں پر اشارہ کرکے بتایا کہ) ریش مبارک یہاں سے یہاں تک بھری ہوئی تھی۔ **حدیث ۷**۔ وہی فرماتے ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ابیض الوجہ کث اللحیۃ احمر الماء فی اھداب الاشفار رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا مونھ گورا داڑھی گھنی آنکھوں کے کوؤں میں سرخی پلکیں دراز رواھا جمیعا ابن عساکر الکل مختصرا امام قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں کث اللحیۃ تملؤ صدرہ ریش مطہر گھنی سینہ منور کو بھرے ہوئے۔ یہاں سینہ سے مراد اُس کا بالائی کنارہ ہے کہ گلے کی انتہا ہے صرح بہ الشراح وھو الواضح الصراح اور عادت کریمہ تھی کہ کوئی امر کیسا ہی مرغوب وپسندیدہ ہو جب شرعاً لازم ضروری نہ ہوتا تو بیان جواز کیلئے گاہے ترک بھی فرمادیتے یا قولاً خواہ تقریراً جواز ترک بتادیتے اس لئے علمائے کرام نے سنت کی تعریف میں مع الترک احیاناً اضافہ کیا یعنی جسے سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اکثر کیا اور کبھی کبھی ترک بھی فرمادیا ہو ولہذا محققین فرماتے ہیں کہ ایسی مواظبت دائمہ ہمیشہ دلیل وجوب ہے محقق علی الاطلاق فتح القدیر باب الاذان میں فرماتے ہیں "عدم الترک مرۃ دلیل الوجوب" نیز باب الاعتکاف میں فرمایا ھذہ المواظبۃ المقرونۃ بعدم الترک مرۃ لما اقترنت بعدم الانکار علی من لم یفعلہ من الصحابۃ رضی اللہ تعالٰی عنہم کانت دلیل السنۃ والا کانت دلیل الوجوب **دوم طریق خصوص** اس میں بھی بحمد اللہ تعالٰی فیض جلیل قرآن جلیل سے آیات کثیرہ عبد ذلیل پر فائض برکات ہوئیں فاقول وباللہ التوفیق یہ نفیس طریق وجوہ عدیدہ رکھتا ہے جن سے اعفائے لحیہ کا امر یا طلب یا اس کے خلاف پر وعید یا مذمت ثابت ہو **وجہ ثالث آیت ۵**۔ قال تعالٰی

وتقدس وان یدعون الا شیطانا مریدا لعنه اللہ وقال لاتخذن من عبادك نصیبا مفروضا ولاضلنهم ولامنینهم ولامرنهم فلیبتکن اذان الانعام ولامرنهم فلیغیرن خلق اللہ کافر نہیں پوجتے مگر شیطان سرکش کو جس پر خدا نے لعنت کی اور وہ بولا میں ضرور لے لوں گا تیرے بندوں میں سے اپنا ٹھہرا ہوا حصہ اور میں ضرور انھیں بہکا دوں گا اور ضرور خیالی لالچوں میں ڈالوں گا اور ضرور انھیں حکم دوں گا کہ وہ چوپایوں کے کان چیریں گے اور بے شک انھیں حکم دوں گا کہ اللہ کی بنائی چیز بگاڑیں گے یہی وہ آیۂ کریمہ ہے جس کی رو سے حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے زنان مذکورہ پر لعنت فرمائی اور اس کی علت یہی خدا کی بنائی چیز بگاڑنی بتائی بعینہ یہی کیفیت داڑھی منڈانے کی ہے مونھ کے بال نوچنے والیاں تغیر خلق اللہ کرتی ہیں یوہیں داڑھی منڈانے والے تو یہ سب اُسی فلیغیرن خلق اللہ میں داخل اور شیطان کے محکوم اور اللہ و رسول کے ملعون ہیں امام جلال الدین سیوطی اکلیل فی استنباط التنزیل میں زیر آیۂ کریمہ فرماتے ہیں یستدل بالاٰیۃ علی تحریم الخصاء والوشم وما یجری مجراہ من الوصل فی الشعر وبرد الاسنان والتنمص وھو نتف الشعر من الوجہ تفسیر مدارک شریف میں ہے فلیغیرن خلق اللہ بالخصاء او الوشم او تغییر الشیب بالسواد والتخنث ام باختصار شیخ محقق اشعۃ اللمعات میں زیر حدیث مذکور المغیرات خلق اللہ فرماتے ہیں علت وحرمت مثلہ وحلق لحیہ وامثال آں نیزہمین ست

وجہ رابع۔ آیت ۶۔ قال جل مجدہ ذٰلك ومن یعظم شعائر اللہ فانها من تقوی القلوب۔ بات یہ ہے اور جو بڑائی کرے دین الٰہی کے شعاروں کی تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔ آیت ۷۔ قال عزشانہ یایها الذین اٰمنوا لاتحلوا شعائر اللہ اے ایمان والو حلال نہ ٹھہرالو دین خدا کے شعاروں کو، شک نہیں کہ داڑھی شعار دین اسلام سے ہے امام بدر محمود عینی عمدۃ القاری شرح بخاری میں ختنہ کی نسبت نقل فرماتے ہیں انه شعائر الدین کالکلمة وبه یتمیز المسلم من الکافر جب ختنہ حالانکہ امر خفی ہے مثل کلمۂ طیبہ کے شعائر دین اور وجہ امتیاز مومنین وکافرین قرار پایا یہاں تک کہ مسلمانان ہند نے اس کا نام بھی مسلمانی رکھ لیا تو داڑھی کہ امر ظاہر ہے اور پہلی نظر اُسی پر پڑتی ہے بدرجۂ اولٰی شعار اسلام ومابہ الامتیاز کرام ولیام ہے اور بعض کفار کا اس میں شریک ہونا منافی شعاریت اسلام نہیں جس طرح ختنہ کرنے میں یہود شریک مسلمین ہیں خود نفس آیات کریمہ ہی میں دیکھئے مورد نزول جانوران ہدی ہیں کہ حرم محترم کو قربانی کے لئے بھیجے جاتے ہیں انھیں شعار دین الٰہی فرمایا حالانکہ تمام مشرکین عرب اسی فعل میں شریک تھے اور جب داڑھی شعار دین ہے اور بے شک یوہیں ہے تو بحکم قرآن اُسکے ازالہ کو حلال ٹھہرالینا حرام اور اس کی تعظیم تقوائے قلوب کا کام۔

وجہ خامس۔ آیت ۸۔ قال عزمجدہ واوحینا الیك ان اتبع ملة ابراھیم حنیفا۔ آیت ۹۔ قال سبحٰنہ وتعالٰی قل ملة ابراھیم حنیفا آیت ۱۰۔ قال جلت اٰلاؤہ ومن یرغب عن ملة ابراھیم الا من سفه نفسه آیت ۱۱۔ قال توالت نعماؤہ قد کانت لکم اسوة حسنة فی ابراھیم والذین معه من المؤمنین۔ آیت ۱۲۔ قال جل ذکرہ لقد کان لکم فیھم اسوة حسنة لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاٰخر ومن یتول عن امرنا فان اللہ ھو الغنی الحمید۔ ہر ذی علم جانتا ہے کہ داڑھی بڑھانا ملت ابراہیمی کا مسئلہ شریعت ابراہیمی کا طریقہ ہے اور ان آیات میں رب جل وعلا نے ہمیں ملت ابراہیم علٰی ابنہ الکریم وعلیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کی اتباع کا حکم دیا اور معاذ اللہ اس سے اعراض کو سخت حماقت اور سفاہت فرمایا اور ان کی رسم وراہ اختیار کرنے کی کمال ترغیب دی اور آخر میں فرمادیا کہ جو ہمارے حکم سے پھرے تو اللہ بے نیاز بے پرواہ ہے اور ہر حال میں اُسی کے لئے حمد ہے۔

وجہ سادس۔ آیت ۱۳۔ قال تقدست اسماؤہ اولٰئك الذین ھدی اللہ فبھدٰھم اقتدہ یہ انبیاء وہ ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے راہ دکھائی تو تو انھیں کی راہ کی پیروی کر صدر کلام میں احمد ومسلم وابوداؤد ونسائی وترمذی وابن ماجہ کی حدیث ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے گزری کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں عشر من الفطرة قص الشارب واعفاء اللحیة الحدیث۔ دس چیزیں شرائع قدیمہ مستمرۂ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام سے ہیں ازانجملہ لبیں ترشوانی اور داڑھی بڑھانی مصطفٰے صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ داڑھی بڑھانی راہ قدیم حضرت رسل علیہم الصلاۃ والتسلیم ہے اور اللہ عزوجل نے فرمایا کہ راہ انبیاء کی پیروی کرو۔ یہاں سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ آیۂ کریمہ لاتأخذ بلحیتی میں لحیہ کا فقط ذکر ہی نہیں بلکہ داڑھی بڑھانے کی طرف ارشاد نکلتا ہے کہ

ہارون علیہم الصلٰوۃ والسلام بھی انبیائے کرام بلکہ بالخصوص اُن اٹھارہ رسولوں میں ہیں جن کا نام پاک اس رکوع میں بالتصریح ذکر فرما کر اُن کی اقتدا کا حکم ہوا قال سبحانہ ومن ذریتہ داوٗد وسلیمٰن وایوب ویوسف وموسٰی وھٰرون وکذلک نجزی المحسنین۔

وجہ سابع۔ آیت ۱۴۔ قال جل ثناؤہ ومن یشاقق الرسول من بعد ماتبین لہ الھدٰی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ماتولّٰی ونصلہ جھنم وساءت مصیرا۔ جو خلاف کرے رسول کا حق واضح ہوئے پر اور چلے راہ مسلمانان کے سوا راہ ہم اُسے اُس کے حال پر چھوڑ دیں اور جہنم میں ڈالیں اور کیا بری پلٹنے کی جگہ مسلم تو مسلم کفار تک جانتے ہیں کہ روزِ ازل سے مسلمانوں کی راہ داڑھی رکھنی ہے اہلبیت کرام وصحابۂ عظام وائمۂ اعلام اور ہر قرن وطبقہ کے اولیائے امت وعلمائے ملت بلکہ قرونِ خیر میں تمام مسلمان داڑھی رکھتے تھے یہاں تک کہ ازالہ تو ازالہ اگر خلقۃً کسی کی داڑھی نہ نکلتی اس پر سخت تاسف کرتا اور یہ ہر عیب سے بدتر عیب سمجھا جاتا علمائے کرام علاماتِ قیامت میں گنا کرتے کہ آخر زمانہ میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے کہ داڑھیاں منڈائیں کترائیں گے اُس پیشینگوئی کے مطابق یہ داڑھی منڈوں مخرشوں مترشوں کی تراشیں خراشیں کافروں مشرکوں کی دیکھا دیکھی مدتہا مدت کے بعد مسلمانوں میں آئیں وہ بھی رندوا وباش وبدوضع لوگوں میں پھر اُن میں بھی جو ایمان سے حصہ رکھتے ہیں اب تک اپنی اس حرکت کو مثل اور معاصی وقبائح کے برا جانتے ہیں اور طریقۂ اسلامی سے جدا سمجھتے بلکہ اُن میں بعض خوش عقیدہ اپنے معظمین دینی کے سامنے جاتے لجاتے اُنھیں مونھ دکھاتے شرماتے ہیں الحمدللہ یہ اُن کے ایمان کی بات ہے شامتِ نفس سے گناہ کریں لیکن اُسے گناہ وقبیح جانیں مگر چھوری سرزدری والوں سے خدا کی پناہ کہ داڑھی رکھنے پر قہقہے اڑا کر شعارِ اسلام کے ساتھ نفس اسلام وایمان بھی مونڈ کر پھینک دیں۔ امام اجل عارف باللہ سیدی محمد بن علی بن عباس مکی قدس سرہ الملکی کتاب مستطاب طریق المرید للوصول الٰی مقام التوحید پھر امام ہمام حجۃ الاسلام محمد محمد محمد غزالی قدس سرہ العالی احیاء العلوم شریف میں فرماتے ہیں وھذا لفظ المکی قال فی ذکر سنن الجسد ذکر مافی اللحیۃ من المعاصی والبدع المحدثۃ قد ذکر فی بعض الاخبار ان اللہ تعالٰی وملئکتہ یقسمون والذی زین بنی آدم باللحی وفی وصف رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ کان کث اللحیۃ وکذلک ابوبکر وکان عثمان طویل اللحیۃ دقیقھا وکان علی عریض اللحیۃ قد ملأت ما بین منکبیہ ووصف بعض بنی تمیم من رھط الاحنف بن قیس قال (وعبارۃ الاحیاء قال اصحاب الاحنف بن قیس) وددنا انا اشترینا للاحنف لحیۃ بعشرین الفا فلم یذکر حنفہ فی رجلہ ولا عورۃ فی عینہ وذکر کراھیۃ عدم اللحیۃ وکان عاقلا حلیما وقد روینا من غریب وتاویل قولہ تعالٰی یزید فی الخلق مایشاء مقال اللحی وذکر عن شریح القاضی قال (ولفظ الاحیاء قال شریح) وددت لو ان لی لحیۃ بعشرۃ آلاف ففی اللحیۃ من بقایا الھوٰی دقائق آفات النفوس ومن البدع المحدثۃ ثنتا عشرۃ خصلۃ من ذلک النقصان منھا وذلک مثلۃ وذکر عن جماعۃ ان ھذا من اشراط الساعۃ اھ ملخصا یعنی یہ ذکر ہے کہ ان معصیتوں اور نوپیدا بدعتوں کا جو لوگوں نے داڑھی میں نکالیں حدیث میں ہے اللہ عزوجل کے کچھ فرشتے ہیں کہ قسم یوں کھاتے ہیں اسکی قسم جس نے فرزندانِ آدم کو داڑھی سے زینت بخشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیۂ شریف میں ہے ریش مبارک گھنی تھی اور ایسے ہی ابوبکر صدیق اور عثمان غنی کی داڑھی دراز وباریک مولٰی علی کی داڑھی چوڑی سارا سینہ بھرے ہوئے رضی اللہ عنہم احنف بن قیس (کہ اکابر ثقات تابعین وعلماء وحکمائے کاملین سے تھے زمانۂ رسالت میں پیدا ہوئے ۶۷ یا ۷۲ ہجریہ میں وفات پائی) عاقل وحلیم تھے (پاؤں میں کج تھا ایک آنکھ جاتی رہی تھی داڑھی خلقۃً نہ نکلی تھی) اُن کے اصحاب نہ اُس کج پر افسوس کرتے نہ یک چشمی پر بلکہ داڑھی نہ ہونے کی کراہیت ذکر کرتے اور کہتے ہمیں تمنا ہے کاش اگر بیس ہزار کو ملتی تو احنف کیلئے داڑھی خریدتے نادر تفسیروں سے یہ آیۂ کریمہ یزید فی الخلق مایشاء کی تفسیر میں ہمیں روایت پہنچی کہ اللہ تبارک تعالٰی بڑھاتا ہے صورت میں جو چاہے اس سے داڑھی مراد ہے۔ شریح قاضی (کہ اجلۂ ائمہ واکابر تابعین سے ہیں زمانۂ رسالت میں ولادت پائی بلکہ کہا گیا صحابی ہیں امیرالمومنین عمر فاروق پھر امیرالمومنین مولٰی علی کی سرکار میں قاضی تھے امیرالمومنین علی فتاوٰی میں اُن سے رائے لیتے ۸۰ ہجری سے کچھ پہلے یا بعد انتقال ہوا داڑھی خلقۃً نہ تھی) وہ فرماتے کہ مجھے آرزو ہے کہ کاش دس ہزار دے کر داڑھی مل جاتی تو داڑھی میں شیطانی خواہشوں کے بقایا اور نفسانی آفتوں کے دقائق اور نوپیدا بدعتوں سے بارہ باتیں لوگوں نے ایجاد کی ہیں ازانجملہ داڑھی کم کرنی اور یہ مثلہ یعنی صورت بگاڑنی ہے اور ایک

جماعت علما سے مروی ہوا کہ یہ قیامت کی نشانیوں سے ہے انتہی مدارج شریف میں ہے "آوردہ اند کہ لحیہ امیر المومنین علی پر میکرد سینہ را و ہمچنیں لحیہ امیر المومنین عمر و عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین و در حلیہ حضرت غوث الثقلین شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ نوشتہ اند کہ کان طویل اللحیۃ عریضہا" یعنی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ریش اقدس دراز اور چوڑی تھی صلی اللہ تعالٰی علٰی ابیہ الکریم وعلیہ وبارک وسلم۔ **وجہ ثامن۔ آیت ۱۵، ۱۶۔** قال تبارک شانہ فی البقرۃ وفی الانعام وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝ شیطان کے قدم پر قدم نہ رکھو بیشک وہ تمہارا دشمن ہے۔ **آیت ۱۷۔** قال عزوعلا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ وَمَنْ یَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ فَاِنَّهٗ یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ۔ اے ایمان والو شیطان کے رستے نہ چلو اور جو شیطان کی راہ چلے تو وہ یہی بے حیائی اور بری بات کا حکم کرتا ہے۔ **آیت ۱۸۔** قال عزمن قائل یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَیِّنٰتُ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝ هَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ یَّاْتِیَهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓىٕكَةُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ اے ایمان والو پورے اسلام میں داخل ہو اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو یقیناً وہ تمہارا صریح بدخواہ ہے پھر اگر اس کی طرف جھکو بعد اس کے کہ تمہارے پاس آچکیں الٰہی حجتیں تو جان رکھو کہ اللہ زبردست حکمت والا ہے یہ لوگ کس انتظار میں ہیں مگر یہ کہ آئے ان پر عذاب خدا کا بادل کی گھٹاؤں میں اور فرشتے اور ہو جائے ہونے والی اور اللہ ہی کی طرف پھرتے ہیں سب کام۔ جلالین میں ہے نزل عبداللّٰہ بن سلام واصحابہ لما عظموا السبت و کرھوا الابل بعد الاسلام یایھا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم الاسلام کافۃ حال من السلم ای فی جمیع شرائعہ فان زللتم ملتم عن الدخول فی جمیعہ عزیز لا یعجزہ شیئ عن انتقامہ منکم ھل ینظرون ینظر التارکون الدخول فیہ قضی الامر تم امر اھلاکہم یعنی جب حضرت عبداللہ بن سلام اور اُن کے ساتھی رضی اللہ تعالٰی عنہم کہ اکابر علمائے یہود سے تھے مشرف باسلام ہوئے عادتِ سابقہ کے باعث تعظیم روز شنبہ کا ارادہ کیا اور گوشت شتر کھانے سے کراہت ہوئی رب عزوجل نے یہ آیتیں نازل فرمائیں کہ اے ایمان والو اسلام لائے ہو تو پورا اسلام لاؤ اسلام کی سب باتیں اختیار کرو یہ نہ ہو کہ مسلمان ہو کر کچھ عادتیں کافروں کی رکھو اور اگر نہ مانو تو خوب جان لو کہ اللہ غالب حکمت والا ہے تم پر عذاب لاتے اُسے کوئی روک نہیں سکتا پھر فرمایا جو مسلمان ہو کر بعض کفری خصلتیں اختیار کریں وہ کاہیکا انتظار کر رہے ہیں یہی نہ کہ آسمان سے اُن پر عذاب اترے اور ہونیوالی ہو چکے یعنی ہلاک وتمام کر دیئے جائیں والعیاذ باللہ تعالٰی۔ ان آیات میں رب العزۃ جل وعلا نے خصلت کفار اختیار کرنے پر کیسی تہدید اکید و وعید شدید فرمائی اور شک نہیں کہ داڑھی منڈانا کترنا خصلت کفار ہے عنقریب بعونہ تعالٰی بکثرت احادیث معتمدہ سے اس کا بیان آتا ہے اور خود بیان کی حاجت کیا ہے کہ امر آپ ہی واضح اور نیز تقریرات سابقہ سے لائح۔ اصل میں یہ خصلت ملعونہ مجوس ملاعنہ کی تھی اُن سے اور کفار نے سیکھی جب عہد معدلت مہد امیر المومنین غیظ المنافقین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ میں عجم فتح ہوا اور کسرٰی خبیث کا تخت ہمیشہ کے لئے الٹ دیا گیا مجوس منحوس کچھ اسلام لائے کچھ بقبول جزیہ رہے کچھ پریشان و سرگرداں دار الکفر ہندوستان میں آنکلے یہاں کے راجہ نے اُن سے تعظیم گاؤ وتحریم مادر و دختر و خواہر کا عہد لے کر جگہ دی ہنود بے بہبود نے داڑھی منڈانا نوروز و مہرگان بنام ہولی و دیوالی منانا اُن میں آگ پھیلانا وغیر ذلک من الخصال الشنیعہ ان سے اڑایا مجوس ایران کہ مسلمان ہوئے تھے اُن میں بہت بدباطن اپنی تباہی ملک افسر و تاراج مال و دختر کے باعث دلوں میں حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کینہ رکھتے تھے مگر مسلمان کہلا کر اسلام کی عزت و شوکت اسلام کی قوت و دولت اسلام کے تاج و معراج یعنی امیر المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شان میں گستاخی کی کیا مجال تھی جب ابن صبا یہودی خبیث نے مذہب رفض ایجاد کیا اور رشدہ شدہ یہ ناشدنی مذہب ایرانیوں تک پہنچا ان آتش پرست مجوسوں کی دبی آگ نے موقع پایا کہ ابا اسلام میں بھی ایسا مذہب نکلا کہ امیر المومنین پر تبرّا کیے اور خاصے مومنین بنے رہیئے اُنھوں نے بہزار جان لبیک کہی اور نئے دین کے تاصیل تفریع بڑھ چلی باپ دادا کی قدیم سنتیں اپنا رنگ لائیں نوروز منائے داڑھیاں کتروائیں اتیان ادبار واباحت واعارت واجارت فرج کی کیا گنتی نکاح محارم تک منظور رہا مگر یہ[1] پردہ حریریں مستور رہا ادھر اسلامی فاتحوں کی تیرانہ تاخت نے سیاہان ہند کے مونھ سپید کر دیئے

(لہ حاشیہ ۱۲۷ پر ملاحظہ ہو)

ہزاروں مارے لاکھوں قید کئے یہاں تک کہ ہندو کے معنی ہی غلام ٹھہر گئے یہاں کے نومسلم مسلم تو ہو گئے مگر ہزاروں اپنے آبائی خصال کے پابند رہے داڑھیاں منڈائیں بسنت منائیں ساونی کریں چیریاں رنگائیں عورتیں بدلحاظی کے کپڑے پہنیں کنبے بھر کی سب غیریں سامنے آنے کے واسطے بہنیں شادیوں میں معاذ اللہ فحش گیت سالی بہنوئی میں ہنسی کی ریت یہاں تک کہ بہت پوربی اضلاع میں چھوت اور چوکا تک مشہود اور اکثر دیہات میں ہولی دیوالی بلکہ اس سے زائد شیطنت موجود۔ پھر اس عملداری میں شیوع نیچریت بے قیدی شر دازادی نفس کے لئے سونے میں سہاگہ کچھ اتباع فرنگ کچھ زنانی امنگ صفائی رخسارہ کا نصیب جاگا لاجرم اس حرکت کے عادیوں کو چند حال سے خالی نہ پائیے گا نسلاً مجوسی یا مذہباً رافضی یا یورپی تہذیب کا دلدادہ نیچری یا جھوٹے متصوفہ یا مبتلائے رفض خفی یا باپ دادا ہندو نومسلم غافل یا ان صحبتوں کا بگڑا آوارہ جاہل بہر حال اس کا مبدء ومنبع ومرجع وہی خصلت کفار جس سے خدا ناراض رسول بیزار جس پر قرآن عظیم میں وہ سخت وعیدوہ قاہر بار آئندہ ماننے نہ ماننے کا ہر شخص مختار والتوفیق باللہ العزیز الغفار۔ **تنبیہ**: ہشتم احادیث میں **حدیث (۱)** امام مالک واحمد وبخاری ومسلم وابوداؤد وترمذی ونسائی وابن ماجہ وطحاوی حضرت عبداللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں خالفوا المشرکین احفوا الشوارب واوفروا اللحیۃ مشرکوں کا خلاف کرو مونچھیں خوب پست اور داڑھیاں کثیر ووافر رکھو یہ لفظ صحیحین ہیں۔ صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے انھکوا الشوارب واعفوا اللحی مونچھیں مٹاؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ۔ مسلم ترمذی ابن ماجہ طحاوی کی ایک روایت ہے احفوا الشوارب واعفوا اللحی خوب پست کرو مونچھیں اور چھوڑ رکھو داڑھیاں روایت امام مالک وابی داؤد اور ایک روایت مسلم وترمذی میں ہے ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم امر باحفاء الشوارب واعفاء اللحی بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حکم فرمایا مونچھیں خوب پست کرنے اور داڑھیاں معاف رکھنے کا **حدیث (۲)** احمد مسند مسلم صحیح طحاوی آثار ابن عدی کامل طبرانی اوسط میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں جزوا الشوارب وارخوا اللحی خالفوا المجوس مونچھیں کترواؤ اور داڑھیاں بڑھنے دو آتش پرستوں کا خلاف کرو۔ امام احمد کی روایت میں ہے قصوا الشوارب واعفوا اللحی مونچھیں ترشواؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ۔ طبرانی کی روایت ہے وفروا اللحی وخذوا من الشوارب کثیر کرو داڑھیاں اور مونچھوں میں سے لو۔ دوسری روایت میں زائد کیا وانتفوا الابط وقصوا الاظافیر ابن عدی کی روایت ہے واحفوا الشوارب واعفوا اللحی **حدیث (۳)** امام ابوجعفر طحاوی شرح معانی الآثار میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں احفوا الشوارب واعفوا اللحی ولا تشبھوا بالیھود مونچھیں خوب پست کرو اور داڑھیوں کو معافی دو یہودیوں کی سی صورت نہ بنو **حدیث (۴)** امام احمد مسند طبرانی کبیر بیہقی شعب الایمان ضیا صحیح مختارہ ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں قصوا سبالکم ووفروا عثانینکم وخالفوا اھل الکتاب مونچھیں کترو اور داڑھیوں کو کثرت دو یہود ونصارٰی کا خلاف کرو **حدیث (۵)** طبرانی کبیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اوفوا اللحی وقصوا الشوارب۔ پوری کرو داڑھیاں اور ترشو مونچھیں **حدیث (۶)** ابن حبان صحیح میں اور طبرانی اور بیہقی میمون بن مہران سے راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا ذکر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم المجوس فقال انھم یوفرون سبالھم ویحلقون لحاھم فخالفوھم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مجوسیوں کا ذکر کیا فرمایا وہ اپنی لبیں بڑھاتے اور داڑھیاں مونڈتے ہیں تم ان کا خلاف کرو **حدیث (۷)** ابن عدی کامل بیہقی شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں احفوا الشوارب

(حاشیہ ص کا) لہ اہلسنت شیعہ را بہ بعضے مسائل قبیحہ طعن میکردند جمعے از علمائے مذہب ایشاں تدبیر دفع بایں صورت کردہ اند کہ از کتب خود آں مسائل محو نمودند وکتب قدیمہ را مخفی ساختند مثل لواطت با مملوک وبا مادر وخواہر لف حریر ۱۲ تحفہ اثنا عشریہ ملخصاً۔

واعفوا اللحی مونچھیں خوب پست کرو اور داڑھیاں خوب بڑھاؤ۔

حدیث (۸) ابوعبیداللہ محمد بن مخلد دوری اپنے جزء حدیثی میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں خذوا من عرض لحاکم واعفوا طولہا داڑھیوں کے عرض سے لو اور ان کے طول کو معاف رکھو۔

حدیث (۹) خطیب بغدادی ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا یاخذن احدکم من طول لحیتہ ہرگز کوئی شخص اپنی داڑھی کے طول سے کم نہ کرے۔

حدیث (۱۰) ابن سعد طبقات میں عبداللہ بن عبداللہ سے مرسلاً راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لکن ربی امرنی ان احفی شاربی واعفی لحیتی مگر مجھے میرے رب نے حکم فرمایا کہ اپنی لبیں پست کروں اور داڑھی بڑھاؤں۔ اس حدیث کا واقعہ وہ ہے کہ کتاب الخمیس فی احوال انفس نفیس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وغیرہ کتب معتمدہ میں ہے کہ جب حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہدایت اسلام کے فرامین بنام سلاطین جہاں نافذ فرمائے قیصر ملک روم نے تصدیق نبوت کی مگر بجہت دنیا اسلام نہ لایا مقوقس بادشاہ مصر نے شقہ والا کی کمال تعظیم کی اور ہدایا حاضر بارگاہ رسالت کئے سگ ایران خسرو پرویز قتلہ اللہ نے فرمان اقدس چاک کردیا اور باذان صوبہ یمن کو لکھا دو مضبوط آدمی بھیجکر انھیں یہاں بلائے باذان نے اپنے داروغہ بابویہ اور ایک پارسی خرخسرہ نامی کو مدینہ طیبہ روانہ کیا انہما حین دخلا علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کانا قد حلقا لحاھما واعفیا شواربھما فکرہ النظر الیہما وقال ویلکما من امرکما بھذا قالا ربنا یعنیان کسرٰی فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکن ربی امرنی باعفاء لحیتی وقص شواربی۔ یہ دونوں جب بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے داڑھیاں منڈائے اور مونچھیں بڑھائے ہوئے تھے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی طرف نظر فرماتے کراہت آئی اور فرمائی خرابی ہو تمہارے لئے کس نے تمہیں اس کا حکم دیا وہ بولے ہمارے رب یعنی خسرو پرویز خبیث نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مگر مجھے تو میرے رب نے داڑھی بڑھانے اور لبیں تراشنے کا حکم فرمایا ہے مسلمان اس حدیث کو یاد رکھیں کہ بابویہ وخرخسرہ اس وقت تک نہ اسلام لائے تھے نہ احکام اسلام سے آگاہ تھے اُن کی یہ وضع دیکھ کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انکی صورت دیکھنے سے کراہت کی تو جو مسلمان احکام حضور جان بوجھ کر مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف مجوسیوں کے موافق ایسی گندی صورت بنائے وہ کس قدر حضور اعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کراہیت و بیزاری کا باعث ہوگا۔ آدمی جس حال پر مرتا ہے اُسی حال پر اُٹھتا ہے اگر روز قیامت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ مجوس کی صورت دیکھ کر نگاہ فرمانے سے کراہیت فرمائی تو یقین جان کہ تیرا ٹھکانا کہیں نہ رہا۔ مسلمان کی پناہ امان نجات دستگاری جو کچھ ہے ان کی نظر رحمت میں ہے اللہ کی پناہ اُس بری گھڑی سے کہ وہ نظر فرماتے کراہیت لائیں۔ والعیاذ باللہ ارحم الراحمین۔ اس کے بعد حدیث میں معجزہ مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ظہور خسرو پرویز مردود کا ہلاک باذان و بابویہ وخرخسرہ وغیرہم بہت اہل یمن کا مشرف باسلام ہونا مذکور ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

حدیث (۱۱) سنن نسائی شریف ہے اخبرنا محمد بن سلمۃ (ثقۃ ثبت) ثنا ابن وھب (ثقۃ حافظ عابد) عن حیوۃ بن شریح (ثقۃ ثبت فقیہ زاھد) وذکر اٰخر قبلہ عن عیاش بن عباس (القتبانی ثقۃ) ان شییم بن بیتان (القتبانی ثقۃ) حدثہ انہ سمع رویفع بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال یا رویفع لعل الحیاۃ ستطول بک بعدی فاخبر الناس انہ من عقد لحیتہ او تقلد وترا او استنجی برجیع دابۃ او عظم فان محمدا بریٔ منہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت رویفع بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اے رویفع میں امید کرتا ہوں کہ تو میرے بعد عمر دراز پائے تو لوگوں کو خبر دینا کہ جو اپنی داڑھی باندھے یا کمان کا چلہ گلے میں لٹکائے یا کسی جانور کی لید گوبر یا ہڈی سے استنجا کرے تو بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُس سے بیزار ہیں۔

حدیث (۱۲) سنن ابی داؤد شریف میں اس حدیث کو روایت کرکے فرمایا حدثنا یزید بن خالد (ثقۃ) نا مفضل (ھو ابن فضالۃ المصری ثقۃ فاضل عابد) عن عیاش (ذاک ابن عباس الثقۃ) ان شییم بن بیتان اخبرہ بھذا الحدیث ایضا عن ابی سالم الجیشانی (سفیٰن بن ھانی مخضرم وقیل

لہ صحبتہ، عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما ینہی عن ذلک وھو معہ مرابط بمصن باب الیون یعنی اسی طرح یہ حدیث حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما نے روایت فرمائی۔ حضرت شیخ محقق و مولانا عبدالحق محدث دہلوی لمعات التنقیح میں فرماتے ہیں عقد لحیتہ الاکثرون علی ان المراد تجعید ہا بالمعالجۃ وانما ذکرہ ذلک لانہ فعل من لیس من اھل الدین وتشبہ بھم وقیل کانوا یعقدون فی الحرفی زمن الجاھلیہ تکبرا وتعجبا فامروا بارسالھا و ذلک من فعل الاعاظم وقال التورپشتی یفتلونھا کذا فی مجمع البحار والاول ھو الوجہ اھ مختصرًا علامہ طیبی حاشیۂ مشکوٰۃ پھر علامہ طاہر مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں عقد ای جعدھا بالمعالجۃ ونھی عنہ لمافیہ من التشبہ بمن نعلہ من الکفرۃ یعنی داڑھی باندھنے سے مراد اس کا مجعد و مرغول بنانا ہے کہ یہ کافروں کا فعل ہے اور اسمیں اُن سے تشبہ ہے۔ ڈاڑھی چڑھانے والے حضرات کہ ڈھاٹے باندھ باندھ کر داڑھی کو مجعد و مرغول کرتے اور متکبر ٹھاکروں جاٹوں کی صورت بنتے ہیں ان صحیح حدیثوں کو جن کے ہر ہر راوی کی ثقاہت و عدالت ہم نے تقریب التہذیب امام خاتم الحافظ ابن حجر سے نقل کردی یاد رکھیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بیزاری و بے علاقگی کو ہلکا نہ جانیں اور داڑھی منڈانے کترنے والے زیادہ سخت عذاب آفت کے منتظر رہیں۔ جب داڑھی باقی رکھ کر اس کی صفت و ہیئت میں کافروں سے تشبہ اس درجہ باعث بیزاری محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہوا تو سرے سے داڑھی قطع یا حلق کردینا اور پورے پورے مجوسیوں مچھندروں کی صورت بنا جس قدر موجب غضب و ناراضی واحد قہار و رسول کردگار جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم ہونا ہے۔ الآثار **حدیث ۱۳ و ۱۴**۔ امام ابوطالب مکی قوت القلوب اور امام حکیم الامہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں رد عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ وابن ابی لیلٰی قاضی المدینۃ شھادۃ من کان ینتف لحیتہ یعنی امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ وعبدالرحمٰن بن ابی لیلٰی قاضی مدینہ طیبہ کہ اکابر ائمہ تابعین و اجلہ تلامذہ امیر المومنین عثمان غنی و امیر المومنین مولٰی علی رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ہیں ان دونوں ائمہ ہدٰی نے داڑھی چننے والے کی گواہی رد فرمادی۔ **حدیث ۱۵**۔ یہی دونوں امام مکی و غزالی فرماتے ہیں شھد رجل عند عمر بن عبد العزیز بشھادۃ وکان ینتف فنیکیہ فرد شہادتہ ایک شخص نے سادس خلفاء راشدین امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ کے یہاں کسی معاملہ میں گواہی دی اور وہ اپنی داڑھی کا ایک خفیف حصہ جسے کوٹھے کہتے ہیں چنا کرتا تھا امیر المومنین نے اُس کی شہادت رد فرمادی **حدیث ۱۶ و ۱۷**۔ امام محمد بن ابی الحسین علی مکی دقائق الطریقہ میں حضرت کعب احبار و ابی الجلد (جیلان بن فروہ اسدی) رحمہم اللہ تعالٰی سے ذکر فرماتے ہیں یکون فی اٰخر الزمان اقوام یقصون لحاھم اولئک لاخلاق لھم آخر زمانہ میں کچھ لوگ ہوں گے کہ داڑھیاں کتریں گے وہ نرے بے نصیب ہیں یعنی اُن کے لئے دین میں حصہ نہیں آخرت میں بہرہ نہیں والعیاذ باللہ رب العٰلمین۔ ہذا مختصر تنبیہ نہم نصوص ائمہ کرام وعلمائے اعلام میں **نص ۱ تا ۵**۔ امام محقق علی الاطلاق کمال الدین محمد بن الہمام فتح القدیر پھر علامہ زین بن نجیم مصری البحر الرائق پھر علامہ ابو الاخلاص حسن بن عمار شرنبلالی غنیہ ذوی الاحکام پھر علامہ مدقق محمد بن علی دمشقی درمختار پھر علامہ سیدی احمد مصری حاشیۂ مراقی الفلاح سب علما کتاب الصوم میں فرماتے ہیں المعنی للکل واللفظ للحاشیہ الدرر والغرر الاخذ من اللحیۃ وھی دون القبضۃ کما یفعلہ بعض المغاربۃ ومخنثۃ الرجال فلم یحبہ احد واخذ کلھا فعل المجوس الاعاجم والیھود والھنود بعض اجناس الافرنج یعنی جب داڑھی ایک مشت سے کم ہو تو اُس میں کچھ لینا جس طرح بعض مغربی اور زنانے زنخے کرتے ہیں یہ کسی کے نزدیک حلال نہیں اور سب لے لینا ایرانی مجوسیوں اور یہودیوں اور ہندوؤں اور بعض فرنگیوں کا فعل ہے۔ **نص ۶ تا ۱۲**۔ امام برہان الملۃ والدین فرغانی ہدایہ پھر امام زیلعی تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق پھر علامہ نجم الدین طوری تکملۂ بحر الرائق پھر علامہ شرنبلالی غنیہ پھر علامہ سید ابو السعود ازہری فتح اللہ المعین حاشیۂ کنز پھر علامہ سید احمد طحطاوی حاشیۂ تنویر پھر علامہ سیدی محمد امین آفندی ردالمحتار علی الدرالمختار سب علما کتاب الجنایات مسئلہ جنایت بحلق لحیہ میں فرماتے ہیں یؤدب علی ذلک لارتکاب المحرم ھذا اھو لفظ الکل الا الطرفین فلفظھما یؤدب علی ارتکابہ مالایحل۔ داڑھی مونڈنے والے کو سزا دی جائے کہ وہ فعل حرام کا مرتکب ہوا **نص ۱۳ تا ۱۷**۔ علامہ تورپشتی شرح مصابیح پھر علامہ

طیبی شرح مشکوۃ پھر مولانا علی قاری مکی مرقاۃ پھر علامہ فتنی مجمع البحار پھر شیخ محقق لمعات میں فرماتے ہیں قص اللحیۃ کان من صنیع الاعاجم وھو الیوم شعار کثیر من المشرکین کالافرنج والیھود ومن لاخلاق لھم فی الدین من الفرق الموسومۃ بالقلندریۃ طھر اللہ عنھم حوزۃ الدین۔ داڑھی تراشنا پارسیوں کا کام تھا اور اب تو بہت کافروں کا شعار ہے جیسے فرنگی اور ہندو اور وہ فرقہ جس کا دین میں کچھ نہیں جو قلندر کہلاتے ہیں اللہ تعالٰی اسلامی حدود کو ان سے پاک کرے۔ **نص ۱۸ و ۱۹** ۔ کواکب الدراری شرح صحیح بخاری امام کرمانی و مجمع میں ہے فسبحٰنہ ما اسخف عقول قوم طولوا الشارب واحفوا اللحی عکس ماعلیہ فطرۃ جمیع الامم قد بدلوا فطرتھم نعوذ باللہ سبحان اللہ کس قدر پوچ عقل ہے اُن لوگوں کی جنھوں نے مونچھیں بڑھائیں اور داڑھیاں پست کیں برعکس اُس خصلت کے جس پر تمام امم انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی فطرت ہے اُنھوں نے اپنی اصل خلقت ہی بدل دی خدا کی پناہ۔ **نص ۲۰ تا ۲۲** ۔ امام ابوالحسن علی بن ابی بکر بن عبدالجلیل مرغینانی نے کتاب التجنیس والمزید میں اس کے عدم جواز کی تصریح فرمائی لمعات شرح مشکوۃ و نصاب الاحتساب باب السادس میں ہے ھل یجوز حلق اللحیۃ کما یفعلہ الجوالقیون الجواب لایجوز ذکرہ فی جنایۃ الھدایۃ وکراھیۃ التجنیس یعنی سوال کیا داڑھی منڈانا جائز ہے جیسے جھولا شاہی فقیر کرتے ہیں **جواب** ناجائز ہے ہدایہ کتاب الجنایات اور تجنیس کتاب الکراہیۃ میں اسکی تصریح ہے **نص ۲۳ و ۲۴** ۔ تبیین المحارم و ردالمحتار میں ہے " ازالۃ الشعر من الوجہ حرام الا اذا نبت للمرأۃ لحیۃ او شوارب فلاتحرم ازالتہ بل تستحب " مونھ کے بال دور کرنا حرام ہے مگر جب کسی عورت کے داڑھی یا مونچھ نکل آئے تو اسے حرام نہیں بلکہ مستحب ہے **نص ۲۵ و ۲۶** ۔ مفہم شرح صحیح مسلم للعلامۃ القرطبی پھر اتحاف السادۃ المتقین میں ہے " لایجوز حلقھا ولانتفھا ولاقص الکثیر منھا " داڑھی کا نہ مونڈنا جائز نہ چننا نہ زیادہ کترنا۔ **نص ۲۷** ۔ امام شمس الائمہ کردری وجیز میں فرماتے ہیں " لایحل للرجل ان یقطع اللحیۃ۔ مرد کو حلال نہیں کہ داڑھی کاٹے۔ **نص ۲۸ تا ۳۰** ۔ بعینہٖ یہی الفاظ امام ابوبکر نے فرمائے اور ان سے نوازل اور نوازل سے نصاب الاحتساب باب ثامن میں منقول ہوئے۔ **نص ۳۱ و ۳۲** ۔ درمختار میں ہے فیہ (ای فی المجتبی) قطعت شعر راسھا اثمت ولعنت زاد فی البزازیۃ ولو باذن الزوج لانہ لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق ولذا یحرم علی الرجل قطع لحیتہ والمعنی المؤثر التشبہ بالرجال یعنی مجتبی شرح قدوری میں ہے عورت اپنے سر کے بال کاٹے تو گنہگار و ملعونہ ہو جائے بزازیہ میں زائد فرمایا کہ اگرچہ شوہر کی اجازت سے اس لئے کہ خدا کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں اسی لئے مرد پر داڑھی کاٹنا حرام ہے اور علت گناہ مردوں کی وضع بنانی ہے یعنی عورت کو موئے سر تراشنے کی حرمت میں یہ علت ہے کہ یہ مردانی وضع ہے جس طرح مرد کو ریش تراشنی حرام ہونے کی علت یہ کہ عورتوں سے تشبہ ہے اور وہ دونوں ناجائز۔ **نص ۳۳** ۔ علامہ قاری شرح شفائے امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں حلق اللحیۃ منھی عنہ داڑھی مونڈنے کی شرع میں ممانعت ہے **نص ۳۴** ۔ علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں اما حلقھا فمنھی عنہ لانہ عادۃ المشرکین داڑھی مونڈنا ممنوع ہے کہ یہ کافروں کی عادت ہے **نص ۳۵** ۔ اشعۃ اللمعات سے گزرا علت در حرمت حلق لحیہ ہمین ست۔ **نص ۳۶** ۔ اُسی میں ہے حلق کردن لحیہ حرام ست وروش فرنج وہنود جوالقیان ست کہ ایشاں را قلندریہ گویند **نص ۳۷** ۔ فتح المعین بشرح قرۃ العین میں ہے "یحرم حلق لحیۃ" داڑھی مونڈنا حرام ہے۔ **فائدہ**

جس طرح داڑھی مونڈنا کتروانا بالاتفاق حرام و گناہ ہے یونہی ہمارے ائمہ و جمہور علما کے نزدیک اس کا طول فاحش کہ بے حد بڑھایا جائے جو حد تناسب سے خارج و باعث انگشت نمائی ہو مکروہ و ناپسند ہے امام قاضی عیاض پھر امام ابوذکریا نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں تکرہ الشھرۃ فی تعظیمھا کما تکرہ فی قصھا وجزھا اُسی میں ہے وکرہ مالک طولھا جدا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و حضرت عبداللہ بن عمر و حضرت ابوہریرہ وغیرہما صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین کے افعال و اقوال اور ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ و محرر مذہب امام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہما و عامہ کتب فقہ و حدیث کی تصریح سے اس کی حد یکمشت ہے ابھی نصوص علماء سے گزرا کہ اس سے کم کرنا کسی نے حلال نہ جانا قبضہ سے زائد کا قطع ہمارے نزدیک مسنون ہے بلکہ نہایہ میں بلفظ وجوب تعبیر کیا تفصیل اس کی بحر و نہر اور درمختار اور اس کے حواشی وغیرہا کتب فقہ اور مرقاۃ و لمعات و منہاج وغیرہ کتب حدیث اور قوۃ القلوب و احیاء العلوم وغیرہما کتب سلوک میں دیکھئے قول عرب کہ اس ناقل ناعاقل نے لکھا اور نہ

اس کا قائل جانا نہ منقولہ ہی ٹھیک نقل کیا اس میں اسی طول فاحش ومفرط کی ناپسندی ہے ورنہ نفس طول تو سبزۂ آغاز ہوتے ہی حاصل کہ بال اگرچہ ذرہ بھر ہو آخر جسم ہے اور جسم بے طول ناممکن تو مطلق طول کی مذمت نفس لحیہ کی مذمت ہوگی حالانکہ تمام عالم جانتا ہے کہ عرب کی قدیم قومی وملکی ومذہبی عادت ہمیشہ داڑھی رکھنی رہی ہے وہ اس کے نہ ہونے کی مذمت کرتے اور اسے سخت عیب جانتے جس کا کچھ ذکر اقوال امام شریح واصحاب امام احنف سے گزرا قوت القلوب شریف میں امام ابویوسف رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے من عظمت لحیتہ جلت معرفتہ اُس میں بعض ادیبوں سے نقل فرمایا فی اللحیۃ خصال نافعۃ منہا تعظیم الرجل والنظر الیہ بعین العلم والوقار ورفعہ فی المجالس والاقبال علیہ وتقدیمہ علی الجماعۃ وتعقیلہ اسی طرح احیاء العلوم میں ہے یہ زنخداں کے دو تین بال جو اس خلیع العذار کے نزدیک حد اعتدال عرب اسے منحوس ومذموم جانتے اور عجم کیا اچھا سمجھتے ہیں یہاں تک کہ اس پر مثلیں زباں زد ہوئیں اور ہر عاقل جانتا ہے کہ خیر الامور اوسطہا قال تعالٰی وکان بین ذٰلک قواما و قال تعالٰی وابتغ بین ذٰلک سبیلا وقال تعالٰی عوان بین ذٰلک کو بیچ کے بارے میں امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے اقوال ووقائع بیہقی نے مناقب میں روایت اور امام سخاوی نے مقاصد حسنہ میں زیر حدیث ایاکم والاشقر الازرق ذکر کئے جسے دیکھنا ہو وہاں دیکھے تنبیہ وہم بقیہ دلائل تحریم میں دلیل اول داڑھی منڈانا مثلہ یعنی صورت بگاڑنا ہے اور مثلہ حرام اب کتب فقہیہ سے کتاب الحج کا احرام باندھئے۔ **نص ۳۸**۔ ہدایہ میں ہے حلق الشعر فی حقہا مثلۃ کحلق اللحیۃ فی حق الرجال **نص ۳۹**۔ کافی شرح وافی لاتحلق ولکن تقصر لان الحلق فی حقہا مثلۃ والمثلۃ حرام وشعر الرأس زینۃ لہا کاللحیۃ للرجل کما لایحلق لحیتہ عند الخروج من الاحرام فکذا لاتحلق شعرہا۔ **نص ۴۰ و ۴۱** امام ملک العلماء ابوبکر مسعود کاشانی بدائع پھر علامہ علی قاری مسلک منقسط میں فرماتے ہیں حلق اللحیۃ من باب المثلۃ **نص ۴۲ و ۴۳** تبیین الحقائق وابوالسعود مصری حلق رأسہا مثلۃ کحلق اللحیۃ فی الرجل۔ **نص ۴۴**۔ نیز تبیین میں ہے لایاخذ من اللحیۃ شیئا لانہ مثلۃ **نص ۴۵ و ۴۶**۔ بحرالرائق وطحطاوی علی الدر واللفظ للبحر لاتحلق لکونہ مثلۃ کحلق اللحیۃ۔ **نص ۴۷**۔ برجندی شرح نقایہ حلق الرأس فی حقہا مثلۃ کحلق اللحیۃ فی حق الرجل۔ **نص ۴۸**۔ شرح اللباب اما المرأۃ فلیس لہا الا التقصیر لما سبق من ان حلق رأسہا مثلۃ کحلق الرجل اللحیۃ۔ **نص ۴۹**۔ طریق المریدہ سے گزرا کہ النقصان منہا مثلۃ ان سب عبارات کا حاصل یہی ہے کہ مرد کو داڑھی منڈانا کترنا مثلہ ہے جیسے عورت کو سر منڈانا۔ یہ مسئلہ ایسا واضحہ جلیلہ ہے کہ مسلمانوں کے تمام خواص وعوام اُس سے آگاہ ہیں ہر ذی عقل مسلم جانتا ہے کہ جیسے عورت کے حق میں گیسو بریدہ گالی ہے یونہیں مرد کے لئے داڑھی منڈا۔ ہاں ناپاک طبائع کا ذکر نہیں بہتیرے مرد زنانے بنتے محافل میں ناچتے اپنی ماں بہن کے پیچھے طبلہ بجاتے ہیں اور ان حرکات سے اصلاعار نہیں رکھتے جس طرح داڑھی رکھنا افعال قدیمہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام سے ہے یونہیں یہ اشارہ بھی اقوال قدیمہ رسل عظام سے اذالم تستحی فاصنع ماشئت بیحیا باش وہرچہ خواہی کن اب امام ابوالبرکات عبداللہ نسفی کا ارشاد ابھی گزرا المثلۃ حرام اشعۃ سے گزرا علت درحرمت مثلہ ہمیں ست احادیث لیجئے کہ امید کرتا ہوں مجموعًا اس تحریر کے سوا شائد نہ ملیں۔ **حدیث ۱۸**۔ امام احمد وبخاری ومسلم ونسائی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا[۲] من مثل بالحیوان فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین جو کسی جاندار کے ساتھ مثلہ کرے اُس پر اللہ وملئکہ وبنی آدم سب کی لعنت **حدیث ۱۹**۔ شافعی احمد دارمی مسلم ابوداؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ طحطاوی ابن حبان بیہقی ابن الجارود حضرت بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب کوئی لشکر بھیجتے سپہ سالار کو وصیت فرماتے اغزوا بسم اللہ فی سبیل اللہ قاتلوا من کفر باللہ اغزوا ولاتغلوا ولاتغدروا ولاتمثلوا ولاتقتلوا ولیدا۔ جہاد کرو اللہ کے نام پر اللہ کی راہ میں قتال کرو اللہ کے منکروں سے جہاد کرو اور خیانت نہ کرو۔ نہ عہد کو توڑو نہ مثلہ کرو نہ کسی بچے کو قتل کرو۔ **حدیث ۲۰**۔ امام احمد مسند اور ابن ماجہ سنن اور قاضی عبدالجبار بن احمد اپنی امالی میں حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ہمیں ایک لشکر میں بھیجا فرمایا سیروا بسم اللہ وفی سبیل اللہ قاتلوا من کفر باللہ ولاتمثلوا ولاتغدروا ولاتقتلوا ولیدا چلو خدا کے نام پر خدا کی راہ میں جہاد کرو خدا کے منکروں سے اور نہ مثلہ کرو نہ بدعہدی نہ خیانت نہ بچے کا قتل **حدیث ۲۱**۔ حاکم مستدرک میں حضرت ابن الفاروق

[۲] لعن اللہ من مثل بالحیوان اللہ کی لعنت اُس پر جو جانور کا مثلہ کرے طبرانی نے بسند حسن ان سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا۔

رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا خذ فاغز فی سبیل الله فقاتلوا من کفر بالله لاتغلوا ولاتمثلوا ولاتقتلوا
ولیدا فهذا عهد الله وسیرة نبیه لے خدا کی راہ میں لڑ منکران خدا سے جہاد کر و خیانت نہ کرو نہ مثلہ نہ بچوں کو قتل کہ یہ اللہ تعالٰی کا عہد
اور اس کے نبی کا شیوہ ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ **حدیث ۲۲**: بیہقی سنن میں امیر المؤمنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے حدیث طویل
میں راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب کوئی لشکر کفار پر بھیجتے فرماتے لاتمثلوا بادمی ولا بهیمة مثلہ نہ کرو نہ کسی آدمی کو نہ چوپائے
کو۔ **حدیث ۲۳ تا ۲۵**: احمد و بخاری حضرت عبداللہ بن زید اور احمد وابوبکر بن شیبہ حضرت زید بن خالد اور طبرانی حضرت ابوایوب
انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی نهی رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم عن النهبة والمثلة رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے
لوٹ اور مثلہ سے منع فرمایا۔ **حدیث ۲۶ و ۲۷**: ابن ماجہ حضرت ابوسعید خدری اور امام ابوجعفر طحطاوی وسلیمان بن احمد طبرانی حضرت عبداللہ
بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی نهی رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم ولفظ الطحاوی سمعت رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم
ینهی ان یمثل بالبهائم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے چوپایوں کو مثلہ کرنے سے منع فرمایا۔ **حدیث ۲۸ تا ۳۰**: ابوبکر بن ابی شیبہ وامام
طحطاوی وحاکم حضرت عمران بن حصین اور راولین و طبرانی حضرت مغیرہ بن شعبہ اور صرف اول حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہم سے
راوی نهی رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم عن المثلة هذا حدیث الحاکم عن عمران ومثله لفظ الطبرانی عن ابن عمر و
حدثنا المغیرة واسماء رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مثلہ سے منع فرمایا۔ **حدیث ۳۱**: طبرانی امیر المومنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے
راوی سمعت رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم ینهی عن المثلة ولو العقور میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سنا کہ
مثلہ کرنا منع فرماتے تھے اگرچہ سگ گزندہ کو۔ **حدیث ۳۲ و ۳۳**: ابن قانع و طبرانی وابن مندہ بطریق موسٰی بن ابی حبیب حضرت حکم
بن عمیر و حضرت عائذ بن قرط رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لاتمثلوا بشیئ من خلق الله عزوجل
فیه روح خلق اللہ میں سے کسی ذی روح کو مثلہ نہ کرو۔ **حدیث ۳۴ و ۳۵**: ابوداؤد و طحطاوی حضرت سمرہ بن جندب اور بخاری ومسلم
قتادہ سے مرسلاً راوی کان النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم یحث علی الصدقة وینهی عن المثلة هذا لفظ ابی داؤد ولفظ الطحاوی
فلما خطب خطبة الا امرنا فیها بالصدقة ونهانا عن المثلة ولفظهما فی حدیث العرنیین عن قتادة بلغنا ان النبی صلی الله تعالٰی علیه
وسلم کان بعد ذلك یحث علی الصدقة وینهی عن المثلة وبمعناه لابن ابی شیبة والطحاوی عن عمران فی الحدیث الماد یعنی کم کوئی
خطبہ ہوگا جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صدقہ کا حکم اور مثلہ سے ممانعت نہ فرماتے ہوں۔ **حدیث ۳۶**: طبرانی کبیر میں
حضرت یعلٰی بن مرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لاتمثلوا بعباد الله اللہ کے بندوں کو مثلہ نہ کرو
حدیث ۳۷ و ۳۸: ابن عساکر وابن النجار حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا اور ابن ابی شیبہ مصنف میں عطا سے مرسلاً
راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا لاتمثل به فیمثل الله بك یوم القیمة حاصل یہ کہ جو یہاں مثلہ کریگا روز قیامت اُسے
اللہ تعالٰی مثلہ بنائے گا۔ **حدیث ۳۹**: بیہقی سنن میں صالح بن کیسان سے حدیث طویل میں راوی حضرت خلیفہ رسول اللہ صلی
اللہ تعالٰی علیہ وسلم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ تعالٰی عنہما کو سپہ سالاری پر بھیجتے وقت وصیت میں
فرمایا لاتغدر ولاتمثل ولاتجبن ولاتغلل نہ عہد توڑنا نہ مثلہ کرنا نہ بزدلی نہ خیانت۔ **حدیث ۴۰**: سیف کتاب الفتوح میں متعدد شیوخ سے
راوی امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے صوبہ ملک یمامہ مہاجرین ابی امیہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو فرمان بھیجا جس میں ارشاد
ہے ایاك والمثلة فی الناس فانها ماثم ومنفرة الا فی قصاص لوگوں کو مثلہ کرنے سے بچو کہ وہ گناہ ہے اور نفرت دلانے والا مگر قصاص
وعوض میں اللہ اکبر جب چوپایوں سے مثلہ حرام چوپائے درکنار کٹکھنے کتے سے ناجائز کتے سے بھی گزرے حربی کافر سے بھی منع تو مسلمان کا خود
اپنے مونھ کے ساتھ مثلہ کرنا کس درجہ اشد حرام وموجب لعنت وانتقام ہے۔ والعیاذ باللہ تعالٰی۔ **حدیث ۴۱**: طبرانی معجم کبیر میں بسند حسن
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من مثل بالشعر فلیس له عند الله

خلاق۔ جو بالوں کے ساتھ مثلہ کرے اللہ عزوجل کے یہاں اُس کا کچھ حصہ نہیں۔ والعیاذ باللہ رب العٰلمین یہ حدیث خاص مسئلہ مثلۂ مو میں ہے بالوں کا مثلہ یہی جو کلمات ائمہ سے مذکور ہوا کہ عورت سر کے بال منڈالے یا مرد داڑھی یا مرد خواہ عورت بھویں کما یفعلہ کفرۃ الھنود فی الحداد یا سیاہ خضاب کرے کمافی المناوی والعزیزی والحفنی شروح الجامع الصغیر یہ سب صورتیں مثلۂ مو میں داخل ہیں اور سب حرام۔ **دلیل دوم**۔ داڑھی منڈانا زنانی صورت بننا اور عورتوں سے تشبہ پیدا کرنا ہے اور مرد کو عورت عورت کو مرد سے کسی لباس وضع چال ڈھال میں بھی تشبہ حرام نہ کہ خاص صورت و بدن میں ظاہر ہے کہ عورت و مرد کا جسم ظاہر میں ما بہ الامتیاز یہی چوٹی، داڑھی ہے اسی طرح تسبیح ملائکہ میں اشارہ وارد ہوا امام زیلعی تبیین الحقائق علامہ اتقانی غایۃ البیان۔ علامہ طوری تکملہ بحر سب علماء کتاب الجنایات اور امام حجۃ الاسلام محمد غزالی کیمیائے سعادت میں ذکر کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اللہ ملئکتہ تسبیحھم سبحٰن من زین الرجال باللحی والنساء بالقرون والذوائب لیس عند الاتقانی فی نسختی لفظ القرون بیشک اللہ عزوجل کے کچھ فرشتے ہیں جنکی تسبیح یہ ہے پاکی ہے اُسے جس نے مردوں کو زینت دی داڑھیوں سے اور عورتوں کو گیسوؤں سے بلکہ داڑھی چوٹی سے بھی زیادہ وجہ امتیاز ہے کہ مرد چوٹی بنا سکتا ہے اور عورت داڑھی نہیں نکال سکتی ولہذا **نص ۵۰ و ۵۱**۔ امامین جلیلین قوت و احیاء میں فرماتے ہیں اللحیۃ من تمام خلق الرجال وبھا تمیز الرجال من النساء فی ظاھر الخلق داڑھی آفرینش مرد کی تمامی سے ہے اور اسی سے متمیز ہوتے ہیں مرد عورتوں سے ظاہری صورت میں۔ لاجرم بزازیہ و درمختار و ردالمحتار کے نصوص گزرے کہ عورت کو موئے سر مرد کو داڑھی کا قطع کرنا حرام ہے کہ اس میں ایک کا دوسرے سے تشبہ ہے۔ **نص ۵۲**۔ سیدی عارف باللہ علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقۂ ندیہ شرح طریقۂ محمدیہ میں فرماتے ہیں الحکمۃ فی تحریم تشبہ الرجل بالمرأۃ وتشبہ المرأۃ بالرجل انھما مغیران لخلق اللہ۔ مرد عورت کا باہم تشبہ حرام ہونے کی حکمت یہ ہے کہ وہ دونوں اس میں خدا کی بنائی چیز بدلتے ہیں۔ یہ اشارہ ہے اُسی آیۂ کریمہ فلیغیرون خلق اللہ کی طرف یہ آیت تو تھی اب بتوفیق اللہ تعالٰی احادیث لیجئے۔ **حدیث ۴۲**۔ امام احمد و دارمی و بخاری و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و طبرانی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لعن اللہ المتشبھین من الرجال بالنساء والمتشبھات من النساء بالرجال اللہ کی لعنت اُن مردوں پر جو عورتوں کی وضع بنائیں اور اُن عورتوں پر جو مردوں کی۔ طبرانی کی روایت یوں ہے ان امرأۃ مرت علی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم متقلدۃ قوسا فقال لعن اللہ المتشبھات من النساء بالرجال والمتشبھین من الرجال بالنساء حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سامنے ایک عورت شانے پر کمان لٹکائے گزری فرمایا اللہ کی لعنت اُن عورتوں پر جو مردانی وضع بنائیں اور اُن مردوں پر جو زنانی **حدیث ۴۳**۔ بخاری ابوداؤد و ترمذی اُنھیں سے راوی لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم المخنثین من الرجال والمترجلات من النساء وقال اخرجوھم من بیوتکم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے لعنت فرمائی زنانہ مردوں اور مردانی عورتوں پر اور فرمایا انھیں اپنے گھروں سے نکال باہر کرو **حدیث ۴۴**۔ بخاری ابوداؤد۔ ابن ماجہ ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اخرجوا المخنثین من بیوتکم زنانوں کو اپنے گھروں سے نکال باہر کرو **حدیث ۴۵**۔ ابوداؤد و نسائی ابن ماجہ ابن حبان بسند صحیح ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الرجل یلبس لبسۃ المرأۃ والمرأۃ تلبس لبسۃ الرجل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اُس مرد پر کہ عورت کا پہناوا پہنے اور اُس عورت پر کہ مرد کا **حدیث ۴۶**۔ ابوداؤد و بسند حسن عبداللہ بن ابی ملیکہ سے راوی قال قیل لعائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا ان امرأۃ تلبس النعل قالت لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الرجلۃ من النساء ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے عرض کی گئی کہ ایک مردانہ جوتا پہنتی ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی **حدیث ۴۷**۔ امام احمد بسند صحیح ایک تابعی ہذلی سے راوی میں عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہما کی خدمت میں حاضر تھا ایک عورت کمان لٹکائے مردانی چال چلتی سامنے سے

گزری عبداللہ نے پوچھا یہ کون ہے میں نے کہا اُم سعید دختر ابوجہل۔ فرمایا میں نے سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فرماتے سنا لیس منا من تشبہ بالرجال من النساء ولا من تشبہ بالنساء من الرجال ہمارے گروہ سے نہیں وہ عورت کہ مردوں سے تشبہ کرے اور نہ وہ مرد کہ عورتوں سے۔ ورواہ الطبرانی عن عبداللہ مختصراً۔ **حدیث ۴۸:** امام احمد بسند حسن اور عبدالرزاق مصنف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مخنثی الرجال الذین یتشبہون بالنساء والمترجلات من النساء المتشبہات بالرجال[1] وراکب الفلاۃ وحدہ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے لعنت فرمائی زنانہ مردوں پر جو عورتوں کی صورت بنیں اور مردانی عورتوں پر جو مردوں کی شکل بنیں اور جنگل کے اکیلے سوار کو یعنی جو خطرہ کی حالت میں تنہا سفر کو جائے۔ **حدیث ۴۹:** طبرانی کبیر میں بسند صالح حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ثلثۃ لا یدخلون الجنۃ ابدا الدیوث والرجلۃ من النساء ومدمن الخمر تین شخص جنت میں کبھی نہ جائیں گے دیوث اور مردانی عورت اور شراب کا عادی۔ **حدیث ۵۰:** احمد نسائی حاکم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ثلثۃ لاینظر اللہ الیہم یوم القیمۃ العاق لوالدیہ والمرأۃ المترجلۃ المتشبہۃ بالرجال والدیوث تین شخصوں پر اللہ تعالٰی روز قیامت نظر رحمت نہ فرمائے گا۔ ماں باپ کا نافرمان اور مردانی عورت مردوں کی وضع بنانے والی اور دیوث۔ **حدیث ۵۱:** نسائی سنن اور بزار مسند اور حاکم مستدرک اور بیہقی شعب الایمان میں ان سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ثلثۃ لایدخلون الجنۃ العاق لوالدیہ والدیوث ورجلۃ النساء تین شخص جنت میں نہ جائیں گے ماں باپ سے عاق اور دیوث اور مردانی عورت۔ **حدیث ۵۲:** بیہقی شعب میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اربعۃ یصبحون فی غضب اللہ ویمسون فی غضب اللہ المتشبہون من الرجال بالنساء والمتشبہات من النساء بالرجال والذی یاتی البہیمۃ والذی یاتی بالرجل چار شخص صبح کریں تو اللہ کے غضب میں شام کریں تو اللہ کے غضب میں زنانی وضع والے مرد اور مردانی وضع والی عورتیں اور جو چوپائے سے جماع کرے اور اغلامی۔ **حدیث ۵۳:** طبرانی کبیر میں ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی اربعۃ لعنہم اللہ فوق عرشہ وامنت علیہم ملئکتہ الذی یحصن نفسہ عن النساء ولا یتزوج ولا یتسری لئلا یولد لہ والرجل تشبہ بالنساء وقد خلقہ اللہ ذکرا والمراۃ تتشبہ بالرجال وقد خلقہا اللہ انثی ومضلل المسکین وفی اخری لہ عنہ اربعۃ لعنوا فی الدنیا والاٰخرۃ وامنت الملئکۃ رجل جعلہ اللہ ذکرا وانث نفسہ وتشبہ بالنساء وامرأۃ جعلہا اللہ انثی فتذکرت وتشبہت بالرجال والذی یضل الاعمٰی ورجل حصور ولم یجعل اللہ حصورا الا یحیی بن زکریا۔ حاصل یہ کہ چار شخصوں پر اللہ عزوجل نے بالائے عرش سے دنیا و آخرت میں لعنت بھیجی اور ان کی ملعونی پر فرشتوں نے آمین کہی وہ مرد جسے خدا نے نر بنایا اور وہ مادہ بنے عورتوں کی وضع بنائے اور عورت جسے خدا نے مادہ بنایا اور وہ نر بنے مردانی وضع اختیار کرے اور اندھے کو بہکانے یا مسکین کو راستہ بھلانیوالا اور وہ جو اولاد ہونے کے خوف سے نہ نکاح کرے نہ کنیز حلال رکھے راہبان نصارٰی کی طرح بنے۔ **حدیث ۵۴:** ابن عساکر ابن صالح وہ اپنے بعض شیوخ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لعن اللہ والملئکۃ رجلا تانث وامرأۃ تذکر۔ اللہ عزوجل اور فرشتوں نے لعنت کی اُس مرد پر جو عورت بنے اور اُس عورت پر جو مرد۔ والعیاذ باللہ رب العلمین۔ **دلیل سوم:** داڑھی منڈانا کتروانا شعار کفار میں اُن سے تشبہ ہے اور وہ حرام۔ **تنبیہ ہشتم** کی متعدد احادیث میں گزرا کہ یہ خصلت شیعہ مجوس و یہود و مشرکین کی ہے اور نہم کے نصوص عدیدہ میں کہ مجوسیوں یہودیوں ہندوؤں فرنگیوں کی اور

---

[1] وفی طریقۃ لاحمد وروایۃ عبدالرزاق بعد ہذا والمتبتلین الذین یقولون لا نتزوج والمتبتلات اللاتی یقلن ذلک وراکب الفلاۃ وحدہ والبائۃ وحدہ ۱۲ منہ۔

[2] ہذا وعید اخر غیر ما فی قرینۃ فالظاہر تعدد الورود لا تغیر العبارۃ من الصحابی اور او بعدہ واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ

حدیث اول وسوم وچہارم میں گزرا مشرکوں کا خلاف کرو یہودیوں کی صورت نہ بنو اہل کتاب کی مخالفت کرو **نص ۵۳ تا ۵۵**۔ لمعات سے گزرا کہ داڑھی باندھنے والے سے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنی بیزاری اس وجہ سے ظاہر فرمائی کہ اس میں بے دینوں سے تشبہ ہے علامہ طیبی وعلامہ طاہر سے گزرا کہ وجہ نہی مشابہت کفار ہے۔ **نص ۵۶ و ۵۷**۔ بدائع امام ملک العلماء وشرح منسک متوسط میں ہے حلق اللحیۃ تشبہ بالنصارٰی داڑھی منڈانی نصارٰی کی سی صورت بنانی ہے۔ **نص ۵۸**۔ جب درمختار میں فرمایا۔ داڑھی نہ رکھنا یہود وہنود کا کام ہے۔ علامہ طحطاوی نے فرمایا وتشبہ بھم حرام۔ اُن سے تشبہ حرام ہے۔ **نص ۵۹ و ۶۰**۔ علامہ اسمٰعیل بن عبدالغنی حاشیہ درروغرر پھر علامہ عبدالغنی بن اسمٰعیل حاشیہ طریقہ محمدیہ نوع ثامن آفات لسان میں فرماتے ہیں لبس زی الافرنج کفر علی الصحیح اھ مختصراً۔ فرنگیوں کی وضع پہننی صحیح مذہب میں کفر ہے۔ **حدیث ۵۵**۔ صحیح بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ابغض الناس الی اللہ ثلثۃ ملحد فی الحرام ومبتغ فی الاسلام سنۃ الجاھلیۃ ومطلب دم امرئ بغیر حق لیھریق دمہ اللہ عزوجل کو سب سے زیادہ دشمن تین شخص ہیں حرم شریف میں الحاد وزیادتی کرنے والا اور اسلام میں جاہلیت کی سنت چاہنے والا اور ناحق کسی کی خونریزی کے لئے اسکے قتل کی تلاش میں رہنے والا۔ علامہ طیبی سے مجمع البحار میں ہے اذا ترتب ھذا الوعید علی طلبہ فعلی المباشر اولٰی جب سنت جاہلیت کی طلب پر یہ وعید ہے تو برتنے والا بدرجہ اولٰی۔ **حدیث ۵۶ و ۵۷**۔ بخاری تعلیقا اور احمد وابویعلٰی وطبرانی کاملاً حضرت عبداللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اور جملہ اخیرہ ابوداؤد اُن سے اور طبرانی معجم اوسط میں بسند حسن حضرت حذیفہ صاحب سر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں جعل الذل والصغار علی من خالف امری ومن تشبہ بقوم فھو منھم رکھی گئی ذلت اور خواری اُس پر جو میرے حکم کا خلاف کرے اور جو کسی قوم سے تشبہ کرے وہ اُنھیں میں سے ہے۔ علامہ طیبی سے مجمع وغیرہ میں ہے ای من تشبہ بالکفار فی اللباس وغیرہ فھو منھم اھ باختصار۔ یعنی جو کافروں سے لباس وغیرہ میں مشابہت کرے وہ انھیں کافروں میں سے ہیں۔ **حدیث ۵۸**۔ ترمذی وطبرانی حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لیس منا من تشبہ بغیرنا لاتشبھوا بالیھود ولا بالنصارٰی فان تسلیم الیھود الاشارۃ بالاصابع وتسلیم النصارٰی الاشارۃ بالاکف ہم میں سے نہیں جو ہمارے غیر سے تشبہ کرے نہ یہود سے تشبہ کرو نہ نصرانیوں سے کہ یہود کا سلام انگلیوں سے اشارہ ہے اور نصارٰی کا ہتھیلیوں سے **حدیث ۵۹**۔ مسند الفردوس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لیس منا من عمل بسنۃ غیرنا جو ہمارے غیر کی سنت پر عمل کرے وہ ہمارے گروہ سے نہیں۔ **حدیث ۶۰**۔ ابن حبان اپنی صحیح میں ابوعثمان سے راوی ہمارے پاس پیشگاہ خلافت فاروقی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمان والا شرف صدور لایا جس میں ارشاد ہے ایاکم وزی الاعاجم پارسیوں کی وضع سے دور رہو۔ **تذییل حدیث ۶۱**۔ ابن ماجہ حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من لم یعمل بسنتی فلیس منی جو میری سنت پر عمل نہ کرے وہ مجھ سے نہیں **حدیث ۶۲**۔ ابن عساکر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من رغب عن سنتی فلیس منی میری سنت سے مونھ پھیرے وہ میرے گروہ سے نہیں۔ **حدیث ۶۳**۔ خطیب حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من خالف سنتی فلیس منی جو میری سنت کا خلاف کرے وہ میرے زمرے سے نہیں۔ **حدیث ۶۴**۔ ابن عساکر حضرت ابن الفاروق رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من اخذ بسنتی فھو منی ومن رغب عن سنتی فلیس منی جو میری سنت اختیار کرے وہ میرا اور جو میری سنت سے مونھ پھیرے وہ میرا نہیں۔ **حدیث ۶۵**۔ بیہقی شعب میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہما سے بسند صحیح راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان لکل عمل شرۃ ولکل شرۃ فترۃ فمن کانت فترتہ الی سنتی فقد اھتدی ومن کانت الی غیر ذلک فقد ھلک۔ یعنی ہر کام کا ایک جوش ہوتا ہے اور ہر جوش کو ایک فتور تو جو فتور کے وقت بھی میری سنت ہی کی طرف رہے ہدایت پائے اور جو دوسری جانب ہو ہلاک ہوجائے۔ ربنا بقدرتک علینا وعجزنا لدیک

وبغناك عنا وفاقتنا اليك لا تهلكنا بذنوبنا ولا تواخذنا بما عملنا ولا تجعلنا فتنة للقوم الظلمين ربنا انك رءوف رحيم آمين والحمد لله رب العالمين وصلى الله تعالٰى على سيدنا ومولٰنا محمد شفيع المذنبين واٰله وصحبه اجمعين آمين۔

خاتمہ

رزقنا اللہ حسنہا اب کہ بحمد اللہ تعالٰی کلام اپنے منتہی کو پہنچا اکثر ابنائے زماں کی ہمت اور دین وعلم کی جانب رغبت معلوم کسی دینی تحریر کے چند ورق دیکھنے بھی ان پر بارگراں اور داستانوں دیوانوں کے دفتر اُلٹ جائیں سیری کہاں لہٰذا اہم بعض مضامین رسالہ کا ایک جدول میں خلاصہ لکھتے ہیں جنہیں اللہ ورسول پر ایمان اور روزِ قیامت پر ایقان ہے ملاحظہ کریں کہ قرآن وحدیث ونصوص ائمہ وعلمائے کرام قدیم وحدیث میں داڑھی منڈانے کتروانے پر کیا کیا ہولناک سزائیں وعیدیں مذمتیں تہدیدیں وارد ہیں ایمانی نگاہ کو یہ جدول ہی کافی اور جو تفصیل چاہے تو یہ فتوی وافی اب جسمیں عذابِ الٰہی کی طاقت ہو نیچریان عنود کی بات سنے مجوس وہنود کی صورت بنے ان جانگزا آفتوں کو گوارہ کرے اور جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے محبت ہو اپنا مونھ اسلامی بنالے شعائر اللہ کی حرمت بجالائے شعائر کفر سے کنارہ کرے۔ واللہ الہادی وولی الایادی۔

جدول اُن سزاؤں وعیدوں مذمتوں کی جو داڑھی منڈانے کتروانے والوں کے حق میں آیات واحادیث ونصوص مذکورہ سے ثابت ہیں۔

شمار	سزا و مذمت	فرمان عدالت	میزان فرامین
۱	اللہ ورسول کے نافرمان ہیں جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم	۹ نہ آیات ۱، ۲، ۷، ۸، ۱۳، ۱۵، ۱۸تا ۳۲ حدیث ۱تا ۱۰، ۱۹تا ۳۸، ۴۲، ۵۸	۴۱
۲	شیطان لعین کے محکوم ہیں۔	آیت ۵	۱
۳	سخت احمق ہیں	آیت ۱۰ نص ۱۸ و ۱۹	۳
۴	اللہ ان سے بیزار ہے	آیت ۱۴	۱
۵	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بیزار ہیں	حدیث ۱۱ و ۱۳	۲
۶	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ایسی صورت دیکھنے سے کراہت آتی ہے۔	حدیث ۱۰	۱
۷	یہودی صورت ہیں۔	حدیث ۳، ۴ نص ۱تا ۵	۷
۸	نصرانی وضع ہیں فرنگیوں سے مشابہ ہیں۔	حدیث ۴ نص ۱تا ۵، ۱۳تا ۱۷، ۳۶، ۵۶، ۵۷	۱۴
۹	مجوس کے پیرو ہیں۔	حدیث ۲، ۶ نص ۱تا ۵۔ ۱۳تا ۱۷	۱۲
۱۰	ہندوؤں کی صورت مشرکین کی سیرت ہیں۔	حدیث ۱ نص ۱تا ۵۔ ۱۳تا ۱۷۔ ۳۴، ۳۶	۱۳
۱۱	مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے گروہ سے نہیں۔	حدیث ۴۷، ۵۸، ۵۹، ۶۱تا ۶۴	۷

شمار	سزا و مذمت	فرمان عدالت	میزان فرامین
۱۲	انھیں اپنے ہم صورتوں نصارٰی و یہود و مجوس و ہنود کے گروہ سے ہیں	حدیث ۵۶۔ ۵۷	۲
۱۳	واجب التعزیر ہیں شہر بدر کرنیکے قابل ہیں۔	حدیث ۴۳، ۴۴ نص ۶ تا ۱۲	۹
۱۴	مبدلین فطرت ہیں مغیر خلق اللہ ہیں۔	نص ۱۸، ۱۹، ۳۵، ۳۸ تا ۴۹، ۵۲	۱۶
۱۵	زنانے مخنث ہیں۔	حدیث ۴۳، ۴۴ نص ۱ تا ۵	۷
۱۶	خدا کے عہد شکن ہیں۔	حدیث ۲۱	۱
۱۷	ذلیل و خوار ہیں۔	حدیث ۵۶۔ ۵۷	۲
۱۸	گھنونے قابل نفرت ہیں۔	حدیث ۴	۱
۱۹	مردود الشہادت ہیں۔	حدیث ۱۳، ۱۴، ۱۵	۳
۲۰	پورے اسلام میں داخل نہ ہوئے۔	آیت ۱۸	۱
۲۱	ہلاکت میں ہیں مستحق بربادی ہیں۔	آیت ۱۸۔ حدیث ۶۵	۲
۲۲	دین میں بے بہرہ آخرت میں بے نصیب ہیں۔	حدیث ۱۶، ۱۷، ۴۱	۳
۲۳	عذاب الٰہی کے منتظر۔	آیت ۱۸	۱
۲۴	اللہ عزوجل کو سخت دشمن و مبغوض ہیں	حدیث ۵۵	۱
۲۵	صبح ہیں تو اللہ کے غضب میں شام ہیں تو اللہ کے غضب میں	حدیث ۵۳	۱
۲۶	قیامت کے دن ان کی صورتیں بگاڑی جائیں گی۔	حدیث ۳۷، ۳۸	۲
۲۷	اللہ و رسول کے ملعون ہیں دنیا و آخرت میں ملعون ہیں اللہ و ملائکہ و بشر سب کی اُن پر لعنت ہے فرشتوں نے ان کی لعنتی ہونے پر آمین کہی۔	ہشت احادیث ۱۸۔ ۴۲ ۴۳۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۸۔ ۵۳۔ ۵۴	۸
۲۸	اللہ تعالٰی ان پر نظر رحمت نہ فرمائے گا۔	حدیث ۵۰	۱
۲۹	وہ بہشت میں نہ جائیں گے۔	حدیث ۴۹۔ ۵۱	۲
۳۰	اللہ عزوجل اُنھیں جہنم میں ڈالے گا۔ والعیاذ باللہ تعالٰی۔	آیت ۱۴	۱

الحمدللہ یہ مختصر رسالہ جس میں علاوہ زوائد کے اصل مقصد میں اٹھارہ[۱۸] آیتوں بہتر[۷۲] حدیثوں ساٹھ[۶۰] ارشادات علماء جملہ ڈیڑھ سو نصوص نے باطل کا ازہاق حق کا احقاق کیا۔ غرہ رجب روز جمعہ مبارکہ ۱۳۰۵ھ ہجریہ قدسیہ کو قمر التمام و بدر سماء اختتام اور بلحاظ تاریخ لمعۃ الضحٰی فی اعفاء اللحی[۱۳۰۵] نام ہوا۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وصلی اللہ تعالٰی علٰی خیر خلقہ وسراج افقہ سیدنا و مولٰینا محمد و اٰلہ وصحبہ اجمعین اٰمین واٰخر دعوٰنا ان الحمدللہ رب العٰلمین واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

لتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ
بمحمدن المصطفٰی النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری ۱۲۹۴ھ
عبد المصطفٰی احمد رضا خاں

مسئلہ: از محمد گنج ضلع بریلی مرسلہ عبدالقادر خاں رامپوری ۲۲ صفر مظفر ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص کسی عالم یا مولوی یا حافظ کو بلا وجہ اور بلا قصور بدنام کرے اور اپنا لوگوں کے روبرو ناخواندہ آدمی اچھا بنے اور اپنی عقل کے روبرو عالم کو جاہل اور ذلیل سمجھنا اور عالم کی حقارت کرنا لوگوں کی جماعت میں بیٹھ کر اور اپنے آپ کو بہت ذی مرتبہ خیال کرنا اور عالم وغیرہ سب کو برا کلمہ کہنا غرضکہ ہر شخص کو برا کہنا اور ہر شخص پر اعتراض کرنا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

عالم دین سنی صحیح العقیدہ کہ لوگوں کو حق کی طرف بلائے اور حق بات بتائے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نائب ہے اوس کی تحقیر سخت حرام سخت گناہ اشد کبیرہ۔ معاذ اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی توہین ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی جناب میں گستاخی موجب لعنت الٰہی وعذاب الیم ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ثلثہ لایستخف بحقھم الا منافق بین النفاق ذوالشیبۃ فی الاسلام وذوالعلم والامام المقسط۔ تین شخصوں کے حق کو ہلکا نہ جانے گا مگر منافق کھلا منافق ایک وہ جسے اسلام میں بڑھاپا آیا دوسرا علم والا تیسرا بادشاہ اسلام عادل۔ رواہ ابوالشیخ فی کتاب التوبیخ عن جابر بن عبداللہ والطبرانی فی الکبیر عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہم اور بلا وجہ شرعی کسی سنی المذہب کو برا کہنا یا اوس کی تحقیر کرنا جائز نہیں کہ اس میں مسلمان کی ناحق ایذا ہے۔ اور مسلمان کی ناحق ایذا اخدا و رسول کی ایذا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من اٰذی مسلما فقد اٰذانی ومن اٰذانی فقد اٰذی اللہ۔ جس نے کسی مسلمان کو ناحق ایذا دی اوس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اوس نے اللہ عزوجل کو ایذا دی۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن ہر ایک کو برا ہی کہے گا جو خود نہایت برا اور بدتر ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لیس المؤمن بالطعان ولا اللعان ولا الفاحش ولا البذی مسلمان نہیں ہے ہر ایک پر مونھ آنے والا اور نہ بکثرت لوگوں پر لعنت کرنے والا اور نہ بیحیائی کے کام کرنے والا اور نہ فحش بکنے والا۔ رواہ الائمۃ احمد والبخاری فی الادب المفرد والترمذی وابن حبان والحاکم عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ قال الترمذی حسن۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لایبغی علی الناس الا ولد بغی والا من فیہ عرق منہ لوگوں پر ظلم تعدی نہ کریگا مگر حرامی یا وہ جس میں کوئی رگ ولادت زنا کی ہے۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن ابی موسٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن رہا اپنے آپ کو بہتر سمجھنا یہ تکبر ہے اس کے لئے یہی آیت کافی ہے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے الیس فی جہنم مثوی المتکبرین۔ کیا نہیں ہے دوزخ میں ٹھکانا تکبر کرنیوالوں کا یعنی ضرور اون کا ٹھکانا جہنم ہے۔ والعیاذ باللہ تعالٰی واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ: از بلگرام شریف مرسلہ حضرت سید محمد زاہد صاحب دوم رجب ۱۳۱۵ھ

الجواب

اگر بہ نیت تکبر ہو تو کراہت کیسی حرام ہے قال تعالٰی الیس فی جہنم مثوی المتکبرین۔ ورنہ بلا کراہت درست بعض اوقات حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے بھی اوس کا فعل مروی فقد اخرج ابو نعیم عن عبداللہ بن السائب عن ابیہ عن جدہ وقال ہو وھم والصواب ابن عبداللہ بن السائب عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ تعالٰی عنہما قال رأیت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یاکل ثریدا متکئا علی سریر ثم یشرب من فخارۃ ہاں عادت کریمہ زمین پر دسترخوان بچھا کر کھانا تناول فرمانا تھی اور یہی افضل۔ اخرج الامام احمد فی کتاب الزھد عن الحسن مرسلا والبزار نحوہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا اتی بطعام وضعہ علی الارض واخرج الدیلمی فی مسند الفردوس عنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ یرفعہ الی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صنعھا علی الحضیض انما انا عبد اٰکل کما یاکل العبد واشرب کما یشرب العبد۔ واخرج الدارمی والحاکم وصححہ واقرہ عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا وضع الطعام فاخلعوا نعالکم فانہ اروح لاقدامکم واخرجہ ابویعلی بمعناہ وزاد وھو السنۃ شرعۃ الاسلام اور اوس کی شرح میں ہے (وضع الطعام علی الارض احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی السفرۃ وھی) اسے والحال ان السفرۃ (علی الارض) لاعلی شیئ اٰخر فوق الارض عین العلم اور اوس کی شرح میں ہے (یاکل علی السفرۃ الموضوعۃ علی الارض) فھو اقرب الی ادبہ علیہ الصلٰوۃ والسلام وتواضعہ لمقام الانعام (لا الخوان والمنخل والاشنان والشبع من البدع وان لم تکن مذمومۃ غیر الشبع) فانہ مذموم اھ مختصرا واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ: از شہر کہنہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص غیر منکوحہ عورت بالغہ سے خدمت لے اور کوئی شے اس لحاظ سے کہ مجھے ملے اور میں دل خوش کروں اور پاؤں دباؤں اور آپس میں باتیں کروں اور ایک ہی مکان میں رہنا اور عورت مذکورہ غیر محرم ہو تو یہ سب جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

جو عورت حد شہوت کو نہ پہنچے یعنی ہنوز نو برس سے کم عمر کی ہے یا حد فتنہ سے نکل گئی یعنی ضعیفہ بڑھیا بدصورت کریہہ منظر ہے اوس سے جائز خدمت لینی اگرچہ خلوت میں بھی ہو حرام نہیں اور جو عورت اجنبیہ ان دونوں صورتوں سے جدا ہے وہ محل اندیشہ فتنہ ہے اوس سے خلوت حرام ہے اور اگر بلا خلوت روٹی پکانے وغیرہ کے کام پر ہے تو مضائقہ نہیں باقی رہا پاؤں دبانا دبوانا اوس سے تنہائی میں باتیں کرکے نفس خوش کرنا یہ خود صریح حرام اور شیطانی کام ہے۔ والعیاذ باللہ تعالٰی۔

مسئولہ حافظ امیر اللہ صاحب ۲۴ رجب ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ضعف بصر کے سبب سے کہ طب میں علاج کے منجملہ ہر روز کئی دفعہ سر و ریش میں کنگھی کرنا بتایا ہے

اور حدیث میں ایک دفعہ سے زیادہ کنگھا کرنا یا ایک دن کے بعد کرنا آیا ہے اس روایت کی بابت سوال ہے آیا معمول بہ ہے یا نہیں یہ روایت کہاں ہے صورت اول میں بضرورت علاج اجازت ہے یا نہیں نہ بنظر زینت و کبر جو منجر بکبر است و تضییع وقت ہو۔ بینوا توجروا۔

الجواب

احمد و ابوداؤد و ترمذی و نسائی باسانید صحیحہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن الترجل الا غبا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کنگھی کرنے سے منع فرمایا مگر ناغہ کرکے۔ نیز ابوداؤد و نسائی کی حدیث میں بعض صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ہے نہانا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان یمتشط احدنا کل یوم ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ ہم میں کوئی شخص روز کنگھی کرے۔ مقصود احادیث ترفہ وتنعم کی کثرت اور تزئین و تحسین بدن میں انہماک سے نہی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مرد کو زنانہ طور پر سنگار اور کنگھی چوٹی میں مشغول نہ چاہئے۔ مرقاۃ میں امام ولی الدین عراقی سے ہے ھو نھی تنزیہ لا تحریم والمنع فیہ انہ من باب الترفہ والتنعم فیجتنب اور جہاں بہ نیت ذمیمہ نہ ہو بلکہ بہ نیت صالحہ مثل علاج وغیرہ دن میں کئی بار کنگھی کرے کوئی حرج و کراہت نہیں امام مالک موطا میں ابوقتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ اونھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی ان لی جمۃ افارجلھا میرے بال شانوں تک ہیں کیا میں انھیں کنگھی کروں فرمایا نعم واکرمھا ہاں اور ان کی عزت کر قال فکان ابوقتادہ ربما دھنھا فی الیوم مرتین من اجل قول رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نعم واکرمھا یعنی ابوقتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اکثر دن میں دو بار بالوں میں تیل ڈالتے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا تھا ہاں اور ان کی عزت کر واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ـ از دروتحصیل کچھا ضلع نینی تال مرسلہ عبدالعزیز خاں ۲۲ رجب ۱۳۱۵ھ

سوال اول ـ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ قیام بوقت میلاد شریف سنت ہے یا مباح اور تارک اس قیام پر حرف زنی درست ہے یا نہ بینوا توجروا

الجواب

مستحب ہے کما نص علیہ ائمۃ ذوو روایۃ ودرایۃ کما فی عقد الجوہر والدرر السنیۃ وغیرہما من الکتب البہیۃ ولنا فیہ رسالۃ کافیۃ شافیۃ سمیناہا اقامۃ القیامۃ علی طاعن القیام لنبی تہامۃ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یوں ترک کہ چند لوگ بیٹھے ہیں ذکر ولادت اقدس آیا تعظیم حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے انکار نہیں مگر اوس وقت بیٹھے رہے کہ آخر قیام واجب نہیں ایسے ترک پر طعن نہیں اور اگر یوں ترک ہو کہ مجلس میں اہل اسلام نے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم کیلئے قیام کیا یہ بلاعذر جما بیٹھا رہا تو قطعًا محل طعن و دلیل مرض قلب ہے نظیر اسکی شاہد عین یہ ہے کہ کسی مجمع میں بندگان سلطانی تعظیم سلطانی کے لئے سروقد کھڑے ہوں اور ایک نامہذب بے ادب قصدًا بیٹھا رہے ہر شخص اسے گستاخ کہے گا اور بادشاہ کے عتاب کا مستحق ہوگا یوں ہی اگر ترک قیام بربنائے اصول باطلہ وہابیت ہو تو شنیع تر ہے۔ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

سوال دوم زیارت اولیاء اللہ کے واسطے جانا کیسا ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

قطعًا جائز لاطلاق قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الا فزوروھا وقد فصلہ الامام حجۃ الاسلام فی الاحیاء وغیرہ فی غیرہ والمسألۃ افردت بالتالیف۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

سوال سوم ـ جس عبارت میں کہ صرف لفظ مکروہ ہو تو اوس سے کیا ارادہ لیا جائے گا تحریم یا تنزیہ۔ بینوا توجروا

الجواب

ہمارے علماء کے کلام میں غالبًا کراہت مطلقہ سے مراد کراہت تحریم ہوتی ہے مگر کلیۃ نہیں بہت جگہ عام مراد لیتے ہیں کما فی مکروہات الصلاۃ بہت جگہ خاص کراہت تنزیہی کما لایخفی علی من تتبع کلامھم وقد بینہ فی البحر الرائق ورد المحتار وذکرناہ فی کتاب الصلاۃ من فتاوٰنا واللہ اعلم

مسئلہ ـ از لکھنؤ محلہ رام گنج متصل حسین آباد مرسلہ اسد اللہ خاں کو یکم غرہ شعبان معظم ۱۳۱۵ھ

چہ می فرمایند علماء دین و مفتیان شرع متین دریں باب کہ شیرینی از دوکان حلوائی ہنود خرید کردہ اگر فاتحہ خوانند و ثواب آں بروح رسول مقبول علیہ الصلاۃ والسلام یا دیگر بزرگان دین رسانند جائز ست یا نہ وجمہور ایں طریق فاتحہ را جواز گفتہ اند یا نہ واحتراز از ایشاں بآیات قرآنی واحادیث نبوی جائز ست یا نہ وایشاں کافر اند یا مشرک وبصورت دیگر اگر کسے ایشاں را کافر و مشرک گوید دربارہ او چہ حکم است بینوا توجروا۔

الجواب

ہندوان قطعًا کافران ومشرکانند ہر کہ ایشاں را کافر ومشرک نداند خود کافرست آرے دریشاں طائفہ تازہ برآمدہ کہ خود را آریہ خوانند و بزبان دعوی توحید کنند ودم تحریم بت پرستی زنند فاما برادری والفت ویک جہتی ایشاں ہر چہ ہست باہمیں بت پرستان ست کہ سنگ وآب ودرخت وپیکرہائے تراشیدہ را بخدائے پرستند ایناں را ہم مذہب وبرادر دینی خواشان دانند واز نام مسلمانان درآب وآتش مانند قاتلھم اللہ انی یؤفکون ○ باز ایں خبیثاں اگرچہ بظاہر از پرستش غیر محترز مانند مادہ وروح ہر دو را ہمچو خدا قدیم وغیر مخلوق دانند پس شرک اگر در عبادت نشد در وجوب وجود شد بہر وجہ سالہ برایشاں لازم ست وا وقطعًا بمشرکیت پس آں ادعائے توحید ہمہ باد رہو است واگر فرض کنیم غایت آنکہ ہمیں مشرک نباشند امادر کفر ایشاں چہ جائے سخن ہر کہ با محمد رسول اللہ

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نگرددکافرست وہر کہ ایں راکافر نداند خود با او ہمسرست قال اللہ تعالٰی ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخسرین ۵
اگر دوستی وموالات با ہر کافر کہ باشد حرام اشد وکبیرۂ اعظم ست واگر بربنائے میل دینی باشد خود کفر قال تعالٰی ومن یتولھم منکم فانہ منھم وصحت ومخالطت بے دوستی
وموانست اگر در کار دنیوی بربنائے ضرورت بقدر ضرورت بے تعظیم وتکریم وبے مداہنت در کار دیں باشد رخصت ست ورنہ اینہم حرام مگر بحالت اکراہ شرعی قال اللہ تعالٰی
فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین ۵ وقال تعالٰی الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان ودر شیرنی ساختۂ ایشاں تا آنکہ بالخصوص درو خلط نجاستے یا چیزے
حرام معلوم بناشد فتوی جوازست وتقوی احتراز کما نص علیہ فی نصاب الاحتساب ودر فاتحہ از واحتراز انسب ست فان اللہ طیب لایقبل الا الطیب وطیب بودن اشیائے ایشاں
اگرچہ بحکم ظاہرست اما باطن مشکوک پس اسلم ہماں ست کہ حتی الامکان دریں امور نفیسہ گرد او نگردند کما فصلناہ فی فتاوٰنا ورنہ خیر کہ اصل در اشیا طہارت ست ویقین بہ شک زائل
نشود والدین یسر قال محمد بہ ناخذ مالم نعرف شیئا حراما بعینہ۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از کلکتہ دھرم تلہ اسٹریٹ مسجد ٹیپو سلطان مرسلہ حافظ محمد عظیم صاحب ۲۴ شعبان ۱۳۱۵ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کوئی شخص عالم اور حافظ ہو کر اپنے لڑکے کو علم انگریزی تعلیم دلوائے اور دینی علم سے محروم رکھے اور اپنی لڑکیوں کے
عقد غیر شرع سے کرے آیا حشر کے دن اوس سے باز پرس ہوگی یا نہیں۔

الجواب۔ ضرور باز پرس کا محل ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے یایھا الذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں کلکم راع و
کلکم مسئول عن رعیتہ نیز فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الدین النصح لکل مسلم۔ واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم

مسئلہ۔ از علیگڑھ۔ ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قبلہ رو اپنی عورت سے صحبت کرنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب اگر کپڑا اوڑھے ہے بدن چھپا ہوا ہے تو کچھ حرج نہیں اور اگر برہنہ ہے تو ایک تو برہنہ جماع کرنا خود مکروہ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے
وقت جماع مرد وزن کو کپڑا اوڑھ لینے کا حکم دیا اور فرمایا ولا یتجردان تجرد العیر گدھے کی طرح برہنہ نہ ہوں دوسرے بحالت برہنگی قبلہ کو منہ یا پیٹھ کرنا دوسرا مکروہ وخلاف
ادب فی الدر المختار کرہ تحریما استقبال قبلۃ واستدبارہا لاجل بول او غائط فلو للاستنجاء لم یکرہ فی رد المحتار اے تحریما لما فی المنیۃ ان ترکہ ادب ولما مر فی الغسل ان من
آدابہ ان لایستقبل القبلۃ لانہ یکون غالبا مع کشف العورۃ حتی لو کانت مستورۃ لاباس بہ ولقولھم یکرہ مد الرجلین الی القبلۃ فی النوم وغیرہ عمدا وکذا فی حال مواقعۃ اھلہ اھ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ۔ مسئولہ مولوی خلیل اللہ خاں پیشاوری ۱۹ شوال المکرم ۱۳۱۵ھ
چہ میفرمایند علمائے دین ایں مسئلہ کہ معلم کو دکاں را زدن علی الاطلاق مباح ست یا اجرت وغیر اجرت شرط ست۔ بینوا توجروا

الجواب۔ زدن معلم مر کودکاں را وقت حاجت بقدر حاجت محض بغرض تنبیہ واصلاح ونصیحت بے تفرقہ اجرت وعدم اجرت روا ست اما باید کہ بدست
زند نہ بچوب و در کرتے برسہ بار نیفزاید فی رد المحتار لایجوز ضرب ولد الحر بامر ابیہ اما المعلم فلہ ضربہ لمصلحۃ التعلیم وقیدہ الطرسوسی بان یکون بغیر آلۃ جارحۃ وبان لایزید
علی ثلث ضربات وردہ الناظم بانہ لاوجہ لہ ویحتاج الی نقل واقرہ الشارح قال الشرنبلالی والنقل فی کتاب الصلاۃ یضرب الصغیر بالید لا بالخشبۃ ولا یزید علی ثلث ضربات
اہ بتلخیص در جامع الصغار استروشنی است ذکر والدی رحمہ اللہ تعالٰی من صلاۃ الملتقط اذا بلغ الصبی عشر سنین یضرب لاجل الصلاۃ بالید لا بالخشب ولا یجاوز الثلث وکذا
المعلم لیس لہ ان یجاوز الثلث قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لمرداس المعلم ایاک ان تضرب فوق الثلث فانک اذا ضربت فوق الثلث اقتص اللہ منک۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی عالم وفقیہ کو گالی دے یا حقارت کرے تو اُس کے اوپر حکم کفر جاری ہوگا یا نہیں اور اکثر عوام [illegible]
اس زمانے میں عالموں کو گالی دیتے اور حقارت اور غیبت کرتے ہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب۔ غیبت تو جاہل کی بھی سوا صور مخصوصہ کے حرام قطعی وگناہ کبیرہ ہے قرآن عظیم میں اسے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا فرمایا اور حدیث میں آیا رسول اللہ
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاکم والغیبۃ فان الغیبۃ اشد من الزنا ان الرجل قد یزنی ویتوب فیتوب اللہ علیہ وان صاحب الغیبۃ لایغفر لہ حتی یغفر لہ صاحبہ۔ غیبت سے
بچو کہ غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت ہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ زانی توبہ کرے تو اللہ تعالٰی اوس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے اور غیبت کرنے والے کی بخشش ہی نہ ہوگی
جب تک وہ نہ بخشے جس کی غیبت کی تھی۔ رواہ ابن ابی الدنیا فی ذم الغیبۃ وابو الشیخ فی التوبیخ عن جابر بن عبداللہ وابی سعید الخدری رضی اللہ تعالٰی عنہم یونہی بلا وجہ
شرعی کسی مسلمان جاہل کی بھی تحقیر حرام قطعی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں بحسب امرئ من الشر ان یحقر اخاہ المسلم کل المسلم علی المسلم حرام دمہ وعرضہ
ومالہ۔ آدمی کے بد ہونے کو یہ بہت ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کی تحقیر کرے مسلمان کی ہر چیز مسلمان پر حرام ہے خون آبرو مال رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ اسیطرح
کسی مسلمان جاہل کو بھی بے اذن شرع گالی دینا حرام قطعی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں سباب المسلم فسوق مسلمان کو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے رواہ البخاری
ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ والحاکم عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سباب المسلم کالمشرف علی الھلکۃ مسلمان کو گالی دینے والا اوس
کی مانند ہے جو عنقریب ہلاکت میں پڑا چاہتا ہے رواہ الامام احمد والبزاز عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما بسند جید اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من اذی
مسلما فقد آذانی ومن آذانی فقد آذی اللہ جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اوس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالٰی کو ایذا دی رواہ الطبرانی فی الاوسط
عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن جب عام مسلمانوں کے باب میں یہ احکام ہیں تو علمائے کرام کی شان تو ارفع واعلٰی ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم
فرماتے ہیں لایستخف بحقھم الا منافق علماء کے حق کو ہلکا نہ جانے گا مگر منافق۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ دوسری حدیث میں ہے فرماتے
ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لایستخف بحقھم الا منافق بین النفاق اون کے حق کو ہلکا نہ سمجھے گا مگر کھلا منافق۔ رواہ ابو الشیخ فی التوبیخ عن جابر بن عبداللہ الانصاری
رضی اللہ تعالٰی عنہما اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لیس من امتی من لم یعرف لعالمنا حقہ۔ جو ہمارے عالم کا حق نہ پہچانے وہ میری امت سے نہیں۔ رواہ احمد
والحاکم والطبرانی فی الکبیر عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ پھر اگر عالم کو اس لئے برا کہتا ہے کہ وہ عالم ہے جب تو صریح کافر ہے اور اگر بوجہ علم اوس کی تعظیم فرض
جانتا ہے مگر اپنی کسی دنیوی خصومت کے باعث برا کہتا ہے گالی دیتا تحقیر کرتا ہے تو سخت فاسق فاجر ہے اور اگر بے سبب رنج رکھتا ہے تو مریض القلب
خبیث الباطن ہے اور اوس کے کفر کا اندیشہ ہے۔ خلاصہ میں ہے من ابغض عالما من غیر سبب ظاہر خیف علیہ الکفر۔ منح الروض الازہر میں ہے الظاہر انہ یکفر
واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ - از محمد گنج ضلع بریلی مرسلہ عبدالقادر خاں صاحب رامپوری ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۱۵ھ

سوال اوّل - کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی شخص مسلمان کے تین بچے سال سال بھر کے یا دو دو برس یا تین تین کے ہوکر قضائے الٰہی سے فوت ہوجائیں اور وہ شخص رنج کی حالت میں نماز پڑھ کر خدا کا شکر ادا کرے اور صبر کرے جب اوس شخص نے اپنے بچوں کے مرنے پر خدا کا شکر کیا اور صبر کیا تب اوس صبر کی جزا بچوں کے والدین کو قیامت میں کچھ ملے گی یا نہیں بینوا توجروا۔

سوال دوم - جو شخص بچوں کے مرنے پر چلّا کر روتے ہیں اوس چلّا کے رونے سے میّت پر کچھ تکلیف ہوتی ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

سوال سوم - چلّا کے رونا جائز ہے یا ناجائز بینوا توجروا

سوال چہارم - تین برس کے بچّے کی فاتحہ دُوجے کی ہونا چاہیے یا سوئم کی ہونا چاہیے۔

سوال پنجم - اگر کسی کھانے پر یا شیرینی پر بچّے کی فاتحہ دے کر مسکینوں کو کھلا دیوے تب اوس کھانے کی فاتحہ یا شیرینی کا میّت کو ثواب ملے گا یا نہیں جائز ہے یا ناجائز بینوا توجروا۔

الجواب

جواب سوال اوّل - اللہ عزوجل فرماتا ہے اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ○ یوہیں ہے کہ صبر کرنے والوں کو اون کا اجر پورا پورا دیا جاوے گا بے شمار اور فرماتا ہے اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ○ ایسے ہی لوگوں پر درودیں ہیں اون کے رب کی طرف سے اور مہربانی اور یہی لوگ راہ پانے والے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ما مسلم یموت لہ ثلثۃ لم یبلغوا الحنث الا ادخلہ اللہ الجنۃ بفضل رحمتہ ایاھم جس مسلمان کے تین بچّے نابالغی میں مریں گے اللہ تعالٰی اوسے جنّت میں داخل فرمائے گا اوس رحمت کی زیادت سے جو اون بچوں پر فرمائے گا رواہ الشیخان والنسائی وابن ماجۃ عن انس بن مالک واحمد عن امہ وعن عمرو بن عبسۃ وعن ابی برزۃ وابن حبان عن ابی ذر والنسائی عن ابی ھریرۃ وعبد اللہ بن احمد فی زوائد المسند وابو یعلی بسند صحیح والحاکم وصححہ عن الحارث بن اقیش رضی اللہ تعالٰی عنھم اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ما من مسلم یموت لہ ثلثۃ من ولد لم یبلغوا الحنث الا تلقوہ من ابواب الجنۃ الثمانیۃ من ایھا شاء دخل جس مسلمان کے تین بچّے نابالغ مریں گے وہ جنّت کے آٹھوں دروازوں سے اوس کا استقبال کریں گے کہ جس سے چاہے داخل ہو رواہ ابن ماجۃ عن عتبۃ بن عبد السلمی رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن ایک بار حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یہی حدیث کہ پہلے مذکور ہوئی بیان فرمائی صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ او اثنان یارسول اللہ یا دو فرمایا او اثنان یا دو۔ عرض کی او واحد یا ایک۔ فرمایا او واحد یا ایک۔ پھر فرمایا والذی نفسی بیدہ ان السقط لیجر امہ بسررہ الی الجنۃ اذا احتسبتہ قسم اوس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ کچا بچّا جو گر جاتا ہے اگر ثواب الٰہی کی اُمید میں اوس کی ماں صبر کرے تو وہ اپنے نال سے اپنی ماں کو جنّت میں کھینچ لے جائیگا رواہ الامام احمد بسند صالح والطبرانی عن معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا مات ولد العبد قال اللہ لملئکتہ قبضتم ولد عبدی فیقولون نعم فیقول قبضتم ثمرۃ فوادہ فیقولون نعم فیقول ماذا قال عبدی فیقولون حمدک واسترجع فیقول ابنوا لعبدی بیتا فی الجنۃ وسموہ بیت الحمد جب مسلمان کا بچہ مرتا ہے اللہ عزوجل فرشتوں سے فرماتا ہے تم نے میرے بندے کے بچّے کی روح قبض کرلی عرض کرتے ہیں ہاں فرماتا ہے تم نے اوس کے دل کا پھل توڑ لیا عرض کرتے ہیں ہاں۔ فرماتا ہے پھر میرے بندے نے کیا کہا عرض کرتے ہیں تیرا شکر کیا اور اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ○ کہا فرماتا ہے میرے بندے کے لئے جنّت میں ایک گھر بناؤ اور اوس کا نام حمد کا مکان رکھو رواہ احمد والترمذی وحسنہ وابن حبان فی صحیح التقاسیم والانواع عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ واللہ تعالٰی اعلم۔

جواب سوال دوم - چلّا کے رونے سے مُردے کو ضرور تکلیف ہوتی ہے۔ اہلسنت کے مذہب میں موت سے روح نہیں مرتی نہ اوس کا علم و سمع و بصر زائل ہوتا ہے بلکہ ترقی پاتا ہے جنازہ رکھا ہوتا ہے لوگ جو کچھ کہتے کرتے ہیں مُردہ سب سُنتا دیکھتا ہے یہ سب امور احادیث صحیحہ کثیرہ سے ثابت ہیں کما بیناہ فی حیاۃ الموات فی بیان سماع الاموات چلّا کے رونے سے زندے پریشان ہوجاتے ہیں ایذا پاتے ہیں نہ کہ مُردہ جس پر ابھی ایسی سخت تکلیف روح نکلنے کی گذر چکی ہے اوس کی پریشانی اوس کی ایذا بیان سے باہر ہے۔ پھر وہ تو دارحق میں گیا اب اوسے ہر معصیت رنج دیتی اور ہر حسنہ سرور بخشتی

ہے یہ امر اوس کے لیے صد گونہ ایذا کا باعث ہوتا ہے۔ بچّہ ہو یا جوان اس میں سب یکساں ہیں حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لا تؤذوا امواتکم بعویل چلّا کر رونے سے اپنے مُردوں کو ایذا نہ دو۔ رواہ ابن مندۃ والدیلمی عن ام المؤمنین ام سلمۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک جنازے میں کچھ عورتیں دیکھیں فرمایا ارجعن مازورات غیر ماجورات انکن لتفتن الاحیاء وتؤذین الاموات۔ پلٹ جاؤ وبال سے بھری ثواب سے بُری۔ تم زندوں کو فتنوں میں ڈالتی اور مُردوں کو ایذا دیتی ہو۔ رواہ عن سعید بن منصور فی سننہ امام بکر بن عبداللہ مزنی تابعی فرماتے ہیں انہ ما من میت یموت الا روحہ فی ید ملک الموت فھم یغسلونہ ویکفنونہ وھو یری ما یصنع اھلہ فلم یقدر علی الکلام لینھاھم عن الرنۃ والعویل مجھے حدیث پہنچی کہ جو مرتا ہے اوس کی روح ملک الموت کے ہاتھ میں ہوتی ہے لوگ اوسے غسل وکفن دیتے ہیں اور وہ دیکھتا ہے جو کچھ اوس کے گھر والے کرتے ہیں اون سے بات نہیں کرسکتا کہ اونھیں شور و فریاد سے منع کرے۔ رواہ الامام ابوبکر بن ابی الدنیا ایک حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ماں باپ پر اون کی موت کے بعد آدمی کے اعمال پیش ہوتے ہیں نیکیوں پر شاد ہوتے اور اون کے مُنھ اور زیادہ چمکنے لگتے ہیں فاتقوا اللہ ولا تؤذوا امواتکم تو اللہ سے ڈرو اپنے مُردوں کو اپنے گناہوں سے ایذا نہ دو رواہ الامام الترمذی الحکیم عن والد عبدالعزیز رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان المیت لیعذب ببکاء اھلہ علیہ بیشک مُردے پر جو اوس کے گھر والے روتے ہیں اس سے اوسے عذاب والم ہوتا ہے رویاہ عن ابن عمر وعمر رضی اللہ تعالٰی عنہما علما فرماتے ہیں المراد بالعذاب ھو الالم الذی یحصل للمیت اذا سمعھم یبکون او بلغہ ذلک فانہ یحصل لہ تألم بذلک نقلہ المولی علی القاری فی المرقاۃ عن السید الشاہ برک المحدث عن الامام شمس الدین محمد بن محمد بن محمد الجزری انہ قال فی تصحیح المصابیح عندی واللہ اعلم ان یکون المراد بالعذاب الخ قلت وقد تخالج صدری قبل ان اطلع علیہ حتی رأیتہ فیھا وللہ الحمد واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

جواب سوم۔ میت پر چلّا کر رونا جزع فزع کرنا حرام وسخت حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اثنتان ھما فی الناس کفر الطعن فی النسب والنیاحۃ علی المیت لوگوں میں دو باتیں کفر ہیں کسی کے نسب پر طعنہ کرنا اور میّت پر نوحہ رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ورواہ ابن حبان والحاکم وزاد اشق الجیب اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صوتان ملعونان فی الدنیا والاخرۃ مزمار عند نعمۃ ورنۃ عند مصیبۃ دو آوازوں پر دُنیا وآخرت میں لعنت ہے نعمت کے وقت باجا اور مصیبت کے وقت چلّانا رواہ البزار عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند صحیح اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم النائحۃ اذا لم تتب قبل موتھا تقام یوم القیمۃ وعلیھا سربال من قطران ودرع من جرب چلّا کر رونے والی جب اپنی موت سے پہلے توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن کھڑی کی جائے گی یوں کہ اوس کے بدن پر گندھک کا کُرتا ہوگا اور کھجلی کا دوپٹہ رواہ مسلم عن ابی مالک الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ اور ایک روایت میں ہے قطع اللہ لھا ثیابا من قطران ودرعا من لھب النار اللہ تعالٰی اوسے گندھک کے کپڑے پہنائے گا اور اوپر سے دوزخ کی لپٹ کا دوپٹہ اوڑھائے گا رواہ ابن ماجہ عنہ ایک حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان ھذہ النوائح یجعلن یوم القیمۃ صفین فی جھنم صف عن یمینھم وصف عن یسارھم فینبحن علی اھل النار کما تنبح الکلاب یہ نوحہ کرنے والیاں قیامت کے دن جہنم میں دو صفیں کی جائیں گی دوزخیوں کے دہنے بائیں وہاں ایسے بھونکیں گی جیسے کُتیاں بھونکتی ہیں رواہ الطبرانی فی الاوسط عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں انا بریٔ ممن حلق وصلق وخرق میں بیزار ہوں اوس سے جو بھدرا کرے اور چلّا کر روئے اور گریبان چاک کرے رواہ الشیخان عن ابی موسی الاشعری رحمہ اللہ تعالٰی عنہ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الا تسمعون ان اللہ لا یعذب بدمع العین ولا بحزن القلب ولکن یعذب بھذا واشار الی لسانہ او یرحم وان المیت لیعذب ببکاء اھلہ علیہ ارے سُنتے نہیں ہو بیشک اللہ نہ آنسوؤں سے رونے پر عذاب کرے نہ دل کے غم پر اور زبان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا) ہاں اس پر عذاب فرماتا ہے۔ یا رحم فرمائے اور بیشک مُردے پر عذاب ہوتا ہے اوس کے گھر والوں کے اوس پر نوحہ کرنے سے رویاہ عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔ عالمگیری میں جامع المضمرات سے ہے النوح العالی لا یجوز والبکاء مع رقۃ القلب لا باس بہ درمختار میں ہے لا تصح الاجارۃ لاجل المعاصی مثل الغناء والنوح واللہ تعالٰی اعلم

جواب سوال چہارم۔ شریعت میں ثواب پہنچانا ہے دوسرے دن ہو خواہ تیسرے دن باقی یہ تعیین عُرفی ہیں جب چاہیں کریں انھیں دنوں کی گنتی ضرور شرعی جاننا جہالت ہے و بدعتؑ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

؎ ایک نجدی شخص رامپور سے آیا منافقانہ سنّی بن کر بعض استفتا کیے جن کا جواب اسی جلد میں تھا دارالافتاء سے اوسے یہ جلد دی گئی کہ جواب نقل کرے اوس نے یہ لفظ و بدعت اضافہ کیا
؎ بقیہ نوٹ صفحہ

جواب سوال پنجم - ضرور جائز ہے اور بیشک ثواب پہنچتا ہے اہلسنّت کا یہی مذہب ہے والصبی لاشک انہ من اھل الثواب ونصوص الحدیث وارشادات العلماء مطلقۃ لاتخصیص فیھا واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ - از ریاست ریواں مرسلہ مولوی عبدالرحیم خاں ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۱۵ھ

سوال - ما قولکم ایھا العلماء الکرام فی ھذہ المسائل۔

(۱) بنانا تصویر آنحضرت علیہ الصلاۃ والسلام کا بغرض حصول ثواب زیارت کے درست وجائز ہے یا نہ اور بنانے والا اور خریدار مثوب ہوگا یا نہیں۔

(۲) اگر کوئی تصویر آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وتصویر براق نبوی ونیز تصویر حضرت جبرئیل علیہ السلام بناکر یا بنواکر واسطے حصول ثواب زیارت کے اپنے پاس رکھے اور اکثر مجالس میلاد نبوی میں تصاویر مذکورین کو بتکلف تمام نمائشاً بوقت ذکر معراج شریف حاضرین مجلس کے روبرو پیش کرے اور یقین اس امر کا دلائے کہ گویا حضور معراج کو تشریف لیے جاتے ہیں اور لوگوں کو لمس وبوسہ کے لیے ہدایت وفہمائش کرے تو یہ فعل اوس کا شرعاً جائز ہوسکتا ہے اور امور مندرجہ سوالات دوم مشروع ہوں گے یا غیر مشروع۔

(۳) نقشہ روضہ مقدسہ آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بغرض حصول ثواب زیارت بنواکر اپنے پاس رکھنا اور یہ گمان کرنا کہ جس طرح اصل کی تعظیم وتکریم سے ہم کو ثواب حاصل ہوتا ہے تعظیم نقل وشبیہ سے بھی ثواب حاصل ہوتا ہے۔ کیسا ہے جائز یا کیا اور دلائل الخیرات میں جو نقشہ روضہ مطہرہ دیا گیا ہے دراصل دینا چاہیے یا نہیں۔

(۴) بصورت ناجوازی وغیر مشروع ہونے تصاویر کے اون تصاویر کو کیا کرنا چاہیے اور نقشہ روضہ مطہر دلائل الخیرات میں سے نکال دینا بہتر ہوگا یا بدستور باقی وقائم رکھنا افتونا بالصواب واسقونا بالجواب توجروا بالاجرین وتکرموا فی الدارین۔

الجواب

اللھم لک الحمد صل علٰی نبیک نبی الحمد وآلہ وصحبہ الخیار الحمد اسألک حسن الادب وصدق الحب لحبیبک الکریم علیہ وعلٰی آلہ افضل الصلاۃ والتسلیم رب انی اعوذ بک من ھمزات الشیٰطین واعوذ بک رب ان یحضرون ۵ اللہ عزوجل پناہ دے ابلیس لعین کے مکائد سے سخت ترکید یہ ہے کہ آدمی سے حسنات کے دھوکے میں سیّات کراتا ہے اور شہد کے بہانے زہر پلاتا ہے والعیاذ باللہ رب العٰلمین اس مسکین تینوں تصویرات مذکورہ بنانے والے اون کی زیارت ولمس وتقبیل کرانے والے نے گمان کیا کہ وہ حضور پُرنور سیدالمرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا حق محبت بجالاتا اور حضور کو راضی کرتا ہے حالانکہ حقیقۃً وہ اپنی ان حرکات باطلہ سے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صریح نافرمانی کررہا ہے اس پر پہلے ناراض ہونے والے حضور والا ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حضور سرورعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ذی روح کی تصویر بنانا بنوانا اعزازاً اپنے پاس رکھنا سب حرام فرمایا اور اوس پر سخت سخت وعیدیں ارشاد کیں اور اون کے دور کرنے مٹانے کا حکم دیا احادیث اس بارے میں حد تواتر پر ہیں یہاں بعض مذکور ہوتی ہیں۔ **حدیث ۱**- صحیحین ومسند امام احمد میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں کل مصور فی النار یجعل اللہ لہ بکل صورۃ صورھا نفسا فتعذبہ فی جھنم ہر مصور جہنّم میں ہے اللہ تعالٰی ہر تصویر کے بدلے جو اوس نے بنائی تھی ایک مخلوق پیدا کرے گا کہ وہ جہنم میں اوسے عذاب کرے گی۔ **حدیث ۲**- اونھیں میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اشد الناس عذابا یوم القیٰمۃ المصورون بیشک نہایت سخت عذاب روز قیامت تصویر بنانے والوں پر ہے۔ **حدیث ۳**- اونھیں میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں قال اللہ تعالٰی ومن اظلم ممن ذھب یخلق کخلقی فلیخلقوا ذرۃ اولیخلقوا حبۃ اولیخلقوا شعیرۃ اللہ عزوجل فرماتا ہے اوس سے بڑھ کر ظالم کون جو میرے بنائے ہوئے کی طرح بنانے چلے بھلا کوئی چیونٹی یا گیہوں یا جَو کا دانہ تو بنادیں۔ **حدیث ۴**- صحیحین وسنن نسائی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان الذین یصنعون ھذہ الصور یعذبون یوم القیٰمۃ یقال لھم احیوا ما

(بقیہ نوٹ صفحہ) اضافہ کیا ہے سطر میں جگہ نہ پائی تو نیچے اور بین السطور میں۔ فتاوٰی گنگوہی حصہ اول میں یہ فتوٰی مع اضافۂ مفتری نقل کیا اور عبارت جہالت ہے وبدعت غلط تھی جس سے ہر ذی عقل نے سمجھ لیا کہ یہ عبارت فتاوٰی رضویہ کی نہیں لہٰذا براہ چالاکی کہ وہابیہ کا شعار ہے اوسے یوں بنالیا جہالت وبدعت ہے مسلمانو! وہابیہ کے یہ شیوے ہیں ۱۲

خلقتم۔ بیشک جو تصویریں بناتے ہیں قیامت کے دن عذاب کیے جائیں گے ان سے کہا جائے گا یہ صورتیں جو تم نے بنائی تھیں ان میں جان ڈالو۔ **حدیث ۵**: مسند احمد وصحیحین وسنن نسائی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من صور صورۃ فان اللہ معذبہ حتی ینفخ فیھا الروح ولیس بنافخ جو کوئی تصویر بنائے تو بیشک اللہ تعالٰی اوسے عذاب کرے گا یہاں تک کہ اوس میں روح پھونکے اور نہ پھونک سکے گا۔ **حدیث ۶**: مسند احمد وجامع ترمذی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں یخرج عنق من النار یوم القیمۃ لہ عینان یبصر بھما واذنان یسمعان ولسان ینطق یقول انی وکلت بثلثۃ بمن جعل مع اللہ الٰھا اٰخر وبکل جبار عنید وبالمصورین قیامت کے دن جہنم سے ایک گردن نکلے گی جس کے دو آنکھیں ہوں گی دیکھنے والی اور دو کان سُننے والے اور ایک زبان کلام کرتی وہ کہے گی میں تین فرقوں پر مسلط کی گئی ہوں جو اللہ کا شریک بتائے اور ہر ظالم ہٹ دھرم اور تصویر بنانے والے۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ **حدیث ۷**: امام احمد مسند اور طبرانی معجم کبیر اور ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اشد اھل النار عذابا یوم القیمۃ من قتل نبیا اوقتلہ نبی او امام جائر وھؤلاء المصورون ولفظ احمد اشد الناس عذابا یوم القیمۃ رجل قتل نبیا او قتلہ نبی او رجل یضل الناس بغیر علم او مصور یصور التماثیل۔ بیشک روز قیامت سب دوزخیوں میں زیادہ سخت عذاب اس پر ہے جس نے کسی نبی کو شہید کیا یا کسی نبی نے جہاد میں اوسے قتل فرمایا یا بادشاہ ظالم یا جو شخص بے علم حاصل کیے لوگوں کو بہکانے لگے اور ان تصویر بنانے والوں پر۔ **حدیث ۸**: بیہقی شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اشد الناس عذابا یوم القیمۃ من قتل نبیا او قتلہ نبی او قتل احد والدیہ والمصورون وعالم لم ینتفع بعلمہ بیشک روز قیامت سب سے زیادہ سخت عذاب میں وہ ہے جو کسی نبی کو شہید کرے یا کوئی نبی اوسے جہاد میں قتل فرمائے یا جو اپنے ماں یا باپ کو قتل کرے اور تصویر بنانے والے اور وہ عالم جو علم پڑھ کر گمراہ ہو۔ **حدیث ۹**: امام مالک و امام احمد و امام بخاری و امام مسلم ونسائی وابن ماجہ حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی قدم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من سفر وقد سترت سھوۃ لی بقرام فیہ تماثیل فلما راٰہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تلون وجھہ وقال یاعائشۃ اشد الناس عذابا عند اللہ یوم القیمۃ الذین یضاھؤن بخلق اللہ وفی روایۃ للشیخین قام علی الباب فلم یدخل فعرفت فی وجھہ الکراھیۃ فقلت یارسول اللہ اتوب الی اللہ والی رسولہ ماذا اذنبت فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان اصحاب ھذہ الصور یعذبون یوم القیمۃ فیقال لھم احیوا ما خلقتم وقال ان البیت الذی فیہ الصور لاتدخلہ الملٰئکۃ وفی اخرٰی لھا تناول الستر فھتکہ وقال من اشد الناس عذابا یوم القیمۃ الذین یصورون ھذہ الصور یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سفر سے تشریف فرما ہوئے تھے میں نے ایک دروازے پر تصویر دار پردہ لٹکایا ہوا تھا جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واپس تشریف لائے اوسے ملاحظہ فرماکر رنگ چہرہ انور کا بدل گیا اندر تشریف نہ لائے ام المومنین فرماتی ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ میں اللہ کی طرف اور اللہ کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں مجھ سے کیا خطا ہوئی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے وہ پردہ اُتار کر پھینک دیا اور فرمایا اے عائشہ اللہ تعالٰی کے یہاں سخت تر عذاب روز قیامت ان مصوروں پر ہے جو خدا کے بنائے ہوئے کی نقل کرتے ہیں ان پر روز قیامت عذاب ہوگا ان سے کہا جائے گا یہ جو تم نے بنایا ہے اس میں جان ڈالو جس گھر میں یہ تصویریں ہوتی ہیں اوس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ **حدیث ۱۰**: ابوداؤد وترمذی ونسائی وابن حبان حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اتانی جبریل علیہ الصلٰوۃ والسلام فقال لی مر برأس التماثیل یقطع فتصیر کھیأۃ الشجرۃ وأمر بالستر فیقطع فیجعل وسادتین منبوذتین توطئان ھذا مختصر میرے پاس جبریل امین علیہ الصلٰوۃ والسلام نے حاضر ہوکر عرض کی حضور مورتوں کو حکم دیں کہ اون کے سر کاٹ دیئے جائیں کہ پیڑ کی طرح رہ جائیں اور تصویر دار پردے کیلئے حکم فرمائیں کہ کاٹ کر دو مسندیں بنالی جائیں کہ زمین پر ڈال کر پاؤں سے روندی جائیں۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ **حدیث ۱۱ تا ۱۴**: صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر[11] اور صحیح مسلم میں حضرت ام المومنین[12] صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا اور نیز اوسی میں حضرت ام المومنین[13] میمونہ اور مسند امام احمد میں بسند صحیح حضرت اسامہ[14] بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں جبریل امین علیہ الصلٰوۃ والتسلیم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی انا لاندخل بیتا فیہ کلب وصورۃ ہم ملائکہ رحمت اوس گھر میں نہیں جاتے جس میں کُتا یا تصویر ہو۔ **حدیث ۱۵**: احمد ونسائی وابن ماجہ وابن خزیمہ وسعید بن منصور حضرت امیر المومنین علی مرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا جبریل امین نے عرض کی انھا ثلث لم یلج ملک مادام فیھا واحد منھا کلب

اوجنابۃ او صورۃ روح تین چیزیں ہیں کہ جب تک اون میں سے ایک بھی گھر میں ہوگی کوئی فرشتہ رحمت وبرکت کا اوس گھر میں داخل نہ ہوگا کُتّا یا جنب یا جاندار کی تصویر **حدیث ١٦ و ١٧**۔ مسند احمد وصحیح بخاری وصحیح مسلم وجامع ترمذی وسنن نسائی وابن ماجہ میں حضرت ابوطلحہ اور سنن ابی داؤد ونسائی وصحیح ابن حبان میں حضرت امیرالمومنین مولٰی علی رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لاتدخل الملئکۃ بیتا فیہ کلب ولا صورۃ رحمت کے فرشتے اوس گھر میں نہیں جاتے جس میں کُتّا یا تصویر ہو۔ **حدیث ١٨**۔ نسائی وابن ماجہ وشاشی وابویعلٰی اور ابونعیم حلیہ اور ضیا صحیح مختارہ میں امیرالمومنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے راوی صنعت طعاما فدعوت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فجاء فرأی تصاویر فرجع (انا ﷲ وانا الیہ راجعون) (الاخیرون) فقلت یارسول اللہ ما رجعک بابی وامی قال ان فی البیت سترا فیہ تصاویر وان الملئکۃ لاتدخل بیتا فیہ تصاویر میں نے حضور پُرنور صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ کی دعوت کی حضور تشریف فرما ہوئے پردے پر کچھ تصویریں بنی دیکھیں واپس تشریف لے گئے میں نے عرض کی یارسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر نثار کس سبب سے حضور واپس ہوئے فرمایا گھر میں ایک پردے پر تصویریں تھیں اور ملائکہ رحمت اس گھر میں نہیں جاتے جس میں تصویریں ہوں **حدیث ١٩**۔ صحیح بخاری وسنن ابی داؤد میں حضرت ام المومنین　　رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لم یکن یترک فی بیتہ شیئا فیہ تصالیب الا نقضہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جس چیز میں تصویر ملاحظہ فرماتے اوسے بے توڑے نہ چھوڑتے۔ **حدیث ٢٠**۔ مسلم وابوداؤد وترمذی حیّان بن حصین سے راوی قال لی علی رضی اللہ تعالٰی عنہ الا ابعثک علی ما بعثنی علیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان لاتدع صورۃ الا طمستہا ولا قبرا مشرفا الا سویتہ مجھ سے امیرالمومنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ نے فرمایا کہ میں تمہیں اوس کام پر نہ بھیجوں جس پر مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مامور فرماکر بھیجا کہ جو تصویر دیکھو اوسے مٹا دو اور جو قبر حد شرع سے زیادہ اونچی پاؤ اوسے حد شرع کے برابر کردو بلندی قبر میں حد شرع ایک بالشت ہے رواہ ابویعلٰی وابن جریر فلم یسمیا حیان انما قالا عن علی انہ دعا صاحب شرطتہ فقال لہ فذکر ابمعناہ **حدیث ٢١**۔ امام احمد بسند جید امیرالمومنین کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایک جنازے میں تھے حضور نے ارشاد فرمایا ایکم ینطلق الی المدینۃ فلایدع بھا وثنا الا کسرہ ولا قبرا الا سواہ ولا صورۃ الا لطخہا تم میں کون ایسا ہے مدینے جاکر ہر بُت کو توڑ دے اور ہر قبر برابر کردے اور ہر تصویر مٹا دے۔ ایک صاحب نے عرض کی میں یارسول اللہ فرمایا تو جاؤ۔ وہ جاکر واپس آئے اور عرض کی یارسول اللہ میں نے سب بُت توڑ دیئے اور سب قبریں برابر کردیں اور سب تصویریں مٹا دیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا من عاد الی صنعۃ شیئ من ھذا فقد کفر بما انزل علی محمد اب جو یہ سب چیزیں بنائے گا وہ کُفر وانکار کرے گا اوس چیز کے ساتھ جو محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر نازل ہوئی والعیاذ باللہ رب العٰلمین۔ مسلمان بنظر ایمان دیکھے کہ صحیح وصریح حدیثوں میں اس پر کیسی سخت سخت وعیدیں فرمائی گئیں اور یہ تمام احادیث عام شامل محیط کامل ہیں جن میں اصلا کسی تصویر کسی طریقے کی تخصیص نہیں تو معظمین دین کی تصویروں کو ان احکام خدا ورسول سے خارج گمان کرنا محض باطل ووہم عاطل ہے بلکہ شرع مطہر میں زیادہ شدت عذاب تصاویر کی تعظیم ہی پر ہے اور خود ابتدائے بُت پرستی انہیں تصویرات معظمین سے ہوئی قرآن عظیم میں جو پانچ بُتوں کا ذکر سورہ نوح علیہ الصلٰوۃ والسلام میں فرمایا وُد۔ سواع۔ یغوث۔ یعوق۔ نسر۔ یہ پانچ بندگان صالحین تھے کہ لوگوں نے اون کے انتقال کے بعد باغوائے ابلیس لعین اون کی تصویریں بنا کر اون کی مجلسوں میں قائم کیں پھر بعد کی آنے والی نسلوں نے اونھیں معبود سمجھ لیا۔ صحیح بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے ود وسواع ویغوث ویعوق ونسر اسماء رجال صالحین من قوم نوح فلما ھلکوا اوحی الشیطان الی قومھم ان انصبوا الی مجالسھم التی کانوا یجلسون انصابا وسموھا باسماھم ففعلوا فلم تعبد حتی اذا ھلک اولئک وتنسخ العلم عبدت ھذا مختصراً۔ با این ہمہ اگر وساوس وہواجس شیطٰنی کی تسکین نہ پائیں تو احادیث صحیحہ صریحہ سے خاص تصاویر معظمین کا جزئیہ لیجیے۔ **حدیث ٢٢**۔ صحیح بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے انہ قال دخل [illegible] صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم البیت فوجد فیہ صورۃ ابراھیم وصورۃ مریم علیہما الصلٰوۃ والسلام فقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اما لھم فقد سمعوا ان الملئکۃ لاتدخل بیتا فیہ صورۃ الحدیث ھذا لفظہ فی الحج وفی الانبیاء ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ لما رای الصور فی البیت لم یدخل حتی امر بھا فمحیت الحدیث وفی المغازی فاخرج صورۃ ابراھیم واسمٰعیل علیہما الصلٰوۃ والسلام الحدیث ھذہ کلہا روایات البخاری وذکر ابن ھشام فی سیرتہ قال وحدثنی بعض اھل العلم ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دخل البیت یوم الفتح فرأی فیہ صور الملئکۃ وغیرھم فرای ابراھیم علیہ الصلٰوۃ والسلام مصورا فذکر الحدیث الی ان قال ثم امر بتلک الصور کلہا فطمست ان احادیث کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم روزِ فتح مکہ کعبہ معظمہ کے اندر تشریف فرما ہوئے اوس میں حضرت ابراہیم وحضرت اسمٰعیل وحضرت مریم و ملائکہ کرام علیہم الصلاۃ والسلام
وغیرہم کی تصویریں نظر پڑیں کچھ پیکر دار کچھ نقش دیوار حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ویسے ہی پلٹ آئے اور فرمایا خبردار ہو بیشک ان بنانے والوں کے کان
تک بھی یہ بات پہنچی ہوئی تھی کہ جس گھر میں کوئی تصویر ہو اوس میں ملٰئکہ رحمت نہیں جاتے پھر حکم فرمایا کہ جتنی تصویریں منقوش تھیں سب مٹادی گئیں اور
جتنی مجسم تھیں سب باہر نکال دی گئیں انھیں میں حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ وحضرت سیدنا اسمٰعیل ذبیح اللہ صلی اللہ تعالٰی علی ابنہما الاکرم وعلیہما وبارک وسلم
کی تصویریں بھی باہر لائی گئیں جب تک کعبہ معظمہ سب تصاویر سے پاک نہ ہوگیا حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے قدم اکرم سے اوسے شرف نہ بخشا۔
حدیث ۲۳۔ مسند امام احمد میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے قال کان فی الکعبۃ صور فامر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عمر
بن الخطاب ان یمحوھا فبل عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ ثوبا ومحاھا بہ فدخلھا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ومافیھا شیئ وفی حدیثہ عند الامام الواقدی وکان عمر قد
ترک صورۃ ابراھیم فلما دخل صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم راٰھا فقال یا عمر الم اٰمرک ان لاتدع فیھا صوس ۃ ثم رای صورۃ مریم فقال امحوا ما فیھا من الصور قاتل اللہ
قوما یصورون مالایخلقون **حدیث ۲۴**۔ عمر بن شیبہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے راوی ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دخل الکعبۃ
فامرنی فاتیتہ بماء فی دلو فجعل یبل الثوب ویضرب بہ علی الصور ویقول قاتل اللہ قوما یصورون مالایخلقون **حدیث ۲۵**۔ ابوبکر بن ابی
شیبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی ان المسلمین تجردوا فی الازر واخذوا الدلاء وابتدروا علی زمزم یغسلون الکعبۃ ظھرھا وبطنھا
فلم یدعوا اثرا من المشرکین الا محوہ وغسلوہ حاصل ان احادیث کا یہ ہے کہ کعبہ میں جو تصویریں تھیں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے امیرالمومنین عمر
فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو حکم فرمایا کہ اونھیں مٹادو عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ اور دیگر صحابہ کرام چادریں اوتار اوتار کر امتثال حکم اقدس میں سرگرم ہوئے
زمزم شریف سے ڈول کے ڈول بھر کر آتے اور کعبہ کو اندر باہر سے دھویا جاتا کپڑے بھگو بھگو کر تصویریں مٹائی جاتیں یہاں تک کہ وہ مشرکوں کے
آثار سب دھوکر مٹادیئے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے خبر پائی کہ اب کوئی نشان باقی نہ رہا اوس وقت اندر رونق افروز ہوئے اتفاق
سے بعض تصاویر مثل تصویر ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کا نشان رہ گیا تھا پھر نظر فرمائی تو حضرت مریم کی تصویر بھی صاف نہ دھلی تھی حضور پُرنور
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ایک ڈول پانی منگا کر بنفس نفیس کپڑا تر کرکے اون کے مٹانے میں شرکت فرمائی اور ارشاد
فرمایا اللہ کی مار ان تصویر بنانے والوں پر فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے فی حدیث اسامۃ انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دخل الکعبۃ فرأی صورا
فدعا بماء فجعل یمحوھا وھو محمول علی انہ بقیت بقیۃ خفیت علی من محاھا اولا **حدیث ۲۶**۔ صحیحین میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ
تعالٰی عنہا سے ہے لما اشتکی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ذکر بعض نسائہ کنیسۃ یقال لہا ماریۃ وکانت ام سلمۃ واُم حبیبۃ اتتا ارض الحبشۃ
فذکرتا من حسنہا وتصاویر فیہا فرفع رأسہ فقال اولئک اذا مات فیھم الرجل الصالح بنوا علی قبرہ مسجدا ثم صوروا فیہ تلک الصور اولئک شرار
خلق اللہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مرض میں بعض ازواج مطہرات نے ایک گرجا کا ذکر کیا جس کا نام ماریہ تھا اور حضرت ام المومنین اُم سلمہ و
ام المومنین اُم حبیبہ ملک حبشہ میں ہو آئی تھیں اون دونوں بیبیوں نے ماریہ کی خوبصورتی اور اوس کی تصویروں کا ذکر کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم
نے سر اوٹھا کر فرمایا یہ لوگ جب ان میں کوئی نیک بندہ نبی یا ولی انتقال کرتا ہے اوس کی قبر پر مسجد بنا کر اوس میں تبرکًا اوس کی تصویر لگاتے ہیں یہ لوگ
بدترین خلق ہیں فی المرقاۃ الرجل الصالح ای من نبی او ولی تلک الصور ای صور الصلحاء تذکیرا بھم وترغیبا فی العبادۃ لاجلھم الخ **حدیث ۲۷**۔ امام
بخاری کتاب الصلاۃ جامع صحیح میں تعلیقًا بلا قصہ اور عبدالرزاق وابوبکر بن ابی شیبہ اپنے اپنے مصنف اور بیہقی سنن میں اسلم مولٰی امیرالمومنین عمر رضی اللہ
تعالٰی عنہ سے موصولًا مع القصہ راوی جب امیرالمومنین ملک شام کو تشریف لے گئے ایک زمیندار نے آکر عرض کی میں نے حضور کے لیے کھانا تیار کرایا ہے میں
چاہتا ہوں حضور قدم رنجہ فرمائیں کہ ہمچشموں میں میری عزت ہو امیرالمومنین نے فرمایا انا لاندخل الکنائس التی فیھا ھذہ الصور ہم ان کنیسوں میں نہیں جاتے
جن میں یہ تصویریں ہوتی ہیں **بالجملہ** حکم واضح ہے اور مسئلہ مستبین اور حرکات مذکورہ حرام بالیقین اور اون میں اعتقاد ثواب ضلال مبین اوس شخص پر فرض
ہے کہ اس حرکت سے باز آئے اور حرام میں ثواب کی اُمید سے نہ خود گمراہ ہو نہ جاہل مسلمانوں کو گمراہ بنائے اُن تصویروں کو ناآباد جنگل میں راہ سے دور
نظر عوام سے بچا کر اس طرح دفن کردیں کہ جہال کو اون پر اصلا اطلاع نہ ہو یا کسی ایسے دریا میں کہ کبھی پایاب نہ ہوتا ہو نگاہ جاہلان سے خفیہ عمیق کنڈے

میں یوں سپرد کردیں کہ پانی کی موجوں سے کبھی ظاہر ہونے کا احتمال نہ ہو وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ یہ سب متعلق بتصاویر ذی روح تھا۔ رہا **نقشہ روضۂ مبارکہ** اس کے جواز میں اصلا مجال سخن وجائے دم زدن نہیں جس طرح ان تصویروں کی حرمت یقینی ہے یوں ہی اس کا جواز اجماعی ہے ہر شرع مطہر میں ذی روح کی تصویر حرام فرمائی **حدیث پانزدہم** میں اس قید کی تصریح کردی۔ **حدیث اول** میں ہے کہ ایک مصور نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کی خدمت والا میں حاضر ہوکر عرض کی میں تصویریں بنایا کرتا ہوں اس کا فتوٰی دیجئے فرمایا پاس آؤ وہ پاس آیا فرمایا پاس آؤ اور پاس آیا یہاں تک کہ حضرت نے اپنا دست مبارک اوس کے سر پر رکھ کر فرمایا کیا میں تجھے نہ بتادوں وہ حدیث جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سُنی پھر حدیث مذکور مصوروں کے جہنمی ہونے کی ارشاد فرمائی اوس نے نہایت ٹھنڈی سانس لی حضرت نے فرمایا ویحک ان ابیت الا ان تصنع فعلیک بھذہ الشجرۃ وکل شیئ لیس فیہ روح افسوس تجھ پر اگر بے بنائے نہ بن آئے تو پیڑ اور غیر ذی روح چیزوں کی تصویریں بنایا کر۔ ائمہ مذاہب اربعہ وغیرہم نے اس کے جواز کی تصریحیں فرمائیں تمام کتب مذاہب اوس سے مملو ومشحون ہیں ہر چند مسئلہ واضح اور حق لائح ہے مگر تسکین اوہام وتثبیت عوام کے لیے ائمہ کرام وعلمائے اعلام کی بعض سندیں اسباب میں پیش کروں کہ کن کن اکابر دین واعاظم معتمدین نے مزار مقدس اور اس کے مثل نعل اقدس کے نقشے بنائے اور اون کی تعظیم اور اون سے تبرک کرتے آئے اور اسباب میں کیا کیا کلمات روح افزائے مومنین وجانگزائے منافقین ارشاد فرمائے (۱) امام غنیم بن نسطاس تابعی مدنی (۲) امام محدث جلیل القدر ابو نعیم صاحب حلیۃ الاولیاء (۳) امام محدث علامہ ابو الفرج عبدالرحمٰن ابن الجوزی حنبلی (۴) امام الیمن ابن عساکر (۵) امام تاج الدین فاکہانی صاحب فجر منیر (۶) علامہ سید نور الدین علی بن احمد سمہودی مدنی شافعی صاحب کتاب الوفا ووفاء الوفاء (۷) سیدی عارف باللہ محمد بن سلیمٰن جزولی صاحب دلائل (۸) امام محدث فقیہ احمد بن حجر مکی شافعی صاحب جوہر منظم (۹) علامہ حسین بن محمد بن حسن دیار بکری صاحب الخمیس فی احوال انفس نفیس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (۱۰) علامہ سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی شارح مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ (۱۱) شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی صاحب جذب القلوب (۱۲) محمد عاشق بن عمر الحافظ الرومی الحنفی صاحب خلاصۃ الاخبار ترجمۂ خلاصۃ الوفاء وغیرہم ائمہ وعلماء نے مزار اقدس واکرم سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وقبور مقدسہ حضرات صدیق اکبر وفاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما کے نقشے بنائے۔ مواہب اور اس کی شرح میں ہے۔ (قد روی ابوداود والحاکم من طریق القاسم بن محمد بن (ابی بکر) الصدیق (قال دخلت علی عائشۃ فقلت یا امہ اکشفی لی من قبر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) وصاحبیہ الحدیث (زاد الحاکم فرأیت رسول اللہ) ای قبرہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مقدما وابابکر راسہ بین کتفی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعمر راسہ عند رجلی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) قال ابوالیمین بن عساکر وھذہ صفتہ۔

عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ	النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم
	ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ

(وروی ابوبکر الآجری) الحافظ الامام توفی فی محرم سنۃ ست وثلثمائۃ (فی کتاب صفۃ قبر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن غنیم بن نسطاس المدنی) تابعی مقبول کما فی التقریب (قال رأیت قبر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی امارۃ عمر ابن العزیز فرأیتہ مرتفعا نحوا من اربع اصابع ورأیت قبر ابی بکر وراء قبرہ ورأیت قبر ابی بکر اسفل منہ) ورواہ ابونعیم بزیادۃ وصورہ لنا۔

المصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ

عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ

(وقد اختلف اهل السیر وغیرهم فی صفة القبور المقدسة علی سبع روایات اوردها ابوالیمین (ابن عساکرفی) کتابه (تحفة الزائر) والصحیح منها روایتان احدهما ماتقدم عن القاسم والاخری وبها جزم رزین وغیره وعلیها الاکثر کما قال المصنف فی الفصل الثانی وقال النووی انها المشهورة والسمهودی انها اشهر الروایات ان قبره صلی الله تعالٰی علیه وسلم الی القبلة مقدما ثم قبر ابی بکر حذاء منکبی النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم وقبر عمر حذاء منکبی ابی بکر رضی الله تعالٰی عنهما وهذا صفتها۔

المصطفٰی صلی الله تعالٰی علیه وسلم

الصدیق رضی الله تعالٰی عنه

الفاروق رضی الله تعالٰی عنه

وصورة واحدة من الضعیفة ولاحاجة لذکر باقیها اھ ما فی المواهب وشرحها ملتقطا قلت وقد ذکر السبع جمیعا الامام البدر محمود العینی فی عمدة القاری فراجعها ان هویت مطالع المسرات میں ہے ودع المولف صفة الروضة هکذا۔

قبر النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم

قبر عمر بن الخطاب رضی الله تعالٰی عنه

قبر ابوبکر رضی الله تعالٰی عنه

ابوبکر موخر قلیلا عن النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم خلفه وعمر خلف رجلی ابی بکر وروی ابوداؤد والحاکم وصحح اسناده عن القاسم بن محمد الحدیث قال السمهودی وهذا ارجح ما روی عن القاسم ثم صورها عن ابن عساکر هکذا۔

قبر النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم

قبر عمر رضی الله تعالٰی عنه

قبر ابی بکر رضی الله تعالٰی عنه

وصدر ابوالفرج ابن الجوزی بوضعها هکذا ونسب ابن حجر هذه الصفة الی الاکثر اھ مختصرا قلت ومع هٰهنا فی الکتاب تخلیط واضطراب علیه علی وزاده سید المرتضٰی فی النقل عنه فی شرح الاحیاء شیئا لم اجده فی نسختی شرح الدلائل ولا هو صحیح فی نفسه وذلک انه لم یذکر فی المطالع عن ابن الجوزی صورة جدیدة فکان قوله هکذا اشارة الی ما مر وهو الذی نسبه ابن حجر الی الجمهور والاکثر کما فیما یذکر اما المرتضی فنقل تصویره عن المطالع عن ابن الجوزی بعد قوله هکذا هکذا۔

صلی الله تعالٰی علیه وسلم

ابوبکر رضی الله تعالٰی عنه

عمر رضی الله تعالٰی عنه

ثم عقبہ بقولہ ونسب ابن حجر ھذہ الصفۃ الی الاکثر الخ فلا ادری لعل ھذا الغلط فی التصویر من النساخ واللہ تعالٰی اعلم جوہر منظم امام ابن حجر میں ہے یسن بل یتاکد اذا فرغ من السلام علی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان یتاخر الی صوب یمینہ قدر ذراع للسلام علی ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ وکرم وجہہ لان راسہ عند منکب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ثم یتاخر الی یمینہ ایضا قدر ذراع للسلام علی سیدنا عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ لان راسہ عند منکب ابی بکر وھذہ صورۃ القبور الثلثۃ الکریمۃ علی الاصح المذکور وعلیہا الجمہور۔ ثم قال بعد التصویر۔ اخترت وضعہا علی ھذہ الکیفیۃ لانہا المطابقۃ للواقع عند توجیہ الزائر الیہم الخ۔

اگر معاذ اللہ دلائل الخیرات شریف سے نقشہ مقدسہ نکالا جائے تو نہ صرف دلائل بلکہ ان سب کتب احادیث وسیر وغیرہا کے اوراق چاک کئے جائیں اور راوان ائمہ محدثین کے بنائے ہوئے نقشوں کا کیا علاج ہو جو زمانہ تابعین وتبع تابعین سے قرناً فقرناً روایت حدیث میں نقشے بناتے آئے اللہ عزّوجل افراط وتفریط کی آفت سے بچائے دلائل الخیرات شریف کو تالیف ہوئے پورے پانسو برس گذرے جب سے یہ کتاب مستطاب شرقاً غرباً عرباً عجماً تمام جہان کے علما و اولیاء وصلحا میں حرزجان و وظیفہ دین وایمان ہو رہی ہے یہ حسن قبول خدا و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم زید وعمرو کے مٹائے نہیں مٹ سکتا ؎ ہمہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند؛ روبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را ؛ ہاں اب نئے زمانے فتنہ کے گھرانے میں وہ گمراہ بھی پیدا ہوئے جو عیاذاً باللہ دلائل الخیرات کو معدن شرک وبدعات کہتے ہیں مگر اون کے بکنے سے اُمت مرحومہ کا اتفاق واطباق نہیں ٹوٹ سکتا ؎ مہ فشاند نور وسگ عوعو کند ؛ ہر کسے بر خلقت خود می تند ؛ کشف الظنون میں ہے دلائل الخیرات آیۃ من اٰیات اللہ یواظب بقراء تہ فی المشارق والمغارب ولہذا لائل اختلاف فی النسخ لکثرۃ روایتہا عن المؤلف رحمہ اللہ تعالٰی لکن المعتبر نسخۃ ابی عبداللہ محمد السھیلی کان المؤلف صححہا قبل وفاتہ بثمان سنین سادس ربیع الاول ۸۶۲ھ ملخصا۔ یعنی کتاب دلائل الخیرات اللہ تعالٰی کی آیتوں سے ایک آیت ہے کہ مشارق ومغارب میں ہمیشہ پڑھی جاتی ہے اوس کے نسخے مختلف ہیں کہ مؤلف رحمہ اللہ تعالٰی سے اوس کی روایت بکثرت ہوئی مگر معتبر ابو عبداللہ محمد سہیلی کا نسخہ ہے کہ مصنف قدس سرہٗ نے وصال شریف سے آٹھ برس پہلے ششم ربیع الاول ۸۶۲ھ کو اوس کی تصحیح فرمائی تھی۔

(۱۳) علامہ محمد بن احمد بن علی فاسی قصری مطالع میں فرماتے ہیں اعقب المؤلف رحمہ اللہ تعالٰی ورضی عنہ ترجمۃ الاسماء بترجمۃ صفۃ الروضۃ المبارکۃ موافقا وتابعا للشیخ تاج الدین الفاکھانی فانہ عقد فی کتابہ الفجر المنیر بابا فی صفۃ القبور المقدسۃ ومن فوائد ذلک ان یزور المثال من لم یمکن من زیارۃ الروضۃ ویشاھدہ مشتاق ویلثمہ ویزداد فیہ حبا وشوقا مؤلف رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فصل اسمائے طیبہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد صفت روضہ مبارکہ کی فصل بہ تبعیت وموافقت امام تاج الدین فاکہانی ذکر فرمائی کہ اونھوں نے بھی اپنی کتاب فجر منیر میں قبور مقدسہ کی تصویر میں خاص ایک باب ذکر کیا۔ اور اس میں بہت فائدے ہیں ازانجملہ یہ کہ جسے روضۂ مبارکہ کی زیارت میسر نہ ہوئی وہ اس نقشہ پاک کی زیارت کرے مشتاق اسے دیکھے اور بوسہ دے اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی محبت اور حضور کا شوق اس کے دل میں بڑھے اللھم ارزقنا آمین (۱۴) اسی میں ہے قد کنت رایت تالیفا لبعض المشارقۃ یقول فیہ انہ ینبغی لذاکر اسم الجلالۃ من المریدین ان یکتبہ بالذھب فی ورقۃ ویجعلہ نصب عینیہ فاذا صور قاری ھذا الکتاب الروضۃ صورۃ حسنۃ بالوان حسنۃ وخصوصا بالذھب فھو من معنی ذلک میں نے بعض علمائے مشرق کی تالیف میں دیکھا کہ جو مرید اسم پاک اللہ کا ذکر کرے اوسے چاہیے کہ نام پاک اللہ ایک ورق میں سونے سے لکھ کر اپنے پیش نظر رکھے تو جب اس کتاب کو پڑھنے والا روضہ مقدسہ کی خوبصورت تصویر خوشنما رنگوں سے رنگین خصوصاً آب زر سے بنائے تو وہ اسی قبیل سے ہے۔ (۱۵) اوسی میں ہے وقد ذکر بعض من تکلم علی الاذکار وکیفیۃ التربیۃ بہا انہ اذا کمل لا الٰہ الا اللہ بمحمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فلیشخص بین عینیہ ذاتہ الکریمۃ بشریتہ من نور فی ثیاب من نور یعنی لتنطبع صورتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی روحانیتہ ویتاٰلف معہا تاٰلفا یتمکن بہ من الاستفادۃ من اسرارہ والاقتباس من انوارہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال فان لم یرزق تشخص صورتہ فیری کانہ جالس عند قبرہ المبارک یشیر الیہ متی ماذکرہ فان القلب متی ماشغلہ شیئ امتنع من قبول غیرہ فی الوقت الی اٰخر کلامہ فیحتاج الی تصویر الروضۃ المشرفۃ والقبور المقدسۃ لیعرف صورتہا ویشخصہا بین عینیہ من لم یعرفہا من المصلین علیہ فی ھذا الکتاب وھم عامۃ الناس وجمہورھم بعض اولیائے کرام جنھوں نے ذکر وشغل سے تربیت مریدین کی کیفیت ارشاد کی بیان فرماتے ہیں کہ جب ذکر لا الٰہ الا اللہ کو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کامل کرلے تو چاہیے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا تصور اپنے پیش نظر جمائے بشری صورت نور کی طلعت نور کے لباس میں تاکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صورت کریمہ اس کے آئینہ دل میں جم جائے اور اوس سے وہ اُلفت پیدا ہو جس کے سبب حضور کے اسرار سے فائدہ لے حضور کے انوار کے پھول چُنے اور جسے یہ تصور میسر نہ ہو وہ یہی خیال جمائے

کہ گویا مزار مبارک کے سامنے حاضر ہے اور ہر بار جب ذکر میں نام پاک آئے تصور میں مزار اقدس کی طرف اشارہ کرتا جائے کہ دل جب ایک چیز سے مشغول ہوجاتا ہے پھر اوس وقت دوسری چیز قبول نہیں کرتا تو اب روضہ مطہرہ وقبور مطہرہ کی تصویر بنانے کی حاجت ہوئی کہ جن دلائل الخیرات پڑھنے والوں نے اون کی زیارت نہ کی اور اکثر ایسے ہی ہیں وہ اونھیں پہچان لیں اور ذکر کے وقت اون کا تصور ذہن میں جمائیں (۱۶) اوسی میں ہے وقد استنبوا مثال النعل عن النعل وجعلوا لہ من الاکرام والاحترام ماللمنوب عنہ وذکروا لہ خواص وبرکات وقد جربت وقالوا فیہ اشعارا کثیرۃ والفوا فی صورتہ ورووہ بالاسانید وقد قال القائل سہ اذا ما الشوق اقلقنی الیھا ÷ ولم اظفر بمطلوبی لدیھا ÷ نقشت مثالھا فی الکف نقشا ÷ وقلت لناظری قصرا علیھا ÷ علمائے کرام نے نعل مقدس کے نقشے کو نعل مقدس کا قائم مقام بنایا اور اوس کے لیے وہی اکرام واحترام جو اصل کے لیے تھا ثابت ٹھہرایا اور اوس نقشہ مبارک کے لیے خواص وبرکات ذکر فرمائے اور بلاشبہہ وہ تجربے میں آئے اور اوس میں بکثرت اشعار کہے اور اوس کی تصویر میں رسالے تصنیف کیے اور اوسے سندوں کے ساتھ روایت کیا اور کہنے والے نے کہا جب اوس کی آتش شوق میرے سینے میں بھڑکتی ہے اور اوس کا دیدار میسّر نہیں ہوتا اوس کی تصویر ہاتھ پر کھینچ کر آنکھ سے کہتا ہوں اسی پر بس کر (۱۷) علامہ تاج فاکہانی فجر منیر میں فرماتے ہیں۔ من فوائد ذلک ان من لم یمکنہ زیارۃ الروضۃ فلیبرز مثالھا ولیلثمہ مشتاقا لانہ ناب مناب الاصل کماقد ناب مثال نعلہ الشریفۃ مناب عینھا فی المنافع والخواص شھادۃ التجربۃ الصحیحۃ ولذا جعلوا لہ من الاکرام والاحترام مایجعلون للمنوب عنہ الخ۔ نقشہ روضہ مبارک کے لکھنے میں ایک فائدہ یہ ہے کہ جسے اصل روضہ اقدس کی زیارت نہ ملی وہ اس کی زیارت کرے اور شوق دل کے ساتھ اسے بوسہ دے کہ یہ مثال اوسی اصل کے قائم مقام ہے جیسے نقشہ نعل مقدس منافع وخواص میں بالیقین اوس کا قائم مقام ہے جس پر صحیح تجربہ شاہد عدل ہے ولہذا علماء دین نے نقشے کا اعزاز واعظام وہی رکھا جو اصل کا رکھتے ہیں (۱۸) حضرت مصنف دلائل قدس سرہ العزیز اوس کی شرح کبیر میں اسے نقل فرماتے اور علامہ ممدوح کی متابعت ظاہر کرتے ہیں۔ حیث قال انما ذکرتھا تابعا للشیخ تاج الدین الفاکھانی فانہ عقد فی کتابہ الفجر المنیر بابا فی صفۃ القبور المقدسۃ وقال ومن فوائد ذلک الخ (۱۹) امام ابواسحٰق ابراہیم بن محمد بن خلف السلمی شہیر بابن الحاج المتری الاندلسی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے نقشہ نعل مقدس کے بیان میں مستقل کتاب تالیف فرمائی (۲۰) اسی طرح اون کے تلمیذ شیخ عزیز ابوالیمن ابن عساکر نے نفیس وجلیل کتاب مسمّی بہ خدمۃ النعل للمقام المحمدی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لکھی جس کے ساتھ اکابر ائمہ نے مثل کتب حدیث روایۃً وسماعًا وقراءۃً اعتنائے تام کیا (۲۱) امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی صاحب ارشاد الساری شرح صحیح بخاری مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ میں فرماتے ہیں قد ذکر ابوالیمن ابن عساکر تمثال نعلہ الکریم علیہ افضل الصلٰوۃ والتسلیم فی جزء مفرد رویتہ قراءۃ وسماعا وکذا افردہ بالتالیف ابواسحٰق ابراہیم بن محمد بن خلف السلمی المشھور بابن الحاج من اھل المریۃ بالاندلس وکذا غیرھما وللہ در ابی الیمن بن عساکر حیث قال سہ

یا منشدا فی رسم ربع خال ۔۔۔ ومناشدا للدارس الاطلال ۔۔۔ دع ندب آثار وذکر مآثر

لاحبۃ بانوا وعصر خال ۔۔۔ والثم ثری الاثر الکریم محبذا ۔۔۔ ان فزت منہ بلثم ذا التمثال

منافع بھا نداوعنرو جنۃ ۔۔۔ فی تربھا وجدا وفرط تغال ۔۔۔ یا شبہ نعل المصطفٰی روحی الفدا

لمکانک الاسمی الشریف العالی ۔۔۔ ھملت لمرآک العیون وقد نأے ۔۔۔ وقا العیون بعینھا ماھمال

وتذکرت عھد العقیق فناثرت ۔۔۔ شوقا عقیق الدمع الھطال ۔۔۔ اذکرتنی قدما لھا قدم العلی

والجود والمعروف والافضال ۔۔۔ لوان خدی یحتذی نعلا لھا ۔۔۔ لبلغت من نیل المنی آمالی

اوان اجفانی لوطء نعالھا ۔۔۔ ارض سمت عزا بذا الاذلال ۔۔۔ اھ بالالتقاط

خلاصہ یہ کہ ابوالیمن ابن عساکر نے نقشہ نعل اقدس کے باب میں ایک مستقل جُز تالیف کیا جسے میں نے اُستاد پر پڑھ کر اور استاد سے سُن کر روایت کیا اور اسی طرح ابن الحاج اندلسی وغیرہما علما نے اس بارہ میں مستقل تصنیفیں کیں اور اللہ عزّوجل کے لیے ہے خوبی ابوالیمن ابن عساکر کی کیا خوب قصیدہ مدح شبیہ شریف میں لکھا ہے جس میں فرماتے ہیں اے فانی کی یاد کرنے والے ان چیزوں کی یاد چھوڑ اور تبرکات شریفہ مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خاکبوسی کر زہے نصیب اگر تجھے اس تصویر نعل مبارک کا بوسہ ملے اپنا رُخسارہ اوس پر رکھ اور اوس کی خاک پر اپنا چہرہ مل۔ اے نعل مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

کی تصویر تیری عزت و شرف بلند پر میری جان قربان تجھے دیکھ کر آنکھیں ایسی بہ نکلیں کہ اب تھمنا بہت دور ہے تجھے دیکھ کر اونھیں مدینے کی وادی عقیق میں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رفتار یاد آگئی لہذا اپنے اشک رواں کے سُرخ سُرخ عقیق نچھاور کر رہے ہیں اے تصویر نعل مبارک تونے مجھے وہ قدم پاک یاد دلا دیا جس کے بلندی وجود و احسان و فضل قدیم سے ہیں اگر میرا رخسارہ تراش کر اس قدم پاک کے لیے کفش بناتے تو دل کی تمنا بر آتی یا میری آنکھ اون کی کفش مبارک کے لیے زمین ہوتی تو اُس زمین ہونے سے عزت کا آسمان بن جاتی۔ ع جزاک اللہ خیرا یا ابالیمن ؛

(۲۲) ابوالحکم بن عبدالرحمٰن الشہیر بابن المرحل کہ فضلائے مغاربہ سے ہیں امام بقیۃ الحفاظ ابن حجر عسقلانی نے تبصیر میں ان کا ذکر لکھا وصف نقش نعل مبارک میں اون کا قصیدہ غرّا شیخ ابن الحاج نے اپنی کتاب مذکور میں ذکر کیا امام قسطلانی نے اوس سے ما احسنھا کہا یعنی کیا خوب فرمایا اوس کے بعض ابیات کریمہ مواہب میں یہ ہیں ؎

مثال لنعلی من احب ھویتہ فھا انا فی یومی ولیلی لاثمہ
اُجر علی راسی ووجھہ ادیمہ والثمہ طورا وطورا الازمہ
اشد فی رجل اکرم من مشٰے فتبصرہ عینی وکانما حاملہ
اجرک خدی ثم احسب وقعہ علی وجنتی خطواتک یداومہ
ومن لی بوقع النعل فی حر وجنتی لماش علت فوق النجوم براجمہ
ساجعلہ فوق الترائب عوذۃ لقلبی لعل القلب یبرد حاجمہ
واربطہ فوق الشئون تمیمۃ لجفنی لعل الجفن یرقا ساجمہ
الا بابی تمثال نعل محمد لطاب لحاذیہ وقدس خادمہ
یود ھلال الافق لوانہ ھوی یزاحمنا فی لثمہ ونزاحمہ
سلام علیہ کلما ھبت الصبا وغنت باغصان الاراک حمائمہ

اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصویر نعل پاک کو میں دوست رکھتا اور رات دن اوسے بوسہ دیتا ہوں اپنے سر اور مُنہ پر رکھتا اور کبھی چومتا کبھی سینے سے لگاتا ہوں میں اپنے دھیان میں اوسے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پائے اقدس میں تصور کرتا ہوں تو شدت صدق تصور سے گویا اپنی آنکھوں سے جاگتے میں دیکھ لیتا ہوں اوس نقشہ پاک کو اپنے رُخسارے پر رکھ کر جنبش دیتا اور یہ خیال کرتا ہوں کہ گویا وہ اوسے پہنے ہوئے میرے رُخسارے پر چل رہے ہیں آہ کون ایسی صورت کر دے کہ وہ پائے مبارک جو ستارگان آسمان ہشتم کے سروں پر بلند ہوئے اون کی کفش مبارک چلنے میں میرے رُخسارے پر پڑے۔ میں نقشہ نعل مبارک کو اپنے سینے پر دل کا تعویذ بناکر رکھوں گا شاید دل کی آنکھ ٹھنڈی ہو میں اوسے سر پر آنکھوں کا تعویذ بناکر باندھوں گا شاید بہتی پلکیں رُکیں۔ سُن لو تصویر کفش مقدس پر میرا باپ نثار کیا اچھا ہے اوس کا بنانے والا اور جو اوس کی خدمت کرے پاک ہوجائے ماہ نو کی تمنا ہے کاش آسمان سے اوتر کر اس نقشہ مبارک کے بوسے میں ہم اور وہ باہم مزاحمت کرتے اللہ عزوجل کا سلام او ترے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جب تک بادِ صبا چلے اور جب تک درخت اراک کی ڈالیوں پر کبوتر گونجیں اللھم صل وسلم وبارک علیہ وعلٰی اٰلہ وامتہ ابدا آمین (۲۳) نیز مواہب لدنیہ میں ہے: ان بعض ماذکر من فضلھا وجرب من نفعھا وبرکتھا ماذکرہ ابوجعفر احمد بن عبدالمجید وکان شیخا صالحا ورعا قال حذرت ھذا المثال لبعض الطلبۃ فجاءنی یوما فقال رأیت البارحۃ من برکۃ ھذا النعل عجبا اصاب زوجی وجع شدید کاد یھلکھا فجعلت النعل علی موضع الوجع وقلت اللھم اشف ببرکۃ ھذا النعل فشفاھا اللہ للحین اس مثال مبارک کے فضائل جو ذکر کیے گئے اور اوس کے منافع و برکات جو تجربے میں آئے اون میں سے وہ ہیں جو شیخ صالح صاحب ورع وتقوی ابوجعفر احمد بن عبدالمجید نے بیان فرمایا کہ میں نے نعل مقدس کی مثال اپنے بعض تلامذہ کو بنادی تھی ایک روز اونھوں نے آکر کہا رات میں نے اس مثال مبارک کی عجب برکت دیکھی میری زوجہ کو ایک سخت درد لاحق ہوا کہ مرنے کے قریب ہوگئی میں نے مثال مبارک موضع درد پر رکھ کر دعا کی کہ الٰہی اس کی برکت سے شفا دے اللہ عزوجل نے فوراً شفا بخشی (۲۴) نیز امام قسطلانی فرماتے ہیں کہ ابواسحٰق ابراہیم بن الحاج فرماتے ہیں کہ اون کے شیخ الشیخ ابوالقاسم بن محمد فرماتے ہیں ومما جرب من برکتہ ان امسکہ عندہ متبرکا بہ کان امانا لہ من بغی البغاۃ وغلبۃ العداۃ وحرزا من کل شیطان مارد ومن کل حاسد وان امسکتہ الحامل بیمینھا وقد اشتد علیھا الطلق تیسر امرھا بحول اللہ تعالیٰ وقوتہ نقشہ نعل مبارک کی آزمائی ہوئی برکات سے ہے کہ جو شخص بہ نیت تبرک اوسے اپنے پاس رکھے ظالموں کے ظلم اور دُشمنوں کے غلبہ سے امان پائے اور وہ نقشہ مبارک ہر شیطان سرکش اور ہر حاسد کے چشم زخم سے اوس کی پناہ ہوجائے اور زن حاملہ شدت دردزہ میں اگر اوسے اپنے داہنے ہاتھ میں لے بعنایت الٰہی اوس کا کام آسان ہو (۲۵) علامہ احمد بن محمد مقری تلمسانی نے اس باب میں دو مستقل کتابیں تصنیف فرمائیں ایک النفحات العنبریہ فی وصف نعل خیر البریہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ وجیز و نافع ہے دوسری فتح المتعال

فی مدح خیر النعال کہ بسیط وجامع ہے ان کتب مبارکہ میں عجیب عجیب فضائل وبرکات دفع بلیات وقضائے حاجات کے جو اس نقشہ مبارکہ سے خود مشاہدہ کئے اور سلف صالح ومعاصرین صالحین نے دیکھے بکثرت بیان فرمائے اون کا ذکر باعث تطویل ہے جو چاہے فتح المتعال مطالعہ کرے اب ہم بنظر اختصار اون باقی ائمہ واعلام کے بعض گرامی نام شمار کرنے پر اقتصار کریں جنھوں نے نقشہ مبارکہ بنایا بنوایا بناکر اپنے تلامذہ کو عطا فرمایا اوس سے تبرک کیا اوس کی مدحیں لکھیں اوس سے فیض وبرکت حاصل کرنے اوسے سر آنکھوں پر رکھنے بوسہ دینے کی ترغیبیں کیں احادیث کی طرح باہتمام تام اوس کی روایتیں فرمائیں جسے تفصیل دیکھنی ہو فتح المتعال وغیرہ کی طرف رجوع لائے وباللہ التوفیق (۲۶) امام اجل ابو اویس عبداللہ بن عبداللہ بن اویس ابوالفضل بن مالک بن ابی عامر اصبحی مدنی کہ اکابر علمائے مدینہ طیبہ وائمہ محدثین ورجال صحیح مسلم وسنن ابی داؤد وترمذی ونسائی وابن ماجہ اور تبع تابعین کے طبقہ اعلٰی سے ہیں امام مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بہنوئی اور بھتیجے یعنی اون کے حقیقی چچازاد بھائی کے بیٹے ہیں ۱۶۷ھ میں انتقال فرمایا انھوں نے خود اپنے واسطے امام مالک وغیرہ اکابر تابعین وتبع تابعین کے زمانے میں **نعل اقدس** نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی مثال بنواکر اپنے پاس رکھی اور قرناً فقرناً اس مثال کے نقشے ہر طبقہ کے علماء لیتے رہے (۲۷) ان کے صاحبزادے امام مالک کے بھانجے اسمٰعیل بن ابی اویس کہ امام بخاری وامام مسلم کے اوستاذ اور رجال صحیحین اور اتباع تبع تابعین کے طبقہ اعلٰی سے ہیں امام شافعی وامام احمد رضی اللہ تعالٰی عنہما کے معاصر ۲۲۶ہجری میں وفات پائی (۲۸) ان کے شاگرد ابو یحیٰی بن ابی میسرہ (۲۹) ان کے تلمیذ ابو محمد ابراہیم بن سہل سبتی (۳۰) ان کے شاگرد ابو سعید عبدالرحمٰن بن محمد بن عبداللہ مکی (۳۱) ان کے تلمیذ محمد بن جعفر تیمی (۳۲) ان کے تلمیذ محمد بن الحسین الفارسی (۳۳) ان کے شاگرد شیخ ابوزکریا عبدالرحیم بن احمد بن نصر بن اسحاق بخاری (۳۴) ان کے تلمیذ شیخ فقیہ ابوالقاسم علی بن عبدالسلام بن حسن ریلی (۳۵) ان کے شاگرد شیخ عیاض (۳۶) دوسرے تلمیذ اجل امام اکملی حافظ الحدیث قاضی ابوبکر ابن العربی اشبیلی اندلسی (۳۷) ان دونوں کے شاگرد امام ابن العربی کے صاحبزادے فقیہ ابو زید عبدالرحمٰن بن محمد بن عبداللہ (۳۸) ان کے تلمیذ ابن الحبیہ (۳۹) ان کے شاگرد شیخ ابن البر تونسی (۴۰) ان کے تلمیذ شیخ ابن فہد مکی (۴۱) ح امام اجل ابن العربی ممدوح کے دوسرے شاگرد ابوالقاسم خلف بن بشکوال (۴۲) ان کے تلمیذ ابو جعفر احمد بن علی اوسی جن کے شاگرد ابوالقاسم بن محمد اور ان کے تلمیذ ابواسحٰق ابراہیم بن الحاج ان کے شاگرد ابوالیمن ابن عساکر مذکورین ہیں جن کے اقوال طیبہ اوپر مرقوم ہوئے (۴۳) ح امام اسمٰعیل بن ابی اویس مدنی ممدوح کے دوسرے تلمیذ ابواسحٰق ابراہیم بن الحسین (۴۴) ان کے شاگرد محمد بن احمد خزاری اصبہانی (۴۵) ان کے تلمیذ ابوعثمٰن سعید بن حسن تستری (۴۶) ان کے شاگرد ابوبکر محمد بن عدی بن علی منقری (۴۷) ان کے تلمیذ ابوطالب عبداللہ بن حسن بن احمد عنبری (۴۸) ان کے شاگرد ابو محمد عبدالعزیز بن احمد کنانی (۴۹) ان کے تلمیذ ابو محمد ہبۃ اللہ بن احمد بن محمد اکفانی دمشقی (۵۰) ان کے شاگرد حافظ ابو طاہر احمد بن محمد بن احمد اسکندرانی (۵۱) ان کے تلمیذ ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن تجیبی (۵۲) ان کے شاگرد ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ سبتی ان کے تلمیذ ابواسحٰق ابراہیم بن الحاج سلمی ممدوح ان کے شاگرد ابن عساکر (۵۳) ان کے تلمیذ بدر فارقی۔ یہ تین سلسلے مثل سلاسل حدیث تھے۔ ان کے علاوہ (۵۴) امام ابو حفص عمر فاکہانی اسکندرانی (۵۵) شیخ یوسف تتائی مالکی (۵۶) فقیہ ابوعبداللہ بن سلام (۵۷) فقیہ محدث ابو یعقوب (۵۸) ان کے شاگرد ابوعبداللہ محمد بن رشید فہری (۵۹) حافظ شہیر ابوالربیع بن سالم کلاعی (۶۰) ان کے تلمیذ حافظ ابوعبداللہ بن الآبار قضاعی (۶۱) ابوعبداللہ محمد بن جابر وادی (۶۲) خطیب ابوعبداللہ بن مرزوق تلمسانی (۶۳) ابن عبدالملک مراکشی (۶۴) شیخ ابوالخصال (۶۵) ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن عبدالحق انصاری معروف بابن القصاب (۶۶) شیخ فتح اللہ حلبی بیلوتی (۶۷) قاضی شمس الدین ضیف اللہ ترابی رشیدی (۶۸) شیخ عبدالمنعم سیوطی (۶۹) محمد بن فرج سبتی (۷۰) شیخ ابن حبیب النبی جن سے علامہ تلمسانی نے نقشہ مقدسہ کی عجیب برکت شفا کا روایت کی (۷۱) سید محمد موسٰی حسینی مالکی معاصر علامہ ممدوح (۷۲) سید جمال الدین محدث صاحب روضۃ الاحباب (۷۳) علامہ شہاب الدین خفاجی جنھوں نے فتح المتعال کی تعریف کی اور ھو مصنف حسن فرمایا یعنی وہ خوب کتاب ہے (۷۴) فاضل کاتب چلپی صاحب کشف الظنون (۷۵) فاضل علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی شارح مواہب وموطا امام مالک۔ اب اور پانچ ائمہ کرام کے اسمائے طیبہ عالیہ پر اختتام کیجئے جن کی امامت کبرٰی پر اجماع اور اون کی جلالت شان وعظمت مکان مشہور ومعروف بلاد وبقاع (۷۶) امام اجل حافظ الحدیث زین الدین عراقی استاذ امام الشان ابن حجر عسقلانی صاحب الفیہ سیرت وغیرہا (۷۷) اون کے ابن کریم علامہ عظیم سیدی ابوزرعہ عراقی (۷۸) امام اجل سراج الفقہ والحدیث والملۃ والدین بلقینی (۷۹) امام جلیل محدث نبیل حافظ شمس الدین سخاوی (۸۰) امام اجل واکرم علامہ عالم خاتم الحفاظ والمحدثین جلال الملۃ والشرع والدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی رضی اللہ تعالٰی عنہم وعنابہم یوم الدین آمین یارب العٰلمین بالجملہ مزار اقدس

کا نقشہ تابعین کرام اور نعل مبارک کی تصویر تبع تابعین اعلام سے ثابت اور جب سے آج تک ہر قرن وطبقہ کے علماء و صلحا میں معمول ورائج ہمیشہ اکابر دین اون سے تبرک کرتے اور اون کی تکریم و تعظیم رکھتے آئے ہیں تو اب انھیں بدعت شنیعہ کو شرک و حرام نہ کہے گا مگر جاہل بیباک یا گمراہ بددین مریض القلب ناپاک والعیاذ باللہ من مھادی الھلاک آجکل کے کسی نوآموز قاصر ناقص فاتر کی بات ان اکابر ائمہ دین واعاظم علمائے معتمدین کے ارشادات عالیہ کے حضور کسی ذی عقل دیندار کے نزدیک کیا وقعت رکھتی ہے عاقل منصف کے لیے اسی قدر کافی ہے واللہ الھادی وولی الایادی بہ ثقتی وعلیہ اعتمادی الحمدللہ کہ یہ مجمل جواب موضح صواب اواخر ذی الحجہ مبارک ۱۳۱۵ھ کے چند جلسوں میں تمام اور بلحاظ تاریخ شفاء الوالہ فی صور الحبیب ومزارہ ونعالہ[۱۳۱۵] نام ہوا والحمدللہ رب العٰلمین وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا ومولانا محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین اٰمین واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم اس تحریر کے چند ماہ بعد بعض صاحبوں نے اس کے مخالف آجکل کی بعض[۱] ہندی تحریریں پیش کیں جن میں کسی امام معتمد یا عالم مستند سے اس کے خلاف پر اصلا سند نہ دی گئی ہم ابھی گزارش کرچکے ہیں کہ ارشادات ائمہ دین وعلمائے معتمدین کے مقابل این وآن کے بے سند اقوال کیا قابل استدلال۔ قرون ثلٰثہ میں باوصف تحقق ضرورت اس کی طرف قولاً وفعلاً اصلا توجہ نہ پائے جانے کا جواب بھی واضح ہوچکا کہ زمانہ تابعین وتبع تابعین سے متوارث ہے۔ اور ضرورت شرعیہ بمعنی افتراض ووجوب نہ ہونا تو بدیہی یوہیں بایں معنی کہ کوئی امر مامور بہ فی الشرع عیناً اس پر موقوف ہو واضح المنع نہ سہی مسلم کہ مقتضی عین موجود نہ کہ حاصل موانع مقصود جس سے باوصف تحقق خطور بالبال وخصوص احتیاج بالقصد امتناع پر اطباق واجماع مفہوم ہو اور جہاں ایسا نہیں وہاں عدم وقوع ہرگز مفید کف قصدی نہیں کہ وہی مقدور ہے اور اوس میں اتباع وقد حققنا ھٰذہ المباحث فی کتابنا المبارک ان شاء اللہ تعالٰی البارقۃ الشارقۃ علی مارقۃ المشارقۃ اس قضیہ کو اگر یوہیں اگر مرسل رکھیں تو صدہا مسائل شرعیہ خود صاحب تحریر مذکور کے تحریرات کثیرہ اوس کی ناقض ومناقض موجود ہیں جن میں بعض ہمارے رسالہ سرور العید السعید فی حل الدعاء بعد صلٰوۃ العید میں بحوالہ جلد وصفحہ مذکور ہوئیں۔ رہا یہ کہ نقشہ کعبہ معظمہ وروضہ منورہ کو اون کا عین یا تمام احکام میں مساوی سمجھنا کہ نقشہ کعبہ کے طواف سے حج ادا ہوجائے اور حج کے بعد نقشہ روضہ کے پاس حاضری زیارت مقدسہ کی حاضری سے مغنی ہوجائے یہ کسی جاہل کا بھی زعم نہیں ایسے اوہام باطلہ البتہ مشرکین وروافض کو پیدا ہوتے ہیں رسالہ اسلمی میں قطع نظر اس سے کہ وہ کیا اور کیسا رسالہ اور کہاں تک محل استناد میں پیش ہونے کی لیاقت رکھتا ہے اسی وہم پر اعتراض ہے وہ اس طریقہ انیقہ پر جو ائمہ کرام وعلمائے اعلام میں معمول ومقبول رہا اصلا وارد نہیں وباللہ التوفیق واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از کانپور محلہ جرنیل گنج مسجد حاجی فرصت مرسلہ شیخ محمد سہول ۸ / محرم الحرام ۱۳۱۶ھ

ماقولکم ایھا العلماء الکرام اس مسئلہ میں کہ ذکر میلاد کے وقت جیسا کہ آجکل قیام کرتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

قیام وقت ذکر ولادت حضور سیدالانام علیہ وعلٰی آلہ افضل الصلٰوۃ والسلام مستحب ومقبول ائمہ کرام وعلمائے اعلام ورائج ومعمول حرمین طیبین وجملہ بلاد دارالاسلام ہے شرع مطہر سے اوس کے منع پر اصلا دلیل نہیں ومن ادعی فعلیہ البیان اس مسئلہ کی تفصیل جلیل کتاب مستطاب اذاقۃ الاٰثام لمانعی عمل المولد والقیام تصنیف لطیف حضرت خاتم المحققین امام المدققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد ورسالہ اقامۃ القیامہ علٰی طاعن القیام لنبی تہامہ تالیف فقیر نحیف ودیگر کتب ورسائل علما وافاضل میں ہے علامہ سید جعفر برزنجی مدنی قدس سرہ السنی عقد الجوہر میں فرماتے ہیں قد استحسن القیام عند ذکر ولادتہ الشریفۃ ائمۃ ذوو روایۃ ورویۃ فطوبٰی لمن کان تعظیمہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم غایۃ مرامہ ومرماہ خاتمۃ المحدثین علامہ سید احمد زین دحلان مکی قدس سرہ الملکی الدرر السنیہ میں فرماتے ہیں من تعظیمہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الفرح بلیلۃ ولادتہ وقراءۃ المولد والقیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واطعام الطعام وغیر ذٰلک مما یعتاد الناس فعلہ من انواع البر فان ذٰلک کلہ من تعظیمہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وقد افردت مسألۃ المولد وما یتعلق بھا بالتالیف واعتنی بذٰلک کثیر من العلماء فالفوا فی ذٰلک مصنفات مشحونۃ بالادلۃ والبراھین فلاحاجۃ لنا الی الاطالۃ بذٰلک انتہی۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

---

[۱] ہمزہ بے مرکز ملحوظ العدد دست ۱۲

[۲] یعنی فتوٰی مولوی عبدالحی لکھنوی ۱۲

مسئلہ۔ کیا ہے حکم شرع شریف میں نسبت پہننے ٹوپی سچی یا جھوٹی سلمہ ستارہ یا ریشم کی۔

الجواب

چار انگل سے زائد ناجائز اور اس کا استعمال ممنوع ہے اور متفرق تار ریشم کا کام ہو خواہ سونے چاندی کا جمع نہ کیا جائے گا جب تک مثل مغرق کے نظر نہ آتا ہو۔ اور جھوٹے سلمہ کا جزئیہ اس وقت کی نظر میں حاضر نہیں اگر سونا چاندی غالب یا مساوی ہے تو اوس کا حکم سونے چاندی ہی کے مثل ہے اور مغلوب ہے یا صرف تانبا تاہم ظاہرا خالی کراہت سے نہیں خصوصاً ایسی حالت میں کہ نسار یا فساق کی وضع مخصوص ہو کہ اس صورت میں کراہت یقینی ہے واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از کانپور پرانی سبزی منڈی کی مسجد مرسلہ مولوی احمد علی صاحب ۱۶ ربیع الاول شریف ۱۳۱۶ھ۔

ماقولکم رحمکم اللہ تعالٰی اس مسئلہ میں کہ دیار بنگالہ میں آجکل بعض بعض مولوی اور میاں جی دو تین چھوکروں کو جو لحن دلکش و دلآویز رکھتا ہو اردو فارسی غزل کا وزن گنگری کا ساتھ تعلیم دیتے ہیں جب کہیں مولود شریف کی دعوت ہوتی ہے تو اون چھوکروں کو ہمراہ لے کر جاتے ہیں اور محفل میلاد شریف ہوگا کر کے عوام وخواص کو اطلاع واعلان کرتے ہیں جب سامعین مجتمع ہوجاتے ہیں تو فارسی و اردو غزل اور قصائد واشعار گوناگوں کو اون چھوکروں کے سور سے اپنی سور ملا کر اس طور پر پڑھتے کہ مجال کیا ہے کسی کو جو اوس میں اور رنڈیوں کے گانے میں کچھ بھی فرق سمجھے مگر سامعین میں سے اکثر تو ایسے ہیں کہ فارسی واردو تو بالکل نہیں سمجھتے ہیں مجرد وزن اور آواز ہی پر فریفتہ ومفتون ہوکر سماعت کرتے ہیں اور گاہ بگاہ عبارت منثورہ سے اپنی زبان میں سمجھا دیتے ہیں وہ بھی اکثر بے اصل ہے اس طور پر پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

ایسا پڑھنا ممنوع ہے یہ پڑھنا نہیں گانا ہے اور امرد کے گانے میں فتنہ ہے اور فتنے کا بند کرنا واجب فی ردالمحتار عن التاتارخانیہ عن العیون سماع غناء حرام ومن اباحہ فلمن تخلی عن اللھو وتحلی بالتقوی واحتاج الٰی ذلک احتیاج المریض الی الدواء ولہ شرائط ستۃ ان لایکون فیھم امرد الخ ملخصا وفی الخیریۃ عن التتارخانیۃ عن نصلب الاحتساب التغنی واستماع الغناء حرام ومن اباحہ فلمن تخلی عن الھوی ولہ شرائط ان لایکون فیھم امرد والامرأۃ الخ ملتقطا یوہیں بے اصل و باطل روایات کا پڑھنا سُننا حرام وگناہ ہے نص علیہ علماء القدیم والحدیث فی کتب الفقہ واصول الحدیث واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ سرکار کلاں۔ مرسلہ حضرت سید شاہ مہدی حسن میاں صاحب۔ ۳ ربیع الاول ۱۳۱۶ھ۔

عالی جناب مولٰنا صاحب زید مجدکم اپنا شرعی خیال عورات کے لکھنے کی نسبت ظاہر فرمائیے یہاں عرصہ سے یہ امر معرض بحث میں ہے۔

الجواب

حضور عورتوں کو لکھنا سکھانا شرعاً ممنوع وسنت نصارٰی و فتح باب ہزاران فتنہ اور مستان سرشار کے ہاتھ میں تلوار دینا ہے جس کے مفاسد شدیدہ پر تجارب حدیدہ شاہد عدل ہیں متعدد حدیثیں اوس سے ممانعت میں وارد ہیں جن میں بعض کی سند عند التحقیق خود قوی ہے اور اصل متن حدیث کے معروف ومحفوظ ہونے کا امام بیہقی نے اعادہ فرمایا اور پھر تعدد طرق دوسری قوت ہے اور عمل امت وقبول علماء تیسری قوت اور محل احتیاط و سد فتنہ چوتھی قوت تو حدیث لااقل حسن ہے اور ممانعت میں اوس کا نص صریح ہونا خود روشن ہے بخلاف حدیث شفا بنت عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما کہ حفصہ نے فرمایا کیا حفصہ کو غلہ کا منتر نہ سکھائے گی جیسے اوسے لکھنا سکھایا۔ اجازت میں اصلا کوئی حدیث صریح نہیں۔ احادیث ممانعت یہ ہیں۔ **حدیث اول** ابن حبان بطریق یحیٰی بن زکریا بن یزید دقاق اور بیہقی شعب الایمان میں بطریق مطین حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی قالا حدثنا محمد بن ابراھیم ابوعبداللہ الشامی حدثنا شعیب بن اسحٰق الدمشقی عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاتسکنوھن الغرف ولاتعلموھن الکتابۃ وعلموھن الغزل وسورۃ النور۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کو بالاخانوں پر نہ رکھو اور اونھیں لکھنا نہ سکھاؤ اور کاتنا اور سورۂ نور تعلیم کرو یہی حدیث حاکم نے صحیح مستدرک اور نظر طرق سے بیہقی نے شعب میں بطریق محمد بن محمد بن سلیمن

روایت کی قال حدثنا عبدالوھاب الضحاک ثنا شعیب بن اسحٰق الحدیث سندا و متنا حاکم نے کہا صحیح الاسناد اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ اوس پر حافظ ابن حجر نے اطراف میں کہا بل عبدالوھاب متروک اھ اقول الان القول فیہ ابن عدی فقال بعض حدیثہ لایتابع علیہ وھذا صادق علی کثیر من رجال الصحیحین بیہقی نے اوسے بطریق اول روایت کرکے کہا ھذا بھذا الاسناد منکر یہ حدیث اس سند سے منکر وغیر معروف ہے امام خاتم الحفاظ سیوطی نے لآلی میں فرمایا افاد انہ بغیر ھذا الاسناد لیس بمنکر یعنی بیہقی نے افادہ کیا کہ حدیث اور سند سے منکر نہیں معروف ومحفوظ ہے **اقول** وستسمع انہ بنفس السند غیر منکر۔ **حدیث دوم** امام ترمذی محمد بن علی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لاتسکنوا نساءکم الغرف ولاتعلموھن الکتاب۔ اپنی عورتوں کو بالاخانوں پر نہ بساؤ اور انہیں لکھنا نہ سکھاؤ۔ یہ حدیث امام ابن حجر مکی نے فتاوٰی حدیثیہ میں استناداً ذکر کی **حدیث سوم** ابن عدی کامل میں اور ابن حبان بسند معتمد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی قالا حدثنا جعفر بن سھل ثنا جعفر بن نصر ثنا حفص بن غیاث عن لیث عن مجاھد عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاتعلموا نساءکم الکتابۃ ولاتسکنوھن العلالی یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا اپنی عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ اور دومنزلوں پر نہ بساؤ یہ حدیث تخریج ابن عدی امام حافظ سیوطی نے الاجر الجزل فی الغزل میں ذکر کی وقال ابن الجوزی لایصح جعفر بن نصر حدث عن الثقات بالبواطیل اھ وقال الحافظ ابن حجر فی الاطراف بعد ذکر الحدیث الاول وقد روی عن طریق حفص القاری عن لیث عن مجاھد عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما اھ **اقول** الظاھر ان ھذہ متابعۃ لحفص بن غیاث فان حفصا القاری امام القراءۃ حفص بن سلیمان ابی داود وھذا مصرح بہ عند مخرجیہ حفص بن غیاث وھو امام فی الحدیث ثقۃ فقیہ من رجال الستۃ ولیث صدوق من رجال مسلم والاربعۃ والبخاری فی التعلیقات غیر انہ اختلط باٰخرہ لکن لم یسقط بہ حدیثہ فقد قال الجمہور ھو لمن یکتب حدیثہ ذکرہ النووی فی شرح صحیح مسلم وقال مسلم فی مقدمۃ صحیحہ اسم الستر والصدق وتعاطی العلم یشملہ وقد حسن لہ الترمذی حدیثہ فی الحمام ونقل عن البخاری انہ صدوق وربما یھم فی الشیئ فاذا روی عنہ حفص القاری خرج جعفر بن نصر والصواب عندنا فی الامام الجلیل حفص القاری تمشیتہ فقد قال وکیع انہ ثقۃ وقال الذھبی ھو فی نفسہ صادق واختلف فیہ علی احمد فروی حنبل بن اسحٰق عنہ مابہ باس وروی عنہ اخری متروک الحدیث ھکذا روی ابن ابی حاتم عن عبداللہ بن احمد عن ابیہ وروی ابو علی بن الصواف عن عبداللہ عن ابیہ صالح ولیس فیہ لامام معتمد جرح مفسر قادح یسقط حدیثہ وابن فراش لیس ھناک قال ابو زرعۃ کان رافضیا خرج مثالب الشیخین اقول عندان حمل ابن فراش الی بندار کان عند نا عبدان وضع جزأین صنفہما فی شاب الشیخین فاجازہ بالفی درھم فقال قال الذھبی ھذا واللہ الشیخ المفتر الذی یضل سمعیہ فما انتفع بعلمہ فلا عتب علی حمیر الرافضۃ قال ابو بکر بن حمدان المروزی سمعت ابن فراش یقول شربت بولی فی ھذا الشان خمس مرات اھ وکان جزئیا علی تکذیب الثقات وھذا احمد بن الفرات الامام الحافظ الثقۃ الفقیہ الحجۃ الذی اطبقوا علی توثیقہ ولم یات فیہ عن احد من الائمۃ تلیین ولا بعض تلیین ذکرہ ابن فراش فقال یکذب عمدا قال الذھبی علی مافی تھذیب التھذیب اٰذی ابن فراش نفسہ وقال فی المیزان بطل قول ابن فراش ولاغرو فقد اتھم مالک بن اوس الصحابی رضی اللہ تعالٰی عنہ بالکذب بروایتہ حدیث ماترکناہ صدقۃ لاجرم ان ذکرہ الذھبی فی طبقات الحفاظ ثم اخذ یوبخہ الی ان خاطبہ بقولہ انت زندیق معاند للحق فلارضی اللہ عنک ثم قال مات ابن فراش الی غیر رحمۃ اللہ تعالٰی ۲۸۳ھ اما الحدیث الاول ففیہ شعیب ومن فوقہ ائمۃ اجلاء لایسأل عنھم وانما النظر فی محمد بن ابراھیم **اقول** ادخلہ ابو نعیم فی حلیۃ الاولیاء وقد وصفہ المزی والذھبی والعسقلانی بالزاھد وھم یصفون بہ الاولیاء کما عرف من محاورتھم حتی اقتصر علیہ الذھبی فی وصف سید الاقطاب الغوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ فھذا توثیق لہ وای توثیق وما للولی وللکذب حاشاھم ولیس فیہ بعد ذلک جرح مفسر حتی قول الدارقطنی کذاب وتحامل القوم علی الصوفیۃ الکرام والحنفیۃ العظام معروف وقال الامام النووی فی التقریب لایقبل الجرح الامبین السبب قال الامام السیوطی فی التھذیب لان الناس یختلفون فی اسباب الجرح نطلق احدھم الجرح بناء علی مااعتقدہ جرحا ولیس بجرح فی نفس الامر قول ابن الصلاح وھذا ظاھر مع الفقہ واصولہ انہ مذھب الائمۃ من حفاظ الحدیث کالشیخین وغیرھما ثم ذکر امثلتہ الی ان قال قال الصیرفی وکذا اذا قالوا فلان کذاب لابد من بیانہ لان الکذب یحتمل الغلط کقولہ کذب ابو محمد اھ وکتبت علیہ وکذلک قول ابن مسعود وحذیفۃ بن الیمان رضی اللہ تعالٰی عنہ فی دوران السماء کذب کعب وقد شبہ ھشام بن عروۃ ومالک واجلۃ علی محمد بن اسحٰق انہ کذاب وحاقوا علیہ ثم لم یذکروا الامالا یثبت بہ کذب ولاالمرام بہ اصلا وبرد لابن اسحٰق الوثاقۃ لاجرم ان لم یعرج علیہ الحافظ فی التقریب وانظر فی محمد بن ابراھیم علی قولہ منکر الحدیث وکذلک لم یزد البیھقی فی حدیثہ علی استنکارہ بھذا السند **اقول** والرجل اعنی ابن ابراھیم من امثلۃ مخیس کما فی المیزان

وغیرہ الجمع السائح من شتات العلوم مالیس عند الاٰخرین ومن عادتھم استنکار مالایعرفون فاذکرون عندھم ان مدار حدیث علی فلان ثم سمعوا من یرویہ عن غیرہ انکروہ فاذا تکرر ذلک منہ قالوا اشل الحدیث وربما تعدوا الی فیہ بالکذب وماھو القضاء بالنفی علی الاثبات والصواب علیہ واللہ تعالٰی لم یجتمع کل العلم فی احد بعد نبیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وھذا اجل الحفظ البخاری ھو وغیرہ من الحفاظ کان عندھم ان حدیث المؤمن یأکل فی معاء واحد لم یروہ عن ابی اسامة غیر ابی کریب ورواہ الترمذی عن اربعة فقال حدثنا بہ ابی کریب وابو ھشام وابو السائب وحسین بن الاسود عن ابی اسامة قال ثم سألتہ محمود ابن غیلان عنہ فقال ھذا حدیث ابی کریب فسألت البخاری فقال لم تعرفہ الامن حدیث ابی کریب فقلت حدیث ابی کریب ومن قبل ھذا اُتی الامام الثقة الواقدی فانہ روی حدیث ام المومنین ام سلمة رضی اللہ تعالٰی عنھا افعمیا وان انتما عن معمر عن الزھری وماکان الحدیث عندھم الاعن یونس عن الزھری فقامت علیہ القیامة من کل جانب حتی قال ذلک الجبل الشامخ امام السنة احمد بن حنبل رضی اللہ تعالٰی عنہ لم یزل یدافع اللہ الواقدی حتی روی عن معمر عن الزھری عن نبھان عن ام سلمة رضی اللہ تعالٰی عنھا حدیث افعمیا دان انتما فجاء بشیئ لاحیلة فیہ الحدیث حدیث یونس لم یروہ غیرہ اھ فجعلہ ھو المفسد امر الواقدی وجعلہ داء لادواء لہ ولما ارادعلی بن المدینی ان یسمع من الواقدی کتب الیہ احمد کیف تستحل ان تکتب عن رجل روی عن معمر حدیث نبھان وھذا حدیث یونس تفرد بہ اھ مع ان الحدیث رواہ عن ابن شھاب ثلٰثة یونس کما عرفوا ومعمر کما روی الواقدی وثالثھم عقیل قال احمد بن منصور الرمادی (وھو ثقة حافظ حجة) لما قدمت مصر حدثنا ابن ابی مریم (ثقة ثبت فقیہ) انا نافع بن یزید (ثقة عابد) عن عقیل عن ابن شھاب فذکر حدیث نبھان قال فلما فرغ منہ ضحکت فقال لم تضحک فاخبرتہ بقصة علی واحمد قال وقال ابن ابی مریم ان شیوخنا المصریین لھم عنایة بحدیث الزھری قال الرماوی وھذا الحدیث فما ظُلِم فیہ الواقدی۔ بلے ذکر محمد بن ابراھیم بن حبان الذی قال فیہ الذھبی فی ترجمة عثمن الطرائفی اما ابن حبان فانہ یقعقع کعادتہ والکلام فی الرجال لایجوز الاتمام المعرفة تام الورع وقال فی ترجمة عبد العزیز بما ابی وقال ابن حبان یروی عن نافع عن ابن عمر نسخة موضوعة ھکذا قال ابن حبان بغیر بینة وقال فی ترجمة محمد بن الفضل شیخ البخاری ابن حبان الحشاف المشھور وقال فی ترجمة حجاج بن ارطاة کذا قال ابن حبان ھذا القول مجازفة فھذا قال فیہ لاتحل الروایة عنہ الاعتبار کان یضع الحدیث **اقول** ما اظھر الاکرامة من اللہ تعالٰی لمحمد بن ابراھیم حیث ناقض ابن حبان نفسہ فی نفس واحد فجعلہ وضاعا وجعلہ ممن یکتب حدیثہ ویعتبر بہ وسبحٰن اللہ من وضاع یعتبر بحدیثہ وقد افحش القول ھکذا فی محمد بن علاقة فقال کان یروی الموضاعات عن الثقات لایحل ذکرہ الاعلی جھة القدح فیہ فادلہ وان کان اھون مما قال فی محمد فاٰخرہ وھوا لحکم اشد وقال وقال الحاکم یروی احادیث موضوعة ذاھب الحدیث وقال الدارقطنی متروک وقال البخاری فی حدیثہ نظر وھو لایقول ھذا الافیمن یتھمہ غالبا کما قال الذی فی عبد اللہ بن داود التمار وقال الازدی حدیثہ یدل علی کذبہ وکل ذلک لم یؤثر فیہ فاقتصر الحافظ فی التقریب علی قولہ صدوق یخطئ او ذلک لان ابن معین وثقہ فکیف تؤثر فی رجل معدود من اولیاء اللہ تعالٰی فالحدیث حسن ان شاء اللہ تعالٰی ھذا اوجہ وانعم بہ من وجہ **والثانی** ان الحدیث جاء عن ثلٰثة من الصحابة رضی اللہ تعالٰی عنھم بطرق متنوعة فینجبر ضعف بعضھا ببعض اذلیس فیھا وضاع الاکذاب اعنی من تحقق فیہ ذلک وقد بیناہ فی کتابنا منیر العین فی تقبیل الابھامین من الفائدة ۱۲ الی الفائدة ۱۴ وقال الامام الجلیل السیوطی فی المعقبات علی الموضوعات المتروک والمنکر اذا تعددت طرقہ ارتقی الی درجة الضعیف الغریب بل ربما یرتقی الی الحسن اھ وقال المحقق علی الاطلاق فی فتح القدیر الضعیف یصیر حجة بذلک لان تعددہ قرینة علی ثبوتہ فی نفس الامر اھ **والثالث** درجت الامة المرحومة علی العمل بہ من لدن السلف وھلم جرا وفی ھذا من تقویة الحدیث مافیہ کما بیناہ فی الافادة فی الھاد الکاف فی حکم الضعاف وقال الامام خاتم الحفاظ فی المعقبات قد صرح غیر واحد بان من دلیل صحة الحدیث قول اھل العلم بہ وان لم یکن لہ سند یعتمد علی مثلہ اھ وستأتیک اقوال العلماء وجھد الکھنوی ان یستخرج نساء کاتبات فلم یتلو فی ھذہ الالف وثلٰثمائة سنین تسع نسوة منھن السیدة اسماء بنت الفقیہ کمال الدین موسی بمدینة زبید توفیت ۹۰۴ ھ قال فی النور السافر فی اخبار القرن العاشر کان لقولھا وقع فی القلوب وربما کتبت الشفاعات الی السلطان والقاضی والامیر فتقبل شفاعتھا اھ ولیس فیہ مایغنی بمقصودہ فمثل الکتابة لایلزم ان تکون بید نفسھا وقد ورد فی الاحادیث کتب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الی الملوک وغیرھم وقد شاع وذاع ان السلطان کتب لفلان کذا مع انہ لایعرف ان یضع سوادا فی بیاض ومنھم من لم یعرف الاوضع اسمہ فی الامضاء ولم یذکر نص نزھة الجلساء فی ترجمة المستکفی باللہ ومریم بنت ابی یعقوب انما قال ذکر الکتابة فی ترجمتھا فلعلہ ذکر کما ذکر فی اسماء الزبیدیة فلم تسلم لہ الاست ولو شاء ان یحصی الکاتبین من الرجال فی قرن بل یوم واحد ما استطاع فھذا دلیل ای دلیل علی تحرز الامة عن تعلیمھن الکتابة مع ما فیھا من جلیل الانتفاع **والرابع** ان الحدیث

الضعیف یعمل بہ فی مقام الاحتیاط ویشھد لہ الحدیث الصحیح کیف وقد قیل وغیر ذلک مما بسطناہ فی رسالتنا الھاد الکاف فی حکم الضعاف وقال الامام الجلیل الجلال السیوطی فی التدریب یعمل بالضعیف ایضا فی الاحکام اذا کان فیہ احتیاط اھ فی اذکار الامام النووی وفتح المغیث ونسیم الریاض الاحکام لایعمل فیھا الا بالحدیث الصحیح والحسن الا ان یکون فی احتیاط فی شیئ من ذلک اھ باختصار وقال العلامۃ ابرھیم الحلبی فی الغنیۃ الوصل بین الاذان والاقامۃ یکرہ فی کل صلاۃ لما روی الترمذی عن جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ وھو وان کان ضعیفا لکن یجوز العمل بہ فی مثل ھذا الحکم اھ مختصرا وقد اخرج ابوالفخر فی الموضوعات حدیث من ولد لہ ثلثۃ اولاد فلم یسم احدھم محمدا فقد جھل بطریق اللیث عن مجاھد عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واعلہ بان یشکم احمد وغیرہ فتعقبہ خاتم الحفاظ فی اللالی بان الحارث رواہ عن النضر بن شفی مرسلا والنضر قال ابن القطان مجھول قال وھذا المرسل یعضد حدیث ابن عباس ویدخلہ فی قسم المقبول اھ ولہ نظائر جمۃ اوردنا جملۃ منھا فی الھاد الکاف اما حدیث الشفاء بنت عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنھا قالت دخل علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وانا عند حفصۃ فقال لی الا تعلمین ھذہ رقیۃ النملۃ کما علمتیھا الکتابۃ رواہ ابوداود فقال (حدثنا ابرھیم بن مھدی المصیصی) وثقہ ابوحاتم وقال العقیلی حدث بمناکیر واسند عن یحیی بن معین قال ابرھیم بن مھدی جاء بمناکیر قال فی التقریب مقبول وھی درجۃ قاصرۃ عمن یقال فیہ صدوق سیئ الحفظ او یھم او یخطئ او تغیر باٰخرہ (فاعلی بن مسھر) ثقۃ لہ غرائب بعد ما اضر (عن عبد العزیز بن عمر بن عبد العزیز) صدوق یخطئ ضعفہ ابومسھر وحدہ (عن صالح بن کیسان) ثقۃ ثبت فقیہ (عن ابی بکر بن سلیمٰن بن ابی حثمۃ ثقۃ (عن الشفاء) رضی اللہ تعالٰی عنھما فالحدیث لاینزل عن الصالح وھو قضیۃ سکوت فھذا قد یقال انہ یفھم من ظاھرہ الجواز لکنا رأینا العلماء لایمشون علیہ فمنھم من یقول انما ھو تعریض من النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بحفصۃ قررہ الذکی المغربی واستحسنہ الحافظ ابوموسٰی جدا وقال التاویل ماذھب الیہ الامام التورپشتی الحنفی فی شرح المصابیح ونقلہ عنہ العلامۃ الطیبی الشافعی فی شرح المشکوۃ مقرا علیہ وعنہ الفتنی فی مجمع البحار ونقل مثلہ الامام السیوطی فی مرقاۃ الصعود عن النھایۃ مقتصرا علیہ قال الطیبی ویحتمل الحدیث وجھین آخرین احدھما التحضیض علی تعلیم الرقیۃ وانکار الکتابۃ ای ھلا علمتھا ماینفعھا من الاجتناب عن عصیان الزوج کما علمتیھا مایضر بامن الکتابۃ وثانیھما ان یتوجہ الانکار الی الجملتین جمیعا والمراد با التعارف بینھم لانھا منافیۃ لحال المتوکلین اھ وقارۃ یقولون لعل ھذا قبل النھی ذکرہ الشیخ المحقق فی الاشعۃ واخرٰی انھا خصت بہ حفصۃ رضی اللہ تعالٰی عنھما لان نساءہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خصصن باشیاء قال تعالٰی یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ وخبر لایعلمن الکتابۃ یحمل علی عامۃ النساء خوف الافتتان علیھن نقلہ القاری فی المرقاۃ عن بعضھم وکذا الشیخ المحقق واقر علیہ وقال القاری یحتمل ان یکون جائزا للسلف دون الخلف لفساد النسوان فی ھذا الزمان اھ فدلت کلماتھم ھذہ علی انھم یکرھون الکتابۃ لھن والاعتراض بان کل ذلک خلاف الظاھر فان تحققت الامر فانہ ادخل فی المقصود فما کانوا لیغفلوا عن ذلک فصل تراھم عدلوا الیہ الا لداع تاالیہ عظیم ورأیتنی کتبت علی ھامش الاشعۃ عند ذکرہ انھا خصوصیۃ لحفصۃ مانصہ ھذا الجواب قد ابدتہ من قبل ان اراہ **اقول** ومع ذلک لقائل ان یقول ان نص التشبیہ لیس بنص صریح فی الجواز بخلاف لاتعلموھن فانہ نص فی المنع علی انھا واقعۃ عین لاعموم لھا بخلاف النھی علی ان حدیث الشفاء ان تقدم فمنسوخ او تاخر فلانسلم الا لتخصیص حفصۃ کما رخص النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم للزبیر وعبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنھما فی لبس الحریر ولنا دبۃ سعد رضی اللہ تعالٰی عنھما فی النیاحۃ بعد مانھی عن ذلک فلم یکن الا تخصیص بعض بالترخیص لانسخ الحکم علی الاطلاق علی ان المقام مقام الاحتیاط فیقدم الحاظر علی انہ لو فرض عدم ورود نھی اصلا لکان حال الزمان حاکما بالمنع وکم من حکم یختلف باختلاف الزمان الا تری ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذن للنساء ان یخرجن الی المساجد وقد کن یخرجن علی عھد الرسالۃ بل امر فی العیدین باخراج العواتق وذوات الخدور کما فی الصحیحین بل قال لاتمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ اخرجہ احمد ومسلم عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما ومع ذلک اذا فسد الزمان نص الائمۃ بالمنع وقالت ام المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنھا لو راٰی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من النساء مارأینا لمنعھن المساجد کما منعت نساء بنی اسرائیل یہیں سے ظاہر ہوگیا کہ اگلے زمانے کی دو چار بیبیوں کے حال فعل سے استناد کا یہاں کوئی محل نہیں پہلے تو عموماً عورات کو حکم تھا کہ پنجگانہ مسجدوں میں حاضر ہوں پردہ نشینیں اگرچہ حالت حیض میں ہوں کہ نماز پڑھ بھی نہیں سکتیں محض شرکت برکت دُعا کے لئے عیدگاہوں کو ضرور جائیں اب یہ احکام کیوں نہ رہے حضرت ام المؤمنین حفصہ تو ام المومنین ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہا آج حضرت فقیہہ فاطمہ سمرقندیہ بنت امام علاء الدین رحمہما اللہ تعالٰی کے مثل کون سی بی بی ہے بلکہ بعد تلاش و تفحص صرف معدود نساء کی کتابت کا پتا چلنا ہی بتا دیتا ہے کہ سلفاً خلفاً علماء وعامۃ مؤمنین کا عمل اس کے ترک ہی پر رہا ہے۔ مرد ہر زمانے میں لاکھوں کاتب ہوئے اور عورتیں تیرہ سو

برس میں معدود دیر ظاہر کتابت ایک عظیم نافع چیز ہے اگر کتابت نساء میں حرج نہ ہوتا جمہور اُمت سلف سے آج تک اوس کے ترک پر کیوں اتفاق کرتی بالجملہ سبیل سلامت اسی میں ہے لہٰذا ان اجلہ علماء کرام امام حافظ الحدیث ابو موسٰی و امام علامہ توریشتی و امام ابن الاثیر جزری وعلامہ طیبی و امام جلال الدین سیوطی وعلامہ طاہر فتنی و شیخ محقق مولانا عبدالحق محدّث دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم نے اسی طرف میل فرمایا وہ ہر طرح ہم سے اعلم تھے اب جو اجازت کی طرف جائے یا حال زمانہ سے غافل ہے یا اُمت مرحومہ کی خیر خواہی سے عاطل ومن لم یعرف اھل زمانہ فھو جاھل نسأل اللّٰہ العفو والعافیۃ ثم رأیت بعد ذٰلک کلام الشیخ ابن حجر فی الفتاوی الحدیثیۃ ذکر فیہ حدیث ام المؤمنین وحدیث ابن مسعود رضی اللّٰہ تعالٰی عنھما وزاد فقال واخراج الترمذی الحکیم عن ابن مسعود ایضا رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ انہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم قال مر لقمن علی جاریۃ فی الکتاب فقال لمن یصقل ھذا السیف اے حتی یذبح بہ قال حینئذ فیکون فیہ اشارۃ الی علۃ النھی عن الکتابۃ وھی ان المرأۃ اذا تعلمتھا توصلت بھا الی اغراض فاسدۃ وامکن توصل الفسقۃ الیھا علی وجہ اسرع وابلغ واخدع من توصلھم الیھا بدون ذلک لان الانسان یبلغ بکتابتہ فی اغراضہ الی غیرہ مالم یبلغہ برسولہ ولان الکتابۃ اخفی من الرسول فکانت ابلغ فی الحیلۃ اسرع فی الخداع والمکر فلاجل ذلک صارت المرأۃ بعد الکتابۃ کالسیف الصیقل الذی لایمر علی شیئ الاقطعہ بسرعۃ فکذلک ھی بعد الکتابۃ تصیر لایطلب منہ شیئ الاکان فیھا قابلیۃ الی اجابتہ الیہ علی ابلغ وجہ اسرعہ اھ یعنی نیز امام ترمذی اکبر حکیم الامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ حضرت سیدی عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ لقمان نے ایک لڑکی کو دیکھا کہ مکتب میں سکھائی جارہی ہے فرمایا یہ تلوار کس کے لئے صیقل کی جاتی ہے۔ امام ابن حجر فرماتے ہیں اس حدیث میں علت نہی کتابت کی طرف اشارہ ہے کہ عورت لکھنا سیکھ کر خود بھی فاسد غرضوں کی طرف راہ پائے گی اور فاسقوں کو بھی اوس تک رسائی کا بڑا موقع مل جائے گا جو لکھنا نہ جاننے کی حالت میں نہ ملتا کہ آدمی وہ بات لکھ سکتا ہے جو کسی کی زبانی نہ کہلا بھیجے گا نیز خط ایلچی سے زیادہ پوشیدہ ہے تو اس میں حیلہ و مکر کی بہت جلد راہ ملے گی لہٰذا عورت لکھنا سیکھ کر صیقل کی ہوئی تلوار ہوجاتی ہے۔ انتہی ہندی مثل نے بھی اسی مضمون کی طرف اشارہ کیا ہے "بوری کو کی دیتے ہیں تو لوان تھما" وھذا کما تری کلام متین مبین اعلاہ مورق واسفلہ مغدق وقول سیدنا لقمن الذی جاء فی الحدیث ان النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم رواہ سیف بالیقین والقطع لیس بعدہٗ اعنق الشبھۃ الا الجز والقطع اما ماذکر الشیخ بعدہ جوابا عن حدیث الشفاء بقولہ قلت لیس فیہ دلالۃ علی طلب تعلیمھن الکتابۃ وانما فیہ دلیل علی جوازہ ونحن نقول بہ وانما غایۃ ان النھی عنہ تنزیھا لما تقرر فی المفاسد المتر علیہ اھ فاقول مبنی علی مذھبہ فان الامام الشافعی رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ لایقول بسد الذرائع فلایکون حجۃ علینا لاسیما مع ماتری عن فساد الزمان وما تصم بسماعہ الاٰذان ولاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ العظیم نسأل اللّٰہ العفو والعافیۃ واللّٰہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ـ ربیع الاول شریف ۱۳۱۶ھ

نیا مکان جب بنایا جائے تو ارتفاع اوس کا ۷ گز سے زیادہ بنانا شرعًا جائز ہے یا نہیں اگر ممنوع ہو تو بحوالہ کتاب جواب مرحمت فرمایا جاوے۔

الجواب

عمارات خیر میں جب کہ نیت خیر بروجہ خیر ہو محمود ہے اور اپنے سکونت وغیرہا کے مکانات میں اگر بحاجت ہو تو مباح اور بہ نیت تفاخر بالدنیا ہو تو حرام تطاول فی البنیان علامات قیامت سے ہے یہی محل ہے اوس حدیث کا کہ جب کوئی شخص سات گز سے زیادہ دیوار اوٹھاتا ہے فرشتہ کہتا ہے اے منافق کہاں تک بلند کرے گا واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ـ از الفی ملک مدراس مرسلہ حاجی عبدالرحمٰن خلف حاجی محمد ہاشم ۱۶ ربیع الآخر ۱۳۱۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مُفتیان شرع متین اس بارے میں کہ گزشتہ ۳ ماہ شوال ۱۳۱۵ھ کو یہاں ایک مسجد میں مولود شریف ہوا اکثر خاص اور عام اہل اسلام بقصد سماعت مولود شریف حاضر ہوئے جب میلاد خوانی سے فراغت ہوئی تھوڑے لوگ ان حاضرین سے اوٹھ کھڑے ہوئے اور باہم دیگر ہاتھوں کو پکڑ کے حلقہ باندھ گئے اور اوس حلقہ کے بیچ میں ایک شخص آکر کھڑا ہوا اور حلقہ والے لوگ رقص و تمایل کے ساتھ ہاہو مچا کے بڑے زور شور سے الا اللہ کے طور سے ذکر کرنے کو شروع کیے یہاں رقص اور تمایل کا زور اور وہاں تصفیق کا شور یعنی بیچ میں جو شخص کہ کھڑا تھا اوس نے حلقے والوں کے

رقص اور تمایل کے وزن پر تصفیق نہایت موزونیت کے ساتھ کرتا تھا جب یہ عمل شروع ہوا تو اکثر لوگ اوس مجلس کے نکل کر چلے گئے بناءً علیہ اوس حلقہ میں کا ایک شخص وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰی الخ اس آیت کو پڑھ کے معنی بیان کیا کہ جو شخص ایسے ذکر کے مجلس سے اوٹھ جاتا ہے اوس کے حق میں اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ اس کو قیامت کے روز اندھا کرکے اوٹھاؤں گا اس مضمون کو بڑے زور شور سے بیان کیا دوسرے روز بعض اصحاب علم نے اوس شخص سے کہا کہ تونے جو ذکر سے یہ ہیئت کذائی مذکورہ مراد لیا سو سراسر غلط اور خلاف اصحاب تفاسیر ہے دیکھ تفسیر جلالین یہ سنتے ہی اوس شخص نے کہا کہ تفسیر جلالین ظاہری تفسیر ہے اہل باطن کے لیے قاعدہ دوسرا ہے انجام اوس نے تفسیر جلالین کو حقارت کا الزام دیا بنا بر اس کے دریافت کیا جاتا ہے (۱) جو مسلمان اس محفل سے نکل گئے وہ قیامت کے روز اندھے ہوکے اوٹھیں گے یہ بات صحیح ہے یا نہیں (۲) مذکور شخص ذکر سے یہ ہیئت کذائی مُراد لیا سو درست ہے یا نہیں (۳) وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ سے یہاں کیا مُراد اور شان نزول اس آیت کا کیا ہے (۴) تفسیر جلالین کی جو حقارت کرے اوس کیلئے شرع شریف میں کیا سزا ہے (۵) مسلمان اوس مجلس سے نکل گئے وہ قیامت کے روز اندھے ہوکر اوٹھیں گے یہ بات صحیح نہیں تو ایسے الفاظ سے مسلمانوں پر تہمت ڈالنے والا شخص از روئے کون ہے (۶) تفسیر جلالین کی حقارت کرنے والے پر کُفر ثابت ہوتا ہے یا نہیں (۷) ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں (۸) تجدید اسلام یا توبہ لازم ہوتا ہے یا نہیں (۹) اون حلقے والوں کا ذکر جس کی ہیئت اوپر ذکر کی گئی ہے ایسا ذکر اور رقص اور تصفیق شرع شریف میں درست ہے یا نہیں اور جو شرع کو ایسا ویسا سمجھے اور معرفت کا دعوٰی کرے لوگوں کو بموجب شرع شریف کیا کہنا چاہئے بیّنوا جزاکم اللہ فی الدارین۔

الجواب

حلقۂ ذکر جبکہ نہ بروجہ ریا وسمعہ بلکہ خالصًا لوجہ اللہ ہو فی نفسہٖ امر محبوب ومندوب ہے اور اوس میں حضور شرعًا مامور ومطلوب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا مررتم بریاض الجنۃ فارتعوا جب تم جنّت کی کیاریوں پر گزرو تو اون کے پھل پھول سے تمتع کرو قالوا وما ریاض الجنۃ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ وہ جنّت کی کیاریاں کیا ہیں فرمایا ذکر کے حلقے رواہ احمد والترمذی والبیھقی فی شعب الایمان عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند جید اور یہ رقص اگر معاذ اللہ بروجہ تصنع وریا ہے حرام قطعی وجریمۂ فاحشہ ہے اور بطور لہو ولعب بھی ناجائز ومسقط عدالت اور تمایل کے ساتھ مثل رقص فواحش اشد حرام نصاب الاحتساب باب سادس پھر تاتارخانیہ پھر فتاوٰی خیریہ میں ہے (مسئلۃ ھل یجوز الرقص فی السماع الجواب لایجوز وذکر فی الذخیرۃ انہ کبیرۃ ومن اباحہ من المشائخ فذلک للذی صارت حرکاتہ کحرکات المرتعش الخ) درمختار میں ہے لاتقبل ممن یلعب بلھو شنیع بین الناس کالطنابیر والمزامیر وان لم یکن شنیعا نحو الحداء فلا الا اذا فحش بان یرقصوا بہ خانیہ لدخولہ فی حد الکبائر بحر اھ ملتقطا علامہ برکوی طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں یدخل فیہ ما یفعلہ بعض الصوفیۃ بل ھو اشد لانھم یفعلونہ علی اعتقاد العبادۃ قال الامام ابوالوفاء بن عقیل رحمہ اللہ قد نص القراٰن علی النھی عن الرقص فقال وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا وذم المختال بقولہ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ والرقص اشد من المرح والبطر وقال ابوبکر الطرطوسی رحمہ اللہ تعالٰی اول ما احدثہ اصحاب السامری لما اتخذ عجلا جسدا لہ خوار قاموا یرقصون علیہ ویتواجدوا وقال البزازی فی فتاواہ قال القرطبی ھذا الرقص حرام بالاجماع وسید الطائفۃ احمد السنوی صرح بحرمتہ ورأیت فتوی شیخ الاسلام جلال الدین الکیلانی ان مستحل ھذا الرقص کافر وللزمخشری فی کشافہ کلمات فیھم تقوم بھا علیھم الطامات وللامام المحبوبی اشد من ذلک انتھی قلت من لہ انصاف اذا رای رقص صوفیۃ زماننا فی المساجد والدعوات مختلطا بھم المرد واھل الاھواء والقری من جھال العوام والمبتدعۃ الطغام لایعرفون الطھارۃ ولا القراٰن والحلال والحرام بل لایعرفون الایمان والاسلام غیر زعیق ونزیر مثل ھائی وھوئی وھیئ وھیا یقول لامحالۃ ھؤلاء اتخذوا دینھم لھوا ولعبا اھ ملخصا ردالمحتار میں مختار سے ہے عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ کرہ رفع الصوت عند قراءۃ القراٰن والجنازۃ والزحف والتذکیر فما ظنک عند الغناء الذی یسمونہ وجدا اومحبۃ فانہ مکروہ لا اصل لہ فی الدین یوہیں تالیاں بجانا بھی بوجوہ مذکورہ پر ناجائز وممنوع ہے شامی میں زیر قول شارح کرہ کل لھو بقولہ علیہ الصلاۃ والسلام کل لھو المسلم حرام الا ثلثۃ علامہ قہستانی سے ہے الاطلاق شامل لنفس الفعل واستماعہ کالرقص والسخریۃ والتصفیق فانھا کلھا مکروھۃ لانھا زی الکفار اھ مختصرًا اقول تصدیق اس کی کہ تالی بجانا افعال کفار سے ہے خود قرآن عظیم میں موجود اللہ عزوجل فرماتا ہے وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَیْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّ تَصْدِیَةً نہ تھی اون کی نماز کعبے کے پاس مگر سیٹی اور تالی۔ معالم میں ہے قال ابن عباس والحسن المکاء الصفیر والتصدیۃ التصفیق قال ابن عباس کانت قریش تطوف بالبیت وھم عراۃ یصفرون ویصفقون

اور جو فعل حرام ہے اوس میں شریک ہونا اوس کا تماشا دیکھنا بھی حرام ہے کما افادہ فی غیر ما مسئلۃ وقد سمعت الآن ان الاستماع کالفعل جوھرہ نیرہ
پھر در منتقی پھر ردالمحتار میں ہے مایفعلہ متصوفۃ زماننا حرام لایجوز القصد والجلوس الیہ ومن قبلھم لم یفعل کذٰلک ہاں اگر مغلوبین صادقین بے تصنع و
بے اختیار یاد محبوب پر وجد میں آئیں اور ان ماسوی اللہ حتّٰی کہ اپنی جان سے بے خبروں کو جام عشق کی پُرجوش مستیاں والہ سرگشتہ بنائیں تو یہ دولت عظمٰی و نعمت
کبرٰی ہے جسے بخشیں جسے عطا فرمائیں یہ حالت نہ زیر قلم نہ قسم عمل نہ اس پر انکار کا اصلاً محل اگرچہ اصحاب تمکین وجبال شامخین ہداۃ مرشدین و قدوہ
فی الدین کہ پہاڑ ٹل جائیں اور جنبش میں نہ آئیں ارفع و اعلٰی ہیں خاص وارثان حضرات عالیہ انبیا علیہم افضل الصلاۃ والثنا ہیں قلت ودون ھؤلاء
مرتبۃ الاوساط الصادقین السالکین مسلک الاقتداء بالعاشقین مع الاخلاص ابین کالفجر المبین یریدون القرب لوجدان الطریقہ لان التعود رہماجرالی الحقیقۃ
کما اشار الیہ الامام حجۃ الاسلام فی احیاء العلوم علی ان من تشبہ بقوم فھو منھم وھذا مسلک وعر وبرزخ صعف لایقدر علیہ الامن تخلی عن الھوی
وقدر علی نفسہ ان یمسک عنانھا عن الطغوی لیس بینہ وبین التضع المذموم الاکما بین سواد العین وبیاضہ اوشفۃ المرء وفیہ ومن رتع حول الحمی اوشک
ان یقع فیہ نسأل اللہ العفو والعافیۃ نصاب الاحتساب وتاتارخانیہ وفتاوی حریہ و ردالمحتار وغیرہا میں ہے لہ شرائط ان لایقوموا الامغلوبین ولا
یظھر واوجدا الاصادقین درمنتقی شرح ملتقی پھر شامیہ میں ہے شرط الواجد فی غیبتہ ان یبلغ الی حد لو ضرب وجھہ بالسیف لایشعر فیہ لوجع خیریہ میں
ہے فی التتارخانیۃ مایدل علی جوازہ للمغلوب الذی حرکاتہ کحرکات المرتعش وبھذا افتی البلقینی وبرھان الدین الابناسی وبمثلہ اجاب بعض ائمۃ الحنفیۃ
والمالکیۃ وکل ذٰلک اذا خلصت النیۃ وکانوا صادقین فی الوجد مغلوبین فی القیام والحرکۃ عند شدۃ الھیام مجمع الانہر میں زیر قول مذکور ملتقی الابحر ہے فی التحصیل
فی الوجد مراتب وبعضہ یسلب الاختیار فلاوجہ بلا تفصیل شفاء العلیل علامہ شامی میں ہے لاکلام لنا مع الصدق من ساداتنا الصوفیۃ
المبرئین عن کل خصلۃ ردیۃ فقد سئل امام الطائفتین سیدنا الجنید ان اقواما یتواجدون ویتمایلون فقال دعوھم مع اللہ تعالٰی یفرحون ولو ذقت مذاقھم
عذرتھم فی صیاحھم وشق ثیابھم اھ ولاکلام لنا ایضا مع من اقتدی بھم وذاق من مشربھم ووجد من نفسہ الشوق والھیام فی ذات الملک العلام بل کلامنا
مع ھؤلاء العوام الفسقۃ اللئام الذین اتخذوا مجلس الذکر شبکۃ لصید الدنیا الدنیہ وقضاء لشھواتھم الشنیعۃ الردیۃ ولسنا نقصد منھم تعیین احد فاللہ
مطلع علی احوالھم اھ مختصراً اوسی کے منہیہ میں نور العین فی اصلاح جامع الفصولین سے ہے علامہ ابن کمال باشا نے اس سوال کے جواب میں فرمایا۔ ؎
مافی التواجد ان حققت من حرج ولا التمایل ان اخلصت من باس فقمت تسعی علی رجل وحق لمن دعاہ مولاہ ان یسعی علی الراس ؛
الرخصۃ فیما ذکر من الاوضاع عند الذکر والسماع للعارفین الصارفین اوقاتھم الی احسن الاعمال السالکین المالکین لضبط انفسھم عن قبائح الاحوال فھم
لایستمعون الامن الالہ ولایشتاقون الالہ ان ذکروہ ناحوا وان وجدوہ صاحوا اذا غلب علیھم الوجد فمنھم من طرقتہ طوارق الھیبۃ فخر وذاب ومنھم من
برقت لہ بوارق اللطف فتحرک وطاب ھذا ما عن لی فی الجواب واللہ اعلم بالصواب سیدی عارف باللہ علامہ عبدالغنی نابلسی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ
محمدیہ میں زیر کلام مذکور متن فرماتے ہیں اعلم ان ھذا الذی سبق ذکرہ فی المتن من عبارات الفقہاء جمیعہ فی حق من ذکرناھم من طائفۃ متصوفۃ اللہ اعلم
باعیانھم والا فالوجد والتواجد والتواجد الذی تعلمہ الفقراء الصادقون فی ھذا الزمان وبعدہ کما کانوا یعلمونہ من قبل فی الزمان الماضی نور وھدایۃ واثر
توفیق من اللہ تعالٰی وعنا یقتال المناوی فی طبقات الاولیاء قیل للجنید قدس سرہ ان قوما یتواجدون قال دعوھم مع اللہ یفرحون وقال النجم الغزی فی
حسن التنبہ عند ذکرہ حال المؤمنین فی اللہ فی باب تشبہ العاقل بالمجنون والیہ الاشارۃ بقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اکثروا ذکر اللہ حتی یقولوا مجنون رواہ
الامام احمد وابویعلی وابن حبان والحاکم وصححاہ عن ابی سعید رضی اللہ تعالٰی عنہ وربما غلب الولہ علی اھل اللہ تعالٰی والوجد حتی یغیبوا من وجودھم فتبدو
منھم احوال لو صدرت عن مشاھد الفعل فحکموا علیہ انہ خرج عن حد العقل کالرقص والدوران وتخریق الاثواب وھی حالۃ شریفۃ علامۃ صحتھا ان تحفظ
علی صاحبھا اوقات الصلوات وسائر الفرائض فترد علیھم فیھا عقولھم وھذا حال جماعۃ من اولیاء اللہ تعالٰی منھم الشبلی وابوالحسین النوری وسمنون المحب
وسعدان المجنون وامثالھم روی ابونعیم فی الحلیۃ عن یحیٰی بن معاذ الرازی انہ سئل عن الرقص فانشد یقول ؎ دققنا الارض بالرقص ؛ علی لطف معانیکا ؛
ولاعیب علی الرقص ؛ لعبد ھائم فیکا ؛ وھذا دقنا الارض ؛ اذا کنا بنادیکا ؛ واما من اظھر ھذہ الاحوال تعمدا للتوصل الی الدنیا اولیعتقدہ الناس
ویتبرکوا بہ فھذا من اقبح الذنوب المھلکات انتھی وقال الغزالی فی الاحیاء ان ابا الحسین النوری رحمہ اللہ تعالٰی کان مع جماعۃ فی دعوۃ فجرت بینھم مسألۃ

فی العلم وابوالحسین ساکت ثم رفع رأسہ وانشدھم یقول ؎ رب ورقاء ھتوف فی الضحٰی ∴ ذات سجو صدحت فی فنن ∴
ذکرت الفا وحذنا صالحا ∴ فبکیت حزنا فھاجت حزنی ∴ فبکائی ربما ارقھا ∴ وبکاھا ربما ارقنی ∴
ولقد تشکو فما افھمھا ∴ ولقد اشکو فما یفھمنی ∴ غیر انی بالجوی اعرفھا ∴ وھی ایضا بالجوی تعرفنی ∴
قال فما بقی احد من القوم الا قام وتواجد ولم یحصل لھم ھذا الوجد من العلم الذی خاضوا فیہ وان کان العلم حقا انتھی ولاشک ان التواجد فیہ تشبہ باھل الوجد الحقیقی وھو جائز بل مطلوب شرعًا قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من تشبہ بقوم فھو منھم رواہ الطبرانی فی الاوسط عن حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ تعالٰی عنہ ھذا اذا کان تقصدہ بذلک مجرد التشبہ بھم والتبرک بسیرتھم محبۃ لھم ورغبۃ فی زیادۃ المیل الیھم واما اذا کان مقصدہ ان یعتقدہ الناس ویتبرکون بہ فھو اللابس ثوبے زور وھو مذموم ممقوت عند اللہ تعالٰی والناس یحملونہ علی المحامل الحسنۃ واما التواجد علی الوجہ الصحیح فقد اشار الیہ الشیخ القشیری فی رسالتہ حیث قال قوم قالوا التواجد غیر مسلم لصاحبہ لما یتضمن من التکلف ویبعد عن التحقیق وقوم قالوا انہ مسلم للفقراء المجردین الذین ترصدوا الوجد ان ھذہ المعانی واصلھم خبر الرسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ابکوا فان لم تبکوا فتباکوا انتھی وفی شرعۃ الاسلام من السنۃ ان یقرأ القرآن بحزن ووجد فان القرآن نزل بحزن فان لم یکن لہ حزن فلیتحازن انتھی والحاصل ان تکلف الکمال من جملۃ الکمال والتشبہ بالاولیاء لمن لم یکن منھم امر مطلوب مرغوب فیہ علی کل حال اھ ملتقطا۔ مگر ظاہر کہ عامہ ناس کا اس میں کچھ حصّہ نہیں تو صورت مسئولہ میں اس حالت کے شروع ہونے پر لوگوں کا چلانا اصلاً کسی طرح محل طعن نہ تھا بلکہ اونھیں یہی چاہیے تھا دو حال سے خالی نہیں یہ رقص وتمایل وتصفیق والے محق تھے یا مبطل اگر محق تھے تو عوام جو اون مناصب عالیہ تک بالغ نہیں اون میں شریک ہونا محض بے معنی تھا اور مبطل تھے تو اون کی حرکات ذمیمہ کا تماشا دیکھنا خود حرام و ناروا تھا اور جو امر حرام ولغو میں دائر ہو اوس سے احتراز ہی طریق صواب ہے آیہ کریمہ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ کا اوس پر ورود کیونکر ممکن جہاں خود بحکم شرع ہی چلا جانا مطلوب ہو آیہ کریمہ میں اعراض عن الذکر سے ایمان نہ لانا مقصود خود آیت قرآنیہ اس ارادے پر شاہد عدل موجود قال تعالٰی فَاِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِّنِّیْ هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَایَ فَلَا یَضِلُّ وَلَا یَشْقٰی ۝ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ الآیہ بعد واقعۂ ابلیس لعین وتناول شجرہ حضرت آدم وحوا اور اون کے دشمن کو جنّت سے اتارتے وقت ارشاد ہوا کہ اگر تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کی پیروی کرے گا وہ نہ گمراہ ہو نہ سختی جھیلے اور جو میرے ارشاد سے مونھ پھیرے اوس کے لیے تنگ زندگانی اور اوسے ہم روز قیامت اندھا اوٹھائیں گے اس مضمون کو سورۂ بقرہ میں یوں ادا فرمایا ہے فَاِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِّنِّیْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ اگر تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کی پیروی کریں اونھیں کچھ خوف نہیں نہ وہ غمگین ہوں اور جو کفر کریں اور میری آیتیں جھٹلائیں وہ دوزخی ہیں ہمیشہ دوزخ میں رہنے والے۔ ایک ہی قصّہ ہے ایک ہی ارشاد ہے تو خود قرآن عظیم نے شرح فرمادی ہے کہ اعراض عن الذکر سے کُفر مراد ہے اب نقل اقوال مفسّرین کی حاجت نہ رہی حدیث میں ہے کچھ لوگوں نے چلّا چلّا کر مسجد میں ذکر کرنا شروع کیا سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اونھیں نکلوادیا اب خواہ یہ نکلوانا اس بنا پر ہو کہ اون کے نزدیک ذکر جہر ممنوع تھا خواہ اس لیے کہ اون کے چلّانے سے نمازیوں پر تشویش تھی خواہ کسی وجہ سے ہو بہرحال جب ایسی حالتوں میں خود ذاکرین کو نکلوا دینا معیوب نہ ہوا تو آپ اوٹھ کر چلا جانا کیوں کر محل طعن ہوسکتا ہے غرض آیت سے نہ یہ ارادہ صحیح نہ اون مسلمانوں پر یہ حکم لگانا درست حلقے ہیں کا وہ شخص جو اس کا قائل ہوا اگر جاہل ہے تو دو سخت کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہوا **اوّلاً** بے علم قرآن عظیم کی تفسیر کرنا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من قال فی القراٰن بغیر علم فلیتبوا مقعدہ من النار جو بے علم قرآن میں کچھ بولے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے رواہ الترمذی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما وقال صحیح **ثانیاً** بے علم فتوٰی دینا حکم لگانا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں افتوا بغیر علم فضلوا واضلوا بے علم فتوٰی دیا تو آپ گمراہ ہوئے اوروں کو گمراہ کیا رواہ الائمۃ احمد والبخاری و مسلم والترمذی وابن ماجۃ عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنھما اور اگر ذی علم ہے اور دانستہ تفسیر غلط کی غلط حکم لگایا تو اشد واعظم کبائر کا ارتکاب کیا کہ اللہ عزّوجل پر بہتان اوٹھایا شریعت مطہرہ پر افترا باندھا اللہ عزّوجل فرماتا ہے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا اوس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ عزّوجل پر جھوٹ افترا کرے اس شخص پر توبہ تو ہر صورت میں فرض ہے جب تک توبہ نہ کرے اوس کے پیچھے نماز سخت مکروہ ہے اور اوسے امام بنانا گناہ لانہ فاسق وفی الغنیۃ

شرح المنیۃ مختجا بفتاوی الحجۃ انھم لو قدمو فاسقا یاثمون اور برتقدیر علم کہ دانستہ اس کا مرتکب ہوا تجدید اسلام و نکاح کا بھی حکم ہے کہ جان بوجھ کر رب العزۃ عزجلالہ پر افترا کرنے کو اکثر علما نے کفر ٹھہرایا اللہ عزوجل فرماتا ہے اِنَّمَا یَفۡتَرِی الۡکَذِبَ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ موضوعات کبیر میں ہے ای الکذاب علی اللہ ورسولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فان الکذب علی غیرھما لایخرجہ عن الایمان باجماع اھل السنۃ والجماعۃ شرح فقہ اکبر میں۔ ہے فی الفتاوی الصغری من قال یعلم اللہ انی فعلت ھذا وکان لم یفعل کفر ای لانہ کذب علی اللہ تعالٰی درمختار میں ہے ھل یکفر بقولہ اللہ یعلم اللہ او یعلم انہ فعل کذا کاذبا قال الزاھدی الاکثر نعم وقال الشمنی الاصح ردالمحتار میں ہے ونقل فی نورالعین عن الفتاوی تصحیح الاول اور شرع مطہر کو ایسا ویسا یعنی حقیر جاننے والا تو قطعًا اجماعًا کافر مرتد زندیق ملحد ہے ایسا کہ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر جو اوس کے کافر و مستحق نار ہونے میں شک کرے وہ خود کافر ہے اسی طرح جو تفسیر جلالین شریف خواہ کسی کتاب دینی کی فی نفسہ نہ کسی امر خارج عارض کے باعث بلاشبہہ و تاویل تحقیر کرے کافر ہے مگر کلام مذکور فی السوال نہ تنقیص شرع مطہر میں صریح ہے نہ تحقیر جلالین شریف میں نص کریمہ مذکورہ کے وہ معنی کہ اس قائل نے بتائے معانی مذکورۂ تفاسیر کے منافی نہیں کہ ان کی تصحیح کو اون کا ابطال ضرور ہے بلکہ ایک معنی جداگانہ ہیں تو اس کے قول کا یہی محمل نہیں کہ معانی ظاہرہ معاذاللہ باطل ہیں حق وہ ہے جو اہل باطن ان کے خلاف جانتے ہیں بلکہ اوس کا مطلب بننے کو اس قدر کافی کہ جو کچھ ان تفاسیر میں ہے یہ معانی ظاہرہ ہیں اور افادات قرآن عظیم انھیں میں محصور نہیں بلکہ ان کے سوا اور نکات اینقہ ولطائف دقیقہ بھی ہیں جنھیں اہل باطن جانتے ہیں اس میں نہ کوئی توہین ہوئی نہ تحقیر بلکہ یہ حق ہے اگرچہ اس محل پر آیۂ کریمہ کا ایراد اور یہ ادعائے مراد باطل ہے تو یہاں معاذاللہ ثبوت کفر کا کوئی محل نہیں شرح عقائد میں ہے النصوص تحمل علی ظواھرھا والعدول عنھا الی معان یدعیھا الباطنیۃ لادعائھم ان النصوص لیست علی ظواھرھا بل لھا معان باطنیۃ لایعرفھا الا المعلم وقصدھم بذٰلک نفی الشریعۃ بالکلیۃ الحاد لکونہ تکذیبا للنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فیما علم مجیئہ بہ بالضرورۃ واما ما ذھب الیہ بعض المحققین من ان النصوص علی ظواھرھا ومع ذٰلک فیھا اشارات خفیۃ الی دقائق تنکشف علی ارباب السلوک یمکن التطبیق بینھما وبین الظواھر المرادۃ فھو من کمال الایمان ومحض العرفان اھ باختصار اس بیان سے تمام مراتب سوال کا جواب ہوگیا باقی رہا یہ امر کہ فلاں شخص یا اشخاص خاص کا وجد حق ہے یا باطل ہیہات اس کے ادراک کی طرف راہ سخت دشوار والہ سرشار و متصنع ریاکار میں حالت قلب کا تفاوت ہے اور اوساط صادقین متشبہین بالعاشقین و اراذل فاسقین مرائین میں فرق اوس سے بھی سخت باریک و دقیق ترکہ یہاں صرف نیت کا تغایر ہے اور نیت و قلب دونوں غیب ہیں اور مسلمانوں پر بدگمانی حرام قال اللہ تعالٰی وَلَا تَقۡفُ مَا لَیۡسَ لَکَ بِہٖ عِلۡمٌ ؕ اِنَّ السَّمۡعَ وَ الۡبَصَرَ وَ الۡفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنۡہُ مَسۡـُٔوۡلًا اوس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں بیشک کان آنکھ دل سب سے سوال ہونا ہے اور فرماتا ہے یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اجۡتَنِبُوۡا کَثِیۡرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡمٌ اے ایمان والو بہت گمانوں سے بچو بیشک کچھ گمان گناہ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث گمان سے دور رہو کہ گمان سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے رواہ الائمۃ مالک والشیخان وابوداود والترمذی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ امام علامہ عارف باللہ ناصح فی اللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نے اس بحث میں بالتعیین کسی شخص کی نسبت حکم تصنع و ریا لگا دینے پر ایک طویل و جلیل کلام میں اقامت قیامت فرمائی جس میں سے چند حرف کا خلاصہ یہ کہ سب صوفیہ یکساں نہیں جیسے سب علماء و فقہا و مدرسین ایک سے نہیں جیسے سب قضاۃ و اُمرا و وزرا و سلاطین برابر نہیں بلکہ اون میں صالح اصلح فاسد افسد سب طرح کے ہیں ناقص قاصر جاہل مسلمانوں کی عیب جوئی کرتے اور کاملوں کو کمال ہی نظر آتا اور عیب پوشی و تاویل فرماتے ہیں پھر فرمایا ھذا کلہ فی طائفۃ من المتصوفۃ اوصافھم کذٰلک واخبث من ذٰلک وان لم یجز تعیین طائفہ منھم باعیانھم ولاشخص واحد بعینہ مالم یکشف جلیۃ الامر بالمشاھدۃ والعیان الذی لایحتمل التاویل فی البیان ولایجوز تقلید الناس بعضھم بعضا فی الاخبار عن ذٰلک مالم یثبت بالبینۃ العادلۃ عند الحاکم الشرعی علی ان الحاکم ایضا یحکم بالظاھر وبواطن الامور معلومۃ عند اللہ تعالٰی فلا قطع الا ظاھرا واللہ اعلم بالسرائر واما خبر التواتر من الناس لبعضھم بعضا بذٰلک فھو ممنوع لاستناد الکل فیہ الی الظن والتخمین واستفادۃ الخبر من بعضھم لبعض بحیث سألت کل واحد منھم عن رؤیتہ ذٰلک لقال لم اعاینہ انما سمعت ومن قال عاینتہ تستکشف عن حالہ فتراہ مستندا الی ظنون وامارات وھمیۃ ولاسیما اذا تاملت وجدت خبر ذٰلک التواتر مستندا فی الاصل الی خبر واحد او اثنین والواحد ایضا قولہ مبنی علی الظن والتھمۃ فلا یجوز لاحد ان یقول ثبت عندی بالتواتر معصیۃ فلان لان الناس اخبروانی بذٰلک وھم کثیرون وانما ذٰلک لغلبۃ الکذب فی الناس خصوصا فی زماننا وکثرۃ الحسد والعداوۃ وربما یفتری احدھم

علی رجل بما لاعلم لہ بہ ویخبر الناس بذٰلک ویصیر الناس ینقلونہ فیصل الخبر الی بعض المغرورین بعلمھم المطرودین عن ابواب فضل اللہ تعالٰی فیقول وصلنی ھذا عن فلان بالتواتر ولایعلم المسکین ان الذی ینقلون الیہ الکذب ینقلون عنہ ایضا الکذب لغیرہ وبعد ھذا کلہ اذا ثبت فعل المعصیۃ من احد بطریق التواتر اوالرویۃ فنسدلشیئا لان ذکرہ بمعصیتہ بین الناس علی وجہ الذم حرام لان الغیبۃ صدق محرم اما قصد ان یحذر الناس والخبر شائع فی الناس فغیر معتبر نعم قالوا ذٰلک فیما اذا لم یکن للناس علم بہ وھذا انما استفاد العلم بہ من خبر الناس المتواتر عندہ وعلی کل حال فالستر بعورات المسلمین ھو المتعین علی صاحب الاستقامۃ فی الدین ذکر النجم الغزی رحمہ اللہ تعالٰی فی حسن التنبہ فی التشبہ ان من اخلاق الیھود والنصارٰی الاتھام والوقوع فی عرض من لم یثبت عنہ وھذا من الخوض فیما لایعنیہ روی الترمذی وابن ماجہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من حسن اسلام المرء ترکہ مالایعنیہ وروی الطبرانی بسند صحیح عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ قال اعظم الناس خطایا یوم القیمۃ اکثرھم خوضا فی الباطل ورواہ ابن ابی الدنیا فی الصمت باسناد رجالہ ثقات عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مرسلا قال فی الاحیاء والیہ الاشارۃ بقولہ تعالٰی وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ ٥ روی البیھقی فی الشعب عن عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنھا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لایزال المسروق منہ فی تھمۃ حتی یکون اعظم جرما من السارق وروی الامام احمد والشیخان والنسائی وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال رأی عیسی ابن مریم علیھما الصلاۃ والسلام رجلا یسرق فقال اسرقت قال کلا واللہ الذی لاالٰہ الا ھو فقال عیسٰی اٰمنت باللہ اکذبت عینی وھذا الخلق عزیز جدا انتھی فایاک ان تقع فی حق احد ولو بکلمۃ واحذر ان تخوض مع الخائضین خصوصا فی حق فقراء الصوفیۃ اھ بالالتقاط تبرکا بکلمات الھداۃ الناصحین وعدۃ لنفسی وللمسلمین واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ - ۲۷ ربیع الآخر شریف ۱۳۱۶ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عیسائی نے براہ فریب دہی مسلمانوں کا حُقّہ پیا مسلمان چونکہ اوسے مسلمان سمجھتے تھے اونھوں نے اس کا پیا ہوا حقہ پیا پھر ایک شخص آیا اوس نے عیسائی کو حقّہ پیتے دیکھ کر کہا تو عیسائی ہوکر مسلمانوں کا حقّہ پیتا ہے اوس نے کہا میں فلاں مسجد میں ایک مہینہ ہوا مسلمان ہوگیا ہوں جب اس مسجد میں تحقیق کیا گیا تو بیان اوس کا بے ثبوت نکلا ایسی حالت میں وہ مسلمان جنھوں نے اوس کا پیا ہوا حُقّہ پیا ہے کیا کریں بینوا توجروا۔

الجواب

جب نادانستہ پیا اون پر کچھ الزام نہیں۔ بلکہ جب وہ کہتا ہے میں مسلمان ہوچکا ہوں تو اوسے مسلمان ہی سمجھا جائے گا جب تک اوس سے اب کُفر جدید ظاہر نہ ہو اور اوس تحقیقات کا کچھ اعتبار نہیں کہ نفی کی گواہی نامعتبر ہے اور کافر کا اقرار اسلام کرنا ہی اوسے مسلمان ٹھہرانے کے لیے کافی ہے کما نص علیہ فی الدرالمختار وغیرہ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ - مسئولہ حافظ محمود حسین ۹ جمادی الاولٰی ۱۳۱۶ھ۔

نقالوں کو دینا جیسا کہ تقریب نکاح وغیرہ میں آتے ہیں اور گھیرتے ہیں اور مانگتے ہیں دینا ان کو شرعًا جائز ہے یا نہیں۔ بیّنوا توجروا۔

الجواب

اگر اونھیں ممنوعات شرعیہ سے اپنے یہاں باز رکھا جائے اور بغیر کسی امر ممنوع شرعی کی اُجرت کے احسانًا دیا جائے تو جائز ہے بلکہ اگر اس نیت سے دیں کہ یہ مسلمان اس مال حلال کو پاکر اکل حلال سے بہرہ مند ہوں اور شاید اوس کی برکت سے اللہ تعالٰی ان کو توبہ نصیب فرمائے تو محمود و حسن و باعث اجر ہے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث اللھم لک الحمد علی زانیۃ اللھم لک الحمد علی سارق اس پر شاہد عدل ہے اس صورت میں دینے والے کو دینا اور لینے والے کو لینا حلال وطیب ہے عالمگیری وغیرہ میں اس کی تصریح ہے اور اگر یہ صورت ہے کہ نہ دے گا تو اسے مطعون کرتے پھریں گے اس کا مضحکہ اوڑائیں گے نقل بنائیں گے جیسا کہ اون کی عادت سے معروف ومشہور ہے تو اس صورت میں بھی اپنے تحفظ کے لیے دینا جائز وحلال ہے اگرچہ اونھیں لینا حرام ہے اس کے جواز پر وہ حدیث شاہد کہ ایک شاعر نے بارگاہ رسالت میں آکر سوال کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ کو ارشاد فرمایا اقطع عنی لسانہ میری طرف سے اس کی زبان کاٹ دے درمختار وغیرہا میں بھی اس کا جواز مصرح ہے واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ - از کلکتہ بتوسط قاضی عبدالوحید صاحب عظیم آبادی منتظم تحفہ حنفیہ ۱۴ رجب ۱۳۱۶ھ۔

کیا فرماتے ہیں حضرات علماء دین وحامیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ فی زماننا شہر کلکتہ میں چند دنوں سے یہ امر مروج ہوا ہے کہ برائے دفع وبا اکثر محلوں چند چند لوگ ایک ایک فرقہ ہوکر راتوں کو مع علم ونشان وروشنی وغیرہ نکلتے ہیں اور ہر گلی کوچہ وشارع عام میں آوازیں ملا ملا کر باآواز بلند شعر لی خمسۃ اطفی بھا حر الوباء الحاطمہ ÷ المصطفٰی والمرتضٰی وابناھما والفاطمہ ÷ کو پڑھتے پھرتے ہیں اس فعل کو قطع نظر اہل تشنیع کے حضرات علماء اہلسنت وجماعت سے بھی بعض صاحب جائز بتلاتے اور اکثر حضرات ناجائز فرماتے ہیں پس شعر مذکور کو واقع وبا اعتقاد کرکے بہیئت مذکورہ پڑھتے پھرنا از روئے شریعت غرا عند اہل السنۃ والجماعت کیسا ہے۔

الجواب

مضمون شعر فی نفسہٖ حسن ہے اور محبوبان خدا سے توسل محمود اور ذکر خمسہ پر شبہہ مردود کہ بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم چار میں حصر غیر مقصود۔ عدد نافی زیادت نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان لی خمسۃ اسماء رواہ البخاری عن جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالٰی عنہ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اعطیت خمسا لم یعطھا احد من الانبیاء قبلی رواہ الشیخان عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنھما مگر علم ونشان مہمل اور اون سے توسل باطل اور ہیئات مذکورہ لہو سے اشبہ توسل دُعا ہے اور دُعا کا طریقہ اخفا واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ - ۱۶ رجب ۱۳۱۶ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین بیچ اس مسئلہ کے کہ مصافحہ صبح کے وقت بعد نماز کرنا مسنون ہے یا نہیں اور اگر کسی نے بعد نماز صبح کے مصافحہ کیا تو وہ بدعت ہے یا سنت بینوا توجروا۔

الجواب

اگر نماز سے پیشتر آج ملاقات نہ ہوئی تھی بعد نماز ملے تو یہ مصافحہ خاص مسنون ہے کلوتھا عند اول اللقاء اور اگر پہلے مل چکے تھے تو اب بعد نماز کے گویا بعد غیبت ملاقات جدیدہ ہے مصافحہ مذہب اصح میں مباح ہے کما حققہ فی المرقاۃ وقال فی نسیم الریاض انہ الاصح واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم

مسئلہ - ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۱۶ھ مسئولہ مولوی علی احمد صاحب مصنف تہذیب البیان۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ناواقف جاہل لوگ بنام نہاد طاق شہید طاق پرستی کرتے ہیں منتیں مانتے ہیں ریوڑی گٹا پھول ہار طاق پر چڑھاتے ہیں جھک جھک کر سلام کرتے ہیں اپنی حاجت روائی طاق سے چاہتے ہیں اس میں اور بت پرستی میں کیا فرق ہے اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں اون کے لیے شرع شریف میں کیا حکم ہے بینوا توجروا۔

الجواب

یہ سب رسوم جہالت وحماقت وممنوعات بیہودہ ہیں مگر بت پرستی میں اور اس میں زمین آسمان کا فرق ہے یہ جہال پرستش بمعنی حقیقی نہیں کرتے کہ کافر ہوجائیں ہاں گنہگار و مبتدع ہیں والعیاذ باللہ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۳ محرم الحرام ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لوگ وقت پھیلنے وبا وبلیات وآندھی وطوفان شدید وغیرہ کے اذان کہتے ہیں یہ امر شرعًا جائز ہے یا نہیں بادلہ شافیہ مع حوالہ کتب معتبرہ کے بیان فرمائیے بیّنوا توجروا۔

الجواب

جائز ہے اور جواز کے لیے حدیث صحیح ما من شیئ انجاً من عذاب اللہ من ذکر اللہ فاذا رأیتم ذلک فافزعوا الی ذکر اللہ اور آیہ کریمہ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ o وغیرہ کافی ہیں مخالفت پر اصلا کوئی دلیل نہیں اور تفصیل فقیر کے رسالہ ایذان الاجر و رسالہ نسیم الصبا میں ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ - مسئولہ مولوی نوشہ علی صاحب ربیع الاول ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر لوگ جب فصل آم آتی ہے تو باغوں کو جاکر آم کھاتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کے آموں کی گھٹلیاں مارتے ہیں اور لہو ولعب میں مشغول ہوتے ہیں آیا یہ فعل ان کا کیسا ہے جائز یا ناجائز اور برتقدیر عدم جواز کے حرام ہے یا بدعت ہے یا مکروہ اور برتقدیر بدعت کے بدعت حسنہ ہے یا سیئہ بینوا الجواب بحوالۃ الکتب وتوجروا یوم الحساب۔

الجواب

گٹھلیاں مارنا ناجائز وممنوع ہے مسند امام احمد وصحیح بخاری وصحیح مسلم وسنن ابی داؤد وسنن نسائی وسنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی قال نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن الخذف وقال انہ لایقتل الصید ولاینکاء العدو وانہ یفقؤ العین ویکسر السن یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے غلا یا گٹھلی کنکری پھینک کر مارنے سے منع کیا اور فرمایا اوس سے نہ دشمن پر وار ہوسکے نہ جانور کا شکار اوس کا نتیجہ یہی ہے کہ آنکھ پھوڑ دے یا دانت توڑ دے فی التیسیر الحذف بمعجمتین وفاء الرمی بحصاۃ او نواۃ لانہ یفقؤ العین ولا یقتل الصید اور صرف چھلکوں سے ہم عمر ہم مرتبہ لوگ نادراً محض تطییب قلب کی طور پر باہم مزاح دوستانہ کریں جس میں اصلاً کسی حرمت یا حشمت دینی کا ضرر حالاً یا مالاً نہ ہو تو مباح ہے عالمگیری میں ہے قال القاضی الامام ملک الملوک اللعب الذی یلعب الشبان ایام الصیف بالبطیخ بان یضرب بعضھم بعضا مباح غیر مستنکر کذا فی جواھر الفتاوی فی الباب السادس عوارف المعارف شریف میں ہے روی بکر بن عبداللہ قال کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یتبادحون بالبطیخ فاذا کانت الحقائق کانوا ھم الرجال یقال بدح یبدح اذا رمی ای یترامون بالبطیخ اھ ذکرہ قدس سرہ فی الباب الثلثین واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۷ ربیع الثانی ۱۳۱۰ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں۔

سوال اوّل۔ اکثر مساجد میں رنڈیں چراغ جلاتی ہیں آیا اون کا چراغ مسجد میں جلانا جائز ہے یا ناجائز۔

الجواب

اس قوم کی عادت سُنی گئی کہ ایسے مصارف خیر میں جو کچھ صرف کریں اپنے مال خبیث سے نہیں ہوتا بلکہ قرض لے کر صَرف کیا جاتا اور اوس کا معاوضہ اپنے مال سے دیا جاتا ہے اگر ایسا ہے جب تو اوس کے جواز میں اصلاً شبہہ نہیں اور اس امر میں کہ یہ صرف اپنے مال سے نہیں قرض سے ہے اوس کا قول مقبول ومسموع ہے کما نص علیہ فی الھندیہ من الکراھیۃ وغیرھا وبیناہ فی فتاوٰنا اور اگر یہ صورت نہ ہو بلکہ وہ تیل یا چراغ بعینہ اونھیں اُجرت افعال محرمہ میں ملے ہیں تو حرام ہے اسی طرح اگر اپنے حرام مال سے یوں خریدے کہ وہ مال حرام بائع کے سامنے پیش کیا کہ اس کے عوض مثلاً تیل دیدے اوس نے دے دیا اوس نے وہی مال حرام ثمن میں دیا جب بھی امام کرخی کے قول مفتی بہ پر وہ خرید کی ہوئی چیز حرام وخبیث اور اگر ایسا نہیں بلکہ مطلقاً تیل وغیرہ بغیر کسی مال حرام کے دکھائے خریدا اگرچہ قیمت دیتے وقت وہی مال حرام دیا جیسا کہ غالب خرید وفروخت کا یہی دستور ہے تو دو قول مصحح ومفتی بہ پر وہ چیز خرید کردہ حلال ہے۔ کما بینہ فی الدر المختار واوضحہ الامام عبدالغنی النابلسی فی الحدیقۃ الندیۃ وفصلناہ فی الحظر من فتاوٰنا اور اگر حالت معلوم نہ ہو تو فتوٰی جواز اور تقوٰی احتراز کما افادہ فی الھندیۃ عن الذخیرۃ عن الامام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہ واوضحنا فی فتاونا بما یتعین المراجعۃ الیہ واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔

سوال دوم۔ قرآن شریف کا ترجمہ اس طرح پر کرنا کہ نیچے ترجمہ میں محذوفات اور مطالب وغیرہ خطوط ہلالی بنا کر لکھ دیئے جاویں جائز ہے یا ناجائز۔

الجواب

الحمدللہ قرآن عظیم بحفظ الٰہی عزوجل ابدالآباد تک محفوظ ہے تحریف محرفین وانتحال منتحلین کو اوس کے سراپردہ عزت کے گرد بار ممکن نہیں۔ لَا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ لَا مِنْ خَلْفِهٖ حمد اوس کے وجہ کریم کو جس نے قرآن اوتارا اور اوس کا حفظ اپنے ذمۂ قدرت پر رکھا اِنَّا نَحْنُ

نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ٥ توریت وانجیل کچھ تو ملعون احباروں نے اپنے اغراض ملعونہ سے روپے لے کر اپنے مذہب ناپاک کے تعصب سے قصداً بدلیں اور کچھ ایسے ہی ترجمہ کرنے والوں نے اس خلط وخبط کی بنیادیں ڈالیں مرور زماں کے بعد وہ اصل وزیادت مل ملا کر سب ایک ہوگئی کلام الٰہی و کلام بشر مختلط ہوکر تمیز نہ رہی۔ الحمدللہ نفس قرآن میں اگرچہ یہ امر محال ہے تمام جہان اگر اکٹھا ہو کر اوس کا ایک نقطہ کم بیش کرنا چاہے ہرگز قدرت نہ پائے مگر ترجمہ سے مقصود اون عوام کو معانی قرآن سمجھانا ہے جو فہم عربی سے عاجز ہیں خطوط ہلالی نقول و درنقول خصوصاً مطابع مطابع میں ضرور مخلوط و نامضبوط ہوکر نتیجہ یہ ہوگا کہ دیکھنے والے عوام اصل ارشاد قرآن کو اس مترجم کی زیادت سمجھیں گے اور مترجم کی زیادات کو رب العزۃ کا ارشاد یہ باعث ضلال ہوگا اور جو امر منجر بہ ضلال ہو اوس کی اجازت نہیں ہوسکتی اسی لیے علمائے مترجمین نے ترجمہ کا یہی دستور رکھا کہ بین السطور میں صرف ترجمہ اور جو فائدہ زائدہ ایضاح مطلب کے لیے ہو وہ حاشیہ پر لکھا اونھیں کی چال چلنی چاہئے۔ وباللہ التوفیق واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ ۸ ربیع الآخر شریف ۱۳۱۱ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ داڑھی وغیرہ پر مرد کو بلاکسی وجہ موجہ کے وسمہ کرنا یا کسی رنگ سے رنگنا جائز ہے یا گناہ بینوا توجروا۔

الجواب

تنہا مہندی مستحب ہے اور اس میں کتم کی پتیاں ملاکر ایک گھاس مشابہ برگ زیتون ہے جس کا رنگ گہرا سرخ مائل بسیاہی ہوتا ہے اوس سے بہتر اور زرد رنگ سب سے بہتر اور سیاہ وسمے کا ہو خواہ کسی چیز کا مطلقاً حرام ہے مگر مجاہدین کو سنن ابی داؤد میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے مر علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رجل قد خضب بالحناء فقال ما احسن ھذا قال فمر اٰخر قد خضب بالحناء والکتم فقال ھذا احسن من ھذا ثم مر اٰخر قد خضب بالصفر فقال ھذا احسن من ھذا کلہ یعنی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ایک صاحب مہندی کا خضاب کئے گذرے فرمایا یہ کیا خوب ہے پھر دوسرے گذرے انھوں نے مہندی اور کتم ملاکر خضاب کیا تھا فرمایا یہ اوس سے بہتر ہے پھر تیسرے زرد خضاب کئے گذرے فرمایا یہ اون سب سے بہتر ہے معجم کبیر طبرانی و مستدرک میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الصفرۃ خضاب المومن والحمرۃ خضاب المسلم والسواد خضاب الکافر زرد خضاب ایمان والوں کا ہے اور سرخ اہل اسلام کا اور سیاہ خضاب کافروں کا ہے امام احمد مسند اور ابوداؤد و نسائی و ابن حبان و حاکم وضیا اپنی اپنی صحاح اور بیہقی سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں یکون قوم فی اٰخر الزمان یخضبون بھذا السواد کحواصل الحمام لا یجدون رائحۃ الجنۃ آخر زمانے میں کچھ لوگ ہوں گے کہ سیاہ خضاب کریں گے جیسے جنگلی کبوتروں کے پوٹے وہ جنت کی بو نہ سونگھیں گے۔ طبرانی کبیر اور ابن ابی عاصم کتاب السنہ میں حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من خضب بالسواد سود اللہ وجھہ یوم القیمۃ جو سیاہ خضاب کرے اللہ تعالیٰ روز قیامت اوس کا منہ کالا کرے گا علامہ حموی و طحطاوی و شامی فرماتے ہیں ھذا فی حق غیر الغزاۃ ولا یحرم فی حقھم للارھاب اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے بصحت رسیدہ است کہ امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خضاب می کرد بحنا و کتم کہ نام گیاہے است لیکن رنگ آں سیاہ نیست بلکہ سرخ مائل بسیاہی است۔ اس مسئلے کی تفصیل فتاوائے فقیر میں ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از ملک بنگالہ ضلع کمرا ڈاکخانہ چاند پور مرسلہ منشی عبدالرحمن ۱۹ ربیع الآخر ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مجلس میں چند آدمی جمع ہوکر قرآن مجید ساتھ آواز بلند کے ہو یا خفی کے پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ سوال دیگر قرآن مجید کو چند آدمی مل کر اس طور پر پڑھنا کہ ایک آدمی کوئی صورت کے نصف یا ربع یا ایک دو آیت شروع کردے باقی آیتوں کو باقی لوگوں نے انتہائے سورت تک ختم کردیویں آپس میں آواز ملاکر تقریر یہ جائز ہے یا نہیں بینوا بالدلیل مع حوالۃ الکتب توجروا بالتحقیق۔

الجواب

قرآن مجید پڑھا جائے اسے کان لگاکر غور سے سننا اور خاموش رہنا فرض ہے قال اللہ تعالیٰ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا

لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ۵ علما کو اختلاف ہے کہ یہ استماع و خاموشی فرض عین ہے کہ جلسہ میں جس قدر حاضر ہوں سب پر لازم ہے اون میں جو کوئی اس کے خلاف کچھ بات کرے مرتکب حرام وگناہگار ہوگا یا فرض کفایہ ہے کہ اگر ایک شخص بغور متوجہ ہوکر خاموش بیٹھا سن رہا ہے تو باقی پر سے فرضیت ساقط ثانی اوسع اور اول احوط ہے فی ردالمحتار فی شرح المنیۃ والاصل ان الاستماع للقراٰن فرض کفایۃ لانہ لاقامۃ حقہ بان یکون ملتفتا الیہ غیر مضیع وذلک یحصل بانصات البعض الخ نقل الحموی عن استاذہ قاضی القضاۃ یحیٰی الشہیر بمنقاری زادہ ان لہ رسالۃ حقق فیھا ان استماع القراٰن فرض عین اقول وباللہ التوفیق ظاہر یہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم کہ اگر کوئی شخص اپنے لئے تلاوت قرآن عظیم باٰواز کر رہا ہے اور باقی لوگ اوس کے سننے کو جمع نہ ہوئے بلکہ اپنے اغراض متفرقہ میں ہیں تو ایک شخص اگر تالی کے پاس بیٹھا بغور سن رہا ہے ادائے حق ہوگیا باقیوں پر کوئی لزوم نہیں اور اگر وہ سب اسی غرض واحد کیلئے ایک مجلس میں مجتمع ہیں تو سب پر سننے کا لزوم چاہیے جس طرح نماز میں جماعت مقتدیان کہ ہر شخص پر استماع وانصات جداگانہ فرض ہے یا جس طرح جلسہ خطبہ کہ اون میں ایک شخص مذکر اور باقیوں کو یہی حیثیت واحدہ تذکیر جامع ہے تو بالاتفاق اون سب پر سننا فرض ہے نہ یہ کہ استماع بعض کافی ہو جب تذکیر میں کلام بشر کا سننا سب حاضرین پر فرض عین ہوا تو کلام الٰہی کا استماع بدرجۂ اولیٰ ولا یفرق بافتراض الخطبۃ ورودا لامر بقولہ تعالیٰ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ بخلاف التلاوۃ فان المعتمد وجوب الاستماع لکل خطبۃ ولو خطبۃ ختم القراٰن او خطبۃ النکاح کما فی ردالمحتار وغیرہ من الاسفار وان حملنا القولین علی ماذکرنا من الصورتین یحصل التوفیق بہرحال اس قدر میں شک نہیں کہ قرآن عظیم کا ادب وحفظ حرمت لازم اور اس میں لغو ولغط حرام وناجائز پس صورت اولیٰ میں جہاں مقصود تلاوت وختم قرآن ہے نہ حاضرین کو سنانا اگر سب آہستہ پڑھیں کہ ایک کی آواز دوسرے کو نہ جائے تو یہ عین ادب واحسن وواجب ہے اس کی خوبی میں کیا کلام اور اگر چند آدمی باٰواز پڑھ رہے ہیں یوں ہی قاری کے پاس ایک یا چند مسلمان بغور سن رہے ہیں اور اون میں باہم اتنا فاصلہ ہے کہ ایک کی آواز سے دوسرے کا دھیان نہیں بٹتا تو قول اوسع پر اس میں بھی حرج نہیں اور اگر کوئی سننے والا نہیں یا بعض کی تلاوت بعض اشخاص سن رہے ہیں بعض کی کوئی نہیں سنتا یا ایسی قریب آوازیں مختلف ومختلط ہیں کہ جدا جدا سننا میسر ہی نہ رہا تو یہ صورتیں بالاتفاق ناجائز وگناہ ہیں اور صورت ثانیہ میں جہاں مقصود سنانا ہے اگر قول احوط پر عمل کیجئے تو چند آدمیوں کا معاً آواز سے پڑھنا صریح حرام ہے اور اگر توفیق مذکور پر نظر کی جائے تو جب بھی یہ صورت سب پر لزوم خاموشی کی ہے اور اگر اس سے قطع نظر کرکے قول اوسع ہی لیجیے تاہم اس صورت کے بدعت وشنیع ہونے میں کلام نہیں آوازیں ملانا گانے وغیرہ کے مناسب حال ہے قرآن عظیم میں یہ ایک نو پیدا امر ہے جس کے لیے دین میں کوئی اصل نہیں اور اس کی تجویز وترویج میں ایک اور فتنہ عظیم کا اندیشہ صحیحہ ہے باز و بناکر آوازیں ملاکر گانے کی طرح قرآن پڑھنا ہوگا تو ایسے لوگ عبارت کو اپنے لہجوں پر منطبق کرنے کے لیے جگہ جگہ آواز گھٹانے بڑھانے کے عادی ہوتے ہیں نظم میں خیریت ہے قرآن عظیم میں جب ایسا اتار چڑھاؤ کیا جائے گا قطعاً اجماعاً حرام ہوگا لہٰذا ہر طرح اس سے ممانعت ہی لازم ہے عالمگیری میں ہے یکرہ للقوم ان یقرؤا القراٰن جملۃ لتضمنھا ترک الاستماع والانصات المامور بھما اھ اقول وبما قرأنا تبین ان روایۃ القنیۃ ھذہ ھی التی ینبغی اختیارھا فیما نحن فیہ دون روایتھا الاخری لاباس باجتماعھم علی قراءۃ الاخلاص جھرا عند ختم القراٰن ولو قرأ واحد واستمع الباقون فھو اولٰی ۱ھ فافھم واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از ملک بنگالہ ضلع بری سال ڈاکخانہ نمازی پور کوچیا موڑا مرسلہ عبدالرحمٰن صاحب ۲۴ ربیع الآخر ۱۳۱۷ھ

ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں کہ دربعض دیار بنگال رمضان المبارک میں میانجی ومنشیوں کو دعوت کرکے مجتمع کرتے ہیں اور مردگان پر ایصال ثواب کے واسطے ختم قرآن وختم تہلیل وغیرہ پڑھاکے اور زیارت قبور کراکے اُجرت دیتے ہیں یعنی اگرچہ پیسہ وغیرہ کا کچھ تعین نہیں کرتے ہیں مگر ہمیشہ دینا پیسے کا واجب جانتے ہیں اور منشی اور میانجی بھی پیسے کے لالچ سے جاتے ہیں قرینہ اس کا یہ ہے کہ اگر کوئی مکان میں پیسہ نہ دیا تو بار دیگر اوس مکان میں نہیں جاتے ہیں اس قسم کا پیسہ دینا اور لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں اور مردوں پر ایصال ثواب ہوگا یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

جب کہ اون میں معہود ومعروف یہی لینا دینا ہے تو یہ اُجرت پر پڑھنا پڑھوانا ہوا فان المعروف عرفا کالمشروط لفظا اور تلاوت قرآن وذکر الٰہی پر اُجرت لینا دینا دونوں حرام ہے لینے والے دینے والے دونوں گنہگار ہوتے ہیں کما حققہ فی ردالمحتار وشفاء العلیل وغیرھما اور

جب یہ فعل حرام کے مرتکب ہیں تو ثواب کس چیز کا اموات کو بھیجیں گے گناہ پر ثواب کی اُمید اور زیادہ سخت واشد ہے کما فی الھندیہ والبزازیۃ وغیرھما وقد شدد العلماء فی ھذا بلغ تشدید۔ ہاں اگر لوگ چاہیں کہ ایصال ثواب بھی ہو اور طریقۂ جائزہ شرعیہ بھی حاصل ہو تو اوس کی صورت یہ ہے کہ پڑھنے والوں کو گھنٹے دو گھنٹے کے لیے نوکر رکھ لیں اور تنخواہ اتنی دیر کی ہر شخص کی معین کر دیں مثلاً پڑھوانے والا کہے میں نے تجھے آج فلاں وقت سے فلاں وقت تک کے لیے اس قدر اُجرت پر نوکر رکھا جو کام چاہوں گا لوں گا وہ کہے میں نے قبول کیا اب وہ اتنی دیر کے واسطے اس کا اجیر ہوگیا جو کام چاہے لے سکتا ہے اس کے بعد اوس سے کہے فلاں میت کے لیے اتنا قرآن عظیم یا اس قدر کلمہ طیبہ یا درود شریف پڑھ دو یہ صورت جواز کی ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ۵ رجمادی الاولی ۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ ایک شخص وعظ کہتا ہے اور ان صفتوں سے موصوف ہے۔ اولاً مقولہ اوس کا الصلاۃ علیک یا رسول اللہ کہنا نہ چاہیے حاضر کے واسطے ہے دوسرے بیان کیا روزہ دار کو چاہیے وقت استنجے کے اوپر کو سانس نہ لیوے اور آپ کو خوب سنبھالے پانی اوپر نہ جاوے ورنہ روزہ اس کا تباہ ہوگا روزہ دار اور غیر روزہ دار کے استنجے میں فرق بہت ہے تیسرے آمین کہنے آواز بلند سے شیطان کے برچھا لگتا ہے اگر بہت بلند آواز سے آدمی کہیں تو بہت برچھی لگتی ہیں اور اوس آدمی نے تقویۃ الایمان اور تنبیہ الغافلین اور کچھ آیات وحکایات وحدیث شریف کا ترجمہ بغیر اوستاد کے مطبوعہ دیکھ کر یاد کرلیا ہے بیان کرتا ہے اور علم ناسخ اور منسوخ آیات اور اقسام حدیث شریف اور صرف ونحو بھی نہ جانے بحدیکہ من وعن و واحد وتثنیہ میں فرق نہیں کرسکتا ہے ایسے آدمی کا وعظ سُننے کو اجازت شریعت محمدیہ اہل شرع کے ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

شخص مذکور نرا جاہل اجہل وگمراہ وبدمذہب ہے اوسے وعظ کہنا حرام اور اوس کا وعظ سُننا حرام۔ الصلاۃ علیک یارسول اللہ کہنا باجماع مسلمین جائز ومستحب ہے جس کی ایک دلیل ظاہر وباہر التحیات میں السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ہے اور اوس کے سوا صحاح کی حدیث میں یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فی حاجتی ھذہ موجود جس میں بعد وفات اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور پکارنا اور حضور سے مدد لینا ثابت ہے مگر ایسے جاہل اجہل کو احادیث سے کیا خبر جب اوسے التحیات ہی یاد نہیں جو مسلمانوں کا ہر بچہ جانتا ہے۔ تقویۃ الایمان سخت بددینی وضلالت کی کتاب ہے اوس کا اور اوس کے مصنف کا حال فتاوٰی ورسائل علماء عرب وعجم سے ظاہر۔ سردست فقیر کا رسالہ مسمّٰی بہ الکوکبۃ الشھابیہ علی کفریات ابی الوھابیہ جدید الطبع حاضر من شاء فلیطالعھا آمین آواز سے کہنے میں شیطان کے برچھا لگنا اور جس قدر زیادہ بلند آواز سے ہو اوسی قدر زیادہ زخم پہنچنا یہ بھی کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ روزہ دار کو یہ بہتر تو ہے کہ استنجا کرنے میں اوپر سانس بقوت نہ لے مگر اس قدر سے روزہ نہ جائے گا نہ مطلقاً پانی چڑھنے سے جب تک پانی موضع حقنہ تک نہ پہنچے اور ایسا ہوگا تو درد شدید پیدا ہوگا درمختار میں ہے لو بالغ فی الاستنجاء حتی بلغ موضع الحقنۃ فسد فسد وھذا قلما یکون ولوکان فیورث داءً عظیما واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۱ رجمادی الاولی ۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہاں بھٹیارن کا دستور ہے جب اون میں کوئی عورت بدکاری کرتی ہے خاوند اوسے طلاق دے کر چودھری کے سپرد کر دیتا ہے پھر جو شخص اوس سے نکاح کرنا چاہتا ہے سرا کے بھٹیارے اوس شخص سے جب تک بیس روپے نہ لے لیں نکاح نہیں کرنے دیتے۔ اوس عورت کو سرا کی گٹھری کہتے ہیں کہ اب یہ ہماری گٹھری ہے ہمیں بیس روپے دے دو تو نکاح کرنے دیں گے پھر وہ روپیہ کبھی آپس میں بانٹ لیتے ہیں کبھی اوس کا کھانا پکا کر مل کر کھا لیتے ہیں اس دفعہ بھی ایک شخص کے ایسے ہی بیس روپے جمع ہیں بھٹیارے چاہتے ہیں ہم انھیں مسجد میں لگا دیں یہ جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

یہ روپے جو باندھے گئے ہیں محض رشوت وحرام ہیں نہ اون کا کھانا جائز نہ بانٹ لینا جائز نہ مسجد میں لگانا جائز بلکہ لازم ہے کہ جس شخص سے لئے ہیں اوسے

واپس دیں وہ اگر بخوشی اجازت دے دیں کہ میری طرف سے مسجد میں صرف کردو تو جائز ہوگا فی البزازیۃ الاخ ابی ان یزوج الاخت الاان یدفع الیہ کذا فدفع لہ ان یأخذ منہ قائما اوھالکا لانہ رشوۃ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ از کڑہ ڈاکخانہ اوبرہ ضلع گیا مرسلہ مولوی سید کریم خاں صاحب غرہ جمادی الآخرہ ۱۳۲۰ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں

سوال اول۔ ایک کمہار کا گھر جو رعیت مسلمان زمیندار کا ہے مسجد کے متصل ہے کمہار نے اپنے گھر میں ناقوس بجایا اوس پر ایک مسلمان نے کلوخ اندازی کی اوس کمہار نے منیجر زمیندار کے پاس کہ وہ بھی مسلمان ہے نالش کی منیجر مسلمان نے اوس مسلمان کی تنبیہ کی اور اوس سے جرمانہ لیا اس تائید کفر کے سبب منیجر مسلمان گنہگار ہوگا یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

ضرور کہ اوس کا یہ حکم حکم قرآن عظیم کے مطابق نہ تھا وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ o واللہ تعالٰی اعلم۔

سوال دوم۔ ایک زمیندار مسلمان کی کچہری میں ایک کائستہ بذریعہ نوکری اوسی زمیندار کے سکونت گزیں ہے اور اوس میں ناقوس بجایا کرتا ہے اور وہ زمیندار ناقوس بجانے سے اوس کو نہیں روکتا ہے تو وہ زمیندار رضا بالکفر کے باعث گنہگار ہوگا یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

بیشک گنہگار اور سخت گنہگار کہ ازالہ منکر بقدر قدرت فرض ہے خصوصًا منکر بھی کیسا کہ شرک کفار و عبادت بتان ناہنجار والعیاذ باللہ العزیز الغفار یہ اگر بفرض غلط اوسے نوکر رکھ کر منع پر قادر نہ ہو تو موقوف کرنے پر تو قادر ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لعن اللہ من آوی محدثا اللہ کی لعنت اوس پر جو کسی شرعی مجرم کو پناہ دے رواہ الامام احمد ومسلم فی صحیحہ والنسائی عن علی کرم اللہ تعالٰی وجھہ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۷ رجب ۱۳۲۰ھ

مخدومنا و مکرمنا جناب مولوی صاحب قبلہ دامت برکاتہم۔ آداب۔ جلسہ سالانہ آریہ سماج کے واسطے کرسیاں کرایہ پر آریہ مانگتے ہیں شرعًا ایسے جلسے کے واسطے کرایہ پر دینا جائز ہے یا نہیں احقر نے ابھی قرار نہیں کیا آنجناب کا جواب آنے پر اون کو جواب دوں گا۔ عاصی محمد یعقوب۔

الجواب

مکرم سلمکم اللہ تعالٰی۔ آپ اپنے کرائے سے غرض رکھیں کرسی پر بیٹھنا حرام نہیں اوس کا کرایہ حرام نہیں اقوال نامشروع جو بیٹھنے والے کفار بکیں گے کرسی پر موقوف نہیں کرسی اون میں معین و مؤید نہیں کوئی وجہ حرج نہیں واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از بڑودہ ملک گجرات محلہ مغلواڑہ نعلبند وان کا چورہ مکان استاد غریب اللہ ملازم راجہ بڑودہ مرسلہ مولوی محمد اسرار الحق صاحب دہلوی ۷ رجب المرجب ۱۳۲۰ھ

افضل العلماء واکمل الکملاء آیۃ من آیات اللہ برکۃ من برکات اللہ مجدد دین نائب سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حضرت مولانا صاحب بریلوی معظمنا و مکرمنا ادام اللہ المنان علی رؤس اہل الایمان من الانس والجان بطول حیاتہ من بعد آداب تسلیمات خادمانہ دست بستہ معروض خدمت فیضدرجت بوجہ تکلیف دہی جناب قبلہ وکعبہ یہی ہے کہ یہاں ایک بہت بڑا فساد ایک امر میں پھیلا ہوا ہے اور فیصلہ اوس کا یہاں علماء و جہلاء نے آں قبلہ کے تحریر پر رکھا ہے لہٰذا جناب تکلیف فرماکر اس کا جواب مع دلائل روانہ فرمائیں۔

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں کہ ایک شخص واعظ ہے اور اوس کے درمیان میں اشعار مدحیہ نبوت رسول مقبول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خوش الحانی کے ساتھ پڑھتا ہے یا وعظ میں حدیثوں کا ترجمہ لحن کے ساتھ نظم میں پڑھتا ہے اور درمیان میں قرآن شریف کی آیات کو لحن عرب میں پڑھتا ہے آیا اس طرح کا پڑھنے والا گنہگار تو نہ ہوگا اور اگر کوئی شخص قرآن شریف کو ذرا بھی لحن کے ساتھ پڑھے گا یا قصائد حسنہ و ترجمہ

حدیث نظم کو جیسے کہ اکثر اطفال وجوان وپیر قصائد وغیرہ زور سے پڑھتے ہیں تو اوس کے سُننے والے اگر اوس پر تعریف کریں یا واہ واہ یا سبحان اللہ کہیں گے تو کافر ہوجائیں گے اور اون کی عورتیں نکاح سے باہر ہوجائیں گی یا نہیں یہ بات صحیح ہے یا غلط بینوا توجروا۔

الجواب

یہ حکم تکفیر وزوال نکاح صریح غلط وخطا سخت مردود ونا سزا شرع مطہرہ پر کھلا افترا مسلمانوں کو ناحق نار وا کافر بنانے پر اجترا ہے ایسا کہنے والوں پر توبہ فرض ہے قرآن عظیم خوش الحانی سے پڑھنا جس میں لہجہ خوشنما دلکش پسندیدہ دل آویز غافل دلوں پر اثر ڈالنے والا ہو اور معاذ اللہ رعایت اوزان موسیقی کے لئے ہیئات نظم قرآنی کو بدلا نہ جائے ممدود کا مقصور مقصور کا ممدود نہ بنایا جائے حروف مد کو کثیر فاحش کشش جسے اصطلاح موسیقیان میں تان کہتے ہیں نہ دی جائے زمزمہ پیدا کرنے کے لیے بے محل غنّہ ونون نہ بڑھایا جائے غرض طرز ادا میں تبدیل وتحریف راہ نہ پائے بیشک جائز ومرغوب بلکہ شرعاً محبوب ومندوب بلکہ بتاکید اکید مطلوب اعلیٰ درجہ کی ہے زمانہ صحابہ وتابعین وائمہ دین رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین سے آج تک اس کے جواز واستحسان پر اجماع علماء ہے۔ **صحیح حدیث** میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ما اذن اللہ بشیئ ما اذن لنبی حسن الصوت یتغنی بالقراٰن یجھر بہ اللہ تبارک وتعالٰی کسی چیز کو ایسی توجہ ورضا کے ساتھ نہیں سُنتا جیسا کسی خوش آواز نبی کے پڑھنے کو جو خوش الحانی سے کلام الٰہی کی تلاوت بآواز کرتا ہے رواہ الائمۃ احمد والبخاری ومسلم وابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں للہ اشد اذنا الی الرجل الحسن الصوت بالقراٰن یجھر بہ من صاحب القینۃ الی قینتہ یعنی جس شوق ورغبت سے گانے کا شوقین اپنی گائن کنیز کا گانا سُنتا ہے بیشک اللہ عزوجل اوس سے زیادہ پسند ورضا واکرام کے ساتھ اپنے بندے کا قرآن سُنتا ہے جو اوسے خوش آوازی سے جہر کے ساتھ پڑھے رواہ ابن ماجۃ وابن حبان والحاکم وقال صحیح علی شرطھما والبیھقی کلھم من فضالۃ بن عبید رضی اللہ تعالٰی عنہ **تیسری حدیث** میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں تعلموا کتاب اللہ وتعاھدوہ وتغنوا بہ قرآن مجید سیکھو اور اوس کی نگہداشت رکھو اوسے اچھے لہجے پسندیدہ الحان سے پڑھو رواہ الامام احمد عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ **چوتھی حدیث** میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں زینوا القراٰن باصواتکم فان الصوت الحسن یزید القراٰن حسنا قرآن کو اپنی آوازوں سے زینت دو کہ خوش آوازی قرآن کا حُسن بڑھا دیتی ہے رواہ الدارمی فی سننہ ومحمد بن نصر فی کتاب الصلاۃ بلفظ حسنوا بالفظین والحاکم فی المستدرک کلھم عن البراء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ **پانچ حدیثوں** صحیح رفیع جلیل میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لیس منا من لم یتغن بالقراٰن ہمارے طریقے پر نہیں جو قرآن خوش الحانی سے آواز بنا کر نہ پڑھے رواہ البخاری عن ابی ھریرۃ وابوداؤد عن ابی لبابۃ عبد المنذر واحمد وابن حبان عن مسعود بن ابی وقاص والحاکم عنہ وعن عائشہ وعن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم۔ **دسویں حدیث** میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان ھذا القراٰن نزل بحزن وکاٰبۃ فاذا قرأتموہ فابکوا فان لم تبکوا فتباکوا وتغنوا بہ فمن لم یتغن بہ فلیس منا بیشک یہ قرآن غم وحزن کے ساتھ اوترا تو جب اسے پڑھو گریہ کرو اگر رونا نہ آئے بتکلف روؤ اور قرآن کو خوش الحانی سے پڑھو جو اوسے الحان خوش سے نہ پڑھے وہ ہمارے طریقے پر نہیں رواہ ابن ماجۃ ومحمد بن نصر فی الصلاۃ والبیھقی فی شعب الایمان عن سعد بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ پھر اوس کے ساتھ اگر اوس کی قرات بلاقصد اوزان موسیقی سے کسی وزن کے موافق نکلے تو اصلاً حرج والزام نہیں حتّٰی کہ نماز میں بھی ایسی تلاوت جائز وحسن ومستحسن ہے علامہ خیر الملۃ والدین رملی استاذ صاحب درمختار کے فتاوٰی خیریہ لنفع البریہ میں ہے سئل فی امام یقرأ فی الجھریات بصوت حسن علی القواعد المقررۃ عند اھل العلم بحیث لا یخل بحکم من احکام القراءۃ لکن یصادف ان یخرج قراءتہ علی طبق نغم من الانغام المقررۃ فی الموسیقی من غیر لحن التسطریب ھل یجوز ذلک واذا قلتم بالجواز ھل یکرہ ام لا اجاب نعم یجوز ذلک ولا یکرہ اذ تحسین الصوت بالقراءۃ مطلوب کما صرح بہ المحقق ابن الھمام فی فتح القدیر وقال فی البحر نقلا عن الخلاصۃ وتحسین الصوت لا باس بہ من غیر تغن وفی التبیان فی آداب حملۃ القراٰن اجمع العلماء رضی اللہ تعالٰی عنہم من السلف والخلف من الصحابۃ والتابعین ومن بعدھم فی علماء الامصار ائمۃ المسلمین علی استحسان تحسین الصوت بالقراٰن واقوالھم وافعالھم مشھورۃ نھایۃ الشھرۃ فنحن مستغنون عن نقل شیئ من افرادھا ودلائل ھذا من حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مستفیضۃ عند الخاصۃ والعامۃ کحدیث زینوا القراٰن باصواتکم وحدیث ابو موسی الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال لہ لقد اوتیت مزمارا من مزامیر داؤد رواہ البخاری ومسلم وفی روایۃ المسلم ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال لہ لو رأیتنی

وانا اسمع لقراءتک البارحۃ رواہ مسلم ایضا من روایۃ بریدۃ بن الحصیب (ثم ذکر الحدیثین الاولین ببعض ماذکرنا لھما من التخاریج ثم قال) و حدیث ابی امامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال من لم یتغن بالقراٰن فلیس منا رواہ ابوداؤد باسناد جید قال جمہور العلماء معنی لم یتغن لم یحسن صوتہ الخ اوسی میں ہے اما تحسین الصوت فلا اظن ان قائلا ما یمنعہ لعدم وجھہ بل کان جماعۃ من السلف یطلبون من اصحاب القراءۃ بالاصوات الحسنۃ ان یقرؤا وھم یستمعون وھذا متفق علی استحبابہ ولو عادۃ لاخیار والمتعبدین وعباد اللہ الصالحین تو ایسے امر محمود ومسعود کی تحسین پر جو خود ائمہ رسول کو محبوب اور باجماع صحابہ وتابعین وائمہ دین مستحسن ومندوب ہے معاذاللہ کفر وبطلان نکاح کا حکم دینا خیال کیجئے کہاں تک پہنچتا ہے خرق اجماع اُمّت ہے تکفیر جملہ امّت کی خبر دیتا ہے۔ خود ان قائلوں کو چاہئے کہ بعد توبہ اپنی عورتوں سے نکاح جدید کریں ہاں معاذاللہ بالقصد راگنی پر قرآن عظیم ٹھیک کرنا اوس کی درستی کو بے جگہ مد یا حرکت یا غنہ وغیرہا بڑھانا گھٹانا تانیں لینا یہ ضرور حرام اور اس کی تحسین اس پر سبحٰن اللہ وآفریں اس سے زیادہ حرام تر ومجمع آثام ہے والعیاذ باللہ تعالٰی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اقرؤا القراٰن بلحون العرب واصواتھا وایاکم ولحون اھل الکتابین واھل الفسق فانہ سیجئ بعدی قوم یرجعون بالقراٰن ترجیع الغناء والرھبانیۃ والنوح لایجاوز حناجرھم مفتونۃ قلوبھم وقلوب من یعجبھم شأنھم قرآن مجید عرب کے لحنوں میں پڑھو اور یہود ونصارٰی اہل فسق کے لحنوں سے بچو کہ میرے بعد کچھ لوگ آنے والے ہیں جو قرآن آآ کرکے پڑھیں گے جیسے گانے کی تانیں اور راہبوں اور مرثیہ خوانوں کی اوتار چڑھاؤ قرآن اون کے گلوں سے نیچے نہ اوترے گا یعنی اون کے دلوں پر کچھ اثر نہ کرے گا فتنے میں ہوں گے اون کے دل اور جنھیں اون کی یہ حرکت پسند آئے گی اون کے دل رواہ الطبرانی فی الاوسط والبیھقی فی الشعب عن حذیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ تیسیر شرح جامع صغیر میں ہے (واھل الفسق) من المسلمین الذین یخرجون القراٰن عن موضوعہ بالتمطیط بحیث یزید اوینقص حرفا فانہ حرام اجماعا۔ خیریہ میں بعد عبارت مذکورہ سابقًا ہے ثم قال (ای فی **التبیان**) قال العلماء رحمھم اللہ تعالٰی یستحب تحسین الصوت بالقراءۃ وتزیینھا مالم یخرج عن حد القراءۃ بالتمطیط فان افرط حتی زاد حرفا او اخفاہ فھو حرام انتھی فان قلت ماتصنع فیما نص علیہ فی البزازیۃ وغیرھا من کتاب الاستحسان قراءۃ القراٰن بالالحان معصیۃ والتالی والسامع اٰثمان قلت محلہ اذا اخرج لفظ القراٰن عن صیغتہ بادخال حرکات فیہ او اخراج حرکات منہ اوقصر ممدود اومد مقصور او تمطیط یخفی بہ اللفظ او یلبس بہ المعنی فھو حرام یفسق بہ القارئ ویأثم بہ المستمع لانہ عدل بہ عن نھجہ القویم الی الاعوجاج واللہ تعالٰی یقول قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِیْ عِوَجٍ وان لم یخرجہ اللحن عن لفظہ وقراءتہ علی ترتیلہ کان مباحا لانہ زاد بالحانہ فی تحسینہ ویؤید ذلک تفسیر کثیر من علمائنا التغنی فی کلام ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما فی الاذان بالتطریب الذی ھو اخراج الکلام عن موضوعہ الاصلی وصیغتہ واما تحسین الصوت فلا اظن ان قائلا ما یمنعہ الی اٰخر مامر اشعار حسنہ محمودہ کا پڑھنا جن میں حمد الٰہی ونعت رسالت پناہی جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ومنقبت آل واصحاب واولیاء وعلمائے دین رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین بروجہ صحیح اور نجیح مقبول شرعی یا ذکر موت وتذکیر آخرت واہوال قیامت وغیرذلک مقاصد شرعیہ ہو قطعًا جائز وروا اور خود زمانہ اقدس حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے آج تک تمام ائمہ دین وعباداللہ الصالحین میں رائج رہا ہے۔ صحیح بخاری شریف میں ام المومنین صدیقہ بنت الصدیق صلی اللہ تعالٰی علٰی زوجہا الکریم وابیہا وعلیہا وسلم سے ہے قالت کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یضع لحسان بن ثابت منبرا فی المسجد یقوم علیہ قائما یفاخر عن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اوینافح ویقول رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان اللہ یؤید حسان بروح القدس ما نافح اوفاخر عن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لیے مسجد اقدس نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں منبر بچھاتے حسان اوپر کھڑے ہوکر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے فضائل ومفاخر بیان کرتے حضور کی طرف سے طعنہائے کُفّار کا رد کرتے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے جب تک حسان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف سے اس مفاخرت یا مدافعت میں مشغول رہتا ہے اللہ عزوجل جبریل امین سے اوس کی مدد فرماتا ہے پھر ظاہر کہ وعظ کے اشعار حدیث کے ترجمے اسی قسم میں داخل ہیں تو ایسی شعرخوانی کا جواز بالیقین ہے اور جب خوش الحانی خود قرآن عظیم میں مطلوب ومندوب ہوئی تو یہ تو شعر ہے یہاں اگر الحان کے لیے مد وقصر وحرکات وسکنات وغیرہا ہیأت حروف میں کچھ تغیر بھی ہو تو حرج نہیں جب کہ صرف سادہ خوش الحانی ہو اور تمام منکرات شرعیہ سے خالی اس قدر پر بھی احکام شدیدۂ مذکورۂ تکفیر وزوال نکاح میں تقریبًا ویسی ہی ناپاکی وبیباکی ہے حلال کو حرام مسلمانوں کو کافر بتانا کس شریعت نے مانا اس قدر کو عُرف میں پڑھنا کہتے ہیں نہ کہ گانا کہ موسیقی کے اوزان مقررہ نغمات محررہ طرقات مطربہ قرعات معجبہ اوتار چڑھاؤ زیروبم

بم تان گٹکری تال سم کی رعایت سے رنڈیوں ڈومنیوں مراثیوں ڈھاریوں نقالوں قوالوں وغیرہم میں معمول اور باوضع شرفاء مہذبین صلحاء میں معیوب و مخذول۔ محمود و مباح اشعار کا سادہ خوش الحانی سے پڑھنا بھی زمانہ صحابہ وتابعین وائمہ دین مجوز ومقبول ہے بلکہ خود بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین سے ماثور ومنقول بلکہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سامنے ہوتا حضور سُنتے اور انکار نہ فرماتے بارگاہِ رسالت میں حدی خوانی پر صحابہ مقرر تھے کہ اپنی خوش الحانیوں دلکش حدی خوانیوں سے اونٹوں کو راہ روی میں وارفتہ بناتے انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ کے برادر اکرم سیدنا براء بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ خود موکب اقدس کے حدی خواں تھے عجب آواز دلکش رکھتے اور بہت خوبی سے اشعار حدی پڑھتے یہ اجلۂ صحابہ کرام سے ہیں بدر کے سوا سب مشاہد میں حاضر ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کی نسبت فرمایا بہت اوجھے بال میلے کپڑے والے جن کی کوئی پرواہ نہ کرے ایسے ہیں کہ اللہ عزوجل پر کسی بات میں قسم کھالیں تو خدا ان کی قسم سچی ہی کرے اونھیں میں سے براء بن مالک ہے ایک روز انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ اون کے پاس گئے اوس وقت اشعار اپنے الحان سے پڑھ رہے تھے انھوں نے کہا آپ کو اللہ عزوجل نے وہ چیز عطا فرمائی جو اس سے بہتر ہے یعنی قرآن عظیم فرمایا کیا یہ ڈرتے ہو کہ میں بچھونے پر مروں گا خُدا کی قسم اللہ مجھے شہادت سے محروم نہ کرے گا سو کافر تو میں نے تنہا قتل کئے ہیں اور جو شرکت میں مارے ہیں وہ علاوہ جب خلافت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ میں قلعۂ تستر پر جہاد ہوا ہے اور مسلمانوں کو سخت دقت پیش آئی حدیث مذکور سُنے ہوئے تھے ان سے کہا اپنے رب پر قسم کھائیے اونھوں نے قسم کھائی کہ اے رب میرے کافروں پر ہمیں قابو دے کہ ہم اون کی مشکیں کس لیں اور مجھے اپنے نبی سے ملا یہ کہہ کر حملہ آور ہوئے اور اون کے ساتھ مسلمانوں نے حملہ کیا ایرانیوں کا سپہ سالار ہرمزان مارا گیا کافر بھاگ گئے اور براء شہید ہوئے رضی اللہ تعالٰی عنہ اور بیبیوں کے ہودجوں پر انجشہ حبشی رضی اللہ تعالٰی عنہ حدی خوانی کرتے ان کی خوش آوازی مشہور تھی حجۃ الوداع شریف میں حدی پڑھی ہے اور اونٹ گرمائے بہت تیز چل نکلے سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا اے انجشہ آہستہ شیشیوں کے ساتھ نرمی کر شیشیوں سے مراد عورتیں ہیں یعنی اونٹ اتنے تیز نہ کرو کہ تکلیف ہوگی یا عورتوں کا مجمع ہے خوش الحانی حد سے نہ گزارو ان کے سوا سیدنا عبداللہ بن رواحہ وسیدنا عامر بن الاکوع رضی اللہ تعالٰی عنہما بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے آگے حدی خوانی کرتے چلتے روز عمرۃ القضا جب لشکر ظفر پیکر محبوب اکبر صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم باہزاراں جاہ وجلال داخل مکہ ہوا ہے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالٰی عنہ آگے آگے رجز کے اشعار سُناتے کافروں کے جگر پر تیر برساتے جارہے تھے امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے منع کیا کہ اے ابن رواحہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے آگے اور اللہ جل جلالہ کے حرم میں یہ شعر خوانی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پڑھنے دو کہ یہ اون پر تیروں سے زیادہ کارگر ہے اور ایک حدیث میں آیا ارشاد فرمایا اے عمر ہم سُن رہے ہیں تم بھی خاموش رہو بالجملہ ممانعت منازعت جو کچھ ہے گانے میں ہے یا معاذاللہ اشعار ہی خود بُرے ہوں اگرچہ بظاہر نعت ومنقبت کا نام ہو جیسے بے قیدوں کے خلاف شرع شعر کہ توہین انبیائے کرام و ملائکہ عظام علیہم الصلاۃ والسلام بلکہ تنقیص شان سید الانام علیہ وعلٰی آلہ افضل الصلاۃ والسلام بلکہ گستاخی و بے ادبی بارگاہ عزت ذی الجلال والاکرام کچھ اوٹھا نہ رکھیں اور نعت ومنقبت کا نام بدنام یا محل محل فتنہ خواہ فطنۂ فتنہ ہو جیسے زن اجنبیہ کا مردوں کے جلسے میں خوش الحانی کرنا یا خارج سے امور نامشروعہ کا قدم درمیان ہو مثلاً مزامیر تالیاں چٹکا توڑا بھاؤ بتانا جیسے آجکل بعض بے شرم واعظان نیچری مشرب آزادی مذہب نے اپنی مجلس گرم کرنے کا انداز بنا رکھا ہے اشعار گائیں مثنوی مولانا روم کے اور رنگ رچائیں مثنوی میر حسن کی دھوم کے الٰی غیر ذلک من المحدثات المجتنبہ والمحظورات المتحبلبہ یہ تیرہ وتیرہ برت کہ جو چاہے حلال کو حرام کرے ورنہ سادہ خوش الحانی کے ساتھ جائز شعر خوانی کے جواز میں اصلاً جائے کلام نہیں بلکہ اشعار محمودہ بہ نیت محمودہ اعمال محمودہ میں معدود و باعث اجر و رضائے رب ودود ہیں مواہب لدنیہ وشرح علامہ زرقانی میں ہے کان یحدو بین یدیہ علیہ الصلاۃ والسلام فی السفر عبداللہ بن رواحۃ الامیر المستشھد بموتۃ ای یقول الحداء بضم المھملۃ وھو الغناء للابل (وفی الترمذی عن انس انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دخل مکۃ فی عمرۃ القضیۃ (ابن رواحۃ یمشی بین یدیہ ویقول ؎ خلوا بنی الکفار عن سبیلہ ÷ الیوم نضربکم علٰی تنزیلہ ÷ ضربا یزیل الھام عن مقیلہ ÷ ویذھل الخلیل عن خلیلہ ÷ فقال عمر یا ابن رواحۃ بین یدی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وفی حرم اللہ تقول الشعر فقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خل عنہ یا عمر فلھی فیھم اسرع من نضح النبل وفی روایۃ انہ لما انکر عمر علیہ قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا عمر انی اسمع فاسکت یا عمر (وعامر بن الاکوع) کان یحدو بین یدیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واستشھد یوم خیبر وانجشۃ العبد الاسود

کان حسن الحداء فی الصحیح عن انس کان حسن الصوت (قال انس) فی الصحیحین (کان براء بن مالک) اخو انس شھد المشاھد الابدرا قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رب اشعث اغبر لایؤبہ لہ لو اقسم علی اللہ لابرہ منھم البراء بن مالک قال انس فلما کان یوم تستر من بلاد فارس انکشف الناس فقال المسلمون یا براء اقسم علی ربک فقال اقسم علیک یارب لما منحتنا اکتافھم والحقتنی بنبیک فحمل وحمل الناس معہ فقتل ھرمزان من عظماء الفرس واخذ سلبہ وانھزم الفرس وقتل البراء رواہ الترمذی والحاکم وذلک فی خلافۃ عمر سنۃ عشرین یحدو بالرجال وانجشۃ بالنساء وقد کان یحدو وینشد القریض والرجز) وفی الصحیحین عن انس ان انجشۃ حدا بالنساء فی حجۃ الوداع فاسرعت الابل فقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا انجشۃ رفقا بالقواریر (ای النساء شبھھن بالقواریر من الزجاج لانہ یسرع الیھا الکسر فلم یامن علیہ الصلٰوۃ والسلام ان یقع فی قلوبھن حداؤہ وقیل نھاہ لان النساء یضعفن عن شدۃ الحرکۃ) قال اللہ ماعینی وحملہ ھذا اقرب الٰی ظاھر لفظہ من الحمل علی الاول اھ ملخصا اصابہ فی معرفۃ الصحابہ میں ہے روی البغوی باسناد صحیح عن محمد بن سیرین عن انس قال دخلت علی البراء بن مالک وھو یتغنی فقلت لہ قد ابدلک اللہ ما ھو خیر منہ فقال اترھب ان اموت علی فراشی لاواللہ ماکان اللہ لیحرمنی ذلک ولو قتلت مائۃ منفردا سوی من شارکت فیہ۔ امام ابن حجر مکی کف الرعاع عن محرمات اللھو والسماع میں فرماتے ہیں قال جمع من الشافعیۃ والمالکیۃ منھم الاذرعی فی توسطہ والقرطبی فی شرح مسلم الغناء انشادا واستماعا علی قسمین القسم الاول ما اعتادالناس استعمالہ لمحاولۃ عمل وحمل ثقیل وقطع مفاوز سفر ترویحا للنفوس وتنشیطا لھا کحداء الاعراب بابلھم وغناء النساء لتسکین صغارھن ولعب الجواری بلعبھن فھذا اذا سلم المغنی بہ من فحش وذکر محرم کوصف الخمور والقینات لاشک فی جوازہ ولا یختلف فیہ وربما یندب الیہ اذا نشط علی فعل خیر کالحداء فی الحج والغزو ومن ثم ارتجز صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ھو والصحابۃ رضوان اللہ تعالٰی علیھم فی بناء المسجد وحفر الخندق وغیرھما کما ھو مشھور وقد امر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نساء الانصار ان یقلن فی عرس لھن ؎ اتیناکم اتیناکم ؛ فحیانا وحیاکم ؛ وکالاشعار المزھدۃ فی الدنیا المرغبۃ فی الاٰخرۃ فھی من الفغ الوعظ فالاصل فیھا اعظم الاجر ویؤید ما نقلہ من نفی الخلاف فی ھذا القسم ان ابن عبدالبر وغیرہ قالوا الاخلاف فی اباحۃ الحداء واستماعہ وھو مایقال خلف الابل من الشعر سوی الرجز وغیرہ لینشطھا علی السیر ومن اوھم کلامہ نقل خلاف فیہ فھو شاذ او مؤول لان علی حالۃ یخشی منھا شیئ غیر لائق القسم الثانی ما ینتحلہ المغنون العارفون بصنعۃ الغناء المختارون المدن من غزل الشعر مع تلحینہ بالتلحینات الانیقۃ وتقطیعہ لھا علی النغمات الرقیقۃ التی تھیج النفوس وتطربھا کحمیا الکؤس فھذا ھو الغناء المختلف فیہ علی اقوال العلماء الخ احدھا انہ حرام قال القرطبی وھو مذھب مالک (الٰی قولہ) وھو مذھب ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ وسائر اھل الکوفۃ اوسی میں ہے قال الاذرعی وما نسب الٰی اولئک والصحابۃ اکثرہ لم یثبت ولو ثبت منہ شیئ لم یظھر منہ ان ذلک الصحابی یبیح الغناء المتنازع فیہ فالمروی عن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ ان غلاما دخل علیہ فوجدہ یترنم ببیت اونحو ذلک معجب منہ فقال اذا خلونا قلنا کما تقول الناس فاللہ اعلم ماکان ذلک البیت وماکان ترنمہ وصفتہ وصح عن عثمٰن رضی اللہ تعالٰی عنہ ما تغنیت ما تمنیت ای زنیت فاطلاق القول بنسبۃ الغناء المتنازع فیہ واستماعہ الٰی ائمۃ الھدی تجاسر ولایضمہ الجاھل منہ ھذا الغناء الذی یتعاطاہ المغنون المخنثون ونحوھم وقال الشیخ الامام ابراھیم المروزی فی تعلیقہ وعن عمر وعبدالرحمٰن بن عوف وابی عبیدۃ بن الجراح وابی مسعود الانصاری انھم کانوا یترغون بالاشعار فی الاسفار وکذلک عن اسامۃ بن زید وعبداللہ بن الارقم وعبداللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالٰی عنھم الترنم کذلک لیس فی محل النزاع اذ ھو من انواع القسم الاول من القسمین السابقین وقد مرانہ لاخلاف فیہ وبہ تعلم ان الظاھر الذی یتعین القطع بہ ان غالب ماحکی عن الصحابۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم وعمن بعدھم من الائمۃ انما ھو من ھذا القسم الذی لاخلاف فیہ الخ وتمامہ فیہ وفیما ذکرنا کفایۃ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۲ شعبان ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اس حدیث کا ترجمہ کیا ہے اور اس سے میت پر نوحہ کرنے کا جواز بعض غیر مقلد نکالتے ہیں یہ صحیح ہے یا نہیں عن انس قال لما ثقل النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جعل یتغشاہ الکرب فقالت فاطمۃ واکرب اباہ فقال لھا لیس علی ابیک کرب بعد الیوم فلما مات قالت یا ابتاہ اجاب ربادعاہ یا ابتاہ من جنۃ الفردوس ماواہ یا ابتاہ الٰی جبرئیل ننعاہ فلما دفن قالت فاطمۃ یا انس اطابت انفسکم ان تحثوا علی رسول اللہ

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم التراب رواہ البخاری بینوا توجروا۔

الجواب

انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے جب نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو مرض سے گرانی ہوئی بےچینی نے غلبہ کیا حضرت بتول زہرا نے کہا ہائے میرے باپ کی بےچینی سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا آج کے بعد تیرے باپ پر کبھی کسی قسم کی بےچینی نہیں جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انتقال فرمایا حضرت بتول زہرا نے کہا اے باپ میرے اللہ کے بلانے پر تشریف لے گئے اے باپ میرے وہ کہ فردوس کے باغ میں جن کا ٹھکانا اے باپ میرے ہم ان کے انتقال کی مصیبت جبریل سے بیان کرتے ہیں جب سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دفن کرچکے حضرت بتول زہرا نے فرمایا اے انس تمہارے دلوں نے کیونکر گوارا کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے جسم اطہر کو خاک میں پنہاں کرو۔ یہ حدیث بخاری نے روایت کی حضرت بتول زہرا نے یہ کلمات نہ صیحہ و فریاد کے ساتھ کہے نہ ان میں کوئی غلطی یا بےتحقیق وصف بیان فرمایا نہ کوئی کلمہ شکایت رب العزۃ و ناراضی قضائے الٰہی پر دال تھا لہٰذا اس میں کوئی وجہ ممانعت نہیں زرقانی میں ہے فقال لہا لاکرب علی ابیک بعد الیوم وھذا یدل علی انہا لم ترفع صوتہا والا لنہاھا اوسی میں ہے فتح الباری سے ہے یوخذ منہ ان تلک الالفاظ اذا کان المیت متصفا بہا انہ لایمنع ذکرہ بہا بعد موتہ بہا بعد موتہ بخلاف ما اذالم یتحقق اتصافہ بہا فتدخل فی المنع تحریم نوحہ میں احادیث متواترہ موجود ہیں اس سے جواز نوحہ ثابت نہ کرے گا مگر جاہل واللہ الہادی۔ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم

مسئلہ از بنگالہ ضلع نواکھالی موضع بھولا کوٹ مرسلہ حیدر علی صاحب ۱۳ شعبان ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو مولود از شکم مادر مردہ شود تو کس طرح دفن کیا جاوے آیا کہ نال کو ٹکڑا کر دفن کریں یا کہ بغیر کٹے ہوئے دفن کریں مع الدلیل بالتفصیل بینوا توجروا۔

الجواب

اوس کا نال کاٹنے کی حاجت نہیں کہ ایذائے بےسبب ہے اخرج الامام محمد فی کتاب الاثار وابو عبید القاسم بن سلام وابراھیم الحربی کلاھما فی غریب الحدیث عن ابراھیم النخعی عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا انہا سئلت عن المیت یسرح راسہ فقالت علام تنصون میتکم واخرج عبدالرزاق فی مصنفہ عنہ عنہا رضی اللہ تعالٰی انہا رأت امرأۃ یکدون رأسہا بمشط فقالت علام تنصون میتکم فاذا کان ھذا فی تسریح شعرہ فما ظنک بقطع بضعۃ منہ مع حاجۃ الیہ ولا نفع کما لاتخفی واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ مسئولہ سید محمود الحسن صاحب نبیرہ ڈپٹی اشفاق حسین صاحب ۲۵ رمضان المبارک

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آیا آتشبازی بنانا اور چھوڑنا حرام ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

ممنوع وگناہ ہے لقولہ تعالٰی وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا۝ وبقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کل لھوا لمسلم حرام الا ثلث مگر جو صورت خاصہ لہو ولعب وتبذیر واسراف سے خالی ہو جیسے اعلان ہلال یا جنگل میں یا وقت حاجت شہر میں بھی دفع جانوران موذی کھیت یا میوے کے درختوں سے جانوروں کے بھگانے اوڑانے کو ناڑیاں پٹاخے تومڑیاں چھوڑنا فان الامور بمقاصدھا وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ ما نوی واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۳۰ رمضان المبارک

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رومال ریشمین مرد کے واسطے استعمال کرنا یعنی ہاتھ میں یا کندھے پر رکھنا جائز ہے یا ناجائز یا مکروہ اگر مکروہ ہے تو مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی بینوا توجروا۔

الجواب

ہاتھ میں لینا۔ جیب میں رکھنا اس سے مونھ پوچھنا یہ سب جائز (اگر بہ نیت تکبر نہ ہو کہ اس نیت سے تو کوئی فعل روا نہیں) اور کندھے پر ڈالنا مکروہ تحریمی۔ اصل یہ ہے کہ ہمارے امام مذہب رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک ریشم کا پہننا ہی مرد کو ممنوع ہے نہ باقی طرق استعمال اور رومال حسب معمول کندھے پر ڈالنا ایک نوع لبس ہے ہاتھ یا جیب میں رکھنا پہننا نہیں ردالمحتار میں ہے التعلیق یشبہ اللبس محرم لذلک لما علم ان الشبھۃ فی باب المحرمات ملحقۃ بالیقین رملی والظاہر ان المراد بالکیس المعلق نحو کیس التمائم المسماۃ بالحمائلی فانہ یعلق بالعنق بخلاف کیس الدراھم اذا کان یصنعہ فی جیبہ مثلا بدون تعلیق وفی الدر المنتقی ولا الصلاۃ علی سجادۃ فی الابریسم لان الحرام ھو اللبس اما الانتفاع بسائر الوجوہ فلیس بحرام کما فی صلاۃ الجواھر واقرہ القھستانی وغیرہ اوسی میں ہے وفی القنیۃ دلال یلقی ثوب الدیباج علی منکبیہ للبیع یجوز اذا لم یدخل یدیہ فی الکمین وقال عین الائمۃ الکرابیسی فیہ کلام بین المشائخ اھ ووجہ الاول ان القاء الثوب علی الکتفین انما قصد بہ الحمل دون الاستعمال فلم یشبہ اللبس المقصود للانتفاع تامل اوسی میں ہے الحرام ھو اللبس دون الانتفاع اقول و مفادہ جواز اتخاذ خرقۃ الوضوء منہ بلا تکبر اذ لیس یلبس لاحقیقۃ ولا حکما بخلاف اللحاف والتکمۃ وعصابۃ المفتصد تامل اھ ھذا ما ظھر لی واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ از ضلع نواکھالی ڈاکخانہ دلال بازار موضع لکھی پورہ مرسلہ عبدالودود صاحب ۱۵ شوال ۱۳۲۰ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی گاؤں میں مرض ہیضہ جاری ہو تو برائے دفع مرض ہیضہ آج اس میدان کل دوسرے میدان میں سات بار اذان کہہ کر ہر روز اس طور پر نماز پڑھنا بہ نیت دفع البلا بہت لوگ جمع ہو کرکے اور شیرینی یا کھیر پکا کرکے اللہ کے واسطے میدان میں لے جاکر کھاتے ہیں اور بکری کے کان میں سورہ یٰسین اور سورہ تبارک الذی پڑھ کر دم کرکے مکان کے چاروں طرف چکر دلاتے ہیں پھر اوس بکری کو ذبح کرکے سب کو کھلاتے ہیں آیا یہ باتیں جائز ہیں یا نہیں۔

الجواب

اذان ذکر الٰہی ہے اور ذکر الٰہی کے برابر غضب وعذاب الٰہی سے نجات دینے والی بلا وغم وپریشانی کی دفع کرنے والی کوئی چیز نہیں اللہ تعالٰی فرماتا ہے اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۵ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ما عمل آدمی عملا انجالہ من عذاب اللہ من ذکر اللہ قیل ولا الجھاد فی سبیل اللہ (قال ولا الجہاد فی سبیل اللہ) الا ان یضرب بسیفہ حتی ینقطع رواہ الطبرانی فی الاوسط والصغیر بسند صحیح عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما ولابن ابی الدنیا والبیھقی عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان لکل شیئ صقالۃ وان صقالۃ القلوب ذکر اللّٰہ وما من شیئ انجا من عذاب اللہ من ذکر اللہ قال ولا الجھاد فی سبیل اللہ قال ولو ان یضرب بسیفہ حتی ینقطع ولاحمد وابی بکر بن ابی شیبۃ الطبرانی فی الکبیر بسند صحیح عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ما عمل آدمی عملا انجی لہ من عذاب اللہ من ذکر اللہ قالوا ولا الجھاد فی سبیل اللہ قال ولا الجھاد الا ان تضرب بسیفک حتی ینقطع ثم تضرب بہ حتی ینقطع ثم تضرب بہ حتی ینقطع۔ اور نظر وطلب دفع بلا وذکر خدا کے لئے جنگل کو جانے کی اصل نماز استسقا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ لو تعلمون ما اعلم الی قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لخرجتم الی الصعدات تجأرون الی اللہ رواہ الطبرانی فی الکبیر والحاکم والبیھقی فی الشعب بسند صحیح عن ابی الدرداء والحاکم بسند صحیح عن ابی ذر رضی اللہ تعالٰی عنہما اور سات کے عدد کو دفع ضرر وآفت میں ایک تاثیر خاص ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے مرض وصال شریف میں فرمایا مجھ پر سات مشکوں سربستہ کا پانی ڈالو صحیح بخاری شریف میں ہے۔ عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لما دخل بیتی واشتد وجعہ قال اھریقوا علی من سبع قرب لم تحلل اوکیتھن لعلی اعھد الی الناس مواہب شریف میں ہے وقد قیل فی الحکمۃ فی ھذا العدد ان لہ خاصیۃ فی دفع ضرر السم والسحر شرح زرقانی میں فتح الباری سے ہے وقد ثبت حدیث من تصبح بسبع تمرات عجوۃ لم یضرہ ذلک الیوم سم ولا سحر وللنسائی فی قراءۃ الفاتحۃ علی المصاب سبع مرات وسندہ صحیح ولمسلم القول لمن بہ وجع اعوذ بعزۃ اللہ وقدرتہ من شر ما اجد واحاذر سبع مرات وفی النسائی من قال عند مریض لم یحضر اجلہ اسأل اللہ العظیم رب العرش العظیم ان یشفیک سبع مرات جماعت میں برکت ہے اور دعائے مجمع مسلمین اقرب بقبول علما فرماتے ہیں جہاں چالیس مسلمان صالح جمع ہوتے ہیں اون میں ایک ولی اللہ ضرور ہوتا ہے حدیث میں ہے اذا شھدت امۃ من الامم وھم اربعون فصاعدا اجاز اللّٰہ تعالٰی شھادتھم رواہ الطبرانی فی الکبیر والضیاء المقدسی عن والد ابی الملیح تیسیر شرح جامع صغیر میں فرمایا قیل وحکمۃ الاربعین انہ لم یجتمع ھذا العدد الا وفیھم ولی مگر یہ نماز فرض ہونا چاہیے یا نفل پڑھیں تو الگ الگ ورنہ نفل جماعت کثیرہ

کے ساتھ مکروہ ہے چار مقتدی ہوں تو بالاتفاق اور تین ہوں تو علی المرجوع درمختار میں ہے التطوع بجماعۃ یکرہ لو علی سبیل التداعی بان یقتدی اربعۃ بواحد کما فی الدرر۔ ردالمحتار میں ہے اما اقتداء واحد بواحد او اثنین بواحد فلا یکرہ وثلثۃ بواحد فیہ خلاف بحر عن الکافی طحطاوی علی مراقی الفلاح میں زیر قول شارح لواقتدی ثلثۃ بواحد اختلف فیہ فرمایا والاصح عدم الکراھۃ شیرینی یا کھانا فقراء کو کھلائیں تو صدقہ ہے اور اقارب کو تو صلہ رحم اور احباب کو تو ضیافت اور یہ تینوں باتیں موجب نزول رحمت و دفع بلا و مصیبت ہیں ابویعلی انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان الصدقۃ وصلۃ الرحم یزید اللہ بھما فی العمر ویدفع بھما میتۃ السوء ویدفع بھما المکروہ والمحذور۔ بیشک صدقہ اور صلہ رحم ان دونوں سے اللہ تعالٰی عمر بڑھاتا ہے اور بُری موت کو دفع فرماتا ہے اور مکروہ و اندیشہ کو دور کرتا ہے ابوالشیخ ابوالدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الضیف یاتی برزقہ ویرتحل بذنوب القوم یمحص عنھم ذنوبھم مہمان اپنا رزق لے کر آتا ہے اور کھلانے والے کے گناہ لے کر جاتا ہے اون کے گناہ مٹا دیتا ہے نیز امیرالمومنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے راوی کہ وہ فرماتے ہیں لان اجمع نفرا من اخوانی علی صاع او صاعین من طعام احب الی من ان ادخل سوقکم فاشتری رقبۃ فاعتقھا بیشک یہ بات کہ میں اپنے بھائیوں سے ایک گروہ کو جمع کرکے دو ایک صاع کھانا کھلاؤں مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ تمہارے بازار میں جاؤں اور ایک غلام خرید کر آزاد کروں یہی حال بکری ذبح کرکے کھلانے کا ہے مگر تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ جان کا صدقہ جان دینا زیادہ نفع رکھتا ہے اور قرارت قرآن کا موجب شفا و برکت و دافع بلا و نقمت ہونا خود قرآن مجید سے ثابت خصوصًا یٰسین شریف کہ قضاء حاجات و اجابت دعوات کے لئے تریاق مجرب ہے رہا بکری کے کان میں پھونکنا اور اسے مکان کے گرد پھرانا اگر کسی صالح معتمد کے قول سے ثابت ہو تو از قبیل اعمال مشائخ ہوگا ورنہ عبث ہے۔ دفع وبا کے لیے اذان کی تحقیق ہمارے رسالہ نسیم الصبا فی ان الاذان یحول الوبا اور اسی غرض سے مسلمانوں کو جمع کرکے کھانا کھلانے اور صدقہ و صلہ و ضیافت کے فوائد کا بیان ساٹھ حدیثوں سے ہمارے رسالہ رادالقحط والوباء بدعوۃ الجیران و مواساۃ الفقراء ۱۳۱۲ اور اعمال مشائخ کے جواز کے ساتھ تفصیل ہمارے رسالہ منیرالعین فی حکم تقبیل الابھامین ۱۳۰۳ وغیرہا میں ہے سبحنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۷ ذیقعدہ ۱۳۱۷ھ از بریلی محمڈن بورڈنگ ہاؤس بریلی مرسلہ عظمت حسین صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت وجماعت اس بارے میں کہ آیا شیعوں کے ہمراہ ان کے مکان پر تیار شدہ کھانا کھانا درست ہے یا نہیں اور یہ بات جو مشہور ہے کہ شیعہ اہل سنت وجماعت کو کھانا خراب کھلاتے ہیں اس کا کیا ثبوت عقلی یا نقلی ہے اور نقلی ہے تو کس کی کتاب سے اور کس کتاب سے۔

الجواب

روافض کے ساتھ کھانا کھانا اون کی تقریبات سرور میں دوستانہ شریک ہونا اور جو امور ولاء و وداد و محبت پر دلالت کریں اون سے احتراز و اجتناب کی نسبت احادیث کثیرہ و اقوال ائمہ وافرہ متظافرہ وارد ہیں ازاں جملہ حدیث ابن حبان و عقیلی وغیرہما کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا لاتواکلوھم ولاتشاربوھم ولاتجالسوھم نہ ان کے ساتھ کھانا کھاؤ نہ پانی پیو نہ اُن کے پاس بیٹھو قرآن عظیم میں ارشاد ہوتا ہے وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ میل نہ کرو ظالموں کی طرف کہ تمہیں چھوئے دوزخ کی آگ اور فرماتا ہے وَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۝ یاد آئے پر پاس نہ بیٹھ ظالموں کے۔ یہ بات کہ یہ نامقید فرقہ جب اہلسنت کے بعض ناواقفوں کو کھانا دیتا ہے خراب کرکے دیتا ہے اس پر کسی دلیل و برہان عقل کے قیام کے کیا معنی یہ امور متعلق بشہادت ہیں مشہور اسی طرح ہے والعلم عند اللہ تعالٰی اور اس کا پتا اون کی اون حرکات سے چلتا ہے جو خاص حرم محترم مکہ معظمہ میں ان کی بیباکیوں سے صادر ہوتی ہوئی سُنی ہیں اور بعد اطلاع سزائیں دی جاتی ہیں فقیر جس زمانے میں حاضر حج تھا خدام کرام کعبہ معظمہ کی زبانی معلوم ہوا کہ ایک رافضی نے حرم مبارک میں پیشاب کیا کہ اہلسنت کے کپڑے خراب ہوں اوسی زمانے میں مسموع ہوا کہ کوئی خدا ناترس معاذاللہ حجر اسود شریف پر کوئی گندی چیز لگا گیا کہ مسلمان ایذا پائیں واللہ تعالٰی اعلم بالصواب۔

مسئلہ ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۱۷ھ از شہر کہنہ مرسلہ سید عبدالواحد متھراوی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں

سوال اوّل۔ عورت کو زیبائش و آرائش کے لیے مسّی سیاہ لگانا یا دانتوں کے گرجانے کے خوف سے سیاہ مسّی لگانا کیسا ہے۔

الجواب

مسّی کسی رنگ کی ہو عورتوں کو علاج دنداں یا شوہر کے واسطے آرائش کے لئے مطلقاً جائز بلکہ مستحب ہے صرف حالت روزہ میں لگانا منع ہے فی الدر المختار کرہ مضغ علك ابیض ممضوغ ملتئم والا فیفطر وکرہ للمفطرین الا فی الخلوۃ بعذر وقیل یباح ویستحب للنساء لانہ سواکھن فتح فی رد المحتار قیدہ بذلك لان الاسود وغیر الممضوغ وغیر الملتئم یصل منہ شیئ الی الجوف الخ واللہ تعالٰی اعلم۔

سوال ثانی - اکثر عرق جو کہ انگریزی دواخانوں میں فروخت ہوتے ہیں اور نہایت ہاضم مشتہی مبہی مسمن بدن ہیں مگر ہم کو اُن کی ساخت کی کیفیت بالکل معلوم نہیں اور اون میں نشہ بھی مطلق نہیں نہ کچھ سرور اور کیفیت ہے لیکن وہ شراب کے نام سے موسوم ہیں اور بقیمت گراں فروخت ہوتے ہیں لیکن نشہ مطلق نہیں خواہ کئی گلاس پی لئے جائیں تو ایسے عرق کے جواز میں کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

اصل یہ ہے کہ اصل اشیاء میں طہارت واباحت ہے جب تک نجاست یا حرمت معلوم نہ ہو حکم جواز ہے فی رد المحتار ھذہ الدودۃ ان کانت غیر مائیۃ المولد وکان لھا دم سائل فھی نجسۃ والا فطاھرۃ فلا یحکم بنجاستھا قبل العلم بحقیقتھا اھ وفیہ عن التتارخانیۃ من شک فی انائہ او ثوبہ او بدنہ اصابتہ نجاسۃ اولا فھو طاھر مالم یستیقن وکذا ما یتخذہ اھل الشرک کالسمن والخبز والاطعمۃ والثیاب اھ ملخصًا مگر ان عرقوں کا بنام شراب مشہور ہونا سخت شبہہ ڈالنے والا ہے اور اس کا موید یہ ہے کہ نصاریٰ کو شراب سے بیحد اشتغال ہے اون کے یہاں کی رقیق اشیاء میں کم کوئی چیز اس نجاست غلیظہ سے خالی ہوگی اور کچھ نہ ہو تو اسپرٹ کی شرکت اکثر ہوتی ہی ہے کوئی ٹنچر اس سے پاک نہیں اور ایسی شرکت اگرچہ موجب سکر نہ ہو نجس وحرام کر دیتی ہے اگر شراب کا کچھ میل نہ ہوتا تو اوسے شراب کا نام دینے کی کیا وجہ ہوتی تو جب تک حال تحقیق نہ ہو اوس سے احتراز ہی میں سلامت ہے حدیث میں ہے، ایاك وما یسوء الاذن ہمیں شرع مطہر نے جس طرح بُرے کام سے بچنے کا حکم فرمایا بُرے نام سے بھی احتراز کی طرف بلایا سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے لوگوں نے دریائی سُوَر کا حکم پوچھا فرمایا حرام ہے عرض کی وہ سُوَر نہیں ہوتا فرمایا تمہیں نے اُسے اس نام سے تعبیر کیا واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ از شہر کہنہ مرسلہ برکت اللہ خاں صاحب ١٢ ذیقعدہ ١٣١٧ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وہادیان متین اس مسئلہ میں کہ زید کے حقیت تعدادی ٣ بسوہ جس کی قیمت تخمیناً دو ہزار روپے کے تھی بعوض مبلغ دو سو بیس روپئے بابت قرضہ بقال خود ذمۂ زید تھا نیلام ہوئی چونکہ بکر ایک زبردست اور متمول تھا اوس نے بلا اطلاع زید کے نیلام حسب قاعدہ انگریزی خرید لیا زید کو بسبب خوف آبرو قوت مقابلہ نہ تھی اور بکر نے بزعم زبردستی بجز اوس قبضے کے جواز روئے نیلام حاصل ہوا تھا اور کوئی کارروائی مثل داخل خارج وغیرہ نہ کرائی اس لیے نام زید کا کاغذات انگریزی میں بدستور ہے پس اس صورت میں زید کو اپنے قبضہ کی چارہ جوئی بمقتضائے مصلحت از روئے دروغ گوئی کہ جس سے زید کو اپنا حق پانے کی قوی اُمید ہے جائز ہے یا نہیں دوسرے یہ کہ زید کو زر نیلام اس وقت بکر کو دینا چاہئے یا جو کچھ بکر نے اس وقت تک اس جائداد سے تحصیل کیا ہے اس میں محسوب ہونا چاہیے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

اپنا حق مُردہ زندہ کرنے کے لیے پہلو دار بات کہنا جس کا ظاہر دروغ ہو اور واقعی میں اوس کے سچے معنی مراد ہوں اگرچہ سُننے والا کچھ سمجھے بلا شبہہ باتفاق علمائے دین جائز اور احادیث صحیحہ سے اوس کا جواز ثابت ہے جبکہ وہ حق بے اس طریقے کے ملنا میسر نہ ہو ورنہ یہ بھی جائز نہیں پہلو دار بات یوں کہ مثلاً ظالم نے ظلماً اس کی کسی چیز پر قبضہ مخالفانہ اوس مدت تک رکھا جس کے باعث انگریزی قانون میں تمادی عارض ہو کر حق ناحق ہو جاتا ہے مگر مخالف کے پاس اپنے قبضہ کا کاغذی ثبوت نہیں اس کے بیان پر رکھا گیا اگر یہ اقرار کیے دیتا ہے کہ واقعی مثلاً بارہ برس سے میرا قبضہ نہیں تو حق جاتا اور ظالم فتح پاتا ہے لہذا یوں کہنے کی اجازت ہے کہ ہاں میرا قبضہ رہا ہے یعنی زمانہ گذشتہ میں اور زیادہ تصریح چاہی جائے تو یوں کہہ سکتا ہے کہ آج تک میرا قبضہ چلا آیا اور نیت میں لفظ آیا کو کلمہ استفہام لے جیسے کہتے ہیں آیا یہ بات حق ہے یعنی کیا یہ بات حق ہے تو استفہام انکاری کے طور پر اوس کلمے کا یہ مطلب ہوا کہ کیا آج تک میرا قبضہ چلا یعنی ایسا نہ ہوا بلکہ میرا قبضہ منقطع ہو کر مخالف کا قبضہ

چلا یعنی ایسا نہ ہوا بلکہ میرا قبضہ منقطع ہوکر مخالف کا قبضہ ہوگیا یا یوں کہے کل تک برابر میرا قبضہ رہا آج کا حال نہیں معلوم کہ کچہری کیا حکم دے
اور لفظ کل سے زمانۂ قریب مُراد لے جیسے نوجوان لڑکے کو کہتے ہیں کل کا بچہ ہے حالانکہ اوس کی عمر بیس بائیس سال کی ہے اس معنی پر قیامت
کو روز فردا کہتے ہیں کل آنے والی ہے یعنی بہت نزدیک ہے۔ یا مخالف کے قبضے کی نسبت سوال ہو تو کہے اوس کا قبضہ کبھی نہ تھا یا کبھی نہ ہوا
اور مراد یہ لے کہ کبھی وہ وقت بھی تھا کہ اوس کا قبضہ نہ تھا۔ زیادہ تصریح درکار ہو تو کہے اوس کا قبضہ اصلاً کسی وقت ایک آن کو نہ ہوا نہ ہے
اور معنی یہ لے کہ حقیقی قبضہ ہر شے پر اللہ عزّ وجل کا ہے دوسرے کا قبضہ ہو نہیں سکتا غرض جو شخص تصرفات الفاظ و معانی سے آگاہ ہے سو پہلو
نکال سکتا ہے۔ مگر ان کا جواز بھی صرف اسی حالت میں ہے جب یہ واقعی مظلوم ہے اور بغیر ایسی پہلودار بات کے ظلم سے نجات نہیں مل سکتی ورنہ اوپر مذکور ہوا کہ
یہ بھی ہرگز جائز نہیں۔ اب رہی یہ صورت کہ جہاں پہلودار بات سے بھی کام نہ چلے وہاں صریح کذب بھی دفع ظلم و احیائے حق کے لیے جائز ہے یا
اس بارے میں کلمات علما مختلف ہیں بہت روایات سے اجازت نکلتی ہے اور بہت اکابر نے منع کی تصریح فرمائی ہے حتی الوسع احتیاط اوس سے
اجتناب میں ہے اور شاید قول فیصل یہ ہو کہ اوس ظلم کی شدت اور کذب کی مصیبت کو عقل سلیم و دین قویم کی میزان میں تولے جدھر کا پلہ غالب
پائے اوس سے احتراز کرے مثلاً اس کا ذریعہ رزق تمام و کمال کسی ظالم نے چھین لیا اب اگر نہ لے تو یہ اور اس کے اہل و عیال سب فاقے مریں اور
وہ بے کذب صریح نہیں مل سکتا تو اوس ناقابل برداشت ظلم اشد کے دفع کو اُمید ہے کہ غلط بات کہدینے کی اجازت ہو اور اگر کسی مالدار شخص کے سوا
دو سو روپے کسی نے دبا لیے تو اوس کے لیے صریح جھوٹ کی اجازت اسے نہ ہونی چاہیے کہ جھوٹ کا فساد زیادہ ہے اور اتنے ظلم کا تحمل
اس مالدار پر ایسا گراں نہیں حدیث سے ثابت اور فقہ کا قاعدۂ مقررہ بلکہ عقل و نقل کا ضابطہ کلیہ ہے کہ من ابتلی ببلیتین اختار اھونھما جو
شخص دو بلاؤں میں گرفتار ہو اون میں جو آسان ہے اوسے اختیار کرے ھذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی درمختار میں ہے الکذب مباح
لاحیاء حقہ ودفع الظلم عن نفسہ والمراد التعریض لان عین الکذب حرام قال وھو الحق قال تعالٰی قُتِلَ الخَرّٰصُوْنَ الکل من المجتبی وفی الوھبانیۃ
قال وللصلح جاز الکذب او دفع ظالم ٭ واھل لترضی والقتال لیظفروا ٭ ردالمحتار میں ہے الکذب مباح لاحیاء حقہ کالشفیع یعلم بالبیع
باللیل فاذا اصبح یشھد ویقول علمت الآن وکذا الصغیرۃ تبلغ فی اللیل وتختار نفسھا من الزوج وتقول رأیت الدم الآن واعلم ان الکذب قد یباح
وقد یجب والضابط فیہ کما فی تبیین المحارم وغیرہ عن الاحیاء ان کل مقصود محمود یمکن التوصل الیہ بالصدق والکذب جمیعا فالکذب فیہ
حرام وان امکن التوصل الیہ بالکذب وحدہ فمباح ان ابیح تحصیل ذلک المقصود وواجب ان وجب کما لو رأی معصوما اختفی من ظالم یرید قتلہ او
ایذاءہ فالکذب ھنا واجب وکذا لو سألہ عن ودیعۃ یرید اخذھا یجب انکارھا ومھما کان لا تتم مقصود حرب او اصلاح
ذات البین او استمالۃ قلب المجنی علیہ الا بالکذب فیباح ولو سألہ سلطان عن فاحشۃ وقعت منہ سرا کزنا او شرب فلہ
ان یقول ما فعلتہ لان اظھارھا فاحشۃ اخری ولہ ایضا ان ینکر سر اخیہ وینبغی ان یقابل مفسدۃ الکذب بالمفسدۃ المترتبۃ
علی الصدق فان کانت مفسدۃ الصدق اشد فلہ الکذب وان بالعکس او شک حرم وان تعلق بنفسہ استحب
ان لا یکذب وان تعلق بغیرہ لم تجز المسامحۃ بحق غیرہ والحزم ترکہ حیث ابیح

مسئلہ ۔ حامداً و مصلیاً

زید سود خوار کے یہاں کھانا کھانا۔ مسلمانوں کو اور وعظ مولود شریف پڑھکر
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ
اوسی سود خوار سے کچھ لینا اور اوس کا پیسہ مسجد میں لگانا گیارہویں مولود شریف میں مٹھائی تقسیم کرنا اور کپڑا وغیرہ خیرات کرنا حالانکہ اوسی
ان سب صورتوں میں کیا حکم ہے۔
زید سود خوار کے یہاں تجارت چمڑا فروشی وغیرہ و زمینداری مال گزاری بھی ہوتی ہے۔

الجواب

جب اوس کے یہاں رزق حلال کے ذرائع تجارت زراعت بھی موجود ہے تو امور مذکورہ میں کچھ حرج نہیں جبتک کسی خاص روپیہ

کی نسبت معلوم نہ ہو کہ یہ وجہ حرام سے ہے امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں بہ ناخذ ما لم نعرف شیئا حرام کما فی الهندیة عن الذخیرة ہاں بنظر مصالح شرعیہ اوس کی زجر و توبیخ اور نگاہ مسلمانان میں اوسکے فعل کے تقبیح کیلئے اوسکی دعوت سے احتراز خصوصاً مقتدار عالم کو انسب و اولیٰ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال۔

پختنی حلوہ شب برات کی کیا تخصیص ہے۔

الجواب

یہ تخصیص عرفی ہے لازم شرعی نہیں ہاں اگر کوئی جاہل اوسے شرعاً لازم جانے کہ بے حلوے کے ثواب نہ پہنچے گا تو وہ خطا پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس بارہ میں کہ زید نے ظاہر پیر کے نام پر بکرا یا مرغا چڑھایا اور رات بھر گیاری کرائی یعنی بکرے کے کو آگ کے پاس رکھ کر اور جھنڈی گاڑ کر آگ میں لونگ جلائی اور گھی جلایا اور ڈیرو یعنی دف بجوا کر گانا کرایا اور اوس نے اوسی گوشت کا کھانا پکوا کر مسلمانوں کی دعوت کی اور جس شخص نے نیاز کرائی ہے وہ مرد بھی کھاتا ہے اوس کے یہاں کا کھانا جائز ہے یا نہیں اور جو شخص اس قسم کا کھانا نہ کھائے اوس کے واسطے کیا حکم ہے۔

الجواب

مسلمانوں کو اوس کے یہاں کا کھانا کھانا اوس سے بات چیت کلام سلام کرنا نہ چاہئے جبتک وہ توبہ نہ کرے اوسپر توبہ فرض ہے اور از سر نو کلمہ اسلام پڑھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ

از مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ مرسلہ مولوی حافظ امیر اللہ صاحب مدرس اول مدرسہ عربیہ درگاہ شریف ۲۴ رجب

مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ سے سر منڈانا اور کترانا مفہوم ہوتا ہے بابو لوگ یا نیچرہ منڈاتے نہیں بہت چھوٹے چھوٹے بال رکھتے ہیں ذرا بڑھے کترا ڈالے کیا یہ شکل مقصرین سے مفہوم ہے فقہ میں کیا ثابت ہے۔

الجواب

آیہ کریمہ میں حلق و تقصیر حج کا ذکر ہے تقصیر حج یہ کہ ہر بال سے بقدر ایک پورے کے کم کریں چہارم سر کے بالوں کی تقصیر واجب ہے کل کی مندوب و مسنون اسے عادی امور سے تعلق نہیں یہ طریقہ کہ اون کفرہ یا بعض فسقہ میں معمول ہے کہ چھوٹی چھوٹی کھونٹیاں رکھتے ہیں جہاں ذرا بڑھیں کتروا دیں خلاف سنت و مکروہ ہے سنت یا سارے سر پر بال رکھ کر مانگ نکالنا ہے یا سارا سر منڈانا فی ردالمحتار عن الردختہ السنة فی شعر الراس اما الفرق واما الحلق اور کراہت اس لیے کہ وضع کفرہ و فسقہ ہے فی الهندیة عن الذخیرة والشامیة عن التاترخانیة عن الذخیرة والشامیة عن التاترخانیة عن الذخیرة ان یحلق وسط راسه ویرسل شعره من غیر ان یفتله فان فتله فذلک مکروه لانه یصیر مشبها بعض الکفرة والله سبحنه وتعالیٰ اعلم

مسئلہ

از پیلی بھیت بازار ڈرمنڈ گنج دوکان خلیل الرحمن عطر فروش مرسلہ محمد مظہر الاسلام صاحب ۲۴ رجب ۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل مندرجہ ذیل میں بینوا توجروا۔

(۱) اگر کوئی عالم یہ دعویٰ کرتا ہو کہ میں یہاں کے اہل اسلام کا حاکم ہوں اور منہیات شرعی پر زجر و توبیخ نہ کرتا ہو بلکہ ایسے اشخاص سے کہ جو منہیات شرعی میں مبتلا ہوں۔ اون کے یہاں دعوتیں کھاتا ہو نذرانہ لیتا ہو یعنی شراب خوار علی الاعلان ہوئے فروش ہو مسکرات کا ٹھیکیدار ہو رشوت علی الاعلان لیتا ہو ڈاڑھی منڈاتا ہو علی الاعلان زنا کرتا ہو وغیرہ وغیرہ پس ایسے شخصوں سے ملنے کو فخر جانتا ہو ایسے عالم کے واسطے شریعت عالی کا

کیاحکم ہے۔

(۲) بزرگان دین کے عرس میں شب کو آتشبازی جلانا اور روشنی بکثرت کرنا بلاحاجت اور جو کھانا بغرض ایصال ثواب پکایا گیا ہو اوس کو لٹانا کہ جو لوٹنے والوں کے پیروں میں کئی من خراب ہوکر مٹی میں مل گیا ہو اس فعل کو بانیان عُرس موجب فخر اور باعث برکت قیاس کرتے ہیں شریعت عالی میں اس کا کیا حکم ہے۔

الجواب

جواب سوال اوّل۔ عالم دین سنّی المذہب جو اپنے اہل شہر میں اعلم ہو ضرور اون کا حاکم شرعی ہے کما فی الحدیقۃ الندیۃ عن الفتاوی العتابیۃ نہی عن المنکر اپنی شرائط کے ساتھ ضرور فرض ہے مگر وہ زجر و توبیخ میں منحصر نہیں ایسے مرتکبان کبائر کے ساتھ اختلاط میں نظر علماء مختلف رہی ہے اور قول فیصل یہ کہ اس کا فیصلہ عالم ماہر کی نظر پر ہے جو اصلح سمجھے اوس پر عمل کرے کما بینہ الامام حجۃ الاسلام فی الاحیاء دعوت کھانا فی نفسہ حلال ہے جب تک معلوم و متحقق نہ ہو کہ یہ کھانا جو ہمارے سامنے آیا بعینہٖ حرام مال ہے کما فی الھندیۃ عن الذخیرۃ عن الامام محمد بہرحال عوام کو علمائے دین سُنیان مہتدین کی شان میں حُسن ظن و حُسن عقیدت لازم ہے واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

جواب سوال دوم۔ آتشبازی اسراف ہے اور اسراف حرام کھانے کا ایسا لٹانا بے ادبی ہے اور بے ادبی محرومی ہے تضییع مال ہے اور تضییع حرام۔ روشنی اگر مصالح شرعیہ سے خالی ہو تو وہ بھی اسراف ہے واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۰ جمادی الاولٰی ۱۳۱۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ پختہ مکان بنوانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

پختہ مکان اگر نیک کاموں کے لیے ہو جیسے مسجد و مدرسہ و خانقاہ و سرا تو ثواب ہے اور اپنی ضرورت و حاجت کے لیے ہو تو مباح اور تفاخر و تکبر کی نیت سے ہو تو حرام واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از ریاست کوچ بہار ملک بنگال مدرسہ محسنیہ راجشاہیہ مرسلہ مولوی خلیل اللہ صاحب مدرس اول مدرسہ مذکورہ ۲۸ جمادی الاولٰی ۱۳۱۹ھ

مخدوم ومکرم من زاد مجدکم بعد از السلام علیکم ملتمس ہوں کہ مرسلہ گرامی بنا بر طلب نمونۂ پارچۂ رینڈی پہنچ کر باعث سرفرازی ہوا حسب فرمائش عالی پارچہ مذکورہ کا کسی قدر نمونہ مرسل ہے میرا اپنا مسلک یہ ہے کہ پارچہ مذکورہ شرعاً مباح الاستعمال ہے اور میں نے یہ مسلک بہت تحقیق اور بڑی جستجو اور قال اقول کے بعد اختیار کیا ہے حضرت مخدومنا وشیخنا ابوالحسنات مولانا محمد عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ کے حضور میں ایک بزرگ کے ساتھ جو اباحت استعمال کے قائل تھے بیراز بانی مباحثہ ہوا میں مدعی حرمت کا تھا آخر محاکمہ مولانائے مغفور سے اونھیں کا مدعا صحیح ثابت ہوا یہاں کے ایک بنگالی مولوی صاحب نے آجکل اس کے حرام ہونے کا بہت بڑا زور شور سے ایک فتوٰی لکھا ہے بلکہ زہر اُگلا ہے کہ مباح کہنے والے کو یکبارگی کافر بنادیا ہے نعوذ باللہ مخفی مباد کہ وجہ حرمت جامۂ رینڈی درایۃً وروایۃً ہیچک وجہ برنمی آمد و آں از قسم حریر منصوص الحرمۃ فی القرآن والحدیث نیست چہ عند التعمیق والتفتیش بوضوح می پیوندد کہ ماہیت حریر و ثوب مسطور الصدر یکے نبود بلکہ فرقے درمیان می باشد غذائے کرم ابریشم برگ تو دست کما قال الناظم الگنجوی ؎

کریمے کہ از تو دو از برگ تود + زحلوا وز ابریشم آورد سود + تو دہماں توت است اہل راجشاہی کہ منبت و مخزن ابریشم ست زراعت توت می کنند و کرم ابریشم را می خورانند و می پرورند چنانچہ ایں ہمہ بچشم سر دیدہ ام و می بینم وغذائے کرم جامۂ مذکور ورق بید انجیر ست کہ ہندی آں را رینڈی ست وعلاوہ برآں وجہ حرمت حریر تفاخر و تنعم و زینت و نفاست و تشبہ بالاکاسرہ والجبابرہ و اخوات آں ست وایں ہمہ در حریر یافتہ شود نہ در رینڈی وعلی فرض المحال اگر آں جامہ از قسم ابریشم ہم باشد پس وجہ عدم حرمت آں ایں خواہد بود کہ مراد از حریر منصوص حریر جید باشد نہ ردی بحکم ضابطۂ اصول المطلق ینصرف نظراً الی فردہ الکامل ھذا ما خطر ببالی الکسیر واللہ تعالٰی اعلم بحقائق الاشیاء نمقہ العبد المشتاق الی ربہ الجلیل ابو اسمٰعیل محمد خلیل اللہ المدرس الاول فی المدرسۃ المحسنیۃ الراجشاھیۃ تجاوز اللہ عن ذنوبہ۔

بار دوم از حیدرآباد دکن محلہ سلطانپورہ مرسلہ سید عبدالرزاق صاحب وکیل ہائیکورٹ وسکریٹری اسٹیٹ نواب فخرالملک بہادر وزیر جوڈیشل وپولس ڈپارٹمنٹ بدین عبارت بعالی خدمت عالی جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب قبلہ۔ جو نمونہ کپڑے کا پیش ہے کہا جاتا ہے یہ ٹسر ہے ٹسراور ریشم کی تعریف ذیل میں ہے (ریشم) ریشم کے کیڑے پرورش کیے جاتے ہیں جب اون کے انڈے بچے ہوکر بڑے ہوتے ہیں تو پانی میں اون کو جوش دیا جاتا ہے جب وہ کھل جاتے ہیں تو اون سے تار نکالا جاتا ہے وہی ریشم ہے (ٹسر) ٹسر کے کیڑے اس ملک میں بھی ہوتے ہیں جیسے بیر کے درخت کے کیڑے یہ مثل ریشم کے کیڑوں کے پرورش نہیں کئے جاتے بلکہ قدرتاً ایک بونڈی میں پرورش پاتے ہیں جب وہ خود بخود ہونے کے بعد مرجاتے ہیں تو بونڈی سے تار نکال لیے جاتے ہیں وہی ٹسر ہے۔ ریشم کی چمک اور ملائمت ٹسر میں نہیں ہوتی۔ اور چنیا سلک عورتوں کے لباس کے کام میں نہیں آتا اور یہ کپڑا مثل چھلواری کے متعدد بار دھل سکتا ہے اور چھلواری سے مضبوط ہوتا ہے اکثر علما و مشائخین اسے پہنتے ہیں مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ میں بھی علما و خطبا کو پہنتے دیکھا گیا اب یہ شبہہ پیدا ہورہا ہے کہ شرعاً اس خاص کپڑے کا پہننا درست ہے یا نہیں اور اس سے نماز جائز ہوسکتی ہے یا نہیں ہم نے حریر دیبا خز عصن کے احکام صحیح بخاری ومسلم ومشکوۃ شریف وہدایہ وفتاوٰی عالمگیری وغیرہ میں تفصیل سے دیکھے لیکن یہ تشفی نہیں ہوئی کہ یہ خاص کپڑا مشروع ہے یا نہیں لہذا صرف اس قدر دریافت کرنا منظور ہے کہ یہ کپڑا جو اس کے ساتھ پیش ہے مشروع ہے اور اس سے نماز جائز ہوجاتی ہے یا نہیں کیونکہ آجکل اس کپڑے کا بہت رواج ہورہا ہے اس لیے مسلمانوں کو شبہہ وشک سے بچانے کے لیے اس خاص کپڑے کے جواز یا عدم جواز کا فتوٰی ضرور ہے۔

الجواب

اللھم لک الحمد۔ جو کپڑا فقیر نے دیکھا اور اوس کے متعلق بیان سائل نظر سے گزرا اس نے صورۃً وصفۃً حریر سے مشابہت نہ پائی یہ بہت خشن کثیف ردی اکثر معمولی کپڑوں سے بھی گری حالت میں ہے اسے نعومت ملاست نظافت ایرات تزین وتکبر وتفاخر سے کچھ علاقہ نہیں قیمت میں بھی سُنا گیا ہے کہ بہت ارزاں ہے وہ کرم جس سے یہ پیدا ہوتا ہے مسموع ہوا کہ وہ دودالقز کے علاوہ اور کیڑا ہے اوس کی غذا ورق فرصاد یعنی برگ توت ہے اور اس کی ورق الخروع یعنی برگ بید انجیر جسے ہندی میں انڈی اور دیار بنگلہ میں رینڈی کہتے ہیں اسی مناسبت سے یہ کپڑا وہاں انھیں ناموں سے مسمّٰی ہے اصل اشیاء میں اباحت ہے جب تک شرع سے تحریم ثابت نہ ہو اوس پر جرأت ممنوع ومعصیت ہے قال اللہ تعالٰی قُلْ اٰللّٰہُ اَذِنَ لَکُمْ اَمْ عَلَی اللّٰہِ تَفْتَرُوْنَ ٥ وقال تعالٰی وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُکُمُ الْکَذِبَ ھٰذَا حَلٰلٌ وَّ ھٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ٥ علامہ عبدالغنی نابلسی فرماتے ہیں لیس الاحتیاط فی الافتراء علی اللہ تعالٰی باثبات الحرمۃ والکراھۃ الذین لابد لھما من دلیل بل فی القول بالاباحۃ التی ھی الاصل اشباہ میں ہے فی الھدایۃ من فصل الحداد ان الاباحۃ اصل انتھی ویظھر ھذا الاختلاف فی المسکوت عنہ ویتخرج علیھا ما اشکل حالہ فمنھا الحیوان المشکل امرہ والنبات المجھول وسمیۃ غمز العیون میں ہے قولہ والنبات المجھول الخ علم منہ شرب الدخان ردالمحتار میں ہے الذی یظھر ان ھذہ الدودۃ ان کانت غیر مائیۃ المولد وکان لھا دم سائل فھی نجسۃ والا فطاھرۃ فلا یحکم بنجاستھا قبل العلم بحقیقتھا ادعائے تحریم کے لیے لازم کہ شرع سے خاص اس کپڑے کی حرمت پر دلیل قائم ہو یا ثبوت کافی دیا جائے کہ شرعاً حریر اوس کپڑے کو کہتے ہیں کہ کسی کیڑے کے لعاب سے بنایا جائے اگرچہ دودالقز کا غیر ہو اگرچہ اوس میں کوئی وجہ تزین وتفاخر وتشبہ بالجبابرۃ والاکاسرۃ کی نہ ہو ودونھما خرط القتاد بالجملہ جب تک تحریم ثابت نہ ہو اباحت اصلیہ شرعیہ پر عمل سے کوئی مانع نہیں۔ قال اللہ تعالٰی خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ط واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از ایوان کچہری فوجداری مجسٹریٹ مرسلہ بخش اللہ خاں ۳ رمضان مبارک ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عورات طوائف پیشہ خواہ وہ بلانکاح ایک کی پابند ہوں یا نہ ہوں اون سے اور اون کے ذکور سے اختلاط واتحاد رکھنا اور شادی اور مجلسوں میں اپنے مکانات پر اون کو بطور برادرانہ بُلانا اور اپنی عورتوں کو بے پردہ طوائفوں کے سامنے کرنا اور جو لوگ شامل وشریک اون طوائفوں کے رہتے ہیں اون کو بہ نیت ترقی اعزاز وافتخار ایک دسترخوان پر اور دیگر اہل اسلام کو بھی اون کے ساتھ کھلانا

پلانا اور ایسے ذکور واناث کے یہاں خود جاکر کھانا اور دوسروں کو طوائفوں کی دعوتوں میں لے جانا اور جو مسلمان ایسے برتاؤ اچھا نہ سمجھتا ہو اوس کو بُرا کہنا بلکہ اس رواج کے قائم دائم اپنی کوشش کرنا یہ سب جائز ہے یا ناجائز اور ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے اور مورثوں کو نابالغ بچّوں کو فحش گیت گانے یا فحش کلام کرنے سے منع نہ کرنا کس درجہ کا گناہ ہے کتاب سے بیان فرماؤ رحمٰن سے ثواب پاؤگے۔

الجواب

ایسی حرکات نہایت شنیع و ناپاک اور ایسے اشخاص سراسر خطاکار و بیباک اور ایسے برتاؤ معاذاللہ باعث عذاب و ہلاک ہیں رنڈی اگرچہ بلانکاح ایک کی پابند ہو علانیہ فاحشہ زانیہ اور اوس کے مرد قلتبان و دیوث ہیں یہ سب کے سب ہر وقت اللہ عزّوجل کے غضب میں ہیں۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں تفتح ابواب السماء نصف اللیل فینادی مناد ھل من داع فیستجاب لہ ھل من سائل فیعطی ھل من مکروب فیفرج عنہ فلا یبقی مسلم یدعوا اللہ بدعوۃ الا استجاب اللہ عزوجل لہ الا زانیۃ تسعی بفرجھا او عشارا آدھی رات کو آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور منادی ندا کرتا ہے کوئی دُعا کرنے والا ہے کہ اوس کی دُعا قبول فرمائی جائے۔ ہے کوئی مانگنے والا کہ اوسے عطا کریں۔ ہے کوئی مصیبت زدہ کہ اوس کی مشکلکشائی ہو۔ اوس وقت جو مسلمان اللہ عزّوجل سے کوئی دُعا کرتا ہے مولیٰ سبحٰنہ وتعالیٰ قبول فرماتا ہے مگر زانیہ کہ اپنی فرج کی کمائی کھاتی ہے یا لوگوں سے بیجا محاصل تحصیلنے والا رواہ احمد بسند مقارب والطبرانی فی الکبیر واللفظ لہ عن عثمٰن بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ثلثۃ لایدخلون الجنۃ ابدا الدیوث والرجلۃ من النساء ومدمن الخمر تین شخص کبھی جنّت میں نہ جائیں گے دیوث اور مردانی وضع بنانے والی عورت اور شرابی رواہ الطبرانی عن عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسند حسن اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثلثۃ لایدخلون الجنۃ العاق لوالدیہ والدیوث والرجلۃ النساء تین شخص جنّت میں نہ جائیں گے ماں باپ کو آزار دینے والا اور دیوث اور مرد بننے والی عورت رواہ الحاکم فی المستدرک والبیہقی فی الشعب بسند صحیح عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہ لوگ کہ ان بدکار عورتوں ان دیوث مردوں سے دوستی رکھتے ہیں روز قیامت انھیں کے ساتھ اوٹھیں گے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قسم کھاکر فرماتے ہیں لایحب رجل قوما الا جعلہ اللہ معھم جو جس قوم سے محبت رکھے گا اللہ تعالیٰ اوسے اونھیں کے ساتھ کردے گا رواہ النسائی عن امیرالمومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من احب قوما حشرہ اللہ فی زمرتھم جو جس قوم سے دوستی کرے گا اللہ تعالیٰ اونھیں کے گروہ میں اوٹھائے گا رواہ الطبرانی فی الکبیر والضیاء فی المختارۃ عن ابی قرصافۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المرء مع من احب آدمی اپنے دوست کے ساتھ ہوگا رواہ الشیخان عن ابن مسعود وعن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وھو متواتر اون کے ساتھ اوٹھنے بیٹھنے کھانے پینے کا حال بھی سُن لیجئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اول ما دخل النقص علی بنی اسرائیل انہ کان الرجل یلقی الرجل فیقول یا ھذا اتق اللہ ودع ما تصنع فانہ لایحل لک ثم یلقاہ من الغد وھو علی حالہ فلا یمنعہ ذلک ان یکون اکیلہ وشریبہ وقعیدہ فلما فعلوا ذلک ضرب اللہ قلوب بعضھم ببعض ثم قال لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَّکَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ○ کَانُوْا لَا یَتَنَاھَوْنَ عَنْ مُّنْکَرٍ فَعَلُوْہُ لَبِئْسَ مَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ○ الحدیث بنی اسرائیل میں پہلی خرابی جو آئی وہ یہ تھی کہ اون میں ایک شخص دوسرے سے ملتا اوس سے کہتا اے شخص اللہ سے ڈر اور اپنے کام سے باز آکہ یہ حلال نہیں پھر دوسرے دن اوس سے ملتا اور وہ اپنے اوسی حال پر ہوتا تو یہ امر اس کو اوس کے ساتھ کھانے پینے پاس بیٹھنے سے نہ روکتا جب اونھوں نے یہ حرکت کی اللہ تعالیٰ نے اون کے دل باہم ایک دوسرے پر مارے کہ منع کرنے والوں کا حال بھی اونھیں خطا والوں کے شل ہوگیا پھر فرمایا بنی اسرائیل کے کافر لعنت کیے گئے داؤد وعیسٰی بن مریم کی زبان پر یہ بدلہ ہے اون کی نافرمانیوں اور حد سے بڑھنے کا وہ آپس میں ایک دوسرے کو بُرے کام سے نہ روکتے تھے البتہ یہ سخت بُری حرکت تھی کہ وہ کرتے تھے رواہ ابوداود واللفظ لہ والترمذی وحسنہ عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ عزّوجل فرماتا ہے وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ○ اور اگر شیطان تجھے بھلادے تو یاد آنے پر ظالم لوگوں کے پاس نہ بیٹھ تفسیر احمدی میں ہے ھم المبتدع والفاسق والکافر والقعود مع کلھم ممتنع ظالم لوگ بدمذہب اور فاسق اور کافر ہیں ان سب کے پاس بیٹھنا

منع ہے۔ مروی ہوا اللہ عزوجل نے یوشع علیہ الصلاۃ والسلام کو وحی بھیجی میں تیری بستی سے چالیس ہزار اچھے اور ساٹھ ہزار بُرے لوگ ہلاک کروں گا۔ عرض کی الٰہی بُرے تو بُرے ہیں اچھے کیوں ہلاک ہوں گے فرمایا انھم لم یغضبوا بغضبی واکلوھم وشاربوھم اس لیے کہ جن پر میرا غضب تھا انھوں نے اُن پر غضب نہ کیا اور اون کے ساتھ کھانے پینے میں شریک رہے رواہ ابن ابی الدنیا وابوالشیخ عن ابراھیم عن عمر الصنعانی ایسے لوگ شرعًا مستحق تذلیل واہانت ہیں اور نماز کی امامت ایک اعلٰی درجہ کی تعظیم وتکریم ہے شرع مطہر جس کی اہانت کا حکم دے اوس کی تعظیم کیونکر روا ہوگی ولہٰذا علمائے کرام فرماتے ہیں کہ فاسق اگرچہ سب موجودین سے علم میں زائد ہو اوسے امام نہ کیا جائے کہ امامت میں اوس کی تعظیم ہو حالانکہ شرعًا اوس کی توہین واجب ہے مراقی الفلاح وفتح اللہ المعین وطحطاوی علی الدرالمختار میں ہے اما الفاسق الاعلم فلا یقدم لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعًا اپنی عورتوں کو رنڈیوں کے سامنے بے پردہ وحجاب کرنے والے اون سے میل ملاقات کرانے والے یا سخت احمق مجنون بدعقل ہیں یا نرے بے حیا بے غیرت بے شرم۔ عورت موم کی ناک بلکہ رال کی پُڑیا بلکہ بارود کی ڈبیا ہے آگ کے ایک ادنٰی سے لگاؤ میں بھک سے ہوجانے والی ہے عقل بھی ناقص اور دین بھی ناقص اور طینت میں کجی اور شہوت میں مرد سے ننّو حصّہ بیشی اور صحبت بد کا اثر مستقل مردوں کو بگاڑ دیتا ہے پھر ان نازک شیشیوں کا کیا کہنا جو خفیف ٹھیس سے پاش پاش ہوجائیں یہ سب مضمون یعنی عورات کا ناقصات العقل والدین اور کج طبع اور شہوت میں زائد اور نازک شیشیاں ہونا صحیح حدیثوں میں ارشاد ہوئے ہیں اور صحبت بد کے اثر میں تو بکثرت احادیث صحیحہ وارد ہیں ازاں جملہ یہ حدیث جلیل کہ مشکوٰۃ حکمت نبوت کی نورانی قندیل ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مثل الجلیس الصالح والجلیس السوء کمثل صاحب المسک وکیر الحداد لایعدمک من صاحب المسک اما ان یشتریہ او تجد ریحہ وکیر الحداد یحرق بیتک او ثوبک او تجد منہ ریحًا خبیثۃ وفی حدیث ان لم یصبک من سوادہ اصابک من دخانہ اچھے مصاحب اور بُرے ہمنشین کی کہاوت ایسی ہے جیسے مشک والا اور لوہار کی بھٹی کہ مشک والا تیرے لئے نفع سے خالی نہیں یا تو تو اوس سے خریدے گا کہ خود بھی مشک والا ہوجائے گا ورنہ خوشبو تو ضرور پائے گا اور لوہار کی بھٹی تیرا گھر پھونک دیگی یا کپڑے جلادیگی یا کچھ نہیں تو اتنا تو ہوگا کہ تجھے بدبو پہنچے اگر تیرے کپڑے اوس سے کالے نہ ہوئے تو دھواں تو ضرور پہنچے گا رواہ البخاری عن ابی موسی الاشعری والمتاخر لابی داؤد والنسائی عن انس رضی اللہ تعالٰی عنھما فحش گیت شیطانی رسم اور کافروں کی ریت ہے شیطان ملعون بیحیا ہے اور اللہ عزوجل کمال حیا والا۔ بیحیائی کی بات سے حیا والا ناراض ہوگا اور وہ بیحیائی کا اُستاد انھیں اپنا مسخرہ بنائے گا۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الجنۃ حرام علی کل فاحش ان یدخلھا جنت میں ہر فحش بکنے والے پر حرام ہے اخرجہ ابن ابی الدنیا فی فضل الصمت وابونعیم فی الحلیۃ عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنھما یونہیں بے ضرورت وحاجت شرعیہ لوگوں سے فحش کلامی بھی ناجائز وخلاف حیا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الحیاء من الایمان والایمان فی الجنۃ والبذاء من الجفاء والجفاء فی النار حیا ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں ہے اور فحش بکنا بے ادبی ہے اور بے ادبی دوزخ میں ہے رواہ الترمذی والحاکم والبیھقی فی الشعب عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالٰی عنھم بسند صحیح اور فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم الحیاء والعی شعبتان من الایمان والبذاء والبیان شعبتان من النفاق شرم اور کم سخنی ایمان کی دو شاخیں ہیں اور فحش بکنا اور زبان کا طرار ہونا نفاق کے دو شعبے ہیں احمد والترمذی وحسنہ والحاکم وصححہ عن ابی امامۃ الباھلی رضی اللہ تعالٰی عنہ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ماکان الفحش فی شیئ قط الاشانہ وماکان الحیاء فی شیئ قط الا زانہ فحش جب کسی چیز میں دخل پائے گا اوسے عیب دار کردے گا اور حیا جب کسی چیز میں شامل ہوگی اوس کا سنگار کردے گی احمد والبخاری فی الادب المفرد والترمذی وابن ماجہ عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم البذاء شؤم فحش بکنا منحوس ہے اخرجہ الطبرانی عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن یحیٰی بن خالد نے کہا اذا رایت الرجل بذی اللسان وقاحا دل علی انہ مدخول فی نسبہ جب تو کسی کو دیکھے کہ فحش بکنے والا بے حیا ہے تو جان لے کہ اس کی اصل میں خطا ہے حکاہ المناوی فی التیسیر بچپن سے جو عادت پڑتی ہے کم چھوٹتی ہے تو اپنے نابالغ بچوں کو ایسی ناپاکیوں سے نہ روکنا اون کے لئے معاذاللہ جہنم کا سامان تیار کرنا اور خود سخت گناہ میں گرفتار ہونا ہے قال اللہ تعالٰی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلٰٓىِٕكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ۝ اے ایمان والو بچاؤ اپنی جانوں اور اپنے گھروالوں کو اوس آگ سے جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اوس پر سخت درشت خو فرشتے موکل ہیں کہ اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو

اونھیں فرمایا جائے وہی کرتے ہیں اللہ عزوجل مسلمانوں کو نیک توفیق دے اور بُری عادتوں بُری باتوں سے پناہ بخشے آمین واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ از مفتی گنج ضلع پٹنہ ڈاک خانہ ایکنگر سرائے مرسلہ محمد نواب صاحب قادری و دیگر مکان مفتی گنج ۲۷ رمضان شریف ۱۳۱۸ھ

یہاں عشرۂ محرم میں مجلس مرثیہ خوانی کی ہوتی ہے اور مرثیہ صوفیہ کرام کے پڑھے جاتے ہیں اور سینہ کوبی و بین نہیں ہوتا ہے۔ اور میر مجلس سنی المذہب ہے ایسی مجلس میں شرکت یا اوس میں مرثیہ خوانی کا کیا حکم ہے۔

الجواب

جو مجلس ذکر شریف حضرت سیدنا امام حسین واہل بیت کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی ہو جس میں روایات صحیحہ معتبرہ سے اون کے خصائل ومقامات ومدارج بیان کیے جائیں اور ماتم وتجدید غم وغیرہ امور مخالفہ شرع سے یکسر پاک ہو حسن ومحمود ہے خواہ اوس میں نثر پڑھیں یا نظم اگرچہ وہ نظم بوجہ ایک مسدس ہونے کے جس میں ذکر حضرت سید الشہداء ہے عرف حال میں بنام مرثیہ موسوم ہو کہ اب یہ وہ مرثیہ نہیں جس کی نسبت حدیث ہے نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن المراثی واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین حقیقی مادر اور سوتیلی ماں کے حق حقوق کے بارہ میں آیا اور حقیقی اور سوتیلی ماں میں اور ان کے حق حقوق میں کیا فرق ہے سوتیلی ماں کو مثل حقیقی والدہ کے سمجھنا چاہئے یا حفظ مراتب میں دونوں کے کچھ فرق کرنا چاہئے اور کس قدر بینوا توجروا

دوسرا مسئلہ۔ کسی لڑکے کو اپنے ماں باپ اور بہنوں کے ایک مکان کی موجودگی میں اوسی مکان کی کوٹھری میں کسی غیر عورت کے ساتھ زناکاری اور ہمجلس ہونا کیسا ہے یعنی ماں باپ کو اوس کی حرکت کا متحمل ہونا چاہئے یا نہیں کیا کرنا چاہئے۔ بینوا توجروا

الجواب

حقیقی ماں اور سوتیلی کے حقوق میں زمین آسمان کا فرق ہے حقیقی ماں بذات خود مستحق ہر گونہ خدمت وادب وتعظیم واطاعت کی ہے اور اوسے ایذا دینی معاذ اللہ اللہ ورسول کو ایذا دینی ہے اور سوتیلی ماں کا اپنا ذاتی کوئی حق نہیں جو کچھ ہے باپ کے ذریعہ سے ہے یعنی وہ بات نہ ہو جس میں باپ کو ایذا ہو کہ باپ کی ایذا اللہ ورسول کی ایذا ہے جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ زناکاری یا اجنبیہ عورت سے خلوت جہاں ہو حرام ہے خصوصًا باپ کے محل حضور میں دوسرا کبیرہ سخت واشد اور اس میں شامل ہے یعنی باپ کے ساتھ گستاخی اوس کو ایذا رسانی۔ ایسے شخص کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں فرمایا کہ وہ اور دیوث جنت میں نہ جائیں گے۔ باپ کو ایسی حرکت ناپاک کا تحمل کرنا ہرگز روا نہیں بلکہ جہاں تک حد قدرت ہو باز رکھے نہ باز رہے تو گھر سے دور کرے ورنہ اوس کی آفت اس پر بھی آئے گی والعیاذ باللہ تعالٰی واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دستار کے شملہ کہاں تک رکھنا مسنون ہے اور کہاں تک رکھنا مباح ہے اور کہاں تک رکھنا ممنوع وغیر مشروع وحرام ہے اگر کوئی شخص ڈیڑھ ہاتھ شملہ رکھا دوسرے نے بولا ڈیڑھ ہاتھ شملہ رکھنا حرام ہے آیا یہ کہنا بموجب شرع کے ہے یا نہیں آیا یہ قائل گناہگار ہوا یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

شملے کی اقل مقدار چار انگشت ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک ہاتھ اور بعض نے نشستگاہ تک رخصت دی یعنی اس قدر کہ بیٹھنے سے موضع جلوس تک پہنچے اور زیادہ راجح یہی ہے کہ نصف پشت سے زیادہ نہ ہو جس کی مقدار تقریبًا وہی ایک ہاتھ ہے حد سے زیادہ داخل اسراف ہے اور بہ نیت تکبر ہو تو حرام یونہیں نشستگاہ سے بھی نیچا مثلاً رانوں یا زانو تک یہ سخت شنیع وممنوع اور بعض انسان بدوضع آوارہ رندوں کی وضع ہے ڈیڑھ ہاتھ کا شملہ اگر بہ نیت تکبر نہ ہو تو اوسے حرام کہنا نہ چاہیے خصوصًا اس حالت میں کہ بعض علماء نے موضع جلوس تک کو بھی اجازت دی مگر حرام کہنے والے

گنہگار بھی نہ کہیں گے جبکہ اوس نے حرام بمعنی عام یعنی ممنوع لیا ہو جو مکروہ تحریمی کو بھی شامل ہے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں ہے اقل مقدار عذبہ چہار انگشت ست وتطویل آں متجاوز از نصف ظہر بدعت ست و داخل اسبال و اسراف ممنوع واگر بطریق تکبر وخیلا باشد حرام والا مکروہ مخالف سنّت دستور اللباس میں ہے از فتاوی حجت وجامع آوردہ کہ الذنب ستۃ انواع للقاضی خمس وثلثون اصابع وللخطیب احدی وعشرون اصابع وللعالم سبع وعشرون اصابع وللمتعلم سبعۃ عشر اصبعا وللصوفی سبع اصابع وللعامی اربع اصابع شرح شرعۃ الاسلام میں ہے قال فی خزانۃ الفتاوی والمستحب ارسال ذنب العمامۃ بین کتفیہ الی وسط الظہر ومنہم من قال الی موضع الجلوس ومنہم من قدر بالشبر عین العلم یرسل الذیل بین الکتفین الی قدر الشبر او موضع القعود او نصف الظہر وھو وسط مرضی والکل مروی شرح علامہ علی قاری میں ہے الاول اشہر واکثر واظہر والکل : قد جمعتہ فی رسالۃ مستقلۃ اھ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از بنگالہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک موضع میں ایک شخص نے کمال جد وجہد سے ایک مدرسہ اس طور پر قائم کیا کہ از راہ تسہیل امر اطراف کے لوگوں سے استدعا کی کہ جس مرتبہ گھروں میں کھانا روزانہ پکایا جایا کرے وے مرتبہ ایک مٹھی ہر اجناس سے یعنی چاول وغیرہ علیحدہ ذخیرہ کردیا کریں اور ختم ماہ پر مدرسہ کے مصارف میں دے دیا کریں۔ اسی طرح مدّت سے یہ مدرسہ جاری ہے۔ اب یہ اعتراض پیدا ہوا ہے کہ یہ طریقہ ناجائز ہے بلکہ غیر اللہ یا شرک یا بدعۃ کے مشابہ ہے۔ پس دینے والوں اور تائید کرنے والوں کو گنہگار بتاتے ہیں آیا عمل مذکورہ شرعًا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو دہندہ اور تائید کنندہ اس عمل کا مستحق عذاب ہوگا یا ثواب۔ اگر مستحق ثواب ہو تو اس امر نیک کے باز رکھنے والے اور کار خیر کے روکنے والے پر بحسب شرع شریف کیا حکم ہے۔ کیا وہ صورت مذکورہ مشابہ غیر اللہ یا شرک یا بدعۃ کے ہوتی ہے یا نہیں اگر بدعۃ ہو تو کس قسم کی بدعۃ ہے۔ بادلائل قرآن اور احادیث اور اقوال علما اور ائمہ مجتہدین و مستنبطین کے بیان فرمایا جائے۔ بینوا توجروا عنداللہ۔

الجواب

صورت مذکورہ بلاشبہہ جائز مستحب ومندوب ہے اور اس طرح اعانت مدرسہ کرنے والے اور جو لوگ اس اعانت پر باعث ومؤید ہوئے سب کے لئے اجر جزیل وثواب جمیل ہے جبکہ وہ مدرسہ مدرسہ دینیہ اور دینے والوں تائید کرنے والوں کی نیت محمودہ ہو اسے بدعت کہنا گناہ بتانا سخت جہالت بلکہ امر محمود شرعی کی تحریم و مذمت ہے اور اوسے مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ سمجھنا جسے جاہلان بے خبر صرف غیر اللہ کہا کرتے ہیں نرا جنون ہے جب علم دین کی اعانت وتائید معاذ اللہ غیر اللہ کے لئے ٹھہرے تو وہ کون سی چیز ہے جو اللہ کے لئے ہوگی۔ ایسے جہال سے پوچھا جائے کہ عبادت تو اللہ کے لئے ہے یا اوسے بھی غیر اللہ کے لئے جانتے ہو جب وہ اللہ کے لئے ہے تو علم دین تو اوس سے بھی بہتر وافضل ہے وہ کیونکر غیر اللہ کے لئے ہوسکتا ہے۔ متعدد حدیثوں میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں العلم افضل من العبادۃ رواہ الخطیب وابن عبداللہ فی کتاب العلم عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔ علم عبادت سے افضل ہے العلم خیر من العبادۃ ابو عمر فیہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ علم عبادت سے بہتر ہے العلم افضل من العمل البیھقی فی الشعب عن بعض الصحابۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم علم عمل سے افضل ہے العلم خیر من العمل ابو الشیخ عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالٰی عنہ علم عمل سے بہتر ہے وفی الباب احادیث یعسر احصاؤھا امور خیر کے لیے مسلمانوں سے اس طرح چندہ کرنا بدعت نہیں بلکہ سنّت سے ثابت ہے جو لوگ اس سے روکتے ہیں مَنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ مُعْتَدٍ اَثِیْمٍ میں داخل ہوتے ہیں صحیحین میں جریر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے کچھ برہنہ پا برہنہ بدن صرف ایک کملی کفنی کی طرح چیر کر گلے میں ڈالے خدمت اقدس حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہوئے حضور پُرنور رحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اون کی محتاجی دیکھی چہرۂ انور کا رنگ بدل گیا۔ بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ کو اذان کا حکم دیا بعد نماز خطبہ فرمایا بعد تلاوت آیات ارشاد کیا تصدق رجل من دینارہ من درھمہ من ثوبہ من صاع برہ من صاع تمرہ حتی قال ولو بشق تمرۃ کوئی شخص اپنی اشرفی سے صدقہ کرے کوئی روپے سے کوئی کپڑے سے کوئی اپنے قلیل گیہوں سے کوئی اپنے تھوڑے چھواروں سے یہاں تک فرمایا اگرچہ آدھا چھوہارا۔ اس ارشاد کو سُن کر ایک انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ روپیوں کا تھیلا اوٹھا لائے جس کے اوٹھانے میں اون کے ہاتھ تھک گئے پھر لوگ پے درپے صدقات لانے لگے یہاں تک کہ دو انبار کھانے اور کپڑے کے ہوگئے یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا چہرۂ انور خوشی کے باعث کندن کی طرح دمکنے لگا اور ارشاد فرمایا من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا بعدہ من غیران ینقص من اجورھم شیئ جو شخص اسلام میں کوئی اچھی راہ نکالے اوس کے لئے اوس کا ثواب ہے اور اوس کے بعد جتنے لوگ اوس راہ پر عمل کریں گے سب کا ثواب اوس کے لئے ہے بغیر اس کے کہ اون کے ثوابوں میں کچھ کمی ہو۔ غزوۂ تبوک وغیرہ میں بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا مسلمانوں کو حکم صدقات دینا اور ہر ایک کا کثیر و قلیل حسب مقدرت حاضر لانا منافقین کا تھوڑا لانے والوں پر اعتراض کرنا کہ اللہ تعالٰی اس کے صدقہ سے غنی ہے زیادہ لانے والوں پر اعتراض کرنا کہ یہ ریا کے لئے ہے اور اوس پر آیۂ کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الصَّدَقٰتِ وَالَّذِیْنَ لَایَجِدُوْنَ اِلَّا جُہْدَھُمْ کا نازل ہونا ایک بار یوہیں صدقات کا چندہ ہونا اوس کا انبار ہوجانا ایک صحابی کا صرف ایک خوشہ لانا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا اوسے سب سے اوپر رکھنا وغیرہ وغیرہ وقائع کثیرہ صحاح وغیرہا کتب احادیث میں مذکور و مشہور ہیں واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۷ شعبان المعظم ۱۳۱۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی کپڑے پر تصویریں چھپی ہوئی ہوں اوس سے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور اوس کو فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں اور وہ تصویریں پرندوں کی ہوں اور اگر اسی کپڑے کا کوئی عدد تیار ہوگیا تو اوس کا کیا کرنا چاہئے اور وہ تصویریں جس میں جاندار زندہ رہ سکتا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

کسی جاندار کی تصویر جس میں اوس کا چہرہ موجود ہو اور اتنی بڑی ہو کہ زمین پر رکھ کر کھڑے سے دیکھیں تو اعضا کی تفصیل ظاہر ہو اس طرح کی تصویر جس کپڑے پر ہو اوس کا پہننا پہنانا بیچنا خیرات کرنا سب ناجائز ہے اور اوسے پہن کر نماز مکروہ تحریمی ہے جس کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے ایسے کپڑے پر سے تصویر مٹادی جائے یا اوس کا سر یا چہرہ بالکل محو کردیا جائے اوس کے بعد اوس کا پہننا پہنانا بیچنا خیرات کرنا اوس سے نماز سب جائز ہوجائے گا۔ اگر وہ ایسے پکے رنگ کی ہو کہ مٹ نہ سکے دھل نہ سکے تو ایسے ہی پکے رنگ کی سیاہی اوس کے سر یا چہرے پر اس طرح لگادی جائے کہ تصویر کا اوتنا عضو محو ہوجائے صرف یہ نہ ہو کہ اوتنے عضو کا رنگ سیاہ معلوم ہو کہ یہ محو ومنافی صورت نہ ہوگا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از بسولی ضلع بدایوں مرسلہ خلیل احمد صاحب ۹ شوال ۱۳۱۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں۔

سوال اول۔ پیشہ وران ذیل کی بابت شرع کیا حکم دیتا ہے (۱) قاطع الشجر (۲) ذابح البقر (۳) دائم الخمر۔ (۴) بائع البشر۔

الجواب

حُر آدمی کی بیع اور شراب پینا دونوں حرام قطعی ہیں خصوصًا شرب خمر کی مداومت کہ وہ تو گناہ کبیرہ پر اصرار ہوا جو سخت ترکبیرۂ عظیمہ ہوگیا اور ذبح بقر و قطع شجر کے پیشے میں مضائقہ نہیں یہ جو عوام میں بنام حدیث مشہور ہے کہ ذابح البقر وقاطع الشجر جنت میں نہ جائے گا محض غلط ہے واللہ تعالٰی اعلم۔

سوال دوم۔ تعزیہ کا بنانا اور دیکھنا اون پر دل سے معتقد ہونا اہل سُنّت وجماعت کو چاہئے یا نہیں اور جو ایسا کرے اوس پر بموجب شرع کیا حکم صادر ہوگا۔ بیّنوا توجروا۔

الجواب

تعزیہ رائجہ مجمع بدعات شنیعہ سیئہ ہے اوس کا بنانا دیکھنا جائز نہیں اور تعظیم وعقیدت سخت حرام واشد بدعت اللہ سبحٰنہ وتعالٰی مسلمان بھائیوں کو راہ حق کی ہدایت فرمائے آمین واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ از بیجاپور گجرات ضلع بڑودہ شمالی کڑی پرانت مرسلہ حافظ محمد بن سلیمان میاں محلہ بہور واڑہ ۱۵ شعبان ۱۳۱۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ نام ایک طوائف کو خالد ایک امیر نے سو روپے ماہواری پر نوکر رکھا تاکہ اوس سے وطی کرے اور

ہروقت ہم صحبت رہے یکایک ہندہ کو ہدایت ربانی نصیب ہوئی اور اس کام سے تائب ہوئی لیکن اوس امیر نے وہی پگار اوس کے نام پر برقرار رکھا اور اوس کے لڑکے زید نے بعد وفات خالد کے وہی پگار جاری رکھا۔ وہ ہندہ اس پگار سے کار خیر علماء اور مساکین اور یتیم اور رانڈوں کو پرورش کرتی ہے اور خیرات جاری ہے اس سبب وہ پگار سے خیرات لینا اور کھانا وغیرہ حلال ہے یا نہیں اور ثواب ہوتا ہے یا نہیں۔ بیّنوا توجروا۔

الجواب

جب تک وہ وظیفہ ہندہ کو بمعاوضہ زنا ملتا تھا ضرور حرام قطعی تھا نہ اوس سے خیرات ہوسکتی تھی مگر جب ہندہ تائبہ ہوگئی اور اوس کے بعد بھی امیر نے وظیفہ جاری رکھا اب اوس کے بعد بیٹے کی طرف سے جاری ہے تو صاف ظاہر ہے کہ یہ کسی گناہ کے معاوضہ میں نہیں یہ ضرور مال حلال ہے صحیح بخاری و صحیح مسلم میں قصۂ اصحاب الرقیم میں جس کا اشارہ قرآن عظیم میں بھی موجود حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تین مسافر رات کو ایک غار میں ٹھہرے پہاڑ سے ایک چٹان گر کر غار کے مُنھ پر ڈھک گئی یہ بند ہوگئے آپس میں بولے خدا کی قسم یہاں سے نجات نہ پاؤ گے الا ان تدعوا اللہ بصالح اعمالکم مگر یہ کہ اپنے نیک اعمال کو وسیلہ کرکے حضرت عزّوجل سے دُعا کرو ہر ایک نے اپنا اپنا ایک اعلٰی درجے کا نیک عمل بیان کیا اور اوس کے توسّل سے دُعا کی چٹان تھوڑی تھوڑی کھلتی گئی تیسرے کی دُعا پر بالکل ہٹ گئی اور اونھوں نے نجات پائی اون میں ایک دُعا یہ تھی کہ میرے چچا کی بیٹی مجھے سب سے زیادہ پیاری تھی میں نے اوس سے بدکاری چاہی وہ باز رہی یہاں تک کہ ایک سال قحط میں مبتلا ہوکر میرے پاس آئی فاعطیتھا عشرین ومائۃ دینار علی ان تخلی بینی وبین نفسھا ففعلت میں نے اوسے ایک سو بیس اشرفیاں دیں اس شرط پر کہ مجھے اپنے اوپر قدرت دے اوس نے قبول کیا جب جب میں نے اوس پر دسترس پائی اور قریب ہوا کہ زنا واقع ہو وہ روئی اور کہا میں نے یہ کام کبھی نہ کیا احتیاج نے مجھے مجبور کردیا اللہ سے ڈر اور ناحق طور پر مہر کو نہ توڑ میں تجھ سے ڈرا اور اوس فعل سے باز رہا اور وہ اشرفیاں بھی اوسی کو چھوڑ دیں اللھم ان کنت فعلت ذٰلک ابتغاء وجھک فافرج عنا ما نحن فیہ الٰہی اگر میں نے یہ کام تیری رضا چاہنے کے لئے کیا ہو تو ہمیں اس بلا سے نجات دے۔ اس پر چٹان سرکی اس حدیث جلیل عظیم سے ظاہر ہے کہ وہ اشرفیاں اوس عورت کے لئے مال حلال ہوگئیں ورنہ اُس کا اوسے رکھنا حرام ہوتا اور جب اوسے رکھنا حرام ہوتا اسے چھوڑ دینا اور واپس نہ کرنا حرام ہوتا کہ جس چیز کا لینا حرام ہے اوس کا دینا بھی حرام ہے ماحرم اخذہ حرم اعطاؤہ والمانع منھما من جھۃ الشرع لاالمجد وحق الغیر فکان یجب علیھا رفعہ اعداما للمعصیۃ حالانکہ وہ اشرفیاں خاص وہی تھیں جو بشرط زنا دی گئی تھیں توبہ نے اونھیں بھی حلال کردیا تو بعد توبہ جو وظیفہ جدید دیا گیا اوس میں حرمت کیونکر آسکتی ہے وھذا کلہ ظاھر جدا واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ ۲۰ شوال ۱۳۱۹ھ

چہ می فرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ چوں در محلہ از محلات دہ مرضِ وبا واقع شود مردمان محلہائے دیگر گوسپندی سیاہ گرفتہ سورہ یٰسین وتبارک خواندہ در ہر دو گوش آں بزدم کردہ باطراف ایں موضعہا برگردانیدہ باجائے اول آوردہ ذبح کنند واستخوان و پوست را دراں زمین دفن کردہ گوشتہارا پزانیدہ پارہ پارہ ازاں بہر یک مردم آں دہ تقسیم کنند وایں نظم سہ لی خمسۃ اطفی بھا حرالوباء الحاطمہ ۞ المصطفٰی والمرتضٰی وابناھما والفاطمہ را بر پرچہ نوشتہ بر ہر چہار گوشہ آں محلہ آویزند وہمچنیں وبخوف مرض چیچک انگریزاں قطرۂ ریم بر بازوے مردماں زخم کردہ آں نجس را داخل کنند پس ایں ہمہ موافق شرع جائز است یا نہ بیّنوا بالکتاب وتوجروا عند الحساب۔

الجواب

ذبح جانور لوجہ اللہ تعالٰی وتقسیم او بہ مسلمین وقرأت تبارک ویٰسٓ ہمہ امر خوب ومحبوب ست ودر دفع بلا باذن اللہ جل وعلا اثرے تمام دارد ودر گوش بُز دمیدن وبہ اطراف موضع گردانیدن از قبیل خصوصیات اعمال مشائخ ست بسیارے از امثال اینہا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی در قول الجمیل آوردہ اند فاما دفن پوست در زمین تضیع مال ست وآں روانیست لقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان اللہ کرہ لکم اضاعۃ المال وکثرۃ السوال وقیل وقال۔ راہ آنست کہ پوست بمساکین بخشند۔ وتعلیق آں شعر بزوایائے محلہ نیز جائز وروا واز باب توسل بمحبوبان خداست صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعمل ٹیکا در دفع چیچک باذن اللہ تعالٰی نفع مید ہد وہمچوں تداوی اگرچہ مشتمل بر چیزے از الم بود ممنوع نیست مثل داغ نہادن آرے متوکلان را نباید الذین لایسترقون ولا یکتوون ولا یتطیرون

وعلٰی ربھم یتوکلون جعلنا اللہ منھم واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۸ ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اس زمانہ میں بہت لوگ اس قسم کے ہیں کہ تفسیر وحدیث بے خواندہ وبے اجازت اساتذہ برسر بازار ومسجد وغیرہ بطور وعظ ونصائح کے بیان کرتے ہیں حالانکہ معنی ومطلب میں کچھ مس نہیں فقط اُردو کتابیں دیکھ کے کہتے ہیں یہ کہنا اور بیان کرنا ان لوگوں کیلئے شرعًا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

حرام ہے اور ایسا وعظ سُننا بھی حرام رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من قال فی القراٰن بغیر علم فلیتبوأ مقعدہ من النار والعیاذ باللہ العزیز الغفار والحدیث رواہ الترمذی وصححہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بیل اور بکرے کو خصی کرنا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا ۔

الجواب

بالاتفاق جائز ہے کہ اوس میں منفعت ہے خصی کا گوشت بہتر ہوتا ہے اور خصی بیل محنت کی زیادہ برداشت کرتا ہے اور تحقیق یہ ہے کہ اگر جانور کے خصی کرنے میں واقعی کوئی منفعت یا دفع مضرت مقصود ہو تو مطلقًا حلال ہے اگرچہ جانور غیر ماکول اللحم ہو مثلاً بلّی وغیرہ ورنہ حرام ہے اسی اصل کی بنا پر ہمارے علما گھوڑے کو خصی کرنا بھی جائز جانتے ہیں جبکہ مقصود دفع شرارت ہو اگرچہ بعض منع فرماتے ہیں لما فیہ من تقلیل اٰلۃ الجھاد اقول الموجود لایعدم والموھوم لایعتبر الاتری ان العزل یجوز عن الامۃ مطلقا وعن الحرۃ باذنھا بخلاف الاکل فان فیہ اعدام موجود ہاں آدمی کا خصی کرنا بالاجماع مطلقًا حرام ہے درمختار میں ہے وجاز خصاء البھائم حتی الھرۃ واما خصاء الاٰدمی فحرام قیل والفرس وقیدوہ بالمنفعۃ والا فحرام ردالمحتار میں ہے قولہ قیل والفرس ذکر شمس الائمۃ الحلوانی انہ لاباس بہ عند اصحابنا وذکر شیخ الاسلام انہ حرام ۵ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از عیسٰی نگر ضلع کھیری ملک اودھ مرسلہ سید مظہر حسن صاحب ۱۵ صفر ۱۳۲۰ھ

جناب مولوی صاحب ہم لوگ ساکنان عیسٰی نگر ضلع کھیری وڈاک خانہ خاص عیسٰی نگر کے ہیں اور جناب کا نام سُنا ہے کہ بریلی میں جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب محلہ سوداگران میں بہت بڑے مولوی ہیں اور بہت اچھا حکم شریعت کا دیتے ہیں ہمارے یہاں تھوڑے دنوں سے ایک شخص نے واہی بات مچائی ہے کہ محمدی جھنڈا مت کھڑا کرو اور تعزیہ مت بناؤ اور تعزیہ پر جو مٹھائی چڑھاتے ہیں اوسے کھانے کو منع کرتا ہے اور خُدائی رات میں ڈھول بجانے کو منع کرتا ہے اور مولود شریف رنڈی اور بھانڈوں کے یہاں پڑھنے کو نہیں جاتا کہتا ہے مزدوری کرکے لاؤ شیرینی تو پڑھ دوں گا یا شیرینی مت لاؤ میں تمھارے یہاں ویسے ہی پڑھ دوں گا تو مولوی صاحب ہم کو شیرینی بغیر ثواب کیوں کریں اور ہم تعزیہ وغیرہ بنانا چھوڑ دیں تو یہاں مسلمان کا نام بھی نہ رہے گا اب ایک مولوی صاحب آئے ہیں وہ مولود شریف اور گیارھویں کو بھی منع کرتے ہیں تو مولوی صاحب اور احمد کا جھگڑا خوب ہوا اور جھگڑا ہوکر یہ بات ٹھہری کہ وہ دو دو تین تین آدمی مل کر غزلیں سر ملاکر نہ پڑھا کریں اور قصہ ہرنی کا نہ پڑھیں صحیح کتاب کی روایات پڑھا کریں اور کھڑے نہ ہوویں جب سے احمد ویسے ہی کھڑا ہوکر مولود شریف پڑھتا ہے اور مولوی صاحب بھی ویسے ہی کھڑے رہتے ہیں اور جوڑ کے خمسہ پڑھتے اون کے پڑھنے کہتے ہیں اور جو غزل خود پڑھتے ہیں۔

اب یہ بات ٹھہری ہے کہ جن بات کو تحریر مذکورہ بالا میں اچھا لکھ دیں گے مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلی کے وہ ہم سب مل کر کریں گے اور بات کا جھگڑا نہیں ہے جو باتیں اس کاغذ میں اوپر درج ہیں ان میں سے جو جو بات بہتر اور ثواب زیادہ جس کے کرنے میں ہو وہ تحریر کر دیجئے گا اور گیارھویں کی بابت یہ فیصلہ ہوگیا ہے چاہے جس تاریخ میں فاتحہ کرو اور اوس کا ثواب نذر اللہ کر کر حضرت بڑے پیر صاحب کی یہ مت خیال کرو کہ اگر گیارھویں کو نہ کریں گے تو ہم کو کچھ نقصان ہوگا جس کا دل چاہے گیارھویں کرے جس کا دل چاہے ۔ اوریں ۹ ویں کرے ہر وقت ثواب ہے اب ایک بات کو اور منع کرتے ہیں کہ غازی میاں سید سالار کے بیاہ میں مت جاؤ بہرائچ اب ہمارے کچھ لوگ وہاں کو بھی نہیں جانا چاہتے ہیں

یہاں تک کہ اون کے نشان کو بھی منع کرتے ہیں اور ہماری آپس میں شادی ہے آپ کے جواب آنے کے بعد شادی میں شریک ہوں گے صاف صاف جواب لکھ دیجئے گا بہت ثواب کے مرتکب ہوں گے جواب کے واسطے ارسال خدمت منسلک ہے۔ پتہ یہ ہے ڈاکخانہ عیسٰی نگر خاص ضلع کھیری ملک اودھ برمکان سید مظہر حسن۔

الجواب

جھنڈا ایک تو جہاد کا ہوتا ہے وہ لشکر سلطان اسلام کے ساتھ خاص ہے یہاں اوس کا اصل محل نہیں کہ یہاں نہ سلطان اسلام نہ لشکر اسلام تو اوس جھنڈے کا کیا کام۔ اور اگر کسی اور غرض سے کوئی جھنڈا بنایا جاتا ہو تو اوس کا معلوم ہونا چاہئے اگر غرض محمودہ اور اوس میں شہرت اور علامت کی حاجت ہے تو حرج نہیں وقد حققناہ فی فتاوینا اور اگر غرض مذموم یا عبث وفضول ہے تو منع کرنا ٹھیک ہے تعزیہ ممنوع ہے شرع میں کچھ اصل نہیں اور جو کچھ بدعات اون کے ساتھ کی جاتی ہیں سخت ناجائز ہیں وقد فصلت بعضھا فی الفتاوی مسلمان اتباع احکام شرع سے ہوتے ہیں نہ امور ناجائزہ سے تعزیہ پر جو مٹھائی چڑھائی جاتی ہے اگرچہ حرام نہیں ہو جاتی مگر اوس کے کھانے میں جاہلوں کی نظر میں ایک امر ناجائز شرعی کی وقعت بڑھانے اور اوس کے ترک میں اوس سے نفرت نہ لانی ہے لہذا نہ کھائی جائے۔ ڈھول بجانا حرام ہے اور جس رات کا نام خدائی رات رکھا اون میں بجائے عبادت گناہ ومعصیت کرنا گویا گناہ کو معاذ اللہ عبادت ٹھہرانا ہے اور یہ اور زیادہ حرام ہے۔ رنڈیوں ڈومنیوں بھانڈوں کے یہاں جو مجلس میلاد شریف اون کے حرام مال سے کی جائے اون میں شرکت ہرگز نہ کی جائے فان اللہ طیب لایقبل الا الطیب بلکہ رنڈیوں ڈومنیوں کے یہاں کسی طرح جانا نہ چاہئے اگرچہ وہ حلال مزدوری کے مال سے مجلس کریں کہ اون کے یہاں جانے میں تہمت ہے اور تہمت سے بچنے کا حکم ہے۔ حدیث میں ہے من کان یومن باللہ والیوم الاٰخر فلا یقفن مواقف التھم جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو وہ تہمت کی جگہ کھڑا نہ ہو۔ یہ سمجھنا محض غلط ہے کہ بغیر شیرینی کے ثواب نہ ہوگا کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ کا ذکر اقدس ویسے ہی موجب ثواب نہیں۔ ہاں شیرینی میں ثواب زیادہ ہے کہ ذکر شریف کے ساتھ صدقہ فقراء و ہدیہ احبا بھی شامل ہو گیا قربت بدنی کے ساتھ قربت مالی بھی ہو گئی۔ مجلس میلاد شریف اعلیٰ مستحب ومندوب وبہتر وخوب ہے اور اون میں قیام بھی مستحسن ومرغوب ہے اور گیارھویں شریف بھی حسن ومحبوب ہے اور گیارھویں تاریخ کی تخصیص میں بھی شرعاً کوئی حرج نہیں ہاں یہ سمجھنا غلط ہے کہ خاص گیارھویں ہی کو ثواب ملے گا اور دن نہ ملے گا۔ چند آدمیوں کا مل کر خوش الحانی سے پڑھنا بھی جائز ہے جبکہ شعر شرعاً اچھے ہوں اور راگنی کا قصد نہ کریں۔ مگر امرد لڑکوں کو اون میں شریک نہ کیا جائے کہ اون میں فتنہ ہے یہ سب مسائل بارہا ہو گئے ہیں ہرنی کا قصہ جس قدر حدیث میں آیا ہے ضرور مقبول ومعتبر ہے اور اوس کا پڑھنا اور سُننا سب ثواب ہے ہاں اپنی طرف سے کچھ بڑھا دیا ہووے تو غلط ہے اوسے نکال دینا ضرور ہے۔ حدیث میں یہ قصہ یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنگل میں تشریف رکھتے تھے کہ کسی کی پکارنے کی آواز آئی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیکھا کسی کو نہ پایا پھر نظر فرمائی تو ایک ہرنی بندھی ہوئی پائی اوس نے عرض کی ادن منی یا رسول اللہ یا رسول اللہ حضور میرے پاس تشریف لائیں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہرنی کے قریب تشریف لے گئے فرمایا تیری کیا حاجت ہے اوس نے عرض کی ان لی ولدین فی ھذا الجبل فخلنی حتی اذھب فارضعھما ثم ارجع الیک اسی پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں حضور مجھے کھول دیں کہ میں جا کر اونھیں دودھ پلا آؤں پھر حضور کے پاس حاضر ہو جاؤں گی حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تو اپنا وعدہ سچا کرے گی ہرنی نے عرض کی عذبنی اللہ عذاب العشار ان لم افعل میں ایسا نہ کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ پر اون لوگوں کا عذاب کرے جو ظلماً لوگوں سے مال تحصیلتے تھے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اوسے کھول دیا وہ گئی بچوں کو دودھ پلا کر واپس آئی مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اوسے پھر باندھ دیا۔ وہ بادیہ نشیں جس نے یہ ہرنی باندھی تھی ہوشیار ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ حضور کا کوئی کام ہے کہ میں بجا لاؤں فرمایا ہاں یہ کہ تو اس ہرنی کو چھوڑ دے اوس نے چھوڑ دی وہ ہرنی دوڑتی ہوئی یہ کہتی چلی گئی کہ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وانک رسول اللہ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور یہ کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ حدیث طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی۔ غازی میاں کا بیاہ کوئی چیز نہیں محض جاہلانہ رسم ہے نہ اون کے نشان کی کوئی اصل واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از بنگالہ ضلع سلہٹ موضع قاسم نگر مرسلہ مولوی اکرم یکم ربیع الاول شریف ۱۳۲۰ھ

مسئلہ ۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں اگر کسی سود خوار نے سودی روپیہ سے مسجد بنائی یا حج کیا یا حج کروایا یا تالاب کھدوایا یا خیرات کی تو وہ شخص مستحق ثواب ہوگا یا نہیں۔ **سوال دوم**۔ اوس مسجد میں نماز پڑھنا یا حج کرنے والے کو اوس سودی روپیہ کا حج کے خرچ میں لانا یا اوس تالاب میں وضو وغسل کرنا یا پانی پینا یا اوس مال خیرات کو مستحقین خیرات کا لے لینا جائز ہے یا نہیں۔ **سوال سوم**۔ سود خوار کے گھر کا کھانا جائز ہے یا نہیں اگر جواز کی کوئی صورت ہے تو بیان فرمائیے۔ **سوال چہارم**۔ بے نمازی کے گھر کا کھانا جائز ہے یا نہیں اگر جواز کی کوئی صورت ہو تو ارشاد فرمائیے اور کبھی کبھی جو شخص نماز پڑھتا ہے اوس کو بے نمازی کہنا جائز ہے یا نہیں اور جو مطلقاً نہیں پڑھتا ہے، اور جو گاہے گاہے پڑھتا ہے ان دونوں شخصوں میں کیا فرق ہے بینوا للّٰہ۔ توجروا عند اللّٰہ فقط۔

الجواب

جواب سوال اول سود کے روپیہ سے جو کار نیک کیا جاوے اوس میں استحقاق ثواب نہیں حدیث میں ہے جو مال حرام لے کر حج کو جاتا ہے جب لبیک کہتا ہے ہاتف غیب سے جواب دیتا ہے لالبیک ولاسعدیک وحجک مردود علیک حتی ترد ما فی یدیک نہ تیری لبیک قبول نہ خدمت پذیر اور تیرا حج تیرے موُنھ پر مردود ہے یہاں تک کہ تو یہ مال حرام کہ تیرے قبضہ میں ہے اوس کے مستحقوں کو واپس دے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اللہ طیب لایقبل الا الطیب بیشک اللہ عزوجل پاک ہے پاک ہی چیز کو قبول فرماتا ہے سود خوار پر شرعاً فرض ہے کہ جتنا سود جس سے لیا ہے اوسے واپس دے وہ نہ رہا ہو اوس کے وارثوں کو دے وہ بھی نہ رہے ہوں یا پتہ مالک اور اوس کے ورثہ کا نہ چلے تو فرض ہے کہ اوتنا مال تصدق کردے اور تصدق میں فقیر کو مالک کر دینا درکار ہے کما نص علیہ فی الخانیۃ وغیرھا عامۃ الاسفار تو مسجد یا تالاب بنانا یا حج کرنا اصلا ادای حکم نہ ہوگا اور اس پر سے گناہ نہ جاوے گا ہاں خیرات کر دینے کا حکم ہے یوں اوس کی توبہ تمام ہوگی اور ان شاء اللہ تعالٰی گناہ سے بری الذمہ ہوگا اور توبہ کرنے اور حکم شرع دربارۂ تصدق بجالانے کا ثواب بھی پائے گا اگرچہ خیرات کا ثواب نہ ہوگا کما حققناہ فی فتاوٰنا واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

جواب سوال دوم۔ حج کا جواب گزر چکا کہ اوس روپے کو اس صرف میں اوٹھانا جائز نہیں ہاں فرض حج ذمہ سے ادا ہوجاوے گا فان القبول شیئ آخر غیر سقوط الفرض وکان کمن صلی فی ارض مغصوبۃ اور اگر مسجد یا تالاب بنایا تو اوس میں نماز اور اس سے وضو وغیرہ و شرب سب جائز ہے والدلائل تعرف فی فتاوٰنا بلکہ خانیہ وہندیہ وردالمحتار وغیرہا میں ہے لواشتری رجل دارا شراء فاسدا وقبضھا ثم وقفھا علی الفقراء والمساکین جاز ویصیر وقفا علی ماوقف وعلیہ قیمتھا اھ وتحقیق الکلام فیہ فیما علقنا علی ردالمحتار من اول الوقف بلکہ جامع المضمرات وعالمگیریہ میں ہے قال ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اذا غصب ارضا فبنی فیھا مسجدا اوحماما اوحانوتا فلا باس بالصلوٰۃ فی المسجد والدخول فی الحمام للاغتسال وفی الحانوت للشراء ولیس لہ ان یستأجرھا وان غصب دارا فجعلھا مسجدا لایسع لاحد ان یصلی فیہ ولا ان یدخلہ الخ قلت وذکرنا ثمہ ان التفرقۃ فی الدار والارض کانھا مبنیۃ علی غیر الارجح فی مسألۃ غصب الساحۃ بالحاء المھملۃ وایا ماکان قد لاتھا علی ما ھنا تام کما لایخفی وبالجملۃ فخبث الملک لایمنع صحۃ الوقف وصحتہ تعتمد آثارہ فافھم اور فقیر کو اوس کا خیرات میں لینا تو بدرجہ اولٰی جائز ہے کہ یہ تو عین حکم شرع ہے جبکہ مالک کا پتا نہ رہا ہو اور ویسے بھی مال ربا میں بعد قبضہ عدم ملک نہیں صرف خبث ملک فی الدر المختار عن البحر الرائق عن القنیۃ عن الامام البزدوری ان من جملۃ صور البیع الفاسد جملۃ العقود الربویۃ یملک العوض فیھا بالقبض انتہی قلت فما وقع فی مدانیات العقود الدریۃ سھو کما نبھت علیہ فیما علقت علی ردالمحتار اور خبث ملک فقیر کو تصدق میں لینے سے مانع نہیں فی الھندیۃ عن الحاوی عن الامام ابی بکر قیل لہ ان فقیرا یاخذ جائزۃ السلطان مع علمہ ان السلطان یاخذھا غصبا ایحل لہ قال ان خلط ذلک بدراھم اخری فانہ لاباس بہ الی اٰخرہ واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

جواب سوال سوم۔ جائز ہے جب تک خاص اس شی کی جو اس کے سامنے لائی گئی حرام ہونا تحقیق نہ ہو فی الھندیۃ عن الظھیریۃ عن الفقیہ ابی اللیث قال قال محمد وبہ ناخذ مالم نعرف شیئا حراما بعینہ وھو قول ابی حنیفۃ واصحابہ رضی اللہ تعالٰی عنھم ہاں عالم مقتدا کو بلا ضرورت مطلقاً احتراز چاہئے کہ اوس کا گناہ عوام کی نظر میں ہلکا نہ ہوجاوے۔ فی الھندیۃ عن الملتقط یکرہ للمشھور المقتدی الاختلاط الی رجل من اھل الباطل والشر الا بقدر الضرورۃ لانہ یعظم بین ایدی الناس الخ واللہ تعالٰی اعلم۔

جواب سوال چہارم۔ یہاں جواز پہلی صورت سے بھی اظہر ہے کہ ترک نماز کا مال وطعام پر کیا اثر ہے اور عالم مقتدا کو بے ضرورت اوس سے احتراز موکد تر ہے کہ ترک نماز کبیرہ اخبث واکبر ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں من ترك الصلوة متعمدا فقد کفر جهارا رواہ الطبرانی فی الاوسط عن انس رضی اللہ تعالی عنہ بسند حسن۔ اور نماز کبھی نہ پڑھنا یا بلا عذر شرعی ترک کردیں احکام میں دونوں یکساں ہیں جب تک توبہ نہ کریں دونوں سخت اشد فاسق مرتکب اخبث کبیرہ ہیں ہاں جتنی بار زیادہ ترک کرے گا کبائر کا شمار اور گناہوں کا بار بڑھتا جائیگا۔ والعیاذ باللہ تعالی واللہ تعالی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم۔

مسئلہ۔ از بنگالہ ضلع کمرلہ موضع حرمنگل مرسلہ مولوی عبدالحمید صاحب ۲ ربیع الاول شریف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں۔ سوال اول کہ شادی وغیرہ میں آتش بازی چھوڑنا ناجائز ہے یا نہیں۔ سوال دوم۔ اعلان کیلئے شادی میں بندوق چھوڑنا جائز ہے یا نہیں۔ سوال سوم تاش وشطرنج کھیلنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا اللہ توجروا عنداللہ۔

الجواب

جواب سوال اول۔ ناجائز ہے اللہ تعالی فرماتا ہے ولاتبذر تبذیرا ان المبذرین کانوا اخوان الشیطین وکان الشیطن لربہ کفورا۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اللہ تعالی حرم علیکم عقوق الامھات ووأد البنات ومنعا وھات وکرہ لکم قیل وقال وکثرۃ السوال واضاعۃ المال رواہ الشیخان عن المغیرۃ بن شعبۃ رضی اللہ تعالی عنہ واللہ تعالی اعلم۔

جواب سوال دوم۔ جائز ہے اخرج الترمذی عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالی عنھا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اعلنوا ھذا النکاح واجعلوہ فی المساجد واضربوا علیہ بالدفوف وروی احمد بسند صحیح وابن حبان فی صحیحہ والطبرانی فی الکبیر وابو نعیم فی الحلیۃ والحاکم فی المستدرك عن عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالی عنھما عن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قال اعلنوا النکاح واللہ تعالی اعلم۔

جواب سوال سوم۔ دونوں ناجائز ہیں اور تاش زیادہ گناہ وحرام کہ اوس میں تصاویر بھی ہیں ومسألۃ السطرنج مبسوطۃ فی الدر وغیرھا من الحظیر والشہادات والصواب طلاق المنع کما اوضحہ فی رد المحتار واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

مسئلہ۔ از جائس ضلع رائے بریلی محلہ زیر مسجد مکان حاجی ابراہیم مرسلہ ولی اللہ ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں سود اور رشوت کا مال توبہ سے پاک ہوجاتا ہے اور اسکے یہاں نوکری کرنا اور رکھنا جائز ہے یا نہیں۔ فقط۔

الجواب

زبانی توبہ سے حرام مال پاک نہیں ہوسکتا بلکہ توبہ کیلئے شرط ہے کہ جس جس سے لیا ہے واپس دے وہ نہ رہے ہوں اون کے وارثوں کو دے پتا نہ چلے تو اوتنا مال تصدق کردے بے اسکے گناہ سے برأت نہیں۔ اوس کے یہاں نوکری کرنا تنخواہ لینا کھانا کھانا جائز ہے جبکہ وہ چیز جو اسے دے اوس کا بعینہ مال حرام ہونا نہ معلوم ہو کما فی الھندیۃ عن الذخیرۃ عن محمد رحمہ اللہ تعالی۔ واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

مسئلہ۔ از شہر کہنہ ۲۱ ربیع الاول شریف ۱۳۲۰ھ

جناب عالی قصص الانبیاء میں ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصہ میں لکھا ہے کہ بی بی سارا نے بی بی ہاجرہ کے کان چھید سے اور ختنہ کرادی یہ سنت زن ومرد پر قیامت تک قائم رکھینگے تو عورت کی ختنہ کیسی۔

الجواب

اندام زن کے دونوں لبوں کے بیچ میں جو گوشت پارہ تند وبلند سرخ رنگ مثل تاج خروس کے ہے اوس میں سے ایک ٹکڑا کھال کا جدا کرتے ہیں یہ ختنہ زنان ہے جہاں اس کا رواج ہے مستحب ہے ان بلاد میں کہ اس کا نشان نہیں اگر واقع ہو تو جہال ہنسیں اور مسئلہ شرعیہ پر ہنسنا اپنا دین برباد کرنا ہے تو یہاں اس پر اقدام کی حاجت نہیں خود ایک مستحب بات کرنی اور مسلمانوں کو ایسی سخت بلا میں ڈالنا پسندیدہ نہیں کما نصوا علیہ فی ترك عذبۃ العمامۃ

حیث یستھزأ فی الجملۃ بھا و یشبھونھا بالذنب ومن لم یعرف اھل زمانہ فھو جاھل وقد کلمنا علی عدۃ نظائر لھذا فی رسالتنا الطائب التھانی فی حکم النکاح الثانی۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ: مسئولہ شوکت علی صاحب فاروقی ۱۴ ربیع الآخرہ ۱۳۳۲ھ

ماقولکم رحمکم اللہ تعالٰی اندریں مسئلہ کہ بعد فوت ہوجانے والدین کے اولاد پر کیا حق والدین کا رہتا ہے بینوا بالکتاب توجروا بالثواب

الجواب

(۱) سب سے پہلا حق بعد موت اون کے جنازے کی تجہیز غسل و کفن و نماز و دفن ہے اور ان کاموں میں سنن و مستحبات کی رعایت جس سے اون کیلئے ہر خوبی و برکت و رحمت و وسعت کی امید ہو۔ (۲) اون کیلئے دعا و استغفار ہمیشہ کرتے رہنا اس سے کبھی غفلت نہ کرنا (۳) صدقہ و خیرات و اعمال صالحات کا ثواب اونھیں پہنچاتے رہنا حسب طاقت اس میں کمی نہ کرنا اپنی نماز کیساتھ اون کے لئے بھی نماز پڑھنا اپنے روزوں کے ساتھ اون کے واسطے بھی روزے رکھنا بلکہ جو نیک کام کرے سب کا ثواب اونھیں اور سب مسلمانوں کو بخشدینا کہ اون سب کو ثواب پہنچ جائیگا اور اس کے ثواب میں کمی نہ ہوگی بلکہ بہت ترقیاں پائے گا۔ (۴) اون پر کوئی قرض کسی کا ہو تو اوس کے ادا میں حد درجے کی جلدی و کوشش کرنا اور اپنے مال سے اون کا قرض ادا ہونے کو دونوں جہان کی سعادت سمجھنا آپ قدرت نہ ہو تو اور عزیزوں قریبوں پھر باقی اہل خیر سے اوسکے ادا میں امداد لینا (۵) اون پر کوئی فرض رہ گیا تو بقدر قدرت اوس کے ادا میں سعی بجالانا حج نہ کیا ہو تو خود اون کی طرف سے حج کرنا یا حج بدل کرانا زکوۃ یا عشر کا مطالبہ اون پر رہا تو اوسے ادا کرنا نماز یا روزہ باقی ہو تو اوس کا کفارہ دینا وعلی ہذا القیاس ہر طرح اون کی برارت ذمہ میں جد و جہد کرنا (۶) اونھوں نے جو وصیت جائزہ شرعیہ کی ہو حتی الامکان اوس کے نفاذ میں سعی کرنا اگرچہ شرعاً اپنے اوپر لازم نہ ہو اگرچہ اپنے پر بار ہو مثلاً وہ نصف جائداد کی وصیت اپنے کسی عزیز غیر وارث یا اجنبی محض کے لئے کر گئے تو شرعاً تہائی مال سے زیادہ میں بے اجازت وارثان نافذ نہیں مگر اولاد کو مناسب ہے کہ اون کی وصیت مانیں اور اون کی خوشی پوری کرنے کو اپنی خواہش پر مقدم جانیں (۷) اون کی قسم بعد مرگ بھی سچی ہی رکھنا مثلاً ماں یا باپ نے قسم کھائی تھی کہ میرا بیٹا فلاں جگہ نہ جائیگا یا فلاں سے نہ ملیگا یا فلاں کام کریگا تو اون کے بعد یہ خیال نہ کرنا کہ اب وہ تو ہیں نہیں اون کی قسم کا کیا خیال نہیں بلکہ اوس کا ویسا ہی پابند رہنا جیسا اون کی حیات میں رہتا جب تک کوئی حرج شرعی مانع نہ ہو۔ اور کچھ قسم ہی پر موقوف نہیں ہر طرح امور جائزہ میں بعد مرگ بھی اون کی مرضی کا پابند رہنا (۸) ہر جمعہ کو اون کی زیارت قبر کیلئے جانا وہاں یٰسین شریف ایسی آواز سے کہ وہ سنیں پڑھنا اور اوس کا ثواب اون کی روح کو پہنچانا راہ میں جب کبھی اون کی قبر آئے بے سلام و فاتحہ نہ گزرنا (۹) اون کے رشتہ داروں کیساتھ عمر بھر نیک سلوک کئے جانا (۱۰) اون کے دوستوں سے دوستی نباہنا ہمیشہ اون کا اعزاز و اکرام رکھنا (۱۱) کبھی کسی کے ماں باپ کو برا کہکر جواب میں اونھیں برا نہ کہلوانا (۱۲) سب میں سخت تر و عام تر و مدام تر یہ حق ہے کہ کبھی کوئی گناہ کر کے اونھیں قبر میں رنج نہ پہنچانا اسکے سب اعمال کی خبر ماں باپ کو پہنچتی ہے نیکیاں دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور اون کا چہرہ فرحت سے چمکتا اور دمکتا رہتا ہے اور گناہ دیکھتے ہیں تو رنجیدہ ہوتے ہیں اور اون کے قلب پر صدمہ ہوتا ہے ماں باپ کا یہ حق نہیں کہ قبر میں بھی اونھیں رنج پہنچائے اللہ غفور رحیم عزیز کریم جل جلالہ صدقہ اپنے حبیب رؤف رحیم علیہ وعلی آلہ افضل الصلاۃ والتسلیم کا ہم سب مسلمانوں کو نیکیوں کی توفیق دے گناہوں سے بچائے ہمارے اکابر کی قبروں میں ہمیشہ نور و سرور پہنچائے کہ وہ قادر ہے اور ہم عاجز وہ غنی ہے ہم محتاج وحسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولٰی ونعم النصیر ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالٰی علی الشفیع الرفیع العفو الکریم الرؤف الرحیم سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین آمین والحمدللہ رب العٰلمین۔ اب وہ حدیثیں جن سے فقیر نے یہ حقوق استخراج کئے اون میں سے بعض بقدر کفایت ذکر کروں (حدیث ۱) کہ ایک انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے خدمت اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ماں باپ کے انتقال کے بعد کوئی طریقہ اون کیساتھ نکوئی کا باقی ہے جسے میں بجالاؤں فرمایا نعم اربعۃ الصلاۃ علیھما والاستغفار لھما وانفاذ عھدھما من بعدھما واکرام صدیقھما وصلۃ الرحم التی لارحم لك الا من قبلھما فھذا الذی بقی من برھما بعد موتھما

ہاں چار باتیں ہیں اون پر نماز اور اون کیلئے دعائے مغفرت اور اون کی وصیت نافذ کرنا اور اون کے دوستوں کی نگہداشت اور جو رشتہ صرف اونھیں کی جانب سے ہو نیک برتاؤ سے اوس کا قائم رکھنا یہ وہ نکوئی ہے کہ اون کی موت کے بعد اون کیساتھ کرنی باقی ہے رواہ ابن النجار عن ابی اسید الساعدی

رضی اللہ تعالٰی عنہ مع القصۃ ورواہ البیہقی فی سننہ عنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایبقی للولد من بر الوالد الا اربع الصلاۃ علیہ والدعاء لہ وانفاذ عہدہ من بعدہ وصلۃ رحمہ واکرام صدیقہ (حدیث ۲) کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں استغفار الولد لابیہ بعد الموت من البر ماں باپ کیساتھ نیک سلوک سے یہ بات ہے کہ اولاد اون کے بعد اون کیلئے دعاء مغفرت کرے رواہ ابن النجار عن ابی اسید مالک بن زرارۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ (حدیث ۳) کہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا ترک العبد الدعاء للوالدین فانہ ینقطع عنہ الرزق آدمی جب ماں باپ کیلئے دعا چھوڑ دیتا ہے اوس کا رزق قطع ہو جاتا ہے رواہ الطبرانی فی التاریخ والدیلمی عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ (حدیث ۴-۵) کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا تصدق احدکم بصدقۃ تطوعا فلیجعلہا عن ابویہ فیکون لہما اجرہا ولا ینتقص من اجرہ شیئا جب تم میں کوئی شخص کچھ نفل خیرات کرے تو چاہئے کہ اوسے اپنے ماں باپ کی طرف سے کرے کہ اوس کا ثواب اونھیں ملیگا اور اوس کے ثواب سے کچھ نہ گھٹے گا رواہ الطبرانی فی الاوسط وابن عساکر عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما ونحوہ الدیلمی فی مسند الفردوس عن معویۃ بن حیدۃ القشیری رضی اللہ تعالٰی عنہ (حدیث ۶) کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ میں اپنے ماں باپ کیساتھ زندگی میں اون کے ساتھ نیک سلوک کرتا تھا اب وہ مرگئے اون کیساتھ نیک سلوک کی کیا راہ ہے فرمایا ان من البر بعد الموت ان تصلی لہما مع صلاتک وتصوم لہما مع صیامک بعد مرگ نیک سلوک سے یہ ہے کہ تو اپنی نماز کیساتھ اون کیلئے نماز پڑھے اور اپنے روزوں کیساتھ اون کیلئے روزے رکھے رواہ الدارقطنی یعنی جب اپنے ثواب ملنے کیلئے کچھ نفل نماز پڑھے یا روزے رکھے تو کچھ نفل نماز اون کی طرف سے اونھیں ثواب پہنچانے ۔ یا نماز روزہ جو عمل نیک کرے ساتھ ہی اونھیں ثواب پہنچنے کی بھی نیت کرلے کہ اونھیں بھی ملیگا اور تیرا بھی کم نہ ہوگا کما بالمعیۃ لانہا تصل الیہم ولا ینقص من اجرہ شیئ لفظ مع یحتمل لوجہین بل ھذا (حدیث ۷) کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من حج عن والدیہ او قضی عنہما مغرما بعثہ اللہ یوم القیامۃ مع الابرار جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے یا اون کا قرض ادا کرے روز قیامت نیکوں کیساتھ اوٹھے رواہ الطبرانی فی الاوسط والدارقطنی فی السنن عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما (حدیث ۸) امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ پر اٹھاسی ہزار قرض تھے وقت وفات اپنے صاحبزادے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کو بلا کر فرمایا بایع فیہا اموال عمر فان وفت والا فسئل بنی عدی فان وفت والا فسئل قریشا ولا تعد عنہم میرے دین میں اول تو میرا مال بیچنا اگر کافی ہو جائے فبہا ورنہ میری قوم بنی عدی سے مانگ کر پورا کرنا اگر یوں بھی پورا نہ ہو تو قریش سے مانگنا اور اون کے سوا اوروں سے سوال نہ کرنا پھر صاحبزادۂ موصوف سے فرمایا اضمنہا تم میرے قرض کی ضمانت کرلو وہ ضامن ہو گئے اور امیر المومنین کے دفن سے پہلے اکابر مہاجرین وانصار کو گواہ کرلیا کہ وہ اسی ہزار مجھ پر ہیں ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے وہ سارا قرض ادا فرمادیا رواہ ابن سعد فی الطبقات عن عثمان بن عروۃ (حدیث ۹) قبیلہ جہنیہ سے ایک بی بی رضی اللہ تعالٰی عنہا نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ میری ماں نے حج کرنے کی منت مانی تھی وہ ادا نہ کرسکیں اور اون کا انتقال ہو گیا کیا میں اون کی طرف سے حج کرلوں فرمایا نعم حجی عنہا ارأیت لو کان علی امک دین اکنت قاضیۃ اقضوا اللہ فاللہ احق بالوفاء ہاں اوسکی طرف سے حج کر بھلا تو دیکھ تو تیری ماں پر اگر دین ہوتا تو تو ادا کرتی یا نہیں یونہیں خدا کا دین ادا کرو کہ وہ زیادہ حق ادا کا رکھتا ہے رواہ البخاری عن ابن انس رضی اللہ تعالٰی عنہما (حدیث ۱۰) کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا حج الرجل عن والدیہ تقبل منہ ومنہما واستبشر بہ ارواحہما فی السماء وکتب عند اللہ برا۔ انسان جب اپنے والدین کی طرف سے حج کرتا ہے وہ حج اوسکی اور اون کی سبکی طرف سے قبول کیا جاتا ہے اور اون کی روحیں آسمان میں اس سے شاد ہوتی ہیں اور یہ شخص اللہ عزوجل کے نزدیک ماں باپ کیساتھ نیک سلوک کرنے والا لکھا جاتا ہے ۔ رواہ الدارقطنی عن زید بن ارقم رضی اللہ تعالٰی عنہ (حدیث ۱۱) کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من حج عن ابیہ وعن امہ فقد قضی عنہ حجتہ وکان لہ فضل عشر حجج جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے اون کی طرف سے حج ادا ہو جائے اور اوسے دس حج کا ثواب زیادہ ملے رواہ الدارقطنی عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما (حدیث ۱۲) کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من حج عن والدیہ بعد وفاتہما کتب اللہ لہ عتقا من النار وکان للمحجوج عنہما اجر حجۃ تامۃ من غیر ان ینتقص

من اجو دھما شیئی جو اپنے والدین کے بعد اون کی طرف سے حج کرے اللہ تعالی اوسکے لئے دوزخ سے آزادی لکھے اور اون دونوں کے واسطے پورے حج
کا ثواب ہو جس میں اصلا کمی نہ ہو رواہ الاصبھانی فی الترغیب والبیھقی فی الشعب عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما **(حدیث ۱۳)** کہ فرماتے ہیں
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم من بر قسمھما وقضی دینھما ولم یستسب لھما کتب بارا وان کان عاقا فی حیاتھما ومن لم یبر قسمھما ویقض دینھما واستسب لھما کتب عاقا و
ان کان بارًا فی حیاتھما جو شخص اپنے ماں باپ کے بعد اون کی قسم سچی کرے اور اون کا قرض ادا کرے اور کسی کے ماں باپ کو برا کہکر اونھیں برا نہ کہلوائے وہ
والدین کیساتھ نکوکار لکھا جاتا ہے اگرچہ اون کی زندگی میں نافرمان تھا اور جو اون کی قسم پوری نہ کرے اور اون کا قرض نہ اوتارے اور اوروں کے والدین کو
کو برا کہکر اونھیں برا کہلوائے وہ عاق لکھا جائے اگرچہ اون کی حیات میں نکوکار تھا رواہ الطبرانی فی الاوسط عن عبدالرحمن بن سمرۃ رضی اللہ تعالی عنہ
(حدیث ۱۴) کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم من زار قبر ابویہ او احدھما فی کل یوم جمعۃ مرۃ غفر اللہ کتب برا جو اپنے ماں باپ کی قبر کی
زیارت کرے ہر جمعہ کو اپنے ماں باپ کیساتھ اچھا برتاؤ کرنیوالا لکھا جاوے رواہ الامام الترمذی العارف باللہ الحکیم فی نوادر الاصول عن ابی ھریرۃ
رضی اللہ تعالی عنہما **(حدیث ۱۵)** کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم من زار قبر ابویہ او احدھما یوم الجمعہ فقرأ عندہ یٰسین غفر لہ جو شخص روز
جمعہ اپنے والدین یا ایک کی زیارت قبر کرے اور اوسکے پاس یٰسین پڑھے بخشدیا جاوے رواہ ابن عدی عن الصدیق الاکبر رضی اللہ
تعالی عنہ وفی لفظ من زار قبر والدیہ او احدھما فی کل جمعۃ فقرأ عندہ یٰسین غفر اللہ لہ بعدد کل حرف منھا جو ہر جمعہ والدین یا ایک
کی زیارت قبر کرے وہاں یٰسین پڑھے یٰسین شریف میں جتنے حرف ہیں اون سبکی گنتی کے برابر اللہ تعالی اوسکے لئے مغفرت فرمائے۔ رواہ ھو والخلیلی
وابو شیخ والدیلمی وابن النجار والرافعی وغیرھم عن ام المومنین الصدیقۃ عن ابیھا الصدیق الاکبر رضی اللہ تعا عنھما عن النبی صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم۔ **(حدیث ۱۶)** کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم من زار قبر ابویہ او احدھما احتسابا کان کعدل حجۃ مبرورۃ
ومن کان زوارا لھما زارت الملئکۃ قبرہ جو بہ نیت ثواب اپنے والدین دونوں یا ایک کی زیارت قبر کرے حج مقبول کے برابر ثواب پائے
اور جو بکثرت اونکی زیارت قبر کرتا ہو فرشتے اوسکی قبر کو زیارت کو آویں رواہ الامام الترمذی الحکیم وابن عدی عن ابن عمر رضی اللہ تعالی
عنہما امام ابن الجوزی محدث کتاب عیون الحکایات میں بسند خود محمد ابن العباس وراق سے روایت فرماتے ہیں ایک شخص اپنے بیٹے کے ساتھ سفر کو
گیا راہ میں باپ کا انتقال ہوگیا وہ جنگل درختان مقل یعنی گوگل کے پیڑوں کا تھا اون کے نیچے دفن کر کے بیٹا جہاں جاتا تھا چلا گیا جب پلٹ کر آیا
اس منزل میں رات کو پہونچا باپ کی قبر پر نہ گیا ناگاہ سنا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے رایتک تطوی الدوم لیلا ولا تری ٭ علیک لاھل الدوم
ان تتکلما ٭ ومر باھل الدوم عاج فسلما ٭ میں نے تجھے دیکھا کہ تو رات میں اس جنگل کو طے کرتا ہے اور وہ جوان پیڑوں میں ہے اوس سے
کلام کرنا اپنے اوپر لازم نہیں جانتا حالانکہ ان درختوں میں وہ مقیم ہے کہ اگر تو اوسکی جگہ ہوتا اور وہ یہاں گزرتا تو وہ راہ سے پھر کر آتا اور تیری
قبر پر سلام کرتا **(حدیث ۱۷)** کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم من احب ان یصل اباہ فی قبرہ فلیصل اخوان ابیہ من بعدہ جو
چاہے کہ باپ کی قبر میں اوس کے ساتھ حسن سلوک کرے وہ باپ کے بعد اوسکے عزیزوں دوستوں سے نیک برتاؤ رکھے رواہ ابو یعلی وابن
حبان عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما **(حدیث ۱۸)** کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم من البران تصل صدیق ابیک باپ کے
ساتھ نیکوکاری سے ہے یہ کہ تو اوسکے دوست سے نیک برتاو رکھے رواہ الطبرانی فی الاوسط عن انس رضی اللہ تعالی عنہما **(حدیث ۱۹)**
کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ان ابر البر ان یصل الرجل اھل ودا یعد ان یولی الاب بے شک باپ کیساتھ سب نکوکاریوں سے
بڑھکر یہ نکوکاری ہے کہ آدمی باپ کے بعد اوسکے دوستوں سے اچھی روش ہے رواہ الائمۃ احمد والبخاری فی الادب المفرد ومسلم
فی صحیحہ وابو داؤد والترمذی عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما **(حدیث ۲۰)** کہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم احفظ
ود ابیک لا تقطعہ فیطفی اللہ نورک۔ اپنے ماں باپ کی دوستی نگاہ رکھ اوسے قطع نہ کرنا کہ اللہ تعالی نور تیرا بجھا دیگا رواہ البخاری فی
الادب المفرد والطبرانی فی الاوسط والبیھقی فی الشعب عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما **(حدیث ۲۱)** کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
تعرض الاعمال یوم الاثنین والخمیس علی اللہ تعالی وتعرض علی الانبیاء وعلی الآباء والامھات یوم الجمعہ فیفرحون بحسناتھم وتزداد۔

وجوھھم بیاضا واشراقا فاتقوا اللہ ولا تؤذوا موتاکم ہر دوشنبہ وپنجشنبہ کو اللہ عزوجل کے حضور اعمال پیش ہوتے ہیں اور انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والتسلیم اور ماں باپ کے سامنے ہر جمعہ کو وہ نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں اور ان کے چہروں کی صفائی وتابش بڑھ جاتی ہے تو اللہ سے ڈرو اور اپنے مردوں کو اپنے گناہوں سے رنج نہ پہونچاؤ رواہ الامام الحکیم عن والد عبدالعزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ بالجملہ والدین کا حق وہ نہیں کہ انسان اوس سے کبھی عہدہ برآ ہو وہ اوسکے حیات ووجود کے سبب ہیں تو جو کچھ نعمتیں دینی ودنیوی پائیگا سب اونھیں کے طفیل میں ہوئیں کہ ہر نعمت وکمال وجود پر موقوف ہے اور وجود کے سبب وہ ہوئے تو صرف ماں باپ ہونا ہی ایسے عظیم حق کا موجب ہے جس سے بری الذمہ کبھی نہیں ہو سکتا نہ کہ اوس کے ساتھ اوسکی پرورش میں ان کی کوششیں اسکے آرام کیلئے اون کی تکلیفیں خصوصًا پیٹ میں رکھنے پیدا ہونے دودھ پلانے میں ماں کی اذیتیں ان کا شکر کہاں تک ادا ہو سکتا ہے خلاصہ یہ کہ وہ اسکے لئے اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سائے اور اون کی ربوبیت ورحمت کے مظہر ہیں ولہذا قرآن عظیم میں اللہ جل جلالہ نے اپنے حق کیساتھ اون کا حق ذکر فرمایا کہ ان اشکر لی ولوالدیك حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا حدیث میں ہے ایک صحابی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ ایک راہ میں ایسے پتھروں پر کہ اگر گوشت ان پر ڈالا جاتا کباب ہو جاتے میں ۶ میل تک اپنی ماں کو اپنی گردن پر سوار کر کے لے گیا ہوں کیا میں اوسکے حق سے ادا ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا لعلہ ان یکون بطلقۃ واحدۃ تیرے پیدا ہونے میں جسقدر دردوں کے جھٹکے اوس نے اوٹھائے ہیں شاید اُن میں ایک جھٹکے کا بدلہ ہو سکے رواہ الطبرانی فی الاوسط عن بریدۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ اللہ عزوجل عقوق سے بچائے اور ادائے حقوق کی توفیق عطا فرمائے آمین امین برحمتك یاارحم الراحمین وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین امین والحمد للہ رب العٰلمین واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ ۲۰ ربیع الآخر شریف

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ سگ کا پالنا جائز ہے یا نہیں اور کبوتر پالنا بلا اوڑانے کے بٹیر بازی ومرغبازی وشکرہ وباز پالنا اور اون سے شکار پکڑوانا اور رکھانا درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

شکرا باز پالنا درست ہے اور اون سے شکار کرانا اور اوس کا کھانا بھی درست ہے لقولہ تعالٰی وما علمتم من الجوارح الآیہ مگر یہ ضرور ہے کہ شکار غذا ودوا یا کسی نفع صحیح کی غرض سے ہو محض تفریح ولہو ولعب نہ ہو ورنہ حرام ہے یہ گنہگار ہوگا اگرچہ ان کا مارا ہوا جانور جبکہ وہ تعلیم پا گئے ہوں اور بسم اللہ کہکر چھوڑا ہو حلال ہو جائے گا۔ فان حرمۃ الارسال بنیۃ لھو لاینافی کونہ ذکاۃ شرعیۃ لکن سمی اللہ تعالٰی وضرب لغنم کمن قفاہ حرام الفعل وحل الاکل بٹیر بازی مرغبازی اور اسی طرح ہر جانور کا لڑانا جیسے لوگ مینڈھے لڑاتے ہیں لعل لڑاتے ہیں یہاں تک کہ حرام جانور مثلاً ہاتھیوں ریچھوں کا لڑانا بھی سب مطلقاً حرام ہے کہ بلاوجہ بے زبانوں کو ایذا ہے۔ حدیث میں ہے نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن التحریش بین البھائم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جانوروں کے لڑانے سے منع فرمایا اخرجہ ابو داؤد والترمذی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما وقال الترمذی حسن صحیح کبوتر پالنا جبکہ خالی دل بہلانے کیلئے ہو اور کسی امر ناجائز کی طرف مؤدی نہو جائز ہے اور اگر چھتوں پر چڑھ کر اوڑائے کہ مسلمانوں کی عورات پر نگاہ پڑے یا اون کے اوڑانے کو کنکریاں پھینکے جو کسی کا شیشہ توڑیں یا کسی کی آنکھ پھوڑیں یا کسی کا دم بڑھائے اور تماشا ہونے کیلئے دن بھر اونھیں بھوکا اوڑائے جب اوترنا چاہیں نہ اوترنے دیں ایسا پالنا حرام ہے درمختار میں ہے یکرہ امساك الحمامات ولو فی برجھا ان کان یضر بالناس بنظر اوجلب والاحتیاط ان یتصدق بھا ثم یشتریھا او توھب لہ مجتبی فان کان یطیرھا فوق السطح مطلقا علی عورات المسلمین ویکسر زجاجات الناس برمیہ تلك الحمامات عزر ومنع اشد المنع فان لم یمتنع ذبحھا المحتسب وصرح فی الوھبانیۃ بوجوب التعزیر وذبح الحمامات ولم یقیدہ بما مر ولعلہ اعتمد عادتھم واما للاستیناس فمباح اھ صحیح بخاری وغیرہ میں عبداللہ بن عمر اور صحیح ابن حبان میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں دخلت النار امرأۃ فی ھرۃ ربطتھا فلم تطعمھا ولم تدعھا تاکل من خشاش الارض ایک عورت دوزخ میں گئی ایک بلی کے سبب کہ اوسے باندھ رکھا تھا نہ اوسے کھانا دیا نہ چھوڑا کہ

زمین کے چوہے وغیرہ کھا لیتی ابن حبان کی حدیث میں ہے فرھی تنھش قبلھا ودبرھا وہ بلی دوزخ میں اوس عورت پر مسلط کی گئی ہے کہ اوس کا آگا پیچھا دانتوں سے نوچ رہی ہے ایک حدیث میں حکم ہے کہ جو جانور پالو دن میں ۷۰ بار اوسے دانہ پانی دکھاؤ نہ کہ گھنٹوں پہروں بھوکا پیاسا رکھو اور پیچھے آنا چاہے تو آنے نہ دو علما فرماتے ہیں جانور پر ظلم کافر ذمی پر ظلم سے سخت تر ہے اور کافر ذمی پر ظلم مسلمان پر ظلم سے اشد ہے کمافی درالمختار وغیرہ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں الظلم ظلمت یوم القیامۃ ظلم ظلمتیں ہوگا قیامت کے دن اور اللہ تعالی فرماتا ہے الالعنۃ اللہ علی الظلمین ۵ سن لو اللہ کی لعنت ہے ظلم کرنے والوں پر۔ کتا پالنا حرام ہے جس گھر میں کتا ہو اوس گھر میں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا روزانہ اوس شخص کی نیکیاں گھٹتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں لاتدخل الملئکۃ بیتا فیہ کلب ولاصورۃ فرشتے نہیں آتے اوس گھر میں جس میں کتا یا تصویر ہو رواہ احمد والشیخان والترمذی والنسائی وابن ماجہ عن ابی طلحۃ رضی اللہ تعالی عنہما اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم من اقتنی کلبا الا کلب ماشیۃ اوضاریا نقص من عملہ کل یوم قیراطان جو کتا پالے مگر گلی کا کتا یا شکاری روزانہ اوسکی نیکیوں سے دو قیراط کم ہوں ان قیراطوں کی مقدار اللہ ورسول جانے جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم رواہ احمد والشیخان والترمذی والنسائی عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما تو صرف دو قسم کے کتے اجازت میں رہے ایک شکاری جسے کھانے یا دوا وغیرہ منافع صحیحہ کیلئے شکار کی حاجت ہو نہ شکار تفریح کہ وہ خود حرام ہے دوسرا وہ کتا جو گلے یا کھیتی یا گھر کی حفاظت کیلئے پالا جائے اور حفاظت کی سچی حاجت ہو ورنہ اگر مکان میں کچھ نہیں کہ چور لیں یا مکان محفوظ جگہ ہے کہ چور کا اندیشہ نہیں غرض جہاں یہ اپنے دل سے خوب جانتا ہو کہ حفاظت کا بہانہ ہے اصل میں کتے کا شوق ہے وہاں جائز نہیں آخر آس پاس کے گھر والے بھی اپنی حفاظت ضروری سمجھتے ہیں اگر بے کتے کے حفاظت نہ ہوتی تو وہ بھی پالتے خلاصہ یہ کہ اللہ تعالی کے حکم میں حیلہ نہ نکالے کہ وہ دلوں کی بات جاننے والا ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ از شہر کہنہ ۲۲ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ۔　　بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسئلوں میں (اول یہ کہ) زید اپنی زوجہ کو پردہ کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ دیور وبہنوئی وغیرہ سے پردہ جائز ہے کہ نہیں (دوم یہ کہ) زید کی زوجہ پردہ کرنے سے انکار کرتی ہے اور کہتی ہے کہ اپنے کنبہ میں ایسے قریب رشتہ کے پردہ کی ممانعت نہیں ہے، بلکہ یہ رسم بزرگوں سے جاری ہے میں ہرگز پردہ نہ کروں گی بدیں وجہ دیگر اشخاص کے گھر کی نسبت اور مثال دیتی ہے کہ یہ لوگ بھی اس طریقہ کے پابند نہیں ہیں میں کیونکر پابندی کروں (سوم یہ کہ) وہی لوگ جنکو کہ ایسے قریب کے رشتہ کے پردہ سے انکار ہے در پردہ فتنہ وفساد ہیں بلکہ مسماۃ کو ترغیب بردینے والے اور کہنے والے ہیں کہ ایسے نوایجاد طریقوں سے اب یہ گھر برباد ہوگا۔ اون شخصوں کا یہ خیال بدکیسا ہے اور اون کے واسطے کیا حکم ہے (چہارم یہ کہ) وہ لوگ جو کہ رشتہ میں دیور وبہنوئی وغیرہ ہیں پردہ کرنے سے ناراض ہوتے ہیں بلکہ طعن کرتے ہیں کہ یہ خوب نیا رسم جاری ہے۔ (پنجم یہ کہ) زوجہ زوج سے اسی سبب سے کہتی ہے کہ تم مجھ کو طلاق دیدو ورنہ میں پردہ ہرگز نہ کروں گی ان لوگوں سے تو اوس زوجہ کو کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا فقط

الجواب

جیٹھ دیور بہنوئی پھپا خالو چچازاد ماموں زاد پھپی زاد خالہ زاد بھائی یہ سب لوگ عورت کیلئے محض اجنبی ہیں بلکہ ان کا ضرر نرے بیگانے شخص کے ضرر سے زائد ہے کہ محض غیر آدمی گھر میں آتے ہوئے ڈریگا اور یہ آپس کے میل جول کے باعث خوف نہیں رکھتے عورت نرے اجنبی شخص سے دفعۃ میل نہیں کھا سکتی اور ان سے لحاظ ٹوٹا ہوتا ہے ولہذا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے غیر عورتوں کے پاس جانے کو منع فرمایا ایک صحابی انصاری نے عرض کی یا رسول اللہ جیٹھ دیور کیلئے کیا حکم ہے فرمایا الحمو الموت۔ جیٹھ دیور تو موت ہیں رواہ احمد والبخاری عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ خصوصًا جو وضع لباس وطریقۂ پوشش اب عورات میں رائج ہے کہ کپڑے باریک جن میں سے بدن چمکتا ہے یا سر کے بالوں یا گلے یا بازو یا کلائی یا پیٹ یا پنڈلی کا کوئی حصہ کھلا ہو یوں تو سوا خاص محارم کے جن سے نکاح ہمیشہ کو حرام ہے کسی کے سامنے ہونا سخت حرام قطعی ہے اور اگر بفرض غلط کوئی عورت ایسی ہو بھی کہ ان امور کی پوری احتیاط ہمیشہ رکھے کپڑے موٹے سر سے پاؤں تک پہنے رہے کہ مونھ کی ٹکلی اور ہتھیلیوں تلووں کے سوا جسم کا کوئی بال کبھی نہ ظاہر ہو تو اس صورت میں بھی جبکہ شوہر ان لوگوں کے

سامنے آنے کو منع کرتا اور ناراض ہوتا ہے تو اب یوں سامنے آنا بھی حرام ہو گیا عورت اگر نہ مانیگی اللہ قہار کے غضب میں گرفتار رہوگی جبتک شوہر ناراض رہے گا عورت کی کوئی نماز قبول نہ ہوگی اللہ کے فرشتے عورت پر لعنت کرینگے اگر طلاق مانگے گی منافقہ ہوگی جو لوگ عورت کو بھڑکاتے شوہر سے بگاڑ پر ابھارتے ہیں وہ شیطان کے پیارے ہیں **حدیث ۱** ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں ثلثة لاتجاوز صلاتہم اذانہم العبد الأبق حتی یرجع وامراۃ باتت وزوجہا علیہا ساخط وامام قوم وھم لہ کارھون ۔ تین شخصوں کی نماز اون کے کانوں سے اوپر نہیں اٹھتی آقا سے بھاگا ہوا غلام جبتک پلٹ کر آئے اور عورت کہ سوئے اور اوس کا شوہر اوس سے ناراض ہو اور جو کسی قوم کی امامت کرے اور وہ اسکے عیب کے باعث اسکی امامت پر راضی نہوں رواہ الترمذی وحسنہ عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالی عنہ **حدیث ۲** ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں ثلثة لاترفع صلاتہم فوق رؤسہم شبرا رجل ام قوما وھم لہ کارھون وامراۃ باتت وزوجہا علیہا ساخط واخوان متصارمان تین آدمیوں کی نماز اون کے سروں سے بالشت بھر اوپر بلند نہیں ہوتی ایک ہی امام اور عورت کہ سوئے اور شوہر ناراض ہے اور دو بھائی کہ آپس میں علاقہ محبت قطع کئے ہوں رواہ ابن ماجہ وابن حبان بسند حسن عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما ۔

حدیث ۳ ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں ثلثة لایقبل اللہ لہم صلاۃ ولاتصعد لہم الی السماء حسنة العبد الأبق حتی یرجع الی موالیہ فیضع یدہ فی ایدیہم والمرأۃ الساخط علیہا زوجہا حتی یرضی والسکران حتی یصحو تین شخصوں کی کوئی نماز قبول نہیں ہوتی نہ کوئی نیکی آسمان کو چڑھے بھاگا ہوا غلام جبتک اپنے آقاؤں کی طرف پلٹ کر اپنے آپ کو اون کے قابو میں دے اور عورت جس سے اوس کا خاوند ناراض ہو یہاں تک کہ راضی ہو جائے اور نشے والا جبتک ہوش میں آئے رواہ الطبرانی فی الاوسط وابنا خزیمۃ وحبان فی صحیحہما عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہما۔ **حدیث ۴** ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا باتت المرأۃ ھاجرۃ فراش زوجہا لعنتہا الملئکة حتی تصبح جب عورت اپنے شوہر کا بچھونا چھوڑ کر سوئے تو صبح تک فرشتے اوس پر لعنت کریں رواہ البخاری ومسلم والنسائی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ ۔ **حدیث ۵** ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان المرأۃ اذا خرجت من بیتہا وزوجہا کارہ لعنہا کل ملك فی السماء وکل شیئ مرت علیہ غیر الجن والانس حتی ترجع جو عورت اپنے گھر سے باہر جائے اور اوسکے شوہر کو ناگوار ہو جبتک پلٹ کر آئے آسمان میں ہر فرشتہ اوس پر لعنت کرے اور جن وآدمی کے سوا جس جس چیز پر گزرے سب اوس پر لعنت کریں رواہ الطبرانی فی الاوسط عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما۔ **حدیث ۶** ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں ایما امرأۃ سألت زوجہا الطلاق من غیر ما بأس فحرام علیہا رائحة الجنة جو عورت بے ضرورت شرعی خاوند سے طلاق مانگے اوس پر جنت کی بو حرام ہے رواہ احمد وابوداؤد والترمذی وحسنہ وابن ماجہ وابن حبان والحاکم وقال صحیح علی شرط البخاری ومسلم واقرہ عن ثوبان رضی اللہ تعالی عنہ **حدیث ۷** ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان المختلعات ھن المنافقات خاوندوں سے طلاق مول لینے والیاں وہی منافقہ ہیں رواہ الطبرانی فی الکبیر بسند حسن عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ ۔ **حدیث ۸ تا ۱۱** ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں من خبب علی امرئ زوجتہ اومملوکہ فلیس منا جو کسی شخص پر اوسکی زوجہ یا اسکی باندی غلام کو بگاڑ دے وہ ہمارے گروہ سے نہیں رواہ احمد والبزار وابن حبان والحاکم وقال صحیح واقرہ عن بریدۃ وابوداؤد والحاکم بسند صحیح عن ابی ھریرۃ والطبرانی فی الاوسط عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین رہا اس پر طعن کرنا اور نئی رسم بتانا یہ حکم خدا ورسول پر طعنہ ہے اون لوگوں کو اپنے ایمان کی فکر چاہئے اور حکم شرع کے مطابق اپنی ناجائز رسم کی ضد پکڑنی اور جاہل بزرگوں کا حوالہ دینا یہ کافروں کی خصلت تھی ان سب پر توبہ فرض ہے اللہ تعالی مسلمانوں کو نیک توفیق بخشے آمین ۔ واللہ تعالی اعلم ۔

مسئلہ ۔ ۲۲ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چند اشخاص ایک جگہ پر بیٹھے ہیں اور ایک شخص نے آکر کہا السلام علیکم اوس کے جواب میں انھوں نے جواب دیا ۔ آداب عرض ۔ یا تسلیمات ۔ یا بندگی ۔ یا اون میں سے ایک شخص نے اپنا ہاتھ ماتھے تک اوٹھایا اور منہ سے کچھ جواب نہ دیا بس

کفایہ اشخاص مذکورہ اس صورت میں اٹھ گیا یا نہیں اس صورت میں کیا حکم ہے۔

الجواب

تنہا وہ سب گنہگار رہے جبتک اون میں سے وعلیکم السلام وعلیک یا السلام علیکم نہ کہے کہ الفاظ مذکورہ بندگی آداب تسلیمات وغیرہا الفاظ سلام سے نہیں ہے اور صرف ہاتھ اوٹھا دینا کوئی چیز نہیں جب تک اوس کے ساتھ کوئی لفظ سلام نہ ہو۔ ردالمحتار میں ظہیریہ سے ہے لفظ السلام فی المواضع کلہا السلام علیکم او سلامٌ علیکم بالتنوین وبدون ھذین کما یقول الجہال لا یکون سلاما اھ **اقول** فلا یکون جوابا لان جواب السلام لیس الا بالسلام اما وحدہ او بزیادۃ الرحمۃ والبرکات لقولہ تعالٰی اذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا او ردوھا ومعلوم ان ما اخترعوا من الالفاظ او الاجزاء بالایماء اما ان یکون تحیۃ اولا علی الثانی عدم براءۃ الذمۃ ظاہر لان المامور بہ التحیۃ وعلی الاول لیس عین السلام وھو ظاہر ولا احسن منہ فان المخترع لا یمکن ان یکون احسن من الوارد فخرج عن کلا الوجہین وبقی الواجب الکفائی علی کل عین مرقاۃ شریف میں ہے قد صح بالاحادیث المتواترۃ معنی ان السلام باللفظ سنۃ وجوابہ واجب کذلک حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لیس منا من تشبہ بغیرنا لا تشبہوا بالیہود ولا بالنصاری فان تسلیم الیہود الاشارۃ بالاصابع وتسلیم النصاری الاشارۃ بالکف ہمارے گروہ سے نہیں جو ہمارے غیروں کی شکل بنے۔ نہ یہود سے مشابہت پیدا کرو نہ نصاری سے کہ یہود کا سلام اونگلی سے اشارہ کرنا ہے اور نصاری کا سلام ہتھیلی سے اشارہ۔ رواہ الترمذی عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما وقال اسنادہ ضعیف قال العلامۃ القاری لعل وجہہ انہ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ وقد تقدم الخلاف فیہ وان المعتمد ان سندہ حسن لاسیما وقد اسندہ السیوطی فی الجامع الصغیر الی ابن عمرو فارتفع النزاع وزال الاشکال۔ اھ

اقول رحم اللہ مولانا القاری انما احالہ الامام السیوطی علی ت یعنی الترمذی فنعم یرتفع النزاع ویزول الاشکال ثم لیس تضعیف الترمذی لما ظن فان الجمہور ومنہم الترمذی علی الاحتجاج بعمرو بن شعیب وبروایتہ عن ابیہ عن جدہ بل الوجہ انہ من روایۃ ابن لہیعۃ اذ یقول الترمذی **حدثنا قتیبۃ نا** ابن لہیعۃ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال فذکرہ قال الترمذی ھذا حدیث اسنادہ ضعیف وروی ابن المبارک ھذا الحدیث عن ابن لہیعۃ فلم یرفعہ اھ وقد قال فی کتاب النکاح باب ما جاء فی من یتزوج المرأۃ ثم یطلقہا قبل ان یدخل بہا الحدیث رواہ بعین السند ھذا حدیث لا یصح ابن لہیعۃ یضعف فی الحدیث اھ مختصراً وکذا ضعفہ فی غیر ھذا المحل فالیہ یشیر ھنا نعم الاظہر عندی ان حدیث ابن لہیعۃ لا ینزل عن الحسن وقد صرح المناوی فی التیسیر ان حدیثہ حسن۔ ہاں لفظ سلام کے ساتھ ہاتھ کا اشارہ بھی ہو تو مضائقہ نہیں۔ اخرج الترمذی قال حدثنا سوید نا عبداللہ بن المبارک نا عبدالحمید بن بہرام انہ سمع شہر بن حوشب یقول سمعت اسماء بنت یزید تحدث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر فی المسجد یوما و عصبۃ من النساء قعود فالوی بیدہ ھذا حدیث حسن الخ قال الامام النووی وھو محمول علی انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جمع بین اللفظ و الاشارۃ ویدل علی ھذا ان ابا داؤد روی ھذا الحدیث وقال فی روایتہ فسلم علینا اھ قال العلامۃ القاری بعد نقلہ قلت علی تقدیر عدم تلفظہ علیہ الصلٰوۃ والسلام بالسلام لا محذور فیہ لانہ ما شرع السلام علی من مر علی جماعۃ من النسوان وان ما مر عنہ علیہ الصلٰوۃ والسلام مما تقدم من السلام المصرح فہو من خصوصیاتہ علیہ الصلٰوۃ والسلام فلہ ان یسلم وان لا یسلم وان یشیر ولا یشیر علی انہ قد یراد بالاشارۃ مجرد التواضع من غیر قصد السلام الخ **اقول** مبنی کلہ علی انہ لم یرد السلام ولا یظہر فرق بین ما ذکر اولا وما زاد فی العلاوۃ سوی انہ ذکر فیہا الاشارۃ محملا وھو التواضع وھذہ شاہدۃ الواقعۃ سیدتنا اسماء رضی اللہ تعالٰی عنہا شاہدۃ بانہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سلم فان لم یحمل علی التلفظ لزم ان تکون نفس الاشارۃ تسلیما وھو معلوم الانتفاء من الشرع فوجب الحمل علی الجمع تأمل لعل لکلامہ محملا لست احصلہ۔ واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۸ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ مسئولہ شیخ شوکت علی صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص میرا دوست آیا اور اوس نے مجھ سے کہا چلو ایک جگہ عرس ہے میں چلا گیا وہاں جاکر دیکھا کہ بہت اشخاص ہیں اور قوالی اس طریقہ سے ہو رہی ہے کہ ایک ڈھول اور دو سارنگی بج رہی ہے اور چند قوال پیران پیر دستگیر کی شان میں شعر پڑھ رہے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی نعت کے اشعار اور اولیاء اللہ کی شان میں اشعار گارہے ہیں اور ڈھول سارنگیاں بج رہی ہیں یہ باجے مذکورہ تو شریعت میں حرام ہیں کیا اس فعل سے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور اولیاء اللہ خوش ہوں گے اور یہ اشخاص مذکورہ حاضرین جلسہ گنہگار ہوئے یا نہیں اور ایسی قوالی جائز ہے یا نہیں اور اگر جائز ہے تو کس طرح پر۔ بینوا توجروا فقط۔

الجواب

ایسی قوالی حرام ہے حاضرین سب گنہگار ہیں اور اون سب کا گناہ ایسا عرس کرنے والوں اور قوالوں پر ہے اور قوالوں کا بھی گناہ اوس عرس کرنے والے پر بغیر اس کے کہ عرس کرنے والے کے ماتھے قوالوں کا گناہ جانے سے قوالوں پر سے گناہ کی کچھ کمی آئے یا اوسکے قوالوں کے ذمہ حاضرین کا وبال پڑنے سے حاضرین کے گناہ میں کچھ تخفیف ہو۔ نہیں بلکہ حاضرین میں ہر ایک پر اپنا پورا گناہ اور قوالوں پر اپنا گناہ الگ اور سب حاضرین کے برابر جدا اور سب حاضرین کے برابر علیحدہ وجہ یہ کہ حاضرین کو عرس کرنے والے نے بلایا یا اون کے لئے اس گناہ کا سامان پھیلایا اور قوالوں نے اونھیں سنایا اگر وہ سامان نہ کرتا یہ ڈھول سارنگی نہ سناتے تو حاضرین اس گناہ میں کیوں پڑتے اس لئے ان سب کا گناہ اون دونوں پر ہوا پھر قوالوں کے اس گناہ کا باعث وہ عرس کرنے والا ہوا وہ نہ کرتا نہ بلاتا تو یہ کیوں کر آتے بجاتے لہذا قوالوں کا بھی گناہ اوس بلانے والے پر ہوا کما قالوا فی سائل قوی ذی مرۃ سوی ان الاخذ والمعطی اٰثمان لانھم لولم یعطوا لما فعلوا فکان العطاء ھو الباعث لھم علی الاسترسال فی التکدی والسوال وھذا کلہ ظاھر علی من عرف القواعد الکریمۃ الشرعیۃ وباللہ التوفیق۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں من دعا الی ھدی کان لہ من الاجر مثل اجور من تبعہ لاینقص ذلک من اجورھم شیئا ومن دعا الی ضلالۃ کان علیہ من الاثم مثل اٰثام من تبعہ لاینقص ذلک من اٰثامھم شیئا جو کسی امر ہدایت کی طرف بلائے جتنے اوس کا اتباع کریں اون سب کی برابر ثواب پائے اور اوس سے اون کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ آئے اور جو کسی امر ضلالت کی طرف بلائے جتنے اوس کے بلانے پر چلیں اون سب کے برابر اوس پر گناہ ہو اور اوس سے اون کے گناہوں میں کچھ تخفیف نہ ہو رواہ الائمۃ احمد ومسلم والاربعۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہما مسئلہ نص شارع علیہ الصلاۃ والسلام سے لیا جائے گا یا فقہ امام مجتہد رضی اللہ تعالی عنہ سے اگر نص شارع صلی اللہ تعالی علیہ وسلم درکار ہے تو مزامیر کی حرمت میں احادیث کثیرہ بالغ بحد تواتر وارد ہیں از انجملہ اجل واعلی حدیث صحیح بخاری شریف ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں لیکونن فی امتی اقوام یستحلون الحر والحریر والخمر والمعازف ضرور میری امت میں وہ لوگ ہونے والے ہیں جو حلال ٹھہرائیں گے عورتوں کی شرمگاہ یعنی زنا اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو حدیث صحیح جلیل متصل وقد اخرجہ ایضا احمد وابو داؤد وابن ماجہ والاسمعیلی وابو نعیم باسانید صحیحۃ لامطعن فیہا وصححہ جماعۃ اخرون من الائمۃ کما قالہ بعض الحفاظ قالہ الامام ابن حجر فی کف الرعاع احادیث صحاح مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یا محتمل واقعے یا متشابہ پیش نہیں ہو سکتے ہر عاقل جانتا ہے کہ صحیح کے سامنے ضعیف متعین کے آگے محتمل محکم کے حضور متشابہ واجب الترک ہے پھر کہاں قول کہاں حکایت فعل پھر کجا محرم کجا مبیح ہر طرح یہی واجب العمل اسی کو ترجیح اور اگر فقہ مطلوب ہے تو خود امام مذہب امام اعظم امام الائمہ رضی اللہ تعالی عنہ کا ارشاد اور ہدایہ جیسی اعلی درجہ معتمد کتاب کا ارشاد وفی دلت المسألۃ علی ان الملاھی کلھا حرام حتی التغنی لضرب القضیب وکذا قول ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالی عنہ ابتلیت لان الابتلاء بالمحرم یکون غرض حدیث وفقہ کا حکم تو یہ ہے ہاں اگر کسی کو قصداً ہوس پرستی منظور ہو تو اوس کا علاج کسی کے پاس ہے کاش آدمی گناہ کرے اور گناہ جانے اقرار لائے اصرار سے باز آئے لیکن یہ تو اور بھی سخت ہے کہ ہوس بھی پالے اور الزام بھی ٹالے اپنے لئے حرام کو حلال بنالے۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ معاذ اللہ اوسکی تہمت محبوبان خدا اکابر سلسلہ عالیہ چشت قدست اسرارہم کے سر دھرتے ہیں نہ خدا سے خوف نہ بندوں سے شرم کرتے

ہیں حالانکہ خود حضور محبوب الٰہی سیدی ومولائی نظام الحق والدین سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالٰی عنہ وعنہم وعنابہم فوائد الفواد شریف میں فرماتے ہیں مزامیر حرام ست مولانا فخر الدین زرادی خلیفہ حضور سیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالٰی عنہما نے حضور کے زمانہ مبارک میں خود حضور کے حکم احکم سے مسئلہ سماع میں رسالہ کشف القناع عن اصول السماع تحریر فرمایا اوس میں صاف ارشاد ہے کہ اما سماع مشائخنا رضی اللہ تعالٰی عنہم فبریٔ عن ھذہ التھمۃ و ھو مجرد صوت القوال مع الاشعار المشعرۃ من کمال صنعۃ اللہ تعالٰی ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کا سماع اس مزامیر کے بہتان سے بری ہے وہ صرف قوال کی آواز ہے اون اشعار کیساتھ جو کمال صنعت الٰہی سے خبر دیتے ہیں۔ للہ انصاف اس امام جلیل خاندان عالی چشت کا یہ ارشاد مقبول ہوگا یا آجکل مدعیان خامکار کی تہمت بے بنیاد ظاہرۃ الفساد ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ سیدی مولانا محمد بن مبارک بن محمد علوی کرمانی مرید حضور پر نور شیخ العالم فریدالحق والدین گنج شکر وخلیفہ حضور سیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالٰی عنہم کتاب مستطاب سیر الاولیاء میں فرماتے ہیں حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز می فرمود کہ چندیں چیز می باید تا سماع مباح شود مسمع و مستمع و مسموع و آلۂ سماع مستمع یعنی گویندہ مرد تمام باشد کودک نباشد و عورت نباشد و مستمع آنکہ می شنود از یاد حق خالی نباشد و مسموع آنچہ بگویند فحش و مسخرگی نباشد و آلہ سماع مزامیر ست چوں چنگ ورباب و مثل آں می باید کہ درمیان نباشد ایں چنیں سماع حلال است۔ مسلمانو! یہ فتوی ہے سرور و سردار سلسلہ عالیہ چشت حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالٰی عنہ کا۔ کیا اس کے بعد بھی مفتریوں کو منہ دکھانے کی گنجائش ہے نیز سیر الاولیاء شریف میں ہے یکے بخدمت حضرت سلطان المشائخ عرضداشت کہ دریں روزہا بعضے از درویشاں آستانہ دار در مجمعے کہ چنگ ورباب و مزامیر بود رقص کردند فرمود نیکو نہ کردہ اند انچہ نامشروع است ناپسندیدہ است بعد ازاں یکے گفت چوں ایں طائفہ ازاں مقام بیروں آمدند با ایشاں گفتند کہ شما چہ کردید دراں جمع مزامیر بود سماع چگونہ شنیدید و رقص کردید ایشاں جواب دادند کہ ماچناں مستغرق سماع بودیم کہ ندانستیم کہ ایں جا مزامیر ست یا نہ حضرت سلطان المشائخ فرمود ایں جواب ہم چیزے نیست ایں سخن در ہمہ معصیتہا بیاید مسلمانوں کیسا صاف ارشاد ہے کہ مزامیر ناجائز ہے اور اس عذر کا کہ ہمیں استغراق کے باعث مزامیر کی خبر نہ ہوئی کیا مسکت جواب عطا فرمایا کہ ایسا حیلہ ہر گناہ میں چل سکتا ہے۔ شراب پئے اور کہدے شدت استغراق کے باعث ہمیں خبر نہ ہوئی کہ شراب ہے یا پانی۔ زنا کرے اور کہدے غلبۂ حال کے سبب تمیز نہ ہوئی کہ جورو ہے یا بیگانی اوسی میں ہے حضرت سلطان المشائخ فرمود من منع کردہ ام کہ مزامیر الحرمات درمیان نباشد و دریں باب بسیار غلو کرد تا بحدیکہ گفت اگر امام راسہو افتد مرد بتسبیح اعلام کند و زن سبحان اللہ نگوید زیراکہ نشاید آواز آں شنودن پس پشت دست برکف دست زند وکف دست برکف دست نزند کہ آں بلھوی ماند تا ایں غایت از ملاہی و امثال آں پرہیز آمدہ است پس در سماع طریق اولی کہ ازیں بابت نباشد یعنی در منع دستک چندیں احتیاط آمدہ است پس در سماع مزامیر بطریق اولی منع است اھ باختصار مسلمانو جو ائمہ طریقت اس درجہ احتیاط فرمائیں کہ تالی کی صورت کو ممنوع بتائیں وہ اور معاذ اللہ مزامیر کی تہمت للہ انصاف کیسا ضبط بے ربط ہے۔ اللہ تعالٰی اتباع شیطان سے بچائے اور ان سچے محبوبان خدا کا سچا اتباع عطا فرمائے آمین الٰہ الحق آمین بجاہہم عندک آمین والحمد للہ رب العالمین کلام یہاں طویل ہے اور انصاف دوست کو اسی قدر کافی واللہ الہادی واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ مسئولہ شیخ شوکت علی صاحب فاروقی ۶ جمادی الاولٰی ۱۳۲۰ھ

علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ بعض شخص اس طرح نام رکھ لیتے ہیں جیسے علی جان نبی جان محمد جان محمد نبی احمد نبی۔ نبی احمد۔ محمد یٰسین۔ محمد طٰہٰ۔ غفور الدین۔ غلام علی۔ غلام حسین۔ غلام غوث۔ غلام جیلانی۔ ہدایت علی۔ بس اس طرح کے نام رکھنا جائز ہیں یا نہیں مولوی عبدالحئی صاحب لکھنوی نے اپنے فتاوی میں ہدایت علی نام رکھنا ناجائز بتایا ہے اس میں حق کیا ہے۔ بینوا توجروا۔

شوکت علی عفی عنہ

الجواب

محمد نبی۔ احمد نبی۔ نبی احمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر بیشمار درودیں یہ الفاظ کریمہ حضور ہی پر صادق اور حضور ہی کو زیبا ہیں افضل صلوات

اللہ واجل تسلیمات اللہ علیہ وعلی آلہ دوسرے کے یہ نام رکھنا حرام ہیں کہ ان میں حقیقۃً ادعائے نبوت نہ ہونا مسلم ورنہ خالص کفر ہوتا مگر صورت ادعا ضرور ہے اور وہ بھی یقیناً حرام ہے اور یہ زعم کہ اعلام میں معنی اول ملحوظ نہیں ہوتے نہ شرعاً مسلم نہ عرفاً مقبول۔ معنی اول مراد نہ ہونے میں شک نہیں مگر نظر سے محض ساقط ہونا بھی غلط ہے احادیث صحیحہ کثیرہ سے ثابت کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بکثرت اسما جنکے معنی اصلی کے لحاظ سے کوئی برائی تھی تبدیل فرمادیئے جامع الترمذی میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یغیر الاسم القبیح نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ برے نام کو بدل دیتے۔ سنن ابی داؤد میں ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے عاصی وعزیز وعتلہ وشیطان وحکم وغراب وحباب وشہاب نام تبدیل فرمادیئے قال ترکت اسانیدھا للاختصار اَصرم کا نام بدل کرزرعہ رکھا رواہ عن اسامۃ بن اخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ عاصیہ کا نام جمیلہ رکھا رواہ مسلم عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما بَرّہ کا نام زینب رکھا اور فرمایا۔ لاتزکوا انفسکم اللہ اعلم باھل البر منکم اپنی جانوں کو آپ اچھا نہ بناؤ خدا خوب جانتا ہے کہ تم میں نکوکار کون ہے بَرّہ کے معنی تھے زن نکوکار اسے خودستائی بتاکر تبدیل فرمادیا رواہ مسلم عن زینب بنت ابی سلمۃ رضی اللہ تعالٰی عنہما اور ارشاد فرماتے ہیں صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم انکم تدعون یوم القیمۃ باسمائکم واسماء اٰبائکم فاحسنوا اسماءکم بے شک تم قیامت کے دن اپنے اور اپنے ماں باپ کے نام سے پکارے جاؤگے تو اپنے نام اچھے رکھو۔ رواہ احمد وابوداؤد عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہما بسند جید اگر اصلی معنی بالکل ساقط النظر ہیں تو فلاں نام اچھا فلاں برا ہونے کے کیا معنی اور تبدیل کی کیا وجہ اور خودستائی کہاں مسمّی پر دلالت کرنے میں سب یکساں۔ معہذا انھیں لوگوں سے پوچھ دیکھئے کیا اپنی اولاد کا نام شیطان ملعون رافضی خبیث خوک وغیرہ رکھنا گوارا کرینگے ہرگز نہیں توقطعاً معنی اصلی کی طرف لحاظ باقی ہے پھر کس مونھ سے اپنے آپ اور اپنی اولاد کو نبی کہتے ہیں اور کہلواتے ہیں کیا کوئی مسلمان اپنا یا اپنے بیٹے کا رسول اللہ یا خاتم النبیین یا سید المرسلین نام رکھنا روا رکھیگا حاشا وکلا پھر محمد نبی۔ احمد نبی۔ نبی احمد کیوں کر روا ہوگیا یہاں تک کہ بعض ناخدا ترسوں کا نام نبی اللہ سنا ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم کیا رسالت وختم نبوت کا ادعا حرام ہے اور نری نبوت کا حلال مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے ناموں کو تبدیل کردیں ؎ ہیچ پسند دخرد جان فروز ٭ تاج شہی برسر کفش دوز۔ عجب نہیں کہ ایسی علیل تاویلیں ذلیل تحلیل والے شدہ شدہ اللہ عزوجل یا الٰہ العالمین نام رکھنے لگیں کہ آخر علم میں اصلی معنی تو ملحوظ نہیں والعیاذ باللہ رب العالمین اور نہ بھی رکھیں تو اس نام رکھنے کا جواز تو اونھیں خواہی نخواہی ماننا ہوگا جو تقریر محمد نبی کے جواز میں گڑھیں گے بعینہ وہی اللہ عزوجل نام رکھنے کے جواز میں جاری ہوگی اصل معنی یہاں مراد نہیں تو یہاں بھی نہیں وہ بے لحاظ معنی محض تبرکا رکھا گیا کہ نبی کے نام میں برکت ہے تو یہ بے لحاظ معنی تبرکا کیوں نہ جائز ہوگا آخر نام الٰہی میں نام نبی سے زیادہ ہی برکت ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم یونہیں نبی جان نام رکھنا نامناسب ہے اگر جان ایک کلمہ جداگانہ بنظر محبت زیادہ کیا ہوا جانیں جب کہ غالب یہی ہے جب تو ظاہر کہ ظاہر ادعائے نبوت ہوا اور اگر ترکیب مقلوب سمجھیں یعنی جان نبی تو تزکیہ وخودستائی میں بَرّہ سے ہزار درجہا زائد ہوا نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اوسے پسند نہ فرمایا یہ کیوں کر پسند ہوسکتا ہے یونہیں یٰسین وطٰہٰ نام رکھنا منع ہے کہ وہ اسمائے الٰہیہ واسمائے مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ایسے نام ہیں جن کے معنی معلوم نہیں کیا عجب کہ اون کے وہ معنی ہوں جو غیر خدا ورسول میں صادق نہ آسکیں تو اون سے احتراز لازم جس طرح نامعلوم المعنی رقیہ منتر جائز نہیں ہوتا کہ مبادا کسی شرک وضلال پر مشتمل ہو امام ابوبکر بن العربی کتاب احکام القرآن میں فرماتے ہیں روی اشہب عن مالک لایتسمی احد بیٰسین لانہ اسم اللہ تعالٰی وھو کلام بدیع وذلک ان العبد یجوز لہ ان یسمی باسم الرب اذا کان فیہ معنی منہ کعالم وقادر وانما منع مالک من التسمیۃ بھذا الاسم لانہ من الاسماء التی لایدری ما معناھا فربما کان ذلک معنی ینفرد بہ الرب تعالٰی فلاینبغی ان یقدم علیہ من لایعرف مما فیہ من الخطر فاقتضی النظر المنع منہ۔ علامہ شہاب الدین احمد خفاجی حنفی مصری نسیم الریاض شرح شفا امام قاضی عیاض میں اسے نقل کرکے فرماتے ہیں وھو کلام نفیس فقیر نے اوس کے ہامش پر لکھا۔ قد کان ظھر لی المنع عنہ لعین ھذا المعنی لکن نظر الی انہ اسم النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولا ندری معناہ فلعل لہ معنی لایصح فی غیرہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

ولعل ھذا اولی مما تقدم لان کونہ اسم النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اظھر واشھر فلا یکون لہ معنی ینفرد بہ الرب عزوجل واللہ تعالی اعلم بعینہ یہی حال اسم طٰہٰ کا ہے والبیان البیان والدلیل الدلیل لفظ پاک محمد اون میں شامل کر دینا ممانعت کی تلافی نہ کریگا کہ یٰسین وطٰہٰ یہ اب بھی نامعلوم المعنی ہی رہے اگر وہ معنی مخصوص بذات اقدس ہوئے تو محمد ملانا ایسا ہوگا کہ کسی کا نام رسول اللہ نہ رکھا محمد رسول اللہ رکھا یہ کب حلال ہو سکتا ہے وہذا کلہ ظاہر جدا یوہیں **غفور الدین** بھی سخت قبیح وشنیع ہے غفور کے معنی مٹانے والا چھپانے والا اللہ عزوجل غفور ذنوب ہے یعنی اپنی رحمت سے اپنے بندوں کے ذنوب مٹاتا عیوب چھپاتا ہے تو غفور الدین کے معنی ہوئے دین کا مٹانے والا یہ ایسا ہوا جیسے شیطان نام رکھنا جسے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے تبدیل فرمادیا یا دین پوش تقیہ کوش یہ ایسا ہوا جیسے رافضی نام رکھنا بہرحال شدید شناعت پر مشتمل ہے اس سے تو عاصیہ نام بہت ہلکا تھا جسے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے تغیر فرمادیا کہ معاصی کا عرفاً اطلاق اعمال تک ہے اور دین پوش کی بلا ملت وعقائد پر والعیاذ باللہ رب العالمین۔ حدیث میں ہے **الفال موکل بالنطق** بعض برے ناموں کی تبدیل کا یہی منشا تھا کما ارشد الیہ غیر ماحدیث مولانا علی قاری مرقاۃ میں نقل فرماتے ہیں ان الاسماء تنزل من السماء نام آسمان سے اترتے ہیں یعنی غالباً اسم ومسمی میں کوئی مناسبت غیب سے ملحوظ ہوتی ہے اہل تجربہ نے کہا ہے ع مزن فال بد کا ورد حال بد ٭ اللھم احفظنا وارحمنا فقیر نے بچشم خود ایسے قبیح ناموں کا سخت برا اثر پڑتے دیکھا ہے بھلے چنگے سنی صورت کو آخر عمر میں دین پوش ناحق کوش ہوتے پایا ہے نسأل اللہ العفو والعافیۃ اللھم یاقوی یاقدیر یارحمن یارحیم یاعزیز یاغفور صل وسلم وبارک علی سیدنا ومولانا محمد والہ وصحبہ وثبتنا علی دینک الحق الذی ارتضیتہ لانبیائک ورسلک وملئکتک حتی نلقاک بہ وعافنا من البلاء والبلؤ والفتن ماظھر منھا ومابطن وصل وسلم وبارک علی سیدنا محمد والہ اجمعین وارحم عجزنا وفاقتنا بھم یاارحم الراحمین اٰمین والصلاۃ والسلام علی شفیع الکریم والہ وصحبہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین اٰمین۔ اور ایک سخت آفت یہ ہوتی ہے کہ ایسے قبیح نام والے کے ساتھ حسب رواج نام پاک محمد ملا کر لکھتے ہیں (کہتے ہیں) اور اسی کی اوروں سے طمع رکھتے ہیں اگر کوئی خالی اون کا نام بے نام اقدس لکھے تو گویا اپنی حقارت جانتے اور آدھا نام لینا سمجھتے ہیں حالانکہ ایسے برے معنی کے ساتھ اس نام پاک کا ملانا خود اس نام کریم کے ساتھ گستاخی ہے یہ نکتہ ہمیشہ یاد رہے کہ ان امور کی طرف اوسی کو التفات وتنبیہ عطا فرماتے ہیں جسے ایمان وادب سے حصہ وافیہ بخشتے ہیں۔ وللہ الحمد اسی بناپر فقیر کبھی جائز نہیں رکھتا کہ کلب علی بندہ حسن نثار حسین غلام علی قربان حسن فدا حسین وامثال ذلک اسماء کے ساتھ نام پاک ملاکر کہا جائے اللھم ارزقنا حسن الادب ونجنا من مورثات الغضب اٰمین جو دو (۲۰) نام کہ سائل نے پوچھے اون میں سے یہ سات ناجائز وممنوع ہیں باقی سات میں حرج نہیں۔ **علی جان محمد جان** کا جواز تو ظاہر کہ اصل نام علی ومحمد ہے اور جان بنظر محبت زیادہ اور حدیث سے ثابت کہ محبوبان خدا انبیا واولیاء علیہم الصلاۃ والثنا کے اسمائے طیبہ پر نام رکھنا مستحب ہے جبکہ اون کے مخصوصات سے نہ ہو حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں تسموا باسماء الانبیاء انبیاء کے ناموں پر نام رکھو۔ رواہ البخاری فی الادب المفرد وابو داؤد والنسائی عن ابی وھب الجشمی ولہ تتمۃ والبخاری فی التاریخ بلفظ سموا عن عبداللہ بن جراد رضی اللہ تعالی عنہ ولہ تتمۃ اخری اور **محمد واحمد** ناموں کے فضائل میں تو احادیث کثیرہ عظیمہ جلیلہ وارد ہیں۔ **حدیث** (۱) صحیحین ومسند احمد وجامع ترمذی وسنن ابن ماجہ میں حضرت انس (۲) صحیحین وابن ماجہ میں حضرت جابر (۳) معجم کبیر طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہم سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں سموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی میرے نام پر نام رکھو **حدیث** (۴) ابن عساکر وحافظ حسین بن احمد بن عبداللہ بن بکر حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ من ولد لہ مولود فسماہ محمدا حبالی وتبرکا باسمی کان ھو ومولودہ فی الجنۃ جسکے ایک لڑکا پیدا ہو اور وہ میری محبت اور میرے نام پاک سے تبرک کے لئے اوسکا نام محمد رکھے وہ اور اوس کا لڑکا دونوں بہشت میں جائیں امام خاتم الحفاظ جلال الملۃ والدین سیوطی فرماتے ہیں۔ ھذا امثل حدیث وردفی ھذا الباب واسنادہ حسن جسقدر حدیثیں اس باب میں آئیں یہ

سب سے بہتر ہے اور اسکی سند حسن ہے و نازعہ تلمیذہ الشامی بماردہ العلامۃ الزرقانی فراجعہ **حدیث ۵**۔ حافظ ابوطاہر سلفی وحافظ ابن بکر حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں روز قیامت دو شخص حضرت عزت کے حضور کھڑے کئے جائینگے حکم ہوگا انھیں لیجاؤ عرض کریں گے الٰہی ہم کس عمل پر جنت کے قابل ہوئے ہم نے کوئی کام جنت کا نہ کیا رب عزوجل فرمائیگا ادخلا الجنۃ فانی آلیت علی نفسی ان لا یدخل النار من اسمہ احمد ولا محمد جنت میں جاؤ کہ میں نے حلف فرمایا ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ہو دوزخ میں نہ جائے گا۔ یعنی جبکہ مومن ہو اور مومن عرف قرآن وحدیث وصحابہ میں اسی کو کہتے ہیں جو سنی صحیح العقیدہ ہو کما نص علیہ الائمۃ فی التوضیح وغیرہ ورنہ بدمذہبوں کے لئے حدیثیں یہ ارشاد فرماتی ہیں کہ وہ جہنم کے کتے ہیں اون کا کوئی عمل قبول نہیں بدمذہب اگر حجر اسود ومقام ابراہیم کے درمیان مظلوم قتل کیا جائے اور اپنے اس مارے جانے پر صابر وطالب ثواب رہے جب بھی اللہ عزوجل اوسکی کسی بات پر نظر نہ فرمائے اور اوسے جہنم میں ڈالے یہ حدیثیں دارقطنی وابن ماجہ وبیہقی وابن الجوزی وغیرہم نے حضرت ابوامامہ وحذیفہ وانس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیں اور فقیر نے اپنے فتاوی میں متعدد جگہ لکھیں تو محمد بن عبدالوہاب نجدی وغیرہ گمراہوں کیلئے ان حدیثوں میں اصلا بشارت نہیں نہ کہ سید احمد خاں کی طرح کفار قطعی کہ کافر پر تو جنت کی بوتک یقینا حرام ہے **حدیث ۶**۔ ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں نبیط بن شریط رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں قال اللہ تعالٰی وعزتی وجلالی لا عذبت احدا تسمی باسمك فی النار رب عزوجل نے مجھ سے فرمایا مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم جس کا نام تمہارے نام پر ہوگا اوسے دوزخ کا عذاب نہ دوں گا۔ **حدیث ۷**۔ حافظ ابن بکر امیر المومنین مولی علی کرم اللہ وجہہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں (۸) دیلمی مسند الفردوس میں موقوفا راوی کہ مولا علی فرماتے ہیں۔ (۹) ابن عدی کامل اور ابوسعد نقاش بسند صحیح اپنے معجم شیوخ میں راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ما اطعم طعام علی مائدۃ ولا جلس علیہا وفیہا اسمی الا قدسوا کل یوم مرتین جس دسترخوان پر لوگ کھانا بیٹھکر کھائیں اور اون میں کوئی محمد یا احمد نام ہو وہ لوگ ہر روز دوبار مقدس کئے جاتے ہیں۔ حاصل یہ کہ جس گھر میں ان پاک ناموں کا کوئی شخص ہو دن میں دوبار اوس مکان میں رحمت الٰہی کا نزول ہو ولہذا حدیث امیر المومنین کے لفظ یہ ہیں۔ مامن مائدۃ وضعت فحضر علیہا من اسمہ احمد ومحمد قدس اللہ ذلك المنزل کل یوم مرتین۔ **حدیث ۱۰**۔ ابن سعد طبقات میں عثمن عمری سے مرسلا راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ما ضر احدکم لو کان فی بیتہ محمد ومحمدان وثلثۃ تم میں کسی کا کیا نقصان ہے اگر اوس کے گھر میں ایک محمد یا دو محمد یا تین محمد ہوں۔ ولہذا فقیر غفر اللہ تعالٰی نے اپنے سب بیٹوں بھتیجوں کا عقیقہ میں صرف محمد نام رکھا پھر نام اقدس کے حفظ وآداب اور باہم تمیز کیلئے عرف جدا مقرر کئے بحمد اللہ تعالٰی فقیر کے یہاں پانچ محمد اب موجود ہیں سلمہم اللہ وعافاہم والی مدارج الکمال رقاہم اور پانچ سے زائد اپنی راہ گئے جعلہم اللہ لنا اجرا وذخرا وفرطا برحمتہ بعزۃ اسم محمد عندہ آمین۔ **حدیث ۱۱**۔ طرائفی وابن الجوزی امیر المومنین مرتضی کرم اللہ وجہہ الاسنی سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ما اجتمع قوم قط فی مشورۃ وفیہم رجل اسمہ محمد لم یدخلوہ فی مشورتہم الا لم یبارك لہم فیہ جب کوئی قوم کسی مشورہ کیلئے جمع ہو اور اون میں کوئی شخص محمد نام ہو اور اوسے مشورہ میں شریک نہ کریں اون کے لئے اپنی مشورت میں برکت نہ رکھی جائے **حدیث ۱۲** طبرانی کبیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من ولد لہ ثلثۃ اولاد فلم یسم احدا منہم محمدا فقد جہل جس کے تین بیٹے پیدا ہوں اور اون میں سے کسی کا نام محمد نہ رکھے جاہل ہے۔ **حدیث ۱۳**۔ حاکم وخطیب تاریخ اور دیلمی مسند میں امیر المومنین مولی علی کرم اللہ وجہہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا سمیتم الولد محمدا فاکرموہ واوسعوا لہ فی المجلس ولا تقبحوا لہ وجہا جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اوس کی عزت کرو اور مجلس میں اوس کے لئے جگہ کشادہ کرو اور اوسے برائی کی طرف نسبت نہ کرو یا اوس پر برائی کی دعا نہ کرو۔ **حدیث ۱۴**۔ بزار مسند میں حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اذا سمیتم محمدا فلا تضربوہ ولا تحرموہ جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اوسے نہ مارو نہ محروم رکھو **حدیث ۱۵**۔ فتاوی امام شمس الدین سخاوی میں ہے ابو شعیب حرانی نے امام عطا (تابعی جلیل الشان استاذ امام الائمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہما)

سے روایت کی۔ من اراد ان یکون حمل زوجتہ ذکرا فلیضع یدہ علی بطنہا ولیقل ان کان ذکرا فقد سمیتہ محمدا فانہ یکون ذکرا جو چاہے کہ اوسکی عورت کے حمل میں لڑکا ہو اوسے چاہئے اپنا ہاتھ عورت کے پیٹ پر رکھ کر کہے ان کان ذکرا فقد سمیتہ محمدا اگر لڑکا ہے تو میں نے اوس کا نام محمد ہی رکھا انشاء اللہ العزیز لڑکا ہی ہوگا۔ سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں ماکان فی اھل بیت اسم محمد الاکثرت برکتہ جس گھر والوں میں کوئی محمد نام کا ہوتا ہے اوس گھر کی برکت زیادہ ہوتی ہے۔ ذکرہ المناوی فی شرح التیسیر تحت الحدیث المعاشر و الزرقانی فی شرح المواھب بہتر یہی ہے کہ صرف **محمد** یا **احمد** نام رکھے اوس کے ساتھ جان وغیرہ اور کوئی لفظ نہ ملائے کہ فضائل تنہا اونھیں اسمائے مبارکہ کے وارد ہوئے ہیں۔ غلام علی۔ غلام حسین۔ غلام غوث۔ غلام جیلانی اور اون کے امثال تمام نام جن میں اسمائے محبان خدا کی طرف اضافت لفظ غلام ہوں سب کا جواز بھی قطعًا بدیہی ہے۔ فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ نے اپنے فتاوی میں ان ناموں پر ایک فتوٰی قدرے مفصل لکھا اور قرآن و حدیث اور خود پیشوایان وہابیہ کے اقوال سے اون کا جواز ثابت کیا اللہ عزوجل فرماتا ہے ویطوف علیھم غلمان لھم کانھم لؤلؤ مکنون ان کے غلام گشت کرتے ہوں گے گویا وہ موتی ہیں محفوظ رکھے ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ لا یقولن احدکم عبدی کلکم عبید اللہ ولکن لیقل غلامی ھذا مختصر۔ ہرگز تم میں اب کوئی اپنے مملوک کو یوں نہ کہے کہ میرا بندہ تم سب خدا کے بندہ ہو ہاں یوں کہے کہ میرا غلام۔ رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ وہابیہ کے شرک ہمیشہ ایسے ہی ہوتے ہیں کہ خود قرآن و حدیث میں بھرے ہوتے ہیں خدا اور رسول تک ان شرک دوستوں کے حکم شرک سے محفوظ نہیں والعیاذ باللہ رب العالمین منزہ یہ ہے کہ لفظ غلام کی اسمائے الٰہیہ جل وعلا کی طرف اضافت خود ممنوع ہے اللہ کا غلام نہ کہا جائے گا غلام کے معنی حقیقی پسر ہیں۔ ولہذا عبید کو شفقۃً عربی میں غلام اردو میں چھوکرا کہتے ہیں۔ سیدی علامہ عارف باللہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ میں زیر حدیث فرماتے ہیں ولکن لیقل غلامی وجاریتی وفتای وفتاتی مراعاۃ لجانب الادب فی حق اللہ تعالٰی لانہ یقال عبد اللہ وامۃ اللہ ولا یقال غلام اللہ وجاریۃ اللہ ولا فتی اللہ ولا فتاۃ اللہ اھ باختصار۔ سبحٰن اللہ یہ عجیب شرک ہے جو خود حضرت عزت کیلئے روا نہیں بلکہ اوس کے غیر ہی کے لئے خاص ہے مگر ہے یہ کہ وہابیہ کے دین فاسد میں محبوبان خدا کا نام ذرا اعزاز و تکریم کی نگاہ سے آیا اور شرک نے مونھ پھیلایا پھر چاہے وہ بات خدا کے لئے خاص ہونا درکنار خدا کیلئے جائز بلکہ متصور ہی نہ ہو آخر نہ دیکھا کہ ان کے پیشوا نے تقویۃ الایمان میں قبر پر شامیانہ کھڑا کرنا مورچھل جھلنا ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم آخر نہ سنا کہ ان کے طائفہ غیر مقلدان کے اب نئے پیشوا اپنے رسالہ کلمۃ الحق میں لکھ گئے ہیں۔ ع۔ چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم خدا کی شان غلام محمد غلام علی غلام حسن غلام غوث تو معاذ اللہ شرک و حرام اور غلام آفتاب ہونا یوں جائز و بے ملاح حالانکہ ترجمہ کیجئے تو جیسا فارسی میں غلام آفتاب۔ ویسا ہی عربی میں مشرکین عرب کا نام۔ عبد شمس ہندی میں کفار ہنود کا نام۔ سورج داس زبانیں مختلف ہیں اور حاصل ایک ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ **ہدایت علی** کا بھی جواز ویسا ہی ظاہر و باہر جس میں اصلا عدم جواز کی بو نہیں۔ وہابیہ خذلہم اللہ تعالٰی کہ محبوبان خدا کے نام سے جلتے ہیں آجتک ان کے کبرا نے بھی اس میں کلام نہ کیا **مولوی عبدالحئی** صاحب لکھنوی کے مجموعہ فتاوی جلد اول طبع اول صفحہ ۲۶۴ میں اس نام پر اعتراض دیکھا گیا اول کلام میں تو صرف خلاف اولٰی ٹھہرایا تھا آخر میں ناجائز و گناہ قرار دیا حالانکہ یہ محض غلط ہے۔ اوس کا خلاصہ عبارت ہے۔ **استفتاء**۔ کسے نام خود ہدایت علی میداشت بایہام اسمائے شرکیہ تبدیل نمودہ ہدایت العلی نہاد شخصے بر آں معترض شد کہ لفظ ہدایت مشترک ست بین معنیین اراءۃ الطریق وایصال الی المطلوب ہکذا لفظ علی بغیر الف ولام مشترک ست بین اسمائے الٰہیہ و حضرت علی کرم اللہ وجہہ مجیب گفت دریں صورت تائید من است چہ ہرگاہ لفظ ہدایت و علی مشترک شد بین معنیین پس چہار احتمال میشود یکے ازاں از ہدایت معنی اول واز علی اللہ جل شانہ دوم از ہدایت معنی ثانی واز علی جل جلالہ سوم از ہدایت معنی اول واز علی حضرت علی کرم اللہ وجہہ چہارم از ہدایت معنی ثانی واز علی حضرت علی پس سہ احتمال اول خالی از ممانعت شرعیہ ہستند البتہ رابع خالی از ممنوعیت نیست چہ در جملہ اسمائے شرکیہ مفہوم میشود پس ہر اسم کہ دائر شود بین اسمائے شرکیہ و عدمہ احتراز ازاں لابدی ست بلکہ واجب واگر کسے بر اسم متنازع فیہ قیاس نمودہ یا علی گفتن ممانعت نماید آیا قیاس او صحیح است یا نہ۔ بینوا توجروا۔ **ھو المصوب**۔ لفظ علی کہ از اسمائے الٰہیہ ست الف لام براں زائد میشود یا برائے

تعظیم چنانکہ در الفضل والنعمان وغیرہ و بر لفظ علی کہ از اسمائے مرتضیٰ است لام داخل نمی شود بنا علیہ ہدایت العلی اولٰی است از ہدایت علی چہ در اُولٰی اشتباہ اضافت ہدایت بسوئے علی مرتضیٰ نیست و در صورت ثانیہ بسبب اشتراک لفظ ہدایت بحسب استعمال و اشتراک لفظ علی اشتباہ امر ممنوع موجود و در اسامی از ہمچو اسم کہ ایہام مضمون غیر مشروع سازد احتراز لازم بہمیں سبب علمائے از تسمیہ بعبد النبی وغیرہ منع ساختہ اند واما در عبد اللہ وغیرہ پس ایہام امر غیر مشروع نیست وہمچنیں در یا علی ہرگاہ مقصود ندائے پروردگار باشد نزاعی نیست۔ حررہ ابوالحسنات **اقول** مگر یہ جواب سخت عجب عجاب ہے۔ یتساوی ھذا بل یساوی ھذا اولا اس تمام کلام مختل النظام کا مبنیٰ ہی سرے سے پادرہوا ہے ممنوع ایہام ہے نہ مجرد احتمال ولو ضعیفا بعیدا ایہام واحتمال میں زمین وآسمان کا فرق ہے ایہام میں نیا در درکار ہے ذہن اوس معنی ممنوع کی طرف سبقت کرے نہ یہ کہ شقوق محتملہ عقیلہ میں کوئی شق معنی ممنوع کی بھی نکل سکے تلخیص میں ہے۔ الایھام ان یطلق لفظ لہ معنیان قریب وبعید ویراد بہ البعید علامہ سید شریف قدس سرہ الشریف کتاب التعریفات میں فرماتے ہیں الایھام ویقال لہ التخییل ایضا وھو ان یذکر لفظ لہ معنیان قریب وغریب فاذا اسمعہ الانسان سبق الی فہمہ القریب ومراد المتکلم الغریب واکثر المتشابہات من ھذا الجنس وقولہ تعالٰی والسّمٰوٰت مطویٰت بیمینہ۔ مجرد احتمال اگر موجب منع ہو تو عالم میں کم کوئی کلام منع وطعن سے خالی رہے گا زید آیا گیا اٹھا بیٹھا عمرو نے کھایا پیا لکھا مجیب صاحب نے سوال دیکھا جواب لکھا وغیرہ وغیرہ سب افعال اختیاریہ کی اسناد دو معنی کو محتمل ایک یہ کہ زید وعمرو ومجیب نے اپنی قدرت ذاتیہ مستقلہ تامہ سے یہ افعال کیے دوسرے قدرت عطائیہ ناقصہ قاصرہ سے۔ اول قطعاً شرک ہے لہٰذا ان اطلاقات سے احتراز لازم فاضل مجیب نے بھی عمر بھر اپنے محاورات روزانہ میں ایسے ایہامات شرک برتے اور اون کی تصانیف میں ہزار در ہزار ایسے شرک بالایہام بھرے ہوں گے۔ جانے دیجئے نماز میں و تعالٰی جدك تو شاید آپ بھی پڑھتے ہوں جد کے دوسرے مشہور ومعروف بلکہ مشہور تر معنی یہاں کیسے صریح شدید کفر ہیں عجب کہ اتنے بڑے کفر کا ایہام جان کر اوسے حرام نہ جانا تو بات وہی ہے کہ ایہام میں تبادر وسبقت واقربیت درکار ہے اور وہی ممنوع ہے۔ نہ مجرد احتمال **ثانیا** ایسی ہی نکتہ تراشیاں ہیں تو صرف ہدایت علی پر کیوں الزام رکھئے مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کے نام پاک **علی** کو اوس سے سخت تر شنیع کہئے وہاں تو چار احتمالوں سے ایک میں آپ کو شرک نظر آیا تھا یہاں برابر کا معاملہ نصفا نصف کا حصہ ہے علی کے دو معنی ہیں علو ذاتی کہ بالذات للذات متعالی عن الاضافات ہو دوسرا اضافی کہ خلق کے لئے ہے اول کا اثبات قطعا شرک تو علی میں ایہام شرک ہدایت علی سے دونا ٹھہریگا۔ ولایقول بہ جاھل فضلا عن فاضل **ثالثا** ایک علی ہی کیا جسقدر اسمائے مشترکہ فی اللفظ بین الخالق والمخلوق ہیں جیسے رشید وحمید وجمیل وجلیل وکریم وعلیم ورحیم وحلیم وغیرہا سب کا اطلاق عباد پر ویسا ہی ایہام شرک ہوگا جو ہدایت علی کے ایہام سے دوچند رہے گا حالانکہ خود حضرت عزت نے انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام میں کسی کو ایک کسی کو دو نام اپنے اسمائے حسنٰی سے عطا فرمائے اور حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اسمائے طیبہ میں تو ساٹھ سے زیادہ آئے کما فصلہ العلماء فی المواھب وغیرھا خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنا نام پاک حاشر بتایا صحابہ وتابعین وائمہ دین میں کتنے اکابر کا نام **مالک** تھا ان کے ایہاموں کو کہئے درمختار وغیرہ معتمدات میں تصریح کی کہ ایسے نام جائز ہیں اور عباد کے حق میں دوسرے معنی مراد لئے جائیں گے نہ وہ جو حضرت حق کے لئے ہیں جاز التسمیۃ بعلی ورشید وغیرھما من الاسماء المشترکۃ ویراد فی حقنا غیر مایراد فی حق اللہ تعالٰی کیوں نہیں کہتے کہ ایسے نام بوجہ اشتراک ناجائز ہیں کہ دوسرے معنی شرک کا احتمال باقی ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ **رابعًا** سائل نے اپنی جہالت سے صرف عبد اللہ میں شرک سے سوال کیا تھا حضرت مجیب نے اپنی نبالت سے وغیرہ بھی بڑھا دیا کہ اپنے نام نامی کو ایہام شرک سے بچالیں مگر جناب کی دلیل سلامت ہے تو اس ایہام سے سلامت بخیر ہے۔ **عبد الحیٔ** میں دو جز ہیں اور دونوں کے دو دو معنی ایک عبد مقابل الٰہی دوم مقابل آقا قال اللہ تعالٰی وانکحوا الایامی منکم والصالحین من عبادکم وامائکم۔ دیکھو حق سبحنہ نے ہمارے غلاموں کو ہمارا عبد فرمایا یونہی ایک **حی** اسم الٰہی کہ حیات ذاتیہ ازلیہ ابدیہ واجبہ سے مشعر اور دوسرا من وتو زید وعمرو سب پر صادق جس سے آیہ کریمہ۔ تخرج الحی من المیت وغیرھا مظہر اب اگر عبد بمعنی اول اور حی بمعنی دوم لیجئے قطعاً شرک ہے وہی چار صورتیں ہیں اور وہی ایک صورت پر شرک موجود پھر **عبد الحیٔ** ایہام شرک سے کیوں کر

محفوظ اس سے بھی احتراز لازم تھا بعینہٖ یہی تقریر عبدالحلیم میں بھی جاری ہوگی۔ ملاحظہ ہو کر آپکی تشقیق وتدقیق کہاں تک پہنچی۔ نسأل اللہ السلامۃ **خامسًا** یا علی کو فرمایا جاتا ہے کہ جب مقصود ندائے معبود تو نزاع مفقود۔ جی وجہ یہاں بھی صاف دوسرا احتمال موجود۔ اپنا قصد نہ ہونا ایہام واحتمال کا نافی کب ہوسکتا ہے ایہام تو کہتے ہی وہاں ہیں جہاں وہ معنی موہم مراد متکلم نہ ہوں تلخیص وتعریفات کی عبارتیں ابھی سن چکے اور اگر قصد پر مدار ہے تو ہدایت علی پر کیا ایراد ہے کب معنی شرک مقصود ومراد ہے **سادسًا** علی پر الف لام لانا کب ایسے عالمگیر ایہام شرک سے نجات دیگا علما پر لام نہ آتا سہی صفۃ پر تو قطعی آسکتا ہے۔ اور وہ یقینًا صفات مشترکہ سے ہے۔ تو احتمال اب بھی قائم اور احتراز لازم بلکہ سراجیہ وتاتارخانیہ ومنح الغفار وغیرہا سے تو ظاہر کہ العلی باللام نام رکھنا بھی روا ہے ردالمحتار میں ہے فی التاترخانیہ عن السراجیہ التسمیۃ باسم یوجد فی کتاب اللہ تعالٰی کالعلی والکبیر والرشید والبدیع جائزۃ الخ ومثلہ فی المنح عنہا وظاہرہ الجواز ولو معرفا بأل۔ **سابعًا** جب گفتگو احتمال پر چل رہی ہے تو معنیین ایصال الی المطلوب وارارت طریق میں تفرقہ باطل۔ ایصال وارارت دونوں دو معنی خلق وتسبب پر مشتمل بمعنی خلق دونوں مختص بحضرت احدیت ہیں کیا ارارت بمعنی خلق رویت غیر سے ممکن ہے اور بمعنی تسبب دونوں غیر کے لئے حاصل ہیں کیا انبیا سے ایصال بمعنی سببیت فی الوصول نہیں ہوتا۔ فطاح التفرقۃ وزاح الشقشقۃ۔ ہاں یوں کہئے کہ ادھر علی مشترک ادھر ہدایت خلق وتسبب دونوں میں مستعمل یوں چار احتمال ہوئے مگر اب یہ مصیبت پیش آئے گی کہ جس طرح ہدایت بمعنی خلق غیر خدا کی طرف منسوب نہیں ہوسکتی بمعنی محض تسبب حضرت عزت جل جلالہ کی طرف نسبت نہیں پاسکتی ورنہ معاذ اللہ اصل خالق ومعطی دوسرا ٹھہرےگا اور اللہ عزوجل صرف سبب وواسطہ ووسیلہ۔ اس کا پایہ شرک سے بھی اونچا جائے گا کہ وہاں تو تسویہ تھا یہاں اللہ سبحنہ پر تفضیل دینا قرار پائے گا علی پر لام لاکر اول کا علاج کر لیا اس دوم کا کہ اوس سے بھی سخت تر ہے علاج کدھر سے آئیگا اب ایک لام نیا گڑھ کر ہدایت پر داخل کیجئے کہ وہ معنی خلق میں متعین ہوجائے اور احتمال تسبب اوٹھ کر ایہام شرک وبدتر از شرک راہ نہ پائے۔ **ثامنًا** ایک ہدایت کیا جتنے افعال مشترکۃ الاطلاق ہیں سب میں اسی آفت کا سامنا ہوگا جیسے عطا ومنع واحسان وانعام واذلال واکرام وتعلیم وافہام وتعذیب وایلام وقہر وقتل ونصب وعزل وغیرہا کہ خلق کی طرف نسبت کیجئے تو معنی خلق موہم شرک اور خالق کی طرف تو معنی تسبب مشعر کفر۔ بہرحال مفر کدھر۔ اگر کہئے خالق عزوجل کی طرف نسبت ہی دلیل کافی ہے کہ معنی خلق مراد ہیں ہم کہیں گے مخلوق کی جانب اضافت ہی برہان وافی ہے۔ کہ معنی تسبب مقصود ہیں ولہذا علمائے کرام نے تصریح فرمائی کہ امثال انبت الربیع البقل وحکم علی الدھر میں قائل کا موحد ہونا ہی قرینہ شافی ہے کہ اسناد مجاز عقلی ہے اب بحمداللہ ادعائے ایہام کی بنیاد ہی نہ رہی **تاسعًا** آپ نے بآنکہ اسمائے الٰہیہ توقیفیہ ہیں اور خصوصًا آپ بہت جگہ صرف نہ وارد ہونے نہ منقول ہونے کو حجت ممانعت جانتے ہیں حق سبحانہ کا نیا نام مُصَوِّب ایجاد فرمایا ہر جواب کی ابتدا ہو المصوب سے ہوتی ہے یہ کب احتمال شنیع سے خالی ہے تصویب جس طرح ٹھیک بتانے کو کہتے ہیں یوہیں سر جھکانے کو اور مثلا جو سر جھکائے بیٹھا ہو اوسے مُصَوِّب اور دونوں معنی حقیقی ہیں تو آپ کے طور پر اسی کلمے میں ایہام تجسیم ہے اور تجسیم کفر وضلال عظیم ہے **عاشرًا**

مسئلہ۔ از کلکتہ دھرم تلاء ۱۲۴ مرسلہ جناب محمد یونس صاحب ۸ رجب ۱۳۲۷ھ۔

علمائے دین سے سوال ہے کہ ان اشخاص کا کیا حال ہے۔ (۱) زید حتی الامکان اوامر الٰہی بجالاتا ہے مگر نواہی کا بھی مرتکب ہوتا ہے اور جو اوس سے کہا جاتا ہے تو کہتا ہے ان الحسنٰت یذھبن السیاٰت (۲) عمرو دو زوجہ رکھتا ہے اور دونوں سے مباشرت ایک مکان میں بے پردہ کرتا ہے اور جو اوس سے کہا جاتا ہے تو کہتا ہے اپنی بی بی سے کیا حجاب۔ (۳) بکر نے اپنی اولاد کے نام تین زبانوں میں رکھ چھوڑے ہیں۔ عربی انگریزی ہندی ایک لڑکے کا مطیع الاسلام ہے دوسرے کا پالس لڑکی کا نام کنول دیوی جو اوس سے کہا جاتا ہے تو کہتا ہے کہ زبان کا فرق ہے مگر معنی برے نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

(۱) معصیت کے جواب میں اس آیت کریمہ کو دستاویز بنانا جاہل مغرور کا کام ہے قال اللہ تعالٰی زین لہم الشیطٰن سوء اعمالہم

وقال تعالٰی ولا یغرنکم باللہ الغرور (۲) یہ امر کروہ وبےحیائی ہے مرد کو بی بی سے حجاب نہیں تو بی بی کو بی بی سے تو ستر فرض اور حیا لازم ہے بحرالرائق وفتاوی عالمگیریہ میں ہے یکرہ ان یطأ احدھما بحضرۃ حتی لو طلب وطاھا لم یلزمھا الاجابۃ ولا تصیر فی الامتناع ناشزۃ ولاخلاف فی ھذہ المسائل ردالمحتار میں شرح الملتقی اوس میں امام قاضی خاں اوس میں منتقی امام حاکم الشہید سے ہے یکرہ للرجل ان یطأ امراتہ وعندھا صبی یعقل او اعمی او ضرتھا او امتھا او امتہ (۳) یہ اوس کا فعل شیطانی شیطانی حرکت ہے۔ قال اللہ تعالٰی یایھا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطٰن انہ لکم عدو مبین ٥ طحطاوی علی الدر المختار والبوالسعود الازہری علی الکنز میں ہے قسم یختص بالکفار کحرجس دیطرس ویوحنا فھذا لایجوز للمسلمین التسمی بہ لما فیہ من المشابھۃ۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ مسئولہ مولوی حامد علی صاحب طالب علم مدرسہ اہلسنت باشندہ الہ آباد ۱۳۳۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وہابیوں کے پاس اپنے لڑکوں کو پڑھانا کیسا ہے اور جو اون کے پاس اپنے لڑکے کو پڑھنے کیلئے بھیجے اوس کے واسطے کیا حکم ہے۔

الجواب

حرام حرام حرام۔ اور جو ایسا کرے بدخواہ اطفال ومبتلائے آثام قال اللہ تعالٰی یایھا الذین اٰمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ۔ از بمبئی عطار گلی کا ناکہ مرسلہ مولوی ہدایت رسول صاحب ۱۳ جمادی الآخری۔

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنا یعنی وعظ کہنا اور حاضرین جلسہ کا اوسکو خاموشی اور رجوع قلب کیساتھ ادب سے سننا مذہبی عبادت ہے یا نہیں اور جو اس میں دست اندازی کرے غل مچائے گالیاں بکے اوس نے مذہبی توہین کی یا نہیں قرآن وحدیث واقوال علما سے لکھیں اور اجر دارین حاصل کریں۔

الجواب

عالم دین کا امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنا بندگان خدا کو دینی نصیحتیں دینا جسے وعظ کہتے ہیں ضرور اعلٰی فرائض دین سے ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ تم سب امتوں سے بہتر ہو جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں حکم دیتے ہو بھلائی کا اور منع کرتے ہو برائی سے اور ایمان لاتے ہو اللہ پر۔ اور فرماتا ہے وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ یَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ٥ لازم ہے کہ تم میں ایک گروہ ایسا رہے کہ نیکی کی طرف بلائے اور بھلائی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اور فرماتا ہے وذکر فان الذکری تنفع المؤمنین۔ وعظ کہتا رہ کہ وعظ مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے اور حاضرین کا ادب خاموشی ورجوع قلب کیساتھ اوسے سنتے رہنا بھی مذہبی عبادت اور دینی فرض ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ۔ خوشخبری دے میرے اون بندوں کو جو متوجہ ہوکر بات سنتے پھر اوسکے بہتر پر عمل کرتے ہیں۔ اوس میں دست اندازی کرنا غل مچانا گالیاں بکنا ضرور مذہبی توہین اور خاص عادت کفار بے دین ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے وقال الذین کفروا لاتسمعوا لھذا القرآن والغوا فیہ لعلکم تغلبون ٥ کافر بولے اس قرآن کو نہ سنو اور اوسکے پڑھے جانے میں غل شور کرو شاید یوہیں تم غالب آؤ۔ شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی برادر مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب موضح القرآن میں اس آیت کے نیچے لکھتے ہیں یہ جاہلوں کا زور ہے شور مچاکر سننے نہ دینا اور فرماتا ہے فما لھم عن التذکرۃ معرضین ٥ کانھم حمر مستنفرۃ ٥ فرت من قسورۃ ٥ انھیں کیا ہوا وعظ سے مونھ پھیرے ہیں گویا وہ بھڑکے ہوئے گدھے ہیں کہ شیر سے بھاگے ہیں۔ وعظ سے رو گردانی تو شیر سے گدھے کا بھڑکنا ٹھہرے اوس پر غل مچانا گالیاں بکنا کیا جانور پر کتوں کا بھونکنا نہوگا۔ وعظ تو وعظ کہ وہ بنص صریح قرآن مجید فرض مذہبی ہے کتب دینیہ میں تصریح ہے کہ خطبے حتی کہ خطبۂ نکاح وخطبۂ ختم قرآن کا سننا بھی فرض ہے اور اون میں غل کرنا حرام حالانکہ خطبۂ نکاح صرف سنت ہے اور خطبۂ ختم نرا مستحب۔ درمختار میں آیا ہے کذا یجب الاستماع

لسائر الخطب کخطبۃ نکاح و عید وختم علی المعتمد ردالمحتار میں ہے قولہ وختم ای ختم القرآن کقولھم الحمد للہ رب العلمین حمد الصابرین الخ طریقہ محمدیہ اور اوس کی شرح حدیقہ ندیہ میں انواع کلام ممنوع میں ہے النوع الثانی والخمسون قطع کلام الغیر من غیر ضرورۃ خصوصًا اذا کان فی مذاکرۃ العلم) الشرعی (وقدم ان السلام علیہ) ای علی الجالس لمذاکرۃ العلم (اثم) لما فیہ من قطع الغیر وایذاء المسلم المتکلم والسامع (وکذا تکلم من هو) جالس (فی مجلس عظۃ) ای وعظ وتذکیر (ولو مع الاخفاء وکذا مجرد التفاتہ وتحرکہ) وقیامہ واتکائہ (من غیر حاجۃ وکل ھذا سوء ادب وخفۃ وعجلۃ وسفہ بل یتعین التوجہ الیہ والانصات والاستماع الی ان ینتھی کلامہ بلا التفات ولا تحرک ولا تکلم اھ مختصرا یعنی کلام ممنوع کا نوع پنجاہ و دوم بے ضرورت شرعیہ دوسرے کی بات کاٹنا ہے خصوصًا جبکہ وہ علم شرعی کے ذکر میں ہو اور اوپر گزر چکا کہ اوس پر اوس وقت سلام کرنا بھی گناہ ہے کہ اس میں اوسی نیک کلام کا قطع کرنا اور قائل اور سامعین مسلمانوں کو ایذا دینا ہے یوہیں جو مجلس وعظ میں بیٹھا ہو اوسے بھی بات کرنا گناہ ہے اگرچہ آہستہ ہی ہو اسی طرح صرف بے ضرورت ادھر اودھر دیکھنا یا کوئی حرکت وجنبش کرنا کھڑا ہو جانا یا تکیہ لگا لینا اور یہ سب گستاخی و بے ادبی اور ہلکا پن خفیف الحرکاتی اور جلد بازی اور حماقت ہے بلکہ لازم یہی ہے کہ اوسی کی طرف توجہ کئے خاموش کان لگائے سنتے رہیں یہاں تک کہ اوس کا کلام ختم ہو اوس وقت تک نہ ادھر اودھر دیکھیں نہ کوئی جنبش نہ اصلا کچھ بات کریں۔ جب وعظ میں مطلق حرکت اور آہستہ بات بے ضرورت بھی گستاخی و بے ادبی وگناہ ٹھہرے تو غل مچانا گالیاں بکنا کس قدر سخت توہین ہوگا یہ توہین اوس عالم دین کی توہین نہ ہوگی جو اوس وقت وعظ کرتا ہے بلکہ اصل دین اسلام اور خود ہمارے نبی اکرم علیہ افضل الصلاۃ والسلام کی توہین ٹھہرے گی کہ مسند وعظ اصل مسند حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے یاایھا النبی انا ارسلناک شاھدا و مبشرا ونذیرا ہ وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا ہ اے نبی ہم نے تجھے بھیجا خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اوس کے حکم سے بلاتا اور آفتاب روشنی پہنچاتا نیکوں پر مژدہ دیتا برائیوں پر ڈر سناتا اللہ کی طرف مطابق شریعت بلاتا یہی معنی وعظ ہے اور آیہ کریمہ وذکر فان الذکری تنفع المؤمنین میں بھی اصل مخاطب حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہیں یہ کام علمائے دین حضور کی وراثت سے کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان العلماء ورثۃ الانبیاء بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں علیہ الصلاۃ والسلام رواہ ابو داؤد والترمذی عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالی عنہ اور نائب جب مسند نیابت پر ہو تو اوس دربار کی توہین اصل سلطان کی توہین ہے۔ ہر عاقل جانتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ادنی درجے کے اجلاس میں غل کرے گالیاں بکے تو وہ اس ادنی ہی کی توہین نہ ہوگی بلکہ اصل بادشاہ کی۔ والعیاذ باللہ رب العالمین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ از بنگالہ ضلع جسر ڈاکخانہ محمود پور موضع دھنوائل مرسلہ عزیز الرحمن صاحب ۲۷ جمادی الآخرہ ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں جانوروں کا خصی کرانا جیسے بیل بکرا مرغ وغیرہ جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو کس طرح پر اور یہ طریقہ کہاں سے ہے اور کس نے جاری کیا۔

الجواب

جانوروں کے خصی کرنے سے اگر کوئی منفعت جائزہ مقصود ہو یا گوشت اچھا ہونا جیسا بیل بکری وغیرہ میں مقصود ہوتا ہے یا شرارت دفع کرنا جیسا کہ گھوڑے وغیرہ میں قصد کیا جاتا ہے جب تو جائز ہے ورنہ حرام صرف گھوڑے کے باب میں علما مطلقا ممانعت کی طرف گئے مگر تحقیق یہ ہے کہ منفعت کیلئے ہو تو وہ بھی جائز ہے البتہ آدمی کو خصی کرنا مطلقا حرام ہے۔ اور طریقہ خصی کرنے کا مشہور ومعروف اور زمانۂ اسلام آنے سے پیشتر سے جاری ہے فی الدرالمختار جاز خصاء البھائم حتی الھرۃ واما خصاء الادمی فحرام قیل والفرس وقیدوہ بالمنفعۃ والا فحرام فی ردالمحتار قولہ قیل الفرس ذکر شمس الائمۃ الحلوانی انہ لاباس بہ عند اصحابنا وذکر شیخ الاسلام انہ حرام ط قولہ وقیدوہ ای جواز خصاء البھائم بالمنفعۃ وھی ارادۃ سمنھا او منعھا عن العض بخلاف بنی ادم فانہ یراد بہ المعاصی فیحرم افادہ الاتقانی عن الطحطاوی اھ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۲۹ جمادی الآخرہ ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چند اشخاص نے مل کر پانچ شخصوں کو مجلس میلاد شریف سے روکا یعنی آنے نہ دیا ذکر الٰہی سننے سے روکنے والا کون ہے اور ذکر الٰہی خاص ہے یا عام لوگوں کیواسطے ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

ذکر الٰہی سب مسلمانوں کیلئے ہے اور مجلس میلاد مبارک جو مطابق رواج حرمین شریفین معتبر روایتوں سے پڑھی جائے اور منکرات شرعیہ سے خالی ہو اوس سے روکنا ذکر خدا سے روکنا ہے ایسا شخص اگر بے عذر صحیح مقبول قابل قبول روکے تو وہ مناع للخیر معتد اثیم ہے یعنی خیر سے روکنے والا خدا کی باندھی ہوئی حدوں سے بڑھنے والا گناہ میں بالقصد پڑنے والا۔ والعیاذ باللہ تعالٰی ہاں بضرورت شرعیہ مستحب سے کسی اور امر اہم کیلئے روکے تو الزام نہیں مثلاً باپ یا ماں علیل ہے بیٹے کے ذمے تیمار داری ہے وہ مجلس شریف سننے جائے تو یہ تکلیف میں رہیں یا اسی قسم کی اور صورتیں تو یہاں روکنے کا اختیار ہے۔ یونہی مولٰی اپنے خادم اور آقا اپنے ملازم کو کام کی غرض سے روک سکتا ہے فقد نصوا فی الاجیر علی ما ھو اکبر من ھذا وھی الصلاۃ النافلۃ فما ظنک بالعبد۔ واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ مسئولہ زین العابدین از بنگالہ ضلع پابنا قصبہ سراج گنج ۴ رجب المرجب ۱۳۲۰ھ

چہ می فرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین اندریں رسوم کہ در ملک بنگال چنانست کہ مردمان برائے تولد فرزندان خانہ دیگر از خانہ بود وباش جدا گانہ بنامی کنند وزادن فرزند در خانہ بود وباش بد فالی شمارند چنیں قسم خانہ مخصوص در ہر بار بنا نمودن شرعا درست است یا نہ ودر زمانہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بود یا نہ۔

الجواب

ایں رسم شنیع در آں زمان پاک اصلا نبود بلکہ بعد آں نیز تا قرون متطاولہ بلکہ ہنوز ہم در عامہ ولایت اسلام ازاں نشانے نیست ایں برسم مشرکین وہنود ماند بلکہ ازاں ہم بالاتر رفتہ است ہندوان نیز ایں چنیں نہ کنند ایں کار اگر بخیال ضلال بدفال نبودی اسراف بودے۔ واللہ تعالٰی یقول ولا تسرفوا ان اللہ لا یحب المسرفین۔ اسراف نکنید کہ خدا دوست ندارد اسراف کنندگاں را بلکہ بوجہ خلو از فائدہ تبذیر بودے۔ واللہ تعالٰی یقول ان المبذرین کانوا اخوان الشیطین مال بے سود برباد دہندگان برادران شیاطین اند حالانکہ مبتنی براں وہم شیطانی ست ضلالی دگر برآں افزود سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود الطیرۃ شرک بدفال گرفتن وبراں کاربند شدن شیوہ مشرکان ست رواہ الائمۃ احمد فی المسند والبخاری فی الادب المفرد وابی داؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ والحاکم فی صحاحہم کلہم عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند صحیح ومعنی الحدیث علی ما فسرنا کما افصحت عنہ الاحادیث وحققہ العقول۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از بنگالہ ضلع میمن سنگھ مرسلہ عبداللطیف صاحب ۱۹ رجب ۱۳۲۰ھ

ما قولکم رحمکم اللہ تعالٰی کہ ایک لڑکی کو اوستاد نے اسکے باپ کے یہاں قرآن شریف وغیرہ پڑھایا اور اس مدت تعلیم میں والد لڑکی نے اوستاد کو کچھ اجرت ومشاہرہ وغیرہ نہیں دیا پھر بروقت شادی اس لڑکی کے اوستاد کو دولہ کی طرف والوں سے یعنی دولہ یا والد وغیرہ سے روپیہ دلوایا گویا نوشاہ والوں نے بغرض مجبوری یا خوشی سے دیا لہذا اس صورت میں اس اوستاد کو وہ روپیہ لینا جائز ہوا یا از روئے شرع شریف کے ناجائز۔

الجواب

اگر بخوشی دیا لینا جائز ہے اور مجبوری سے دیا تو حرام قال اللہ تعالٰی یا ایھا الذین اٰمنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ: از تحصیل چورو ریاست بیکانیر مرسلہ والد مولوی امتیاز احمد صاحب ۱۴ شعبان ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو بکرے نذر و نیاز یعنی تقربِ عبادت کسی پیر صاحب کے پرورش ہوتے ہیں اور قند کی ریان بنائی جاتی ہیں اور پنڈا بھرتے ہیں جیسے ہنود بھرتے ہیں اور ڈوری اور بدھی اور چوٹی اور جھولا اور تانتے گلے میں ڈالتے ہیں یہ امور اخص شرع ہیں یا نہیں اور ان امور کا کرنے والا مشرک ہوتا ہے یا نہیں ہمارے شہر چورو ریاست بیکانیر میں اندنوں ان مسائل کے بحث ہو رہی ہے بینوا توجروا۔

الجواب

اللّٰھم احفظنا آدمی حقیقۃً کسی بات سے مشرک نہیں ہوتا جب تک غیر خدا کو معبود یا مستقل بالذات و واجب الوجود نہ جانے بعض نصوص میں بعض افعال پر اطلاق شرک تشبیہًا یا تغلیظًا یا بارادہ و مقارنت باعتقاد منافی توحید وامثال ذٰلک من التاویلات المعروفۃ بین العلماء وارد ہوا ہے جیسے کفر نہیں مگر انکار ضروریات دین اگرچہ ایسی ہی تاویلات سے بعض اعمال پر اطلاق کفر آیا ہے یہاں ہرگز علی الاطلاق شرک و کفر مصطلح علم عقائد کہ آدمی کو اسلام سے خارج کریں اور بے توبہ مغفور نہ ہوں زنہار مراد نہیں کہ یہ عقیدۂ اجماعیہ اہلسنت کے خلاف ہے ہر شرک کفر ہے اور کفر مزیل اسلام اور اہلسنت کا اجماع ہے کہ مؤمن کسی کبیرہ کے سبب اسلام سے خارج نہیں ہوتا ایسی جگہ نصوص کو علی اطلاقہا کفر و شرک مصطلح پر حمل کرنا اشقیائے خوارج کا مذہب مطرود ہے اور شرک اصغر ٹھہرا کر پھر قطعًا مثل شرک حقیقی غیر مغفور ماننا وہابیہ نجدیہ کا خبط مردود۔ واللّٰہ المستعان علٰی کل عنود شرح عقائد میں ہے الاشراک ھو اثبات الشریک فی الالوھیۃ بمعنی وجوب الوجود کما للمجوس او بمعنی استحقاق العبادۃ کما لعبدۃ الاوثان متون عقائد میں ہے الکبیرۃ لاتخرج المؤمن من الایمان ولا تدخلہ فی الکفر نذر و نیاز کہ مسلمین بقصد ایصال ثواب بارواح طیبہ حضرات اولیائے کرام نفعنا اللہ تعالٰی بہم کا تہم کرتے ہیں ہرگز قصد عبادت نہیں رکھتے نہ اونھیں معبود والٰہ و مستحق عبادت جانتے ہیں نہ یہ نذر شرعی ہے بلکہ اصطلاح عرفی ہے کہ سلاطین وعظما کے حضور جو چیز پیش کی جائے اوسے نذر و نیاز کہتے ہیں اور نیاز تو اس سے بھی عام تر ہے عام محاورہ ہے کہ مجھے فلاں صاحب سے نیاز نہیں یا میں تو آپ کا نیازمند ہوں فقیر نے اپنے فتاوٰی میں ان اطلاقات کی بحث شافی لکھی اور خود کبائر مانعین سے اون کا اطلاق ثابت کیا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفۂ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں حضرت امیر و ذریۂ طاہرہ او را تمام امت بر مثال پیران و مرشدان می پرستند و امور تکوینیہ را بایشاں وابستہ میدانند و فاتحہ و درود و صدقات و نذر بنام ایشاں رائج و معمول گردیدہ چنانچہ با جمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است۔ محبوبانِ خدا کی طرف تقرب مطلقًا ممنوع نہیں۔ جبتک بروجہ عبادت نہ ہو تقرب نزدیکی چاہنے رضامندی تلاش کرنے کو کہتے ہیں اور محبوبانِ بارگاہ عزت مقربانِ حضرت صمدیت علیہم الصلاۃ والسلام کی نزدیکی و رضا ہر مسلمان کو مطلوب ہے اور وہ افعال کہ اس کے اسباب ہوں بجالانا ضرور محبوب۔ کہ ان کا قرب بعینہٖ قرب خدا اور ان کی رضا اللہ کی رضا ہے قال اللہ تعالٰی واللّٰہ ورسولہ احق ان یرضوہ ان کانوا مؤمنین ۰ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان الصدقۃ یبتغی بہا وجہ اللّٰہ تعالٰی والھدیۃ یبتغی بہا وجہ الرسول وقضاء الحاجۃ صدقے سے اللہ عزوجل کی رضا مطلوب ہوتی ہے اور ہدیہ سے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی رضا اور اپنی حاجت روائی منظور ہوتی ہے رواہ الطبرانی فی الکبیر عن عبدالرحمٰن بن علقمہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ درمختار میں ہے فی المنیۃ انا لانسیئ الظن بالمسلم انہ یتقرب الی الادمی بھذا النحر ونحوہ فی شرح الوھبانیۃ عن الذخیرۃ ردالمحتار میں ہے قولہ انہ یتقرب الی الآدمی ای علی وجہ العبادۃ لانہ المکفر وھذا بعید من حال المسلم۔ ہاں جو شخص عبادت غیر کا قصد کرے ضرور مشرک ہے مگر یہ قصد مسلمان کلمہ گو سے بے اوس کے صریح اقرار کے کہ وہ غیر خدا کو معبود جانتا ہے محض اپنے ظنوں سے ثابت نہ ہوگا یہ سب سے بدتر بدگمانی ہے اور بدگمانی سب سے سخت تر جھوٹ اور اشد حرام۔ قال اللہ تعالٰی یاایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث رواہ الائمۃ مالک والبخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ سر پر چوٹی رکھنا ویسے ہی حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لعن اللّٰہ المتشبھات من النساء بالرجال والمتشبھین من الرجال بالنساء۔ رواہ الائمۃ احمد والبخاری وابوداؤد والترمذی وابن ماجہ عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما وفیہ احادیث کثیرۃ بالغۃ حد التواتر

خصوصاً کسی کے نام کی چوٹی کہ رسوم کفار ہنود سے ہے یونہیں ڈوری بدھی کلاوہ بھی محض جہالت و بے اصل ہے۔ پنڈا بھرنا تَندوری جھَرولا تا تا میری زبان کے الفاظ نہیں۔ نہ مجھے ان کے معانی معلوم۔ یہ بھی اگر بدھی چوٹی وغیرہ کے مثل ہوں توان کا بھی وہی حکم ہے۔ واللہ سبحٰنہ وتعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ از ملک بنگالہ ضلع نواکھالی مرسلہ مولوی عبدالباری صاحب ۲۳ شعبان ۱۳۲۰ھ

ماقولکم رحمکم اللہ تعالی کہ ایک شخص مال یتیم زبردستی تمام اپنے صرف وخرچ میں لاتا ہے اور بیچارہ یتیم حالانکہ اوسکے پاس اور کچھ نہیں تھا سوائے اس جائداد کے جو اوس شخص نے ظلماً لے لی دوسروں سے مانگ مانگ کر کھاتا ہے اور بسر اوقات کرتا ہے اور وہ شخص حیلہ وحوالہ کرتا ہے اور مشہور علم داں ہے یہ بھی معلوم ہو اکہ حج بھی کیا ہے یہ اعمال اوس کے ایسی حالت میں مقبول ہوگا یانہیں و دیگر عبادت بھی اور نیز اوس شخص سے سلام کلام یعنی طریقۂ اہل اسلام برتنا چاہئے یانہیں قرآن پاک واحادیث صحیح مع سند بیان فرمایئے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

ایسا شخص سخت ظالم فاجر مرتکب کبائر مستحق عذاب نار وغضب جبار ہے۔ قال اللہ تعالی۔ ان الذین یاکلون اموال الیتامی ظلماً انما یاکلون فی بطونھم نارا وسیصلون سعیرا بیشک جو لوگ یتیموں کے مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں اور قریب ہے کہ دوزخ کی بھڑکتی آگ میں پیٹھینگے۔ قبول عمل وعبادت ہر شخص کا حق سبحنہ وتعالی کے اختیار ہے ہاں اس ناپاک سے جو عبادت مالی کریگا ہرگز قبول نہ ہوگی۔ حدیث میں ہے ان اللہ طیب لایقبل الا الطیب حج بھی اگر اسی روپے سے کیا تو مستحق مردودی ہے۔ حدیث میں ہے۔ جو حرام مال سے حج کو جائے جب لبیک کہے فرشتہ اوسے جواب دیتا ہے لا لبیک ولا سعدیك وحجك مردود علیك حتی ترد ما فی یدیك نہ تیری لبیک قبول نہ خدمت مقبول اور تیرا حج تجھ پر مردود ہے یہاں تک کہ تو یہ مال حرام جو تیرے پاس ہے واپس دے ایسے شخص سے ابتدا بسلام ناجائز وگناہ ہے۔ درمختار میں ہے یکرہ السلام علی الفاسق لو معلنا مسلمانوں کو ایسے شخص سے میل جول رکھنا اوس کے پاس موافقت کے ساتھ اوٹھنا بیٹھنا نہ چاہئے کہیں اوس کی آگ ان پر بھی سرایت نہ کرے۔ قال اللہ تعالی واما ینسینك الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین اگر تجھے شیطٰن بھلا دے تو یاد آئے پر پاس نہ بیٹھ ظالم لوگوں کے۔ وقال تعالی ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ ظالموں کی طرف میل نہ کرو کہ تمہیں آگ چھوئے والعیاذ باللہ تعالی واللہ تعالی اعلم

مسئلہ از ریاست گگینہ ضلع رنگ پور ملک بنگالہ مرسلہ مولوی عبداللطیف ہزاری۔ ۳ رمضان ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل مفصلۂ ذیل میں۔ (۱) متصوفۂ زمانہ جو مجلس سماع وسرود مرتب کرتے ہیں جس میں راگ و رقص ومزامیر ومعازف ہر قسم کے موجود رہتے ہیں اور جھاڑ وفانوس وشامیانہ وفرش ودیگر تکلفات چشتیہ واسرافات بے جا کے علاوہ اہل وناا ہل وصالح وفاسق وعالم وجاہل وہندو اور مسلمان وغیرہ کا کچھ تقید نہیں ہوتا سب کو اذن عام رہتا ہے اور اطراف واکناف سے بذریعہ خطوط واشتہارات لوگوں کو بلایا جاتا ہے آیا اس کارروائی کی قرآن وحدیث یافقہ وتصوف سے کوئی اصل اور حضرت شارع یا صحابہ یا مجتہدین وائمۂ شریعت وطریقت سے کوئی نقل قولی خواہ فعلی ثابت ہے یانہ وبرتقدیر ثانی اگر کوئی شخص اس کو مباح بلکہ مستحب اور مسنون وموجب تقرب الی اللہ سمجھ کر ہمیشہ خود بھی مرتکب رہے اور دوسروں کو بھی راغب کرے حتی کہ اوسکی تحریک سے بعض مقامات میں اس فعل کا چرچا شروع ہو جائے اور ہوتا جائے تو ایسا شخص ضال ومضل ٹھہریگا یانہ۔ (۲) اس فعل کا منسوب کرنا طرف آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور جمیع اکابر صحابہ وتابعین وائمۂ مجتہدین ومشائخ طریقت کے نہایت درجہ کی گستاخی اور کذب علی الرسول وعلی اصحابہ العدول وعلی من بعدہم من الاکابر الفحول میں داخل ہے یانہ (۳) جس ملک کے لوگ محض نو مسلم اور احکام وارکان اسلام سے نہایت بے خبر ہوں گویا ابھی تک شریعت میں اون کی بسم اللہ بھی درست نہیں ہوئی اور بسبب قرب زمانہ جاہلیت وحدیث العہد بالاسلام ہونے اور مجاورت اقوام ہنود کے اکثر حق وباطل کی تمیز نہ رکھتے ہوں اور اعتقاداً وعملاً انواع شرک وبدعت میں گرفتار ہوں تو ایسوں کو اولاً عقائد اسلامیہ واحکامات شرعیہ کی تلقین ضرور تر ہے یا سب سے پیشتر فن موسیقی اور حقائق ودقائق تصوف ومسئلہ وحدۃ الوجود کی تعلیم مناسب ہے۔ (۴) ہرگاہ کہ ہر مسلمان پر بقدر استطاعت امر معروف ونہی منکر عموماً اور

پیرو پیشوائے قوم پر خصوصًا فرض ہے تو جس پیر کے اکثر مرید نامقید عیاش طبع نشہ خوار مونچھیں دراز ریش ندارد اور صوم وصلاۃ وغسل وطہارت کے مقدمے میں غایت درجہ کے سست ہاں ناچ رنگ وسماع وسرود کی خدمت میں چست ہوں اور وہ کسی کی کن مکن سے غرض نہ رکھے سب کو راضی رکھے اور سب سے راضی رہے پس ایسا پیر تارک فرض اور عاصی ہے یا نہ اور وہ پیر کسی قسم کا پیر کہلائے گا ہدایت وارشاد کا یا ضلالت والحاد کا۔ (۵) یہ کہنا کہ وید ہنود میں شرک نہیں ہنود کو بالقطع مشرک کہنا صحیح نہیں بتوں کو سجدہ کرنا اون کا باعث کفر نہیں ہوسکتا کہ یہ سجدہ تعظیمی ہے جیسے فرشتوں نے آدم کو کیا تھا اور بتوں سے شفاعت کا امیدوار رہنا ایسا ہے جیسے اہل اسلام کا انبیاء سے امیدوار شفاعت رہنا اور مشائخ نے اکثر اذکار واذکار ومراقبات جوگیان ہنود سے لئے ہیں اس قسم کے ہفوات ہدایت وارشاد کے باب سے ہیں یا دربردہ بیخ کنی اسلام کے اسباب ہیں۔

الجواب

جواب سوال اوّل

جھاڑ فانوس شامیانہ فروش وغیرہا مباحات فی انفسہا محظور نہیں جبتک نیۃً یا عملاً منکر شرعی سے منضم نہ ہوں بلکہ ممکن کہ نیت محمود سے محمود بیں محل محمود ہو جائیں فان ذلک شان المباح یتبع النیۃ حسنا وقبحا وتمحضا للاباحۃ کما نص علیہ فی البحر وغیرہ وقد بیناہ غیر مرۃ فی فتاونا وراجع ماذکرا لامام حجۃ الاسلام فی احیاء العلوم من حکایۃ ایقاد بعض الصالحین الف سرج فی مجلس الذکر فانکرہ بعضھم فقال تعالٰی واطفیٔ ماکان منہا لغیر اللہ تعالٰی فلم یستطع اطفاء شیئ منہا زینت مباحہ بہ نیت مباحہ مطلقاً اسراف نہیں اسراف حرام ہے قال تعالٰی ولا تسرفوا ان اللہ لایحب المسرفین ٥ اور زینت جبتک بر وجہ قبیح یا بہ نیت قبیحہ نہ ہو حلال ہے قال تعالٰی قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ اور حلال وحرام ایک نہیں ہوسکتے ہمیں شق قلوب وتطلع غیوب واسارت ظنون کا حکم نہیں بل نحسن الظن مہما امکن واللہ سبحٰنہ یعلم الضمائر ویتولی السرائر کوئی مجلس اگر فی نفسہ منکرات شرعیہ پر مشتمل نہو نہ اوس میں وہ باتیں ہوں جو اختلاف مقاصد یا تنوع احوال سے حسن وقبح میں مختلف ہو جائیں جیسے سماع مجرد کہ اہل کو مفید اور نااہل کو مضر۔ نہ بوجہ دقت وغموض افہام قاصرہ پر موجب فتنہ ہوں جیسے حقائق ودقائق وحدۃ الوجود ومراتب جمع وفرق وظہور وبطون وبروز وکمون وغیرہا مشکلات تصوف نہ تعمیم اذن بوجہ تعظیم فجار وتکریم کفار وغیر ذلک فعال واحوال ناہنجار منجر بہ انکار ہو بالجملہ حالاً ومالاً جملہ منکرات وفتن سے خالی ہو تو عموم اذن وشمول دعوت میں حرج نہیں بلکہ مجلس وعظ وپند بلحاظ پابندی حدود شرعیہ جس قدر عام ہو نفع تام ہو مگر محفل رقص وسرود اگر بفرض باطل فی نفسہ منکر نہ بھی ہوتی تو یہ تعمیم اوسے منکر ونار واکردیتی سماع مجرد کو ائمہ محققین علمائے عاملین واولیائے کاملین نے صرف اہل پر محدود اور نااہل پر قطعًا مسدود فرمایا ہے نہ کہ مزامیر محرمہ کہ خود منکر وحرام ہیں سیدی مولانا محمد بن مبارک بن محمد علوی کرمانی مرید حضور پرنور شیخ العالم فریدالحق والدین گنجشکر وخلیفہ حضور سیدنا محبوب الٰہی نظام الحق والدین سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین کتاب مستطاب سیر الاولیاء میں فرماتے ہیں حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز میفرمود کہ چندیں چیزمی باید تا سماع مباح شود مسمع ومستمع ومسموع وآلہ سماع۔ مسمع یعنی گویندہ مرد تمام باشد کودک نباشد وعورت نباشد ومستمع آنکہ می شنود از یاد حق خالی نباشد ومسموع انچہ بگویند فحش ومسخرگی نباشد۔ وآلہ سماع مزامیر ست چوں چنگ ورباب ومثل آں می باید کہ درمیان نباشد ایچنیں سماع حلال ست۔ اوسی میں ہے یکے بخدمت حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ تعالٰی عنہ عرض داشت کہ دریں روز ہا بعضے از درویشاں آستانہ دار در مجمع کہ چنگ ورباب ومزامیر بود رقص کردند فرمود نیکو نکردہ اند انچہ نامشروع ست ناپسندیدہ است۔ اوسی میں ہے حضرت سلطان المشائخ فرمود من منع کردہ ام کہ مزامیر ومحرمات درمیان نباشد خود حضور پرنور سلطان المشائخ محبوب الٰہی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ملفوظات طیبات فوائد الفواد شریف میں ہے مزامیر حرام ست احادیث اس بارے میں حد تواتر پر ہیں اور کچھ نہ ہو تو حدیث جلیل جمیل صحیح رجیح صحیح بخاری شریف کافی ووافی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لیکونن فی امتی اقوام یستحلون الحر والحریر والخمر والمعازف ضرور میری امت میں

کچھ لوگ ایسے ہونے والے ہیں کہ حلال ٹھہرائیں گے عورتوں کی شرمگاہ یعنی زنا اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو حدیث صحیح جلیل متصل لامطعن فیہ سندا ولامتنا الاعند من ھوی فی ھوۃ الھوی کابن حزم ومن مثلہ غوی وقد اخرجہ ایضا الائمۃ احمد وابو داؤد وابن ماجۃ واسمٰعیل وابونعیم باسانید صحاح لاغبار علیہا وصححہ جماعۃ اخرون من الائمۃ کماقالہ بعض الحفاظ قالہ الامام ابن حجر المکی فی کف الرعاع فقیر غفرلہ المولی القدیر نے اپنے فتاوٰی میں ثابت کیا ہے کہ ان بیرزادان ہوائے نفس کا حضرات اکابر جشت قدست اسرارہم کی طرف سماع مزامیر نسبت کرنا محض دروغ بیفروغ ہے اون کے اعاظم اجلہ تصریح فرماتے ہیں کہ یہ ہمارے مشائخ کرام رحمہم اللہ تعالٰی عنہ پر افترا ہے۔ نیز ان کے تمام تمسکات واہیہ کا ایک اجمالی جواب موضح صواب ان لفظوں میں گذارش کردیا ہے کہ بعض جہال بدمست یا نیم ملا ہوس پرست یا جھوٹے صوفی بادبدست کہ احادیث صحیحہ مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یا محتمل واقعے یا متشابہ کلمے پیش کرتے ہیں انھیں اتنی عقل نہیں یا قصداً بے عقل بنتے ہیں کہ صحیح کے سامنے ضعیف متعین کے آگے محتمل محکم کے حضور متشابہ واجب الترک ہے پھر کہاں قول کہاں حکایت فعل پھر کجا محرم کجا مبیح ہر طرح یہی واجب العمل اسی کو ترجیح مگر ہوس پرستی کا علاج کس کے پاس ہے کاش گناہ کرتے اور گناہ جانتے اقرار لاتے یہ ڈھٹائی اور بھی سخت ہے کہ ہوس بھی پالیں اور الزام بھی ٹالیں اپنے لئے حرام کو حلال بنالیں۔ میں نے یہ بھی واضح کردیا ہے کہ ایسی محافل میں جتنے لوگ کثرت سے جمع کئے جائیں گے اوسی قدر گناہ و وبال صاحب محفل و داعی پر بڑھے گا۔ حضار سب گنہگار اور اون سب کا گناہ گانے بجانے والوں پر اور ان کا سب کا بلانے والوں پر۔ بغیر اس کے کہ اون میں کسی کے اپنے گناہ میں کچھ کمی ہو۔ مثلاً دس ہزار حضار کا مجمع ہے تو اون میں ہر ایک پر ایک ایک گناہ اور فرض کیجئے تین قوال تو اون میں ہر ایک پر اپنا گناہ اور دس دس ہزار گناہ حاضرین کے یہ مجموعہ چالیس ہزار چار اور ایک اپنا کل چالیس ہزار پانچ گناہ داعی و بانی پر۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من دعا الی ضلالۃ کان علیہ من الاثم مثل آثام من تبعہ لاینقص ذٰلک من اٰثامھم شیئا جو کسی امر ضلالت کی طرف بلائے جتنے اوس کے بلانے پر چلیں اون سب کے برابر اوس پر گناہ ہو اور اس سے اون کے گناہوں میں کچھ کمی نہ ہو رواہ الائمۃ احمد والستۃ الا البخاری عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ایسے محرمات کو معاذ اللہ موجب قربت جاننا جہل و ضلال اور اون پر اصرار کبیرہ شدید الوبال اور دوسروں کو ترغیب اشاعت فاحشہ و اضلال والعیاذ باللہ من سوء الحال۔ رہا رقص اگر اوس سے یہ متعارف ناچ مراد ہو تو مطلقاً ناجائز ہے زنان فواحش کا ناچ ہے (اور متصوفۂ زمانہ سے بھی بعید نہیں بلکہ معہود و معلوم و مشہور رہے) جب تو بنصوص قطعیۂ قرآنیہ حرام ہے۔ وقد تلونا ہا فی فتاونا اب اوسے مستحب و قربت جاننا درکنار مباح ہی سمجھنے پر صراحۃً کفر کا الزام ہے اور اگر کتھکوں کا ناچ تثنی و تکسر یعنی لچکے توڑے کیساتھ ہے جب بھی حرام و موجب لعن ہے کما نطقت بہ الاحادیث وصرح بہ شراح الحدیث اور اگر ایسا نہیں بلکہ صرف حرکات مضطربہ ہیں کہ نہ خود موزوں نہ منکرات پر مشتمل نہ حالاً یا مآلاً فتنے کی طرف منجر نہ اوسکے فاعلین اہل ہیأت و وقار بلکہ بازاری خفیف الحرکات ہیں تو باینہمہ قیود بھی اوس کا اقل مرتبہ یہ ہے کہ ایک قسم لہو و لغو ہے اور ہر لہو و لغو رد و باطل اور ہر باطل کا ادنٰی درجہ مکروہ و ناجائز طریقہ محمدیہ اور اوس کی شرح حدیقہ ندیہ میں ہے الرقص (وھو الحرکۃ الموزونۃ) علی میزان نغمۃ مخصوصۃ (والاضطراب وھو الحرکۃ غیر الموزونۃ فکل) واحد منہما (من) جملۃ (لعب غیر مستثنی) کل لعب ابن اٰدم حرام الا ثلثۃ ملاعبۃ الرجل اہلہ وتادیبہ لفرسہ ومناضلتہ بقوسہ اخرجہ الحاکم فی المستدرک عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ وقال صحیح علی شرط مسلم اور اگر وجد مراد ہو تو اگر بے اختیار ہے زیر حکم نہیں کہ ع سلطان نگیرد خراج از خراب ؎ بلکہ اگر شوقاً الی حضرۃ العزیز الودود جل وعلا ہے تو نعمت کبرٰی و دولت اعلٰی ہے تا بکہ بخشند کرا ارزانی دارند اور اگر باختیار و تصنع ہو تو مدار نیت پر ہے اگر مجمع یا مرأی العین میں اظہار مشیخت و جلب قلوب کیلئے ہے قطعاً ریا و سمعہ و نفاق و حرام کبیرہ و شرک صغیر ہے اب اس کی حرمت بھی ضروریہ اجماعیہ ہے فقہا نے اوس پر قیامت کبرٰی قائم کی اور عبادت سمجھنے والے کو کافر لکھا طریقہ و حدیقہ میں ہے ویدخل فیہما ای فی الرقص والاضطراب (مایفعلہ بعض الصوفیۃ) الذین ینسبون انفسہم الی مذھب التصوف وھم منہمکون علی انواع الفسوق والفجور (بل ھو اشد لانہم یفعلونہ علی اعتقاد العبادۃ فیخاف علیہم امر عظیم) وھو الکفر باستحلال الحرام (قال العلامۃ ابو بکر الطرطوشی رحمہ اللہ تعالٰی اما الرقص والتواجد) الذی یوجب اللھو عن ذکر اللہ تعالٰی (فاول ما احدثہ اصحاب السامری

لما اتخذ لهم عجلا جسدا له خوار قاموا یرقصون علیه ویتواجدون، ای یظهرون الوجد بالفعل المحرم وهو عبادة غیر الله کما یفعل هؤلاء یاکلون الحشیش ویرقصون من نشاط نفوسهم بالمحرم القطعی والکبر والاعجاب ویتواجدون بالوجد الشیطانی والشهوات النفسانیة بین الفسقة المختلطین بالمردان الحسان الوجوه علی سماع الطنابیر والزمور فهو دین الکفار وفی التاتارخانیة الرقص فی السماع (للآلات المذکورة بالحالة المذبورة لایجوز) فعله ولاحضوره وفی الذخیرة انه کبیرة وقال البزازی قال القرطبی حرام بالاجماع ورأیت فتوی شیخ الاسلام جلال الملة والدین الکیانی ان مستحل هذا الرقص (الموصوف بما ذکرنا من المحرمات القطعیة) کافر لما علم ان حرمته بالاجماع اھ ملخصین وتمام الکلام فیهما اور اگر خلوت وتنہائی محض میں جہاں کوئی دوسرا نہ ہو بہ نیت محمودہ مثل تشبہ بہ عشاق والہین یا جلب حالات صالحین ہو تو ائمہ شان میں مختلف فیہ بعض ناپسند فرماتے ہیں کہ صدق و حقیقت سے بعید ہے اور ارجح یہ ہے کہ ان نیتوں کے ساتھ جائز بلکہ حسن ہے کہ من تشبہ بقوم فھو منھم ؎ ان لم تکونوا مثلھم فتشبھوا ✽ ان التشبہ بالکرام فلاح ✽ اور سچی نیت سے نیکوں کی حالت بناتے بناتے خدا چاہے تو واقعیت بھی مل جاتی ہے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان ھذا انزل بحزن وکاٰبۃ فاذا قرأتموہ فابکوا فان لم تبکوا فتباکوا بیشک قرآن غم و کرب کیساتھ اترا ہے توجب اسے پڑھو تو رؤو اور اگر رونا نہ آئے تو روتی صورت بناؤ رواہ ابن ماجۃ ومحمد بن نصر فی الصلٰوۃ والبیہقی فی الشعب حدیقہ ندیہ میں بعد عبارت مذکورہ وبیانات نفیسہ ناصحہ مقبولہ ہے فان طریق الوجد والتواجد الذی تعلمہ الفقراء الصادقون فی ھذا الزمان بعدہ کما کانوا یعلمونہ من قبل فی الزمان الماضی نور وھدایۃ واثر توفیق من اللہ تعالٰی وعنایتہ الی ان نقل عن حسن التنبہ للعلامۃ النجم الغزی انہ قال بعد ذکر الوجد والتواجد عن اکابر الائمۃ واما من اظھر ھذہ الاحوال تعمد التوصل الی الدنیا اولتعتقدہ الناس ویتبرکوا بہ فھذا من اقبح الذنوب المھلکات والمعاصی الموبقات اھ ثم قال فی الحدیقۃ ولا شک ان التواجد وھو تکلف الوجد واظھارہ من غیر ان یکون لہ وجد حقیقۃ فیہ تشبہ باھل الوجد الحقیقی وھو جائز بل مطلوب شرعا قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من تشبہ بقوم فھو منھم رواہ الطبرانی فی الاوسط عن حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ تعالٰی عنھما وانما کان المتشبہ بالقوم منھم لان تشبھہ بھم یدل علی حبہ ایاھم ورضاہ باحوالھم وافعالھم وقد قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان الرجل اذا رضی ھدی الرجل وعملہ فھو مثل عملہ رواہ الطبرانی من حدیث عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ (الی ان قال بعد ما اطال واطاب کما ھو دابہ قدس سرہ) اما تکلف الوجد علی الوجہ الصحیح لاجل التشبہ بالصالحین ولغیر ذلک من المقاصد الحسنۃ فقد اشار الیہ العلامۃ الشیخ القشیری فی اوائل رسالتہ المشھورۃ حیث قال التواجد استدعاء الوجد بضرب اختیار ولیس لصاحبہ کمال الوجد اذ لوکان لکان واجدا وباب التفاعل اکثرہ علی اظھار الصفۃ ولیست کذلک فقوم قالوا التواجد غیر مسلم لصاحبہ لما یتضمن من التکلف ویبعد عن التحقیق وقوم قالوا انہ مسلم للفقراء المجردین الذین ترصدوا الوجد ان ھذہ المعانی واصلھم خبر الرسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ابکوا فان لم تبکوا فتباکوا اھ وفی شرعۃ الاسلام قال ومن السنۃ ان یقرء القراٰن بحزن ووجد فان القراٰن نزل بحزن فان لم یکن لہ حزن فلیتحازن اھ والحاصل ان تکلف الکمال من جملۃ الکمال والتشبہ بالاولیاء لمن لم یکن منھم امر مطلوب مرغوب فیہ علی کل حال اھ بالاختصار) بالجملہ وجد صوفیہ کرام طالبین صادق اصلا محل طعن نہیں اور در بارۂ امر قلب و نیت باطن صادق و کاذب میں تمیز مشکل اور اساءت ظن حرام و باطل واللہ یعلم المفسد من المصلح ردالمحتار میں نور العین فی اصلاح جامع الفصولین اور اوسی میں علامہ تحریر ابن کمال باشا وزیر سے ہے ؎ ما فی التواجد ان حققت من حرج ✽ ولا التمایل ان اخلصت من باس ✽ فقمت تسعٰی علی رجل وحق لمن ✽ دعاہ مولاہ ان یسعٰی علی الراس ✽ الخ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

جواب سوال دوم

اون محرمات اباطیل کو معاذ اللہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنا ضرور حضور میں سوئے ادب اور سید عالم صلی اللہ

تعالی علیہ وسلم پر افترا وکذب ہے وکفی بہ اثما مبینا انما یفتری الکذب الذین لایؤمنون پھر جمیع صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین کا نام لے دینا کیا جائے عجب۔ مشائخ طریقت رضی اللہ تعالی عنہم میں زیادہ مہربانی حضرات چشت پر ہے اون کے ارشادات اوپر گزرے اور حضرت مولانا فخر الدین زرادی خلیفۂ حضور سیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالی عنہما نے زمانۂ حضور میں خود حکم حضور سے رسالہ کشف القناع عن اصول السماع تحریر فرمایا جس میں ارشاد فرماتے ہیں اما سماع مشائخنا رضی اللہ تعالی عنہم فبرئ عن ھذہ التہمۃ وھو مجرد صوت القوال مع الاشعار المشعرۃ من کمال صنعۃ اللہ تعالی یعنی ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کا سماع اس تہمت مزامیر سے مبرا ہے وہ تو صرف قوال کی آواز ہے اون اشعار کیساتھ کہ کمال صنع خداوندی جل وعلا پر آگاہ کریں۔ بالجملہ ائمہ عارفین وارثان انبیا ومرسلین علیہم الصلاۃ والسلام اجمعین ضرور ان بہتانوں سے منزہ ہیں حکایت بے سرو پا رطب ویابس بے سند معتمد قابل قبول نہیں نہ خلاف بعض مذہب مہذب جمہور خصوصًا تصریحات جلیۂ کتب مذہب پر کچھ اثر ڈالے ہاں خواہش نفسانی کی پیروی کو اخذ وتلفیق بے تحقیق کا ہر شخص کو اختیار ہے مغلوبین حال کے افعال احوال اقوال اعمال نہ قابل استناد ہیں نہ لائق تقلید حضرت مولوی معنوی قدس سرہ القوی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ؎ درحق او شہد ودرحق توسم ٭ درحق او مدح ودرحق تو ذم ٭ درحق او ورد ودرحق تو خار ٭ درحق او نور ودرحق تو نار ٭ بالفرض اگر زید بھی اپنے مغلوب الحال ہونے کا دعوی کرے اور مان بھی لیا جائے تو ایک زید وارفتہ وبیخود سہی یہ جو سیکڑوں ہزاروں عوام کا ہجوم وازدحام کرایا جاتا ہے کیا یہ بھی سب خدا رسیدہ مغلوب الحال ہوکر آئے ہیں یا دنیا بھر سے چھانٹ چھانٹ کر پاگل بوہرے بلائے ہیں جن پر شرع کا قلم تکلیف نہیں۔ اور جب یہ کچھ نہیں تو اس مجمع کی تحریم اور بانی کی تاثیم میں اصلا شک نہیں۔ فانما اثمہ اثم الاریسیین واللہ سبحنہ وتعالے اعلم۔

جواب سوال سوم

بدیہیات دینیہ سے ہے کہ اولا عقائد اسلام وسنت پھر احکام صلاۃ وطہارت وغیرہا ضروریات شرعیہ سیکھنا سکھانا فرض ہے اور انہیں چھوڑ کر دوسرے کسی مستحب وپسندیدہ علم میں بھی وقت ضائع کرنا حرام نہ کہ موسیقی کہ اون کا ہلکا درجہ لغو وفضول اور بھاری پایہ مخزن آثام۔ وحدۃ الوجود وحقائق ودقائق تصوف جسطرح صوفیۂ صادقہ مانتے ہیں (نہ وہ جسے متصوفۂ زنادقہ جانتے ہیں) ضرور حق وحقیقت ہے مگر اوس میں اکثر ذوق ہے کہ اون مقامات عالیہ پر وصول کے بعد منکشف ہوتا ہے زبانی تعلیم وتعلم سے تعلق نہیں رکھتا اور بہت وہ ہے جسے عوام تو عوام آجکل کے بہت مولوی کہلانے والے بھی نہیں سمجھ سکتے اور خود اکثر یہ جو پیر ومشائخ بنتے ہیں طوطے کی طرح چند لفظ یاد کرلینے کے سوا معانی کی ہوا سے بھی مس نہیں رکھتے پھر کون سکھائیگا اور کون سیکھے گا۔ ہاں یہ ضرور ہوگا کہ ایک تو ان انگھڑ بتانے والوں کی کج فہمی کہ مطلب کچھ ہے اور سمجھے کچھ دوسرے اون معانی کیلئے الفاظ کی نایابی کہ وہ اکثر حال ہے نہ قال تیسرے اوس پر طرہ کہ ان صاحبوں کی کج مج بیانی کہ جسقدر دونوں پہلو حق وحقیقت کے سنبھالے ہوئے بیان میں لاسکتے تھے یہ بتانے والے حضرات اوتنے پر بھی قدرت نہیں رکھتے اور اگر قدرت ہو بھی تو حفظ دین وایمان کی پرواہ کسے۔ چوتھے ان سب پر بالا اون جاہلوں بے تمیزوں کی کودنی جنہیں یہ حقائق ودقائق سکھائے جائینگے اونھیں ابھی سیدھے سیدھے احکام سمجھنے کے لالے ہیں ان متشابہات کو کون سمجھے گا۔ غرض اس کا اثر ضرور اون کا بگڑنا فتنے میں پڑنا زندیق مرتد یا ادنی درجہ گمراہ بددین ہوجانا ہوگا وبس حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں ما انت محدث قوما حدیثا لاتبلغہ عقولہم الاکان علی بعضہم فتنۃ یعنی جب تو کسی قوم کے آگے وہ بات بیان کریگا جس تک اون کی عقلیں نہ پہنچیں تو ضرور وہ اون میں کسی پر فتنہ ہوگی رواہ ابن عساکر عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما امام حجۃ الاسلام محمد غزالی پھر علامہ مناوی شارح جامع صغیر پھر سیدی عبدالغنی نابلسی حدیقہ میں فرماتے ہیں ان العامی اذا زنی اوسرق خیر لہ من ان یتکلم فی العلم باللہ من غیر اتقان فیقع فی الکفر من حیث لایدری کمن یرکب لجۃ البحر ولایعرف السباحۃ ومکائد الشیطان فیما یتعلق بالعقائد والمذاہب لاتخفی۔ واللہ تعالی اعلم

جواب سوال چہارم

امر بالمعروف ونہی عن المنکر ضرور بنصوص قاطعۂ قرآنیہ اہم فرائض دینیہ سے ہے اور بحال وجوب اوس کا تارک آثم وعاصی اور اون نافرمانوں کی

طرح خود بھی مستحق عذاب دنیوی واخروی۔ احادیث کثیرہ اس معنی پر ناطق ہیں اور اصحٰب سبت وغیرہم کا واقعہ خود قرآن عظیم میں مذکور۔ قال اللہ تعالٰی لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علی لسان داؤد وعیسی بن مریم ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون ہ کانوا لایتناھون عن منکر فعلوہ لبئس ما کانوا یفعلون ہ۔ بنی اسرائیل کے کافروں پر لعنت پڑی داؤد وعیسٰی بن مریم کی زبان سے یہ بدلہ تھا اون کی نافرمانیوں اور حد سے بڑھنے کا برے کام سے ایک دوسرے کو منع نہ کرتے تھے ضرور اون کا یہ فعل سخت برا تھا۔ اصحاب سبت پر داؤد علیہ الصلاۃ والسلام نے دعا کی الٰہی انھیں لعنت کر اور لوگوں کیلئے نشانی بنادے بندر ہوگئے اہل مائدہ پر عیسٰی علیہ الصلاۃ والسلام نے یہی دعا کی سؤر ہوگئے والعیاذ باللہ رب العالمین۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں کلا واللہ لتأمرن بالمعروف ولتنھون عن المنکر اولیضربن اللہ بقلوب بعضکم علی بعض ثم لیلعنکم کما لعنھم۔ یوں نہیں۔ خدا کی قسم یا تو تم ضرور امر بالمعروف کروگے ضرور نہی عن المنکر کروگے یا ضرور اللہ تعالٰی تمہارے دل آپس میں ایک دوسرے پر ماریگا پھر تم سب پر اپنی لعنت اوتاریگا جیسی اون بنی اسرائیل پر اوتاری رواہ ابوداؤد عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ ھذا مختصر مگر یہ امر ونہی نہ ہر شخص پر فرض نہ ہر حال میں واجب تو بحال عدم وجوب اوسکے ترک پر یہ احکام نہیں بلکہ بعض صورتیں شرع ہی اوسے ترک کی ترغیب دے گی جیسے جبکہ اوس سے کوئی فتنہ اشد پیدا ہوتا ہو یونہیں اگر جانے کہ بے سود ہے کارگر نہوگا تو خواہی نخواہی چھیڑنا ضرور نہیں خصوصًا جبکہ کوئی امر اہم اصلاح پا رہا ہو۔ مثلًا کچھ لوگ حریر کے عادی نماز کی طرف جھکے یا عقائد سنت سیکھنے آتے ہیں اور جب حریر و پابندی وضع میں ایسے منہمک ہیں کہ اس پر اصرار کیجئے تو ہرگز نہ مانیں گے غایت یہ کہ آنا چھوڑ دیں گے وہ رغبت نماز وتعلم عقائد بھی جائیگی تو ایسی حالت میں بقدر تیسر اونھیں ہدایت اور باقی کے لئے انتظار وقت وحالت ترک امر ونہی نہیں بلکہ اوسی کی تدبیر وسعی ہے۔ واللہ یعلم المفسد من المصلح واللہ علیم بذات الصدور۔ بستان امام فقیہ سمرقندی پھر محیط پھر ہندیہ میں ہے ان الامر بالمعروف علی وجوہ ان کان یعلم باکبر رایہ انہ لوامر بالمعروف یقبلون ذلک منہ ویمتنعون عن المنکر فالامر واجب علیہ ولا یسعہ ترکہ ولو علم باکبر رائیہ انہ لوامرھم بذلک قذفوہ وشتموہ فترکہ افضل وکذلک لو علم انھم یضربونہ ولا یصبر علی ذلک ویقع بینھم عداوۃ ویھیج منہ القتال فترکہ افضل ولو علم انھم ضربوہ وصبر علی ذلک ولا یشکو علی احد فلا بأس بان ینھی عن ذلک وھو مجاھد ولو علم انھم لا یقبلون منہ ولا یخاف منہ ضربا ولا شتما فھو بالخیار والامر افضل لیکن پیری مریدی اگر دل سے ہے تو وہاں ایسی صورت کا پیدا ہونا جس میں امر ونہی منجر بضرر ہوں ظاہرا نادر ہے ایسے متبوعوں مقتداؤں پر اس فرض اہم کی اقامت بقدر قدرت ضرور لازم اور اسی میں ادنی اتباع کے حق سے ادا ہونا ہے جو باوصف قدرت وعدم مضرت اون کے سیاہ وسپید سے کچھ مطلب نہ رکھے بلکہ ہر حال میں خوش گزران کی ٹھہرائی خواہ یوں کہ خود ہی احکام شرعیہ کی پرواہ نہ رکھتا ہو جیسے آجکل کے بہت آزاد متصوف یا کسی دنیوی لحاظ سے پابندی شرع کو نہ کہتا ہو جیسے درصورت امر ونہی اپنے پلاؤ قورمے یا آؤ بھگت پر خائف تو یہ ضرور پیر غوایت ہے نہ شیخ ہدایت۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

جواب سوال پنجم

ہنود قطعاً بت پرست مشرک ہیں وہ یقینًا بتوں کو سجدہ عبادت کرتے ہیں اور بالفرض نہ بھی ہو تو بتوں کی ایسی تعظیم پر بھی ضرور حکم کفر ہے اور اونھیں بارگاہ عزت میں شفیع جاننا بھی کفر اون سے شفاعت چاہنا بھی کفر کہ قطعًا اجماعًا یہ افعال واقوال کسی مسلم سے صادر نہیں ہوتے نہ کوئی مسلمان بلکہ کوئی اہل ملت بت کی نسبت ایسا اعتقاد رکھے اور اوس میں صراحۃً تکذیب قرآن ومضادت رحمٰن ہے شرح فقہ اکبر میں ہے قال ابن الھمام وبالجملۃ فقد ضم الی تحقق الایمان اثبات امور الاخلال بھا اخلال بالایمان اتفاقا کترک السجود لصنم وقتل نبی اوالاستخفاف بہ او بالمصحف والکعبۃ الخ اعلام بقواطع الاسلام میں قواعد امام قرافی سے ہے ھذا الجنس قد تثبت للوالد ولو فی زمن من الازمان وشریعۃ من الشرائع فکان شبھۃ دارئۃ للکفر فاعلہ بخلاف السجود لنحو الصنم او الشمس فانہ لم یرد ھو ولا مایشابھہ فی التعظیم فی شریعۃ من الشرائع فلم یکن لفاعل ذلک شبھۃ لاضعیفۃ ولا قویۃ فکان کافرا ولا نظر لقصد التقرب فیما لم ترد الشریعۃ بتعظیمہ بخلاف من وردت بتعظیمہ شفا شریف میں ہے کذلک نکفر بکل فعل اجمع المسلمون علی انہ لا یصدر الا من کافر وان کان صاحبہ مصرحا بالاسلام مع فعلہ ذلک الفعل

کالسجود للصنم او للشمس والقمر والصلیب والنار الخ اوسی میں ہے کل مقالۃ صرحت بنفی الربوبیۃ اوالوحدانیۃ اوعبادۃ احد غیر اللہ او مع اللہ فھی کفر کمقالۃ الدھریۃ والذین اشرکوا بعبادۃ الاوثان من مشرکی العرب واھل الھند والصین اھ مختصراً اذکار افکار مراقبات کا جوگیوں سے لیا جانا افترائے ہمزہ ہے اور ممکن و شاید سے کوئی کتاب آسمانی نہیں ٹھہر سکتی نہ لیت ولعل سے کوئی صریح مشرک بت پرست قوم کتابی، مشرکین ہنود کے شرک وکفر کا منکر اون اقوال مخذولہ تعظیم وشفاعت اصنام کا مظہر ضرور بددین گمراہ ملحد کافر ہے والعیاذ باللہ تعالٰی شفا شریف میں ہے ولھذا نکفر من لم یکفر من دان بغیر ملۃ المسلمین من الملل او وقف فیھم او شك او صحح مذھبھم وان اظھر مع ذلك الاسلام واعتقدہ واعتقد ابطال کل مذھب سواہ فھو کافر باظھارہ ما اظھر من خلاف ذلك عجب شان الٰہی ہے یہی ناپاک وبیباک بات یعنی اصنام سے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو معاذ اللہ ملانا پہلے ایک خبیث نے مسلمانوں کو مشرک بنانے کیلئے لکھی تھی کہ بت پرست بھی شفاعت خواہی اور اس کے مثل افعال ہی بتوں سے کرکے مشرک ہوئے یہی باتیں یہ لوگ انبیاء اولیا کیساتھ کرتے ہیں تو یہ اور ابوجہل شرک میں برابر ہیں اب یہی مردود وملعون قول دوسرے نے مشرکوں کو مسلمان ٹھہرانے کیلئے کہا کہ بتوں سے شفاعت خواہی اون کی تعظیم حتی کہ اونھیں سجدہ کفر نہیں کہ مسلمان بھی تو انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی تعظیم کرتے اون سے شفاعت مانگتے ہیں۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم نسأل اللہ العفو والعافیۃ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بالالتزام بعد صلوٰۃ فجر مصافحہ کرنا مسنون ہے یا مستحب ویا عبث یا مکروہ۔ بینوا للہ توجروا عنداللہ فقط۔

الجواب

مباح ہے فی نسیم الریاض الاصح انہا بدعۃ مباحۃ واللہ تعالٰی اعلم بالصواب

مسئلہ۔ از الموڑہ محلہ نقاری ٹولہ متصل تحصیل مرزا قاسم بیگ عنایت بیگ ۴ ذیقعدہ ۱۳۲۰ھ

جناب مولانا صاحب مخدوم ومطاع بندہ زاد اللہ اشفاقہم بعد از تسلیم مع التکریم مدعا یہ ہے کہ ایک لڑکی ہے اوس نے اپنے نان کا دعوٰی کیا ہے اور اوس لڑکی کو اوس کے خاوند نے مار کر نکال دیا اوس نے اپنے نان ونفقہ کا دعوٰی کیا ہے مگر اوس میں یہ ہے کہ اوس لڑکی کا دعوٰی کیا فوجداری میں صاحب مجسٹریٹ نے یہ حکم دیا کہ بڑے سول سرجن کا ملاحظہ کراؤ تو اوس میں یہ ہے کہ اگر بڑا ڈاکٹر ملاحظہ کرے تو اوس میں نکاح سے باہر ہوگی یا نہ ہوگی دیکھنا بڑے ڈاکٹر کا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

بڑا ڈاکٹر خواہ چھوٹا مسلمان ہو خواہ غیر مذہب کا۔ اپنا ہو خواہ پرایا باپ ہو خواہ بیٹا۔ غرض شوہر کے سوا کوئی مرد ہو اوسے دکھانا حرام قطعی ہے سخت گناہ شدید ہے اول تو نان نفقہ کے دعوے میں عورت کا ستر عورت دکھانے کی کوئی ضرورت نہیں اگر ضرورت ہو بھی کہ مرد دعوٰی کرے یہ عورت مرد کے قابل نہیں تو ایسی صورت میں حکم یہ ہے کہ حاکم کسی مسلمان عورت کو حکم دے کہ وہ دیکھ کر بیان کرے مرد کو دکھانا مذہب اسلام کے بالکل خلاف ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از بدایوں ۱۸ محرم ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ مجلس میلاد حضور خیر العباد علیہ الوف تحیۃ الی یوم التناد میں جو شخص کہ مخالف شرع مطہر ہو مثلاً تارک صلوۃ شارب خمر ہو داڑھی کتر واتا یا منڈواتا ہو مونچھیں بڑھاتا ہو بے وضو بے ادبی گستاخی سے روایات موضوعہ تنہا یا دو چار آدمیوں کے ساتھ بیٹھ کر مولود پڑھتا ہو اور اگر کوئی مسئلہ بتائے تنبیہ کرے تو استہزا ومزاح کرے بلکہ اپنے معتقدین کو حکم کرے کہ داڑھی منڈانے والے رکھانے والوں سے بہتر ہیں کیونکہ جیسے اون کے رخسار صاف ہوتے ہیں ایسے ہی اون کے دل مثل آئینہ کے صاف وشفاف ہے ایسے شخص سے مولود شریف پڑھوانا یا اوس کو پڑھنا یا ممبر ومسند پر تعظیماً بیٹھنا بٹھانا بانی مجلس حاضرین وسامعین کا ایسے اشخاص کو بوجہ

خوش آوازی کے چوکی پر مولود پڑھنے بٹھانا جائز ہے یا نہیں اور ایسے آدمی سے رب العزت جل مجدہ اور روح حضور فخر عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی خوش ہوتی ہے یا ناخوش اور پروردگار عالم ایسی مجالس سے خوش ہوکر رحمت نازل فرماتا ہے یا غضب اور حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ان محافل میں تشریف لاتے ہیں یا نہیں بانیان اور حاضرین محافل کے مستحق رحمت ہیں یا غضب بینوا من الکتاب توجروا عند رب الارباب

الجواب

افعال مذکورہ سخت کبائر ہیں اور ان کا مرتکب اشد فاسق و فاجر مستحق عذاب یزداں وغضب رحمٰن اور دنیا میں مستوجب ہزاراں ذلت و ہوان خوش آوازی خواہ کسی علت نفسانی کے باعث اوسے منبر ومسند پر کہ حقیقۃً مسند حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہے تعظیما بٹھانا اوس سے مجلس مبارک پڑھوانا حرام ہے تبیین الحقائق وفتح اللہ المعین وطحطاوی علی مراقی الفلاح وغیرہا میں ہے فی تقدیم الفاسق تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعا روایات موضوعہ پڑھنا بھی حرام سننا بھی حرام ایسی مجالس سے اللہ عزوجل اور حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کمال ناراض ہیں ایسی مجالس اور ان کا پڑھنے والا اور اس حال سے آگاہی پاکر بھی حاضر ہونے والا سب مستحق غضب الٰہی ہیں یہ جتنے حاضرین ہیں سب وبال شدید میں جدا جدا گرفتار ہیں اور ان سب کے وبال کے برابر اوس پڑھنے والے پر وبال ہے اور خود اوسکا اپنا گناہ اوس پر علاوہ اور ان حاضرین وقاری سب کے برابر گناہ ایسی مجلس کے بانی پر ہے اور اپنا گناہ خود اوس پر طرہ مثلا ہزار شخص حاضرین مذکور ہوں تو اون پر ہزار گناہ اور اوس کذاب قاری پر ایک ہزار ایک گناہ اور بانی پر دو ہزار دو گناہ ایک ہزار حاضرین کے اور ایک ہزار ایک اوس قاری کے اور ایک خود اپنا پھر یہ شمار ایک ہی بار نہ ہوگا بلکہ جس قدر روایات موضوعہ جس قدر کلمات نامشروعہ وہ قاری جاہل جری پڑھے گا ہر روایت ہر کلمہ پر یہ حساب وبال وعذاب تازہ ہوگا مثلا فرض کیجئے کہ ایسے سو کلمات مردودہ اوس مجلس میں اوس نے پڑھے تو اون حاضرین میں ہر ایک پر سو سو گناہ اور اس قاری علم ودین سے عاری پر ایک لاکھ ایک سو گناہ اور بانی پر دو لاکھ دو سو۔ وقس علی ہذا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں من دعا الی ھدی کان لہ من الاجر مثل اجور من تبعہ لاینقص ذلک من اجورھم شیئا ومن دعا الی ضلالۃ کان علیہ من الاثم مثل اثام من تبعہ لاینقص ذلک من اثامھم شیئا۔ رواہ الائمۃ احمد ومسلم والاربعۃ عن ابی ھریرۃ، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پاک ومنزہ ہیں اس سے کہ ایسی ناپاک جگہ تشریف فرما ہوں البتہ وہاں ابلیس وشیاطین کا ہجوم ہوگا والعیاذ باللہ رب العالمین ذکر شریف حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم باوضو ہونا مستحب ہے اور بے وضو بھی جائز اگر نیت معاذ اللہ استخفاف کی نہ ہو حدیث صحیح میں ہے کان النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یذکر اللہ علی کل احیانہ رواہ الائمۃ احمد ومسلم والاربعۃ الا النسائی عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالی عنہا ورواہ البخاری تعلیقا اور اگر عیاذا باللہ استخفاف وتحقیر کی نیت ہو تو صریح کفر ہے یونہی مسائل شرعیہ کیساتھ استہزا صراحۃً کفر ہے قال اللہ تعالی قل اباللہ وایتہ ورسولہ کنتم تستھزءون ط لاتعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم۔ یونہی وہ کلمہ ملعونہ کہ داڑھی منڈانے والے رکھانے والوں سے بہتر ہیں الخ صاف سنت متواترہ کی توہین اور کلمہ کفر ہے۔ والعیاذ باللہ رب العالمین واللہ سبحنہ وتعالی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم فقط۔

مسئلہ۔ از نواب گنج ۲۰ محرم ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع اس صورت میں بینوا توجروا۔

(۱) ایک شخص کہتا ہے کہ میں تعزیہ کا چڑھا ہوا نہیں کھاتا ہوں حضرت امام حسین کی نیاز کھاتا ہوں۔ (۲) ایک شخص کہتا ہے تعزیہ پر کیا منحصر ہے چڑھوا کوئی ہو میں نہیں کھاتا ہوں نیاز کھاتا ہوں۔ (۳) ایک شخص کہتا ہے کہ عشرہ محرم الحرام میں جو کچھ کھانے پینے وغیرہ میں ہوتا ہے دس روز تک تعزیہ کا چڑھا ہوتا ہے۔ (۴) ایک شخص کہتا ہے تعزیہ بت ہے بسبب لگانے صورت کے (۵) ایک شخص کہتا ہے کہ یہ صورت وہ ہے جو براق اور حور جنت میں ہیں (۶) ایک شخص کہتا ہے کہ تعزیہ اور مسجد میں کچھ فرق نہیں بلکہ کہتا ہے مسجد میں کیا ہے وہی اینٹ گارا ہے اور تو ہے جو وہاں جاکر سجدہ کرتے ہو اور تعزیہ میں ابرق کاغذ وغیرہ ہیں۔ (۷) ایک شخص نے کہا کہ بھائی یہ باتیں شرع کی ہیں لکھ کر شرع کے سپرد کرو آپس میں جھگڑا مت کرو۔ (۸) ایک شخص کہتا ہے کہ تم شرع نہیں سمجھتے۔ (۹) ایک شخص نے کہا جس حالت میں کہ تم شرع کو نہیں سمجھتے ہو تو میں تعزیہ کے چڑھنے کو

حرام سمجھتا ہوں۔

الجواب

(۱) پہلا شخص اچھی بات کہتا ہے۔ واقعی حضرت امام کے نام پاک کی نیاز کھانی چاہئے اور تعزیہ کا چڑھایا ہوا کھانا نہ چاہئے اور اگر اوس کے قول کا مطلب یہ ہے کہ وہ تعزیہ کا چڑھا ہوا اس نیت سے نہیں کھاتا کہ وہ تعزیہ کا چڑھا ہوا ہے بلکہ اس نیت سے کھاتا ہے کہ وہ امام کی نیاز ہے تو یہ قول غلط و بیہودہ ہے تعزیہ پر چڑھانے سے حضرت امام رضی اللہ تعالی عنہ کی نیاز نہیں ہوجاتی اور اگر نیاز دیکر چڑھائیں یا چڑھا کر نیاز دلائیں تو اوسکے کھانے سے احتراز چاہئے اور وہ نیت کا تفرقہ اوسکے مفسدہ کو رفع نہ کریگا مفسدہ اوس میں یہ ہے کہ اوس کے کھانے سے جاہلوں کی نظر میں ایک امر ناجائز کی وقعت بڑھانی یا کم از کم اپنے آپکو اوسکے اعتقاد سے متہم کرنا ہے اور دونوں باتیں شنیع و مذموم ہیں لہذا اوس کے کھانے ہی سے احتراز کیا جائے۔ واللہ تعالٰی اعلم (۲) دوسرے شخص کی بات میں ذرا زیادتی ہے۔ اولیائے کرام کے مزارات پر جو شیرینی یا کھانا لوگ بہ نیت تصدق لیجاتے ہیں اوسے بھی بعض لوگ چڑھونا کہتے ہیں اوس کے کھانے میں فقیر کو اصلا حرج نہیں (۳) تیسرے شخص نے نیاز اور تعزیہ کے چڑھاوے میں فرق نہ کیا یہ غلط ہے چڑھونا وہی ہے جو تعزیہ پر یا اوس کے پاس لیجا کر سب کے سامنے نذر تعزیہ کی نیت سے رکھا جائے باقی سب کھانے شربت وغیرہ کہ عشرہ محرم میں بہ نیت ایصال ثواب ہوں وہ چڑھونا نہیں ہوسکتے۔ (۴) مجسم تصویر کو مطلقاً بت کہتے ہیں اس معنی پر وہ تصویریں کہ تعزیہ میں لگائی جاتی ہیں بت ہیں اور مجازاً کل کو بھی کہہ سکتے ہیں اور اگر بت سے مراد معبود باطل ہو تو یہ سخت زیادتی ہے انصاف یہ کہ کوئی جاہل سا جاہل بھی تعزیہ کو معبود نہیں جانتا۔ (۵) اس شخص کا یہ محض افترا ہے۔ کہاں حور و براق اور کہاں یہ کاغذینی کی مورتیں جن سے کہیں زیادہ خوبصورت کسگروں کے یہاں روز بنتی رہتی ہیں۔ اور اگر ہو بھی تو حور و براق کی تصویر بنانی کب حلال ہے۔ (۶) یہ شخص صریح گمراہ و بدعقل و بدزبان ہے۔ مسجد کو کوئی سجدہ نہیں کرتا نہ اوسکی حقیقت اینٹ گارا ہے بلکہ وہ زمین کہ نماز و عبادت الہی بجالانے کیلئے تمام حقوق عباد سے جدا کر کے اللہ عزوجل کے حکم سے اوسکی طرف تقرب کیواسطے خاص ملک الہی پر چھوڑی گئی اب وہ شعائر اللہ سے ہوگئی اور شعائر اللہ کی تعظیم کا حکم ہے قال اللہ تعالٰی ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب اس مجموعۂ بدعات کو اوس سے کیا نسبت مگر جہل مرکب سخت مرض ہے والعیاذ باللہ تعالٰی۔

(۷) اس شخص نے اچھا کہا مسلمان کو یہی حکم ہے کہ جو بات نہ جانے خود اوس پر کوئی حکم نہ لگائے بلکہ اہل شرع سے دریافت کرے قال اللہ تعالٰی فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ٥ (۸) اسکے قول کا اگر یہ مطلب ہے کہ تم لوگ بے علم ہو آپس میں بحث نہ کرو اہل شرع سے پوچھو تو اچھا کہا اور اگر یہ مراد ہے کہ تعزیہ شرعاً اچھی چیز ہے تم شرع نہیں سمجھتے تو بہت برا کہا اور شرع پر افترا کیا اور اگر یہ مقصود ہے کہ شرع سے تو اوسکی مذمت صاف ظاہر ہے مگر تم لوگ شرع نہیں سمجھتے تو یہ بھی اچھا کہا۔ (۹) اس کا قول حد سے گزرا ہوا ہے تعزیہ کا چڑھاوا کھانا اون وجوہ سے جو ہم نے ذکر کیں مکروہ و ناپسند ضرور ہے مگر حرام کہنا غلط ہے فتاوی عالمگیری میں اوس بکرے کی نسبت جو ہندو نے اپنے بت کے نام مسلمان سے ذبح کرایا اور مسلمان نے اللہ عزوجل کیلئے تکبیر کہکر ذبح کردیا تصریح فرمائی ہے کہ حلال ہے ویکرہ للمسلم مسلمان کیلئے مکروہ ہے جب وہاں صرف کراہت کا حکم ہے تو یہاں تحریم کیونکر۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ از موضع نگریا کلاں ضلع بریلی مرسلہ وزیر خاں دوم صفر ۱۳۲۱ھ

زید نے بیان کیا کہ میں سید ہوں اور سنت جماعت ہوں اور عید کی نماز بھی زید نے پڑھائی بعد کو معلوم ہوا کہ زید رافضی ہے اور نماز ہاتھ چھوڑ کر پڑھتا ہے اور وضو بھی رافضیوں کا کرتا ہے ایسی حالت میں سنت جماعت کیواسطے زید کی امامت جائز ہے یا نہیں اور کھانا کھانا زید کے یہاں کا سنت جماعت کو جائز ہے یا نہیں لڑکوں کیواسطے تعلیم زید کی جائز ہے یا نہیں زید بیان کرتا ہے کہ میں قرآن شریف گیارہ میں پڑھا سکتا ہوں فاتحہ گیارھویں شریف کی زید سے دلانا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

رافضی کے پیچھے نماز محض باطل ہے۔ ہوتی ہی نہیں فرض سر پر ویسا ہی رہے گا۔ اور گناہ علاوہ۔ رافضی کی امامت ایسی ہی ہے جیسی کسی

ہندو یا یہودی کی امامت۔ آجکل کے رافضی عموماً مرتد ہیں اون کے یہاں کا کھانا یا اون کیساتھ کھانا یا اون سے کسی قسم کا میل جول رکھنا گناہ ہے سب عذاب کے مستحق ہوں گے اور بچوں کو اوس سے پڑھوانا سخت حرام اور نری گمراہی ہے مسلمانوں پر فرض ہے کہ رافضی کو جدا کردیں رافضی سے گیارہویں شریف کی فاتحہ دلانا سخت حماقت ہے اور ایک یہی کیا کسی قسم کی فاتحہ رافضی سے ہرگز نہ دلائی جائے کہ فاتحہ ثواب پہنچانے کے لئے ہے اور رافضی کے پڑھنے سے ثواب نہیں پہنچتا کیونکہ روافض انکار ضروریات دین کے باعث مرتد ہیں پھر یہ بھی اوسوقت ہے کہ فاتحہ میں رافضی کچھ قرآن پڑھے مگر سنیوں کیلئے فاتحہ میں رافضی سے بھی امید نہیں خدا جانے کیا کچھ ناپاک کلمے بکے گا اون کا ثواب پہنچے گا یا اور عذاب ہوگا۔ اللہ تعالی سنیوں کی آنکھیں کھولے اور اونھیں توفیق دے کہ گمراہوں سے دور رہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے صاف حکم فرمایا ہے کہ ایاکم وایاھم لایفتنونکم ولایضلونکم بدمذہبوں سے دور رہو اور اون کو اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں اور اللہ تعالی نے قرآن شریف میں فرمایا ہے واما ینسینک الشیطن فلاتقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین ۰ اگر تجھے شیطان بھلادے تو یاد آنے پر پاس نہ بیٹھ ظالم لوگوں کے۔ اور بدمذہب لوگ خصوصاً رافضیوں کے یہاں تقیہ بہت ہے یہ بہت اپنے مذہب کو چھپاتے ہیں ان کی بات پر ہرگز اعتبار نہ کرنا چاہئے جہاں نفع نقصان کچھ نہ ہو وہاں سنی بن جانا ان کا ادنی شعبدہ ہے تو جہاں دو پیسے کا نفع ہو وہاں بنتے ہوئے انھیں کیا لگتا ہے واللہ تعالے اعلم۔

مسئلہ۔ ۱۰ صفر ۱۳۲۱ھ

خالد کو اوس کے چچا نے ہدایت کی کہ باہمی نزاع کی بابت خط وکتابت مسدود رہنا قرین مصلحت ہے اب اگر ظن غالب کی بنا پر بکر اپنے بھتیجے خالد کے خطوط خود وصول کرکے اوس کو نہ دے حالانکہ خالد تبری کرتا ہے کہ ہرگز میرے کسی خط میں اوس ہدایت کا خلاف نہ کیا گیا۔ مگر بکر کو بوجہ مرتبہ باور ہونے کے خالد کی یقین نہیں آیا تو کیا بکر کو اس بنا پر خالد کے خطوط روک رکھنے خود کھولنے یا دیر لگانے کا اختیار حاصل ہے اگر نہیں تو کیا ان وجوہ سے بکر معصیت کا مرتکب قرار پائے گا یا نہیں نیز اگر اون میں بابت نزاع باہمی تذکرہ ہو تو کیا بکر امور متذکرہ بالا کا اختیار حاصل ہے یا نہیں

الجواب

بکر کو اصلا اختیار نہیں نہ خالد کے خطوط روکنے کا نہ کھولنے کا نہ دیکھنے کا اور وہ ضرور گنہگار ہوگا حدیث میں ارشاد ہوا کہ جو بلا اجازت دوسرے کا خط دیکھے وہ جہنم کی آگ دیکھتا ہے اور بدگمانی دوسرا گناہ ہے اور تجسس تیسرا گناہ اور یہ سوال کہ اگر اون میں خلاف ہدایت تو امور مذکورہ کا اختیار ہے یا نہیں محض بے معنی ہے بے دیکھے کیونکر معلوم ہوگا کہ خلاف ہدایت ہے غرض یہ سب کارروائی خود خلاف ہدایت ہے۔ واللہ تعالے اعلم۔

مسئلہ۔ ۷ ربیع الآخر ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کو جب مرض الموت میں اپنے مرگ کا یقین ہوا تو اپنے شوہر زید کو بمواجہہ چند موجودین مخاطب کرکے عفو حقوق وتقصیرات کی مستدعی ہوئی اور اپنے جملہ حقوق زید کو معاف کئے دین مہر کو بہ تفصیل علیحدہ معاف کیا زید نے بھی اپنے حقوق وقصور خدمات کی معافی دی۔ اب اس صورت میں کسی قسم کا مواخذہ ایک کا دوسرے پر عنداللہ باقی تو نہ رہا یا لفظ مجمل جملہ حقوق وقصور کافی نہ تھا علیحدہ علیحدہ ہر حق وخطا کی تشریح ضرور تھی اور زید دین مہر سے بری ہوگیا یا یہ معافی زمانہ مرض الموت کے حکم وصیت میں متصور ہوکر دو ثلث کا مواخذہ دار رہے گا اگرچہ ورثاء دنیا میں شرع یا رسم کے باعث متقاضی نہوں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

تمام حقوق کی معافی جو زید نے ہندہ اور ہندہ نے زید کو کی ان میں ہندہ کے حقوق مالیہ مثل مہر ودیگر دیون کی معافی تو اجازت وارثان ہندہ پر موقوف رہے گی۔ کما بیناہ فی الھبۃ من فتاونا ان کے سوا ہندہ کے حقوق غیر مالیہ اور زید کے حقوق مالیہ وغیر مالیہ جو کچھ معاف کنندہ زید خواہ ہندہ کے علم میں تھا وہ سب معاف ہوگیا اور جو علم میں نہ تھا مگر معمولی حقوق سہل وآسان سے تھا کہ بالخصوص معلوم ہوتا تو معافی میں باک نہ ہوتا وہ بھی معاف ہوگیا

اور جو اتنا کثیر یا عظیم و شدید تھا کہ اگر تفصیلاً بتایا جائے تو صاحب حق معاف نہ کرے ایسے عام مجمل لفظ میں اون حقوق کی معافی ہو جانا علما میں مختلف فیہ ہے بعض بنظر ظاہر لفظ سب کی معافی مانتے ہیں اور بعض بالخصوص تفصیلاً اون کا بتاکر معافی مانگنا ضروری جانتے ہیں اول اوسع ہے اور ثانی احوط منح الروض الازہر میں ہے هل یکفیه ان یقول لك علی دین فاجعلنی فی حل ام لا بد ان یعین مقداره ففی النوازل رجل له علی آخر دین وهو لا یعلم بجمیع ذلك فقال له المدیون ابرئنی مما لك علی فقال الدائن ابراتك قال نصیر لا یبرؤ الا عن مقدار ما یتوهم ای یظن انه علیه و قال محمد بن سلمة یبرؤ عن الكل قال الفقیه ابو اللیث حكم القضاء ما قاله محمد بن سلمة وحكم الاخرة ما قاله نصیر وفی القنیة من علیه حقوق فاستحل صاحبها و لم یفصلها فجعله فی حل یعذر ان علم انه لو فصله یجعله فی حل والا فلا قال بعضهم انه حسن وان روی انه یصیر فی حل مطلقا وفی الخلاصة رجل قال لاٰخر حللنی من كل حق هو لك ففعل فابرأه ان كان صاحب الحق عالما به برئ حكما ودیانة وان لم یكن عالما به برئ حكما بالاجماع واما دیانة فعند محمد رحمه الله تعالی لایبرؤ وعند ابی یوسف یبرؤ وعلیه الفتوی انتهی وفیه انه خلاف ما اختاره ابو اللیث ولعل قوله مبنی علی التقوی اھ ما فی منح الروض **اقول** وفی مخالفته لما اختار الفقیه نظر فان الكلام ههنا فی البراءة من الحقوق المجهولة لصاحبها اصلا وثمه فیما اذا ظن مقدارا وكان الواقع ازید وبینهما بون بین فان من جعل فی حل مطلقا لم یرد خصوص ما فی علمه اما من جعل فی حل من حق معلوم له فانما یذهب ذهنه الی قدر ما فی علمه والله تعالی اعلم نیز منح الروض میں ہے هل یكفیه ان یقول اغتبتك فاجعلنی فی حل ام لا بد ان یبین ما اغتاب ففی منسك ابن العجمی لا یعلمه بها ان علم ان اعلامه یثیر فتنة ویدل علیه ان الابراء عن الحقوق المجهولة جائز عندنا لكن سبق انه هل یكفیه حكومة او دیانة اھ ما فی منح الروض **اقول** وفی جریان الخلاف المذكور ههنا نظر فان الغیبة لا تصیر من حقوق العبد مالم تبلغه واذا بلغته لم تكن من الحقوق المجهولة وقد قال فی المنح نفسه ما نصه قال الفقیه ابو اللیث قد تكلم الناس فی توبة المغتابین هل تجوز من غیر ان یستحل من صاحبه قال بعضهم یجوز وقال بعضهم لا یجوز وهو عندنا علی وجهین احدهما ان كان ذلك القول قد بلغ الی الذی اغتابه فتوبته ان یستحل منه وان لم یبلغ الیه فلیستغفر الله سبحنه ویضمر ان لا یعود الی مثله وفی روضة العلماء سألت ابا محمد رحمه الله تعالی فقلت له اذا تاب صاحب الغیبة قبل وصولها الی المغتاب عنه هل تنفعه توبته قال نعم فانه تاب قبل ان یصیر الذنب ذنبا ای ذنبا یتعلق به حق العبد لانها انما تصیر ذنبا اذا بلغت الیه قلت فان بلغت الیه بعد توبته قال لا تبطل توبته بل یغفر الله تعالی لهما جمیعا المغتاب بالتوبة والمغتاب عنه بما یلحقه من المشقة لانه تعالی كریم ولا یجمل من كرمه رد توبته بعد قبولها بل یعفو عنهما جمیعا اھ انتهی الخ فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالٰی لہ ایسے حقوق عظیمہ شدیدہ جنکی تفصیل بیان ہو تو صاحب حق سے معافی کی امید نہ ہو ظاہرا مجرد اجمالی الفاظ سے معاف نہو سکیں کہ وہ دلالۃً مخصوص ہیں مگر اگر ان الفاظ سے معافی چاہی کہ دنیا بھر میں سخت سے سخت جو حق متصور ہو وہ سب میرے لئے فرض کرکے معاف کردے اور اوس نے قبول کیا تو اب ظاہراً تمام حقوق بلا تفصیل بھی معاف ہوجائیں للنص علی التعمیم مع التنصیص بالتخصیص علی كل حق شدید عظیم والصریح یفوق الدلالة كما نصوا علیه فی غیر ما مسألة ۔ واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از شاہجہانپور مرسلہ مولوی ریاست علی خانصاحب ۲۲ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کا شوہر زید دس بارہ سال سے برہما کو چلا گیا زوجہ کی کچھ خبر گیری نہیں کرتا نہ نان نفقہ دیتا ہے نہ کبھی آتا ہے چند آدمی مسلم غیر ثقہ اوس کے پاس سے ہوکر آئے تو وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ زید مرتد ہوگیا یعنی دین اسلام چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کیا تو اس صورت میں کیا ایک یا دو آدمی غیر ثقہ مسلم کی خبر سے عورت مذکورہ اپنا نکاح کسی دوسرے شخص سے کرسکتی ہے یا نہیں اور دوسرے شخص کو بنا بر قول ہندہ کے کہ میں نے فلاں شخص سے سنا ہے کہ میرا شوہر مرتد ہوگیا ہے یا بنا بر قول اوس شخص کے جو زید کے پاس سے ہوکر آیا اور کہتا ہے کہ زید نصرانی ہوگیا ہے نکاح ہندہ مذکورہ سے بلا ظن غالب یا بہ ظن غالب کرسکتا ہے یا نہیں اور اگر ظن غالب کی خبر مذکور میں ضرورت ہے تو صرف ظن غالب ہندہ مذکورہ کا خبر مذکور میں اوس شخص کیلئے جو نکاح ہندہ سے کرتا ہے کافی ہوگا یا اوس شخص کو بھی غلبۂ ظن کی اوس خبر ارتداد میں ضرورت پڑیگی۔ بینوا توجروا۔

الجواب

اصل ان مسائل میں یہ ہے کہ نکاح پر فساد طاری کی خبر جبکہ اوس کا کوئی معارض و منکر ظاہر نہ ہو دو شرطوں میں ایک کیساتھ مقبول ہے یا تو مخبر ثقہ عادل ہو یا صاحب معاملہ جسے خبر دی گئی تحری کرے اور اوس کے قلب میں اوس کا صدق واقع ہو اور اگر نہ مخبر ثقہ نہ اس کے دل میں اوس کا صدق آتا ہے تو ایسی خبر پر عمل ناروا ہے اور اس احد الشرطین کی ضرورت جسطرح عورت کو ہے جو اس خبر کی بنا پر اپنا نکاح ثانی کیا چاہتی ہے یونہیں دوسرے ناکح کو بھی اور اس کے سامنے بھی نفس واقعہ سے اخبار چاہئے خواہ وہ مخبر بیان کریں خواہ عورت تاکہ عدالت مخبر عن الواقعہ یا تحری قلب کو مساغ ہو مجرد اخبار عن الاخبار کوئی شئے نہیں اور تحری قلب باب احتیاط سے ہے ایک کا ظن دوسرے کے حق میں کافی نہیں خود اپنے دل کی شہادت چاہئے فتاوی ہندیہ میں ہے لو ان رجلا تزوج امرأۃ فلم یدخل بہا حتی غاب عنہا واخبر مخبر انہا قد ارتدت فان کان المخبر عندہ ثقۃ وھو حر او مملوک او محدود فی قذف وسعہ ان یصدق المخبر ویتزوج اربعا سواھا وان لم یکن المخبر ثقۃ وفی اکبر رأیہ انہ صادق فکذلک وان کان فی اکبر رأیہ انہ کاذب لم یتزوج اکثر من ثلث ولو ان مخبرا اخبر المرأۃ ان زوجہا قد ارتد ذکر فی الاستحسان من الاصل ان لہا ان تتزوج بزوج اٰخر وسوّی بین الرجل والمرأۃ وذکر فی السیر لیس لہا ان تتزوج بزوج اٰخر حتی یشہد عندھا رجلان او رجل وامرأتان وذکر شمس الائمۃ السرخسی رحمہ اللہ تعالی الصحیح ان لہا ان تتزوج لان المقصود من ھذا الخبر وقوع الفرقۃ بین الزوجین وفی ھذا لافرق بین ردۃ المرأۃ والزوج وکذا لو کانت المرأۃ صغیرۃ فاخبرہ انسان انہا ارتضعت من امہ او اختہ صح ھذا الخبر ولو اخبرہ انسان انہ تزوجہا وھی مرتدۃ یوم تزوجہا او کانت اختہ من الرضاعۃ والمخبر ثقۃ لاینبغی لہ ان یتزوج اربعا سواھا مالم یشہد بذلک عندہ شاھدا عدل لانہ اخبر بفساد عقد کان محکوما بصحتہ ظاھرا فلا یبطل ذلک بخبر الواحد بخلاف الاول فان شہد عندہ شاھدا عدل بذلک وسعہ ان یتزوج اربعا سواھا ولو اتاھا رجل فاخبرھا ان اصل نکاحہا کان فاسدا او ان زوجہا کان اخالہا من الرضاعۃ اوکان مرتدا لم یسعہا ان تتزوج بقولہ وان کان ثقۃ کذا فی فتاوی قاضی خان اذا کانت الزوجۃ مشتہاۃ فاخبرہ رجل ان ابا الزوج او ابنہ قبلہا بشہوۃ ووقع فی قلبہ انہ صادق لہ ان یتزوج باختہا او اربع سواھا بخلاف مالو اخبرہ بسبق الرضاع والمصاھرۃ علی النکاح لان الزوج ثمہ ینازعہ وفی العارض لاینازعہ لعدم العلم فان وقع عندہ صدقہ وجب قبولہ ھکذا فی الوجیز للکردری امرأۃ غاب زوجہا فاتاھا مسلم غیر ثقۃ بکتاب الطلاق من زوجہا ولا تدری انہ کتابہ ام لا الا ان اکبر رأیہا انہ حق فلا باس ان تعتد ثم تتزوج کذا فی محیط السرخسی اذا غاب الرجل عن امرأتہ فاتاھا مسلم عدل فاخبرھا ان زوجہا طلقہا ثلثا او مات عنہا فلہا ان تعتد وتتزوج بزوج اٰخر وان کان المخبر فاسقا تتحری ثم اذا اخبرھا عدل مسلم انہ مات زوجہا انما تعتمد علی خبرہ اذا قال عاینتہ میتا او قال شہدت جنازتہ اما اذا قال اخبرنی مخبر لا تعتمد علی خبرہ کذا فی المحیط واذا شہد عدلان للمرأۃ ان زوجہا طلقہا ثلثا وھو یجحد ثم غابا او ماتا قبل الشہادۃ عند القاضی لم یسع المرأۃ ان تقیم معہ وان تدعہ ان یقربہا ولا یسعہا ان تتزوج کذا فی محیط السرخسی واذا شہد شاھدان عند المرأۃ بالطلاق فان کان الزوج غائبا وسعہا ان تعتد وتتزوج بزوج اٰخر وان کان حاضرا لیس لہا ذلک ولکن لیس لہا ان تمکن من زوجہا کذا فی المحیط ولو ان امرأۃ قالت لرجل ان زوجی طلقنی ثلثا انقضت عدتی فان کانت عدلۃ وسعہ ان یتزوجہا وان کانت فاسقۃ تحری وعمل بما وقع تحریہ علیہ کذا فی الذخیرۃ المرأۃ الحرۃ اذا تزوجت رجلا ثم قالت لرجل اٰخر ان نکاحی کان فاسدا او کان زوجہا علی غیر الاسلام لا یسع لہذا ان یقبل قولہا ولا ان یتزوجہا لانہا اخبرت بامر مستنکر وان قالت طلقنی بعد النکاح او ارتد عن الاسلام وسعہ ان یعتمد علی خبرہا ویتزوجہا لانہا اخبرت بخبر محتمل واذا اخبرت ببطلان النکاح الاول لا یقبل قولہا وان اخبرت بالحرمۃ بامر عارض بعد النکاح من رضاع طاری او غیر ذلک فان کانت ثقۃ عندہ اولم تکن ثقۃ ووقع فی قلبہ انہا صادقۃ فلا باس بان یتزوجہا کذا فی فتاوی قاضی خان اھ مختصرا۔ تبیین الحقائق میں اکثر صور مذکورہ اور فساد طاری ومقارن کا تفرقہ مسطورہ بیان کرکے فرمایا وعلی ھذا الاصل یدور الفرق تنویر الابصار میں ہے المعتبر اکبر رأی

المبتلی بہ فتح القدیر وبحر الرائق و ردالمحتار میں ہے وھی لایلزم غیرہ بل یختلف باختلاف ما یقع فی قلب کل ان عبارات سے کل مقاصد و اصول کہ فقیر نے ذکر کئے واضح ہو گئے پس صورت مستفسرہ میں اگر ہندہ اون لوگوں کا بیان سچا جانتی ہے اوس کا قلب اون کے صدق پر جمتا ہے تو اسے نکاح ثانی روا ہے ناکح دوم سے اگر ہندہ نے کہا کہ اوس کا شوہر مرتد ہو گیا یا اون لوگوں نے بیان کیا اور ہندہ منکر نہیں اور اس کے قلب میں ہندہ یا اون مخبروں کا صدق واقع ہوا تو اسے بھی ہندہ سے نکاح روا اور اگر ہندہ نے کہا میں نے سنا کہ وہ مرتد ہو گیا تو صرف اسقدر پر اوسے روا نہیں کہ ہندہ سے نکاح پر اقدام کرے۔ یونہیں اگر ہندہ یا اون مخبروں نے اسے ارتداد زید کی خبر دی اور اس کا دل اون کے صدق پر نہیں جمتا تو اسے ہندہ سے نکاح روا نہیں اگرچہ ہندہ کے نزدیک وہ لوگ صادق ہوں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از شہر کہنہ ۲۹ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا والد ایک عرصہ سے اعمٰی ہوگیا ہے دونوں خیاطی کرتے ہیں اور عدد فروخت کے واسطے طیار کرتے ہیں والد زید فروخت مال کیلئے بازار کو دو چار گھنٹے کو جایا کرتا ہے کہ قدیم سے اوسکی عادت ہے شرعًا اسمیں زید پر توکوئی الزام نہیں۔ باپ کا مال بیٹے کو کھانا حرام ہے یا حلال دونوں کی خورش یکجائی ہے باپ کا حق بیٹے پر کب تک رہتا ہے اور بیٹے کا باپ پر کب تک۔ بینوا توجروا۔

الجواب

اگر زید کا باپ اپنی خوشی سے حسب عادت جاتا ہے تو زید پر الزام نہیں اگرچہ مقتضائے سعادتمندی یہ ہے کہ آرام دے اور خود کام کرے ہاں اگر زید اوسے مجبور کرتا ہے تو ضرور گنہگار و نالائق ہے باپ کا مال بیٹے کو اوس کی رضا سے قدر رضا تک حلال ہے ورنہ حرام شریک ہوں خواہ جدا باپ کا حق بیٹے پر ہمیشہ رہتا ہے یونہیں بیٹے کا باپ پر ہاں بعض حقوق وقت تک محدود ہیں۔ جیسے لڑکا جب جوان ہو جائے باپ پر اوس کا نفقہ واجب نہیں رہتا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از اترولی ضلع اعظم گڑھ محلہ مغلاں مرسلہ اکرام عظیم صاحب ۱۸ جمادی الاولٰی ۱۳۲۱ھ

سوال نمبر ۱۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین ملت محمدی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ از روئے قرآن وحدیث وفقہ کے اس بارے میں کہ ایک فرقہ مسلمان گازروں یعنی دھوبیوں کا جو اپنا پیشہ پارچہ شوئی کا کرتے ہیں اور اس وقت تک بموجب رواج قدیم اس قصبہ اترولی کے مسلمانوں کے کھانے پینے میں شریک نہیں ہیں یعنی مسلمان یہاں کے اون کا کھانا پانی نہیں کھاتے پیتے ہیں اور اوس کو سخت برا سمجھتے ہیں اب وہ فرقہ مسلمان دھوبیوں کا اس امر کا خواہش مند ہے کہ ہمارا کھانا پینا سب مسلمان کھاویں پیویں اور ہمکو مسلمانوں میں ملاویں اور ہمکو احکام شرع سکھلائے جاویں اور اب ہم نماز پڑھیں گے اور اوس کو ترک نہ کریں گے چنانچہ وہ اکثر نمازی ہو گئے ہیں اور ہوتے جاتے ہیں اور مسجدوں میں آ کر کلمہ و نماز وغیرہ یاد کرتے ہیں آیا ان مسلمان دھوبیوں کو مسلمانوں میں شامل نہ کیا جائے اور اون کو احکام شرع نہ سکھائے جاویں اور اون کا کھانا پانی مسلمان نہ کھاویں پیویں اور اون سے موافق رواج قدیم اس قصبہ کے متنفر رہیں اور اونکی دلجوئی نکریں یا یہ سب امور اون کے ساتھ کئے جائیں۔

سوال نمبر ۲۔ جن مسلمانوں نے ان مسلمان دھوبیوں کے گھر کا کھانا پانی کھایا پیا ہے بعد اون کے نمازی ہونے کے کیا وہ مسلمان کھانے والے کچھ گنہگار ہیں یا نہیں۔

سوال نمبر ۳۔ بے نمازی مسلمان دھوبیوں کے گھر کا جو اپنا پیشہ پارچہ شوئی کا کرتے ہیں کھانا پینا درست ہے یا نہیں اور اس مسئلہ کا حکم شرعی کیا صرف دھوبیوں کی قوم سے خصوصیت رکھتا ہے یا سب اقوام اہل اسلام اس حکم میں شامل ہیں۔

سوال نمبر ۴۔ جو مسلمان اس قصبہ کے بموجب رواج قدیم کہتے ہیں کہ مسلمان دھوبیوں کو مسلمانوں میں نہ ملایا جاوے اون کا کھانا پانی نہ کھایا پیا جاوے اور اون مسلمانوں کو بھی برا کہتے ہیں جو کہ نمازی مسلمان دھوبیوں کے گھر کا کھانا کھا آئے ہیں اور اون سے نفرت رکھتے ہیں مسلمان تنفر کرنے والے اور برا کہنے والے گنہگار ہیں یا نہیں۔

سوال نمبر ۵۔ بے نمازی مسلمان کے گھر میلاد شریف کی محفل میں شریک ہونا یا پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

سوال نمبر ۶۔ جو مسلمان بے نمازی یا نمازی پیشہ ناجائز کھلم کھلا کرتے ہیں جیسے نقالی و قوالی و شراب فروشی و سود خواری وغیرہ اون کے گھروں کا کھانا پینا اور مسلمانوں کو جائز ہے یا نہیں۔
سوال نمبر ۷۔ مجلس مرثیہ خوانی اہل شیعہ میں اہل سنت و جماعت کو شریک و شامل ہونا جائز ہے یا نہیں۔
سوال نمبر ۸۔ جن اقوام مسلمان نمازی یا بے نمازی کی عورات بموجب روایت قدیم کے پردہ نشین نہیں ہیں اون کے گھروں کا کھانا پینا اور مسلمانوں کو درست ہے یا نہیں۔
سوال نمبر ۹۔ اہل ہنود کی دوکان یا مکان یا ہاتھ کی اشیاء تر و خشک خوردنی یا نوشیدنی غذائی یا دوائی کھانا پینا چاہئے یا نہیں۔
سوال نمبر ۱۰۔ جو مسلمان ان جوابات شرعیہ کو نہ مانے اور اپنی رواجہائے قدیمہ پر اڑا رہے وہ گنہگار ہے یا کیا ہے۔

الجواب

جواب سوال نمبر ۱۔ اونھیں مسلمانوں میں ملانا اور احکام دین سکھانا فرض ہے اور نفرت دینا دلانا باوصف درخواست تعلیم شریعت سے محروم رکھنا حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں بشروا ولا تنفروا اللہ تعالٰی فرماتا ہے لتبیننہ للناس
جواب سوال نمبر ۲۔ اونھوں نے بہت اچھا کیا اون پر کچھ الزام نہیں۔
جواب سوال نمبر ۳۔ عوام ہندوستان نے چھوت کا مسئلہ کفار ہند سے سیکھا ہے دھوبی ہر قسم کے کپڑے طاہر و نجس سب کچھ دھوتے ہیں اس لئے ہند و چھوت مانتے ہیں جاہل مسلمان بھی اونہی کی پیروی کرتے ہیں اور خود ہندوؤں کے مکانات و دوکانوں سے دودھ دہی پوری کچوری مٹھائی سب کچھ کھاتے ہیں حالانکہ تمام ہند وسخت گندے رہتے ہیں۔ اور اون کے پانی برتن نہایت گھن کے قابل ہیں مسلمان دھوبیوں سے ظاہر یہی ہے کہ وہ ضرور اپنے کھانے پانی میں طہارت کا خیال رکھتے ہوں گے اور ہندوؤں سے اصلا اسکی امید نہیں جس قوم کے یہاں گوبر پوتر ہو یعنی پاک کرنیوالا اونھیں طہارت سے کیا علاقہ البتہ جو دھوبی یا کوئی قوم طہارت کا لحاظ نہ رکھے اوسکے کھانے پینے سے احتراز بہتر ہے اور نہ کیا جائے تو کچھ گناہ نہیں جب تک کسی خاص کھانے کی نجاست تحقیق نہو اسی بنا پر ہنود کے یہاں کا کھانا پینا سوائے گوشت کے جائز رکھا گیا ہے اگرچہ بہتر بچنا ہے کما نص علیہ فی نصاب الاحتساب وغیرہ و بیناہ فی فتاونا غیر مرۃ۔
جواب سوال نمبر ۴۔ ہاں یہ بے جا و بلا وجہ شرعی تنفر کرنے اور مسلمانوں کو برا کہنے والے گنہگار ہوئے۔
جواب سوال نمبر ۵۔ مجلس میلاد شریف نیک کام ہے اور نیک کام میں شرکت بری نہیں ہاں اگر اوسکی تنبیہ کیلئے اوس سے میل جول یک لخت چھوڑ دیا ہو تو نہ شریک ہوں یہی بہتر ہے۔
جواب سوال نمبر ۶۔ جس کا ذریعہ معاش صرف حرام ہے اوسکے یہاں سے بچنا ہی اولٰی ہے تحرزا عن الخلاف مگر کوئی کھانا حرام نہیں جبتک تحقیق نہو کہ خاص یہ کھانا وجہ حرام سے ہے عملا باصل الحل ہاں یہ جدا بات ہے کہ ایسے فاسقوں سے خلط ملط مناسب نہیں خصوصًا ذی علم کو۔
جواب سوال نمبر ۷۔ حرام ہے حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من کثر سواد قوم فھو منھم وہ بد زبان ناپاک لوگ اکثر تبرا بک جاتے ہیں اسطرح کہ جاہل سننے والوں کو خبر بھی نہیں ہوتی اور متواتر سنا گیا ہے کہ سنیوں کو جو شربت دیتے ہیں اوسمیں نجاست ملاتے ہیں۔ اور کچھ نہو تو اپنے یہاں کے ناپاک قلتین کا پانی ملاتے ہیں اور کچھ نہ ہو تو وہ روایات موضوعہ و کلمات شنیعہ و ماتم حرام سے خالی نہیں ہوتے اور یہ دیکھیں سنیں گے اور منع نہ کرسکیں گے ایسی جگہ جانا حرام ہے۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے۔ فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین
جواب سوال نمبر ۸۔ اگر وہ موٹے اور خوب گھیردار کپڑے پہنے سر سے پاؤں تک جسم ڈھاکے نکلتی ہیں کہ سوا منہ کی ٹکلی اور ہتھیلیوں کے بال یا گلا یا بازو کلائی یا پیٹ یا پنڈلی کچھ ظاہر نہیں ہوتا جب تو حرج نہیں ورنہ وہ عورتیں فاسقہ اور اون کے مرد دیوث ہیں ان سے احتراز چاہئے اوسی بنا پر کہ فاسقوں سے میل جول مناسب نہیں ورنہ اصل کھانے میں حرج نہیں۔
جواب سوال نمبر ۹۔ اس کا جواب نمبر ۳ میں آگیا۔

جواب سوال نمبر ۱۰۔ جو احکام شرع کے مقابل اپنے رواج پر اڑے وہ سخت گنہگار ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از ضلع شیب ساگر ڈاکخانہ انگوری مقام شام گوری ملک آسام مرسلہ عبدالمجید صاحب ۱۱ر شعبان ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید انگریز نے ہندہ مسلمہ کو قریب بیس برس کے عورت بنا کر رکھا اونکی طرف سے کئی ہولے موجود ہیں۔ اب ہندہ ضعیفہ ہوئی ہندہ نے انگریز سے کہا کہ کچھ روزینہ بندوبست کرکے مجھکو چھوڑدو ہم آپس میں بھائی بند کے پاس مسلمان ہوکر رہے تو کہ اللہ تعالٰی خاتمہ بالخیر کرے۔ اب ہندہ کسی عالم کے پاس چند مسلمان کے مقابل توبہ کیا اور ضامن بھی دیا، آمد ورفت نہ ہونے کیلئے۔ فاصلہ درمیان دونوں کے ۳ روز کی راہ ہے اسباب فاصلہ اور تنخواہ کے سوا اور کوئی صورت اوقات بسری کے واسطے نہیں اور اگر اسباب فاصلہ اور چار روپیہ روزینہ جاریہ سے منع کیا جائے تو پھر انکار اسلام کے خوف ہے اب آیا ان صورتوں میں انکا مسلمان ہونا صحیح ہوگا یا نہ ہوگا۔ بینوا توجروا۔

الجواب

ہندہ کا اسلام صحیح ہے بلکہ اگر اس مدت بست سال میں کہ وہ انگریز کے پاس رہی کوئی قول وفعل کفر نہ کیا تھا تو وہ جب بھی مسلمان تھی اگرچہ اشد سخت ملعون کبیرہ کی مرتکب تھی کہ ایک تو زنا دوسرے وہ بھی کافر سے۔ اہلسنت کے مذہب میں آدمی کسی گناہ کے باعث اسلام سے خارج نہیں ہوتا لقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وان زنی وان سرق علی رغم انف ابی ذر اور یہیں سے ظاہر ہوا کہ اگر بالفرض ہندہ نے اوس زمانے میں معاذ اللہ اپنا دین بدل دیا اور کفر اختیار کیا تھا اور اب اسلام لائی ہے تو اب بھی اسلام قبول تھا اگرچہ وہ معاذ اللہ اوس زنا سے باز بھی نہ آتی کہ زنا کفر نہیں زنا کا وبال رہتا اور اسلام صحیح ہوجاتا۔ اب کہ وہ بحمد اللہ زنا سے بھی جدا ہوئی اسلام صحیح نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں نہ اس تنخواہ سے ممانعت کی کوئی ضرورت کہ وہ معاوضہ زنا میں نہیں بلکہ صراحۃً اوس انگریز سے صاف کہدیا ہے کہ اب وہ زنا سے باز رہے گی اور اپنی قوم میں اپنے دین پر رہے گی تو یہ تنخواہ محض بلا عوض اور ہندہ کیلئے حلال ہے فتاوی قاضی خاں میں ہے الرجل اذا کان مطربا مغنیا ان اعطی بغیر شرط قالوا یباح اھ ومثلہ فی رد المحتار عن الھندیۃ عن المنتقی عن ابراھیم عن محمد رحمہ اللہ تعالٰی واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از شہر کہنہ ۲۰ر صفر ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کھال مردار گھوڑے اور گدھے کی گیلی خریدنا جائز ہے یا نہیں اور اوس گیلی کھال کو سڑا کر ہاتھ سے ملنا اور بنانا یعنی نجاست صاف کرنا اس غلیظ کام کرنے والے کے کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

گھوڑا گدھا کہ بے ذبح مرجائے اوس کی کھال کہ پکائی نہ گئی ہو بیچنا خریدنا حرام ہے اور بعد دباغت کے جائز ہے اور دباغت کرنا جائز ہے اور اوس کا پیشہ مکروہ اور اوس کے کھانے سے احتراز اولٰی ہے عالمگیری میں ہے اما جلود السباع والحمر والبغال فما کانت مذبوحۃ او مدبوغۃ فلا بأس وما لا فلا الخ وفی الحدیث کسب الحجام خبیث وعللوہ بالتلبس بالنجاسات وقد ثبت ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم احتجم واعطی الحجام۔ واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از کوہ سباتھو ۔ اکس فورڈ رجمنٹ مرسلہ امداد علی صاحب رجمنٹ ۱۸ر ربیع الاول ۱۳۲۲ھ

عالم علوم ظاہری وباطنی دام فیوضکم۔ تسلیم بعد تعظیم۔ جناب عالی یہاں ایک امر میں دو فریق برسرجنگ ہیں وہ یہ کہ وقت نکاح زید کو خوشبو لگانا پھولوں کا گلے میں ڈالنا مسنون ہے یا ممنوع یہاں ایک مولوی کاشمیری پھولوں کا گلے میں ڈالنا ناجائز فرماتے ہیں اور بہت زور دیتے ہیں لہذا امیدوار کہ جناب از راہ شفقت بزرگانہ جو بات حق ہو جواب سے مشرف فرمائیے گا۔

الجواب

خوشبو لگانا سنت ہے اور خوشبو کی چیزیں پھول پتی وغیرہ پسند بارگاہ رسالت ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وبارک وسلم فرماتے ہیں حبب الی من دنیاکم النساء والطیب وجعلت قرۃ عینی فی الصلٰوۃ تمہاری دنیا میں سے دو چیزوں کی محبت میرے دل میں

ڈالی گئی نکاح اور خوشبو اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی رواہ الامام احمد والنسائی والحاکم والبیھقی عن انس رضی اللہ تعالی عنہ بسند جید اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم من عرض علیہ ریحان فلا یردہ فانہ خفیف المحمل طیب الریح جس کے سامنے خوشبو نبات پھول پتی وغیرہ پیش کیجائے تو اوسے رد نہ کرے کہ اوس کا بوجھ ہلکا اور بو اچھی ہے بوجھ ہلکا یہ کہ پیش کرنے والے پر مشقت نہیں کوئی بھاری احسان نہیں رواہ مسلم وابو داؤد عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ اور فرماتے ہیں صلے اللہ تعالی علیہ وسلم اربع من سنن المرسلین الختان والتعطر والنکاح والسواک۔ چار باتیں انبیاء مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کی سنتوں سے ہیں ختنہ کرانا اور خوشبو لگانا اور نکاح اور مسواک رواہ الامام احمد والترمذی والبیھقی فی شعب الایمان عن ابی ایوب الانصاری رضی اللہ تعالی عنہ قال الترمذی حسن غریب صحیح بخاری شریف میں ہے ان النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کان لایرد الطیب بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم خوشبو کی چیز رد نہ فرماتے تھے رواہ ھو والامام احمد والترمذی والنسائی عن انس رضی اللہ تعالی عنہ ہار کہ گلے میں پہنیں اون میں پھولوں سے اسی قدر زائد ہے کہ اونھیں ایک ڈورے میں پرو لیا ہے اور گلے میں ڈالنا وہی خوشبو سے خود فائدہ لینا اور اپنے جلیس آدمیوں اور فرشتوں کو فرحت پہنچانا ہے کہ کسی برتن میں رکھیں تو اوس کا ساتھ لئے پھرنا وقت سے خالی نہیں اور ہاتھ میں لئے رہیں تو ہاتھ بھی رکے اور پھول بھی جلد کملا جائیں تو اسقدر سے ممانعت وحرمت و ناجوازی کس طرف سے آگئی امام ابن امیر الحاج محمد محمد حلبی حلیہ میں احادیث متعددہ ذکر کرکے فرماتے ہیں عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ انہ دخل مع رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم علی امراۃ وبین یدیھا نوی اوحصی تسبح بہ فقال الا اخبرك بما ھو ایسر علیك من ھذا اوافضل فقال سبحن اللہ عدد ماخلق فی السماء وسبحن اللہ عدد ماخلق فی الارض وسبحن اللہ عدد ما بین ذلك وسبحن اللہ عدد ما ھو خالق واللہ اکبر مثل ذلك ولا الہ الا اللہ مثل ذلك ولا حول ولا قوۃ الا باللہ مثل ذلك رواہ ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن حبان فی صحیحہ والحاکم وقال صحیح الاسناد فلم ینھھا عن ذلك وانما ارشدھا الی ما ھو ایسر وافضل ولو کان مکروھا لبین لھا ذلك ثم ھذہ الاحادیث مما تشھد بجواز اتخاذ السبحۃ المعروفۃ لاحصاء عدد التسبیح وغیرہ من الاذکار من غیر ان یتوقف علی ورود شیئ خاص فیھا بعینھا بل حدیث سعد ھذا کالنص فی ذلك اذ لایزید السبحۃ علی مضمونہ الا بضم النوی ونحوہ فی خیط ومثل ذلك لا یظھر تاثیرہ فی المنع فلا جرم ان نقل اتخاذھا والعمل بھا عن جماعۃ من السادۃ الاخیار واللہ سبحنہ الموفق جو اسے ناجائز کہتا ہے شریعت مطہرہ پر افترا کرتا ہے اگر سچا ہے تو بتائے کہ اللہ ورسول نے اسے کہاں منع فرمایا ہے اور جب اللہ ورسول نے منع نہ فرمایا تو دوسرا اپنی طرف سے منع کرنے والا کون۔ جل جلالہ و صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔ واللہ سبحنہ وتعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ مرسلہ ڈاکٹر محمد واعظ الحق سعد اللہ لودی ڈاکخانہ خسرو پور ضلع پٹنہ بوساطت مولوی ضیاء الدین صاحب ۱۵ ربیع الآخر ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ عرق تاڑ جسکو اس ہندوستان میں تاڑی کہتے ہیں بذاتہ حلال ہے یا حرام تاڑی ایسی صورت میں کہ شب کو نیا برتن تاڑ میں لگایا جائے اور علی الصباح اوتار لیا جائے اور اوسمیں کسی قسم کا سکر نہ پیدا ہو تو حلال ہے یا حرام۔ بینوا توجروا

الجواب

تاڑی فی نفسہ ایک درخت کا عرق ہے جب تک اوسمیں جوش وسکر نہ آوے طیب و حلال ہے جیسے شیرہ انگور لوگوں کا بیان ہے کہ اگر کورا گھڑا وقت مغرب باندھیں اور وقت طلوع اوتار کر اوسی وقت استعمال کریں تو اوسمیں جوش نہیں آتا اگر یہ امر ثابت ہو تو اوسوقت تک وہ حلال رہتا ہے ہوتی ہے جب جوش لائے ناپاک وحرام ہوئی مگر اوس میں تنقیح طلب یہ امر ہے کہ آیا حرارت ہوا بھی چند گھنٹے یا چند پہر ٹھہرنے کے بعد اوس عرق میں جوش وتغیر لاتی ہے یا نہیں اگر ثابت ہو تو شام کے وقت تاڑی چند پیڑوں سے بقدر معتدبہ نکال کر کسی ظرف میں بند کرکے صبح تک رکھ چھوڑیں تو ہرگز متغیر نہ ہوگی جبتک آفتاب نکل کر دیر تک دھوپ سے اوسمیں فعل نہ کرے جوش نہیں لاتی تو اس صورت میں وہ بیان مذکور ضرور پایہ ثبوت کو پہونچے گا ورنہ صراحۃً معلوم ہے کہ شام کو جو گھڑا لگایا جائے گا تاڑی اوسمیں صبح تک بتدریج آیا کریگی تو وہ اجزا کہ اول شام آئے تھے طول مدت کے سبب حرارت ہوا سے اون کا تغیر مظنون ہے اور جوش وتغیر محسوس نہ ہونا اسوجہ سے ہے کہ وہ اجزا جنھیں مدت اوس قدر نہ گزرے کہ ہنوز تغیر کی حد تک

نہ پہونچے کثیر و غالب میں اس تقدیر پر اوس سے احتراز میں سلامتی ہے۔

مسئلہ دوم۔

غیر مقلدوں سے مسئلہ دریافت کرنا جائز ہے یا ناجائز۔

الجواب

غیر مقلدوں سے مسئلہ دریافت کرنا حماقت ہے۔

مسئلہ۔ مرسلہ شیخ ممتاز حسین صاحب از رامپورہ تھانہ بھوجی پورہ پرگنہ بریلی ۱۶ رجمادی الاولی ۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ دو لڑکی اور ایک لڑکے نے خاکروب کے لڑکی سے روٹی چھین کر کھالی ایک لڑکی کی عمر چودہ برس کی اور دوسری کی گیارہ برس کی اور لڑکے کی عمر دس برس کی اب اون کے ساتھ کھانا کھانا یا اونکے ہاتھ کی کوئی چیز لینا اور کنویں سے پانی بھروانا درست ہے یا نہیں بینوا توجروا۔ بعض صاحبوں نے فرمایا ہے کہ روٹی کے کھانے سے یا خاکروب کے چھونے سے کوئی نقصان نہیں اگر یہ بات درست ہے تو جس مسلمان کا جی چاہے وہ خاکروب کی روٹی کھائے اور پانی پئے پھر علیحدہ کیوں کیا ہے خاکروب کو بھی اپنے کنویں سے پانی بھرنے دینا اور اوس کے کنویں آپ پینا جائز ہے لہذا بندہ امیدوار ہے کہ جناب جواب باصواب مع مہر اعلی کے مرحمت فرمائی۔ آپ کا کفش بردار ممتاز حسین۔

الجواب

اول لڑکی لڑکوں کے مربیوں پر لازم ہے کہ اونھیں پوری کافی تنبیہ کریں کہ آئندہ ایسی حرکت پھر نہ کریں اول تو روٹی چھین کر کھانا کیسی ناپاک حرکت ہے نابالغ پر اگرچہ گناہ نہ ہو مگر ایسی حرکات سے اونھیں بچانا لازم ہے ورنہ اونکی یہی عادت رہے گی اور پھر یہ بدخصلت شرعاً معصیت بھی ہوجائے گی ولہذا اگرچہ نماز بچوں پر فرض نہیں حدیث میں ارشاد ہوا مروا صبیانکم بالصلاۃ اذا بلغوا سبعا واضربوھم علیہا اذا بلغوا عشرا اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو جب وہ سات برس کے ہوں اور نماز پر اونھیں مارو جب وہ دس برس کے ہو جاویں۔ دوسرے یہ کہ بھنگی کی روٹی کھانی ضرور شرعاً ممنوع اور آدمی کی سخت بیقدری پر دلیل ہے جس نے یہ کہا کہ بھنگی کی روٹی کھانے پینے میں حرج نہیں اوسنے محض غلط کہا وہ شریعت مطہرہ کے مصالح سے آگاہ نہیں۔ جو بات عام مسلمانوں کی نفرت کی موجب ہو شرعاً منع ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں بشروا ولا تنفروا جس بات میں آدمی متہم ہو مطعون ہو انگشت نما ہو شرعاً منع ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے حدیث ہے من کان یومن باللہ والیوم الاخر فلا یقف مواقف التہم جو بات مسلمانوں پر فتح باب غیبت کرے اونھیں فتنے میں ڈالے گی اور اونھیں فتنے میں ڈالنا حرام ہے اللہ تعالی فرماتا ہے ان الذین فتنوا المؤمنین والمؤمنٰت ثم لم یتوبوا فلہم عذاب جہنم ولہم عذاب الحریق ٥ مسلمان کہ بھنگیوں سے احتراز کرتے ہیں شرعاً منع نہیں نہ شرعاً بے اصل ہے اور وہ عادت فاشیہ ہونے کے باعث طبیعت ثانیہ ہو رہا ہے تو ضرور وہ ایسے شخص کے ساتھ کھانا پینا اور اپنے کنویں سے اوس کا پانی بھرنا گوارہ نہ کریں گے اب اگر اوس نے اسپر صبر کیا تو خود اپنے ہاتھوں بلا میں پڑا اپنی عاقبت تنگ کی اور اوسکے قریب رشتہ داروں نے بھی اوسے برادری سے نکالا تو قطع رحم کا بھی باعث ہوا اور وہ سخت حرام ہے اور اگر اوس سے صبر نہ ہوا تو ضرور اوسکے باعث فتنہ اوٹھنے فساد پھیلنے کا اندیشہ قوی ہے اور مسلمانوں میں فساد پیدا کرنا حرام ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے والفتنۃ اشد من القتل حدیث میں ہے الفتنۃ نائمۃ لعن اللہ من ایقظہا غرض بہت وجوہ سے یہ فعل شرعاً نادرست ہے اول لڑکی لڑکوں کو اون کے مربی تنبیہ کریں اور مسلمانوں کے ادن سے توبہ کرائیں اوس کے بعد اون کے ساتھ کھانے پینے کنویں سے پانی بھرنے میں حرج نہیں واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ مرسلہ محمد اکرم حسین از دوہری بوساطت مولانا حامد حسین صاحب رامپوری مدرس اول مدرسہ اہلسنت بریلی۔ ۵ رجمادی الاولی ۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ شوہر اپنی بی بی اور بی بی اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے یا نہیں اور اوس کا

چھونا کیسا ہے یعنی مرد اپنی عورت کو اور عورت اپنے شوہر کو چھو سکتی ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

زن و شو کا باہم ایکدوسرے کو حیات میں چھونا مطلقاً جائز ہے حتی کہ فرج و ذکر کو بلکہ بہ نیت صالحہ موجب ثواب و اجر ہے کما نص علیہ سیدنا الامام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ البتہ بحالت حیض و نفاس زیر ناف زن سے زیر زانو تک چھونا منع ہوتا ہے علی قول الشیخین رضی اللہ تعالٰی عنہما بہ یفتی اسی طرح اور عوارض خاصہ مثل صوم و اعتکاف و احرام وغیرہا کے باعث اون عوارض تک ممانعت ہوجاتی ہے اور شوہر بعد وفات اپنی عورت کو دیکھ سکتا ہے مگر اوس کے بدن کو چھونے کی اجازت نہیں لانقطاع النکاح بالموت اور عورت جبتک عدت میں ہے اپنے شوہر مردہ کا بدن چھو سکتی اور اوسے غسل دے سکتی ہے جبکہ اس سے پہلے بائن نہ ہوچکی ہو لبقاء النکاح فی حقہا بالعدۃ نص علی ذلک فی تنویر الابصار والدر المختار وغیرہما من معتمدات الاسفار واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از کلی ناگر ضلع پیلی بھیت مرسلہ اکبر علی صاحب ۲ رجمادی الآخرہ ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص حرام کرنے والا مولود پڑھتا ہے اور حرام سے توبہ کرتا ہے اور بعد مولود پڑھنے کے پھر حرام کرنے پر کمر باندھے ہے تو اوسکے حق میں مولود کا پڑھنا کیسا ہے اور وہ شخص مجلس میں مولود پڑھنے کے اور بلانے کے قابل ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

جس شخص کی نسبت معروف و مشہور ہے کہ معاذ اللہ وہ حرام کار ہے اس سے میلاد شریف پڑھوانا اور اوسے چوکی یا منبر پر بٹھانا منع ہے کما فی تبیین الحقائق و فتح اللہ المعین وغیرہما فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیہم اھانتہ شرعا مگر شہرت صحیح ہو نہ جھوٹی بے معنی تہمت جیسے آجکل بہت نااہل جاہل خدانا ترس اپنے چھوٹے اوہام کے باعث مسلمانوں پر اتہام لگادیتے ہیں اس سے وہ خود سخت حرام و کبیرہ کے مرتکب اور شدید سزا کے مستحق ہوتے ہیں رہا خالی بلانا وہ مصلحت دینیہ پر ہے اگر جانے کہ نرمی سمجھانے میں زیادہ اثر کی امید ہے تو یوہیں کرے اور اگر جانے کہ دور کرنے اور سختی برتنے میں زیادہ نفع ہوگا تو یہی کرے اور حال یکساں ہے تو شریعت کی غیرت اور دوسروں کی عبرت کے لئے علانیہ دوری بہتر اور اپنے عیبوں پر نظر اور مسلمانوں کے ساتھ رفق و رحمت کیلئے خفیۃً نرمی اولٰی واللہ اعلم۔

مسئلہ۔ از کلی ناگر ضلع پیلی بھیت مرسلہ اکبر علی صاحب ۶ رجمادی الآخرہ ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو مولوی واعظ داں ہوکر گاؤں در گاؤں ہندوؤں کے یہاں کا کھانا کھائے اور ایک عورت کو ساتھ لئے پھرے اوس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں اور وہ امامت کے قابل ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

ہندو کے یہاں کا گوشت حرام ہے جبتک وہ گوشت اوس جانور کا نہ ہو جسے مسلمان نے ذبح کیا اور اسوقت تک مسلمان کی نظر سے غائب نہ ہوا باقی کھانے اگر اون میں کوئی وجہ حرمت نہ معلوم ہو تو حلال ہیں ایک عورت کو ساتھ لئے پھرنا نہایت گول لفظ ہے کیسی عورت کیونکر ساتھ لئے پھرناخادمہ بناکر یا زوجہ بناکر یا معاذ اللہ فاسد طریقے پر اور خادمہ ہے تو جوان ہے یا حد شہوت سے گذری ہوئی بڑھیا اور اوس سے فقط پکانے وغیرہ کی معمولی خدمت لیتا ہے یا تنہائی میں یکجائی کا بھی اتفاق ہوتا ہے اور زوجہ ہے تو پردہ میں رکھتا ہے یا بے پردہ لئے پھرتا ہے اگر حد شہوت سے گذری ہوئی بڑھیا ہے یا جوان ہے اور اس سے معمولی خدمت لیتا ہے اور ساتھ اور لوگ بھی ہیں کہ اتفاق خلوت میں نہیں ہوتا یا زوجہ ہے اور اوسے پردے میں ساتھ رکھتا ہے تو حرج نہیں۔ واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از اوجین علاقہ گوالیار مرسلہ حاجی یعقوب علی خاں صاحب ۱۴ جمادی الآخرہ ۱۳۲۲ھ

براہ سخن پروری عبارت کتب میں اپنی طرف سے چند الفاظ داخل کر کے علمائے کرام اور حتی کہ اوستاد عظام خود کو دھوکا دینا کیا حکم رکھتا ہے

جو حکم محقق اس مسئلہ میں ہو بیان فرماویں دبحث مسئلہ عبارت کتب ہو۔

الجواب

سخن پروری یعنی دانستہ باطل پر اصرار ومکابرہ ایک کبیرہ۔ کلمات علماء میں کچھ الفاظ اپنی طرف سے الحاق کرکے ان پر افتراء دوسرا کبیرہ۔ علمائے کرام اور خود اپنے اساتذہ کو دھوکا دینا خصوصًا امر دین میں تیسرا کبیرہ۔ یہ سب خصلتیں یہود لعنہم اللہ تعالٰی کی ہیں قال اللہ تعالٰی ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون ۵ وقال تعالٰی فویل لھم مما کتبت ایدیھم وویل لھم مما یکسبون ۵ وقال تعالٰی یحرفون الکلم من بعد ما عقلوہ وھم یعلمون ۵ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ـ ملک بنگالہ ضلع کچھار ڈاکخانہ لکھی پور بمقام سنگرین مرسلہ جلال الدین۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شادی میں بندوقیں بغرض اعلان چھوڑنا جائز ہے یا نہیں اور جس شخص نے حرام ثابت کیا بلکہ اوسکے یہاں کا کھانا تک حرام قطعی ثابت کیا اوسکے حق میں شرع سے کیا حکم ہے۔

الجواب

فی الواقع نکاح میں بغرض اعلان بندوقیں چھوڑنے کی ممانعت شرع میں کہیں ثابت نہیں ہلال رمضان اور ہلال عید میں صدہا سال سے بلاد اسلامیہ میں توپوں کی فیر کی جاتی ہیں اوس سے بھی اعلان ہی مقصود ہوتا ہے اوس اعلان پر شرعًا عمل کا جزئیہ ردالمحتار میں مذکور ہے۔ نیت ریا وتفاخر نہ فقط شادی کی بندوقوں بلکہ نماز کو حرام کر دیتی ہے رسم کا اعتبار جبتک کسی فساد عقیدہ پر مشتمل نہ ہو اصل رسم کے حکم میں رہتا ہے اگر رسم محمود ہے محمود ہے مذموم ہو مذموم ہے مباح ہو مباح ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ـ ازمقام کول مانک چوک مسئولہ زوجہ عبدالرشید خاں مرحوم تاریخ ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت کسبی نے جو کچھ مال حرام پیدا کیا تھا چہ نقدی وچہ زیور وچہ جائداد خریدی ہوئی اوسی مال سے پیدا کی تھی جب وہ کسبی تائب ہوئی تو اوس نے اس قسم مال حرام کو پیدا کردہ اپنا سب چھوڑ دیا اور اپنی ماں اور بہنوئی سے کہا کہ یہ مجھے درکار نہیں ہے میں نے سکو چھوڑا یہ کہکر الگ ہوگئی اونہوں نے اوس مال اور جائداد کو صرف کر ڈالا اب یہ استفسار ہے کہ یہ دیدینا اوس کا اونکو صحیح ہوگیا یا کیا اور جو صحیح نہوا ہو تو اوس کو یہ واپس کرسکتی ہے یا نہیں اور اس غرض سے واپسی چاہتی ہے کہ اگر ملجائے تو اوس وقت کی نقدی سے جائداد خرید کرکے اوسے مصرف خیر میں صرف کرے اس کی کیا صورت ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

رنڈی جو مال اوس حرام وناپاک ذریعے سے حاصل کرتی ہے اوس کی ملک نہیں ہوتا حکم غصب رکھتا ہے اوس پر فرض ہوتا ہے کہ جن سے لیا واپس دے وہ نہ رہے ہوں تو اون کے ورثہ کو دے وہ نہ ملیں تو فقراء پر تصدق کرے اور ظاہر ہے کہ بعد ایک مدت مدیدہ کے جو عورت تائب ہو وہ ہرگز حساب نہ لگا سکے گی کہ کب کتنا کس سے لیا تو جو مال اوس کے ہاتھ میں ہے اموال ضائعہ کے قبیل سے ہوا کہ اوسکے مصرف فقراء ہیں اور اوس کی ماں بہنیں کہ وہ بھی زنڈیاں اور اوسوقت تک اوسی پیشۂ ملعونہ میں آلودہ ہیں اگرچہ اوس ناپاک ذریعہ سے لاکھوں روپے اون کے پاس ہوں شرعًا محض محتاج ونادار ہیں۔ لما عرفت من ان ما بایدیھن غصب لایملکنہ تو وہ بھی اوسی تصدق کی محل ہیں اور ماں ہونا اس صدقۂ واجبہ کے منافی نہیں کہ یہ صدقہ خود اوس کے اپنے مال کا نہیں کما علم بل اموال ضوائع لایعرف اربابھا فیحل لھا التصدق بھا علٰی ابیھا وابنھا وامھا وبنتھا وفی الھندیۃ عن القنیۃ لہ مال فیہ شبھۃ اذا تصدق بہ علٰی ابیہ یکفیہ ذلک ولا یشترط التصدق علی الاجنبی وکذا اذا کان ابنہ معہ حین کان یبیع ویشتری وفیھا بیوع فاسدۃ فوھب جمیع مالہ لابنہ ھذا خرج من العھدۃ اھ اقول فاذا کان ھذا فیما قد ملکہ ملکا ففیما لم یملکہ اظھر واولٰی بس اگر اس عورت نے وہ مال اونھیں دے ڈالا تھا اور اونھوں نے قبضہ کرلیا جب تو ظاہر ہے کہ صدقہ اپنے محل کو پہنچ گیا اوسکی ماں بہنیں اوس کی مالک ہوگئیں اور وہ مال اون کے لئے طیب ہوگیا ولا یضر الشیوع

الصدقۃ وان ضرالهبۃ اب عورت کو اون سے واپسی کا اختیار نہیں لان الصدقۃ لا تسترد وکان القرابۃ المحرمۃ مانعۃ للرجوع اور اگر دے ڈالنا نہ تھا بلکہ صرف آپ اوس ناپاک مال سے بے علاقہ ہونا منظور تھا اور تم کو چھوڑا کے یہ معنی تھے کہ تم ہنوز اسی ناپاک پیشے میں ہو تم جانو اور یہ ناپاک مال مجھے اس سے تعلق نہیں اس صورت میں بھی جبکہ اونھوں نے قبضہ کرلیا تو ایک مال ضائع حق فقرا تھا جس پر فقرا کا قبضہ ہوگیا یہ عورت اوسکی مالک نہ تھی کہ فقرا سے مطالبہ واپسی کر سکے۔ واللہ سبحنہ وتعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ از محمد صابر عفی عنہ اعظم گڑھ ۲۹ شعبان المعظم ۲۲ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمارِ دین اس مسئلہ میں کہ اگر ہنود میلاد شریف کے چندے میں مسلمانوں کے ساتھ شریک ہوں یا خود اہل ہنود انفراداً میلاد شریف کرائیں تو جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

ہندو سے مسلمان امر دین میں مدد نہ لے حدیث شریف میں ہے انا لا نستعین بمشرك اور اگر وہ خود شرکت چاہیں تو بطور چندہ شریک نہ کیا جائے کہ اوس کے مال سے قربت قائم نہیں ہوسکتی ہاں اگر وہ کسی مسلمان کو تملیک کردے یہ مسلمان چندے میں دیدے مضائقہ نہیں جبکہ اسطور پر لینے میں ہندو کیلئے وجہ استعلا نہ ہو وہ یہ نہ سمجھے کہ مسلمانوں نے مجھ سے استمداد کی میری مدد کے محتاج ہوئے بلکہ احسان مانے کہ میرا مال قبول کرلیا ہندو اپنے مال سے کوئی کار خیر کرے مقبول نہیں وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلناہ ھباء منثورا واللہ اعلم۔

مسئلہ مسئولہ حافظ امیر اللہ صاحب۔ ۲ر شوال ۲۲ھ۔

یہ خط ایک شخص صادق تخلص سیتاپوری کا میرے نام آیا ہے اس کی آخری عبارت ملاحظہ فرمائیں عبارت یہ ہے۔ اگر آنجا را ترک کردہ مابقی را ازیں بلا (یعنی طاعون) حفاظت کنند بعقل نزدیک واز محاظرہ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ۔ دورست زیرا کہ حدیثے کہ در عدم فرار وارد شدہ مصنف سکن الشجون فی حکم الفرار عن وبار الطاعون بدلائل وبراہین ثابت کردہ کہ اولا طرق روایان حدیث بسیار مخدوش ست یعنی دو نفر ازانہا مجہول وغیر ثقہ است وثانیا نفس حدیث مقامی ست زیراکہ در وقتے کہ عسکر اسلامی از برائے حفاظت ثغور مقرر بودند طاعون آمد وآنہا می گریختند حضرت فرمودند کہ نگریزند۔ خلاصہ بخیال من بااینحالت آنجا سکونت جاہلانہ خود را ببلا انداختن ست فقط

الجواب

حدیث فرار عن الطاعون کو مخدوش ومجروح اور اوس کے دو راویوں کو مجہول وغیر ثقہ نہ کہے گا مگر جاہل یا گمراہ حدیث صحیح نقی متفق علیہ مصنفے صحیحین بخاری ومسلم وموطار مالک ومسند امام احمد وسنن ابی داؤد وسنن نسائی وغیرہا میں بطرق عدیدہ واسانید جیدہ صحیحہ حد شہرت و استفاضہ پر مروی ہوئی اور راو سے مقامی بمعنے مذکور بھی نہ کہے گا مگر وہ کہ ارشادات محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کو بردۂ تاویل باطل و علیل میں رد کرنا چاہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم تو یوں ارشاد فرمائیں اذا سمعتم بالطاعون بارض فلا تدخلوا علیہ واذا وقع وانتم بارض فلا تخرجوا منھا فرارا منہ جب تم کسی زمین میں طاعون ہونا سنو تو اوس پر داخل نہ ہو اور جب وہاں طاعون آئے جہاں تم ہو تو طاعون سے بھاگنے کیلئے وہاں سے نہ نکلو رواہ الشیخان وابو داؤد والنسائی ومالك واحمد عن عبدالرحمن بن عوف والبخاری ومسلم عن اسامۃ بن زید رضی اللہ تعالی عنھم اور اوس کے معنی یہ قرار دیئے جائیں کہ کسی جہاد کے وقت طاعون ہوا تھا تو اوس جہاد سے بھاگنے کی مخالفت میں فرمائی گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون یہ تاویل نہیں صریح تحریف وتبدیل ہے اور نہ صرف تبدیل بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر افترا کہ حضور نے اس غرض سے فرمایا حالانکہ کسی روایت ضعیفہ میں بھی یہ سبب وغرض ارشاد مذکور نہیں محض اختراع وافترا ہے وقد قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم من کذب علی متعمدا فلیتبوء مقعدہ من النار سکن الشجون کیا چیز ہے اس کا مصنف کون ہے کشف الظنون تک تو اوس کا پتا نہیں کوئی حال کا جاہل مجہول ہو تو ہو اگر سے القا بالایدی الی التھلکۃ کیا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ

تعالی علیہ وسلم کے احکام کو نہ ماننا ورنہ یہ آیت تحریم جہاد کے لئے عمدہ دستاویز ہوجائے گی جو تہلکہ چمکتی تلواروں اور برستے تیروں اور توپ کے متواتر گولوں کے سامنے ہے طاعون میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں تو جہاد اکبر سے زائد حرام ہوگا اور جہاد سے بھاگنا فرض حالانکہ قرآن نے اس کا عکس فرمایا ہے قرآن عظیم ترک جہاد و فرار عن الجہاد ہی کو تہلکہ فرماتا ہے جسے یہ عبدۃ الہوی ہلاک سمجھیں وہ نجات ہے اور جسے نجات سمجھ رہے ہیں وہ ہلاک ہے ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کریمہ لا تلقوا ہم انصار میں اتری کہ جب دین متین کو اللہ عزوجل نے عزت بخشی اور اسلام پھیل گیا ہم نے کہا اب جہاد کی کیا ضرورت ہے اب اپنے خانگی امور جو اتنے روزوں سے خراب پڑے ہیں بنالیں اوس پر ارشاد ہوا وانفقوا فی سبیل اللہ و لا تلقوا باید یکم الی التہلکۃ اپنی جان اور مال جہاد میں خرچ کرو اور ترک جہاد کرکے اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو معالم شریف میں ہے فالتہلکۃ الاقامۃ فی الآل والمال و ترک الجہاد امام اجل احمد بن حنبل مسند میں جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں الفار من الطاعون کالفار من الزحف ومن صبر فیہ کان لہ اجر شہید طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسے جہاد میں کفار کو پیٹھ دیکر بھاگنے والا اور جو اوسمیں صبر کئے بیٹھا رہے اوسکے لئے شہید کا ثواب ہے اور جہاد سے بھاگنے والے کو اللہ عزوجل فرماتا ہے فقد باء بغضب من اللہ و ماوٰہ جہنم و بئس المصیر ٥ وہ بیشک اللہ کے غضب میں پڑا اور اوسکا ٹھکانا جہنم ہے اور کیا بری بازگشت ہے تو ثابت ہوا کہ طاعون سے بھاگنے والا اللہ کے غضب میں جاتا ہے اور جہنم اوس کا ٹھکانا ہے اسی کو فرمایا کہ لا تلقوا باید یکم الی التہلکۃ اپنے ہاتھوں ہلاکت و غضب خدا اور استحقاق جہنم میں نہ پڑو۔ اب بتائیے کہ طاعون سے بھاگنا تہلکہ ہے یا اپنے رب عزوجل پر توکل کرکے صابر و مقیم رہنا۔ اللہ تعالی توفیق دے کہ احکام محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو اپنے ہوائے نفس سے رد نہ کیا جائے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ از قاضی ٹولہ شہر کہنہ ۱۷ ذی القعدہ ۲۲ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں کہ اگر کوئی شخص جس نے سوائے کتب فارسی اور اردو کے جو کہ معمولی درس میں پڑھی ہوں اور اوس نے کسی مدرسہ اسلامیہ یا علمائے گرامی سے کوئی سند تحصیل علم نہ حاصل کی ہو اگر وہ شخص مفتی بنے یا بننے کا دعوے کرے اور آیات قرآنی اور احادیث کو پڑھ کر اوس کا ترجمہ بیان کرے اور لوگوں کو باور کرادے کہ وہ مولوی ہے تو ایسے شخص کا حکم یا فتوی اور اقوال قابل تعمیل ہیں یا نہیں اور ایسے شخص کا کوئی دوسرا شخص حکم نہ مانے تو اسکے لئے شرعیت میں کیا حکم ہے۔

الجواب

سند کوئی چیز نہیں۔ بہتیرے سند یافتہ محض بے بہرہ ہوتے ہیں اور جنہوں نے سند نہ لی اون کی شاگردی کی لیاقت بھی ان سند یافتوں میں نہیں ہوتی۔ علم ہونا چاہئے اور علم الفتوی پڑھنے سے نہیں آتا جب تک مدتہا کسی طبیب حاذق کا مطب نہ کیا ہو۔ مفتیان کامل کے بعض صحبت یافتہ کہ ظاہری درس تدریس میں پورے نہ تھے مگر خدمت علمائے کرام میں اکثر حاضر رہتے اور تحقیق مسائل کا شغل اون کا وظیفہ تھا فقیر نے دیکھا ہے کہ وہ مسائل میں آجکل کے صدہا فارغ التحصیلوں بلکہ مدرسوں بلکہ نام کے مفتیوں سے بدرجہا زائد تھے پس اگر شخص مذکور فی السوال خواہ بذات خود خواہ بفیض صحبت علمائے کاملین علم کافی رکھتا ہے جو بیان کرتا ہے غالبا صحیح ہوتا ہے اوسکی خطا سے اوس کا صواب زیادہ ہے تو حرج نہیں اور اگر دونوں وجوہ علم سے عاری ہے صرف بطور خود اردو فارسی کی کتابیں دیکھ کر مسائل بتائے اور قرآن و حدیث کا مطلب بیان کرنے پر جرأت کرتا ہے تو یہ سخت اشد کبیرہ ہے اور اوسکے فتوی پر عمل جائز نہیں اور نہ اوس کا بیان حدیث و قرآن سننے کی اجازت

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں اجرأکم علی الفتیا اجرأکم علی النار تم میں جو شخص فتوی دینے پر زیادہ جرأت رکھتا ہے وہ آتش دوزخ پر زیادہ دلیر ہے۔ اور ارشاد فرمایا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم من قال فی القرآن برایہ فاصاب فقد اخطاء جس نے قرآن کے معنی اپنی رائے سے بیان کئے اوس نے اگر ٹھیک کہے تو غلط کہے اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعدہ من النار جو بغیر علم کے قرآن کے معنی کہے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔ والعیاذ باللہ تعالی واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ بہیڑی ضلع بریلی مرسلہ طالب حسین خاں ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اکثر موضع میں بد جانور کا گوشت کھاتے ہیں اون کے یہاں کا کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں۔ دیگر یہ ہے مسلمان کو قصداً شکار سور کا کرنا اور بلم سے مارنا اور کتّے سے اور اہل ہنود کو کھلانا جائز ہے یا نہیں۔ سود لینے والے کے یہاں کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں۔ ایک مولوی صاحب نے کہا کہ اگر اوسکی آمدنی اور جگہ سے بھی ہے تو اوسکے یہاں کھانا کھانا جائز ہے۔ گیارہویں شریف کرنا جائز ہے یا نہیں۔ اور قیام مولود جائز ہے یا نہیں اور قبر پر اذان کہنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

جو کفار اوس بد جانور کو کھاتے ہیں جیسے ٹھاکر وغیرہ بہتر یہ ہے کہ اون کے یہاں کی روٹی سے بھی احتراز کیا جائے کہ ظاہر یہی ہے کہ اون کے برتن اور بدن سب نجس ہوتے ہیں مگر یہی حال اون کے بامنوں وغیرہ اقوام کا بھی ہے کہ وہ سوئر نہ کھائیں تو گوبر اور بچھیا کا موت تو اون سب کے نزدیک پاک بلکہ پوتر ہے وہ سب نجس ہیں مگر شریعت آسان ہے جبتک کسی خاص شیئ میں حرمت یا نجاست کا حال معلوم نہ ہو ہمارے لئے پاک وحلال ہے ورنہ بازار کا دودھ گھی مٹھائی سب کا یہی حال ہے امام محمد فرماتے ہیں بہ ناخذ مالم نعرف شیئا حراما بعینہ سوئر اگر کھیتی وغیرہ کو ضرر دے یا اوس سے انسان یا مویشی پر حملہ آوری کا اندیشہ ہو تو اوسے کتے سے شکار کرنا خواہ بلم یا بندوق سے مارنا جائز بلکہ مستحب بلکہ بعض اوقات میں فرض وواجب ہے مگر ہندو وغیرہ کسی کافر کو اوس کا کھلانا یا اوس کے پاس بھجوانا سخت حرام ہے کہ کھانا اور کھلانا ایک حکم ہے۔ اشباہ میں ہے ماحرم اخذہ حرم اعطاؤہ۔ سود خوار کے یہاں نہ کھانا بہتر ہے خصوصاً عالم ومقتدا کو اور فتوی وہی ہے کہ جب تک کسی خاص مال کی حرمت معلوم نہ ہو منع نہیں۔ گیارہویں شریف اور مجلس مبارک میلاد کا قیام جس طرح مکہ معظمہ ومدینہ طیبہ کے علمائے کرام اور بلاد دارالاسلام کے خاص وعام میں شائع ہے ضرور جائز ہے یونہیں قبر پر اذان کہنے میں میت کا دل بہلنا اور اوس پر رحمت الٰہی کا اترنا اور سوال جواب کے وقت شیطان کا دور ہونا اور ان کے سوا اور بہت فائدے ہیں جنکی تفصیل ہمارے رسالہ "ایذان الاجر فی اذان القبر" میں ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از شاہجہانپور محلہ خلیل مرسلہ مولوی محمد ریاست علی خانصاحب واز رامپور خانقاہ مولانا ارشاد حسین صاحب مرسلہ مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب۔ غرہ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ۔

ما قولکم ایھا العلماء الکرام رحمکم اللہ فی ھذا المرام ان ضرب الدف والبنادیق فی العرس بغرض اعلان النکاح او تخریتہ ھل یجوز عند الشرع ام لا۔ بینوا بسند الکتاب توجروا یوم الحساب۔

خلاصہ جواب مولوی ریاست علی خاں

یجوز ضرب الدف بلا جلاجل والبنادیق بغرض اعلان النکاح ولا یجوز تخریتہ وتنظیرہ ما فی الحدیث اضربوا علیہ بالدفوف وضرب المدفع یجوز لاعلان افطار الصوم ولزوم الصوم واختتام وقت السحری ووقت نصف النہار وغیرھا کما ھو معتاد مروج فی اکثر بلاد الاسلام خصوصًا فی مکۃ المعظمۃ فعلی ھذا ای تأمل فی جواز ضرب البنادیق بغرض اعلان النکاح لانہ مامور بالاعلان عن لسان صاحب الشرع وفی رد المحتار ان المدفع یفید غلبۃ الظن وان کان ضاربہ فاسقا لان العادۃ ان الموقت یذھب لی دار الحکم آخر النہار فیعین لہ وقت ضربہ فیغلب بھذہ القرائن عدم الخطاء وعدم قصد الافساد والا لزم تأثیم الناس وایضا فیہ الظاھر انہ یلزم اھل القری الصوم بسماع المدافع من المصر لانہ علامۃ ظاھرۃ تفید غلبۃ الظن وغلبۃ الظن حجۃ موجبۃ للعمل فثبت ان ضرب المدافع مروج مشروع وایضا فی رد المحتار الۃ اللھو لیست محرمۃ بعینھا بل لقصد اللھو منھا اما من سامعھا او المشتغل بھا اھ قلت وحرمۃ الات اللھو لقصد اللھو فی تعمیر العرس فاللھو مباح من حدیث عائشۃ زفت امرأۃ الی رجل من الانصار فقال نبی اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ماکان معکم لھو فان الانصار یعجبھم اللھو۔ رواہ البخاری وھذا علی تسلیم ان البنادیق من الات اللھو والا فلا شناعۃ فیھا من قبل واللہ سبحنہ اعلم

خلاصۃ جواب الشاہ سلامۃ اللہ فی تائیدہ

لاریب فی جواز ضرب الدف لاعلان النکاح بل فی سنیتہ فی الفتاوی الغیاثیۃ ضرب الدف فی النکاح اعلانا وتشہیرا سنۃ اھ۔ وفی الخلاصۃ یجب ان یکون بلا سنجات وجلاجل اھ وکذا الطبل قال المحقق العینی والطبل انما کان منہیا اذا کان للہو اما لغیرہ فلا باس کطبل الغزاۃ والعرس اھ وقد صح ضرب الدف لیلۃ العرس وفی الاعیاد عند النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واکد ذلک بما رواہ احمد والترمذی عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال فصل ما بین الحلال والحرام الصوت والدف فی النکاح وبما رواہ النسائی عن عامر بن سعد قال دخلت علی قرظۃ وابی مسعود الانصاری فی عرس واذا جوار تغنین فقلت ای صاحبی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واھل بدر یفعل ھذا عندکم فقال اجلس ان شئت فاسمع منا وان شئت فاذھب فانہ قد رخص لنا فی اللہو عند العرس وفی خزانۃ المفتین لاباس بان یکون لیلۃ العرس دف یضرب للشہرۃ واعلان النکاح قال الفقیہ ابو اللیث ھذا اذا لم یکن علیہ جلاجل اما اذا کان فیکرہ کذا فی الظہیریۃ اھ اقول اطلاق الاحادیث ینادی لجوازہ مع الجلاجل ایضا ولعل القول بالکراھۃ لعلۃ اخری وقد ظہر من کلام المحقق العینی ان دف العرس وطبلہ لیسا داخلین فی اللہو ولو کانا لجاز ایضا فی النکاح بنص الحدیث کما افادہ الفاضل المجیب وقد منا التصریح بذلک فی روایۃ النسائی وکذا لا شبہۃ فی جواز ضرب البنادق والمدافع فی العرس وامثالہ۔

الجواب

اللھم لک الحمد والیک الحمد صل علی حبیبک النور مانح السرور ومانع الشرور وعلٰی الہ وصحبہ الی یوم النشور نعم ضرب الدف لاعلان النکاح واظہار السرور فی مستحبات الافراح جائز ومباح ما فیہ جناح بل مندوب ومطلوب بالقصد المحبوب لکن یکرہ للرجال بکل حال وانما جوازہ للنساء علی ما قالہ فحول العلماء وانما ینبغی لنحو الجواری من الاماء والذراری دون السروات ذوات الہیأت فی الدر المختار جاز ضرب الدف فیہ اھ یرید العرس قال فی رد المحتار جواز ضرب الدف فیہ خاص بالنساء لما فی البحر عن المعراج بعد ذکر انہ مباح فی النکاح وما فی معناہ من حادث سرور قال وھو مکروہ للرجال علی کل حال للتشبہ بالنساء اھ واخرج ابن حبان فی صحیحہ عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا قالت کانت عندی جاریۃ من الانصار زوجتہا فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الا تغنین فان ھذا الحی من الانصار یحبون الغناء قال القاری قال التوربشتی یحتمل ان یکون علی خطاب الغیبۃ بجماعۃ النساء والمراد منہن من تبعہا فی ذلک من الاماء والسفلۃ فان الحرائر یستنکفن من ذلک وان یکون علی خطاب الحضور لہن ویکون من اضافۃ الفعل الی الآمر بہ والآذن فیہ قلت ویؤیدہ الروایۃ الاتیۃ ارسلتم معہا من تغنی الخ اما الجلاجل فمن اللہو الباطل والنہی عنہا مشہور وفی زبر الصدور ومزبور وذلک لما فیہا من التطریب وقد کرھوا ضرب الساذج علی ھیأۃ التطرب فکیف بما ہو فی نفسہ معیب وقد قدم الفاضل المجیب عن العلامۃ الشامی عن الفتاوی السراجیۃ ان ھذا ای جواز ضرب الدف فی العرس اذا لم تکن لہ جلاجل ولم یضرب علی ھیأۃ التطرب اھ ولم یثبت وجود الجلاجل فی الدفوف فی زمن الحدیث والرسالۃ بل ھو لہو حدیث اخترعہ بعدہ اھل اللعب والبطالۃ فی المرقاۃ شرح المشکوٰۃ (فجعلت جویریات لنا) بالتصغیر قیل المراد بہن بنات الانصار لا المملوکات (یضربن بالدف) قیل تلک البنات لم یکن بالغات حد الشہوۃ وکان دفہن غیر مصحوب بالجلاجل قال اکمل الدین المراد بہ الدف الذی کان فی زمن المتقدمین واما ما علیہ الجلاجل فینبغی ان یکون مکروھا بالاتفاق اھ ملخصا ولا یذھبن عنک ان اللہو حقیقتہ حرام کلہا دقہا وجلہا اما ما ابیح فی العرس ونحوہ من ضرب الدف وانشاد الاشعار المباحۃ بالقصد المباح او المندوب لا للتلہی واللعب المعیوب فانما سمی لہوا صورۃ کما سمیت السنن الثلث ملاعبۃ الفرس والمرأۃ والرمی بذلک لذلک بالضرورۃ فلا منافاۃ بین حدیث قرظۃ بن کعب وابی مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہما وقول المحقق العینی وغیرہ انما کان منہیا اذا کان للہو اما

لغیرہ فلا باس کطبل الغزاۃ والعرس قال فی رد المحتار نقلا عن الکفایۃ شرح الہدایۃ اللہو حرام بالنص قال علیہ الصلاۃ والسلام لہو المؤمن باطل الا فی ثلث تادیبہ فرسہ وفی روایۃ ملاعبتہ بفرسہ ورمیہ عن قوسہ وملاعبتہ مع اھلہ اھ قلت رواہ الحاکم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بلفظ کل شیئ من لہو الدنیا باطل الا ثلثۃ انتضالک بقوسک وتادیبک فرسک وملاعبتک اھلک فانھن من الحق ھذا مختصر وقال صحیح علی شرط مسلم ونازعہ الذھبی وصحح ابو حاتم وابو زرعۃ ارسالہ من طریق محمد بن عجلان عن عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن ابی حسین قال بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال فذکرہ قالہ فی نصب الرایۃ قلت محمد صدوق من رجال مسلم وعبد اللہ ثقۃ عالم من رجال الستۃ کلاھما من صغار التابعین فالحدیث صحیح علی اصولنا علا ان النسائی روی بسند حسن عن جابر بن عبد اللہ وجابر بن عمیر رضی اللہ تعالٰی عنہم عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال کل شیئ لیس من ذکر اللہ فھو لہو ولعب الا ان یکون اربعۃ ملاعبۃ الرجل امرأتہ وتادیب الرجل فرسہ ومشی الرجل بین الغرضین وتعلیم الرجل السباحۃ واخرج الطبرانی فی الاوسط عن امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کل لہو یکرہ الا ملاعبۃ الرجل امرأتہ ومشیہ بین الھدفین وتعلیمہ فرسہ فالحدیث صحیح لاشک وکان ھذا ھو مراد الفاضلین الکاملین ذوی الرئاسۃ والسلاسۃ والنفاسۃ والکرامۃ المجیب والمؤید باباحۃ اللہو فی العرس اما ضرب بندقۃ الرصاص لاعلان النکاح فلاشک ان الاعلان مطلوب فیہ مندوب الیہ فصلا بین النکاح والسفاح الذی یکتم ولا یعلم والمقصود اعلام الاباعد والاقاصی فان الحضور یعلمونہ بالحضور ولذا امر بضرب الدفوف واضطراب الاصوات علی الوجہ المعروف فان العلم للقاصی انما یحصل بما ھو متعارف عندھم وقد شملہ قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فصل ما بین الحلال والحرام الصوت والدف فی النکاح رواہ الائمۃ احمد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ وابن حبان والحاکم عن محمد بن حاطب الجمحی رضی اللہ تعالٰی عنہ حسنہ الترمذی وصححہ ابن حبان والدارقطنی والحاکم وابن طاھر فلم یخص بالدف بل اطلق الصوت وغایر بالعطف والبندقۃ صوت یحصل بہ الاعلام بل ادخل فی المرام قال القاری قال ابن الملک المراد الترغیب الی اعلان امر النکاح بحیث لایخفی علی الاباعد قال وفی شرح السنۃ معناہ اعلان النکاح واضطراب الصوت بہ والذکر فی الناس کما یقال فلان قد ذھب صوتہ فی الناس اھ وبالجملۃ فالنھی مفقود ویفید المقصود فالجواز موجود والمنع مردود وھل لاحد ان ینھی عما لم ینہ عنہ اللہ ورسولہ جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اما زعم بعض جھلۃ الوھابیۃ ولعمری ما فی الوھابیۃ الا الجھلۃ انہ اسراف والاسراف حرام فجھل منھم بمعنی الاسراف واعظم منہ ان اجھلھم تلا فی تحریمہ ایۃ ان المبذرین کانوا اخوان الشیطین ولم یدر المسکین ما فی الانفاق فی غرض محمود و فی مذموم او فی عبث من بون بیّن ولو کان کل انفاق شیئ فی غرض مباح بل ومحمود اسرافا مذموما اذا امکن حصولہ باقل منہ لکان کل توسع فی مأکل او مشروب او منکح او مرکب او ملبس او مسکن حراما وھو خلاف الاجماع والنصوص الصریحۃ بغیر نزاع وھذا ربنا عزوجل قائلا قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبٰت من الرزق وھذا نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قائلا ان اللہ تعالٰی یحب ان یری اثر نعمتہ علی عبدہ رواہ الترمذی وحسنہ والحاکم وصححہ عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنھما مع قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی الحدیث الصحیح بحسب ابن اٰدم لقیمات یقمن صلبہ الحدیث وجعل ملء البطن التثلیث وقد اجمعوا علی جوازہ حتی الشبع وانت تری ھؤلاء النابین المجترئین علی اللہ تعالٰی بما تصف السنتھم الکذب ان ھذا حرام وھذا ممنوع یاکلون الالوان ویلبسون الرقاق ویفعلون ویفعلون ولو اجتزؤا العشر ما انفقوا لکفی وضرب الدف ایضا لایخلو عن نفقۃ اما ثمن واما اجرۃ ولعلہ قد یفوق ثمن البارود وانما السرف الصرف الی غرض لایحمد وتعدی القصد وتجاوز الحد فانظر این ھذا من ذاک واللہ یتولی ھداک نعم من اراد التفاخر فذلک الحرام جملۃ واحدۃ ان اللہ لایحب من کان مختالا فخورا ولا اختصاص لھذا بالدف والبندقۃ بل لو تلا القرآن ونوی التفاخر لکان حراما محظورا والتالی اثما موزورا کما لایخفی فھذا ما عندنا فی الباب وربنا

سبحنہ اعلم بالصواب وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا ومولانا والاٰل والاصحاب۔ اٰمین۔

مسئلہ۔ ۱۷ محرم الحرام ۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید رہنے والا بدایوں کا ہے اور بریلی میں انگریزی ملازم ہے بدایوں سے اپنے عیال واطفال کو لانے کا مصمم ارادہ کرلیا تھا کہ اس عرصہ میں بدایوں میں طاعون شروع ہوگیا اس وجہ سے نہ لاسکا اگر شریعت اجازت دے تو زید اپنے متعلقین کو لاکر دنیوی تفکرات اور دوہرے خرچ سے نجات پائے۔

الجواب

اللہ عزوجل دل کے خطروں کو جانتا ہے اگر واقعی بخوف طاعون وہاں سے اون کا منتقل کرنا مقصود نہیں بلکہ محض اپنے آرام ویکجائی کے لئے تو بلاشبہہ اجازت ہے بشرطیکہ زوج اور بالغ بچوں کو خوب سمجھادے کہ یہ انتقال طاعون سے بچنے کیلئے نہیں نہ تم کہیں بھاگ کر موت سے بچ سکتے ہو میرا ارادہ قطعی پہلے سے تمہیں بلانے کا تھا بلکہ طاعون کی وجہ سے اتنی دیر کی شاید تمہارا لیجانا ناجائز ہواب کہ معلوم ہوا کہ خالص نیت سے لیجانے میں شرعًا حرج نہیں تمہیں اسی طرح لے جاتا ہوں جیسا کہ طاعون نہ ہونے کی حالت میں لیجاتا تم پر بھی فرض ہے کہ اپنی نیت صحیح کرو طاعون کا خیال دل میں ہرگز نہ لاؤ جس سے یہ ظاہر ہوگا کہ بوجہ خوف طاعون اس منتقل ہونے کو غنیمت جانے گا ہیں اوسے یہیں چھوڑ دو نگا یہاں تک کہ اللہ عزوجل جس کا ہر جگہ حکم نافذ ہے اپنا جو حکم چاہے نافذ فرمائے۔ جب یہ تعلیم وتلقین کرے اور ظاہر ہو کہ سچا عقیدہ اون کے دلوں میں جم گیا اور شیطانی خیال نہ رہا او سوقت بے تکلف وہاں سے آوے اس تعلیم میں سمجھ والے بچوں کو بھی شریک کرے اگرچہ بالغ نہ ہوں کہ تعلیم حق کے وہ بھی محتاج ہیں حق سبحنہ ہر جگہ مسلمانوں کو عافیت بخشے اور اپنے حفظ وامان میں رکھے آمین بجاہ سیدالمرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعلیہم اجمعین واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ مرسلہ از چاندہ ضلع بجنور محلہ تیپا پاڑہ مکان محمد حسین خاں زمیندار۔

چوڑیاں کانچ کی عورتوں کو جائز ہیں پہننا یا ناجائز ہیں۔

الجواب

جائز ہیں لعدم المنع الشرعی بلکہ شوہر کیلئے سنگار کی نیت سے مستحب وانما الاعمال بالنیات بلکہ شوہر یا ماں یا باپ کا حکم ہو تو واجب لحرمۃ العقوق ولوجوب طاعۃ الزوج فیما یرجع الی الزوجیۃ۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از شہر چاٹگام موضع نیاگاؤں از جانب محمد قدرت اللہ عفی عنہ۔

چہ میفرمایند علمائے دین اندریں صورت کہ اگر شخصے معاملہ سود نمودہ اموال کثیرہ فراہم نماید پس رحلت از دار دنیا بدار آخرت اموالیکہ از معاملہ جمع شدہ برائے وارثان وغیرہ جائز وحلال باشد یا نہ۔

الجواب

اگر وارثان دانند کہ فلاں فلاں کس اینقدر ربا گرفتہ است واجب ست کہ بآنہا واپس دہند اگر اینشاں نماندہ باشند بوارثان ایشاں رسانند اگر وارثان ہم نیابند یا از سر فلاں فلاں را ندانستہ باشند مگر عین اموال ربا معلوم ومعین است آں اموال را بر فقرا تصدق کنند واگر ہیچ در علم ایشاں نیست جزا نیکہ ربا می گرفت ترکہ مرا ینہا را حلال ست فی رد المحتار الحاصل انہ ان علم ارباب الاموال وجب ردہ علیہم والا فان علم عین الحرام لا یحل لہ ویتصدق بہ بنیۃ صاحبہ وان کان مالا مختلطا مجتمعا من الحرام ولا یعلم اربابہ ولا شیئا منہ بعینہ حل لہ حکما وان حسن دیانۃ التنزہ عنہ۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از بجنور مرسلہ محمد حسن نائب محافظ دفتر کلکٹری ۲۰ ربیع الاول ۲۳ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس باب میں کہ کسی شخص نے کچھ مال بذریعہ سود یا رشوت یا تغنی یا چوری وغیرہ کسی ذریعہ

…ام سے حاصل کیا اور اس مال کے ذریعہ سے کوئی جائداد خرید کی یا کام تجارت جاری کیا تو اب اس جائداد یا تجارت کی آمدنی اس شخص کے اور اس کے وارثین ولواحقین کے حق میں مباح ہے یا نہیں اگر مباح ہے تو کس صورت اور کس دلیل سے اور اس وبال دارین سے سبکدوش ہونے کا عند الشرع کیا طریقہ ہے فقہ حنفیہ کی رو سے معہ حوالہ کتب جواب بوالپسی ڈاک ارشاد فرمایا جاوے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

جو مال رشوت یا تغنی یا چوری سے حاصل کیا اوس پر فرض ہے کہ جس جس سے لیا اون پر واپس کردے وہ نہ رہے ہوں اون کے ورثہ کو دے پتا نہ چلے تو فقیروں پر تصدق کرے خرید وفروخت کسی کام میں اوس مال کا لگانا حرام قطعی ہے بغیر صورت مذکورہ کے کوئی طریقہ اوس کے وبال سے سبکدوشی کا نہیں۔ یہی حکم سود وغیرہ عقود فاسدہ کا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ یہاں جس سے لیا بالخصوص اونہیں واپس کرنا فرض نہیں بلکہ اوسے اختیار ہے کہ اوسے واپس دے خواہ ابتداءً تصدق کردے وذلک لان الحرمۃ فی الرشوۃ وامثالہا لعدم الملک اصلا فھو عندہ کالمغصوب فیجب الرد علی المالک او ورثتہ فمھما امکن اما فی الربوا واشباہہ فلفساد الملک وخبثہ واذا قد ملکہ بالقبض ملکا خبیثا لم یبق ملوک المأخوذ منہ لاستحالہ اجتماع ملکین علی شیئ واحد فلم یجب الرد وانما وجب الانخلاع عنہ اما بالرد واما بالتصدق کما نص علیہ فی الغنیۃ والخیریۃ والھندیۃ وغیرھا۔ رہا استبدال یعنی اس مال کے عوض دوسری چیز خریدنا اسکی دو صورتیں ہیں اگر وہ مال کہ ناجائز ذرائع سے حاصل کیا زر وسیم کے سوا اشیاء متعینہ سے تھا جیسے زمین یا کپڑا یا برتن وغیرہا اوسکے عوض کوئی جائداد خریدی یا اوس سے تجارت کی تو وہ جائداد وتجارت سب خبیث وحرام ہے اور اگر وہ مال سونا چاندی روپیہ اشرفی تھا اور اوس سے کوئی جائداد مول لی یا تجارت کی تو مذہب مفتی بہ میں اگر عقد ونقد دونوں اوس زر حرام پر جمع ہوئے یعنی وہی حرام روپیہ بائع کو دکھا کر کہا کہ اسکے عوض فلاں شئی دیدے پھر وہی روپیہ اوس کے ثمن میں دیدیا یا پہلے سے وہ حرام روپیہ بائع کو دیدیا اور اوسکے بدلے کوئی چیز مول لی تو وہ چیز مطلقاً حرام وخبیث ہے جبکہ یہ روپیہ غصب یا سرقہ یا رشوت واجرت زنا یا غنا وامثال ذلک کا ہے جنمیں اسکی ملک اصلا نہیں ہوتی اور اگر عقد ونقد دونوں جمع نہ ہوئے مثلاً مطلقاً خریدی کہ فلاں چیز دیدے پھر ثمن میں وہ زر حرام دیا یا زر حرام دکھا کر خریدی مگر دیتے وقت دوسرا روپیہ دیا تو وہ خرید کردہ شئے پاک ہے۔ یونہی اگر روپیہ ربا وغیرہ عقود فاسدہ سے حاصل کیا تھا اور اوسکے عوض کوئی شئے خریدی تو اوس خریدی ہوئی شئے میں خباثت نہ آئے گی۔ تنویر الابصار میں ہے تصدق لو تصرف فی المغصوب والودیعۃ وربح اذا کان متعینا بالاشارۃ اوشری بدراھم الودیعۃ او الغصب ونقدھا وان اشار الیھا ونقد غیرھا اوالی غیرھا واطلق ونقدھا لا وبہ یفتی۔ درمختار میں ہے الخبث لفساد الملک انما یعمل فیما یتعین لا فیما لایتعین واما الخبث لعدم الملک کالغصب فیعمل فیھما کما بسطہ خسرو وابن الکمال۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۱ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بروز پنجشنبہ فاتحہ اور کھانے کا ثواب میت کی روح کو بخش کر جو کچھ ممکن ہوسکے مساکینوں کو بھی دے دیا جاوے اوس کی نسبت کیا حکم ہے۔

۲۔ میت کے سیم میں چنوں پر کلمہ شریف پڑھنا اور پھر اون کو اور بتاشوں کو تقسیم کرنا چاہئے یا نہیں۔ (۳) میت کے سیم کے چنے وبتاشے سوائے مساکین کے دوسرے کو لینا اور کھانا چاہئے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

۱۔ جائز اور مستحسن ہے اور باعث اجر وثواب ہے اس کے لئے بھی اور اوس میت مسلمان کیلئے بھی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ۔ (۲۔۳) جائز ہے مگر بہتر یہ ہے کہ صرف مساکین کو دیئے جائیں۔ اغنیا کا نہ لینا بہتر ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ ۲۱ ربیع الآخر شریف ۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وہ کون کون اشخاص ہیں کہ جن سے نکاح کرنا حرام اور وہ کون کون ہیں کہ جن سے پردہ کرنا درست نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

پردہ صرف اون سے نادرست ہے جو بسبب نسب کے عورت پر ہمیشہ ہمیشہ کو حرام ہوں اور کبھی کسی حالت میں اون سے نکاح ناممکن ہو جیسے باپ دادا نانا بھائی بھتیجا بھانجا چچا ماموں بیٹا پوتا نواسا۔ ان کے سوا جن سے نکاح کبھی درست ہے اگرچہ فی الحال ناجائز ہو جیسے بہنوئی جبتک بہن زندہ ہے یا چچا ماموں خالہ پھوپھا کے بیٹے یا جیٹھ دیور انسے پردہ واجب ہے اور جن سے نکاح ہمیشہ کو حرام ہے کبھی حلال نہیں ہوسکتا مگر وجہ حرمت علاقہ نسب نہیں بلکہ علاقہ رضاعت ہے جیسے دودھ کے رشتے سے باپ دادا نانا بھائی بھتیجا بھانجا چچا ماموں بیٹا پوتا نواسا یا علاقہ صہر ہو جیسے خسر ساس داماد بہو ان سب سے نہ پردہ واجب ہے نہ نادرست ہے کرنا نکرنا دونوں جائز اور بحالت جوانی یا احتمال فتنہ پردہ کرنا ہی مناسب خصوصا دودھ کے رشتے میں کہ عوام کے خیال میں اوسکی ہیبت بہت کم ہوتی ہے جن سے نکاح حرام ہے اونکی بعض مثالیں اوپر گزریں اور پوری تفصیل آٹھ دس ورق میں آئے گی کتب فقہ میں مفصل مسطور ہے جو خاص امر درپیش ہو اوسی سے سوال کافی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از چاٹگام موضع قلاؤجان مرسلہ نظام الدین۔ ۲۳ ربیع الآخر ۲۳ھ

چہ میفرمایند علمائے دین رحمکم اللہ تعالیٰ اندریں مسئلہ کہ زید وعمرو ہر دو عالم اند ہرگاہ قطعہ فرائض بعبارت صحیحہ ومسئلہ صریحہ پیش ایشاں وقوع آمد پس زید بر بنائے نفاق وعداوت دنیاوی گفتہ کہ اکثر جائے فرائض غلط کردہ ودستخط بہ تصحیح مسئلہ آں ممنوع وعمرو اولا فرائض موصوفہ بغور نظر دیدہ دستخط بداں بر تصحیح مسئلہ آں کردہ اند باز از زبانی زید غلط عبارتش شنیدہ دستخط خود از وے منقطع کردہ اند ہر دو عالم موصوف باوجودیکہ حضرات متدینین ادام اللہ فیوضہم آنرا تحقیق کردہ تصحیح فرمودہ اند عبارتش را مغلطہ گویند۔ دستخط بداں غیر مشروع پندارند پس دریں واقعہ دماغ وغروری منسوب شوند یا نہ وآنانکہ صحیح وجائز را ناجائز وحلال را حرام بر بنائے دماغ وغروری میدانند کافر گردد یا مرتکب کبیرہ۔ بینوا توجروا۔

الجواب

دریں سوال کمال اجمال بلکہ اہمال بکار بردہ شد۔ می بایست نقل آں فتوی فرستندے تا دیدہ شود کہ آیا فی الواقع غلط است وزید بخطائے او پے بردہ وباز عمرو نیز آگاہ ومتنبہ شدہ تصحیح خود از وے جدا کردہ دریں صورت ہر دو بر صواب باشند یا حقیقۃً صحیح ست وانگاہ دیدنی ست کہ مسئلہ ازاں باب ست کہ خطا در فہم او باینان عارض شود ودریں صورت درانچہ کردند معذور باشند یا آنچناں نیست بلکہ بالقصد مکابرۂ حق کردہ اند انگاہ لاجرم آثم وکبیرہ کار شوند فاما کفر نبود مگر آنکہ مسئلہ از ضروریات دیں باشد کہ انکار بلکہ شک دراں کفر است۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از شہر مرسلہ منشی احمد حسین خرسند نقشہ نویس فیض آباد دفتر اسسٹنٹ ریلوے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اون مسلمانوں کے حق میں جو آریہ سماجوں میں جاکر کاپی نویسی کرتے ہیں یا پریس مین ہیں یا اون کے اخبار اور مذہبی پرچے روانہ یا تقسیم کرتے ہیں حالانکہ اون پرچوں میں قرآن کریم اور رسول رحیم پر کھلے کھلے اعتراض والزام ہوتے ہیں ورسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ منہا اور علمائے متقدمین ومتاخرین کو کھلی کھلی گالیاں دے جاتے ہیں جسکے شاہد سماجی کتب ترک اسلام۔ تہذیب الاسلام۔ آریہ مسافر جالندھر۔ آریہ مسافر میگزین۔ مسافر بہرائچ۔ آریہ پتر بریلی۔ ستیارتھ پرکاش موجود ہیں۔ نمونہ کے طور سے چند الفاظ نقل ذیل ہیں۔ ستیارتھ پرکاش ....

مسافر بہرائچ .... آیا اون مسلمانوں سے جو سماجوں میں لازم ہیں میل جول رکھا جائے۔ اور مسلمان سمجھے جائیں۔ ایسے مسلمان جو مخالفین اسلام و دشمنان خدا و رسول کی اعانت کرنے والے ہیں اون کے جنازے کی نماز پڑھنا درست ہے، اور اون کے ساتھ شراکت و نکاح جائز ہے یا نہیں۔ مفصل بیان فرمائیے۔ اللہ اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔

الجواب

اللہ عزوجل اپنے غضب سے پناہ دے الحمدللہ فقیر نے وہ ناپاک ملعون کلمات نہ دیکھے جب سوال کی اس سطر پر آیا جس سے معلوم ہوا کہ آگے کلمات لعینہ ملعونہ منقول ہوں گے اون پر نگاہ نہ کی نیچے کی سطریں جن میں سوال ہے باحتیاط دیکھیں ایک ہی لفظ جو اوپر سائل نے نقل کیا اور نادانستگی میں نظر پڑا وہی مسلمان کے دل پر زخم کو کافی ہے اب کہ جواب لکھ رہا ہوں کاغذ تہ کرلیا ہے کہ اللہ تعالی ملعونات کو نہ دکھائے نہ سنائے جو نام کے مسلمان کاپی نویسی کرتے ہیں اور اللہ عزوجل و قرآن عظیم و محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کی شان میں ایسے ملعون کلمات ایسی گالیاں اپنے قلم سے لکھتے یا چھاپتے یا کسی طرح اوسمیں اعانت کرتے ہیں اون سب پر اللہ تعالی کی لعنت اترتی ہے وہ اللہ و رسول کے مخالف اور اپنے ایمان کے دشمن ہیں قہر الہی کی آگ اون کیلئے بھڑکتی ہے صبح کرتے ہیں تو اللہ کے غضب میں اور شام کرتے ہیں تو اللہ کے غضب میں اور خاص جسوقت اون ملعون کلموں کو آنکھ سے دیکھتے قلم سے لکھتے مقابلہ وغیرہ میں زبان سے نکالتے یا پتھر پر اوس کا ہلکا بھرا بناتے ہیں۔ ہر کلمے پر اللہ عزوجل کی سخت لعنتیں ملئکۃ اللہ کی شدید لعنتیں اون پر اترتی ہیں۔ یہ میں نہیں کہتا۔ قرآن فرماتا ہے ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لھم عذابا مھینا ہ بیشک وہ لوگ جو ایذا دیتے اللہ اور اوس کے رسول کو اونپر اللہ کی لعنت ہے دنیا و آخرت میں۔ اللہ نے اون کے لئے طیار کر رکھا ہے ذلت کا عذاب۔ اون ناپاکوں کا یہ گمان کہ گناہ تو اوس خبیث کا ہے جو مصنف ہے ہم تو نقل کر دینے یا چھاپ دینے والے ہیں سخت ملعون و مردود گمان ہے۔ زید کسی دنیا کی عزت دار کو گالیاں لکھکر چھپوانا چاہے تو ہرگز نہ چھاپیں گے جانتے ہیں کہ مصنف کے ساتھ چھاپنے والے بھی گرفتار ہونگے مگر اللہ واحد قہار کے قہر و عذاب ولعنت وعتاب کی کیا پرواہ ہے یقینا یقینا کاپی لکھنے والا پتھر بنانے والا چھاپنے والا کل چلانے والا غرض جان کر کے کہ اسمیں یہ کچھ ہے کسیطرح اوسمیں اعانت کرنے والا سب ایک رسی میں باندھ کر جہنم کی بھڑکتی آگ میں ڈالے جانے کے مستحق ہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان گناہ اور حد سے بڑھنے میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں من مشی مع ظالم لیعینہ وھو یعلم انہ ظالم فقد خرج من الاسلام جو دانستہ کسی ظالم کے ساتھ اوسکی مدد دینے چلا وہ یقینا اسلام سے نکل گیا۔ یہ اوس ظالم کیلئے ہے جو گرہ بھر زمین یا چار پیسے کسی کے دبالے یا زید و عمرو کسی کو ناحق سخت سست کہے اوسکے مددگار کو ارشاد ہوا کہ اسلام سے نکل جاتا ہے نہ کہ یہ اشد ظالمین جو اللہ و رسول کو گالیاں دیتے ہیں ان باتوں میں اون کا مددگار کیونکر مسلمان رہ سکتا ہے۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر والضیاء فی صحیح المختارۃ عن اوس بن شرحبیل رضی اللہ تعالی عنہ۔ طریقہ محمدیہ اور اوسکی شرح حدیقہ ندیہ میں ہے۔ من افات الید کتابۃ ما یحرم تلفظہ من شعر المجون والفواحش والقذف والقصص التی فیھا نحو ذلک والاھاجی نثرا ونظما والمصنفات المشتملۃ علی مذاھب الفرق الضالۃ فان القلم احدی اللسانین فکانت الکتابۃ فی معنی الکلام بل ابلغ منہ لبقائھا علی صفحات اللیالی والایام والکلمۃ تذھب فی الھواء ولا تبقی اھ مختصرا ایسے اشد فاسق فاجر اگر توبہ نہ کریں تو ان سے میل جول ناجائز ہے اون کے پاس دوستانہ اوٹھنا بیٹھنا حرام ہے پھر مناکحت تو بڑی چیز ہے اللہ تعالی فرماتا ہے واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین ہ اور جو ان میں اس ناپاک کبیرہ کو حلال بتائے اوس پر اصرار و استکبار و مقابلہ شرع سے پیش آئے وہ یقینا کافر ہے اوسکی عورت اوس کے نکاح سے باہر ہے اوس کے جنازے کی نماز حرام اوسے مسلمانوں کی طرح غسل دینا کفن دینا دفن کرنا اوسکے دفن میں شریک ہونا اوسکی قبر پر جانا سب حرام ہے اللہ تعالی فرماتا ہے ولا تصل علی احد منھم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ۔ واللہ سبحنہ وتعالی اعلم۔ فقیر کے یہاں فتاوی مجموعہ پر نقل ہوتے ہیں میں نے نقل فرمانے والے صاحب سے کہدیا ہے کہ اون ملعون الفاظ کی نقل نہ کریں۔ سنا گیا ہے کہ سائل کا قصد اس فتوے کے چھاپنے کا ہے میں درخواست

کرتا ہوں کہ اون ملعونات کو نکال ڈالیں اون کی جگہ دو ایک سطریں خالی صرف نقطے لگا کر چھوڑ دیں کہ مسلمانوں کی آنکھیں اون لعنتی ناپاکیوں کے دیکھنے سے باذنہ تعالیٰ محفوظ رہیں۔ فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین۔

مسئلہ ۔ از برہما ملک بنگالہ مرسلہ عبدالرشید

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کسی جاہل نے کسی مسجد کے بیشتر امام عالم کی غیبت کیا اور اوس امام کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیا اور دوسرے مکانوں میں اوس امام کو جو کھانا وغیرہ مقرر تھے اوس نے اون لوگوں سے امام کی برائیاں بیان کرکے سب موقوف کرا دیا جب لوگوں نے اس امام کی برائی پر گواہ طلب کیا وہ قاصر ہوگیا ان سب صورتوں میں وہ مرتکب گناہ کبیرہ ہوا یا نہیں بر تقدیر اول حسب شرع اوسپر کیا سزا لازم آتا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

یہ سوال سب مجمل ہے اور حال زمانہ مختل ہے سب لوگ عالم کہلاتے ہیں اور وہ بوجہ وغیرہ بد مذہب ہو نیکے ہزار درجہ فاسق جاہل سے بدتر ہیں اور آجکل دہابیہ وغیرہم مبتدعین میں تقیہ بہت رائج ہے خصوصاً جہاں روٹی کا معاملہ ہو۔ روٹی کے لئے دین بیچنا اون کے نزدیک بہت آسان بات ہے معاملہ غیر ملک کا ہے اور غیب کا علم خدا کو ہے اگر صورت واقعہ کہیں یہی ہو کہ عالم بننے والا بیش امام تقیہ کئے ہوئے سنیوں کی مسجد میں نماز پڑھاتا ہو اور کسی سنی کو اوسکے حال باطن پر اطلاع ہوگئی تو اوسکی تشہیر اور اوسکے اخراج کی تدبیر جو کچھ اوس سنی نے کی اوس پر اجر عظیم کا مستحق ہے اور گواہ نہ پاسکا کہ تقیہ والوں کی حالت پر گواہوں کا ملنا بہت دشوار ہوتا ہے تو اوس پر کوئی الزام نہیں حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اترعون ذکر الفاجر متی یعرفہ الناس اذکروا الفاجر بما فیہ یحذرہ الناس۔ اور اگر واقع میں وہ عالم سنی ہے اور اوس نے جس عیب کی اشاعت کی اوسکے سبب سے مسلمانوں کو ضرر تھا اور اطلاع دینے میں اوس کا دفع تھا اور اوس نے اوس کے ضرر ہی کی نیت سے محض بغرض خیر خواہی مسلمین یہ کارروائی کی جب بھی اوس پر الزام نہیں نہ شرعاً ایسی غیبت ممنوع ہے اور اگر یہ بھی نہ تھا بلکہ صرف اوس عالم کی غیبت چنی اور اوسے ضرر رسانی کی غرض سے ایسی حرکت کی تو یہ شخص سخت کبیرہ کا مرتکب ہے اور حاکم شرع کے حضور سخت سزا کا مستحق ہے حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ثلثۃ لایستخف بحقھم الا منافق ذو العلم وذو الشیبۃ فی الاسلام وامام مقسط۔ تین شخصوں کا حق ہلکا نہ جانے گا مگر منافق ایک عالم دوسرا وہ جسے اسلام میں بوڑھاپا آیا تیسرا بادشاہ اسلام عادل۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از بریلی حاضر کردہ محمد صدیق علی عفی عنہ۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حاجی محمد قاسم صاحب نے آٹھ سو روپیہ کے نوٹ واشرفیاں سکتر صاحب کو برائے عمارت جامع مسجد دیئے تھے سکتر صاحب نے چھ سو کا سامان منگوایا دوسو باقی رہے اور کام مسجد کا شروع کروادیا اہل محلہ نے کسی وجہ سے اس کام کو روکا سکتر صاحب کو اس سے ملال ہوا اور کار سے دست بردار ہوئے اور قصد عمارت کا ترک کردیا سکتر صاحب سے دریافت کیا گیا کہ حاجی صاحب نے جو روپیہ دیا تھا وہ آپکے پاس بجنسہ ہے یا اسمیں کچھ تصرف ہوا ہے اوسکے جواب میں اونہوں نے فرمایا کہ حاجی صاحب نے اشرفیاں ونوٹ دیئے تھے میں نے اشرفیاں اپنی اشرفیوں میں ڈالدیں اور نوٹ خزانچی کو دیدیئے تھے چونکہ اشرفیاں خلط ملط ہوگئیں اب مجھکو اونکی تمیز بھی باقی نہیں کہ وہ کونسی ہیں اور حاجی صاحب خواہ مجھ سے بالکل روپیہ لے لیں خواہ اشرفیاں خواہ نوٹ لہذا اس صورت مذکورہ میں حاجی محمد قاسم صاحب ان روپیہ میں سے کسی شخص کو سوا سو روپیہ حج کیواسطے دلا سکتے ہیں یا نہیں از روئے شرع مطہرہ کے اس کی ممانعت تو نہیں ہے اور حاجی صاحب اس کا ثواب عنداللہ تعالیٰ پاوینگے۔ بینوا وعنداللہ تعالیٰ توجروا۔

الجواب

جبکہ وہ اشرفیاں وکیل نے اپنے مال میں خلط کرلیں کہ اب تمیز نہیں ہوسکتی تو وہ مال ہلاک ہوگیا اور وکیل پر اوسکی ضمان لازم ہوئی۔

فان الخلط استہلاك والمستہلك كغاصب والغصب مضمون والضمان مغیر تو دینے والے کو اس روپے میں تصرف مذکور جائز ہے خصوصًا اب کہ وہ کام ہی ملتوی ہوگیا اور دینے والا اوسے اب بھی کار قربت میں صرف کرنا چاہتا ہے تو یہ صورت ثواب کی ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از سرما گنج ضلع مظفر پور مرسلہ مولوی ظہیر الدین یکم ذیقعدہ ۲۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کے یہاں پشتہا پشت سے شراب کی بکری کا روزگار ہوتا تھا اب اوس نے ایک لائق و شریف آدمی کی ہدایت و فہمائش پر شراب کی بکری کے روزگار سے تائب ہوکر اس امر کا منجر ہوا کہ جسقدر مال و زر میرے پاس ہے اوس کے پاک ہونے کی کیا صورت ہے جس پر ایک عالم صاحب نے فرمایا کہ بعض علمائے دین کے نزدیک حیلہ شرعی یہ ہے کہ تبادلہ جنس کرڈالنے سے انشاء اللہ تعالٰی وہ مال پاک ہوجائے گا واللہ تعالٰی اعلم بالصواب اوسی جلسہ میں دوسرے عالم صاحب نے یہ فرمایا کہ نہیں نہیں ہرگز نہیں وہ مال کسی صورت سے پاک نہیں ہوسکتا ہے بلکہ اوس مال کو دریا برد کردینا چاہئے بجز دریا برد کردینے کے اوس مال کے استعمال کی کوئی صورت نہیں اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ سائل اوس مال کو کیا کرے آیا دریا برد کرکے محتاج رہ جائے یا اوسکے جواز کی کوئی صورت بھی ہے جیسا کہ عالم صاحب نمبر ایک نے فرمایا ہے۔ بینوا توجروا فقط۔

الجواب

دریا برد کردینے کا حکم محض باطل ہے اور دوسری جنس سے بدلنے میں عہدہ برآری نہ ہوگی حکم شرع جو اوس کے ذمہ ہے ادا ہوگا اوسپر شرع مطہر یہ فرض کرتی ہے کہ اوس مال کو تصدق کردے مساکین کو دے ڈالے بغیر اس کے اوسکی توبہ صحیح نہیں اور اسمیں اوسکے لئے حیلہ شرعی بھی نکل آئے گا یہ تصدق کچھ اجنبی مساکین ہی پر ضرور نہیں بلکہ اپنے محتاج بیٹے یا باپ یا بھائی یا بی بی پر بھی کرسکتا ہے اونہیں دیکر اونکا قبضہ کرادے پھر وہ کل یا بعض جتنا چاہیں اسے ہبہ کردیں پاک ہوجائے گا فتاوٰی عالمگیریہ میں ہے لہ مال فیہ شبہۃ اذا تصدق بہ علی ابیہ یکفیہ ذلك ولایشترط التصدق علی الاجنبی وکذا اذا کان ابنہ معہ حین کان یبیع ویشتری وفیہا بیوع فاسدۃ فوھب جمیع مالہ لابنہ ھذا اخرج من العھدۃ کذا فی القنیۃ۔ اور یہاں تحقیقات عظیمہ فقہیہ ہیں جنکے بیان میں طول ہے اور حاصل حکم اسی قدر ہے۔ وباللہ التوفیق واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ مرسلہ مولوی کاظم الدین صاحب بنگالہ شہر کمرلہ تاریخ ۲۰ ذیقعدہ ۲۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کسی کے لڑکا یا لڑکی پیدا ہوئی ولی وارث اس مولود کی ناف بریدہ کرنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو کیا دلیل بالتفصیل تحریر فرمائیے وگر ولی اور وارث نہ کرکے کوئی دائی سے کروایا جائز ہے یا نہیں وگر دائی سے اس کام کو کرتا ہے لیکن دائی کم یابی کی سبب سے فی لڑکا آٹھ آنہ روپیہ مانگتا ہے اوس ولی و وارث اتنا مزدوری دیکر یہ کام نہیں کروا سکتا اس صورت میں خود کرنا جائز ہے یا نہیں وگر دائی اس کام کو نہیں کرتی ہے بلکہ اس کی خواند کو بھیجتی ہے یا ملک کا رواج پڑگیا ہے مردانہ دائی سے یہ کام کروا تا ہے اب مسلمانوں کو اتفاق یہ ہوا چونکہ بیگانہ مرد عورت کے نفاس کی حالت میں جانا حرام ہے اگر شریعت میں خود بخود کرنا جائز نکلے اور مفتی بھی فتوے دے ہم لوگ خود کرنے کا تو اس حرام کو کیوں اختیار کریں۔ بینوا توجروا واللہ اعلم۔

الجواب

لڑکا یا لڑکی اوسکی ناف کاٹنا اوسکے ولی وغیر ولی سبکو جائز ہے درمختار میں ہے لاعورۃ للصغیر جدا فتاوٰی عالمگیری میں سراج وہاج سے ہے للاب ان یختن ولدہ الصغیر یعنی باپ کو جائز ہے کہ اپنے چھوٹے بچے کی ختنے کی کھال کاٹے جب ختنے کی کھال کاٹنا باپ کو جائز ہے تو ناف کا نال کاٹنا بدرجہ اولٰی جائز ہے اور ہرگز ضرور نہیں کہ خواہی نخواہی دایہ ہی سے نال کٹوائے اگرچہ وہ کتنی ہی مزدوری مانگے یہ محض ظلم ہے اللہ تعالٰی فرماتا ہے لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا اور یہ جو سائل نے لکھا کہ بیگانہ مرد عورت کی نفاس کی حالت میں جانا حرام ہے یہ بھی محض بے معنی ہے بیگانہ مرد کا بے پردہ عورت کے پاس جانا ہر حالت میں حرام ہے اور پردہ کی حالت میں نفاس وغیر نفاس یکساں ہے

اور نال کاٹنے کے لئے عورت کے پاس جانے کی کوئی حاجت بھی نہیں بچہ کاٹنے والے کے سامنے لاسکتے ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از گونڈا ملک اودھ مرسلہ مسلمانان گونڈا عموماً و حافظ عبدالعزیز صاحب مدرس مدرسہ انجمن اسلامیہ گونڈا ذوالحجہ ۱۳۲۲ھ

سوال اوّل

زید کا خون جوش کھا رہا ہے بلکہ ایک دو اعضا جسم کے بگڑ گئے اور احتمال ہوتا ہے کہ آئندہ بھی بگڑ جاویں گے ایسے شخص کی نسبت اطبا حکم دیتے ہیں کہ اوس کے ساتھ کھانا پینا اور نشست و برخاست بھی قطعی منع ہے بلکہ اطبار شرع شریف کا بھی ایسا ہی حوالہ دیتے ہیں دریافت طلب یہ امر ہے کہ شرع شریف کا کیا حکم ہے اور ایسے شخص سے اجتناب لازم ہے یا کیا۔ مدلل و مفصل زیب قلم ہو۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ علی دین الاسلام والصلاۃ والسلام علی افضل ھادالی سبیل السلام وعلی الہ وصحبہ الی یوم القیام بہ نسال السلام والسلامۃ عن سیئ الاسقام۔ احادیث اس باب میں بظاہر مختلف آئیں ہم اولاً اونہیں ذکر کریں پھر اون کے شرح معنی کی طرف متوجہ ہوں کہ بتوفیقہ تعالٰی اس مسئلہ میں حق تحقیق ادا ہو۔ **حدیث اوّل** ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اتقوا المجذوم کما یتقی الاسد جذامی سے بچو جیسا شیر سے بچتے ہیں رواہ البخاری فی التاریخ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت ابن جریر کے لفظ یہ ہیں، فرمن المجذوم فرارك من الاسد جذامی سے بھاگ جیسا شیر سے بھاگتا ہے۔ رمز الامام الجلیل السیوطی حسنہ علی ما فی التیسیر اوصحتہ علی ما فی فیض القدیر وذکرہ باللفظ الاول فی الجامع الصغیر وباللفظ الاخیر فی الکبیر **اقول** وفی کلیھما ظاھراً الوساد الی غیر اھلہ فالحدیث عنہ فی صحیح البخاری بلفظ فرمن المجذوم کما تفر من الاسد وسیأتی والجواب ان العز وتبع اللفظ لاسیما وھو فی البخاری مع زیادات معنی **دوسری حدیث** میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اتقوا صاحب الجذام کما یتقی السبع اذا ھبط وادیا فاھبطوا غیرہ جذامی سے بچو جیسا درندے سے بچتے ہیں وہ ایک نالے میں اترے تو تم دوسرے میں اترو۔ رواہ ابن سعد فی الطبقات عن عبداللہ بن جعفر الطیار رضی اللہ تعالٰی عنہما بسند ضعیف **تیسری حدیث** میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں کلم المجذوم وبینك وبینہ قید رمح او رمحین مجذوم سے اس طور پر بات کر کہ تجھ میں اوس میں ایک دو نیزے کا فاصلہ ہو۔ رواہ ابن السنی وابونعیم فی الطب عن عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالٰی عنہما بسند واہ **قلت** لکن لہ شاھد یاتی **چوتھی حدیث** میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ لاتدیموا النظر الی المجذومین۔ مجذوموں کی طرف نگاہ جما کر نہ دیکھو۔ رواہ ابن ماجۃ وابن جریر **قلت** وسندہ حسن صالح دوسری روایت میں ہے لاتحدوا النظر الی المجذومین مجذوموں کی طرف نگاہ جما کر نہ دیکھو رواہ ابن ماجۃ وابن جریر **قلت** وسندہ حسن صالح دوسری روایت میں ہے لاتحدوا النظر الی المجذومین جذامیوں کی طرف پوری نگاہ نہ کرو۔ رواہ ابوداود الطیالسی والبیہقی فی السنن بسند حسن ایضا کلھم عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔ **پانچویں حدیث** میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لاتدیموا النظر الی المجذومین اذا کلمتموھم فلیکن بینکم وبینھم قدر رمح جذامیوں کی طرف نظر نہ جماؤ اون سے بات کرو تو تم میں اون میں ایک ایک نیزے کا فاصلہ ہو۔ رواہ احمد وابویعلی والطبرانی فی الکبیر وابن جریر عن فاطمۃ الصغری عن ابیھا السید الشھید الریحانۃ الاصغر وابن عساکر عنھا عنہ وعن ابن عباس معا رضی اللہ تعالٰی عنھم جمیعا۔ **چھٹی حدیث** ۔ میں ہے جب وفد ثقیف حاضر بارگاہ اقدس ہوئے اور دست انور پر بیعتیں کیں اون میں ایک صاحب کو یہ عارضہ تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اونسے فرما بھیجا ارجع فقد بایعناك۔ واپس جاؤ تمہاری بیعت ہوگئی یعنی زبانی کافی ہے مصافحہ ہونا مانع بیعت نہیں۔ رواہ ابن ماجہ **قلت** بسند حسن عن رجل من ال الشرید یقال لہ عمرو عن ابیہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ورواہ ابن جریر فسمی اباہ الشرید وھو الشرید بن سوید الثقفی ذکر الامام الجلیل السیوطی بالتخریج الاول فی اول الجامع الکبیر والاخر فی مسانید جمع الجوامع **اقول** اصل الحدیث فی صحیح مسلم بلفظ انا

قد بایعنٰک فارجع کما ھو لفظ ابن جریر سواء بسواء وقد جربت مثلہ کثیرا علی ھذا الامام فی کثیر من تصانیفہ الشریفۃ کالجوامع الثلثۃ والخصائص الکبرٰی وغیرھا وکان مقصودہ رحمہ اللّٰہ تعالٰی ان یجمع لامثالنا القاصرین ما قلما تصل الیہ ایدینا فاقتصرنا علی ما افادو ذھلنا عن المتداولات فالقصور منا لامنہ رحمہ اللّٰہ تعالٰی **ساتویں حدیث** میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک مجذوم کو آتے دیکھا انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا یاانس اثن البساط لا یطاعلیہ بقدمہ اے انس بچھونا الٹ دو کہیں یہ اوس پر اپنا پاؤں نہ رکھ دے رواہ الخطیب عنہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ وفی القلب منہ شیئ واللّٰہ تعالٰی اعلم۔ **آٹھویں حدیث** میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے درمیان وادی عسفان پر گزرے وہاں کچھ لوگ مجذوم پائے مرکب کو تیز چلاکر وہاں سے تشریف لیگئے اور فرمایا ان کان شیئ من الداء یعدی فھو ھذا۔ اگر کوئی بیماری اوڑکر لگتی ہے تو وہ یہی ہے رواہ ابن النجار عن ابن عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنھما والمرفوع منہ عند ابن عدی فی الکامل من دون ذکر القصۃ وھو ضعیف **نویں حدیث** میں ہے ایک جذامی عورت کعبہ معظمہ کا طواف کررہی تھی امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اون سے فرمایا امۃ اللّٰہ لاتؤذی الناس لوجلست فی بیتک اے اللہ کی لونڈی لوگوں کو ایذا نہ دے اچھا ہو کہ تم اپنے گھر میں بیٹھے رہو پھر وہ گھر سے نہ نکلیں۔ رواہ مالک والخرائطی فی اعتلال القلوب عن ابی ملیکۃ۔ **دسویں حدیث** میں ہے ان عمر بن الخطاب قال للمعیقیب رضی اللّٰہ تعالٰی عنھما اجلس منی قید رمح وکان بہ ذلک الداء وکان بدریا۔ معیقیب رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ اہل بدر (و مہاجرین سابقین اولین رضی اللہ تعالٰی عنہم) سے ہیں اونھیں یہ مرض تھا امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اونسے فرمایا مجھسے ایک نیزے کے فاصلے پر بیٹھئے رواہ ابن جریر عن الزھری **قلت** مرسل ملایصح۔ آئندہ حدیثیں اسکے خلاف ہیں۔ **گیارہویں حدیث** میں ہے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے صبح کو کچھ لوگوں کی دعوت کی اون میں معیقیب رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی تھے وہ سب کے ساتھ کھانے میں شریک کئے گئے اور امیر المومنین نے اونسے فرمایا خذ مما یلیک ومن شقک فلو کان غیرک ما اکلنی فی صحفۃ ولکان بینی وبینہ قید رمح اپنے قریب سے اپنی طرف سے لیجئے اگر آپ کے سوا کوئی اور اس مرض کا ہوتا تو میرے ساتھ ایک رکابی میں نہ کھاتا اور مجھ میں اور اوسمیں ایک نیزے کا فاصلہ ہوتا رواہ ابن سعد وابن جریر عن فقیہ المدینۃ خارجۃ بن زید رضی اللّٰہ تعالٰی عنھما **بارہویں حدیث** میں ہے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دستر خوان پر شام کو کھانا رکھا گیا لوگ حاضر تھے امیر المومنین برآمد ہوئے کہ اون کے ساتھ کھانا تناول فرمائیں معیقیب بن ابی فاطمہ دوسی صحابی مہاجر حبشہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا ادن فاجلس وایم اللّٰہ لوکان غیرک بہ الذی بک ما جلس منی ادنی من قید رمح۔ قریب آئیے بیٹھئے خدا کی قسم دوسرا ہوتا تو ایک نیزے سے کم فاصلے پر میرے پاس نہ بیٹھتا رواہ عنہ ذلک فی الغداء وھذا فی العشاء۔ **تیرہویں حدیث** میں ہے محمود بن لبید انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بعض ساکنان موضع جرش نے بیان کیا کہ عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالٰی عنہما نے حدیث بیان کی کہ حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا جذامی سے بچو جیسا درندے سے بچتے ہیں وہ ایک نالے میں اترے تو تم دوسرے میں اترو میں نے کہا واللہ اگر عبداللہ بن جعفر نے یہ حدیث بیان کی تو غلط نہ کہا جب میں مدینہ طیبہ آیا اون سے ملا اور اس حدیث کا حال پوچھا کہ اہل جرش آپ سے یوں ناقل تھے فرمایا کذبوا واللّٰہ ما حدثتھم ھذا ولقد رایت عمر بن الخطاب یوتی بالاناء فیہ الماء فیعطیہ معیقیب فیشرب منہ ثم یناولہ عمر من یدہ فیضع فمہ موضع فمہ حتی یشرب منہ فعرفت انما یصنع عمر ذلک فرارا من ان یدخلہ شیئ من العدوی واللہ اونھوں نے غلط نقل کی میں نے یہ حدیث اونسے نہ بیان کی میں نے تو امیر المومنین عمر کو یہ دیکھا ہے کہ پانی اون کے پاس لایا جاتا وہ معیقیب رضی اللہ تعالٰی عنہ کو دیتے معیقیب پی کر اپنے ہاتھ سے امیر المومنین کو دیتے امیر المومنین اون کے منہ رکھنے کی جگہ اپنا منہ رکھکر پانی پیتے میں سمجھتا کہ امیر المومنین یہ اس لئے کرتے ہیں کہ بیماری اوڑکر لگنے کا خطرہ اون کے دل میں نہ آنے پائے۔ رواہ عن محمود رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ ابن سعد کی روایت میں ایک مفید بات زائد ہے کہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا امیر المومنین فاروق اعظم جسے طبیب سنتے معیقیب رضی اللہ تعالٰی عنہ کیلئے اوس سے علاج چاہتے دو حکیم یمن سے آئے اون سے بھی فرمایا وہ بولے جاتا ہے

یہ توہم سے ہونہیں سکتا ہاں ایسی دوا کردیں گے کہ بیماری ٹھہر جائے بڑھنے نہ پائے۔ امیر المومنین نے فرمایا عافیۃ عظیمۃ ان یقف فلا یزید بڑی تندرستی ہے کہ مرض ٹھہر جائے بڑھنے نہ پائے اونھوں نے دو بڑی زنبیلیں بھروا کر اندرائن کے تازہ پھل منگوائے جو خربوزے کی شکل اور نہایت تلخ ہوتے ہیں پھر ہر پھل کے دو دو ٹکڑے کئے اور معیقیب رضی اللہ تعالٰی عنہ کو لٹا کر دونوں طبیبوں نے ایک ایک تلوے پر ایک ایک ٹکڑا ملنا شروع کیا جب وہ ختم ہوگیا دوسرا ٹکڑا لیا یہاں تک کہ معیقیب رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مونھ اور ناک سے سبز رنگ کی کڑوی رطوبت نکلنے لگی اوس وقت چھوڑ کر دونوں حکیموں نے کہا اب یہ بیماری کبھی ترقی نہ کرے گی عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں فواللہ ما زال معیقیب متماسکا لایزید وجعہ حتی مات واللہ معیقیب اوسکے بعد ہمیشہ ایک ٹھہری حالت میں رہے تادم مرگ مرض کی زیادتی نہ ہوئی۔

چودھویں حدیث میں ہے امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دربار میں قوم ثقیف کا سفیر حاضر ہوا کھانا حاضر لایا گیا وہ لوگ نزدیک آئے مگر ایک صاحب کہ اس مرض میں مبتلا تھے الگ ہوگئے صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا قریب آؤ قریب آئے فرمایا کھانا کھاؤ کھانا کھایا حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہم فرماتے ہیں وجعل ابوبکر یضع یدہ موضع یدہ فیاکل مما یاکل منہ المجذوم۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے یہ شروع کیا کہ جہاں سے وہ مجذوم نوالہ لیتے وہیں سے صدیق نوالہ لیکر نوش فرماتے رضی اللہ تعالٰی عنہ رواہ ابوبکر بن ابی شیبۃ وابن جریر عن القاسم غالبًا یہ وہی مریض ہیں جن سے زبانی بیعت پر اکتفا فرمائی گئی تھا۔ **پندرھویں حدیث** جلیل میں ہے ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اخذ بید رجل مجذوم فادخلہا معہ فی القصعۃ ثم قال ثقۃ باللہ وتوکلا علی اللہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک جذامی صاحب کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ پیالے میں رکھا اور فرمایا اللہ پر تکیہ ہے اور اللہ پر بھروسہ۔ رواہ ابوداؤد والترمذی وابن ماجۃ وعبد بن حمید وابن خزیمۃ وابن ابی عاصم وابن السنی فی عمل الیوم واللیلۃ وابویعلی وابن حبان والحاکم فی المستدرک والبیہقی فی السنن والضیاء فی المختارۃ وابن جریر والامام الطحاوی کلہم من جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما کذا ذکر الامام الجلیل الجلال السیوطی فی اول قسمی جامعہ الکبیر وزدت انا ابن جریر والطحاوی **قلت** وبہ علم ان قصر المشکوۃ علی ابن ماجۃ لیس فی موضعہ ثم الحدیث سکت علیہ ابوداؤد وصححہ ابن خزیمۃ وابن حبان والحاکم والضیاء وقال المناوی فی التیسیر باسناد حسن وتصحیح ابن حبان والحاکم قال ابن حجر فیہ نظر اھ **اقول** لکن فیہ مفضل بن فضالۃ البصری بالباء اخو مبارک قال فی التقریب ضعیف وقال الترمذی ھذا حدیث غریب لانعرفہ الا من حدیث یونس بن محمد عن المفضل بن فضالۃ والمفضل بن فضالۃ ھذا شیخ بصری والمفضل بن فضالۃ شیخ اخر مصری اوثق من ھذا واشہر وروی شعبۃ ھذا الحدیث عن حبیب بن الشہید عن ابن بریدۃ قال عمر اخذ بید مجذوم وحدیث شعبۃ اثبت عندی واصح اھ واخرج ابن عدی فی الکامل ھذا الحدیث للمفضل المذکور وقال لم ارلہ انکر من ھذا قال ورواہ شعبۃ عن حبیب عن ابن بریدۃ ان ابن عمر اخذ بید مجذوم الحدیث اھ ولم یذکر الذہبی فی المیزان فی المفضل ھذا جرحا مفسرا بل ولا غیر مفسر مما یبلغ درجۃ التضعیف البتۃ انما نقل عن یحیٰی انہ قال لیس ھو بذلک وعن الترمذی ما قدمنا ان المصری اوثق منہ وعن النسائی انہ قال لیس بالقوی **اقول** ولا یخفی علیک البون البین بین لیس بالقوی ولیس بقوی وقد روی عنہ ذلک المؤدب الثقۃ الثبت وعبدالرحمٰن بن مہدی ذلک الجبل الشامخ الامام الحافظ قال البخاری فی علی بن عبداللہ المعروف بابن المدینی ما استصغرت نفسی الا عندہ وقال ابن المدینی فی عبدالرحمٰن ھذا ما رایت اعلم منہ وکذلک موسی بن اسمعیل ذلک الثقۃ الثبت وجماعۃ لاجرم حسنہ الحافظ واطلاق الصحیح علی الحسن غیر مستنکر وقد صححہ امام الائمۃ ابن خزیمۃ ومن تبعہ وقد وجدت لہ متابعا فان الامام الاجل ابا جعفر الطحاوی اخرجہ اولا بالطریق المذکور فقال حدثنا فہد یعنی ابن سلیمٰن بن یحیٰی ثنا ابوبکر بن ابی شیبۃ ثنا یونس بن محمد الحدیث ثم قال حدثنا ابن مرزوق ثنا محمد بن عبداللہ الانصاری ثنا اسمعیل بن مسلم عن ابی الزبیر عن جابر عن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مثلہ اھ **قلت** وبہ یعلم ما فی کلام الامام الترمذی واللہ تعالٰی اعلم ثم اعلم انہ رقم فی الجامع الصغیر لہذا الحدیث رمز حسن **اقول** ولم ارہ فی المجتبٰی بل لیس فیہ لان مدارہ علی

ماذکرا لترمذی علی المفصل کما علت والمفصل ھذا لیس من رواۃ النسائی اصلاوقد سقط الحدیث من نسخۃ سیدی علی المنقی
قدس سرہ ولذا اوردہ من القسم الاول للجامع الکبیر وقد رمزلہ فیہ دت ہ الخ وھوالصحیح الا ان یکون النسائی رواہ فی
الکبری فبالنظر الیہ یقال ع وھو بعید ثم الواقع فی المشکوۃ معزیا لابن ماجۃ ماذکرنا اعنی کل ثقۃ باللہ وفی جامع الترمذی ثم قال کل
بسم اللہ ثقۃ باللہ وتوکلا علیہ قال العلامۃ علی القاری اماترک المؤلف البسملۃ مع وجودھا فی الاصول فاما محمولۃ علی روایۃ منفردۃ غریبۃ
لابن ماجۃ او علی غفلۃ من صاحب المشکوۃ اوالمصابیح اھ **اقول** سبحن اللہ ھو انما نقلہ عن ابن ماجۃ فلو زاد البسملۃ لنسب الی الغفلۃ
ثم لم ینفرد ابن ماجۃ بترک المسئلۃ بل ھو کذلک عند ابی داؤد ایضا رواہ عن عثمن بن ابی شیبۃ عن یونس بن محمد وابن ماجۃ عن
ابی بکر بن ابی شیبۃ ومجاھد ابن موسٰی ومحمد بن خلف العسقلانی کلھم عن یونس بترک البسملۃ والترمذی عن احمد بن سعید الاشقر
وابراھیم بن یعقوب کلاھما عن یونس مع البسملۃ فافھم **سولھویں حدیث** میں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کل مع صاحب البلاء
تواضعا لربك وایمانا بلا والے کے ساتھ کھانا کھا اپنے رب کے لئے تواضع اور اوسپر سچے یقین کی راہ سے رواہ الامام الاجل الطحاوی عن ابی ذر رضی
اللہ تعالٰی عنہ **قلت** ھکذا اوردہ فی الجامع کل باللام والذی رایتہ لامام الطحاوی کن بالنون واللہ تعالٰی اعلم **سترہویں حدیث** میں ہے
کہ ایک بی بی نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے پوچھا کیا رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم مجذوموں کے حق میں فرماتے فروا منھم کفرارکم من
الاسد اون سے ایسا بھاگو جیسا شیر سے بھاگتے ہو ام المومنین نے فرمایا کلا ولکنہ لاعدوی فمن اعدی الاول ہرگز نہیں بلکہ یہ فرماتے تھے کہ بیماری
اوڑکر نہیں لگتی جسے پہلے ہوئی اوسے کس کی اوڑکر لگی رواہ ابن جریر عن نافع بن القاسم عن جدتہ فطیمۃ **اقول** ام المومنین کا یہ انکار اپنے علم
کی بناپر ہے یعنی میرے سامنے ایسا نہ فرمایا بلکہ یوں فرمایا اور رہے یہ کہ دونوں ارشاد حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے بصحت کافیہ ثابت ہیں۔
اٹھارویں سے **تیس** تک حدیث جلیل عظیم صحیح مشہور بلکہ متواتر جس سے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے استدلال کیا کہ حضور اقدس
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا لاعدوی بیماری اوڑکر نہیں لگتی رواہ الائمۃ احمد والشیخان وابوداؤد ابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ واحمد والستۃ
الا النسائی عن انس واحمد والشیخان وابن ماجۃ والطحاوی عن ابن عمر واحمد ومسلم والطحاوی عن السائب بن یزید وھم وابن جریر جمیعا
عن جابر واحمد والترمذی والطحاوی عن ابن مسعود واحمد وابن ماجۃ والطحاوی والطبرانی وابن جریر عن ابن عباس والثلثۃ الاخیرۃ عن
ابی امامۃ وابن خزیمۃ والطحاوی وابن حبان وابن جریر عن سعد بن ابی وقاص والامام الطحاوی عن ابی سعید الخدری والشیرازی
فی الالقاب والطبرانی فی الکبیر والحاکم وابونعیم فی الحلیۃ عن عمیر بن سعد الانصاری والطبرانی وابن عساکر عن عبدالرحمن بن ابی عمیرۃ
المزنی وابن جریر عن ام المومنین وایضا ھو وصححہ والقاضی محمد ابن عبدالباقی الانصاری فی جزئہ الحدیثی عن امیر المومنین علی
کرم اللہ تعالٰی وجھہ الکریم بلفظ لایعدی سقیم صحیحا لخصناہ عن الجامع الکبیر مع جمع وزیادات۔ اسی حدیث کے متعدد طرق میں وہ جواب قاطع
ہر شک وارتیاب ارشاد ہوا جسے ام المومنین نے اپنے استدلال میں روایت فرمایا صحیحین وسنن ابی داود وشرح معانی الآثار امام طحاوی وغیرہا
میں حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے جب حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ بیماری اوڑکر نہیں لگتی ایک بادیہ نشین نے
عرض کی یارسول اللہ پھر اونٹوں کا یہ کیا حال ہے کہ وہ ریتی میں ہوتے ہیں جیسے ہرن یعنی صاف شفاف بدن ایک اونٹ خارش والا آکر اونمیں داخل
ہوتا ہے جسکے خارش ہو جاتی ہے حضور پرنور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا فمن اعدی الاول اوس پہلے کو کس کی اوڑکر لگی احمد ومسلم وابوداؤد
وابن ماجہ کے یہاں حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے ارشاد فرمایا ذلکم القدر فمن اجرب الاول یہ تقدیری باتیں ہیں بھلا پہلے کو کس نے
کھجلی لگادی۔ یہی ارشاد احادیث مذکورہ عبداللہ بن مسعود وعبداللہ عباس وابوامامہ وعمیر بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہم میں مروی ہوا حدیث اخیر میں
اس توضیح کے ساتھ ہے کہ فرمایا الم تروا الی البعیر یکون فی الصحراء فیصبح وفی کرکرتہ او فی مراق بطنہ نکتۃ من جرب لم تکن قبل ذلك
فمن اعدی الاول کیا دیکھتے نہیں کہ اونٹ جنگل میں ہوتا ہے یعنی الگ تھلگ کہ اوسکے پاس کوئی بیمار اونٹ نہیں صبح کو دیکھو تو اوسکے بیچ سینے یا
پیٹ کے نرم جگہ میں کھجلی کا دانہ موجود ہے بھلا اس پہلے کو کسکی اوڑکر لگ گئی **اقول** حاصل ارشاد یہ ہے کہ قطع تسلسل کے لئے ابتداءً بغیر دوسرے
سے منتقل ہوئے خود اسمیں بیماری پیدا ہونے کا ماننا لازم ہے تو حجت قاطعہ سے ثابت ہوا کہ بیماری خود بخود بھی حادث ہوتی ہے اور جب یہ

مسلم ہے تو دوسرے میں انتقال کے سبب پیدا ہونا محض وہم علیل وادعائے بے دلیل رہا جب ایک میں خود پیدا ہوسکتی ہے تو یونہی ہزار میں۔ فلا یوسوس العدو الرجیم فی قلب مریض ان القائلین بالاعداء لایحصرون المرض فیہ حتی یلزمہم اعداء الاول فافہم وتثبت **اکتیسویں حدیث** کہ احمد وبخاری ومسلم وابوداؤد وابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسی قدر روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا لا یوردن ممرض علی مصح ہرگز بیمار جانور تندرست جانوروں کے پاس پانی پلانے کو نہ لائے جائیں۔ بیہقی نے سنن میں یوں مطولاً تخریج کی کہ ارشاد فرمایا لاعدوی ولایحل الممرض علی المصح ولیحل المصح حیث شاء قیل ولم ذلک قال لانہ اذی۔ بیماری اڑ کر نہیں لگتی اور تندرست جانوروں کے پاس بیمار جانور نہ لائیں اور تندرست جانور والا جہاں چاہے لیجائے عرض کی گئی یہ کس لئے فرمایا اس لئے کہ اس میں اذیت ہے یعنی لوگ برا مانیں گے انہیں ایذا ہوگی۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ **قلت** وقد رواہ مالک فی مؤطاہ انہ بلغہ عن بکیر بن عبداللہ بن الاشج عن ابن عطیۃ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال لاعدوی ولاھام ولاصفر ولایحل الممرض علی المصح ولیحلل المصح حیث شاء فقالوا یارسول اللہ وماذاک فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ اذی ھکذا رواہ یحیی مرسلا وتابعہ جماعۃ من رواۃ المؤطا وخالفہم القعنبی وعبداللہ بن یوسف وابو مصعب ویحیی بن بکیر فجعلوہ عن ابن عطیۃ عن ابی ھریرۃ موصولا غیر ان ابن بکیر قال عن ابی عطیۃ ولاخلف فھو عبداللہ بن عطیۃ الاشجعی ویکنی اباعطیۃ ووھم بعض رواۃ المؤطا فجعلہ عن ابی عطیۃ عن ابی بردۃ وانما ھو عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہما افادہ الزرقانی یہ حدیث دونوں مضمون کی جامع ہے۔ **بتیسویں حدیث**۔ صحیح جلیل کہ ایسا ہی رنگ جامعیت رکھتی ہے صحیح بخاری شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لاعدوی وفر من المجذوم کما تفر من الاسد۔ بیماری اڑ کر نہیں لگتی اور جذامی سے بھاگ جیسا شیر سے بھاگتا ہے اور دہ الامام الجلیل الجلال السیوطی فی جامعہ الکبیر بہذا اللفظ عازیا لابن جریر عن ابی قلابۃ وفی قسمہ الاول بلفظ لاعدوی ولاہامۃ ولاصفر واتقوا المجذوم کما تتقوا الاسود عازیا للسنن البیہقی عن ابی ہریرۃ واوردہ فی اول الجامع ایضا بلفظ لاعدوی ولاطیرۃ ولاہامۃ ولاصفر وفر من المجذوم کما تفر من الاسد عازیا لاحمد والبخاری عن ابی ھریرۃ وھو کذلک فی الجامع الصحیح وبہ ظہر ما قدمنا ان العزو یتبع اللفظ فبالنظر الی حدیث ابی قلابۃ عددناہ بحیالہ ولذا اوردناہ بلفظہ وھو بعینہ لفظ البخاری وان اشتمل علی زیادات لاتوقف لھذا المعنی علیہا **اقول** وابوقلابۃ ھذا ھو عبداللہ بن زید الجرمی من ثقات التابعین وعلمائہم کثیر الارسال وکان الاولی ان ینبہ علیہ ثم ان العلامۃ الشمس السخاوی قال فی حدیث اتقوا ذوی العاہات المعنی فر من المجذوم فرارک من الاسد کما ورد فی بعض الفاظ الحدیث وھو متفق علیہ عن ابی ھریرۃ مرفوعا بمعناہ اھ ورأیتنی کتبت علیہ ما نصہ **اقول** لم ارہ لمسلم انما فیہ قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم للمجذوم انا قد بایعناک فارجع نعم ھو فی حدیث البخاری بلفظ فر من المجذوم کما تفر من الاسد والیہ وحدہ عزاہ فی المشکوۃ وکذا الامام النووی فی شرح مسلم تحت حدیثہ المذکور وکذا الامام السیوطی فی اول جامعہ الکبیر فاللہ تعالٰی اعلم اب بتوفیق اللہ تعالٰی تحقیق حکم سنئے **اقول وباللہ التوفیق** احادیث قسم ثانی تو اپنے افادہ میں صاف صریح ہیں کہ بیماری اڑ کر نہیں لگتی۔ کوئی مرض ایک سے دوسرے کی طرف سرایت نہیں کرتا کوئی تندرست بیمار کے قرب واختلاط سے بیمار نہیں ہوجاتا جسے پہلے شروع ہوئی اوسے کسکی اڑ کر لگی ان متواتر وروشن وظاہر ارشادات عالیہ کو سنکر یہ خیال کسی طرح گنجائش نہیں پاتا کہ واقع میں تو بیماری اڑ کر لگتی ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے زمانہ جاہلیت کا وسوسہ اوٹھانیکے لئے مطلقاً اوسکی نفی فرمائی ہے پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واجلہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی عملی کارروائی مجذوموں کو اپنے ساتھ کھلانا اونکا جھوٹا پانی پینا اون کا ہاتھ اپنے ہاتھ سے پکڑ کر برتن میں رکھنا خاص اونکے کھانے کی جگہ سے نوالہ اوٹھا کر کھانا جہاں مونھ لگا کر اونھوں نے پانی پیا بالقصد اوسی جگہ مونھ رکھ کر خود نوش کرنا یہ اور بھی واضح کر رہی ہے کہ عدوی یعنی ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جانا محض خیال باطل ہے ورنہ اپنے آپ کو بلا کیلئے پیش کرنا شرع ہرگز روا نہیں رکھتی قال اللہ تعالٰی ولاتلقوا بایدیکم الی التہلکۃ آپ اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو رہیں قسم اول کی حدیثیں وہ اس درجہ عالیہ صحت پر نہیں جس پر احادیث نفی ہیں اون میں اکثر ضعیف ہیں جیسا کہ ہم بیان واشارہ کر آئے اور بعض نہایت درجہ حسن ہیں صرف حدیث اول کی تصحیح ہوسکتی ہے مگر وہی حدیث اوس سے اعلٰی وجہ پر جو صحیح بخاری میں آئی خود اوسی میں ابطال عدوی

موجود کہ مجذوم سے بھاگو اور بیماری اڑ کر نہیں لگتی تو یہ حدیث خود واضح فرما رہی ہے کہ بھاگنے کا حکم اوس وسوسہ و اندیشہ کی بنا پر نہیں معہذا صحت میں
اوس کا پایہ بھی دیگر احادیث نفی سے گرا ہوا ہے کہ اوسے امام بخاری نے مسنداً روایت نہ کیا بلکہ بطور تعلیق حیث قال قال عفان وعفان ھذا وان کان
من شیوخ البخاری فکثیرا مایروی عنہ بالواسطۃ کما فی فتح الباری وعدولہ عن حدثنا المتعاد لہ فی جمیع کتابہ الی قال لایکون الا لوجہ و
ھذا وان کان وصلا علی طریق ابن الصلاح فلیس المختلف فیہ کالمتفق علیہ وقد جزم المحقق علی الاطلاق فی باب العنین من فتح القدیر ان
البخاری رواہ معلقا ثم لعلک تقول مالک حصرت الصحۃ فی الحدیث الاول الیس فیما ذکرت حدیث اناقد بایعناک فارجع **اقول** انما یرویہ
مسلم ھکذا حدثنا یحیی بن یحیی انا ھشیم ح وثنا ابوبکر بن ابی شیبۃ ناشریک بن عبداللہ وھشیم بن بشیر عن یعلی بن عطاء عن عمرو بن
الشرید عن ابیہ رضی اللہ تعالٰی عنہ وقال ابن ماجۃ حدثنا عمرو بن رافع ثنا ھشیم عن یعلی بن عطاء الخ وھشیم وشریک کلاھما مدلس
وقد عنعنا قال فی التقریب ھشیم بن بشیر ثقۃ ثبت کثیر التدلیس والارسال الخفی وقال فی شریک صدوق یخطئ کثیرا تغیر حفظہ
منذ ولی القضاء بالکوفۃ وقال فی تھذیب التھذیب قال عبدالحق الاشبیلی کان یدلس قال ابن القطان کان مشہورا بالتدلیس اھ قال
وانما یروی لہ مسلم فی المتابعات اھ کما ھھنا اخرج لہ بمتابعۃ ھشیم اما قول من قال ان عنعنۃ المدلسین فی الصحیحین محمول علی السماع۔
فاقول تقلید جامد ولا ننکر تحسین الظن فلیس التخمین کالتبیین اصلاً کوئی حدیث ثبوت عدوی میں نص نہیں یہ تو متواتر حدیثوں میں فرمایا کہ بیماری
اڑ کر نہیں لگتی اور یہ ایک حدیث میں بھی نہیں آیا کہ عادی طور پر اڑ کر لگ جاتی ہے۔ حدیث چہارم کہ جذامیوں کو نظر جما کر نہ دیکھو اونکی طرف
تیز نگاہ نہ کرو وہ ان یہ محمل رکھتی ہے کہ ادھر زیادہ دیکھنے سے تمہیں گھن آئے گی نفرت پیدا ہوگی ان مصیبت زدوں کو حقیر سمجھو گے ایک تو یہ خود
حضرت عزت کو پسند نہیں پھر اس سے ان گرفتاران بلا کو ناحق ایذا پہنچے گی اور یہ روا نہیں علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں۔
(لاتحدوا النظر) لانہ اذی ان لا تعافوھم فتزدروھم او تحتقروھم علامہ فتنی مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں لاتدیموا النظر الی المجذومین
لانہ اذا ادامہ حقرہ وتاذی بہ المجذوم حدیث ششم میں کہ اون ثقفی سے فرمایا پلٹ جاؤ تمہاری بیعت ہوگئی متعدد وجوہ ہیں (۱) اونہیں
مجلس اقدس میں نہ بلایا کہ حاضرین دیکھ کر حقیر نہ سمجھیں (۲) حضار میں کسی کو دیکھ کر یہ خیال نہ پیدا ہو کہ ہم ان سے بہتر ہیں خود بینی اوس مرض سے بھی
سخت تر بیماری ہے (۳) مریض اہل مجمع کو دیکھ کر غمگین نہ ہو کہ یہ سب ایسے چین میں ہیں اور وہ بلا میں تو اوسکے قلب میں تقدیر کی شکایت پیدا ہوگی
(۴) حاضرین کا لحاظ خاطر فرمایا کہ عرب بلکہ عجم جمہور بنی آدم بالطبع ایسے مریض کی قربت سے برا مانتے ہیں نفرت لاتے ہیں۔ (۵) **اقول**
ممکن کہ خاطر مریض کا لحاظ فرمایا کہ ایسا مریض خصوصاً نو مبتلا خصوصاً ذی وجاہت مجمع میں آتے ہوئے شرماتا ہے (۶) **اقول** ممکن کہ مریض رضی اللہ
تعالٰی عنہ کے ہاتھوں سے رطوبت نکلتی تھی تو بچایا کہ مصافحہ فرمائیں غرض واقعہ حال محل صد گونہ احتمال ہوتا ہے حجت عام نہیں ہو سکتا مجمع البحار میں
ہے ارجع فقد بایعناک انما ردہ لئلا ینظر الیہ اصحابہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فیزدرونہ ویرون لانفسہم علیہ فضلا فیدخلھم العجب
ولئلا یحزن المجذوم برؤیۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واصحابہ وما فضلوا بہ فیقل شکرہ علی بلاء اللہ تعالٰی حدیث ہفتم کہ بچھونا
لپیٹنے کو فرمایا **اقول** ممکن کہ اس لئے فرمایا ہو کہ مریض کے پاؤں سے رطوبت نہ ٹپکے۔ حدیث ہشتم کہ اگر کوئی بیماری اڑ کر لگتی ہو تو جذام ہے اگر کا لفظ
خود بتا رہا ہے کہ اڑ کر لگنا ثابت نہیں تیسیر میں ہے قولہ ان کان دلیل علی ان ھذا الامر غیر محقق عندہ اھ **اقول** حملہ علی الشک وما
کان ینبغی وانما حقہ ان نقول قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان کان فی شیئ من ادویتکم خیر ففی شرطۃ محجم او شربۃ
من عسل الحدیث رواہ احمد والشیخان والنسائی عن جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ ولا شک ان فی العسل خیرا کما نطق بہ القرآن العزیز
وفی الحجامۃ ایضا کما دل علیہ المستفیض من الاحادیث القولیۃ والفعلیۃ وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لو کان شیئ سابق القدر لسبقتہ
العین رواہ احمد ومسلم والترمذی عن ابن عباس واحمد والترمذی وابن ماجۃ بسند صحیح عن اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالٰی عنھم
ولا شک ان القدر لایسبقہ شیئ فاذا ثبت الوجہان فی امثال المقال جاء الاحتمال فبطل الاستدلال رہا اوس وادی سے جلد گزر جانا
اقول اسمیں وہ پانچ وجوہ پیش جاگزیں جو حدیث ششم کے بارہ میں گزریں فافہم حدیث نہم کہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اون بی بی کو

منع فرمایا اقول وہاں بھی چار وجہ اولین جاری کما لایخفی بادنی تامل حدیث یازدہم و دوازدہم کا فقرہ کہ امیر المومنین نے معیقیب رضی اللہ تعالٰی عنہما سے فرمایا دوسرا ہوتا تو مجھسے ایک نیزے کے فاصلہ پر بیٹھتا اقول اونھیں حدیثوں میں ہے کہ اون کو اپنے ساتھ کھلایا اگر یہ امر عدوی کا سبب عادی ہوتا تو اہل فضل کی خاطر سے اپنے آپکو مرض بلا میں ڈالنا روا نہوتا اور تیرہویں حدیث نے تو خوب ظاہر کردیا کہ امیر المومنین خیال عدوی کی بیخ کنی فرماتے تھے نری خاطر منظور تھی تو اس شدت مبالغہ کی کیا حاجت ہوتی کہ پانی اونھیں پلاکر اون کے ہاتھ سے لیکر خاص ان کے منہ رکھنے کی جگہ پر منہ لگا کر خود پیتے معلوم ہوا کہ عدوی بے اصل ہے تو اوس فرمانے کا منشا مثلاً یہ ہو کہ ایسے مریض سے تنفر انسان کا ایک طبعی امر ہے آپکا فضل اسپر حائل ہے کہ وہ تنفر مضمحل وزائل ہوگیا دوسرا ہوتا تو ایسا نہ ہوتا حدیث سی وکیم کہ تندرست جانوروں کے پاس بیمار نہ لائے جائیں۔ اقول اسکی وجہ خود حدیث مؤطائے مالک و سنن بیہقی نے ظاہر کردی کہ یہ صرف لوگوں کے برا ماننے کے لحاظ سے ہے ورنہ بیماری اوڑکر نہیں لگتی ولہذا ہم نے اس حدیث کو احادیث قسم اول میں شمار بھی نہ کیا۔ اب نہ رہیں مگر پانچ حدیثیں اول دوم سوم پنجم دہم اقول دقطع نظر اس سے کہ ان میں دوم کی سند واہی اور سوم کی خود حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے جن کی طرف وہ نسبت کی جاتی تھی تکذیب فرمائی اور دہم کہ امیر المؤمنین سے ایک صحابی جلیل القدر منجملہ اصحاب بدر و مہاجرین سابقین اولین رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین کی نسبت اوس کا صدور سخت مستبعد تھا متعدد حدیثوں نے اوس کا خلاف ثابت کردیا جیسا کہ امیر المومنین سے مظنون تھا کما سبق ذلک کلہ فھذا منقطع باطنا و معلول غیر مقبول، اون میں کسی کا حاصل حدیث اول کے حاصل سے کچھ زاید نہیں اور اونمیں وہی صحیح یا حسن ہے تو اوسی کی طرف توجہ کافی۔ علماء کیلئے یہاں متعدد طریقے ہیں۔ اقول اوسکے ثبوت میں کلام بہ طریقہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا ہے جیسا کہ حدیث ہفدہم میں گزرا اقول طریقتھا رضی اللہ تعالٰی عنہا معروفۃ فی امثال الاحادیث التی ترد علی خلاف ماعندھا من العلم القطعی المستند الی القرآن العظیم والسماع الشفاھی من الحبیب الکریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیھم وسلم ان تنسب راویھا الی السھو والوھم فی السماع والفھم کما قالت فی حدیث امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان المیت لیعذب ببعض بکاء اھلہ علیہ یرحم اللہ عمر لا واللہ ماحدث رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان المیت لیعذب ببکاء اھلہ ولکن ان اللہ تعالٰی یزید الکافر عذابا ببکاء اھلہ علیہ وقالت حسبکم القرآن لاتزر وازرۃ وزر اخری رواہ الشیخان وقالت یغفر اللہ لابی عبدالرحمٰن ترید ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم فانہ ایضا روی الحدیث کابیہ اما انہ لم یکذب ولکنہ نسی انما مر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علی یھودیۃ یبکی علیھا فقال انھم لیبکون علیھا وانھا لتعذب فی قبرھا رویاہ ایضا وفی لفظ اُم واللہ ماتحدثون ھذا الحدیث عن الکاذبین ولکن السمع یخطی وان لکم فی القرآن مایشفیکم ان لاتزر وازرۃ وزر اخری ولکن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال ان اللہ عزوجل لیزید الکافر عذابا ببعض بکاء اھلہ علیہ رواہ الامام الطحاوی وقالت فی حدیثھما ایضا اعنی امیر المؤمنین وابنہ عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہم ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال فی نتنی بدر والذی نفسی بیدہ ماانتم باسمع لما اقول منھم رویاہ ایضا انما قال النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انھم لیعلمون الاٰن ماکنت اقول لھم حق وقد قال اللہ تعالٰی انک لاتسمع الموتٰی رواہ البخاری ولما بلغھا حدیث ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال ان الطیرۃ فی المرأۃ والدار والفرس غضبت غضبا شدیدا وقالت والذی نزل القرآن علی محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ماقالھا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وانما قال ان اھل الجاھلیۃ کانوا یتطیرون من ذلک رواہ الطحاوی وابن جریر عن قتادۃ عن ابی حسان ورواہ ایضا الحاکم والبیھقی وماذلک الا لان العلم عندھا من النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علی خلاف ذلک فقد قالت کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یعجبہ الفال ویکرہ الطیرۃ رواہ الامام الطحاوی وروی ایضا انہ قیل لعائشۃ ان اباھریرۃ یقول لان یمتلی جوف احدکم قیحا خیرلہ من ان یمتلی شعرا فقالت یرحم اللہ اباھریرۃ حفظ اول الحدیث ولم یحفظ اٰخرہ ان المشرکین کانوا یھاجون رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال لان یمتلی جوف احدکم قیحا خیرلہ من ان یمتلئ شعرا من مھاجاۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اھ وذلک لانھا سمعت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یقول ان من الشعر لحکمۃ وسمعتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یتمثل بشعر ابن رواحۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ وربما قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ھذا البیت ویاتیک بالاخبار من لم تزود روی الکل الطحاوی کذلک قالت ھھنا لسماعھا منہ

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاعدوی فمن اعدی الاول والسبب فی ذلك ما اشرنا الیه من ان اخبار الاحاد لاتعارض ماعندھا من القطعی فماوقع من العلامۃ ابی الفرج ابن الجوزی حیث ذکر فی حدیث الشوم فی ثلث ان عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا قد غلطت علی من روی ھذا الحدیث وقالت انما کان اھل الجاھلیۃ یقولون الطیرۃ فی المرأۃ والدار والدابۃ ثم قال وھذا رد لصریح خبر رواتہ ثقات الخ کما نقلہ الامام العینی فی عمدۃ القاری منشؤہ الغفلۃ عن النکتۃ التی ذکرتھا ثم قولہ وقالت انما کان اھل الجاھلیۃ یقولون الخ **اقول** ماقالتہ بل روتہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کما ھو صریح نص روایۃ الطحاوی ومن ذکرنا جمیعا وای ثقۃ اوثق منھا رضی اللہ تعالٰی عنہا۔ **دوم** مجذوم وغیرہ سے بھاگنے کی حدیثیں منسوخ ہیں احادیث نفی عدوی نے اونھیں نسخ کردیا عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں امام قاضی عیاض سے منقول ذھب عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ وجماعۃ من السلف الی الاکل معہ وان الامر باجتنابہ منسوخ وممن قال بذلك عیسی بن دینار من المالکیۃ اھ۔ وردہ الامام النووی بوجہین احدھما ان النسخ یشترط فیہ تعذر الجمع بین الحدیثین ولم یتعذر بل قد جمعنا بینہما والثانی انہ یشترط فیہ معرفۃ التاریخ ولیس ذلك موجودا ھھنا۔ **اقول** نص القاضی ان امیر المؤمنین کان یراہ منسوخا فلوکان ھذا عن روایۃ کما ھو ظاھر اللفظ لم یرد علیہ شیئ من الوجہین لان امیر المؤمنین لایقول بہ الا عن علم وبعدہ لامساغ للجمع وان امکن باسھل وجہ نعم ان ذکرہ القاضی ظنا منہ فالوجہان وجیہان **اقول** وثالثہما ما روینا فی الحدیث الثانی والثلثین حیث جمع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الکلامین فی نسق واحد فاین النسخ لاسیما وقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاعدوی مقدم فیہ علی وفر من المجذوم وما کان لصدر الکلام ان ینسخ اخرہ **سوم** بھاگنے کا حکم اس لئے ہے کہ وہاں ٹھہریں گے تو اون پر نظر پڑے گی اور اوس سے وہ مفاسد عجب وتحقیر وایذا پیدا ہوں گے جن کا ذکر گزرا عمدۃ القاری میں ہے قال بعضھم الخبر صحیح وامرہ بالفرار منہ لنہیہ عن النظر الیہ اھ مافی العینی **اقول** ولا یحتملہ الحدیث الخامس ونظراؤہ مما فیہ الامر ان یکونوا فیہم بفصل رمح او رمحین **چہارم** امر فرار اس لئے ہے کہ اوسکی بدبو وغیرہ سے ایذا نہ پائیں۔ شرح صحیح مسلم للامام النووی میں ہے قیل النھی لیس للعدوی بل للتاذی بالرائحۃ الکریھۃ ونحوھا اھ **اقول** وھذا اظاھر البعد فافھم **پنجم** قول مشہور ومذہب جمہور ومشرب منصور کہ دوری وفرار کا حکم اس لئے ہے کہ اگر قرب واختلاط رہا اور معاذ اللہ قضا وقدر سے کچھ مرض اسے بھی حادث ہوگیا تو ابلیس لعین اس کے دل میں وسوسہ ڈالے گا کہ دیکھو بیماری اوڑکر لگ گئی اولا یہ تو ایک امر باطل کا اعتقاد ہوگا اسی قدر فساد کیلئے کیا کم تھا پھر متواتر حدیثوں میں سنکر کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صاف فرمایا ہے بیماری اوڑکر نہیں لگتی یہ وسوسہ دل میں جمنا سخت خطرناک وہائل ہوگا لہذا ضعیف الیقین لوگوں کو اپنا دین بچانے کے لئے دوری بہتر ہے ہاں کامل الایمان وہ کرے جو صدیق اکبر وفاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما نے کیا اور کس قدر مبالغہ کیساتھ کیا اگر عیاذا باللہ کچھ حادث ہوتا اون کے خواب میں بھی خیال نہ گزرتا کہ یہ عدوائے باطلہ سے پیدا ہوا اون کے دلوں میں کوہ گراں شکوہ سے زیادہ مستقر تھا کہ لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا بے تقدیر الٰہی کچھ نہ ہوسکے گا۔ اسیطرف اوس قول وفعل حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ اپنے ساتھ کھلایا اور کل ثقۃ باللہ وتوکلا علیہ فرمایا امام اجل امین امام الفقہاء وامام المحدثین وامام اہل الجرح والتعدیل وامام اہل التصحیح والتعلیل حدیث وفقہ دونوں کے حاوی سیدنا امام ابوجعفر طحطاوی شرح معانی الاثار شریف میں دربارہ نفی عدوی احادیث سعد بن مالك وعلی مرتضی وعبداللہ بن عباس وابی ہریرہ وعبداللہ بن مسعود وعبداللہ بن عمرو وجابر بن عبداللہ وانس بن مالك وسائب بن یزید وابی ذر رضی اللہ تعالٰی عنہم روایت کرکے فرماتے ہیں فقد نفی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی ھذہ الاثار وقد قال فمن اعدی الاول ای لما کان ما اصاب الاول انما کان بقدر اللہ عزوجل کان ما اصاب الثانی کذلك فان قال قائل العدوی فنجعل ھذا مضادا لما روی عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لایورد ممرض علی مصح کما جعلہ ابوھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ **قلت** لاولکن نجعل قولہ لاعدوی کما قال النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نفی العدوی ان یکون ابدا ونجعل قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لایوردن ممرض علی مصح علی الخوف منہ ان یورد علیہ فیصیبہ بقدر اللہ تعالٰی ما اصاب الاول فیقول الناس اعداہ الاول فکرہ ایراد المصح علی الممرض خوف ھذا القول وقد روینا عن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی ھذہ الاثار ایضا وضعہ ید المجذوم فی القصعۃ فدل فعل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایضا علی نفی الاعداء لانہ لوکان الاعداء مما یجوز ان یکون اذا لما فعل النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

ما یخاف ذلك منه لان فی ذلك جر التلف الیه وقد نهی الله عزوجل عن ذلك فقال ولا تقتلوا انفسکم، ورسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم یھدف مائل فاسرع فاذا کان یسرع من ھدف المائل مخافة الموت فکیف یجوز علیه ان یفعل ما یخاف منه الاعداء فھذا معنی ھذه الاثار عندنا والله تعالٰی اعلم ملتقطا عمدۃ القاری میں ہے التوفیق بین الحدیثین بما قاله ابن بطال وھو ان لاعدوی اعلام بانھا لاحقیقة لھا واما النھی فلئلا یتوھم المصح ان مرضھا من اجل ورود المرضی علیھا فیکون داخلا بتوھمه ذلك فی تصحیح ما ابطله النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم من العدوی ماثبت بالسنۃ میں جامع الاصول سے ہے یقال اعدی المرض اذا اصابه مثله لمقارنته ومجاورته او مؤاکلته ومشاربته وقد ابطله الاسلام اوسی میں مشارق الانوار امام قاضی عیاض سے ہے العدوی ماکانت تعتقده الجاھلیة من تعدی داء ذی الداء الی من یجاوره ویلاصقه ممن لیس به داء فنفاه الشرع وقوله صلی الله تعالٰی علیه وسلم لاعدوی یحتمل النھی عن قول ذلك واعتقاده والنفی لحقیقة ذلك کما قال صلی الله تعالٰی علیه وسلم لایعدی شیئ شیئا وقوله فمن اعدی الاول وکلاھما مفھوم من الشرع اوسی میں نزھۃ النظر للحافظ ابن حجر سے ہے الاولی فی الجمع ان یقال ان نفیه صلی الله تعالٰی علیه وسلم للعدوی باق علی عمومه وقد صح قوله صلی الله تعالٰی علیه وسلم لایعدی شیئ شیئا وقوله فمن اعدی الاول یعنی ان الله سبحنه وتعالٰی ابتدأ ذلك فی الثانی کما ابتدأه فی الاول واما الامر بالفرار من المجذوم فمن باب سد الذرائع لئلا یتفق للشخص الذی یخالطه شیئ من ذلك بتقدیر الله تعالٰی ابتداء لابالعدوی المنفیة فیظن ان ذلك بسبب مخالطته فیعتقد صحة العدوی فیقع فی الحرج فامر بتجنبه حسما للمادۃ والله تعالٰی اعلم شرح مصابیح امام تورپشتی وشرح مشکوۃ علامہ طیبی ومرقاۃ علامہ قاری وشرح الموطا للعلامۃ محمد الزرقانی وغیرہا میں ہے واللفظ للزرقانی الاکثر ان المراد بنفی ذلك ابطاله کما دل علیه ظاھر الحدیث اشعۃ اللمعات شیخ محقق میں ہے۔ اکثر برآنند کہ مراد نفی عدوی وابطال اوست مطلقا چنانکہ ظاہر احادیث در آن است۔ اوسی میں ہے اعتقاد جاہلیت آں بود کہ بیماری کہ در پہلوئے بیمار نشیند یا ہمراہ وے بخورد سرایت کند بیماری او، وبوے گفتہ اند کہ بزعم اطبا این سرایت در ہفت مرض است جذام وجرب وجدری وحصبہ وبخر ورمد وامراض وبائیہ پس شارع اثر انفی کرد وابطال نمود یعنی سرایت نمی باشد بلکہ قادر مطلق ہمچناں کہ اورا بیمار کرد ایں را نیز کرد بالجملہ ان پانچوں اقوال پر عدوی باطل محض ہے یہی مذہب ہے حضرت افضل الاولیاء الاولین والآخرین سیدنا صدیق اکبر وحضرت سیدنا فاروق اعظم وحضرت سلمان فارسی وحضرت ام المومنین صدیقہ وحضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم اجلہ صحابہ کرام کا اور اسی کو اختیار فرمایا امام اجل طحاوی سید الحنفیہ وامام یحیٰی بن یحیٰی مالکی وامام عیسٰی بن دینار مالکی وامام ابن بطال ابوالحسن علی بن خلف مغربی مالکی وامام ابن حجر عسقلانی شافعی وعلامہ طاہر حنفی وشیخ محقق عبدالحق محدث حنفی وغیرہم جمہور علمائے کرام رحمہم اللہ تعالٰی نے عمدۃ القاری میں طبری سے ہے کان ابن عمر وسلمان رضی الله تعالٰی عنھم یصنعان الطعام للمجذومین ویاکلان معھم وعن عائشۃ رضی الله تعالٰی عنھا قالت کان مولی لنا اصابه ذلك الداء فکان یاکل فی صحافی ویشرب فی اقداحی وینام علی فراشی یعنی عبداللہ بن عمر وسلمان رضی اللہ تعالٰی عنہم مجذومین کیلئے کھانا طیار فرماتے اور ان کے ساتھ کھاتے اور ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی ہوا کہ ہمارے ایک غلام آزاد شدہ کو یہ مرض ہوگیا تھا وہ میرے برتنوں میں کھاتا میرے پیالوں میں پیتا میرے بچھونوں پر سوتا۔ زرقانی علی المؤطا میں زیر حدیث انه اذی فرمایا قال یحیٰی بن یحیٰی سمعت ان تفسیرہ فی رجل یکون به الجذام فلا ینبغی له ان ینزل علی الصحیح یؤذیه لانه وان کان لایعدی فالانفس تکرھه وقد قال صلی الله تعالٰی علیه وسلم انه اذی یعنی لا للعدوی غرض مذہب یہ ہے اور وجوہ تاویل میں اصح واجمع وجہ پنجم وھھنا ثلثه وجوه اخر لبعض العلماء **فالسادس** ان الجذام مستثنی من قوله صلی الله تعالٰی علیه وسلم لاعدوی ای لایعدی شیئ شیئا الا ھذا او عزاہ فی اشعۃ اللمعات الی الکرمانی الشافعی صاحب الکواکب الدراری شرح صحیح البخاری **اقول** لم یقله بل نقله وما رضیه بل مرضه فانما حکاہ بقیل کما نقل عنه فی مجمع البحار بل والشیخ نفسه فی ماثبت بالسنۃ فما ھھنا سبق قلم ثم ھذا القیل لم یعرف له قائل ولم یمل الیه مائل ولا یؤیدہ شیئ من الدلائل **والسابع** قال البغوی قیل ان الجذام ذو رائحة تسقم من اطال صحبته ومؤاکلته ومضاجعته ولیس من العدوی بل من باب الطب کما یتضرر باکل مایعاف وشم مایکرہ والمقام فی مقام لایوافق ھواہ وکله باذن الله وما ھم بضارین به من احد الا باذن الله

نقلہ فی الجمع وعزاہ فی الاشعۃ للامام النووی **اقول** لعل ھذا ایضا کذالک فان الذی رأیت فی منہاجہ تصویب الوجہ الثامن الاٰتی ولم یعرج علی ذکر ھذا فاللّٰہ تعالٰی اعلم وظنی ان النووی فی نسختی الاشعۃ تصحیف من البغوی فان الذی نقلہ ترجمۃ کلام البغوی سواء بسواء غیر ان البغوی ایضا لم یقل بہ وانما نقلہ بقیل ممرضا ثم **اقول** لاادری ما التنافی بین بابی العدوی والطب فالطب قائل فی ھذا المرض بالعدوی کما نقل التوربشتی والطیبی والقاری والزرقانی والشیخ المحقق وغیرھم ان العدوی بزعم الطب فی سبع کما تقدم عن الشیخ ویستوی فی ذلک کونہا الکیفیۃ فیہ اوالخاصیۃ فان کلا الفصلین من مسائل الطب ولیس ان العدوی انما تکون اذا کانت لابسبب یعقل والقائلون بہا انما یعتقدون الاعداء ولا نظر لہم الی انہ بالکیفیۃ او بالخاصیۃ فمن قال بالاعداء ولولرائحتہ فقد قال بالعدوی **والثامن** ان المنفی اعداء المرض من دون اذن اللّٰہ تعالٰی کما زعمہ اھل الجاھلیۃ اما الاعداء عادۃ باذن اللّٰہ تعالٰی فثابت ولذا امر بالفرار ونھی عن ایراد الممرض ولااعلمہ اعنی اثبات العدوی العادیۃ ثابتا عن الصحابۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہم الا ما یفیدہ کلام الامام الطحاوی رحمہ اللّٰہ تعالٰی فیما تقدم من انکار ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ حدیث لاعدوی واقامتہ علی روایۃ لایوردن ان ذلک کان لظنہ التنافی بینہما **اقول** لیس لمثلی الکلام مع مثل الامام رحمہ اللّٰہ لکن الذی یعرفہ قاصر مثلی ان انکار الروایۃ لاینحصر فی ظن التضاد بل نسی عنہ سمعہ من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم فما وسعہ الا انکارہ حتی لو فرض مودی الحدیثین واحدا من کل جہۃ وانما الالفاظ غیر الالفاظ ونسی سماع احدہما وقیل لہ رویت ھذا الحدیث ھکذا لم یسعہ الا الاباء نعم ھو مذھب الامام المطلبی محمد بن ادریس الشافعی رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال المناوی فی فیض القدیر (اتقوا المجذوم) ای اجتنبوا مخالطتہ فانہ یعدی المعاشر کما جزم بہ الشافعی فی موضع وحکاہ عن الاطباء والمجربین فی اٰخر ونقلہ غیرہ عن افاضل الاطباء اھ

اقول وطریقتہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ فی امثال المقام معروفۃ من الاعتماد علی التجارب حتی قال بالقیافۃ وجعلہا حجۃ فی الاحکام الشرعیۃ وحکایاتہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ فیہا مشہورۃ وفی مقاصد السخاوی وغیرھا ماثورۃ وتبعہ علیہ احد شیخی مذھبہ الامام ابو زکریا النووی ومن قبلہ الامام ابو عمرو بن الصلاح ومن بعدھما الکرمانی والطیبی وکذا ابن الاثیر فیما ذکر القاری وکذا السخاوی علی شبہتہ فی عبارۃ الموجودۃ فی نسختی المقاصد ووافقہم من علمائنا التوربشتی والقاری کما وافقنا من ائمتہم العسقلانی واضطرب ظاہر کلام المناوی فقال تحت حدیث اتقوا المجذوم ما قال وتعالٰی ولا یناقضہ خبر لاعدوی لانہ نفی لاعتقاد الجاھلیۃ نسبۃ الفعل بغیر اللّٰہ تعالٰی الخ وقال تحت حدیث کلم المجذوم ولئلا یعرض لک جذام فتظن انہ اعداک مع ان ذلک لایکون الابتقدیر اللّٰہ تعالٰی وذا خطاب لمن ضعف یقینہ ووقف نظرہ عند الاسباب اھ ففی ھذا نوع میل الی ما علیہ الجمہور ووقع نحوہ للعلامۃ الزرقانی فی شرح المؤطا فی موضع واحد فقال تحت قولہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم لایحل الممرض علی المصح فربما یصاب بذلک فیقول لو انی ما احللتہ لم یصبہ والواقع انہ لولم یحلہ لاصابہ لان اللّٰہ تعالٰی قدرہ فنہی عنہ لہذہ العلۃ التی لایؤمن غالبا من وقوعہا فی طبع الانسان وھو قولہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم فرمن المجذوم فرارک من الاسد وان کنا نعتقد ان الجذام لایعدی لکنا نجد فی انفسنا نفرۃ وکراھیۃ لمخالطتہ اھ فہذا اصریح فی وفاق الجمہور ثم قال اما النہی عن ایراد الممرض فمن باب اجتناب الاسباب التی خلقہا اللّٰہ وجعلہا اسبابا للھلاک اوالاذی والعبد مامور باتقاء اسباب البلاء اذا کان فی عافیۃ منہا وفی حدیث مرسل عند ابی داؤد انہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم مر بحائط مائل فقال اخاف موت الفوات اھ ففیہ میل ما الی القول الاٰخر بل کان جزما بہ لولا قولہ اوالاذی ثم عاد فقال تحت قولہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم انہ اذی ای یتاذی بہ لا انہ یعدی ثم نقل عن یحیی بن یحیی ما قدمناہ وقد اذناک ان المائلین الی ھذا القول کالتوربشتی والطیبی والقاری قد اعترفوا جمیعا کالشیخ المحقق والزرقانی ان ابطال العدوی راسا ھو الذی علیہ الاکثرون۔

اقول وارجوان لاینکر علیہ بما قال الامام النووی فی شرح مسلم قال جمہور العلماء یجب الجمع بین ھذین الحدیثین وھما صحیحان قالوا وطریق الجمع ان حدیث لاعدوی المراد بہ نفی ما کانت علیہ الجاھلیۃ تزعمہ وتعتقدہ ان المرض والعاھۃ تعدی بطبعہا لا بفعل اللّٰہ تعالٰی واما حدیث لایورد ممرض علی مصح فارشد فیہ الی مجانبۃ ما یحصل الضرر عندہ فی العادۃ بفعل اللّٰہ تعالٰی وقدرہ قال فہذا الذی ذکرناہ من تصحیح الحدیثین والجمع بینہما ھو الصواب الذی علیہ جمہور العلماء ویتعین المصیر الیہ اھ فقد یکون المعزو الی جمہور العلماء وجوب الجمع وتصحیح

الحدیثین لاخصوص ھذا الجمع وربما یشیر الیہ انہ بعد ذکر ھذا الجمع لم یقل ان ھذا الذی ذکرناہ ھو الصواب الذی علیہ الجمھور بل فسر المذکور بقولہ من تصحیح الحدیثین والجمع بینھما ولو اراد خصوص الجمع لم تکن حاجۃ الی التفسیر اصلا لکون الاشارۃ متصلۃ بذلک الجمع من دون فصل فضلا عن ان یفسرہ بالاعم وحینئذ یکون قولہ ھذا احترازا عن الوجھین الاولین الذین قدمناھما ان احد الحدیثین غیر ثابت اومنسوخ فیکون مثل ما نقل ھو فیما بعد عن الامام القاضی عیاض انہ قال وقد ذھب عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ وغیرہ من السلف الی الاکل معہ وراوا ان الامر باجتنابہ منسوخ والصحیح الذی قالہ الاکثرون ویتعین المصیر الیہ انہ لانسخ بل یجب الجمع بین الحدیثین وحمل الامر باجتنابہ والفرار منہ علی الاستحباب والاحتیاط لاللوجوب واما الاکل معہ ففعلہ لبیان الجواز اھ واذن یکون قولہ قالوا وطریق الجمع الخ علی ما ھو المتعارف بین العلماء من نقل اقوال جمع بلفظۃ قالوا الا ان مرجعہ جمھور العلماء کیلا یخالف نقل الاکثرین عن الاکثرین منھم التوربشتی و القاری انفسھما واللہ تعالٰی اعلم ثم من الحجۃ لنا علیھم **اولا** ظاھر الاحادیث المتواترۃ کما اعترفوا بہ ولامعدل عن ظاھر الابدلیل وابن الدلیل **وثانیا** ما قدمنا عن الامام الطحاوی ان لوکان ذلک من اسباب الھلاک العادیۃ لم یفعلہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولا الخلفاء الراشدون ولاامر بالاکل معھم تواضعا وایمانا فان مجانبتہ حینئذ مامور بہ شرعا لقولہ تعالٰی ولاتقتلوا انفسکم وقولہ تعالٰی ولاتلقوا بایدیکم الی التھلکۃ وکان کالجدار المائل والسفینۃ المکسورۃ وقد اعترف بہ ھؤلاء المثبتون للعدوی کماستقف **اقول** ولیس من التوکل المعارضۃ مع الاسباب والھجوم علی ماجرت العادۃ بافضائہ الی التباب ولایحل لاحد ان یلقی نفسہ من فوق جبل توکلا علی ربہ عزوجل وایقانا بانہ لایضرہ ان لم یشاء وقد حکی ان الشیطان سال ذلک سیدنا عیسٰی کلمۃ اللہ علی نبینا الکریم وعلیہ الصلوۃ والتسلیم فقال لا اختبر ربی ولضوا بممانعۃ رکوب البحر عند ھیجانہ وبہ ظھر الجواب عن حمل مثبتی العدوی حدیث کل ثقۃ باللہ وامثالہ علی التوکل ومتارکۃ الاسباب وقد ذکر من فعل الصدیق الاکبر والفاروق الاعظم ومبالغتھما فی ذلک مایرشدک انہ نص فی رد ماذھبوا الیہ ولنذکر ھھنا کلام العلامۃ علی القاری علیہ رحمۃ الباری فانہ جمع ما اتی بہ المثبتون وزاد ونذکر فی خلالہ ما فتح اللہ تعالٰی علینا من وجوہ اختلالہ **قال** رحمہ اللہ تعالٰی قد اختلف العلماء فی التاویل فمنھم من یقول المراد نفی ذلک وابطالہ علی مایدل علیہ ظاھر الحدیث وھم الاکثرون ومنھم من یری انہ لم یرد ابطالھا فقد قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فر من المجذوم فرارک من الاسد **اقول** ارادۃ الابطال ھو الظاھر کما اقر بہ وما ذکر لایصلح صارفا لہ لما علمت من وجوہ التاویل **قال** وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لایوردن ذوعاھۃ علی مصح **اقول** ھذا اضعف وابعد بعد ماروینا عن المؤطا انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لما نفی العدوی ونھی عن ایراد الممرض قالوا وما ذاک **قال** وانما اراد بذلک نفی ما کان یعتقدہ اصحاب الطبیعۃ فانھم کانوا یرون العلل المعدیۃ موثرۃ لامحالۃ فاعلمھم ان لیس الامر علی ما یتوھمون بل ھو معلق بالمشیئۃ ان شاء کان وان شاء لم یکن **اقول** کل شیئ کذلک وجمیع الاسباب متساویۃ الاقدام فی ذلک ولم یات الشرع بنفی الاسباب بل اثبتھا وارشد الی نفی تاثیرھا واعتقاد اصحاب الطبیعۃ فی العین لیس بادون من اعتقادھم فی العدوی ثم لم یات الشرع بنفیھا بل قال العین حق **قال** ویشیر الی ھذا المعنی قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فمن اعدی الاول ای ان کنتم ترون ان السبب فی ذلک العدوی لاغیر فمن اعدی الاول **اقول اولا** بون بین بین ان یعتقد والعلل موثرۃ فی العدوی وان یعتقد والعدوی ھی الموثرۃ وحدھا والثابت عنھم ذلک لاھذا وقد وقع مثل ھذا البیان فی التیسیر فقال ھو من الاجوبۃ المسکتۃ اذ لوجلبت الادواء بعضھا بعضا لزم فقد الداء الاول لفقد الجالب اھ وانت تعلم انہ غیر لازم اصلا مالم یقولوا بالسلب عند سلب الجلب ولیس ھذا زعمھم ولالازم زعمھم والرجیح الفصیح فی تفسیر الحدیث ماقدمت والیہ جنح الامام الطحاوی کما علمت وکرہ بلسان المتکلم الامام العینی فی شرح البخاری فقال ای من اجرب البعیر الاول یعنی ممن سری الیہ الجرب فان قلت من بعیر اخر یلزم التسلسل وان قلت بسبب اخر فعلیک بیانہ وان قلت ان الذی فعلہ فی الاول ھو الذی فعلہ فی الثانی ثبت المدعی وھو ان الذی فعل فی الجمیع ذلک ھو اللہ الخالق القادر علی کل شیئ وھذا جواب من النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی غایۃ البلاغۃ والرشاقۃ اھ **اقول** کل کلامہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کذلک کیف وقد اوتی جوامع الکلم ولاحاجۃ فی تفسیر الی ماذکر من الشق الثانی فانہ اذا اعترف انہ لیس بالعدوی بل بسبب اخر فقد انقطع

لثبوت ان للمرض سببا آخر فلیکن الثانی ایضا بذلك السبب فلم تثبت العدوی لعدم الدلیل علی الدعوی **واقول ثانیا** علی کل فای اشارة فی من اعدی الاول الی اثبات العدوی عادة لا تاثیرا **قال** وبین بقوله فر من المجذوم وبقوله لا یوردن ذوعاھة علی مصح ان مداناة ذلك سبب العلة فلیتقه اتقاءه من الجدار المائل والسفینة المعیوبة **اقول** فاذن کان یجب التباعد عنه علی الخواص والعوام وینافیه ماثبت من فعله صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم وفعل الخلفاء الراشدین وحدیث کل مع صاحب البلاء **قال** وقد رد الفرقة الاولی علی الثانیة فی استدلالهم بالحدیثین ان النھی فیھما انما جاء شفقا علی مباشرة احد الامرین فیصیبه علة فی نفسه او عاھة فی ابله فیعتقد ان العدوی حق وقد اختارہ العسقلانی فی شرح النخبة وبسطنا الکلام معه فی شرح الشرح ومحمله انه یرد علیه اجتنابه علیه الصلاة والسلام عن المجذوم عند ارادة المبایعة **اقول** قد مر فیه من الوجوہ ما یکفی ویشفی ولا تثبت معھا اجتنابه صلی اللّٰه علیه وسلم عنه بالمعنی الذی زعم علی انه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم ربما کان یتنزل عن مرتبته لیستن به **قال** مع ان منصب النبوة بعید من ان یورد لحسم مادة ظن العدوی کلاما یکون مادة لظنھا ایضا فان الامر بالتجنب اظھر فی فتح مادة ظن ان العدوی لھا تاثیر بالطبع **اقول اولا** قد قدمنا فی کلام النفاة السراة ما یرشدك الی الجواب الم تر ان النبی صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم قد نفی العدوی جھارا واعلن به مرارا وقطع عرقه بقوله فمن اعدی الاول وقوله فمن اجرب الاول وقوله ذلکم القدر وقد بلغه تبلیغا واضحا معروفا عند الکل حتی تواتر عنه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم وشاع وذاع وملأ الاسماع والبقاع فای مثار لھذا الظن بعد کل ھذا الشد والشن بید انه اذ قد ازیلت ھذه الوسوسة من قلوب المؤمنین بقیت خشیة انھم لانتفاء ھذا التوھم یخالطون المبتلین ولا یتحامونھم وفیھم ضعفاء الیقین بل ھم الاکثرون والشیطان یجری من الانسان مجری الدم وکان امر اللّٰه قدرا مقدورا فان اصاب احدا شیئ یلقی العدوی فی قلبه ان ھذا للعدوی فیظن ھذا بدینه اشد مما کان یظن لولم یعلم ان النبی صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم قد نفاھا فحملته رحمته صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم من رؤف بالمؤمنین رحیم ان نھاھم عن المخالطة اذ بدونھا ان حدث شیئ والعیاذ باللّٰه تعالٰی لا یحدث فساد اعتقاد واذا کان الامر فی ھذا الباب کما وصفنا لك فھل کان لسد ھذا الباب طریق غیر ھذا الطریق الانیق الذی سلکه الحکیم الرحیم صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم واذا کان الامر بالتجنب عندکم شفقا علی ابدانھم فما لکم لا تجیزونه شفقا علی ایمانھم فعلیك بالانصاف **ثانیا** یا سبحن اللّٰه من این جاء ظن التاثیر بالطبع الیس قد نھی الشارع عن اقتحام اسباب الھلاك واسرع صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم حین مر بھدف مائل فھل فیه فتح باب ظن انھا تؤثر بذاتھا **قال** وعلی کل تقدیر فلا دلالة اصلا علی نفی العدوی سببا واللّٰه تعالٰی اعلم۔ **اقول اولا** ان لم یدل نفی الجنس والنکرة الداخلة فی خیر النفی علی عموم النفی فماذا یدل بل لا دلالة علی تخصیص النفی بکونھا بالطبع واللّٰه تعالٰی اعلم **وثانیا** لم یظھر لی معنی قوله علی کل تقدیر فان علی تقدیر تعمیم النفی لدلالته علیه فی غایة الظھور فلیتامل۔ **قال** قال الشیخ التوربشتی وارى القول الثانی اولی التاویلین لما فیه من التوفیق بین الاحادیث الواردة فیه **اقول اولا** التوفیق حاصل علی القول الاول ایضا کما بینا ولعله لھذا اعدل الطیبی عن ھذا التعلیل الی قوله اری القول الثانی اولی لما فیه من التوفیق بین الاحادیث والاصول الطبیة التی ورد الشرع باعتبارھا علی وجه لا تنافی اصول التوحید اھ **اقول** لا حاجة بنا الی تطبیق الشرع باصول الطب الفلسفی بل نؤمن بالشرع ونجری نصوصه علی ظواھرھا فان وافقھا الطب وغیرہ فذاك والا رمینا المخالف بالجدار کائنا ما کان والحمد للّٰه رب العلمین **واقول ثانیا** بل التوفیق علی القول الاول اظھر وازھر فان منصب النبوة اجل من ان یبالغ فی نفی امر حق ھذه المبالغة ولا یرشد الی اثباته الا بامر محتمل غیر بین **وثالثا** بل حق التوفیق منحصر فیما اختارہ الجمھور لانه لیس فیه صرف شیئ من الاحادیث عن الظاھر وارتکاب تخصیص من دون ملجئ ظاھر **قال** ثم لان القول الاول یفضی الی تعطیل الاصول الطبیة ولم یرد الشرع بتعطیلھا بل ورد باثباتھا والعبرة بھا علی الوجه الذی ذکرناه **اقول** لا نسلم ان الشرع سلم الطب بتفاصیلھا والافاضل الثلثة التوربشتی والطیبی والقاری ھم الناقلون کغیرھم ان الاطباء یعتقدون الاعداء فی الطاعون والوباء فلو صدقھم الشرع فی ذلك لم یامر بالثبات وعدم الخروج من حیث وقع لکونه اذ ذاك القاء بالایدی الی التھلکة ولم یجعل الفار منه کالفار من الزحف بل کان کالفار من جدار یرید ان ینقض مع ان ھذا الامر متواتر عنه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم وقد وعد

علیہ الاجر العظیم فعلم ان مزعومھم ھذا باطل عند الشرع وانما نھی عن الدخول علیہ کما امر بالفرار من المجذوم لانہ عسی ان یدخل فیبتلی بالقدر فیقول اُعدیت اویقول لولا الدخول لما ابتلیت ومثل لو ھذہ تفتح عمل الشیطان والعیاذ باللہ تعالٰی **قال** ویدل علی صحۃ ما ذکرنا قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قد بایعناك فارجع وقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کل ثقۃ باللہ ولا سبیل الی التوفیق بین ھذین الحدیثین الامن ھذا الوجہ بین بالاول التوقی من اسباب التلف وبالثانی التوکل علی اللہ جل جلالہ ولا الٰہ غیرہ فی متارکۃ الاسباب وھو حالہ اھ ای کلام التوربشتی قال القاری ھو جمع حسن فی غایۃ التحقیق واللہ ولی التوفیق **اقول** رحمك اللہ لقد بحرت واسعا فقد بان وظھر جمع صاد شاف لمع وزھر وقد مناوجوہ ترجیحہ وماذکر من الجمع نفیہ ما فیہ کما اسلفنا فان التوقی من اسباب التلف واجب علی الناس جمیعا لایستثنی منہ الخواص ولیس التوکل ترك الاسباب ولا مضادۃ الحکمۃ والاجتراء علیھما بل اخراج الاسباب عن القلب مع تعاطی النافع وتحاصی الضار وقصر النظر علی المسبب جل وعلا قیدھا وتوکل علی اللہ **ثم قال** القاری تحت قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وفر من المجذوم وقد تقدم ان ھذا رخصۃ للضعفاء وترکہ جائز للاقویاء بناء علی ان الجذام من الامراض لمعدیۃ الخ **اقول** ای کلمات النافین والمثبتین جمیعا مطبقۃ علی ان الامر بالتوقی لضعفاء الیقین وحدیث کل ثقۃ باللہ وکل مع صاحب البلاء وامثالھما للکاملین صرح بہ ایضا فی المقاصد الحسنۃ والتیسیر وغیرھما وھذا ایضا من اول دلیل علی صحۃ قول النفاۃ فان الاسباب العادیۃ یستوی فیھا الاقویاء والضعفاء فلا یلتئم ھذا علی قول المثبتین اما علی قول النفاۃ فواضح انہ لاعدوی حقیقۃ وانما الخشیۃ ان یتوھمھا من ابتلی بقدر وھذا لایخشی منہ علی الذین اٰمنوا وعلٰی ربھم یتوکلون جعلنا اللہ تعالٰی منھم بفضل رحمتہ بھم اٰمین۔

بالجملہ

مذہب معتمد و صحیح و رجیح و نجیح یہ ہے کہ جذام کھجلی چیچک طاعون وغیرہا اصلا کوئی بیماری ایک کی دوسرے کو ہرگز ہرگز اڑکر نہیں لگتی یہ محض اوہام بے اصل ہیں کوئی وہم پکائے جائے تو کبھی اصل بھی ہوجاتا ہے کہ ارشاد ہوا ہے انا عند ظن عبدی بی وہ اوس دوسرے کی بیماری اسے نہ لگی بلکہ خود اسی کی باطنی بیماری کہ وہم پرورد تھی صورت پکڑکر ظاہر ہوگئی۔ فیض القدیر میں ہے بل الوھم وحدہ من اکبر اسباب الاصابۃ اس لئے اور نیز کراہت و اذیت و خود بینی و تحقیر مجذوم سے بچنے کے واسطے اور نیز اس دوراندیشی سے کہ مبادا اسے کچھ پیدا ہو اور ابلیس لعین وسوسہ ڈالے کہ دیکھ بیماری اوڑکر لگ گئی اور اب معاذ اللہ اوس امر کی حقانیت اسکے خطرہ میں گزریگی جسے مصطفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم باطل فرماچکے یہ اوس مرض سے بھی بدتر مرض ہوگا ان وجوہ سے شرع حکیم و رحیم نے ضعیف الیقین لوگوں کو حکم استحبابی دیا ہے۔ کہ اوس سے دور رہیں اور کامل الایمان بندگان خدا کیلئے کچھ حرج نہیں کہ وہ ان سب مفاسد سے پاک ہیں۔ خوب سمجھ لیا جائے کہ دور رہنے کا حکم ان حکمتوں کی وجہ سے ہے نہ یہ کہ معاذ اللہ بیماری اوڑکر لگ جائیگی اسے تو اللہ و رسول رد فرما چکے جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم **اقول** پھر از آنجا کہ یہ حکم ایک احتیاطی استحبابی ہے واجب نہیں کما قدمنا عن النووی عن القاضی عن جمہور العلماء ہرگز کسی واجب شرعی کا معارضہ نہ کریگا مثلا معاذ اللہ جسے یہ عارضہ ہو اوس کے اولاد و اقارب زوجہ سب اس احتیاط کے باعث اوس سے دور بھاگیں اور اوسے تنہا وضائع چھوڑدیں یہ ہرگز حلال نہیں بلکہ زوجہ ہرگز اوسے ہمبستری سے بھی منع نہیں کرسکتی ولہذا ہمارے شیخین مذہب امام اعظم و امام ابو یوسف رضی اللہ تعالٰی عنہما کے نزدیک جذام شوہر سے عورت کو درخواست فسخ نکاح کا اختیار نہیں اور خدا ترس بندے تو ہر بیکس بیار کی اعانت اپنے ذمہ پر لازم سمجھتے ہیں حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اتقوا اللہ فی من لیس لہ الا اللہ اللہ سے ڈرو اوسکے بارے میں جس کا کوئی نہیں سوا اللہ کے رواہ ابن عدی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ لاجرم امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں اما الثانی ای قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فر من المجذوم، فظاھرہ غیر مراد للاتفاق علی اباحۃ القرب منہ ویثاب بخدمتہ وتمریضہ وعلی القیام بمصالحہ یعنی علما کا اتفاق ہے کہ مجذوم کے پاس اوٹھنا بیٹھنا مباح ہے اور اوسکی خدمت گزاری و تیمارداری موجب ثواب واللہ تعالٰی اعلم واذ خرجت المقالۃ فی صورۃ رسالۃ ناسب ان نسمیھا **الحق المجتلی فی حکم المبتلی** والحمد للہ علی ما انعم وعلم وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا و مولٰنا محمد والہ وصحبہ وسلم۔

۱۳۰۴

سوال دوم

زید نے پیشتر جس کو عرصہ قریب چار سال کے ہوا تین چار شخصوں کے سامنے یہ کلمات توہین و بے ادبی کے کہے کہ جملہ انبیا علیہم السلام نے گناہ کیا اور گناہ میں مبتلا رہے جب بہت کچھ کہا گیا تو پھر زید نے بلا توبہ یہ کلمہ کہا کہ اچھا نبی معصوم سہی مگر ہم سوائے انبیا کے کسی کو قطعی جنتی نہیں کہہ سکتے۔ اور یہ کلمات ساٹھ ستر مسلمانوں کے سامنے مکرر سہ کرر کہے۔ اسکا جواب زید کو یہ دیا گیا کہ تم نے یہ بھی خلاف کلام اللہ وحدیث شریف کے کہا کیونکہ عشرہ مبشرہ واصحاب بدر وشہدا وغیرہ وغیرہ ضرور قطعی جنتی ہیں اور اون کی نسبت حدیث شریف وکلام پاک میں حکم آچکا ہے مگر زید نے ایک نہ مانی۔ اور یہ ہی کہتا رہا کہ ہم ہرگز نہیں کہہ سکتے بلکہ فوجداری کرنے کو مستعد وآمادہ ہوگیا۔ بروقت استفسار علمائے دین نے فتوی دیا کہ زید ایسے کلمات کہنے سے قطعا بدمذہب وگمراہ وبددین وخارج از دائرہ اہلسنت وجماعت ہے اور اوسکے پیچھے نماز ناجائز کیا بلکہ بالکل باطل ہے۔ اوسکو مناسب ہے کہ توبہ کرے جبکہ زید مذکور کو توبہ کرنے کے واسطے کہا گیا تو اول تو اوس نے کلمات بالا کے کہنے سے انکار کیا جب سب لوگوں پر پورے طور سے کلمات ناشائستہ بالا کا کہنا ثابت ہوگیا تو پھر یہ حیلہ کیا کہ فلاں فلاں دو شخصوں کے روبرو ہم نے توبہ کرلی۔ اور اون دو شخصوں کا نام لیا کہ جو زید کے دوست واحباب ہیں اور جنھوں نے سابقا مثل زید کے یہ کہا تھا کہ ایسے کلمات زید نے نہیں کہے اور پھر وہی دونوں شخص کہنے لگے کہ زید نے توبہ کرلی ہے۔ لیکن دیگر صاحبان نے اس کہنے زید اور اون کے احبابوں کے کہنے کو تسلیم نہیں کیا اور اوس کے پیچھے نماز پڑھنی ترک کردی جب علما سے دریافت کیا کہ زید دو شخص گواہ دیتا ہے کہ اون کے روبرو توبہ کرلی وہ شاہد ہیں تو یہ توبہ لائق پذیرائی ہے یا نہیں۔ تو عالم صاحب نے ارقام فرمایا کہ جب زید نے کلمات ضلالت علانیہ ساٹھ ستر مسلمانوں کے مجمع میں کہے۔ اور مسلمانوں کو اپنی گواہی پر گواہ کرلیا اوس کو لازم ہے کہ یوں ہی علی الاعلان توبہ کرکے مسلمانوں کو اون کلمات کے ضلالت ہونے اور اپنے رجوع کرنے پر گواہ کرلے جبکہ خود زید زندہ ہے تو توبہ کرسکتا ہے۔ شہادت کی کیا حاجت ہے۔ اور مفتی صاحب نے یہ حدیث شریف بھی ارقام فرمادی ہے اذا عملت سیئۃ فاحدث عندھا التوبۃ السر بالسر والعلانیۃ بالعلانیۃ۔ رواہ الطبرانی فی معجمہ الکبیر۔ اور مولوی صاحب نے یہ کل مسئلہ تحفہ حنفیہ میں طبع کراکے شائع کرادیا ہے۔ اب پھر بعد چار سال کے دو تین آدمیوں کے سامنے کلمات لاطائل کا اقرار کرکے توبہ کرلی ہے اور یہ تین شخص ضرور معتبر او معتمد ہیں۔ مگر جسوقت زید نے ایک مجمع میں وہ کلمات بیہودہ کہے تھے اوس وقت یہ صاحب اوس مجمع میں نہ تھے اور معاملہ کو ضرور سنا تھا۔ ایک مفتی صاحب سے جو اس بارہ میں استفسار کیا گیا تو وہ فرماتے ہیں کہ جب دو تین شخص معتبر توبہ کے شاہد ہیں اور وہ اوسکے توبہ کی خبر دیتے ہیں تو یہ بھی ایک قسم کا اعلان ہے جب مجمع میں کہتا ہے کہ میں فلاں فلاں کے روبرو توبہ کرلی ہے تو اخبار عن التوبہ جو مجمع میں ہوا بمنزلہ توبہ کے ہے پس اعلان حاصل ہوگیا اس لئے یہ توبہ معتبر وصحیح ہوگی اوس کا اعتبار کرلینا چاہئے اگرچہ اس فرمانے عالم صاحب کو مان لیا گیا مگر دوسرے صاحبوں نے کہا کہ آپ سے بھی استفتا لیا جاوے یعنی دیگر علما سے تاکہ کامل اطمینان ہوجاوے۔

الجواب

اقول وباللہ التوفیق اس مسئلہ میں مجملاً تحقیق حق یہ ہے کہ وہ گناہ جو خلق پر بھی ظاہر ہو جسطرح خود اوس کے لئے دو تعلق ہیں ایک بندے اور خدا میں کہ اللہ عزوجل کی نافرمانی کی اوسکا ثمرہ حق جل وعلا کی معاذ اللہ ناراضی اوسکے عذاب منقطع یا ابدی کا استحقاق دوسرا بندے اور خلق میں کہ مسلمانوں کے نزدیک وہ آثم وظالم یا گمراہ یا کافر بحسب حیثیت گناہ ٹھہرے اور اس کے لائق سلام وکلام وتعظیم واکرام واقتدائے نماز وغیرہا امور ومعاملات میں اوس کے ساتھ اونھیں برتاؤ کرنا ہو۔ یونہیں اوس سے توبہ کیلئے بھی دو رخ ہیں ایک جانب خدا۔ اوس کا رکن اعظم بصدق دل اوس گناہ سے ندامت ہے فی الحال اوس کا ترک اور اوس کے آثار کا مٹانا اور آئندہ کبھی نہ کرنے کا صحیح عزم یہ سب باتیں سچی پشیمانی کو لازم ہیں ولہذا رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا الندم توبۃ ندامت توبہ ہے۔

رواہ احمد والبخاری فی التاریخ وابن ماجہ والحاکم عن ابن مسعود والحاکم والبیہقی فی شعب الایمان عن انس والطبرانی فی الکبیر وابونعیم فی الحلیۃ عن ابی سعید الانصاری رضی اللہ تعالٰی عنہم وھو حدیث صحیح یعنی وہی سچی صادقہ ندامت کہ بقیہ ارکان توبہ کو خود مستلزم ہے اسی کا نام توبۃ السر ہے دوسرا جانب خلق کہ جسطرح اون پر گناہ ظاہر ہوا اور اون کے قلوب میں اسکی طرف سے کشیدگی پیدا ہوئی اور معاملات میں اسکے ساتھ اسکے گناہ کے لائق اونھیں احکام دیئے گئے اسی طرح اون پر اوسکی توبہ و رجوع ظاہر ہو کہ اون کے دل اس سے صاف ہوں اور احکام حالت برأت کی طرف مراجعت کریں یہ توبۂ علانیہ ہے توبہ سر سے تو کوئی گناہ خالی نہیں ہوسکتا اور گناہ علانیہ کے لئے شرع نے توبۂ علانیہ کا حکم دیا ہے امام احمد کتاب الزہد میں بسند حسن اور طبرانی معجم کبیر اور بیہقی شعب الایمان میں بسند جید سیدنا معاذ بن جبل سے اور دیلمی مسند الفردوس میں انس بن مالک سے موصولًا اور امام احمد زہد میں عطاء بن یسار سے مرسلًا بالفاظ عدیدہ مطولہ و مختصرہ راوی کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں علیك بتقوی اللہ عزوجل ما استطعت واذکر اللہ عزوجل عند کل حجر وشجر واذا عملت سیئۃ فاحدث عندھا توبۃ السر بالسر والعلانیۃ بالعلانیۃ جہاں تک ہوسکے اللہ عزوجل سے تقوی لازم رکھ اور ہر پتھر اور پیڑ کے پاس اللہ کی یاد کر اور جب کوئی گناہ کرے اوسوقت توبہ لا خفیہ کی خفیہ اور آشکارا کی آشکارا ھذا لفظ احمد عن معاذ وفی مرسلہ من قولہ اذا عملت سیئۃ الحدیث ولفظ الدیلمی اذا احدثت ذنبا فاحدث عندھا توبۃ ان سرا فسر وان علانیۃ فعلانیۃ جب تجھ سے نیا گناہ ہو فورًا نئی توبہ کر نہاں کی نہاں اور عیاں کی عیاں **اقول** وباللہ التوفیق اس حکم میں بکثرت حکمتیں ہیں **اول** اصلاح ذات بین کا حکم ہے یعنی آپس میں صفائی اور صلح رکھو۔ یہ گناہ علانیہ میں توبہ علانیہ ہی پر موقوف کہ جب مسلمان اس کے گناہ سے آگاہ ہوئے اگر توبہ سے واقف نہوں تو اون کے قلوب اس سے ویسے ہی رہیں گے جیسے قبل توبہ تھے **دوم** جب وہ اسے برا سمجھے ہوئے ہیں تو اسکے ساتھ وہی معاملات بُعد و تنفر رکھیں گے جو بدون کیساتھ درکار ہیں علی الخصوص بد مذہب لوگ جیسا زید کا حال ہے یہ بہت برکات سے محرومی کا باعث ہوگا۔ **سوم** جب یہ واقع میں تائب ہولے اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ تو اب مسلمانوں کے وہ معاملات نظر بواقع بیجا ہوں گے اور اونھیں اس بیجا پر خود یہ شخص حامل ہوا کہ اگر اپنی توبہ کا اعلان کر دیتا تو کیوں وہ معاملات رہتے تو لازم ہوا کہ اونھیں مطلع کر دے جیسے کسی کے کپڑے میں نجاست ہو اور وہ مطلع نہیں تو جاننے والے پر اوسے خبر دینی ضروری ہے **چہارم** ایسے گناہوں میں جو بدمذہبی بددینی ہے جیسے صورت مسئولہ میں زید کے وہ کلمات خبیثہ اون میں ایک اور سخت آفت کا اندیشہ ہے کہ اگر یہ مرگیا اور مسلمانوں پر اس کی توبہ ظاہر نہیں اور بدمذہب کی مذمت اوس کے مرنے پر بھی جائز بلکہ کبھی شرعًا واجب ہے تو اہل سنت اسے برا اور بددین اور گمراہ کہیں گے اور اون کے سید و مولٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اونھیں زمین میں اللہ عزوجل کا گواہ بتایا ہے آسمان میں اوس کے گواہ ملائکہ ہیں اور زمین میں اہلسنت تو ان کی گواہی سے اوس پر سخت ضرر کا خوف ہے اور وہ خود اس میں تقصیروار ہے کہ اعلان توبہ سے اون کا قلب صاف نہ کر دیا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تشریف فرما تھے ایک جنازہ گزرا حاضرین نے اوس کی تعریف کی نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا وجبت واجب ہوگئی دوسرا جنازہ گزرا اوس کی مذمت کی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا وجبت واجب ہوگئی امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی یارسول اللہ کیا چیز واجب ہوگئی فرمایا ھذا اثنیتم علیہ خیرا فوجبت لہ الجنۃ وھذا اثنیتم علیہ شرا فوجبت لہ النار انتم شہداء اللہ فی الارض پہلے کی تم نے تعریف کی اوس کے لئے جنت واجب ہوگئی دوسرے کی مذمت کی اوس کے لئے دوزخ واجب ہوگئی تم اللہ تعالٰی کے گواہ ہو زمین میں رواہ احمد والشیخان عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ اور یہ نہ بھی ہو تو اتنا ضرور ہے کہ علماء و صلحائے اہلسنت اوس کی تجہیز میں شرکت اور اوس کے جنازہ پر نماز سے احتراز کریں گے شفاعت اخیار سے محروم رہے گا یہ شناعت کیا کم ہے والعیاذ باللہ تعالٰی **پنجم** اصل یہ کہ گناہ علانیہ دوہرا گناہ ہے کہ اعلان گناہ دوسرا گناہ بلکہ اوس گناہ سے بھی بدتر گناہ ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں کل امتی معافی الا المجاھرین میری سب امت عافیت میں ہے سوا اون کے جو گناہ آشکارا کرتے ہیں رواہ الشیخان عن ابی ھریرۃ والطبرانی فی الاوسط عن ابی قتادۃ رضی اللہ تعالٰی عنہما نیز حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لایزال العذاب مکشوفا

عن العباد لما استروا بمعاصی اللہ فاذا اعلنوھا استوجبوا عذاب النار رواہ فی مسند الفردوس عن المغیرۃ بن شعبۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ اعلان بر باعث نفس کہ جرأت وجسارت وسرکشی وبیحیائی ہے اور مرض کا علاج ضد سے ہوتا ہے جب مسلمانوں کے مجمع میں اپنی ندامت و پشیمانی ظاہر کریگا اور اپنے قول یا فعل یا عقیدہ کی بدی وشناعت پر اقرار لائے گا تو اس سے جو انکسار پیدا ہوگا اوس سرکشی کی دوا ہوگا۔ فکر حاضر میں اس وقت اتنی حکمتیں خیال میں آئیں اور شریعت مطہرہ کی حکمتوں کو کون حصر کرسکتا ہے ان میں اکثر وجوہ یہ چاہتے ہیں کہ جن جن لوگوں کے سامنے گناہ کیا ہے اون سب کے مواجہ میں توبہ کرے مگر یہ کثرت مجمع کی حالت میں مطلقا اور بعض صور میں ویسے بھی حرج سے خالی نہیں اور حرج مدفوع بالنص ہے تاہم اس قدر ضرور چاہئے کہ مجمع توبہ مجمع گناہ کے مشابہ ہو سب میں ادنی درجہ کا اعلان اگرچہ دو کے سامنے بھی حاصل ہوسکتا ہے کما اجاب علماؤنا عن تمسك الامام مالك فی اشتراط الاعلان بحدیث اعلنوا النکاح ان من اشھد فقد اعلن کما فی مختصر الکرخی ومبسوط الامام محرر المذھب وغیرھما مگر وہ مقاصد شرع یہاں بے مشاکلت ومشابہت حاصل نہ ہوں گے ولہذا علامہ مناوی نے فیض القدیر میں اس حدیث کی شرح میں لکھا احدث عندھا توبۃ تجانسہا مع رعایۃ المقابلۃ وتحقق المشاکلۃ اھ مختصرا۔ سو کے سامنے گناہ کیا اور ایک گوشہ میں دو کے آگے اظہار توبہ کردیا تو اس کا اشتہار مثل اشتہار گناہ نہ ہوا اور وہ فوائد کہ مطلوب تھے پورے نہ ہوئے بلکہ حقیقۃً وہ مرض کہ باعث اعلان تھا توبہ میں کمی اعلان پر بھی وہی باعث ہے کہ گناہ تو دل کھول کر مجمع کثیر میں کرلیا اور اپنی خطا پر اقرار کرتے عار آتی ہے چپکے سے دو تین کے سامنے کہہ لیا وہ انکسار کہ مطلوب شرع تھا حاصل ہونا درکنار ہنوز خودداری واستنکاف باقی ہے اور جب واقع ایسا ہو تو حاشا توبہ سرکی بھی خیر نہیں کہ وہ ندامت صادقہ چاہتی ہے اور اوس کا خلوص مانع استنکاف۔ پھر انصاف کیجئے تو اوس کا یہ کہنا کہ میں نے توبہ کرلی ہے اور اس مجمع میں توبہ نہ کرنا خود بھی اوسی خودداری واستنکاف کی خبر دے رہا ہے ورنہ گزشتہ توبہ کا قصہ پیش کرنا گواہوں کے نام گنانا اون سے تحقیقات پر موقوف رکھنا یہ جھگڑا آسان تھا یا مسلمانوں کے سامنے یہ دو حرف کہہ لینا کہ الٰہی میں نے اپنے اون ناپاک اقوال سے توبہ کی۔ پھر یہاں ایک نکتہ اور ہے اوس کے ساتھ بندوں کے معاملے تین قسم ہیں ایک یہ کہ گناہ کی اوسکو سزا دی جائے اس پر یہاں قدرت کہاں دوسرے یہ کہ اوسکے ارتباط واختلاط سے تحفظ وتحرز کیا جائے کہ بدمذہب کا ضرر سخت متعدی ہوتا ہے تیسرے یہ کہ اوسکی تعظیم وتکریم مثل قبول شہادت واقتدائے نماز وغیرہ سے احتراز کریں۔ فاسق وبدمذہب کے اظہار توبہ کرنے سے قسم اول تو فوراً موقوف ہوجاتی ہے الا فی بعض صور مستثنیات مذکورۃ فی الدر وغیرہ مگر دو قسم باقی ہنوز باقی رہتی ہیں یہاں تک کہ اوسکی صلاح حال ظاہر ہو اور مسلمان کو اوس کے صدق توبہ پر اطمینان حاصل ہو اس لئے کہ بہت عیار اپنے بچاؤ اور مسلمانوں کو دھوکا دینے کیلئے زبانی توبہ کرلیتے ہیں اور قلب میں وہی فساد بھرا ہوتا ہے۔ عراق میں ایک شخص صبیغ بن عسل تمیمی کے سر میں کچھ خیالات بدمذہبی گھومنے لگے امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حضور عرضی حاضر کی گئی طلبی کا حکم صادر فرمایا وہ حاضر ہوا امیر المؤمنین نے کھجور کی شاخیں جمع کر رکھیں اور اوسے سامنے حاضر ہونے کا حکم دیا۔ فرمایا تو کون ہے کہا میں عبداللہ صبیغ ہوں فرمایا اور میں عبداللہ عمر ہوں اور اون شاخوں سے مارنا شروع کیا کہ خون بہنے لگا پھر قید خانے بھیجدیا جب زخم اچھے ہوئے پھر بلایا اور ویسا ہی مارا پھر قید کردیا سہ بارہ پھر ایسا ہی کیا یہاں تک کہ وہ بولا یا امیر المؤمنین واللہ اب وہ ہوا میرے سر سے نکل گئی امیر المؤمنین نے اوسے حاکم یمن حضرت ابو موسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس بھیجدیا اور حکم فرمایا کہ کوئی مسلمان اوس کے پاس نہ بیٹھے وہ جدھر گزرتا اگر سو آدمی بیٹھے ہوتے سب متفرق ہوجاتے یہاں تک کہ ابو موسٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرضی بھیجی کہ یا امیر المؤمنین اب اوس کا حال صلاح پر ہے اوس وقت مسلمانوں کو اون کے پاس بیٹھنے کی اجازت فرمائی دارمی سنن اور نصر مقدسی وابو القاسم اصبہانی دونوں کتاب الحجہ ابن الانباری کتاب المصاحف اور لالکائی کتاب السنۃ اور ابن عساکر تاریخ دمشق میں

سلیمان بن یسار سے راوی ان رجلا من بنی تمیم یقال لہ صبیغ بن عسل قدم المدینۃ وکان عندہ کتب فکان یسأل عن متشابہ القرآن فبلغ ذلك عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ فبعث الیہ وقد اعدلہ عراجین النخل فلما دخل علیہ قال من انت قال انا عبداللہ صبیغ قال عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ وانا عبداللہ عمر واوما الیہ فجعل یضربہ بتلك العراجین فمازال یضربہ حتی شجہ وجعل الدم یسیل علی

وجہہ فقال حسبك یا امیرالمومنین واللہ فقد ذھب الذی اجد فی رأسی ولنصر وابن عساکر عن ابی عثمٰن النھدی عن صبیغ کتب یعنی امیرالمؤمنین الی اھل البصرۃ ان لا تجالسوا صبیغا قال ابوعثمٰن فلوجاء ونحن مائۃ لتفرقنا عنہ وللدارمی وابن عبدالحکیم وابن عساکر عن مولی ابن عمر قال قال لہ عمر عم تسأل فحدثہ فارسل الی عمر یطلب لجرید فضربہ بہ حتی ترك ظھرہ دبرۃ ثم ترکہ حتی برء ثم دعا بہ لیعود بہ فقال صبیغ یا امیرالمومنین ان کنت ترید قتلی فاقتلنی قتلا جمیلا وان کنت ترید تداوینی فقد واللہ برءت فاذن لہ الی ارضہ وکتب لہ الی ابی موسی الاشعری ان لا یجالسہ احد من المسلمین فاشتد ذلك علی الرجل فکتب ابوموسی الی عمر ان قد حسنت ھیأتہ فکتب ان ائذن للناس فی مجالستہ ولابن الانباری ولنصر واللالکائی وابن عساکر عن السائب بن یزید رضی اللہ تعالٰی عنہ وذکر القصۃ قال فلم یزل یعنی صبیغا وضیعا فی قومہ حتی ھلك وکان سید قومہ پھر صحت توبہ پر اطمینان کتنی مدت میں حاصل ہوتا ہے صحیح یہ کہ اس کے لئے کوئی مدت معین نہیں کرسکتے جب اوس شخص کی حالت کے لحاظ سے اطمینان ہوجائے کہ اب اسکی اصلاح ہوگئی اوس وقت اوس سے دوقسم اخیر کے معاملات برطرف ہوں گے فتاوی امام قاضیخاں پھر فتاوی عالمگیریہ میں ہے الفاسق اذا تاب لاتقبل شہادتہ مالم یمض علیہ زمان یظھر علیہ اثر التوبۃ والصحیح ان ذلك مفوض الی رأی القاضی ظاہر ہے کہ یہ بات نظر بحالات مختلف ہوجاتی ہے ایک سادہ دل راست گو سے کوئی گناہ ہوا اوس نے توبہ کی اوس کے صدق پر جلد اطمینان ہوجائے گا اور دروغ گومکار کی توبہ پر اعتبار نہ کرینگے اگرچہ ہزار مجمع میں تائب ہو امام اجل ملك العلما ابوبکر مسعود کاشانی قدس سرہ الربانی بدائع میں فرماتے ہیں المعروف بالکذب لاعدالۃ لہ فلاتقبل شہادتہ ابدا وان تاب بخلاف ما وقع فی الکذب سھوا وابتلی بہ مرۃ ثم تاب۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ۔ از قصبہ نگرام ضلع لکھنؤ مرسلہ مولوی محمد نفیس صاحب ولد جناب محمد ادریس صاحب ۶ صفر ۱۳۲۵ھ

علمائے شریعت محمدیہ کا مسائل ذیل میں کیا حکم ہے۔ (۱) طاعون کے خوف سے مقام خوف سے فرار کرنا کیسا ہے (۲) درصورت جواز فرار حدیث فرار عن الطاعون (جو بخاری میں عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے)، کے کیا معنی ہوں گے (۳) درصورت عدم جواز فرار عن الطاعون کس درجے کی معصیت ہے کبیرہ یا صغیرہ (۴) گناہ کبیرہ یا صغیرہ پر اصرار کرنے والا شرعًا کیسا ہے (۵) طاعون سے جان کے خوف سے فرار کرنے والے یا فرار کی ترغیب دینے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے (۶) درصورت عدم جواز فرار عن الطاعون سے فرار کرنیوالا اور ترغیب دینے والا ایک ہی درجہ میں معصیت کے مرتکب ہوں گے یا کم زیادہ (۷) مسمی ناقل طاعون سے فرار کو بمقابلہ حدیث حرمت فرار عن الطاعون جائز ہی نہیں بلکہ بلادلیل شرعی احسن سمجھتا ہے شرعًا وہ کیسا ہے (۸) بمقابلہ حدیث صحیح کے کسی صحابی کا قول یا فعل جو مخالف حدیث صحیح کے ہو کیا اصول احکام شریعت کے اعتبار سے قابل تقلید یا عمل ہوگا قولی حدیث کے مقابلہ میں کیا صحابی کے فعل کو ترجیح دی جائے گی۔ (۹) بخیال حفظ صحت بخوف طاعون طاعونی آبادی سے فرار کرکے اوسی کے مضافات میں یعنی آبادی سے کم وبیش ایک میل کے ایسے فاصلے پر چلا جانا جو آبادی کے اکثر ضروریات کو پوری کرتا ہو جسکو فنا کہتے ہیں کیا داخل فرار عن الطاعون ہوگا جس کی ممانعت وحرمت حدیث عبدالرحمٰن بن عوف سے جو بخاری جلد رابع باب مایذکر فی الطاعون میں مروی ثابت ہے اگر یہ خروج داخل فرار عن الطاعون ہوگا توکیوں جبکہ بخاری جلد رابع باب اجر الصابر فی الطاعون میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی ہے کہ اگر کسی کے گاؤں میں طاعون ہوا اور وہ اپنے شہر میں صبر و استقلال سے ٹھہرا رہے تو اوس کو اجر شہید کا ہوگا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عبدالرحمٰن بن عوف کی حدیث میں شہر طاعون سے فرار کی ممانعت ہے نہ یہ کہ شہر طاعون کے اندر خروج نہ کیا جائے کیونکہ اگر شہر کے اندر بھی خروج کی ممانعت ہوتی تو حدیث عائشہ میں صرف استقلال فی البلد سے اجر شہادت نہ ہوتا بلکہ استقلال فی البیت سے ہوتا اور فنا میں نماز جمعہ کی اجازت سے معلوم ہوتا ہے کہ فنائی شہر بھی شہر ہے پس شہر میں خروج کرنا کیونکر داخل فرار ہوگا کیونکہ بدلیل اجازت جمعہ درفنائے شہر شہر ثابت ہوچکا ہے اور فحوائی حدیث عائشہ سے شہر کے اندر خروج کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی اور اگر یہ خروج میں داخل نہ ہوگا توکیوں جبکہ مسافر کو موضع اقامت کی عمارات سے نکلنے پر قصر

واجب ہوجاتا ہے جیسا کہ کتب فقہ سے ثابت ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ شہر کا اطلاق محض عمارات پر ہوتا ہے نہ کہ فنائے عمارات پر اور اس صورت میں حدیث عائشہ کا یہی مفہوم ہوگا کہ شہر کی عمارات سے خروج نہ کیا جائے۔ پس احد الامرین کے اختیار کرنے سے دوسرے کا کیا جواب ہوگا حدیث عائشہ کا صحیح مفہوم کیا ہوگا، صورت اول یا آخر ہر ایک سوال کا جواب نمبروار مدلل ومفصل مع حوالۂ کتب عنایت فرمائیے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی حمدہ للنجاۃ من البلایا خیر ماعون ۔ والافضل الصلاۃ والسلام علی من جعلت شہادۃ امتہ فی الطعن والطاعون وعلی الہ وصحبہ الذین ہم لاماناتہم وعہدہم راعون ۔ فلا یفرون اذا الاقواد ہم فی اعلاء کلمۃ اللہ ساعون ۔ واللہ ورسولہ طواعون الی المعروف داعون ۔ وعن المنکر مناعون ۔ طاعون سے فرار گناہ کبیرہ ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الفار من الطاعون کالفار من الزحف طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسے جہاد میں کافروں کے مقابلے سے بھاگ جانے والا رواہ الامام احمد بسند حسن والترمذی وقال حسن غریب وابن خزیمۃ وابن حبان فی صحیحہما والبزاز والطبرانی وعبد بن حمید عن جابر بن عبد اللہ واحمد بسند صحیح وابن سعد وابویعلی والطبرانی فی الکبیر وفی الاوسط وابونعیم فی فوائد ابی بکر بن خلاد عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنہم اور اللہ عزوجل جہاد میں کفار کو پیٹھ دیکر بھاگنے والے کی نسبت فرماتا ہے فقد باء بغضب من اللہ ومأوٰہ جہنم وبئس المصیر وہ بیشک اللہ کے غضب میں پڑا اور اوس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا بری جائے بازگشت ہے۔ امام ابن حجر مکی زواجر عن اقتراف الکبائر میں فرماتے ہیں الکبیرۃ التاسعۃ والتسعون بعد الثلثمائۃ الفرار من الطاعون اوسی میں بعد ذکر حدیث مذکور بتخریج ترمذی وابن حبان وغیرہما فرمایا القصد بھذا التشبیہ انما ھو زجر الفار والتغلیظ علیہ حتی ینزجر ولا یتم ذلک الا ان کان کبیرۃ کالفار من الزحف مولانا شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالٰی شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں ضابطہ درو باہمیں ست کہ درانجا کہ ہست نباید رفت وازانجا کہ باشد نباید گریخت اگرچہ گریختن در بعض مواضع مثل خانہ کہ در وے زلزلہ شدہ یا آتش گرفتہ یا نشستن در زیر دیوار کہ خم شدہ نزد غلبۂ ظن بہلاک آمدہ است اما در باب طاعون جز صبر نیامدہ مگر گریختن تجویز نیافتہ وقیاس ایں برآں مردود وفاسدست کہ آنہا از قبیل اسباب عادیہ اند وایں از اسباب وہمی وبہر تقدیر گریختن ازانجا جائز نیست وہیچ جا وارد نشدہ وہر کہ بگریزد عاصی ومرتکب کبیرہ ومردود ست نسأل اللہ العافیۃ۔ شرح مشکوٰۃ علامہ طیبی میں زیر حدیث مذکور ہے شبہ بہ ای بالفار من الزحف فی ارتکاب الکبیرہ شرح مؤطا میں ہے قال ابن خزیمۃ انہ من الکبائر التی یعاقب اللہ تعالٰی علیہا ان لم یعف صغیرہ پر اصرار اوسے کبیرہ کردیتا ہے اور کبیرہ پر اصرار اور سخت تر کبیرہ۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لاصغیرۃ علی الاصرار کوئی گناہ اصرار کے بعد صغیرہ نہیں رہتا رواہ فی مسند الفردوس عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔ فرار کی ترغیب دینے والا فرار کرنیوالے سے اشد وبال میں ہے نفس گناہ میں احکام الٰہیہ سے معارضہ ومخالفت کی وہ شان نہیں جو برعکس حکم شرع نہی عن المعروف وامر بالمنکر میں ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے المنٰفقون والمنٰفقٰت بعضہم من بعض یامرون بالمنکر وینہون عن المعروف والی قولہ عزوجل والمؤمنون والمؤمنٰت بعضہم اولیاء بعض یامرون بالمعروف وینہون عن المنکر۔ منافق مرد اور منافقہ عورتیں آپس میں ایک ہیں برائی کا حکم دیتے اور بھلائی سے منع کرتے ہیں اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں دینی بات پر ایک دوسرے کے مددگار ہیں بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں گنہگار اپنی جان کو گرفتار عذاب کرتا ہے اور گناہ کی ترغیب دینے والا خود عذاب میں پڑا اور دوسرے کو بھی عذاب میں ڈالنا چاہتا ہے جتنے اس کی بات پر چلتے ہیں سب کا وبال اون سب پر اور اون سب کے برابر اس اکیلے پر ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من دعا الی ھدی کان لہ من الاجر مثل اجور من اتبعہ لاینقص ذلک من اجورہم شیئا ومن دعا الی ضلالۃ کان علیہ من الاثم مثل اثام من اتبعہ لاینقص ذلک من اثامہم شیئا۔ جو سیدھے راستے کی طرف بلائے جتنے اوسکی پیروی کریں سب کے برابر ثواب پائے اور اون کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ ہو اور جو گمراہی کی طرف

بلائے جتنے اوس کے کہے پر چلیں سب کے برابر اوس پر گناہ ہو اور اون کے گناہوں میں کچھ کمی نہ ہو رواہ الائمۃ احمد والستۃ الا البخاری عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ اور جب طاعون سے فرار کبیرہ ہے تو لوگوں کو اوسکی ترغیب دینی سخت تر کبیرہ اور دونوں فاسق ہیں اور غالبًا اعلان بھی نقد وقت اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ اور اوس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی غنیہ میں ہے لوقدموا فاسقا یاثمون ردالمحتار میں ہے فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعا فھو کالمبتدع تکرہ امامتہ بکل حال بل مشی فی شرح المنیۃ علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم لما ذکرنا طاعون سے فرار کو جو احسن سمجھتا ہے اگر جاہل ہے اور اوسے معلوم نہیں کہ احادیث صحیحہ اسکی تحریم میں وارد ہیں اوسے تفہیم کی جائے اور اگر دانستہ حدیثوں کا انکار کرتا ہے تو صریح گمراہ ہے شرح مؤطا للعلامۃ الزرقانی میں زیر حدیث عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالی عنہ دربارۂ طاعون ہے فیہ دلیل قوی علی وجوب العمل بخبر الواحد لانہ کان بمحضر جمع عظیم من الصحابۃ فلم یقولوا لعبد الرحمٰن انت واحد وانما یجب قبول خبر الکافۃ ما اضل من قال بھذا واللہ تعالی یقول ان جاءکم فاسق بنبا فتبینوا وقرئ فتثبتوا فلو کان العدل اذا جاء بنبا تثبت فی خبرہ ولم ینفذ لاستوی مع الفاسق وھذا خلاف القراٰن ام نجعل المتقین کالفجار قالہ ابن عبدالبر جس امر میں رای واجتہاد کو دخل نہ ہو اوس میں قول صحابی دلیل قول رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم ہے ورنہ جس حدیث کی مخالفت کی اگر اوسکے راوی خود یہ صحابی ہیں اور مخالفت صرف ظاہر نص کی ہے مثلاً عام کی تخصیص یا مطلق کی تقیید تو یہ اثر صحابی اوس حدیث مرفوع کی تفسیر ٹھہریگا اور اوسے اسی خلاف ظاہر پر محمول سمجھا جائے گا اور مخالفت مفسر کی ہے تو صریح دلیل ہے کہ وہ حدیث منسوخ ہوچکی صحابی کو اوس کا ناسخ معلوم تھا اور اگر یہ خود اوسکے راوی نہیں تو یہ معاملہ اگر اس قابل نہ تھا کہ ان صحابی پر مخفی رہتا تو ان کی مخالفت اوس روایت مرفوعہ کے قبول میں شبہہ ڈالے گی ورنہ حدیث ہی مرجح ہے جیسا کہ غیر صحابہ کے قول وفعل پر مطلقاً جبتک حد اجماع تک نہ پہونچے۔ مسلم الثبوت میں ہے روی الصحابی وحمل ظاھرا علی غیرہ کتخصیص العام فالحنفیۃ علی ما حمل لان ترک الظاھر بلا موجب حرام فلا یترکہ الا بدلیل قطعا ولو ترک نصا مفسرا تعین علمہ بالناسخ فیجب اتباعہ وان عمل بخلاف خبرہ غیرہ فان کان صحابیا فالحنفیۃ ان کان مما یحتمل الخفاء لا یضر ولا یقدح وان کان غیر الصحابی ولو اکثر الامۃ فالعمل بالخبر اھ مختصرا اوسی میں ہے الرازی منا والبردعی والبزدوی والسرخسی واتباعھم قول الصحابی فیما یمکن فیہ الرای یلحق بالسنۃ لغیرہ لا لمثلہ ونفاہ الکرخی وجماعۃ وفیما لا یدرک بالرای فعند اصحابنا اتفاق فلہ حکم الرفع اھ ملتقطا یہ اجمالی کلام ہے اور نظر مجتہد کیلئے ہے اور حدیث طاعون اوسی قبیل سے ہے جسکا بعض بلکہ اکثر صحابہ پر بھی مخفی رہنا جائے عجب نہ تھا جیسا کہ حدیث صحیحین سے ثابت ہے کہ جب امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کو راہ شام میں خبر لی کہ وہاں طاعون ہے صحابۂ کرام میں پہلے مہاجرین عظام پھر انصار کرام پھر مشائخ قریش مہاجرین فتح مکہ کو بلاکر مشورے لئے سب نے اپنی اپنی رائے ظاہر کی مگر کسی کو اس بارے میں ارشاد اقدس سید عالم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم معلوم نہ تھا نہ خود امیر المومنین کے علم میں تھا یہاں تک کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالی عنہ کہ اوس وقت اپنے کسی کام کو تشریف لے گئے تھے اونھوں نے آکر ارشاد والا بیان کیا اور اوسی پر عمل کیا گیا۔ یونہیں صحیحین کی حدیث سے ثابت کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ احد العشرۃ المبشرہ کو یہ ارشاد اقدس کہ جب دوسری جگہ طاعون ہونا سنو وہاں نہ جاؤ اور جب تمہارے یہاں پیدا ہو تو وہاں سے نہ بھاگو معلوم نہ تھا یہاں تک کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالی عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے محبوب ابن المحبوب اور سعد رضی اللہ تعالی عنہ کے سامنے کے بچے ہیں اونھیں یہ حدیث سنائی بلکہ صحیحین سے یہ بھی ثابت کہ سعد رضی اللہ تعالی عنہ نے اون سے سوال کرکے اس کا علم حاصل فرمایا فقد اخرجا عن عامر بن سعد بن ابی وقاص عن ابیہ انہ سمعہ یسأل اسامۃ بن زید ماذا سمعت من رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الطاعون رجز ارسل علی بنی اسرائیل او علی من کان قبلکم فاذا سمعتم بہ بارض فلا تقدموا علیہ واذا وقع بارض وانتم بھا فلا تخرجوا فرارا منہ اور [illegible]
تعالی علیہ وسلم سے روایت کرتے ای یرسل ارسالا نقۃ بروایۃ اسامۃ رضی اللہ تعالی عنہ صحیح مسلم شریف [illegible]

رضی تعالٰی عنہ ہے وحدثنیہ وھب بن بقیۃ فذکر بسندہ عن ابراھیم بن سعد بن مالك عن ابیہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بنحو حدیثھم تو وہ ایک صحابہ سے جو اسکا خلاف مروی ہوا اطلاع حدیث سے پہلے تھا جیسے عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ طاعون سے بہت خوف کرتے لوگوں کو متفرق ہو جانے کی رائے دی معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہ اعلم الناس بالحلال والحرام وامام العلماء یوم القیامۃ ہیں ان کا رد شدید کیا اور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حدیث بیان کی اور شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کاتب وحی نے نہایت شدت سے رد کیا اور فرار عن الطاعون سے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا منع فرمانا روایت کیا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فوراً رجوع فرمائی اور ان کی تصدیق کی اخرج ابن خزیمۃ فی صحیحہ عن عبدالرحمن بن غنم قال وقع الطاعون بالشام فقال عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہ ان ھذا الطاعون رجس ففروا منہ فی الاودیۃ والشعاب فبلغ ذلك شرحبیل بن حسنۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ فغضب وقال کذب عمرو بن العاص فقد صحبت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعمرو اضل من حمل اھلہ ان ھذا الطاعون دعوۃ نبیکم ورحمۃ ربکم ووفاۃ الصالحین قبلکم الحدیث ولفظ ابن عساکر عن عبدالرحمن بن غنم قال کان عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہ حین احس بالطاعون فرق فرقاً شدیداً فقال یا ایھا الناس تبددوا فی ھذہ الشعاب وتفرقوا فانہ قد نزل بکم امر من اللہ تعالٰی لااراہ الا رجزا او الطوفان قال شرحبیل بن حسنۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قد صاحبنا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وانت اضل من حمار اھلك قال عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہ صدقت قال معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ لعمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہ کذبت لیس بالطوفان ولا بالرجز ولکنھا رحمۃ ربکم ودعوۃ نبیکم وقبض الصالحین قبلکم الحدیث ورواہ الامام الطحاوی فی شرح معانی الاثار من حدیث شعبۃ عن یزید بن حمیر قال سمعت شرحبیل بن حسنۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ یحدث عن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہ ان الطاعون وقع بالشام فقال عمرو تفرقوا عنہ فانہ رجز فبلغ ذلك شرحبیل بن حسنۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ فقال قد صحبت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فسمعتہ یقول انھا رحمۃ ربکم ودعوۃ نبیکم وموت الصالحین قبلکم فاجتمعوا لہ ولا تفرقوا علیہ فقال عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہ صدق وللحدیث طریق اخری عن شھر بن حوشب قال فیھا فقام شرحبیل بن حسنۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ فقال واللہ لقد اسلمت وان امیرکم ھذا اضل من جمل اھلہ فانظروا ما یقول قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا وقع بارض وانتم بھا فلا تفروا فان الموت فی اعناقکم واذا کان بارض فلا تدخلوھا فانہ یحرق القلوب بعض لوگ اسے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف نسبت کر دیتے ہیں مگر امیر المومنین خود فرماتے ہیں کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ میں طاعون سے بھاگا الٰہی میں اس تہمت سے تیری برأت کرتا ہوں امام اجل طحاوی روایت فرماتے ہیں عن زید بن اسلم عن ابیہ قال قال عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ اللّٰھم ان الناس زعموا انی فررت من الطاعون وانا ابرؤ الیك من ذلك ھذا مختصر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے طاعون سے بھاگنا حرام فرمایا اس میں کوئی تخصیص شہر و بیرون شہر کی نہیں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث امام احمد و امام الائمہ ابن خزیمہ کے یہاں یوں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ الفار من الطاعون کالفار من الزحف والصابر فیہ کالصابر فی الزحف طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسا جہاد میں کفار کے سامنے سے بھاگنے والا اور طاعون میں ٹھہرنے والا ایسا ہے جیسا جہاد میں صبر و استقلال کرنے والا۔ اونھیں کی دوسری روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الفار من الطاعون کالفار من الزحف ومن صبر فیہ کان لہ اجر شہید طاعون سے بھاگنے والا جہاد سے بھاگنے والے کی طرح ہے اور جو اوس میں صبر کئے رہے اوسکے لئے شہید کا ثواب ہے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی حدیث امام احمد کی مسند میں مثل بارہ اول حدیث جابر ہے اور ابن سعد کے یہاں یوں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں

الفار من الطاعون کالفار من الزحف طاعون سے بھاگنا جہاد سے بھاگ جانے کے مثل ہے۔ احمد کی دوسری روایت یوں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الطاعون غدۃ کغدۃ البعیر المقیم بھا کالشھید والفار منھا کالفار من الزحف طاعون ایک گلٹی ہے جس طرح اونٹ کی وبا میں اوس کے نکلتی ہے جو اوس میں ٹھہرا رہے وہ شہید کے مثل ہے اور اوس سے بھاگنے والا جہاد سے بھاگ جانے والے

کی طرح ہے مسند ابی یعلی کے لفظ یوں ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں وخزۃ تصیب امتی من اعدائھم من الجن کغدۃ الابل من اقام علیھا کان مرابطا ومن اصیب بہ کان شہیدا والفار منہ کالفار من الزحف طاعون ایک کونچا ہے کہ میری امت کو اون کے دشمن جنوں کی طرف سے پہنچے گا جیسے اونٹ کی گلٹی جو مسلمان اوس پر صبر کئے ٹھہرا رہے وہ اون میں سے ہو جو راہ خدا میں سرحد کفار پر بلاد اسلام کی حفاظت کے لئے اقامت کرتے ہیں اور جو مسلمان اوس میں مرے وہ شہید ہو اور جو اوس سے بھاگے وہ کافروں کو پیٹھ دیکر بھاگنے والے کی مانند ہو معجم اوسط کی روایت یوں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الطاعون شہادۃ لامتی ووخز اعدائکم من الجن غدۃ کغدۃ البعیر تخرج فی الاباط والمراق من مات فیہ مات شہیدا ومن اقام فیہ کان کالمرابط فی سبیل اللہ ومن فر منہ کان کالفار من الزحف طاعون میری امت کیلئے شہادت ہے اور وہ تمہارے دشمن جنوں کا کونچا ہے اونٹ کے غدود کی طرح گلٹی ہے کہ بغلوں اور نرم جگہوں میں نکلتی ہے جو اوس میں مرے شہید مرے اور جو ٹھہرے وہ راہ خدا میں سرحد کفار پر بانتظار جہاد اقامت کرنے والے کی مانند ہے اور جو اوس سے بھاگ جائے جہاد سے بھاگ جانیوالے کے مثل ہو اقول اولاً ان تمام الفاظ احادیث میں صرف طاعون سے بھاگنے پر وعید شدید اور صبر کئے ٹھہرے رہنے کی ترغیب و تاکید ہے شہر یا محلے یا حوالی شہر وغیرہ کی کچھ قید نہیں تو جو نقل و حرکت طاعون سے بھاگنے کیلئے ہوگی اگرچہ شہر ہی کے محلوں میں وہ بلاشبہہ اس وعید و تہدید کے نیچے داخل ہے ثانیاً حدیث ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا مروی صحیح بخاری شریف مسند امام احمد رحمہ اللہ تعالٰی میں بسند صحیح بر شرط بخاری و مسلم برجال بخاری جلد ششم آخر ص ۲۵۱ و اول ص ۲۵۲ میں یوں ہے حدثنا عبدالصمد ثنا داود یعنی ابن ابی الفرات ثنا عبداللہ بن بریدۃ عن یحیی بن یعمر عن عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنھا انھا قالت سالت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن الطاعون فاخبرنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ کان عذابا یبعثہ اللہ تعالٰی علی من یشاء فجعلہ رحمۃ للمؤمنین فلیس من رجل یقع الطاعون فیمکث فی بیتہ صابرا محتسبا یعلم انہ لایصیبہ الا ماکتب اللہ لہ الا کان لہ مثل اجر الشہید یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا طاعون ایک عذاب تھا کہ اللہ تعالٰی جس پر چاہتا بھیجتا اور اس امت کیلئے اوسے رحمت کر دیا ہے تو جو شخص زمانہ طاعون میں اپنے گھر میں صبر کئے طلب ثواب کیلئے اس اعتقاد کے ساتھ ٹھہرا رہے کہ اوسے وہی پہنچے گا جو خدا نے لکھدیا ہے اوس کیلئے شہید کا ثواب ہے اس حدیث صحیح میں خاص اپنے گھر میں ٹھہرے رہنے کی تصریح ہے ثالثاً ذرا غور کیجئے تو اس حدیث اور حدیث بخاری میں اصلا اختلاف نہیں صحیح بخاری کتاب الطب کے لفظ یہ ہیں لیس من عبد یقع الطاعون فیمکث فی بلدہ صابرا اور ذکر بنی اسرائیل میں لیس من احد یقع الطاعون فیمکث فی بیتہ صابرا محتسبا اور بداہۃً معلوم ہے کہ مطلقاً روئے زمین سے کسی جگہ وقوع طاعون مراد نہیں تو حدیث بخاری میں فی بلدہ اور حدیث احمد میں فی بیتہ برسبیل تنازع یمکث و یقع دونوں سے متعلق ہیں۔ امام عینی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں فرماتے ہیں قولہ فی بلدہ مما تنازع الفعلان فیہ اعنی قولہ یقع وقولہ یمکث تو دونوں روایتوں کا مطلب یہ ہوا کہ جس کے شہر میں طاعون واقع ہو وہ شہر سے نہ بھاگے اور جس کے خود گھر میں واقع ہو وہ اپنے گھر سے نہ بھاگے اور حاصل اوسی طرف رجوع کر گیا کہ طاعون سے نہ بھاگے شہر یا گھر سے بھاگنا لذاتہ ممنوع نہیں اگر کوئی ظالم جبار شہر میں ظلماً اوسکی گرفتاری کو آیا اور یہ اوس سے بچنے کو شہر سے بھاگ گیا ہرگز مواخذہ نہیں اگرچہ زمانہ طاعون ہی کا ہو کہ یہ بھاگنا طاعون سے نہ تھا بلکہ ظلم ظالم سے اور اللہ عزوجل نیت کو جانتا ہے ولہذا حدیث عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ میں ارشاد ہوا اذا وقع بارض وانتم بھا فلا تخرجوا فرارا منہ نہ کہ منھا اور حدیث اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما روایت تامہ شیخین میں اوسکے مثل اور روایت مسلم میں یوں آئی فلا تخرجوا منھا فرارا منہ لاجرم شرح صحیح مسلم میں ہے اتفقوا علی جواز الخروج لشغل وغرض غیر الفرار ودلیلہ صریح الاحادیث اسی طرح حدیقہ ندیہ میں نقل فرمایا اور مقرر رکھا اور جب مطمح نظر فرار عن الطاعون ہے نہ عن البلد تو یہ بحث کہ فنائے شہر بھی مثل جمعہ اس حکم میں داخل ہے یا مثل سفر خارج محض طاعون سے بھاگنے کے لئے جو نقل و حرکت ہو سب زیر نہی ہے اگرچہ مضافات خواہ فنا خواہ شہر کی شہر میں سرابعاً نظر کیجئے تو خود یہی حدیث فیمکث فی بلدہ محلات

شہر ہی میں تجویز فرار سے صریح ابا فرما رہی ہے اوس میں فقط اتنا ہی نہ فرمایا کہ شہر میں رہے بلکہ صاف ارشاد ہوا فمکث فی بلدہ صابرا محتسبا یعلم انہ لایصیبہ الاماکتب اللہ لہ اپنے شہر میں تین وصفوں کیساتھ ٹھہرے اول صبر واستقلال دوم تسلیم وتفویض ورضا بالقضا پر طلب ثواب سوم یہ سچا اعتقاد کہ بے تقدیر الٰہی کوئی بلا نہیں پہنچ سکتی اب اوسکے حال کو اندازہ کیجئے جس کے شہر کے ایک کنارے میں طاعون واقع ہوا اور وہ اوسکے خوف سے گھر چھوڑ کر دوسرے کنارے کو بھاگ گیا کیا اوسے ثابت قدم وصابر ومستقل وراضی بالقضا کہا جائے گا وہ ایسا ہوتا تو کیوں بھاگتا شہر میں اوسکا قیام صبر ورضا کیلئے نہیں بلکہ اس لئے کہ یہ کنارہ شہر ہنوز محفوظ ہے کل اگر یہاں بھی طاعون آیا تو اوسے یہاں سے بھی بھاگتے دیکھ لینا اگر اب بیرون شہر جاکر پڑا اور وہاں بھی دبا پہنچی تو وہ مضافات کو بھی چھوڑ کر دوسری ہی بستی میں دم لیگا پھر صابرا محتسبا کہاں صادق آیا۔ **خامسًا** سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرار من الطاعون کو جسکا مماثل فرمایا یعنی جہاد سے بھاگنا اوسی کے ملاحظہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ شہر چھوڑ کر دوسرے شہر کو چلے جانے ہی پر فرار محصور نہیں کیا اگر امام مسلمانان بیرون شہر کفار سے جہاد کررہا ہو اور کچھ لوگ مقابلہ سے بھاگ کر اپنے گھروں میں جا بیٹھیں تو فرار نہ ہوگا ضرور ہوگا بلکہ گھروں میں جا بیٹھنا درکنار اگر معرکہ سے بھاگ کر اوسی میدان کے کسی پہاڑ یا غار میں جا چھپے ضرور عار فرار نقد وقت ہوگی کہ میدان کارزار تو ہر طرح چھوڑا اور مقابلہ کفار سے منہ موڑا نص قرآنی اسپر دلیل صریح ہے قال اللہ عزوجل ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعٰن انما استزلھم الشیطٰن ببعض ماکسبوا ولقد عفا اللہ عنھم ان اللہ غفور حلیم ہ وقال جل من قائل ولقد عفا عنکم واللہ ذو فضل علی المؤمنین ہ اذ تصعدون ولا تلوٗن علٰی احد والرسول یدعوکم فی اخرٰکم فاثابکم غما بغم الاٰیۃ معالم میں ہے قرأ ابو عبدالرحمٰن السلمی وقتادۃ تصعدون بفتح التاء والعین والقراءۃ المعروفۃ بضم التاء وکسر العین والاصعاد السیر فی الارض والصعود الارتفاع فی الجبال والسطوح وکلتا القراءتین صواب فقد کان یومئذ من المنھزمین مصعد وصاعد اھ باختصار **سادسًا** جن حکمتوں کی بنا پر حکیم کریم رؤف رحیم علیہ وعلٰی آلہ الصلاۃ والتسلیم نے طاعون سے فرار حرام فرمایا اون میں ایک حکمت یہ ہے کہ اگر تندرست بھاگ جائیں گے بیمار ضائع رہ جائیں گے اون کا نہ کوئی تیماردار ہوگا نہ خبرگیراں پھر جو مریں گے اُنکی تجہیز وتکفین کون کریگا جسطرح خود آجکل ہمارے شہر اور گرد نواح کے ہنود میں مشہور ہو رہا ہے کہ اولاد کو ماں باپ کو اولاد نے چھوڑ کر اپنا رستہ لیا بڑوں بڑوں کی لاشیں مزدوروں نے ٹھیلے پر ڈال کر جہنم پہنچائیں اگر شرع مطہر مسلمانوں کو بھی بھاگنے کا حکم دیتی تو معاذ اللہ یہی بے بسی بیکسی ان کے مریضوں میتوں کو بھی گھیرتی جسے شرع قطعًا حرام فرماتی ہے۔ ارشاد الساری شرح صحیح البخاری میں ہے (لاتخرجوا فرارا منہ) فانہ فرار من القدر ولئلا یضیع المرضٰی لعدم من یتعھدھم والموتٰی لعدم من یجھزھم۔ اسی طرح زرقانی شرح مؤطا میں ہے عینی شرح بخاری میں بھی اسے نقل کرکے مقرر رکھا ظاہر یہ ہے کہ علت جسطرح غیر شہر کو بھاگ جانے میں ہے یونہیں بیرون شہر جا پڑنے بلکہ محلہ مریضان چھوڑ کر محلہ صحیحان میں جا بسنے میں بھی تو حق یہ کہ بہ نیت فرار مطلقًا نقل وحرکت حرام ہے نیز یہ علت موجب ہے کہ نہ صرف طاعون بلکہ ہر وبا کا یہی حکم ہے ولہذا شیخ محقق رحمہ اللہ تعالٰی نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرمایا آنچہ در احادیث مذکور شدہ وبرگریختن ازاں وبیرون رفتن از شہرے کہ واقع شدہ باشد وراں نہی کردہ ووعید نمودہ وتشبیہ بفرار از زحف دادہ برصبر براں بشہادت حکم کردہ مراد وبا وموت عام است ومرض عام است ومخصوص بآنچہ اطبا تعیین نمودہ اند نیست ولہذا در احادیث بہ لفظ وبا وموت عام مذکور شدہ واگرچہ بلفظ طاعون نیز واقع شدہ امامراد معنی وبا است وغلط کردہ کہ طاعون را بر مصطلح اطبا حمل کردہ ودر غیر آں فرار مباح داشتہ واگر فرضا بریں معنی محمول باشد بروے ازوبا خواہد بود نہ مخصوص بآں وایں قائل آں احادیث را کہ در وے لفظ وبا وموت عام واقع شدہ چہ خواہد گفت۔ نسأل اللہ العافیۃ۔ **فائدہ** ۔ امام احمد مسندا و ابن سعد طبقات میں ابوعسیب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بسند صحیح روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اتانی جبرئیل بالحمی والطاعون فامسکت الحمی بالمدینۃ وارسلت الطاعون الی الشام فالطاعون شہادۃ لامتی ورحمۃ لھم ورجس علی الکافرین میرے پاس جبرئیل امین علیہ الصلاۃ والتسلیم

بخار اور طاعون لیکر حاضر ہوئے میں نے بخار مدینہ طیبہ میں رہنے دیا اور طاعون ملک شام کو بھیجدیا تو طاعون میری امت کیلئے شہادت ورحمت اور کافروں پر عذاب ونقمت ہے صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو معلوم تھا کہ طاعون کو ملک شام کا حکم ہوا ہے اور بلاد شام فتح کرنے تھے لہذا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ جو لشکر ملک شام کو روانہ فرماتے اوس سے دونوں باتوں پر یکساں بیعت وعہد وپیمان لیتے ایک یہ کہ دشمنوں کے نیزوں سے نہ بھاگنا دوسرے یہ کہ طاعون سے نہ بھاگنا۔ امام مسدد استاذ امام بخاری ومسلم اپنی مسند میں ابوالسفر سے روایت کرتے ہیں قال کان ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ اذا بعث الی الشام بایعھم علی الطعن والطاعون یہاں سے خوب ثابت وظاہر ہوا کہ مسلمانوں کو فرار عن الطاعون کی ترغیب دینے والا اون کا خیر خواہ نہیں بدخواہ ہے اور طبیبوں ڈاکٹروں کا اوس میں صبر واستقلال سے منع کرنا خیر وصلاح کے خلاف باطل راہ ہے اللہ عزوجل نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سارے جہاں کیلئے رحمت بھیجا اور مسلمانوں پر بالتخصیص رؤف رحیم بنایا اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کیلئے ارحم امتی بامتی ابوبکر حدیث میں آیا یعنی جو رافت ورحمت میری امت کے حال پر ابوبکر کو ہے اتنی تمام امت میں کسی کو نہیں اگر طاعون سے بھاگنے میں بھلائی اور ٹھہرنے میں برائی ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہ اپنی امت پر ماں باپ سے زیادہ مہربان ہیں کیوں ٹھہرنے کی ترغیب دیتے اور بھاگنے سے اسقدر تاکید شدید کیساتھ منع فرماتے اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ تمام امت میں سب سے بڑھکر خیر خواہ امت ہیں کیوں اوس سے نہ بھاگنے کا عہد وپیمان لیتے معلوم ہوا کہ طاعون سے بھاگنے کی ترغیب دینے والے ہی حقیقۃً امت کے بدخواہ اور اولٹی مت سمجھانے والے ہیں والعیاذ باللہ تعالٰی جیسے کوئی بدعقل بے تمیز کج فہم عورت پڑھنے کی محنت استاذ کی شدت دیکھکر اپنے بچے کو مکتب سے بھاگ آنے کی ترغیب دے وہ اپنے خیال باطل میں اوسے محبت سمجھتی ہے حالانکہ صریح دشمنی ہے۔ ع۔ دوستی بخرد ال دشمنی ست ٭ بدنصیب وہ بچہ کہ اوسکے کہنے میں آجائے اور مہربان باپ کی تاکید وتہدید خیال میں نہ لائے۔ بلکہ انصافاً یہ حالت اس مثال سے بھی بدتر ہے مکتب میں پڑھنے کی محنت سبھی پر ہوتی ہے اور شدت بھی غالب فی اکثری ہے اور جہاں طاعون پھوٹے وہاں سب یا اکثر کا مبتلا ہونا کچھ ضرور نہیں بلکہ باذنہ تعالٰی محفوظ ہی رہنے والوں کا شمار زائد ہوتا ہے ولہذا آگ اور زلزلے پر اس کا قیاس باطل ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ کے نیچے سمجھنا محض وسوسہ ہے کہ اون میں ہلاک غالب ہے جیسا کہ کلام حضرت شیخ محقق قدس سرہ سے گزرا اور سچا ہلاک تو یہ ہے کہ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ارشاد اقدس کو کہ عین رحمت وخیر خواہی امت ہے معاذ اللہ مضرت رساں خیال کیا جائے اور اوس کے مقابل طبیبوں اور ڈاکٹروں کی بات کو اپنے لئے نافع سمجھا جائے۔ ع۔ ببیں کہ از کہ بریدی وبا کہ پیوستی ٭ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ولہذا سلف صالح کا داب یہی رہا کہ طاعون میں صبر واستقلال سے کام لیتے امام ابوعمر بن عبدالبر فرماتے ہیں: لم یبلغنی عن احد من حملۃ العلم انہ فر منہ الا ما ذکر المدائنی ان علی بن زید بن جدعان ھرب منہ الی السیالۃ فکان یجمع کل جمعۃ ویرجع فاذا رجع صاحوا بہ فر من الطاعون فطعن فمات بالسیالۃ یعنی مجھے کسی کی نسبت یہ روایت نہ پہنچی کہ وہ طاعون سے بھاگا ہو مگر وہ جو مدائنی نے ذکر کیا کہ علی بن زید بن جدعان طاعون میں شہر سے بھاگ کر سیالہ کو چلے گئے تھے ہر جمعہ کو شہر میں آکر نماز پڑھتے اور پلٹ جاتے جب پلٹتے لوگ شور مچاتے طاعون سے بھاگا ہے آخر سیالہ میں طاعون ہی میں مبتلا ہو کر مرے یہ علی بن زید کچھ ایسے مستند علما سے نہ تھے امام سفین بن عیینہ وامام حماد بن زید وامام احمد بن حنبل وامام یحیی بن معین وامام بخاری وامام ابوحاتم وامام ابن خزیمہ وامام عجلی وامام دارقطنی وغیرہم عامہ ائمہ جرح وتعدیل نے اون کی تضعیف کی اور مذہب کے بھی کچھ ٹھیک نہ تھے عجلی نے کہا تشیع تھا بلکہ امام یزید بن زریع سے مروی ہوا رافضی تھا پھر اوس کا یہ فعل زمانہ سلامت عقل وصحت حواس کا بھی نہ تھا آخر عمر میں عقل صحیح نہ رہی تھی امام شعبہ بن الحجاج نے فرمایا حدثنا علی قبل ان یختلط فسوی نے کہا اختلط فی

کبرہ پھر ہر جمعہ کو نماز کیلئے شہر یعنی بصرہ میں آنا اور نماز پڑھکر پلٹ جانا دلیل واضح ہے کہ سیالہ کوئی ایسی ہی قریب جگہ بصرہ سے تھی علی بن زید کا انتقال ۱۳۱ھ میں ہے وہ زمانہ تابعین کا تھا تو ثابت ہوا کہ مضافات شہر میں چلا جانا بھی اوسی فرار حرام میں داخل ہے جس پر یہ شخص تمام شہر میں مطعون وانگشت نما ہوا ہر جمعہ کو اس کے پلٹتے وقت اہل شہر میں کہ تابعین وتبع تابعین ہی تھے غل پڑجاتا کہ وہ طاعون سے بھاگا۔

والعیاذ باللہ تعالی۔ تنبیہ نبیہ۔ جس طرح طاعون سے بھاگنا حرام ہے اور اوس کے لئے وہاں جانا بھی ناجائز وگناہ ہے احادیث صحیحہ میں دونوں سے ممانعت فرمائی پہلے میں تقدیر الہی سے بھاگنا ہے تو دوسرے میں بلائے الہی سے مقابلہ کرنا ہے اور اس کے لئے اظہار توکل کا عذر محض سفاہت۔ توکل معارضۂ اسباب کا نام نہیں امام اجل ابن دقیق العید رحمۃ اللہ تعالی فرماتے ہیں الاقدام علیہ تعرض للبلاء ولعلہ لایصبر علیہ وربما کان فیہ ضرب من الدعوی لمقام الصبر او التوکل فمنع ذلك لاغترار النفس ودعوٰھا ما لاتثبت علیہ عند التحقیق اسقدر کی ممانعت میں ہرگز گنجائش سخن نہیں آب رہا یہ کہ جب طاعون سے بھاگنے یا اوسکے مقابلہ کی نیت نہ ہو تو شہر طاعونی سے نکلنا یا دوسری جگہ سے اوس میں جانا فی نفسہ کیسا ہے اس میں ہمارے علما کی تحقیق یہ ہے کہ بجائے خود حرام نہیں مگر نظر بہ پیش بینی یہاں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ انسان کامل الایمان ہے لن یصیبنا الا ماکتب اللہ لنا کی بشاشت و نورانیت اوسکے دل کے اندر سرایت کئے ہوئے ہے اگر طاعونی شہر میں کسی کام کو جائے اور مبتلا ہو جائے تو اوسے یہ پشیمانی عارض نہ ہوگی کہ ناحق آیا کہ بلانے لے لیا یا کسی کام کو باہر جائے تو یہ خیال نہ کریگا کہ خوب ہوا جو اس بلا سے نکل آیا خلاصہ یہ کہ اوس کا آنا جانا بالکل ایسا ہو جیسا طاعون نہ ہونے کے زمانہ میں ہوتا تو اوسے خالص اجازت ہے اپنے کاموں کو آئے جائے جو چاہے کرے کہ نہ فی الحال نیت فاسدہ ہے نہ آئندہ فساد فکر کا اندیشہ ہے اور جو ایسا نہ ہو اوسے مکروہ ہے کہ اگرچہ فی الحال نیت فاسدہ نہیں کہ حکم حرمت ہو مگر آئندہ فساد پیدا ہونے کا اندیشہ ہے لہذا کراہت ہے وہ حدیثیں جن میں خود شہر طاعونی سے نکلنے اور اوس میں جانے کی ممانعت مروی ہوئی جیسے ایک روایت حدیث اسامہ رضی اللہ تعالی عنہ کے الفاظ اذا سمعتم بالطاعون بارض فلا تدخلوھا واذا وقع بارض وانتم بھا فلا تخرجوا منھا رواہ الشیخان یا ایک روایت حدیث عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالی عنہ کے لفظ فاذا سمعتم بہ فی ارض فلا تدخلوھا رواہ الطبرانی فی الکبیر یا حدیث عکرمہ بن خالد المخزومی عن ابیہ وعمہ عن جدہ رضی اللہ تعالی عنہ اذا وقع الطاعون فی ارض وانتم بھا فلا تخرجوا منھا وان کنتم بغیرھا فلا تقدموا علیھا رواہ احمد والطحاوی والطبرانی والبغوی وابن قانع یہ اگر اپنے اطلاق پر رکھی جائیں یعنی نیت فرار و مقابلہ سے مقید نہ کی جائیں بناء علی ماحقق الامام ابن الھمام ان المطلق لایحمل علی المقید وان اتحد الحکم والحادثۃ مالم تدع الیہ ضرورۃ کما فی الفتح تو اون کا محمل یہی صورت کراہت ہے جو ابھی مذکور ہوئی اور اطلاق اس بنا پر کہ اکثر لوگ اسی قسم کے ہوتے ہیں اور احکام کی بنا کثیر و غالب پر ہے درمختار میں ہے اذا خرج من بلدۃ بھا الطاعون فان علم ان کل شیئ بقدر اللہ تعالی فلا بأس بان یخرج ویدخل وان کان عندہ انہ لوخرج نجا ولو دخل ابتلی بہ کرہ لہ ذلك فلا یدخل ولا یخرج صیانۃ لاعتقادہ وعلیہ حمل النھی فی الحدیث الشریف۔ مجمع الفتاوی اسی طرح فتاوی ظہیریہ میں ہے وتمام تحقیقہ فی ماعلقناہ علی ردالمحتار۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ ۹ ربیع الاول شریف ۱۳۲۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کبوتر اوڑانا اور پالنا اور مرغ بازی بٹیر بازی کنکیا بازی اور فروخت کرنا کنکیا اور ڈور اور مانجھا جائز ہے یا ناجائز اور ان لوگوں سے سلام علیک کرنا اور سلام کا جواب دینا واجب ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

کبوتر پالنا جائز ہے جبکہ دوسروں کے کبوتر نہ پکڑے اور کبوتر اوڑانا کہ گھنٹوں اون کو اوترنے نہیں دیتے حرام ہے اور مرغ یا بٹیر کا لڑانا حرام ہے ان لوگوں سے ابتدا بسلام نہ کی جائے جواب دے سکتے ہیں واجب نہیں کنکیا اوڑانے میں وقت و مال کا ضائع کرنا ہوتا ہے یہ بھی گناہ ہے اور گناہ کے آلات کنکیا ڈور بیچنا بھی منع ہے احتراز کریں تو ان سے بھی ابتدا بسلام نہ کی جائے واللہ تعالی اعلم

مقدمہ

اب تک فتاوی رضویہ مصنفہ مجدد مأتہ رابع عشر اعلیحضرت مولانا احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی جلد اول سے ہفتم نیز یازدہم چھپ چکی ہیں۔ جلد دہم (کتاب الحظر والاباحۃ) کا نصف اول مکتبہ رضا ایوان عرفان بیسلپور ضلع پیلی بھیت سے طبع ہو چکا ہے۔ یہ جلد دہم (کتاب الحظر والاباحۃ) کا نصف آخر ہے۔ فتاوی رضویہ بارہ جلدوں میں ہے جس کی ہر جلد تقریباً ہزار صفحات اوسط سائز پر مشتمل ہے جن میں فقہ کے ہزارہا مسائل ایسی تحقیق سے بیان ہوئے ہیں جو اپنی آپ مثال ہیں۔ آپ کے بیشتر فتاوی کثیر التعداد آیت قرآنی، احادیث کریمہ اور روایات اصول و فروع کی بوجھل شہادتوں سے گراں بار ہوتے ہیں۔ مثلاً زیر اشاعت جلد دہم (نصف آخر) میں صرف ایک مسئلہ حرمۃ سجدۂ تحیت کے ثبوت میں متعدد آیتیں، چالیس حدیثیں اور ڈیڑھ سو نصوص فقہ پیش فرمائے ہیں

جلد دہم (نصف اول) میں ۲۲۶ مسائل اور سات مستقل رسائل ہیں۔ زیر طبع جلد دہم (نصف آخر) میں ۳۱۸ مسائل اور پانچ مستقل رسائل ہیں۔ مکمل جلد دہم میں کل ۵۴۴ مسائل اور تیرہ مستقل رسائل ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے

نمبر	رسالہ	سنہ	نمبر	رسالہ	سنہ
۱	حک العیب فی حرمۃ تسوید الشیب	۱۳۰۷ھ	۸	الکشف شافیا حکم فونوجرافیا	۱۳۲۸ھ
۲	مشعلۃ الارشاد فی حقوق الاولاد	۱۳۱۰ھ	۹	العطایا القدیر فی حکم التصویر	۱۳۳۱ھ
۳	اعجب الامداد فی مکفرات حقوق العباد	۱۳۱۰ھ	۱۰	جلی النص فی اماکن الرخص	۱۳۳۷ھ
۴	لمعۃ الضحٰی فی اعفاء اللحٰی	۱۳۱۵ھ	۱۱	الزبدۃ الزکیۃ لتحریم سجود التحیۃ	۱۳۳۷ھ
۵	شفاء الوالہ فی صور الحبیب ومزارہ ونعالہ	۱۳۱۵ھ	۱۲	الرمز المرصف علی سوال مولانا السید اصف	۱۳۳۹ھ
۶	الحق المجتلٰی فی حکم المبتلٰی	۱۳۲۴ھ	۱۳		
۷	تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون	۱۳۲۵ھ			

تیرھواں رسالہ المحجۃ المؤتمنۃ فی آیۃ الممتحنۃ ۱۳۳۹ھ ہے جو کہ مطبع حسنی پریس بریلی سے چھپ کر جماعت رضائے مصطفےٰ سے شائع ہو چکا ہے۔ یہ رسالہ کے سائز کے ایک سو صفحات پر مشتمل ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ اپنی کچھ مجبوریوں کی بناء پر اس رسالہ کو جلد میں شامل نہ کر سکے۔

یہ جلد ہمیں خستہ حالت میں ملی۔ کہنگی کی وجہ سے کہیں کہیں کاغذ گل گیا۔ کچھ اوراق ضائع ہو گئے ہیں جن کی وجہ سے ایک رسالہ اور کچھ سوال ناقص ملے جنکو نامکمل ہی شائع کر دیا ہے جہاں اوراق بوسیدگی کی وجہ سے پھٹ گئے یا لفظ سمجھ میں نہیں آیا اس کی عبارت کی جگہ بیاض چھوڑ دی ہے۔ جہاں جہاں سمجھ سے ایک دو لفظ لکھا ہے اسکو قوسین میں گھیر دیا ہے۔ مسودہ کی نقل کا کام جناب ڈاکٹر محمد فیضان علی صاحب پسر اکبر جناب مولانا مولوی عرفان علی صاحب رضوی مرحوم مغفور نے بڑی محنت اور جانفشانی سے کیا اس کے بعد کتابت کرائی گئی اس کی تصحیح کچھ حصہ کی نبیرۂ اعلیحضرت جانشین حضور مفتی اعظم ہند الحاج حضرت علامہ مفتی اختر رضا خانصاحب ازہری قبلہ مدظلہ العالی نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود کافی لگن اور دلچسپی سے کیا۔ وقت بے وقت دن میں رات میں جب جب حضرت کی خدمت میں فرصت کا موقع پا کر تصحیح کے لئے حاضر ہوئے حضرت نے خندہ پیشانی سے لبیک کہا۔ کچھ حصہ کی تصحیح نیز فہرست کا کام حضرت مولانا مولوی محمد صالح صاحب قبلہ دامت برکاتہم مدرس منظر اسلام بریلی شریف نے بڑی عرق ریزی اور جانفشانی سے کیا۔ حضرت مولانا صالح صاحب قبلہ نے عنایت اور کرم یہاں تک فرمایا کہ اپنے قیمتی اور مصروف وقت میں سے کچھ فرصت کا وقت نکال کر خود تصحیح کے کام کے لئے اس فقیر کے غریب خانہ پر تشریف لاتے اور کم وبیش روزانہ کچھ نہ کچھ صفحات کی تصحیح فرماتے۔ جگہ جگہ حضرت قبلہ الحاج مولانا مفتی قاضی عبد الرحیم صاحب قبلہ نے رہنمائی فرمائی۔ اس طرح اس کی مکمل تصحیح ہو سکی۔ ہم ان حضرات کے تہ دل سے شکر گزار ہیں۔ مولی تبارک تعالیٰ اس خدمت کے صلے میں ان حضرات کے فیوض و برکات عام سے عام تر فرمائے (آمین) تصحیح میں جو غلطیاں نکلیں کاتب سے انکو بنوا دیا گیا پھر بھی کاتب وغیرہ سے عمداً یا سہواً کچھ غلطیاں رہ جاتی ہیں لہذا آپ حضرات اگر اس کتاب میں غلطیوں پر مطلع ہوں تو ان کو ہماری یا کاتب صاحب کی کوتاہی نظر پر محمول کریں۔ مصنف علیہ الرحمۃ کا دامن ان سے منزہ سمجھیں۔

اس سے قبل مکتبہ رضا ایوان عرفان بیسلپور اپنے ذاتی روپیہ سے الکلام الاوضح فی تفسیر الم نشرح اور فتاوی مصطفویہ حصہ اول و دوم شائع کر چکا ہے۔ مولی عزوجل ہماری اس سعی کو قبول فرمائے اگر کوئی غلطی ہو گئی ہو تو معاف فرمائے۔ (آمین) فقیر قربان علی رضوی حامدی

فہرست مضامین

ا۔ اعتقادیات

ایمان۔ کفر۔ شرک۔ تقدیر۔ ردت۔ سنیت۔ گناہ۔ توبہ وغیرہا سے متعلق

۲۔شرب وطعام

(دعوت ولیمہ، ضیافت، مہمانی، ذبیحہ، شکار، گوشت وغیرہا سے متعلق مسائل)

۳۔ ظروف و زیورات

(سونے۔ چاندی۔ تانبے۔ پیتل اور لوہے کے استعمال سے متعلق مسائل)

۴- لباس

(لحاف۔ توشک۔ عمامہ۔ ٹوپی۔ جوتے۔ وضع قطع رنگ وغیرہ سے متعلق)

۵- نظر و مس

(پردہ۔ حجاب۔ ستر عورت۔ دیوثی۔ خلوت بلوغ وغیرہ سے متعلق)

۶۔ سلام و تحیت

صفحہ	مضمون

۷۔ حلق وقصر وختنہ

(داڑھی۔ مونچھ۔ سروغیرہ کے بالوں۔ ختنہ اور ناخن وغیرہ سے متعلق مسائل)

۸۔ زینت

(خضاب۔ مہندی۔ سنگار وغیرہ سے متعلق)

۹۔ کسب وحصول مال

(خرید وفروخت۔ اجرت۔ رشوت۔ سود۔ پیشہ صنعت۔ دَین۔ نذرانہ۔ ہبہ۔ میراث۔ غصب وغیرہ ذرائع آمدنی حلال وحرام ومشتبہ سے متعلق)

۱۰۔ علم و تعلیم

(عالم۔ متعلم۔ مفتی۔ واعظ۔ افتا۔ کتابت۔ علوم و فنون۔ تعلیم گاہ سے متعلق مسائل)

۱۱۔ لہو ولعب

کھیل۔ تماشہ۔ ناچ گانا۔ قوالی مزامیر۔ سماع موسیقی وغیرہا سے متعلق

۱۴۔ آداب

(مجلس وعظ۔ مسجد۔ قبلہ۔ تلاوت۔ خطبہ۔ جماع مصحف۔ کتب اور سونے وغیرہا میں آداب سے متعلق)

کتابُ الحظرِ وَالاباحۃ

مسئلہ۔ مرسلہ عبدالمجید خاں ضلع ہگلی ڈاکخانہ رنیشراسر کاری

۱۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں بعد مصافحہ زید نے بکر کا ہاتھ چوما و آنکھوں سے لگایا جائز ہے یا نہیں۔

۲۔ مرید اپنے پیر کا ہاتھ بعد مصافحہ چومنا ایک ضروری امر اپنے لئے سمجھے جائز ہے یا نہیں۔

۳۔ پیر کو اپنے مرید سے اپنا ہاتھ چوموانا چاہئے یا نہیں۔

۴۔ ہاتھ چومنا کسی کا بزرگ سمجھ کر جائز ہے یا ناجائز۔

۵۔ ہاتھ چومنا سنت ہے یا فعل بزرگان دین یا فعل تابعین یا فعل صحابہ کرام۔ جواب از روئے فقہ وحدیث نہ رسوم شیوخ پابند طریق

الجواب

بزرگان دین مثل پیر مہتدی و عالم سنی کے ہاتھ چومنا جائز بلکہ مستحب بلکہ سنت ہے ہاں کسی دنیا دار کا ہاتھ دنیا کیلئے چومنا منع ہے درمختار میں ہے لا بأس بتقبيل يد العالم والمتورع على سبيل التبرك ردالمحتار میں ہے قال الشرنبلالی وعلمت ان مفاد الاحاديث سنية اوندبه كما اشار اليه العينی درمختار میں ہے فی المحيط ان لتعظيم اسلامه واكرامه جاز وان لنيل الدنيا كره مگر ہاتھ چومنا بایں معنی ضروری نہیں کہ فرض یا واجب ہے ہاں رسم وعرف مسلمین میں اوسکی دست بوسی شائع ہو تو اسکا ایک فعل مسنون یا مستحب ہے احتراز کرکے مسلمانوں کی عادت کا خلاف کرنا اور وحشت دلانا یہ جائز نہیں حدیقہ ندیہ وغیرہا میں ہے خروجه عن العادة شهرة ومكروه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بشروا ولا تنفروا اور پیر کا اپنے مریدوں سے ہاتھ چوموانا بایں معنی کہ وہ چومنا چاہیں تو یہ منع نہیں کرتا بلکہ ہاتھ بڑھا دیتا ہے کوئی حرج نہیں رکھتا بلکہ اگر قدم چومنا چاہیں اور یہ منع نہ کرے جب بھی جائز ہے۔ درمختار میں ہے طلب من عالم او زاهد ان يدفع اليه قدمه ويمكنه من قدمه ليقبله اجابه وقيل لا ردالمحتار میں ہے لما اخرجه الحاكم ان رجلا اتى النبی صلی اللہ تعالى عليه وسلم فاذن له فقبل رجليه واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مسئولہ حضرت سید حبیب اللہ زعبی دمشقی طرابلسی جیلانی وارد حال بریلی ۲۶ ربیع الآخر [illegible]ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین ان مسائل میں کہ جو لوگ تبرکات شریف بلا سند لاتے ہیں اون کی زیارت کرنا چاہئے یا نہیں اور اکثر لوگ یہ کہتے ہیں کہ آجکل مصنوعی تبرکات زیادہ لئے پھرتے ہیں یہ اون کا کہنا کیسا ہے اور جو زائر کچھ نذر کرے اوس کا لینا جائز ہے یا نہیں اور جو شخص خود مانگے اوس کا مانگنا کیسا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آثار وتبرکات شریفہ کی تعظیم دین مسلمان کا فرض عظیم ہے تابوت سکینہ جس کا ذکر قرآن عظیم میں ہے جسکی برکت سے بنی اسرائیل ہمیشہ کافروں پر فتح پاتے اوس میں کیا تھا بقية مما ترك ال موسى وال هرون یہ موسیٰ وہارون علیہما الصلاۃ والسلام کے چھوڑے ہوئے تبرکات سے کچھ بقیہ تھا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا عصا اور اون کی نعلین مبارک اور ہارون علیہ الصلاۃ والسلام کا عمامہ وغیرہا و لہذا تواتر سے ثابت کہ جس چیز کو کسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی علاقہ بدن اقدس سے چھونے کا ہوتا صحابہ وتابعین وائمہ دین ہمیشہ اوسکی تعظیم وحرمت اور اوس سے طلب برکت فرماتے آئے اور دین حق کے معظم

اماموں نے تصریح فرمائی کہ اسکے لئے کسی سند کی بھی حاجت نہیں بلکہ جو چیز حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نام پاک سے مشہور ہو اوسکی تعظیم شعائر دین سے ہے شفا شریف ومواہب لدنیہ ومدارج شریف وغیرہا میں ہے من اعظامہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم اعظام جمیع اسبابہ وما لمسہ او عرف بہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم میں سے ہے اون تمام اشیا کی تعظیم جس کو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کچھ علاقہ ہو اور جسے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے چھوا ہو یا جو حضور کے نام پاک سے مشہور ہو یہاں تک کہ برابر ائمہ دین وعلمائے معتمدین نعل اقدس کی شبیہہ ومثال کی تعظیم فرماتے رہے اور اوس سے صدہا عجیب مددیں پائیں اور اوس کے باب میں مستقل کتابیں تصنیف فرمائیں جب نقشہ کی یہ برکت وعظمت ہے تو خود نعل اقدس کی عظمت وبرکت کو خیال کیجئے پھر ردائے اقدس وجبہ مقدسہ وعمامہ مکرمہ پر نظر کیجئے پھر ان تمام آثار وتبرکات شریفہ سے ہزاروں درجے اعظم واعلٰی واکرم واولٰی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ناخن پاک کا تراشہ ہے کہ یہ سب ملبوسات تھے اور وہ جز بدن والا ہے اور اوس سے اجل واعظم وارفع واکرم حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ریش مبارک کا موئے مطہر ہے مسلمان کا ایمان گواہ ہے کہ ہفت آسمان وزمین ہرگز اوس ایک موئے مبارک کی عظمت کو نہیں پہنچتے اور ابھی تصریحات ائمہ سے معلوم ہولیا کہ تعظیم کیلئے نہ یقین درکار ہے نہ کوئی خاص سند بلکہ صرف نام پاک سے اوس شی کا اشتہار کافی ہے ایسی جگہ بے دراک سند تعظیم سے باز نہ رہے گا مگر بیمار دل پر آزار دل جس میں نہ عظمت شان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بروجہ کافی نہ ایمان کامل اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ ان یك کاذبا فعلیہ کذبہ وان یك صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم اگر وہ جھوٹا ہے تو اوس کے جھوٹ کا دبال اوس پر ہے اور اگر سچا ہے تو تمہیں پہنچ جائیں گے بعض وہ عذاب جنکا وہ تمہیں وعدہ دیتا ہے جہاں سند بھی موجود ہو پھر تو تعظیم واعزاز وتکریم سے باز نہیں رہ سکتا مگر کھلا کافر یا چھپا منافق والعیاذ باللہ تعالٰی اور یہ کہنا کہ آجکل اکثر لوگ مصنوعی تبرکات لئے پھرتے ہیں اگر یونہیں مجمل بلا تعیین شخص ہو یعنی کسی شخص معین پر اسکی وجہ سے الزام یا بدگمانی مقصود نہ ہو تو اس میں کچھ گناہ نہیں اور بلا ثبوت شرعی کسی خاص شخص کی نسبت حکم لگا دینا کہ یہ اونھیں میں سے ہے جو مصنوعی تبرکات لئے پھرتے ہیں ضرور ناجائز وگناہ وحرام ہے کہ اس کا منشا صرف بدگمانی ہے اور بدگمانی سے بڑھکر کوئی جھوٹی بات نہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث بدگمانی سے بچو کہ بدگمانی سب سے بڑھکر جھوٹی بات ہے ائمہ دین فرماتے ہیں انما ینشؤ الظن الخبیث من القلب الخبیث خبیث گمان خبیث ہی دل سے پیدا ہوتا ہے تبرکات شریفہ جس کے پاس ہوں اون کی زیارت کرنے پر لوگوں سے اسکا کچھ مانگنا سخت شنیع ہے جو تندرست ہو اعضا صحیح رکھتا ہو نوکری خواہ مزدوری اگرچہ ڈلیا ڈھونے کے ذریعہ سے روٹی کما سکتا ہو اوسے سوال کرنا حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لاتحل الصدقۃ لغنی ولا لذی مرۃ سوی غنی یا سکت والے تندرست کیلئے صدقہ حلال نہیں علما فرماتے ہیں ماجمع السائل بالتکدی فھو الخبیث سائل جو کچھ مانگ کر جمع کرتا ہے وہ خبیث ہے اسپر ایک تو شناعت یہ ہوئی دوسری شناعت سخت تر یہ ہے کہ دین کے نام سے دنیا کماتا ہے اور یشترون بآیتی ثمنا قلیلا کے قبیل میں داخل ہوتا ہے تبرکات شریفہ بھی اللہ عزوجل کی نشانیوں سے عمدہ نشانیاں ہیں اون کے ذریعہ سے دنیا کی ذلیل قلیل پونجی حاصل کرنیوالا دنیا کے بدلے دین بیچنے والا ہے اور شناعت سخت تر یہ ہے کہ اپنے اس مقصد فاسد کیلئے تبرکات شریفہ کو شہر بشہر دربدر لئے پھرتے ہیں اور ہر کس وناکس کے پاس لیجاتے ہیں یہ آثار شریفہ کی سخت توہین ہے خلیفہ ہارون رشید رحمہ اللہ تعالٰی نے عالم دار الہجرۃ سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے درخواست کی تھی کہ اون کے یہاں جاکر خلیفہ زادوں کو پڑھا دیا کریں ارشاد فرمایا میں علم کو ذلیل نہ کرونگا اونھیں پڑھنا منظور ہو تو خود حاضر ہوا کریں عرض کی وہی حاضر ہوں گے مگر اور طلبا پر اون کو تقدیم دی جائے فرمایا یہ بھی نہ ہوگا سب یکساں رکھے جائینگے آخر خلیفہ کو یہی منظور کرنا پڑا یونہیں امام شریک نخعی سے خلیفہ وقت نے چاہا تھا کہ اون کے گھر جاکر شاہزادوں کو پڑھایا کریں انکار

کیا کہا آپ امیر المومنین کا حکم ماننا نہیں چاہتے فرمایا یہ نہیں بلکہ میں علم کو ذلیل کرنا نہیں چاہتا رہا یہ کہ بے اسکے مانگے زائرین کچھ اسے دیں اور یہ لے اس میں تفصیل ہے شرع مطہر کا قاعدہ کلیہ ہے کہ المعھود عرفا کالمشروط لفظا جو لوگ تبرکات شریفہ شہر بشہر لئے پھرتے ہیں اون کی نیت و عادت قطعًا معلوم کہ اوسکے عوض تحصیل زر و جمع مال چاہتے ہیں یہ قصد نہ ہو تو کیوں دور دراز سفر کی مشقت اوٹھائیں ریلوں کے کرائے دیں اگر انہیں کوئی زبانی کہے بھی کہ ہماری نیت فقط مسلمانوں کو زیارت سے بہرمند کرنا ہے تو اون کا حال اون کے قال سے صریح تکذیب کر رہا ہے ان میں علی العموم وہ لوگ ہیں جو ضروری ضروری طہارت وصلاۃ سے بھی آگاہ نہیں اس فرض قطعی کے حاصل کرنے کو کبھی دس پانچ کوس یا شہر ہی کے کسی عالم کے پاس گھر سے آدھ میل جانا پسند نہ کیا مسلمانوں کو زیارت کرانے کے لئے ہزاروں کوس سفر کرتے ہیں پھر جہاں زیارتیں ہوں اور لوگ کچھ نہ دیں وہاں ان صاحبوں کے غصے دیکھئے پہلا حکم یہ لگایا جاتا ہے کہ تم لوگوں کو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کچھ محبت نہیں گویا اون کے نزدیک محبت نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور ایمان اسی میں منحصر ہے کہ حرام طور پر کچھ اون کے نذر کر دیا جائے پھر جہاں کہیں ملے بھی مگر ان کے خیال سے تھوڑا ہوا اون کے سخت شکایتیں اور مذمتیں ان سے سن لیجئے اگرچہ وہ دینے والے صلحا و علما ہوں اور مال حلال سے دیا ہو اور جہاں پیٹ بھر کر مل گیا وہاں کی لمبی چوڑی تعریفیں لے لیجئے اگرچہ وہ دینے والے فساق فجار بلکہ بدمذہب ہوں اور مال حرام سے دیا ہو تو قطعًا معلوم ہے کہ وہ زیارت نہیں کراتے مگر لینے کیلئے اور زیارت کرنے والے بھی جانتے ہیں کہ ضرور کچھ دینا پڑے گا تو اب یہ صرف سوال ہی نہ ہوا بلکہ بحسب عرف زیارت پر اجارہ ہو گیا اور وہ بچند وجہ حرام ہے اولًا زیارت آثار شریفہ کوئی ایسی چیز نہیں جو زیر اجارہ داخل ہو سکے کما صرح بہ فی ردالمحتار وغیرہ ان مایوخذ من النصاری علی زیارۃ بیت المقدس حرام وھذا اذا کان حراما اخذہ من کفار دارالحرب کالروس وغیرھم فکیف من المسلمین ان ھو الاضلال مبین ثانیا اجرت مقرر نہیں ہوتی کیا دیا جائیگا اور جو اجارہ شرعا جائز ہیں اون میں بھی اجرت مجہول رکھی جانا اوسے حرام کر دیتا ہے نہ کہ جو سرے سے حرام ہے کہ حرام در حرام ہوا اور یہ حکم جس طرح گشتی صاحبوں کو شامل ہے مقامی حضرات بھی اوس سے محفوظ نہیں جبکہ اسی نیت سے زیارت کراتے ہوں اور اون کا یہ طریقہ معلوم و معروف ہو ہاں اگر کسی بندہ خدا کے پاس کچھ آثار شریفہ ہوں اور وہ اونھیں بہ تعظیم اپنے مکان میں رکھے اور جو مسلمان اوسکی درخواست کرے محض لوجہ اللہ اوسے زیارت کرا دیا کرے کبھی کسی معاوضہ نذرانہ کی تمنا نہ رکھے پھر اگر وہ آسودہ حال نہیں اور کوئی مسلمان بطور خود قلیل یا کثیر بنظر اعانت اوسے کچھ دے تو اسکے لے لینے میں اسکو کچھ حرج نہیں باقی گشتی صاحبوں کو عمومًا اور مقامی صاحبوں میں خاص اون کو جو اس امر پر اخذ نذور کیساتھ معروف و مشہور ہیں شرعا جواز کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی مگر ایک وہ یہ کہ خدائے تعالٰی ان کو توفیق دے نیت اپنی درست کریں اور اوس شرط عرفی کے رد کیلئے صراحتہ اعلان کیساتھ ہر جلسے میں کہہ دیا کریں کہ مسلمانو یہ آثار شریفہ تمہارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا فلاں ولی معزز و مکرم کے ہیں کہ محض خالصا لوجہ اللہ تمہیں اون کی زیارت کرائی جاتی ہے ہرگز ہرگز کوئی بدلہ یا معاوضہ مطلوب نہیں اس کے بعد اگر مسلمان کچھ نذر کریں تو اوسے قبول کرنے میں کچھ حرج نہ ہوگا فتاوی قاضی خاں وغیرہا میں ہے ان الصریح یفوق الدلالۃ اور اوسکی صحت نیت پر دلیل یہ ہو گی کہ کم پر ناراض نہ ہو بلکہ اگر جلسے گزر جائیں لوگ فوج فوج زیارتیں کر کے یوہیں چلے جائیں اور کوئی پیسہ نہ دے جب بھی اصلا دل تنگ نہ ہو اور اوسی خوشی و شادمانی کے ساتھ مسلمانوں کو زیارت کرایا کرے اس صورت میں یہ لینا دینا دونوں جائز و حلال ہونگے اور زائرین و مزوردونوں اعانت مسلمین کا ثواب پائینگے اوس نے سعادت و برکت دی اِن کی مدد کی انھوں نے دنیا کی متاع قلیل سے اوسے فائدہ پہنچایا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ تم میں جس سے ہو سکے کہ اپنے مسلمان بھائی کو نفع پہنچائے تو پہنچائے رواہ مسلم فی صحیحہ عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اللہ فی عون العبد ما دام العبد فی عون اخیہ اللہ بندہ کی مدد میں ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں ہے رواہ الشیخان

علی الخصوص جب یہ تبرکات والے حضرات سادات کرام ہوں تو اب ان کی خدمت اعلی درجہ کی برکت وسعادت ہے حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص اولاد عبدالمطلب میں سے کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور اوس کا صلہ دنیا میں نہ پائے میں بہ نفس نفیس روز قیامت اوس کا صلہ عطا فرماؤنگا اور اگر زیارت کرانے والوں کو اسکی توفیق نہ ہو تو زیارت کرنے والوں کو چاہئے خود اون سے صاف صراحۃً کہدے کہ نذر کچھ نہیں دی جائے گی خالصاً لوجہ اللہ اگر آپ زیارت کراتے ہیں کرائیے اس پر اگر وہ صاحب نہ مانیں ہرگز زیارت نہ کرے کہ زیارت ایک مستحب ہے اور یہ لین دین حرام کسی مستحب شے کے حاصل کرنیکے واسطے حرام کو اختیار نہیں کرسکتے اشباہ والنظائر وغیرہا میں ہے ماحرم اخذہ حرم اعطاؤہ درمختار میں ہے الآخذ والمعطی آثمان اسی درمختار میں تصریح ہے کہ جو تندرست ہو اور کسب پر قادر ہو اوسے دینا حرام ہے کہ دینے والے اس سوال حرام پر اوسکی اعانت کرتے ہیں اگر نہ دیں خواہی نخواہی عاجز ہو اور کسب کرے اور اگر اسکی عرض زیارت کرنے والے صاحب نے قبول کرلی تو اب سوال واجرت کا قدم درمیان سے اٹھ گیا بے تکلف زیارت کرے دونوں کے لئے اجر ہے اوس کے بعد حسب استطاعت اون کو نذر کردے یہ لینا دینا دونوں کے لئے حلال اور دونوں کیلئے اجر ہے بحمد اللہ تعالی فقیر کا یہی معمول ہے اور توفیق خیر اللہ تعالی سے مسئول ہے واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین مسائل ذیل میں

(۱) زید فجر کو بعد پانچ بجے کے مسجد میں چراغ بغرض رونق وزینت مسجد نہ بغرض تلاوت اور مطالع کتب دینیہ جلا دیتا ہے حالانکہ روشنی کی اوسوقت کوئی ضرورت نہیں ہوتی ہے کیونکہ نمازیوں کی آمد پونے چھ بجے اور جماعت بعد چھ بجے طلوع روشنی صبح صادق میں ہوتی ہے اور علاوہ اس کے سرکاری لالٹین کی روشنی تینوں دروں میں مسجد کے اور صحن میں کافی طور سے ہوتی ہے عمرو جو مہتمم قدیم مسجد کا ہے اور سیکڑوں روپیہ اپنی کوشش موفورہ سے فراہم کر کے مسجد کی ترمیم ودیگر اخراجات میں لگاتا رہا ہے بلکہ اب بھی مرمت کرارہا ہے زید کو اوسوقت کے فضول بلا ضرورت چراغ جلانے سے منع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مسجد کے مال میں اسراف نہ چاہئے مگر زید نہیں مانتا پس ایسی صورت میں چراغ جلانا چاہئے یا نہیں ۔ (۲) زید نے مسجد کی مرمت کے نام سے مسلمانوں سے کچھ چندہ جمع کیا اور عمرو مہتمم سے بھی دس روپیہ مرمت کے بہانے سے لئے جو اوس کے پاس مرمت مسجد کیلئے رکھے تھے اوس روپیہ سے اپنے چچا کی قبر جو مسجد سے باہر تھی پختہ بنوا کر مسجد کے اندر داخل کرلی اور بقیہ روپیہ خود نوش کرلیا حتی نہیں سمجھایا مسجد کی مرمت کا روپیہ قبر یا اپنے صرف میں لانا کیسا ہے اور وہ شخص شرعاً کس مواخذہ کے قابل ہے ۔ بینوا توجروا

(۳) زید کہتا ہے کہ تلاوت قرآن مجید مسجد کے اندر گناہ ۔ نہیں چاہئے عمرو کہتا ہے کہ گناہ نہیں ہے اگر جماعت ہو یا کوئی نماز پڑھتا ہو تو دل میں آہستہ پڑھنا اور جبکہ یہ امر مانع نہ ہوں تو باآواز پڑھنا بھی جائز ہے گناہ نہیں زید کا قول درست ہے یا عمرو کا ۔

(۴) زید کہتا ہے کہ حضرت محبوب سبحانی علیہ الرحمۃ صحابہ کرام سے افضل ہیں اور ایصال نفع ونقصان کے مالک ہیں چنانچہ مجھکو ان کی گیارہویں کرنے سے ترقی ہوئی گیارہویں اور مولود میرا ایمان ہے عمرو کہتا ہے کہ حضرت محبوب سبحانی علیہ الرحمۃ صحابہ کرام سے افضل نہیں اور نہ مالک نفع وضرر ہیں البتہ اون کی مقدس روح کو فاتحہ شیرینی وغیرہ کا ثواب پہونچانا موجب خیر وبرکت ہے گیارہویں اور مولود اقدس مروجہ داخل ایمان نہیں کیونکہ میں نے یہ دونوں آمنت باللہ کے معنی میں سے نہیں سنے لیکن یہ بات ضرور ہے کہ ذکر ولادت جناب رسالت مآب علیہ افضل التحیات کا مشروع طور پر کرنا ایمان کے لوازمات میں سے ہے اور باعث فلاح دارین ہے کس کا قول درست ہے ۔

(۵) زید امامت کا بہت شائق ہے جسوقت مقررہ (امام) مسجد نہیں ہوتے ہیں تو وہ باوصف اسکے کہ اوس سے (افضل) جماعت میں ہوتے ہیں خود جرأت کر کے مصلی امام پر لپک جاتا ہے اکثر نمازی اوسکی اقتدا سے متنفر ہوکر علیحدہ ہوجاتے ہیں کیونکہ اون کو سچی شہادتوں سے تحقیق ہوچکا ہے کہ زید ولد الزنا ہے علاوہ اسکے جھوٹی گواہیاں عدالتوں میں دیتا ہے اور لباس وصورت اوس کی خلاف شرع ہے لیکن بعض شخص بوجہ عدم واقفیت اور بعض بسبب قرابت ورعایت کے سکوت کر کے اقتدا کرلیتے ہیں اوسکی صورت اور لباس کا نقشہ یہ ہے سر کے بال کترے ہوئے نہ منڈے نہ دراز داڑھی ایک مشت سے کم جس پر سیاہ خضاب لباس اچکن بٹن دار جیب

گھڑی لگی ہوئی پاجامہ نیچا ٹخنے چھپے ہوئے پاؤں میں بوٹ بائیں ہاتھ میں کبڑی لکڑی ہے اور وہ علم اور تعزیوں اور میلوں میں جایا کرتا ہے اور رقص و نشاط کے جلسوں میں بھی شریک رہتا ہے بلکہ اپنے یہاں کی تقریبوں میں ڈھول باجا ناچ رنگ کراتا ہے حضرت محمد شیر میاں مرحوم کا مرید ہے صرف اس بیعت سے اپنے آپ کو افضل الخلائق گمان کرتا ہے اور قابل الامامت سمجھتا ہے اگر انصاف کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں تو پیر کی بھی اطاعت اس میں مطلق نہیں ہے کیا ایسا شخص جو عقیدہ اور عمل اور صورتًا اور سیرتًا زید جیسا ہو امامت کے اور اہتمام مسجد کے قابل شرعًا ہوسکتا ہے اور کیا اون لوگوں کی نماز جو اوس کی اقتدار کرتے ہیں فساد و کراہت سے خالی ہوگی احکام شرع مبین جواب تحریر فرمائیں اور زید فرائض و واجبات اور سنن اور مکروہات و مفسدات نماز نہیں جانتا ہے۔

(۶) زید اپنا اثاث البیت مسجد کے حجرہ میں رکھ لیتا ہے جس سے مسجد کے اسباب کو پراگندگی اور مسافروں اور طلباء کو تکلیف ہوتی ہے اور بہنوئی اوسکا اکثر اوقات مسجد کے اندر سو رہتا ہے یہ فعل زید کا کیسا ہے۔ بینوا توجروا

جواب سوال اوّل ۔ جبکہ اوسوقت مسجد میں کوئی نہیں آتا چراغ جلانا فضول و ممنوع ہے خصوصًا جبکہ لالٹین کی روشنی ہوتی ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

جواب سوال دوم ۔ مسجد کے روپیہ سے اپنے چچا کی قبر پکی بنانا حرام تھا اور دھوکہ دیکر لینا اور بھی سخت تر حرام ایسا شخص فاسق فاجر مرتکب کبائر ہے واللہ تعالٰی اعلم۔

جواب سوال سوم ۔ زید کا قول غلط ہے مسجد میں قرآن عظیم کی تلاوت بیشک جائز ہے اور کسی کے نماز و وظیفہ میں خلل نہ آئے تو باآواز پڑھنا بھی جائز ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

جواب سوال چہارم ۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے افضل کہنا گمراہی ہے اور بعطائے الٰہی مالک نفع و ضرر کہنے میں حرج نہیں مسلمان جب ایسا لفظ کہتا ہے اوسکی یہی مراد ہوتی ہے نہ یہ کہ معاذ اللہ بذات خود بے عطائے الٰہی مالک نفع و ضرر جانے کہ یہ کفر خالص ہے اور کوئی مسلمان اس قصد سے نہیں کہتا مجلس میلاد مبارک و یازدہم شریف میں دو حیثیتیں ہیں ایک حیثیت خصوص فعل اس طور پر تو فرائض حتی کہ نماز و روزہ بھی داخل ایمان و جزء ایمان نہیں 'امنت باللہ' میں انکا بھی ذکر صریح نہیں۔ دوسری حیثیت مقصد و منشا یعنی محبت و تعظیم حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہ محبت و تعظیم اہلبیت و صحابہ و اولیاء و علماء رضی اللہ تعالٰی عنہم بھی اوس میں داخل ہے یہ ضرور رکن ایمان ہے قال اللہ تعالٰی وتعزروہ وتوقروہ وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین ۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

جواب سوال پنجم ۔ سر کے بال ترشوا کر چھوٹے چھوٹے رکھنا مکروہ تنزیہی ہے کہ خلاف سنت ہے اور پائنچے ٹخنے سے نیچے بھی مکروہ تنزیہی ہیں یعنی صرف خلاف اولٰی جبکہ بہ نیت تکبر نہ ہو۔ صرح بہ فی العٰلمگیریۃ وفیہ حدیث فی صحیح البخاری انک لست ممن یصنعہ خیلاء اور ولد الزنا کے پیچھے بھی نماز مکروہ تنزیہی ہے جبکہ وہ سب حاضرین سے مسائل نماز و طہارت کا علم زیادہ نہ رکھتا ہو اور کبڑی لکڑی بھی رکھنا فی نفسہ برا نہیں جبکہ نیچریہ و نصاری سے تشبہ مقصود نہ ہو اور بٹن دار اچکن اور جیب اور اوسکی گھڑی مباح ہے مگر انگریزی وضع کا بوٹ ممنوع ہے اور داڑھی کتروا کر ایک مشت سے کم رکھنا حرام ہے سیاہ خضاب حرام ہے علم تعزیوں اور فسق کے میلوں اور رقص کے جلسوں میں جانا حرام ہے اپنی تقریبوں میں ڈھول جسطرح فساق میں رائج ہے بجوانا ناچ کرانا حرام ہے ان افعال کا مرتکب ضرور فاسق معلن ہے اور اوس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے کہ پڑھنا جائز نہیں اور پڑھی ہو تو پھیرنا واجب ہے نہ ایسے شخص کو مہتمم مسجد بنانے کی اجازت۔ واللہ تعالٰی اعلم

جواب سوال ششم ۔ مسجد کا اسباب پراگندہ اور مسافروں اور طلباء کو ناحق تکلیف دینا حرام ہے اور بے اعتکاف کے مسجد میں سونے کی اجازت نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ غرہ ربیع الاول شریف ۱۳۲۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہم لوگ باجا بجانے کا پیشہ کرتے ہیں ہولی کے دن ہندوؤں کے یہاں بھی جاکر بجایا کرتے تھے مگر ابکی مرتبہ سب برادری نے یہ بات کہی کہ یہ بات ذلت کی ہے ہندوؤں کے یہاں نہیں جانا چاہئے سبھوں نے جانا چھوڑا ایک شخص نہیں مانا اوس سے یہاں تک کہا گیا کہ اگر تم ایسے نہیں مانتے ہو دو تین روپیہ لے لو خدا کا واسطہ بھی دیا اوس نے اس پر بھی نہ مانا آخر گیا ہم لوگوں نے اس کی پنچایت کی دو آدمی اوسے پنچایت میں لانے کیلئے گئے اُسنے کہا تم نے مجھے چھوڑا میں نے تمہیں چھوڑا تم میرے نزدیک مثل بھنگی کے چمار کے ہو اب از روئے شرع ایسے شخص کے حکم میں حضور کیا فرماتے ہیں۔ بینوا توجروا۔ سائل حبیب اللہ محلہ شاہ باد بریلی۔

الجواب

باجا بجانا خود ہی ناجائز تھا اور ہندوؤں کیہاں بجانا اور سخت ناجائز اور اون کے شیطانی تہوار میں بجانا اور بھی سخت حرام در حرام اب کے ان مسلمانوں کو ان کے رب عزوجل نے یہ توفیق دی کہ ہندوؤں کے یہاں نہ بجانے پر اتفاق کرلیا اور خدا نے آنکھیں کھولیں کہ مسلمان ہوکر خدا کے دشمنوں کے سامنے ذلت اوٹھانے کو برا جانا تو اسپر تمام برادری کو اس ترک میں اون کی پیروی خدا و رسول کے حکم سے لازم تھی جس شخص نے نہ مانا وہ صرف گنہگار ہی نہیں بلکہ سرکش شریر بدکار ہے اوس پر توبہ فرض ہے اگر وہ نہ مانے تو برادری والوں پر لازم کہ اوسے مثل بھنگی چمار کے چھوڑیں اوس کی کسی بات میں شریک نہ ہوں نہ اپنی کسی بات میں اوسے شریک کریں واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ۔ نامحرم عورتوں کو اندھے سے پردہ کرنا لازم ہے اس زمانہ میں یا نہیں اور مقتضی احتیاط کیا ہے۔

الجواب

اندھے سے پردہ ویسا ہی ہے جیسا آنکھ والے سے اور اوسکا گھر میں جانا عورت کے پاس بیٹھنا ویسا ہی ہے جیسا آنکھ والے کا۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افعمیاوان انتما واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ۔ زید نے ایک شخص کو حقہ بھرکر دیا شخص مذکور نے حقہ لیکر ایک شعر پڑھا زید نے اپنی لاعلمی کیوجہ سے یہ کہا سمع اللہ لمن حمدہ کیا اوس کے واسطے کیا حکم ہے۔ دیگر سوال یہ ہے کہ جس شخص کی قرابت داری رافضیوں سے ہو اور اون کے کھانے پینے میں اور زیست و مرگ میں بھی شامل ہو اور کوئی سمجھائے تو اسکا یہ جواب کہ ہم سے یہ ترک ہو نہیں سکتا۔ اور مسئلہ سوم یہ ہے کہ جو شخص سود خور سے محبت قلبی رکھے اور بعد مرگ اوسکے مال کی پیروی بہت سی کرے اوسکے واسطے کیا حکم ہے۔ چہارم زید کی والدہ کا زید کی شادی کے وقت تک یہ عقیدہ تھا کہ حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ کے برابر کسی صحابی کا رتبہ نہیں ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

پہلا لفظ ناپاک جس نے بکا اوسے نئے سرے سے کلمۂ اسلام پڑھنا چاہئے اور اپنی عورت سے تجدید نکاح کرے لانہ استہزاء بکلمۃ الحمد الالٰھی عز جلالہ رافضیوں سے میل جول حرام ہے اور اوسکا مرتکب اگر رافضی نہ بھی ہو تو سخت درجہ کا فاسق فاجر ضرور ہے اور جب وہ اسپر اصرار کرتا ہے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ خود اوس سے ملنا جلنا ترک کردیں۔ قال اللہ تعالٰی واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظّٰلمین ۰ سود خوار سے محبت اگر اپنی کسی قرابت رشتہ جائز احسان کیوجہ سے ہے تو اس قدر پر انسان مجبور ہے اور زائد اسکے اوس سے بھی خلط ملط منع ہے فی التفسیر الاحمدی بعد ما ذکر شمول الکریمۃ المتلوۃ لکل کافر ومبتدع وفاسق ان القعود مع کلھم ممنوع اور بعد مرگ اوسکے مال کی پیروی سے اگر مراد یہ ہے کہ اوسکا سود جو لوگوں پر پھیلا ہوا تھا وصول میں کوشش کی جب تو یہ کوشش کرنے والا بھی سود خوار کیطرح ملعون ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لعن اللہ اٰکل الربٰو وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ اور اگر کسی مال حلال کیلئے کوشش کی تو حرج نہیں۔ زید کی والدہ عقیدۂ مذکورہ کے سبب اہلسنت سے خارج اور ایک گمراہ فرقے تفضیلیہ میں داخل ہے جنکو ائمہ دین نے رافضیوں کا چھوٹا بھائی کہا ہے مگر اس سے زید پر کچھ الزام نہیں جبکہ وہ اس عقیدہ میں شریک نہ ہو واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از شہر محلہ جامع مسجد مرسلہ سید صاحب تاریخ ۱۴ رجمادی الاولی

حلال جانور مادہ سے نر جانور حرام جفتی کرے جو بچہ اوس سے پیدا ہو خواہ بشکل مادہ یا نر یا دونوں کی شکل ہو وہ بچہ حرام ہوگا یا حلال۔

الجواب

مادہ جب حلال ہے تو بچہ حلال ہے کہ جانور میں نسب ماں سے ہے نہ باپ سے۔ وہو الصحیح کما فی الہدایۃ وغیرہا واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ خلوت اجنبیہ کیساتھ جائز اور زنان شوہر دار پر پردہ کرنا واجب ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

خلوت اجنبیہ کے ساتھ حرام ہے احادیث امیر المومنین عمر و عبداللہ بن عمرو جابر بن سمرہ و عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالٰی عنہم میں مرفوعا وارد لایخلون رجل بامرأۃ الا کان ثالثہما الشیطان وفی الاشباہ وتحرم الخلوۃ بالاجنبیۃ ویکرہ الکلام معہا اور زنان حرام کہ بنص قرآن ستر واجب اور جوان عورت کو اس زمانہ میں حجاب لازم فی الدر المختار وینظر من الاجنبیۃ الی وجہہا فحل النظر مقید بعدم الشہوۃ والا فحرام وھذا فی زمانہم اما فی زماننا فمنع من الشابۃ قہستانی وغیرہ انتہی ملخصاً واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از امروہہ ضلع مراد آباد ۔ مرسلہ حکیم ظہور احمد صاحب ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ڈاکٹری دوا اسیال جس میں شراب کا جز ہو حکیم مریض کو استعمال کرائے جائز ہے یا ناجائز حکیم پر گناہ ہے یا نہیں یا ایسی ڈاکٹری دوا کہ جس میں شراب کا جز تو نہیں مگر وہ ایسی تیار کی گئی ہے کہ جیسے عطر بغیر روغن صندل کے تیار نہیں ہوتا۔ برانڈی کا استعمال مریض کو جائز یا ناجائز خشک دوا شیشی یا مخدر کا استعمال مریض کو جائز ہے یا نہیں علمائے دیوبند ادویہ ڈاکٹری کا استعمال ممنوع فرماتے ہیں۔ اگر جوابی کارڈ کافی نہ ہو براہ عنایت بیرنگ لفافہ پر جواب عنایت فرمائیے اللہ تعالٰی آپ کو اس کا اجر خیر عطا فرمائیگا بینوا توجروا۔

الجواب

شراب کسی قسم کی ہو مطلقاً حرام بھی ہے اور پیشاب کی طرح نجس بھی برانڈی ہو خواہ اسپرٹ خواہ کوئی بلا۔ جس دوا میں اوسکا جز ہو خواہ کسی طرح اوس کی آمیزش ہو اوس کا کھانا پینا بھی حرام اوس کا لگانا بھی حرام اوس کا بیچنا خریدنا بھی حرام طبیب کہ اوسکا استعمال بتائے مبتلائے گناہ تام۔ یہی ہمارے ائمہ کرام کا مذہب صحیح و معتمد ہے۔ ہاں افیون بھنگ وغیرہ خشک چیزیں کہ نشہ لاتی یا تخدیر و تفتیر کرتی ہیں اون کا نشہ حرام ہے اور وہ خود ناپاک نہیں تو اون کا لگانا مطلقا جائز اور اگر کسی دوا میں اون کا اتنا جز ہو کہ نشہ یا تخدیر نہ لائے تو اوسکے کھانے میں بھی حرج نہیں ڈاکٹری ٹنچر وغیرہ رقیق دوائیں عموماً اسپرٹ کی آمیزش سے خالی نہیں ہوتیں وہ سب حرام و نجس ہیں ہاں کونین وغیرہ کی طرح خشک دوا مضائقہ نہیں رکھتی جبکہ اوس میں کسی حرام کا خلط نہ ہو ان مسائل کی تحقیق در مختار ردالمحتار و فتاوی فقیر پر وجہ کافی ہے واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔

مرسلہ ولی محمد البونوی والہ از مقام دھوراجی متصل اسکول ملک کاٹھیاواڑ سہ شنبہ ۲۲ شعبان ۱۳۳۳ھ

حضرت مولانا مقتدانا جناب مولانا مفتی احمد رضا خانصاحب شمس العلما دام افضالہٗ۔ بعد ادائے آداب دست بستہ ملتمس میدارم کہ یہاں عام طور سے تمام شہر متفق ہے کہ درخت پپیتہ جس کو ارنڈ خربزہ کہتے ہیں مکان مسکونہ میں لگانا منحوس ہے اور منع ہے چونکہ یہاں یہ بکثرت اور نہایت لذیذ ہیں لہذا التماس ہے کہ اس بارے میں احکام شرعیہ سے مع حوالہ کتب بالتشریح خبردار کیجئے۔ دیگر اگر خواب میں کوئی ریل میں سفر کرتا ہوا خود کو دیکھے اوسکی کیا تعبیر ہے۔

الجواب

شریعت میں اسکی کچھ اصل نہیں شرع نے نہ اوسے منحوس ٹھہرایا نہ مبارک۔ ہاں جیسے عام لوگ نحس سمجھ رہے ہیں اوس سے بچنا مناسب ہے کہ اگر حسب تقدیر اسے کوئی آفت پہنچے تو اون کا باطل عقیدہ اور مستحکم ہوگا کہ دیکھو یہ کام کیا تھا اوسکا یہ نتیجہ ہوا اور ممکن کہ شیطان اسکے دل میں بھی وسوسہ ڈالے ردالمحتار میں ہے اما النوسی والصلصل والعقعق واللقلق والحمام فلا یستحب اکلہا وان کانت فی الاصل حلا لالتعارف الناس باضافۃ الاکلہا فینبغی ان یتحرز عنہ الخ نقلہ عن غرر الافکار خواب میں سفر اگر کسی مذموم بات کیلئے نہ ہو دلیل ظفر اور مرض سے صحت ہے لحدیث سافروا تصحوا واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ از محلہ شہر کہنہ سہسوانی ٹولہ مرسلہ تفضل حسین صاحب

علمائے دین کیا فرماتے ہیں کہ جو شخص نامحرم عورتوں سے اپنی پیٹھ اور ہاتھ اور پیر وقت نہانے کے ملوائے اور وقت سونے کے اپنے پیر دبوائے اور ناچنے گانے والی عورتوں کو یعنی طوائفوں کو مرید کرے اور مال اون لوگوں کا کھائے اور بعد مرید کرنے کے وہ طوائفیں جو کام کرتی تھیں وہی کام کرتی رہیں اوس شخص کے ہاتھ پر بیعت جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

نامحرم عورتوں سے ہاتھ اور پیٹھ اور پنڈلیاں ملوانا یا دبوانا اگر نہ تو تنہائی میں ہو نہ محل فتنہ ہو تو حرج نہیں ورنہ گناہ ہے اور رنڈیوں سے اگر تو بہ لیکر مرید کرے اور اونھیں ہدایت کرے اور وہ نہ مانیں تو اونھیں دور کرے اور اوسکا حرام مال کسی حال میں نہ لے تو جائز ہے مگر آجکل جو یہ طریقہ رائج ہے کہ دنیا پرست پیر رنڈیوں کو بلا توبہ مرید کر لیتے ہیں اور اونھیں توبہ کی ہدایت نہیں کرتے اور اون کے نہ ماننے پر بقدر مقدور اون پر سختی نہیں کرتے اون سے بیزاری وجدائی نہیں کرتے اون کا حرام مال کھاتے ہیں ایسے پیر ضرور سخت شدید فاسق ہیں جو ایسا ہو اوسکے ہاتھ پر بیعت ناجائز ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے پیر پر الزام زنا رکھے اور پیر سے وہ گناہ صادر نہ ہوا ور پیر مرشد اوس بات کو سنکر اوس مرید کو عاق کردے اوسکے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

مسلمان پر زنا کی جھوٹی تہمت رکھنا گناہ کبیرہ ہے قرآن عظیم نے اوس کو فاسق فرمایا ہے اگر وہ اپنی اس ناپاک حرکت پر اصرار کرے اور تائب نہ ہو تو اوسے امام بنانا گناہ ہے اور اوس کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تحریمی ہے کہ پڑھنی گناہ اور اوسکا پھیرنا واجب واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از ضلع متھرا محلہ بلعجیاڑہ قصبہ نائٹ مرسلہ غلام محمد امیر خاں صاحب حنفی ۲۰ نومبر ۱۹۰۹ء

جناب مولانا صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کمترین کا سن اکیاون سال کا ہے اور گیارہ لڑکیاں ہیں۔ پیشہ وثائق نویسی کرتا ہوں اور دوسرا کوئی کام نہیں جانتا ہوں مسلمانوں کی سودی دستاویزات لکھنے سے اجتناب کرتا ہوں حتی کہ اسوقت تک میرے قلم سے کسی مسلمان کی کوئی دستاویز نہیں لکھی گئی۔ آج ایک مولوی صاحب کی زبانی یہ مسئلہ سنا کہ کفار کے سودی دستاویزات کہ جس میں فریقین کافر ہوں ہندوستان میں یہ بھی جائز نہیں ہیں اور جیسا گناہ سود کھانے والے کو ہے ویسا ہی کاتب کو اور گواہوں کو ہے میں یہ سنکر مجھکو خوف الٰہی نے اس بات پر مجبور کیا کہ جناب سے اس مسئلہ کو دریافت کروں اور اگر فی الحقیقت جیسا کہ مولوی صاحب موصوف نے فرمایا ہے حضور بھی فتویٰ دیں تو اللہ تعالٰی پر توکل کرکے اس پیشہ کو چھوڑ دوں اور اللہ تعالٰی کے حضور میں توبہ استغفار کروں تاکہ اللہ تعالٰی گذشتہ کو معاف فرمادے حضور بھی میرے حق میں دعائے خیر فرمادیں اور فتویٰ عطا فرمائیں جمیع حاضرین کی خدمت میں سلام علیک عرض کرتا ہوں۔ بینوا توجروا

الجواب

اللہ عزوجل فرماتا ہے ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لایحتسب ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ ٥ جو اللہ

سے ڈریگا اللہ اوسکے لئے ہر تنگی سے نجات کی راہ رکھے گا اور اوسے وہاں سے روزی دیگا جہاں اوسکا گمان بھی نہ پہنچے اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو اللہ اوسے کافی ہے۔ اے اپنے رب سے ڈرنے والے بندے بیشک سود لینا اور دینا اور اوس کا کاغذ لکھنا اور اوس پر گواہی کرنا دینا سب کا ایک حکم ہے اور سب پر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اور فرمایا وہ سب برابر ہیں صحیح حدیث میں ہے لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اٰکل الربٰو وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ وقال ھم سواء فوراً اسکا چھوڑ دینا اور اس سے توبہ کرنا فرض ہے اور بشارت ہو کہ یہ نیک پاکیزہ خیال کہ اللہ عزوجل کے خوف سے پیدا ہوا بحکم آیت مذکورہ وجہ حلال سے رزق طیب ملنے اور اللہ عزوجل کی رضا کی خوشخبری دیتا ہے اور بیشک جو اللہ تعالٰی پر توکل کرتا ہے اللہ اوسے بس ہے۔ فقیر اسلامی محبت سے چند اعمال مجربہ جو بارہا بفضلہ تعالٰی تیر بہدف ثابت ہوئے ہیں آپ کو بتاتا ہے (۱) بعد نماز عشا سر برہنہ ایسی جگہ کہ سر و آسمان میں چھت یا درخت وغیرہ کچھ حاجب نہ ہو ۵۰۰ بار روزانہ پڑھئے یامسبب الاسباب۔ اول آخر ۱۱-۱۱ بار درود شریف۔ جتنے دنوں زیادہ پڑھے زیادہ نفع ہوگا ان شاء اللہ تعالٰی اور ہمیشہ پڑھے تو اور بہتر (۲) بعد نماز مغرب ستارہ قطب کی طرف مونھ کرکے کھڑے ہو کر آیۂ قطب کہ پارہ چہارم کے نصف پر ہے ثم انزل علیکم من بعد الغم امنۃ سے علیم بذات الصدور ۵ تک ۴۱ بار روز پڑھے ۴۱ روز تک۔ اول آخر ۱۰-۱۰ بار درود شریف۔ (۳) خاص طلوع صبح صادق کے وقت اور نہ ہو سکے تو حتی الامکان سنت صبح سے پہلے سو بار روزانہ پڑھیں سبحٰن اللّٰہ وبحمدہ سبحٰن اللّٰہ العظیم اول آخر درود شریف ۱۰-۱۰ بار اس کا ورد ہمیشہ رہے اول وقت پڑھنے کی کوشش ہو مگر اوسکے سبب جماعت میں خلل نہ پڑے اگر آنکھ دیر میں کھلے سنتیں پڑھکر اسے شروع کریں اگر بیچ میں جماعت قائم ہو شریک ہو جائیں باقی عدد بعد نماز پورا کریں۔ وظائف و اعمال کے اثر کرنے میں تین شرائط ضروری ہیں (۱) حسن اعتقاد دل میں دغدغہ نہ ہو کہ دیکھئے اثر ہوتا ہے یا نہیں بلکہ اللہ عزوجل کے کرم پر پورا بھروسہ ہو کہ ضرور اجابت فرمائیگا حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ادعوا اللّٰہ وانتم موقنون بالاجابۃ اللہ تعالٰی سے اس حال پر دعا کرو کہ تمہیں اجابت کا یقین ہو (۲) صبر و تحمل۔ دن گزریں تو گھبرائے نہیں کہ اتنے دن پڑھتے گزرے ابھی کچھ اثر ظاہر نہ ہوا یوں اجابت بند کر دی جاتی ہے بلکہ لپٹا رہے اور لو لگائے رہے کہ اب اللہ و رسول اپنا فضل کرتے ہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے ولو انھم رضوا ما اتاھم اللّٰہ ورسولہ وقالوا حسبنا اللّٰہ سیؤتینا اللّٰہ من فضلہ ورسولہ انا الی اللّٰہ راغبون ۵ کیا خوب ہوتا اگر وہ اللہ اور رسول کے دیئے پر راضی ہوتے اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب ہمیں عطا فرماتے ہیں اللہ و رسول اپنے فضل سے بیشک ہم اللہ کی طرف لو لگائے ہیں۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں یستجاب لاحدکم ما لم یعجل یقول دعوت فلم یستجب لی تمہاری دعا قبول ہوتی ہے جبتک جلدی نہ کرو کہ میں نے دعا کی اور اب تک قبول نہ ہوئی۔ (۳) میرے یہاں کی جملہ اجازات وظائف و اعمال و تعویذات میں شرط ہے کہ نماز پنجگانہ باجماعت مسجد میں ادا کرنے کی کامل پابندی رہے۔ وباللہ التوفیق واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے کہا کہ بعد نماز جمعہ ذکر شہدائے کربلا رضی اللہ تعالٰی عنہم ہوگا چنانچہ عمرو نے مسجد میں بعد نماز جمعہ اوسکا اعلان اور اشتہار کر دیا زید نے درمیان اذکار تعریف و فضائل و ذکر شہادت شہدائے کربلا رضی اللہ تعالٰی عنہم و گریہ و زاری اہلبیت اطہار اور اہلبیت مطہرات کا اونٹوں پر بے پردہ جانا اور قید خانہ میں مقید ہونا اور یزید پلید کا سر دربار بلانا اور گفتگو ہونا جہاں تک کہ زید کو کتبہائے معتبرۂ اہلسنت وجماعت سے یاد تھا بیان کر دیا اور اہل سماع کو رقت طاری ہونا اور اس رقت ہونے کی وجہ سے کچھ پڑھنے والے اور سننے والے کو اجر ملنا اور نیز اسی قسم کا جلسہ اپنے مکانوں میں بنظر ثواب منعقد کرنا بخلاف طریقۂ روافض کے یعنی تعزیہ و علم وغیرہ سے اُس مکان کو معرا رکھنا مذہب اہلسنت والجماعت میں درست ہے یا نہیں اور بعد ختم مجلس شیرینی و شربت و چاء پر فاتحہ و پنج آیت پڑھکر ثواب شہدائے کربلا رضی اللہ تعالٰی عنہم کو پہونچانا کیسا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

حضرات کرام کے فضائل ومناقب ومراتب ومناصب روایات صحیحہ معتبرہ سے بیان کرنا سننا عین ثواب وسعادت ہے اور ذکر شہادت شریف بھی جبکہ مقصود ان کی اس فضیلت اور انکی صبر استقامت کا بیان ہو مگر غم پروری کا شرع شریف میں حکم نہیں۔ نہ غم وماتم کی مجلس بنانے کی اجازت نہ ایسی باتیں کہی جائیں جنمیں ان کی بے قدری یا توہین نکلتی ہو ماہ مبارک ربیع الاول شریف میں حضور پُرنور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ولادت شریفہ کا مہینہ ہے اور وہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کا مہینہ پھر ائمۂ دین وعلماء کاملین نے اُسے ولادت اقدس کی عید بنایا وفات شریف کا ماتم نہ بنایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ مرسلہ محمد صدیق بیگ صاحب مُراد اباد از بریلی ۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ آجکل دنیا میں عام رواج مصوّری کا یہ ہے کہ بغیر قلم و روشنائی کے بغیر ہاتھ لگائے اس طرح پر تصویر بناتے ہیں کہ ایک بکس سامان مصوّری کا ہوتا ہے جسکو انگریزی میں کیمرہ کہتے ہیں لگا کر جس شے کی تصویر لینا مقصود ہو اُسکو سامنے رکھتے ہیں شیشہ کے اثر سے کشش کے ساتھ تصویر معمولی شیشہ پر جو آتشی شیشہ یعنی (لینس) کے پاس لگا ہوتا ہے آجاتی ہے۔ اوسکو انگریزی مصالحہ میں ڈالکر کاغذ پر رکھکر خشک کرتے ہیں اس طرح سے تصویر بن جاتی ہے۔ شرع شریف میں اسکی بابت کیا حکم ہے یعنی ایسی تصویر کھینچنے والے کھنچوانے والے رکھنے والے فروخت کرنے والے خریدنے والے کس حد تک گنہگار ہو سکتے ہیں اور جس مکان میں تصویریں ہوں وہاں نماز جائز ہے یا نہیں۔ یا شرع کے موافق اوس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ جواب باصواب سے مطلع فرمائیں۔

الجواب

شرع نے تصویر حرام فرمائی اور کسی طریقہ ساخت کے ساتھ حکم کو مقید نہ فرمایا نہ کسی خصوصیت طریقہ کو اسمیں دخل نہ فوٹو بے اسکے عزم وفعل وحرکات کے خود بخود بن سکے دستی وعکسی میں صرف تخفیف عمل کا فرق ہے جیسے پیادہ اور ریل۔ جہاں جانا شرعاً حرام ہے پیادہ وریل دونوں یکساں ہیں وہ نہیں کہہ سکتا کہ اس میں مجھے پاؤں کو حرکت دینی نہ پڑی نہ منزل منزل ٹھہرتا گیا بالجملہ تصویر عکسی ودستی کے بنانے رکھنے سب باتوں کے احکام قطعاً ایک ہیں اور فرق کی کوئی وجہ نہیں عرف ہی کو دیکھے کیا جو تصویر بنانی عرفاً توہین یا بیحیائی اور قانونی جرم ہے وہ عکسی بنا سکتا ہے اور وہی عذر کر سکتا ہے کہ بے قلم و روشنائی اور بے ہاتھ لگائے بنائی ہرگز نہیں تو ظاہر ہوا کہ عکسی ہونے سے تصویر کے مقاصد میں کچھ فرق نہیں آتا بلکہ بسا اوقات کچھ زیادت ہی ہو جاتی ہے اور شئے اپنے مقاصد ہی کے لحاظ سے ممنوع یا مشروع ہوتی ہے۔ کما لایخفی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

سوال اول ۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فاتحہ کا کھانا مردوں کو کھانا چاہئے یا نہیں۔

الجواب

چاہئے کوئی ممانعت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال دوم ۔ ضرورت کو حرام چیز کھانا یا استعمال میں لانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

اگر بھوک پیاس سے مرتا ہوا اور کوئی شے پاس نہیں اور جانے کہ اسوقت کھائے پئے گا نہیں تو مر جائیگا ایسی صورت میں حرام شئے کھانا یا پینا اوس قدر جس سے اوسوقت جان بچ جائے جائز ہے یونہیں اگر سردی سخت ہے اور پہننے کو حرام کے سوا کچھ پاس نہیں اور نہ پہنے تو مر جائیگا یا ضرر پائے گا تو اوتنی دیر پہن لینا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال سوم ۔ شراب پینا خدا کے راستے کو روکتی ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

بیشک ضرور روکتا ہے اور اوسکے پینے والے پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے واللہ تعالیٰ اعلم

سوال چہارم ۔ بعد نماز فجر اور آفتاب طلوع ہونے سے قبل قرآن شریف کی تلاوت کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

بیشک جائز ہے بلکہ وہ بہت اعلیٰ وقت ہے جبتک آفتاب طلوع نہ کرے واللہ تعالیٰ اعلم

سوال پنجم ۔ اگر بلی یا کتا وغیرہ آدمیوں کی چیز کا نقصان کرتے ہوں یا کاٹ کھاتے ہوں تو اون کا مار ڈالنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

کاٹتے ہوں تو درست ہے قتل اون کا واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ششم ۔ کافر کو سلام کرنا چاہئے یا نہیں۔

الجواب

حرام ہے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب و اللہ یرجع الیہ مآب

مسئلہ ۔ از قصبہ ٹسوا موضع فریدپور مرسلہ مہدی حسن صاحب

کیا ارشاد فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں اہل سنت وجماعت کو سادات اہل تشیعہ کے یہاں کی علاوہ نیاز آٹھویں تاریخ حضرت عباس علمدار کے نیاز حسین کی مثلاً شربت وملیدہ وروٹی ولنگر وتبرک مجلس کا اہل سنت والجماعت صاحبان کو لینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

حدیث میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس قوم کی نسبت فرماتے ہیں لا تجالسوھم ولا تواکلوھم ولا تشاربوھم اون کے پاس نہ بیٹھو اور اون کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ اور اون کے ساتھ پانی نہ پیو لہٰذا اون کی مجالس میں جانا مطلقاً حرام کہ وہ قرآن مجید کی توہین کرتے ہیں اور اوسے ناقص جانتے ہیں اور اون کے یہاں سے شربت ملیدہ لنگر کوئی چیز نہ لی جائے واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال دوم ۔ کیا ارشاد فرماتے ہیں علمائے دین اہل سنت وجماعت اوس شخص کی نسبت کہ جو شخص سادات اہل تشیعہ کے یہاں کی نیاز حسین علیہ السلام کے لینے سے لوگوں کو منع کرے اور کہے یہ نیاز حرام ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

پہلے سوال کے جواب سے معلوم ہوگیا کہ منع کرنے والا ٹھیک منع کرتا ہے اور اوس کا منع کرنا بیجا نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از ریاست رامپور محلہ چاہ شور ۱۲ رمضان مبارک ۱۳۲۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ فونوگراف سے قرآن مجید سننا اور اوس میں قرآن شریف کا بھرنا اور اوس کام کی نوکری کرکے یا اجرت لیکر یا ویسے ہی اپنی تلاوت کا اوس میں بھرنا جائز ہے یا نہیں اور اشعار حمد ونعت کے بارہ میں کیا حکم ہے اور عورات کے ناچ گانے یا مزامیر کی آواز اوس سے سننا بھی ایسا ہی حرام ہے جسطرح اوس سے باہر سننا یا کیا۔ بینوا توجروا۔

الجواب

الحمد للہ الذی انزل القرآن ذکرا للعلمین واغنانا بہ عن الغناء الخبیث ولھو الحدیث وملاھی المبطلین وحرم بغیرتہ ورحمتہ الفواحش والفتن ماظھر منھا ومابطن والصلاۃ والسلام علی سیدنا ومولینا محمد سید المرسلین المبعوث بمحق المعازف والمزامیر وکل لھو مھین وعلی الہ وصحبہ الذین ھم لعھدھم بتعظیم الذکر راعون ولا طمع اجرۃ ولا کراھون المنتجبین المجتنبین عن لھو الحدیث الذین میّز اللہ بسعیھم ورعیھم الطیب من الخبیث ما اطرب لورقاء بالالحان وغرد القری فی الافنان آمین۔ اس مسئلہ حادثہ میں کلام سے پہلے ایک بحث جلیل کی تمہید ضرور جس پر انکشاف احکام مقصودہ فوٹوگراف سے

الکشف شافیا حکم فونوجرافیا ۱۳۲۸ھ

فونوگراف کا اظہار فرق ہے فوٹو کی تصویر اپنی ذی الصورہ سے مبائن اور اوسکی محض ایک مثال وشبیہہ ہوتی ہے بخلاف اس آلہ کے کہ اس میں اگر کسی قاری کی تلاوت بھری گئی تو اوس میں حقیقۃً قرآن عظیم ہی ودیعت ہوا اور اوس سے جو سنا جائیگا وہ حقیقۃً اوسی قاری کی آواز ہوگی اور اوس سے جو ادا ہوا وہ وہی قرآن عظیم ہوگا جو اوس نے پڑھا نہ یہ کہ مسموع اوس کی آواز کی کوئی حکایت وتصویر ہو اور یہ جو ادا ہوا قرآن مجید نہ ہو اوسکی مثال ونظیر ہو یونہیں اگر آلات طرب وغیرہا کی آواز ہے تو وہ بھی حقیقۃً وہی آواز ہے نہ کہ اُس کا نشان و پرداز کما توھمہ بعض فضلاء العصر ھو العلامۃ السید محمد عبد القادر الاھدل الشافعی المقیم الآن بحدیدۃ اذجمع فیہ رسالۃ سماھا القول الواضح فی رد الخطاء الفاضح زعم فیھا ان مایسمع من ذلک الصندوق لیس صوت الاصل ولا مساویا لھا انما یشبھھا فی اصل الصوت کالصدا وھو لھا کالخیال من عالم المثال وبنی علیہ جواز ان تسمع منہ اصوات الآلات اذ ماھی ھی ومایتعدی حکم الاصل الی الحکایۃ کما قال ابن حجر المکی وغیرہ فی رؤیۃ صورۃ عورۃ المرأۃ فی المرأۃ وقد کنت کتبت فی ابطال ھذا الوھم عدۃ فی مکۃ المکرمۃ فی صفر سنۃ ۱۳۲۴ھ حین عرض علیّ صاحبنا الفاضل الکامل النبیل النبیہ ذو قلب فقیہ وطبع قادو ذھن نقاد الشیخ محمد علی المکی المالکی امام المالکیۃ ومدرس المسجد الحرام ابن مفتیھم بھا مولینا العلامۃ المرحوم بکرم اللہ تعالی الشیخ حسین الازھری المکی رسالۃ لہ فی ھذا الباب سماھا انوار الشروق فی احکام الصندوق وھو حفظہ اللہ تعالی اجاد فی تحریم سماع الطرب لمعتاد لاھل الفساد من فونوغرافیا وبینہ بیانا کافیا وذھب ایضا الی تحریم سماع القرآن العظیم مطلقا منہ وتحقق الامر فیہ کما ستری ان شاء اللہ تعالی یہاں ہمکو دو باتیں بیان کرنی ہیں ایک یہ کہ فونو سے جو سنی جاتی ہے وہ بعینہٖ اوسی آواز کنندہ کی آواز ہوتی ہے جسکی صوت اس میں بھری ہے قاری ہو خواہ متکلم خواہ آلۂ طرب وغیرہا دوسرے یہ کہ بذریعۂ تلاوت جو اوس میں ودیعت ہوا پھر تحریک آلہ جو اس سے ادا ہوگا سنا جائے گا حقیقۃً قرآن عظیم ہی ہے۔ ان دونوں دعووں کو دو مقدموں میں روشن کریں وباللہ التوفیق **مقدمۂ اولٰی** کا بیان ان امور کی تحقیق چاہتا ہے (۱) آواز کیا چیز ہے (۲) کیونکر پیدا ہوتی ہے (۳) کیونکر سننے میں آتی ہے (۴) اپنے ذریعہ حدوث کے بعد بھی باقی رہتی ہے یا اوسکے ختم ہوتے ہی فنا ہوجاتی ہے (۵) کان سے باہر بھی موجود ہے یا کان ہی میں پیدا ہوتی ہے (۶) آواز کنندہ کی طرف اوسکی اضافت[1] کیسی ہے وہ اوسکی صفت ہے یا کس چیز کی (۷) اوسکی موت کے بعد بھی باقی رہ سکتی ہے یا نہیں ہم اس بحث کو بعونہٖ تعالٰی ایسی وجہ پر تقریر کریں کہ ساتوں سوال کا جواب اوسی سے منکشف ہو **فاقول** وباللہ التوفیق ایک جسم کا دوسرے سے بقوت ملنا جسے قرع کہتے ہیں یا بسختی جدا ہونا کہ قلع کہلاتا ہے جس ملائے لطیف مثل ہوا یا آب میں واقع ہو اوسکے اجزائے مجاورہ میں ایک خاص تشکل و تکیف لاتا ہے اسی شکل وکیفیت مخصوصہ کا نام آواز ہے اسی صورت قرع کی فرع ہے کہ زبان وگلوئے متکلم وقت تکلم کی حرکت ہوائے دہن کو بجاکر اوس میں اشکال حرفیہ پیدا کرتی ہے یہاں وہ کیفیت مخصوصہ اس صورت خاصۂ کلام پر مبنی ہے جسے قدرت کاملہ نے اپنے ناطق بندوں سے خاص کیا ہے۔ یہ ہوائے اول یعنی جس پر ابتداءً وہ قرع وقلع واقع ہوا جیسے صورت کلام میں ہوائے دہن متکلم اگر بعینہٖ ہوائے گوش سامع ہوتی تو یونہیں وہ آواز سننے میں آجاتی مگر ایسا نہیں لہذا حکیم عزت حکمتہ نے اس آواز کو گوش سامع تک پہنچانے یعنی ان تشکلات کو اوسکی ہوائے گوش میں بنانے کیلئے سلسلۂ تموج قائم فرمایا ظاہر ہے کہ ایسے نرم وتر اجسام میں تحریک سے موج بنتی ہے جیسے تالاب میں کوئی پتھر ڈالو یہ اپنے مجاور اجزائے آب کو حرکت دے گا وہ اپنے متصل وہ اپنے مقارب کو جہاں تک کہ اوس تحریک کی قوت اور اس پانی کی لطافت اقتضا کرے یہی حالت بلکہ اس سے بہت زائد ہوا میں ہے کہ وہ لینت ورطوبت میں پانی سے کہیں زیادہ ہے لہذا قرع اول سے کہ ہوائے اول متحرک ومتشکل ہوئی تھی اسکی جنبش نے برابر والی ہوا کو قرع کیا اس سے وہی اشکال ہوائے دوم میں بنیں اسکی حرکت نے متصل کی ہوا کو دھکا دیا اب اس ہوائے سوم میں مرتسم ہوئیں یونہی ہوا کے حصے بر وجہ تموج ایک دوسرے کو قرع کرتے اور بوجہ قرع وہی اشکال سب میں بنتے چلے گئے یہاں تک کہ سوراخ گوش میں جو ایک پٹھا بچھا اور پردہ کھچا ہے یہ موجی سلسلہ اوس تک پہنچا اور وہاں کی ہوائے متصل نے متشکل ہوکر اس پٹھے کو بجایا یہاں بھی بوجہ جوف ہوا بھری ہے اس قرع نے اوس میں بھی وہی اشکال وکیفیات جنکا نام آواز تھا

[1] یعنی صفت کی اضافت ہے موصوف کی طرف یا محل سے فاعل کی طرف یا کس ۱۲ منہ

پیدا کیں اور اس ذریعہ سے لوح مشترک میں مرتسم ہو کر نفس ناطقہ کے سامنے حاضر ہوئیں اور محض باذن اللہ تعالیٰ ادراک سمعی حاصل ہوا۔ الیٰ صل ہر شے کا سبب حقیقی ارادہ اللہ عزوجل ہے بے اوس کے ارادے کے کچھ نہیں ممکن اور وہ ارادہ فرمائے تو اصلاً کسی سبب کی حاجت نہیں مگر عالم اسباب میں حدوث آواز کا سبب عادی یہ قرع وقلع ہے اور اوسکے سننے کا وہ تموج دگجد دو قرع وطبع تا ہوائے جوف سمع ہے متحرک اول کے قرع سے ملا رمجاور میں جو شکل وکیفیت مخصوصہ بنی تھی کہ شکل حرفی ہوئی تو وہی الفاظ وکلمات تھے ورنہ اور قسم کی آواز اوسکے ساتھ قرع نے بوجہ لطافت اوس مجاور کو جنبش بھی دی اسکی جنبش نے اپنے متصل کو قرع کیا اور وہی ٹھپا کہ اس میں بنا تھا اوس میں اوتر گیا یوہیں آواز کی کاپیاں ہوتی چلی گئیں اگرچہ جتنا فصل بڑھتا اور وسائط زیادہ ہوتے جاتے ہیں تموج وقرع میں ضعف آیا جاتا اور ٹھپا ہلکا پڑتا ہے ولہذا دور کی آواز کم سنائی دیتی ہے اور حروف صاف سمجھ میں نہیں آتے یہاں تک کہ ایک حد پر تموج کہ موجب قرع آئندہ تھا ختم ہو جاتا ہے اور عدم قرع سے اوس تشکل کی کاپی برابر والی ہوا میں نہیں اوترتی آواز یہیں تک ختم ہو جاتی ہے۔ یہ تموج ایک مخروطی شکل پر پیدا ہوتا ہے جس کا قاعدہ اوس متحرک محرک اول کی طرف ہے اور راس اوسکے تمام اطراف مقابلہ میں جہاں تک کوئی مانع نہ ہو جس طرح زمین سے مخروط ظلی اور آنکھ سے مخروط شعاعی۔ نہیں نہیں بلکہ جس طرح آفتاب سے مخروط نوری نکلتا ہے کہ ہر جانب ایک مخروط ہوتا ہے بخلاف مخروط ظل کہ صرف جہت مقابل جرم مضی مخروط شعاع بصر کہ تنہا سمت مواجہہ میں بنتا ہے ان مخروطات تموج ہوائی کے اندر جو کان واقع ہوں ایک ایک ٹھپا سب تک پہنچیگا سب اوس آواز وکلام کو سنیں گے اور جو کان ان مخروطوں سے باہر رہے وہ نہ سنیں گے کہ وہاں قرع وطبع واقع نہ ہوا اور ٹھپوں کے تعدد سے آواز متعدد نہ سمجھی جائیگی یہ کوئی نہ کہے گا کہ ہزار آوازیں تھیں کہ ان ہزار اشخاص نے سنیں بلکہ یہی کہیں گے کہ وہی ایک آواز سب کے سننے میں آیا اگرچہ عند التحقیق اوسکی وحدت نوعی ہے نہ شخصی۔ اس تقریر سے بحمداللہ تعالیٰ وہ ساتوں سوال منکشف ہو گئے (۱) آواز اوس شکل وکیفیت مخصوصہ کا نام ہے کہ ہوا یا پانی وغیرہ جسم نرم وتر میں قرع یا قلع سے پیدا ہوتی ہے قول مشہور میں کہ ہوا کی تخصیص فرمائی مواقف اور اوسکی شرح میں ہے الصوت کیفیۃ قائمۃ بالھواء یحملھا الھواء الی الصماخ مقاصد اور اوسکی شرح میں ہے کیفیۃ تحدث فی الھواء بسبب تموجہ الخ **اقول** یہ نظر بہ اکثر ہے ورنہ ملائے آب میں بھی آواز سنی جاتی ہے دو شخص چند گز کے فاصلہ سے تالاب میں غوطہ لگائیں اور اون میں ایک دو اینٹیں لیکر بجائے تو دوسرے کو اون کا کھٹکا مسموع ہوتا ہے اس آواز کا حامل پانی ہی ہے اور کان تک موصل اوسی کا تموج کہ پانی کے اندر ہوا نہیں ہوتی ہاں پانی اتنا تر ولطیف نہیں جس قدر ہوا ہے لہذا اوسکا تشکل دیتا یہ دونوں بہ نسبت ملائے ہوا کے ضعیف ہوتے ہیں (۲) اوس کا اور تمام حوادث کا سبب حقیقی محض ارادہ الٰہی ہے دوسری چیز اصلاً نہ مؤثر نہ موقوف علیہ اور آواز کا ظاہری وعادی سبب قریب قلع وقرع ہے۔ فقیر نے اس میں قدما کا خلاف کیا ہے عملاً بالمتیقن وتجافیا عن الجزاف وہ قلع وقرع کو سبب بعید اور تموج کو سبب قریب بتاتے ہیں یعنی قرع سے ہوا میں تموج ہوا اور تموج سے وہ شکل وکیفیت کہ مسمیٰ بہ آواز ہے پیدا ہوئی مواقف وشرح میں ہے سبب الصوت القریب تموج الھواء مقاصد وشرح میں ہے تحدث بالتموج المعلول للقرع والقلع مطالع الانظار اصفہانی شرح طوالع الانوار علامہ بیضاوی میں ہے القرع والقلع سبب التموج الذی ھو سبب قریب للصوت **اقول** یہ اقوال خود ہمارے علما کے نہیں بلکہ فلاسفہ کے ہیں کہ علما نے نقل فرمائے شرح مقاصد میں ارشاد فرمایا الصوت عندنا یحدث بمحض خلق اللہ تعالیٰ من غیر تاثیر التموج الھواء والقرع والقلع کسائر الحوادث وکثیرا ما تورد والاٰراء الباطلۃ للفلاسفۃ من غیر تعرض لبیان البطلان الا فیما یحتاج الی زیادۃ بیان والصوت عندھم کیفیۃ تحدث فی الھواء بسبب تموجہ المعلول للقرع والقلع فلاسفہ خطاکاری وغلط شعاری کے عادی ہیں اور مقتضائے نظر صحیح یہی ہے کہ اوس کیفیت کے حدوث کو قلع وقرع بس ہیں تموج کی حاجت نہیں **اولا** قرع وقلع سے ہوا دبیگی اور اپنی لطافت ورطوبت کے باعث ضرور اوسکی شکل وکیفیت قبول کریگی اسی کا نام آواز ہے اور صرف یہ دبنا تموج نہیں بلکہ اسکے سبب اوسکی ہوائے مجاور متحرک ہوگی اور وہ اپنی متصل ہوا کو حرکت دیگی یہاں یہ صورت تموج کی ہے خود مواقف وشرح میں فرمایا لیس تموجہ ھذا حرکۃ انتقالیۃ من ھواء واحد بعینہ بل ھو صدم بعد صدم وسکون بعد سکون فھو حالۃ شبیھۃ بتموج الماء فی الحوض اذا القی

جس فی وسطہ شرح مقاصد میں فرمایا المراد بالتموج حالۃ مشتبھۃ بتموج الماء تحدث بصدم بعد صدم وسکون بعد سکون ظاہر ہے کہ مقروع اول میں جو تکیف وتشکل ہوا اوسکے لئے صرف اوسی کا انفعال درکار تھا بعد کے موجی سلسلہ کو اوس میں کیا دخل۔ اگر فرض کریں کہ مقروع اول کے بعد ہوا نہ ہوتی یا وہ قرع کا اثر نہ قبول کرتی تو خود اوس میں تشکل کیوں نہ آتا حالانکہ اوس نے دیگر قرع کا اثر قبول کرلیا **ثانیا** اگر تشکل مقروع اپنے بعد کے اجزا متحرک ہونے کا محتاج ہو تو چاہئے کہ تموج باقی رہے اور تشکل ختم ہوجائے کہ اگر بعد کے اجزائے متموجہ بھی متشکل ہوں تو انکو اپنے بعد کے اجزا کا تموج درکار ہوگا تو یا سلسلہ تموج میں تسلسل آئے گا یا سبب سے مسبب متخلف ہوجائیگا اور دونوں باطل ہیں ہاں بظاہر تموج اس لئے درکار ہے کہ مقروع اول سے اجزائے متصلہ میں نقل تشکل کرے کہ مقروع اول دب کر اپنے متصل دوسرے جز کو قرع کریگا اور وہ اوسی شکل سے متشکل ہوگا پھر اوس کے دبنے سے تیسرا مقروع ومتشکل ہوگا اوسکی حرکت سے چوتھا الا ماشاء اللہ تعالٰی اور حقیقۃً قرع ہی تموج کا بھی سبب ہے اور تشکل کا بھی قرعات متوالیہ نے تموج مذکور پیدا کیا اور ہر قرع نے اپنے مقروع میں تشکل تموج کو دخل کہیں بھی نہ ہوا وتفصیل القول ان التموج ھو الاضطراب والاضطراب ھو المتضارب بین اجزاء الشیئ وذلک اما بان یعلو بعضہ ینحدر فی الفوران او یذھب ویجیئ الی غیر جھۃ العلو والسفل کما فی الترجرج وفیھما التضارب حقیقۃ لان الجزء الضارب اولا یصیر مضروبا بالعکس واما بان یضرب جزء والثانی الثالث وھکذا وھذا ھو الواقع فی تموج الماء والھواء واما ماکان فلا بد فی التموج من حرکات متوالیۃ ولا یقال لشکل ماھو وانتقل ماج واضطرب فزید الماشی لیس متموجا لا لغۃ ولا عرفا ھذا ما نعرف من معنی التموج والھواء بنفس القرع ینفظ ویتشکل وتکیف ولا علی توقفہ علی تکرر وامکان قرع الھواء یوجب فیہ الموج ولا بد اگر کہئے قرع کافی نہیں جب تک مقروع اوس کا اثر قبول نہ کرے اور اوس کا تاثر وہی تحرک ہے اور اسی کو تموج سے تعبیر کیا اگرچہ حقیقت تموج وہ ہی کہ اوپر گزری **اقول اولا** اس میں تسلیم ایراد ہے کہ تموج سے نفس تحرک مقروع مراد ہے **ثانیا** یہ کہنا ایسا ہے کہ فاعل کافی نہیں جبتک معلول اوسکا اثر قبول نہ کرے تو سبب قریب فاعل نہیں بلکہ معلول کا انفعال ہے ھو کما تری وتحقیقہ ان التشکل وان لم یکن الا مع التحریک ولو لم یتحرک لم یتشکل وسلمنا ان ھذہ لیست معیۃ معلولی علۃ کوجود النھار واستضاءۃ الارض بالقیود المعلومیۃ لدی العارف بل للتحرک مدخل فی التشکل لکن لا نسلم ان التحرک مرسم الشکل ویفیض لکیفیۃ بل المرسم ھو القرع وان کان مشروطا بالتحرک فجعل التموج ای التحرک سببا قریبا ناشئ عن اشتباہ الشرط بالسبب کمن یزعم ان قبول المعلول اثر العلۃ ھو السبب القریب لہ فافھم واعلم واللہ تعالٰی اعلم ھذا واستدل العلامۃ قدس سرہ فی شرح المواقف علی کون التموج سببہ القریب بانہ شیئ حصل حصل الصوت واذا انتفی انتفی فانا نجد الصوت مستمرا باستمرار تموج الھواء الخارج من الحلق والالات الصناعیۃ ومنقطعا بانقطاعہ وکذا الحال فی طنین الطست فانہ اذا سکن انقطع لانقطاع تموج الھواء حینئذ اھ **اقول اولا** لا تموج عند المقروع الاول حین ھو مقروع وان حصل حین کونہ قارعا والصوت موجود فیہ لکونہ قارعا **وثانیا** ینقطع فیما بعد بانقطاع التموج لانقطاع القرع لان القرع فی الاجزاء الاخیرۃ انما یصل علی وجہ التموج کما عرفت **وثالثا** الشیئ ینقطع بانقطاع شرطہ فلا یفید السببیۃ فضلا عن الاقربیۃ وتمسک بعضھم بانھم انما لم یجعلوا القرع والقلع سببین للصوت ابتداء حتی یکون التموج والوصول الی السامعۃ سببا للاحساس بہ لا لوجودہ نفسہ بناء علی ان القرع وصول والقلع لا وصول وھما آنیان فلا یجوز کونھما سببین للصوت لانہ زمانی اھ **اقول** التموج حرکۃ والحرکۃ زمانیۃ فکیف صار الآنی سببا لہ وان جاز فلم یجز ان یکون سببا للصوت ابتداء **وقرر** بان التموج ان کان انیا فقد جعلوہ سببا للصوت الزمانی وان کان زمانیا فقد جعلوا القرع والقلع الآنیین سببا لہ فجعل الآنی سببا للزمانی لازم علی کل تقدیر واجاب عنہ العلامۃ السید الشریف بانہ لا محذور فیہ اذا لم یکن السبب علۃ تامۃ او جزء اخیرا منھا اذ لا یلزم حینئذ ان یکون الزمان موجودا فی الان اھ

مقروع الاول

اقول فلم لایقال مثلہ فی سببیۃ القرع للصوت وتخلل نحو شرط ینفی کونہ جزء اخیرا ولا ینافی کونہ سبباقریبا کما لایخفی۔ و تعقب التمسك المذکور فی الصحائف بما قد کان ظھر للعبد الضعیف اول ما نظرت التمسك وھو لنا لانسلم ان الصوت زمانی لان بعض الحروف آنی کما یجیئ مع انہ صوت اھ قال الحسن جلبی ولایخفی علیك اندفاعہ بما مر من ان الحرف عارض للصوت لانفسہ اھ **اقول** لایخفی علیك اندفاعہ بما یاتی للعلامۃ حسن نفسہ ان کون الحرف عبارۃ عن الکیفیۃ العارضۃ للصوت انما ھو عند الشیخ (یعنی ابن سینا شیخ المتفلسفین) وعند جمع من المحققین الحرف ھو الصوت المعروض للکیفیۃ المذکورۃ اھ اما ما قال بعدہ ان الاشبہ بالحق انھا مجموع العارض والمعروض کما صرح بہ البعض سیشیر الیہ الشارح فیما سیاتی اھ اراد بہ قول العلامۃ ان الحرف قد یطلق علی الھیأۃ المذکورۃ العارضۃ للصوت وعلی مجموع المعروض و العارض وھذا انسب بمباحث العربیۃ اھ فحسبك فی دفعہ مانقل ھو عنہ قدس سرہ ان اصحاب العلوم العربیۃ یقولون الکلمۃ مرکبۃ من الحرف ویقولون للکلمۃ انہ صوت کذا فلو لم یکن الحرف عندھم مجموع العارض والمعروض بل عارضا للصوت فقط لما صح منھم ذلك اھ وانت تعلم ان القول بالمجموع وان کان اقوی بای قول ائمۃ العربیۃ ان الکلمۃ صوت لانہ حینئذ تسمیتہ للکل باسم الجزء وعلی الاول تسمیۃ للعارض باسم المعروض وھذا ابعد من ذاك لکن الموافق بقولھم وفاقا کلیا ھو ما قال المحققون ان الحرف صوت لاعارضۃ ولا المجموع ولذا قال جلبی نفسہ ان کون الحرف عبارۃ عن نفس المعروض انسب بذلك القول من المذھبین اذلا مجاز فی ذلك الاطلاق علی ھذا التقدیر اصلا اھ **اقول** وکان مراد القائل بالمجموع انہ المعروض من حیث ھو معروض فلا ینافی قول المحققین انہ الصوت المعروض وبھذا یتم الاستدلال لقول المجموع بکلام ائمۃ العربیۃ من دون اشکال فاستقر عرش التحقیق علی ان الحرف ھو الصوت المعروض وبہ اندفع التمسك رأسا ورأیت فی کلام امام جمیع الفنون الاعرف بکلھا من اھلھا لسان الحقائق سیدنا الشیخ الاکبر محی الدین ابن العربی رضی اللہ تعالٰی عنہ فی کتابہ الدر المکنون و الجوھر المصون فی علم الجفر ما نصہ اما الحرف فلفظ مشترك یطلق علی اللفظ من ای جنس من المخلوقات وھو الھواء الخارج من الصدر المتقطع بالشفتین واللسان المتکیف الی الحروف والاصوات اھ فھو کما تری تجوز منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ الا تری انہ جعل فی اٰخر الکلام الھواء متکیفا بالحروف فالحروف کیفیات تحدث فی الھواء لانفسہ کما ھو ظاھر ثم رأیتہ قدسنا اللہ تعالٰی بسرہ الکریم صرح بہ نفسہ قبل ھذا فی توضیح اتی بہ فی فصل سر الاستنطاق اذ قال اعلم ان الحروف علی ثلثۃ انواع فکریۃ ولفظیۃ وخطیۃ فالحروف الفکریۃ ھی صور روحانیۃ فی افکار النفوس مصورۃ فی جواھرھا والحروف اللفظیۃ ھی اصوات محمولۃ فی الھوی مدرکۃ بطریق الاذنین بالقوۃ السامعۃ والحروف الخطیۃ ھی نقوش خطت بالاقلام فی وجوہ الالواح اھ فھذا ھو الحق الناصع وعلیہ المحققون واللہ تعالٰی اعلم۔ (۳) سننے کا سبب ہوائے گوش کا متشکل بشکل آواز ہونا ہے اور اوس کے تشکل کا سبب ہوائے خارج متشکل کا اوسے قرع کرنا اور اس قرع کا سبب بذریعہ تموج حرکت کا وہاں تک پہنچنا۔ (۴) ذریعہ حدوث قلع و قرع ہیں اور وہ آنی ہیں حادث ہوتے ہی ختم ہوجاتے ہیں اور وہ شکل وکیفیت جس کا نام آواز ہے باقی رہتی ہے تو وہ معدات ہیں جن کا معلول کے ساتھ رہنا ضرور نہیں کیا نہ دیکھا کہ کاتب مرجاتا ہے اور اوس کا لکھا برسوں رہتا ہے یونہیں یہ کہ زبان بھی ایک قلم ہی ہے (۵) ضرور کان سے باہر بھی موجود ہے بلکہ باہر ہی سے منتقل ہوتی ہوئی کان تک پہنچتی ہے طوالع و مقاصد و مواقف وغیرہا میں اس پر تین دلیلیں قائم کی ہیں لانطیل الکلام بذکرھا و ذکر مالھا وعلیھا اقول والحق ان الصوت یحدث عند اول مقروع کھواء الفم عند التکلم ثم لایزال یتجدد حتی یحدث فی الاذن فھو موجود خارج الاذن بعدۃ لایعلمھا الا اللہ جل وعلا ثم باعلام رسولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ثم باعلام النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من شاء من خدمہ واولیائہ اما المسموع بالفعل فلیس الا صوتا حادثا فی الاذن کما علمت فلیکن التوفیق وباللہ التوفیق۔ (۶) وہ آواز کنندہ کی صفت نہیں بلکہ

ملائے متکیف کی صفت ہے ہوا ہو یا پانی وغیرہ مواقف سے گزرا الصّوت کیفیۃ قائمۃ بالھواء آواز کنندہ کی حرکت قرعی وقلعی سے پیدا ہوتی ہے لہذا اوس کی طرف اضافت کی جاتی ہے (۷) جبکہ وہ آواز کنندہ کی صفت نہیں بلکہ ملائے متکیف سے قائم ہے تو اوسکی موت کے بعد بھی باقی رہ سکتی ہے کما لایخفی۔ ان جوابوں کے سوا اور بھی فائدے ہماری اوس تقریر سے روشن ہوئے مثلاً (۸) انقطاع تموج انعدام سماع کا باعث ہوسکتا ہے کہ کان تک اوسکا پہنچنا بذریعہ تموج ہی ہوتا ہے نہ انعدام صوت کا بلکہ جب تک وہ تشکل باقی ہے صوت باقی ہے۔ (۹) یہیں سے ظاہر ہوا کہ دوبارہ اور تموج حادث ہو تو اوس سے تجدید سماع ہوگی نہ کہ آواز دوسری پیدا ہوئی جبکہ تشکل وہی باقی ہے (۱۰) وحدت آواز وحدت نوعی ہے کہ تمام امثال متجددہ میں وہی ایک آواز مانی جاتی ہے ورنہ آواز کا شخص اول کہ مثلاً ہوائے دہن متکلم میں پیدا ہوا کبھی ہمیں مسموع نہیں ہوتا اوسکی کاپیاں ہی چھپتی ہوئی ہمارے کان تک پہنچتی ہیں اور اسی کو اوس آواز کا سننا کہا جاتا ہے۔

جب یہ امور واضح ہولئے تو اب آلۂ فونوگراف کی طرف چلئے حکیم جلت حکمتہ نے جوف سامعہ کی ہوا میں جس طرح یہ قوت رکھی کہ اون کیفیات سے متکیف ہوکر نفس کے حضور ادائے اصوات والفاظ کرے یونہی یہ حالت رکھی کہ اداکرکے مٹا اوس کیفیت سے خالی ہوکر پھر لوح سادہ رہ جائے کہ آئندہ اصوات وکلمات کے لئے مستعد رہے اگر ایسا نہ ہوتا تو مختلف آوازیں جمع ہوکر مانع فہم کلام ہوتیں جس طرح میلوں کے عظیم مجامع میں ایک غل کے سوا بات سمجھ میں نہیں آتی ولہذا ابتک عام لوگوں کے پاس اون کیفیات کے محفوظ رکھنے کا کوئی ذریعہ نہ تھا اگرچہ واقع میں تمام الفاظ جملہ اصوات بجائے خود محفوظ ہیں وہ بھی امم مخلوقہ سے ایک امت ہیں کہ اپنے رب جل وعلا کی تسبیح کرتے ہیں کلمات ایمان تسبیح رحمن کیساتھ اپنے قائل کیلئے استغفار بھی کرتے ہیں اور کلمات کفر تسبیح الٰہی کے ساتھ اپنے قائل پر لعنت کما صرح بہ امام اہل الحقائق سیدی الشیخ الاکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ والشیخ العارف باللہ تعالٰی سیدی الامام عبدالوہاب الشعرانی قدس سرہ الربانی اور اسکا سبب ظاہری یہ تھا کہ اون کیفیات کا حامل ایک نہایت نرم ولطیف ورطب جسم تھا یعنی ہوا یا نہایت کمی کیساتھ پانی بھی جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا اور جسطرح لطافت ورطوبت باعث سہولت انفعال ہے یونہی مورث سرعت زوال ہے اسی لئے نقش برآب مثل مشہور ہے تو اون کیفیات اشکال کے تحفظ کا کوئی ذریعہ ہمارے پاس نہ تھا اب بمشیت الٰہی ایسا آلہ نکلا جس میں مسالے سے باذن اللہ تعالٰی یہ قوت پیدا ہوئی کہ ہوائے عصبہ مفروشہ کی طرح ہوائے متموج کی اون اشکال حرفیہ وصوتیہ سے متشکل ہو اور اپنے یبس وصلابت کے سبب ایک زمانہ تک انھیں محفوظ رکھے اگلوں کا اس ذریعہ پر مطلع نہ ہونا اونھیں اپنے اس تجربہ کے بیان پر باعث ہوا کہ ہم دیکھتے ہیں جب تموج ختم ہوجاتا ہے آواز ختم ہوجاتی ہے کما تقدم عن شرح المواقف یہ آلہ دیکھتے تو معلوم ہوتا کہ تموج ہوا ختم ہوا اور آواز محفوظ ومخزون ہے انتہائے تموج سے سننے میں نہیں آتی اوس کے لئے دوبارہ تموج ہوا کی محتاج ہے کہ ہمارے سننے کا یہی ذریعہ ہے ورنہ رب عزوجل کہ غنی مطلق ہے اب بھی اوسے سن رہا ہے اس آلہ یعنی پلیٹوں پر تمام اشکال معلوم ومشاہد ہے ولہذا چھیل دینے سے وہ الفاظ زائل ہوجاتے ہیں جس طرح کاغذ سے خط کے نقش چھل جاتے ہیں اور اون سے خالی کرکے دوسرے الفاظ بھر سکتے ہیں جس طرح لکھی ہوئی تختی دھوکر دوبارہ لکھ سکتے ہیں اور تکرر قرع سے بھی بتدریج اون میں کمی ہوتی اور آواز ہلکی ہوتی جاتی ہے کہ پہلے کی طرح صاف سمجھ میں نہیں آتی یہاں تک کہ رفتہ رفتہ فنا ہوکر بالآخر لوح سادہ رہ جاتی ہے جب تک اون چوڑیوں پلیٹوں میں وہ اشکال حرفیہ باقی ہیں تحریک آلہ سے جو ہوا جنبش کنان اون اشکال مرسومہ پر گزرتی ہے اپنی رطوبت ولطافت کے باعث بدستور اون کیفیات سے متکیف اور قوت تحریک کے باعث متموج ہوکر اوسی طرح کان تک پہنچتی اور یہاں کی ہوا اون اشکال کو لیکر بعینہ بذریعہ لوح مشترک نفس کے حضور حاضر کرتی ہے یہ تجدد تموج کے سبب تجدد سماع ہوا نہ کہ تجدد صوت کما اسلفنا لہ التحقیق واللہ ولی التوفیق تو فونو کی چوڑیاں صرف ہواہائے متوسطہ میں سے ایک ہوا کے قائم مقام ہیں فرض کیجئے کہ طبلہ سے گوش سامع تک بیچ میں سو ہواؤں کا توسط تھا کہ طبلہ پر ہاتھ مارنے سے پہلی ہوا اور اوس سے دوسری اوس سے تیسری یہاں تک کہ سوویں ہوا نے اشکال صوت طبلہ سے متشکل ہوکر ہوائے جوف گوش کو متشکل کیا اور سماع واقع ہوا یہاں یوں سمجھئے کہ اوس نواخت سے

یکے بعد دیگرے پچاس ہواؤں نے متشکل ہوکر ہوائے اخیر نے اس آلہ کو متشکل کیا یہ ہوائے پنجاہ ویکم کی جگہ ہوا اب اس سے ہوائے پنجاہ ودوم پھر سوم چہارم متشکل ہوکر سویں نے بدستور ہوائے گوش کو متکیف کیا اور سماع حاصل ہوا تو یقیناً دونوں صورتوں میں وہی صوت طبلہ ہے کہ تجدد امثال سو واسطوں سے کان تک پہنچی اگرچہ ایک صورت میں سب وسائط ہوائیں ہیں اور دوسری میں بیچ کا ایک واسطہ یہ آلہ دونوں میں وہی سلسلہ چلا آتا ہے وہی طبلہ پر ہاتھ پڑنا دونوں کا مبدا ہے تو کیا وجہ کہ اون سو واسطوں سے جو سنا گیا وہ تو وہی صوت طبلہ ہو اور ان سو واسطوں سے جو سنا گیا وہ اوسکا غیر ہو اوسکی تصویر اوسکی مثال ہو یہ محض تحکم بے معنی ہے اصل تشکل اول جو قرع طبلہ سے پیدا ہوا اوسے لیجئے تو وہ تو صورت اولٰی میں بھی ننانوے منزل اوس پار چھوٹ گیا اور اگر یکے بعد دیگرے اوس کا سلسلہ قائم رہنا لیجئے تو وہ یقیناً یہاں بھی حاصل پھر تفرقہ یعنی چہ۔ علامہ سید شریف قدس سرہ الشریف شرح مواقف میں فرماتے ہیں الاحساس بالصوت یتوقف علی ان یصل الهواء الحامل له الی الصماخ لا بمعنی ان هواء واحد بعینه یتموج ویتکیف بالصوت ویوصله الی القوة السامعة بل بمعنی ان ما یجاور ذلك الهواء المتكیف بالصوت یتموج ویتکیف بالصوت۔ ایضا وهكذا الی ان یتموج ویتکیف به الهواء الراکد فی الصماخ فتدرکه السامعة حینئذ اوس کے متن مواقف مع الشرح میں ہے سبب الصوت القریب تموج الهواء و لیس تموجه هذا حرکة انتقالية من هواء واحد بعینه بل هو صدم بعد صدم وسکون بعد سکون بالجملہ کوئی شک نہیں کہ جو کچھ فونو سے سنی گئی بعینہ وہی طبلہ کی آواز ہے اسی کو شرع نے حرام فرمایا تھا اور اسے خیال ومثال کہنا محض بے اصل خیال تھا اور بالفرض غلط ایسا ہوتا بھی تو مجوز کیلئے کیا باعث خوشی تھا بالجملہ شرع مطہر نے اوس نوع آواز کو حرام فرمایا ہے تشخص تموج بلکہ تشخص تشکل بلکہ تشخص طبلہ کسی کو بھی اوس میں دخل نہیں حکم اپنی علت کیساتھ دائر ہوتا ہے آواز ملاہی کی علت تحریم وہ تشخصات نہیں بلکہ یہ کہ وہ لہو ہیں کما ینبئ عنه اسمها ویشیر الیه قوله تعالٰی ومن الناس من یشتری لهو الحدیث وقوله صلی الله تعالٰی علیه وسلم کل لهو المؤمن باطل وفی روایة حرام الا فی ثلث وہ دل کو خیر سے پھیر کر شہوات وہفوات کی طرف لیجاتے ہیں یہاں تک کہ دل پر اون کے رنگ چڑھکر مہر ہوجاتی ہے پھر حق بات نہ سنے نہ سمجھے والعیاذ بالله تعالٰی کما قال عزوجل بل ران علی قلوبهم ما کانوا یکسبون وفیه قوله صلی الله تعالٰی علیه وسلم ان العبد اذا اذنب ذنبا نکتت فی قلبه نکتة سوداء فان تاب ونزع واستغفر صقل قلبه وان عاد زادت حتی تعلو قلبه فذلك الران الذی ذکر الله تعالٰی فی القرآن رواه احمد والترمذی وصححه والنسائی وابن ماجة واٰخرون عن ابی هریرة رضی الله تعالٰی عنه وهو نحو حدیث ابن مسعود رضی الله تعالٰی عنه الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء العشب بل هو للبیهقی فی شعب الایمان عن جابر رضی الله تعالٰی عنه قال قال رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم وفیه الزرع مکان العشب غرض ان آوازوں میں بالطبع یہ خاصیت رکھی گئی ہے کہ فتنہ کی طرف کھینچیں اور قدم ثبات کو لغزش دیں و ذلك قوله تعالٰی واستفزز من استطعت منهم بصوتك ہر عاقل جانتا ہے کہ اس میں خصوصیت صورت آلہ کو دخل نہیں بلکہ یہ آوازیں جس آلہ سے پیدا ہوں اپنا رنگ لائیں گی تو علت حرمت قطعاً حاصل ہے پھر حکم حرمت کیونکر زائل اور یہ ادعا کہ فونو سے سازوں کی آوازیں مورث طرب نہیں صرف موجب عجب ہیں بداہت کے خلاف ہے بلاشبہہ سازوں سے اون کی آواز سننا جو اثر کرتا ہے وہی فونو سے کہ آواز بلا تفاوت وہی ہے خصوصیت تشکل آلہ کو ایراث عدم ایراث طرب میں کیا دخل نہ اضافہ عجب مانع طرب فاندفع مازعم الفاضل المعاصر السید الاهدل حفظه الله تعالٰی انه لا یحصل من سماعه طرب بل عجب فقط وغایة ما یدعیه بعضهم حصول اللذة واللذة مع کونها من باب المشكك لیست علة التحریم فقط بل العلة مع ذلك كون الآلات من شعار الفسقة والصندوق لم یوضع للضرب ولا تقصد له ولا اشهر بانه شعار الفساق فانی یتاتی الالحاق اھ بمحصله وقد اتینا فی تلخیصه علی مقصد رسالته اجمع **اقول اولا** ما الطرب الا الفرح والحزن او خفة تلحقك تسرك او تحزنك والحرکة الشوق کما فی القاموس وکل ذلك معلوم قطعا فی سماع اصوات الآلات من الصندوق کسماعها منها سواء بسواء وکلها ههنا لوازم اللذة التی سلم وجودها والخفة ان اخذت بمعنی ما یقهر العقل فلیست

لازمۃ بسماع الآلات ایضا قرب سامع لہا لایعتریہ خفۃ فی عقلہ انما ذلک لمن انہمک فیہا وھی تحصل لمثلہ فی السماع من الصندوق ایضا وثانیا ھذہ الآثار التی تتولد منہا ھی الکافیۃ قطعا للتحریم والیہا النظر فی النصوص التی تلونا وفی تسمیتہا آلات الملاھی من دون توقف علی کونہا شعار الفسقۃ حتی لوفرض انعدام الفساق من الدنیا لحرمت الآلات لما ذکرنا واین کانت الفسقۃ اذ قال اللہ عزوجل لابلیس واستفزز من استطعت منہم بصوتک بل ھذہ الآثار ھی التی جعلتہا شعار الفساق فہو اثر العلۃ منہا لاجزؤھا نعم ما لاباس بہ فی نفسہ ولم یکن ما یناقض مقاصد الشرع الشریف وصار شعار اللفساق عنہ لذلک التشبہ بہم فہھنالک یبتنی الامر علی الشعار لا فی مثل فی بحث عنہ وکذلک ما بہ باس فی نفسہ وصار شعار الفسقۃ ینہی عنہ للوجہین ای لکل منہا لا للمجموع حتی تکون الشعاریۃ جزء العلۃ ویقیصہ النفی علیہما فاذا انتفت انتفی لاقائل بہ احد من العلماء الدنیا **وثالثا** وکون اللذۃ من باب المشکک انما کان یجدی نفعا لو ثبت جواز نفس لا لتذاذ بتلک الاصوات وتوقفت الحرکۃ علی مخصوص منہا وثبت ان اللذۃ لا تبلغ ذلک الحد لا بالسماع من نفس الآلات دون الصندوق ولم یثبت شیئ من ذلک **ورابعا** ان الصندوق لم یوضع للضرب فنحن لانحرم نفسہ بل سماع صوت ای منہ وذلک یکون یوضع القوالب المودعۃ فیہا اصواتہا وھی ما وضعت الا لذلک وحینئذ لایقصد من الصندوق الا الضرب وسماعہا شعار الفسقۃ قطعا وبالجملۃ فالتفرقۃ بین سماع اصوات الملاھی منہا ومن الصندوق ماھی الاجرف ہار مالہ من قرار **وخامسا** ھذا کلہ علی فرض ذنب التنزلی والا قد اقمنا البرھان علی ان صوت الملاھی المسموع من الصندوق ھو عین صوت تلک الملاھی فکیف یفرق بین الشیئ ونفسہ ولا حاجۃ الی الالحاق وباللہ التوفیق **وسادسا** ثم ان البریز یقول قد سمعنا حکایتہ للقرآن فلم نر الا انہا قرأۃ فصیحۃ مرتلۃ بنغمۃ تمیلا الیہا النفوس اھ اقول افصحتم بالحق فلا تلک النغم الحسان تمیل نفوس لعامۃ او تلک الاصوات الملہیۃ عن ذکر الرحمٰن القرآن واسدت لہا الشیطان وذلک ھو الطرب المنہی عنہ وعلیہ مدار تحریمہا فحسب واللہ الموفق بالجملہ شک نہیں کہ طبلہ سارنگی ڈھولک ستار یا ناچ یا عورات کا گانا یا فحش گیت وغیرہ جن آوازوں کا فونو سے باہر سننا حرام ہے بلاشبہہ اون کا فونو سے بھی سننا حرام ہے نہ یہ کہ اسے محض تصویر وحکایت قرار دیکر اصل سے جدا کر دیجئے یہ محض باطل و بے معنی ہے **سابعا** اس تصویر مجرد مباین اصل ہونے کا حال توجب کھلے کہ زید کی ہجو یا اوس کے والدین پر گالیاں اس آلہ میں بھر کر سنائی جائیں کیا اوس پر وہی ثمرات مرتب نہ ہونگے جو فونو سے باہر سننے میں ہوتے پھر اپنے نفس کے لئے فرق نہ کرنا اور واحد قہار کی معصیتوں کو ہلکا کر لینے کیلئے یہ تاویلیں نکالنا کس قدر دیانت سے دور و مہجور ہے نسأل اللہ العفو والعافیۃ اما ما ذکر السید الاھدل عفا اللہ تعالٰی عنا وعنہ من حدیث رؤیۃ صورۃ المرأۃ فی المرآۃ **فاقول ثامنا** تبین لک ان صوت الملاھی من الصندوق ھو عین صوتہا منہا لامثالہ بخلاف عکس المرأۃ فی المرآۃ **وتاسعا** کلام ابن حجر فی التحفۃ فی باب النکاح عقیب قول الامام النووی فی منہاجہ ویحرم نظر فحل بالغ الی عورۃ حرۃ ما نصہ خرج مثالہا فلا یحرم نظرہ فی نحو مرآۃ کما افتی بہ غیر واحد ویؤیدہ قولہم لو علق الطلاق برؤیتہا لم یحنث برؤیۃ خیالہا فی نحو مرآۃ لانہ لم یرھا ومحل ذلک کما ھو ظاھر حیث لم یخش فتنۃ ولا شہوۃ اھ ومثلہ فی النہایۃ للرملی فقد افاد اخراما ابا وھذا القیاس فان صوت الملاھی نفسہ فتنۃ ولادخل فیہ لخصوص آلۃ فانہ یورث قطعا سماعہ من الصندوق ما یورث سماعہ من غیرہ فلا فرق بخلاف الخیال فانہ غیر مشتہی بنفسہ ولاصالح لذلک فافترقا **وعاشرا** انی لااظن ھذا الشرع المطہر یبیح رؤیۃ فرج الاجنبیۃ عاریۃ عن الثیاب فی المرآۃ فان فیہ من الفساد والبعد عن مقاصد الشرع ما لایخفی ولا اعلم تطرخصتہ فی ذلک عن علمائنا وان حکموا ان برؤیۃ فرج المرأۃ فی المرآۃ بشہوۃ لاتثبت حرمۃ المصاہرۃ لانہ لم یر فرجہا بل مثالہ وھو مبنی علی القول بالانطباع دون انعکاس الشعاع والا لکان المرئی نفس الفرج لاخیالہ۔ واللہ تعالٰی اعلم **مقدمہ ثانیہ** علمائے کرام

نے وجود شے کے چار مرتبے لئے ہیں وجود فی الاعیان جسطرح زید کہ خارج میں موجود ہے وجود فی الاذہان کہ صورت زید جو اوس کے لئے مرآت ملاحظہ ہے ذہن میں حاضر ہے وجود فی العبارۃ کہ زبان سے نام زید لیا گیا فان الاسم عن المسمی و فی مسند احمد وسنن ابن ماجہ وصحاح الحاکم وابن حبان عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم عن ربہ عزوجل انامع عبدی اذا ذکرنی وتحرکت بی شفتاہ وجود فی الکتابۃ کہ نام زید لکھا گیا قال تعالی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التورٰۃ والانجیل اس نبی کو اہل کتاب اپنے پاس توریت وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ظاہر ہے کہ عامہ اعیان میں یہ دو نحو اخیر بلکہ نحو ثانی بھی شے کے خود اپنے وجود نہیں کہ حق حصول اشیاء باشباحہا ہے نہ بانفسہا **اقول** وھذا ھو عندی حقیقۃ انکار ائمتنا المتکلمین الوجود الذھنی ای ان الشیئ لیس فی الذھن بل شبحہ وحملہ الامام الرازی علی انکار کونہ علما ثم ذھب بہ المتاخرون الی ماذھبوا والا فانکار قیام معان بالاذھان مما لایعقل عن عاقل فضلا عن اولئک اساطین العلم والعرفان مگر ہمارے ائمہ سلف رضی اللہ تعالی عنہم کے عقیدہ حقہ صادقہ میں یہ چاروں نحو قرآن عظیم کے حقیقی مواطن وجود وتحقیقی مجالی شہود ہیں وہی قرآن کہ صفت قدیمہ حضرت عزت عزوجلالہ اور اوسکی ذات پاک سے ازلاً ابداً قائم ومستحیل الانفکاک ولاھو ولاغیرہ لاخالق ولامخلوق ہے یقیناً وہی ہماری زبانوں سے متلو ہمارے کانوں سے مسموع ہمارے اوراق میں مکتوب ہمارے سینوں میں محفوظ ہے۔ والحمد للہ رب العلمین نہ یہ کہ یہ کوئی اور جدا شے قرآن پر دال ہے۔ نہیں نہیں یہ سب اوسی کی تجلیاں ہیں ان میں حقیقۃً وہی متجلی ہے بغیر اس کے کہ وہ ذات الٰہی سے جدا ہوا یا کسی حادث سے ملا یا اوس میں حلول کیا یا کسوتوں کے حدوث سے اوسکے دامن قدم پر کوئی داغ آیا یا اون کے تکثر سے اوسکی طرف تعدد نے راستہ پایا ؎ دمبدم گر لباس گشت بدل ۞ شخص صاحب لباس را چہ خلل ؎ مہر بےست ورازتاب خفاش ۞ ایمان باید ترانہ کنگاش۔ ابوجہل نے جبریل امین علیہ الصلاۃ والتسلیم کو شتر نر جوان کی شکل میں دیکھا کہ مونھ کھولے ہوئے اس پر حملہ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ جبریل نہ تھے کوئی اور چیز جبریل پر دلالت کرنے والی تھی حاشا یقینا جبریل ہی تھے اگرچہ یہ بھی یقیناً معلوم ہے کہ جبریل کی صورت جمیلہ ہرگز صورت جملیہ نہیں لہ ستمأۃ جناح قد سدالافق اس راز کو اہل حقائق ہی خوب سمجھتے ہیں ہم پر تسلیم واذعان واجب ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون ۝ اور فرماتا ہے فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ ۱ ؎ اور فرماتا ہے فاقرؤا ما تیسر من القرآن ۝ اور فرماتا ہے ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر اور فرماتا ہے بل ھو اٰیٰت بینٰت فی صدور الذین اوتوا العلم ۝ اور فرماتا ہے وانہ لفی زبر الاولین ۝ اور فرماتا ہے فی صحف مکرمۃ مرفوعۃ مطھرۃ ۝ اور فرماتا ہے بل ھو قرآن مجید فی لوح محفوظ ۝ اور فرماتا ہے انہ لقرآن کریم ۝ فی کتٰب مکنون ۝ لایمسہ الا المطھرون ۝ اور فرماتا ہے نزل بہ الروح الامین ۝ علی قلبک لتکون من المنذرین ۝ بلسان عربی مبین ۝ الی غیر ذلک من الآیات دیکھو اوسی کو مقرو اوسی کو مسموع اوسی کو محفوظ اوسی کو مکتوب قرار دیا اوسی کو قرآن اور اپنا کلام فرمایا سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ فقہ اکبر میں فرماتے ہیں القراٰن فی المصاحف مکتوب وفی القلوب محفوظ وعلی الالسن مقرو وعلی النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم منزل ولفظنا بالقراٰن مخلوق وکتابتنا لہ وقراءتنا لہ مخلوق والقراٰن غیر مخلوق نیز وصایا میں فرماتے ہیں نقر بان القرآن کلام اللہ تعالی ووحیہ وتنزیلہ وصفتہ لاھو ولاغیرہ بل ھو صفتہ علی التحقیق مکتوب فی المصاحف مقرو بالالسن محفوظ فی الصدور غیر حال فیھا (الی قولہ رضی اللہ تعالی عنہ) واللہ تعالی معبود ولایزال عما کان وکلامہ مقرو ومکتوب ومحفوظ من غیر مزایلۃ عنہ عارف باللہ سیدی علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی مطالب وفیہ میں فرماتے ہیں لاتظن ان کلام اللہ تعالی اثنان ھذا اللفظ المقرو والصفۃ القدیمۃ کما زعم ذلک بعض من غلبت علیہ اصطلاحات الفلاسفۃ والمعتزلۃ فتکلم فی کلام اللہ تعالی بما اداہ الیہ عقلہ وخالف اجماع السلف الصالحین رضی اللہ تعالی عنہم علی ان کلام اللہ تعالی واحد لاتعدد لہ بحال وھو عندنا وھو عندہ تعالی ولیس الذی عندنا غیر الذی عندہ ولا الذی عندہ غیر الذی عندنا بل ھو صفۃ واحدۃ قدیمۃ موجودۃ

عندہ تعالٰی لغیراً لہ لوجودھا موجودۃ ایضا عندنا بعینھا لکن سبب الۃ ھی نطقنا وکتابتنا وحفظنا فمتی نطقنا بعدہ الحروف القراٰنیۃ وکتبناھا وحفظناھا کانت تلک الصفۃ القدیمۃ القائمۃ بذات اللہ تعالٰی التی ھی عندہ تعالٰی ھی عندنا ایضا بعینھا من غیر ان یتغیر من انھا عندہ تعالٰی ولا انفصلت عنہ تعالٰی ولا اتصلت بنا وانما ھی علی ما علیہ قبل نطقنا وکتابتنا وحفظنا الی اخر ما اطال واطاب علیہ رحمۃ الملک الوھاب حدیقہ ندیہ نوع اول فصل اول باب اول میں فرماتے ہیں اذا علمت ھذا ظھرلک فساد قول من قال من کلام اللہ تعالٰی مقول بالاشتراک الوضعی علی معنیین الصفۃ القدیمۃ والمؤلف من الحروف والکلمات الحادثۃ فانہ قول یؤل الی اعتقاد الشرک فی صفات اللہ تعالٰی واشارۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ھنا فی ھذا الحدیث (ای حدیث ان ھذا القراٰن طرفہ بید اللہ تعالٰی وطرفہ بایدکم رواہ ابن ابی شیبۃ والطبرانی فی الکبیر عن ابی شریح رضی اللہ تعالٰی عنہ) الی القراٰن تفید انہ واحد لاتعدد لہ اصلا وھو الصفۃ القدیمۃ وھو مکتوب فی المصاحف المقروا بالالسنۃ المحفوظ فی القلوب من غیر حلول فی شیئ من ذلک ومن لم یفھم ھذا علی حسب ماذکرنا لصعوبتہ علیہ یجب علیہ الایمان بہ بالغیب کما یؤمن باللہ تعالٰی وبباقی صفاتہ سبحانہ وتعالٰی ولایجوز لاحد ان یقول بحدوث ما فی المصاحف والقلوب والالسنۃ الی آخر ما افاد واجاد علیہ رحمۃ الملک الجواد امام اجل عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب میزان الشریعۃ الکبری باب مایجوز بیعہ ومالایجوز میں فرماتے ہیں قد جعلہ (ای المکتوب والمصحف) اھل السنۃ والجماعۃ حقیقۃ کلام اللہ تعالٰی وان کان النطق بہ واقعا منا فافھم واکثر من ذلک لایقال ولا یسطر فی کتاب۔ اور ظاہر کہ اس بارہ میں سب کیفیتیں یکساں ہیں جس طرح کاغذ کی رقوم میں وہی قرآن کریم مرقوم ہے اسی طرح فونو میں جب کسی قاری کی قرأت بھری گئی اور اشکال حرفیہ کہ ہوائے دہن بھرہوائے مجاورمیں بنی تھیں اس آلہ میں مرتسم ہوئیں ان میں بھی وہی کلام عظیم مرسوم ہے اور جس طرح زبان قاری سے جوادا ہوا قرآن ہی تھا یوہیں اب جو اس آلہ سے ادا ہوگا قرآن ہی ہوگا جس طرح اس آلہ سے اگر حضرت شیخ سعدی قدس سرہ کی کوئی غزل ادا کی جائے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ وہ غزل نہیں یا حضرت شیخ سعدی قدس سرہ کا کلام نہیں یوہیں جب اس سے کوئی آیہ کریمہ ادا کریں کوئی شبہہ نہیں کرسکتا کہ وہ آیت ادانہ ہوئی ضرور ادا ہوئی اور اوسی تأدیہ سے ہوئی جو اصل قاری کی زبان وگلو سے پیدا ہوا تھا۔ رہا یہ کہ پھر اوسکے سماع سے سجدہ کیوں نہیں واجب ہوتا جبکہ فونو سے کوئی آیہ سجدہ تلاوت کی جائے **اقول** ہاں فقیر نے یہی فتوٰی دیا ہے مگر اسکی وجہ یہ نہیں کہ وہ آیت نہیں اسکا انکار تو بداہت کا انکار ہے نہ ہماری تحقیق پر یہاں اس عذر کی گنجائش ہے کہ وجوب سجدہ کیلئے قاری کا جنس مکلف سے ہونا عندالاکثر وہو الصحیح اور مذہب اصح پر عاقل بلکہ ایک مذہب مصحح پر بالفعل اہل ہوش سے بھی ہونا درکار ہے طوطی یا مینا کو آیت سجدہ سکھا دی جائے تو اوس کے سننے سے سجدہ واجب نہ ہوگا اسی طرح مجنون بلکہ ایک تصحیح میں سوتے کی تلاوت سے بھی وجوب نہیں نہ اوس پر اگرچہ جاگنے کے بعد اوسے اطلاع دیدی جائے کہ تو نے آیت سجدہ پڑھی تھی نہ اوس سے سننے والے پر۔

تنویرالابصار ودرالمختار میں ہے لاتجب بسماعہ من الطیر۔ ردالمحتار میں ہے ھو الاصح زیلعی وغیرہ وقیل تجب وفی الحجۃ ھو الصحیح۔ تاتارخانیہ قلت والاکثر علی تصحیح الاول وبہ جزم فی نورالایضاح اوسی میں ہے النائم اذا اخبرانہ قرأھا فی حالۃ النوم تجب علیہ وھو الاصح تتارخانیہ وفی الدرایۃ لاتلزمہ ھو الصحیح امداد ففیہ اختلاف التصحیح واما لزومہا علی السامع منہ او من المغمی علیہ فنقل فی الشرنبلالیۃ ایضا اختلاف الروایۃ والتصحیح وکذا من المجنون اوسی میں ہے قال فی الفتح لکن ذکر شیخ الاسلام انہ لایجب بالسماع من مجنون او نائم او طیر لان السبب سماع تلاوۃ صحیحۃ وصحتہا بالتمییز ولم یوجد وھذا التعلیل یفید التفصیل فی الصبی فلیکن ھو المعتبر ان کان ممیزا وجب بالسماع منہ والا فلا اھ واستحسنہ فی الحلیۃ ہم ثابت کرتے آئے ہیں کہ یہ جو فونو سے سننے میں آئی اوسی مکلف عاقل ذی ہوش کی تلاوت ہے نہ کہ اوسکی مثال وحکایت۔ پھر آخر یہاں سجدہ نہ واجب ہونے کی کیا وجہ ہے۔ **اقول** ہاں وجہ ہے اور نہایت موجہ ہے گنبد کے اندر یا پہاڑ یا چکنی گچ کردہ دیوار کے

پاس اور کبھی صحرا میں بھی خود اپنی آواز پلٹ کر دوبارہ سنائی دیتی ہے جسے عربی میں صدا کہتے ہیں ہمارے علما تصریح فرماتے ہیں کہ اس کے سننے سے بھی سجدہ واجب نہیں ہوتا نہ خود قاری پر نہ سامع اول پر جس نے تلاوت سن کر دوبارہ یہ گونج سنی نہ نئے پر جس نے پہلی تلاوت نہ سنی تھی یہ صدا ہی سنی کہ حکم مطلق ہے۔ تنویر و دُر میں ہے لاتجب بسماعه من الصدا بحر الرائق میں ہے تجب علی المحدث والجنب ولکن اتجب علی السامع بتلاوۃ ہؤلاء الا المجنون لعدم اھلیته لانعدام التمییز کالسماع من الصدی کذا فی البدائع و الصدی مایعارض الصوت فی الاماکن الخالیة اب صدا میں علما مختلف ہیں کہ ہوا وہی تموج اول سے پلٹتی ہے یا گنبد وغیرہ کی ٹھیس سے وہ تموج زائل ہو کر تموج تازہ اوس کیفیت سے متکیف ہم تک آتا ہے مواقف و مقاصد اور اون کی شروح میں ثانی کو ظاہر بتایا پھر اس ثانی کے بیان میں عبارات مختلف ہیں بعض اس طرف جاتی ہیں کہ پلٹتی وہی ہوا ہے مگر اوس میں تموج نیا ہے یہی ظاہر ہے شرح مواقف وطوالع وبعض شروح طوالع سے بعض تصریح کرتی ہیں کہ ہوا ہی دوسری اوس کیفیت سے متکیف ہو کر آتی ہے یہ نص مواقف ومقاصد و شرح ہے مطالع الانظار کی عبارت پھر متحمل ہے ولہذا ہم نے یہ مضمون ایسے الفاظ میں ادا کیا کہ دونوں معنی پیدا کریں مواقف میں ہے الظاہر ان الصدی تموج ھواء جدید لارجوع الھواء الاول شرح میں ہے وذلك لان الھواء اذا تموج علی الوجه الذی عرفته حتی صادم جسما یقاومه ویردہ الی خلف لم یبق فی الھواء الصادم ذلك التموج بل یحصل فیه بسبب مصادمته ورجوعه تموج شبیه بالتموج الاول وقد یظن ان الھواء الصادم یرجع متصفا بتموجه الاول بعینه فیحمل ذلك الصوت الاول الی السامع الا یری ان الصدی یکون علی صفة وھیئاته وھذا وان کان محتملا الا ان الاول ھو الظاھر۔ مقاصد میں ہے جعل الواصل نفس الھواء الراجع او اخر متکیفا بکیفیته علی ماھو الظاھر شرح میں ہے تردد فی ان حدوثه من تموج الھواء الاول الراجع علی ھیئاته او من تموج ھواء اخر بیننا وبین المقاوم متکیف بکیفیة الھواء الراجع وھذا ھو الاشبه طوالع میں ہے الصدی صوت یحصل من انصراف ھواء متموج عن جبل او جسم املس اوسکی شرح مطالع میں ہے فان الھواء اذا تموج وقاومه مصادم کجبل اوجدار املس بحیث یصرف ھذا الھواء المتموج الی خلف محفوظا فیه ھیأۃ تموج الھواء الاول حدث من ذلك صوت وھو الصداء اوس کی دوسری شرح میں ہے الصدی صوت یحصل من ھواء متموج منصرف عن جسم املس یقاوم الھواء المتموج ویمنعه من النفوذ فیه فبالضرورۃ ینصرف الھواء المتموج من ذلك الجسم الی الخلف علی مثل الھیأۃ التی کانت علیھا و حینئذ یحتمل ان یکون الھواء المتموج المصادم للجسم الاملس یرجع متصفا بتموجه الاول بعینه ویحمل الصوت الی السامع وان یکون سبب الصدی تموج جدید حصل للھواء لانه اذا تموج الھواء حتی صادم جسما املس یقاومه ویردہ الی الخلف لم یبق فی الھواء المتصادم ذلك التموج بل یحصل لسبب المصادمة والرجوع تموج شبیه بالتموج الاول فھھنا التموج الجدید الذی کان ابتداءہ عند انتھاء الاول ھو سبب الصدی قیل الاظھر ھو الثانی **اقول** برتقدیر ثانی ظاہر وہی معنی ثانی ہے کہ راجع ہوائے ثانی ہے **اولاً** صدمہ جبل نے اگر ہوائے اول کو روک لیا اوسکا تموج دور کر دیا تو دوبارہ اوس میں تموج کہاں سے آیا وہ تصادم تو اوس کا مسکن ٹھہرا نہ محرک **ثانیاً** اثر قرع دو تھے تحرک و تشکل جو صدمہ تحرک سے روک دیگا تشکل کب رہنے دیگا جو نقش بر آب سے بھی نہایت جلد مٹنے والا ہے کیا ہم نہیں دیکھتے کہ پانی کو جنبش دینے سے جو شکل اوس میں پیدا ہوتی ہے اوسکے ساکن ہوتے ہی معًا جاتی رہتی ہے خود شرح مواقف میں گزرا اذا انتفی انتفی اور جب وہ تشکل جاتا رہا تو اب اگر کسی محرک سے پلٹے گی بھی اشکال حرفیہ کہاں سے لائیگی کہ وہ تحریک غیر ناطق ناممکن ہیں تو اس قول ثانی کی صحیح وصاف تعبیر وہی ہے جو مواقف و مقاصد میں فرمائی یعنی مثلاً مقاومت جبل سے یہ ہوا تو رک گئی مگر اس کا دھکا وہاں کی ہوا کو لگا اور اسکے قرع سے اوس میں تشکل و تحرک آیا آواز کا ٹھپا اس میں سے اوس میں اُتر گیا اور یہ رک گئی کہ نہ

اس میں تحرک رہا نہ تشکل **ثم اقول** شاید قائل کہہ سکے کہ پہلا قول اظہر ہے کہ مصادمت اجسام میں وہی پیش نظر ہے قوت محرکہ جتنی طاقت سے حرکت دیتی ہے پھینکا ہوا جسم اگر راہ میں مانع سے نہیں ملتا اوس طاقت کو پورا کرکے رک جاتا ہے اور اگر طاقت باقی ہے اور بیچ میں مقاوم مل گیا تصادم واقع ہوتا ہے اور وہ جسم ٹھوکر کھاکر بقیہ طاقت تحریک کے قدر پیچھے لوٹتا ہے یوں اوس قوت کو پورا کرتا ہے جیسے گیند بقوت زمین پر مارنے سے مشاہدہ ہے اور جواب دے سکتے ہیں کہ یہ اوس حالت میں ہے کہ دونوں جانب سے تصادم ہو ہوا سا لطیف جسم پہاڑ کے صدمہ سے ٹکر کھاکر پلٹنا ضرور نہیں غایت یہ کہ پھیل جائے بہر حال کچھ سہی اتنا یقینی ہے کہ آواز وہی آواز متکلم ہے خواہ پہلی ہی ہوا اوسے لئے ہوئے پلٹ آئی یا اوس کے قرع سے آواز کی کاپی دوسری میں اتر گئی اور وہ لائی مگر شرع مطہر نے اسکے سننے سے سجدہ واجب نہ فرمایا قول ثانی پر یہ کہنا ہوگا کہ سماع میں ایجاب سجدہ کیلئے اوسی تموج اول سے وقوع سماع لازم ہے اور قول اول پر یہ قید بڑھانی واجب ہوگی کہ وہ تموج محض اوسی طاقت کا سلسلہ ہو جو تحریک گلو و زبان تالی نے پیدا کی تھی پلٹنے میں وہ قوت تنہا نہ رہی بلکہ تصادم کی قوت دافعہ بھی شریک ہوگئی غرض کچھ کہئے یہی حکم سماع فونو میں ہوگا قول ثانی پر بعینہ وہی فونو کا واقعہ ہے کہ تشکل باقی اور متموج ہوائے ثانی اور قول اول پر یہاں بدرجہ اولی عدم وجوب لازم کہ جب بحال بقائے تموج و تشکل معاصرف تخلل تصادم و رجوع سے ایجاب نہ رہا تو یہاں کہ تموج بدل گیا بروجہ اولی وجوب نہ ہوگا۔ اور مختصر یہ ہے کہ سجدہ سماع اول پر ہے نہ معاد پر اگرچہ خاص اس سامع کی نظر سے مکرر نہ ہوا اور شک نہیں کہ سماع صدا سماع معاد ہے اور فونو کی تو وضع ہی اعادہ سماع کے لئے ہوئی ہے لہذا ان سے ایجاب سجدہ نہیں واللہ تعالٰی اعلم۔

جب یہ مقدمہ جلیلہ ممہد ہولیا تو اب بتوفیقہ تعالٰی تنقیح مسائلہ کی طرف چلیے۔ یہاں صور عدیدہ و وجوہ شتی ہیں۔

وجہ اول سب میں پہلے تحقیق طلب اون پلیٹوں گلاسوں کی طہارت ہے مسالا کہ اون پر لگایا جاتا ہے اگر اوس میں کوئی ناپاک جزشامل ہے (جسطرح یورپ کی اکثر اشیا میں معہود و مشہور ہے اون کے یہاں شراب کے برابر کوئی شئے حافظ قوت ادویہ نہیں اور تمام تحلیلات و اعمال کیمیاویہ میں جن سے ایسی تراکیب کم خالی ہوتی ہیں اسپرٹ کا استعمال کا للازم ہے اسپرٹ قطعًا شراب ہے سمیت کے سبب قابل شرب نہونا اوسے شراب ہونے سے خارج نہیں کرسکتا بلکہ اوسکی سمیت ہی غایت جوش و اشتداد و سکر و فساد سے ہے برانڈیاں کہ یورپ سے آتی ہیں اون کے نشہ کی قوتیں اسکے قطرات سے بڑھائی جاتی ہیں فلاں قسم کے نوے قطروں میں اس کا ایک قطرہ ہے فلاں کے سو میں۔ اور شرابیں پینے سے نشہ لاتی ہیں اور اسپرٹ صرف سونگھنے سے۔ تو وہ حرام بھی ہے اور پیشاب کی طرح نجاست غلیظہ بھی کما ہو الصحیح المعتمد المفتی بہ) جب تو ظاہر ہے کہ قرآن عظیم کا اوس میں بھرنا حرام قطعی اور سخت شدید توہین و بے ادبی ہے جب وہ قالب نجس ٹھہرے تو یہ بعینہ ایسا ہوگا کہ کاغذ پیشاب میں بھگو کر معاذ اللہ اوس پر لکھنا جسے مسلمان تو مسلمان کوئی سمجھ وال کافر بھی گوارا نہ کرے گا۔ ہمارے علمائے کرام تصریح فرماتے ہیں کہ نجاست کی جگہ قرآن عظیم پڑھنا منع ہے ولہذا حمام میں تلاوت مکروہ ہے فتاوی امام قاضیخاں میں ہے یکرہ ان یقرأ القرآن فی الحمام لانہ موضع النجاسات ولا یقرأ فی بیت الخلاء قنیہ و ہندیہ میں ہے لاباس بالقراءۃ راکبا و ماشیا اذا لم یکن ذلک الموضع معد النجاسۃ فان کان یکرہ بلکہ جن کے نزدیک موت سے بدن نجس ہوجاتا ہے اور غسل میت اوسے نجاست حقیقیہ سے تطہیر کیلئے رکھا گیا ہے وہ قبل غسل میت کے پاس بیٹھکر تلاوت کو منع کرتے ہیں جب تک اوسے بالکل ڈھانک نہ دیا جائے کہ نجاست منکشفہ کا قرب ہوگا۔ تنویر میں ہے کرہ قرأۃ القرآن عندہ الی تمام غسلہ درمختار میں ہے عللہ الشرنبلالی فی امداد الفتاح تنزیہا للقرآن عن نجاسۃ المیت لتنجسہ بالموت قیل نجاسۃ خبث وقیل حدث و علیہ فینبغی جوازھا کقراءۃ المحدث ردالمحتار میں ہے وذکر ط ان محل الکراھۃ اذا کان قریبا منہ اما اذا بعد عنہ فلا کراھۃ اھ قلت والظاھر ان ھذا ایضا اذا لم یکن المیت مسجی بثوب یستر جمیع بدنہ الخ جب قرب نجاست میں تلاوت منع ہوئی کہ اوس ہوا کا جو

اشکال حروف قرآن کی حامل ہے محل نجاست پر گزر نہ ہو تو خود نجس چیز میں معاذ اللہ اون اشکال طاہرہ کا مرتسم کرنا کس درجہ سخت حرام ہوگا۔ **اقول** وبما بینا ظھر وجہ التقیید بان لایکون جمیع بدنہ مسجی فافھم بلکہ حق یہ ہے کہ اس تقدیر پر جہل مردم و ناواقفی حال آلہ و عدم نیت و عدم تنبہ کا قدم درمیان نہ ہو تو دیدہ و دانستہ اون میں آیات بھرنے والے کا حکم معاذ اللہ القائے مصحف فی القاذورات کے مثل ہو تاہم روشن کر چکے کہ تمام جلوہ گاہوں میں وہی صفت الٰہیہ بعینہا حقیقۃً جلوہ فرما ہوتی ہے تو اوسکے لئے معاذ اللہ یہ ناپاک کسوت مقرر کرنا کس درجہ ایمان ہی کے مخالف ہے والعیاذ باللہ تعالٰی پھر یہ توہین خبیث صرف اون بھرنے والوں ہی کے ماتھے نہ جائیگی بلکہ باوجود اطلاع اوسے تحریک دیکر الفاظ قرآنی کی آواز اوس سے ادا کرنے والے اسکی خواہش کرکے ادا کرانے والے سننے والے سنانے والے اوس پر راضی ہونے والے باوصف قدرت انکار نہ کرنے والے سب اوسی بلائے عظیم میں گرفتار ہوں گے۔ نہ فقط یوں کہ توہین کے مرتکب صرف بھرنے والے ہوں اور یہ اوسکے روا رکھنے گوارا کرنے والے نہیں نہیں بلکہ ہر بار بعینہ ویسی ہی توہین جدید کے یہ خود پیدا کرنے والے۔ کہ اونھوں نے گویا نقوش کتابت قرآنیہ اوس نجس میں لکھے اونھوں الفاظ تلاوت قرانیہ اوس پر گزرتے ہوئے ادا کئے بلکہ اسوقت اوس کی تجلی بے پردہ و حجاب جلوہ فرما ہوگی بھری ہوئی پوڑیوں میں نقوش قرآنیہ ہونا ہر شخص نہ سمجھے گا اور اب جو ادا کیا جائیگا کسی کو اوسکے قرآن ہونے میں اصلا اشتباہ نہ ہوگا ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم **وجہ دوم** یہ صورت تو وہ تھی کہ اون کا گلاسوں پلیٹوں کا پلید و نجس ہونا معلوم یا مظنون ہی ہو فان الظن فی الفقھیات ملتحق بالیقین لاسیما فی مثل امر الاحتیاط فی الدین بلکہ اگر حالت شبہہ ہو جب بھی حکم احتراز[۳] اور بنانے کا طریقہ معلوم ہو جس میں کہیں کسی نجاست کا خلط نہیں تو اوس میں ایک کھلی سخت شدید نجاست معنوی رکھی ہوئی ہے وہ یہ کہ اسکا عام بجانا سننا سنانا سب کھیل تماشے کے طور پر ہوتا ہے قرآن عظیم اس لئے نہیں اترا اوسی عزت والے عزیز عظیم سے پوچھو کہ وہ کھیل طور پر اپنے سننے والوں کی نسبت کیا فرماتا ہے اقترب للناس حسابھم وھم فی غفلۃ معرضون ۝ مایاتیھم من ذکر من ربھم محدث الا استمعوہ وھم یلعبون ۝ لاھیۃ قلوبھم لوگوں کے لئے اون کا حساب نزدیک آیا اور وہ غفلت میں روگرداں پڑے ہیں نہیں آتا اون کے پاس اون کے رب سے کوئی نیا ذکر مگر اسے کھیلتے ہوئے سنتے ہیں دل کھیل میں پڑے ہوئے اور فرماتا افمن ھذا الحدیث تعجبون ۝ وتضحکون ولاتبکون ۝ وانتم سامدون ۝ تو کیا اس کلام کو اچنبا بتاتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں اور تم کھیل میں پڑے ہو اور فرماتا ہے وذر الذین اتخذوا دینھم لعبا ولھوا وغرتھم الحیوۃ الدنیا وذکر بہ ان تبسل نفس بما کسبت لیس لھا من دون اللہ ولی ولاشفیع وان تعدل کل عدل لایؤخذ منھا اولئک الذین ابسلوا بما کسبوا لھم شراب من حمیم وعذاب الیم بما کانوا یکفرون ۝ چھوڑ دے اون کو جنھوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنالیا اور دنیا کی زندگی نے اونھیں فریب دیا اور اس قرآن سے لوگوں کو نصیحت دے کہیں پکڑی نجائے کوئی جان اپنے کئے پر کہ خدا سے جدا نہ اوسکا کوئی حمایتی ہو نہ سفارشی اور اگر اپنے چھڑانے کو سارے بدلے دے کچھ نہ لیا جائے یہ ہیں وہ لوگ کہ اپنے کئے پر گرفتار ہوئے اونھیں پینا ہے کھولتا پانی اور دکھ کی مار بدلہ اون کے کفر کا اور فرماتا ہے ونادی اصحب النار اصحاب الجنۃ ان افیضوا علینا من الماء اوممارزقکم اللہ قالوا ان اللہ حرمھما علی الکفرین ۝ الذین اتخذوا دینھم لھوا ولعبا وغرتھم الحیوۃ الدنیا فالیوم ننسٰھم کما نسوا لقاء یومھم ھذا وما کانوا باٰیتنا یجحدون ۝ دوزخی بہشتیوں کو پکاریں گے کہ ہمیں اپنے فیض سے تھوڑا پانی دو یا وہ رزق جو خدا نے تمہیں دیا وہ کہیں گے بیشک اللہ نے یہ دونوں چیزیں کافروں پر حرام کردی ہیں جنھوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنالیا اور اونھیں دنیا کی زندگی نے فریب دیا تو آج ہم اون کو بھلادیں گے جیسا وہ بھولے اس دن کا ملنا اور جیسا جیسا ہماری آیتیں ٹھکراتے تھے واقعی[*] کفار نے یہ بڑا داؤں مسلمانوں سے کھیلا کہ اون کے دین کی جڑ اون کے ایمان کی اصل قرآن عظیم کو خود اون کے ہاتھوں کھیل تماشا بنوادیا اس سے بڑھکر اور سخت

[۳] یہ کہ محرمات میں شبہ ملتحق بیقین ہے کما نص علیہ فی الہدایہ وغیرہا اب صورت وہ فرض کیجئے کہ اس

[*] یہ ان لوگوں کے فونو سے قرآن سننے سنانے کا خاص جزئیہ ہے کہ قرآن عظیم نے اسکی ایجاد سے تیرہ سو برس پہلے ظاہر فرمادیا ۲۸۷

بلا کیا ہوگی اس سے بدتر اور گندی نجاست کیا ہوگی والعیاذ باللہ رب العٰلمین **وجہ سوم** زید اوس مجمع لہو ولغو میں ہے تماشے کے طور پر قرآن مجید سنا جارہا ہے اسکا دعوی ہے کہ میں تذکر وتفکر ہی کے طور پر سن رہا ہوں مجھے لہو مقصود نہیں اگر یہ صحیح ہو جب بھی وہ گناہ وجرم سے بری نہیں ایسے مجمع میں شریک ہونا ہی کب جائز تھا اگرچہ تیری نیت نیت خیر ہو۔ کیا قرآن عظیم نے نہ فرمایا واذا رأیت الذین یخوضون فی اٰیتنا فاعرض عنھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ واما ینسینك الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظٰلمین ۝ اور جب تو اونھیں دیکھے جو ہماری آیتوں کو مشغلہ بنا رہے ہیں تو اون سے مونھ پھیر لے یہاں تک کہ وہ کسی اور بات کے شغل میں پڑیں اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس سے فوراً اوٹھ کھڑا ہو۔ یہ کیا اسی کی یاد دہانی میں دوسری جگہ اس سے بھی صاف تر وسخت تر فرمایا وقد نزل علیکم فی الکتٰب ان اذا سمعتم اٰیٰت اللّٰہ یکفر بھا ویستھزأ بھا فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہٖ انکم اذا مثلھم ان اللّٰہ جامع المنٰفقین والکٰفرین فی جھنم جمیعا ۝ بیشک اللہ تم پر قرآن میں حکم اوتار چکا کہ جب تم سنو کہ خدا کی آیتوں پر گرویدگی نہیں کی جاتی اور اون کی ہنسی بنائی جاتی ہے تو تم اون کے پاس نہ بیٹھو جبتک وہ اور بات کے شغل میں نہ پڑیں اور وہاں بیٹھے تو تم بھی اونھیں جیسے ہو بیشک اللہ تعالی منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں اکٹھا کریگا۔ آیتوں کو کھیل بنانے والے کافر ہوئے اوسوقت اون کے پاس بیٹھنے والے منافق ٹھہرے یہاں پاس بیٹھنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ جہنم میں بھی اکھٹے رہے والعیاذ باللہ تعالی معالم التنزیل میں ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا دخل فی ھذہ الاٰیۃ کل محدث فی الدین وکل مبتدع الی یوم القیٰمۃ۔ اس آیت میں قیامت تک کا ہر مبتدع ہر بدمذہب داخل ہے۔ **وجہ چہارم** صلحا نے خاص اپنا جلسہ کیا جس میں سب نیت صالح والے ہیں اور تفکر وتذکر ہی کے طور پر اوس میں قرآن مجید سنا خاص اوس سے سننے کی یہ ضرورت تھی کہ اوس میں کسی اعلٰی قاری کی نہایت درناک ودلکش قرأت بھری ہے اوس میں سے قرأت سنانے والا بھی انھیں میں کا ہے کہ اوس نے اسکا بنانا چلانا سیکھ لیا ہے **اقول** اب یہاں دو نظریں ہیں نظر اولٰی ونظر دقیق **نظر اولٰی** صاف حکم کریگی کہ اب اس میں کیا حرج ہے جب پلیٹیں طاہر و پاک فرض کرلی گئیں تو حرج صرف نیت لہو کا رہا اوس سے یہ لوگ منزہ ہیں اور بھرنے والوں کی نیت فاسدہ کا ان پر کیا اثر قال اللہ تبارك وتعالی ولا تزر وازرۃ وزر اخرٰی ۝ اور کوئی فی نفسہ جائز کام کفار سے سیکھنے میں حرج نہیں اگرچہ اونھیں کا ایجاد ہو جیسے گھڑی تار ریل وغیرہا اور فونو بذات خود معازف ومزامیر سے نہیں کہ اوسکے لئے کوئی خاص آواز ہی نہیں جس کے ادا کے لئے وضع کیا ہو یا اوس سے قصد کی جاتی ہو وہ تو ایک آلہ مطلقہ ہے جس کی نسبت ہر گونہ آواز کی طرف ایسی ہے جیسی اوزان عروضیہ کی کلام کی طرف بلکہ حروف ہجا کی معنی کی طرف حروف ہجا من حیث ہی حروف الہجا علوم رسمیہ میں کسی خاص معنی کیلئے موضوع نہیں بلکہ وہ آلہ تادیہ معانی مختلفہ ہیں جیسے معنی چاہیں اون سے ادا کر سکتے ہیں اچھے ہوں خواہ بُرے یہاں تک کہ ایمان سے کفر تک سب انھیں حروف سے ادا ہوتا ہے ایسے آلہ مطلقہ کو من حیث ہی کذا حسن یا قبیح کسی کے ساتھ موصوف نہیں کر سکتے بلکہ وہ مدح وذم وثواب وعقاب میں اوس چیز کا تابع ہوتا ہے جو اوس سے ادا کی جائے تلوار بہت اچھی ہے اگر اوس سے حمایت اسلام کی جائے اور سخت بُری ہے اگر خون ناحق میں برتی جائے اسی لئے حدیث میں فرمایا الشعر بمنزلۃ الکلام فحسنہ کحسن الکلام وقبیحہ کقبیح الکلام شعر بمنزلہ کلام کے ہے تو اوسکا اچھا مثل اچھے کلام کے ہے اور اوسکا بُرا مثل بُرے کے رواہ البخاری فی الادب المفرد والطبرانی فی المعجم الاوسط عن عبداللہ بن عمرو بن العاص وابویعلی عنہ وعن ام المؤمنین الصدیقۃ والدارقطنی عن عروۃ عنہا والشافعی عن عروۃ مرسلا رضی اللہ تعالی عنہم واسنادہ حسن یہ اسی سبب کے اوزان عروضیہ ادائے ہرگونہ کلام کے آلہ ہیں تو اون پر فی انفسہا کوئی حکم حسن وقبح نہیں ہوسکتا بلکہ مؤدی بہا کے تابع ہوں گے شعر میں اچھی بات ادا کی جائے تو حدیث صحیح میں ان من الشعر لحکمۃ ارشاد ہوا ہے اور یاوہ سرائی وہرزہ درائی کی جائے تو الشعراء یتبعھم الغاوٗن

فرمایا گیا وہاں ان اللہ یؤید حسان بروح القدس کی بشارت جانفزا ہے اور دوسری طرف امرؤ القیس صاحب لواء الشعراء الی النار کی وعید جانگزا۔ رواہ احمد والبزار عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ بعینہ یہی حالت فونو کی ہے کہ وہ کسی صوت خاص کے لئے موضوع نہیں جیسے معازف ومزامیر میں داخل کرسکیں بلکہ ادائے ہر قسم آواز کا آلہ ہے تو حسن وقبح ومنع واباحت میں اوسی آواز مؤدی بہ کا تابع ہوگا جبتک خارج سے کوئی منغیر عارض نہ ہو اگر اوس میں سے مزامیر کی آواز سنی جائے تو حکم مزامیر میں ہے اور بہ نیت تذکرۂ وعظ وتذکیر کی آواز سنی جائے تو حکم وعظ وتذکیر میں اور واعظ ومذکر کا ذی روح ہونا کچھ شرط نہیں ؎ مرد باید کہ گیر داندر گوش ؛ ور نبشت ست بند بر دیوار ؛ آلۂ ادا میں فی نفسہ کوئی آواز ودیعت ہی نہیں ہوتی آوازیں تو رکاٹوں میں ہیں آلہ محض مثل گلو وحنجرہ ہے جس سے ہر طرح کی صوت نکال سکتے ہیں تو خراب وناجائز پلیٹوں کا حکم پاک وجائز قالبوں کی طرف کیوں ساری ہونے لگا اور اگر بھرنے والوں نے ایک ہی رکاٹ کے ایک پہلو پر کچھ آیات یا اشعار حمد ونعت اور دوسرے پر کچھ خرافات بھری ہیں تو یہ بے ادبی وجمع ضدین اون کا فعل ہے خذ ما صفا ودع ماکدر پر عمل کرنے والے اوس پر کیوں ماخوذ ہوں گے اس کی نظیر کنیز مشترک ہے اوس کے ایک صالح مولٰی نے اوسے قرآن عظیم پڑھایا دوسرے فاسق نے گانا سکھایا تو اوس کے گلے سے دونوں چیزوں کا ادا ہوسکنا صالح آقا کو اوس سے قرآن عظیم سننا منع نہ کردیگا۔ عرف میں اوسے مزامیر ومعازف (باجا کہنا) ممنوعہ کے حکم میں داخل نہ کردیگا فان الامور بمقاصدھا وانما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ مانوی۔ معازف ومزامیر آلات لہو وطرب ہیں جو خاص موسیقی کی آوازیں ادا کرنے کو لذت نفسانی ونشاط شیطانی کیلئے وضع کئے گئے ہر غیر ذی روح جس سے آواز کسی مقصد حسن یا مباح کیلئے پیدا کی جائے اوس میں داخل نہیں ہوسکتا اگرچہ اوس سے آواز نکالنے کو بجانا کہیں یوں تو طبل غازی ونقارۂ سحری بھی باجا ہے ریل کے انجن میں جو سوراخ دھواں نکلنے کو رکھا جاتا ہے جس سے لوگوں کا جان ومال بچانے کیلئے اون کی اطلاع دہی کو آواز نکالی جاتی ہے اس آواز کو بھی سیٹی یا بھپا ہی کہتے ہیں مگر یہ نام اس فعل حسن کو ممنوع سیٹی اور پیپہے کے حکم میں نہ کردیگا بالجملہ یہاں جو کچھ حرج آیا تیت لہو سے یا مجمع لہو سے ہے کہ قرآن عظیم کا اوس نیت سے سننا لذاتہ حرام قطعی اور اوس مجمع میں سننا لغیرہ ممنوع شرعی۔ جب یہ دونوں منتفی ممانعت منتفی یہ نظر اولٰی کی تقریر ہے اور **نظر دقیق** فرمائیگی کہ یہ سب کچھ حق وبجا مگر فعل حرج سے اب بھی نہ بچا بھرنے والوں کے مقاصد فاسدہ معلوم ہیں کہ لہو ولعب ہے اور اوس کے ذریعہ سے تکا کمانا تو اون کا بنانا حرام ہوا اور اوسے استعمال کرنے والے اوس حرام کے معین ہوئے اگر لوگ نہ خریدتے نہ سنتے تو وہ ہرگز قرآن عظیم بھرنے کی جرأت نہ کرتے شریعت مطہرہ کا قاعدہ ہے کہ جس بات سے حرام کو مدد پہنچے اوسے بھی حرام فرمادیتی ہے قال اللہ تعالٰی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان جو چیز بنانا ناجائز ہو اوسے خریدنا استعمال میں لانا بھی منع ہوتا ہے کہ یہ نہ لیں تو وہ کیوں بنائیں ان کا مول لینا اور کام میں لانا ہی اونھیں بنانے پر باعث ہوتا ہے ولہذا خواجہ سراؤں کا خریدنا اون سے کام خدمت لینا شرعًا منع ہوا اور ائمہ کرام نے اوس کی علت یہی بیان فرمائی کہ آدمی کو خصی کرنا حرام ہے یہ فعل اگرچہ ان خریدنے والوں کا نہیں مگر ان کا خریدنا ہی اون فاسقوں کو اسپر جرأت دلاتا ہے کوئی مول نہ لے تو کیوں ایسی ناپاکی کریں۔ امام اجل ابوجعفر طحاوی شرح معانی الآثار میں فرماتے ہیں لما نھی عن اخصاء بنی اٰدم کرہ بذلک اتخاذ الخصیان لان فی اتخاذ ھم مایحمل من تحفیفھم علی اخصائھم لان الناس اذا تحاموا اتخاذھم لم یرغب اھل الفسق فی اخصائھم وقد حدثنا ابن ابی داؤد ثنا القواریری ثنا عفیف بن سالم ثنا العلاء بن عیسٰی الذھلی قال اتی عمر بن عبدالعزیز بخصی فکرہ ان یبتاعہ وقال ماکنت لاعین علی الاخصاء فکل شیئ فی ترک کسبہ ترک لبعض اھل المعاصی لمعصیتھم فلا ینبغی کسبہ ہدایہ میں ہے یکرہ استخدام الخصیان لان الرغبۃ فی استخدامھم حث الناس علی ھذا الصنیع وھو مثلۃ محرمۃ غایۃ البیان میں مختصر امام طحاوی سے ہے یکرہ کسب الخصیان وملکھم واستخدامھم وقال ابوحنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ لولا استخدام الناس ایاھم لما خصاھم الذین یخصونھم اسی دلیل سے ہمارے علما نے بیل بکرے کے خصی کرنے اور گھوڑی سے خچر لینے کا جواز ثابت فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دو

خصی دنبے قربانی کئے اور خچر سواری فرمائی اگر یہ فعل ناجائز ہوتے حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان کو کام میں نہ لاتے شرح معانی الآثار شریف میں ہے قد رأینا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ضحی بکبشین موجوئین وھما المرضوضان خصاھما والمفعول بہ ذلک قد انقطع ان یکون لہ نسل فلوکان اخصاؤھما مکروھا لما ضحی بھما رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اوسی کے باب انزاء الحمیر علی الخیل میں ہے لوکان مکروھا لکان رکوب البغال مکروھا لانہ لولا رغبۃ الناس فی البغال ورکوبھم ایاھا لما انزئت الحمیر علی الخیل ہدایہ میں ہے لاباس بخصاء البھائم وانزاء الحمیر علی الخیل قد صح ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رکب البغلۃ فلوکان ھذا الفعل حراما لما رکبھا لما فیہ من فتح بابہ اسی باب سے ہے کہ قوی تندرست قابل کسب جو بھیک مانگتے پھرتے ہیں اون کو دینا گناہ ہے کہ اون کا بھیک مانگنا حرام ہے اور اون کو دینے میں اس حرام پر مدد اگر لوگ نہ دیں تو جھک ماریں اور کوئی پیشہ حلال اختیار کریں درمختار میں ہے لایحل ان یسأل شیئا من القوت من لہ قوت یومہ بالفعل او بالقوۃ کالصحیح المکتسب ویأثم معطیہ ان علم بحالہ لاعانتہ علی المحرم یہ اصل کلی یاد رکھنے کی ہے کہ بہت جگہ کام دیگی جس چیز کا بنانا ناجائز ہوگا اوسے خریدنا کام میں لانا بھی ممنوع ہوگا اور جس کا خریدنا کام میں لانا منع نہ ہوگا اوس کا بنانا بھی ناجائز نہ ہوگا فان رفع التالی یفتح رفع المقدم کما ان وضع المقدم ینتج وضع التالی **اقول** اور یہ خیال کہ ایک ہمارے چھوڑے سے کیا ہوتا ہے ہم نہ لیں گے تو اور ہزاروں لینے والے ہیں مقبول نہیں ہر ایک یہی خیال کرے تو کوئی بھی نہ چھوڑے تو حکم شرع معطل رہ جائے چھوٹے گا یوں ہیں کہ ہر ایک اپنے ہی استعمال کو اوس کا ذریعۂ اصطناع سمجھے جب سب چھوڑ دیں گے آپ ہی بنانا معدوم ہوجائے گا اور اگر اور نہ چھوڑیں تو ہر ایک کو اپنی قبر میں سونا اپنے کئے کا حساب دینا ہے اوروں سے کیا کام ایسی ہی جگہ کیلئے ارشاد ہوا ہے یایھا الذین امنوا علیکم انفسکم لایضرکم من ضل اذا اھتدیتم اے ایمان والو تم اپنی جان کی اصلاح کرلو تمہیں اوروں کی گمراہی سے نقصان نہیں جبکہ تم خود راہ پر ہو۔ اگر کہئے یہ تو اُن افعال میں سے جو فی نفسہ مذموم ہیں تلاوت کی آواز گلاس میں ودیعت رکھنا بنفسہ مذموم نہیں اون کی نیت لہو وغیرہ مقاصد ومفاسد نے اوسے ممنوع کیا۔ **اقول** کام واقع سے ہے نہ محض فرض سے جب واقع یہ ہے تو اوسکی حرمت میں شک نہیں اور اس حرام کا دروازہ تمہیں خریدنے والوں کام میں لانے والوں نے کھولا کوئی مول نہ لے تو وہ کیوں ایسی ناپاکی کریں پھر عذر کا کیا محل واللہ العاصم عن سبیل الزیغ والزلل اور قرآن عظیم ہی کے حکم میں ہیں اشعار حمد ونعت ومنقبت وجملہ عبارات وکلمات معظمۂ دینیہ کہ نہ اون کو نجس چیز میں لکھنا جائز یہ وجہ اول ہوئی نہ اونھیں کھیل تماشا بنانا جائز یہ وجہ دوم ہوئی نہ اونھیں لہو ولغو بنانے کے جلسے میں شریک ہونا جائز اگرچہ اپنی نیت لعب کی نہ ہو یہ وجہ سوم ہوئی نہ اون کی خریداری واستعمال سے لہو بنانے والوں کی مدد جائز یہ وجہ چہارم ہوئی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے لہو مباح میں تو اپنا ذکر کریم ناپسند فرمایا اور انصار کی کمسن لڑکیوں نے بعد تقریب شادی کے گانے میں یہ مصرع پڑھا۔ ع وفینا نبی یعلم ما فی غد ؎ ہم میں وہ نبی ہیں جو آئندہ کی باتیں جانتے ہیں اونکو منع فرمادیا کہ دعی ھذہ وقولی بالذی کنت تقولین اسے رہنے دو وہی کہے جاؤ جو کہہ رہی تھیں امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی احیاء العلوم شریف اواخر کتاب مسئلۃ السماع میں فرماتے ہیں ولذا لما دخل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بیت الربیع بنت معوذ وعندھا جوار یغنین فسمع احدھن تقول وفینا نبی یعلم ما فی غد ؎ علی وجہ الغناء فقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دعی ھذا وقولی ماکنت تقولین وھذہ شہادۃ بالنبوۃ فزجرھا عنھا وردھا الی الغناء الذی ھو لھو لان ھذا جد محض فلایقرن بصورۃ اللھو یعنی یہ مصرع حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نبوت کی گواہی تھی کہ خدا کے بتائے سے اصالۃً غیب کا جاننا نبوت ہی کی شان ہے تو حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نہ چاہا کہ اوسے صورت لہو میں شامل کیا جائے لہذا اس سے روک دیا وہابیہ اس حدیث کو کہاں سے کہاں لیجاتے ہیں اور بات صرف اتنی ہے یہ بھی نہیں سوجھتا کہ اگر نسبت علم امور غیب ہی ناپسند فرماتے تو کن سے کم فہم عورتوں سے اور وہ بھی لڑکیاں کہ منجر بمعنی ناجائز نہ ہوا اور جب مرد عاقل مالک بن عوف

ہوازنی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنا قصیدۂ نعتیہ حضور میں عرض کیا ہے جس میں فرمایا ع ومتی تشا یخبرك عمانی غد توجب چاہے یہ نبی تجھے آئندہ کی باتیں بتادیں اون پر کیوں نہ انکار فرمایا حالانکہ انھوں نے تو اون لڑکیوں سے بہت زیادہ کہا جس سے قیامت تک کے کل غیبوں کا بالفعل حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو معلوم ہونا یا کم از کم اون کا جان لینا حضور کے اختیار میں دیدیا جانا ظاہر جسکی تشریح ہم نے اپنی کتاب "الامن[۳۱] والعلی لناعتی المصطفٰے بدافع البلاء" میں ذکر کی انکار فرمانا درکنار حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس قصیدہ کے صلہ میں اون کے لئے کلمۂ خیر فرمایا اور اونھیں خلعت پنھایا اور اونھیں اون کی قوم کو قبائل ثمالہ وسلمہ و فہم پر سردار فرمایا کما رواہ المعانی فی الجلیس الانیس بطریق الحرمازی عن ابی عبیدۃ بن الجراح رضی اللہ تعالٰی عنہ و ابن اسحق عن ابی وجزۃ یزید بن عبید السعدی وللہ الحمد جب لہو مباح میں اپنا ذکر یا ک پسند نہ فرمایا تو لہو باطل کا کیا ذکر۔

بالجملہ خلاصۂ حکم یہ کہ

یہاں تین چیزیں ہیں ممنوعات معظمات مباحات **اول** کا سننا مطلقًا حرام و ناجائز ہے اور فونو سے جوکچھ سنا جائیگا وہ بعینہ اوسی شے کی آواز ہوگی جسکی صوت اوس میں بھری گئی مزامیر ہوں خواہ ناچ خواہ عورت کا گانا وغیرہا اصل کا جو حکم تھا بے تفاوت سرمو اسکا ہوگا کہ یہ خود وہی اصل ہے نہ کہ اوسکی نقل طبلہ یا ستار کی آواز ہے تو بلاشبہہ وہ طبلہ اور ستار کی آواز ہے نہ کہ فونو کی کہ فونو اپنی کوئی آواز نہیں رکھتا اور وہ بھی اوسی طبلہ اور ستار کی ہے نہ کہ دوسرے کی اور وہ بھی اوسی وقت کی آواز ہے جو بھرتے وقت بجائی گئی تھی نہ کہ اور وقت کی یونہیں عورت کا گانا ہے تو یقینًا وہ عورت ہی کا گانا ہے نہ کہ فونو کا کہ فونو گانے کی صلاحیت نہیں رکھتا اور وہ بھی اوسی عورت کا گانا ہے نہ کہ دوسری کا اور وہ بھی اوسکا اوسی وقت کا گانا ہے جو بھرتے وقت وہ گائی تھی۔ **دوم** بھی مطلقًا حرام و ممنوع ہیں اگر گلاسوں پلیٹوں میں کوئی ناپاکی یا جلسہ لہو و لعب کا ہے تو تحریم سخت ہے اور خود سننے والوں کی نیت تماشا ہے تو اور بھی سخت تر خصوصًا قرآن عظیم میں اور اگر اس سب سے پاک ہو تو اون کے مقاصد فاسدہ کی اعانت ہوکر ممنوع ہے اور سب سے سخت تر وبال اون قاریوں غزل خوانوں پر ہے جو نوکری کرکے یا اجرت لیکر یا مفت گناہ خریدنے کو اپنا پڑھنا اس میں بھرواتے ہیں کہ وہ اصل بانی فساد ہوئے بھرنے والوں اور جبتک وہ گلاس پلیٹ باقی رہیں اون کے سننے والوں سنانے والوں سب کا گناہ ان کے نامۂ اعمال میں ثبت ہوتا رہے گا اگرچہ یہ قبر میں خاک ہوگئے ہوں بغیر اسکے کہ اون سننے سنانے بھرنے بھرانے والوں کے اپنے گناہ میں کچھ کمی ہو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من سن فی الاسلام سنۃ سیئۃ فعلیہ وزرھا ووزر من عمل بھا الی یوم القیمۃ من دون ان ینقص من اوزارھم شیئا **سوم** میں تفصیل ہے اگر پلیٹوں میں نجاست ہے تو حروف و کلمات کا اون میں بھرنا مطلقًا ممنوع ہے کہ حرف خود معظم ہیں۔ کما بیناہ فی فتاونا۔ اور اگر نجاست نہیں یا وہ کوئی خالی جائز آواز بے حروف ہے تو جلسۂ فساق میں اوسے سننا اہل صلاح کا کام نہیں کہ اونھیں اہل باطل سے اختلاط نہ چاہئے اور اگر تنہائی یا خاص صلحا کی مجلس ہے تو کوئی وجہ منع نہیں اور یہاں ہمارے وہ مباحث کام دیں گے جو نظر اولٰی میں گزرے پھر اگر کسی مصلحت شرعیہ کیلئے ہے جیسے عالم کو اوس کے حال پر اطلاع پانے یا قوت اشغال دینے کے واسطے ترویح قلب کیلئے جب تو بہتر ورنہ اتنا ضرور ہے کہ ایک لایعنی بات ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من حسن اسلام المرء ترکہ مالایعنیہ خوبیٔ اسلام یہ ہے کہ آدمی لایعنی بات نہ کرے حدیث صحیح مشہور عن سبعۃ من الصحابۃ منھم الصدیق والمرتضی والحسین رضی اللہ تعالٰی عنھم رواہ الترمذی وابن ماجۃ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ یہ بھی اوس حالت میں ہے کہ نادرًا ہو عادت ڈالنا اور وقت اوس میں ضائع کیا کرنا مطلقًا مکروہ ہوگا لحدیث کل شیئ من لھو الدنیا باطل الا ثلثۃ رواہ الحاکم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ھذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی واذ قد خرجت العجالۃ فی صورۃ رسالۃ ناسب ان تسمیھا "الکشف[۳۲] شافیا حکم فونوجرافیا"

لیکون علما وعلی عام التالیف علما وکان ذلک للتاسع عشر من شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن وقت السحور ۱۳۲۸ھ
الف وثلثمائۃ وثمان وعشرین من ھجرۃ سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیھم وعلٰی اٰلہ وصحبہ اجمعین اٰمین واللہ تعالٰی
اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ۔ مرسلہ محمد اسحٰق سکریٹری انجمن محمدیہ کوچین ملک ملیبار

(۱) آجکل مسلمان جو تکمیل یونیورسٹی کی کوشش کرتے ہیں اور چندہ فراہم کرتے ہیں وہ ثواب ہے یا نہیں۔
(۲) آیا تکمیل یونیورسٹی دینی ضروریات سے ہے یا نہیں۔
(۳) اس یونیورسٹی میں اہل سنت شامل ہوسکتے ہیں یا نہیں۔
(۴) اس مد میں جو روپیہ دیا جائے وہ صدقہ جاریہ میں محسوب ہوگا یا نہیں۔

الجواب

اگر یہ بات قرار پائے اور اوسکے افسر عہدہ داران اسکا پورا ذمہ قابل اطمینان کریں کہ اسکا حصہ دینیات صرف اہلسنت وجماعت کے متعلق رہے گا جن کے عقائد مطابق عقائد علمائے حرمین طیبین ہیں اونھیں کی کتب نصاب میں ہوں گی اونھیں کے علما مدرسین ہونگے اونھیں کی تربیت میں طلبا رہیں گے غیروں کی صحبت سے اون کو بچایا جائے گا روپیہ جو اہلسنت سے لیا جائیگا صرف اسی کام میں صرف کیا جائے گا۔ اوسوقت اہلسنت کو اوس میں داخل ہونا جائز اور باعث ثواب ہوگا اور جو کچھ اوس میں دیا جائے گا صدقہ جاریہ ہوگا۔ رہا اوسکی تکمیل میں کوشش اور چندہ فراہم کرنا وہ صرف اتنی بات پر بھی ثواب نہیں ہوسکتا جبتک کہ اوس میں ہر مذہب کی تعلیم باقی ہے وہ روپیہ اس لئے جمع نہیں کرتے کہ دین حق کی تعلیم ہو بلکہ حق و ناحق دونوں کی تعلیم کو سنیوں کے بچوں کو تعلیم ہوگی کہ قرآن مجید بعینہ محفوظ ہے اس میں کسی قسم دخل بشری سے ایک نقطہ کی کمی بیشی ہوئی نہ ہوسکتی ہے کوئی غیر نبی کسی نبی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا تقدیر کی بھلائی برائی سب اللہ عزوجل کی طرف سے ہے اوسپر کچھ واجب نہیں وہ جو چاہے کرے ہمارا اور ہمارے افعال نیک و بد کا وہی ایک اکیلا خالق ہے اوس کا دیدار روز قیامت حق ہے خلفائے اربعہ کی امامت برحق ہے ان میں اللہ عزوجل کے یہاں سب سے زیادہ عزت وقربت والے صدیق اکبر ہیں پھر فاروق اعظم پھر عثمان غنی پھر علی مرتضی رضی اللہ تعالٰی عنہم اونھیں بلکہ صحابہ میں کسی کو برا کہنے والا جہنمی مردود وملعون ہے اور شیعہ کے بچوں کو تعلیم ہوگی کہ یہ قرآن بیاض عثمانی ہے اس میں سے کچھ آیتیں سورتیں صحابہ نے گھٹا دیں بعض الفاظ کچھ کے کچھ کر دیئے جیسے ائمۃ ہی ازکی من ائمۃ کی جگہ امۃ ہی اربی من امۃ بنا دیا مولٰی علی وائمہ اطہار اگلے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سے افضل ہیں تقدیر کی برائی خدا کی طرف سے نہیں بندہ کے لئے اصلح کرنا لطف سے پیش آنا خدا پر واجب ہے خدا اسکے خلاف نہیں کرسکتا اپنے اعمال کے ہم خود خالق ہیں خدا کا دیدار حق نہیں خلفائے اربعہ میں تین معاذ اللہ ظالم غاصب ہیں اون کو سخت سے سخت برائی سے یاد کرنا گالیاں دینا بڑے ثواب کا کام ہے پھر وہ خود اعلان کرتے ہیں کہ سب سے زائد اہتمام سائنس کی تعلیم کا ہوگا سائنس میں وہ باتیں ہیں جو عقائد اسلام کے قطعًا خلاف ہیں بچوں کی تربیت دینے تہذیب وانسانیت سکھانے کیلئے دنیا بھر میں کوئی مسلمان باقی نہ رہا عرب مصر روم شام حتی کہ حرمین شریفین کے علما ومشائخ میں کوئی اتنا قابل نہیں ہاں کمال مہذب وشیخ تربیت وپیر افادت بننے کے لائق یورپ کے عیسائی ہیں اون کو اسقدر بیش قرار تنخواہیں ان روپیوں سے دی جائیں گی کہ وہ یہاں رہنے پر مجبور ہوں اون کی صحبت و تربیت میں مسلمانوں کے بچے رکھے جائیں گے اون کے اخلاق وعادات سکھائے جائیں گے ایسی صورت میں حال ظاہر ہے ابتداءً کہ مسلمانوں سے چندہ وصول کرنے کو بہت سنبھل سنبھل کر بنا بنا کر مقاصد دکھائے گئے ہیں اون میں تو یہ حالت ہے آئندہ جو کارروائی ہوگی روشن ہیں حالانکہ برسوں سالہا سال سے جو علی گڈھ کالج انھیں مقاصد کیلئے قائم ہے اوسکے ثمرات ظاہر

ہیں کہ مسلمانوں کو نیم عیسائی کر چھوڑا او سکے اکثر تعلیم یافتہ اسلام دعقائد اسلام پر ٹھٹے اوڑاتے ہیں ائمہ و علما کو مسخرہ بتاتے ہیں خود غرضی و خود پسندی دنیا طلبی دین فراموشی یہاں تک کہ داڑھی وغیرہ اسلامی وضع سے تنفر اونکا شعار ہے جب ادھورے کے یہ آثار ہیں تکمیل کے بعد جو ثمرات ہوں گے آشکار ہیں۔ قیاس کن زگلستان او بہارش را۔ وباللہ العصمۃ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ از بمبئی محلہ چوٹا بھٹی مسئولہ مولانا مولوی عبدالقادر صاحب مدرس اول مدرسہ کمون سیٹھ ۵ رجب المرجب ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل میں:

(۱) اولیائے کرام کے مزار پر واسطے فاتحہ وامداد مردوں عورتوں کو جانا درست ہے یا نہیں۔

(۲) شادی میں دف تاشہ بجانا درست ہے یا نہیں۔

(۳) شادی میں لڑکیوں کا گانا درست ہے یا نہیں۔

(۴) تیجہ دسواں چہلم کا کھانا درست ہے یا نہیں۔

(۵) مسائل بالا کو نادرست کہنے والا کیا سمجھا جاوے۔ از روئے شرع شریف کیا حکم ہے بینوا توجروا۔

الجواب

(۱) مزارات اولیائے کرام پر بلحاظ آداب و مراعات احکام شرعیہ فاتحہ واستمداد و استفادہ کیلئے مردوں کا جانا جائز و مندوب و محبوب و مرغوب ہے شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں از اولیاء مدفونین انتفاع و استفادہ جاری ست مگر عورتوں کو حاضری سے روکنا ہی انسب و اسلم ہے کما افادہ فی الغنیۃ وبیناہ فی فتاونا واللہ سبحٰنہ وتعالی اعلم

(۲) دف کہ بے جلاجل یعنی بغیر جھانجھ کا ہو اور تال سم کی رعایت سے نہ بجایا جاوے اور بجانے والے نہ مرد ہوں نہ ذی عزت عورتیں بلکہ کنیزیں یا ایسی کم حیثیت عورتیں اور وہ غیر محل فتنہ میں بجائیں تو نہ صرف جائز بلکہ مستحب و مندوب ہے للامر بہ فی الحدیث والقیود مذکورۃ فی ردالمحتار وغیرہ وشرحنا ھا فی فتاونا اس کے سوا اور باجوں سے احتراز کیا جائے واللہ تعالی اعلم

(۳) جواری کا اطلاق لڑکیوں اور چھوکریوں دونوں پر آتا ہے کنیزوں کا گانا کہ محض طبعی طور پر ہو نہ قواعد موسیقی پر تعلیم کیا ہوا اور اس میں فحش وغیرہ کوئی امر خلاف شرع نہ ہو نہ اوس میں فی الحال فتنہ ہو نہ آئندہ فتنہ کا اندیشہ ہو محل سرور مثل نکاح وعیدین میں مضائقہ نہیں رکھتا اور بہت چھوٹی چھوٹی لڑکیاں اگر بطور خود کچھ آواز نکالیں جو غیر مردوں کو نہ پہنچے تو یہ بھی فی نفسہ ایسا منکر نہیں جس پر شرعاً مؤاخذہ ہو اور اپنی حیثیت وعزت وعرف وعادت کے اختلاف سے یہاں اختلاف ہو جائے گا۔ واللہ تعالی اعلم۔

(۴) تیجہ دسواں چہلم سب جائز ہیں جب بہ نیت محمود و بطور محمود ہوں اور اون کا کھانا مساکین وفقراء کیلئے چاہیئے برادری کی دعوت کے طور پر نہ ہو فان الدعوۃ انما شرعت فی السرور لا فی الشرور فتح وغیرہ

(۵) یہ مسائل محض فرعیہ ہیں مگر اول وچہارم میں مطلقاً کلام ان بلاد میں شعار وہابیہ ہے اور وہابی ایک سخت گمراہ بددین فرقہ ہے جس کا حال الکوکبۃ الشہابیہ وسل السیوف الہندیہ والنہی الاکید وفتاوی الحرمین وحسام الحرمین وغیرہا تصانیف فقیر سے ظاہر واللہ تعالی اعلم

مسئلہ۔ مرسلہ منشی علیہ[illegible] حسن قلعہ بھنگیاں امرتسر رجب ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص اپنے مریدوں سے اشعار ذیل سنے اور سنکر خوش ہو بلکہ تمغا انعام دے ایسا شخص لائق بیعت ہے یا نہیں۔ خدا رسیدہ ہے یا نفس کا مطیع اہلسنت ہے یا اہل بدعت اشعار یہ ہیں۔

آفتاب چرخ علم وفضل شمس العارفین	قبلۂ عالم سراج المتقین شاجہاں
سیدات ذات مطلوب علی شیر خدا	عاشق محبوب رب العالمین فخر زماں

ماہر علم لدنی واقف اسرار غیب — قطب عالم غوث اعظم وارث پیغمبراں
کس طرح اہل جہاں پر راز اونکا کھل سکے — راز داں ان کا خدا ہے وہ خدا کے رازداں
اولیا ہونے کو دنیا میں بہت ہیں اولیار — ان کی صورت انکی سیرت ان کی عادت کا کہاں
کچھ عجب ہیں یہ بھی حسن وعشق کے راز ونیاز — مدح خواں اونکا خدا ہے وہ خدا کے مدح خواں

الجواب

حُب ثنا غالبًا خصلت مذمومہ ہے اور کم از کم کوئی خصلت محمودہ نہیں اور اوسکے عواقب خطرناک ہیں حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں حب الثناء من الناس یعمی ویصم ستائش پسندی آدمی کو اندھا بہرا کر دیتی ہے رواہ فی مسند الفردوس عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما اور اگر اپنی جھوٹی تعریف دوست رکھے کہ لوگ اون فضائل سے اسکی ثنا کریں جو اس میں نہیں جب تو صریح حرام قطعی ہے قال اللہ تعالی لاتحسبن الذین یفرحون بما اتوا ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا فلا تحسبنھم بمفازۃ من العذاب ولھم عذاب الیم ٥ ہرگز گمان نہ کرنا اونکو جو اپنے کیے پر خوش ہوتے اور دوست رکھتے ہیں کہ بے کئے پر سراہے جائیں تو زنہار اونھیں عذاب کے بچاؤ کی جگہ نہ گمان کرنا اور اون کے لئے دردناک مار ہے والعیاذ باللہ تعالی ہاں اگر تعریف واقعی ہو تو اگرچہ تاویل معروف ومشہور کیساتھ جیسے شمس الائمہ وفخر العلماء وتاج العارفین وامثال ذلک کہ مقصود اپنے عصر یا مصر کے لوگ ہوتے ہیں اور اوسپر اس لئے خوش نہ ہو کہ میری تعریف ہو رہی ہے بلکہ اس لئے کہ ان لوگوں کی ان کو نفع دینی پہنچائے گی سمع قبول سے سنیں گے جو ان کو نصیحت کی جائیگی تو حقیقۃ حب مدح نہیں بلکہ حب نصح مسلمین ہے اور وہ محض ایمان ہے واللہ یعلم المفسد من المصلح طریقہ محمدیہ وحدیقہ ندیہ میں ہے سبب حب الریاسۃ ثلثۃ ثانیھا التوسل بہ الی تنفیذ الحق واعزاز الدین واصلاح الخلق (فھذا) ان خلا عن المحذور کالریاء والتلبیس وترک الواجب والسنۃ فجائز بل مستحب قال اللہ تعالی عن العباد الصالحین۔ واجعلنا للمتقین اماما اھ ملتقطا اور جب معاملہ نیت پر ٹھہرا اور دلوں کا مالک اللہ عزوجل ہے تو اوس شخص کے حالات پر نظر لازم ہے اگر بے شرع ہے معاصی میں بیباک ہے یا جاہل بے ادراک ہے اور شوق پیری میں انہماک ہے تو خود ہی اسکے ہاتھ پر بیعت جائز نہیں اور اب اوس کا اون تعریفوں پر خوش ہونا ضرور قسم دوم میں ہے جسے قرآن عظیم میں فرمایا کہ اونھیں عذاب سے دور نہ جانو اون کیلئے دردناک سزا ہے اور اگر ایسا نہیں بلکہ سنی صحیح العقیدہ صالح الاعمال متصل السلسلہ ہے خلق اللہ کو حق کی طرف دعوت کرتا منکرات سے روکتا باز رکھتا ہے تو ضرور قابل بیعت ہے اور اب اوسکے فعل مذکور کو اوسی محل حسن پر حمل کرنا فرض اور اوسپر بدگمانی حرام ہے قال اللہ تعالی یایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم اے مسلمانوں بہت گمانوں سے بچو کہ کچھ گمان گناہ ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث گمان سے دور بھاگو کہ گمان سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے پھر بھی اوسے چاہئے کہ اظہار تواضع میں کمی نہ کرے مریدوں کو اسپر انعام تمغے دیکر اور زیادہ برانگیختہ نہ کرے لوگوں کو اپنے اوپر بدگمانی کی راہ نہ دے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اپنی نعت کریم کے قصائد سنے اور اون پر انعام عطا فرمائے اس پر قیاس نہ کرے خاک کو عالم پاک سے نسبت نہ دے اون کی تعظیم اون کی محبت اون کی ثنا اون کی مدحت سب عین ایمان ہے اور اوسکا اظہار واعلان فرض اہم اور اون کا ذکر عین ذکر الہی اون کی ثنا عین حمد الہی۔ امیر المومنین خلیفہ راشد سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالی عنہ کے حضور ایک شاعر حاضر ہوا کہ میں نے حضرت کی مدح میں کچھ اشعار کہے ہیں فرمایا میں سننا نہیں چاہتا عرض کی نعت شریف میں کچھ عرض کیا ہے فرمایا سناؤ ایسے ائمہ راشدین کا اتباع کرے خصوصًا قطب عالم غوث اعظم جیسے الفاظ کہ غالبًا وہ اپنے وجدان سے ان الفاظ کو اپنے لئے صادق نہ جان سکے گا۔ نسأل اللہ العفو والعافیۃ والتوفیق لاتباع اقوام طریق۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ از جادوپور تھانہ بھوجی پورہ تحصیل وضلع بریلی مسئولہ شمشاد علی صاحب ۱۲ رجب ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک قصبہ جس میں ہمیشہ سے گاؤکشی ہوتی آئی اس سال اوسکے ہنود نے مسلمانوں سے نزاع کیا اس گاؤں میں بازار ہوتا تھا وہ لوگوں کو درغلا کر دوسرے گاؤں میں اٹھوادیا کہ اون لوگوں کا نفع جاتا رہے ہندو تو ہندوں کے کہنے سے چلے ہی گئے بعض مسلمان بھی اونھیں کے شریک ہوئے اون سے کہا بھی گیا کہ جس طرح ہنود نے اپنا بازار الگ کرلیا ہے تم بھی الگ بازار مسلمانوں کا کرو اور اوس میں شریک ہو اور ہندؤں کی شرکت نہ کرو مگر وہ نہیں مانتے اس صورت میں ایسے لوگوں کے لئے کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

افسوس ہے اون مسلمانوں پر جو مسلمانوں کی مخالفت میں ہندؤں کا ساتھ دیں اور اون کی جماعت بڑھادیں اون کا نفع چاہیں مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں خصوصًا وہ بھی ایسی بات میں جسکی بنا مذہبی کام پر ہو ان لوگوں کو توبہ کرنا چاہئے ورنہ اندیشہ کریں کہ اسی حالت میں موت آگئی تو حشر بھی ہندؤں ہی کے ساتھ ہوگا حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من جامع المشرك وسکن معه فانه مثله فی لفظ لاتساکنوا المشرکین ولاتجامعوھم فمن ساکنھم او جامعھم فھو مثلھم جو مشرکوں کیساتھ رہے وہ بھی اونھیں جیسا ہے رواہ بالاول ابوداؤد عن سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالٰی عنه بسند حسن وبالاخر الترمذی عنه تعلیقا دوسری حدیث ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من کثر سواد قوم فھو منھم جو کسی گروہ کی جماعت بڑھائے وہ اونھیں میں سے ہے تیسری حدیث میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من اعان علی خصومته بغیر حق لم یزل فی سخط اللہ حتی ینزع جو کسی جھگڑے میں ناحق والوں کو مدد دے ہمیشہ خدا کے غضب میں رہے جبتک اوس سے باز آئے رواہ ابن ماجة والحاکم عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما بسند حسن چوتھی حدیث میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من مات علی شیئ بعثه اللہ علیه جو جس حال میں مریگا اللہ تعالٰی اوسی حال پر اوسے اوٹھائے گا رواہ احمد والحاکم عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنھما بسند حسن۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از دولت پور ضلع بلندشہر مرسلہ شیر محمد خان صاحب ۵ شعبان ۱۳۲۹ھ

کسی امر کا وعدہ مستحکم حلف شرعی محمدیہ سے کرے اوسکے خلاف کرنا کیسا ہے۔

الجواب

اگر وہ امر واجب وفرض تھا تو اوس وعدہ کا خلاف کرنا حرام وناجائز ہے اور اگر وہ امر ناجائز وحرام تھا جیسے کسی نے شراب پینے کا بحلف مستحکم وعدہ بحلف کیا تو اوس کا خلاف کرنا فرض وواجب ہے اور اگر وہ امر مباح تھا اور کوئی عذر پیش آیا تو خلاف وعدہ جائز ہے اور بلا عذر ناپسند ہے ہاں وعدہ کرتے وقت ہی دل میں تھا کہ پورا نہ کریگا تو ایسا وعدہ کرنا بھی حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لیس الخلف ان یعد الرجل ومن نیته ان یفی ولکن الخلف ان یعد الرجل ومن نیته ان لایفی رواہ العقیلی عن زید بن ارقم رضی اللہ تعالٰی عنه بسند حسن واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ خود جھوٹ بولنا اور دوسرے شخص کو مجبور کرکے جھوٹ بلوانا کیسا گناہ ہے۔

الجواب

بلاضرورت شرعی جھوٹ بولنا اور بلوانا گناہ کبیرہ ہے۔ قال اللہ تعالٰی قتل الخراصون واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از روئے شرع شریف کے تاوان کا روپیہ جمع کرنا جائز ہے یا ناجائز۔

الجواب ۔ حرام تاوان کا حرام اور جائز کا جائز۔ سائل نے متعدد سوال گول اور مجمل لکھے جو کسی صورت خاصہ میں حکم معلوم کرنا چاہے

اوسے مفصل وہ خاص صورت بیان کرنا چاہئے کہ اوس کا حکم بتایا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از شیر گڑھ ڈاکخانہ خاص ضلع بریلی مکان سید احمد علی شاہ مرسلہ بندہ علی طالب علم۔

زید کا طریقہ صوفیانہ ہے اور اوسکے بال دراز ہیں یعنی کندھوں تک چھوٹے ہیں آیا وہ شعر طویل نماز کی صحت کے مانع ہیں یا نہیں اور زید کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہوگی یا نہیں غرضکہ وہ بال نماز کی صحت میں خلل پیدا کرینگے یا نہیں ۲ فقرا کے واسطے بال بڑھانے کا حکم ہے یا نہیں اگر حکم ہے تو کہاں تک کیونکہ بد مذہب اس طریقہ کے منکر ہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

بال نصف کان سے کندھوں تک بڑھانا شرعاً جائز ہے اور اوس سے زیادہ بڑھانا مرد کو حرام ہے خواہ فقرا ہوں خواہ دنیادار احکام شرع سب پر یکساں ہیں زیادہ میں عورتوں سے تشبہ ہے اور صحیح حدیث میں لعنت فرمائی ہے اوس مرد پر جو عورت کی وضع بنائے اور اوس عورت پر جو مرد کی وضع بنائے اگرچہ وہ وضع بنانا ایک ہی بات میں ہو۔ جو لوگ چوٹی گندھواتے یا جوڑا باندھتے یا کمر یا سینہ کے قریب تک بال بڑھاتے ہیں وہ شرعاً فاسق معلن ہیں اور فاسق معلن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے یعنی پھیرنا واجب اگرچہ پڑھے ہوئے دس برس گزر گئے ہوں اور یہ خیال کہ باطن صاف ہونا چاہئے ظاہر کیسا ہی ہو محض باطل ہے حدیث میں فرمایا کہ اس کا دل ٹھیک ہوتا تو ظاہر آپ ٹھیک ہو جاتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از گولڑا ضلع راولپنڈی مرسلہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب ۹ ذی القعدہ ۲۹ھ۔

زر بالکسر جسکو ہندی میں گھنڈی کہتے ہیں اور ابریشم و باکلابتو سیم و زر سے بنائی جاتی ہے جیسا کہ اطراف بمبئی وغیرہ میں سازصدریہ اور اطراف بخارا وغیرہ میں جبہ وغیرہ کی گھنڈیاں ہوتی ہیں اور بوجہ تخلیط رشتہا و خیاطت آن کا تجزر ہو کر تحت تبعیت آجاتی ہیں۔ بخلاف بٹن مروجہ سیم و زر کہ بظاہر حکم تبعیت نہیں رکھتا ہے کیونکہ اس جگہ تبعیت بظاہر بافتگی و دوختگی و خلط سیم و زر مع غیر سیم و زر میں منحصر معلوم ہوتی ہے جیسے کہ عبارت طحطاوی سے مستفاد ہوتا ہے قال فی المنتقی عن محمد لاباس ان تکون عروۃ القمیص وزرہ حریرا وھو کالعلم یکون فی الثوب ومعہ غیرہ فلا باس بہ وان کان وحدہ کرھتہ اور بٹن مروجہ ایک شے مستقل بصورت حلی سوراخ گریبان پیراہن میں معلق معلوم ہوتا ہے پس اگر اس کو حلی کیساتھ تشبیہ دی جائے تو ولا یتحلی الرجل بذھب وفضۃ مطلقا الا بخاتم ومنطقۃ وحلیۃ سیف منھا ای فضۃ اذا لم یرد بہ التزیین مانع اباحت ہے اور محض تعلیق کے ساتھ تشبیہ دی جائے تو مضمون عبارت والظاھر فی وجھہ ان التعلیق یشبہ اللبس فحرام لذلک کالعلا ت الشبہۃ فی باب المحرمات ملحقۃ بالیقین شامی حرمت کی طرف لے جاتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ بٹن مروجہ محض تبر یعنی ٹکڑہ سیم و زر کرتے کیساتھ معلق ہے نہ بافتہ نہ دوختہ نہ کسی اور چیز کا اوسکے ساتھ خلط ہے پس اسکو تابع کہنے اور گھنڈی پر قیاس کرنے کی کیا دلیل ہے مہربانی فرما کر اطمینان بخش جواب مرحمت فرمائیں۔ ونیز جس علت تعلیق سے زنجیر ناجائز ہے وہی علت بٹن میں موجود ہے پس کیا وجہ ہے کہ بٹن جائز ہو اور زنجیر بٹن ناجائز۔ ونیز اگر تابع کے یہ معنی ہے کہ بٹن بدون کرتے کے مستعمل نہیں ہوتا ہے تو یہ بات ازاربند میں بھی موجود ہے حالانکہ ازاربند ریشمی وغیرہ مکروہ ہے۔ واللہ اعلم محمد عبدالرحمٰن بقلم خود

الجواب

درمختار میں ہے لاباس بعروۃ القمیص وزرہ من الحریر لانہ تبع سیر کبیر پھر تاتارخانیہ پھر شرح علائی میں ہے لاباس بازرار الدیباج والذھب ذخیرہ پھر ہندیہ میں ہے لاباس یلبس الثوب فی غیر الحرب اذا کان ازارہ دیباجا او ذھبا **اقول** یہاں چند فوائد قابل لحاظ ہیں **اول** زر کیلئے کپڑے میں سلا ہونا ضرور نہیں بلکہ مخیط و مربوط و مغروز و مرکوز سب کو عام ہے ولہذا ائمہ لغت اوس کی تعریف میں صرف لفظ وضع اخذ کیا جس میں اصلاً تخصیص خیاطت نہیں قاموس میں ہے الزر بالکسر الذی یوضع فی القمیص

وبالفتح شد الازار عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے قال ابن سیدۃ الزر الذی یوضع فی القمیص والجمع ازرار وزرور
وازرالقمیص جعل لہ زرا وازرہ شد علیہ ازرارہ وقال ابن الاعرابی زرالقمیص اذا کان محلولا فشدہ وزر الرجل
شد زرہ ملحہ جرمی کا شعر بھی اس کا پتا دیتا ہے ؎ کان زرور القبطریۃ علقت ٭ علائقہا منہ بجذع مقوم ٭ القبطریۃ
ثیاب کتان بیض والکنایۃ للممدوح والعلائق جمع علاقۃ بالکسر بند فی القاموس وتاج العروس العلاقۃ بالکسر فی
السوط ونحوہ کالسیف والقدح والمصحف والقوس وما اشبہ ذلک وعلاقۃ السوط ما فی مقبضہ من السیر اھ ثم قالا
اعلق القوس جعل لہا علاقۃ وعلقہا علی الوتد وکذلک السوط والمصحف والقدح ظاہر ہے کہ مجال خیاطت فی الثوب زرکو
علاقہ سے کیا علاقہ۔ فتاوی والوالجی پھر شلبی علی التبیین میں ہے لاباس بان یلبس المحرم الطیلسان ولا یزرہ علیہ فان زرہ
یوما فعلیہ دم لانہ صار منتفعا بہ انتفاع المخیط منسک متوسط اور اوس کی شرح مسلک متقسط بیان محرمات احرام میں ہے
(زر الطیلسان) ای ربطہ بالزر وعقدہ علی عنقہ فتح القدیر میں ہے ان زرالطیلسان یعد الزمہ دم لحصول
الاستمساک بالزر مع الاشتمال بالخیاطۃ درمختار میں ہے یستحب لبس ازار ورداء فان زررہ او خللہ او عقدہ
اساء ولا دم علیہ ظاہر ہے کہ طیلسان وچادر میں گھنڈیاں سلی نہیں ہوتیں اور الحام مذکورہ خیاطت پر موقوف نہیں بلکہ بلا
خیاطت صورت ربط ہی زیادہ مقصود بالافادہ ہے کہ محرم کا محیط سے احتراز تو معہود و مشہور اور بجائے خود مذکور ہے ابوداؤد
ونسائی وابن خزیمہ وابن حبان وحاکم سب اپنی صحاح اور امام اجل ابوجعفر طحاوی شرح معانی الآثار میں حضرت سلمہ
بن اکوع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی قال قلت یارسول اللہ انی رجل اصید افاصلی فی القمیص الواحد قال نعم وازررہ
ولو بشوکۃ یہاں کانٹے کو بھی زر فرمایا والاصل الحقیقۃ والعدول الی المجاز من دون ضرورۃ غیر مجاز تو بوتام یا بٹن
نفس معنی زر میں داخل ہیں نہ کہ اونکا گھنڈی پر قیاس ہو **دوم** لفظ ذہب منسوج وحجر دونوں کو شامل بلکہ وہ حجر میں اصل حقیقت
پر ہے اور کلابتوں پر اوس کا اطلاق از قبیل تسمیۃ الکل باسم الجزء ہے کہ اوس میں ریشم بھی ہوتا ہے اور گھنڈیاں انھیں منسوجات
سے خاص نہیں بلکہ اُمرا کے یہاں سونے چاندی اور لعل ویاقوت کی بھی ہوتی ہیں۔ قال قائلہم ؎ ترانہ تکمہ لعل ست برقبائے حریر ٭
شدست قطرۂ خون منت گریباں گیر ٭ تکمہ فارسی میں زر کا ترجمہ ہے جسے عربی میں زِیْر۔ وَجَّہ۔ جُوْزہ۔ جویزہ۔ حبہ بھی کہتے ہیں اور
وہ حلقہ جسے اردو میں تکمہ بولتے ہیں فارسی میں انگلہ اور عربی میں عروہ وعلہ ہے تو سیر کبیر و ذخیرہ وتاتارخانیہ ودرمختار و عالمگیریہ وغیرہا
کے نصوص مذکورہ سونے کے بٹن کا خاص جزئیہ ہیں ولا کلام لاحد بعد صرائح النصوص **سوم** یہیں سے کھل گیا کہ یہ بٹن بھی گھنڈیوں
کی طرح تابع ہیں کہ علمانے مطلقا زر کو تابع بتایا اور زر انھیں بھی شامل مگر تکثیر فوائد کیلئے معنی تابع پر بحث کریں اصلاً کسی کتاب سے ثابت
نہیں کہ تبعیت کیلئے دوختہ یا بافتہ یا نفس ذات تابع میں سیم و زر و ابریشم کا کسی چیز سے مخلوط ہونا ضرور ہو ہاں تابع کی متبوع سے
معیت چاہئے نہ کہ خود اجناس مختلفہ سے ترکب۔ متون مذہب میں تصریح ہے کہ انگوٹھی کے نگ میں سونے کی کیل جائز ہے اور شراح
اوسکی یہی تعلیل فرماتے ہیں کہ وہ تابع ہے حالانکہ وہ دوختہ بافتہ مخلوط کچھ نہیں نیز تصریح ہے کہ جبہ وغیرہ میں ریشم کا ابرہ یا استر
مرد کو ناجائز ہیں کہ دونوں مقصود ہیں اور اوسکے اندر ریشم کا حشو جائز کہ وہ تابع ہے حالانکہ یہ بھی نہ بافتہ ہے نہ مخلوط اوسکے جمے رہنے
کو دو تین ڈورے ڈالتے ہیں اور اگر نہ ڈالیں جب بھی یقیناً حکم نہ بدلے گا کہ علمانے حشویت پر مدار جواز رکھا ہے اور وہ بغیر
ڈورے پڑے بھی حشو ہے تو دوختہ بھی نہ ہوا جامع صغیر محرر مذہب و بدایہ وکنز ووافی ووقایہ ونقایہ وغرر واصلاح وملتقی وحم
درر وغیرہا میں ہے لاباس بمسمار الذہب یجعل فی حجر الفص ای فی ثقبتہ لانہ تابع کالعلم فی الثوب فلا یعد لابسالہ
محیط امام شمس الائمہ سرخسی پھر عالمگیریہ پھر ردالمحتار میں ہے لوجعل القز حشو للقباء فلا باس بہ لانہ تبع ولوجعلت ظہارتہ
او بطانتہ فہو مکروہ لان کلیہما مقصود بزازیہ پھر ہندیہ میں ہے لاباس بلبس الجبۃ المحشوۃ من الخز عبارۃ طحطاوی

عن المنتقی عن محمد میں یہی تابع و مستقل کا تفرقہ بتایا گیا ہے کہ یہ شے مستقل نہیں بلکہ دوسرے کیساتھ ہے اور تنہا ہوتی تو ناروا ہوتی کہ تابع نہ رہتی خود مستقل ہوجاتی اس کے بعد فقیر نے مجمع الانہر میں اس معنی کی تصریح دیکھی، روایت مذکورہ کا تتمہ یہ نقل کیا کہ امام محمد نے فرمایا لانہ اذا کان ھو غیرہ فاللبس لایکون مضافا الیہ بل یکون تبعا فی اللبس صاف روشن ہوگیا کہ غیر سے مراد وہی متبوع ہے **ثم** یہ کہ گھنڈی تکمے آنچل پلو میں ریشم دوسری چیز کیساتھ مخلوط کرکے لگائیں جب تو جائز ہوا ور غیر مخلوط اگرچہ چار انگل سے زائد نہ ہو ممنوع ٹھہرے یہ قطعاً باطل ہے کہ تصریحات تمام کتب کے خلاف ہے بلاشبہہ خالص ریشمیں کپڑے کے گوٹ سنجاف بلیٹ کنٹھا ترنج اور ان کے مانند اور توابع سب جائز ہیں جبکہ چار انگل عرض سے زائد نہ ہوں اور یہ وہم کسی عاقل کو نہ گزرے گا کہ کپڑا اگرچہ خالص ریشم کا ہو سینے میں دوڑا تو اوسکے ساتھ ہوگا یہی معہ غیرہ ہوگیا حالانکہ یہی کیا ضرور کہ ریشم کی گوٹ وغیرہ سوت کے ڈورے سے سییں بلکہ ریشم سے سییں جیسا کہ اکثر یہی متعارف ہے جب بھی قطعاً بشرط مذکور جائز ہے کیا کوئی اس قید کا پتا بلکہ اسکی ہوا کسی کتاب سے دے سکتا ہے کہ سوت سے سیو تو روا اور ریشم سے تو ناروا ہرگز نہیں۔ اور حشو کے ریشم کو تو کہئے اوس کے ساتھ ایک تاگے کی بھی حاجت نہیں کما عرفت **چہارم** سونے چاندی خواہ کلابتون کے بٹن یا آنچل پلوؤں پر رو پہلے سنہرے کلابتون یا کامدانی کا کام حُلی سے مشابہ نہیں بلکہ خود حُلی ہیں درمختار میں ہے المنسوج بذھب یحل اذا کان مقدار اربع اصابع والا لایحل للرجل ردالمحتار میں ہے الحلی کما فی القاموس مایتزین بہ ولا شك ان الثوب المنسوج بالذھب حلی مگر یہ حلیہ ہی شرع نے جائز فرمایا ہے جبکہ تابع قلیل ہو ولہٰذا ردالمحتار میں اسے حُلی بتا کر مسئلہ شرح کی تائید قنیہ سے نقل فرمائی لاباس بالعلم المنسوج بالذھب للنساء فاما للرجال فقدر اربع اصابع ومافوقہ یکرہ عبارات متون لاتحلی الرجل بذہب الخ میں تحلی باشیائے مستقلہ کا ذکر ہے نہ کہ توابع کا ولہٰذا چاندی کی انگوٹھی پیٹی پر تلے مستقل ہی چیزوں کا استثنا فرمایا۔ عام مراد ہوتا تو خود اونھیں کی بالاتفاق تصریحات اباحت علم منسوج بالذہب قدر اربع اصابع وزر وعروہ ذہب وغیرہا کا صریح مناقض ہوتا یہیں سے ظاہر ہوا کہ سونے کے بٹن اور کلابتوں کی گھنڈیوں میں فرق ضائع ہے وہ اگر حُلی ہیں تو یہ کیا نہیں اور لاتحلی کے استثنا میں اون کا ذکر نہیں تو ان کا بھی نہیں یوں ہوتا تو گھنڈیاں بھی ممنوع ہوجاتیں **پنجم** قطع نظر از تنقیحات مسئلہ تعلیق سے جب حقیقت لبس تابع قلیل میں معاف ہے تو شبہہ لبس کہ تعلیق میں ہے بدرجۂ اولیٰ۔ ہدایہ وکافی وتبیین وغیرہا میں ہے وھذا لفظ الامام النسفی فی الکافی اجمعنا ان القلیل من الملبوس حلال وھو الاعلام فکذا القلیل من اللبس والاستعمال والجامع انہ انموذج لنعیم الآخرۃ ترغیبا فیما ھو فی الآخرۃ لامقصود **ششم** ہمارا دعویٰ نہ تھا کہ ہر چیز جو دوسرے کیساتھ استعمال میں آتی ہو مطلقاً تابع ہے تو مسئلہ شلوار بند (جس میں اختلاف کثیر اور ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب جواز جیسا کہ واقعات امام صدر شہید وفتاوی صغری وفتاوی ذخیرہ ومحیط وغایۃ البیان وبعض شروح جامع صغیر وشرح قدوری وفتاوی منصوریہ وشرح نقایہ برجندی ومجمع الانہر وغیرہا میں نص فرمایا اور منیۃ الفقہاء وجامع الرموز وتاتارخانیہ وتکملۂ طوری وغیرہا میں اوسی پر جزم واعتماد کیا۔ کما فصلنا کل ذلک فی فتاوٰنا) یہاں وارد نہیں بلکہ تبعیت اس لئے ہے کہ لبس اوس کی طرف مضاف نہیں ہوتا ہدایہ وتبیین وبرجندی ودرر کی عبارتیں گزریں لانہ تابع کالعلم فی الثوب فلایعد لابسا لہ شرح ملتقی کی عبارت گذری اللبس لایکون مضافا الیہ بل یکون تبعا فی اللبس طحطاوی میں ہے وانما جاز منہ ماکان تبعا لان اللبس لایکون مضافا الیہ **ہفتم** زنجیروں کے لئے نہ زر کی طرح کوئی نص فقیر نے پایا نہ جواز پر کوئی صاف دلیل بلکہ وہ بظاہر مقصود بنفسہا ہیں نہ زر کی طرح کپڑے کی کوئی غرض اون سے متعلق نہ علم کی طرح ثوب میں مستہلک کہ تابع ثوب ٹھہریں نہ اون سے سنگار اور زینت کے سوا کوئی فائدہ مقصود اور وہ زیور زنان سے کمال مشابہ ہیں اون کی ہیأت وحالت بالکل سہاروں کی سی ہے کہ ایک طرف اون کے کنڈوں میں بالیاں پروکر ادنکو دونوں جانب سے پیشانی کے بالوں پر لاکر کانٹا ڈالکر ملادیتے ہیں وہ بھی ان زنجیروں کی طرح لڑیاں ہی ہیں بلکہ اون سے علاوہ تزین ایک فائدہ بھی مقصود ہوتا ہے کہ بالیوں کا بوجھ کانوں پر نہ پڑے یہ اونھیں اوٹھا کر سہارا دیئے رہیں اسی لئے اون کو سہارے کہتے ہیں۔

اور ان زنجیروں کی لڑیاں سوا زینت کے کوئی فائدہ نہیں دیتیں تو بہ نسبت سہاروں کے ان کی لڑیاں جھومر کی لڑیوں سے اشبہ ہیں اور سہاروں کی طرح یہ بھی داخل ملبوس ہیں بلکہ ان کا صرف زینت کے لئے بالذات مقصود اور کپڑے کی اغراض سے محض بے تعلق ونا مستہلک ہونا جھومر کی طرح ان کے اور بھی زیادہ لبس مستقل کا مقتضی ہے اور ذہب وفضہ میں اصل حرمت ہے توجبتک صریح دلیل سے جواز ثابت نہ ہو زنجیروں پر عدم جواز ہی کا حکم دینگے ہدایہ میں ہے الاصل فیہ التحریم تبیین الحقائق میں ہے الفضۃ والذھب من جنس واحد والاصل الحرمۃ فیھما اھ ھذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ از شہر محلہ مسئولہ جناب محمد فضل حق صاحب بتاریخ ۸ محرم ۳۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید خود بھی تخت علم تعزیہ وغیرہ دیکھنا جائز رکھتا ہے اور مستورات کو اس قسم کے ہنگاموں میں جانے سے منع نہیں کرتا بلکہ بچوں کو بھی خواہ بنظر ثواب خواہ بخیال تماشہ اپنے ساتھ لیجاکر دکھاتا ہے علمائے دین متین اور حامیان سنت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کیا فتوٰی دیتے ہیں ایسے لوگوں سے جنکا یہ خیال ہے کہ فقیر بنکر سلسلہ میں شامل ہو جائے اور یہ عقیدہ ہے کہ اس طرح اولاد کا تحفظ اور بیمہ جان کا ہو جاتا ہے کیا ہونا چاہئے فقیر مذکور کو بھیک دینے اور پیسہ دینے کا کیا حکم ہے اور عقیدہ اور عمل بالا کو کیا جاننا چاہئے۔ بینوا توجروا

الجواب

تخت علم تعزیئے وغیرہ سب ناجائز ہیں اور ناجائز کام کو بطور تماشہ دیکھنا بھی حرام لان ماحرم فعلہ حرم التفرج علیہ اور بچوں کو دکھانے کا بھی گناہ اسی پر ہے کما فی الاشباہ وغیرھا اور عورتوں کو ایسے جلسوں میں جانے کی اجازت دینی حرمت کے سوا سخت بیحمیتی اور نہایت بے غیرتی بھی ہے وفی الخلاصۃ والدرر وغیرھما ان اذن کانا عاصیین اور اسکو ثواب سمجھنا گناہ کے علاوہ فساد عقیدہ بھی ہے والعیاذ باللہ تعالٰی سلسلۂ اولیائے کرام میں کسی ایسے شیخ کے ہاتھ پر داخل ہونا کہ عالم سنی متصل السند غیر فاسق ہو ضرور برکت عظیمہ ہے دنیا وآخرت میں اوسکے منافع بے شمار ہیں اور اوس سے زیادت عمر کی امید رکھنا بھی بیجا نہیں کہ وہ بر یعنی نکوئی ہے اور نکوئی سے رزق بڑھتا ہے عمر میں برکت ہوتی ہے اور یہ کوئی جاہل سا جاہل بھی نہ سمجھے گا کہ اب موت محال ہوگئی۔ ہاں بھیک مانگنے کیلئے فقیر بنا ناحرام ہے اور بے ضرورت شرعیہ ومجبوری محض بھیک مانگنا حرام اور جو بلاضرورت بھیک مانگے اوسے دینا بھی حرام لکونہ اعانۃ علی المعصیۃ کما فی الدر المختار۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ ۲۶ محرم ۳۰ھ

علم تعزیہ کو بنانا ڈھول تاشہ یا کسی انگریزی باجے کے ساتھ ہندو کہار بیلداروں سے اٹھوانا اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہما کے اسم مقدس کو بتشدید کہنا اور زور زور سے دونوں ہاتھ سے سینہ پیٹنا اور تعزیہ کو بازاروں میں لئے پھرنا ہندو مسلمانوں کو بطور تماشہ کے دکھانا اور دس محرم کو ایک میلہ لگانا اور امام باڑہ میں تعزیہ رکھ کر بتاشہ ریوڑی ہندو مسلمانوں سے چڑھوانا اور امام باڑہ پر نوبت رکھوانا اور اس میں روشنی کرنا اور خوب مرصع کرنا اور دس محرم کو ہندو کہاروں یا بیلداروں سے گڈھا کھدوا کر اوس میں تعزیہ دفن کرادینا اور تخت کو واپس لانا اور عوام الناس کی یہ مرادیں مانگنا اور اون کا فقیر بنا ناگھر گھر سے مانگ کر نیاز دلوانا اور رنگین ہرے ہرے کپڑے نئے نئے پہننا اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بچہ پیدا ہوتے ہی مرجاتا ہے ایسی حالت میں یہ مراد مانگنا کہ یا حضرت امام حسین آپکی دعا سے اگر ہمارا بچہ زندہ رہا تو ہم دس برس تک آپ کے نام کا بچہ کو فقیر یا بہشتی یا پیک بنا دینگے اور بعد دس برس کے برادری محتاج یا مساکین کو نہایت خوشی اور جلوس کے ساتھ کھانا کھلاکر فقیری کو ختم کرائینگے اور جابجا مرثیہ جاکر پڑھنا دھنیا بناکر برادری میں بطور حصہ یا عیدی کی طرح بٹوؤں میں رکھکر بچوں کے لئے بھیجنا اور کھچڑا پکاکر برادری میں تقسیم کرنا اور خود کھانا محتاجوں کو کھلانا اور یہ کہاں سے ثابت ہوا ہے اور روٹیاں پکواکر اس طرح لنگر لٹانا کہ ہاتھ میں گرے یا جہاں کہیں اس فعل کا کرنے والا کون ہے اور یہ افعال

کس کے ہیں اور مومن کو امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شہادت کے واقعہ میں ان دس ایام میں کیا کرنا چاہئے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

مسلمانوں کو ان ایام میں صدقات وخیرات ومبرات وحسنات کی کثرت چاہئے خصوصاً روزے خصوصاً روزِ عاشورا کا کہ سال بھر کے روزوں کا ثواب اور ایک سال گذشتہ کے گناہوں کی معافی ہے کما ثبت فی الحدیث الصحیح اور بہتر یہ ہے کہ نویں دسویں دونوں کا روزہ رکھے لقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لئن عشت الی قابل لاصومن التاسع حضرت شہزادہ گلگوں قبا امام حسین شہید کربلا ودیگر شہدائے کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کے نام پاک پر جسقدر ہوسکے تصدق وایصال ثواب کریں بلکہ اون روزوں وغیرہا تمام حسنات کا ثواب اوسی جناب گردوں قباب کی نذر کریں گرمیوں میں اون کے نام پر شربت پلائیں جاڑے میں چائے پلائیں اور نیک نیت پاک مال سے شربت چائے کھانے کو جتنا چاہیں لذیذ وبیش قیمت کریں سب خیر ہے کھچڑا پلاؤ فرنی جو چاہیں اور بے دقت میسر ہو برادری میں بانٹیں محتاجوں کو کھلائیں اپنے گھر والوں کو کھلائیں نیک نیت سے سب ثواب ہے۔ کما ثبت فی الاحادیث الصحاح حتی قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وما اطعمت نفسك فھو لك صدقۃ رہا یہ کہ کھچڑا کہاں سے ثابت ہوا جہاں سے شادی کا پلاؤ دعوت کا زردہ ثابت ہوا۔ یہ تخصیصات عرفیہ ہیں نہ شرعیہ ہاں جو اسے شرعاً ضروری جانے وہ باطل پر ہے روٹیاں پکا کر تقسیم کرنا بھی خیر ہے مگر پھینکنا منع ہے اور اون کا پاؤں کے نیچے آنا یا ناپاک جگہ گرنا سخت شدید مواخذہ کا موجب ایک تو روٹی کی بے حرمتی جس کی تعظیم کا حدیث میں حکم فرمایا دوسرے نیاز کی چیز کی بے توقیری نیاز کی چیز معظم ہوتی ہے کما دل علیہ حدیث نفیس فی بھجۃ الاسرار بے ادب وہابیوں کا کہنا کہ اوس میں تو صدقہ کے سبب سے اور خباثت آگئی اون کی قلبی خباثت ہے کہ محبوبان خدا کے نام سے اونھیں عداوت ہے۔ بہشتی بننا اگر بدعات سے خالی ہو اور محض نام ونقل نہو بلکہ کام اور فعل ہو یعنی پانی بھر بھر کر مسلمانوں کو پلائیں وضو کرائیں تو ضرور اچھا کام اور باعث اجر ہے اور اوسکا ثواب بھی نذر شہدائے کرام ہوسکتا ہے اور ریک بننا نری نقالی اور بے ہودہ بے معنی ہے اور گھنٹے لٹکانا حدیث میں منع فرمایا یونہیں فقیر بنکر بلاضرورت ومجبوری بھیک مانگنا حرام۔ کما نطقت بہ احادیث مستفیضۃ اور ایسوں کو دینا بھی حرام لانہ اعانۃ علی المعصیۃ کما فی الدر المختار اور وہ منت مانی کہ دس برس تک ایسا کرینگے سب مہمل وممنوع ہے قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لا نذر فی معصیۃ ہاں سیدنا حضرت امام عالی مقام علی جدہ الکریم ثم علیہ الصلاۃ والتسلیم سے انکی حاجت میں استمداد واستعانت وطلب دعا وشفاعت جائز ومحبوب قال اللہ تعالٰی وابتغوا الیہ الوسیلۃ وقال اللہ تعالٰی اولئك الذین یدعون یبتغون الی ربھم الوسیلۃ۔ دھنیا بنانے کھانے بٹووں میں رکھکر بچوں کو بھیجنے میں فی نفسہ کچھ حرج نہ تھا مگر وہ مبنی جس کی بنا پر یہ کیا جاتا ہے شرعاً ناجائز ہے اس کی اصل یوں ہے کہ پان کھانے کے عادی ہیں محرم کے عشرہ میں سوگ کے خیال سے پان چھوڑ دیتے ہیں اوسکی جگہ یہ دھنیا ایجاد ہوا ہے شریعت نے عورت کو شوہر کی موت پر چار مہینے دس دن سوگ کا حکم دیا ہے اوروں کی موت کے تیسرے دن تک اجازت دی ہے باقی حرام ہے اور ہر سال سوگ کی تجدید تو کسی کیلئے اصلا حلال نہیں پھر حقیقت دیکھئے تو دعوائے غم بھی جھوٹا۔ غم میں آدمی سے پان نہ کھایا جائے تو دھنئے کے یہ تکلفات کہ وقت میں اوس سے سوجگہ زائد اور خرچ بھی زیادہ اور لذت بھی افزوں یہ ضرور ہوسکیں گے یونہیں عشرہ محرم کے سبز رنگے ہوئے کپڑے بھی ناجائز ہیں یہ بھی سوگ کی غرض سے ہیں سوگ میں اصل سیاہ لباس ہے وہ تو رافضیوں نے لیا اور اونھیں زیبا بھی تھا کہ ایک تو اون کے دلوں کی بھی یہی رنگت ہے دوسرے یہ کہ سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا الشیعۃ نساء ھذہ الامۃ شیعہ اس امت کی عورتیں ہیں سوگ وماتم عورتوں ہی کو خوب آتے ہیں ہمارے جاہل سنی بھائی سیاہی سے تو بچے کہ رافضیوں کی مشابہت نہ ہو مگر اوس سے قریب تر رنگت سبزی پائی اسے اختیار کیا سبزی جب گہری ہوگی سیاہی لے آئے گی ہلکی سیاہی کو سبزی کہتے ہیں آسمان نیلا ہے اوسے عربی میں خضرا فارسی میں چرخ سبزہ فام کہتے ہیں اردو میں بھیگنے

کو اسوقت بالوں کی سیاہی خوب گہری نہیں ہوتی سبزہ آغاز کو کہتے ہیں لہذا اوس نیت سے یہ بھی ناجائز مسلمان کو چاہئے عشرہ مبارک میں تین رنگوں سے بچے سیاہ سبز سرخ سیاہ سبز کی وجہیں تو معلوم ہوگئیں اور سرخ آجکل ناصبی خبیث خوشی کی نیت سے پہنتے ہیں سیاہ میں اودا نیلا کاسنی۔ سبز میں کاہی دھانی پستئی سرخ میں گلابی عنابی نارنجی سب داخل ہیں غرض جس پر ان میں کوئی رنگ صادق آئے اگر سوگ یا خوشی کی نیت سے پہنے جب تو خود ہی حرام ہے ورنہ انکی مشابہت سے بچنا بہتر ہے یوہیں مرثیے کہ رائج ہیں سب حرام وناجائز ہیں حدیث میں ہے نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم عن المراثی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے مرثیوں سے منع فرمایا اور ماتم کرنا چھاتی پیٹنا بھی حرام ہے نطقت بتحریمہ احادیث بالغۃ حد الاشتھار حسن حسن بتشدید کہنا تو جہالت ہی تھا مگر ماتم سخت منع ہے یوہیں علم تعزیے تخت جریدے باجے کھیل تماشے سب بیہودہ وبدعت وممنوع ہیں یوہیں تعزیہ چڑھاوا امام باڑے کا مکان اوسکی نوبت روشنی آرائش سب بشرح صدر ہیں غم والم کا نام اور لہو ولعب کی یہ دھوم دھام اور اس پر امید خوشنودی حضرت امام۔ اور اس اولٹی مت کا کیا ٹھکانا کہ یا تو تعزیہ کی وہ تعظیم کہ گویا معاذ اللہ بعینہ یہی نعش مبارک حضور پرنور امام عالیمقام ہے بلکہ اوس سے بھی زائد یہاں تک کہ اوسے سجدہ کرنے سے بھی باک نہیں اور کہاں یہ حرکت کہ کہار بیلدار وغیرہم کفار اوسے اوٹھائے پھریں اور اوس پر پڑھا یہ جائے کہ اے مومنو اوٹھاؤ جنازہ حسین کا۔ استغفر اللہ پھر گلی کوچوں میں گشت پھر توڑ تاڑ کر دبا دینا کتنی شرگر بگی ہے پھر مصنوعی کربلا میں جسے حقیقی کے مثل ٹھہراتے ہیں کوئی دقیقہ لغویات وممنوعات کا اوٹھا نہیں رکھتے رنڈیوں کے جھولے تک ہوتے ہیں بلکہ تختوں پر ایک ایک رنڈی جلوہ گر ہوتی ہے کہاں امام عالی مقام کی طرف نسبت اور کہاں یہ سخت شنیع حرکت۔ کاش اللہ عزوجل ہمارے بھائیوں کو سمجھ دیتا کہ ہزاروں روپے جو یوں نیکی برباد گناہ لازم میں تباہ کرتے اونھیں حضرات شہیدان پاک کے نام پر تصدق کرتے مساکین کو دیتے جاڑے میں اون کے لحاف رضائی گرم کپڑے بناتے وغیرہ وغیرہ افعال حسنہ تو کتنا بہتر ہوتا اللہ ہدایت دے آمین واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ مسئولہ مولانا ظفر الدین صاحب ۲۶ محرم الحرام ۱۳۳۰ھ۔

ملفوظات حضرت سید عبدالرزاق بانسوی قدس سرہ میں یہ حکایتیں ہیں یا نہیں۔

(۱) محرم کی دس تھی کہ حضرت مولانا ممدوح ایک تعزیہ کیساتھ ہولئے جو جلاہوں کا تھا اور مصنوعی کربلا میں دفن ہونے کے لئے لوگ لئے جاتے تھے آپکی وجہ سے اور خدام ومریدین بھی ساتھ ہولئے کربلا تک ساتھ ساتھ رہے بلکہ دیر تک قیام فرمایا کچھ دنوں بعد بعض خاص مریدین نے پوچھا تو فرمایا کہ مجھے تعزیوں سے کچھ مطلب نہیں ہم تو امام عالیمقام کو دیکھ کر ساتھ ہولئے تھے کہ اونکے ساتھ اولیائے کرام کا مجمع تھا۔ (۲) انھیں بزرگ کا قصہ ہے کہ ایک دن عاشورہ کو مسجد میں بیٹھے وضو کر رہے تھے ٹوپی مبارک فصیل پر رکھی تھی کہ یکایک اوسی طرح سر برہنہ نیچے تشریف لے آئے اور ایک تعزیہ کیساتھ ہولئے اس دفعہ لوگوں نے دریافت کیا تو فرمایا کہ حضرت سیدۃ النساء تشریف فرما تھیں۔ دونوں روایتیں کہاں تک صحیح ہیں۔

الجواب

دونوں حکایتیں محض غلط وبے اصل ہیں تعزیہ داروں کو نہ کوئی دلیل شرعی ملتی ہے نہ کسی معتمد کا قول مجبوراً حکایات بناتے ہیں اسی ساخت کی حکایت کوئی شاہ عبدالعزیز صاحب سے نقل کرتا ہے کوئی مولانا شاہ عبدالمجید صاحب سے کوئی حضرت مولانا فضل رسول صاحب سے کوئی مولوی فضل الرحمن صاحب سے کوئی میرے حضرت جد امجد سے رحمۃ اللہ تعالی علیہم اور سب باطل ومصنوع ہیں تو ابھی زندہ ہوں میرے نسبت کہہ دیا کہ ہم نے اسے تعزیہ شاید علم بتائے کہ ان کے ساتھ جاتے دیکھا اور اوس حکایت کا کذب تو خود اسی سے روشن کہ فرمایا مجھے تعزیوں سے کچھ مطلب نہیں ہم تو امام عالی مقام کو دیکھکر ساتھ ہولئے تھے کہ اون کیساتھ اولیائے کرام کا مجمع تھا سبحن اللہ جب تعزیے ایسے معظم ومقبول ومحبوب بارگاہ ہیں کہ خود حضور پرنور امام انام علی جدہ الکریم ثم علیہ الصلاۃ والسلام

بنفس نفیس اونکی مشایعت فرماتے ہیں اون کے ساتھ چلتے ہیں تو اون سے کچھ مطلب نہو نا اللہ عزوجل کے محبوب و معظم سے مطلب نہ ہوتا ہے جو ولی تو ولی کسی مسلمان کی شان نہیں پھر آگے تتمۂ کلام ملاحظہ ہو کہ اون کے ساتھ اولیائے کرام کا مجمع تھا یہ کاف بیانیہ تو ہو نہیں سکتا ضرور تعلیلیہ ہے یعنی حضرت امام کے ساتھ ہونے پر بھی کچھ توجہ نہوتی مگر کیا کیجئے اون کے ساتھ مجمع اولیا تھا لہذا مجبوراً شامل ہونا پڑا۔ عیب بھی کرنے کو ہنر چاہئے ہاں خوب یاد آیا ۲ جمادی الاخرہ ۱۳۲۷ھ کو تلہر سے ایک سوال آیا تھا کہ تو نے تعزیہ داری کو جائز کر دیا ہے اس خبر کی کیا حقیقت ہے ایک رافضی بڑے فخر سے اس روایت کو نقل کرتا ہے ایضاً تیراہ اور دیگر چند علمائے بریلی کا فتوی طیار ہوا ہے کہ آیت تطہیر کے تحت میں ازواج مطہرات داخل نہیں اس فتوی کی نقل اوس رافضی کے پاس دیکھنے میں آئی ہے فقط اب فرمائیے اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت درکار جب زندوں کیساتھ یہ برتاؤ ہے تو احیائے عالم برزخ کی نسبت جو ہو کم ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ از نجیب آباد ضلع بجنور مسئولہ جناب احمد حسین خاں صاحب ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ

(۱) مرید کے پیر پر کیا حقوق ہیں (۲) پیر کے مرید پر کیا کیا حقوق ہیں (۳) سلام کے متعلق جملہ مسائل کیا ہیں (۴) کس شخص کی ضیافت خواہ مسلمان ہو خواہ کافر نہ کرنی چاہئے اور کس شخص کی نامنظور کرنی چاہئے اور کیوں۔

جواب ۱۔ مرید کا پیر پر حق یہ ہے کہ اوسے مثل اپنی اولاد کے جانے جو بات بُری دیکھے اوس سے منع کرے روکے نیکیوں کی ترغیب دے حاضر و غایب اوسکی خیر خواہی کرے اپنی دعا میں اوسے شریک کرے اوس کی طرف سے براہ نادانی جو گستاخی بے ادبی واقع ہو اوس سے درگزر کرے اوس پر اپنے نفس کے لئے ناراض نہ ہو اوسکی ہدایت کیلئے غصہ ظاہر کرے اور دل میں اسکی بھلائی کا خواستگار رہے اوسکے مال سے کچھ طلب نہ کرے تا بمقدور اس کی ہر مشکل میں مددگار رہے وغیرہ وغیرہ واللہ تعالی اعلم۔

جواب ۲۔ پیر کے حقوق مرید پر شمار سے افزوں ہیں خلاصہ یہ ہے کہ اوس کے ہاتھ میں مردہ بدست زندہ ہو کر رہے اوسکی رضا کو اللہ کی رضا اوسکی ناخوشی کو اللہ کی ناخوشی جانے اوسے اپنے حق میں تمام اولیائے زمانہ سے بہتر سمجھے اگر کوئی نعمت بظاہر دوسرے سے ملے تو اوسے بھی پیر ہی کی عطا اور اوسی کی نظر توجہ کا صدقہ جانے مال اولاد جان سب پیر تصدق کرنے کو تیار رہے اوسکی جو بات اپنی نظر میں خلاف شرع بلکہ معاذ اللہ کبیرہ معلوم ہو اوس پر بھی نہ اعتراض کرے نہ دل میں بدگمانی کو جگہ دے بلکہ یقین جانے کہ میری سمجھ کی غلطی ہے دوسرے کو اگر آسمان پر اوڑتا دیکھے جب بھی پیر کے سوا دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کو سخت آگ جانے ایک باپ سے دوسرا باپ نہ بنائے اوس کے حضور بات نہ کرے ہنسنا تو بڑی چیز ہے اوس کے سامنے آنکھ کان دل ہمہ تن اوسی کی طرف مصروف رکھے جو وہ پوچھے نہایت نرم آواز سے بکمال ادب بتا کر جلد خاموش ہو جائے اوس کے کپڑوں اوس کے بیٹھنے کی جگہ اوس کی اولاد اوس کے مکان اوس کے محلہ اوس کے شہر کی تعظیم کرے جو وہ حکم دے کیوں نہ کہے دیر نہ کرے سب کاموں پر اوسے تقدیم دے اوس کی غیبت میں بھی اوس کے بیٹھنے کی جگہ نہ بیٹھے اوس کی موت کے بعد بھی اوس کی زوجہ سے نکاح نہ کرے روز آنہ اگر وہ زندہ ہے اوس کی سلامت و عافیت کی دعا بکثرت کرتا رہے اور اگر انتقال ہو گیا ہو تو روز آنہ اوس کے نام پر فاتحہ و درود کا ثواب پہنچائے اوس کے دوست کا دوست اوس کے دشمن کا دشمن رہے غرض اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے بعد اوس کے علاقہ کو تمام جہان کے علاقہ پر دل سے ترجیح دے اور اوسی پر کاربند رہے وغیرہ وغیرہ جب یہ ایسا ہوگا تو ہر وقت اللہ عزوجل و سید عالم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم و حضرات مشائخ کرام رضی اللہ تعالی علیہم کی مدد زندگی میں نزع میں قبر میں حشر میں میزان پر صراط پر حوض پر ہر جگہ اسکے ساتھ رہیگی اوس کا پیر اگر خود کچھ نہیں تو اوس کا پیر تو کچھ ہے یا پیر کا پیر یہاں تک کہ صاحب سلسلہ حضور پر نور غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ پھر یہ سلسلہ مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ اور اون سے سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور اون سے اللہ رب العلمین تک مسلسل چلا گیا ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ پیر چاروں شرائط بیعت کا جامع ہو پھر

اوس کا حسن اعتقاد سب کچھ پھل لا سکتا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب ۳ ۔ سلام کے متعلق بہت مسائل ہیں جو بات خاص دریافت کرنی ہو کیجئے غالباً آپکی مراد یہ ہوگی کہ کس کس کو سلام کرنا منع ہے ہاں بد مذہب کو سلام کرنا حرام ہے فاسق کو سلام کرنا ناجائز ہے جو برہنہ ہو یا استنجا کر رہا ہو اوسے سلام نہ کرے جو کھانا کھا رہا ہو اوسے سلام نہ کرے جو اذان یا تلاوت یا کسی طرح ذکر میں مشغول ہو اوسے سلام نہ کرے کافر یا مبتدع یا فاسق کو سلام کرنیکی صحیح ضرورت پیش آئے تو لفظ سلام نہ کہے بلکہ ہاتھ اوٹھانے یا اوسکو کوئی لفظ کہ نہ سلام ہو نہ تعظیم کہنے پر قناعت کرے یا مجبور ہو تو آداب کہے یعنی آمیرے پاؤں داب۔ یا آداب شریعت کہ تو نے اپنے فسق سے ترک کردئے ہیں بجالا واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب سوال چہارم ۔ مرتد کی نہ دعوت کرے نہ اوسکی دعوت میں جائے نہ اوس سے کوئی معاملہ میل جول کا رکھے یوں ہی کفار خصوصاً وہ جو ذمی یعنی سلطنت اسلامیہ میں رہ کر مطیع الاسلام نہ ہوں اون سے بھی کوئی برتاؤ محبت و دوستی کا نہ کرے ہاں مصلحت شرعیہ ہو تو اوسکی دعوت کرے بھی اور کھائے بھی جس کی بد مذہبی حد کفر تک نہ پہنچی ہو اور بلا مصلحت اوس سے کیا فاسق معلن بیباک سے بھی بچے خصوصاً مفرت دینی کا خوف ہو جب تو احتراز سخت لازم ہوگا مثال یہ ہے کہ ایک شخص کے یہاں شادی میں ناچ یا ناجائز باجا ہے وہ اوسے بلاتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ میں جاؤں گا تو اوسے روک سکونگا اوسے میرا کہنا ضرور ماننا ہوگا تو بالقصد جائے اور اگر سمجھے کہ میں اپنا شریک ہونا ممنوعات کے نہ ہونے پر موقوف کردوں کہ اگر یہ باتیں نہ کرو تو آؤں گا تو اوسے میری ایسی خاطر ہے کہ ان باتوں سے باز رہے گا تو ہرگز نہ جائے جب تک وہ منہیات ترک نہ کردے دوسری مثال اس سے میل جول نرم برتاؤ رکھنے میں امید ہے کہ یہ راہ پر آجائے اوس کا دل نرم ہے حق قبول کرلے گا تو حد جائز تک آشتی برتے اور جانے کہ میل جول میں مجھے اندیشہ ہے کہ اوس کی محبت اثر کر جائے تو آگ سمجھے دور بھاگے عام لوگوں کو اسی اخیر صورت کا لحاظ چاہئے ولہذا حدیث میں صاف فرمایا۔ ایاکم وایاھم لایضلونکم ولا یفتنونکم اون سے دور رہو اور اون کو اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تم کو بہکا نہ دیں کہیں وہ تم کو فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ۔ مرسلہ محمد شبیر الدین طالب علم مدرسہ امداد العلوم محلہ بانسمنڈی کانپور۔ ۲۵ صفر ۱۳۱۳ھ

چہ میفرمایند علمائے دین دریں مسئلہ کہ اگر از مال حلال واز مال کسبے چاہے کند ومال حرام زیادہ باشد آب آں چاہ حلال ست یا حرام و چاہ راچہ حکم ست ویران کند یا نہ بینوا توجروا۔

الجواب

آب بہرحال حلال ست لانہ مباح حتی لا یملکہ مالک البئر کما ھو مصرح بہ فی عامۃ کتب المذھب وچاہ را ویران کردن ضرور نیست اگر آں مال حرام زر نقد بود فان اشراء بہ لایورث خبثا فی المشتری علی مذھب الکرخی المفتی بہ مالم یجتمع علیہ العقد والنقد ولیس معھودا فی البیاعات ھنا بل اختار فی الطریقۃ المحمدیۃ الفتوی علی القول الثالث ان الخبث لا یسری الیہ اصلا ولو اجتمعا واگر نفس خشت وخشب کہ بآنہا تعمیر چاہ کردند مال حرام بود اگر مالک معلوم ست باذن او اباحت تواں شد واگر مضائقہ کند قیمت تواں گرفت علی التفصیل المعلوم فی الساجۃ المذکور فی الدر وغیرہ واگر معلوم نیست لقطہ شد پس باذن قاضی وآنجا کہ قاضی نیست باجازت عالم سنی افقہ بلد وصوابدید عمائد مسلمین صرف چاہ تواں شد کما فی الخانیہ وغیرہا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل میں ۱ بطریق روافض بغیر ذکر حضرات خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین اہلسنت کے واسطے واقعات کربلا بیان کرنا اور بوجہ ہمنامی خلفائے ثلاثہ حضرت ابوبکر وعمر وعثمان فرزندان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا تذکرہ منجملہ شہدائے دشت کربلا ترک کرنا جائز ہے یا نہیں۔ ۲ جن مقامات پر آریہ سماج حضرت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اور روافض صحابہ عظام سے بدظنی پھیلاتے ہیں شبانہ روز درمے قدمے سخنے غرضکہ ہر طرح سے بے حد کوشاں رہتے ہیں

وہاں ہر امکانی طریقہ سے عوام کو حفظاً للعقائد ان حضرات کے مناقب اور محامد سے واقف کرنا مذہباً واجب ہوگا یا نہیں۔ ۳ جو شخص بیان مخالفین امور مذکورہ سے یہ کہکر باز رکھے کہ "اگر تم تعریف کروگے تو وہ دل میں برا کہیں گے" تو ایسے شخص کی اقتدا کر کے مقاصد مخالفین کی تکمیل ہونے دیں یا اس سے قطع تعلق کرلیں جواب مدلل اور مفصل ارشاد فرماکر ماجور ہوں۔

الجواب

افضل اذکار ذکر الٰہی عزجلالہ ہے اور ذکر الٰہی میں سب سے افضل نماز۔ اگر نماز بھی بطور روافض پڑھی جائیگی ناجائز و ممنوع ہے نہ کہ اوراذکار مجالس محرم شریف میں ذکر شہادت شریف جس طرح عوام میں رائج ہے جس سے تجدید حزن و نوحہ باطلہ مقصود اور اکاذیب و موضوعات سے تلویث موجود خود حرام ہے صواعق محرقہ پھر ماثبت بالسنۃ میں ہے ایاہ ثم ایاہ ان یشتغل ببدع الروافض من الندب والنیاحۃ والحزن اذلیس ذلک من اخلاق المومنین الخ ہاں ذکر فضائل شریف حضرت سیدنا امام حسین ریحانۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بروجہ جائز روایات صحیحہ معتمدہ معتبرہ سے ضرور نور عین و عین نور ہے مگر صرف اوسی پر اقتصار اور ذکر خلفائے کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے دامن کشی خصوصاً لکھنؤ جیسے محل حاجت میں کہ کوئہ ہند ہے ضرور قابل اعتراض و احتراز ہے قسم اول کی نسبت امام حجۃ الاسلام محمد محمد غزالی قدس سرہ العالی فرماتے ہیں یحرم علی الواعظ وغیرہ روایتہ مقتل الحسین امام ابن حجر مکی صواعق میں فرماتے ہیں ما ذکر من حرمۃ روایۃ قتل الحسین لاینافی ماذکرنا فی ھذا الکتاب لان ھذا البیان الحق الذی یجب اعتقادہ من جلالۃ الصحابۃ رضی اللہ تعالٰی عنہم و براء تہم من کل نقص بخلاف مایفعلہ الواعظ الجھلۃ فانھم یاتون بالاخبار الکاذبۃ الموضوعۃ ونحوھا ولا یبینون المحامل والحق الذی یجب اعتقادہ فیوقعون العامۃ فی بغض الصحابۃ و تنقیصھم اور قسم دوم کی نسبت کتاب العون پھر شرح نقایہ علامہ قہستانی اواخر کتاب الکراہیۃ میں ہے لو اراد ذکر مقتل الحسین ینبغی ان یذکر اولاً مقتل سائر الصحابۃ لئلا یشبہ الروافض ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں اذا ذکر الصالحون فحیھلا بعمر جب صالحین کا ذکر ہو تو عمر فاروق کا تذکرہ کرو اور ذکر شہادت میں حضرات ابوبکر و عمر و عثمان اولاً و امیر المومنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کا ذکر اس لئے ترک کرنا کہ اُن کے اسما حضرات عالیہ خلفائے ثلثہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کے نام پاک ہیں صریح رفض و اوہام زنانہ روافض خذلہم اللہ کا اتباع ہے کہ مسمی کے باعث اسم سے عداوت باندھ لیتے ہیں اگرچہ وہ نام کسی محبوب کا ہو قاتلھم اللہ انی یوفکون اسی لئے یہ بے پیرے دوشنبہ کو پیر کہنے سے احتراز کرتے ہیں مسجد کے تین در نہ بنائیں گے کہ خلفائے ثلثہ کا عدد ہے ایسے ہی اوہام پر تو امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا الشیعۃ نساء ھذہ الامۃ رافضی اس امت کی مادہ ہیں واللہ تعالٰی اعلم۔

(۲) ضرور واجب بلکہ اہم فرائض سے ہے حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا سب اصحابی وظھرت الفتن اوقال البدع ولم یظھر العالم علمہ فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین لایقبل اللہ منہ صرفاً ولا عدلاً جب میرے صحابہ کو برا کہا جائے اور فتنے یا فرمایا بدعتیں ظاہر ہوں اسوقت عالم اپنا علم ظاہر نہ کرے تو اوس پر اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت ہے اللہ اوسکا فرض قبول کرے نہ نفل والعیاذ باللہ تعالٰے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

(۳) وہ شخص جو اس عذر بارد و باطل سے اس فرض کو منع کرتا ہے یا سخت سفیہ جاہل ہے یا در پردہ اون کفار و اشقیا کا محد و معاون مسلمانوں پر فرض ہے کہ شق ثانی ہو تو اوس سے مطلقاً قطع تعلق کریں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاکم وایاھم لایضلونکم ولا یفتنونکم ان سے دور بھاگو اون کو اپنے سے دور کرو کہیں تم کو گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تم کو فتنے میں نہ ڈال دیں اور شق اول ہو تو اوسے سمجھائیں کہ پرائی خباثت کے سبب ہم اپنا فرض کیونکر چھوڑ سکتے ہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے یایھا الذین اٰمنوا علیکم انفسکم لایضرکم من ضل اذا اھتدیتم تو علما فرماتے ہیں کہ لاتترک سنۃ لاقتران ھامع بدعۃ من غیرہ نہ کہ ایسے مہمل خیال پر اس درجہ اہم فرض کو چھوڑنا اور پھر نتیجہ یہ کہ اونکی خباثتیں فاش و آشکار ہوں اور ادھر سے جواب

نہ ہوا اور عوام اون کے شکار رہوں آج وہ دل میں برا کہتے ہیں کل سینکڑوں کو علانیہ برا کہنے والا بنالیں ایسی اوندھی مت کا کیا ٹھکانا ہے،
یوں تو اذان بھی حرام ہوجائے گی کہ اوسے سنکر بھی اعدائے دین کے کلیجے شق ہوتے ہیں اور خفیہ جو مونھ پر آتا ہے بکتے ہیں اگر یہ جاہل
سمجھ جائے فبہا ورنہ معلوم ہوگا کہ جاہل نہیں معاند ہے اوس سے بھی قطع تعلق لازم ہوگا اللہ عزوجل فرماتا ہے واما ینسینک
الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین نسأل العفو والعافیۃ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ۔ ازآرہ ضلع شاہ آباد محلہ ترئی مدرسہ حنفیہ مرسلہ مولوی ظفر الدین صاحب مدرس ۱۷ جمادی الاولی ۱۳۳۰ھ

بشرف ملاحظہ آقائے نعمت دریائے رحمت حضور پرنور متع اللہ المسلمین بقائکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد عاے والامع الخیر رہ کر خواہان عافیت سرکار مع جملہ خدام ہوں رسالہ مبارکہ الکشف شافیا میں
جو بعد تفصیل اجمال فرمایا گیا ہے کہ یہاں تین چیزیں ہیں ممنوعات معظمات مباحات قسم اول کا حکم ارشاد فرمایا کہ بعینہ اصل جیسا ہے
فونوگراف سے سننا گویا نہیں بلکہ بعینہ اوس مغنیہ کا گانا سننا ہے اس لئے کہ پلیٹ اور گلاس کی آواز نہیں ہوتی اگرچہ اوس آواز کا بعینہ
وہی آواز ہونا متبادر عند العقل نہیں مگر اوس تمام تفصیل کے بعد جو ابتدائے رسالہ شریفہ میں درج ہے کسی کو مجال انکار نہیں اور بیشک
وہ آواز جو فونوگراف سے نکلتی ہے بعینہ وہی آواز ہے جو اوس عورت کے گانے کی ہے مگر علمائے کرام وصوفیائے عظام نے جب
بالمواجہہ کسی کا گانا سننے اور پس پردہ میں فرق فرمایا ہے تو یہاں تو بدرجہ اولٰی ہونا چاہیے حضرت امام غزالی قدس سرہ حضور پرنور
والا برکت سیدی شاہ محمد کالپوی قدسنا اللہ باسرارہ الشریف نے کسی جگہ تحریر فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص مغنیہ کی آواز پر
مونھ پر کپڑا ڈالکر سنے کہ اوسکی صورت نہ دیکھ سکے تو اس میں مضائقہ نہیں اگرچہ یہ مضمون میں نے خود ان دونوں حضرات قدسنا اللہ
باسرارہم کی کسی کتاب میں نہیں دیکھا مگر امام غزالی رحمہ اللہ کی نسبت مولوی حکیم عبدالوہاب صاحب نے کہا تھا اور حضرت کالپوی
قدس سرہ العزیز کی نسبت رجب ۱۳۲۷ھ میں مولوی محمد فاخر صاحب نے مارہرہ شریف میں اگرچہ اوسی وقت سے بار ہا خیال
اسکے دریافت کا ہوا مگر اتفاق نہ پڑا خیر پس اگر یہ دونوں مضمون ان حضرات کرام یا اور کسی صاحب نے نہیں تحریر فرمایا جب تو
کوئی بات ہی نہیں اور اگر تحریر فرمایا ہے تو غالبًا اس کی وجہ قلت مظنہ فتنہ ہے تو یہاں تو اور اقل قلیل ہے خصوصًا اوس صورت
میں کہ جس کا ریکارڈ بھرا ہوا ہو وہ مرچکی ہو پھر دونوں کا حکم ایک کس طرح ہوسکتا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

یہ مضمون کہ مونھ پر کپڑا ڈالکر رنڈیوں ڈومنیوں کا گانا سننا جائز ہے دونوں حضرات ممدوح قدسنا اللہ باسرارہما میں کسی سے
ثابت نہیں نہ ہرگز شرع مطہرہ میں اوس کا پتا نہ اصول شرع اوسکی مساعد نہ ایسی نقول مذہب پر قاضی ہوسکیں (۱) شریعت محمد
رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جس طرح فتنہ کو حرام فرمایا دواعی فتنہ کو بھی حرام فرمادیا قال اللہ تعالٰی تلك حدود اللہ
فلا تقربوھا وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ من رتع حول الحمی اوشك ان یقع فیہ اجنبیہ سے خلوت نظر مس معانقہ تقبیل اس لئے
حرام ہوئے کہ دواعی ہیں (۲) دواعی کیلئے مستلزم ہونا ضرور نہیں ہزار بار خلوت ونظر بلکہ بوس وکنار واقع ہوتے ہیں اور مدعوالیہ یعنی
زنا واقع نہیں ہوتا قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم والفرج یصدق ذلك او یکذب بہ رواہ الشیخان وابوداؤد والنسائی
عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ (۳) نہ حرمت دواعی وقت افضا پر مقصور ورنہ اجنبیہ سے جملہ امور مذکورہ حلال ہوں جبکہ زنا
سے اجتناب کریں ولایقول بہ احد من المسلمین وانما حرمت الدواعی لکونھا دواعی والدعاء لایستلزم الافضاء (۴) شرع
مطہر مظنہ پر حکم دائر فرماتی ہے اوس کے بعد وجود منشأ حکم پر نظر نہیں رکھتی کما عرف فی رخص السفر وغیرھا (۵) احکام فقہیہ میں
غالب کا لحاظ ہوتا ہے نادر کیلئے کوئی حکم جدا نہیں کیا جاتا صرحوا بہ فی مواضع کثیرۃ وقد نقلنا النصوص علیہ فی الکشف شافیا
عن فتح القدیر وعن الدرر وعن الدر المختار وعن الدر المنتقی وھو دوار فی الکتب لامطمع فیہ ان یستقصی ان فوائد کو ملحوظ رکھکر مغنیہ اجنبیہ

کا گانا سننے کی حرمت میں شبہہ نہیں ہوسکتا بیشک وہ داعی ہے اور داعی حرام حرام اگرچہ مستلزم بلکہ اسوقت مفضی بھی نہ ہو اگرچہ خصوص محل میں داعی بطلانہ ہوا اور بعض نفوس مطمئنہ کہ شہوات سے یکسر خالی ہوگئے اون کے لحاظ سے حکم میں تفصیل نا ممکن بلکہ وہی حکم عام جاری رہے گا ورنہ خلوت ومس وتقبیل وامثالہا میں بھی حکم مطلق نہ رکھیں تفصیل لازم ہو کہ قلب شہوانی کے لئے حرام ہیں اور نفوس مطمئنہ کے لئے جائز حالانکہ یہ قطعًا اجماعًا باطل ہے (۶) جبکہ منشأ تحریم داعی ہونا ہے اور اوس میں ہر داعی مستقل تو ایک کی تحریم دوسرے کے وجود پر موقوف نہیں ہوسکتی والالم یکن شیئ منہما داعیا بل المجموع اولم یکن داعیا الا بشرط وجودہ وکان الآخر لغوا ساقطا من البین شرع مطہر نے یہاں نفس صوت فتنہ پر حکم فرمایا ہے قال اللہ تعالٰی واستفزز من استطعت منہم بصوتك وعن انس وعن عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہما عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صوتان ملعونان فی الدنیا والاخرۃ مزمار عند نعمۃ ورنۃ عند مصیبۃ تیسری حدیث میں ہے عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال من قعد الی قینۃ یستمع منہا صب اللہ فی اذنیہ الآنك یوم القیمۃ چوتھی اور پانچویں حدیث میں ہے عن جابر وعن عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہما عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال نہیت عن صوتین احمقین فاجرین وقد استقصینا علی تخاریجہا فی اکثر من خمسین حدیثا اوردناہا فی رسالتنا اتم المعارف فی محق المعازف وباللہ التوفیق تو نظر کی روک کان کے حرام کو کیونکر حلال کردے گی اس کی نظیر یہی ہوسکتی ہے کہ کہا جائے اجنبیہ کو گلے لگانا حلال ہے جبکہ بوسہ نہ لے یا محل بوسہ کو رومال سے چھپالے یا اوس کا بوسہ لینا جائز ہے جبکہ گلے نہ لگائے۔ صوت فتنہ کی تحریم فتنہ نظر پر موقوف ہو تو مزامیر کا سننا مطلقا فی نفسہ حلال ہوجائے کہ اون کی طرف نظر کسی کے نزدیک منع نہیں بلکہ انصافا منع نظر کیساتھ سماع افساد حال وتشویش خیال میں ابلغ ہوگا فان الانسان حریص علی مامنع نفس شئے مبذول کی طرف اتنا نہیں کھینچتا جتنا ممنوع کی جانب ولہذا بندگان نفس کو نظر اجنبیہ میں نظر حلیلہ سے زیادہ لذت آتی ہے اگرچہ حلیلہ احسن واجمل ہو ولہذا زنان فواحش باآنکہ خود امالہ وجذب میں سعی کرتی ہیں بعد انجذاب تمنع وخودداری کا تصنع دکھاتی ہیں کہ منع اجلب للشوق ہے حضرت شیخ سعدی قدس سرہ فرماتے ہیں ؎

دیدار می نمائی وپرہیز می کنی ؎ بازار خویش وآتش ما تیز می کنی ؎

شرع مطہر نے امور محمودہ میں بھی اس حکمت پر لحاظ فرمایا ہے ولہذا دن میں تین وقت نماز حرام فرمائی کہ شوق مشتاقان تازہ ہوتا رہے ولہذا تجلی کو دوام نہیں ہوتا ولہذا ابتدا میں ایک مدت تک وحی روک لی گئی جسپر کفار نے ودع وقلی کہا اور سورہ کریمہ والضحٰی نے نزول فرماکر اون کا مونھ سیاہ کیا تو کپڑا ڈال کر سننا وہی رنگ لائیگا جو حضرت عارف جامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں ؎

چو بوید بوئے گل خواہد کہ بیند ؎ چو بیند روئے گل خواہد کہ چیند ؎

غرض عارف مصالح شریعت احمدیہ وحکم جلیلہ احکام محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلاۃ والتحیۃ یقین کریگا کہ اس کی اباحت سخت بدخواہی امت اور ابلیس لعین کو اون پر بڑی اعانت ہے۔

(۷) اصوات فتنہ کی حرمت اس لئے نہیں کہ وہ خاص مصوت کیساتھ فجور کی طرف داعی ہیں جس سے مغنیہ مردہ کا بھرا ہوا گانا حلال ہوجائے ورنہ سماع مزامیر مطلقا حلال ہوتا کہ وہاں مصوت فجور نا متصور بلکہ اس لئے کہ وہ مفسد قلب ومحرک شہوت ومنبت نفاق ومثبت غفلت ہیں۔ کما افادہ الائمۃ الاعلام وذکرنا طرفا منہ فی الکشف شفایا واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ: مسئولہ مولوی حکیم امجد علی صاحب ۱۱ رجب المرجب ۱۳۳۰ھ

زعفران اور کسم اگر دوسرے رنگوں میں تھوڑے شامل کردیئے جائیں تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

اگر تھوڑے ملائے کہ مستہلک ہوگئے اور اون کا رنگ نہ آیا تو حرج نہیں اذلا حکم للمستہلك ویشیر الیہ کلام التنویر کرہ لبس المعصفر والمزعفر الاحمر والاصفر للرجال۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از بنارس مرسلہ مولوی ممنون حسن خانصاحب ڈپٹی کلکٹر ۱۶ شعبان معظم ۳۰ھ

ہادی راہ شریعت جناب مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب دامت برکاتکم بعد سلام علیک و آداب عرض ہے کہ عرصہ سے خیریت جناب مقدس کی دریافت نہیں اسوقت ضرورت التماس یہ ہے کہ ایک مسئلہ دریافت طلب ہے جس کو کئی شق میں کر کے گزارش کرتا ہوں امید کہ جواب سے جلد سرفراز فرمایا جائے۔ مصنوعی دانت کا استعمال جائز ہے یا نہیں۔ یہ مصنوعی دانت اس طرح بنتے ہیں کہ دانت دیگر ممالک غیر اسلام سے بن کر آتے ہیں۔ مگر ان کی ترکیب کہ کن کن اجزا سے بنتے ہیں مجھکو معلوم نہیں ہے مگر تاہم ابتک میرے علم میں کوئی ایسی چیز ان کی ترکیب میں نہیں آئی ہے جسکے داخل ترکیب ہونے کیوجہ سے ان کو میں حرام یا ناجائز خیال کروں۔ ان دانتوں کو ہندوستانی کاریگر ہر شخص کے مونھ اور تالو کی صورت کے مشابہ تالو بنا کر اوس میں لگا دیتے ہیں جو مونھ میں لگا لیا جاتا ہے اور یہ حقیقت مصنوعی دانتوں کی ہے دریافت طلب یہ امر ہے کہ مندرجہ بالا تالو اگر سونے کا یعنی زر کا ہو یا کسی اور معدنیات کا مثل ایلومنیم کے مردوں کے لگانے کے واسطے کہاں تک جائز ہے۔ ایلومنیم وہ معدنیات میں سے ہے جس کے زمانہ حال میں ہلکی ہلکی دیگچیاں اور ظروف وغیرہ بنتے ہیں۔ مردوں اور عورتوں کیواسطے اور زر اور ایلومنیم کیواسطے اگر شریعت کا حکم جدا جدا ہے تو مفصل جواب سے مطلع فرمایئے چونکہ ضرورت اشد ہے اس لئے جواب سے جلد مطلع فرمایا جائے ۱۴ شعبان ۳۰ھ

الجواب

بملاحظہ جناب گرامی القاب فضائل نصاب جناب مولوی محمد ممنون حسن خاں صاحب بہادر بالقابہ دام مجدہ السامی۔ بعد اہدائے ہدیہ سنتہ سنیہ ملتمس بنے ہوئے دانت لگانے میں حرج نہیں۔ طاہر قدوس عزجلالہ نے ہر چیز اصل میں پاک بنائی ہے جبتک کسی شے میں نجاست کا خلط ثابت نہ ہو پاک ہی مانی جائے گی ردالمحتار میں ہے لایعلم بنجاستہا قبل العلم بحقیقتہا سونے کا تالو عورتوں کو مطلقا جائز ہے اور مردوں کو بضرورت یعنی جبکہ سونے میں کوئی خصوصیت محتاج الیہا ایسی ہو کہ چاندی وغیرہ سے حاصل نہ ہوسکتی ہو ورنہ دوسری دھات اختیار کریں چاندی کی حاجت ہو تو وہ ورنہ ایلومنیم یا جو مناسب ہو درمختار میں ہے لایشد سنہ المتحرک بذہب بل بفضۃ ویتخذ انفا منہ لان الفضۃ تنتنہ ہدایہ میں ہے الاصل فیہ التحریم والاباحۃ للضرورۃ وقد اندفعت بالفضۃ وھی الادنی فبقی الذہب علی التحریم والضرورۃ لم تندفع فی الانف دونہ حیث انتن اھ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک رنڈی یہ چاہتی ہے کہ مجھکو کلام مجید کوئی نیکبخت صالح پڑھا دیا کرے اور اوسکو بہت شوق ہے اور منت عاجزی کرتی ہے کہ کلام الٰہی صحیح طور پر پڑھ جائے اس صورت میں اوسکو پڑھانا یا کچھ وہ نذر کرے اوس کو لینا جائز ہوگا یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

جو شیطان کو دور سمجھتا ہے شیطان اوس سے بہت قریب ہے وہ مستحب چاہتی ہے اور حرام نہیں چھوڑتی یہ بھی شیطان کا مکر ہے واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ از شہر محلہ بہاری پور متصل مسجد بی بی جی مرحومہ مسئولہ جناب نواب سلطان احمد خانصاحب ۲۸ ذی قعدہ ۳۰ھ

خاکی انڈا کھانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

جائز ہے کہ وہ تنہا مادہ کی منی منعقد مستحیل بطیب ہے جیسے اور انڈے نر و مادہ دونوں کی منی مستحیل واللہ اعلم۔

مسئلہ ۔ امیر علی صاحب سرنیا ضلع بریلی ۱۱ محرم ۱۳۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو اشخاص سنت جماعت ہوں وہ منت تعزیہ و علم و مہندی وغیرہ کی مانتے ہیں اون کو اصل تعزیہ دار کے تعزیہ پر لیجا کر چڑھاتے ہیں اور شیرینی اور کھانا ہر قسم کا لیجا کر وہاں فاتحہ دیتے ہیں اور اوسکو بطور تبرک کے

تقسیم کرتے ہیں اور گھر سے لیجاتے وقت چار چار قدم پر مرثیہ باواز بلند پڑھتے ہیں اور ڈھول تاشے مجیرے وغیرہ کی آواز بلند ہوتی ہے اور اکثر چھاتی کوٹتے ہیں اوس کو ماتم قرار دیتے ہیں اکثر عورات کو دیکھا ہے کہ ساتویں ونویں تاریخ کی شام سے اور دس کی فجر سے گشت کرتی ہیں علم ومہندی تعزیہ اور آدمیوں کا وغیرہ نظارہ کرتی ہیں اور اکثر عشرہ کو صبح سے شام تک جس کو کربلا شریف قرار دیا ہے ہر ایک تماشے دیکھتے ہیں اکثر لوگ اور عورات تعزیہ کو دفن کرکے روٹی اور شیرنی قبر پر رکھکر ماتم کرتے اور پھر فاتحہ دیتے ہیں۔ دیگر زید سنت جماعت ہوکر تعزیہ پر جاکر ذکر شہادت یعنی جس کو مجلس قرار دیتے ہیں شوق سے جاکر پڑھتے ہیں مرثیہ بھی دیگر ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں یا ایک محلہ سے دوسرے محلہ میں تخت یا علم وغیرہ جاوے عمر دیکھنے نہ جاوے اور شرکت تربت دیوے دیگر بکر کہتا ہے کہ ان یوم میں فاتحہ سوائے امام حسین علیہ السلام کے اور کسی پیغمبر اور اولیاء کرام نہیں ہوگی۔ دیگر زید کہتا ہے کہ تخت اور تعزیہ وغیرہ کا کام اور خوشنمائی دیکھنے جاوے تو کوئی نقصان نہیں ہے۔ دیگر زید کہتا ہے کہ دس یوم روزہ رکھنا حرام ہے کیونکہ یزید کی ماں نے بغرض لڑائی جیت کے رکھی تھی۔ ان سب سوالوں کا شرع میں کیا حکم ہے۔

الجواب

علم تعزیے تخت مہندی اونکی منت گشت چڑھاوا ڈھول تاشے مجیرے مرثیے ماتم مصنوعی کربلا کو جانا عورتوں کا تعزیے دیکھنے کو نکلنا یہ سب باتیں حرام وگناہ وناجائز ومنع ہیں فاتحہ جائز ہے روٹی شیرنی شربت چاہے جس چیز پر ہو مگر تعزیہ پر رکھ کر یا اوسکے سامنے ہونا جہالت ہے اور اوس پر چڑھانے کے سبب تبرک سمجھنا حماقت ہے ہاں تعزیہ سے جدا جو خالص سچی نیت سے حضرات شہدائے کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی نیاز ہو وہ ضرور تبرک ہے وہابی خبیث کہ اوسے خبیث کہتا ہے خود خبیث ہے تعزیہ داروں کے شربت میں بھی شرکت نہ کرے کہ تعزیہ میں شرکت سمجھی جائے گی بلکہ الگ شربت کرے اور آجکل کہ جاڑے کا موسم ہے شربت کی جگہ چائے ہونا چاہئے محرم وغیرہ ہر وقت ہر زمانہ میں تمام انبیاء اولیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی نیاز اور ہر مسلمان کی فاتحہ جائز ہے اگرچہ خاص عشرہ کے دن ہو۔ بکر غلط کہتا ہے اور شریعت مطہرہ سے افترا کرتا ہے جو کام ناجائز ہے اوسے تماشے کے طور پر دیکھنے جانا بھی گناہ ہے عشرہ محرم کے روزے بہت ثواب نہایت افضل ہے حدیثوں میں اون کی فضیلت ارشاد ہوئی ہے خصوصاً دسویں محرم کا روزہ کہ سال بھر کے روزوں کے برابر ثواب ہے اور ایک سال کے گناہوں کی معافی ہے۔ زید جھوٹا ہے اور شرع شریف پر افترا کرتا ہے کہ ان روزوں کو حرام بتاتا ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ از سرونج مسئولہ جناب محمد عبدالرشید خانصاحب ۱۹ محرم الحرام ۱۳۳۱ھ

زید کے پاس روپیہ کچھ روپیہ تو وجہ حلال کا ہے اور کچھ ناجائز طور کا دونوں طور کا روپیہ اکٹھا جمع ہے زید یہ بات بھول گیا ہے کہ اس روپے میں جائز طور کا کتنا ہے اور ناجائز طور کا کتنا روپیہ ہے اب اگر زید اوس روپے سے خیرات کرنا چاہے تو کس طور کرے۔

الجواب

تحری کرے زیادہ سے زیادہ جہاں تک ناجائز روپیہ ہو اوسے اصل مالکوں یا وارثوں کو واپس دے اگر اون کا پتا نہ ہو تو اوس قدر کل تصدق کردے باقی جتنا روپیہ اسکا رہ گیا ہے اوسکا یہ مختار ہے تصدق وغیرہ جس صرف میں چاہے اوٹھائے۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ از سرونج مسئولہ صاحب مذکور بتاریخ مذکور۔

ایک عزیز زید کا زید کو از راہ صلہ رحمی ماہوار یا وظیفہ دیتا ہے مگر مہاجن سے سودی روپیہ قرض لیکر دیتا ہے کسی اپنی دنیوی وجہ سے تو ایسے روپے سے خیرات جائز یا ناجائز۔

الجواب

بلا ضرورت شرعیہ ومجبوری صادق سودی روپیہ قرض لینا حرام اور شدید گناہ کبیرہ ہے صحیح حدیث میں سود لینے والے اور سود کھانے

والے کو برابر بتایا اور دونوں پر سخت وعید فرمائی تو یہ روپیہ کہ ایک عقد فاسد سے اس نے حاصل کیا خود خبیث ہے اور اوسے واپس دینا اور اوس عقد کو فسخ کرنا واجب ہے امورِ خیر یا اپنے کسی مصرف میں نہیں کرسکتا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از شہر مذکورہ بالا مسئولہ مذکور الصدر بتاریخ مذکورہ بالا۔
زید نے عمر کو روپیہ قرض دیا عمر نے ادائگی روپیۂ زید کی ناپاک روپے سے کی تو ایسی حالت میں روپیہ زید کا پاک رہا یا ناپاک۔

الجواب

ناپاک روپیہ دو قسم ہے ایک وہ جو اس شخص کی ملک ہی نہیں جیسے غصب یا رشوت یا چوری کا روپیہ یہ روپیہ اس سے نہ کوئی اپنے قرض میں لے سکتا ہے نہ اپنی کسی بیچی ہوئی چیز کی قیمت میں اور اگر لیگا تو وہ اسکے لئے حرام و ناپاک ہوگا جبکہ اوسے معلوم ہو کہ دینے والے کے پاس بعینہ یہ روپیہ اوس وجہ حرام سے ہے اور اگر دینے والے کے پاس علاوہ حرام ہر قسم کا روپیہ ہے اور لینے والے کو معلوم نہیں کہ یہ روپیہ جو کچھ دے رہا ہے خاص وجہ حرام کا ہے تو اوسے لینے میں حرج نہیں فی الھندیۃ عن الذخیرۃ عن محمد بہ ناخذ مالم یعلم شیئا حرام لعینہ دوسری قسم وہ کہ اسکی ملک بروجہ خبیث ہے جیسے وہ روپیہ کہ کسی عقد فاسد سے حاصل کیا جائے یہ بعد قبضہ ملک ہو جاتا ہے۔ اور دوسرے کو اپنے کسی جائز ذریعہ میں لینا روا ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از گورکھپور محلہ پانڈی کا احاطہ مسئولہ حافظ رسول بخش صاحب ۲۱ محرم الحرام ۱۳۳۱ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کوئی شخص طالب یا مرید یا عام مسلمان فرط ارادت و جوش محبت سے بنابر حصول برکت تعظیماً تکریماً کسی بزرگ عالم یا صوفی کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دے آنکھوں سے لگائے تو آیا یہ جائز ہے یا ناجائز سلف سے یہ طریقہ جاری و ساری رہا اور محمود سمجھا گیا ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

اولیا و علما و معظمان دین کے ہاتھ پاؤں چومنا مستحب بلکہ مسنون ہے صحابہ کرام بلکہ خود زمانہ رسالت سے رائج ہے جسپر بکثرت حدیثیں ہم نے اپنے فتاوی میں ذکر کیں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از افریقہ حاجی عبداللہ دیعقوب علی ۲۴ محرم ۱۳۳۱ھ۔
رستے میں چلے جانا اور قرآن مجید پڑھتے جانا رستے میں نجس مکان بھی آتے ہیں جنکی بدبو سے چلنا بھی مشکل ہوتا ہے کیا ایسے مکانوں سے چلے جانا اور قرآن مجید پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

راستے میں قرآن شریف کی تلاوت دو شرط سے جائز ہے ایک یہ کہ وہاں کوئی نجاست نہ ہو دوسرے یہ کہ راہ چلنا اسے قرآن عظیم پڑھنے سے غافل نہ کرے جہاں نجاست یا بدبو ہو وہاں خاموش رہے جب وہ جگہ نکل جائے پھر پڑھے واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ۔ از بدایوں محلہ جالندھری مسئولہ محمد ادریس خاں صاحب ۲۸ محرم الحرام ۱۳۳۱ھ۔
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بنا بر شوکت و دبدبۂ اسلام تعزیہ بنانا اور نکالنا وعلم و بیرق اور مہندی وغیرہ نکالنا جائز ہے یا نہیں نیز تعزیہ کو حاجت روا سمجھنا یا یہ کہنا کہ تعزیہ ہماری منت کا ہے اگر بند کریں نہ بنادیں تو ہمارا نقصان اولاد و مال ہوگا کیسا ہے تعزیہ دار یا تعزیہ پرست کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا درست ہے یا نہیں۔

الجواب

علم تعزیہ بیرق مہندی جس طرح رائج ہیں بدعت ہیں اور بدعت سے شوکت اسلام نہیں ہوتی تعزیہ کو حاجت روا یعنی ذریعۂ

حاجت روا سمجھنا جہالت بر جہالت ہے اور اوس سے منت جاننا اور حماقت۔ اور نہ کرنے کو باعث نقصان خیال کرنا زنانہ وہم ہے مسلمان کو ایسی حرکات وخیال سے باز آنا چاہئے بایں ہمہ تعزیہ دار مسلمان ہے اور اوس کے ہاتھ کا ذبیحہ ضرور حلال ہے کوئی جاہل سا جاہل مسلمان بھی تعزیہ کو معبود نہیں (جانتا) تعزیہ پرست کا لفظ وہابیہ شرک پرست کی زیادتی ہے جس طرح تعظیم وتکریم مزارات طیبہ پر مسلمانوں کو قبر پرست کا لقب دیتے ہیں یہ سب اون کا جہل وظلم ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ از شہر محلہ ملوکپور مسئولہ واحد یار خاں ۴ صفر المظفر ۱۳۳۱ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک قوم میں یہ دستور ہے کہ وقت شادی یا غمی کے دس بیس روپے اپنے پاس ہوتے ہیں تو سو پچاس روپے سودی لیکر واسطے برادری کے کھانے پینے کا سامان کرتے ہیں اور جب لڑکی اپنے شوہر کے مکان پر جاتی ہے لڑکی کا باپ اپنے ہمراہ سو دو سو آدمی لیجاتا ہے وے سب لوگ لڑکی کے شوہر کے مکان پر کھانا کھاتے ہیں بعد کھانا کھانے کے لڑکی کا باپ اپنا نیوتہ وصول کرتا ہے پس جس قدر آدمی زیادہ ہوں گے نیوتہ کا روپیہ زیادہ آئیگا۔ اگر قرضدار ہوا یا برباد ہوا تو اس سے کچھ غرض نہیں لڑکے کا باپ ہو برادر جب تک چار بار روٹی نہ کھائیں نیوتہ نہ دیں گے یعنی منڈ ھا اور بھتی اور برات اور رلوّا یہ وقت کھانوں کے مقرر ہیں برادری زور دیکر یہ کھانے لیتی ہے خیر جب لڑکے کا باپ شادی سے فارغ ہو کر قرض ادا کرنے کی طرف متوجہ ہوا تو یہ بات ظاہر ہے کہ گھر والوں کو غریب آدمی کے مکان پر پیٹ بھر کر روٹی اور تن بھر کپڑا جب تک قرض ادا نہ ہو جائے درمیان میں یہ فساد پیدا ہوجاتا ہے کہ لڑکی اپنے ماں باپ کے مکان پر جا بیٹھتی ہے کہ روٹی کپڑا تو ہے نہیں ایسے شوہر کے مکان پر جاکر کیا کروں اور بڑے سے بڑے فساد پیدا ہو جاتے ہیں کہ جنکو بیان کرنا بہتر ہے یہ رسم شرعًا یا جہالت کی زید کہتا ہے سودی روپیہ جو دیوے اوس پر خدا کی لعنت اور جو کوئی واسطے شان وشوکت کے لیوے اوس پر بھی خدا کی لعنت اور جو برادر کہ جانتے ہیں کہ یہ کھانا پینا سودی روپیہ لیکر ہمارے واسطے کیا گیا ہے پھر جان کر کھاویں توان کھانے والوں کے واسطے کیا حکم ہے اور جو اس قوم کا آدمی بغیر توبہ کے مرجائے تو اوسکی نماز پڑھنا چاہئے یا نہیں اور اگر یہ قوم توبہ نہ کرے تو داخل امت محمدی میں ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

بیشک سود کھانے والے پر حدیث میں لعنت فرمائی ہے اور بے ضرورت ومجبوری شرعی جو سود دے سودی قرض لے اوس پر بھی لعنت فرمائی اور غمی میں برادری کا کھانا دینا گناہ ہے اور شادی میں اگرچہ جائز ہے مگر سودی قرض اوس کے لئے لینا حرام وباعث لعنت ہے اہل برادری کو معلوم ہو تو اونھیں اس کھانے میں شرکت نہ چاہئے کہ اونھیں کے لئے وہ اس گناہ کا مرتکب ہوا اگر لوگ جانیں کہ سودی قرض لیکر جو کھانا کیا جائے برادری اوسے نہ کھائیگی تو ہرگز ایسی حرکت نہ کریں پھر بھی یہ باتیں معاذ اللہ کفر نہیں کہ توبہ نہ کریں تو امت میں نہ رہیں یا اوس جنازہ کی نماز نہو یہ سب غلط خیال ہیں نیوتہ وصول کرنا شرعًا جائز ہے اور دینا ضروری ہے کہ وہ قرض ہے اور سو دو سو آدمی دعوت کیلئے ہمراہ لینا بھی جائز ہے جب تک دعوت دینے والے کی مرضی سے ہو ہاں اگر اوس کے خلاف مرضی ہو اور مجبوری کیلئے شرمًا شرمی دے تو وہ کھانا حرام ہے اور اتنے آدمی لیجانا حرام ہے جانے والے چور بنکر جائینگے اور لٹیرے بنکر نکلیں گے یہ حدیث کا ارشاد ہے نہ کہ جب دباکریں کہ اوس کے صریح حرام ہونے میں کیا کلام ہے اور چار وقت کے کھانے کا بوجھ بلا مرضی ڈالنا اور بغیر اس کے نیوتہ نہ دینا یہ بھی حرام ہے ایسی ناپاک رسموں کا ترک فرض ہے۔ واللہ تعالی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ۔ از احمد آباد محلہ جمالپور متصل مسجد کانچ مرسلہ مولوی عبدالرحیم صاحب ۲۹ صفر المظفر ۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ان دنوں شہر احمد آباد میں کا بیاں فوٹو گراف کی قیمت ۲.ر کے بک رہی ہیں اور نمونہ اصل خدمت میں آپ کے مرسل ہے آپ اسکو ملاحظہ فرمائیں یہ فوٹو حضرات پیر ابراہیم بغدادی عم فیضہ الصوری والمعنوی سجادہ نشین خانقاہ حضرت

غوث اعظم حضرت پیران پیر قدس اللہ سرہ العزیز کا ہے اسکو احمد آبادی وغیرہ تبرک کے طور پر رکھتے ہیں اس کا رکھنا مکانوں میں حرام ہے یا نہیں اور جس مکانوں میں یہ فوٹو ہوگا اوس میں رحمت کے فرشتے آوینگے یا نہیں اور اس فوٹو کے رکھنے سے برکت نازل ہوگی یا نہیں اور برزخ شیخ جمانے کے لئے فوٹو شیخ کا سامنے رکھکر اوسکا برزخ جمانا شریعت وطریقت میں جائز ہے یا نہیں۔ بینوا بیانا شافیا توجروا اجرا وافیا۔

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

العطایا القدیر فی حکم التصویر ۱۳۳۱ھ

الحمد للہ الخالق البارئ المصور الذی صورنا فاحسن صورنا وخلق وحدہ العالم فقیرہ وقطیرہ وقضی بالعذاب اشد ھون العقاب علی الذین یضاھئون خلق اللہ فیخلقوا ذرۃ اولیخلقوا حبۃ اویخلقوا شعیرۃ والصلٰوۃ والسلام علی من اتی بمحق الاوثان وتوحید الرحمٰن وحرم التصویر صغیرہ وکبیرہ وجعلہ کبیرۃ وعلٰی الہ وصحبہ وابنہ الاکرم الغوث الاعظم وسائر حزبہ صلٰوۃ وسلاما توازیان عزہ وتوقیرہ رب انی اعوذ بک من ھمزات الشیطٰن واعوذ بک رب ان یحضرون اللہ عزوجل ابلیس کے مکر سے پناہ دے دنیا میں بت پرستی کی ابتدا یوہیں ہوئی کہ صالحین کی محبت میں اونکی تصویریں بناکر گھروں اور مسجدوں میں تبرکا رکھیں اور اون سے لذت عبادت کی تائید سمجھی شدہ شدہ وہی معبود ہوگئیں صحیح بخاری وصحیح مسلم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے آیۂ کریمہ وقالوا لاتذرن الھتکم ولاتذرن ودا ولا سواعا ولایغوث ویعوق ونسرا کی تفسیر میں ہے قال کانوا اسماء رجال صالحین من قوم نوح فلما ھلکوا اوحی الشیطان الی قومھم ان انصبوا الی مجالسھم التی کانوا یجلسون انصابا وسموھا باسمائھم ففعلوا فلم تعبد حتی اذا ھلک اولئک ونسخ العلم عبدت عبد بن حمید اپنی تفسیر میں ابوجعفر بن المہلب سے راوی قال کان ود رجلا مسلما وکان محببا فی قومہ فلما مات عسکروا حول قبرہ فی ارض بابل وجزعوا علیہ فلما رای ابلیس جزعھم علیہ تشبہ فی صورۃ انسان ثم قال اری جزعکم علی ھذا فھل لکم ان اصور لکم مثلہ فیکون فی نادیکم فتذکرونہ بہ قالوا نعم فصور لھم مثلہ فوضعوہ فی نادیھم وجعلوا یذکرونہ فلما رأی مالھم من ذکرہ قال ھل لکم ان اجعل لکم فی منزل کل رجل منکم تمثالا مثلہ فیکون فی بیتہ فتذکرونہ قالوا نعم فصور لکل اھل بیت تمثالا مثلہ فاقبلوا فجعلوا یذکرونہ بہ قال وادرک ابناؤھم فجعلوا یرون ما یصنعون بہ وتناسلوا ودرس امر ذکرھم ایاہ حتی اتخذوہ الٰھا یعبدونہ من دون اللہ قال وکان اول ما عبد غیر اللہ فی الارض والصنم الذی سموہ بود نیز صحیحین بخاری ومسلم میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے لما اشتکی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ذکر بعض نسائہ کنیسۃ یقال لھا ماریۃ وکانت ام سلمۃ وام حبیبۃ رضی اللہ تعالی عنھما اتتا ارض الحبشۃ وذکرتا من حسنھا وتصاویر فیھا فرفع صلی اللہ تعالی علیہ وسلم راسہ فقال اولئک اذا مات فیھم الرجل الصالح بنوا علی قبرہ مسجدا ثم صوروا فیہ تلک الصور اولئک شرار خلق اللہ مرقاۃ شرح مشکوۃ شریف میں ہے صوروا فیہ تلک الصور ای صور الصلحاء تذکیرا بھم ترغیبا فی العبادۃ لاجلھم ثم جاء من بعدھم فزین لھم الشیطان اعمالھم وقال لھم سلفکم یعبدون ھذہ الصور فوقعوا فی عبادۃ الاصنام رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے متواتر حدیثوں میں فرمایا لاتدخل الملئکۃ بیتا فیہ کلب ولاصورۃ رحمت کے فرشتے اوس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔ رواہ الائمۃ احمد والستۃ والطحاوی عن ابی طلحۃ والبخاری والطحاوی عن ابن عمر وعن ابن عباس ومسلم وابوداؤد والنسائی والطحاوی عن ام المومنین میمونۃ ومسلم وابن ماجۃ والطحاوی عن ام المومنین الصدیقۃ و احمد ومسلم والنسائی والطحاوی وابن حبان عن ابی ھریرۃ و الامام احمد والدارمی وسعید بن منصور وابوداؤد و النسائی وابن ماجۃ وابن خزیمۃ وابو یعلی والطحاوی وابن حبان والضیاء والشاشی وابونعیم فی الحلیۃ عن امیر المومنین علی والامام مالک فی المؤطا والترمذی والطحاوی عن ابی سعید الخدری واحمد والطحاوی والطبرانی فی الکبیر عن اسامۃ

ابن زید والطحاوی الحاوی عن ابی ایوب الانصاری رضی اللہ تعالی عنھم وقد فصلناھا فی فتاونا اور اس میں کسی معظم دینی کی تصویر ہونا نہ عذر ہوسکتا ہے نہ اس وبال عظیم سے بچا سکتا ہے بلکہ معظم دینی کی تصویر زیادہ موجب وبال ونکال ہے کہ اوسکی تعظیم کی جائے گی اور تصویر ذی روح کی تعظیم خاص بت پرستی کی صورت اور گویا ملت اسلامی سے صریح مخالفت ہے ابھی حدیث سن چکے کہ وہ اولیا ہی کی تصویریں رکھتے تھے جس پر اون کو بدترین خلق اللہ فرمایا۔ انبیا علیہم الصلاۃ والسّلام سے بڑھکر کون معظم دین ہوگا اور نبی بھی کون حضرت شیخ الانبیاء خلیل کبریا سیدنا ابراہیم علی ابنہ الکریم وعلیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کہ ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے بعد تمام جہان سے افضل واعلی ہیں ان کی اور حضرت سیدنا اسمٰعیل ذبیح اللہ وحضرت بتول مریم علیہم الصلاۃ والسّلام کی تصویریں دیوار کعبہ پر کفار نے نقش کی تھیں۔ جب مکہ معظمہ فتح ہوا حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کو پہلے بھیجکر وہ سب محو کرادیں۔ جب کعبہ معظمہ میں تشریف فرما ہوئے بعض کے نشان کچھ باقی پائے پانی منگاکر بنفس نفیس اونھیں دھو دیا اور بنانے والوں کو قاتل اللہ فرمایا اللہ اونھیں قتل کرے ھذا معنی ما روی البخاری فی صحیحہ والامام الطحاوی عن ابن عباس والامام احمد وابوداؤد عن جابر بن عبد اللہ وعمر بن شیبۃ والامام الطحاوی عن اسامۃ بن زید رضی اللہ تعالی عنھم کما فصلناہ فی فتاونا **ہاں** بادی النظر میں یہاں یہ شبہہ گزر سکتا ہے کہ صاحبزادہ موصوف کی یہ تصویر صرف سینے تک ہے اور انسان اتنے جسم سے زندہ نہیں رہتا اور درمختار میں ہے کہ جب تصویر سے وہ عضو محو کردیا جائے جس کے بغیر حیات نہ ہو تو وہ ممانعت سے مستثنی ہے حیث قال (لوکانت صغیرۃ) لاتتبین تفاصیل اعضائھا للناظر قائما وھی علی الارض ذکرہ الحلبی (اومقطوعۃ الراس اوالوجہ) اوممحوۃ عضو لاتعیش بدونہ (اولغیر ذی روح لا) یکرہ اور بنانے کے بعد مٹا دینا اور سرے سے نہ ہونا دونوں کا ایک حکم ہے ردالمحتار میں ہے قولہ اومقطوعۃ الراس ای سواء کان من الاصل اوکان لھا رأس ومحی **اقول** وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذرے التحقیق یہاں یہ قول اوسکا ہو سکتا ہے جس نے خدمت فقہ وحدیث نہ کی نہ اوسے مقاصد شرع پر نظر ملی **اولا** مقام تنقیح میں سرے سے یہ عبارت دُر ہی محل نظر ہے فقیر نے جسقدر کتب فقہیہ متون وشروح وفتاوی حاضر ہیں سب کی طرف مراجعت کی بیان حکم میں اس تعمیم پر درمختار کا سلف نہ پایا یہاں تک کہ بحر و درر کہ اکثر ماخذ کتاب ہیں ان میں بھی اسکا نشان نہیں عامہ کتب مثل بدایہ ووقایہ ونقایہ وکنز ووافی وغرر واصلاح وملتقی ومنیہ ونور الایضاح وہدایہ وشرح وقایہ وبرجندی وتبیین وکافی ودرر وایضاح ومجمع الانہر ومراقی الفلاح وفتح القدیر وعنایہ وخانیہ وخزانۃ المفتین وہندیہ حتی کہ خود جامع صغیر محرر مذہب امام محمد رحمہ اللہ تعالی میں صرف ذکر راس پر اقتصار فرمایا کہ اگر تصویر بے سر کی ہو یا اوسکا سر کاٹ دیں تو کراہت نہیں اور خلاصہ پھر اوسکی تبعیت سے تنویر الابصار وحلیہ وبحر الرائق وجامع الرموز وغنیہ وصغیری وشرنبلالیہ وعبد الحلیم علی الدرر میں وجہ کا اضافہ کیا کہ چہرہ مٹا دینا بھی سر کاٹ دینے کی مثل ہے ذخیرۃ العقبی وشلبی علی الزیلعی وحسن عجیمی علی الدرر وسعدی افندی علی العنایہ ومسکین علی الکنز حتی کہ سید ابو السعود ازہری نے بھی درمختار سے کثیر الاخذ ہیں زیادت سے اصلا تعرض نہ کیا **اقول** اور ذکر وجہ حقیقۃً زیادت نہیں کہ راس کا اطلاق اکثر چہرہ پر آتا ہے گردن جدا کردینے کو سر کاٹنا ہی کہتے ہیں تو مقصود خلاصہ اسکا افادہ ہے کہ محو بھی مثل قطع ہے اوسکی عبارت یہ ہے ان کان مقطوع الراس لاباس بہ ولو محی وجہ الصورۃ فھو کقطع الراس **ثم اقول** دیگر اعضا وجہ وراس کے معنی میں نہیں اگرچہ مدار حیات ہونے میں مماثل ہوں کہ چہرہ ہی تصویر جاندار میں اصل ہے ولہذا سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے اوسی کا نام تصویر رکھا اور شک نہیں کہ فقط چہرہ کو تصویر کہتے اور بنانے والے بارہا اوسی پر اقتصار کرتے ہیں ملوک نصاری کہ سکہ میں اپنی تصویر چاہتے ہیں اکثر فقط چہرہ تک رکھتے ہیں اور بیشک عامۃ مقاصد تصویر چہرہ سے حاصل ہوتے ہیں وانما الشئ بمقاصدہ امام اجل ابوجعفر طحاوی حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی قال الصورۃ الراس فکل شئ لیس لہ راس فلیس بصورۃ اور اسی طرف عبارت ھدایہ ناظر حیث قال اذا کان التمثال مقطوع الراس فلیس بتمثال بلکہ یہ جامع صغیر میں نص امام کبیر ہے محمد عن یعقوب عن ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالی عنھم اذا کان راس

امام نسفی نے وافی وکافی میں تصریح فرمائی کہ اگر تصویر کا سر مقطوع نہیں کراہت مدفوع نہیں و الصورۃ مقطوعا فلیس بتمثال لاجرم ظاہر ہے کہ نیم قد یا سینہ هذا نصہ لوکان فوق راسہ فی السقف او بین یدیہ او بحذائہ صورۃ غیر مقطوع راسہا کرہ تک کی تصویر پر بھی صادق ہے کہ اسکا سر مقطوع نہیں تو حکم منع مدفوع نہیں واللہ تعالٰی اعلم **ثانیا** قول درمختار ہی لیجئے جس پر محشیوں نے تقریر اور خادمی نے حاشیہ درر میں تبعیت کی حیث **قال مقطوعۃ الراس والمراد ممحوۃ عضولا تعیش بدونہ کالوجہ** بیان مسئلہ میں اگرچہ یہ تعمیم فقیر نے کہیں نہ پائی مگر ایک مسئلہ کی دلیل میں کلام فتح سے اوسکی طرف اشارہ سمجھا گیا اذقال لوقطع یدیھا ورجلیھا لاترفع الکراھۃ لان الانسان قد تقطع اطرافہ وھو حی علامہ طحطاوی نے اس سے وہ تعمیم استنباط فرمائی حاشیہ مراقی الفلاح میں لکھا افاد بھذا التعلیل ان قطع الراس لیس بقید بل المراد جعلھا علی حالۃ لاتعیش معھا مطلقا **اقول** اس استنباط میں نظر ظاہر ہے فان حاصل کلام الفتح ان ھذا مکروہ لکونہ علی حالۃ یعاش معھا وکل ما کان کذا فھو مکروہ ولا یلزم منہ ان کل ما ھو مکروہ فھو کذا فان الموجبۃ الکلیۃ لاتنعکس کنفسھا ووجدت نظیرہ فی الھدایۃ اذقال الطلاق علی ضربین صریح وکنایۃ فالصریح قولہ انت طالق ومطلقۃ وطلقتک فھذا یقع بہ الطلاق الرجعی لان ھذہ الالفاظ تستعمل فی الطلاق ولاتستعمل فی غیرہ فکان صریحا وانہ یعقب الرجعۃ بالنص ولا یفتقر الی النیۃ لانہ صریح فیہ لغلبۃ الاستعمال اھ **اقول** فمناط الصراحۃ ھو غلبۃ الاستعمال کما افاد اخرا مالم یستعمل فی غیر الطلاق کان اولی بالصراحۃ فیہ فلذا علل الصراحۃ بہ فی الالفاظ الثلثۃ وھو لایفید ان یستعمل فی غیرہ نادرا لایکون صریحا فیہ وبالجملۃ ھو تعلیل بما یتضمن العلۃ مع شیئ زائد یفیدہ من باب اولی کذا ھھنا مناط المنع ھو الراس ولو وحدہ فاذا کان جمیع ما یحتاج الیہ للحیاۃ باقیا تضمن العلۃ شیئ مع زائد افاد المنع بالاولی فلا تدافع بین کلامی الھدایۃ اولا واخرا وقد کان افاد ھذا فی الفتح نفسہ اذقال ما غلب استعمالہ فی معنی بحیث یتبادر حقیقۃ اومجازا صریح فان لم یستعمل فی غیرہ فاولی بالصراحۃ فلذا رتب الصراحۃ فی ھذہ الالفاظ علی الاستعمال فی الطلاق دون غیرہ اھ ثم زعم التدافع مع انہ قد اندفع بما قرر وللہ الحمد اسی طرز پر ایک بحث میں اون کے تلمیذ امام ابن امیر حاج کے کلام سے اشارہ نکل سکتا ہے اور ویسا ہی اوس کا جواب ہے حیث یقول اما قطع الراس عن الجسد بخیط مع بقاء الراس علی حالہ فلا ینفی الکراھۃ لان من الطیر ما ھو مطوق فلا یتحقق القطع بذلک کذا ذکرہ وھو قاصر علی الطیر والظاھر ان الکراھۃ لاتنتفی فی غیرہ من الحیوانات بھذا الصنیع کما لاتنتفی فیہ فیحتاج الغیر الی توجیہ غیر ھذا ولعل الاولی ان یقال لان الحیوان الحی قد یجعل علی رقبتہ شیئ مما ترلھا من خیط او غیرہ لغرض من الاغراض فیکون ھذا بمنزلتہ فلا تزول بہ الکراھۃ ثم لم اقف علی انہ لوفصل بین نصفہ الاعلی والاسفل بخیط حتی صار کانہ مقطوع شطرین ھل تزول الکراھۃ الظاھر انھا لاتزول کما فی الراس لنحو ما ذکرنا انفا فی الراس ولاسیما فی الاٰدمی فان ذلک یکون فیہ بمنزلۃ شد الوسط واللہ تعالٰی اعلم اھ **اقول** والاتیان بلفظ الظاھر فی الموضعین من شدۃ ورعہ رحمہ اللہ تعالٰی والا فالحکم مقطوع بہ فیھما ولایتوھم احد ان لوربط خیط فی عنق صورۃ انسان لابھیمۃ او فی وسطھا ذھب الحکم الشرعی وجاز اقتناؤھا ثم لیس حاصلہ الامثل ما فی الفتح ان کل مالاینافی الحیاۃ لاینفی الکراھۃ ولا یلزم منہ ان کل ماینافی الحیاۃ ینفی الکراھۃ کما لایخفی الا تری ان کل مالاینافی الانسانیۃ لاینفی الحیوانیۃ اذ لونفی الحیوانیۃ لنافی الانسانیۃ ولیس ان کلما ینافی الانسانیۃ ینفی الحیوانیۃ کالصھیل والنھیق والتوھب فان کل ذلک ینافی الانسانیۃ ولاینافی الحیوانیۃ عجب نہیں کہ مدقق علائی نے انہیں عبارات فتح وحلیہ کو دیکھکر یہ تعمیم اضافہ فرمائی ہو حالانکہ وہ مفید تعمیم نہیں ہاں کلام امام ابوجعفر طحاوی میں فقیر نے اوس کی طرف اشارہ پایا حیث قال رحمہ اللہ تعالٰی بعد ما احتج علی من قال بکراھۃ الصورۃ مطلقا ولو لغیر حیوان کشجر مثلا باحادیث فیھا الامر بقطع راس التماثیل مانصہ فلما ابیحت التماثیل بعد قطع راسھا الذی لوقطع من ذی الروح لم یبق دل ذلک علی اباحۃ تصویر مالاروح

لہ وعلی خروج مالاروح لمثلہ من الصور مما قد نھی عنہ فی الاٰثار التی ذکرناھا فی ھذا الباب وقد روی عن عکرمۃ فی ھذا الباب ایضا ماحدثنا محمد بن النعمٰن (فذکر بسندہ) عن عکرمۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال الصورۃ الراس الی اٰخر ما تقدم کلام دُرکیلئے یہ غایت ابدائے سند ہے **اقول** اگرچہ اون کا آخر کلام اور حدیث ابوہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے استناد بتا رہا ہے کہ تصویر نہ رہنا حکم منع سے خارج کرنے کا مدار ہے اور یہی چاہئے کہ شرع نے حکم منع تمثال ظاہر غیر مستہان پر فرمایا تو جبتک تمثال بلا اہانت ظاہر ہے منع باقی ہے ہاں جب تمثال نہ رہے یا اہانت ہو منع نہ رہے گا کہ مناط منع منتفی ہوگیا قطع سر میں تمثال نہیں رہتی جیساکہ حدیث ابوہریرہ وعبارت ہدایہ سے خود کلام امام اعظم گزرا بخلاف دیگر اعضا کہ جبتک چہرہ باقی تصویر باقی اگرچہ اور اعضا نہ ہوں ولہذا جبریل امین علیہ الصلاۃ والتسلیم نے حدیث آئندہ اور محرر مذہب امام محمد نے جامع صغیر اور جملہ کتب مذکورہ مذہب متون وشروح وفتاوی میں صرف نفی راس پر اقتصار فرمایا واللہ تعالٰی اعلم بہرحال اگر اسی پر چلئے **فاقول** وباللہ التوفیق تصویر میں حیات آپ تو کسی حالت میں نہیں ہوتی نہ وہ کسی حال میں جملہ اعضائے مدار حیات کا استیعاب کرتی ہے عکسی میں تو ظاہر کہ اگر پورے قد کی بھی ہو تو صرف ایک طرف کی سطح بالا کا عکس لائیگی خول میں نصف جسم بھی ہوتا تو عادۃً حیات ناممکن ہوتی نہ کہ صرف نصف سطح اور بت میں بھی اندرونی اعضا مثل دل وجگر وعروق نہیں ہوتے اور ڈاکٹری کی ایک تصویر خاص لیجئے جس میں اندر باہر کے رگ پٹھے تک سب دکھائے جاتے ہیں تو رگوں میں خون کہاں سے آئے گا غرض تصویر کسی طرح استیعاب ما بہ الحیاۃ نہیں ہوسکتی فقط فرق حکایت وفہم ناظر کا ہے اگر اوسکی حکایت محکی عنہ میں حیات کا پتا دے یعنی ناظر یہ سمجھے کہ گویا ذوالتصویر زندہ کو دیکھ رہا ہے تو وہ تصویر ذی روح کی ہے اور اگر حکایت حیات نہ کرے ناظر اوسکے ملاحظہ سے جانے کہ یہ حی کی صورت نہیں میت وبے روح کی ہے تو وہ تصویر غیر ذی روح کی ہے۔ سنن ابی داؤد وجامع ترمذی وسنن نسائی وصحیح ابن حبان وشرح معانی الآثار امام طحاوی ومستدرک حاکم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اتانی جبریل قال اتیتك البارحۃ فلم یمنعنی ان اکون دخلت الا انہ کان علی الباب تماثیل وکان فی البیت قرام ستر فیہ تماثیل وکان فی البیت کلب فمر براس التمثال الذی علی باب البیت فیقطع فیصیر کھیأۃ الشجر ومر بالستر فلیقطع فلیجعل وسادتین منبوذتین توطاٰن ومر بالکلب فلیخرج ففعل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دیکھئے جبریل امین علیہ الصلاۃ والتسلیم نے بھی عرض کی کہ ان تصویروں کے سر کاٹنے کا حکم فرما دیجئے جس سے ان کی ہیأت درخت کے مثل ہوجائے حیوانی صورت نہ رہے اسکا صریح مفاد تو یہی ہے کہ بے قطع راس حکم منع نہ جائے گا کہ بغیر اسکے نہ پیڑ کی مثل ہوسکتی ہیں نہ صورت حیوانی سے خارج اور اگر تنزل کیجئے تو اوسقدر تو لازم کہ ایسا کر دیجئے جس سے وہ ایک بے جان کی صورت معلوم ہو اس سے حالت بے روحی مفہوم ہو ولہذا علامہ سید طحطاوی رحمہ اللہ تعالٰی نے اسی قول دُر کی شرح میں فرمایا قولہ لاتعیش بدونہ انما لاتکرہ الصلاۃ الیھا لانھا صورۃ میت وھو لایعبد اھ **اقول** والاولی وھی لاتعبد لان المشرکین انما یعبدون المیت قال تعالٰی اموات غیر احیاء نعم لایصور ونھم صورۃ میت بل حی اور شک نہیں کہ عکسی تصویریں اگرچہ نیم قد یا سینہ تک بلکہ اگرچہ صرف چہرہ کی ہوں ہرگز نہ مثل شجر ہوتی ہیں نہ موت ذوالصورۃ کی حکایت کرتی ہیں بلکہ یقیناً جیتے جاگتے کی صورت دکھاتی ہیں اور ناظر کا ذہن اون سے حالت حیات ذوالصورۃ ہی کی طرف جاتا ہے کوئی نہیں سمجھتا کہ یہ مردہ کی صورت ہے اور مدار حکم اسی فہم پر تھا نہ حیات وموت حقیقی پر جس سے تصویر کو بہرہ نہیں۔ آیا نہیں دیکھتے کہ سلاطین نصاری اپنی ایسی ہی ناقص تصویریں سکہ پر منقوش کراتے ہیں اگر اوس سے حالت موت مفہوم ہوتی تو کبھی نہ چاہتے کہ سکہ میں اپنی مردہ کی صورت دکھائیں تو انصافاً یہ عبارت درمختار بھی ان تصویروں سے نفی ممانعت نہیں کرتی وہ اوس تصویر کے لئے ہے جسے توڑ پھوڑ کر اس حالت پر کر دیں کہ اوس میں حالت حیات کی حکایت نہ رہے جو اوسے دیکھے میت بے روح کی صورت جانے **اقول** اور اب عجب نہیں کہ چہرہ کے سوا دیگر اعضائے مدار حیات کے عدم اصلی واعدام بنقض وابطال میں معنی مقصود حکایۃ الحیاۃ

عرفاً مفہوم ہونے نہ ہونے سے بعض صورتیں فرق پیدا ہو بخلاف چہرہ کہ سرے سے نہ بنایا یا بنا ہوا توڑ دیا بہر حال حکایت نہیں ہوتی کما لایخفی فلیتسأل و باللہ التوفیق **ثالثاً** توفیق اللہ عزوجل وہ تحقیق بیان کریں جس سے اس مبحث کے تمام علل واحکام واصول و فروع متجلی ہوں۔ تصویر ممنوع میں کراہت نماز وحکم ممانعت کی علت مشائخ کرام رحمہم اللہ تعالٰی نے مشابہت عبادت صنم بتائی ہدایہ میں صراحۃً اسی میں حصر فرمایا حیث قال لاباس بان یصلی وبین یدیہ مصحف معلق اوسیف معلق لانہما لایعبدان وباعتبارہ تثبت الکراھۃ۔ فتح القدیر میں ہے قولہ وباعتبارہ تثبت الکراھۃ قدم المعمول لقصد افادۃ الحصر۔ تبیین الحقائق میں ہے لاتعبد اذا کانت صغیرۃ بحیث لاتبدو للناظر والکراھۃ باعتبار العبادۃ فاذا لم یعبد مثلہا لایکرہ اور مصلی کے کپڑوں پر تصویر ہونے کی ممانعت کو حامل صنم کے مشابہت سے تعلیل فرمایا جیساکہ ہدایہ وکافی وتبیین میں ہے واللفظ للھدایۃ لولبس ثوبا فیہ تصاویر یکرہ لانہ یشبہ حامل الصنم والصلاۃ جائزۃ فی جمیع ذلک لاستجماع شرائطہا وتعاد علی وجہ غیر مکروہ اس حصر کے منافی نہیں کہ وقت عبادت حامل صنم سے مشابہت بھی عبادت صنم سے مشابہت ہے مگر انہیں کتب سے تعلیل مسائل میں دو علتیں اور مفہوم ہوتی ہیں ایک یہ کہ جہاں تصویر ممنوع رکھی ہو ملئکہ اُس مکان میں نہیں جاتے اور جس مکان میں ملئکہ رحمت نہ آئیں وہ ہر جگہ سے بدتر ہے دوسرے تعظیم تصویر ھدایہ میں ہے یکرہ ان یکون فوق راسہ فی السقف اوبین یدیہ اوبحذائہ تصاویر اوصورۃ معلقۃ لحدیث جبریل انا لاندخل بیتا فیہ کلب وصورۃ کافی میں اتنا زائد کیا وبیت لاتدخل فیہ الملئکۃ شرالبیوت امام زیلعی نے دونوں تعلیلوں کو جمع فرمایا حیث قال لقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاتدخل الملئکۃ بیتا فیہ کلب ولاصورۃ ولانہ یشبہ عبادتہا فیکرہ نیز کتب ثلثہ میں ہے لوکانت الصورۃ علی وسادۃ ملقاۃ اوبساط مفروش لایکرہ لانہا تداس وتوطأ بخلاف مااذا کانت الوسادۃ منصوبۃ اوکانت علی السترۃ لانہ تعظیم لہا اھ ھذا لفظ الھدایۃ ولفظ الکافی والتبیین اوکانت علی الستر اعنی بدون التاء وھو اولی کما لایخفی۔ محقق نے فتح القدیر میں صرف مکان میں تصویر ممنوع بروجہ اکرام رکھے ہونے کی کراہت کو نماز کی طرف ساری بتایا اگرچہ تشبہ عبادت نہ ہو حیث قال لوکانت الصورۃ خلفہ اوتحت رجلیہ ففی شرح عتاب لاتکرہ الصلاۃ ولکن تکرہ کراھۃ جعل الصورۃ فی البیت للحدیث ان الملئکۃ لاتدخل بیتا فیہ کلب اوصورۃ الا ان ھذا یقتضی کراھۃ کونہا فی بساط مفروش وعدم الکراھۃ اذا کانت خلفہ وصریح کلامہم من الاول خلافہ قولہ (ای صاحب الھدایۃ) اشدھا کراھۃ ان تکون امام المصلی الی ان قال ثم خلفہ یقتضی خلاف الثانی ایضا لکن قد یقال کراھۃ الصلاۃ تثبت باعتبار التشبیہ لعبادۃ الوثن ولیسوا یستدبرونہ ولایطؤنہ فیہما ففیما یفھم مما ذکرنا من الھدایۃ (ای من الکراھۃ اذا کانت خلف المصلی) نظر وقد یجاب بانہ لابعد فی ثبوتہا فی الصلاۃ باعتبار المکان کما کرھت الصلاۃ فی الحمام علی احد التعلیلین وھو کونہا ماوی الشیاطین فان قیل فلم لم یقل بالکراھۃ ان کانت تحت القدم وما ذکرت یفیدہ لانہا فی البیت وبہ تعترض علی المصنف ایضا حیث یقول لایکرہ کونہا فی وسادۃ ملقاۃ فالجواب لایکرہ جعلہا فی المکان کذلک لیتعدی الی الصلاۃ وحدیث جبریل مخصوص بذلک اھ ملخصاً اُن کے تلمیذ محقق ابن امیر الحاج نے حلیہ میں صرف امتناع ملئکہ کے علت ہونے کا استظہار اور تشبہ پر مدار سے انکار فرمایا ہاں اُسے موجب زیادت کراہت بتایا وھذا نصہ فان قیل ان کانت العلۃ فی الکراھۃ کون المحل الذی تقع فیہ الصلاۃ لاتدخلہ الملئکۃ حینئذ لان شر البقاع بقعۃ لاتدخلہ الملئکۃ فینبغی ان تکرہ الصلاۃ فی بیت فیہ الصورۃ سواء کانت مھانۃ اوغیر مھانۃ فان ظاھر نص الصحیحین عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاتدخل الملئکۃ بیتا فیہ کلب ولاصورۃ یقتضی انہ لاتدخل الملئکۃ ھذا البیت ایضا (ای ما فی الصورۃ مھانۃ) لان النکرۃ فی سیاق النفی عامۃ غایۃ الامر ان کراھۃ الصلاۃ فیما اذا کانت

الصورۃ فی موضع سجودہ او امامہ او فوقہ اشد وان کانت العلۃ فی الکراھۃ التشبہ بعبادۃ الصورۃ فلا تکرہ اذا لم تکن امامہ ولا فوق راسہ لان التشبہ لا یظھر الا اذا کان علی احد ھذین الوجھین فالجواب ان الذی یظھر ان العلۃ ھی الامر الاول واما الباقی فعلاوۃ تفید اشدیۃ الکراھۃ غیر ان عموم النص المذکور مخصوص باخراج ماتقدم اخراجہ من الکراھۃ اھ ملخصا اسی بنا پر صور صغار سے نفی کراہت کی دلیل کہ ہدایہ وکافی وتبیین و عامۃ مشائخ کرام نے افادہ فرمائی اور اون کے شیخ محقق علی الاطلاق نے اوس پر تقریر کی پر اعتراض فرمادیا فقال اما عدم الکراھۃ اذا کانت الصورۃ صغیرۃ لا تظھر للناظر علی بعد فقالوا لانھا لا تعبد والکراھۃ انما کانت باعتبار شبہ العبادۃ وقد عرفت مافی ھذا بحر نے بحر میں اونکی تبعیت کی بلکہ اونکے استظہار پر جزم کیا فقال انما لم تکرہ الصلاۃ فی بیت فیہ صورۃ مھانۃ مع عموم الحدیث ان الملئکۃ لا تدخلہ وھو علۃ الکراھۃ لوجود مخصص (الی ان قال) الا ان تکون صغیرۃ لان الصغار جدا لا تعبد والکراھۃ انما کانت باعتبار شبہ العبادۃ کذا قالوا وقد عرفت مافیہ اھ قال فی منحۃ الخالق مافیہ ای ان العلۃ لیست التشبہ بل عدم دخول الملئکۃ علیھم السلام اھ **اقول** کل کلامہ ھھنا ماخوذ عن الحلیۃ وان لم یعز الیھا ولم یقدم ماقدم وھو لنفی علیۃ التشبہ من لزوم ان لا تکرہ اذا لم تکن امامہ ولا فوقہ فلم یستقم لہ قولہ قد عرفت ما فیہ پھر محقق حلبی نے اثنائے کلام میں دو علت باقی اعنی تشبہ وتعظیم کی طرف بھی میل فرمایا یہاں تک کہ صورت تشبہ وشبہ تعظیم کو موجب ٹھہرایا اور بحر نے بدستور اتباع کیا وھذا نص الحلیۃ بعد ما قدمنا عنھا و ذکر الاحادیث المخصصۃ قال نعم علی ھذا یقال ینبغی ان لا تکرہ الصلاۃ علی بساط فیہ صورۃ وان کانت فی موضع السجود لان ذلک لیس بمانع من دخول الملئکۃ کما افادتہ ھذہ النصوص فان قلت الکراھۃ فی ھذہ الصورۃ انما ھی معللۃ بالتشبہ بعبادۃ الاصنام لا غیر قلت یمکن ان یقال وجود التشبہ المذکور فی ھذہ الصورۃ ممنوع فان عباد التماثیل والصور لا یسجدون علیھا وانما ینصبونھا ویتوجھون الیھا بل الذی ینبغی ان یکرہ علی ھذا اما اذا کانت الصورۃ امامہ لا فی موضع سجودہ اللھم الا ان یقال انھا اذا کانت امامہ فی موضع سجودہ تکون فی الصلاۃ صورۃ التشبہ بالعبادۃ لھا فی حالۃ القیام والرکوع ثم فی حالۃ السجود علیھا ان لم یوجد التشبہ بعبادتھا فھو لا یعری عن نوع شبہ بتعظیم الصور لان ذلک یشبہ فی الصورۃ الخضوع لھا وتقبیلھا ولا باس بھذا التوجیہ وان لم یذکروہ علامہ شامی نے تشبہ وتعظیم دو علتیں رکھیں اور امتناع ملئکہ سے تعلیل کو نامناسب ٹھہرایا اولا باتباع ہدایہ وغیرہا فرمایا علۃ کراھۃ الصلاۃ بھا التشبہ پھر چند قول کے بعد لکھا قد ظھر من ھذا ان علۃ الکراھۃ فی المسائل کلھا اما التعظیم او التشبہ علی خلاف ما یاتی۔ پھر ایک صفحہ کے بعد کلام مذکور حلیہ وبحر تلخیص کرکے فرمایا اقول الذی یظھر من کلامھم ان العلۃ اما التعظیم او التشبہ کما قدمناہ والتعظیم اعم کما لو کانت عن یمینہ او یسارہ او موضع سجودہ فانہ لا تشبہ فیھا بل فیھا تعظیم اما کان فیہ تعظیم وتشبہ فھو اشد کراھۃ وخبر جبریل علیہ الصلاۃ والسلام معلول بالتعظیم بدلیل الحدیث الاخر وغیرہ فعدم دخول الملئکۃ انما ھو حیث کانت الصورۃ معظمۃ وتعلیل کراھۃ الصلاۃ بالتعظیم اولی من التعلیل بعدم الدخول لان التعظیم قد یکون عارضا لان الصورۃ اذا کانت علی بساط مفروش تکون مھانۃ لا تمنع من الدخول ومع ھذا لو صلی علی ذلک البساط وسجد علیھا تکرہ لان فعلہ ذلک تعظیم لھا والظاھر ان الملئکۃ لا تمنع من الدخول بذلک الفعل العارض عجب یہ کہ علامہ قوام کاکی نے درایہ میں بعض صورتیں تعظیم وتشبہ دونوں منتفی مان کر کراہت ثابت مانی درمختار میں ہے لکنھا فیہ ایسر لانہ لا تعظیم فیہ ولا تشبہ معراج علامہ شامی نے اس نفی کی یہ توجیہ کی **قلت** وکان عدم التعظیم فی التی خلفہ وان کانت علی حائط او ستر ان فی استدبارھا استھانۃ لھا فیعارض مافی تعلیقھا من التعظیم بخلاف ما علی بساط مفروش ولم یسجد علیھا فانھا مستھانۃ من کل وجہ **اقول** اور عجب تر یہ کہ باوصف انتفائے وصفین اثبات کراہت کی یہ توجیہ فرماکر اوسکے متصل ہی وہ لکھا کہ قد ظھر من ھذا ان علۃ الکراھۃ فی المسائل

۴ اختلف فی ما اذا کان التمثال خلفہ والاظھر الکراھۃ ردالمحتار [illegible]

کلہا التعظیم او التشبہ وھل ھو الا التفریع علی النقض یہ ہیں بظاہر سات رنگ کے اقوال۔ **وانا اقول** وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق افادات مشائخ کرام کہ ہدایہ واتباع ہدایہ میں مذکور ہوئے ضرور حق وصحیح اور ہر غبار سے پاک ونجیح ہیں بیشک سوا شبہ کے کچھ علت نہیں اور بیشک تعظیم علت ہے اور بیشک امتناع ملئکہ علت ہے متاخرین کے اختلافات وبردوبات منشا ان امور ثلثہ میں تفارق سمجھنا ہے حالانکہ اون میں باہم تلازم ہے تشبہ عبادت بے تعظیم ناممکن ہونا تو بدیہی کہ عبادت غایت تعظیم ہے جہاں اصلاً کسی طرح شائبہ تعظیم نہو وہاں شبہ عبادت کیا معنی ولہذا اگر بساط مفروش میں تصویر ہو اور وہ بساط جانماز نہ ہو نہ مصلی تصویر پر سجدہ کرے تو ہمارے ائمہ کے اجماع سے اصلاً کراہت نہیں کہ اب کوئی وجہ تعظیم بیانی گئی تو تشبہ عبادت کہ یہی علت تھا متحقق نہ ہوا کما تقدم عن الکتب الثلثۃ ومثلہ فی سائرھن یونہیں تعظیم تصویر تشبہ عبادت کو مستلزم کہ تعظیم دونوں کو جامع ہے جب اوسکا درجہ اعلٰی عبادت ہے ادنٰی میں اوس سے مشابہت ہے **اقول** یہ اس لئے کہ تصویر کو کوئی علاقہ رب عزوجل سے نہیں اور حقیقی مستحق ہر تعظیم وہی حقیقی جلیل عظیم عزجلالہ ہے معظمان دینی کی تعظیم اوس کی طرف نسبت وعلاقہ سے ہے وہ غایت عظمت میں ہے تو غایت تعظیم اعنی عبادت اوسی کے لائق دوسرے کہ اوس سے منتسب ہیں اپنی اپنی نسبتوں کے قدر اوس کے حکم سے دیگر معظمات نازلہ کے مستحق تو یہ تعظیمیں اعطار کل ذی حق حقہ کے قبیل سے ہوئیں بلکہ حقیقۃً اوسی کی تعظیم ہیں ولہذا حضور سید العالمین اعظم المعظمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ان من اجلال اللہ اکرام ذی الشیبۃ المسلم وحامل القرآن غیر الغالی فیہ والجافی عنہ واکرام السلطان المقسط بوڑھے مسلمان اور سنی عالم اور عادل بادشاہ کی تعظیمیں اللہ ہی کی تعظیم ہیں۔ رواہ ابوداؤد بسند حسن عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ مگر جس وجہ کو اوس عظیم حقیقی سے علاقہ نہیں وہ اصلا لائق تعظیم نہیں اور اب جو اوسکی ذرا بھی تعظیم کی جائیگی استقلال کی بو دیگی کہ علاقہ تبعیت منتفی ہے لاجرم تشبہ عبادت سے مفر نہ ہوگا ولہذا امام علام فخر الاسلام نے شرح جامع صغیر میں فرمایا امساك الصورۃ علی سبیل التعظیم ظاھر مکروہ لان ذلك یشبہ عبادۃ الصنم اھ نقلہ عنہ فی الحلیۃ۔

یونہیں **امتناع ملئکہ** اوسی گھر میں ے جانے سے ہوگا جہاں تصویر بروجہ تعظیم رکھی ہو ورنہ ہرگز نہیں حدیث مذکور ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اس میں نص صریح ہے امین الوحی علیہ الصلاۃ والتسلیم نے اپنے نہ حاضر ہونے کی وجہ یہ عرض کی کہ پردہ پر تصویریں منقوش تھیں اور اوس کا علاج یہ گزارش کیا کہ اوسے کاٹ کر دو مسندیں بنائی جائیں کہ زمین پر ڈالی اور پاؤں سے روندی جائیں اگر اسکے بعد بھی امتناع باقی رہتا تو علاج کیا ہوا فانتفی قول العتابی فیما کانت تحت قدمیہ انھا تکرہ کراھۃ جعلھا فی البیوت لاجل الحدیث وقد تقدم عن الفتح انہ خلاف صریح کلامھم **اقول** بل خلاف صریح کلام محرر المذھب محمد حیث قال فی مؤطاہ بعد ما روی حدیثا فی المعنی ولھذا ناخذ ما کان فیہ من تصاویر من بساط یبسط او فراش یفرش او وسادۃ فلا باس بذلك انما یکرہ من ذلك فی الستر وما ینصب نصبا وھو قول ابی حنیفۃ والعامۃ من فقھائنا اھ وقد روی الطبرانی فی الاوسط عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ رخص فیما کان یوطأ وکرہ ما کان منصوبا ردالمحتار میں ٹھیک کہا کہ عدم دخول الملئکۃ بیتا فیہ کلب او صورۃ مما یحرم اقتناؤہ من الکلاب والصور واما ما لیس بحرام من کلب الصید والزرع والماشیۃ ومن الصورۃ التی تمتھن فی البساط والوسادۃ وغیرھما فلا یمنع دخول الملئکۃ بیتہ قال النووی والاظھر انہ عام فی کل کلب وصورۃ وانھم یمتنعون من الجمیع لاطلاق الاحادیث ولان الجرو الذی کان فی بیت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تحت السریر کان لہ فیہ عذر ظاھر لانہ لم یعلم بہ ومع ھذا امتنع جبریل علیہ الصلاۃ والسلام من دخول البیت وعللہ بالجرو اھ ما نقلہ القاری مقرا علیہ **اقول** ما قالہ الامام النووی رحمہ اللہ تعالٰی ورحمنا بہ محتمل فی الکلب علی نزاع ظاھر فیما استدل لہ بہ وان تبعہ فیہ الشیخ فی اشعۃ اللمعات ورجع آخرا الی استثناء کلب یحل اقتناؤہ وذلك لانہ کم من فرق بین ما رخصہ الشرع لحاجۃ وبین ما وقع من غیر المرخص

مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے قال الخطابی انما لا تدخل الملائکۃ ... انما ھو حیث کانت الصورۃ معظمۃ ۱۲

بدون علم ومامثلہ الا کنجاستہ معفوۃ شرعا واخری کثیرۃ صلی معہامن دون علم بہا اما ما ذکر فی الصورۃ فلا یصح حدیث جبریل المذکور وایضا اخرج البخاری والامام احمد عن ام المؤمنین انہا اتخذت علی سہوۃ لہا ستراً فیہ تماثیل فہتکہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قالت فاتخذت منہ نمرقتین فکانتا فی البیت یجلس علیہما زاد احمد ولقد رأیتہ متکئا علی احدہما وفیہا صورۃ اھ وما کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لیترک فی البیت شیئا یمنع دخول جبریل علیہ الصلاۃ والتسلیم بل فی حدیثہا رضی اللہ تعالٰی عنہا عند الطحاوی قالت اشتریت نمرقۃ فیہا تصاویر فلما دخل علی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرأہا تغیر ثم قال یا عائشۃ ماھذہ فقلت نمرقۃ اشتریتہا لك تقعد علیہا قال انا لاندخل بیتا فیہ تصاویر فالحق ان الامتناع مختص بغیر المہانۃ واللہ تعالٰی اعلم تو ظاہر ہوا کہ تینوں علتیں متلازم ہیں اور تینوں سے تعلیل صحیح ہے اور ان میں سے ہر ایک میں حصر بھی کرسکتے ہیں اور مغز تحقیق یہ ہے کہ اصل علت تعظیم ہے تعظیم ہی سے تشبہ پیدا ہوتا ہے اور تعظیم ہی سے ملٰئکہ رحمت نہیں آتے ولہذا اہانت کی صورتیں جائز رکھی گئیں کہ فرش میں ہوں جس پر بیٹھیں کھڑے ہوں پاؤں رکھیں یہ تقریر کلام مشائخ ہے وللہ الحمد ثم **اقول** جبکہ ہر تعظیم تشبہ عبادت صورت ہے اور ہر تشبہ عبادت ملٰئکہ کیلئے قطعاً موجب نفرت تو عارض ولازم میں تفرقہ محض بے اصل۔ تعلیق ونصب میں بھی تعظیم اسی فعل سے عارض ہوئی نہ کہ نفس ذات صورت کو لازم تھی تو بساط مفروش میں جب تصاویر کو موضع سجود میں رکھکر اون پر سجدہ کیا جائے گا بعینہ اونھیں معلق ومنصوب کرنے کے مثل ہوگا اور اوسوقت دخول ملٰئکہ کو منع کریگا کہ اون کا امتناع بوجہ تعظیم تھا اور تعظیم پائی گئی فما استظہرہ الشامی غیر ظاہر فان فرق بان جعلہا فی المفروش اہانۃ لہا فتعارض تعظیم السجود علیہا فذلك امر اٰخر غیر کون التعظیم عارضا وستعلم مافیہ بعون اللہ تعالٰی اما قول الحلیۃ ذلك لیس بمانع من دخول الملئکۃ کما افادتہ ھذہ النصوص **اقول** لم تفد النصوص ان مجرد جعلہا فی فراش او وسادۃ یخرجہا عن منع الملئکۃ بل قیدتہ بقولہ منبوذتین توطاٰن وللنسائی فی رایۃ یجعل بساطا یوطأ وللطبرانی فی الاوسط رخص فیما کان یوطأ فمن جعلہا فی بساط ثم علقہ علی الجدار کالاستار او وضعہ علی الراس حرم قطعا ومنع الملئکۃ من الدخول فکذا من جعلہا فی بساط ثم سجد علیہا وبالجملۃ القصد ھو الامتہان ولم یحصل الا تری الی ما فی البحر عن المحیط اذا کانت علی الوسادۃ ان کانت قائمۃ یکرہ لانہ تعظیم لہا وان کانت مفروشۃ لایکرہ اھ والی ما فی الحلیۃ من شرح الجامع الصغیر للامام النووی یکرہ ما یکون علی الوسائد الکبار ای لانتصابہ یکرہا، وکذلك کل شیئ نصیب فیصیر تعظیما لہ فاما اذا کان تحقیرا لہ فلا باس کالبساط المفروش والوسادۃ الملقاۃ لان فی ذلك استہانۃ بالصورۃ اھ وقد تقدم معناہ عن الہدایۃ والکافی والتبیین ثم **اقول** تصویر کہ مصلی کے پس پشت ہو اوسی حالت میں مکروہ ہے کہ منصوب یا معلق یا دیوار پر منقوش یا چسپاں یا آئینہ میں لگی ہو اور یہ قطعاً تعظیم ہے فانتفی قول المعراج لاتعظیم فیہ الاتشبہ کما تقدم ولیت شعری اذا انتفیا فما الموجب للکراھۃ فان میل الی التمسك بامتناع الملئکۃ قلنا اذ لاتعظیم فلا امتناع ثم **اقول** شرع مطہر نے جس شے کی تعظیم حرام اور توہین واجب کی اوس سے اگر ایسا برتاؤ کیجئے جس میں ایک جہت سے توہین اور دوسری جہت سے تعظیم ہو وہ حرام وناجائز ہی ہوگا اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ تعظیم وتوہین متعارض ہوکر برابر ہوگئیں اذ لایجتمع الحلال والحرام الا غلب الحرام واعتبر ھذا بمن یقبل الوثن ویضربہ بالنعل فہل یقال تکافأ التقبیل والضرب فیجوز کلا بل یحرم لانہ خلط عملا صالحا واٰخر سیئا ولہذا محرر المذہب امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی ورحمنا بہ نے کتاب الاصل میں سجادہ یعنی جانماز میں تصویر کا ہونا مطلقاً مکروہ ٹھہرایا اگرچہ تصویر پر سجدہ نہو کہ جانماز معظم ہے تو اوسمیں تصویر ہونا تصویر کی تعظیم ہے اور یہ لحاظ نہ فرمایا کہ جانماز زمین پر بچھائی جائیگی اور زمین پر بچھانا تصویر کی توہین ہے اوس پر پاؤں رکھا جائے گا اور یہ غایت توہین ہے تو وجہ وہی ہے کہ تعظیم مطلقاً مکروہ ہے اگرچہ اوسکے ساتھ توہین بھی ہو جیسے معظمان دینی کی توہین مطلقاً حرام ہے اگرچہ اوس کے ساتھ ہزار تعظیمیں بھی ہوں ہدایہ میں ہے اطلق الکراھۃ فی الاصل لان المصلی معظم عنایہ میں ہے معناہ ان البساط الذی اعد للصلاۃ

ان تکون فی المصلی مطلقاً
تعظم من باین سائر البسط فاذا کان فیہ صورۃ کان نوع تعظیم لہا ونحن امرنا باھانتہا فلا ینبغی ان تکون فی المصلی مطلقاً
یسجد علیہا او لم یسجد اسی طرح تبیین وغیرہ میں ہے فانتفی ماوجہ بہ العلامۃ الشامی عدم التعظیم فیما اذا کانت خلفہ علی ستر
وحائط واستقر عرش التحقیق علی تلازم العلل الثلاث وللہ الحمد ثم **اقول** و باللہ التوفیق تشبہ دو قسم ہے ایک عام کہ مطلقاً
تصویر ممنوع کو بروجہ تعظیم رکھنے سے حاصل ہوتا ہے کما تقدم تحقیقہ والتصریح بہ عن الامام فخر الاسلام دوسرا تشبہ خاص کہ اوس کے علاوہ
نفس نماز میں مصلی کے کسی فعل یا ہیأت سے ظاہر ہو مثلاً تصویر کو سامنے رکھکر اوسکی طرف افعال نماز بجالانا یہ اشد واخبث ہے یہ ضرور
نفس تعظیم سے اخص ہے وعلیہ یصدق قول الشامی ان التعظیم اعم وقول الحلیۃ ان لیس ملاد ابل یوجب زیادۃ جہاں یہ ہو نماز
میں کراہت تحریم ہوگی ورنہ مکان میں اوسکا بروجہ تعظیم رکھنا تو قطعاً ممنوع وگناہ ہے فی الحلیۃ والبحر و رد المحتار ھذہ الکراھۃ
کراھۃ تحریم زاد فی البحر ینبغی ان یکون حراما لا مکروھا ان ثبت الاجماع او قطعیۃ الدلیل لتواترہ اور اوسکے سبب
نماز میں کراہت تنزیہی آئیگی عنایہ میں ہے لان تنزیہ مکان الصلاۃ عما یمنع دخول الملئکۃ مستحب حاشیہ علامہ سعدی افندی
میں ہے فتکون الکراھۃ تنزیھیۃ یہ ہے وہ کراہت جو محقق نے مکان سے نماز کی طرف ساری مانی ہمارے اس بیان سے ظاہر ہوا کہ
مسئلہ تصاویر میں دربارہ نماز جو لفظ کرہ کتب میں ارشاد ہوا اوس سے مراد کراہت تحریمی و تنزیہی سے عام ہے وعلیہ یستقیم قول
الشامی ظاھر کلام علمائنا ان ما لا یؤثر کراھۃ فی الصلاۃ لا یکرہ ابقاؤہ وقد صرح فی الفتح وغیرہ بان الصورۃ الصغیرۃ لا تکرہ
فی البیت اھ والا فعلۃ کراھۃ التحریم فی الصلاۃ ھو التشبہ الخاص وفی الابقاء ھو التعظیم وقد اعترف انہ اعم من
التشبہ وانتفاء الاخص لا یوجب انتفاء الاعم **اقول** وظہر لما قررنا ان السؤال الذی ذکرہ المحقق لم یکن واردا من
اصلہ فان المنتفی عندالاستدبار ھو التشبہ الخاص ولا تنحصر الکراھۃ فیہ **واقول** ظہر ایضاً ان الجواب الذی ابداہ
بل ھو مفاد کلام المشائخ وتعلیلھم بامتناع الملئکۃ **واقول** ظہر ایضاً ان السؤال الذی اورد المحقق الحلبی علی مسألۃ
السجود علی التصویر لم یکن من الوارد ایضاً لانہ ان انتفی فیہ فالتشبہ الخاص بل لا نسلم انتفاءہ ایضاً فان السجود علی التصویر
یشبہ عبادتہ قطعا کما نص علیہ فی الکافی ولفظہ السجود علیہا یشبہ عبادۃ الاوثان والتبیین ونصہ السجود علیہا یشبہ
عبادتہا فیکرہ فانتفی ما ذکر العلامۃ الشامی ان لا تشبہ فیہ **اقول** وظہر ایضاً ان الجواب الذی ابداہ فی الحلیۃ وظن انہم
لم یذکروہ کلامہم محیط بہ کما علمت وللہ الحمد **اقول** وبتحقیقنا ھذا یحصل التوفیق فی مسألتین **الاولی** کراھۃ
الصلاۃ حیث کانت الصورۃ خلف فمن اثبت وھم الاکثرون وجعلہ فی التنویر الاظھر اثبت کراھۃ التنزیہ ومن نفی
وھو الذی مشی علیہ صدر الشریعۃ فی شرح الوقایۃ وجزم بہ فی متنہ النقایۃ واعتمدہ فی الغایۃ کما فی التبیین و
الدرر والامام العتابی کما فی الفتح وتبعہ ابن کمال باشا فی الایضاح نفی کراھۃ التحریم **والثانیۃ** الصلاۃ علی سجادۃ
فیہا تصاویر اذا لم یسجد علیہا نفی الامام محمد الکراھۃ فی الجامع الصغیر واثبتہا فی الاصل والکل صحیح بالتوزیع ای یکرہ
تنزیہا لا تحریما والوجہ فیہما وجود التشبہ العام دون الخاص وذلک ظاھر فی الاولی اما الثانیۃ فلان وضع التصویر فی المصلی
تعظیم لہ کما سمعت وکل تعظیم لہ تشبہ بعبادتہ کما علمت وکل صلاۃ کان معہا التلبس بہذا التشبہ کرھت ولا ینافیہا وجود
الاستھانۃ بوجہ اٰخر کما قدمنا فانتفی ما ذکر ھھنا فی الحلیۃ حیث قال قلت یلزم علی ھذا ان یکون ما فی الاصل موضوعا
فی المصلی لا غیر وما فی الجامع فیما عداہ وفیہ ما لا یخفی اھ **اقول** بل کلاھما فی المصلی ولا بعد فیہ التطبیق ما ذکرنا قال رحمہ اللہ
تعالی والاحسن ان یقال ظاھر الکتابین التعارض فیما عدا موضع السجود فاما ان یکون ما فی الجامع من القید المذکور قیدا اتفاقیا
واما ان یکون ما فی الاصل مقیدا بما فی الجامع اھ یرید ان التوفیق اما بارجاع ما فی الجامع الی ما فی الاصل من اطلاق الکراھۃ
سواء کانت فی محل السجود او غیرہ والتقیید بکونہا فیہ وقع وفاقا او بارجاع ما فی الاصل الی ما فی الجامع بحمل المطلق علی المقید۔

اقول وکانہ عند ھذا التحریر لم یتیسر لہ مراجعۃ الجامع الصغیر فان عبارتہ لا تحتمل ما ذکر من الغاء القید وانما کان
مساغہ لو کان منطوقہ کراھۃ الصلاۃ مقیدا بکون الصورۃ فی محل السجود فکان یفید عدم الکراھۃ فی غیرہ بطریق المفھوم
فقال ان القید اتفاقی ولیس کذلک بل اصل منطوقہ ماینافی الاصل اعنی عدم الکراھۃ فاین المساغ لما ذکر وھذا النص
الجامع لاباس ان یصلی علی بساط فیہ تصاویر ولا یسجد علی التصاویر اھ قال رحمہ اللہ تعالٰی وھذا اولٰی (ای الثانی) لانہ لایظہر
وجہ القول بکراھۃ الصلاۃ علی بساط کبیر فیہ صورۃ تحت قدم المصلی وھو لازم الاول بخلاف الثانی اھ **اقول** قد افدناک
الوجہ فتشکر ثم لاوجہ یظہر لتقییدہ بالکبیر بعد فرض الصورۃ تحت القدم واللہ تعالٰی اعلم وتبعہ البحر فی ھذا البحث
کلہ غیرانہ قال اطلق الکراھۃ فی الاصل فیما اذا کان علی البساط المصلی علیہ صورۃ لان الذی یصلی علیہ معظم فوضع الصورۃ
فیہ تعظیم لہا بخلاف البساط الذی لیس بمصلی اھ فحمل البساط علی السجادۃ کما حملنا ثم تبع الحلیۃ فقال وتقدم عن الجامع
الصغیر التقیید بموضع السجود فینبغی ان یحمل اطلاق الاصل علیہ وانہا اذا کانت تحت قدمیہ لایکرہ اتفاقا اھ **اقول** قولہ
وانہا معطوف علی قولہ ان یحمل داخل تحت ینبغی فہو بحث منہ بناءً علی ما حمل علیہ کلام الاصل وقد علمت ما فیہ بل تکرہ
فی المصلی مطلقا وان کانت تحت القدم وما فی الدرر وغیرہ لایکرہ ولو کانت تحت قدمیہ او محل جلوسہ لانہا مہانۃ
مخصوص بغیر السجادۃ بدلیل الدلیل وقد نقلوا قاطبۃ عن الاصل الاطلاق المرسل فی المصلی وما عللوہ بہ شامل لکل
صورۃ کما لایخفی نعم فی بساط غیرہ لایکرہ اذا صلی علیہ ولم یسجد علیہا وان لم تکن تحت قدمیہ بل ولو کانت امامہ لوجود
الاھانۃ مطلقا مع عدم التعظیم لوجہ قال فی الحلیۃ نقلا من شرح الجامع الصغیر لفخر الاسلام لایکرہ ان یصلی دون وسادۃ
علیہا تصاویر اھ **اقول** ھو نص نفس الجامع الصغیر ثم المراد بالوسادۃ الصغیرۃ دون کبیرۃ تورث الصورۃ انتصابا
کما تقدم ثم لایخفی علیک ان التوفیق الذی ذکرہ الفقیر اولٰی مما اختارہ ھذا المحقق لان فیہ اھمال احدھما فی بعض
متناولاتہ وفیما ذکرت اعمال کلیہما فی کلہ فانظر الی کثرۃ الفوائد فی کلام المشائخ رحمہم اللہ تعالٰی وھکذا کلامہما ذا امعن فیہ
النظر وساعد التوفیق فی اللطیف الخبیر عز جلالہ وللہ الحمد ثم **اقول** وبہ استعین تنقیح علت اگرچہ بفضلہ تعالٰی بروجہ احسن
ہوئی مگر ابھی ایک اور تنقیح عظیم باقی ہے جبکہ علت کراہۃ تشبہ عبادت ہے خاص ہو یا عام تو ضرور ہے کہ وہ تصویر جنس مایعبدہ المشرکون
سے ہو کہ جسے مشرکین پوجتے ہی نہیں وہ بت کے حکم میں نہیں کہ اوس کے بروجہ تعظیم رکھنے یا اوس کی طرف نماز پڑھنے میں معاذ اللہ عبادت
سے تشبہ ہو ولہذا جابجا کراہت کو عبادت اور اوس کے عدم کو عدم سے تعلیل فرماتے ہیں کہ مشرک اسکی عبادت نہیں کرتے لہذا
کراہت نہیں مثلاً (۱) اتنی چھوٹی تصویر کہ زمین پر رکھکر دیکھو تو اعضا کی تفصیل نہ معلوم ہو مورث کراہت نہیں کہ اتنی چھوٹی کی عبادت
مشرکین کی عادت نہیں ہدایہ وکافی وتبیین میں ہے لو کانت الصورۃ صغیرۃ بحیث لا تبدو للناظر لا یکرہ لان الصغار جدا لا تعبد
فتح القدیر میں ہے فلیس لہا حکم الوثن فلا تکرہ فی البیت اور اس بارے میں امیر المومنین فاروق اعظم وحضرت عبداللہ بن مسعود وحذیفہ
بن الیمان ونعمن بن مقرن وعبداللہ بن عباس وابوہریرہ وابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہم صحابہ اور سیدنا دانیال نبی علیہ الصلاۃ و
السلام سے آثار مروی ومذکور ہیں کما بینہا فی الحلیۃ (۲) سر بریدہ یا چہرہ محو کردہ کہ اسکی بھی عبادت نہیں ہوتی اور بھویں اور آنکھیں مٹا دینا کافی
نہیں نہ چاروں ہاتھ پاؤں کاٹ دینا نفی کراہت کرے تبیین وبحر میں ہے مقطوعۃ الراس لاتکرہ لانہا لا تعبد بدون الراس
عادۃ والاعتبار بازالۃ الحاجبین او العینین لانہا تعبد بدونہا ھدایہ میں فرمایا محو الراس لیس بتمثال لانہ لایعبد
بدون الراس۔ عنایہ میں ہے انہ لایعبد بلا راس فکان کالجمادات خلاصہ وفتح وحلیہ وبحر میں ہے واللفظ لہ لااعتبار
بقطع الیدین او الرجلین اھ وکذا ھو فی الخلاصۃ ثم الحلیۃ بحرف الترديد ولفظ المحقق لو قطع یدیہا ورجلیہا لا ترفع
الکراھۃ اھ اعنی بحرف الجمع وھو المراد غنیہ میں دونوں مسئلہ صغیرہ ومقطوعۃ الراس کی تعلیل میں لکھا لانہا لاتعبد فانتفی

التشبیہ الذی ھو سبب الکراھۃ (۳) شمع یا چراغ یا قندیل یا لیمپ یا لالٹین یا فانوس نماز میں سامنے ہو تو کراہت نہیں کہ ان کی عبادت نہیں ہوتی اور بھڑکتی آگ اور دہکتے انگاروں کا تنور یا بھٹی یا چولھا یا انگیٹھی سامنے ہوں تو مکروہ کہ مجوس ان کو پوجتے ہیں عنایہ میں بعد عبارت مذکورہ آنفا ہے فصار کالصلاۃ الی شمع او سراج فی انھما لا یعبدان ویکرہ لو کان بین یدیہ کانون فیہ جمراء نار موقدۃ فتح زیر مسئلہ شمع ہے لانھم لا یعبدونہ بل الضرام جمرا او نارا تبیین الحقائق وبحر الرائق میں ہے قال رحمہ اللہ تعالی او شمع او سراج لانھما لا یعبدان والکراھۃ باعتبارھا وانما یعبدھا المجوس اذا کانت فی الکانون وفیھا الجمر او فی التنور فلا یکرہ التوجہ الیھا علی غیر ذلک الوجہ اھ اقول البحر تبع التبیین فی قولہ والکراھۃ باعتبارھا فرجع الی الصواب ۔ کافی میں ہے ان قطع الراس فلا باس بہ لانہ لا یعبد بلا راس ولھذا لو صلی الی تنور او کانون فیہ نار کرہ لانہ یشبہ عبادتھا والی قندیل او شمع او سراج لا لعدم التشبیہ محیط امام شمس الائمہ سرخسی پھر ہندیہ میں ہے من توجہ فی صلاتہ الی تنور فیہ نار تتوقد او کانون فیہ نار یکرہ ولو توجہ الی قندیل او الی سراج لم یکرہ فتاوی امام اجل قاضی خاں میں ہے یکرہ ان یصلی و بین یدیہ تنور او کانون فیہ نار توقد لانہ یشبہ عبادۃ النار وان کان بین یدیہ سراج او قندیل لا یکرہ لان لا یشبہ عبادۃ النار اسی طرح اوس سے لا یکرہ تک خزانۃ المفتین میں ہے اقول ھذہ نصوص الائمۃ الاجلۃ فسقط ما فی القنیۃ ان المجوس یعبدون الجمر لا النار الموقدۃ اھ وان تبعہ فی الدر والتمرتاشی ثم السید ابو السعود الازھری ثم السید الطحطاوی فی حاشیۃ المراقی وایضا الدر ر ولفظہ لان المجوس لا یعبدون اللھب بل الجمر اھ ومثلہ فی مجمع الانھر واشار الیہ الشرنبلالی فی مراقیہ ثم الزاھدی نفسہ اظھر ضعفہ اذ قال بعدہ حتی قیل لا تکرہ الی النار الموقدۃ اھ اقول ان کان صحیحا انھم لا یعبدونھا فما معنی تعبیر ھذا القیل بقیل الا ان یقال ان الموقدۃ قلما تخلو عن جمر وفیہ نظر بل لا تشتمل علیہ الا قرب الانتھاء ثم ربما تکون الموقدۃ من حشیش ونحوہ ولا جمر ثمہ واللہ تعالی اعلم (۴) مصحف شریف (۵) تلوار وغیرہ ہتھیار کا سامنے ہونا مکروہ نہیں کہ ان کی عبادت نہیں ہوتی کما فی الکتب الثلثۃ وعامۃ الکتب ولفظ الامام الزیلعی انھما لا یعبدان وباعتبارھا تثبت الکراھۃ وفی استقبال المصحف تعظیمہ وقد امرنا بہ اقول یہ وہی فرق نفیس ہے کہ صدر کلام میں فقیر نے گزارش کیا ولفظ البحر ا ما المصحف فلان فی تقدیمہ تعظیمہ وتعظیمہ عبادۃ والاستخفاف بہ کفر فانضمت ھذہ العبادۃ الی عبادۃ اخری فلا کراھۃ اھ فاحفظہ فانہ ینفعک (۶) تصویر صغیر پر قیاس فرما کر مستور سے بھی نفی کراہت کی کہ ظاہر نہ ہونے میں اوسکے مثل ہے جیسے جیب یا بٹوے میں روپیہ یا بعض ترکی ٹوپیوں میں کہ نصاری کی بنائی ہوتی ہیں اندر کی جانب تصویر ہوتی ہے ان صورتوں میں نماز مکروہ نہیں مگر ناجائز تصویریں حفاظت سے رکھ چھوڑنا خود ہی منع ہے اگرچہ صندوق میں بند رکھے اور نہ کھولے اگرچہ وہاں نماز مکروہ نہ ہوگی محیط وخلاصہ وحلیہ وبحر میں ہے رجل فی یدہ تصاویر وھو یؤم الناس لا تکرہ امامتہ لانھا مستورۃ بالثیاب فصار کصورۃ فی نقش خاتم وھو غیر مستبین اھ ولفظ الخلاصۃ اذا کانت فی یدہ (وفی نسخۃ علی یدیہ) وھو یصلی لا باس بہ لانھا مستورۃ بثیابہ وکذا لو کان علی خاتمہ اھ عنہا فی الحلیۃ العبارۃ الاولی للمحیط والخلاصۃ معا وفرق فی البحر فاحسن وقال تحت قول المحیط وھو یفید ان المستبین فی الخاتم تکرہ الصلاۃ معہ اھ اقول العادۃ ان الخاتم لا یکون علیھا الا غیر مستبین بل لعل الخاتم لا یحتمل الا ایاہ فقول المحیط وھو غیر مستبین لبیان العلۃ الجامعۃ بین نقش الخاتم المستور قال البحر ویفید انہ لا یکرہ ان یصلی ومعہ صرۃ او کیس فیہ دنانیر او دراھم فیھا صور صغار لاستتارھا اھ واعترضہ فی النھر بان عدم الکراھۃ فی الصغار غنی عن التعلیل بالاستتار بل مقتضاہ ثبوتھا اذا کانت منکشفۃ وسیاتی انھا لا تکرہ الصلاۃ لکن یکرہ کراھۃ تنزیہ جعل الصورۃ فی البیت لخبر ان الملئکۃ لا تدخل بیتا فیہ کلب او صورۃ اھ نقلہ فی المنحۃ مقرا علیہ اقول وھو کما قال وکان زیادۃ الصغار وقع وفاقا فان المعھود فی الدراھم والدنانیر ھی الصغار لکن فی قولہ لکن ما قد علمت ان

الصغار لاتکرہ فی البیت ایضا کما مر تصریحہ عن الفتح وقد تظافروا علی نقل اٰثار فیھا عن الصحابۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم وقد
قدمنا عن الامام فخر الاسلام ان امساک الصورۃ علی سبیل التعظیم ظاھر مکروہ الخ فقید بالظاھر ففیہ لایؤثر
کراھۃ لافی الصلاۃ ولافی الامساک قال البحر ویفید انہ لوکان فوق الثوب الذی فیہ صورۃ ثوب ساتر لہ لایکرہ
ان یصلی فیہ لاستتارھا بالثوب الاٰخر واللہ سبحنہ اعلم اھ **اقول** ولا قرۃ عین فیہ لمن یمسک التصاویر فی
صندوقہ للنظر فیھا متی شاء فانھا وان کانت مستورۃ ما دامت فی الصندوق لکنہ یفتحہ ویخرجھا فتظھر فیاتی التحریم
والامساک لامر ممنوع ممنوع کمن امسک امرأۃ لیفجر بھا فھو فی اثم الفجور حین لایفجر لان الاعمال بالنیات نسأل اللہ السلامۃ
بل لوامسکھا ولم یقصد النظر فیھا متی شاء کان فیہ حفظ ما فیہ الفساد فکان کامساک اٰلۃ اللھو لمن لایضرب قال الامام
الاجل قاضیخان فی فتاواہ لوامسک شیئا من ھذہ المعازف والملاھی یکرہ ویأثم وان کان لایستعملھا لان امساک ھذہ الاشیاء
یکون للھو عادۃ (۷) چاند سورج ستاروں درختوں کی تصویریں نماز میں سامنے ہوں تو حرج نہیں کہ مشرکین نے اگرچہ ان اشیاء کو پوجا
مگر ان کی تصویروں کی عبادت نہیں کرتے سومنات اگرچہ معبد قمر تھا سوم بمعنی قمر ہے اور ناتھ بمعنی مالک مگر اوس میں بت تھا جسے صورت
روحانیت قمر قرار دیا تھا نہ شکل ہلالی یا قمری یا بدری کی تصویر، ردالمحتار میں درایہ شرح ہدایہ سے ہے فان قیل عبد الشمس والقمر
والکواکب والشجرۃ الخضراء قلنا عبد عینہ لاتمثالہ اھ **اقول** وبہ ظھر بطلان ما بحث القاری فی المرقاۃ اذ قال ماعبد
من دون اللہ ولو کان من الجمادات کالشمس والقمر ینبغی ان یحرم تصویرہ اھ وھو کما تری بحث غریب ساقط
لادلیل علیہ ولااثر لہ فی کلام الائمۃ بل مخالف لاطلاقات جمیع کتب المذھب متونا وشروحا وفتاوی واللہ الموفق ھذا
ثم قال العلامۃ الکاکی فعلی ھذا ینبغی ان یکرہ استقبال عین ھذہ الاشیاء قال الشامی ای لانھا عین ما عبد بخلاف
مالو صورھا استقبل صورتھا اھ **اقول** تفریع عجیب وبحث غریب فالمسافرون فی القفار والبحار لایجدون ملجا من
استقبال الشمس فی العصر والقمر فیھا وفی المغرب او فی العشاء ولا محید لھم عن استقبال الکواکب فی العشاء واین یھرب المصلی
فی الغیاض والریاض عن استقبال شجرۃ خضراء بل ربما لایجد لہ سترۃ غیرھا فیلجأ الیھا بحکم الشرع روی الامام احمد
وابو داؤد وعن المقداد بن الاسود رضی اللہ تعالٰی عنہ قال ما رایت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صلی الی عود ولا
عمود ولا شجرۃ الاجعلہ علی حاجبیہ الایسر او الایمن ولا یصمد لہ صمدا ثم ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انما نھی عن الصلاۃ
حین تشرق الشمس وحین تستوی وحین تتدلی للغروب ولم یقیدہ بکونھا قبالۃ المصلی بل اینما کانت ولو وراء ظھرہ
ولو فی غیم غلیظ وعللہ بانھا تکون اذ ذاک بین قرنی الشیطان لابانھا عبدت من دون الرحمن ولعل شدۃ بعدھا والقمر
والنجوم تغنی عن السترۃ فلابی داود عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا صلی
احدکم الی غیر السترۃ فانہ یقطع صلاتہ الحمار والخنزیر والیھودی والمجوسی والمرأۃ ویجزئ عنہ اذا مروا بین یدیہ
علی قذفۃ بحجر وللطحاوی یکفیک اذا کانوا منک قدر رمیۃ وفی صلاۃ الھندیۃ عن التتارخانیۃ ان کانت القبور وراء
المصلی لایکرہ فانہ ان کان بینہ وبین القبر مقدار مالو کان فی الصلاۃ ویمر انسان لایکرہ فھھنا ایضا لایکرہ اھ اما الشجر
فاقول کونھم عبدوا نوعا او شخصا من الشجر سیلزم کراھۃ الاستقبال الا الی ذلک النوع او الشخص بخصوصہ لا الی کل شجرۃ
ولیس ذلک مثل التمثال فان الحکم متعلق بنفسہ من دون نظر الی کونہ صورۃ ما عبد واولا کما سیاتیک تحقیقہ
ان شاء اللہ تعالٰی بخلاف الاعیان فلایعتبر فیھا الجنس بل خصوص ما عبد علی وجہ عبد الاتری الی ما مر من الفرق بین تنور
فیہ نار وبین شمع وسراج اولا تری ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یستتر فی صلاتہ براحلتہ ولم یمنعہ عن ذلک
کونھا من جنس الحیوان الذی یعبد منہ المشرکون نوع البقر وعبد شخص عجل السامری اخرج الشیخان عن ابن عمر رضی اللہ

جالس کان سترۃ ان استتر بظہر جالس کان سترۃ وفی الفتح ان استتر بظہر جالس کان سترۃ

تعالٰی عنہما ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یعرض راحلتہ فیصلی الیہا وفی الفتح ان استتر بظہر جالس کان سترۃ

تعالٰی عنہما ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یعرض راحلتہ فیصلی الیہا وفی الہندیۃ عن النہایۃ قالوا حیلۃ الراکب ان ینزل فیجعل الدابۃ بینہ وبین المصلی وکذا الدابۃ واختلفوا فی القائم اھ وفیہ وفی الہندیۃ عن النہایۃ قالوا حیلۃ الراکب ان ینزل فیجعل الدابۃ بینہ وبین المصلی وکذا الدابۃ واختلفوا فی القائم اھ فالذی تحرر بما تقرر کراہۃ استقبال خصوص حیوان او شجر اخضر یعبدہ المشرکون ان نوعا فنوعا او شخصا فذلک الشخص عینا دون غیرہ من نوعہ بشرط ان لایکون بینہ وبین المصلی اکثر مما یؤثم المار ھذا ما ظہر لی وارجو ان یکون صوابا ان شاء اللہ تعالٰی واللہ تعالٰی اعلم ان تمام مسائل سے واضح ہوا کہ تشبہ کیلئے اوس شے کا جنس ما یعبدہ المشرکون سے ہونا ضروری ہے **اقول** اب یہاں متعدد سوال پیدا ہوتے ہیں **اوّل** اعیان میں تو اسکے معنی ظاہر ہیں کہ خود وہی نوع یا شخص ہو جسکی عبادت مشرکین کرتے ہیں مگر تصویر میں ہرگز یہ معنی نہیں شمس و قمر کی تصویر نہ گھر میں رکھنا مکروہ نہ نماز میں سامنے ہونے سے کراہت حالانکہ وہ معبودان باطل ہیں اور ہر انسان وحیوان کی تصویر رکھنا بھی حرام اور اوس سے نماز بھی مکروہ حالانکہ مشرکین اون سب کی عبادت نہیں کرتے اس کا منشا کیا ہے وہ جو گزرا کہ شمس و قمر کے عین کی عبادت ہوتی ہے نہ تصویر کی یہاں بدرجہ اولیٰ وارد ہے کہ ان کے نہ عین کی عبادت ہوتی ہے نہ تصویر کی اگر کہئے وہ ذی روح نہیں یہ ذی روح ہیں ہم کہیں گے یہی تو سوال ہے کہ جب مدار عبادت پر ہے تو معبود باطل تو غیر ذی روح کی تصویر کیوں نہ منع و وجہ کراہت ہوئی اور ذی روح غیر معبود کی تصویر کیوں حرام وموجب کراہت ٹھہری **دوم** سر بریدہ وچہرہ محو کردہ کو استثنا فرمایا کہ ان کی عبادت نہیں ہوتی ظاہر ہے کہ یہ نفی نفی امکان نہیں کہ مشرکوں کی بدعقلی سے کسی چیز کی عبادت محال کیا مستبعد بھی نہیں جب وہ صرف لنگ اور جلہری کی پوجا کرتے ہیں تو اون کے ساتھ باقی بدن بھی اگر ہوا اور سر نہ ہوا تو کون مانع ہے مگر مراد نفی عادت ہے کہ تن بے سر کی عبادت اون کی عادت نہیں تبیین الحقائق و بحر الرائق سے گزرا لانہا لاتعبد بدون الراس عادۃ اب واضح سوال ہے کہ تصویر کے چاروں ہاتھ پاؤں کاٹ دینے کے بعد جواز کیوں نہ ہوا کہ ایسے لوتھڑے کی عبادت بھی اون کی عادت نہیں بلکہ بھویں اور آنکھیں مٹا دینے پر بھی یہی سوال ہو سکتا ہے کہ اس حالت پر بھی عبادت کی عادت محل منع ہے اگر کہئے بے سر وچہرہ حیات نہیں رہتی اور ان اعضا کے بغیر ممکن ہے ہم کہیں گے تو مدار حیات پر ہوا نہ عادت عبادت پر بذا خلف حیات کو اس لئے لیا تھا کہ اصل مناط یعنی عادۃً معبود ہونا بے حیات منتفی ہے نہ اس لئے کہ حیات ہی اصل مناط ہے کہ وہ باقی ہو تو حکم ثابت رہے اگرچہ عادت عبادت معدوم ہو **سوم** سر بریدہ واطراف بریدہ میں تو موت وحیات سے فرق کر لیا چھوٹی تصویر اور اطراف بریدہ میں کیا فرق ہے قابلیت حیات دونوں میں ہے اور عادۃً عبادت دونوں کی نہیں ہوتی بلکہ بڑی تصویر صرف مستور رہنے سے کیوں قابل استثنا ہوگئی اتنا خارجی تغیر کہ صرف ایک ہیأت بدلی مفید ہوا اور یہ عظیم تغیر نفس جسم میں کہ چاروں ہاتھ پاؤں جڑ سے کاٹ دیئے کام نہ آیا حالانکہ پردہ ڈالنا اعزاز کا بھی پہلو رکھ سکتا ہے اور دست وپا کاٹ دینا صریح اہانت ہے **چہارم** کیا فرق ہے کہ زید یا مثلاً بکری کی تصویر گھر میں بے اہانت رکھنا حرام اور مانع ملئکہ رحمت علیہم الصلاۃ والسلام حالانکہ مشرکین نہ زید اور بکری کو پوجتے ہیں نہ اون کی تصویروں کو اور گائے کا گھر میں بے اہانت رکھنا جائز حالانکہ وہ خود اون کی معبودہ باطلہ ہے اور باندھنا بغرض اہانت نہیں بلکہ حفظ ہے اور بہت گائے بیل بے باندھے بھی رکھے جاتے ہیں اگر کہئے گائے کا رکھنا دودھ کیلئے ہے اور تصویر سے کوئی غرض صحیح نہیں ہم کہیں گے غرض صحیح کے چار درجے ہیں ضرورت حاجت منفعت زینت۔ گائے اگر درجہ سوم میں ہے لوگ تصویر کو درجہ چہارم میں رکھتے ہیں تو بے غرض یہ بھی نہ ہوئی معہذا اور اغراض بھی تصویر میں ہو سکتی ہیں۔ مثلاً معرکہ جہاد کی تصویر جس میں اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو کافروں پر غلبہ عطا فرمایا ہو کہ اوس کے مشاہدہ سے مسلمانوں کی عزت کفار کی ذلت کا سماں نظر آئیگا نعمت الٰہی کی یاد ہوگی اون بندگان خدا کی طرح دین کیلئے جانفشانی کا شوق پیدا ہوگا الی غیر ذلک من المصالح حالانکہ ان نیتوں سے بھی اوسکا رکھنا حرام و ناجائز ہی ہے تو واجب ہوا کہ تصویر میں مایعبد کے وہ معنی لئے جائیں اور ایسا مناط تجویز کیا جائے جس سے یہ سب سوالات مرتفع ہو جائیں اور تمام مسائل منع واجازت اوس پر منطبق آئیں **فاقول** وباللہ التوفیق یہاں مناط منع نہ صورت

کی عبادت ہوتا ہے نہ ذوالصورۃ کی نہ اوسکی نوع نہ جنس قریب کی نہ اوس کا اس حالت پر ہونا کہ ذوالصورۃ اس حال پر ہو تو زندہ رہے
ان میں سے کچھ کسی وجہ پر نہ وہ سوال مرتفع ہوں نہ فروع ملتئم بلکہ مناط تصویر کا معنی وثن میں ہونا ہے جیساکہ محقق نے فتح میں اشارہ فرمایا
حیث قال کما تقدم لیس لہا حکم الوثن فلا تکرہ فی البیت ولہذا صورت حیوانیہ کی تخصیص ہوئی کہ غیر حیوان کی تصویر بت نہیں بت
ایک صورت حیوانیہ مضاہات خلق اللہ میں بنائی جاتی ہے تاکہ ذوالصورۃ کیلئے مرآت ملاحظہ ہوا ور شک نہیں کہ ہر حیوانی تصویر مجسم خواہ
مسطح کپڑے پر ہو یا کاغذ پر دستی ہو یا عکسی اس معنی میں داخل ہے توسب معنی بت میں ہیں اور بت اللہ عزوجل کا مبغوض ہے تو جو کچھ
اوسکے معنی میں ہے اوس کا بلا اہانت گھر میں رکھنا حرام اور موجب نفرت ملٰئکہ کرام علیہم الصّلاۃ والسّلام اسی قدر سے بحمد اللہ تعالٰی
سب سوال حل ہو گئے تصویر کو اب تصویر حیوانی نہیں کہ معنی بت میں ہوا ور تصویر ہر انسان وحیوان اگرچہ مشرکین اونکی عبادت نہ کرتے
ہوں معنی بت میں ہے تو مبغوض رب العزت ہے سوال اول حل ہوا تنورصورت حیوانی ہی نہیں اور گائے ہے مگر خو دمخلوق رب العزۃ
نہ کہ مضاہات خلق اللہ میں مرأت ملاحظہ ہونے کو بنائی ہوئی کہ مبغوض الٰہی ہو تو یہ بھی معنی بت میں نہیں سوال چہارم حل ہوا پھر صورت
حیوانی کہا جانا اور اوسکے لئے مرأۃ ملاحظہ ہونا دونوں کا مدار چہرہ پر ہے اگر چہرہ نہیں تو اوسے صورت حیوانی نہ کہا جائیگا اسپر ایک تو امین
الوحی جبریل علیہ الصّلاۃ والسّلام کا قول گزرا کہ ان کے سر کاٹ دیجئے کہ ہیأت درخت پر ہو جائیں دوسرے ابوہریرہ رضی اللہ
تعالٰی عنہ کا ارشاد گزرا کہ صورت سر کا نام ہے جسکے سر نہیں وہ صورت نہیں تیسرے امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ارشاد گزرا کہ
سر کاٹ دیا تو صورت نہ رہی چوتھے اسپر ادل دلیل ارشاد اقدس حضور پرنور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے اذا قاتل احدکم
اخاہ فلیجتنب الوجہ فان اللہ خلق اٰدم علی صورتہ رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ حکی النووی
فی شرحہ ثلثۃ اقوال امثلھا واعدلہا واصحہا واحملہا ان المراد اضافۃ تشریف واختصاص کقولہ تعالٰی ناقۃ اللہ
وکما یقال فی الکعبۃ بیت اللہ ونظائرہ اھ تکریم صورت کو صرف تعظیم وجہ پر مقصود فرمایا اور مرأت ملاحظہ ہونے کا وجوداً وعدماً اوسپر
دوران خود ظاہر چہرہ ہی سے معرفت ہوتی ہے چہرہ دیکھا اور باقی بدن کپڑوں سے چھپا ہے تو کہے گا کہ میں اوسے پہچانتا ہوں اور چہرہ نہ دیکھا
تو نہیں کہہ سکتا اگرچہ باقی بدن دیکھا ہو ولہذا اگر عورت نے اپنا مونھ کھول کر گواہوں کو دکھایا اور کہا میں لیلٰی بنت زید ہوں اور
کچھ اقرار یا عقد کیا گواہوں کو اوسپر گواہی دینا جائز ہے اور اونھیں اوسکی زندگی بھر گواہان شناخت کی اصلاً حاجت نہیں کہ مونھ
دیکھکر اونھیں خود شناخت ہو گئی وہ اسے دیکھ کر بتا سکتے ہیں کہ یہی وہ عورت ہے جس نے ہمارے سامنے اقرار کیا اور اگر مونھ کھول
کر نہ دکھایا تو گواہان شناخت کے بعد بھی یہ گواہی نہیں دے سکتے کہ فلاں عورت نے یہ اقرار کیا بلکہ اتنا کہیں کہ ہمارے سامنے
ایک عورت نے یہ اقرار کیا اور فلاں فلاں شہود نے ہم سے بیان کیا کہ یہ فلاں عورت ہے عالمگیری میں ہے لوکشفت امرأۃ
وجہہا وقالت انا فلانۃ بنت فلان لا یحتاجون الی شہود المعرفۃ فان ماتت یحتاجون الی شاھدین یشہدان انہا کانت
فلانۃ بنت فلان واذا لم تسفر وجہہا وشہد شاھدان انہا فلانۃ بنت فلان لم یحل لہما ان یشہدا بذلک یعنی علی اقرار
فلانۃ امایجوز ان یشہدا ان امرأۃ اقرت بکذا وشہد عندنا شاھدان انہا فلانۃ بنت فلان ھکذا فی الملتقط
اوسی میں فتاوی ظہیریہ سے ہے اختلف المشائخ فی جواز تحمل الشہادۃ علی المرأۃ اذا کانت متنقبۃ بعض مشائخنا قالوا لا یصلح
التحمل علیہا بدون رؤیۃ وجہہا وبعض مشائخنا توسعوا فی ھذا وقالوا یصح عند التعریف وتعریف الواحد کفی والمثنی احوط والی ھذا
مال الشیخ الامام المعروف بخواھر زادہ والی القول الاول مال الشیخ الامام شمس الاسلام الاوزجندی والشیخ الامام ظہیر الدین
وضرب من المعقول یدل علی ھذا فانا اجمعنا علی انہ یجوز النظر الی وجہہا لتحمل الشہادۃ اھ قلت فقد اجمعوا علی حصول
المعرفۃ برؤیۃ الوجہ حتی جاز التحمل اجماعاً وعلی عدمہا بعدمہا حتی لم یجز التحمل عند قوم اصلاً واحتیج لما التعریف عند آخرین
مقاصد اہل تصویر ہی کو دیکھئے جو تصویر کسی کی یادگار کیلئے بنوائیں ہرگز بے چہرہ اوسپر راضی نہ ہوں گے نہ اپنے مقصود کو مفید جانیں گے

اگرچہ باقی تمام بدن کی تصویر ہو اور بارہا نیم قد بلکہ سینہ بلکہ صرف چہرہ پر قناعت کرتے اور اوسے اپنے مقصد کیلئے کافی سمجھتے ہیں جیسا کہ مصوروں میں بکثرت دائر وسائر اور سکہ کی تصویروں سے ظاہر اور خود یہ تصویر جس سے سوال ہے اوس پر شاہد کہ اوسکا بنانا یادگار ہی کیلئے تھا اور نصف سینہ تک قناعت کی تو بداہۃً ثابت ہوا کہ صرف چہرہ ہی وہ چیز ہے کہ تصویر کو معنی بت میں کرتا ہے اور صرف چہرہ ہی اس معنی کے افادہ میں کافی ہوتا ہے تو یہاں جنس مایعبد سے مراد صرف معنی بت میں ہونا ہے اگرچہ نہ خود وہ معبود مشرکین ہو نہ اوس کا ذوالصورۃ تو وہ اوس حالت پر ہو کہ مشرکین اپنی عبادت کیلئے عادۃً لازم رکھتے ہیں کہ یہ سب زوائد ہیں اور یہاں غیر ملحوظ۔ یہاں صرف اوس قدر درکار ہے کہ تصویر کسی صورت حیوانیہ کیلئے مرآۃ ملاحظہ ہو اور اس کا مدار صرف چہرہ پر ہے تو قطعًا یہ سب تصویریں معنی بت میں ہیں اور ان کا مکان میں باعزاز رکھنا نصب کرنا چوکٹھوں میں رکھکر دیوار پر لگانا یا پردے یا دیوار یا کسی اونچی رہنے والی شے پر اوس کا منقوش کرنا اگرچہ نیم قد یا صرف چہرہ ہو یا دیوارگیروں پر انسان یا حیوان کے چہرے لگانا یا پانی کے نل کے مونھ یا لاٹھی کی بالائی شام پر کسی حیوان کا چہرہ بنوانا یا ایسی کسی بنی ہوئی چیز کو رکھنا استعمال کرنا سب ناجائز وحرام ومانع دخول ملئکہ علیہم الصلاۃ والسّلام اور اوس مکان میں نماز یقینا مکروہ پھر اگر تشبہ خاص بھی پایا جائے جیسے مصلی کے سامنے ہونا تو نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ قد آدم آئینے جن میں اونچی بڑی بڑی آدمیوں اور جانوروں کی تصویریں ہوں دیوار قبلہ میں نصب کرکے اون کی طرف نماز پڑھنے میں نہ عبادت صورت کی مشابہت ہے نہ شرع مطہر کی مخالفت حاشا ہرگز کوئی نہیں کہہ سکتا تو ثابت ہوا کہ صواب عامہ کتب ائمہ کے ساتھ ہے جن میں صرف قطع راس ومحو وجہ پر اکتفا فرمایا اور دیگر اعضا کا اون پر قیاس ہرگز نہ روایۃً منقول نہ درایۃً مقبول لاجرم سربریدہ میں ممانعت نہ ہوئی کہ معنی بت میں نہ رہی اور دست و پا بریدہ ناجائز ہوئی کہ معنی بت باقی سوال دوم حل ہوا۔ اتنی چھوٹی تصویر کہ نظر میں متمیز نہ ہو مرآۃ ملاحظہ نہیں کہ آپ ہی زیر ملاحظہ نہیں یوہیں مستور کہ وہ بھی خود ملاحظہ سے مہجور مرآۃ ملاحظہ ہونا تو اور دور اور معنی بت کے حصول کو یہ بھی ضرور کہ مشرکین بتوں کو اسی لئے بناتے ہیں کہ اون کے آلہۂ مزعومۂ باطلہ کے مرآۃ ملاحظہ ہوں تو یہاں بھی وہ معنی مفقود سوال سوم حل ہوا وللہ الحمد حمدًا کثیرًا طیبا مبارکا فیہ کما یحب ربنا ویرضی وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا ومولٰینا وآلہ وصحبہ ابدا۔ ہکذا ینبغی التحقیق واللہ تعالٰی ولی التوفیق وقد کان یختلج فی قلبی الکلام علیہ منذ زمان وکنت ارجوان یفتح اللہ تعالٰی بالحق فہذا اوان یسرہ المولٰی سبحنہ وتعالٰی ولہ الحمد **اقول** وبہ الفضل وللہ الحمد خلاف نقلہ القہستانی عن المحیط فی اتخاذ الراس ونقلہ عنہ فی ردالمحتار ولم یذکر **وافیہ ترجیحا** فثبت بحمد اللہ تعالٰی ترجیح المنع اقول ثم لایذھبن عنک ان المراد بالاتخاذ الاقتناء کما فی قول القہستانی بعدہ باسطر یکرہ اتخاذ الصور فی البیوت ثم قولہ بعدہ لایکرہ اتخاذہا ان صغرت اما اصبطنا عد فلایجوز بحال وان صرح علماؤنا بجواز اتخاذ الانف والسن والاصبع من فضۃ لمقطوعہا فان الفرق بین ماذکر وابین اتخاذ الرأس مما لایخفی علی بلید فضلا عن عاقل واللہ تعالٰی اعلم **رابعًا اقول** وباللہ التوفیق ایک اور نکتہ بدیعہ ہے جس پر تنبہ لازم یہاں چار صورتیں ہیں **اول** تصویر کی توہین مثلاً فرش یا انداز میں ہونا کہ اوس پر چلیں پاؤں رکھیں یہ جائز ہے اور مانع ملئکہ نہیں اگرچہ بنانا بنوانا ایسی تصویروں کا بھی حرام ہے۔ کما فی الحلیۃ والبحر وغیرہما **دوم** جس چیز میں تصویر ہو اوسے بلا اہانت رکھنا مگر وہ ترک اہانت بوجہ تصویر نہو بلکہ اور سبب سے جیسے روپے کو سنبھال کر رکھنا زمین پر پھینک نہ دیتا کہ یہ بوجہ تصویر نہیں بلکہ بہ سبب مال۔ اگر سکہ میں تصویر نہ ہوتی جب بھی وہ ایسی ہی احتیاط سے رکھا جاتا۔ یہ بحال ضرورت جائز ہے جس طرح روپے میں کہ تکریم تصویر مقصود نہیں اور بے تصویر کا یہاں چلتا نہیں اور اس پر سے تصویر مٹائیں تو چلیگا نہیں الضرورت تبیح المحظورات یوہیں اسٹامپ کی تصویریں اور ڈاک کے ٹکٹ اگر اون کی تصویریں ایسی چھوٹی نہ ہوں کہ زمین پر رکھکر کھڑے ہوکر دیکھنے سے تفصیل اعضا ظاہر نہ ہو جیسے اشرفی مہر اوسکے رکھنے کا ویسے ہی جواز ہے اوسکی تصویر میں ایسی ہی چھوٹی ہیں اور بلاضرورت داخل کراہت کہ اگرچہ ترک اہانت دوسری وجہ سے ہے

مگر لازم تو تصویر کی نسبت بھی آیا حالانکہ ہمیں اوسکی اہانت کا حکم ہے عنایہ سے گزرا نحن امرنا باھانتھا تو ترک اہانت میں ترک حکم ہے اور ضرورت نہیں کہ حکم جواز لائے چاقو وغیرہ پر جو تصویریں ہوتی ہیں اسی حکم میں داخل ہیں اگر بڑی ہوں تو اونھیں مٹا دے یا کاغذ وغیرہ لگا دے ورنہ مکروہ ہے۔ یہ بھی اوس وقت کہ رکھنے والے کو اوس شے سے کام ہو تصویر مقصود نہ ہو ورنہ صورت سوم میں داخل ہوگا۔ **سوم** ترک اہانت بوجہ تصویر ہی ہو مگر تصویر کی خاص تعظیم مقصود نہ ہو جیسے جہال زینت و آرائش کے خیال سے دیواروں پر تصویریں لگاتے ہیں یہ حرام ہے اور مانع ملئکہ علیہم الصلاۃ والسلام کہ خود صورت ہی کا اکرام مقصود ہوا اگرچہ اوسے معظم و قابل احترام نہ مانا۔ **چہارم** صرف ترک اہانت نہ ہو بلکہ بالقصد تصویر کی عظمت و حرمت کرنا اوسے معظم دینی سمجھنا اوسے تعظیماً بوسہ دینا سر پر رکھنا آنکھوں سے لگانا اوس کے سامنے دست بستہ کھڑا ہونا اوس کے لئے جانے پر قیام کرنا اوسے دیکھکر سر جھکانا وغیر ذلک افعال تعظیم بجا لانا یہ سب سے اخبث اور قطعاً یقیناً اجماعاً اشد حرام و سخت کبیرۂ ملعونہ ہے اور صریح کھلی بت پرستی سے ایک ہی قدم پیچھے ہے اسے کوئی مسلمان کسی حال میں حلال نہیں کہہ سکتا اگرچہ لاکھ مقطوع یا صغیر یا مستور ہو یہ قیدیں سب صورت سوم تک تھیں قصداً التعظیم تصویر ذی روح کی حرمت شدیدہ عظیمہ میں نہ کوئی تقیید ہے نہ کسی مسلمان کا خلاف متصور بلکہ قریب ہے کہ اوسکی حرمت شدیدہ اس ملت حنفیہ کے ضروریات سے ہو تو اوس کا استحسان بلکہ صرف استحلال یعنی جائز جاننا ہی سخت امر عظیم کا خطرہ رکھتا ہے والعیاذ باللہ تعالٰی صورت مذکورۂ سوال یہی صورت چہارم ہے کہ اوسے تبرک کے طور پر رکھنا اوس کے سبب نزول برکت جاننا اوسے برزخ ٹھہرانا رب عزوجل تک وصول کا ذریعہ بنانا یہ سب وہی سخت اشد کبیرہ ہے اور عادۃً اس حالت میں اوسکے ساتھ وہی افعال تعظیم بجا لائیں گے جن کے حلال جاننے پر تجدید اسلام مناسب ہے نسأل اللہ السلامۃ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم ناواقف سمجھتے ہیں کہ حضور پرنور سید الاسیاد امام الافراد واہب المراد باذن الجواد غوث الاقطاب والاوتاد سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ ان کی اس حرکت سے خوش ہوں گے کہ اون کے صاحبزادہ کی ایسی تعظیم کی حالانکہ سب سے پہلے اس پر سخت ناراض ہونے والے سخت غضب فرمانے والے حضور اقدس ہوں گے رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ اللہ تعالٰی ہدایت و استقامت بخشے آمین۔ واذقد خرجت العجالۃ فی صورۃ رسالۃ وکان ترصیفھا فی النصف الاول من شھر النور والسرور شھر ربیع الاول ۱۳۳۱ھ ناسب ان اسمیھا عطایا القدیر فی حکم التصویر ۱۳۳۱ وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا و مولینا محمد و آلہ وصحبہ وسلم واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ از صاحب گنج گیا مسئولہ چراغ علی صاحب ۲۵ ربیع الاول شریف ۱۳۳۱ھ

مولانا صاحب دام مجدہٗ السلام علیکم

مسلمان شخص جب دشمن کسی مسلمان کا ہو تو اوس کے کہنے　　بغیر تعین و تشخص کے خواہ مسلمان کا ہو یا کافر کا اوس کے لئے اللھم خیر لنا و شر لاعداءنا پڑھنا چاہئے یا نہیں ونیز واطمس علٰی وجوہ اعدائنا ونیز اللھم نجعلک فی نحورھم ونعوذ بک من شرورھم وغیرہ وغیرہ

الجواب

اللھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذ بک من شرورھم اپنے تحفظ کی دعا ہے یہ ہر مخالف کے مقابل روا ہے باقی دعائے شر و خیر کافر و بدمذہب پر کی جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من احب للہ وابغض للہ واعطی للہ ومنع للہ فقد استکمل الایمان سنی صحیح العقیدہ پر نہ کی جائے اگرچہ اپنا کتنا ہی مخالف ہو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لا تباغضوا ولا تحاسدوا ولا تدابروا وکونوا عباد اللہ اخوانا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از مرسنیا تھانہ جہان آباد ضلع پیلی بھیت مرسلہ شیخ ممتاز حسین صاحب ۶ ربیع الآخر ۱۳۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمار دین اس مسئلہ میں کہ اکثر دیکھا ہے کہ میلاد شریف میں مردوں کو دو حصے اور لڑکوں کو ایک دیا جاتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں (۲) چھوٹے بتاسے مٹھی بھر دیئے جاتے ہیں کسی کو کم کسی کو زیادہ پہنچتے ہیں اس میں کچھ حرج ہے یا نہیں (۳) اگر بتاسے ختم ہوگئے اور کچھ آدمی رہ گئے تو کچھ حرج ہوا یا نہیں (۴) اگر میلاد شریف بغیر شیرینی کے پڑھا جائے (۵) میلاد شریف ختم ہونے پر مرد کسی کام کے سبب چلا گیا تو کچھ گناہ ہوا (۶) میلاد شریف جس کے یہاں ہو اوس سے کچھ رنج ہو یہ سننے جائے اور شیرینی نہ لے تو کیا گناہ ہے (۷) اگر شیرینی تقسیم کے بعد بچالے۔

الجواب

(۱) حسب رواج مردوں کو دو حصے لڑکوں کو ایک دینے میں حرج نہیں کہ بوجہ رواج کسی کو ناگوار نہیں ہوتا (۲) مٹھی سے کم بیش پہنچنے میں بھی حرج نہیں مگر اتنی کمی نہ ہو کہ اوسے ناگوار گزرے اوس کی ذلت سمجھی جائے (۳) کچھ آدمی رہ گئے تو اگر ہو سکے تو اور منگاکر اون کو بھی دے انکار کر دینا مناسب نہیں اور نہ ہو سکے تو اون سے معذرت کرلے (۴) میلاد شریف بغیر شیرینی بھی ہو سکتا ہے اصل مراد تو ذکر شریف ہے (۵) ختم کے بعد جو چلا گیا اوس پر کچھ الزام نہیں (۶) میلاد شریف سننے کو حاضر ہو اور شیرینی نہ لے تو حرج نہیں جبکہ اس میں صاحب خانہ کی دل آزاری نہ ہو ورنہ بلا وجہ شرعی مسلمان کی دل آزاری کی اجازت نہیں۔ (۷) تقسیم کے بعد شیرینی بچ رہے تو وہ اوس کا مال ہے جو چاہے کرے اور بہتر یہ ہے کہ اوسے بھی عزیزوں قریبوں ہمسایوں دوستوں مسکینوں پر بانٹ دے کہ جتنی چیز اللہ عزوجل کیلئے نکالی اوس میں سے کچھ بچا لینا مناسب نہیں۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ از سیتاپور محلہ قضیارہ مکان قاضی سید محمد رضا صاحب ۷ ربیع الآخر ۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمار دین اس مسئلہ میں کہ تعزیہ بنانا کیسا ہے اور اوس پر شیرینی وغیرہ چڑھانا کیسا ہے اور بنانے والے اور تعظیم کرنے والے کا عندالشرع کیا حکم ہے اور جو شخص تعزیہ کے ناجوازی کا قائل ہے اوس کو کافر یا مرتد کہنا اور کافر سمجھکر اوس کے پیچھے نماز نہ پڑھنا کیسا ہے اور تعزیہ داری میں غلو کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

تعزیہ رائجہ ناجائز و بدعت ہے اور اوسکا بنانا گناہ و معصیت اور اوس پر شیرینی وغیرہ چڑھانا محض جہالت اور اوس کی تعظیم بدعت و جہالت۔ اور جو تعزیہ کو ناجائز کہے صرف اس بنا پر اوسے کافر یا مرتد کہنا اشد عظیم گناہ کبیرہ ہے کہنے والے کو تجدید اسلام و نکاح چاہیئے یوہیں اسوجہ سے اوسکے پیچھے نماز نہ پڑھنا مردود و باطل ہے البتہ اگر کسی وہابی کو کافر مرتد کہا تو مضائقہ نہیں اور وہابی کے پیچھے نماز بیشک ناجائز ہے جو تعزیہ داری میں غلو رکھے یا اوس سے معروف ہو اگرچہ غلو نہ رکھے اوسکے پیچھے بھی نماز نہ چاہیئے مگر پڑھیں تو ہو جائیگی ہاں اوسے امام بنانا منع ہے۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ۔ از خیرآباد ضلع سیتاپور محلہ میاں سرائے قدیم مدرسہ عربیہ مرسلہ مولوی سید فخرالحسن صاحب ۷ ربیع الآخر ۳۱ھ

تفصیل حقوق اللہ و حقوق العبد کے دیکھنے کی خاص ضرورت درپیش ہے اگر کتب دینیہ میں سے کسی کتاب میں مفصلا حقوق درج ہوں تو نام کتاب سے مع پتہ باب و فصل مشکور فرمائی جائے ورنہ ایسی کچھ ہدایت فرمائی جائے جس سے پورے طور پر تفصیل حقوق اللہ و حقوق العبد کی دریافت ہو جاوے۔

الجواب

حقوق اللہ و حقوق العباد بیشمار ہیں بلکہ تمام شریعت مطہرہ بلکہ فقہین اکبر و اصغر سب انھیں کی تفصیل میں ہیں تمام علوم دینیہ کا کوئی حکم ان سے باہر نہیں فتاوای فقیر میں حقوق والدین و حقوق زوجین و حقوق اولاد کا قدرے بیان ہے کتاب مستطاب احیاء العلوم شریف میں زیادہ تفصیل ہے جلد ثانی کتاب آداب الاخوۃ ملاحظہ ہو۔ واللہ سبحنہ و تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ از موضع سرنیاں مسئولہ امیر علی صاحب ١١ جمادی الاولی ١٣٢١ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید چند بار اہل ہنود کی برات میں شریک ہوا ہے اور ہر ایک غمی شادی میں شریک ہوتا ہے اب زید کے یہاں شادی ہے بہت ہنود شامل برات ہوں گے اور زید کے یہاں عورات ڈھول بجائیں گی اور ناچ بھی برات میں ہوگا تو زید کے لئے کیا حکم ہے اور سائل کو کھانے میں شریک ہونا چاہئے یا کہ نہیں بینوا توجروا۔ دیگر عمرو دریافت کرتا ہے اہل ہنود مزدوری میں لیا اوس کو مزدوری خوراک دینا جو کہ رسم مزدوری کی ہے دیگر عمرو دریافت کرتا ہے کہ میرے کھیت کے پاس ہنود کا کھیت ہے اور اکثر ایسا بھی ہے ایک کھیت کے درمیان ایک کھیت ہے اور کام کاشتکاری میں بضرورت کسی کام کے کچھ کہنا پڑتا ہے اور بغیر ضرورت کے نہیں دیگر کسی ہنود سے کوئی کام میل کھانے سے نکلتا ہو تو انسیت پیدا کرے یا نہیں۔ فقط بینوا توجروا

الجواب

اس صورت میں ظاہر ہے کہ زید فاسق فاجر ہے سائل اگر اوس پر ایسا دباؤ رکھتا ہے کہ اوسے روک سکے گا تو ضرور شریک ہوکر روکے اور اگر اوسے اتنا عزیز ہے کہ اسکا شریک نہ ہونا اوسے گوارا نہ ہوگا اور اوسکی شرکت کی غرض سے وہ ناجائز باتیں اوٹھا دیگا تو سائل پر لازم ہے کہ شرکت سے صاف انکار کردے جبتک وہ اون ناپاکیوں سے باز نہ رہے اور اگر یہ دونوں باتیں نہیں تو سائل اگر قوم کا پیشوا ہے تو ہرگز ہرگز شریک نہ ہو اور اگر عوام میں سے ہے اور وہ حرام جلسہ جلسۂ طعام کے مکان میں کھانے والوں کے سامنے ہوگا جب بھی ہرگز نہ جائے اور اگر حرام جلسہ الگ ہے اور کھانے کا مکان الگ تو اختیار ہے اور بہتر یہی ہے کہ کوئی مسلمان شریک نہ ہو ہنود کو مزدوری میں لینا اور مزدوری کی خوراک دینا جائز ہے۔ ضرورت کے سبب کوئی بات ہنود سے کرلینے میں حرج نہیں جبکہ وہ بات خود ایک جائز امر ہو۔ دلی انس کسی کافر سے کرنا حرام ہے اور ظاہری میل جس میں نہ کافر کی تعظیم ہو نہ مسلمان کی ذلت نہ کوئی طریقہ ناجائز برتا جائے کسی جائز کام کے سبب ہنود سے کرلینے میں حرج نہیں بلاضرورت اس سے بھی بچے کہ آپس میں راہ و رسم بڑھکر اکثر ناجائز باتوں تک پہنچا کرتے ہیں ومن رتع حول الحمی اوشک ان یقع فیہ۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ۔ ایضاً از موضع مذکور بتاریخ مذکور۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں زید نکاح حرام سے پیدا ہوا تھا باپ زید کا فوت ہوگیا اور والدہ زندہ موجود ہے اب اوس لڑکے کی شادی ہے تو اب اس شادی میں اہل برادری کا شامل ہونا اور سائل کا شامل ہونا اور بکر کا لڑکی نکاح میں دینا زید کو امامت کرنا اور پیشتر جو شخص زید کے باپ کے شریک ہوئے تھے اون سب کیلئے کیا حکم ہے۔

الجواب

اوس کی شادی میں شامل ہونا کچھ جرم نہیں باپ اگر مصلحت جانے اپنی لڑکی کا نکاح بھی اوس سے کرسکتا ہے زید کی امامت بلاکراہت جائز ہے جبکہ سب موجودین جماعت میں اوسی کو نماز وطہارت کے مسائل کا علم ہو ورنہ دوسرے کی امامت اولٰی ہے۔ زید کے باپ کے اوس حرام نکاح کرانے میں جو دانستہ شریک ہوئے تھے سخت گنہگار ہیں ورنہ اگر اوسکا فسق علانیہ تھا جب بھی اوسے بچنا اولٰی تھا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از سنبھل ضلع مرادآباد محلہ ٹیلہ مرسلہ نادر حسین صاحب ١٤ جمادی الاولی ١٣٢١ھ

زید نے بھنگی کے گھر پر جاکر اوس کے گھر کے کھانے پکے ہوئے پر فاتحہ جناب شاہ بدیع الدین یعنی مدار صاحب دیگر کچھ دام اور شیرینی اور خشک آٹا وغیرہ اپنے گھر لاکر استعمال میں لایا اور سالہا سال سے ایسا ہی کیا کرتا ہے یعنی وہ اپنا اسے پیر سمجھتے ہیں اب دریافت طلب امر ہے زید کا یہ فعل شرعاً جائز تھا یا ناجائز اگر جائز تھا تو احکام شرعیہ کے کون شئی کے جواز سے اور اوس کے لائے

جنس کا کھانا دوسرے مسلمان کو چاہئے یا نہیں اور اگر ناجائز تھا تو اوسکی نسبت کیا حکم مسلمانوں کو اوس سے بچنا بہتر ہے یا نہیں۔

الجواب

زید بے قید کا یہ فعل بہت ناپاک و بد ہے یہاں علی العموم بھنگی کفار ہیں۔ اور کافر کی کوئی نیاز کوئی عمل قبول نہیں نہ ہرگز اوسپر ثواب ممکن جسے پہنچایا جائے قال اللہ تعالی وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلناہ ھباء منثورا ۵ اوسکے کھانے پر فاتحہ دینا اوسکا ثواب پہنچنے کا اعتقاد ہے اور یہ قرآن عظیم کے خلاف ہے زید پر توبہ فرض ہے بلکہ تجدید اسلام و نکاح چاہئے بھنگی کا صدقہ جو یہ شخص لاتا اور کھاتا ہے اسلام کو ذلیل اور مسلمانوں کو متنفر کرتا ہے مسلمان اوسے نہ کھائیں اور یہ شخص تائب نہ ہو تو اوسے بھنگیوں ہی پر چھوڑ دیں۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ از ڈیسہ　　اسحاق اللہ ملک گجرات مرسلہ پیرزادہ محمد معصوم شاہ صاحب ١٧ جمادی الاولی ١٣٣١ھ

بخدمت جناب مجدد ہند مولانا مولوی صاحب احمد رضا خانصاحب بعد تسلیم کے گزارش حال یہ ہے کہ آپ کے نام پیر ڈیسہ سے فتوی لکھا ہے وہ شخص مولوی اشرف علی کا پیرو ہے اور یہاں پر چار سو مکان سنت جماعت کے ہیں اونکو مولوی اشرف علی کے پیرو کرنا چاہتا ہے یعنی ہمارے پر دستور ہے کہ شادی میں نکاح کیوقت تاشہ بجایا کرتے ہیں اوس کا سبب یہ ہے کہ غیر مقلد ہماری جماعت میں نہ آنے پائیں مگر یہ شخص اشرف علی کے پیرو ہوکر تاشہ بجانا منع کرتا ہے اور جس شے میں گناہ نہ ہو اوسکو بھی منع کرتا ہے اس واسطہ آپ اسحاق اللہ کے نام پر لکھنا تاکہ ہم ان شیطانوں کے پھندوں سے بچیں اگرچہ یہاں پر تاشہ بجنا بند ہووے تو ہمکو اپنے مذہب سے پھر جانے کا خوف ہے۔

الجواب

جناب پیرزادہ صاحب دام مجدہم تسلیم۔

شرع مطہر نے شادی میں دف جس میں جلاجل نہوں اور قانون موسیقی پر نہ بجائیں جائز رکھا ہے ڈھول تاشے باجے جس طرح رائج ہیں جائز نہیں ناجائز بات کو اگر کوئی بدمذہب یا کافر منع کرے تو اوسے جائز نہیں کیا جاسکتا کل کو کوئی وہابی ناچ کو منع کرے تو کیا اوسے بھی جائز کر دینا ہوگا سنی مسلمانوں کو دین پر ایسا بودا اپوچ اعتقاد نہ چاہئے کہ گناہ کی اجازت نہ ملے تو دین ہی سے پھر جائیں دین پر اعتقاد ایسا چاہئے کہ لاتشرک باللہ وان حرقت اگر کوئی جلاکر خاک کر دے تو دین سے نہ پھرے اللہ عزوجل فرماتا ہے ومن الناس من یعبد اللہ علی حرف فان اصابہ خیر ن اطمان بہ وان اصابتہ فتنۃ ن انقلب علی وجھہ خسر الدنیا والاخرۃ ذلک ھو الخسران المبین ۵ کچھ لوگ کنارے پر کھڑے اللہ کو پوجتے ہیں اگر کوئی بھلائی پہنچی جب تو خوش ہیں اور کوئی آزمائش ہوئی تو اولٹے مونھ پلٹ گئے ایسوں کا دنیا و آخرت دونوں میں گھاٹا یہی صریح زیانکاری ہے۔ والعیاذ باللہ تعالی واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ　　از سرنیان ضلع بریلی مرسلہ امیر علی صاحب قادری ٢ رجب ١٣٣١ھ

شفاخانہ کی دوا استعمال کرنے کا کیا حکم ہے۔

الجواب

انگریزی دوا جس میں شراب پڑتی ہے جیسے ٹنکچر وہ مطلقا ناجائز ہے اور جس دوا میں کوئی ناپاک یا حرام چیز معلوم نہ ہو اوس سے بچنا بہتر ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ　　اہل ہنود سے بیماری کی دوا کرانا کیسا ہے

الجواب　　طبیب اگر کوئی ناجائز چیز دوا میں بتائے جب تو جائز نہیں اگرچہ طبیب مسلمان ہو اور جائز چیز میں حرج نہیں

اگرچہ کافر ہو مگر ہندؤں کی طب عقلی اصول کے خلاف اور اکثر مضر ہوتی ہے لہذا بچنا چاہئے واللہ تعالی اعلم

قرآن شریف پڑھنے کے وقت سلام کرنا یا لینا کیسا ہے۔

الجواب۔ قرآن شریف پڑھنے والے پر سلام کرنا ناجائز ہے اور اوسے اختیار ہے کہ جواب نہ دے اور قرآن پڑھنے والے کو دوسرے پر سلام کرنے کی اجازت ہے جبکہ وہ معظم دینی ہو یا اوسے سلام نہ کرنے میں اندیشۂ مضرت ہو۔ واللہ تعالی اعلم۔

کن شخصوں کی تعظیم کیلئے تلاوت قرآن مجید کی موقوف کرسکتا ہے۔

الجواب۔ قرآن شریف پڑھنے میں کسی کی تعظیم کو قیام جائز نہیں مگر باپ یا علم دین کا استاد یا پیر ومرشد یا عالم دین یا بادشاہ اسلام یا بمجبوری اوسکے لئے کہ اگر قیام نہ کرے تو اوس سے ضرر پہنچنے کا ظن غالب ہو۔ واللہ تعالی اعلم۔

سونے سے اوٹھکر آیۃ الکرسی پڑھنا کیسا ہے بعض استاد حقہ پیتے ہیں اور شاگرد کو پڑھاتے جاتے ہیں

الجواب۔ سونے سے اوٹھکر ہاتھ دھوکر کلی کرلے اوسکے بعد آیۃ الکرسی پڑھے اگر مونھ میں حقہ وغیرہ کی بدبو ہو یا کوئی کھانے پینے کی چیز ہو تو بغیر کلی کئے تلاوت نہ کرے جو استاد ایسا کرتے ہیں برا کرتے ہیں واللہ تعالی اعلم۔

عورت یا مرد کو سر میں گھی ڈالنا پھوڑے پھنسی پر استعمال کرنا

الجواب۔ جائز ہے مگر اسکا خیال رہے کہ سر میں بدبو نہ پیدا ہو دھوتا رہے اگر بدبو آنے لگے گی نماز مکروہ ہوگی اور مرد کو مسجد میں جانے جماعت میں شریک ہونے سے محروم ہونا پڑیگا اور یہ جائز نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

نیا کپڑا یا جوتا استعمال کرنے پر کیا پڑھے اور کون سے روز استعمال کرے درزی کو کون سے روز سلنے کو دے۔

الجواب۔ بسم اللہ کہکر پہنے اور پہنکر پڑھے الحمد للہ الذی کسانی ھذا ورزقنیہ من غیر حول منی ولا قوۃ۔ اور کپڑے کے استعمال یا درزی کو دینے کے لئے کوئی خصوصیت نہیں ہاں منگل کے دن کپڑا قطع نہ کیا جائے مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ نے فرمایا جو کپڑا منگل کے روز قطع کیا جائے یا جلے یا ڈوبے یا چوری جائے۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ از کمیلہ ضلع بنگالہ مرسلہ مولوی عبدالحکیم صاحب ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شب برات میں حلوہ وغیرہ بناتے ہیں اور خوشی کرتے ہیں اور آتشبازی وغیرہ چھوڑتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں اور روز متعین کرکے کرنا یہ جائز ہے یا نہیں اور بعض لوگ بدعت کہتے ہیں اور وہ کس وقت سے ہے آیا یہ حدیث و قرآن سے ثابت ہے یا نہیں اور تسبیح وتہلیل و قرآن مجید پڑھکر اجرت لینا جائز ہے یا نہیں اور مردہ کو ثواب ملے گا یا نہیں اور مولود شریف میں اشعار وغیرہ راگ سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں اکثر لوگ گاتے ہیں ملک بنگالہ میں کہ جہاں لوگ اردو نہیں سمجھتے ہیں فقط خوش الحانی کو سنتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں اور بعض لوگ مولود شریف اور قیام کے منکر ہیں آیا مولود شریف حدیث وقرآن سے ثابت ہے یا نہیں اور قدمبوسی کتنے آدمیوں کی کرنا جائز ہے اور جلسہ میں کوئی خوشی وغیرہ کی بات اگر لوگ سنتے تو ہاتھ کی تالی دیتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

حلوہ وغیرہ پکانا فقراء پر تقسیم کرنا احباب کو بھیجنا جائز ہے اللہ کے فضل ونعمت پر خوشی کرنے کا قرآن مجید میں حکم ہے۔ جائز خوشی ناجائز نہیں۔ آتشبازی اسراف وگناہ ہے دن کے تعیین میں جرم نہیں جبکہ کسی غیر واجب شرعی کو واجب شرعی نہ جانے۔ بدعت کہنے والے خود بدعتی ہیں۔ قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ جو کچھ قرآن وحدیث نے منع نہ فرمایا اوس سے منع کرنے والا بدعتی ہے تسبیح وتہلیل وتلاوت قرآن مجید پر اجرت لینا حرام ہے۔ مردہ کو اس کا کچھ ثواب نہیں مل سکتا۔ خوش الحانی جائز ہے جبکہ مزامیر وفتنہ ساتھ نہ ہو میلاد مبارک قیام کے آجکل منکر وہابیہ ہیں اور وہابیہ گمراہ بے دین میلاد شریف قرآن عظیم کی متعدد آیات کریمہ اور

حدیث صحیح سے ثابت ہے جسکی تفصیل اذاقۃ الأثام میں ہے معظمان دینی مثل پیر و عالم دین وسادات وسلطان عادل و والدین کی جائز ہے تالی بجا نانصاری کی سنت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از قصبہ بشارت گنج ضلع بریلی متصل بڑی مسجد مرسلہ نجو خاں فوجدار یعنی ہاتی والہ۔ ۲۵ محرم الحرام ۱۳۳۲ھ

۱۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ عملیات یعنی تعویذ وغیرہ کتابوں سے کرنا حق ہے یا باطل کس طور سے جواز اور کس طریق سے ناجائز رقم فرمائیں۔

۲۔ مسئلہ ثانی یہ کہ ایک رکعت نماز قاضی الحاجات کے جواہر خمسہ میں مرقوم ہے طریقہ پڑھنے کا یہ ہے کہ اول ایک رکعت کے نیت کرکے اول اوس رکعت میں بیس بار الحمد شریف پڑھے ایک بار قل ہو اللہ شریف پڑھے بعد سلام کے بیالیس بار یہ پڑھے الٰہی بحرمت وہ وقت کہ تھا تو دوسرا کوئی نہ تھا اور سر کے ٹوپی دہنی طرف رکھدے اور بیالیس بار یہ اسم پڑھے گا آگے بائیں طرف ٹوپی سر کے رکھدے پھر یہ پڑھے الٰہی بحرمت وہ وقت کہ تو ہوئے دوسرا کوئی نہ ہوئے پھر دعا اور مناجات کرے کہتے ہیں مقبول بارگاہ ہو یہ نماز جائز ہے یا نہیں حدیث شریف سے ثبوت ہے یا نہیں اگر حدیث شریف سے ثبوت نہ ہو اور کوئی طریق سے یہ نماز جائز ہے یا نہیں اگر جائز نہو تا جواہر خمسہ میں کیوں لکھتا جواہر خمسہ قابل دید کتاب نہیں ہے۔

۳۔ مسئلہ ثالث یہ کہ مجلس وعظ یا میلاد شریف میں لوگوں کو وجد آجاتے ہیں اوسمیں پاگل کی طرح ہاتھ اور پاؤں ہلاتے ہیں یہ کیسے جائز ہے یہ کیا بات ہے بعض آدمی سر ہلاتے نہ بیہوش ہوتے ہیں یہ کیا بات ہے یہ کیا علامات عشق ہے یا کیا ہے تحریر فرماکر سرفراز فرمائیں زیادہ سلام۔

الجواب

عملیات وتعویذ اسمائے الٰہی وکلام الٰہی سے ضرور جائز ہیں جبکہ اون میں کوئی طریقہ خلاف شرع نہ ہو مثلاً کوئی لفظ غیر معلوم المعنی جیسے حفیظی رمضان کعسلہون اور دعائے دفع طاعون میں طاسوسا ماسوسا عاسوسا ایسے الفاظ کی اجازت نہیں جبتک حدیث یا آثار یا اقوال مشائخ معتمدین سے ثابت نہ ہو یوہیں دفع صرع وغیرہ کے تعویذ کہ مرغ کے خون سے لکھتے ہیں یہ بھی ناجائز ہے اس کے عوض مشک سے لکھیں کہ وہ بھی اصل میں خون ہے یوہیں حب وتسخیر کیلئے بعض تعویذات دروازہ کی چوکھٹ میں دفن کرتے ہیں کہ آتے جاتے اوس پر پاؤں پڑیں یہ بھی ممنوع وخلاف ادب ہے اسی طرح وہ مقصود جس کے لئے وہ تعویذ یا عمل کیا جائے اگر خلاف شرع ہو ناجائز ہو جائیگا جیسے عورتیں تسخیر شوہر کیلئے تعویذ کراتی ہیں یہ حکم شرع کا عکس ہے اللہ عزوجل نے شوہر کو حاکم بنایا ہے اوسے محکوم بنانا عورت پر حرام ہے۔ یوہیں تفریق وعداوت کے عمل وتعویذ کہ محارم میں کئے جائیں مثلاً بھائی کو بھائی سے جدا کرنا یہ قطع رحم ہے اور قطع رحم حرام یوہیں زن وشو میں نفاق ڈلوانا حدیث میں فرمایا لیس منا من خبب امرأۃ علی زوجھا جو کسی عورت کو اوسکے شوہر سے بگاڑ دے وہ ہمارے گروہ سے نہیں بلکہ مطلقاً دو مسلمانوں میں تفریق بلاضرورت شرعی ناجائز ہے حدیث میں فرمایا لاتباغضوا ولاتدابروا الی قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وکونوا عباد اللہ اخوانا غرض نفس عمل یا تعویذ میں کوئی امر خلاف شرع ہو یا مقصود میں تو ناجائز ہے ورنہ جائز بلکہ نفع رسانی مسلم کی غرض سے محمود وموجب اجر قال صلی اللہ تعالی علیہ وسلم من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ تم میں جس سے ہوسکے کہ اپنے بھائی مسلمان کو کوئی نفع پہونچائے تو پہونچائے۔ رواہ مسلم عن جابر رضی اللہ تعالی عنہ۔ واللہ تعالی اعلم

۲۔ ایک رکعت تنہا پڑھنی ہمارے مذہب حنفی میں ممنوع ہے حدیث میں ہے نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم عن البتیراء جواہر خمسہ بہت عمدہ ومستند کتاب ہے مگر اوسمیں جو کچھ اعمال ارشاد ہوئے ہیں عام مسلمانوں کی منفعت کیلئے ہیں نہ کسی خاص گروہ کے واسطے یہ نماز اگر ہمارے یہاں ناجائز ہے شافعیہ کے نزدیک جائز ہے وہ اس سے فائدہ لے سکتے ہیں ان کتابوں کی نظیر بلاتشبیہ قرابادین اطبار کی طرح ہے کہ وہ ایک مرض کے متعدد نسخے لکھتے ہیں جو نسخہ جس مریض کے مزاج وحالات کے مطابق ہو وہ اوسے استعمال

کرے کسی مریض کا یہ کہنا کہ اسمیں فلاں جز و میرے خلاف ہے یا میرے مذہب میں روا نہیں یہ نسخہ کیوں لکھا محض بیجا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ اس کی تین صورتیں ہیں وجد کہ حقیقۃً دل بے اختیار ہو جائے اوسپر تو مطالبہ کے کوئی معنی نہیں دوسرے تواجد یعنی باختیار خود وجد کی سی حالت بنانا یہ اگر لوگوں کے دکھاوے کو ہو تو حرام ہے اور ریا اور شرک خفی ہے اور اگر لوگوں کی طرف نظر اصلا نہ ہو بلکہ اہل اللہ سے تشبہ اور بہ تکلف اونکی حالت بنانا کہ امام حجۃ الاسلام وغیرہ اکابر نے فرمایا ہے کہ اچھی نیت سے حالت بناتے بناتے حقیقت مل جاتی ہے اور تکلیف دفع ہو کر تواجد سے وجد ہو جاتا ہے تو یہ ضرور محمود ہے مگر اس کیلئے خلوت مناسب ہے مجمع میں ہونا اور ریا سے بچنا بہت دشوار ہے پھر بھی دیکھنے والوں کو بدگمانی حرام ہے اللہ عز وجل فرماتا ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ ؕ اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچو کہ کچھ گمان گناہ ہیں۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث گمان سے بچو کہ گمان سب سے بڑھکر جھوٹی بات ہے جسے وجد میں دیکھو یہی سمجھو کہ اوسکی حالت حقیقی ہے اور اگر تم پر ظاہر ہو جائے کہ وہ ہوش میں ہے اور باختیار خود ایسی حرکات کر رہا ہے تو اوسے صورت دوم پر محمول کرو جو محمود ہے یعنی محض اللہ کیلئے نیکوں سے تشبہ کرتا ہے نہ کہ لوگوں کے دکھاوے کو ان دونوں صورتوں میں نیت ہی کا تو فرق ہے اور نیت امر باطن جس پر اطلاع اللہ و رسول کو ہے جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو اپنی طرف سے بُری نیت قرار دے لینا بُرے ہی دل کا کام ہے ائمۂ دین فرماتے ہیں الظن الخبیث انما ینشأ من القلب الخبیث خبیث گمان خبیث ہی دل سے پیدا ہوتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مسئولہ فرحت اللہ صاحب از بدایون ۲۹ محرم ۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمار دین ومفتیان شرع متین مسئلۂ ذیل میں کہ ایک شخص معزز باوقعت ہے اور علم بھی رکھتا ہے اور نیز روزہ نماز کا بھی پابند ہے اوس کی نسبت چند معزز اشخاص وایک ہند وحکام اعلیٰ کے روبرو جن کے نزدیک وہ شخص باوقعت سمجھا گیا یہ لفظ ایک توہین کے ساتھ کہنا کہ یہ شخص قوم کا جولاہہ ہے یہ کہنا بروئے شرع شریف کیسا ہے اور نیز ایسا کہنے والا گنہگار ہے یا نہیں اگر ہے تو کس درجہ کا گنہگار ہے جواب سے تشفی بخشئے۔ بینوا توجروا

الجواب

اگر وہ شخص واقع میں قوم کا جولاہہ نہیں تو کذب ہوا افترا ہوا مسلمان کی ناحق ایذا ہوئی کہنے والا متعدد کبائر کا مرتکب ہوا۔ حق العبد میں گرفتار اور مستحق عذاب نار ہوا اوسپر فرض ہے کہ توبہ کرے اور اس شخص سے اپنی خطا کی معافی چاہے ورنہ طینۃ الخبال میں روکا جائے گا حتی یاتی بنفاذما قال یہاں تک کہ جو بات کہی اوس کا ثبوت لائے اور جبکہ بات خلاف واقع ہے تو اوسکا ثبوت کہاں سے لائے گا۔ طینۃ الخبال اوس آگ سے زیادہ گرم اور کھولتے ہوئے پیپ اور لہو کی نہر کا نام ہے جو دوزخیوں کے مونھ سے لیکر جمع ہوگی والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اور اگر واقع میں وہ شخص جولاہا تھا مگر اوسکے اظہار میں اوس وقت کوئی مصلحت شرعی نہ تھی صرف اوسکی ایذا وتفضیح مقصود تھی جب بھی یہ شخص گنہگار ہوا توبہ کرنا اور اوس سے معافی چاہنا اب بھی فرض ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من اٰذی مسلما فقد اٰذانی ومن اٰذانی فقد اٰذی اللہ جس نے کسی مسلمان کو بلا وجہ شرعی ایذا دی اوس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اوس نے اللہ عز وجل کو ایذا دی۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔ اور اگر اوسکے اظہار میں کوئی مصلحت شرعی تھی اور بات واقعی تھی تو اس قائل پر کوئی الزام نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از موضع منصور پور متصل ڈاکخانہ قصبہ شیشگڈھ تحصیل بہیڑی ضلع بریلی مرسلہ محمد شاہ خاں۔ ۳۰ محرم ۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمار دین اس مسئلہ میں کہ اکثر صاحبان کو دیکھا گیا کہ کعبہ شریف کی جانب پشت کر کے دیوار مسجد کے سہارے سے بیٹھ کر تسبیح وغیرہ پڑھتے ہیں ایسے صاحبان کے واسطے کیا حکم ہے۔

الجواب یہ نامناسب ہے حدیث میں ہے افضل المجالس ما استقبل به القبلة سب میں بہتر نشست رو بہ قبلہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ سود کھانا اور جوا کھیلنا اور زانی وغیرہا یہ سب فعل بد کی گناہ ایک برابر ہے یا نہ اور ایسے آدمی کے ساتھ کھانا پینا کیسا ہے۔ بینوا توجروا

الجواب یہ سب افعال حرام اور سخت کبائر ہیں اور ان میں سے کسی فعل کا مرتکب مستحق نار وغضب جبار ہے پھر زنا کہ سخت خبیث کبیرہ ہے اوس میں اگر حق العبد شامل نہ ہو تو سود اور جوا اوس سے بدتر ہیں سود کی نسبت صحیح حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا الربوا ثلث وسبعون حوبا ادناهن ان يقع الرجل على امه سود کھانا تہتر گناہوں کا مجموعہ ہے اون میں سے سب سے ہلکا گناہ ایسا ہے جیسے آدمی اپنی ماں سے زنا کرے اور اگر زنا میں حق العبد بھی شامل ہے تو وہ سود اور جوے دونوں سے بدتر ہے کہ سود اور جوے کا اثر مال پر ہے اور زنا کا ناموس پر اور ناموس مال سے عزیز تر ہے ایسے لوگوں کے ساتھ کھانا کھانا نہ چاہئے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ مسئولہ محمود حسن صاحب از بمبئی پوسٹ بائی کھلا ۲۰ صفر ۱۳۳۲ھ
کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسجد کے اندر نماز سے تمام فارغ ہونے کے بعد مصافحہ کے سوا پاؤں پڑنا جائز ہے یا نہیں بحوالہ کتب معتبرہ دالہ مع ثبت دو تین علماء و مہر رقم فرمائیں۔

الجواب پاؤں پڑنا بایں معنی کہ پاؤں پر سر رکھنا ممنوع ہے اور پاؤں کو بوسہ دینا اگر کسی معظم دینی کی تعظیم دینے کیلئے ہو تو جائز بلکہ سنت ہے احادیث کثیرہ اس پر ناطق ہیں۔ کما بیناها فی فتاوٰنا۔ اور اگر کسی مالدار کی دنیوی تعظیم کے لئے ہو تو مطلقاً ناجائز ہے فی الملتقط والهندية والدر وغيرها التواضع لغير الله تعالىٰ حرام مگر جبکہ صحیح مجبوری شرعی ہو کہ اوس کے ترک میں ضرر پہنچنے کا صحیح اندیشہ ہو تو اپنے بچاؤ کیلئے اجازت ہوگی فان الضرورات تبيح المحظورات مگر قلب میں اوس کی کراہت رکھنا لازم ہے فان لم يستطع فبقلبه وذلك اضعف الايمان۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ مسئولہ عبدالرحیم خاں صاحب از بہرم پور ضلع مرشد آباد بنگال ۲۱ صفر ۳۲ھ
کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین زید دعوی کرتا ہے کہ میں سنی ہوں اور امامت بھی کرتا ہے دلدل کے آگے مرثیہ پڑھتا ہوا کربلا تک گیا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنی کیسی ہے

الجواب ایسا شخص فاسق ہے جب تک توبہ نہ کرے اوسے امام بنانا گناہ ہے غنیہ میں فتاویٰ حجہ سے ہے لو قدموا فاسقا یأثمون۔ اور یہ ساختہ کربلا مجمع بدعات ہے دلدل بدعت ہے اور یہ رائج مرثیے معصیت ہیں واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ مسئولہ محمد رئیس الدین صاحب از رہتک ۲۲ صفر ۳۲ھ
ضلع رہتک کے ایک گاؤں میں جس کا نام پونہی ہے ایک مسجد میں سب لوگ بعد نماز کلمہ شریف با آواز بلند چار یا پانچ مرتبہ پڑھتے ہیں یہ درست ہے یا کیا اس کا حکم ہے اور جو شخص یا امام منع کرے اوسکا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب ذکر الٰہی افضل الاعمال بلکہ اصل جملہ اعمال حسنہ صالحہ ہے یہاں تک کہ بعد ایمان اعظم ارکان اسلام نماز سے بھی وہی مقصود ہے

قال اللہ تعالیٰ اقم الصلوٰۃ لذکری اور کلمہ طیبہ کہ اصل الاصول ہے افضل الاذکار ہے قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم افضل الذکر لا الہ الا اللہ اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں ذکر کا مطلق حکم فرمایا اور تعمیم احوال فرمائی یذکرون اللہ
قیاما وقعودا وعلی جنوبھم بلکہ اوسکی تکثیر کا حکم فرمایا قال تعالیٰ واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون ۔ وقال صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم اکثروا ذکر اللہ حتی یقولوا انہ مجنون اللہ کا ذکر اتنی کثرت سے کرو کہ لوگ کہنے لگیں یہ تو دیوانہ ہے جس چیز کی اتنی
تکثیر شارع کو مطلوب ہو اوس کی تقلیل نہ چاہے گا مگر وہ جسے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ضد ہے رہا خوف ریا وہ متعلق
بہ قلب ہے ریا سے اگر نماز ہو تو وہ بھی ناجائز ہے مگر عقل و دین والا ریا سے منع کریگا نماز سے نہ روکے گا۔ حضرت سیدی شیخ
الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردی قدس اللہ سرہ کے حضور کسی طالب خدا نے عرضی لکھی کہ یا سیدی ان عملت داخلنی الریا
وان ترکت اخلدت الی ارض البطالۃ اے میرے سردار میں عمل کرتا ہوں جب تو ریا آجاتا ہے اور چھوڑ دیتا ہوں تو بیکاری
کی زمین پر گرا پڑتا ہوں جواب ارشاد فرمایا اعمل وتب الی اللہ کام کئے جاؤ اور ریا سے اللہ کی طرف توبہ کرو ۔ ہاں دوسرے مسلمانوں
کی ایذا نہ ہونیکا لحاظ لازم ہے ۔ سوتوں کی نیند میں خلل نہ ہو نمازیوں کی نماز میں تشویش نہ ہو ۔ کما نص علیہ فی البحر الرائق ورد المحتار وغیرہما
جب وقت لوگوں کی نیند کا نہ ہو یا کچھ نماز پڑھ رہے ہوں تو ذکر کرو جس طرح چاہو کرو مگر نہ اتنی آواز سے کہ اونکو ایذا ہو اور جب اس سے
خالی ہو تو مختار مطلق ہو کرو اور اتنی کثرت سے کرو کہ منافق مجنون کہیں اور وہابی بدعت ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۔ مسئولہ مولوی عبدالمنان صاحب از بنگالہ ۲۲ صفر ۱۳۳۲ھ ۔
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس صورت میں کہ زید نے کئی روز عمرو سے کوئی بات کی تنازع کیا بعدہ
اراں عمرو کے اوپر سرا محفل محلہ کے انہوں نے تہمت دیا اور کہا کہ اہل مجلس نے اگر اسکو کھاوے تو میں نہیں ہوں اہل مجلس نے کہا کیوں اسوقت
زید نے جواب دیا کہ عمرو بدکار ہے اس کی کے ساتھ پھر عمرو نے اس بات پر مقدمہ دائر کیا حاکم سے منبر کے پاس حکم آیا کہ یہ مقدمہ
صحیح ہے یا نہیں بعد اوس کے منبر نے محلہ والوں کو پہنچا کے یہ معاملہ صحیح ہے یا نہیں اون کو کون نے کہا کہ ہاں یہ جو مقدمہ عمرو نے دائر کیا
صحیح ہے پھر وہاں زید نے حاضر ہوکر کہا کہ اہل مجلس سے اور پنچین صاحب سے خواستگار ہوں کہ یہ میں نے افترا اور جھوٹ کہا معافی
کا خواستگار اس حالت میں عمرو کو اہل محلہ اور ممبر صاحب نے بلوایا اور کہا ان کو معاف کردو اونھوں نے اون لوگوں کی بات پر
معاف کردیا بعد اسکے قریب ایک سال یا دس ماہ کے پھر کہا زید نے عمر لیکر کھانے میں نہیں ہوں تب سرداران اہل مجلس نے کہا
کیا سبب ہے فوراً جواب دیا کہ میں نے پہلے جو بات ظاہر کیا تھا وہی ہے تب سرداران اہل محلہ نے گواہ طلب کیا اوس نے کہا ہے
فلاں فلاں شخص اس مجلس میں حاضر ہے اون لوگوں نے بھی کہا کہ آپ کی زبان سے اگلی سال سنا تھا فی الحال ہم لوگ کچھ نہیں
جانتے پھر اہل مجلس نے کہا کہ آپ کے اور کوئی گواہ ہے اونھوں نے جواب دیا کہ ہے عمرو بکر خالد عبداللہ وغیرہ اون لوگوں نے
ان سب سے پوچھا یہ بات زید نے جو کہا صحیح ہے یا نہیں عمرو بکر وغیرہا نے کہا کہ ہم لوگوں نے ایک عورت سے سنا تھا اوس
عورت سے بھی پوچھا تو عورت بھی اس وقت مانع ہے پھر جمعہ کے دن سب مصلیوں کے مقابلہ زید سے پوچھا تو اونھوں نے جواب
دیا کہ ہاں میں بھی سنا اور جو میرا شاہد ہے وہ بھی مانع ہے بلکہ بعضوں کی طرف اشارہ کیا تھا اونھوں نے مسجد ہی میں منع کیا اس حال
میں زید پر حد قذف لازم آتا ہے یا نہیں اگر آتا تو بالمال ہوسکتا ہے یا نہیں اگر تعزیرات ساتھ مال کے ہو کس قدر ہوتا ہے کوئی
مقدار معین ہو لینا اور اوس مال کا مستحق کون ہے از روئے شرع کے مع الدلائل بیان فرمائیے اور اگر وہ شخص توبہ کرے معافی کی امید ہے
یا نہیں ۔ بینوا بالکتاب وتوجروا یوم الحساب

الجواب

صورت مستفسرہ میں زید ضرور مرتکب قذف کا ہوا اوس نے سخت گناہ کبیرہ کیا اسلامی سلطنت میں وہ اسّی کوڑوں کا سزاوار

تھا قال اللہ تعالیٰ فاجلدوھم ثمانین جلدۃ ولا تقبلوا لھم شھادۃ ابدا واولئک ھم الفاسقون ہ مگر یہاں نہ اسلامی سلطنت ہے نہ حدود جاری ہو سکتے ہیں نہ غیر سلطان کو حد کا اختیار ہے اور تعزیر بالمال منسوخ ہے۔ کما حققہ الامام الطحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ اور منسوخ پر عمل جائز نہیں صرف چارہ کار یہ ہے کہ اوسے برادری سے خارج کریں مسلمان اوس سے میل جول چھوڑ دیں جبتک توبہ نہ کرے اگر توبہ کرے تو اللہ عزوجل قبول فرمانیوالا ہے خود کریمہ مذکورہ میں الا من تاب کا استثنار ہے مگر اوس کی توبہ صرف یہی نہ ہوگی کہ اللہ عزوجل کے حضور تائب ہو بلکہ لازم ہوگا کہ عمرو سے اپنے قصور کی معافی مانگے کہ وہ نہ صرف حق اللہ بلکہ حق العبد میں بھی گرفتار ہے اور تنہائی میں توبہ بھی کافی نہ ہوگی اوس نے مجمع میں گناہ کیا ہے۔ مجمع ہی میں توبہ کرے حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا عملت سیئۃ فاحدث عندھا توبۃ السر بالسر والعلانیۃ بالعلانیۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ ازمقام سوجت مارواڑ بازار کے اندر مسئولہ شیخ ننے میاں کلاہ فروش واہن منڈی ۔

۱ یہ کہ کاہنوں اور جوتشیوں سے ہاتھ دکھلا کر تقدیر کا بھلا یا برا دریافت کرنا ۔

الجواب

کاہنوں اور جوتشیوں سے ہاتھ دکھا کر تقدیر کا بھلا برا دریافت کرنا اگر بطور اعتقاد ہو یعنی جو یہ بتائیں حق ہے تو کفر خالص ہے اسی کو حدیث میں فرمایا فقد کفر بما نزل علی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اگر بطور اعتقاد و تیقن نہ ہو مگر میل و رغبت کیساتھ ہو تو گناہ کبیرہ ہے اسی کو حدیث میں فرمایا لم یقبل اللہ لہ صلاۃ اربعین صباحا۔ اللہ تعالیٰ چالیس دن تک اوس کی نماز قبول نہ فرمائیگا اور اگر بطور ہزل واستہزا ہو تو عبث و مکروہ وحماقت ہے ہاں اگر بقصد تعجیز ہو تو حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲ ۔ اور بیچاری نوجوان بیوہ عورتوں کے نکاح ثانی کو برا سمجھنے اور نکاح ثانی کرنیوالوں پر طعن کرنا ۔

۳ ۔ اور بیاہ شادیوں میں طوائف اور بھانڈ نچانا ۔

۴ ۔ اور جوئے کا آنکھ لگانا ہار جیت کا جیسا اکثر ہنود و مہاجن وغیرہ لگایا کرتے ہیں ایسا کام کرنیوالے حنفی المذہب واہلسنت والجماعت رہے یا نہیں کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا ۔

الجواب

۲ ۔ نکاح ثانی کو برا سمجھنا اور اوس پر طعن کرنا اگر محض بر بنائے رسم و رواج و مصالح عرفیہ ہے نہ یوں کہ اوسے شرعاً حرام جانیں یا شرعاً حلال جان کر تحلیل شرع کو برا سمجھے تو چنداں مورد الزام نہیں۔ کما فصلناہ باطیب تفصیل فی رسالتنا عقائد التہانی فی حکم النکاح الثانی ۔ اور اگر اوسے شرعاً حرام سمجھتا ہے تو حکم کفر ہے اور شرعاً حلال جان کر تحلیل شرع کو معاذ اللہ برا جانتا ہے تو صریح مرتد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳ ۔ طوائفوں کا ناچ مطلقاً حرام قطعی ہے جس کی حرمت پر متعدد آیات قرآنیہ ناطق ہیں بھانڈ جس طرح نقلیں بنایا اور لوگوں کو ہنسایا کرتے ہیں یہ بھی شرعاً حرام ہے حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من قعد وسط الحلقۃ فھو ملعون اور مزامیر کے ساتھ اون کا گانا بھی حرام ہے اور اگر لچکے توڑے کے ساتھ ناچتے ہوں تو یہ بھی حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴ ۔ جوا بھی بنص قطعی قرآن حرام ہے مگر ان افعال کے کرنے سے آدمی گنہگار ہوتا ہے مستحق عذاب نار ہوتا ہے مگر حنفیت یا سنیت سے خارج نہیں ہوتا جب تک اعتقاد میں فرق نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۔ از سنبھل محلہ کوٹ ضلع مرادآباد مرسلہ حافظ اکرام صاحب ۲۷ صفر ۱۳۳۲ھ ۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اپنی حقیقی ہمشیر کے شوہر سے عورت کو پردہ کرنا فرض ہے یا نہیں اور عالم بے عمل جاہل باعمل سے فضیلت میں زیادہ ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا ۔

الجواب

بہنوئی کا حکم شرع میں بالکل مثل حکم اجنبی ہے بلکہ اوس سے بھی زائد کہ وہ جس بے تکلفی سے آمد و رفت و نشست و برخاست کر سکتا ہے غیر شخص کی اوتنی ہمت نہیں ہو سکتی لہذا صحیح حدیث میں ہے قالوا یارسول اللہ ارأیت الحمو قال الحمو الموت صحابہ کرام نے عرض کی کہ یا رسول اللہ جیٹھ دیور اور اون کے مثل رشتہ داران شوہر کا کیا حکم ہے فرمایا یہ تو موت ہیں خصوصًا ہندوستان میں بہنوئی کہ باتباع رسوم کفار ہند سالی بہنوئی میں ہنسی ہوا کرتی ہے یہ بہت جلد شیطان کا دروازہ کھولنے والی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم

ع۲۔ جاہل عالم کی فضیلت کو کسی طرح نہیں پہونچ سکتا جبکہ وہ عالم عالم دین ہو قال اللہ تعالیٰ قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون۔ تم فرماؤ کیا برابر ہو جائیں گے علم والے اور بے علم جاہل بوجہ جہل اپنی عبادت میں سو گناہ کر لیتا ہے اور مصیبت یہ کہ اوسے گناہ بھی نہیں جانتا اور عالم دین اپنے گناہ میں بھی وہ حصہ خوف و ندامت کا رکھتا ہے کہ اوسے جلد نجات بخشتا ہے ولہذا حدیث میں ارشاد ہوا کہ عالم کا ہاتھ رب العزت کے دست قدرت میں ہے اگر وہ لغزش بھی کرے تو اللہ تعالیٰ جب چاہے اوسے اوٹھا لیگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ مسئولہ حافظ عبد اللطیف صاحب مدرس مدرسہ حنفیہ سہسوان از سہسوان ۲۸ صفر ۳۲ھ

ع۱۔ مصحف مجید جو نہایت بوسیدہ ہو جائے اوسکو اولی دفن یا احراق اور اگر دفن ہو تو کس جگہ۔

ع۲۔ مجلس ذکر شہادت جائز یا ناروا ایک صاحب نے کہا کہ تجدید سرور مختلف فیہ اور تجدید غم باتفاق ناجائز۔

ع۳۔ اسپند پر بعض حفاظ کوئی آیت پڑھ کر پھونکتے ہیں پھر وہ جلایا جاتا ہے یہ فعل کیسا ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

ع۱۔ مصحف کریم کا احراق جائز نہیں نص علیہ فی الدر المختار بلکہ حفاظت کی جگہ دفن کیا جائے جہاں پاؤں نہ پڑے اور اگر تھوڑے اوراق ہوں تو اولے یہ ہے کہ مسلمانوں کے بچوں کو اون کے تعویذ تقسیم کر دیئے جائیں۔

ع۲۔ مجلس ذکر شہادت اگر روایات باطلہ سے ہو تو مطلقًا ناروا اور روایات صحیحہ سے ہو تو اگر تجدید غم و جلب بکا مقصود ہے بیشک نامحمود ہے اور اگر ذکر فضائل محبوبان خدا مراد ہے تو مورد رحمت جواد ہے وانما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ ما نوی۔

ع۳۔ اسپند پر کوئی آیت دم کر کے جلانے میں حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از داناپور رکیب مسئولہ پیر خیر شاہ صاحب ۲۹ صفر ۳۲ھ

ع۱۔ زید اپنی زوجہ کی پستان اپنے منھ میں رکھکر جماع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ لذت زیادہ حاصل ہوتی ہے کیا اوسکو کسی طرح کا ہرج نکاح میں آسکتا ہے یا اوس کو ہر حال ہمیشہ کیلئے مباح ہے۔

ع۲۔ زید اپنی زوجہ سے کہتا ہے کہ تیری پستان بالکل خورد تر ہیں مجھکو لذت جماع حاصل نہیں ہوتی اوسکی زوجہ نے خاوند کی رضامندی کیلئے اپنے پستان خود ہی چوسنا اور پینا شروع کیا یہاں تک کہ اوس کے پستان بوجہ دودھ آنے کے خوبصورت بن گئے اب خاوند خوش ہو گیا وہ عورت ایسا کر سکتی ہے یا اپنا دودھ پی سکتی ہے جواب کتب معتبرہ سے عنایت فرمائیں۔

الجواب

ع۱۔ صورت مستفسرہ جائز ہے بلکہ اگر نیت محمود ہو تو امید اجر ہے جیسا ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باہم زوجین میں مس شرمگاہ یک دگر کو فرمایا ارجو ان یؤجران علیہ میں امید کرتا ہوں کہ وہ دونوں اوس پر اجر دیئے جائیں گے اصل یہ ہے کہ شرع مطہر کو جسطرح اپنی حرام فرمائی ہوئی چیز یعنی زنا کے دواعی مبغوض ہیں ویسے ہی اپنی حلال کی ہوئی چیز یعنی جماع زوجہ کے دواعی محبوب

ہیں ہاں اگر عورت شیر دار ہو تو ایسا چوسنا نہ چاہیئے جس سے دودھ حلق میں چلا جائے اور اگر منہ میں آجائے اور حلق میں نہ جانے دے تو مضائقہ نہیں کہ شیر زن حرام ہے نجس نہیں البتہ روزے میں اس صورت خاص سے احتراز چاہیئے۔ کما نصوا علی کراہتہ ذوق شیٔ الا ضرورۃ۔ واللہ تعالی اعلم۔

۲ء۔ یہاں جو بات فرض کی ہے دو وجہ سے مستبعد ہے ایک چھوٹی پستان کا ایسا ہونا کہ عورت جیسے خود پی سکے دوسرا پینے کی وجہ سے دودھ اوترآنا بہرحال اگر خالی پستان پی مضائقہ نہیں اور اگر دودھ پیا تو حرام ہے بلکہ دودھ کی پستان پینے سے خوبصورت ہوجانا خلاف واقع ہے دودھ بھرے ہونے سے خوبصورتی ہوگی اور خالی ہوکر اور بدصورتی ہوجائیگی واللہ تعالی اعلم

مسئلہ۔ از کالج علیگڈھ کمرہ ع۶ مرسلہ محمد عبدالمجید خاں یوسف زئی سرسید کورٹ۔ ۲۹ صفر ۳۲ھ

زید انگریزی ٹوپی یعنی ہیٹ استعمال نہیں کرتا ہے مگر پتلون پہنتا ہے اور پتلون پر ترکی کوٹ پہنتا ہے یہ لباس درست ہے یا نہیں۔

الجواب

دربارہ لباس اصل کلی یہ ہے کہ جو لباس جس جگہ کفار یا مبتدعین یا فساق کی وضع ہے اپنے اختصاص و شعاریت کے مقدار پر مکروہ یا حرام یا بعض صور میں کفر تک ہے حدیقہ ندیہ میں فرمایا یلبس مخری الافس بخ کفر علی الصحیح ہیٹ اسی قسم میں ہے اور پتلون قسم اول میں اور دوسرے ملک میں کسی اسلامی قوم کی وضع ہونا کافی نہیں جبکہ اس ملک میں کفار یا فساق کی وضع ہو فان کل بلدۃ و عوائد ھا خصوصاً اس حالت میں کہ ترک نے بھی یہ وضع بہت قریب زمانہ سے اختیار کی اور وہ بھی نہ طوعاً بلکہ جبراً سلطان محمود خاں کے زمانہ میں سلطنت کی طرف سے اسپر مجبور کیا گیا اور ینگچری فوج نے اس پر مخالفت کی اور کشت و خون واقع ہوا بالآخر مجبوری مانی واللہ تعالی اعلم

مسئلہ۔ مسئولہ معظم علی صاحب پیش امام جامع مسجد حیدر آباد دکن۔ ۷ ربیع الاول شریف ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جامع مسجد بلدہ حیدر آباد دکن میں ممبر کے پاس جو مصلے کا محراب ہے اوس کے گرداگرد آیات قرآنی بخط طغرا سنگ سیاہ پر کندہ ہیں اگر خطیب صاحب ممبر پر خطبہ پڑھنے کے لئے کھڑے رہے تو آیات قرآنی نیچے ہوتی ہیں تو کیا آیات قرآنی بوجہ ممبر کے نیچے ہونے کے بے ادبی و بے حرمتی ہوتی ہے اگر بے ادبی ہوتی ہے تو اوسی آیات کو سیمنٹ یا چونہ سے پوشیدہ کردیں تو کوئی گناہ تو نہیں۔

الجواب

دیواروں پر کتابت قرآن عظیم میں رجحان جانب ممانعت ہے اور اگر منبر پر کھڑے ہونے میں اوس طرف امام کی پیٹھ ہوتی ہے تو ضرور خلاف ادب ہے اور اگر پاؤں یا مجلس سے بلا ساتر نیچے ہیں تو اور زیادہ سوء ادب ہے ان حالتوں میں اون کا سیمنٹ یا چونے کسی پاک چیز سے بند کردینا حرج نہیں رکھتا بلکہ بہ نیت ادب محمود ہے اور اگر نہ نیچے ہیں نہ پیچھے جب بھی اگر اوس قول راجح کے لحاظ سے یا اس لئے کہ محراب میں کوئی شئے شاغل نظر نہ ہونی چاہیئے بند کرنے میں حرج معلوم نہیں ہوتا فان الامور بمقاصدھا وانما لکل امرئ مانوی۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ مرسلہ کفایت اللہ خاں صاحب از موضع ابھئی پور ضلع بریلی۔ ۱۰ ربیع الاول ۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ پیشتر ایک چندہ کیا گیا واسطے مجلس میلاد شریف و قوالی کے چندہ جمع ہونے کے بعد چند اشخاص نے یہ کہا کہ ہم نے ابکی مرتبہ دیا ہے لیکن آئندہ نہ دیں گے اور اب مسجد کی مرمت کے واسطے دیں گے تو اوس میں اون کا مبلغ ۱۰عہ جمع تھا اون کو بجائے ۱۰عہ کے مبلغ ۸عہ اون کو دیا گیا اور یہ کہا گیا کہ یہ لو مسجد کی مرمت میں لگا دو وہ روپیہ وہ لوگ جنھوں نے چندہ دیا تھا آپس میں تقسیم کر کے کھا گئے اب اون کے حق میں کیا حکم ہوتا ہے۔

الجواب

مجلس میلاد مبارک اعظم مندوبات سے ہے جبکہ بروجہ صحیح ہو جس طرح حرمین طیبین میں ہوتی ہے اور قوالی کہ یہاں رائج ہے ناجائز ہے اور اوس کیلئے چندہ دینا بھی جائز نہیں یہ چندہ کہ اون کو واپس دیا گیا اگر لعینہٖ ہی دیئے جاتے جتنا اونھوں نے دیا تھا تو اونھیں اوس کا کھالینا حرام نہ ہوتا وہ انکی ملک تھا اور جو وعدہ مسجد میں صرف کرنے کا کیا تھا اگر اوس پر قائم تھے اور بوجہ حاجت اسوقت صرف کر لیا اور دل میں یہ نیت تھی کہ اسکے عوض مسجد میں اتنا لگا دیں گے تو انشاءاللہ عزوجل سے وعدہ خلافی بھی نہ ہوئی اور اگر یہ نیت بھی تو خلف وعدہ کا وبال ہوا اور معاذ اللہ اوس کی نحوست شدید ہے قال تعالیٰ فاعقبھم نفاقا فی قلوبھم الیٰ یوم یلقونہ بما اخلفوا اللہ ما وعدوہ وبما کانوا یکذبون ٥ مگر وہ ایک روپیہ زائد جو اون کو دیا گیا اوسکا کھالینا ہر طرح اونھیں حرام تھا بہر حال وہ مرتکب غصب و حرام ہوئے اون پر توبہ فرض ہے اور اوس ایک روپیہ کا تاوان دینا لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مسئولہ افتخار الزاہدین صاحب از بمبئی عقب مارکیٹ پولیس کمشنر صاحب آفس۔ ۱۱ ربیع الاول ۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین وفضلاء متین اس مسئلہ میں کہ زید اور عمرو جو کہ آپس میں عزیز داری رکھتے ہیں اتفاقاً زید ایک راستہ سے اور عمرو دوسرے راستے سے جا رہے تھے ایک جا پر دونوں صاحبوں سے ملاقات ہوگئی زید نے بدیدن عمرو فوراً السلام علیکم کہا بجواب اس کے کہ عمرو وعلیکم السلام کہے جواب دیا کہ تم بہت جھوٹے آدمی ہو تمہارا اسلام لینا درست نہیں جواب سلام علیکم کا نہیں دیا یعنی وعلیکم السلام نہیں کہا۔ کیا عمرو اللہ پاک اور اسکے رسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برحق کے نزدیک گنہگار ہوا یا نہیں اگر ہوا تو کیا صدقہ یا کیا معذرت خدا اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے چاہئے کہ اوس کا دفعیہ ہو جائے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

زید اگر شرعاً ان الفاظ اور اس طریقہ عمل کا مستحق نہ تھا جو عمرو نے کہے اور برتا تو عمرو ضرور گنہگار اور حق اللہ وحق العبد دونوں میں گرفتار ہوا حق اللہ تو یہ کہ اوسکے حکم کا خلاف کیا اوس کا ارشاد ہے اذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منھا او ردوھا اور دوسرا اس سے اشد حق اللہ یہ کہ شریعت مطہرہ پر افترا کیا کہ تیرا اسلام لینا درست نہیں اور حق العبد یہ کہ بلاوجہ شرعی زید مسلم کو ایذا دی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من اٰذی مسلما فقد اٰذانی ومن اٰذانی فقد اٰذی اللہ جس نے بلاوجہ شرعی کسی مسلمان کو ایذا دی اوس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اوس نے اللہ کو ایذا دی۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔ اوس پر فرض ہے کہ اپنی ان حرکات شنیعہ سے رب العزۃ کے حضور توبہ کرے اور زید سے اپنے قصور کی معافی چاہے اور اگر واقع میں زید اس کا مستحق تھا مثلاً وہابی یا رافضی یا غیر مقلد یا قادیانی یا نیچری یا چکڑالوی تو عمرو پر کچھ الزام نہیں اوس نے بہت اچھا کیا اور ایسا ہی چاہئے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں کسی نے ایک شخص کا سلام پہونچایا فرمایا لاتقرءہ منی السلام فانی سمعت انہ احدث اوسے میرا اسلام نہ کہنا کہ میں نے سنا ہے اوس نے بدمذہبی نکالی ہے فاذا کان ھذا فی مبتدع فکیف بالکفار کاولئك الفجار عجل اللہ بھم النار۔ والعیاذ باللہ العزیز الغفار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از مراد آباد محلہ مغلپورہ حصہ دوم متصل مکان جناب حکیم سید امیر حسن صاحب مسئولہ سید حامد حسین صاحب۔ ۱۱ ربیع الاول شریف ۳۲ھ

علماء متین ومفتیان شرع مبین کی بارگاہ میں عرض ہے کہ اس مسئلہ میں آپ حضرات کا کیا ارشاد ہے کہ سماع کلام حسن منظوم خواہ منثور بالحان بہ لہجۂ عربی ہو یا مصری یا ہندی خواہ سوا ان کے ہو باستثناء قرآن مجید وفرقان حمید برعایت قواعد وقوانین موسیقی بلا مزامیر مرد صالح معمر یا غیر معمر بلکہ امرد سے جبکہ خوف فتنہ وفساد نہ ہو جائز ہے یا نہیں چنانچہ علماء وغیرہم مثنوی مولانا روم ونعت وحمد وغیرہم پڑھتے ہیں اگر ناجائز ہے تو کیا علم قوانین موسیقی ناجائز ہے یا بعد حصول علم موسیقی رعایت اوسکی معیوب ومقبوح ہے حالانکہ

علم کسی امر کا قبیح نہیں کیونکہ حضور پُر نور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جمیع امور کا علم بالتفصیل بعطار الٰہی حاصل تھا اور ہے۔ پھر اگر رعایت اوس کی ناجائز ہے تو جمیع علمار کو اپنے کلام (منظوم ہو یا منثور) کو جو بوقت وعظ وغیرہ پڑھتے ہیں اور اوس میں موسیقی پائی جاتی ہے امتیاز حاصل کرنے کیلئے موسیقی سے غیر موسیقی کو فن موسیقی معلوم کرنا ضرور ہے تاکہ حق کو باطل سے جُدا کریں کیونکہ یہ قاعدہ کلیہ ہے یعرف الاشیاء باضدادھا تو جب تک کہ غیر موسیقی کی ضد کو یعنی موسیقی حاصل نہ ہو اوس وقت تک امتیاز بایں ہمہ غیر منضبط ۔ ورنہ اختلاط باوجود قدرت جائز نہ ہوگا والا برعایت موسیقی ہر کلام خواہ نظم ہو یا نثر باستثنار قرآن شریف جائز قرار پائے گا۔ بینوا توجروا

الجواب

جب سامع ومسموع ومُسمِع ومَسمَع ومِسمع وسماع واسماع سب مفاسد سے پاک ہوں تو سننا سنانا سب جائز ہے اگرچہ بالقصد برعایت قوانین موسیقی ہو عربی ہو خواہ فارسی یا اردو یا ہندی جو کچھ بھی ہو باستثنار قرآن عظیم موسیقی کی نسبت آواز کی طرف وہ ہے جو عروض کی نسبت کلام کی طرف کلام جب حسن ہو اوزان عروضیہ پر منظوم کر دینے سے قبیح نہ ہو جائے گا۔ یوہیں الحان کہ مباح ہو قوانین موسیقی کی رعایت سے ناجائز نہ ہو جائے گا۔ حدیث میں فرمایا الشعر کلام فحسنہ حسن وقبیحہ قبیح سامع تو وہ چاہئے جس کے قلب پر شہوات ردیہ کا استیلا نہ ہو کہ سماع کوئی نئی بات نہیں پیدا کرتا بلکہ اوسی کو ابھارتا ہے جو دل میں دبی ہو مسموع میں ضرور ہے کہ نہ فحش ہو نہ کوئی کلمۂ خلاف شرع مطہر نہ کسی زندہ امرد کا ذکر ہو نہ کسی زندہ عورت کی تعریف نہ ایسی قریب مردہ کا نام ہو جس کے اعزہ زندہ ہوں اور اونھیں اوس سے عار لاحق ہو امثال لیلے سلمے سعاد میں حرج نہیں۔ مُسمِع بالضم یعنی پڑھنے یا گانے والا مرد بوڑھا یا جوان ہو امرد یا عورت نہ ہو۔ مِسمع بالکسر یعنی آلۂ سماع مزامیر نہ ہوں اگر ہو تو صرف دف بے جلاجل جو ہیأت تطرب پر نہ بجایا جائے۔ مَسمَع بالفتح جائے سماع مجلس فساق نہ ہو اور اگر حمد ونعت ومنقبت کے سوا عاشقانہ غزل گیت ٹھمری وغیرہ ہو تو مسجد میں مناسب نہیں۔ سماع یعنی سننا ایسے وقت نہ ہو کہ اوس سے نماز یا جماعت وغیرہ کسی فرض یا واجب یا امر اہم شرعی میں خلل آئے۔ اِسماع یعنی پڑھنا یا گانا ایسی آواز سے نہ ہو جس سے کسی نمازی کی نماز یا سوتے کی نیند یا مریض کے آرام میں خلل آئے۔ اور حسن وعشق ووصل وہجر وشراب وکباب کا ذکر ہو تو عورات تک آواز پہونچے بلکہ اگر گانے والے کی آواز دلکش ہے تو عورات تک پہونچنے کی مطلقاً احتیاط مناسب ہے یا انجشۃ رویدک بالقواریر ع حسن بلائے چشم ہے نغمہ وبال گوش ہے۔ رہا علم موسیقی اوس کے تعلم میں وقت ضائع کرنا صالحین کا کام نہیں بلکہ کم از کم عبث ہے اور ہر عبث میں تضییع وقت ممنوع۔ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من حسن اسلام المرأ ترکہ مالایعنیہ اور علم اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قیاس صحیح نہیں کہ وہ بلا تعلم وبے صرف وقت وبے قصد خاص بفن معین تھا حرج اس میں ہے نفس علم میں کوئی حرج نہیں کہ وہ کمال ہے ولہذا حضرت عزت عز جلالہ جس کے لئے ہر کمال واجب اور ہر نقصان بلکہ ہر وہ شئے جو کمال ونقصان دونوں سے خالی ہو محال بکل شئی علیم ہے ازلاً ابداً وجوباً اور کسی شئے کے علم کی اوس سے نفی کفر ہے تو ثابت ہوا کہ ہر شئے کا علم مطلقاً کیسی ہی ہو عین کمال ہے یوہیں بعد تعلم اوس کے قوانین کی اپنے الحان میں رعایت اہل شرف وصلاح کے لئے عیب ہے کہ وہ ذلیلوں رذیلوں کا فن ہے اور بالخصوص فاسقین ہو فاسقات کے ساتھ مشہور ہے ایسی تخصیص شرعاً شئے کو ممنوع کر دیتی ہے اگرچہ فی نفسہٖ اوسمیں کوئی حرج نہ ہو جیسے جوان یا بوڑھے مرد کو ٹوپی انگرکھے یا جامے میں چار اونگل یا اس سے کم لچکا گوٹا پٹھا لگانا بلاشبہ بد وضعی ومعیوب ہے کہ فاسقوں اور فحشوں کی وضع ہے اگرچہ فی نفسہٖ چار اونگل تک کی اجازت ہے اور منع رعایت موسیقی پر سائل کا وہ شبہہ کہ اس تقدیر پر تعلم موسیقی سب پر واجب ہوگا محض بے اصل وبے معنی ہے آخر اتنا تو مسلم ہے کہ قرآن عظیم میں اوسکی رعایت حرام ہے تو بے تعلم موسیقی اگر اس سے بچنا ناممکن تھا تو خواہی نخواہی اوس کا سیکھنا ہر مسلمان پر فرض عین ہوتا تو یہ وہ فرض ہے کہ صحابہ وتابعین وائمہ وعلمار سب اوس سے محروم رہے بات یہ نہیں۔ بلکہ اسکا عکس ہے ممنوع ومعیوب رعایت ہے اور رعایت فعل اختیاری ہے اور فعل اختیاری کو قصد لازم اور قصد بے علم ناممکن تو رعایت جبھی کر سکے گا کہ جانتا ہو نہ جاننے والا کہ نہ اوس سے آگاہ نہ اوسکا قصد کرتا ہے اگر اتفاقاً اوس کا پڑھنا کسی شعبہ موسیقی سے موافق ہو جائے تو نہ اوس پر الزام نہ یہ شرعاً ممنوع

حتی کہ خود قرآن عظیم میں کما نص علیہ فی الفتاوی الخیریہ وغیرہا بلکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من لم یتغن بالقرآن فلیس منا۔ جو خوش الحانی سے قرآن نہ پڑھے وہ ہمارے گروہ سے نہیں اور خوش الحانی میں کسی شعبہ سے اتفاقیہ موافقت نادر نہیں بلکہ غالب بلکہ اس فن والوں کے نزدیک لازم ہے الحان میں اگرچہ تان گٹکری نہ ہو مگر تال سم سے خالی نہیں ہو سکتا تو ناواقف اپنی سادگی کے ساتھ قصد مفسدہ سے بچا ہوا نکل جائیگا اور واقف احتیاط کریگا تو قصداً بگاڑیگا اور بنانا چاہے گا تو رعایت کی طرف جائے گا لہذا اور بھی ضرور ہوا کہ اس فن سے ناواقف رہیں۔ وباللہ التوفیق۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مسئولہ حافظ نبو علی صاحب از خاص ضلع بھنڈارہ محلہ کہم تالاب متوسط ضلع ناگپور۔ ۳ ربیع الاول ۳۲ھ

۱ کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ خاص ضلع بھنڈارہ محلہ کہم تالاب میں ایک مولوی صاحب جو کہ مسجد میں پیش امام اور واعظ اور مشائخ بھی ہیں یہ تینوں صفتیں ہو کر جہاں ناٹک گانا بجنا ہو ایسی جگہ بشوق جاتے ہیں اور آپ مدرسہ انجمن کے مدرس اعظم بھی ہیں یہ فعل شرع میں جائز ہے کیا اور اگر ناجائز ہے تو ایسے پیش امام اور واعظ اور مشائخ کے لئے کیا حکم ہے ایسے شخص کی پیش امامی جائز ہے یا نہیں۔

۲ خام رنگ مثلاً سرخ سبز نیلا پیلا ایسے رنگ کے کپڑے پہن کر نماز جائز ہے یا ناجائز۔ بینوا توجروا

الجواب

۱ ناٹک مجمع فسقیات ہے اور اوس میں جانا ضرور خلیع العذار خفیف الحرکات نامہذب بے باک ہونیکی دلیل کافی ہے اور بعد تعود صراحۃً فسق بالاعلان ہے اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ ہے اور اوس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے کہ پڑھنا گناہ اور جتنی پڑھی ہوں اون کا پھیرنا واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲ عورت کو ہر قسم کا رنگ جائز ہے جب تک اوس میں کوئی نجاست نہ ہو اور مرد کیلئے دو رنگوں کا استثناء ہے معصفر اور مزعفر یعنی کسم اور کیسریہ دونوں مرد کو ناجائز ہیں اور خالص شوخ رنگ بھی اوسے مناسب نہیں حدیث میں ہے ایاکم والحمرۃ فانہا من زی الشیطان باقی رنگ فی نفسہ جائز ہیں کچے ہوں یا پکے ہاں اگر کوئی کسی عارض کی وجہ سے ممانعت ہو جائے تو وہ دوسری بات ہے جیسے ماتم کیوجہ سے سیاہ لباس پہننا حرام ہے۔ کما فی الہندیۃ بلکہ ماتم کیلئے کسی قسم کی تغیر وضع حرام ہے۔ کما فی المرقاۃ شرح المشکوٰۃ لعلی القاری۔ ولہذا ایام محرم شریف میں سبز لباس جس طرح جاہلوں میں مروج ہے ناجائز و گناہ ہے اور اودا یا نیلا یا آبی یا سیاہ اور بدتر و اخبث ہے کہ روافض کا شعار اور اون کی تشبہ ہے اسی طرح اون ایام میں سرخ بھی ناصبی خبیث بہ نیت خوشی و شادی پہنتے ہیں یوہیں ہولی کے دنوں میں چنریاں اور بسنت کے دنوں میں بسنتی کہ کفار ہنود کی رسم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ مسئولہ محمد سید علی صاحب طالب العلم از کانپور مسجد حاجی بدلو صاحب سطرنجی محل۔ ۱۴ ربیع الاول ۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کسی ایک بازاری عورت یعنی رنڈی نے مدتوں سے زناکاری اور رقاصی کر کے بہت مال جمع کیا اور اپنے حالات فسق و فجور رہی ہیں اس مال سے ایک مکان بنایا اور کئی بیگھہ زمین خریدی اوس عورت کے پاس اور کوئی مال بھی نہ تھا اور ہونے کی کوئی صورت متصور نہ تھی جس سے زمین اور مکان کی قیمت دے سکے اب دو تین برس سے اوس عورت نے توبہ کر کے اور بازار چھوڑ کر اوس مکان میں سکونت پذیر ہوئی اور چاہتی ہے کہ اپنی ملک سے عوام و خواص کی دعوت کرے اور کھلائے پلائے اور لوگوں کو اوس کے مکان میں جانا اور کھانا پینا اور خود عورت مذکورہ کو اس مکان و زمین و دیگر اشیا کہ جو اس مال حرام سے خریدی ہیں استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا بالکتاب

الجواب

اگر اوس نے زمین اور مکان کی اینٹ کڑی وغیرہ اپنے روپے دکھا کر نہ خریدی بلکہ مطلق روپے کو خریدی اور پھر وہ مال حرام زر ثمن میں دیا

اور بیشک آجکل عام خریداریاں اسی طرح پر ہوتی ہیں تو وہ زمین و مکان اوس کے لئے حرام نہیں لان الدراهم لا تعین فی العقود فاذا لم یجتمع علیها العقد والنقد لم یسر الخبث الی البدل کما هو قول الامام الکرخی وعلیه الفتوی مگر وہ مال حرام جو اوس کے پاس ہے اوس پر لازم ہے کہ سب تصدق کر دے اوس میں سے کوئی پیسہ اپنے کھانے پہننے یا کسی اور مصرف میں اوسے اٹھانا حرام ہے وہ اگر اوسے پاک کرنا چاہے تو اوس کا طریقہ صرف یہ ہے کہ کسی محتاج کو اگرچہ اوسکا کیسا ہی عزیز و قریب ہو اپنا وہ کل مال ایک ایک پیسہ ایک ایک تار بہ نیت تصدق دیدے اوسمیں سے کچھ اپنے پاس نہ رکھے اور زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ چند محتاجوں پر اس حساب سے تصدق کرے کہ ہر ایک کو چھپن روپے سے کم کا مال پہونچے پھر جن کو اوس نے بطور تصدق دیا ہے وہ اپنی خوشی سے اپنی طرف سے تھوڑا یا بہت جتنا اسے ہبہ کر دیں وہ اس کے لئے حلال طیب ہو جائیگا اگرچہ کل دیدیں اوس کے بعد اسکے یہاں کی دعوت وغیرہ کسی امر میں حرج نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از بنارس محلہ کچی باغ مرسلہ مولوی خلیل الرحمن ۱۵ ربیع الاول شریف ۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بوسہ دینا قبر اولیاء کرام اور طواف کرنا گرد قبر کے اور سجدہ کرنا تعظیماً از روئے شرع شریف موافق مذہب حنفی جائز ہے یا نہیں۔ بینوا بالکتاب وتوجروا یوم الحساب

الجواب

بلاشبہہ غیر کعبہ معظمہ کا طواف تعظیمی ناجائز ہے اور غیر خدا کو سجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے اور بوسۂ قبر میں علماء کو اختلاف ہے اور احوط منع ہے خصوصاً مزارات طیبہ اولیاء کرام کہ ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے سے کھڑا ہو یہی ادب ہے پھر تقبیل کیونکر متصور ہے یہ وہ ہے جس کا فتویٰ عوام کو دیا جاتا ہے اور تحقیق کا مقام دوسرا ہے لکل مقام مقال ولکل مقال رجال ولکل رجال مجال ولکل مجال مآل نسئال اللہ حسن المآل وعندہ العلم بحقیقۃ کل حال واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از بنارس محلہ پتر کنڈا مرسلہ مولوی محمد عبدالحمید صاحب پانی پتی ۱۷ ربیع الاول شریف ۳۲ھ

ہمارے سنی حنفی علماء کثرہم اللہ تعالیٰ وابقاہم الی یوم الجزاء اسمیں کیا فرماتے ہیں کہ زید سے خالد نے سوال کیا کہ کسی مقبول بارگاہ رب العزۃ جل جلالہ کی قبر شریف کے طواف کو بعض علماء حرام بلکہ شرک کہتے ہیں اور بعض جائز فرماتے ہیں پس ان میں صحیح قول کس کا ہے۔ زید نے جواب دیا کہ اس زمانہ میں جو لوگ اپنے کو حنفی کہتے ہیں اون میں تین فرقے ہیں (۱) اسحاقیہ شاہ اسحٰق کا پیرو (۲) اسماعیلیہ مولوی اسماعیل دہلوی کا متبع (۳) سنی حنفی حضرت مولانا فضل رسول صاحب بدایونی علیہ الرحمۃ اور حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی دام ظلہ کا مطیع۔ پس (۱) اور (۲) کے نزدیک بالاتفاق غیر کعبہ شریف کا طواف مثل سجدہ تحیۃ کے ہے لیکن اوسکے حکم میں دونوں میں اختلاف ہے پہلے فرقہ کے نزدیک حرام ہے اور دوسرے کے نزدیک شرک چنانچہ مأتہ مسائل اور مسائل اربعین اور تقویۃ الایمان دیکھنے والے پر یہ بات ظاہر ہے حالانکہ بغیر دلیل قطعی کے یہ حرام اور شرک کہنا خود اونھیں کے گھر میں آگ لگانا ہے کہ اون کے بزرگوار شاہ ولی اللہ کو مرتکب حرام اور مشرک بنانا ہے کہ اونھوں نے اپنی کتاب انتباہ میں اس کے کرنیکا حکم کیا اور (۳) فرقے اعنی سنی حنفی کے نزدیک مطلقاً مثل تعریف اعنی نقل وقوف عرفات کے ہے چنانچہ محقق بدایونی حضرت مولانا فضل رسول صاحب تغمدہ اللہ تعالیٰ بغفرانہ واسکنہ بحبوحۃ جنانہ بوارق محمدیہ میں فرماتے ہیں وحق آنست کہ طواف در حکم سجدۂ تحیۃ نیست مثل تعریف است متقارب بتقبیل اھ بلفظ الشریف اور تعریف کے باب میں علامہ حلبی نے تو شرح منیہ میں مطلقاً لیس بشیئ مندوب ولا مکروہ فرماکر آخر بحث میں عطار خراسانی علیہ الرحمۃ کا قول ان استطعت ان تخلو بنفسك عشیۃ عرفۃ فافعل دال بر ندب نقل کر کر اوسی کو معتمد بتایا چنانچہ فرمایا وھذا ھو المعتمد واللہ تعالیٰ سبحانہ اعلم لیکن قول باقانی علیہ الرحمۃ لو اجتمعوا لشرف ذلك الیوم ولسماع الوعظ بلا وقوف وکشف راس جاز بلا کراھۃ اتفاقا سے جس کا حاصل علامہ شامی نے ان المکروہ ھو الخروج مع الوقوف وکشف الراس بلا سبب موجب کاستسقاء اما مجرد الاجتماع فیہ علی طاعۃ بدون ذلک فلا یکرہ فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ تعریف کی دو صورتیں ہیں (۱)

وہ جوکہ اہل عرفہ کی نیت اور صورت اعنی وقوف اور کشف رؤس کے ساتھ ہو اور (۲) وہ جوکہ ایسی نہ ہو بلکہ کسی اور ہی غرض مثل اوس روز کے شرف اور وعظ کے سماع کیلئے اور بغیر وقوف اور کشف رؤس کے ہو اور پہلی بقول صحیح مکروہ تحریمی اور دوسری بالاتفاق بلاکراہت جائز پس طواف کی بھی دو صورتیں ہوں گی۔ (۱) وہ جوکہ طائفین بیت اللہ عزوجل کی نیت اور صورت کے ساتھ ہو اور (۲) وہ جوکہ ایسی نہ ہو بلکہ اور صورت اور کسی اور ہی غرض مثلاً محض افاضہ کیلئے جیسے علی مافی صحیح البخاری حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خرما کے ڈھیر کا طواف فرمایا یا محض استفاضہ کیلئے جیسے کسی ولی کے مزار شریف کا طواف یا محض کسی اور ایسی ہی غرض سے ہو جیسے علی مافی الشفا القاضی عیاض علیہ الرحمہ صحابہ کرام کا حلاق کے سر مبارک کو حلق کرنیکے وقت کسی موئے مبارک کے زمین پر گرنے نہ دینے کی غرض سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کا طواف کرنا اور یہ ظاہر ہے کہ بعض اعمال کی صورت ایک ہوتی ہے لیکن نیت کے اختلاف سے حکم مختلف ہو جاتا ہے جیسے سجدہ تحیت اور سجدۂ عبادت کہ صورت دونوں کی ایک ہے مگر حکم مختلف کہ پہلا حرام موجب فسق اور دوسرا شرک پس پہلی صورت تو ہم سنی حنفیوں کے نزدیک بھی بالاتفاق ناجائز ہے اور صاحب بحر اور نہر وغیرہما کا عدم جواز کا قول اسی صورت پر محمول ہے اور دوسری صورت میں اختلاف ہے بعضے غیر حسن فرماتے ہیں اور بعضے مستحسن کہتے ہیں فاضل بدایونی علیہ الرحمۃ بوارق محمدیہ ہی میں فرماتے ہیں'' وکراہت ایں اشیاء مختلف فیہ بین الفقہاء وہمچو امور باعث نکیر ونفریں برمرتکبین ہم نمی تواند شد چہ جائے تکفیر چراکہ بسیارے ازاکابر تصریح بجواز آں کردہ اند ونزد جماعتے رجحان بجانب عدم استحسان است وفقیر ہم ہمیں مسلک سالک ست اھ مگر مماثلت تعریف قول باستحسان کی صحت کی مقتضی ہے کما لایخفی اور علاوہ اس کے یہ ہے کہ محبت اور عظمت کی بھری ہوئی آنکھیں وہ دیکھا کرتی ہیں جو ان سے خالی آنکھیں نہیں دیکھتیں اور ان آنکھوں والوں کے واسطے وہ جائز ہوتا ہے جو ان آنکھوں والوں کے واسطے نہیں ہوتا کیا اس کو نہیں دیکھا جاتا کہ علی مافی الشفا حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حضور کا اسم شریف لیا جاتا تو ان کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو جاتا اور آپ جھک جاتے آپ کے جلساء کو یہ بات ناگوار گزرتی ایک روز عرض کیا کہ یہ آپ کیا کرتے ہیں فرمایا لو رأیتم ما رایت لما انکرتم علی ما ترون اور حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی پر کچھ بال تھے اتنے بڑے بڑے کہ جب وہ اون کو بیٹھ کر کھولدیتے تھے تو زمین تک پہونچ جاتے تھے اون سے کہا گیا ان کو منڈاکیوں نہیں دیتے فرمایا لم اکن بالذی احلقہا وقد مسہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیدہ حالانکہ انحنا اور قزع کا حکم اہل علم پر ظاہر ہے اور حضرت کابس بن ربیعہ کی صورت کے مشابہ تھی پس حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ہوئی آپ نے اون کو بلایا پس جب وہ اون کے گھر میں داخل ہوئے تو حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے تخت سے اوتر کر کے اون سے ملاقات کی اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور ایک گاؤں مرغاب نام اون کو دیا یہ سب حضور کی صورت مبارک کے مشابہ ہونے کی وجہ سے کیا ؎

با ادب با عظمت انساں دیگر اند　　　　بے ادب ہم خشک مغزاں دیگر اند

پس زید کا یہ جواب صحیح ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

اقول وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق طواف لغۃً وعرفاً وشرعاً پھیرے کرنیکو کہتے ہیں عام ازیں کہ دو چیزوں کے درمیان آمد ورفت ہو جسمیں ایک پھیرے کے مبدا و منتہیٰ متغائر ہوں گے یا ایک ہی چیز کے گرد جسمیں دائرہ کی طرح مبدا و منتہیٰ ایک ہوگا دونوں صورتوں کو لغت وعرف عرب نے طواف کہا اور دونوں کو شرع مطہر نے طواف مانا صورت اولیٰ صفا و مروہ کے درمیان سعی قال تعالیٰ فلا جناح علیہ ان یطوف بینہما اور صورت ثانیہ کعبہ معظمہ کے گرد پھرنا قال تعالیٰ ولیطوفوا بالبیت العتیق حقیقت طواف اس قدر ہے نیت وغایت کا اختلاف حقیقت کی تغییر نہیں کرتا کہ نیت وغایت رکن شئے نہیں آخر نہ دیکھا کہ ائمہ کرام نے نیت کو شرط نماز قرار دیا نہ رکن نماز اور غایت کا خروج تو غایت ظہور میں ہے غرض پھیرے کرنا جہاں اور جس طرح اور جس نیت اور جس غرض سے ہو طواف ہی ہے

پھر فعل اختیاری کو تصور بوجہٍ ما و تصدیق بفائدۃٍ ما سے چارہ نہیں مگر فعل کبھی غایت اصلیہ تک آپ مؤدی ہوتا ہے کبھی دوسرے فعل
مؤدی الی الغایۃ کا وسیلہ اول کو مقصود لذاتہ کہتے ہیں جیسے نماز اور دوم کو وسیلہ و مقصود لغیرہ جیسے وضو۔ طواف میں یہ دونوں
صورتیں ہیں مثلاً گلگشت یعنی تفریح نفس و شمِ روائح طیبہ و جستیٔ بدن و تنسّم ہوا کیلئے چمن کی روشوں میں ٹہلنا پھرنا خواہ وہ خطوط مستقیم پر
ہوں یا مثلاً کسی حوض کے گرد مستدیر یہاں طواف مقصود لذاتہ ہے یا مثلاً کسی شئے کی تقسیم کو حلقہ یا صفوں پہ دورہ کرنا کہ یہاں مقصود
لغیرہ ہے۔ پھر طواف کی غایت مقصودہ تعظیم ہی میں منحصر نہیں بلکہ اوسکے غیر کے لئے بھی ہوتا ہے جیسے امثلۂ مذکورہ بلکہ توہین بلکہ تعذیب
کیلئے جیسے ڈرل کہ یہاں آمد و شد کہ طواف ہے مقصود لذاتہ ہے اور نار سے حمیم حمیم سے نار کی طرف کفار کے پھیرے کہ یہ طواف مقصود
لغیرہ ہے اور دونوں تعذیب کیلئے ہیں قال اللہ تعالیٰ یطوفون بینہا و بین حمیم ان لاجرم طواف چار قسم ہے۔ **قسم اول** نہ طواف
مقصود لذاتہ ہو نہ اوس سے غرض و غایت نفس تعظیم بلکہ طواف کسی اور فعل کا وسیلہ ہو اور اوس فعل سے کوئی اور حاجت مقصود جیسے
سائلوں کا دروازوں پر گشت صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہمیشہ کا شانۂ نبوت کا ایسا طواف فرمایا کرتے۔ ابو داؤد و ابن ماجہ و دارمی
ایاس بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لقد طاف بآل محمد نساء
کثیر یشکون ازواجھن لیس اولئك بخیارکم آج کی رات بہت سی عورتوں نے ہماری بارگاہ اقدس کا طواف کیا کہ اپنے شوہروں
کی شکایت کرتی تھیں وہ تم میں کے بہتر لوگ نہیں ہیں جو عورتوں کو ایذا دیتے ہیں اور صحیح حدیث میں بلی کے نسبت فرمایا انہا من الطوافین
علیکم والطوافات بیشک وہ اون نر و مادہ میں ہے جو بکثرت تم پر طواف کرنے والے ہیں۔ **قسم دوم** طواف مقصود لذاتہ ہو اور غایت
غیر تعظیم صحیح بخاری شریف میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے میرے والد عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت قرض اور تھوڑے خرمے چھوڑ کر
شہید ہوئے میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی حضور کو معلوم ہے کہ میرے باپ احد میں شہید ہوئے
اور بہت قرض چھوڑ گئے ہیں میں چاہتا ہوں کہ حضور قدم رنجہ فرمائیں کہ قرض خواہ حضور کو دیکھیں یعنی شاید حضور کے خیال سے اپنے مطالبہ میں
کمی کر دیں ارشاد فرمایا جاؤ ہر قسم کے چھوہاروں کے الگ الگ ڈھیر لگاؤ پھر تشریف فرما ہوئے قرض خواہوں نے حضور کو دیکھا مجھ سے نہایت
سخت تقاضے کرنے لگے کہ اس سے پہلے ایسا کبھی نہ کیا تھا یعنی ان کے خیال کے برعکس ہوا حضور کے تشریف لے جانے سے قرض خواہ اپنا
پلہ بھاری سمجھے کہ حضور ضرور ہمارا پورا حق دلا دیں گے جب حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ حال ملاحظہ فرمایا فطاف
حول اعظمہا بیدرًا ثلث مرات ثم جلس علیہ حضور نے اون میں سب میں بڑے ڈھیر کے گرد تین بار طواف فرمایا اور اوس پر تشریف
رکھی پھر ناپ ناپ کر اونھیں دینا شروع فرمایا حتی ادی اللہ عن والدی امانتہ وسلم اللہ البیادر کلہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ
نے میرے باپ کا سب قرض ادا کر دیا اور سب ڈھیر سلامت بچ رہے اسی قسم میں ہے عسس کا گرد شہر گشت کرنا ولہذا عسس کو عرب میں
طائف کہتے ہیں مفردات راغب میں ہے کہ منہ الطائف لمن یدور حول البیوت حافظا۔ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ
عنہ اپنے زمانہ خلافت میں مدینہ طیبہ کا طواف فرمایا کرتے ابن عساکر تاریخ میں اسلم مولیٰ امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کرتے ہیں ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ طاف لیلۃ فاذا ھو بامرأۃ فی جوف دارھا وحولہا صبیان یبکون الحدیث
یعنی امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رات مدینہ طیبہ کا طواف کر رہے تھے دیکھا کہ ایک بی بی اپنے گھر میں بیٹھی ہیں اور ان کے بچے
اون کے گرد رو رہے ہیں اور چولھے پر ایک دیگچی چڑھی ہے امیر المومنین قریب گئے اور فرمایا اے اللہ کی لونڈی یہ بچے کیوں رو رہے ہیں.
اونھوں نے عرض کی یہ بھوک کے روتے ہیں فرمایا تو اس دیگچی میں کیا ہے کہا میں نے ان کے بہلانے کو پانی بھر کر چڑھا دی ہے کہ وہ سمجھیں اس
میں کچھ پک رہا ہے اور انتظار میں سو جائیں امیر المومنین فوراً واپس آئے اور ایک بڑی بوری میں آٹا اور گھی اور چربی اور چھوہارے
اور کپڑے اور روپے منہ تک بھرے پھر اپنے غلام اسلم سے فرمایا یہ میری پیٹھ پر لاد دو اسلم کہتے ہیں میں نے عرض کی یا امیر المومنین
میں اوٹھا کر لے چلوں گا فرمایا اے اسلم بلکہ میں اوٹھاؤں گا کہ اس کا سوال تو آخرت میں مجھ سے ہونا ہے پھر اپنی پشت

مبارک پر اوٹھاکر اون بی بی کے گھر تک لیگئے پھر دیگچی میں آٹا اور چربی اور چھوہارے چڑھاکر اپنے دست مبارک سے چلاتے رہے پھر پکاکر اونھیں کھلایا کہ سبکا پیٹ بھر گیا پھر باہر صحن میں نکل کر اون بچوں کے سامنے بلاتشبیہ ایسے بیٹھے جیسے جانور بیٹھتا ہے اور ہیں ہیبت کے سبب بات نہ کرسکا امیرالمومنین یونہیں بیٹھے رہے یہاں تک کہ بچے اوس نئی نشست کو دیکھکر امیرالمومنین کے ساتھ کھیلنے اور ہنسنے لگے اب امیرالمومنین واپس تشریف لائے اور فرمایا اسلم تم نے جانا کہ میں اون کے سامنے یوں کیوں بیٹھا میں نے عرض کی نہ۔ فرمایا میں نے اونھیں روتے دیکھا تھا تو مجھے پسند نہ آیا کہ میں اونھیں چھوڑکر چلا جاؤں جب تک اونھیں ہنسا نہ لوں جب وہ ہنس لئے تو میرا دل شاد ہوا واخرجہ ایضا الدینوری فی المجالسۃ واحمد بن ابراھیم بن ساذان البزار فی مشیختہ امام محب الدین طبری ریاض النضرہ پھر شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا میں مناقب امیرالمومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں لکھتے ہیں انہ کان یطوف لیلۃ فی المدینۃ فسمع امرأۃ تقول یعنی امیرالمومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رات مدینہ طیبہ میں طواف کر رہے تھے کہ ایک بی بی کو یوں کہتے سنا فذکر الحدیث **قسم سوم** طواف وسیلہ مقصود ہو اور غرض وغایت تعظیم جیسے نوکر چاکر غلاموں کا اپنے مخدوم و آقا پر طواف اوس کے کام خدمت کو اوس کے گرد پھرنا قال اللہ تعالیٰ طوافون علیکم بعضکم علی بعض تمہارے نوکر غلام تمہارے گرد بکثرت طواف کرنیوالے ہیں تین وقت ترک حجاب کے سوا ہر وقت اذن لینے میں اونھیں حرج ہوگا اور اہل جنت کے حق میں فرماتا ہے یطوف علیھم ولدان مخلدون ہمیشہ رہنے والے لڑکے اون کے گرد طواف کریں گے اور فرماتا ہے یطاف علیھم بکاس من معین اون پر طواف کیا جائے گا پیالوں میں وہ پانی لیکر جو آنکھوں کے سامنے بہتا ہے اور فرماتا ہے یطاف علیھم بانیۃ من فضۃ واکواب چاندی کے برتن اور کوزے لیکر اون پر طواف کیا جائے گا۔ اس میں وہ صورت بھی آتی ہے کہ طواف غیر کعبہ کا ہو اور غرض و غایت عبادت الٰہی۔ صحیحین میں ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں قال سلیمان لاطوفن اللیلۃ علی تسعین امرأۃ وفی روایۃ بمائۃ امرأۃ کلھن تاتی بفارس یجاھد فی سبیل اللہ فطاف علیھن الحدیث۔ سلیمٰن علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا قسم ہے آج کی رات میں نوے اور ایک روایت میں ہے سو عورتوں پر طواف کروں گا کہ ایک سے ایک سوار پیدا ہوگا جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے پھر اونھوں نے اون پر طواف کیا۔ صحیح مسلم شریف میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یطوف علی النساء بغسل واحد نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک ہی غسل سے اپنی ازواج مطہرات پر طواف فرماتے اشباہ والنظائر و درمختار میں ہے لیس لنا عبادۃ شرعت من عھد اٰدم الی الاٰن ثم تستمر فی الجنۃ الا النکاح والایمان ہمارے لئے کوئی عبادت ایسی نہیں کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت سے ابتک مشروع رہی پھر ہمیشہ ہمیشہ جنت میں مشروع رہے گی مگر ایمان یعنی یاد خدا اور نکاح یعنی جماع زوجہ۔

قسم چہارم۔ طواف بھی مقصود لذاتہ ہو اور غرض و غایت بھی تعظیم یعنی نہ طواف کسی اور فعل کیلئے وسیلہ ہو نہ اوس سے سوائے تعظیم کچھ مقصود بلکہ نفس طواف سے محض تعظیم مقصود ہو اسی کا نام طواف تعظیمی ہے جیسے طواف کعبہ یا طواف صفا و مروہ پھر اوضاع بدن کہ عبادت میں مقرر کئے گئے ہیں تین نوع ہیں۔ ایک وہ کہ تعظیم میں منحصر ہیں اور دوسرے وہ کہ وسیلۃً ومقصوداً دونوں طرح پائے جاتے ہیں اور اون کی غایت تعظیم میں منحصر نہیں مگر بحال قصد تعظیم نوع اول سے قریب ہیں جیسے رکوع تک انحنا کہ بلاتعظیم بھی ہوتا ہے بلکہ بقصد توہین بھی جیسے کسی کے مارنے کیلئے اینٹ وغیرہ اوٹھانے کو جھکنا اور تعظیم کیلئے بھی ہوتا ہے مگر نہ خود مقصود بلکہ وسیلہ جیسے علماء و صلحاء کی قدمبوسی وغیرہ خدمات کو جھکنا اور بذاتہ مقصود بھی ہوتا ہے جیسے سلام کرنے میں رکوع تک جھکنا تیسرے وہ کہ نوع اول سے بعید ہیں جیسے قیام یا قعود یا رکوع سے کم جھکنا ظاہر ہے کہ انمیں بھی نوع دوم کی طرح قصد و توسل و غایت مختلفہ کی سب صورتیں پائی جاتی ہیں۔ انواع ثلثہ میں حکم عام تو یہ ہے کہ اگر بہ نیت عبادت غیر ہے تو کچھ بھی ہو مطلقاً شرک و کفر ہے اور بے نیت عبادت ہرگز شرک و کفر نہیں اگرچہ سجدہ ہی ہو جبتک کہ وہ فعل بخصوصہ شعار کفر نہ ہوگیا ہو۔ جیسے بت یا آفتاب کو

سجدہ والعیاذ باللہ تعالیٰ اور جب عبادت غیر کی نیت نہ ہو تو انمیں فرق احکام یہ ہے کہ نوع اول غیر خدا کیلئے مطلقاً ناجائز اور نوع دوم اوس وقت ممنوع ہے جبکہ مقصوداً اوسی کو بہ نیت تعظیم بجالایا جائے اور نوع سوم مطلقاً جائز ہے اگرچہ اوس سے تعظیم مقصود ہو۔ اختیار شرح مختار و فتاوی عالمگیریہ وغیرہا میں حاضری روضۂ اقدس کی نسبت فرماتے ہیں یقف کما یقف فی الصلاۃ حضور روضۂ انور میں نماز کی طرح کھڑا ہو منسک متوسط و مسلک متقسط میں ہے (ثم توجہ) ای بالقلب والقالب مع رعایتہ غایۃ الادب فقام تجاہ الوجہ الشریف خاضعا خاشعا مع الذلۃ والانکسار والھیبۃ والافتقار واضعا یمینہ علی شمالہ ای تادبا فی حال اجلالہ یعنی پھر نہایت ادب کی رعایت کے ساتھ روضۂ اقدس کی طرف دل اور بدن دونوں سے مونھ کرکے چہرۂ انور کے مقابل خضوع و خشوع و ذلت و انکسار اور حضوری کی ہیبت اور حضور کی طرف محتاجی کے ساتھ سیدھا ہاتھ بائیں پر حضور کے ادب و تعظیم کیلئے باندھے ہوئے کھڑا ہو۔ صحیح حدیث میں ہے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور کے سامنے ایسے بیٹھتے کان علی رؤسھم الطیر گویا اون کے سروں پر پرندے ہیں یعنی بے حس و حرکت کہ پرندے لکڑی سمجھ کر سر پر آبیٹھیں شفا شریف میں ہے کان مالک اذا ذکر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتغیر لونہ وینحنی حتی یصعب ذلک علی جلسائہ سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر پاک آتا اون کا رنگ بدل جاتا اور جھک جاتے یہاں تک کہ حاضران مجلس کو اون کی وہ حالت دشوار گزرتی۔ حدیقہ ندیہ میں ہے الانحناء البالغ حد الرکوع لایفعل لاحد کالسجود ولا باس بما نقص من حد الرکوع لمن یکرم من اھل الاسلام یعنی رکوع کی حد تک جھکنا کسی غیر خدا کیلئے نہ کیا جائے جیسے سجدہ اور دینی عزت والوں کیلئے رکوع سے کم جھکنے میں حرج نہیں۔ جب یہ امور سب معلوم ہولئے تو من جملہ اوضاع تعظیمیہ کہ رب عزوجل نے اپنی عبادت کیلئے مقرر فرمائے دونوں قسم کا طواف بھی ہے مستقیم جیسے صفا و مروہ میں خواہ مستدیر جیسے گرد کعبہ دونوں عبادت میں اور دونوں کو قرآن عظیم میں طواف فرمایا تو ان میں فرق بے معنی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ طواف ان انواع ثلٰثہ سے کس نوع میں ہے۔ ہر عاقل کے نزدیک بدیہیات سے ہے کہ وہ مثل سجود نوع اول سے نہیں ورنہ سجدۂ غیر کی طرح مطلقاً حرام ہوتا حالانکہ اوس کی تین قسم اول کا جواز دو قوع ہم قرآن عظیم و حدیث کریم و خود فعل حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت کر آئے نہ ہرگز وہ مثل قیام نوع سوم سے ہے ورنہ ہر شخص و مکان معظم کا طواف تعظیمی جائز ہوتا بلکہ وہ مثل رکوع نوع متوسط سے ہے کہ اگر نفس طواف سے تعظیم مقصود ہو تو غیر خدا کے لئے ناجائز بلکہ غیر کعبہ و صفا و مروہ کا طواف اگرچہ خالصاً اللہ عزوجل ہی کی تعظیم کو کیا جائے ممنوع و بدعت ہے کہ نفس طواف سے تعظیم امر تعبدی اور امر تعبدی میں قیاس تک جائز نہیں نہ کہ احداث کہ تشریع جدید ہے منسک متوسط میں ہے ولا یمس عند الزیارۃ الجدار ولا یلتصق بہ ولا یطوف ولا ینحنی ولا یقبل الارض فانہ بدعۃ مسلک متقسط میں ہے ولا یطوف ای لا یدور حول البقعۃ الشریفۃ لان الطواف من مختصات الکعبۃ المنیفۃ فیحرم حول قبور الانبیاء والعلماء اور اگر غرض و غایت تعظیم نہ ہو اگرچہ طواف مقصود لذاتہ ہو جیسے قسم دوم میں یا طواف مقصود لذاتہ نہ ہو اگرچہ غرض تعظیم ہو جیسے قسم سوم میں تو بلاشبہ جائز ہے اور اگر دونوں سے خالی طواف ہو جیسے قسم اول میں تو بدرجۂ اولیٰ بحمد اللہ تعالیٰ تحقیق ناصع ہے جس سے حق متجاوز نہیں وللہ الحمد طواف قبر بھی اس کلیہ سے باہر نہیں ہوسکتا اگر دونوں باتیں جمع ہیں یعنی طواف خود مقصود بالذات ہے اور اوس سے تعظیم ہی مراد ہے تو بلاشبہ حرام ہے اور اگر طواف کسی اور فعل کا وسیلہ ہے مثلاً مکان مزار کے گرد قلعی کرنا یا فانوس کہ اوس کے اطراف میں نصب ہیں اون کی روشنی کیلئے دورہ کرنا یا مساکین کہ گرد مزار بیٹھے ہیں اون پر کچھ تقسیم کیلئے پھیرا کرنا یہ بلاشبہ جائز ہے یونہیں اگر طواف مقصود بالذات ہو مگر اوس ؎ کے منع پر بھی شرع سے کوئی دلیل نہیں مزار انور حضور سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تو ثابت ہے کہ روزانہ صبح کو ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں اور مزار اطہر کے گرد حلقہ باندھے صلاۃ و سلام عرض کرتے شام کو وہ بدل دیئے جاتے ہیں اور ستر ہزار اور آتے ہیں کہ صبح تک ماہ رسالت پر ہالہ ہوکر عرض صلاۃ و سلام کرتے ہیں۔

۴؎ غرض و غایت تعظیم ہو اور نہ ہو جیسے مثلاً کفن تبرک و استفادہ انوار س

اور ظاہر ہے کہ ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است محبوبان خدا کے مقام متفاوت ہوتے ہیں اور افاضۂ برکات میں اون کے احوال مختلف اور مفیض و مستفیض میں کچھ نسبت خفیہ ہوتی ہے جو اوسے معلوم نہیں کہ اون میں کس کے ساتھ حاصل ہے لہذا یہ دریوزہ گر محتاج روضۂ اطہر کے گرد دورہ کرتا ہے اس امید پر کہ اون بندگان معصومین پر فرداً فرداً گزرے اور اون میں سے جس کسی کی نظر اس پر پڑ جائے اس کا کام بنا دے علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں لکھتے ہیں کہ حضرت سیدی شیخ الشیوخ شہاب الملۃ والحق والدین سہروردی قدسنا اللہ بسرہ الکریم ایام منٰے میں مسجد خیف شریف میں صفوں پر دورہ فرماتے کسی نے وجہ پوچھی فرمایا ان للہ عبادا اذا نظروا الی احد اکسبوہ سعادۃ الابد اللہ کے کچھ بندے ہیں کہ جب اون کی نگاہ کسی پر پڑ جاتی ہے اوسے ہمیشہ کی سعادت عطا فرماتی ہے میں اوس نگاہ کی تلاش میں دورہ کرتا ہوں تو یہ تعرض نفحات رحمۃ اللہ ہوا جسکا خود حدیث میں حکم ہے اولیاء کرام وارثان سرکار رسالت ہیں ممکن کہ ملئکہ اون کے مزارات کے گرد بھی ہوں اور ایسے امور میں علم درکار نہیں تعرض نفحات کی شان ہی یہ ہے کہ شاید و لعل پر ہو ۔ معہذا مزارات اولیاء کرام ہر جانب سے ممر اقدام صلحائے عظام ہوتے ہیں سیدنا عیسیٰ علی نبینا الکریم وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے عرض کی گئی کہ حضور ایک جگہ قیام کیوں نہیں فرماتے شہروں شہروں جنگلوں جنگلوں دورے کیوں فرماتے ہیں ۔ فرمایا اس امید پر کسی بندۂ خدا کے نشان قدم پر قدم پڑ جائے تو میری نجات ہو جائے جب نبی اللہ و رسول اللہ کہ خمسۂ اولوالعزم میں ہیں صلوٰت اللہ وسلامہ علیہم اون کا یہ ارشاد تواضع ہے تو ہم تو سخت محتاج ہیں علاوہ بریں یہاں ایک نکتۂ دقیقہ اور ہے وما یلقٰھا الا ذو حظ عظیم شریعت مطہرہ نے انسان کے سر سے پاؤں تک جمیع جہات میں جدا جدا احکام رکھے ہیں چہرہ پر جو احکام ہیں پاؤں پر نہیں ۔ دہنے ہاتھ پر جو احکام ہیں بائیں پیر پر نہیں وعلیٰ ہذا القیاس اور احکام مختلفہ کے ثواب بھی مختلف رنگ کے ہیں یوہیں سر سے پاؤں تک جملہ جوارح میں معاصی جدا جدا ہیں اور ہر معصیت ایک جدا رنگ کا مرض ہے اور ہر مرض کا علاج اوس کی ضد سے ہے تو یہ مریض معاصی اوس سراپا مجموعہ برکات کے گرد دورہ کرتا ہے کہ اوسکے ہر عضو و ہر جہت کی رنگ برنگ برکات سے فیض لے اور اپنے ہر عضو و ہر جہت کا مرض دور کرے امام مبرد کامل میں پھر امام علامہ عارف باللہ کمال الدین دمیری پھر سیدی علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں مماکفر بہ الفقہاء الحجاج انہ رأی الناس یطوفون حول حجرتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال انما یطوفون باعواد ورمۃ یعنی حجاج نے مسلمانوں کو دیکھا کہ روضۂ انور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا طواف کر رہے ہیں اس طواف سے اوس نے ایک نہایت ملعون لفظ کہا جس پر فقہاء کرام نے اوس کی تکفیر کی وہ زمانہ بکثرت صحابۂ کرام کی رونق افروزی کا تھا خصوصًا مدینہ طیبہ میں تو یہ طواف کرنیوالے حضرات اگر صحابہ نہ تھے لا اقل تابعین تھے عارف باللہ حضرت مولوی قدس اللہ سرہ المعنوی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ؎

سوئے مکہ شیخ امت بایزید ۔۔۔ از برائے حج و عمرہ می دوید
دید پیرے با قدی ہمچو ہلال ۔۔۔ بود در وے فر گفتار و حال
بایزید اورا چو از اقطاب یافت ۔۔۔ مسکنت بنمودہ در خدمت شتافت
گفت عزم تو کجا اے بایزید ۔۔۔ رخت غربت را کجا خواہی کشید
گفت قصد کعبہ دارم از پگہ ۔۔۔ گفت ایں با خود چہ داری زاد رہ
گفت دارم از درم نقرہ دویست ۔۔۔ نک بہ بستہ سخت بر گوشہ ردیست
گفت طوفے کن بہ گردم ہشت بار ۔۔۔ دین نکو تر از طواف حج شمار
حق آں حقے کہ جانب دیدہ است ۔۔۔ کہ مرا بر بیت خود بگزیدہ است
کعبہ ہر چند ے کہ خانہ بر او ست ۔۔۔ خلقت من نیز خانہ سر اوست

تا بہ گرد آں خانہ را دورے نہ رفت ‏ ‏ و اندریں خانہ بجز آں حی نرفت
چوں مرا دیدی خدا را دیدہ ! ‏ ‏ گرد کعبہ صدق بر گردیدہ
خدمت من طاعت حمد خداست ‏ ‏ تا نہ پنداری کہ حق از من جداست
چشم نیکو باز کن در من نگر ! ‏ ‏ تا بہ بینی نور حق اندر بشر
کعبہ را یکبار بیتے گفت یار ‏ ‏ گفت یا عبدی مرا ہفتاد بار
بایزیدا کعبہ را دریافتی ‏ ‏ صد بہا و عز و صد فر یافتی
بایزید آں نکتہا را ہوش داشت ‏ ‏ ہمچو زریں حلقہ اش در گوش داشت
آمد از وے بایزید اندر مزید ‏ ‏ منتہی در منتہی آخر رسید

جناب شاہ ولی اللہ صاحب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں اپنے خلف ناخلف اسمٰعیل دہلوی کی جان پر قہر کی بجلیاں توڑنے کو فرماتے ہیں "چوں بمقبرہ در آید دوگانہ بروح آں بزرگوار ادا کند بعدہ قبلہ را پشت دادہ بہ نشیند بعدہ قل گوید پس فاتحہ بخواند بعدہ ہفت کرت طواف کند و آغاز از راستہا بعدہ طرف پایان رخسارہ نہد و بیاید نزدیک روئے میت بہ نشیند و بگوید یارب بست و یکبار بعدہ طرف آسمان بگوید یا روح و دردل ضرب کند یا روح الروح مادام کہ انشراح یا بد ایں ذکر بکند انشاء اللہ تعالیٰ کشف قبور و کشف ارواح حاصل آید"۔ تحفۃ الموحدین شاہ صاحب کی کتاب نہیں بہت قریب زمانہ میں کسی وہابی صاحب نے شاہ صاحب کی تصانیف مشہورہ کے رد کو کچھ اوٹی سیدھی تکیں جوڑ کر وہابیوں کے ادعائی نام موحد کی طرف اوسے نسبت کر کے تحفۃ الموحدین نام رکھا اور بکمال بے ایمانی شاہ صاحب کی طرف منسوب کر دیا۔ بے حیا گمراہ لوگ ایسی اکثر کر چکے ہیں جس کا بیان شاہ عبدالعزیز صاحب وغیرہ کی تحفۂ اثنا عشریہ وغیرہ میں ہے۔ ابھی قریب زمانہ میں بمبئی میں ایک عربی کتاب بنام عقائد امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھپی ہے اوس میں بھی یہی کارروائی ہے کہ کوئی شیطانی عقیدہ چھوڑا ہوگا جسے اوس امام الاسلام سیف السنہ کیطرف نسبت نہ کیا ہو۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون بالجملہ اگر طواف مقصود بالذات نہیں جب تو جواز ظاہر ہے اور اگر مقصود بالذات ہے تو صرف فرق نیات ہے اگر بہ نیت تعظیم قبر ہے تو بلا شبہ حرام ہے اور تبرک و استفاضہ وغیرہا نیات محمودہ سے ہے تو فی نفسہ اوسمیں حرج نہیں اور یہ ٹھہرالینا کہ اس مسلمان کی نیت طواف سے تعظیم قبر ہے قلب پر حکم ہے اور یہ غیب کا ادعا اور محض حرام ہے قال اللہ تعالیٰ ولا تقف مالیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسئولا ٥ وقال صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افلا شققت عن قلبہ حتی تعلم یہ بدگمانی ہے اور مسلمان پر بدگمانی حرام۔ قال اللہ تعالے یا ایہا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ٥ وقال صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث ائمہ دین فرماتے ہیں الظن الخبیث انما ینشؤ عن قلب الخبیث مگر حضرات وہابیہ سے کیا شکایت کہ وہ حضرت مولوی اور حضرت سید العارفین بایزید بسطامی اور اون غوث گرامی سب کو جیسا دل میں جانتے ہیں معلوم وہ تو اون تابعین پر بھی حکم شرک ہی لگائیں گے جنہوں نے روضۂ انور کا طواف کیا مگر شاہ ولی اللہ صاحب کا معاملہ ذرا ٹیڑھی کھیر ہے۔ ع۔ پتھر کے تلے دبا ہے دامن۔ شاہ صاحب یہاں محض سکوت نہیں کر رہے ہیں بلکہ مریدین و مستفیدین کو تعلیم فرما رہے ہیں اور اگر اسے بھی اوڑھ لیجئے کہ اوس وقت شاہ صاحب کو تعلیم حرام ہی کا کچھ ذوق تھا تو ذرا تقویۃ الایمان کی گولی بچاتے ہوئے کہ نرا حرام ہی نہیں بلکہ شرک سکھا رہے ہیں اور اوس پر بڑی بشاشت سے فرما رہے ہیں کہ یوں کرو تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ حاصل ہو جائیگا۔ عاقل تو جانتا ہے کہ کسی مکروہ و ناگوار بات پر بھی ایسا نہیں کہا جاتا نہ کہ شرک و کفر۔ دھرم سے کہنا اگر دھرم رکھاتے ہو کہ کیا شاہ صاحب یہ لکھ سکتے تھے کہ اے مرید و عزیز و روز صبح کو مندر میں جا کر سات دفعہ مہادیو جی ڈنڈوت کرو تو انشاء اللہ تعالیٰ تین تلوک کھل

جائیں گے۔ تقویۃ الایمان کے حکم پر شاہ صاحب کے اوس کلام اور اوس قول کے حکم میں کیا فرق ہوسکتا ہے ہاں یہ امر ضرور قابل لحاظ ہے کہ یہاں نیت جائزہ و نیت حرام ایسی متقارب ہیں جیسے آنکھ کی سیاہی سے سپیدی تو عوام کیلئے اسمیں ہرگز خیر نہیں اور خواص میں سے جو ایسا کرنا چاہے ہرگز عوام کے سامنے نہ کرے ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامے دارد۔ یہ بحمد اللہ تعالیٰ تحقیق حکم ہے اور احتراز واحتیاط ہر طرح اسلم ہے۔ و باللہ التوفیق واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت مولانا صاحب معظم مکرم دامت برکاتہم العالیہ پس از تسلیم مع التعظیم والتکریم معروض۔ کل جو فتویٰ جناب سے لایا تھا اوس کے متعلق بعض امور دریافت طلب رہے (۱) جناب فرماتے ہیں کہ نفس طواف سے تعظیم امر تعبدی ہے امر تعبدی سے یہاں کیا مراد ہے اور پھر اوس تعظیم سے امر تعبدی ہونے کا کیا ثبوت ہے (۲) تعظیم سے مراد مطلق تعظیم ہے تو تعظیم قبر کے امر تعبدی ہونیکا ثبوت درکار ہے اور تعظیم الٰہی مراد ہے تو اوس کے تعبدی ہونے سے تعظیم قبر کے لئے طواف کیسے ممنوع و بدعت ٹھہر یگا۔ امید کہ جواب باصواب سے ممتاز فرمائیں۔ والتسلیم مع التکریم زیادہ ادب سید محمد میاں۔ ۱۷ر شوال المکرم ۳۶ھ

حضرت والا۔ آداب میرے اوس بیان میں دو دعوے ہیں ایک یہ کہ طواف تعظیمی غیر کیلئے حرام ہے دوسرے یہ کہ حضرت عزت کیلئے بھی اگر کعبہ معظمہ وصفا و مروہ کے سوا کوئی اور طواف مقرر کیا تو ناجائز ہے اول کا ثبوت عبارات منسک و مسلک میں اور دوم کا یہ بیان کہ تعظیم الٰہی بطواف اکنہ امر تعبدی غیر معقول المعنیٰ ہے جسکی تصریح ائمہ نے فرمائی ہے کہ افعال حج تعبدی ہیں امید کرتا ہوں کہ اس گذارش سے دونوں سوالوں کا حل ہوگیا۔ فقط

حضرت مولانا المعظم والمکرم دامت برکاتہم العالیہ پس از سلام مسنونہ معروض در بارۂ مسئلہ طواف تعظیمی قبر میں بعض اہل لاہور کہتے ہیں کہ جب تعظیم قبر ایک امر جائز کم از کم ہے تو وہ ہیئت اور صورت کے لحاظ سے اپنے اطلاق پر رہنا چاہئے جبتک کہ شرع سے کسی خاص میں کوئی تقیید نہ آئے اور صورت طواف میں بھی مسلک و منسک کے مصنفین کے منع کرنے کو وہ کافی نہیں سمجھتے اسکی کفایت یا اور کافی سند مذہب کی زیادت کی ضرورت ہے جناب ارشاد فرمائیں۔ فقیر محمد میاں قادری از مارہرہ ۲۰ر شوال ۳۶ھ

حضرت والا تسلیم یا کتاب نامعتمد ہو یا اوس سے معتمد تر کتب میں اوس کا خلاف مصرح ہو ورنہ کتب امام محمد یا مسندات کے سوا تمام متون و شروح و فتاویٰ ردی ہوجائیں گے۔ منسک و مسلک ضرور کتب معتمدہ ہیں اور ان کے مصنفین اپنا اجتہاد نہیں لکھتے بلکہ کتب مذہب میں اسکا خلاف کس کس نے کیا اور نہیں تو وجہ رد کیا ہے۔ فقط

مسئلہ - مسئولہ مولوی عبدالحمید صاحب از بنارس محلہ پتر کنڈہ تالاب ۱۹ر ربیع الاول ۳۲ھ

ہمارے سنی حنفی علماء کثرہم اللہ تعالیٰ وابقاہم الیٰ یوم الجزاء اسمیں کیا فرماتے ہیں کہ خالد نے زید سے سوال کیا کہ کسی ولی کی قبر شریف کو بوسہ دینا جائز ہے یا نہیں زید نے جواب دیا اسمیں علماء کا اختلاف ہے بعضے ناجائز فرماتے ہیں اور بعضے جائز کہتے ہیں لیکن جواز ان کا قولاً و فعلاً بہت سے اکابر سے منقول ہے مطالب المؤمنین میں ہے کہ بسند جید وارد ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شام سے مزار اقدس کی زیارت کیلئے حاضر ہوئے تو روتے تھے اور اپنے چہرۂ مبارک کو لٹاتے یعنی مزار اقدس سے ملتے تھے اور مسند امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ میں ہے کہ ایک روز مروان نے ایک شخص کو مزار اقدس پر مونھ رکھے ہوئے دیکھا تو کہا کہ اے شخص تو جانتا ہے کہ کیا کرتا ہے تو پھر نزدیک آکر دیکھا تو ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ خلاصۃ الوفا میں ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص تبرکاً منبر شریف کو بوسہ دے اور ہاتھ لگائے مزار اقدس کے ساتھ بھی ثواب کی امید پر ایسا ہی کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے لا باس بتقبیل قبر والدیہ اور عینی شرح بخاری میں ہے ان تقبیل الاماکن

الشريفة على قصد التبرك وكذلك تقبيل ايدی الصالحين وارجلهم فهو حسن محمود باعتبار القصد والنية اور شاہ عبدالعزیز صاحب کا اپنے باپ دادا کی قبروں کو بوسہ دینا بوارق محمدیہ میں منقول ہے باقی رہا عدم جواز سو بعضے اسکی علت اسکا عادت نصاریٰ سے ہونا بتاتے ہیں اور بعضے اسکا مسنون ہونا فرماتے ہیں سو پہلی میں تو یہ ہے کہ یہ مسئلہ شرعی ہے کہ جب ہمارے اور غیر کے درمیان کسی امر میں کچھ فرق ہوگیا تو حکم تشبہ باطل ہوتا ہے تنہا عاشورے کے روز نیز روز شنبہ کے روزے کا مکروہ ہونا اور نویں یا گیارہویں اور جمعہ یا یکشنبہ کا ملا دینے سے بلاکراہت جائز ہونا اسی طرح اہل مصیبت کے لوگوں کی تعزیت کیلئے آنے کی غرض سے گھر کے دروازے پر بیٹھنے کا مکروہ ہونا اور گھر کے اندر بیٹھنے کا بلاکراہت جائز ہونا کتب فقہ میں مصرح ہے پس کسی ولی کے مزار شریف کو صرف بوسہ دیکے چلا آنا بعلت مذکورہ مکروہ ہوگا اور جب سلام بھی عرض کیا اور بوسہ بھی دیا اور آنکھوں سے بھی لگایا اور فاتحہ بھی پڑھی تو بلاکراہت جائز ہوگا اور دوسرے میں یہ کہ کسی امر کے غیر مسنون ہونے کو اوسکا حرام یا مکروہ ہونا لازم نہیں دیکھئے مثلاً نماز کی نیت کے ساتھ تلفظ باوجودیکہ علی ماقال الشرنبلالی فی حاشیۃ علی الدرر الغرر نہ حضور سے نہ صحابہ کرام سے نہ تابعین سے نہ ائمۂ اربعہ سے کسی سے منقول نہیں مگر فقہاء اس کو مستحب فرماتے ہیں پس زید کا یہ جواب صحیح ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

فی الواقع بوسہ قبر میں علماء کا اختلاف ہے اور تحقیق یہ ہے کہ وہ ایک امر ہے دو چیزوں داعی و مانع کے درمیان دائر۔ داعی محبت ہے اور مانع ادب تو جسے غلبہ محبت ہو اوس سے مواخذہ نہیں کہ اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت ہے اور عوام کیلئے منع ہی احوط ہے ہمارے علماء تصریح فرماتے ہیں کہ مزار اکابر سے کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے سے کھڑا ہو پھر تقبیل کی کیا سبیل عالم مدینہ علامہ سید نورالدین سمہودی قدس اللہ سرہٗ خلاصۃ الوفا شریف میں جدار مزار انور کے لمس و تقبیل و طواف سے ممانعت کے اقوال نقل کرکے فرماتے ہیں وکتاب العلل والسؤالات بعبد اللہ بن احمد بن حنبل سألت ابی عن الرجل یمس منبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتبرک بمسہ وتقبیلہ ویفعل بالقبر مثل ذلک رجاء ثواب اللہ تعالیٰ فقال لا بأس بہ یعنی احمد بن حنبل کے صاحبزادے فرماتے ہیں میں نے اپنے باپ سے پوچھا کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منبر کو چھوئے اور بوسہ دے اور ثواب الٰہی کی امید پر ایسا ہی قبر شریف کے ساتھ کرے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں امام اجل تقی الملۃ والدین علی بن عبدالکافی سبکی قدس سرہٗ الملکی شفاء السقام پھر سید نورالدین خلاصۃ الوفا میں بروایۃ یحیٰی بن الحسن عن عمر بن خالد عن ابی نباتۃ عن کثیر بن یزید عن المطلب بن عبداللہ بن حنطب ذکر فرماتے ہیں کہ مروان نے ایک صاحب کو دیکھا کہ مزار اعطر سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لپٹے ہوئے ہیں قبر شریف پر اپنا مونھ رکھے ہیں مروان نے اون کی گردن پکڑ کر کہا جانتے ہو یہ تم کیا کر رہے ہو اونھوں نے اوس کی طرف مونھ کیا اور فرمایا نعم انی لم آت الحجر انما جئت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہاں میں سنگ دل کے پاس نہ آیا میں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوا ہوں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا لا تبکوا علی الدین اذا ولیہ اھلہ ولکن ابکوا علی الدین اذا ولیہ غیر اھلہ دین پر نہ روجب اوسکا والی اوسکا اہل ہو ہاں دین پر روجب نااہل اوسکا والی ہو۔ سید قدس سرہٗ فرماتے ہیں رواہ احمد بسند حسن امام احمد نے یہ حدیث بسند حسن روایت فرمائی نیز فرماتے ہیں روی ابن عساکر بسند جید عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان بلالاً رأی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وھو یقول لہ ما ھذہ الجفوۃ یا بلال اما آن لک ان تزورنی فانتبہ حزینا خائفا فرکب راحلتہ وقصد المدینۃ فاتی قبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فجعل یبکی عندہ ویمرغ وجھہ علیہ یعنی ابن عساکر نے بسند صحیح ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کو چلے گئے تھے

ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اون سے فرماتے ہیں یہ کیا جفا ہے کیا وہ وقت نہ آیا کہ تو ہماری زیارت کو حاضر ہو بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ غمگین اور ڈرتے ہوئے جاگے اور بقصد زیارت اقدس سوار ہوئے مزار انور پر حاضر ہوکر رونا شروع کیا اور اپنا مونھ قبر شریف پر ملتے تھے امام حافظ عبدالغنی وغیرہ اکابر فرماتے ہیں لیس الاعتماد فی السفر للزیارۃ علی مجرد منامہ بل علی فعلہ ذلک والصحابۃ متوفرون ولم تخف علیھم القصۃ یعنی زیارت اقدس کے لئے شد الرحال کرنے میں ہم فقط خواب پر اعتماد نہیں کرتے بلکہ اس پر کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کیا اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بکثرت موجود تھے اور انہیں معلوم ہوا اور کسی نے اسپر انکار نہ فرمایا عالم مدینہ فرماتے ہیں ذکر الخطیب بن حملۃ ان بلالا رضی اللہ تعالیٰ عنہ وضع خدیہ علی القبر الشریف وان ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما کان یضع یدہ الیمین علیہ ثم قال ولاشك ان الاستغراق فی المحبۃ یحمل علی الاذن فی ذلك والقصد بہ التعظیم والناس تختلف مراتبھم کما فی الحیوۃ فمنھم من لایملك نفسہ بل یبادر الیہ ومنھم من فیہ اناۃ فیتاخر اھ ونقل عن ابن ابی الصیف والمحب الطبری جواز تقبیل قبور الصالحین وعن اسمٰعیل التیمی قال کان ابن المنکدر یصیبہ الصمات فکان یقوم فیضع خدہ علی قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فعوتب فی ذلك فقال انہ یستشفی بقبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی خطیب بن حملہ نے ذکر کیا کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبر انور پر اپنے دونوں رخسارے رکھے اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنا دہنا ہاتھ اوس پر رکھتے پھر کہا شک نہیں کہ محبت میں استغراق اسمیں اذن پر باعث ہوتا ہے اور اوس سے مقصود تعظیم ہے اور لوگوں کے مرتبے مختلف ہیں جیسے زندگی میں تو کوئی بے اختیار انہ اوس کی طرف سبقت کرتا ہے اور کسی میں تحمل ہے وہ پیچھے رہتا ہے اور ابن ابی الصیف اور امام محب الطبری سے نقل کیا کہ مزارات اولیاء کو بوسہ دینا جائز ہے اور اسمٰعیل تیمی سے نقل کیا کہ ابن المنکدر تابعی کو ایک مرض لاحق ہوتا کہ کلام دشوار ہوجاتا وہ کھڑے ہوتے اور اپنا رخسارہ قبر انور سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر رکھتے کسی نے اوسپر اعتراض کیا فرمایا میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار اقدس سے شفا حاصل کرتا ہوں علامہ شیخ عبدالقادر فاکہی مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب مستطاب حسن التوسل فی زیارۃ افضل الرسل میں فرماتے ہیں تمریغ الوجہ والخد واللحیۃ بتراب الحضرۃ الشریفۃ واعتابھا فی زمن الخلوۃ المأمون فیھا توھم عامی محذور اشرعیا بسببہ امر محبوب حسن لطلابھا وامر لاباس بہ فیما یظھر لکن لمن کان لہ فی ذلك قصد صالح وحملہ علیہ فرط الشوق والحب الطافح یعنی خلوت میں جہاں اس کا اندیشہ نہ ہو کہ کسی جاہل کا وہم اسکے سبب کسی ناجائز شرعی کی طرف جائیگا ایسے وقت بارگاہ اقدس کی مٹی اور آستانے پر اپنا مونھ اور رخسارہ اور داڑھی رگڑنا مستحب ومستحسن ہے جسمیں کوئی حرج معلوم نہیں مگر اوس کیلئے جس کی نیت اچھی ہو اور افراط شوق اور غلبہ محبت اوسے اسپر باعث ہو پھر فرماتے ہیں الا انی اتحفك بامر یلوح لك منہ المعنی بان الشیخ الامام السبکی وضع خدہ وجھہ علی بساط دار الحدیث التی مسھا القدم النووی یسأل برکۃ قدمہ وینوہ بمزید عظمۃ کما اشار الی ذلك بقولہ وفی دار الحدیث لطیف معنی ؂ الی بسط لہ اصبو واوی ؂ لعلی ان انال بحر وجھی ؂ مکانا مسہ قدم النواوی ؂ وبان شیخنا تاج العارفین امام السنۃ خاتمۃ المجتھدین کان یمرغ وجھہ ولحیتہ علی عتبۃ البیت الحرام بحجر اسمٰعیل یعنی علاوہ بریں میں تجھے یہاں ایک ایسا تحفہ دیتا ہوں جس سے معنی تجھ پر ظاہر ہوجائیں وہ یہ کہ امام اجل تقی الملۃ والدین سبکی دار الحدیث کے اوس بچھونے پر جس پر امام نووی قدس اللہ سرہ العزیز قدم مبارک رکھتے تھے اون کے قدم کی برکت لینے اور اون کی زیادت تعظیم کے شہرہ دینے کو اپنا چہرہ اوس پر ملا کرتے تھے جیسا کہ خود فرماتے ہیں کہ دار الحدیث میں ایک لطیف معنی ہیں جس کے ظاہر کرنے کا مجھے عشق ہے کہ شاید میرا چہرہ پہونچ جائے اوس جگہ پر جس کو قدم نووی نے چھوا تھا اور ہمارے شیخ تاج العارفین امام سنت خاتمۃ المجتہدین آستانہ بیت الحرام میں حطیم شریف پر جہاں سیدنا اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مزار کریم ہے اپنا چہرہ اور داڑھی

ملاٗکر تے تھے بالجملہ یہ کوئی امر ایسا نہیں جس پر انکار واجب ہو جبکہ اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اجلہ ائمہ رحمہم اللہ تعالےٰ سے ثابت ہے تو اوس پر شورش کی کوئی وجہ نہیں اگرچہ ہمارے نزدیک عوام کو اوس سے بچنے ہی میں احتیاط ہے امام علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہٗ القدسی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں المسألۃ متی امکن تخریجھا علی قول من الاقوال فی مذھبنا او مذھب غیرنا فلیست بمنکر یجب انکارہ والنھی عنہ وانما المنکر ماوقع الاجماع علی حرمتہ والنھی عنہ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۔ از شہر لاہور لنڈا بازار دوکان بھگوانداس مرسلہ محمد حسین معمار ۔ بریلی والا ۔ ۲۲ ربیع الاول ۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمار دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ فاتحہ گیارہویں میں رباعی شریف پڑھنا چاہئے یا نہیں ۔ رباعی یہ ہے ۔

سید و سلطان فقیر و خواجہ مخدوم و غریب ۔۔۔ بادشاہ و شیخ و درویش و ولی مولانہٗ

اور اگر یہ رباعی پڑھنا ناجائز ہے تو کل طریقہ فاتحہ گیارہویں شریف کا براہ مہربانی تحریر فرما دیجئے ۔

الجواب

یہ رباعی نہ پڑھی جائے اسمیں بعض الفاظ خلاف شان اقدس ہیں فاتحہ ایصال ثواب کا نام ہے جو کچھ قرآن مجید و درود شریف سے ہو سکے پڑھکر ثواب نذر کرے اور ہمارے خاندان کا معمول یہ ہے کہ سات بار درود غوثیہ پھر ایک ایک بار الحمد شریف و آیۃ الکرسی پھر سات بار سورۂ اخلاص پھر تین بار درود غوثیہ ۔ درود غوثیہ یہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَیٰنَا مُحَمَّدٍ معدن الجود والکرم وَعَلٰی اٰلِہٖ و بارك وسلم اور فقیر اتنا زائد کرتا ہے وَعلٰی الہ الکرام و ابنہ الکریم و امتہ الکریمۃ و بارك وسلم ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۔ مرسلہ نور اللہ صاحب پیش امام و عبدالحق زمیندار وغیرہا ساکنان سردار نگر تھانہ جہان آباد ضلع پیلی بھیت ۲۳ ربیع الاول ۳۲ھ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔ کیا فرماتے ہیں علمار دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مدد علی نام قوم فقیر ساکن سردار نگر ایک عورت نکاحی بھگا لایا ہے اور عرصہ دو برس سے اوس سے زنا کرتا ہے جب اوس کو بھلوگوں اور برادری والوں نے تنگ کیا تو مسمی مذکور کو مبلغ سو روپیہ اور عورت لیکر موضع ہر پور پنچایت گیا اور کہا کہ یہ عورت اور یہ روپیہ موجود ہے میرا فیصلہ کرا دو مسمی کلن شاہ و بھلن شاہ وغیرہ ساکنان ہر پور پنچوں نے روپیہ لیکر اپنے پاس جمع کر لیا اور عورت مسمی مذکور کو واپس دیدی اور جس کی بی بی تھی اوس کو نہیں دی اور نہ اوسکو روپیہ دیکر استعفا لیا اب جو ہم گاؤں والوں نے مسمی مدد علی کو سخت کیا تو وہ کہتا ہے کہ میں کیا کروں میرا روپیہ پنچوں میں جمع ہے وہ نہ استعفا دلاتے ہیں اور نہ روپیہ مجکو واپس دیتے ہیں کہ میں خود مدعی کو راضی کرلوں ایسے جھگڑے میں دو برس ہو گئے اب ہم گاؤں والے اوس کا کیا تدارک کریں کیونکہ انگریزی عملداری ہے اگر اوس کا حقہ پانی بند کریں تو وہ عدالت میں نالشی ہوگا لہذا جواب سے مشرف فرمائے جائیں فقط ۔

الجواب

اوس شخص پر فرض ہے کہ اوس عورت کو اپنے سے جدا کردے اور یہ اوس کا عذر جھوٹا ہے کہ میں کیا کروں میرا روپیہ پنچوں کے پاس جمع ہے روپیہ جمع کردینے سے زنا حلال نہیں ہو سکتا ۔ اگر وہ اوسے نہ نکالے تو مسلمانوں کو چاہئے کہ اوس سے میل جول ترک کر دیں برادری سے خارج کر دیں اور اسمیں ان پر کوئی جرم عائد نہیں ہو سکتا یہ کوئی قانون نہیں ہے کہ جو زانی کو اپنا حقہ پانی نہ دے وہ مجرم ہے اپنے حقے پانی کا ہر شخص کو اختیار ہے جسے چاہے دے جسے چاہے نہ دے اور اس صورت میں فقط وہی شخص مجرم نہیں بلکہ اون پنچوں پر بھی شرعی الزام بشدت قائم ہے جنھوں نے اوس کا روپیہ لیکر دبا لیا اور عورت

زنا کیلئے اوسے واپس دی وہ سب عذاب الٰہی کے مستحق ہیں اون پر فرض ہے کہ اسکا روپیہ واپس دیں اور توبہ کریں اور قدرت رکھتے ہوں تو عورت کو اوس سے چھڑا کر اوس کے شوہر کے پاس بھیجدیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ مسئولہ نجف خاں طالبعلم مدرسہ۔ ۲۸ ربیع الاول ۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمار دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسلمان بچیوں کو ضروری دینی تعلیم قرآن مجید کا ترجمہ مسئلہ مسائل کی کتابیں اور بقدر حاجت حساب و اصول حفظان صحت جس سے ان کو اپنے بچوں کی داشت و نگہداشت میں مدد ملے پردہ کی سخت نگرانی کے ساتھ مسلمان دیندار پابند صوم و صلوٰۃ معلمہ کے ذریعہ سے پڑھانا شرعًا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

عقائد اہلسنت و مسائل اہلسنت کی کتابیں پڑھائی جائیں عقائد و مسائل ضروریہ کی تعلیم فرض ہے حساب وغیرہ بعض مفید باتیں بھی سکھانے میں حرج نہیں اصول حفظان صحت جہاں تک مسائل اسلامیہ کے خلاف نہ ہوں اون کی تعلیم میں مضائقہ نہیں اور جو مخالف ہیں جیسے بیماری اُڑ کر لگنے کے وسوسے اون کی تعلیم جائز نہیں۔ تدبیر منزل بروجہ مطابق شرعی و حقوق شوہر و اولاد و مذمت کذب و غیبت و ضرورت پردہ و حجاب کی بھی تعلیم ہو مگر عورتوں کو لکھنا سکھانا منع ہے اس سے فتنہ کا چور دروازہ کھلتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ بتاریخ ۶ ربیع الثانی ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمار دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ مجلس میلاد شریف میں ذکر حضرت امام حسنین علیہم السلام کا بغیر ذکر فضائل حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جائز نہیں ہے۔ دوسرا قول زید کا یہ ہے کہ مجلس میلاد مبارک میں ذکر حضرات امام حسنین علیہم السلام کا قطعی جائز نہیں ہے۔ یہ دونوں اقوال زید کے کہاں تک صحیح ہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

مجلس میلاد مبارک مجلس فرحت و سرور ہے اوسمیں علمار کرام نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وفات شریف کا تذکرہ بھی پسند نہ فرمایا اور ذکر شہادت جس طور پر رائج ہے وہ ضرور طریقہ غم پروری ہے رہا حضرات امامین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فضائل و مناقب صحیحہ معتبرہ کا ذکر وہ نور ایمان و راحت جان ہے اوس سے کسی وقت ممانعت نہیں ہوسکتی جبکہ وجہ صحیح پر بقصد صحیح ہو یہ شرط نہ صرف اوس میں بلکہ ہر عمل صالح میں ہے اور یہ بھی کتابوں میں ہے کہ ذکر حضرات حسنین بعد ذکر حضرات صحابۂ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہو اس سے مطلب یہ نہیں کہ اون کا ذکر کریم بے ذکر صحابہ ناجائز ہے وہ ہر ایک مستقل عبادت ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ ترک ذکر صحابۂ عظام بالقصد جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ مرسلہ جناب سید احمد صاحب بن حاجی سید امام حکیم صاحب از اکوٹ ضلع اکولہ۔ یکم جمادی الاولیٰ ۳۲ھ

جناب حضرت حامی سنت ماحی بدعت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب دام فضلکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جناب عالی سے عرض ہے کہ یہاں برار میں دو برس سے مجلس کانفرنس کی ہونا شروع ہوئی ہے اور میرے کو بھی کانامہ آیا ہے میں افسوس کرتا ہوں کہ ہر مذہب کا شخص ممبر ہوسکتا ہے کرکے تحریر ہے اب اس مجلس میں جانا ثواب ہے یا کہ حرام ہے۔ چند کلمہ مشعر حالات سے سرور فرمایئے زیادہ چہ مزید توجہ

الجواب

بلاحظہ حضرت سید صاحب مکرم ذی المجد والکرم دام کرمہم۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ مجلس نیچریوں کی ہے اسمیں شرکت جائز نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ واما ینسینك الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظلمین ہ وقال تعالیٰ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار ہ وفی الحدیث عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من کثر سواد قوم فھو منھم رواہ ابو یعلی فی مسندہ وعلی بن معبد فی کتاب الطاعۃ والمعصیۃ عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وابن المبارك فی الزھد عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ من قولہ والخطیب فی التاریخ عن انس بن مالك عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلفظ من سود مع قوم فھو منھم پندرہ سال ہوئے کہ اس بارہ میں فتوای علمائے کرام حرمین شریفین مسمی بہ فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین طبع ہوگیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ

مرسلہ جناب محمد زاہد بخش صاحب از ملک بنگالہ ڈاکخانہ ڈام اکانڈہ موضع فرید پور ضلع میمن سنگھ ۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۲ھ

ایک پیر مرید کرتا ہے اس طریقہ پر کہ اول نے ڈھول اور طنبورہ اور مردنگ اور سارنگی اور ستارا اور بیلا اور تالی بجانا اور گیت گانا اور ناچنا شروع کرتا ہے تو پھر بے ہوش ہوتا ہے اور گانا اور بجانا ایسی زور سے کرتا ہے کہ ایک میل سے سنا جاتا ہے اور اوس پیر کے نزدیک جب سب مرید آتے ہیں اول سجدہ کرتے ہیں یا کہ قدم چومتے ہیں تو اوس شرط میں اس ملک کے عالم منع کرتے ہیں اور وہ پیر یہ جواب دیتے ہیں کہ سجدہ کرنا قرآن میں جائز ہے پیر کو۔ سورۂ یوسف کی اوس آیت میں ورفع ابویہ علی العرش وخروا لہ سجدا اور وہ پیر یا کہ وہ مرید امامت کریں تو اون کے پیچھے اقتدا کرنے سے نماز درست ہوگی یا نہیں۔

الجواب

مزامیر ناجائز ہیں اور سجدہ غیر خدا کو حرام قطعی ہے اور قرآن عظیم کی طرف اوس کے جواز کی نسبت کرنا افترا ہے۔ قرآن عظیم نے اگلی شریعت والوں کا واقعہ ذکر فرمایا ہے اون کی شریعت میں سجدہ تحیت حلال تھا ہماری شریعت نے حرام فرمادیا تو اب اوس سے سند لانا ایسا ہے جیسے کوئی شراب کو حلال بتائے کہ اگلی شریعتوں میں جہاں تک نشہ نہ دے حلال تھی بلکہ شریعت سیدنا آدم علیہ الصلوۃ والسلام میں سگی بہن سے نکاح جائز تھا اب اوس کی سند لاکر جو حلال بتائے کافر ہوجائے گا۔ ایسے پیر اور ایسے مریدوں کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے کہ پڑھنا گناہ ہے اور پڑھی ہو تو پھیرنا واجب اور اونھیں امام بنانا ناجائز۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ

۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسلمان نے دوسرے سے السلام علیکم کہا دوسرے نے بھی جواب میں السلام علیکم ہی کہا دیگر یہ کہ سلام کے جواب میں آداب بندگی تسلیمات وغیرہ وغیرہ کہے۔ ایسی صورت میں اول السلام علیکم کہنے والا خاموش رہے یا کیا کہے اور جواب سلام کا مسنون طریقہ۔ سے جس نے نہیں دیا ہے وہ کس خطا کا مرتکب ہوا۔ دوسرے یہ کہ بہتر اور آسان طریقہ سلام اور اس کے جواب کا کیا ہے کسقدر الفاظ کہنا چاہئے۔ تیسرے یہ کہ ایک مقام پر چند یا ایک شخص بیٹھا ہوا اور کوئی شخص آئے اور بعد سلام علیکم کرنے کے اور کوئی بات چیت کرکے فوراً چلا جائے قیام نہ کرے ایسی صورت میں شخص مذکور کو جاتے وقت پھر السلام علیکم کہنا چاہئے یا نہیں۔ چوتھے یہ کہ اون لوگوں کو جو دوسرے دن یا روزمرہ بلکہ کبھی ایک دن میں چند بار بھی ملنے کا اتفاق پڑتا ہو اون کو بعد سلام اور جواب سلام کے اگرچہ دوسرا شخص اپنے کام ضروری میں مصروف ہو مگر مصافحہ کرنا بھی امر ضروری ہے۔ دیگر یہ کہ مصافحہ کون کون سے موقعوں پر

کرنا ضروری ہے اور مصافحہ فرض ہے یا واجب یا سنت ۔ پانچویں یہ کہ اگر کوئی مسلمان اگرچہ وہ خود گنہگار ہو اور اپنے آپ کو گنہگار جانتا بھی ہو لیکن اپنے بھائی مسلمانوں کی حالت خلاف طریقہ اور برتاوہ کو دیکھکر اور باوجود نصیحت اور ہدایت کر سکنے کے اور نہ کرے تو اوس مسلمان مذکور کی بابت کیا حکم ہے ۔ دیگر یہ کہ اگر شخص مذکور کسی وجہ خاص یعنی دوسرے کی خفگی وغیرہ کے باعث کچھ نہ کہے مگر خود غمگین ہو اور افسوس کرے اور اوس کے حق میں دعا خیر کرے تو شخص مذکور کچھ اجر پانے کا مستحق ہے یا نہیں ۔ چھٹے یہ کہ منافقانہ طریقہ سے ملنا اور سلام کرنا کیسا ہے چاہئے یا نہیں ۔

الجواب

السلام علیکم کے جواب میں السلام علیکم کہنے سے جواب ادا ہو جائے گا اگرچہ سنت یہ ہے کہ وعلیکم السلام کہے آداب تسلیمات بندگی کہنا ایک مہمل بات اور خلاف سنت ہے اس کا جواب کچھ ضرور نہیں وہاں مصلحت پر نظر کرے اگر صورت یہ ہے کہ اس کے جواب نہ دینے سے وہ متنبہ ہوگا اور آئندہ خلاف سنت سے باز رہے گا تو کچھ جواب نہ دے اور اگر وہ دنیا کے اعتبار سے بڑا شخص ہے اور اوس سے جواب نہ دینے میں ضرر و ایذا کا اندیشہ ہے تو ویسا ہی کوئی مہمل جواب دیدے اسی طرح اگر اوس سے جواب نہ دینے سے کینہ پیدا ہوگا یا اپنی ناواقفی کے باعث اوس کی دل شکنی ہوگی جب بھی جواب دینا اولی ہے اور سلام جب مسنون طریقہ سے کیا گیا ہو اور سلام کرنیوالا سنی مسلمان صحیح العقیدہ ہو تو جواب دینا واجب ہے اور اوس کا ترک گناہ مگر اجنبی جوان عورت اگر سلام کرے تو دل میں جواب دینا چاہئے ۔ واللہ تعالی اعلم ۔

ع۲ ۔ کم از کم السلام علیکم اور اوس سے بہتر ورحمۃ اللہ ملانا اور سب سے بہتر وبرکاتہ شامل کرنا اور اس پر زیادت نہیں پھر سلام کرنیوالے نے جتنے الفاظ میں سلام کیا ہے جواب میں اوتنے کا اعادہ تو ضرور ہے اور افضل یہ ہے کہ جواب میں زیادہ کہے اوس نے السلام علیکم کہا تو یہ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ کہے اور اگر اوس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا تو یہ وعلیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہ کہے اور اگر اوس نے وبرکاتہ تک کہا تو یہ بھی اوتنا ہی کہے کہ اوس سے زیادت نہیں واللہ تعالی اعلم

ع۳ جاتے وقت پھر کہے لیست الاولی بأحق من الآخرۃ واللہ تعالی اعلم

ع۴ مصافحہ سنت ہے اور اوس کا وقت ابتدائے ملاقات ہے خواہ ابتدائے حقیقی ہو جیسے جو شخص ابھی آیا یا حکمی جیسے کوئی بدمذہب آیا اور بیٹھا اور گفتگو کرتا رہا اور ہدایت پائی اور سنی ہوا تو جتنے حاضرین اہلسنت ہیں اون سب کو اوس سے مصافحہ چاہئے جیسا کہ امیر المؤمنین مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اسکا حکم دیا نماز کے بعد بھی مصافحہ اسی ابتدائے حکمی میں داخل ہے کہ نمازی نماز میں دوسرے عالم میں ہوتا ہے ولہذا جو خارج نماز آیت سجدہ کی تلاوت کرے اوس کے سننے سے نمازی پر سجدہ واجب نہیں اور نمازی تلاوت کرے تو جو نماز سے باہر ہے اوس پر واجب نہیں اسی لئے شریعت مطہرہ میں ختم نماز میں ایک دوسرے پر سلام رکھا ۔ دن میں اگر کئی بار ملتا ہو تو ہر بار مصافحہ چاہئے ۔ واللہ تعالی اعلم

ع۵ احکام الٰہیہ بجالانا اور گناہ سے خود بچنا ہر شخص پر فرض ہے اور دوسرے کو اتباع شرع کا حکم دینا اور گناہ سے بقدر قدرت منع کرنا ہر اہل پر فرض ہے آپ گناہ کرنیکے سبب دوسرے کو نہ منع کرنا دوسرا گناہ ہے ہاں اگر منع کرنے کے سبب فتنہ و فساد و وحشت و نفرت کا ظن غالب ہو تو سکوت کی اجازت ہے اور اس کے ساتھ دل میں غمگین ہونا اور مسلمان بھائی کیلئے دعا کرنا یہ ایمان کی علامت ہے اسپر ثواب پائے گا ۔ واللہ تعالی اعلم

ع۶ بلا ضرورت و مجبوری شرعی حرام ہے ۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۔ مرسلہ سید عبدالرشید صاحب جواہر کن از بمبئی نیا قاضی محلہ چاند بلڈنگ نمبر ۴۲ پوسٹ ع۹ ۱۶ ر جمادی الاولی ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس مسئلہ میں کہ فوٹو نصف شکل کا بنوانا اور خود بنانا کس حد تک جائز ہے اور تمام قد کا

سراپا عکس کیوں ناجائز ہے حدیث و آیات سے جواب مرحمت فرمائیں دونوں صورتوں کا کہ نصف قد اور قد تمام کن کن شرعی دلائل سے جائز اور ناجائز قرار دیا جاتا ہے۔

الجواب

فوٹو ہو یا دستی تصویر پوری ہو یا نیم قد بنانا بنوانا سب حرام ہے نیز اوس کا عزت سے رکھنا حرام اگرچہ نصف قد کی ہو کہ تصویر فقط چہرہ کا نام ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اشد الناس عذابا یوم القیامۃ من قتل نبیا او قتلہ نبی والمصورون قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب اوس پر ہے جس نے کسی نبی کو شہید کیا یا اوسے کسی نبی نے قتل فرمایا اور تصویر والوں پر اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان الملئکۃ لا تدخل بیتا فیہ کلب ولا صورۃ۔ رحمت کے فرشتے اوس گھر میں نہیں جاتے جس میں کتا یا تصویر ہو امام اجل ابو جعفر طحاوی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں الصورۃ ھو الراس فقط چہرہ تصویر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مرسلہ عبدالغفور صاحب جمعدار از اسٹیشن سورون ضلع ایٹہ۔ ۲۱ رجادی الاولیٰ ۳۲ھ

گذارش یہ ہے کہ قادریہ میں سے سداسہاگن ہوسکتا ہے یا نہیں اگر ہوسکتا ہے تو کیا چیز پہننے کا حکم ہے فقط

الجواب

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اوس مرد پر کہ عورتوں کی وضع بنائے

قادریہ چشتیہ کسی فرقہ کا کوئی شخص سداسہاگن نہیں بن سکتا سب کو حرام ہے اللہ و رسول کا حکم عام ہے بعض مجذوبین قدست اسرارہم نے جو کچھ بحال جذب کیا وہ سند نہیں ہوسکتا مجذوب عقل و ہوش دنیا نہیں رکھتا اوس کے افعال اوس کے ارادہ و اختیار صالح سے نہیں ہوتے وہ معذور رہے۔ ع ہوش میں جو نہ ہو وہ کیا نہ کرے۔ ع کہ سلطاں نگیرد خراج از خراب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ ا رجمادی الآخرہ ۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید جو کہ فی الحال امامت کرتا ہے وہ جا کر نوروز کو رافضی کے یہاں کھانا کھا آیا جبکہ ہم لوگوں نے اوس کے پیچھے نماز پڑھنا ترک کیا لوگوں نے اعتراض کرنا شروع کیا کہ امام کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے ہم نے یہ کہا کہ روافض کے یہاں کھانا پینا مجالست شریعت مطہرہ میں قطعاً حرام ہے ان میں سے بعض لوگوں نے یہ کہا کہ زمانہ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں یہودی و نصرانی بھی تھے جبکہ اونھوں نے حضور پر نور شافع یوم النشور کی دعوت کی حضور نے قبول فرمایا اور تناول بھی فرمایا ہم نے یہ کہا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی یہودی و نصرانی کے یہاں تناول نہ فرمایا اوسکے اوپر اونھوں نے کہا کہ رنڈی و سودخوار و زانی کے یہاں بھی نہ کھانا چاہئے کیونکہ وہ بھی گناہ کبیرہ کے مرتکب ہیں اس کے اوپر ہم نے کہا کہ رافضی و یہودی و نصرانی قطعی کافر ہیں اس لحاظ سے ہم کو اون کے یہاں کھانا حرام ہے اور رنڈی و زانی و سودخوار سب کے سب گناہ کبیرہ کے مرتکب ہیں۔ آپ اس کا ثبوت دیجئے کہ کافر ہیں اس پر وہ کوئی ثبوت نہ لا سکے خاموش بیٹھے رہے اس سے معلوم ہوا کہ کافر اون کے نزدیک بھی نہیں ہیں اب ہم کو بحکم شریعت زید کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے اور روافض وغیرہ کے یہاں کھانا کیسا ہے اس کا جواب بالتشریح والتوضیح و حوالہ کتاب تحریر فرمائیے۔ بینوا توجروا

الجواب

زانی شرابی سودخوار کے یہاں کھانا خلاف اولیٰ ہے مگر وہ کافر نہیں اور یہود و نصاریٰ کافر ہیں پھر یہود و نصاریٰ

باوصف کفر کے کافر اصلی ہیں مرتد نہیں اور رافضی وہابی قادیانی نیچری چکڑالوی مرتد ہیں اور احکام دنیا میں مرتد سب کافروں سے بدتر ہے اور کافروں کو بادشاہ اسلام جزیہ لیکر اپنے ملک میں رکھے گا بشرط جزیہ اون کے جان و مال کی حفاظت کریگا لیکن مرتد کو تین دن سے زیادہ زندہ نہ رکھے گا۔ تین دن میں مسلمان ہوگیا تو بہتر ورنہ سلطان اسلام اوسے قتل کر دیگا مرتد کے یہاں کھانا کھانے جانا اوس سے میل جول سب حرام ہے زید اگر جاہل ہے اور ناواقفی میں یہ حرکت اوس سے ہوئی اور اب معلوم ہونے پر علانیہ توبہ کرے تو خیر ورنہ وہ امامت کے قابل نہیں فوراً معزول کیا جائے۔ قال اللہ تعالیٰ لا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار ○ وقال تعالیٰ وا ماینسینك الشیطن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظلمین ○ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ ا رجمادی الاخریٰ ۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمار دین ومفتیان شرع متین درمیان اس مسئلہ کے زید خاندان قادریہ وچشتیہ میں خلیفہ ہے اور مولود خواں بھی ہے اور علم فارسی میں دخل رکھتا ہے علاوہ ازیں کلام نعتیہ میں اوس کی تصنیفات بھی موجود ہیں اور حاجی بھی ہے اور یہ زید کو علم تھا کہ بکر قادیانی ہے دانستہ اوس کے مکان پر واسطے کھانا کھانے گیا لہذا اوس کی نسبت از روئے شرع شریف کیا حکم ہے اور زید سے محفل مولود شریف پڑھوانا کیسا ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

زید گنہگار ہوا اوس نے حکم شریعت کے خلاف کیا اوس سے علانیہ توبہ لی جائے اگر نہ مانے تو اوس سے محفل شریف نہ پڑھوائی جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وا ماینسینك الشیطن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظلمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از موضع میرپور ضلع پیلی بھیت مرسلہ یوسف علی ۲۳ رجمادی الثانی ۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمار دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ لباس مسنون کیا ہے اور روایت مشہورہ میں ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ہمیشہ تہ بندہی استعمال فرمایا ہے اور قمیص بلا بٹن یعنی گھنڈی دار پہنی ہیں تو بھی مسنون ہوا اور جب یہ مسنون ہوا تو اگر کوئی شخص پائجامہ پہنے یا قمیص با بٹن پہنے یا چین لگائے یا کالر لگائے یہ سب خلاف سنت ہیں تو کیا وہ مخالف سنت کہلایا جائیگا اور مثلاً آپ نے یعنی حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نان جوین ہی تناول فرمائی ہیں اور دعوت میں جیسی بھی تو کیا جو شخص اپنے مکان پر نان گندم کھائے اور نان جو نہ کھائے تو مخالفین سنت میں داخل ہوگا۔ بینوا توجروا

الجواب

یہ سنن زوائد ہیں بہ نیت اتباع اجر ہے ورنہ قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبٰت من الرزق ہاں یہ ضرور ہے کہ کفار یا بدمذہبوں یا فساق کی وضع نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از بریلی شہر کہنہ محلہ سہسوانی ٹولہ مرسلہ حافظ رحیم اللہ صاحب۔ ۲۶ رجمادی الثانی ۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمار دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمامہ شریف کئے گز کا باندھا تھا اور کسطرح باندھا تھا جیسا کہ عرب شریف کے لوگ باندھتے ہیں یا جیسا کہ یہاں کے لوگ باندھتے ہیں اور حضور پرنور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تہبند باندھا تھا کہ پائجامہ پہنا تھا اور حضور کے کرتہ شریف میں گھنڈی لگی تھی یا بٹن اور کرتہ شریف میں چاک کھلے تھے یا نہیں گھنڈی آپ کے کرتہ مبارک میں سامنے تھی یا ادھر ادھر تھی۔

الجواب

عمامہ میں سنت یہ ہے کہ ڈھائی گز سے کم نہ ہو نہ چھ گز سے زیادہ اور اوسکی بندش گنبد نما ہو جسطرح فقیر باندھتا ہے عرب شریف کے لوگ جیسا اب باندھتے ہیں طریقہ سنت نہیں اسے اعتجار کہتے ہیں کہ بیچ میں سر کھلا ہے اور اعتجار کو علماء نے مکروہ لکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تہبند باندھا اور پاجامہ خریدنا اور پاجامہ پہننے کی تعریف فرمانا ثابت ہے پہننا ثابت نہیں کرتہ مبارک میں بٹن ثابت ہیں۔ چاک دونوں طرف تھے صحیح مسلم شریف میں اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے وفرجیہا مکفوفین بالدیباج گریبان مبارک سینۂ اقدس پر تھا اشعۃ اللمعات میں ہے "جیب قمیص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برسینۂ مبارک وی بود چنانکہ احادیث بسیار برآں دلالت دارد" اوسی میں ہے "تحقیق آنست کہ گریبان پیراہن نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برسینہ بود"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ مرسلہ اراکین لبعض انجمن غرہ رجب ۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ جبکہ سماع میں یہ بات مقرر ہے کہ اہل کیلئے جائز نا اہل کیلئے ناجائز چنانچہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ؎ سماع امر برادر نگویم کہ چیست ۔ ونگر مستمع را بدانم کہ کیست تو آجکل جو مشائخ مزامیر سنتے ہیں اون کیلئے کیوں ناجائز ہوا کیونکہ وہ اوس کے اہل ہیں نا اہل سنے تو اوس پر اعتراض چاہئے یہ تو اوسے غذائے روح سمجھتے اور اپنے لئے عبادت جانتے ہیں۔ بینوا توجروا

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

الجواب

اہل نا اہل کا تفرقہ سماع مجرد میں ہے۔ شعر حضرت شیخ سعدی قدس سرہٗ میں اسی کا ذکر ہے۔ مزامیر میں اہل کی اہلیت نہیں نہ اون کا کوئی اہل نہ وہ کسی کیلئے جائز مگر مجاذیب از خود رفتہ کہ عقل تکلیفی نہ رکھتے ہوں اون پر ایک مزامیر کیا کسی بات کا مؤاخذہ نہیں کہ ع سلطان نگیرد خراج از خراب ؎ ایسی جگہ اہل عقل میں اہل و نا اہل کا فرق کرنا ہر کس و ناکس کو گناہ پر جری کرنا اور امت مرحومہ پر مکر شیطان لعین کا دروازہ کھولنا ہے ہر فاسق اسی کا مدعی ہوگا کہ ہم اہل ہیں ہم کو حلال ہے علانیہ ارتکاب معصیت کریگا اور حرام خدا کو حلال بتائے گا اور اپنے امثال عوام جہال کو گمراہ بنائے گا کیا شریعت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسا حکم لاتی ہے حاش للہ۔ شریعت مطہرہ فتنہ کا دروازہ بند فرماتی ہے اور یہ حکم فتنہ کے روزن کو عظیم پھاٹک کرتا ہے تو کس قدر مبائن شریعت غرا ہے اب دیکھ نہ لیجئے کہ آج کل کتنے ناشخص کتنے بے تمیز کتنے کندہ ناتراشیدہ جنکو استنجا کرنے کی بھی تمیز نہیں یہ بھی نہیں جانتے کہ استنجا کرنے میں کیا کیا فرض واجب سنت مکروہ حرام ہیں وہ گیروا کپڑے رنگ کر یا عورتوں کے سے کاکل بڑھا کر رات دن اسی آواز شیطانی میں منہمک ہیں۔ نمازیں قضا ہوں بلا سے مگر ڈھولک ٹھنکنا ناغہ نہ ہو اور پھر وہ پیر و مرشد ہیں اون کے پاؤں پر سجدے ہوتے ہیں اور علانیہ کہتے ہیں کہ ہم کو روا ہے ہماری روح کی پاکیزہ غذا ہے یہ ناپاک نتیجہ اوسی اہل و نا اہل کے فرق پر جہل کا ہے۔ اور ان کا کذب صریح یوں آشکار کہ سماع بے مزامیر جسمیں اہل و نا اہل کا فرق ہے اوس کے جواز میں اوس کے اہل نے یہ شرط رکھی ہے کہ جلسۂ سماع میں کوئی نا اہل نہ ہو یہاں تک کہ قوال بھی اہل باطن ہو جیسے بارگاہ حضور سیدنا محبوب الٰہی سلطان الاولیاء نظام الحق والدین محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حضرت سیدنا امیر خسرو و حضرت سیدی میر حسن علی سنجری قدس سرہما۔ بغرض باطل اگر مزامیر میں بھی اہل و نا اہل کا فرق ہوتا تو اہل وہ تھا کہ کسی نا اہل کے سامنے نہ سنتا یہ جہل کے اہل عام مجمع کرتے ہیں جس میں فساق فجار شرابی زناکار سب کا شیطانی بازار لگتا ہے اور مزامیر کھڑکتے ہیں یہ اہلیت کی شکل ہے۔ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم ان سب کی گمراہی اور عوام کی بربادی تباہی کا وبال انھیں مولویوں کے سر ہے جو اہل و نا اہل کا فرق بتاتے اور حرام خدا کو حلال

کرنے کی کوشش کرتے اور امت کی بھیڑوں کو ابلیس بھیڑیئے کے پنجے میں دیتے ہیں۔ پھر مزامیر کی حالت بالکل شراب
کی مثل ہے قلیلہا یدعو الی کثیرھا تھوڑی سے بہت کی خواہش پیدا ہوتی ہے الذنب یجر الی الذنب گناہ گناہ کی
طرف کھینچتا ہے۔ ع تخم فاسد بار فاسد آورد ؎ شدہ شدہ رنڈی کے مجرے تک نوبت پہونچتی ہے پھر حیا یکسر کنارہ
کرتی ہے۔ بھری مجلس میں فاحشہ ناچ رہی ہے اور پیر جی صاحب شیخ المشائخ و پیر مغاں و قطب دوراں بنے ہوئے بیٹھے
ہیں اور مریدین ہو حق مچا رہے ہیں تف بریں اہلیت۔ یہ سب نتائج ملعونہ اوسی مداہنت و تحلیل حرام کے فرق اہل و نااہل
کے ہیں۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔ دربارہ شطرنج تو خود روایات و وجوہ عدیدہ پر ہیں مگر ناصحانِ امت نے نظر بعصر یہی فرمایا
کہ اوسکی اباحت میں امت مرحومہ اور خود دین اسلام پر شیطان کو مدد دینا ہے لہذا مطلقاً حرام و گناہ کبیرہ ہے تو مزامیر کہ نفس
امارہ کو شیطان لعین کی اون کی طرف رغبت بہ نسبت شطرنج ہزار ہا درجہ زائد ہے کیونکہ مطلقاً حرام و سخت کبیرہ نہ
ہوں گے سو میں پچانوے وہ ہوں گے جنھیں شطرنج کی طرف التفات بھی نہیں اور سو میں پانچ بھی نہ نکلیں گے جن کے نفس
امارہ کو مزامیر کی شیطانی آواز خوش نہ آتی ہو اہل تقوی بھی اپنے نفس کو بالجبر اوس سے باز رکھتے ہیں ع حسن بلائے چشم ہے
نغمہ وبال گوش ہے۔ کافی شرح وافی للامام حافظ الدین النسفی پھر جامع الرموز پھر ردالمحتار میں ہے ھو حرام و کبیرۃ
عندنا وفی اباحتہ اعانۃ الشیطان علی الاسلام والمسلمین مسلمانو زبان اختیار میں ہے شعریات باطلہ میں العسل
مرۃ والخمر یاقوتیۃ کہدینے کا ہر شخص کو اختیار ہے شرابی شراب کو بھی غذائے روح و جانفزا و جان پرور کہا کرتے ہیں کہنے
سے کیا ہوتا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے جو فرق بتایا ہے ذرا انصاف و ایمان کے ساتھ اوسے سنئے تو خود کھل
جائے گا۔ ع کہ باکہ باختۂ عشق در شب دیجور ؎ ہاں سنئے اور گوش ایمان سے سنئے کہ ارشاد اقدس رسول اکرم صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم سے کیا ثابت ہے۔ غذائے روح وہ ہے جسکی طرف شریعت محمدیہ علی صاحبہا و آلہ افضل الصلاۃ والتحیۃ بلاتی ہے
اور جس کی طرف شریعت مطہرہ بلاتی ہے اوس پر وعدۂ جنت ہے اور جنت اون چیزوں پر موعود ہے جو نفس کو مکروہ ہیں
اور غذائے نفس وہ ہے جس سے شریعت محمدیہ صلوات اللہ تعالی وسلامہ علیہ وعلی آلہ منع فرماتی ہے اور جس سے شریعت کریمہ
منع فرماتی ہے اوس پر وعید نار ہے اور نار کی وعید اون چیزوں پر ہے جو نفس کو مرغوب ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
فرماتے ہیں حفت الجنۃ بالمکارہ وحفت النار بالشہوات جنت اون چیزوں سے گھیر دی گئی ہے جو نفس کو ناگوار ہیں اور
دوزخ اون چیزوں سے ڈھانپ دی ہے جو نفس کو پسند ہیں۔ رواہ البخاری فی کتاب الرقاق بلفظ حجبت و تقدیم الجملۃ
الاخیرۃ ومسلم باللفظ عن ابی ھریرۃ واحمد ومسلم والترمذی عن انس رضی اللہ تعالی عنہما من صحیحہ یہ حدیث تو
صحیحین کی تھی اور اسکی تفصیل اوس حدیث جلیل میں ہے کہ ابو داؤد و ترمذی و نسائی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے
روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا لما خلق اللہ تعالی الجنۃ قال لجبرئیل اذھب فانظر الیہا فذھب
فنظر الیہا والی ما اعد اللہ لاھلہا فیہا ثم جاء فقال ای رب وعزتک لایسمع بہا احد الا دخلہا ثم حفہا بالمکارہ ثم
قال یا جبرئیل اذھب فانظر الیہا قال فذھب فنظر الیہا ثم جاء فقال ای رب وعزتک لقد خشیت ان لایدخلہا
احد قال فلما خلق اللہ النار قال یا جبرئیل اذھب فانظر الیہا قال فذھب فنظر الیہا ثم جاء فقال ای رب وعزتک
لایسمع بہا احد فیدخلہا فحفہا بالشہوات ثم قال یا جبرئیل اذھب فانظر الیہا قال فذھب فنظر الیہا فقال ای
رب وعزتک لقد خشیت ان لایبقی احد الا دخلہا۔ جب اللہ عزوجل نے جنت بنائی جبرئیل امین علیہ الصلوۃ والسلام
کو حکم فرمایا کہ اوسے جاکر دیکھ جبرئیل نے اوسے اور جو کچھ مولی تعالی نے اوس میں اہل جنت کیلئے طیار فرمایا ہے دیکھا پھر حاضر ہو کر
عرض کی اے میرے رب تیری عزت کی قسم اسے تو جو کوئی سنے گا بے اسمیں جائے نہ رہے گا پھر رب عزوجل نے اوسے اون باتو

سے گھیر دیا جو نفس کو ناگوار ہیں پھر جبرئیل کو حکم فرمایا کہ اب جاکر دیکھ جبرئیل نے دیکھا پھر حاضر ہوکر عرض کی اے میرے رب
تیری عزت کی قسم مجھے ڈر ہے کہ اب تو شاید اس میں کوئی بھی نہ جاسکے پھر جب مولیٰ تبارک وتعالیٰ نے دوزخ پیدا کی جبرئیل سے
فرمایا اوسے جاکر دیکھ جبرئیل نے دیکھا پھر آکر عرض کی اے میرے رب تیری عزت کی قسم اسکا حال سنکر کوئی بھی اس میں نہ
جائیگا مولیٰ تعالیٰ نے اوسے نفس کی خواہشوں سے ڈھانپ دیا پھر جبرئیل کو اوس کے دیکھنے کا حکم فرمایا جبرئیل امین
علیہ الصلاۃ والتسلیم نے اوسے دیکھکر عرض کی اے میرے رب تیری عزت کی قسم مجھے ڈر ہے کہ اب تو شاید ہی کوئی اسمیں
جانے سے بچے۔ یہ ہے وہ فرق کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بتایا اور خود رب العزۃ جل جلالہ قرآن عظیم میں نماز کو فرماتا ہے،
وانہا لکبیرۃ الا علی الخشعین الذین یظنون انہم ملاقوا ربہم وانہم الیہ راجعون ۝ بیشک نماز گراں
ہے مگر اون خشوع والوں پر جنکو یقین ہے کہ وہ اپنے رب سے ملیں گے اور اوسی کی طرف پھر کر جانا ہے۔ غذائے روح کی یہ
پہچان ہے اب مزامیر کو دیکھئے کفار فساق فجار رات دن اون میں منہمک ہیں تو واضح ہوا کہ وہ شہوات نفس ہیں جب تو بندگان
نفس امارہ اون پر مٹے ہوئے ہیں غذائے روح ہوتے تو وہ ان کا نام نہ لیتے کہ بندگان نفس غذائے روح کا نام
لئے تھراتے ہیں ہاں وہ عبادت ضرور ہیں مگر کہاں مندروں اور گرجاؤں میں کہ اون کی عبادت مزامیر ہی کے ساتھ
ہوتی ہے مگر حاشا وہ مسجد والوں کی عبادت نہیں۔ مسجد کا رب اس سے پاک ہے کہ شیطانی لذتوں سے جن میں کا فرون
کا حصہ غالب ہو اوس کی عبادت کیجائے یہ عجب عبادت ہے کہ مندروں گرجاؤں میں ہوتی ہے اور مسجدیں اوس سے
محروم ہندؤں نصرانیوں میں دھڑلے سے رائج اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ وائمہ اوس سے محفوظ۔
وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ یہ اگر عبادت ہے تو ڈوم ڈومنیاں رنڈیاں پیرجی سے بڑھکر عابد ہیں کہ یہ
گھنٹا بھر اس عبادت سے مشرف ہوں تو وہ چوبیس گھنٹے اسی میں ہیں۔ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ جاہلوں کی
شکایت نہیں اگرچہ وہ مشائخ بن بیٹھیں اگرچہ اولیاء کرام کا ارشاد ہے کہ صوفیٔ بیعلم مسخرۂ شیطان ست ما اتخذ اللہ جاہلا
ولیا قط۔ اللہ نے کبھی کسی جاہل کو اپنا ولی نہ کیا ع کہ بے علم نتواں خدا را شناخت۔ غضب تو ان مولوی کہلانے والے
مشائخ نے ڈھایا ہے کہ اپنے ساتھ عوام کو بھی شریعت پر جری و بیباک کر دیا اہل نااہل کا جھوٹا تفرقہ زبانی کہیں اور جلسے
میں دنیا بھر کے نااہل بھریں ائمۂ دین فرماتے ہیں اے گروہ علماء اگر تم مستحبات چھوڑ کر مباحات کی طرف جھکو گے عوام مکروہات
پر گرینگے اگر تم مکروہ کروگے عوام حرام میں پڑیں گے اگر تم حرام کے مرتکب ہوگے عوام کفر میں مبتلا ہوں گے۔ بھائیو لِلّٰہ اپنے
اوپر رحم کرو اپنے اوپر رحم نہ کرو امت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر رحم کرو۔ چرواہے کہلاتے ہو بھیڑیے نہ بنو اللہ
تعالیٰ ہدایت دے آمین وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولینا محمد وآلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین۔ آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اطاعت والدین وبرادران واجب ہے
یا فرض اور درصورت ارتکاب ان کے یہ گناہ کبیرہ مثلاً زنا کرنا چوری کرنا داڑھی منڈانا یا کتروانا ترک اطاعت
واجب ہے یا اب بھی اطاعت کرنا چاہئے اور اگر بعد ارتکاب کے لڑکا اپنے باپ سے یا چھوٹا بھائی بڑے بھائی سے کہے
کہ داڑھی منڈانا یا زنا کرنا یا چوری کرنا چھوڑ دو اور اس کے جواب میں وہ کہے کہ یہ تو ضرور کروں گا اس حالت میں
اطاعت کرے یا نہیں اور اگر وہ شخص توبہ سے انکار کرے تو کافر ہوا یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

اطاعت والدین جائز باتوں میں فرض ہے اگرچہ وہ خود مرتکب کبیرہ ہوں اون کے کبیرہ کا وبال اون پر ہے مگر

اوس کے سبب یہ امور جائزہ میں اون کی اطاعت سے باہر نہیں ہوسکتا ہاں اگر وہ کسی ناجائز بات کا حکم کریں تو اوس میں اونکی اطاعت جائز نہیں۔ لا طاعة لاحد فی معصیة اللّٰہ تعالیٰ ماں باپ اگر گناہ کرتے ہوں اون سے بہ نرمی وادب گزارش کرے اگر مان لیں بہتر ورنہ سختی نہیں کرسکتا بلکہ غیبت میں اون کے لئے دعا کرے اور اون کا یہ جاہلانہ جواب دینا کہ یہ تو ضرور کروں گا یا توبہ سے انکار کرنا دوسرا سخت کبیرہ ہے مگر مطلقاً کفر نہیں جب تک کہ حرام قطعی کو حلال جاننا یا حکم شرع کی توہین کے طور پر نہ ہو اس سے بھی جائز باتوں میں اون کی اطاعت نہ جائیگی ہاں اگر معاذ اللہ یہ انکار بروجہ کفر ہو تو وہ مرتد ہو جائینگے اور مرتد کیلئے مسلمان پر کوئی حق نہیں رہا بڑا بھائی وہ ان احکام میں ماں باپ کا ہمسر نہیں ہاں اوسے بھی حق تعظیم حاصل ہے اور بلا وجہ شرعی ایذا رسانی تو کسی مسلمان کی حلال نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔

۱۔ ایک عالم نے اپنے متعدد وعظوں میں سود خواری۔ شراب فروشی۔ شراب نوشی۔ بیع لحم خنزیر۔ اکل غیر مذبوح مرغ زناکاری۔ لواطت واغلام کی حرمت قرآن وحدیث سے بیان کی اور میراث کے مسئلے میں محمدن لا (شریعت محمدی) کو چھوڑکر (ہندو لا) ہندو دھرم قبول کرنے کو کفر صریح بتلایا جس جماعت میں یہ باتیں تھیں بجائے اس کے کہ ان باتوں کو ترک کردیتے اور توبہ واستغفار کرتے اور خدا اور رسول کے حکم کے آگے سر جھکا دیتے خلاف اسکے ضد اور نفسانیت میں آن کر اپنی جماعت کو اکٹھا کرکے اتفاق کرلیا کہ جماعت کا کوئی فرد اپنے ہاں اس عالم کے وعظ کی مجلس منعقد نہ کرے اور اگر کیا تو جماعت سے خارج کردیا جائیگا۔ آیا اس صورت میں شرعاً اس جماعت کا کیا حکم ہے اور دوسرے مسلمانوں کو شرعاً اس جماعت سے قطع تعلق کرنا چاہیئے یا نہیں۔ بدلائل شرعیہ جواب لکھ کر عند اللہ ماجور ہوں۔

۲۔ سوال۔ کراچی میں مسلمانوں کا ایک یتیم خانہ کھلنے والا ہے جسمیں وہابی نیچری رافضی لامذہب سب جمع ہیں۔ سنی مسلمانوں کو اس یتیم خانہ میں شامل ہونا چاہیئے یا نہیں اور اگر فی سبیل اللہ زکوٰۃ وخیرات کی مد سے اس یتیم خانہ میں چندہ دیا تو زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں اور وہ چندہ باعث ثواب ہوا یا موجب عذاب۔ بینوا توجروا

۳۔ سوال۔ ایک شخص نے اپنی لڑکی اپنے بھانجے کو دی تھی محض منگنی ہوئی تھی جب اوس شخص کو معلوم ہوا کہ اوس کا بھانجا ایک غیر مقلد پیر کا راسخ الاعتقاد مرید ہے اور خود بھی غیر مقلد ہے اب اوس نے اپنی لڑکی دینے سے انکار کردیا اور کہتا ہے کہ شرعاً نکاح نہ ہوگا۔ اس پر جماعت نے اوسے اپنی جماعت سے خارج کردیا ہے کہ یا تو لڑکی اسے ہی دے یا تو جماعت سے خارج رہے۔ اس صورت میں جماعت کا کیا حکم ہے اور نکاح شرعاً ہوگا یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

۱۔ اس صورت میں جماعت سخت ظالم اور عذاب شدید کی اور اس آیت کریمہ کی مصداق ہے واذا قیل لہ اتق اللّٰہ اخذتہ العزة بالاثم فحسبہ جہنم۔ اگر وہ لوگ توبہ نہ کریں تو مسلمانوں کو اون سے قطع تعلق چاہیئے۔ ورنہ بحکم احادیث کثیرہ وہ بھی اون کے ساتھ شریک عذاب ہوں گے اوشك ان یعمهم اللّٰہ بعقاب منہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۔ اسمیں احتمالاً دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ یتیموں کی تعلیم وتربیت کا تمام انتظام صرف اہلسنت کے ہاتھوں میں رہے کسی بد مذہب کا اوس میں دخل نہ ہو۔ نہ اون کی صحبت بچوں کو رہے کہ وہ اونھیں اغوا کرسکیں صرف بالائی باتوں میں اون کی شرکت ہو دوسرے یہ کہ ان امور میں بھی اونھیں مداخلت دیجائے یا کم از کم اون کی صحبت بدر ہے جس سے بچوں کی گمرہی کا مظنہ ہو صورت ثانیہ تو مطلقاً قطعی حرام و بدخواہی اسلام ہے اور اوس میں چندہ دینا موجب عذاب و آثام

اور صورت اولیٰ شاید محض ایک خیالی ہو واقع کبھی نہ ہو کہ جب وہ برابر کے شریک ہیں ہر کام میں برابر کی شرکت چاہیں گے کیا وجہ ہے کہ وہ نرے غلام بن کر رہنے پر راضی ہوں اور بفرض باطل اگر ایسا ہو بھی تو اون کی صحبت بد سے کیونکر مفر اور علماء تصریح فرماتے ہیں ان الاحکام تبنی علی الغالب ولا یعتبر النادر فضلا عن الموھوم کما فی فتح القدیر وغیرہ لہذا حکم وہی ہے کہ ایسی کھچڑی مطلقاً حرام ہے اور اوس کی اعانت ہر طرح ناجائز معہذا اگر فرض کرلیں کہ صورت اولیٰ واقع ہو تو اوس میں اہلسنت کو اون بے دینوں کی مجالست مصاحبت توقیر سے چارہ نہ ہوگا اور یہ خود حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ واما ینسینك الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین اور حدیث میں ہے من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام رہی زکوٰۃ اگر بطور چندہ دی گئی اور چندہ میں خلط کرلی گئی اور عام مصارف میں بلا لحاظ تملیک فقیر اوٹھتی رہی جب تو ہرگز ادا نہ ہوگی اگرچہ یتیم خانہ خاص اہلسنت کا ہو لما صرحوا بہ ان رکنھا التملیك فلا تجوز فی بناء مسجد او تکفین میت وغیر ذلك وصرحوا ان الخلط استھلاك فلا تتادی بہ کما فی الفتاوی العالمگیریۃ وغیرھا اور اگر بطور زکوٰۃ دی جائے اور جدا رکھی جائے اور یتیموں فقیروں کے قبضہ میں دیکر تملیک کردی جائے پھر اون کے مصارف میں اوٹھائی جائے تو ادا ہوجائے گی وان کان بعض المنتظمین من غیر اھل الدین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۔ غیر مقلد سے نکاح محض ناجائز ہے کما حققناہ فی ازالۃ العار اس صورت میں جماعت سخت ظالم اور زنا کی ساعی اور خود دنیا میں جماعت سے خارج اور آخرت میں نار میں داخل کرنے کی مستحق ہے۔ والعیاذ باللہ تعالےٰ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از شہر کمرلہ ڈاکخانہ گھٹیا مرسلہ وصی علی صاحب معرفت مولوی قاسم علی صاحب طالبعلم مدرسہ منظر اسلام ۲۸ شوال ۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ کسی آسامی نے اپنا حق موروثی اگر کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا تو اسمیں زمیندار کو آسامی مشتری سے کچھ روپیہ لینا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا بحوالہ کتاب

الجواب

حق موروثی قابل بیع نہیں نہ اسپر زمیندار کچھ لے سکتا ہے نہ یہ حق جسے قانون نے حق موروثی ٹھہرایا ہے شرعاً کوئی حق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از شہر بریلی محلہ بہاری پور مرسلہ علی احمد قادری۔ ۲۹ شوال ۳۲ھ

بے نمازی اور وہ شخص جو بال انگریزی رکھوائے اوس کے واسطے کیا شریعت کا حکم ہونا چاہئے

الجواب

بے نمازی سخت شقی فاسق فاجر مرتکب کبائر مستحق جہنم ہے وہ ایسا مسلمان ہے جیسا تصویر کا گھوڑا ہے کہ شکل گھوڑے کی اور کام کچھ نہیں انگریزی بال رکھنا مکروہ و خلاف سنت و وضع فساق ہے ممنوع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از شیر گڈھ ضلع بریلی تحصیل بہیڑی ڈاکخانہ خاص در مدرسہ مرسلہ مسمی عظیم اللہ نائب مدرس۔ ۳ ذی الحجہ ۳۲ھ

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلاۃ علی رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین ہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص داڑھی اور مونچھیں اور بھویں منڈائے ہوئے ہو تو مسلمانوں کو ایسے شخص کا مرید ہونا چاہئے یا نہیں اور جو شخص داڑھی مونچھ منڈائے ہو اور کانوں میں مندرے پہنے ہو تو اوس کا بھی مرید ہونا چاہئے یا نہیں اور جو شخص گیسو دراز ہو اور گیسو اوسکے مقام ہنسلی سے نیچے ہوں تو ایسے شخص کا بھی مرید ہونا چاہئے یا نہیں یعنی

یہ تینوں شخص قابل پیشوائی ہیں یا نہیں ۔ بینوا توجروا

الجواب

داڑھی منڈانا حرام ہے بھویں منڈانا حرام ہے مرد ہوکر کانوں میں مندرے پہننا حرام ہے شانوں سے نیچے ڈھلکے ہوئے عورتوں کے سے بال رکھنا حرام ہے مرد کو زنانی وضع کی کوئی بات اختیار کرنا حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اوس پر لعنت فرمائی ہے اور جو اللہ و رسول کا ملعون ہو پیشوا نہیں ہوسکتا اوس کا مرید ہونا حرام ہے بات یہ ہے کہ عورت کے رحم میں دو خانے ہیں دہنا خانہ لڑکے کیلئے اور بایاں لڑکی کے واسطے اور نطفہ مرد کا غالب آئے تو لڑکا بنتا ہے اور عورت کا غالب پڑا تو لڑکی بنتی ہے پھر اگر مرد کا نطفہ غالب آیا اور رحم کے سیدھے خانے میں پڑا تو لڑکا ہوگا ظاہر و باطن مرد اور عورت کا نطفہ غالب آیا اور رحم کے بائیں خانے میں پڑا تو لڑکی ہوگی ظاہر و باطن عورت اور اگر نطفہ مرد کا غالب آیا اور رحم کے بائیں خانے میں گرا تو ہوگا صورت میں لڑکا مگر دل میں زنانہ اوسے داڑھی منڈانے گہنا پہننے ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانے عورتوں کے سے بال بڑھا کر چوٹی گندھوانے یا جوڑا باندھنے یا بکھرے ہوئے رکھنے کلیوں دار غرارہ دار پائجہ پہننے سرخ نیفہ ڈالنے وغیرہ وغیرہ کسی زنانی وضع کا شوق ہوگا اور اس حالت میں مرد کا نطفہ خفیف غالب تھا تو بالکل زنانہ زنخہ بن جائیگا اور اگر نطفہ عورت کا غالب آیا اور رحم کے دہنے خانے میں گرا تو ہوگی صورت میں لڑکی مگر دل میں مردانی اوسے انگرکھا پہننے، ٹوپی رکھنے عمامہ باندھنے گھوڑے پر چڑھنے تلوار اوٹھانے تیر اندازی کرنے مردانہ جوتا پہننے وغیرہ وغیرہ کسی مردانی وضع کا ذوق ہوگا بہرحال یہ دونوں خانے بہکے ہوئے اللہ و رسول کے ملعون ہیں ۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لعن اللہ المتشبہات من النساء بالرّجال والمتشبہین من الرّجال بالنساء ۔ اللہ کی لعنت اون عورتوں پر کہ مردوں کی وضع بنائیں اور اون مردوں پر کہ عورتوں کی وضع اختیار کریں رواہ احمد والبخاری وابو داؤد والترمذی وابن ماجہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما حضور نے یہ ارشاد اوس وقت فرمایا کہ ایک عورت کو کمان کندھے میں لٹکائے دیکھا رواہ الطبرانی فی معجمہ الکبیر رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں لعن اللہ الرجل یلبس لبسۃ المرأۃ والمرأۃ تلبس لبسۃ الرجل اللہ کی لعنت اوس مرد پر کہ عورتوں کے پہننے کی چیز پہنے اور اوس عورت پر کہ مردوں کے پہننے کی چیز استعمال کرے ۔ رواہ ابو داؤد والنسائی وابن ماجہ والحاکم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلفظ لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کی گئی فلاں عورت مردانہ جوتا پہنتی ہے فرمایا لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الرجلۃ من النساء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے اوس عورت پر کہ مردانی وضع لے ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ کسی ایک بات میں بھی مرد کو عورت عورت کو مرد کی وضع لینی حرام و موجب لعنت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گیسو انتہا درجہ شانہ مبارک تک رہتے بس یہیں تک حلال ہے آگے وہی زنانہ خصلت ہے بلکہ علماء نے اس سے بھی ہلکی بات میں مشابہت پر وہی حکم لعنت بتایا درمختار میں ہے غزل الرّجل علی ھیأۃ غزل المرأۃ یکرہ ردالمحتار میں ہے لمافیہ من التشبہ بالنساء وقد لعن علیہ الصلاۃ والسلام المتشبہین والمتشبہات فتح القدیر و درمختار میں ہے اما الاخذ منھا (ای من اللحیۃ) وھی دون ذلک (ای القبضۃ) کما یفعلہ بعض المغاربۃ و مخنثۃ الرجال فلم یبحہ احد واخذ کلھا فعل یہود الھند ومجوس الاعاجم ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از پیلی بھیت کچہری کلکٹری مرسلہ جناب مولوی عرفان علی صاحب رضوی برکاتی بیسلپوری ۔ ۱۰ ذی الحجہ ۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ :

(۱) اہل ہنود کے میلوں مثل دسہرہ وغیرہ میں جو مسلمان دیکھنے کی غرض سے جاتے ہیں کیا ان کی عورتیں نکاح سے باہر ہو جاتی ہیں کیا تجارت پیشہ لوگوں کو بھی جانا ممنوع ہے۔

(۲) عورتوں کو زیور پہننا جائز ہے یا ناجائز بر تقدیر اول کیا بجنے اور نہ بجنے والے ہر قسم کے زیورات سونے اور چاندی کے بلا تخصیص جائز ہیں۔ جائز و ناجائز ہر دو صورتوں میں کتب فقہ کی دو ایک عبارتیں اور کم سے کم دو تین حدیثیں نقل فرمادیجئے بینوا توجروا

الجواب

اون کا میلا دیکھنے کیلئے جانا مطلقاً ناجائز ہے اگر اون کا مذہبی میلا ہے جس میں وہ اپنا کفر و شرک کریں گے کفر کی آوازوں سے چلائیں گے جب تو ظاہر ہے اور یہ صورت سخت حرام منجملہ کبائر ہے پھر بھی کفر نہیں اگر کفری باتوں سے نافر ہے ہاں معاذ اللہ اون میں سے کسی بات کو پسند کرے یا ہلکا جانے تو آپ ہی کافر ہے اس صورت میں عورت نکاح سے نکل جائیگی اور یہ اسلام سے ورنہ فاسق ہے اور فسق سے نکاح نہیں جاتا پھر بھی وعید شدید ہے اور کفریات کو تماشا بنانا ضلال بعید ہے حدیث میں ہے من کثر سواد قوم فهو منهم ومن رضی عمل قوم كان شريك من عمل به جو کسی قوم کا جتھا بڑھائے وہ اونھیں میں سے ہے اور جو کسی قوم کا کوئی کام پسند کرے وہ اوس کام کرنیوالوں کا شریک ہے رواه ابو يعلى فی مسنده وعلی بن معبد فی كتاب الطاعة والمعصية عن عبد الله بن مسعود رضی الله تعالی عنه عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ورواه الامام عبد الله بن المبارك فی كتاب الزهد عن ابی ذر رضی الله تعالی عنه من قوله وهو عند الخطيب عن انس رضی الله تعالیٰ عنه عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بلفظ من سود مع قوم فهو منهم۔ اور اگر مذہبی میلا نہیں لہو ولعب کا ہے جب بھی ناممکن کہ منکرات وقبائح سے خالی ہو اور منکرات کا تماشا بنانا جائز نہیں ردالمحتار میں ہے كره كل لهو والاطلاق شامل لنفس الفعل واستماعه۔ طحطاوی صدر کتاب بیان علوم محرمہ ذکر شعبدہ میں ہے يظهر من ذلك حرمة التفرج عليهم لان الفرجة على المحرم حرام یعنی شعبدہ بازبھان متی بازیگر کے افعال حرام ہیں اور اوس کا تماشا دیکھنا بھی حرام ہے کہ حرام کو تماشا بنانا حرام ہے خصوصاً اگر کافروں کی کسی شیطانی خرافات کو اچھا جانا تو آفت اشد ہے اور اس وقت تجدید اسلام و تجدید نکاح کا حکم کیا جائیگا۔ غمز العیون میں ہے۔ اتفق مشائخنا ان من رأى امر الكفار حسنا فقد كفر حتى قالوا فی رجل قال ترك الكلام عند اكل الطعام حسن من المجوس او ترك المضاجعة عندهم حال الحيض حسن فهو كافر۔ اور اگر تجارت کے لئے جائے تو اگر میلا اون کے کفر و شرک کا ہے جانا ناجائز و ممنوع ہے کہ اب وہ جگہ اونکا معبد ہے اور معبد کفار میں جانا گناہ۔ تیمیہ پھر تتارخانیہ پھر ہندیہ میں ہے يكره للمسلم الدخول فی البيعة والكنيسة وانما يكره من حيث انه مجمع الشياطين بحر الرائق میں ہے والظاهر انها تحريمية لانها المرادة عند اطلاقهم بلکہ ردالمحتار میں ہے فاذا حرم الدخول فالصلاة اولى اور اگر لہو ولعب کا ہے اور خود اوس سے بچے نہ اوس میں شریک ہو نہ اوسے دیکھے نہ وہ چیزیں بیچے جو اون کے لہو ولعب ممنوع کی ہوں تو جائز ہے پھر بھی مناسب نہیں کہ اون کا مجمع ہر وقت محل لعنت ہے تو اوس سے دوری ہی میں خیر و سلامت ہے ولہذا علماء نے فرمایا کہ اون کے محلہ میں ہو کر نکلے تو جلد لکتا ہوا گزر جائے غنیہ ذوی الاحکام پھر فتح اللہ المعین پھر طحطاوی میں ہے هم محل نزول اللعنة فی كل وقت ولاشك انه يكره السكون فی جمع يكون كذلك بل وان يمر فی امكنتهم الا ان يهرول ويسرع وقد وردت بذلك آثار اور اگر خود شریک ہو یا تماشا دیکھے یا اونکے لہو ممنوع کی چیزیں بیچے تو آپ ہی گناہ و ناجائز ہے درمختار میں ہے قدمنا معزيا للنهر ان ما قامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريما والا فتنزيها فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے اذا اراد المسلم ان يدخل دار الحرب للتجارة ومعه

فرسه وسلاحه وهو لایرید بیعه منهم لم یمنع ذلك منه ہاں ایک صورت جواز مطلق کی ہے وہ یہ کہ عالم اونھیں ہدایت اور اسلام کی طرف دعوت کے لئے جائے جبکہ اس پر قادر ہو یہ جانا حسن ومحمود ہے اگرچہ اون کا مذہبی میلا ہو ایسا تشریف لیجانا خود حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بارہا ثابت ہے مشرکین کا موسم بھی اعلان شرک ہوتا لبیک میں کہتے لاشریک لک الاشریکا ہو لک تملکه و ماملک جب وہ سفہا لاشریک لک تک پہنچتے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ویلکم قط قط خرابی ہو تمہارے لئے بس بس یعنی آگے استثنا نہ بڑھاؤ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) عورتوں کو سونے چاندی کا زیور پہننا جائز ہے قال اللہ تعالیٰ اومن ینشؤ فی الحلیة رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الذهب والحریر حل لاناث امتی وحرام علی ذکورها سونا اور ریشم میری امت کی عورتوں کو حلال اور مردوں پر حرام ہیں رواہ ابو بکر بن ابی شیبة عن زید بن ارقم والطبرانی فی الکبیر عنه وعن ثلثة رضی اللہ تعالیٰ عنہم بلکہ عورت کا اپنے شوہر کے لئے گہنا پہننا بناؤ سنگار کرنا باعث اجر عظیم اور اوس کے حق میں نماز نفل سے افضل ہے بعض صالحات کہ خود اور اون کے شوہر دونوں صاحب اولیاء کرام سے تھے ہر شب بعد نماز عشا پورا سنگار کرکے دولھن بنکر اپنے شوہر کے پاس آتیں اگر اونھیں اپنی طرف حاجت پاتیں حاضر رہتیں ورنہ زیور ولباس اوتار کر مصلے بچھاتیں اور نماز میں مشغول ہو جاتیں اور دولھن کو سجانا تو سنت قدیمہ اور بہت احادیث سے ثابت ہے بلکہ کواری لڑکیوں کو زیور ولباس سے آراستہ رکھنا کہ اونکی منگنیاں آئیں یہ بھی سنت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لو کان اسامة جاریة لکسوته وحلیته حتی انفقه رواہ احمد وابن ماجة عن ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا بسند حسن بلکہ عورت کا باوصف قدرت بالکل بے زیور رہنا مکروہ ہے کہ مردوں سے تشبہ ہے حدیث میں ہے کان رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم یکرہ تعطل النساء وتشبههن بالرجال مجمع البحار میں ہے قیل اراد تعطل النساء باللام وهی من لاحلی علیها ولا خضاب واللام والراء یتعاقبان حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے فرمایا یا علی مر نساءك لایصلین عطلا اے علی اپنے مخدرات کو حکم دو کہ بے گہنے نماز نہ پڑھیں۔ رواہ ابن اثیر فی النہایة ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عورت کا بے زیور نماز پڑھنا مکروہ جانتیں اور فرماتیں اور کچھ نہ پائے تو ایک ڈوراہی گلے میں باندھ لے مجمع البحار میں ہے عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا کرهت ان تصلی المرأة عطلا ولو ان تعلق فی عنقها خیطا بجنے والا زیور عورت کے لئے اوس حالت میں جائز ہے کہ نامحرموں مثلاً خالہ ماموں چچا پھپھی کے بیٹوں جیٹھ دیور بہنوئی کے سامنے نہ آتی ہو نہ اوس کے زیور کی جھنکار نامحرم تک پہنچے اللہ عزوجل فرماتا ہے ولا یبدین زینتهن الا لبعولتهن الآیة عورتیں اپنے سنگار شوہر یا محرم کے سوا کسی پر ظاہر نہ کریں اور فرماتا ہے ولا یضربن بارجلهن لیعلم مایخفین من زینتهن عورتیں پاؤں دھمک کر نہ رکھیں کہ اون کا چھپا ہوا سنگار ظاہر ہو۔ **فائدہ**۔ یہ آیۂ کریمہ جس طرح نامحرم کو گہنے کی آواز پہنچنا منع فرماتی ہے یوہیں جب آواز نہ پہنچے اوس کا پہننا عورتوں کے لئے جائز بتاتی ہے کہ دھمک کر پاؤں رکھنے کو منع فرمایا نہ کہ پہننے کو۔ بخلاف جہلِ وہابیہ کہ بجتا گہنا پہننا ہی حرام کہتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از شیرگڑھ تحصیل بہیڑی ضلع بریلی مرسلہ عظیم اللہ نائب مدرس ۱۳ ذی الحجہ ۳۲ھ

سوال اوّل۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین مسلمان کو داڑھی کتروانا اور ٹھوڑی کھلوانا جائز ہے یا نہیں۔

سوال دوم۔ جو اشخاص بوجہ لاعلمی کے خلاف شرع پیر مثل داڑھی منڈا اور کانوں میں مندرے پہنے ہوئے اور گیسو دراز کے مرید ہو چکے ہوں اون کی بیعت جائز ہوگی یا نہیں اور اون کو جائے دیگر بیعت ہونے کا حکم ہے یا نہیں۔

سوال سوم۔ جس پیر کے یہاں قوالی مع مزامیر ہوتی ہو اور اپنے مریدوں کو بھی اوسی جلسہ میں شامل کراکے راگ مع مزامیر

سنو اتا ہو تو ایسے پیر کا بھی مرید ہونا جائز ہے یا نہیں

الجواب

سوال اوّل ۔ داڑھی اتنی کتروانا کہ ایک مشت سے کم ہوجائے گناہ و ناجائز ہے یوہیں ٹھوڑھی پر سے کھلوانا حرام ۔
جواب سوال دوم ۔ فاسق کے ہاتھ پر بیعت جائز نہیں اگر کرلی ہو فسخ کر کے کسی پیر متقی سنی صحیح العقیدہ عالم دین متصل السلسلہ کے ہاتھ پر بیعت کرے ۔
جواب سوال سوم ۔ مزامیر جائز نہیں حضور سیدنا سلطان المشائخ نظام الحق والدین سردار سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ فوائد الفؤاد شریف میں فرماتے ہیں "مزامیر حرام ست" ایسے شخص سے بیعت کا حکم ہے جو کم از کم وہ چاروں شرطیں رکھتا ہو اول سنی صحیح العقیدہ ہو دوم علم دین رکھتا ہو سوم فاسق نہ ہو چہارم اوسکا سلسلہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہو اگر ان میں سے ایک بات بھی کم ہے تو اوس کے ہاتھ بیعت کی اجازت نہیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مرسلہ جناب مولوی محمد ابو ذر از سنبھل ضلع مراد آباد محلہ دیبا سرائے ۔

کیا فرماتے ہیں علماء اہل سنت وجماعت رحمہم اللہ وکثرہم اللہ تعالیٰ مسائل ذیل میں :

ع۱ ایصال ثواب بر روح سیدنا امام حسین علیہ السلام بروز عاشورہ جائز ہے یا نہیں ۔
ع۲ تعزیہ بنانا اور مہندی نکالنا اور شب عاشورہ کو روشنی کرنا جائز ہے یا نہیں ۔
ع۳ مجلس ذکر شہادت قائم کرنا اور اس میں مرزا دبیر اور انیس وغیرہ روافض کے کلام پڑھنا بطور سوز خوانی یا تحت اللفظ جائز ہے یا نہیں اور اہلسنت کو ایسی مجالس میں شریک ہونا مکروہ ہے یا حرام یا جائز ہے ۔
ع۴ حضرت قاسم کی شادی کا میدان کربلا میں ہونا جس بنا پر مہندی نکالی جاتی ہے اہلسنت کے نزدیک ثابت ہے یا نہیں درصورت عدم ثبوت اس واقعہ میں حضرت امام حسن علیہ السلام کی صاحبزادی کی نسبت حضرت قاسم کی طرف کرنا خاندان نبوت کے ساتھ بے ادبی ہے یا نہیں ۔
ع۵ روز عاشورہ کو میلا قائم کرنا اور تعزیوں کو دفن کرنا اور اون پر فاتحہ پڑھنی جائز ہے یا نہیں اور بارہویں اور بیسویں محرم اور بیسویں صفر کو تیجا اور دسواں اور چالیسواں اور مجلسیں قائم کرنا اور میلا لگانا جائز ہے یا نہیں ۔

الجواب

ع۱ روح پر فتوح ریحانۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایصال ثواب بروجہ صواب روز عاشورا اور ہر روز مستحب مستحسن ہے ۔
ع۲ تعزیہ مہندی روشنی مذکور سب بدعت و ناجائز ہے ۔ ع۳ نفس ذکر شریف کی مجلس جس میں اونکے فضائل و مناقب احادیث و روایات صحیحہ و معتبرہ سے بیان کئے جائیں اور غم پروری نہ ہو مستحسن ہے اور مرثیے حرام خصوصاً رافضیوں کے کہ تبرائے ملعونہ سے کمتر خالی ہوتے ہیں اہلسنت کو ایسی مجالس میں شرکت حرام ہے ۔ ع۴ نہ یہ شادی ثابت نہ یہ مہندی سوا اختراع اختراعی کے کوئی چیز نہ یہ غلط بیانی حد خاص توہین تک بالغ ۔ ع۵ عاشورہ کا میلا لغو ولہو و ممنوع ہے ۔ یوہیں تعزیوں کا دفن جس طور پر ہوتا ہے نیت باطلہ پر مبنی اور تعظیم بدعت ہے اور تعزیہ پر فاتحہ جہل وحمق و بے معنی ہے مجلسوں اور میلوں کا حال اوپر گذرا نیز ایصال ثواب کا جواب کہ ہر روز محمود ہے جبکہ بروجہ جائز ہو ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از مراد آباد بازار سنبھل مرسلہ اللہ بخش صاحب ۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے تعزیہ پر جاکر یہ منت کی کہ میں یہاں سے ایک خرما

لئے جاتا ہوں درصورت کام پورا ہونیکے سال آئندہ میں نقرئی خرما تیار کرا کر چڑھاؤنگا۔ بینوا توجروا

الجواب

یہ نذر محض باطل و ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مرسلہ ہیڈ ماسٹر اسکول ۸ شہر تھانہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ شہر کی مارکیٹ جس میں گوشت بکتا ہے اوس میں ایک مجوسی نے سور کاٹا اور صاف کیا لوگوں نے گوشت لینا بند کر دیا اور مسلمانوں کا خیال ہے کہ جب تک اس مارکیٹ کا فرش اور وہ مقام جس پر ہم کو شک ہے نکال نہ دیا جائے ہم گوشت اس مقام سے ہرگز نہ خریدیں گے کیا آپ اجازت دینگے کہ فرش وغیرہ مشکوک اشیاء کو خارج کر دیا جاوے یا کوئی دوسری صورت اختیار کی جاوے تاکہ شک رفع ہو اور وہ کیا ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

اوس ناپاک ملعون جانور کی نجاست مثل پاخانے کے ہے ہر نجاست دھو کر زائل کر دینے سے پاک ہو جاتی ہے اسکے لئے فرش وغیرہ بالکل نکال دینا ضرور نہیں اور نکال دیا جائے تو اور بہتر ہے مگر یہاں زیادہ قابل توجہ یہ ہے کہ مجوسی کے ہاتھ کی بکری ذبح کی ہوئی بھی سوئر کے مثل ہے اور جہاں مجوسی ذابح ہو یا مجوسی بھی ذابح ہو اور اوس کا کاٹا ہوا اور مسلمان کا ذبیحہ دلیل صحیح شرعی سے متمیز نہ ہو وہاں سے کسی حلال جانور کا گوشت خریدنا کھانا کھلانا سب حرام ہے یونہیں اگر مجوسی گوشت بیچتا ہو اور حلفاً کہے کہ یہ جانور مسلمان کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا ہے جب بھی اوس کا خریدنا حرام ہے مگر یہ کہ مسلمان نے ذبح کیا اور وہ یا اور مسلمان اوس وقت سے خریداری کے وقت تک اوس جانور کو دیکھتا رہا کسی وقت مسلمان کی نگاہ سے غائب نہ ہوا وہ مسلمان کہے کہ یہ میرا یا فلاں مسلمان کا ذبح کیا ہوا ہے اوسوقت خریداری جائز ہے حدیث میں مجوس کی نسبت ہے سنوا بھم سنۃ اھل الکتاب غیر ناکحی نسائھم ولا اکلی ذبائحھم ردالمحتار میں ہے فی التتارخانیۃ عن جامع الجوامع لابی یوسف من اشتری لحما فعلم انہ مجوسی واراد الرد فقال ذبحہ مسلم یکرہ اکلہ اھ ومفادہ ان مجرد کون البائع مجوسیا یثبت الحرمۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ مستفسرہ محمد میاں طالب علم بہاری بریلی محلہ سوداگران

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلوں میں ۱ والدین کا حق اولاد بالغ کو تنبیہ خیر کرنا واجب ہے یا فرض ۲ حق والدین اولاد پر کس قدر ہے ۳ علم دین حاصل کرنا واجب ہے فرض ہے یا سنت فقط

الجواب

۱ جو حکم فعل کا ہے وہی اوس پر آگاہی دینی ہے فرض پر فرض واجب پہ واجب سنت پہ سنت مستحب پہ مستحب۔ مگر بشرط قدرت بقدر قدرت بامید منفعت ورنہ علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۲ اتنا ہی کہ ادا نا ممکن ہے مگر یہ کہ وہ مرجائیں اور یہ اون کو از سر نو زندہ کر سکے تو کرے کہ وہ اس کے وجود کا سبب ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۳ فرض عین کا علم حاصل کرنا فرض عین فرض کفایہ کا فرض کفایہ واجب کا واجب مستحب کا مستحب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ مرسلہ منشی حاجی محمد ظہور صاحب ۱۷ رجمادی الآخرہ ۳۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں (۱) چند سوداگر مسلمان ایسے ہیں کہ تجارت بھی کرتے ہیں اور سود بھی کھاتے ہیں

اور زمیندار بھی ہیں ایسوں کے یہاں کا کھانا پینا اور لڑکی کا بیاہنا (لڑکوں) جائز ہے یا نہیں (۲) ہنود عام طور پر سود دکھاتے اور زمینداری و دوکانداری بھی کرتے ہیں ان کے یہاں کا کھانا جو بسبب رسم بھیجتے ہیں جائز ہے یا نہیں اگر ہر دو شخصوں کے یہاں کا کھانا آئے اور نہ کھایا جائے تو کسکو دیا جائے (۳) ایک شخص بسبب اپنی ضرورتوں کے روپیہ لیکر سود دیتا ہے اوسکے یہاں کا کھانا کیسا ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

(۱) اگر معلوم ہو کہ یہ کھانا جو ہمارے سامنے آیا بعینہٖ سود کا ہے مثلاً سود میں چاول لئے تھے یا چاولوں کی کٹوتی بغیر شرائط شرعی کی تھی وہی چاول پکائے ہیں تو اوسکا کھانا جائز نہیں اور اگر مال خریدا ہوا ہے اگرچہ سودی روپے سے تو اوسکا کھانا حرام نہیں کہ اوس کا وہ روپیہ حرام تھا خریدا نا حرام نہ تھا اور کچھ معلوم نہ ہو جب بھی حکم حلت ہے۔ یہ تو اصل اوس کھانے کا حکم تھا باقی ایسے لوگوں سے اتحاد میل جول خلا ملا نہ چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین ٥ اور یہیں سے ظاہر ہوا کہ اون سے شادی بیاہت کا رشتہ ہرگز نہ کیا جائے کہ اس سے بڑھکر میل جول اور کیا ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۲) ہندو کے یہاں کا گوشت حرام ہے یوں ہی اگر گھی میں چربی ملی ہو تو ہندو سے خریدنا بھی حرام ہے اور اگر اوس میں بھی پوجا کا کھانا ہو تو مطلقاً لینا منع ہے اور اگر مفاسد سے خالی ہو تو لے لینے میں حرج نہیں اور نہ لینا بہتر اور اگر لینے میں اسلام کی طرف اوسکی رغبت کی امید ہے تو لینا بہتر۔ جو کھانا ان دونوں جوابوں میں ناجائز بتایا اوسکا لینا ہی منع ہے لے لیا ہو تو واپس دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۳) جو خود سود نہیں کھاتا صحیح ضرورت کے سبب سودی قرض لیتا ہے اوسکے یہاں کھانے میں حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مرسلہ فیض الحق ابوالاسد مدرس مدرسہ اسلامیہ ضلع ایٹہ ڈاکخانہ گنج ڈونڈوارہ موضع حرولہ۔

۱۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ ایک شخص نے قاعدہ بغدادی نہ قرآن مجید فرقان حمید کسی سے پڑھا اور نہ استعداد و ملکۂ استخراج صحت الفاظ قرآن اور پھر وہ مسلمانوں کے بچوں کو قرآن شریف پڑھاتا ہے اور طرفہ تماشہ یہ کہ خود و دیگر دوست یاروں کو چارپائی و کرسی پر بیٹھتا ہے اور قرآن شریف نیچے زمین پر رکھا ہوتا ہے ایسے معلم اور پڑھانے والے کا اور متعلمین و پڑھنے والوں کا کیا حکم شرع شریف سے ہے۔ بینوا بالکتاب و توجروا الی یوم الحساب۔

۲۔ غیر مقلدین نے آجکل اکثر قصبوں و دیہاتوں میں مترجم فی السطور خطبے تقسیم کئے ہیں جو کہ اکثر جاہل حنفی پیش امام بھی جمعہ و عید میں ان کو پڑھا کرتے ہیں مع ترجمے کے آیا یہ مذہب حنفی میں جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

۱۔ قرآن مجید بے پڑھے کوئی شخص صحیح نہیں پڑھ سکتا جس نے قرآن مجید نہ پڑھا اور استادوں سے صحیح نہ کیا اوسے جائز نہیں کہ اوروں کو پڑھائے نہ لوگوں کو جائز ہے کہ اوس سے پڑھیں یا اپنی اولاد کو اوس سے پڑھوائیں وہ سب گنہگار ہوتے ہیں جو معلم ایسا ہو کہ آپ اور اوس کے یار دوست چارپائیوں اور کرسیوں پر بیٹھیں اور قرآن مجید نیچے زمین پر رکھا ہو اگر اس سے مراد حقیقۃً زمین پر رکھنا ہے اور وہ لوگ ایسا کرتے ہیں تو اونکے اسلام میں کلام ہے مسلمان ہرگز ایسا نہ کریگا یہ وہی کرسکتا ہے جس کے دل میں قرآن مجید کی عزت اصلا نہ ہو اور جس کے دل میں قرآن مجید کی اصلا عزت نہ ہو وہ مسلمان نہیں اور اگر یہ مراد ہے کہ پڑھنے والے لڑکے زمین پر بیٹھتے ہیں قرآن مجید رحل پر یا اونکے ہاتھوں یا گود میں ہے اور یہ معلم وغیرہ اون سے اونچے بیٹھتے ہیں تو جب بھی سخت بدکار ناہنجار فساق فجار مستحق عذاب نار و غضب جبار ہیں اور اگر قصداً بوجہ توہین استخفاف شان قرآن مجید ایسا کرتے ہیں تو آپ ہی کفار ہیں بہرحال ایسے معلم سے پڑھنا پڑھوانا حرام ہے اور اوس کے پاس بیٹھنا جائز نہیں۔ المولیٰ تعالیٰ اعلم

(۳) جمعہ و عیدین کے خطبوں میں ساتھ ساتھ اون کا ترجمہ پڑھنا خلاف سنت ہے اس سے احتراز چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مسؤلہ محمد حسین سوداگر لکھیم پور ضلع کھیری اودھ بر دوکان محمد ضامن علی سوداگر ۱۴ رجب المرجب ۱۳۳۳ھ

علماء دین اس مسئلہ میں کیا فتویٰ دیتے ہیں کہ ایک شخص نے ایک طوائف سے تعلقات ناجائز کئے جسکو عرصہ آٹھ برس کا ہو گیا شروع زمانہ میں طوائف قسم کی رو سے پابند کی گئی مگر بعد کو عہد شکنی کی ایک سال تک غیر پابندی کے ساتھ تعلقات رہے لیکن بعد کو پھر طوائف نے بہ کوشش خود پابندی اختیار کی ظاہرہ ہر چند کوشش کی لیکن اسوقت تک پابند ظاہر ہے اس درمیان میں ایک لڑکی پیدا ہوئی جو اس وقت تک بعمر دس گیارہ ماہ ہے وہ شخص اس ناجائز تعلق سے کنارہ کش ہونا چاہتا ہے مگر احباب لوگ رائے دیتے ہیں کہ اگر لڑکی اپنی عمر کو پہونچ کر اپنے پیشہ میں رہی تو اوس شخص کا نامہ اعمال خراب ہوگا لہذا اوس شخص کو یہ دریافت طلب ہے کہ دفعتاً وہ شخص تعلقات سے کنارہ کشی اختیار کرے تو شرع اوسکے ذمہ گناہ عاید ہوگا یا نہیں اگر صریح گناہ ہے تو اوسکی بریت کی کیا دلیل ہوسکتی ہے اس شخص کے بیوی اور بچے بھی موجود ہیں اسوجہ سے وہ نکاح سے بھی علیحدہ رہنا چاہتا ہے اور وہ شخص عرصہ سات برس سے اوسی طوائف کے مکان پر مقیم ہے کبھی گاہے گاہے مہینہ پندرہ روز کو بتلاش روزگار باہر بھی چلا جاتا ہے طوائف اور اوسکے دیگر عزیز و اقارب کا مکان ایک ہی ہے لیکن اوس کی نشست و برخاست کی سرحد علیحدہ ہے اس میں کسی کا گذر نہیں بے پردگی ضرور ہے بہر حال جو کچھ احکام شرعی و نیز علماء دین کی رائے ہو بواپسی ڈاک دستخط ثبت فرما کر احقر کے نام روانہ فرمائیں تاکہ اوس شخص کو اس سے نجات ملے اور وہ شخص اپنی حرکات ناشائستہ سے توبہ بھی کرتا ہے فقط

الجواب

اللہ عزوجل ہدایت دے شخص مذکور پر فرض قطعی ہے کہ فوراً فوراً فوراً یا تو اوس عورت سے نکاح کرلے یا ابھی ابھی ابھی اوسے جدا کر دے جو آن دیر میں گذریگی استحقاق عذاب الٰہی اوسپر برابر رہے گا اور بے اس کے اوسکی توبہ ہرگز مقبول نہیں حدیث میں فرمایا کہ جو گناہ پر قائم رہکر توبہ کرے وہ اپنے رب جل جلالہ سے معاذ اللہ تمسخر کرتا ہے۔ المستغفر من الذنب وھو مقیم علیہ کالمستھزئ بربہ رواہ البیھقی فی شعب الایمان وابن عساکر عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور وہ لڑکی شرعاً اوسکی لڑکی نہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں للعاھر الحجر اور جب یہ توبہ کریگا وہ اگر گناہ کریگی اوسکا وبال اس پر عائد نہ ہوگا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا تزر وازرۃ وزر اخری ہاں اگر یہ گناہ سے بچ کر آئندہ کسی تدبیر سے لڑکی کو گناہ سے بچا سکے تو ضرور ہے کہ ایسا کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از مانڈلے برہما سورتی مسجد بتاریخ ۶ رجب المرجب ۱۳۳۳ھ

وعظ کے بعد شیرنی تقسیم کرنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب

جائز ہے لعدم المانع بلکہ اسکا علم زیادہ باعث اجتماع وحضور ذکر و استماع ہوگا وسیلہ خیر خیر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مستفسرہ ذکار اللہ خاں رضوی روز سہ شنبہ بتاریخ ۸ شعبان ۱۳۳۳ھ

(۱) زید کا قول ہے کہ خضاب مہندی میں ملا کر لگانا ناجائز ہے۔ (۲) زید کا قول ہے کہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ وقت جہاد داڑھی کتروانا چاہئے۔

الجواب

(۱) مہندی میں اتنا نیل ملانا جس سے رنگ سیاہ آئے حرام ہے قیامت کے دن اون کے منہ کالے کئے جائیں گے حدیث میں ہے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من اختضب بالسواد سود اللہ وجہہ یوم القیامۃ جو سیاہ خضاب کرے قیامت میں اللہ تعالیٰ اوس کا منہ سیاہ کریگا۔ ہاں مہندی میں اتنا نیل ملانا جس سے رنگ سرخ ہی رہے مگر اوس میں ذرا پختگی آجائے یہ جائز ہے وھو المراد بالماثور وبما ھو فی الخانیۃ وغیرہا مذکور۔

(۲) زید محض جھوٹا ہے قرآن مجید پر افترا کرتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ مسئولہ اکبر یار خاں از شہر کہنہ محصل چندہ مدرسہ اہلسنت وجماعت بروز دوشنبہ بتاریخ ۹ ذوالقعدہ ۳۳ھ
دوسرے یہ کہ داڑھی کا طول ایک مشت و دو انگشت ہے یا کم یا کس قدر کہ جس سے کم رکھنے میں گنہگار ہوگا اور مونڈوانا اوسترے سے اور قینچی سے کتروانا چھوٹا چھوٹا کرانا ایک ہی بات ہے یا قینچی سے چاہے جسقدر کترو اکر چھوٹا کردے اس میں حرج نہیں ہے۔ تیسرے یہ کہنا کہ عرب شریف اسلام کا گھر ہے وہاں کے لوگ داڑھی کترو اکر چھوٹا کرلیتے ہیں۔ اگر اور کوئی شخص داڑھی کتروائے تو کیا مضائقہ ہے ایسے کہنے والے شخص کی نسبت کیا حکم ہے۔ چوتھے یہ کہ لبوں کے بال بڑھے ہوئے شخص کا جھوٹا یا پانی وغیرہ پیا کیا ہے۔ پانچویں یہ کہ ایسے لوگوں کی نسبت یعنی داڑھی مونڈوانے والے کترنے والے لبوں کے بال بڑھانے والے کس خطا کے مرتکب ہیں اون کی نسبت کیا حکم ہے۔ چھٹے یہ کہ مثل داڑھی کے مقدار کے لبوں کے بال کی بابت کہ کس قدر ہوں کیا حکم ہے۔ اگر کوئی شخص لبوں کے بال مونڈوائے یا بہت باریک کرے تو کیا قباحت ہے۔

الجواب

(۲) داڑھی کا طول ایک مشت یعنی تھوڑی سے نیچے چار انگل چاہئے اس سے کم کرانا حرام ہے۔ قینچی سے کترے خواہ اوسترے سے لے سب یکساں ہے۔ ہاں تھوڑی کترنے سے سب منڈا دینا سخت وخبیث تر ہے کہ حرام حرام میں فرق ہوتا ہے۔ افیون بھنگ، چرس، شراب سب حرام ہیں مگر شراب سب میں بدتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) شریعت پر کسی کا قول فعل حجت نہیں۔ اللہ و رسول سب پر حاکم ہیں اللہ و رسول پر کوئی حاکم نہیں یہ فعل وہاں کے جاہلوں کا ہے اور جاہلوں کا فعل سند نہیں ہوسکتا کہیں کے ہوں ایسا کہنے والا اگر جاہل ہے اوسے سمجھا دیا جائے اور اگر ذی علم ہوکر ایسا کہتا ہے یا سمجھانے کے بعد بھی نہ مانے اصرار کئے جائے وہ سخت فاسق وگمراہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) اگر اوسے وضو نہ تھا اس حالت میں اوس نے پانی پیا اور لبوں کے بال پانی کو لگے تو پانی مستعمل ہوگیا۔ مستعمل پانی کا پینا ہمارے امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصل مذہب میں حرام ہے۔ اون کے نزدیک وہ پانی ناپاک ہوگیا خود اوس نے جو پیا ناپاک پیا اور اب جو پئے گا ناپاک پئے گا اور مذہب مفتی بہ پر مستعمل پانی کا پینا مکروہ ہے۔ اوس نے جو پیا مکروہ پیا اور اب جو بچا ہوا پئے گا مکروہ پئے گا ہاں اگر اوسے وضو تھا یا مونھ دھلا تھا تو شرعًا حرج نہیں اگرچہ اوس کی مونچھوں کا دھون پینے سے قلب کراہت کریگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) حد شرع سے کم داڑھی رکھنا یا حد شرع سے زیادہ مونچھیں رکھنا سب خلاف شرع اور مجوسیوں کی سنت اور نصرانیوں کی عادت ہے آدمی اس سے گنہگار ہوتا ہے اور اس کی عادت رکھنے سے فاسق ہوجاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) لبوں کی نسبت یہ حکم ہے کہ لبیں پست کرو کہ نہ ہونے کے قریب ہوں البتہ منڈانا نہ چاہئے اس میں علماء کو اختلاف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از ملک برار مقام نیر بیر سونتھ محلہ دارودہ ضلع ایوت محل محمد زماں عرف شیخ جھورو زچہار شنبہ بتاریخ ۱۲ ذوالقعدہ ۳۳ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص تعزیہ داری کو جائز کہتا ہے اگر کوئی انکار کرتا ہے تو سخت کلامی سے

پیش آتا ہے چنانچہ پیش امام مسجد نیز واقع تعلقہ دار وہ ضلع ایوت محل ملک برار نے جب انکار کر کے کہا کہ تعزیہ داری سخت منع ہے تو اوس نے کہا کہ تم خلاف کہتے ہو اور تمہاری امامت جائز نہیں ہے تم سور کھاتے اور حرام کھاتے ہو اسپر تمام بستی کے مسلمانوں نے جمع ہو کر اوس سے پوچھا تو تمام مسلمانوں کو کہا کہ تم سب سور کھاتے ہو اور کہا کہ اجرت پر امامت جائز نہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ایسے شخص کا قول کہاں تک صحیح ہے۔ کیا تعزیہ داری درست ہے اور اجرت پر امامت جائز نہیں اور جو تمام مسلمانوں کو سور کھانے والا بولے تو وہ گنہگار رہے فاسق ہے یا نہیں او سے توبہ کرنا چاہیئے یا نہیں۔ مسلمانوں کو ایسے شخص سے برتاؤ کیا رکھنا چاہیئے۔ ایک مسلمان کی آمدنی کھیتی و تجارت سے بھی ہے اور سود سے بھی ہے ایسے شخص کے یہاں کھانا کھانا درست ہے یا نہیں اگر کسی مسلمان نے اوس کے یہاں کھانا کھایا تو اوس کو سود کھانے والا کہیں گے یا ایسا کہنا اوس کو جائز ہے یا نہیں شاہ مدار کے مہینہ کے سولہ چراغوں کی عید کرنا کتب فقہ سے جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

تعزیہ داری ناجائز ہے اور فتوی اس پر ہے کہ امامت پر اجرت لینا حلال ہے کما فی ردالمحتار و عامۃ الأسفار جس کے یہاں حلال حرام دونوں طرح کی آمدنی ہے اسکا کھانا حرام نہیں ہوتا جب تک معلوم نہ ہو کہ یہ خاص کھانا حرام مال سے ہے۔ ذخیرہ و فتوای عالمگیریہ میں امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے بہ نا خذ مالم نعرف شیئا حرامًا بعینہ یہ دوسری بات ہے کہ سود خوار کے یہاں کھانا اگرچہ حلال مال سے ہو چاہیئے یا نہ چاہیئے مگر مطلقا اوس کے کھانے والے کو سود کھانے والا کہنا شریعت پر افترا ہے اور عام مسلمانوں کو ایسا کہنا اور زیادہ شیطانی لفظ ہے اوس پر توبہ فرض ہے اور مسلمانوں سے معافی مانگے اگر نہ مانے اور اصرار کیئے جائے تو وہ فاسق ہے اوس سے وہی برتاؤ چاہیئے جو ایک فاسق سے کرنے کا حکم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من اٰذی مسلما فقد اٰذانی ومن اٰذانی فقد اٰذی اللہ "جس نے کسی مسلمان کو بلا وجہ شرعی ایذا دی اوس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اوس نے اللہ عزوجل کو ایذا دی"۔ اس نے تو اتنے مسلمانوں کو ایذا دی بے شک وہ ظالم ہوا اور ظالم کے پاس بیٹھنے کو قرآن عظیم میں فرمایا قال اللہ تعالیٰ "واما ینسینك الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظّٰلمین ۝" یہ سولہ چراغوں کی عید کیسی ہوتی ہے اس میں کیا کیا جاتا ہے کیا نیت ہوتی ہے ہمارے دیار میں یہ بالکل نہیں اس کا حال کبھی سننے میں نہیں آیا تفصیل ہونے پر جواب ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ - مرسلہ عبدالعزیز تاجر چرم مقام قصبہ ٹنکاری محلہ شاہگنج ضلع گیا۔ بروز دوشنبہ تاریخ ۱۶ ذوالقعدہ ۳۳ھ

ایک شخص جو عالم ہے اوس نے جمعہ کے روز وعظ کے اندر بیان کیا کہ جن لوگوں نے جمعہ کے روز روزہ افطار کیا اور نماز عید پڑھی وہ ناجائز ہے ہم نے فتوئ غیر عالم سے منگوایا ہے جن کو ضرورت ہو ہمارے مکان پر آکر دیکھ لیں اور عام جمعہ میں فتوی نہیں دکھلایا اور جب مکان پر لوگوں نے طلب کیا تو فتوئ دکھلانے سے انکار کیا ایسا فتوئ کہ جس سے ہر ایک مسلمان کو تعلق دینی ہے اوس کا چھپا رکھنا عالم کے حق میں کیسا ہے۔ ایضًا

ایک شخص مجہول النسب کہ جس کے حسب و نسب سے وہاں کے باشندہ پوری آگاہی رکھتے ہیں اور وہ شخص مولوی ہو اور غیر جگہ اپنے کو سیّد کہتا ہو اور اپنے مکان پر خط اپنے قلم سے سید کر کے نام اپنا لکھتا ہو اوس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے۔

الجواب

اگر کوئی عذر شرعی نہ ہو تو فتوی چھپانا بہت بیجا تھا اگرچہ اعلان کے ساتھ وعظ میں حکم شرعی بیان کر دینے کے بعد کتمان علم و اخفائے حق کی حد میں نہیں آسکتا کہ عالم پر زبانی بیان حکم فرض ہے خود لکھ کر دینا ضروری نہیں کما فی غمز العیون وغیرہ نہ کہ اور کا لکھا پیش کرنا مگر جب کہ اوس کے پیش کرنے میں عوام کی ہدایت کا ظن غالب ہو اور اوسے بلا وجہ شرعی چھپائے تو البتہ جرم

کی حد میں آ جائے گا کہ اوس نے مسلمانوں کا خلاف ہدایت پر رہنا پسند کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ مایحب لنفسہ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سائل نے اول تو مجہول النسب کہا پھر یہ کہ اوس کے نسب سے وہاں کے باشندے پوری آگاہی رکھتے ہیں یہ دونوں باتیں متناقض ہیں شاید یہ مطلب ہو کہ وہاں کے سب باشندوں پر اوس کا نسب مخفی ہے لہذا سب اوسے مجہول النسب سمجھتے ہیں اس تقدیر پر اوس کا اپنے آپ کو سید بتانا کہنا لکھنا ہمارے علم میں جرم لحد پر نہیں بلکہ وہ کہتا ہے اور ہمیں اوس کا خلاف معلوم و ثابت و متحقق نہیں تو ہم اوسے سچا ہی خیال کریں گے کہ الناس علی انسابہم اور ارشاد ہوتا ہے "لولا اذ سمعتموہ ظن المومنون والمؤمنٰت بانفسہم خیرا"۔ ہاں جو واقع میں سید نہ ہو اور دیدہ و دانستہ سید بنتا ہو وہ ملعون ہے نہ اوس کا فرض قبول ہو نہ نفل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من ادعی الی غیر ابیہ او انتمی الی غیر والیہ فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین لایقبل اللہ منہ صرفا ولاعدلا مگر یہ اوس کا معاملہ اللہ عزوجل کے یہاں ہے ہم بلادلیل تکذیب نہیں کر سکتے البتہ اگر ہمارے علم تحقیق طور پر معلوم ہے کہ یہ سید نہ تھا اور اب سید بن بیٹھا تو اوسے ہم بھی فاسق و مرتکب کبیرہ و مستحق لعنت جانیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

مسئلہ ۔ مسئولہ اکبر یار خاں محصل چندہ مدرسہ اہلسنت باشندہ شہر کہنہ روز پنجشنبہ تاریخ ۲۵ ذی الحجہ ۳۳ھ

اس مسئلہ میں کہ حرام اور کفر اور سود کھانے میں کونسا گناہ صغیرہ ہے اور کون سا کبیرہ ہے مہربانی فرما کر کے جواب بالتفصیل وارد ہونا چاہئے۔

الجواب

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ ۔ کفر ہر کبیرہ سے بدتر کبیرہ ہے اور سود بھی کبیرہ ہے اور ہر حرام کبیرہ ہے الا اللمم ان ربک واسع المغفرۃ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از بنارس محلہ کچی باغ مدرسہ مظہر العلوم حافظ نور محمد طالب علم ساکن مئوی روز پنجشنبہ تاریخ ۹ محرم ۳۴ھ

(۱) بدعت سیئہ کا عامل و معتقد گناہ کبیرہ کی عامل سے زیادہ بد و فاسق ہے یا کم یا برابر۔

(۲) غیبت کرنا جھوٹ بولنا خاص کر وہ جھوٹ جن سے خلق خدا میں فتنہ ہو دو دوست میں یا شوہر بی بی میں یا باپ بیٹے میں یا بھائی بھائی میں اُس جھوٹ سے رنجش ہو جائے باہم جدائی ہو کے گھر کی خرابی کی نوبت آ جائے اور مسلمان کے عیب کی تلاش و تجسس میں رہنا کوئی مسلمان اگر پوشیدگی سے کوئی گناہ کرتا ہو تو اس کی تجسس میں لگے رہنا اور پتہ پانے پر یا محض اپنی شبہ و قیاس اس کو فاش کرنا شہرت دینا کس درجہ کا گناہ ہے اور گناہان مذکورہ بالا کا مرتکب فاسق و مستحق لعنت خدا و رسول ہے یا نہیں اور یہ سب گناہ شرعاً درجہ فسق میں زنا سے کم ہے یا زیادہ یا برابر۔ جواب مفصل اور مدلل درکار ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

(۱) عمل بدعت سیئہ مکروہ و حرام و صغیرہ و کبیرہ ہر قسم ہے تو اوس کا مرتکب مطلقاً فاسق بھی نہیں ہو سکتا جبتک اصرار نہ کرے اور اعتقاد بالبدعۃ السیئہ یعنی کسی عقیدہ قطعیہ اجماعیہ اہلسنت کے خلاف اعتقاد رکھنے والا ضرور ہر کبیرہ عمل سے بدتر کبیرہ کا مرتکب اور فاسق عملی سے بدتر فاسق ہے غنیہ میں ہے فسق الاعتقاد اشد من فسق العمل۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) یہ سب گناہان کبیرہ ہیں اور ان کا مرتکب فاسق و مستحق لعنت حدیث میں فرمایا "الغیبۃ اشد من الزنا" غیبت سخت ہے زنا سے اور ظاہر ہے کہ قتل مومن غیبت سے اشد ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والفتنۃ اشد من القتل۔ فتنہ قتل سے سخت تر ہے اور ان سب میں حق العباد ہے تو اوس زنا سے ضرور بدتر ہے جس میں حق العباد نہ ہو مگر وہ جھوٹ جس سے کسی کا ضرر نہ ہو کہ بے مصلحت شرعی ہو تو گناہ ضرور ہے مگر اوسے زنا کے برابر نہیں کہہ سکتے کہ یہ صغیرہ ہے بعد اصرار کبیرہ ہوگا اور زنا فی نفسہ کبیرہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از بروز شنبہ تاریخ ۵ ذوالقعدہ ۳۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ مولوی عنایت احمد صاحب نے اپنی کتاب جنان الفردوس کے چودہ صفحہ میں تحریر کیا ہے بیان جھوٹی نسب کا۔ ف جھوٹ ظاہر کرنا نسب کا بھی بڑا گناہ ہے۔ مثلاً شیخ سے سید بن جانا۔ صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جان بوجھ کے اپنے باپ کے سوا دوسرے کو باپ کرے اسپر جنت حرام ہے اور چودہ صفحہ کے حاشیہ پر یہ تحریر ہے۔ بیان جھوٹی نسب کا۔ ١٣ ح مشارق ٣٢ ح اعتصام ف١ سوال
جولاہے کو شیخ نہ کہے تو جولاہا کہنا چاہئے اگر جولاہا نہ کہے تو کیا کہنا چاہئے فقط۔

الجواب

یہ حدیث بے شک صحیح ہے اور دوسری صحیح حدیث اس سے سخت تر ہے کہ جو اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف اپنا نسب منسوب کرے اوس پر اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت ہے اللہ نہ اوس کا فرض قبول کرے نہ نفل۔ یہ حکم شامل ہے ہر اوس شخص کو کہ سید نہیں اور سید بن بیٹھے۔ شیخ قرشی یا انصاری نہیں اور اپنے آپ کو ایسا شیخ کہے مگر لفظ شیخ کا استعمال متعدد معنی پر ہے۔ پیر اور بزرگ اور اوستاد اور چار شریف اقوام مشہورہ ہند سے ایک قوم اور شیخ سید مغل پٹھان کے سوا ہر مسلمان۔ اس پانچویں معنی پر جولاہے دھنے ہر قوم کے مسلمان شیخ کہلاتے ہیں اسی معنی پر وہ اپنے آپ کو شیخ کہے تو اس حکم کے نیچے داخل نہیں ہاں اگر جولاہا ہے اور اپنے آپ کو چوتھے معنی پر شیخ کہے کہ اون چار شریف قوموں میں سے میری قوم ہے تو وہ ضرور اس حدیث کے بیچ داخل ہوگا اگر واقع میں وہ ایسا نہیں اور اگر واقع میں وہ انھیں شریف اقوام میں سے ہے مثلاً شیخ انصاری یا علوی یا عباسی یا عثمانی یا فاروقی یا صدیقی ہے اور کپڑا بننے کا پیشہ کرتا ہے تو وہ ضرور سچا ہے اوس پر کچھ الزام نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مسئولہ محمود الحسن گوالیار بروز شنبہ تاریخ ٢٠ ذی الحجہ ٣٣ھ

جامع مسجد میں وعظ کسی کی اجازت سے ہونا چاہئے یا اگر کوئی تقریر وغیرہ کرنا چاہئے اور اوس کی قابلیت علم علوم دینیہ میں کافی نہ ہو اور اوس کی تقریر اشتعال انگیز ہو تو کیا اوس کو امام مسجد تقریر کرنے سے بند کر سکتا ہے۔

الجواب

وعظ میں اور ہر بات میں سب سے مقدم اجازت اللہ و رسول ہے جل اللہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کافی علم نہ رکھتا ہو اوسے واعظ کہنا حرام ہے اور اوس کا وعظ سننا جائز نہیں اور اگر کوئی معاذ اللہ بد مذہب ہے تو وہ تو نائب شیطان ہے اوس کی بات سننی سخت حرام ہے اور اگر کسی کے بیان سے فتنہ اوٹھتا ہو تو اوسے بھی روکنے کا امام اور اہل مسجد سب کو حق ہے اور اگر پورہ عالم سنی صحیح العقیدہ وعظ فرمائے تو اوسے روکنے کا کسی کو حق نہیں۔ بقولہ تعالیٰ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از کراچی بندر۔ شاپ کیپر صدر بازار۔ بر دکان سیٹھ حاجی نور محمد عبد القادر مسئولہ عبد اللہ حاجی روز چہار شنبہ بتاریخ ٨ محرم ٣٤ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مبین و مفتیان شرع متین کہ یہاں ایک مدرسہ مسلمان لڑکیوں کے کھولا گیا ہے جس میں اس مدرسہ کی معلمہ مروجہ تعلیم جو فی زمانہ اسکولوں میں لڑکوں کو دی جاتی ہے بعینہ وہی تعلیم لڑکیوں کو دیجاتی ہے یعنی لکھانا و پڑھنا اور حساب و نظمیں یاد کراتی اور سکھاتی ہے یہ فعل فی زمانہ لڑکیوں کیلئے روا اور جائز ہے یا ممنوع اور ناجائز ہے علاوہ اسکے لڑکیاں بارہ چودہ سال کی بے پردہ آیا کرتی ہیں اور اس مدرسہ کے خادم نوجوان لڑکے ہیں اون کے سامنے اور وقت امتحان کے غیر مردوں کے آگے الحان سے نظمیں پڑھتی ہیں کیا یہ فعل شرعاً حرام ہے یا نہیں اور لڑکی مشتہاۃ ہونے کیلئے شرعاً کتنی عمر ہونی چاہئے اور ایسے مدرسے کی تائید کرنے والوں اور اون کے والدین کیلئے جو اپنی لڑکیاں ایسے مدرسے میں بھیجا کرتے ہیں اور تعلیم مروجہ دلواتے ہیں شرعاً کیا حکم ہے فقط۔

الجواب

لڑکیوں کا غیر مردوں کے سامنے خوش الحانی سے نظم پڑھنا حرام ہے اور اجنبی نوجوان لڑکوں کے سامنے بے پردہ رہنا بھی حرام اور لڑکیوں

کو لکھنا سکھانا مکروہ یونہیں عاشقانہ نظمیں پڑھانا ممنوع اور ایسے مدرسہ کو مدد دینی شیطان کو اوسکے مقاصد میں مدد دینی ہے اور جو اپنی لڑکیوں کو ایسی جگہ بھیجتے ہیں بے حیا بے غیرت ہیں اون پر اطلاق دیوث ہو سکتا ہے نو برس کی عمر کی لڑکی مشتہاۃ ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از مقام اہور ملک مارواڑ متصل آئر نپورا پیر محمد امیر الدین بروز یکشنبہ بتاریخ ۱۲ محرم الحرام ۱۳۳۴ھ
بروز جمعہ کو مکتب کے لڑکوں کو چھٹی ہے یا نہیں اگر ہے تو معہ حدیث و آیت کے آگاہ فرمادیں فقط۔

الجواب

جمعہ کی چھٹی ہمیشہ معمول علمائے اسلام ہے اور اسی قدر اوسکی سند کیلئے کافی ایسی جگہ بالخصوص آیت یا حدیث ہونا ضرور نہیں اور آیت و حدیث سے یوں نکال بھی سکتے ہیں کہ حدیث صحیح میں جمعہ کی پہلی ساعت سے جمعہ کی طرف جانیکی ترغیب فرمائی تو صبح سے فراغ جمعہ تک تو وقت اہتمام و انتظار جمعہ میں گزرا پڑھنے کا کیا وقت ہے اگر کہیے مسجد میں جاکر پڑھے تو قبل جمعہ حلقہ سے ممانعت فرمائی بعد نماز فرمایا گیا فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو یہاں بھی تجارت و کسب حلال کا ذکر فرمایا نہ تعلیم علم کا تو معلوم ہوا کہ وہ دن چھٹی کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ مرسلہ صاحبزادہ گرامی قدر مولوی سید محمد میاں صاحب زیدت برکاتہم ۳ صفر المظفر ۱۳۳۴ھ
کیا حکم ہے بروئے شرع مطہر مطابق مذہب حنفی مسائل ذیل میں (۱) وہ کچہریاں اور وہ حکام جو اپنے فیصلوں اور کارروائی متعلقہ مثل گواہی گواہان وغیرہ میں پابندی شریعت محمدیہ ملحوظ نہیں رکھتے بلکہ خود ساختہ قواعد پر عمل درآمد کرتے ہیں اگر اتفاق سے کوئی امر شریعت حقہ کے مطابق ہو جائے یہ اور بات ہے ایسی کچہریوں اور ایسے حکاموں کو بالخصوص جبکہ وہ کفار کی ہوں اور وہ حاکم بھی کفار سے ہو عدالت اور حاکم کو عادل یا منصف اور اون کارروائیوں کو فیصلوں کو عادلانہ اور منصفانہ کہنا آیا شرعاً کفر ہے یا کیا۔ (۲) بیان دعویٰ و جواب دعوی وامثالہا جن میں آجکل کے پیروکار و وکلا قانونی اپنے حسب عادت ایسے الفاظ استعمال کرتے اور پھر اون کی تصدیق و تسلیم فریقین سے ایسے الفاظ سے کراتے ہیں کہ یہ عرضی دعوی وغیرہ ہم کو تسلیم اور ہمارے نزدیک اور علم میں کل مضمون مندرجہ عرضی دعوی ہذا صحیح ہے بلکہ بعض دفعہ لفظ لفظ صحیح بھی کہلواتے لکھاتے ہیں اب بعض فریقین تو وہ ہیں جو ان الفاظ کی موجودگی پر مطلع ہوکر پھر بھی اون کو تسلیم کرتے ہیں اور بعض وہ ہیں جو ان الفاظ کے لکھے ہوئے ہونے سے غافل ہوتے ان الفاظ کو جان کر تسلیم نہیں کرتے بلکہ اگر اون کو سن بھی لیا ہو جب بھی توجہ اونکی نفس مطلب سے زائد ہونے کی وجہ سے ان پر کچھ لحاظ نہیں کرتے غافلانہ کبھی عرضی دعوی وغیرہ کو تسلیم کرتے ہیں بعض وہ ہیں جو ان الفاظ کو برا جانتے تسلیم نہیں کرتے ہیں مگر چونکہ اب عادت عام ہے لہذا لکھ وہ بھی دیتے ہیں کہ یہ سب عرضی دعوی وغیرہ ہم کو تسلیم ہے یا اور جیسے پیروکار کہتا ہے ویسے بھی لکھ دیتے ہیں اب ان میں سے ہر ہر کا کیا حکم ہے اگر فریق آخر الذکر لفظ سب بلکہ تاکیداً لفظ لفظ بھی تسلیم ہونا لکھدیں مگر یہ نیت کریں کہ نفس بیان دعوی جو اس عرضی دعوی میں ہے وہ تسلیم ہے نہ اوس کے الفاظ قبیحہ نفس مطلب پر زائد تو کیا حکم ہے۔ (۳) بعض کاغذات ایسے ہوتے ہیں جن میں حکومت کی جانب سے یہ الفاظ لکھے ہوتے ہیں اور اون کی تصدیق و تسلیم منجانب حکومت چاہی جاتی ہے یا فریقین کو اپنے اپنے کاموں میں اون کو جاری کرانے کی ضرورت پڑتی ہے جیسے سمن وغیرہ یا حاکم خود ایسا جملہ کہلواتا ہے جسمیں یہ الفاظ آتے ہیں ایسی حالت میں ان تصدیق کرنے والوں سمن اجرا کرنے والوں اور اون الفاظ کہنے والوں کا کیا حکم ہے اور اونھیں کیا زیبا ہے۔ (۴) پیروکار قانونی اپنی بحثوں میں حسب عادت خود بلا اجازت صریح مؤکلان ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں اور وہ بحث ہر پیروکار کے اپنے مؤکل کے حق میں حاکم کے یہاں مسلمۂ مؤکل ہوتی ہے اور اگر مؤکل موجود ہوں تو اوسپر ساکت ہی رہتے ہیں تو اگر وہ دل سے ان الفاظ مخصوصہ کو نہ تسلیم کریں یا ان سے غافل رہیں لحاظ ہی نہ کریں اور اصل مطلب کی بحث کو مانیں تو پیروکار کے ایسے الفاظ استعمال کرنے سے ان پر انکے سکوت کیوجہ سے کوئی قباحت آتی ہے اگر ہاں تو پیروکار کہنے والے کے برابر یا کم زائد۔ (۵) انگریزی جو کچہری بنام منصفی ہے عام طور پر اوسکو منصفی اور اوسکے حاکم کو منصف کہتے ہیں اور اوس سے مراد وہی مخصوص کچہری اور اوس کا حاکم ہوتا ہے انصاف کے اصلی معنی سے نیت کا

ذہن یہ کہتے وقت خالی ہوتا ہے اس صورت میں یہ اطلاق کیسا ہے۔ (۶) اگر لفظ عدالت سے صرف کچہری حکومت مراد لیا جائے اور عادل منصف سے صرف حاکم تو ان الفاظ کا اطلاق کفار فجار پر صحیح ہوگا یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

سلطنت اگرچہ اسلامیہ ہو اور حاکم مسلم بلکہ خود سلطان اسلام اور حکم خلاف ما انزل اللہ کرے اوسے عادل کہنے کو ائمہ نے کفر بتایا ہندیہ میں امام علم الہدیٰ ابومنصور ماتریدی قدس سرہ سے ہے من قال لسلطان زماننا عادل فقد کفر امام ممدوح اپنے وقت کے سلطان اسلام کی نسبت ایسا فرما رہے ہیں اون کے وصال کو ۱۰۰۰ برس ہوئے۔ کاغذ دعوی وجواب دعوی کی تصدیق سے تصدیق مضمون مراد ہوتی ہے اگرچہ یوہیں لکھا ہو کہ لفظ لفظ صحیح ہے اوسکا مطلب بھی یہی ہوتا ہے کہ اس کا کوئی ایجاب یا سلب خلاف واقع نہیں تقویت اطلاقات الفاظ کی طرف اصلا نظر نہیں ہوتی نہ وہ کسی طرح اوس سے مفہوم ہو تو خود ان پر کسی صورت میں کچھ الزام نہیں سوا اسکے کہ سکوت علی المنکر ہوا وہ وقت قدرت وعدم فتنہ وجہل مرتکب رجائے اجابت حرام والالا۔ شرط سوم کی مثال یہ ہے مثلاً داڑھی منڈانا ہر مسلمان جانتا ہے کہ شرعاً حرام ہے تو لازم نہیں کہ یہ داڑھی منڈے سے کہتے پھریے کہ یہ حرام ہے اسے چھوڑ دے ہاں جو اپنے قابو کا ہو اوس سے کہنا ضرور ہے یہی صورت تصدیق کاغذات و اجرامیں ہے کہ وہاں بھی تصویب اطلاق لفظ نہ مراد نہ مفہوم اور قدرت علی التغیر معدوم رہا ایسا جملہ کہلوانا اوس سے بھی وہ مضمون ادا کرانا مقصود ہوتا ہے نہ کہ نقل باللفظ تو نقل بالمعنی میں وسعت عظیم جو باوصف قدرت تبدیل لفظ نہ کرے وہ ضرور مخالفت شرع کا مرتکب ہے اور اوس لفظ کے لائق حکم شرعی کا مستوجب مستحق ہوا پیروکار بھی اصل ادائے مطالب میں اوس کا وکیل ہے نہ کہ تعبیر ہر لفظ میں اور سکوت کا حکم گزرا بے اجتماع شرائط اربعہ جرم نہیں جو لفظ شرعاً ناجائز اور کسی شئے کا مثل علم ہوگیا اوس سے بطور علم بے ارادۂ اصل معنی وضع اول اطلاق اوس جرم میں نہیں آسکتا جیسے جار عبد العزی الفاظ محرمہ اپنے اصل معنی سے تجرید کر کے کسی معنی جائز پر محمول بنا کر بولنا بھی بلا ضرورت ملجیہ حرام ہے کہ لفظ کا اطلاق ہی حرام تھا وہ موجود ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از ضلع اٹاوہ ادریا مسئولہ حیات اللہ۔ بروز پنجشنبہ بتاریخ ۹ صفر المظفر ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں (۱) آیا عورت مومنہ کو مومنہ سے السلام علیکم کہنا اور اوس کا جواب وعلیکم السلام کہنا جائز ہے (۲) عورت مومنہ کا اپنے باپ بھائی دادا سے السلام علیکم کہنا اور جواب میں وعلیکم السلام کہنا جائز ہے (۳) لڑکے اور بھائی کو اپنی ماں اور بہن سے السلام علیکم کہنا جائز ہے اور جواب میں وعلیکم السلام کہنا کیسا ہے (۴) عورت کو خاوند سے اور خاوند کو عورت سے السلام علیکم کہنا اور جواب میں وعلیکم السلام کہنا کیسا ہے (۵) عورتوں کو اگر السلام علیکم کہنا درست نہیں تو اور کون الفاظ بروے شرع آپس میں ملتے وقت کہنا چاہیے فقط۔

الجواب

ان سب صورتوں میں السلام علیکم اور جواب وعلیکم السلام کہنا بلاشبہہ جائز ہے زمانہ اقدس میں بھی رواج تھا بیبیوں سے بھی السلام علیکم فرمایا ہے مگر یہاں ایک دقیقہ واجب اللحاظ ہے جو سنت مؤکدہ نہ ہو یا اوسکا ایک طریقہ متعین نہ ہوا ور بعض طرح عوام میں ایسے اوپری ہوگئے ہوں کہ اوسکے بجالانے سے سنت پر ہنسیں گے تو وہاں اوس غیر مؤکدہ اور مؤکدہ کے اس طریقہ خاصہ کا ترک ہی مصلحت ہوتا ہے کہ ایک استحباب کے لئے لوگوں کا دین کیوں فاسد ہو سنت پر ہنسنا معاذ اللہ کفر تک لیجاتا ہے اور مسلمانوں کو کفر سے بچانا فرض ہے مسئلہ خفاض نسا میں علمانے اس دقیقہ کی تصریح کی ہے نیز شملہ عمامہ میں فرمایا کہ جہاں جہاں سر ہنستے ہیں اور دم سے تشبیہہ دیتے ہوں وہاں شملہ نہ چھوڑا جائے باہم عورتوں کا یا عورتوں سے السلام علیکم وعلیکم کی حالت قریب قریب ایسی ہی ہے اور اوسے اجنبا جانیں گے اور اوس پر ہنسنے کا احتمال ہے اور لفظ سلام اوس کا قائم مقام قالوا سلاماً قال سلام تو اس پر اکتفا مناسب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ بمقام بریلی صدر بازار چھاؤنی رسیدہ پاس مظہر حسین کے پہنچے بروز شنبہ بتاریخ ۱۱ صفر المظفر ۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ایک بزرگ سے خاندان قادریہ میں بیعت ہے اور اوسکی طبیعت خاندان چشتیہ صابریہ میں بھی بیعت ہونے کو چاہتی ہے اور اوسکا پیر صرف خاندان قادریہ میں بیعت کرتا ہے اور کسی دوسرے خاندان چشتیہ صابریہ وغیرہ میں بیعت نہیں کرتا اگر زید کسی دوسرے بزرگ سے خاندان چشتیہ صابریہ میں بیعت ہوجاوے اور نیز اوسکا پیر زندہ ہو تو ایسی صورت میں کچھ حرج تو نہیں ہے زید کا خیال ہے کہ وہ دونوں پیروں کو برابر سمجھے گا اور حسب معمول دونوں شجرہ پڑھے گا اور دونوں پر عمل کریگا۔

الجواب

اکابر فرماتے ہیں ایک شخص کے دو باپ نہیں ہو سکتے ایک وقت میں ایک عورت کے دو شوہر نہیں ہو سکتے ایک مرید کے دو پیر نہیں ہو سکتے یہ وسوسہ ہے اس پر عمل نہ کیا جائے یک در گیر محکم گیر پریشان نظری والا کسی کی طرف سے فیض نہیں پاتا حدیث میں ارشاد ہوا من رزق فی شئ فلیلزمہ قرآن عظیم کی آیت بھی اسی معنی کا افادہ فرماتی ہے جو کارڈ پر نہیں لکھی جا سکتی واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از مظفر نگر کھاتولی مسئولہ اختر میاں محرر بروز شنبہ تاریخ ۱۱ صفر المظفر ۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کھاتولی میں ایک مولوی صاحب مقیم ہیں حقہ اور پان دونوں استعمال کرتے ہیں اور دونوں کو جائز جانتے ہیں اور سر پر ضرورتاً پان کھلوانا ناجائز بتلاتے ہیں اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس کا حکم قرآن و حدیث سے مفصل و مدلل تحریر فرمایئے گا۔

الجواب

پان بلاشبہ جائز ہے اور زمانہ حضرت شیخ العالم فریدالدین گنجشکر و حضرت سلطان المشائخ نظام الملۃ والدین علیہما الرضوان سے مسلمان میں بلانکیر رائج ہے حقہ کا دم لگانا جس طرح جہال وقت افطار کرتے ہیں جس سے حواس صحیح نہیں رہتے حرام ہے اور کثیف اور بدبو رکھا جائے تو مکروہ تنزیہی جیسے کچا لہسن اور پیاز ورنہ مباح خالص ہے (۳) سر پر پان کھلوانا بھی جائز ہے جبکہ پیشانی کے بال باقی رکھے جائیں ہندیہ میں ہے ولا بأس للرجل ان یحلق وسط رأسہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از مقام کیلا کھیڑا تحصیل باز پور ضلع نینی تال مسئولہ عبدالمجید خاں مدرس زنانہ بروز شنبہ بتاریخ ۱۱ صفر المظفر ۳۴ھ

احوال اینست کہ بابت مصافحہ کے کوئی کہتا ہے کہ بعد نماز کے نہیں کرنا چاہئے اور کوئی کہتا ہے کہ بعد نماز کے کرنا چاہئے لہذا آپ سے معروض ہوں کہ کون سا قول صحیح تر ہے اور طریقہ بھی صاف الفاظوں میں تحریر فرمائیں تاکہ مخالف زیر ہو اور جمعرات کی فاتحہ یا بزرگوں کے عرس وغیرہ کا صحیح طور سے تحریر فرمائیں۔ زیادہ حد ادب۔

الجواب

نمازوں کے بعد مصافحہ صحیح یہ ہے کہ جائز ہے نسیم الریاض میں ہے الاصح انہا بدعۃ مباحۃ جمعرات کی فاتحہ بھی جائز ہے۔ یونہیں عرس اگر منکرات شرعیہ مثل مزامیر وغیرہا سے خالی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از بدایوں کچہری کلکٹری محافظ خانہ صدر مسئولہ سلامت اللہ نائب محافظ دفتر پٹواری بروز شنبہ تاریخ ۱۱ صفر المظفر ۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ذیل کے مسئلہ میں اگر مرد کو معلوم ہو کہ میری بی بی حاملہ ہے تو کس مدت تک عورت سے صحبت کرنا جائز ہے فقط۔

الجواب

جب تک بچہ پیدا نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از ماڑوار موضع کنوٹوڑہ علاقہ بھاؤنگر مسئولہ مولوی فضل امیر امام مسجد روز یک شنبہ بتاریخ ۱۲ صفر المظفر ۳۴ھ

اگر مسجد کے اندر وعظ یا میلاد کی محفل ہوتی ہو تو کیا عورتوں کو مسجد کے اندر باپردہ آنے کی اجازت ہے یا کہ نماز پڑھنا عورتوں کو مسجد کے اندر جائز ہے یا کہ نہیں۔

الجواب

عورتیں نماز مسجد سے ممنوع ہیں اور واعظ یا میلاد خواں اگر عالم سنی صحیح العقیدہ ہو اور اوسکا وعظ و بیان صحیح و مطابق شرع ہو اور جانے میں پوری احتیاط اور کامل پردہ ہو اور کوئی احتمال فتنہ نہ ہو اور مجلس رجال سے دور ان کی نشست ہو تو حرج نہیں مگر مساجد کے جانے میں ان شرائط کا اجتماع خیال و تصور سے باہر شاید نہ ہو سکے۔ ومن لم یعرف اہل زمانہ فہو جاہل واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از ضلع گوڑگاؤں مقام ریواڑی متصل تحصیل حکیم جلال الدین بروز شنبہ بتاریخ ۱۴ صفر المظفر ۳۴ھ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اس مسئلہ میں کہ کوئی جانور یا شیرینی مندر میں بت پر یا دیبی بھیروں وغیرہ کی تھان پر یا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری وغیرہ کی قبر پر چڑھائی جاوے اور اوس بت کا پجاری یا تھان کا پجاری یا قبر کا مجاور اوس چڑھاوے کو لے لے اور اوسکو بیچے تو مول لینا درست ہے یا نہیں اور مجاور یا پجاری مفت دے تو لینا درست ہے یا نہیں اور مجاور اور پجاری کے گھر کا کھانا درست ہے یا نہیں اور اولیاء کرام کی قبر کے چڑھاوے اور بت یا تھان پر چڑھاوے ایک ہے یا علیحدہ علیحدہ حکم ہے فقط

الجواب

عجب وہ مسلمان کہ اسلام اور کفر میں فرق نہ کرے۔ عجب وہ مسلمان کہ بتوں کے تھان اور اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مزارات طیبہ کو ایک ساتھ گنے بت پر چڑھاوا چڑھانا کفر ہے اور اولیاء کو ایصال ثواب طریق اسلام تا الک پجاری بھی ہو جاتا ہے بیچے تو مول لینے میں حرج نہیں کہ بت کے چڑھاوے کی خباثت اوس تک منتہی ہوگئی اور مفت دینا اگر اس طرح ہو جیسے اون کے یہاں پرشاد بٹتا ہے تو لینا ہرگز جائز نہیں کہ اوس میں ذلت مسلم ہے اور اگر اوس طریقہ پر نہ ہو بلکہ وہ اپنی ملک میں لیکر اسے بطور ہدیہ دے تو اوسکا حکم ہدیہ مشرکین کا حکم ہے کہ صور و احکام واقوال مختلف ہیں جنکی تفصیل ہمارے فتاویٰ میں ہے اور اس خاص صورت سے بچنا ہی بہتر ہے۔ حدیث میں فرمایا انی نہیت عن زبد المشرکین مزارات طیبہ پر جو کچھ بغرض ایصال ثواب حاضر کیا جائے اور عادۃً خدام مزار اوسے تقسیم کر لیتے اور دینے والے جانتے ہیں اور اس پر راضی ہوتے ہیں وہ ان کی ملک ہے اون سے ہدیۃً و شراءً دونوں طرح لینا جائز۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از ضلع بریسال ملک بنگال پوسٹ آفس سامر ہاٹھ کاؤگوریدی مسئولہ رکن الدین احمد بتاریخ ۵ ار وز پنجشنبہ صفر المظفر ۳۴ھ

اول کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بعد ولادت مولود ناری چھید کرنا آیا دائی جو گاؤں میں مقرر ہوتی ہیں یا جنائی جو ہر گھر کی عورتیں ہوتی ہیں انھوں کیساتھ کچھ خصوصیت ہے یا جوں توں کر سکتا ہے بر تقدیر ثانی و ثالث منکرین پر شرعاً کیا حکم ہے دوم اگر اہل محلہ دائی کیساتھ خصوصیت جان کر اس فعل قبیحہ خاص کیلئے ایمان دار بھائیوں کو اہانت اور بے عزت کریں مثلاً اون لوگوں کے ساتھ اٹھک بیٹھک کھانا پینا نہ کریں بلکہ کہیں کہ اگر شرع میں بھی ہے تو بھی نہ کرنا کیونکہ رواج کے خلاف ہے اور خاص کر کے اس فعل خاص پر رواج کے پابند ہونا ضرور ہے تو شرع میں ان لوگوں پر کیا حکم ہے۔ سوم شریعت کے خلاف جو رواج ہو اپنے نام و ناموس کی رعایت سے اسی رواج کی پاسداری کرنا جائز ہے یا نہیں بر تقدیر اولیٰ کیوں جائز اور اس کا کیا دلیل بر تقدیر ثانی مبنین رواج مذمومہ پر شرعاً کیا حکم ہے۔ بینوا حکم الکتاب توجروا یوم الحساب۔

الجواب

۱۔ بچہ کی ناری چھید نا سنت ہے اور اسکی خصوصیت کوئی نہیں کہ یہ کام دائی جنائی کرے یا باپ بھائی جو کرے جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ دائی جنائی کے ساتھ خاص ہے اوروں کو جائز نہیں وہ دل سے مسئلہ نکالتا ہے اور شریعت پر افترا کا گنہگار ہوتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ولاتقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب ان الذین یفترون

علی اللہ الکذب لایفلحون ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

ع۲ یہ بلا وجہ اپنے بھائیوں سے انقطاع اور مسلمانوں کی ایذا اور کسی وجہ سے حرام ہے حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من اٰذی مسلما فقد اٰذانی ومن اٰذانی فقد اٰذی اللہ جس نے کسی مسلمان کو ناحق ایذا دی اوس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اوس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی دوسرے فریق کو بھی چاہئے جب لوگ اس قدر اوس سے پریشان ہوتے اور نفرت کرتے ہیں تو کیوں ایسی بات کریں جس سے ایک مباح کے پیچھے باہم تفرقہ و فتنہ ہو ہاں اون میں جو اہل علم و مقتدا و صاحب اثر ہوں وہ کریں ۔ تاکہ لوگوں کے قلوب سے یہ غلط بات رفع ہو جائے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

ع۳ ۔ یہ رواج کہ خود نہیں کرتے بجائے خود کچھ خلاف شرع نہیں کہ شریعت نے یہ کام خود کرنا واجب نہ کیا ہاں یہ سمجھنا کہ خود کرنا جائز نہیں اعتقاد باطل ہے اور اگر جائز تو جانتے ہیں مگر بلحاظ عوام بدنامی و مطعونی سے بچنے کو اسپر اصرار کرتے ہیں تو ایک وجہ رکھتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از موضع سہوارہ ضلع بجنور محلہ مولویاں مسئولہ حفظ الرحمٰن روز شنبہ بتاریخ ۷ ا صفر المظفر ۳۴ھ

ع۱ زید اپنے پیر کی تصویر کو نہایت احترام سے رکھتا ہے بوسہ دیتا ہے سجدہ تحیت کرتا ہے لہذا تصویر کا رکھنا تصویر کو بوسہ دینا تصویر کو سجدہ تحیت کرنا کیسا ہے ہر ایک کا حکم علیحدہ علیحدہ نص صریح یا حدیث صحیح یا قول امام سے بحوالہ کتب تحریر فرمادیں اور زید ثبوت سجدہ تحیت میں کتاب انوار العیون فی اسرار المکنون مصنفہ شیخ عبدالقدوس کی یہ عبارت پیش کرتا ہے مریدان حضرت شیخ العالم قدس سرہ پیش حضرت شیخ العالم سر پیش می آوردند و سجدہ پیش می رفتند و می نشستند و امروز ہماں سنت مریدان حضرت شیخ العالم جاری کہ پیش قبر حضرت شیخ العالم و پیش صاحب سجادہ سر بر زمین می نہند و سجدہ می کنند ۔ اس قول کے متعلق کیا حکم ہے اور زید یہ بھی کہتا ہے کہ سجدہ تحیت کے متعلق فقہا میں اختلاف ہے ۔ درمختار میں ہے وکذا ما یفعلونہ من تقبیل الارض بین یدی العلماء العظماء فحرام والفاعل والراضی بہ اٰثمان لانہ یشبہ عبادۃ الوثن وھل یکفران علی وجہ العبادۃ والتعظیم کفر وان علی وجہ التحیۃ لا وصار اٰثما مرتکبا للکبیرۃ وفی الشامی قال الزیلعی وذکر الصدر الشہید انہ لایکفر بھذا السجود لانہ یرید بہ التحیۃ زیلعی وصدر الشہید سجدہ تحیت کرنے والے کو کافر نہیں کہتے ۔

ع۲ ۔ سجدہ عبادت سجدہ تعظیم سجدہ تحیت سجدہ شکر تقبیل ارض ان سب کی تعریف و فرق تحریر فرمادیں نیز ان میں کون مخصوص ہے زندہ بزرگوں کیلئے اور کون ہے قبور و تصاویر کیلئے معہ حوالہ کتاب ۔

ع۳ ۔ جو مسلمان نماز پڑھتا ہے قبلہ کیطرف لیکن تصویر کو سجدہ کرتا ہے اوسکو کافر کہنا چاہئے یا نہیں اگر کافر کہا جاوے تو قول امام لایکفر اہل القبلۃ کی کیا توجیہ ہے نیز بخاری میں ہے حضرت انس سے روایت ہے کہ فرمایا حضور علیہ السلام نے جو ہماری طرح نماز پڑھے ہمارے قبلہ کی طرف متوجہ ہو ہمارا ذبیحہ کھاوے وہ مسلمان ہے اس کیلئے اللہ رسول کا ذمہ ہے اوسکے ذمہ میں اللہ کا عہد نہ توڑو ۔ اس کا کیا مطلب ہے ۔ فقط ۔

الجواب

ع۱ غیر خدا کو سجدہ بلا شبہہ حرام ہے پھر اگر بروجہ عبادت ہو تو قطعاً یقیناً اجماعاً کفر ہے اور اگر بروجہ تحیت ہو تو کفر میں اختلاف ہے اوسکے حرام ہونے میں اختلاف نہیں اور حق یہی ہے کہ بے نیت عبادت حرام ہے کبیرہ ہے مگر کفر نہیں زیلعی کی عبارت کا صاف یہی مطلب ہے نفی کفر کرتے ہیں نہ کہ نفی حرمت احادیث صحیح اس بارے میں بکثرت وارد ہیں اور کتب ہر چہار مذہب اسکی تحریم پر متفق بعض ملفوظات کہ بعض اولیا کرام کیطرف بلا سند صحیح متصل منسوب ہوں ایسے مسئلہ جلیہ واضحہ متفق علیہا کے مقابل ہرگز قابل استناد نہیں اور بالخصوص سجدہ قبر کے بارہ میں وہ حدیث موجود ہے ارأیت لو مررت بقبری اکنت تسجد لہ قال فلا تفعل اور تصویر کو سجدہ تو کھلا پھاٹک بت پرستی کا ہے دنیا میں بت پرستی کا آغاز تصاویر کو جانب قبلہ صرف نصب کرنے سے ہوا کما فی صحیح البخاری وغیرہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نہ کہ سجدہ کہ جانب قبلہ نصب سے ہزار ہا

درجہ بدتر اور کفر سے ایسا ہی قریب ہے جیسے آنکھ کی سپیدی اسکی سیاہی سے تصویر کی تعظیم مطلقاً حرام ہے بلکہ غیر محل اہانت میں اوس کا رکھنا ہی حرام و مانع دخول ملائکہ رحمت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا تدخل الملئکۃ بیتا فیہ کلب ولا صورۃ یہ سب وساوس ابلیس ہیں مسلمان اگر اوسکے ہاتھوں میں نرم ہوا وہ اسے ہلاک کر دیگا جلد کھینچے اور اوس عدو مبین سے جدا ہوکر شریعت مطہرہ کی رکاب تھام لے۔ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ع۲ سجدہ کسی قسم کا شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا افضل الصلاۃ والتحیۃ میں غیر خدا کیلئے مطلقاً جائز نہیں اور احکام منسوخہ سے استناد جہل وخرط القتاد ورنہ سگی بہن سے نکاح بھی جائز ہو اپنا رب حقیقی و مالک بالذات جان کر اوس کے حضور غایت تذلل کیلئے زمین پر پیشانی رکھنا سجدہ عبادت ہے۔ اور معبود نہ جان کر صرف اوسکی عظمت کیلئے روبخاک ہونا سجدہ تعظیم ہے اور وقت لقا باہمی موانست کیلئے سجدہ تحیت اور حق شناسی نعمت کے اظہار کو سجدہ شکر اول و آخر مولیٰ عزوجل کیلئے ہیں پہلا فرض اور پچھلا مستحب اور دوم سوم کہ غیر خدا کیلئے ہوں حرام ہیں کفر نہیں یوہیں چہارم بھی اور پہلا کفر قطعی اور غیر خدا کیلئے تقبیل ارض بھی حرام ہے اور جو کرے اور جس کیلئے کی جائے اور وہ راضی ہو دونوں مرتکب کبیرہ اور بہ نیت عبادت ہو تو یہ بھی کفر کہ عبادت غیر کی نیت خود ہی کفر ہے اگرچہ اوسکے ساتھ کوئی فعل نہو۔ ہندیہ میں ہے وفی الجامع الصغیر تقبیل الارض بین یدی العظیم حرام وان الفاعل والراضی اثمان کذا فی التاتارخانیۃ وتقبیل الارض بین یدی العلماء والزھاد فعل الجھال والفاعل والراضی اثمان کذا فی الغرائب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ع۳۔ سجدہ تحیت اگر بت یا چاند یا سورج کو کرتا ہے ضرور اوسپر حکم کفر ہے کفر اگرچہ عقد قلبی ہے مگر جسطرح اقوال زبان اوسپر دلیل ہوتے ہیں یوہیں بعض افعال بھی جنکو شریعت نے ٹھہرا دیا ہے کہ یہ صادر نہیں ہوتے مگر کافر سے اونھیں میں سے اشیاء مذکورہ کو سجدہ ہے یا معاذ اللہ مصحف شریف کو نجاست میں پھینک دینا یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کما صرح بہ علماؤنا المتکلمون فی المسایرۃ وشروح المقاصد والمواقف والفقہ الاکبر وغیرہا یوہیں تصویر اگر مشرکین کے معبودان باطل کی ہو تو اوسے سجدہ کرنے پر بھی مطلقاً حکم کفر ہے لاشتراک العلۃ بل لا فرق بینہا وبین الوثن الا بالتسطیح والتجسیم۔ اور اگر ایسی نہیں تو اوسے سجدہ کرنا مطلقاً حرام وکبیرہ ہے مگر کفر نہیں جبتک بہ نیت عبادت نہو جس صورت پر حکم کفر نہیں اوس پر تو حدیث و قول فقہ اکبر سے کوئی اشتباہ ہی نہیں اور جن صورتوں پر حکم کفر ہے اون پر جواب ظاہر ہے اہل قبلہ وہی ہے کہ جمیع ضروریات دین پر ایمان لاتا ہو اور کوئی قول و فعل قاطع ایمان اوس سے صادر نہ ہو ورنہ صرف قبلہ کی طرف ہماری سی نماز پڑھنا اور ہمارا ذبیحہ کھانا بنصوص قطعیہ قرآن ایمان کیلئے کافی نہیں منافقین یہ سب کچھ کرتے تھے اور یقیناً کافر تھے قال تعالیٰ لا یاتون الصلوۃ الا وھم کسالیٰ وقال تعالیٰ اذا جاءک المنفقون قالوا نشھد انک لرسول اللہ واللہ یعلم انک لرسولہ واللہ یشھد ان المنفقین لکذبون الی آخر الرکوع الشریف قال تعالیٰ ولئن سالتھم لیقولن انما کنا نخوض ونلعب قل اباللہ وآیتہ ورسولہ کنتم تستھزءون لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم۔ مسئلہ شرح فقہ اکبر ورد المحتار وغیرہما میں مصرح ہے اور ہم نے تمہید ایمان وغیرہ میں بارہا اوسے مفصل کیا واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از ضلع گیا پردہ چک ڈاکخانہ شمشیر نگر مسئولہ ابوالبرکات بروز شنبہ بتاریخ ۱۷ صفر المظفر ۲۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بعد نماز عید و بقر عید مصافحہ و معانقہ کرنا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے یا کہ نہیں حدیث مع حوالہ کتب تحریر ہو اور ان اوقات میں مصافحہ کرنا کتب حنفیہ سے ثابت ہے کہ نہیں فقط۔

الجواب

احادیث صحیحہ سے مصافحہ کی سنیت ثابت ہے اور خصوصیت وقت اوسے ناجائز نہ کریگی حدیث میں ہے صوم یوم السبت لا لک ولا علیک شاہ ولی اللہ دہلوی نے مسوی شرح موطا میں جواز مصافحہ بعد نماز عید کی نسیم الریاض میں مصافحہ بعد صلوۃ کی نسبت ہے الاصح انہا بدعۃ مباحۃ عین العلم میں ہے الاسرار بما لعلہ ینبغی حسن حدیث میں ہے خالقوا الناس باخلاقھم ایسے مباحات کہ عام میں رائج ہوں وہ موافقت مسلمین کے باعث نرے مباح نہیں بلکہ مستحب ہوجاتے ہیں اور اوس میں مخالفت مکروہ ہے اور وہی کریگا جو اپنی شہرت اور نکو بننا چاہتا ہے

شرح صحیح مسلم شریف ومجمع البحار وغیرہما میں ہے الخروج عن العادۃ شہرۃ ومکروہ۔ وھو تعالٰی اعلم

مسئلہ۔ از ضلع نینی تال کاشی پور ڈاکٹر اشتیاق علی بروز یکشنبہ بتاریخ ۱۸ صفر المظفر ۳۴ھ

مخدومی مکرمی جناب مولانا صاحب دام اقبالہ آداب کے معلوم ہو کہ میں خیریت سے ہوں اور آپ کی خیر و عافیت کا خواہاں باعث تکلیف یہ ہے کہ برائے نوازش ذیل کے سوالوں کا جواب بھیجدیں گے تو بندہ بہت مشکور ہوگا۔

۱۔ اہل کتاب کیساتھ کھانا کھانا ہے یا نہیں اہل کتاب عیسائی ہو یا انگریزان کا باورچی مسلمان ہو یا عیسائی یہ بات تو ضرور ہے کہ یہ لوگ شراب پیتے ہیں اور بدجناور کھاتے ہیں۔

۲۔ اہل ہنود کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا جائز ہے یا نہیں۔

۳۔ بعض لوگ اپنے نام کے آگے صدیقی اور رضوی لکھا کرتے ہیں جیسے سعید اللہ صدیقی واشتیاق علی رضوی تو یہ لکھنا جائز ہے یا نہیں اگر لکھا جاوے تو کچھ گناہ ہے۔ فقط

الجواب

۱۔ یہاں عیسائیوں خصوصاً انگریزوں کے ساتھ کھانا کھانا جائز نہیں حدیث میں ہے لاتؤاکلوھم ولاتشاربوھم نہ اون کے ساتھ کھانا کھاؤ نہ اون کے ساتھ پانی پیو اون کے برتن نجاست سے خالی نہیں ہوتے اور اون کا باورچی اگرچہ مسلمان ہو ناپاک گوشت پکاتا ہے ومن رتع حول الحمی اوشك ان یقع فیہ۔ وھو تعالٰی اعلم

۲۔ ہندو کے ہاتھ کا پکا ہوا گوشت حرام ہے مگر اوس صورت میں کہ مسلمان نے ذبح کیا اور اپنی آنکھ سے غائب ہونے نہ دیا اسکے سامنے پکایا اور باقی کھانے اوسکے پکائے ہوئے جائز ہیں جبکہ پانی یا برتن میں خلط نجاست معلوم نہ ہو۔

۳۔ اگر نسبت صحیح ہے جائز ورنہ حرام۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ۔ از ضلع شاہجہاں پور مقام میران پور کٹرہ محلہ نادرسانیاں ڈاکخانہ خاص روز یکشنبہ بتاریخ ۱۸ صفر المظفر ۳۴ھ

جنگ بلقان کے وقت چند اشخاص نے ملکر چندہ مجروحین و بیوگان ترکوں کیواسطے قصبہ و دیہات سے جمع کیا اوس اثنا میں چندہ فراہم کرنیوالوں میں سے ایک شخص نے کچھ روپیہ اپنے صرف میں کرلیا اور آج تک نہیں دیا برابر جھوٹے وعدے کرتا رہا اور بقیہ روپیہ تھے اوس روپیہ کے نہ ملنے کی وجہ سے ابتک نہیں روانہ کیا گیا اب اس روپیہ کو کسی صرف میں لانا چاہئے یا اون اشخاص کو واپس کردینا چاہئے یا صرف مسجد یا مدرسہ میں یا مطبع علماں میں صرف کرنا چاہئے اور جس شخص نے وہ روپیہ نہیں دیا ہے اوسکی بابت کیا حکم ہے ایسے شخص اس بار امانت سے سبکدوش ہو جاوے جنکے پاس جمع ہے زیادہ حد ادب۔

الجواب

چندہ کا روپیہ چندہ دینے والوں کا ملک رہتا ہے جس کام کیلئے وہ دیں جب اوس میں صرف نہ ہو تو فرض ہے کہ اونھیں کو واپس دیا جائے یا کسی دوسرے کام کیلئے وہ اجازت دیں اون میں جو نہ رہا ہو اون کے وارثوں کو دیا جائے یا اون کے عاقل بالغ جس کام میں اجازت دیں ہاں جو اون میں نہ رہا اور اون کے وارث بھی نہ رہے یا پتا نہیں چلتا یا معلوم نہیں ہوسکتا کہ کس کس سے لیا تھا کیا کیا تھا وہ مثل مال لقطہ ہے مصارف خیر مثل مسجد اور مدرسہ اہلسنت و مطبع اہل سنت وغیرہا میں صرف ہوسکتا ہے وھو تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از بنارس چھاؤنی محلہ دہٹوری محال تھانہ سکرور رسیدہ مولوی عبدالوہاب بروز چہارشنبہ بتاریخ ۲۱ صفر المظفر ۳۴ھ

۱۔ یہ کہ اگر کسی شخص کی دعوت دیگر بلادے اور وہ شخص دعوت کھا کر کھانے میں عیب نکالے تو وہ شخص گنہگار شرعاً ہے یا نہیں جائز کہ نہیں مثلاً کہے کہ گھی کم ہے مرچ زیادہ ہے۔

۲۔ یہ کہ کسی مرد مسلمان کا سر برہنہ ہوکر کھانا کھانا از روئے شرع شریف درست ہے یا نہیں اور اوس شخص کیساتھ جو سر برہنہ کھاتا ہو شیطان

کھاتا ہے یا نہیں اور خلاف سنت ہے یا نہیں۔
۳ یہ کہ اگر کوئی شخص کسی ایک شخص کی دعوت کیئے تو چند آدمیوں کو لیکر اوس شخص کا دعوت میں جانا اور ان لوگوں کو بھی مجبور کر کے دعوت کھلانا جائز ہے یا نہیں حالانکہ یہ لوگ بلا دعوت ہیں۔
۴ یہ کہ ایسے شخص کے سامنے جو ابھی جوان ہوا اور وہ پیری مریدی کرتا ہو تو عورتوں کو بلا پردہ جانا جائز ہے یا نہیں۔ اور جبکہ خود پیر صاحب خواہش سے مجبور کر کے بلاتے ہیں۔

الجواب

۱ کھانے میں عیب نکالنا اپنے گھر پر بھی نہ چاہئے مکروہ و خلاف سنت ہے عادت کریمہ یہ تھی کہ پسند آیا تو تناول فرمایا ورنہ نہیں اور پرائے گھر عیب نکالنا تو مسلمانوں کی دل شکنی ہے اور کمال حرص و بے مروتی پر دلیل ہے گھی کم ہے یا مزہ کا نہیں یہ عیب نکالنا ہے اور اگر کوئی شئے اسے مضر ہے اوسے نہ کھانے کے عذر کیلئے اوسکا اظہار کیا نہ بطور طعن و عیب مثلاً اس میں مرچ زائد ہے میں اتنی مرچ کا عادی نہیں تو یہ عیب نکالنا نہیں اور اتنا بھی بے تکلفی خاص کی جگہ ہو اور اوسکے سبب دعوت کنندہ کو اور تکلیف نہ کرنی پڑے مثلاً دو قسم کا سالن ہے ایک میں مرچ زائد ہے اور یہ عادی نہیں تو اوسے نہ کھائے اور وجہ پوچھی جائے بتا دے اور اگر ایک ہی قسم کا کھانا ہے اب اگر نہیں کھاتا تو دعوت کنندہ کو اس کے لئے کچھ اور منگانا پڑیگا اوسے ندامت ہوگی اور تنگدست ہے تو تکلیف ہوگی ایسی حالت میں مروت یہ ہے کہ صبر کرے اور کھائے اور اپنی اذیت ظاہر نہ کرے واللہ تعالیٰ اعلم
۲ جو بسم اللہ کہکر کھاتا ہے شیطان اوس کے ساتھ نہیں کھا سکتا اور جو بغیر بسم اللہ کے کھاتے شیطان اوسکے ساتھ کھائیگا اگرچہ سر پہ سو کپڑے ہوں ننگے سر کھانا ہنود کی رسم اور خلاف سنت ہے ہاں کوئی عذر ہو تو حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
۳ بلا دعوت جو دعوت میں جائے اوسے صحیح حدیث میں فرمایا دخل سارقا وخرج مغیرا چور بن کر گیا اور لٹیرا ہو کر نکلا خصوصًا جبکہ دعوت عام نہ ہو تو معہود و معروف سے زائد آدمی لیجانا سخت ناجائز ہے مثلاً جو لوگ عادی ہیں کہ بے آدمی کیساتھ لئے ہوئے کہیں نہیں جاتے اون کی جو دعوت کریگا آپ جانیگا کہ ساتھ آدمی ہوگا المعروف کالمشروط ہاں اگر کسی بے تکلفی والے نے دعوت کی اور کچھ حاجت مند ہیں کہ یہ اونکو ساتھ لے گیا اور ان کا بار اوسپر نہ پڑیگا خواہ یوں کہ دسترخوان وسیع ہے اور دل فراخ یا یوں کہ اون کی کفالت یہ خود کریگا اور اوسے ناگوار نہ ہوگا تو حرج نہیں جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے غزوہ خندق میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت کی اور دو صاحبوں کے قابل کھانا پکایا جب یہ دعوت کو عرض کرنے گئے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باواز بلند ارشاد فرمایا کہ اہل خندق جابر تمہاری ضیافت کرتا ہے وہ ایک ہزار صحابہ کرام تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا جبتک ہم تشریف نہ لائیں کھانا نہ اوتارا جائے او کما قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھبرائے ہوئے اپنے گھر تشریف لائے اور اپنی زوجہ مقدسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حال بیان کیا کہ یہاں دو ہی آدمیوں کے قابل کھانا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع ایک ہزار صحابہ کے تشریف لاتے ہیں اون بی بی نے کہا آپ کو اسکی فکر کیا ہے جو لاتے ہیں وہی سامان فرمانے والے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے آٹے اور ہانڈی میں لعاب دہن اقدس ڈالا اور ارشاد فرمایا کہ روٹی پکانے والی بلا لو اور ہانڈی چولھے پر رہنے دو اوس قلیل آٹے اور گوشت سے ایک ہزار صحابہ کو پیٹ بھر کر کھلا دیا اور ہانڈی ویسا ہی جوش مارتی رہی اور آٹا ذرا کم نہوا واللہ تعالیٰ اعلم۔
۴ ۔ بے پردہ بایں معنی کہ جن اعضا کا چھپانا فرض ہے اون میں سے کچھ کھلا ہو جیسے سر کے بالوں کا کچھ حصہ یا گلے یا کلائی یا پیٹ یا پنڈلی کا کوئی جز تو اس طور پر تو عورت کو غیر محرم کے سامنے جانا مطلقًا حرام ہے خواہ وہ پیر ہو یا عالم یا عامی جوان ہو یا بوڑھا اور اگر بدن موٹے اور ڈھیلے کپڑوں سے ڈھکا ہے نہ ایسے باریک کہ بدن یا بالوں کی رنگت چمکے نہ ایسے تنگ کہ بدن کی حالت دکھائیں اور جانا تنہائی میں نہ ہو اور پیر جوان نہ ہو غرض کوئی فتنہ نہ فی الحال ہو نہ اسکا اندیشہ ہو تو علم دین امور راہ خدا سیکھنے کیلئے جانے اور بلانے میں حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از برٹس گائنا ڈمرارا پترس حال وریج ایسٹ بنگ مسئولہ عبدالغفور بتاریخ ۲۴ صفر المظفر روز شنبہ ۳۴ھ

عا۔ اگر ایک شخص نے کہا کہ درمختار کو حدیث کے سامنے میں نہیں مانتا تو اوسکا جواب کیا ہوا۔
ع۲۔ جاہل کو عالم مان لینا کیسا ہے
ع۳۔ زرد رنگ کپڑا مرد کو پہننا کیسا ہے خصوصًا جو شخص اپنے کو عالم کہے اور پھر زرد کپڑا پہنتا ہو۔
ع۴۔ اور ایک شخص نے اپنے کو مولانا قرار دیدے اور وہ شخص زید کو جانتا ہے کہ وہ وہابی ہے اور زید کہتا ہے کہ میں سنت جماعت ہوں اور در اصل میں زید کے اعتقاد میں کچھ فتور پایا جاتا ہے اور زید مناظرہ کیلئے سنی مولانا کو طلب کرتا ہے تو مولانا کو زید سے مناظرہ کرنا لازم آتا ہے یا کہ نہیں اور سنی مولانا کا زید سے کہ در اصل میں وہ وہابی ہو مناظرہ نہ کرنا باعث ننگ مذہب سنت جماعت کے ہے یا کہ نہیں۔

الجواب

ع۱۔ اس کا جواب وہی مناسب ہے جو قرآن عظیم نے تعلیم کیا ہے کہ سلام علیکم لا نبتغی الجھلین۔ واللہ تعالیٰ اعلم
ع۲۔ جہل ہے اور اوسکا انجام ضلالت حدیث میں ہے حتی اذا لم یبق عالم اتخذ الناس رؤساجھالا فسألوھم فافتوا بغیر علم فضلوا و اضلوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
ع۳۔ زعفران کا رنگا ہوا کپڑا مرد پر حرام ہے اور کسی طرح کا زرد حرام نہیں ہاں اگر وہ کسی ایسی وضع مخصوص پر ہے جس سے انگشت نمائی و شہرت ہو تو مطلقًا مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
ع۴۔ وجوب مناظرہ کیلئے شرائط ہیں اگر وہ سب پائے جاتے ہیں تو مناظرہ لازم ہے اور اوس کا ترک مضر مذہب اور اگر اون میں سے ایک بھی منتفی ہے مثلا طرف مقابل جاہل ہے یا متعصب معاند ہے جس سے قبول حق کی امید نہیں یا مناظرہ میں فتنہ ہو تو کچھ ضرور نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ للہ ٹھیر امراد آباد مسئولہ حافظ محمود حسن روز دوشنبہ بتاریخ ۲۶ صفر المظفر ۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس امر میں کہ صفر کے اخیر چہارشنبہ کے متعلق عوام میں مشہور ہے کہ اوس روز حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مرض سے صحت پائی تھی بنابر اسکے اوس روز کھانا و شیرینی وغیرہ تقسیم کرتے ہیں اور جنگل کی سیر کو جاتے ہیں علی ہذا القیاس مختلف جگہوں میں مختلف معمولات ہیں کہیں اوس روز کو نحس و نامبارک جانکر گھر کے پرانے برتن گلی توڑ ڈالتے ہیں اور تعویذ و چھلہ چاندی کے اوس روز کی صحت بخشی جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مریضوں کو استعمال کراتے ہیں یہ جملہ امور بربنائے صحت یابی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عمل میں لائے جاتے ہیں لہذا اصل اسکی شرع میں ثابت ہے کہ نہیں اور فاعل عامل اسکا بربنائے ثبوت یا عدم ثبوت معصیت ہوگا یا قابل ملامت و تادیب۔ بینوا توجروا

الجواب

آخری چہارشنبہ کی کوئی اصل نہیں نہ اوس دن صحت یابی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی ثبوت بلکہ مرض اقدس جس میں وفات مبارک ہوئی اوسکی ابتدا اسی دن سے بتائی جاتی ہے اور ایک حدیث مرفوع میں آیا ہے آخر اربعاء من الشھر یوم نحس مستمر اور مروی ہوا کہ ابتدا ابتلائے سیدنا ایوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم اسی دن تھی اور اسے نحس سمجھ کر مٹی کے برتن توڑ دینا گناہ و اضاعت مال ہے بہرحال یہ سب باتیں بے اصل و بے معنی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ چہ میفرمایند علمائے دین متین اندریں مسئلہ کہ وقتیکہ قضات را وظیفہ مقررہ از بیت المال باشد و مع ہذا ایشاں دہ بدہ بگردند و برائے خود با بلا اجازۃ سلطانی خلد اللہ تعالیٰ سلطنۃ آمین ثم آمین را از خاص رعایا بعضے جبرًا و قہرًا و بعضے سوالًا و تفرعًا جمع میکنند و خلاف و جائز می شمارند میخورند نہ آنکہ در معظمات امور مملکت و سلطنت صرف میکنند پس ایں فعل و قول قضات مذکور موافق شرع قویم و صراط مستقیم ہست و یا نہ بینوا توجروا

الجواب

اگر بجبر میگیرند ظالم و غاصب اند قال اللہ تعالیٰ ولا تأکلوا اموالکم بینکم بالباطل وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کل المسلم علی المسلم حرام دمہ ومالہ وعرضہ و اگر بسوال و تفرع میگیرند نیز حرام ست قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تحل الصدقۃ لغنی ولا لذی مرۃ سوی و رہندیہ

وغیرہا است ما جمع السائل بالتکدی فہو خبیث بر سلطان اسلام و ولاۃ و حکام و محتسبان و لا مقام فرض است کہ آنانرا ازیں کردار باز دارند قال صلی اللہ تعالی علیہ وسلم من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف [الایمان وقال] اللہ تعالی لولا ینھٰھم الربانیون والاحبار عن قولھم الاثم واکلھم السحت لبئس ما کانوا یصنعون۔ نسأل اللہ العفو والعافیۃ واللہ تعالٰی [اعلم]

مسئلہ ۔ مسئولہ محمد قاسم کھوکھر از دہا موکی تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ پنجاب بروز دوشنبہ بتاریخ ۱۱ ربیع الاول شریف ۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے احناف رحمکم اللہ تعالی اس مسئلہ میں کہ جو مقتدی اپنے امام کی نیک نامی کو گزند پہنچانے کی غرض سے بچشم حقارت عوام الناس میں اس کی توہین و ہجو کرے۔ حالانکہ اس کو سابقہ کئی دفعہ فہمائش بھی کی گئی ہے مگر وہ اپنے ارادہ سے باز نہیں آتا ہے ایسے شخص کے حق میں از روئے شرع شریف بطور تنبیہ سوائے توبہ کے کچھ کفارہ لازم ہے اگر ہے تو کیا اور کس قدر۔ سابقہ ازیں اس شخص نے ایک شرعی معاملہ میں ناجائز امداد دینے پر کفارہ بھی ادا کیا ہوا ہے جواب اسکا تفصیل مع اپنے دستخط و مہر ثبت تحریر فرمادیں اللہ تعالی آپکو جزائے خیر عطا فرمادے۔ والسلام۔

الجواب

جو الزام وہ امام پر رکھتا ہے اگر جھوٹا ہے تو مفتری ہے اور سخت عذاب کا مستحق صحیح حدیث میں ہے جو کسی مسلمان پر جھوٹا الزام رکھے وہ سخت بدبودار سخت گرم پیپ جو دوزخیوں کے بدن سے بہہ کر مثل دریا کے ہو جائیگا اوس میں ڈالا جائے گا اور حکم دیا جائیگا کہ اسی میں رہ جبتک کہ اپنے کہے ہوئے کا ثبوت نہ دیدے اور کہاں سے دے سکے گا جبکہ جھوٹی بات ہے اور اگر الزام سچا ہے مگر امام میں وہ عیب خفیہ ہے جسے وہ چھپاتا ہے اور ظاہر نہیں کرنا چاہتا یہ اوسپر مطلع ہو گیا اور اوسے شائع کرتا ہے تو تین گناہوں کا مرتکب ہے اشاعت فاحشہ ایک اور امام کے پس پشت کہا تو غیبت جسے صحیح حدیث میں فرمایا الغیبۃ اشد من الزنا غیبت زنا سے سخت تر ہے اور جو امام کے برو کہا تو یہ ایذائے مسلم ہے اور صحیح حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں من اٰذی مسلما فقد اٰذانی ومن اٰذانی فقد اٰذی اللہ جس نے کسی مسلمان کو بلاوجہ شرعی ایذا دی اوس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اوس نے اللہ کو ایذا دی رواہ الطبرانی فی الاوسط عن انس رضی اللہ تعالی عنہ بسند حسن اوس پر توبہ فرض ہے اور امام سے معافی چاہنا اور اوسے راضی کرنا بھی کہ حق العبد ہے مگر اسکے سوا کوئی مالی کفارہ وغیرہ کچھ نہیں۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ مرسلہ شیخ احمد از بمبئی معرفت حکمت یار خاں بریلی بروز دوشنبہ بتاریخ ۱۱ ربیع الاول شریف ۳۴ھ ملفوظ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص قمار باز جس کا پیشہ سوائے جوا کے اور کچھ نہ ہو یا کوئی طوائف ناچنے گانے والی یا کوئی کسبی حرام پیشہ بارہویں شریف یا گیارہویں شریف میں آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور حضرت غوث اعظم قدس سرہ کی نیاز کرے اوس کا کھانا شرعا جائز ہے یا نہیں بحوالہ کتب معتبرہ ارشاد فرماویں بینوا توجروا۔

الجواب

جس کا پیشہ محض حرام کا ہو اوس سے مخالطت ویسے ہی نہ چاہئے قال اللہ تعالی واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین ۝ اوس کے یہاں کھانا اور زیادہ معیوب ہے مگر مذہب صحیح میں نفس طعام حرام نہیں سوا اوس صورت کے کہ وہ خود اوسے وجہ حرام میں ملا ہو مثلاً اجرت غنا یا زنا یا رشوت زانیہ میں ناج دیا گیا وہ ناج اس کھانے میں ہے یا اس نے اوسے زر حرام سے خریدا اور خریداری میں عقد و نقد دونوں مال حرام پر جمع ہوئے مثلاً وہ زر حرام دکھا کر کہا اسکے عوض دیدو یہ تو حرام پر عقد ہوا پھر جب اوس نے دیدیا وہی زر حرام ثمن میں دیا یہ حرام کا نقد ہوا ان دونوں صورتوں میں وہ کھانا حرام ہے ورنہ نہیں بہ ناخذ ما لم نعرف شیئا حراما بعینہ ھندیۃ عن الذخیرۃ عن محمد رضی اللہ تعالی عنہ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ مسئولہ معین الدین احمد ڈاکخانہ بینکلا ضلع میمن سنگھ چہارشنبہ ۲۷ ربیع الاول شریف ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کوئی شخص بغیر علم حدیث و تفسیر و اصول و فقہ کے فتوے دے یا لکھے تو کیسا ہے یعنی شرعاً وہ شخص مجرم و ماخوذ ہوگا یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

ضرور مجرم ہے۔ حدیث میں ہے افتوا بغیر علم فضلوا واضلوا بے علم کے فتوی دیا تو آپ بھی گمراہ ہوا اور اون کو بھی گمراہ کیا واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ مسئولہ طوطی ہند اسرار الحق خاں وسہیل ہند غلام قطب الدین صاحب از جبلپور چہار شنبہ ربیع الثانی ۱۳۳۴ھ
ماہ صفر کے اخیر چہار شنبہ کو ساتوں سلام یعنی سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِيمٍ وغیرہ جلسہ میں پڑھکر اور آم کے سات پتوں پر لکھکر ایک نئے گھڑے میں پانی منگا کر اوس میں پتے دھوکر بطور تبرک سب کو پلانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب
قرآن عظیم کی ہر آیت ہمیشہ نور وہدی وبرکت وشفا ہے اور اس چہار شنبہ کی تخصیص محض بے معنی بہر حال نفس فعل میں حرج نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ نماز کے وقت مسجد میں تمام نمازی کسی شخص کے آنے پر تعظیماً کھڑے ہونا اور مثل سجدے کے قدموں پر سر رکھکر بوسہ دینا جائز ہے یا نہیں

عالم دین اور سلطان اسلام اور علم دین میں اپنا استاذ ان کی تعظیم مسجد میں بھی کی جائیگی اور مجالس خیر میں بھی اور تلاوت قرآن عظیم میں بھی عالم دین کے قدموں پر بوسہ دینا سنت ہے اور قدموں پر سر رکھنا جہالت۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ ماہ صفر کے آخر چہار شنبہ کو عورتیں بطور سفر شہر سے باہر جائیں اور قبروں پر نیاز وغیرہ دلائیں جائز ہے یا نہیں۔

الجواب ۔ ہر گز نہ ہو سخت فتنہ ہے اور چہار شنبہ محض بے اصل۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ مسئولہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب محمود آباد امام مسجد چھاونی بریلی، ربیع الثانی ۳۴ھ
رات کے وقت آئینہ کا دیکھنا منع ہے یا نہیں خصوصاً عورتوں کو کہ اپنے خاوند کیلئے بناؤ سنگھار کرتے وقت آئینہ دیکھنے کی سخت ضرورت پڑتی ہے۔

الجواب
رات کو آئینہ دیکھنے کی کوئی ممانعت نہیں بعض عوام کا خیال ہے کہ اوس سے مونھ پر چھائیاں پڑتی ہیں اور اوسکا بھی کوئی ثبوت نہ شرعاً ہے نہ طبّاً نہ تجربۃً اور عورت کہ اپنے شوہر کے سنگار کیواسطے آئینہ دیکھے ثواب عظیم کی مستحق ہے ثواب کی بات بے اصل خیالات کی بنا پر منع نہیں ہو سکتی واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ بروز شنبہ ۷ ربیع الثانی ۳۴ھ
(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں ایک عورت بیوہ مسلمان ہے خواہ مذہب شیعہ ہو خواہ مذہب اہل سنت والجماعت نکاح ثانی نہیں کیا اور کسی مسلمان شخص سے مبتلا ہے اوسکے گھر کا کھانا پینا جائز ہے یا نہیں یا وہ عورت کسی ایک مشرک کیساتھ گرفتار ہے ایسی عورت کے یہاں کھانا جائز ہے ایسی عورت کے گھر میں اگر کوئی پیش امام دعوت کھائے اوسکی امامت جائز ہے یا نہیں اور اوس پیش امام کے لئے کچھ کفارہ ہوتا ہے یا نہیں۔
(۲) جو شخص فال کھولتا ہو لوگوں کو کہتا ہو کہ تمہارا کام ہو جائیگا یا نہ ہوگا دیا یہ کام تمہارے واسطے اچھا ہوگا یا برا ہوگا دیا اس میں نفع ہوگا دیا نقصان اوسکی امامت جائز ہے یا نہیں۔

الجواب
(۱) آجکل کے روافض تو اسلام سے خارج ہیں اور جو عورت بلا نکاح کسی شخص کے پاس رہے فاسقہ ہے اور وہ شخص مشرک ہو تو اوس کا فسق اور سخت تر ہے اور فاسق کے یہاں کھانا اگر وجہ حلال سے ہو فی نفسہ حرام نہیں مگر فاسقوں سے میل جول نہ چاہئے خصوصاً مقتدا کو پھر اگر دو ایک بار ایسا واقع ہو تو یہ ایسا الزام نہیں جس کے سبب اوسکے پیچھے نماز میں حرج ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
(۲) اگر یہ احکام قطع ویقین کیساتھ لگاتا ہو جب تو وہ مسلمان ہی نہیں اوسکی تصدیق کرنے والے کو صحیح حدیث میں فرمایا قد کفر بما نزل علی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اوس نے اوس چیز کیساتھ کفر کیا جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اوتاری گئی اور اگر یقین نہیں کرتا جب بھی عام طور پر جو فال دیکھنا رائج ہے معصیت سے خالی نہیں ایسے شخص کی امامت ناجائز جبتک کوئی فساد عقیدہ نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ مسئولہ حافظ عبد المجید صاحب از قصبہ تحصیل سوار خاص علاقہ ریاست رامپور بروز شنبہ ۱۰ ربیع الثانی ۳۴ھ

۱؎ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ محفل مولود شریف میں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے ہیں یا نہیں اور وقت پیدائش کے قیام کرنا مستحب ہے یا بدعت بحوالہ کتاب فقہ یا حدیث بیان فرمائیے۔

۲؎ شاہ مولانا عبدالحق صاحب اور اصحاب کہف کا جو توشہ ہوتا ہے اس میں حقہ پینے والوں کو اگر شریک کرلیا جائے تو کیا قباحت لازم آئیگی اور حقہ پینا شرع شریف کیا حکم رکھتا ہے۔

الجواب

۱؎ مجالس خیر میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری اکابر اولیا نے مشاہدہ فرمائی اور بیان کیا کما فی بھجۃ الاسرار للامام الاوحد ابی الحسن نور الدین علی اللخمی الشطنوفی وتنویر الحوالک للامام جلال الملۃ والدین السیوطی وغیرھما رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما وغیرھما مگر یہ کوئی کلیہ نہیں سرکار کا کرم ہے جس پر ہو جب ہو ؎ اگر بادشہ بر در پیرزن + بیاید تو اے خواجہ سبلت مکن + ہمیں کر د مورے دعا سحر + کہ مہمانش آید سلیمان مگر + چہ خوش گفت یک مرغ زیرک بدو + سلیمان بایدو لے جائے کو + مجلس میلاد مبارک میں وقت ذکر ولادت مقدس قیام جس طرح حرمین شریفین وجمیع بلاد دارالاسلام میں دائر ومعمول ہے مستحب ومستحسن ہے قال اللہ عزوجل وتعزروہ وتوقروہ وقال اللہ تعالیٰ ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب علامہ سید جعفر برزنجی مدنی عقد الجوہر میں فرماتے ہیں وقد استحسن القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ائمۃ ذو روایۃ ورویۃ فطوبی لمن کان تعظیمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غایۃ مرامہ ومرماہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲؎ ۔ حقے تین قسم ہیں ایک وہ جس طرح جہال رمضان شریف میں افطار کے وقت دم لگاتے ہیں جس سے آنکھیں چڑھ جاتی ہیں حواس متغیر ہوجاتے ہیں وہ حرام ہے حدیث میں ہے نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن کل مسکر ومفتر دوسرا وہ جیسے بے احتیاط لوگ پیتے ہیں جسکے تازہ ہونے کا اہتمام نہ ہو اور تمبا کو کثیف و بدبو ہو وہ مکروہ تنزیہی وخلاف اولیٰ ہے جیسے کچا لہسن اور کچی پیاز درمختار میں ہے الحاقا بالثوم والبصل تیسرا وہ کہ اوس بدبو سے بچایا جائے اور کسی منکر شرعی پر مشتمل نہ ہو وہ مباح خالص ہے قال اللہ تعالیٰ خلق لکم ما فی الارض جمیعا توشہ اصحاب کہف میں حقہ نہ پینے کی کوئی شرط نہیں البتہ توشہ حضرت شاہ عبدالحق ردولوی قدس سرہ العزیز میں یوہیں معمول ہے کہ حقہ پینے والے کو نہ دیا جائے اس میں کوئی حرج نہیں نہ اس سے حقہ پینے کی مطلق مذمت ثابت ہوتی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ایک صاحبزادی کے دفن میں فرمایا ان کی قبر میں وہی اترے جو آج کی رات اپنی عورت کے پاس نہ گیا ہو اس سے اپنی عورت کے پاس جانے کی مذمت نہیں ثابت ہوئی یہ مصالح خاصہ ہیں جنکے اسرار اہل باطن جانتے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ مسئولہ اشرف علی طالب علم بنگالی مدرسہ اہلسنت وجماعت بروز پنجشنبہ ۲۶ ربیع الآخر ۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے ایک رنڈی سے نکاح کرلیا ہے اور اوس رنڈی کا مال اسباب بھی اپنے مکان پر لے آیا ہے اب وہ مال ہو سکتا ہے یا نہیں اور اوسکے گھر میں کھانا پینا کیسا ہے اور اس شخص نے اپنا مال بھی اوس رنڈی کے مال میں ملا دیا ہے بیان کرو ثواب پاؤگے۔

الجواب

وہ مال یوں ہرگز طیب نہیں ہو سکتا اور اوس نے اپنا مال اوس سے ملا کر یہ بھی خبیث کردیا اوسکے یہاں کھانا پینا نہ چاہیے جبکہ رنڈی کا مال غالب ہو اور اگر معلوم ہو کہ یہ مال جو سامنے آیا ہے رنڈی کا مال ہے جب تو اوسکا کھا لینا عین حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از لکھنؤ احاطہ محمد خاں متصل دوکان ظہور بخش مسئولہ حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب دامت برکاتہم بروز شنبہ ۲۸ ربیع الآخر ۳۴ھ

کافر مرتد مبتدع بدمذہب کو فاسق معلن یا اوسکو جسکا ان جیسا ہونا قائل کے نزدیک متردد ہو کوئی رشتہ مثل باپ دادا نانا بھائی بیٹا وغیرہ خود اپنا کہنا یا کسی اور مسلم کا کہنا حالانکہ اون کو کافر مرتد وغیرہ جیسے ہیں ویسے ہی مانے یہ کیسا ہے یا ایسے لوگوں کو ابتداءً سلام کہنا یا اون سے بخندہ پیشانی پیش آنا ہنسنا بولنا ایسی دوستی رکھنا جیسے دنیادار ہنسنے بولنے کھیلنے کی رکھتے ہیں اور اسی سلسلہ میں اونھیں تحائف روانہ کرنا یا اون کی ایسی تعظیم کرنا کہ وہ آئیں

توکھڑے ہوگئے تحریراً یا تقریراً اونھیں عنایت فرما یا کرم فرما یا مشفق مہربان یا جناب مَن لکھنا یا اسی طرح کے اور برتاؤ اون سے برتنا جیسے آج کل شائع ہیں کثرت سے خصوصاً ایسوں میں کے دنیاوی با اثر لوگوں سے خلاصہ کلام یہ کہ ایسے لوگوں سے ایسا برتاؤ جس سے وہ خوش ہوں یا اوس میں اونکی تعظیم جائیں اگرچہ فاعل کی نیت اوس خوش یا تعظیم کی ہو یا نہ ہو جبکہ مذہبی نقطہ نظر سے اونھیں اون کے لائق قبیح ہی سمجھیں جائز ہیں یا ناجائز ناجائز تو کس درجہ کی۔ توفوں کہاں تک اس حد تک نہیں پہنچتیں کہ فاعل پر بھی خود اونکی طرح حکم کفر یا بدعت وغیرہ عائد ہو اور اگر یہ باتیں کسی جائز دینی دنیاوی غرض کیلئے کریں تو کیا حکم ہے۔

الجواب

ان لوگوں کو بے ضرورت ومجبوری ابتدا بسلام حرام اور بلا وجہ شرعی اون سے مخالطت اور ظاہری ملاطفت بھی حرام قرآن عظیم میں قعود معہم سے نہی صریح موجود اور حدیث میں اون سے بخندہ پیشانی ملنے پر قلب سے نور ایمان نکل جانے کی وعید افعال تعظیمی مثل قیام تو اور سخت تر ہیں تو لیہا کلمات مدح۔ حدیث میں ہے اذا مدح الفاسق غضب الرب واھتزله عرش الرحمن دوسری حدیث میں ہے اون میں فاسق کا حکم آسان ہے مصالح دینیہ پر نظر کی جائیگی اور مرتد ومبتدع داعیہ سے بالکل ممانعت اور ضروریات شرعیہ ہر جگہ مستثنیٰ فان الضرورات تبیح المحظورات رشتہ بتلانے میں مطلقاً حرج نہیں جیسے عمر بن الخطاب وعلی بن ابی طالب مع ان الخطاب وابا طالب لم یسلما اون کے ساتھ جو برتاؤ قولاً فعلاً ممنوع ہے بے ضرورت اوسکا مرتکب عاصی ہے اون کا مثل نہیں جبتک اون کے کفر وبدعت وفسق کو اچھا یا جائز نہ جانے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔

بروز سہ شنبہ بتاریخ ۲ جمادی الاولیٰ شریف ۳۴ھ

کیا حکم ہے شرع مطہرہ کا اس میں کہ دعوت طعام کون سی سنت ہے کہ کس دعوت طعام سے انکار کرنا اور قبول نہ کرنا گناہ ہے بالتفصیل ارشاد ہو بینوا توجروا

الجواب

دعوت ولیمہ کا قبول کرنا سنت مؤکدہ ہے جبکہ وہاں کوئی معصیت مثل مزامیر وغیرہا نہو اور کوئی مانع شرعی ہو اور اوسکا قبول وہاں جانے میں ہے کھانے نہ کھانے کا اختیار ہے باقی عام دعوتوں کا قبول افضل ہے جبکہ نہ کوئی مانع ہو نہ کوئی اوس سے زیادہ اہم کام ہو اور خاص اکی کوئی دعوت کرے تو قبول کرنے نہ کرنے کا اسے مطلقاً اختیار ہے ردالمحتار میں ہے دعی الی الولیمۃ ھی طعام العرس وقیل الولیمۃ اسم لکل طعام وفی الھندیۃ عن التمرتاشی اختلف فی اجابۃ الدعوۃ قال بعضھم واجبۃ لا یسع ترکہا وقال العامۃ سنۃ والافضل ان یجیب اذا کانت ولیمۃ والا فھو مخیر والاجابۃ افضل لان فیھا ادخال السرور فی قلب المومن واذا اجاب فعل ما علیہ اکل اولا والافضل ان یأکل لو غیر صائم وفی البنایۃ اجابۃ الدعوۃ سنۃ ولیمۃ او غیرھا واما دعوۃ یقصد بھا التطاول او انشاء الحمد او ما اشبہ فلا ینبغی اجابتھا لا سیما اھل العلم اھ ومقتضاہ انھا سنۃ مؤکدۃ بخلاف غیرھا وصرح شراح الھدایۃ انھا قریبۃ من الواجب وفی التاتارخانیۃ عن الینابیع لو دعی الی دعوۃ فالواجب الاجابۃ ان لم یکن ھناک معصیۃ ولا بدعۃ والامتناع اسلم فی زماننا الا اذا اعلم یقینا ان لا بدعۃ ولا معصیۃ اھ والظاھر حملہ علی غیر الولیمۃ لما مر تامل اھ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔

مسئولہ بنے خاں سوداگر پارچہ بریلی محلہ نالہ متصل کٹرہ مانڈرائے ۱۲ جمادی الاولیٰ ۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں۔ (۱) طوائف جنکی آمدنی صرف حرام پر ہے اوس کے یہاں مجلس میلاد شریف پڑھنا اور اکی اوسی حرام آمدنی کی منگائی ہوئی شیرینی پر فاتحہ کرنا جائز ہے یا نہیں۔ (۲) مجلس میلاد شریف میں بعد بیان مولود شریف کے ذکر شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور واقعات کربلا پڑھنا جائز ہے یا نہیں (۳) رافضیوں کے محرم میں ذکر شہادت ومصائب شہدا کرنا وسوز خوانی ومرثیہ مصنفہ انیس ودبیر پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

(۱) اوس مال کی شیرینی پر فاتحہ کرنا حرام ہے مگر جبکہ اوس نے مال بدل کر مجلس کی ہو اور یہ لوگ جب کوئی کار خیر کرنا چاہتے ہیں تو ایسا ہی کرتے ہیں اور

اس کیلئے کوئی شہادت کی حاجت نہیں اگر وہ کہے کہ میں نے قرض لیکر یہ مجلس کی ہے اور وہ قرض اپنے مال حرام سے ادا کیا ہے تو اوسکا قول مقبول ہوگا۔ کما نص علیہ فی الہندیۃ وغیرہا بلکہ شیرینی اگر اپنے مال حرام ہی سے خریدی اور خریدنے میں اوسپر عقد ونقد جمع نہ ہوئے یعنی حرام روپیہ دکھا کر اوس کے بدلے خرید کر وہی حرام روپیہ دیا ہو تو مذہب مفتیٰ بہ پر وہ شیرینی بھی حرام نہ ہوگی جو شیرینی اوسے خاص اجرت زنا یا غنا میں ملی یا اوس کے کسی آشنا نے تحفہ میں بھیجی یا اوسکی خریداری میں عقد ونقد مال حرام پر جمع ہوئے وہ شیرینی حرام اور اوس پر فاتحہ حرام ہے یہ حکم تو شیرینی وفاتحہ کا ہوا مگر اون کے یہاں جانا اگرچہ میلاد شریف پڑھنے کیلئے ہو معصیت یا مظنہ معصیت یا تہمت یا مظنہ تہمت سے خالی نہیں اور ان سب سے بچنے کا حکم ہے حدیث میں ہے من کان یؤمن باللّٰہ والیوم الآخر فلا یقفنّ مواقع التہم جو اللہ عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان لاتا ہے وہ ہرگز تہمت کی جگہ نہ کھڑا ہو۔ تو اونکی چوکی اور فرش اور ہر استعمالی چیز اونھیں احتمالات خباثت پر ہے پھر جو اہل تقویٰ نہیں اوسے اون کیساتھ قرب آگ اور بارود کا قرب ہے اور جو اہل تقویٰ ہے اوسکے لئے وہ لوہار کی بھٹی ہے کہ کپڑے جلے نہیں تو کالے ضرور ہوں گے پھر اپنے نفس پر اعتماد کرنا اور شیطان کو دور سمجھنا احمق کا کام ہے ومن رتع حول الحمی اوشک ان یقع فیہ جو رمنے کے گرد چرائیگا کبھی اوس میں پہونچ جائیگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ع۲ علمائے کرام نے مجلس میلاد شریف میں ذکر شہادت سے منع فرمایا ہے کہ وہ مجلس سرور ہے ذکر حزن اوس میں مناسب نہیں کما فی مجمع البحار واللہ تعالےٰ اعلم

ع۳ ۔ حرام ہے ع کند ہم جنس باہم جنس پرواز۔ حدیث میں ارشاد ہوا لا تجالسوھم اون کے پاس نہ بیٹھو دوسری حدیث میں فرمایا من کثر سواد قوم فھو منھم جو کسی قوم کا مجمع بڑھائے وہ اونھیں میں سے ہے۔

مسئلہ ۔ مسئولہ مسلمانان جام جودھپور کاٹھیاواڑ معرفت شیخ عبدالستار صاحب پوربندر کاٹھیاواڑ متصل قندیل ۱۵ جمادی الاولیٰ ۳۴ھ

ع۱ چند عورتیں ایک ساتھ مل کر گھر میں میلاد شریف پڑھتی ہیں اور آواز باہر تک سنائی دیتی ہے یوہیں محرم کے مہینے میں کتاب شہادت وغیرہ بھی ایک ساتھ آواز ملاکر پڑھتی ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔ ع۲ ہندو کو شفا ربیماری کے واسطے تعویذ دینا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو اوسکا کیا طریقہ ہے بینوا توجروا

الجواب

ع۱ ناجائز ہے کہ عورت کی آواز بھی عورت ہے اور عورت کی خوش الحانی کہ اجنبی سنے محل فتنہ ہے۔

ع۲ کافر کو اگر تعویذ دیا جائے تو مضمر جس میں ہندسے ہوتے ہیں نہ مظہر جس میں کلام الٰہی و اسمائے الٰہی کے حروف ہوتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مسئولہ سید منظور حسین صاحب بتوسط احمد حسن خاں رضوی نجیب آباد محلہ بوعلیخاں مرحوم ضلع بجنور ۲۵ جمادی الاولیٰ ۳۴ھ

اعلیحضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت صاحب حجت قاہرہ مؤید ملت طاہرہ جناب مولانا صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضور کیا ارشاد ہے حضور کا فضل ہمیشہ رہے دربارۂ مسئلہ ذیل۔ کل یہاں قصبہ نجیب آباد کے بازاروں گلی کوچوں میں مسلمانوں کی ایک جماعت (جسمیں پڑھے لکھے بلکہ متقی۔ ذی اثر ومعتقد رشرفا رقصبہ بھی شامل تھے اور جن میں سے بعض تو عامی عوام کی زبانوں پر معاذ اللہ دین کا جھنڈا۔ اسلام کا رکن۔ واسلام کا پایہ وغیرہ وغیرہ ناموں سے مشہور ہیں) بمعیت ایک ہجوم کفار ہنود۔ رنگ پاشی کرتی مغلظ وشرمناک ہولیاں گاتی۔ جے جے کے نارے بلند کرتی۔ دوکانوں پر سے مسلمانوں کو ہولی بازی میں حصہ لینے کیلئے بالجبر کھینچتی اور ہر سامنے آنیوالے ہندو مسلمان پر رنگ برساتی ہوئی گذرتی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ مسلمانوں کی داڑھیاں (جنکے تھیں) چہرے کپڑے گلال ورنگ میں شہدور بھیے باؤلوں دیوانوں کی طرح بیہوش آپے سے باہر کودتے پھاندتے چیختے چلاتے پھرتے تھے غرض ہر باغیرت مسلمان کے پیش نظر ایک ہولناک وحشت خیز منظر تھا جماعت مذکورہ نے بعض غیور مسلمانوں کے مطالبہ کرنے پر یہ جواب دیا کہ یہ حرکت شنیعہ بدیں وجہ کی گئی ہے کہ اسطرح (انکے زعم میں) ہندو مسلمان باہم متحد ومتفق ہوجاویں اور کہ ایسا کرنے میں کوئی دینی مضرت نہیں ہے سلمان پہلے بھی کھیلا کرتے تھے بلکہ ایک مقام پر کسی مولوی صاحب نے بھی شرکت کی تھی اہل ہنود کے کندھوں پر تعزیے رکھا کر بدلہ لیں گے جو (انکے زعم میں) دین کا نفع عظیم ہے اب دریافت طلب امور ذیل ہیں:

ع۱ معاذ اللہ اگر کسی مسلمان نے حرکت مذکورہ جائز جان کر کی ع۲ یا قصداً برضا ورغبت اس کا ارتکاب کیا جیسا کہ ظاہر ہے کہ جماعت مذکورہ نے کیا اگر وہ نہ چاہتے تو کفار مذکور ہرگز ہرگز ایسا نہ کرتے نہ بیشتر کبھی یہاں ایسا ہوا چنانچہ امسال بھی شہر کے اکثر باحمیت مسلمان بحمدہ تعالیٰ اس ناپاک وخفیف حرکت

سے مجتنب ومحفوظ رہے، ع۳ یا اگر کسی مسلمان نے جماعت مذکورہ کے فعل کو بجائے رنج ونفرت وحقارت کی نگاہ سے دیکھنے کے بنظر مسرت وعظمت واستحسان دیکھا بلکہ غیور معترضین سے اولٹا معارضہ کیا اگرچہ خود شریک نہیں ہوا ع۴ یا اگر کوئی مسلمان جماعت مذکورہ کو قبل از علانیہ توبہ رکن اسلام سمجھے یا حرکت مذکورہ کی تعریف کرے یا کسی طرح اوسکا ساتھ دے تو ہر چہار اشخاص کے ایمان ونکاح وبیعت پر کسی قسم کا ناقص اثر تو نہیں پڑتا ہے۔ اگر ناقص اثر پڑتا ہے تو اون سے کس طرح توبہ کرائی جائے ع۵ اور کیا ایسا اتحاد جائز ہے جواب مدلل ومفصل وآسان عبارت میں اور حتی الامکان جلد عطا ہوتا ہر مسلمان سمجھ سکے اور بروز جمعہ مساجد میں اعلان کر کے مسلمانوں کو اس قبیح حرکت سے ڈرایا اور بچایا جاوے ورنہ معاذاللہ ممکن ہے کہ رسم ناپاک نجیب آباد میں ہمیشہ کیلئے قائم ہوجائے اور نمونہ ملعونہ کی تقلید تمام ضلع بلکہ دور دور شہروں میں کیجائے ع۶ نیز ارشاد فرمایئے کہ اگر جماعت مذکورہ جناب کے حکم شرعی پر عمل کر کے تائب نہ ہو تو عام مسلمان اون سے سلام وکلام کریں یا نہیں جواب دستخط اقدس ومہر شریف سے مزین ہو۔ ہم مستفتیان اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضور ربا عث بجوم کام نہایت عدیم الفرصت ہیں لیکن امر ہذا اگر حضور سے (کہ صدی موجودہ میں واحد ناخدا اسلام ہیں) نہ عرض کیا جائے تو اور کہاں جائیں اللہ تعالی حضور کو ہم غریبوں کے سروں پر تا عرصۂ دراز باعافیت وعزت صحت سلامت باکرامت اعداء دین اللہ پر نمایاں طور پر مظفر ومنصور مع جمیع متبعین قائم رکھے اور شب وروز اپنی بے انتہا برکات نازل فرماتا رہے بطفیل حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

الجواب

ظاہر ہے کہ افعال شنیعہ مذکورہ سخت ملعون ہیں جس نے اونھیں مستحسن جانا باتفاق ائمہ کرام کافر ہے۔ غمز العیون والبصائر میں ہے من استحسن فعلا من افعال الکفار کفر باتفاق المشائخ یہ لوگ تو اسلام سے خارج ہوگئے اونکی عورتیں نکاح سے نکل گئیں ان کی بیعتیں جاتی رہیں نیز جس نے ان افعال کو جائز و حلال جانا اور اون پر راضی ہوا اور ان پر معترضین سے معارضہ کیا یہ لوگ بھی اسی حکم میں ہیں کہ مشرکین کے تہوار کی خوشی منانا اون کے ایسے افعال ملعونہ میں شرکت کرنا معصیت قطعیہ ہے اور معصیت قطعیہ کا استحلال کفر ہے اور جنھوں نے ان افعال ملعونہ کو ملعون وشنیع ہی جانا اور اونھیں برا جان کر اپنی شیطانی مصلحت کے خیال سے شرکت کی اون کے قلب کا حال اللہ عزوجل جانتا ہے مرتکب کبائر ہوئے مستحق عذاب نار ہوئے سزاوار لعنت جبار ہوئے۔ مگر عنداللہ کافر نہوئے لیکن شرع ظاہر پر حکم فرماتی ہے حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں من تشبہ بقوم فھو منھم جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کریگا وہ انہیں میں سے ہے دوسری حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں من کثر سواد قوم فھو منھم جو کسی قوم کی جماعت بڑھائے وہ انہیں میں سے ہے۔ ان پر بھی توبہ اور تجدید اسلام فرض ہے تائب ہوں اور نئے سرے سے کلمہ پڑھ کر اپنی عورتوں سے نکاح دوبارہ کریں اور وہ مصلحت ملعونہ اتحاد کہ اون کے قلب میں ابلیس نے القا کی وہ خود کب حلال ہے کافر ومومن میں اتحاد کیسا اللہ عزوجل فرماتا ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَاءَ ۝ اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمن کو دوست نہ ٹھہراؤ اور فرماتا ہے لا یتخذ المؤمنون الکفرین اولیاء من دون المؤمنین ایمان والے ایمان والوں کے سوا کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں۔ اور فرماتا ہے لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم تم نہ پاؤگے انہیں جو ایمان رکھتے ہیں اللہ اور قیامت کے دن پر کہ دوستی کریں اون سے جنھوں نے مخالفت کی اللہ ورسول کی اگرچہ وہ اون کے باپ ہوں یا بیٹے ہوں یا بھائی ہوں یا کنبے والے ہوں۔ اور فرماتا ہے ومن یتولھم منکم فانہ منھم تم میں جو اون سے دوستی رکھے گا وہ انہیں میں سے ہے۔ کفار سے امور دنیوی مثل تجارت وغیرہا میں موافقت کی جاسکتی ہے جہاں تک مخالفت شرع نہ ہو مگر اون کے امور مذہبی میں موافقت اور وہ بھی معاذاللہ اس حد تک ضرور لعنت الٰہی اوترنے کی باعث ہے اور وہ بیہودہ خیال کہ ہم اون سے تعزیہ اوٹھوالیں گے سخت جہالت ہے تعزیہ مسلمانوں کی کوئی عید نہیں بلکہ جہال نے اوسے موسم ماتم بنا رکھا ہے مسلمانوں کا کوئی امر مذہبی نہیں بلکہ مذہب میں ممنوع وناروا ہے ہندوؤں کے مذہب میں اون کی کوئی ممانعت نہیں اودھ میں بہتیرے ہندو آپ ہی تعزیہ بناتے اور اوٹھاتے ہیں۔ بخلاف ہولی کہ عید کفار ہے اور اونکا مذہبی شعار ہے اور دین اسلام میں سخت حرام ہے تو یہ اوسکا معاوضہ کیسے ہوسکتا ہے ایسا ملعون اتحاد منانے والے کیا ہنود سے یہ قرارداد لے سکتے ہیں کہ وہ عید اضحی میں ان کا ساتھ دینگے گائے پچھاڑیں چھوٹی سی بچھیا وہ بھی لٹائیں گے سیر بھر یہ کھائیں تو پاؤ بھر وہ بھی کھالیں گے ایسا ہوتا تو کچھ جاہلانہ معاوضہ کا گمان ممکن تھا کہ عید اضحی مسلمانوں کی عید ہے اور گاؤکشی اون کا مذہبی مسئلہ اور ہندوؤں کے یہاں حرام ہے اون سے کہکر دیکھیں

کیا جواب ملتا ہے اوسوقت کھل جائیگا کہ اس ملعون اتحاد کی تالی ایک ہی ہاتھ سے بجی ہندو اپنے مذہب پر قائم ہیں اور تم مسلمان اپنے دین سے نکل گئے ایسوں کو رکن اسلام کہنا اسلام کی توہین کرنا ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت دے اور شیطان ملعون کے دھوکوں سے بچائے اگر یہ لوگ نہ مانیں اور ایسے ہی اعلان کے ساتھ توبہ نہ کریں جس اعلان کے ساتھ وہ کفریات کئے تھے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ اون کو چھوڑ دیں اون سے میل جول سلام کلام سب ترک کر دیں۔ قال اللہ تعالیٰ واما ینسینك الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظّٰلمین ۝ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مسئولہ جناب حکیم مقیم الدین صاحب بہیڑی ضلع بریلی ۱۱ رجب المرجب ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید مسلمان متقی تصور سے بذریعہ میز کہ سہ پایا ہوتی ہے اور تختہ پر اوس کے کچھ آیات قرآن عظیم کی مع تسمیہ لکھی ہوتی ہیں اور میز مذکورہ کے تینوں پایوں پر حروف تہجی لکھے ہوتے ہیں ارواح مسلمانان سے اور اس طرح بات چیت کرتا ہے کہ زید اور چار پانچ اشخاص مسلمان نمازی میز کے آس پاس کرسیوں وغیرہ پر حلقہ باندھ کر آنکھیں بند کر کے مکان پاک صاف میں کہ خالی از عوام ہوتا ہے میز پر ہاتھ رکھ کر جس روح کو میز میں بلانا ہوتا ہے تصور کرتے ہیں کہ فلاں شخص کی روح میز میں داخل ہوئی اور زید کہ تسبیح سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْهَیْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكَمَالِ وَالْجَمَالِ وَالْكِبْرِیَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَنَامُ وَلَا یَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ عامل ہے وقت حلقہ زید اس تسبیح کی تلاوت کرتا ہے اس اثنا میں میز کا پایہ اٹھتا ہے تو سوال کیا جاتا ہے جو کچھ سوال کرنا ہوتا ہے پایوں کے ذریعہ سے اگر روح پڑھی ہوتی ہے تو حروف تہجی سے کہ میز کے پایوں پر لکھے ہوتے ہیں اون کے ذریعہ سے بتلاتی ہے اور ان پڑھ روح سے کلام بہت دشواری سے ہوتا ہے اور بعض روح تو بہت کچھ بیان کرتی ہیں یہاں تک جو کچھ اوسپر عذاب اور ثواب بعد مرنے کے ہوتا ہے بتلا دیتی ہے اور اپنے گھر وغیرہ کی کیفیت بھی بیان کر دیتی ہے اور اکثر اتفاق ایسا ہوا کہ جو کچھ کسی نے پڑھ کر بخشا وہ بھی بتلا دیا تو کیا ایسی میز کسی قسم کی قباحت از روئے شرع شریف لازم آتی ہے کیونکہ ظاہر میں کوئی فعل خلاف نہیں معلوم ہوتا ۔ بینوا توجروا

الجواب

اگر اس کی حقیقت اسی قدر ہے تو فی نفسہ اوس فعل میں حرج نہیں معلوم ہوتا جبکہ روحوں کا بلانا واقعیت رکھتا ہو اور یہ بظاہر دشوار معلوم ہوتا ہے جو ارواح معذب و محبوس ہیں العیاذ باللہ تعالیٰ اون کا آنا کیا معنی اور جو ارواح طیبہ معظمہ ہیں اونکا یوں بلانا سوء ادب سے خالی نہیں ہوتا بظاہر اوس عامل کے صرف تصور کا تصرف ہوتا ہے اس تقدیر پر اوسے ارواح کی طرف نسبت کرنا کذب اور دھوکا اور محض ناجائز ہوگا اس کا امتحان بہت آسان ہے جن علوم سے یہ عامل آگاہ نہ ہو اون کے کسی جاننے والے کی روح بلائے اور اون علوم کا سوال کیجئے مثلاً ہندسہ و ہیئات کے واسطے نصیر طوسی کی روح بلائے اگر وہ دقائق علوم ہندسیہ کا جواب دیدے جن سے یہ عامل ناواقف ہو تو احتمال صدق ہو سکتا ہے اگرچہ دوسرا احتمال یہ بھی ہو سکتا ہے کہ معلم الملکوت کا کوئی کرشمہ ہو اور اگر جواب نہ دے سکے تو دھوکا ظاہر ہے بعض اوقات تجربہ ہوا ہے کہ میز نے وہی جواب دیئے ہیں جو عامل کے علم میں ہیں اس سے زیادہ کچھ میز نہ بتا سکی بالجملہ اس سے احتراز ہی چاہئے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۔ از گونڈل علاقہ کاٹھیاواڑ مسئولہ عبدالستار بن اسماعیل سنی حنفی قادری رضوی بتاریخ ۱۴ رجب المرجب ۱۳۳۴ھ

رومال خالص ریشمی کپڑے کا مرد استعمال کر سکتا ہے یا نہیں ۔

الجواب

رومال سے مراد اگر ہاتھ میں لینے کا ہے تو کر سکتا ہے اور اگر اوڑھنے کا ہے تو نہیں

مسئلہ ۔ از گونڈل علاقہ کاٹھیاواڑ عبدالستار بن اسماعیل رضوی بروز شنبہ تاریخ ۱۷ رجب ۳۴ھ

(۱) بہو اپنے خسر کا پردہ کرے یا نہ کرے اسی طرح جیٹھ دیور کا کیا حکم ہے ۔

الجواب

(۱) جیٹھ اور دیور سے پردہ واجب ہے کہ وہ نامحرم ہیں اور خسر سے پردہ واجب نہیں جائز ہے اس کا ضابطہ کلیہ ہے کہ نامحرموں سے پردہ مطلقاً واجب اور محارم نسبی سے پردہ نہ کرنا واجب اگر کریگی گنہگار ہوگی اور محارم غیر نسبی مثل علاقہ مصاہرت و رضاعت اون سے پردہ کرنا اور نہ کرنا دونوں جائز مصلحت

وحالت پر لحاظ ہوگا اسی واسطے علما نے لکھا ہے کہ جوان ساس کو داماد سے پردہ مناسب ہے یہی حکم خسرا اور بہو کا اور جہاں معاذ اللہ مظنہ فتنہ ہو پردہ واجب ہو جائیگا واللہ یعلم المفسد من المصلح ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

ع۲ ۔ تمباکو کا کھانا پان میں یا یوں ہی بلا پان کے جائز ہے یا نہیں تمباکو خالص ہو یا خوردنی خوشبودار جو لکھنؤ میں بنتا ہے ۔

الجواب

تمباکو اور حقہ کا ایک حکم ہے جیسا وہ حرام ہے یہ بھی حرام اور جیسا وہ جائز ہے یہ بھی جائز بدبو ہے تو باکراہت ورنہ بلاکراہت فقط ایک فرق ہے جو لوگ غیر خوشبودار تمباکو کھاتے ہیں اور اوسے منھ میں دبا رکھنے کے عادی ہیں اونکا مونھ اوسکی بدبو سے بس جاتا ہے کہ قریب سے بات کرنے میں دوسرے کو احساس ہوتا ہے اس طرح تمباکو کھانا جائز نہیں کہ یہ نماز بھی یوں ہی پڑھیگا اور ایسی حالت سے نماز مکروہ تحریمی ہے بخلاف حقہ کے کہ اوس میں کوئی جرم مونھ میں باقی نہیں رہتا اور اوسکا تغیر کلیوں سے فوراً زائل ہو جاتا ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از شاہجہانپور بازار سبزی منڈی محمد رضا خاں سوداگر بروز دوشنبہ ۱۹ رجب ۳۴ سنہ ہجری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جامع مسجد اور عیدگاہ میں واسطے ترمیم ان دونوں مسجدوں کی یا کسی اور مسجد کی خواہ اسی شہر میں ہو یا دوسرے شہر میں جائز ہے یا ناجائز اور اگر کوئی سائل اپنی ذاتی حاجت کے واسطے چندہ طلب کرے یا موذن اور امام مسجد اوس کے واسطے اعلان کر دے تو جائز ہوگا یا ناجائز یا جامع مسجد یا عیدگاہ میں چندہ طلب کرنا وقت قرأت خطبہ کے حکم جواز میں ہے یا عدم جواز میں اور رافضی کی مسجد میں سنی المذہب کا نماز پڑھنا جائز ہے یا ناجائز مکروہ یا غیر مکروہ اگر رفاض نے مسجد بنوا دی ہے اور اوس میں رفاض نماز کیواسطے کسی وقت حاضر نہ ہو سکیں اور سنی لوگ اوسکے گرد و پیش سکونت رکھتے ہوں اور اوس مسجد میں نماز پنجوقتہ پڑھا کریں تو سنیوں کے واسطے موجب قباحت شرعاً ہے یا نہیں نماز اوس مسجد میں سنیوں کی بکراہت ادا ہوگی یا بلاکراہت اور علماء جو وعظ مساجد جامعہ یا غیر جامعہ میں کہتے ہیں اور حاضرین کو پند و نصائح سناتے ہیں اور وہ اونکی خدمت و تواضع نقود وغیرہ سے کرتے ہیں یہ آمدنی اونکو جائز ہے یا ناجائز اور بعضے صرف حمد و نعت پڑھتے ہیں اور سامعین اون کی خدمت گذاری نقد و جنس سے کرتے ہیں یہ امر مساجد و غیر مساجد میں مباح و درست ہے یا نہیں اور یہ آمدنی اون کے واسطے درجہ جواز میں ہے یا عدم جواز میں یہ لوگ ماتحت آیہ کریمہ اولئک الذین اشتروا الحیوۃ الدنیا بالاخرۃ کے داخل ہیں یا خارج اوس سے تین حاملین کہ مقصود طرفین الصاع اور انتفاع اور نفع رسانی اور مہمان نوازی اور مسافر پروری ہو بینوا توجروا ۔

الجواب

خطبہ کے وقت چندہ مانگنا خواہ کوئی بات کرنا حرام ہے اور خالی وقت میں مسجد یا اور کسی دینی کام یا کسی مسلمان حاجتمند کیلئے مانگے جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل نہ آئے سنت سے ثابت ہے اور اپنے لئے مانگنے کی مسجد میں اجازت نہیں ۔ روافض کی بنائی ہوئی مسجد شرعاً مسجد نہیں نماز اوس میں ایسی ہوگی جیسے کسی گھر میں اگر محلہ میں کوئی مسجد اہل سنت کی ہے تو اوسے چھوڑ کر اس میں پڑھنا ترک مسجد ہوگا اور ترک مسجد بلا عذر شرعی جائز نہیں حدیث میں ہے لاصلوۃ لجار المسجد الا فی المسجد اور اگر کوئی مسجد نہیں تو اپنی مسجد بنائیں یا اسی کو مول لیکر وقف کر دیں اس میں تین صورتیں ہیں اگر وعظ کہنے اور حمد و نعت پڑھنے سے مقصود یہی ہے کہ لوگوں سے کچھ مال حاصل کریں تو بیشک اوس آیہ کریمہ کے تحت میں داخل ہیں اور حکم لاتشتروا بایٰتی ثمنا قلیلا کے مخالف وہ آمدنی اونکے حق میں خبیث ہے خصوصاً جبکہ ایسے حاجتمند نہوں جنکو سوال کی اجازت ہے کہ ابتو بے ضرورت سوال دوسرا حرام ہوگا اور وہ آمدنی خبیث تر و حرام مثل غصب ہے عالمگیریہ میں ہے ماجمع السائل بالتکدی فھو خبیث دوسرے یہ کہ وعظ و حمد و نعت سے اونکا مقصود محض اللہ ہے اور مسلمان بطور خود اون کی خدمت کریں تو یہ جائز ہے اور وہ مال حلال تیسرے یہ کہ وعظ سے مقصود تو اللہ ہی ہو مگر ہے حاجتمند اور عادۃً معلوم ہے کہ لوگ خدمت کریں گے اوس خدمت کی طمع بھی ساتھ لگی ہوئی ہے تو گرچہ یہ صورت دوم کے مثل محمود نہیں مگر صورت (اولیٰ) کی طرح مذموم بھی نہیں جیسے درمختار میں فرمایا الوعظ لجمع المال من ضلالۃ الیھود والنصاریٰ مال جمع کرنے کیلئے وعظ کہنا یہود و نصاریٰ کی گمراہیوں سے ہے یہ تیسری صورت بین بین ہے اور دوم سے بہ نسبت اول کے قریب تر ہے جس طرح حج کو جائے اور تجارت کا کچھ مال بھی ساتھ لیجائے جیسے لاجناح علیکم ان تبتغوا فضلا من ربکم فرمایا

لہذا فتویٰ اس کے جواز پر ہے افتی بہ الفقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ تعالیٰ کما فی الخانیۃ والھندیۃ وغیرھما والذی ذکرتہ توفیق بین القولین وباللہ التوفیق ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۔ مسئولہ عبدالحمید ساکن لوشدی مدی پاڑہ ضلع تیرہ ڈاکخانہ سیف اللہ کندی بروز دوشنبہ تاریخ ۱۹ رجب ۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین رحمھم اللہ تعالیٰ سوالات مرقومہ ذیل میں اول جہر مفرط کیساتھ ذکر کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں ۔ اور جہر مفرط کا حد کیا ہے اور اگر چند لوگ جمع ہو کر ایسے زور سے ذکر کرے کہ نماز ، تلاوت ، نیند وغیرہ میں خلل واقع ہو جائے تو اس طرح کا ذکر کرنا جائز ہوگا کہ نہیں اور اس دیار میں بعض لوگ اس طرح ذکر کیا کرتے ہیں کہ اون کے ذکر میں اکثر لاالہ الا اللہ حلق کی تلفظ سنا جاتا ہے تو یہ بحسب شرع روا ہے یا نہیں اور اجتماع ہو کر ذکر کرنا کیسا ہے ۔

الجواب

اجتماع ہو کر ذکر حسن ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ رب عزوجل فرماتا ہے وان ذکرنی فی ملأ ذکرتہ فی ملأ خیر منہ ذکر بجہر صحیح یہ ہے کہ جائز ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا مررتم بریاض الجنۃ فارتعوا قالوا وما ریاض الجنۃ قال حلق الذکر مگر ایسا جہر جس سے کسی کی نماز یا تلاوت یا نیند میں خلل آوے یا مریض کو ایذا پہونچے ناجائز ہے اور یہ بھی ممنوع ہے کہ طاقت سے زیادہ جہر کرے جس سے اپنے دل دماغ کو صدمہ پہونچے اسی کا نام جہر مفرط ہے اور وہ الفاظ بے معنی کہ سائل نے لکھے اگر وہ کہتے ہی یہ ہیں تو جہل ہے اور اگر کہتے صحیح الفاظ ہیں اور جہر کے غل سے سننے میں ایسا آتا ہے تو الزام نہیں ۔ فقط ۔

مسئلہ ۔ از پوپاری اجتناران مارقوار مسئولہ حبیب اللہ بروز سہ شنبہ ۲ رجب ۳۴ھ

مصافحہ کرتے وقت درود شریف پڑھنا چاہئے یا دعا پڑھنا چاہئے ۔

الجواب

درود دعا دونوں ہوں اور صرف درود کافی ہے کہ وہ الحمدللہ کے بعد ہر دعا سے افضل ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مسئولہ عزیزالحسن طالب علم مدرسہ اہلسنت سہ شنبہ یکم شعبان ۳۴ھ

۱ مردوں کیلئے مہندی کا استعمال شوقیہ جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو کس قدر عضو بدن میں ۔ ۲ سر کے بال مونڈھے سے زیادہ بڑھا لینا جسطرح کہ آج کل کے مصوفون نے اختیار کیا ہے جائز ہے یا نہیں ۔

الجواب

۱ ہاتھ پاؤں میں مہندی کی رنگت مرد کیلئے حرام ہے اور سر اور داڑھی میں مستحب ۔ ۲ صحاح احادیث میں لعنت فرمائی اون مردوں پر جو عورتوں کی وضع بنائیں اور عورتوں پر جو مردوں کی لہذا یہ حرام ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مسئولہ معرفت آدم جی سیٹھ اثم بیگ گونڈل کاٹھیاواڑ سہ شنبہ یکم شعبان ۱۳۳۴ھ

حقہ چروٹ بیڑی کا پینا کیسا ہے ۔

الجواب

چریٹ بوجہ شبہ نصاریٰ کے مکروہ ہے اور بیڑی میں حرج نہیں اور حقہ جیسا عام طور پر رائج ہے مباح اور ترک اولیٰ ۔

مسئلہ ۔ مسئولہ عبدالستار بن اسماعیل از شہر گونڈل علاقہ کاٹھیاواڑ مؤرخہ ۹ شعبان یکشنبہ ۱۳۳۴ھ

۱ سلام کرنا اشارہ کے ساتھ یعنی وقت سلام مسنون ہاتھ پیشانی تک لیجانا جائز ہے یا نہیں ۔ ۲ بعض لوگ اس ملک میں بعد نماز عصر کے اذان مغرب تک کچھ کھاتے پیتے نہیں ہیں ۔ اور اوسکو عصر کا روزہ کہتے ہیں اس کے فوائد بہت بیان کئے جاتے ہیں ایک فائدہ یہ بیان کرتے ہیں کہ وقت سکرات جب شیطان پانی لیکر دھوکھا دینے کو آئیگا اوس وقت اس روزہ رکھنے والے کو وقت عصر کا معلوم ہوگا اور روزہ کا خیال رہے گا تب کہدیگا میں نے روزہ سے ہوں ۔

ہرگز ترا پانی نہ پیوں گا چنانچہ شیطان لاچار ہوکر چلا جاویگا اور اس روزہ کا رکھنے والا گمراہی سے بچ جائیگا اب کیا یہ روزہ اور اوسکے فوائد صحیح ہیں یا نہیں کسی معتبر کتاب میں اس کی کچھ اصل ہے یا نہیں اگر نہیں تو اس پر ثواب سمجھکر عمل کرنا کیسا ہے فقط ۔

الجواب

۱۔ بلا ضرورت فقط اشارہ پر قناعت بدعت اور یہود و نصاریٰ کی سنت ہے اور سلام مسنون کے ساتھ محل حاجت عرفیہ میں اشارہ بھی ہو تو حرج نہیں ۔

۲۔ حدیث و فقہ میں اسکی اصل نہیں معمولات بعض مشائخ سے ہے اور اوس پر عمل میں حرج نہیں انسان جتنی دیر شہوات نفسی سے بچے بہتر ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مسئولہ محمد عبد الرحمن از لگرہ ضلع کھیری ۔ بروز سہ شنبہ بتاریخ ۱۱ شعبان المعظم ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ زید عرصہ اٹھارہ سال سے سفر حضر معمولی علالت میں بہ پابندی بعد ادائے نماز فجر تلاوت چہ میفر مایند علمائے دین و مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ زید عرصہ اٹھارہ سال سے قرآن مجید کیا کرتا ہے گو دنیاوی تعلقات اور گوناگوں تفکرات اوسے بہت ہی لاحق ہیں مگر وہ اس فرض کو ہر حالت میں انجام دیتا رہتا ہے مگر بوجہ کم استعداد ہونے کے وہ مطالب سے لاعلم رہتا ہے اسی صورت میں وہ مترجم قرآن مجید لفظی اردو یا فارسی کا ترجمہ دیکھکر روزانہ بجائے دو پارہ ایک ربع یا اس سے کم و بیش تلاوت کرے یا حسب معمول روزانہ دو پارہ تلاوت کرے دونوں میں سے کون افضل ہے ۔ بینوا توجروا

الجواب

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں احب الاعمال الی اللہ ادومہا وان قل اللہ عزوجل کو سب سے زیادہ وہ عمل پسند ہے جو ہمیشہ ہو اگرچہ کم ہو اور فرماتے ہیں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لاتکن مثل فلان کان یقوم اللیل فترک قیام اللیل فلاں کیطرح نہ ہونا تہجد پڑھا کرتا تھا پھر چھوڑ دیا ۔ وفیہ حدیث عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما قرآن عظیم کے مطالب مہینے میں دو ختم خیر کثیر ہے اور جب اٹھارہ سال سے اسکا التزام ہے تو اسمیں کمی ہرگز نہ کی جائے ۔ سمجھنا بلاشبہہ مطلوب اعظم ہے مگر بے علم کثیر و کافی کے ترجمہ دیکھکر سمجھ لینا ممکن نہیں بلکہ اوسکے نفع سے اوسکا ضرر بہت زیادہ ہے جب تک کسی عالم ماہر کامل سنی دیندار سے نہ پڑھے خصوصًا اس حالت میں کہ ترجمہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سوا آج تک اردو فارسی جتنے ترجمے چھپے ہیں کوئی صحیح نہیں بلکہ اون باتوں پر مشتمل ہیں کہ بے علم بلکہ کم علم کو بھی گمراہ کر دیں ۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل حسبنا اللہ ونعم الوکیل ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ مسئولہ باجد حسین ناظم انجمن تہذیب الاسلام بہرائچ ۔ پنجشنبہ ۲ شعبان ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے کرام و مفتیان اعلام اس مسئلہ میں کہ ماہ شعبان کی چودھویں تاریخ کو عوام اہلسنت مدت مدید سے دستور چلا آرہا ہے کہ حلوا پکا کر اوس پر حضرت اویس قرنی و حضرت حمزہ سید الشہدا رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور اپنے دوسرے خاندانی لوگوں کا فاتحہ کرتے ہیں اور کچھ حصہ محتاجوں کو اور باقی اعزا و اقارب میں تقسیم کیا کرتے ہیں اور اس رسم کو لوگ بطور اتباع سلف کرتے ہیں بعض علما اس رسم کو بے اصل اور ہنود کی رسوم کے مشابہ فرما کر رد کہتے ہیں اور بعض اس رواج کو بے ضرر جان کر منع نہیں فرماتے اور بعض کو اصرار ہے کہ یہ رواج قدیم بے سبب نہیں ہے لہذا تارک کو خاطی کہتے ہیں جواب دنداں شکن مفصل مدلل ارشاد فرمایا جائے یہ رواج مسلمانوں میں کس زمانہ سے شروع ہوا ہے اور اس کی شریعت اسلامیہ میں کوئی اصلیت ہے یا نہیں فقط ۔

الجواب

شریعت اسلامیہ میں ایصال ثواب کی اصل ہے اور صدقات مالیہ کا ثواب باجماع ائمہ اہلسنت پہنچتا ہے اور تخصیصات عرفیہ کو حدیث نے جائز فرمایا کہ صوم یوم السبت لا لک ولا علیک مانعین کی یہ جہالت ہے کہ جواز خصوص کیلئے دلیل خصوص مانگتے ہیں اور منع خصوص کیلئے دلیل خصوص نہیں دیتے ان سے پوچھئے تم جو منع کرتے ہو آیا اللہ و رسول نے منع کیا ہے یا اپنے طرف سے کہتے ہو اگر اللہ و رسول نے منع فرمایا ہے تو دکھاؤ کونسی آیت و حدیث میں ہے کہ حلوا ممنوع ہے یا شب برات میں ممنوع ہے یا حضرت سید الشہدا حمزہ یا حضرت خیر التابعین اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اسکا ثواب پہنچانا ممنوع ہے یا اعزہ و احباء میں اس کا تقسیم کرنا ممنوع ہے اور جب نہیں دکھا سکتے تو جو بات اللہ و رسول نے نہیں فرمائی تم اس کے منع کرنے والے کون۔ آللہ اذن لکم ام علی اللہ تفترون ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از شہر بریلی
روز شنبہ تاریخ ۲۵ شعبان ۱۳۳۴ھ

اگر کوئی مجلس خلاف شرع ہو یعنی ناچ یا باجا وغیرہ ہوئے تو اس میں کھانا وغیرہ کھانا چاہئے اور اس میں شرکت کرنا چاہئے یا نہیں اور اگر اس میں کھانا کھانا چاہے تو وہ کون سی شکل ہے جو شرع کے موافق جائز ہو جاوے فقط

الجواب

کسی خلاف شرع مجلس میں شرکت جائز نہیں اور کھانا بھی اسی جگہ جہاں وہ خلاف شرع ہو رہے ہیں تو اس کھانے میں بھی شرکت جائز نہیں اور اگر وہ کھانا دوسرے مکان میں ہے وہاں کوئی امر خلاف شرع نہیں تو عام لوگوں کو جانے اور کھانے میں حرج نہیں مگر عالم یا مقتدا وہاں بھی نہ جائے مگر اس صورت میں کہ اوس کے جانے سے وہ امور خلاف شرع بند ہو جائیں گے تو ضرور جائے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ ابوبکر علی محمد نو
روز چہارشنبہ ۳ رمضان المبارک ۱۳۳۴ھ

ایک شخص کھتری کا کام کرتا ہے اور کپڑے میں کنڈیں باندھنے کیلئے چند ناخون رکھوانیکی بہت ضرورت پڑتی ہے تو اب وقت ضرورت ناخون رکھوانے کیلئے کیا حکم ہے تحریر فرمائیں فقط

الجواب

چالیس روز سے زیادہ ناخن یا موئے بغل یا موئے زیر ناف رکھنے کی اجازت نہیں چالیس روز کے گنہگار رہوں گے ایک آدھ بار میں گناہ صغیرہ ہوگا عادت ڈالنے سے کبیرہ ہو جائیگا فسق ہوگا صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے وقت لنا لفظہ عند احمد وابی داؤد والترمذی والنسائی وقت لنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی قص الشارب وتقلیم الاظفار ونتف الابط وحلق العانۃ ان لا نترک اکثر من اربعین لیلۃ درمختار میں ہے کرہ ترکہ وراء الاربعین ردالمحتار میں ہے ای تحریما لقول المجتبی ولاعذر فیما وراء الاربعین ویستحق الوعید پیتل وغیرہ کے ناخن بنواکر ایسے کہ اونگلیوں پر چڑھ سکیں مثلاً ایک پورے کے قدر اونگلی کی شیپ جیسے اونگلی میں پہن لیا جائے اور اس پر ناخن بنا ہو ان سے کام لیا جائے یہ سونے چاندی کے جائز نہیں حتی کہ عورتوں کو بھی احتراز چاہئے کہ یہ صرف پہننا نہیں بلکہ دوسرے کام میں استعمال واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۔ از بمبئی خندھرسٹ روڈ ۹ شیخ امام علی صاحب اسکریم والے ۔ ۶ رمضان المبارک روز شنبہ ۱۳۳۴ھ

جھینگا مچھلی کا شمار مچھلیوں میں ہے یا نہیں اور اس کا کھانا ہمارے مذہب میں جائز ہے یا مکروہ یا کیا فقط

الجواب

جھینگے میں اختلاف ہے کہ وہ مچھلی ہے یا نہیں اگر مچھلی ہے حلال ورنہ حرام ہے لہذا اس سے بچنے میں احتیاط ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ حکیم محمد حسن از بہیڑی ضلع بریلی ۶ رمضان المبارک ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ محکمہ آبکاری میں جو کہ گورنمنٹ کی طرف سے ملازمت کرتے ہیں مثلاً جیسے کہ انسپکٹر آبکاری یہ ملازمت جائز ہے یا ناجائز ۔ اگر جائز ہے تو کس وجہ سے اور ناجائز ہے تو کس وجہ سے جملائل بیان فرمایئے فقط

الجواب

شراب کا بنانا بنوانا چھونا اٹھانا رکھنا رکھوانا بیچنا بکوانا مول لینا لوانا سب حرام حرام حرام ہے اور جس نوکری میں یہ کام یا شراب کی نگاہداشت اوسکے دام کا حساب کتاب کرنا ہو سب شرعاً ناجائز ہیں ۔ قال اللہ تعالیٰ لا تعاونوا علی الاثم والعدوان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لعن اللہ الخمر وشاربھا وساقیھا وبائعھا ومبتاعھا وعاصرھا ومعتصرھا وحاملھا والمحمولۃ الیہ واکل ثمنھا رواہ ابوداؤد والحاکم وصححہ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مسئولہ سیٹھ حاجی اَلّو صاحب ۔ از پوربندر کاٹھیاواڑ شنبہ ۶ رمضان شریف ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علماء اس مسئلہ میں کہ گجراتی زبان لڑکیوں کو غیر مذہب والی عورتوں سے سیکھوانا یعنی پڑھوانا اور نیز لکھنے کی تعلیم دلوانا جیسے ہندوانی وآریہ مذہب والی

عورتوں سے قبل واقفیت ضروری علم دینی کے جائز ہے یا نہیں یعنی اپنے دین حقہ کے مسائل اور دیگر مسائل روزمرہ مثل نماز و روزہ وغیرہ کے پہلے اور
نیز اردو کی دنیوی کتابیں پڑھوانے کے واسطے کیا حکم ہے یعنی ہم لوگوں نے مدرسہ قائم کیا ہے اس مدرسہ میں عربی اردو گجراتی علم پڑھایا جاتا ہے اب
ہم علمائے دین سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ گجراتی علم لڑکیوں کیلئے درست ہے یا نہیں اگر گجراتی علم درست ہو تو ہنود عورتوں سے پڑھوانا
جائز ہے یا نہیں اور لڑکیوں کو لکھنا اور پڑھانا سکھانا جائز ہے یا نہیں اور یہی علوم مسلمان عورتوں سے سیکھنا درست ہے یا نہیں ۔ فقط

الجواب ـــــ الملکتوب

عورتوں لڑکیوں کو لکھنا سکھانا منع ہے حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا تعلموھن الکتابۃ عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ
اس میں فتنہ کا دروازہ کھولنا ہے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے والفتنۃ اشد من القتل فتنہ قتل سے بھی سخت تر ہے حضرت لقمان علی الانبیاء الکرام
وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک لڑکی کمتب میں ایسی تعلیم ہوتے ہوئے دیکھی فرمایا لمن یصقل ھذا السیف یہ تلوار کس کیلئے صیقل کی جارہی ہے
یہ انھوں نے اپنے زمانہ کی نسبت فرمایا اب تو جیسے فتنہ کا زمانہ ہے ظاہر اس لئے درمختار وغیرہ میں فرمایا من لم یعرف اھل زمانہ فھو جاھل
غیر مذہب والیوں کی صحبت آگ ہے ذی علم عاقل بالغ مردوں کے مذہب اس میں بگڑ گئے ہیں عمران بن حطان رقاشی کا قصہ مشہور ہے یہ تابعین
کے زمانہ میں ایک بڑا محدث تھا خارجی مذہب کی عورت کی صحبت میں معاذ اللہ خود خارجی ہوگیا اور یہ دعویٰ کیا تھا کہ اوسے سنی کرنا چاہتا ہے جب صحبت
کی یہ حالت تو استاذ بنانا کس درجہ بدتر ہے کہ استاذ کا اثر بہت عظیم اور نہایت جلد ہوتا ہے اور پھر کمسن لڑکیاں کچی لکڑی جدھر کو پھیرئیے پھر جائینگی
تو غیر مذہب عورت کی سپردگی یا شاگردی میں اپنے بچوں کو وہی دیگا جواب دین سے واسطہ نہیں رکھتا اور اپنے بچوں کے بددین ہوجانے کی پرواہ نہیں رکھتا شریعت
کا تو یہ حکم ہے کہ کافرہ عورت سے مسلمان عورت کو ایسا پردہ واجب ہے جیسا انھیں مرد سے یعنی سر کے بالوں کا کوئی حصہ یا بازو یا کلائی یا گلے سے پاؤں کے گٹوں کے
نیچے تک جسم کا کوئی حصہ مسلمان عورت کا کافرہ عورت کے سامنے کھلا ہونا جائز نہیں درمختار و تنویر الابصار میں ہے والذمیۃ کالرجل الاجنبی فی الاصح فلا تنظر الی
بدن المسلمۃ یہ حکم اس کافرہ کی نسبت فرمایا جو سلطنت اسلام میں مطیع الاسلام ہوکر رہتی ہے پھر اس کا کیا ذکر جو مطیع الاسلام بھی نہیں اہلسنت
وجماعت کے عقیدے اور طہارت و نماز و روزہ کے مسئلے سیکھنا سب پر فرض ہے لڑکیوں کو بھی سکھانا فرض ہے اور ان کی معتبر کتابیں جیسے عقائد
میں مختصر رسالہ عرفان ایمان وغیرہ (نہ وہ کتابیں کہ بددینوں یا بدمذہبوں نے لکھیں جیسے بہشتی زیور وغیرہ کہ ایسی کتابیں پڑھنا پڑھانا حرام ہے)
غرض سنی عالم کی اردو تصنیف صحیح العقیدہ نیک خصلت سے پڑھوانا ضروری ہے ان ضروریات اور قرآن عظیم پڑھنے کے بعد پھر اگر اردو یا گجراتی
کی دنیوی کتاب جسمیں کوئی بات نہ دین کے خلاف ہو نہ بے شرمی کی نہ اخلاق و عادات پر برا اثر ڈالنے کی اور پڑھانے والی عورت سنی مسلمان پارسا
حیادار ہو تو کوئی حرج نہیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

غلام محی الدین ۴ شوال المعظم ۳۴ھ

مسئلہ ۔ از ملک گجرات علاقہ احمد آباد مقام برمگام جامع مسجد
علمائے شرع متین کی خدمت میں چند سوالات عرض کئے جاتے ہیں ۔ سوال اوّل ۔ ایک شخص نے مدرسہ فخراً وحسداً قائم کیا ہے کہ سابق اوسکے سے ایک
مدرسہ جاری تھا بعینہٖ شد عموما استفادہ عباد اللہ کیلئے قائم کیا گیا تھا تو اوسکے شکست و نیست و نابود کرنے کی غرض سے یہ ثانی مدرسہ قدیمہ میں کوئی نہ
پڑھے اور بند ہوجائے حالانکہ مدرسہ ثانیہ کی ضرورت نہ تھی آیا اس طور سے اور اپنی اغراض نفسانی اور حطام دنیوی سے مدرسہ قائم کرنا جائز ہے
یا نہیں ۔ ع۲ ۔ ایک شخص منکر قیامت اور تارک الجماعت اور منکر جمعہ ہے باوجود ان اعتقادات کے تعلیم و تعلم گجراتی اور انگریزی میں ترقی اور دینی علوم میں
تنزل پسند کرنیوالا شخص ہے تو اگر ایسا شخص مدرسہ قائم کرے تو اوس میں دینی تعلیم و تعلم جائز ہے یا نہیں اور اخلاق بگڑنے کے خوف سے احتراز لازم
ہے یا نہیں ۔ ع۳ ۔ ایک شخص شریر اور فتنہ انگیز اور فقہائے کرام کی کتابوں کا منکر اور فعل لواطت کا قائل بلکہ زانی بھی ہے تو ایسے مدرس کے پاس اپنی اولاد
کو پڑھانا درست ہے یا نہ اور اوس شخص کا کیا حکم ہے ۔ اجیبوا بما ھو صواب

جواب سوال اول ۔ اگر واقع یہی ہے کہ پہلا مدرسہ تعلیم دین مطابق مذہب اہلسنت وجماعت کیلئے کافی ووافی تھا اور اس پر عقداً وعملاً کوئی اعتراض
شرعی نہ تھا تو اس کے قرب میں دوسرا مدرسہ محض بلا حاجت قائم کرنا عبث بلکہ تفریق قوت ہے لیکن اگر حالت یہ ہے جو سوال میں لکھی تو یہ مدرسہ اوس مدرسہ کے توڑنے

اور ضرر پہنچانے کیلئے قائم کیا گیا اور پہلا مدرسہ واقعی خالص مدرسہ اہلسنت وجماعت مطابق شریعت ہے تو اس نیت نامحمود کے ساتھ یہ جدید مدرسہ مسجد ضرار
کے حکم میں ہوگا اور اس کے اہل پر اس کا بند کردینا واجب قال صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لاضرر ولاضرار فی الاسلام ۔ واللہ تعالی اعلم
ع۲ ۔ جو شخص قیامت کا منکر اور دین کا معاذ اللہ تنزل چاہنے والا ہے وہ کسی طرح مسلمان نہیں ہوسکتا اور مرتد کی صحبت آگ ہے نہ کہ اوسکے زیر
تربیت ہو قال اللہ تعالی واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین اور جب وہ دین کا تنزل چاہنے والا ہے تو تعلیم
دین کی ترقی اوس سے کیونکر متوقع ہے اوس مدرسہ کے پاس نہ جانا چاہئے اور چھوڑ دیا جائے کہ اوسی کے خیال والے اوس میں پڑھیں ۔ واللہ تعالی اعلم
ع۳ ۔ کتب فقہائے کرام کا منکر گمراہ بددین ہے اور حل لواطت کا قائل کافر ایسے شخص کے پاس بیٹھنا حرام ہے نہ کہ اوس سے پڑھنا قال اللہ تعالے
ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار ۔ واللہ تعالی اعلم ۔

مسئلہ ۔ مسئولہ احمد الدین مقام کمپ بوند شنبہ ۱۲ شوال المکرم ۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید ایک مسجد میں پیش امام ہے اور عام لوگوں نے یہ شہرت دی ہے کہ زید نے فلاں
عورت کے ساتھ زنا کیا ہے اور جب حلفیہ شہادت لی گئی تو عینی شہادت کوئی نہیں دیتا ہے اور کہتے ہیں کہ ہم نے فلاں سے سنا ہے اور اوس سے پوچھو تو
وہ یہ کہتا ہے کہ میں نے فلاں سے سنا ہے عینی شہادت کوئی نہیں بیان کرتا ہے ایسی صورت میں بعض اشخاص نے زید کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی ہے
اگر احتیاطاً ایسی حالت میں زید سے توبہ استغفار کرائی جاوے تو اوسکی امامت درست ہوگی یا نہیں اور عام لوگ یہ کہتے ہیں کہ جبتک علماء فتوی نہ دیں گے
توہم اوسکے پیچھے نماز نہ پڑھینگے آیا ایسی حالت میں وہ توبہ استغفار کرے اور پھر نماز پڑھائے تو زید کے پیچھے نماز جائز ہوگی یا نہیں اور زنا پر عند الشرع شریف کے گواہوں
کی ضرورت ہے اور وہ کیسے ہوں ۔ فقط

الجواب

مسلمان پر بدگمانی حرام ہے قال اللہ تعالی یایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم خاص معائنہ کے چار گواہ مرد ثقہ متقی پرہیزگار
درکار ہیں بغیر اسکے جو اوسے متہم زنا کرے گا شرعاً اسی کوڑوں کا مستحق ہوگا زید کی امامت میں کوئی حرج نہیں اور توبہ واستغفار مسلمان کو ہر حال میں چاہئے ۔
واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۔ مسئولہ مولوی ظفر الدین صاحب مدرس مدرسہ نور الہدی پانکی پور ڈاکخانہ سندر وچہارشنبہ ۱۵ شوال ۳۴ھ

حضور کا کیا حکم ہے کہ ایک عورت کے اوپر جن آتا ہے اور وہ علانیہ اوسکو دیکھتی ہے اور وہ اوس کے پاس اگر روپے وغیرہ نوٹ دیکر جاتا ہے تو آیا
اوس نوٹ اور روپے کو صرف کرنا چاہئے یا نہیں اور استعمال میں لانا شرعاً جائز ہے یا نہیں ۔

الجواب

وہ جن جو کچھ اوس عورت کو دیتا ہے اوسکا لینا حرام ہے کہ وہ زنا کی رشوت ہے درمختار میں ہے ماید فعہ متعاشران رشوۃ اگر وہ لینے پر مجبور کرے
لیکر فقراء پر تصدق کردیا جائے اپنے صرف میں لانا حرام ہے ۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۔ از ملک گجرات ضلع احمد آباد شہر پیران پاٹن محلہ محمدی وارہ معرفت سید عبد القادر صاحب رسیدہ اصغر احمد صاحب بنگالی پنجشنبہ ۱۶ شوال ۳۴ھ

حضرت شمس العلماء الدین اسوۃ الحکماء المحققین اعنی مخدومنا ومکرمنا جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب حفظھم الواھب من النوائب ۔
الف الف سلام معروض اینکہ حضور والا کے ارشاد کے بعد جب مراجعت الی الکتب کیا فی الواقع جواب لسان وعلی الفور واجب ہے اور علامہ مناوی نے
تخییر بین اللفظ والمراسلۃ لکھا ہے مگر علامہ شامی نے اسی کا بعدہی خط کا جواب دینے کو واجب لکھا ہے ۔ وھو لکن فی الجامع الصغیر للسیوطی رد جواب الکتاب
حق کرد السلام اگر اس میں کوئی خلاف ہو تو اصلاح فرماکر مرہون منت فرمائیں فقط ۔

الجواب

مولانا المکرم ذی اللطف والکرم اکرمکم المولی تعالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ہمارے نزدیک جواب سلام علی الفور ہے تاخیر میں اثم ہوگا حتی قالوا لواخر

الی آخر الکتاب کہ علامہ مناوی شافعی ہیں نہ امام سیوطی ولہذا عبارت مذکورہ کے بعد مناوی میں ہے وبہ قال جمع شافعیة منهم المتولی والتق وی فی الاذکار زاد فی المجموع له یجب لو دورا اور حدیث کی سند بشدت ضعیف ہے۔ اور اوس کا رفع ثابت نہیں ہاں جواب کتاب حتی الوسع ضرور دینا چاہئے ولو بعد حین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از فرخ آباد شمس الدین احمد ۱۸ شوال المعظم ۱۳۳۴ھ

۱ ایک شخص اپنی سوتیلی ماں کیساتھ کبھی تو ایک دالان میں تنہا رات کو سوتا ہے اور دروازہ دالان کا موٹی چکوں سے پردہ دار ہوتا ہے باہر سے اندر کا کچھ حال کسی کو نظر نہیں آتا اور چراغ وغیرہ بھی نہیں ہوتا سوتے وقت اندھیرا کرلیا جاتا ہے اور کبھی کوٹھری کے اندر ایک شخص اور کوٹھری کے باہر دوسرا شخص اور تیسرا کوئی نہیں اسطرح سے سوتے ہیں اور کبھی تنہا ایک مکان میں۔

۲ روزانہ کے برتاؤ بالکل ایسے ہیں جیسے میاں بی بی کے ان دونوں کے بہت قریبی لوگوں سے جو سنا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہمکو مسائل شرعیت معلوم نہیں ہم تو صرف یہ جانتے ہیں کہ ان دونوں نے آپس میں نکاح خفیہ کرلیا ہے۔ یہ اون لوگوں کا بیان ہے جو اوس مکان میں یا تو ہمیشہ رہتے ہیں یا کبھی جاکر دوچار روز رہتے ہیں اور حالات دیکھتے ہیں۔ کیا ان دونوں شخصوں کا ایسا تخلیہ جائز ہے اور اون دونوں یا ایک کے کسی رشتہ دار کو جو چھوٹا ہو اس معاملہ سے منع کرنا چاہئے حالانکہ یہ بات معلوم ہے کہ ان دونوں کو اس بات سے منع کیا جاویگا تو بہت سخت مخالف اور رنجیدہ منع کرنے والے سے ہوں گے۔ فقط۔

۳ درخت تاڑ کی فصل فروخت کرنا یعنی تاڑی نکالکر بیچنے کی اجازت دینا اور اوسکی قیمت لینا درست ہے یا نہیں فقط

الجواب

۱ اس کی اجازت نہیں اگرچہ وہ اسپر حرام ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲ ایسے برتاؤ سے اون پر احتراز لازم ہے حدیث میں ہے من کان یؤمن باللہ والیوم الاٰخر فلا یقفن مواقف التهم علمائے کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ جوان ساس کو داماد سے پردہ چاہئے یونہی حقیقی رضاعی بہن سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۳ ممنوع ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از لکھنؤ امین آباد مسئولہ سید برکت علی صاحب بریلوی شنبہ ۲۵ شوال ۱۳۳۴ھ

کسی سید کو صحیح النسب سید نہ کہنا بلکہ اوسکو ناجائز پیشہ وروں (مراثی وغیرہ) سے مثال دینا کیسا ہے اور اوس مثال دینے والے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں اور سید کی بے توقیری کرنیوالا گمراہ بدمذہب ہے یا نہیں فقط

الجواب

سنی سید کی بے توقیری سخت حرام ہے صحیح حدیث میں ہے ستة لعنتهم لعنهم الله وکل نبی مجاب الزائد فی کتاب الله والمکذب بقدر الله والمستحل من عترتی ماحرم الله الحدیث۔ چھ شخص ہیں جن پر میں نے لعنت کی اللہ اونپر لعنت کرے اور ہر نبی کی دعا قبول ہے از انجملہ ایک وہ جو کتاب اللہ میں اپنی طرف سے کچھ بڑھائے اور وہ جو خیر و شر سب کچھ اللہ کی تقدیر سے ہونے کا انکار کرے اور وہ جو میری اولاد سے اوس چیز کو حلال رکھے جو اللہ نے حرام کیا اور ایک حدیث میں کہ ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من لم یعرف حق عترتی فلاحدی ثلث اما منافق واما ولد زانیة واما حملته امه علی غیر طهر۔ جو میری اولاد کا حق نہ پہچانے وہ تین باتوں میں ایک سے خالی نہیں یا تو منافق ہے یا حرامی یا حیضی بچہ مجمع الانہر میں ہے من قال لعالم عویلم او لعلوی علیوی استخفافا فقد کفر جو کسی عالم کو مولویا یا سید کو میروا اوسکی تحقیر کیلئے کہے وہ کافر ہے اور اسمیں شک نہیں جو سید کی تحقیر بوجہ سیادت کرے وہ مطلقاً کافر ہے اوس کے پیچھے نماز محض باطل ہے ورنہ مکروہ اور جو سید مشہور ہو اگرچہ واقعیت نہ معلوم ہو اوسے بلا دلیل شرعی کہدینا کہ یہ صحیح النسب نہیں اگر شرائط قذف کا جامع ہے تو صاف کبیرہ ہے اور ایسا کہنے والا اسی کوڑوں کا سزاوار اور اسکے بعد اوسکی گواہی ہمیشہ کو مردود اور اگر شرائط قذف نہو تو کم از کم بلا وجہ شرعی ایذائے مسلم ہے اور بلا وجہ شرعی ایذائے مسلم حرام قطعی۔ قال اللہ تعالیٰ والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنٰت بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بهتانا واثما مبینا ہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من اٰذی مسلما فقد اٰذانی ومن اٰذانی فقد اٰذی اللہ

جس نے بلا وجہ شرعی سنی مسلمان کو ایذا دی اوس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اوس نے اللہ عزوجل کو ایذا دی والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از شہر بریلی مسئولہ خورشید حسین ۲۵ شوال ۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علماء اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کے ہاتھ میں رعشہ ہے وہ استرہ نہیں لے سکتا خوف زخمی ہونے کا ہے تو وہ کیا کرے ۔

الجواب ۔ نورہ کا استعمال کرے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مسئولہ حاجی عبدالغنی صاحب طالب علم بنگالی مدرسہ اہلسنت وجماعت بریلی بتاریخ ۱۳ ذی القعدہ ۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کو غسل کی حاجت تھی ہمراہ کپڑے ناپاک غسل کرلیا بعدہ اوس پاجامہ کو اوتار کر دھونا چاہا جب دھونے لگا تو اوسی ناپاک ہاتھ سے جو پاجامہ کے استعمال سے ناپاک ہوگیا تھا گھڑے اور لوٹے کو چھوا تو یہ گھڑا بدھنا بھی ناپاک ہوا دوسرے شخص نے اس گمان سے کہ زید نے ناپاک ہاتھ لگایا ہے اوس گھڑے بدھنے کو توڑ ڈالا آیا اب اس کا عوض زید پر لازم ہوگا یا عمر پر جس نے توڑ ڈالا ہے ۔ بینوا توجروا

الجواب الملفوظ ۔ گھڑا جس نے توڑ دیا اوسپر تاوان ہے اور اگر پاجامہ پاک کرنے کے بعد ہاتھ لگایا تو ناپاک بھی نہ ہوا کہ جو چیز ہاتھ سے پاک کی جائے اوسکے پاک ہونے کیساتھ ہاتھ بھی پاک ہوجاتا ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۔ از کلکتہ ڈاکخانہ ہٹ تلا بڑا صاحب کا ہاٹ محمد غلام فریاد بروز چہارشنبہ ۱۳ ذوالقعدہ ۳۴ھ

مکرمی معظمی جناب مولانا شاہ عبدالمصطفےٰ احمد رضا خانصاحب بعد آداب و تسلیم معروض آنکہ ہملوگ حاطہ بنگال ضلع فرید پور تھانہ پالنگ موضع لاکرتلہ میں سب لوگ اہلسنت والجماعت کا ہوں مگر ان میں سے بعض لوگ اپنے حنفی کہلاتے ہیں مگر عقیدہ وہابیت کا ہے یعنی دیوبند کا چونکہ وہ لوگ دیوبند کا کیفیت سے اچھی طرح واقف نہیں اور ہمارے بنگال کا ہادی جونپور کے مولانا کرامت علی صاحب کا اولاد میں وہ لوگ بھی دیوبند کے عقیدہ پر چلتے ہیں یعنی قیام وفاتحہ وثانی جماعت وغیرہ کو ناجائز کرتے ہیں لہذا ہملوگ نے حضور کی کتاب کو کبۃ الشہابیہ اور چند پرچہ کلکتہ منشی لعل خانصاحب سے منگاکر دکھلایا کہ تم لوگوں کی عقیدہ اہلسنت وجماعت کے خلاف ہے بہرحال ہم لوگ سے اختلاف کرتا رہا مگر اسوقت مسئلہ قدمبوسی اور سجدہ تحیہ میں ہملوگوں کو بہت مجبور کیا ہم لوگ قادریہ شریف میں سلسلہ بھاگل پور کے مریدان اسلام آباد احاطہ بنگال کے مولانا شاہ محمد عبدالحیٰ صاحب سے دست بیعت کیا ہوں انھوں نے سجدہ تحیہ کو جائز رکھتے ہیں اور دیوبندی خلاف ہیں اب ہم لوگوں نے کہا کہ یہ مسئلہ ایسے آدمی سے دریافت کرنا چاہئے جو کہ متوسط سنت والجماعت کا ہیں ۔ لہذا ہم لوگ حضور کو بمقابلہ مقتدا اسلام اور حامی سنت والجماعت کا جانتا ہوں اب یہاں سے دفتوی جاتا ہے ہم لوگ سجدہ تحیہ کو جائز رکھتا ہوں اور مقتدا دیوبندی کفر اور حرام و ناجائز کہتے ہیں خیر گزارش ضروری یہ ہے حضور اگر جائز کرتے ہیں تو بہت خوب اور اگر ناجائز کریں بسر تسلیم مان لیتا ہوں مگر امید کرتا ہوں کہ جواب اسطرح ہونا چاہئے کہ فتوی دیوبندی ہم پر غالب نہو جائے ۔ والسلام

الجواب

بزرگان دین کی قدمبوسی بلاشبہہ جائز بلکہ سنت ہے بکثرت احادیث سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے پائے مبارک چومے اور حضور نے منع نہ فرمایا رہا سجدہ تحیت اگلی شریعتوں میں جائز تھا ملئکہ نے بحکم الٰہی حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا حضرت سیدنا یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اونکی زوجہ مقدسہ اور گیارہ صاحبزادوں نے (…حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا) سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جو حضرت سیدنا مریم کے شکم مبارک میں تھے اور سیدنا یحییٰ علیہ الصلاۃ والسلام اونکی بہن کے شکم مقدس میں جب حضرت مریم اپنی بہن کے پاس تشریف لائیں اون کی بہن عرض کرتی ہیں انی اری ما فی بطنی یسجد لما فی بطنک میں دیکھتی ہوں کہ وہ جو میرے پیٹ میں ہے اوسکے لئے سجدہ کرتا ہے جو تمہارے پیٹ میں ہے ۔ وہابیہ خذلہم اللہ تعالیٰ کہ اسکو شرک کہتے اللہ کے رسولوں اور فرشتوں کو شرک کا مرتکب اور اللہ عزوجل کو معاذاللہ شرک کا حکم دینے والا ٹھہراتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ ورفع ابویہ علی العرش وخروا لہ سجدا ۔ وقال اللہ تعالی واذ قلنا للملئکۃ اسجدوا لاٰدم فسجدوا الا ابلیس دیوبندیہ خود مرتدین ہیں اونکو مسائل اسلامی میں دخل دینے کا کیا حق علمائے حرمین شریفین نے اون کے پیشواؤں کو نام بنام لکھا ہے کہ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر جو ان کے عقائد پر مطلع ہوکر اون کے کفر میں شک کرے خود کافر ہاں ہماری شریعت مطہرہ نے

غیرِ خدا کیلئے سجدہ تحیت حرام کیا ہے اس سے بچنا فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مسئولہ مولوی خلیل الرحمٰن صاحب از کاٹھیاواڑ ۱۷ ذوالقعدہ ۳۴ھ

ایک شخص لوہے اور پیتل کا زیور بیچتا ہے اور ہندو مسلمان سب خرید تے ہیں اور ہر قوم کے ہاتھ وہ بیچتا ہے غرضکہ یہ وہ جانتا ہے کہ جب مسلمان خرید کرینگے تو اوسکو پہنیں گے تو ایسی چیزوں کا فروخت کرنا مسلمان کے ہاتھ جائز ہے کہ نہیں۔

الجواب

مسلمان کے ہاتھ بیچنا مکروہ تحریمی ہے۔

۲۔ کانسہ جو شکل پیتل ہوتا ہے استعمال کرنا چاہیئے یا نہیں۔

الجواب۔ کانسہ کے برتن میں حرج نہیں اور اوسکا زیور پہننا مکروہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مسئولہ ولی محمد کلاہ فروش بازار چوک بہرائچ چہارشنبہ ۱۹ ذوالقعدہ ۳۴ھ

خیاط لوگ اون کپڑوں میں سے جو اون کے پاس بغرضِ سلائی لوگ لیجاتے ہیں کچھ تھوڑا کپڑا بمقدار ایک کلاہ کے بچا لیتے ہیں اور اوس کپڑے کی کلاہ وغیرہ بنا کر بدست کلاہ فروش بہ نسبت شرح قیمت دوسری ٹوپیوں کے کم قیمت پر فروخت کر لیتے ہیں کوئی شخص بازار کے تمام کلاہ فروشاں میں سے سوائے ایک شخص کے انکار اون خیاطوں کی ٹوپیاں وغیرہ خریدنے اور اون کے منافع سے مستفیض ہونے سے نہیں کرتا ہے اور محترز کی سعی سے اصلاح حال خیاط لوگوں کی اور خرید کرنے والے کلاہ فروشاں کی غیر ممکن ہے کیا ارشاد فرماتے ہیں علمائے دین۔ اور محترز اگر ایسے پارچہ کی ٹوپیاں وغیرہ خیاط لوگوں سے خرید کرلے تو محترز باعث معصیت ہوگا یا نہیں۔

الجواب

ضرور معصیت و حرام ہے اور یہ خیال کہ ایک کے چھوڑنے سے تو یہ بند نہیں ہوتا محض بے معنی ہے اسکا حساب اسپر اور اون کا حساب اوروں پر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از ملک کاٹھیاواڑ مقام اڑتیان امین احمد پنجشنبہ ۱۹ ذی الحجہ ۳۴ھ

۱۔ گوشت ہمیشہ کیواسطے کھانا بعضے بولتے ہیں کہ یہ قرآن شریف سے ثابت نہیں ہے اسکا خلاصہ لکھنا۔

۲۔ قرآن شریف کی تلاوت آواز سے کرنا یا آہستہ چاہیئے۔

الجواب

۱۔ قرآن مجید میں گوشت ہمیشہ کھانے کی کہیں ممانعت نہیں یہ غلط بات ہے ہاں نفس پروری کو قرآن مجید نے منع فرمایا ہے۔

۲۔ قرآن مجید کی تلاوت آواز سے کرنا بہتر ہے مگر نہ اتنی آواز سے کہ اپنے آپکو تکلیف یا کسی نمازی یا ذاکر کے کام میں خلل ہو یا کسی جائز نیند سونے والے کی نیند میں خلل آئے یا کسی بیمار کو تکلیف پہنچے یا بازار کا سرا یا عام سڑک ہو یا لوگ اپنے کام کاج میں مشغول ہیں اور کوئی سننے کیلئے حاضر نہ رہے گا ان صورتوں میں آہستہ ہی پڑھنے کا حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ امام بخش فریدی از جامپور ضلع ڈیرہ غازیخان دوشنبہ ۳ محرم الحرام ۱۳۳۵ھ

سماع فی نفسہٖ کا قطع نظر اس سے کہ سلسلہ قادریہ اور نقشبندیہ میں نہیں سننے کا کیا حکم ہے۔

الجواب

سماع کہ بے مزامیر ہو اور مسمع نہ عورت ہو نہ امرد اور مسموع نہ فحش نہ باطل اور سامع نہ فاسق ہو نہ شہوت پرست تو اوسکے جواز میں شبہہ نہیں قادریہ و چشتیہ سب کے نزدیک جائز ہے ورنہ سب کے نزدیک ناجائز۔ والتفصیل فی رسالتنا اجل التحبیر فی حکم السماع والمزامیر واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مرسلہ عبدالستار اسمٰعیل صاحب از گونڈل کاٹھیاواڑ یکم صفر ۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت ان مسائل میں ۱۔ مخمل اور کمخواب سوتی یا ریشمی کا استعمال مرد کیلئے جائز ہے یا نہیں اس طرف اکثر

مسلمان مخمل کی ٹوپی اور سدری وغیرہ پہنتے ہیں۔ ع۲ ایسے کپڑے جو مرد کو ناجائز ہوں اون کے ساتھ نماز پڑھنا کیسا ہے مثلاً زری کی مغرق ٹوپی یا سدری ریشمی پائجامہ انگرکھا یا پیراہن انگشت میں سونے کی انگوٹھی بدن پر سونے کا چین وغیرہ ع۳ سونے یا چاندی کی گھڑی جیب میں رکھنے کی مرد استعمال کرسکتا ہے یا نہیں نیز اس قسم کی گھڑی جیب میں پڑی ہے اور نماز ادا کرے تو جائز ہے یا نہیں ع۴ وہ اشیا جن پر سونے چاندی کا پانی چڑھا ہو جیسے گلٹ کہتے ہیں مرد استعمال کرسکتا ہے یا نہیں ع۵ اکثر لوگ اپنی اپنی جوتیوں کو بغرض حفاظت مسجد کے اندر لیجا کر اپنے قریب یا کسی گوشہ میں رکھتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں ع۶ شراب افیون یا ہر وہ چیز جو شرعاً حرام یا ناپاک ہو اوسکا کسی مرض میں خارجاً ضماداً استعمال کرنا کیسا ہے اسی طرح بچوں کو نیند لانے یا رونے سے روکنے کی غرض سے دوا میں قدرے افیون کا کھلانا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

ع۱ کمخواب یا مخمل سوتی مرد کو جائز ہے اور ریشمی ناجائز ع۲ ناجائز لباس کیساتھ نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے کہ اوسکا اعادہ واجب۔ ع۳ سونے کی گھڑی جیب میں ہو تو نماز میں حرج نہیں کہ جیب میں رکھنا پہننا نہیں جیسے جیب میں اشرفیاں پڑی ہوں ہاں سونے کی گھڑی یا چاندی کی گھڑی میں وقت دیکھنا مرد و عورت سبکو حرام ہے کہ عورتوں کو پہننے کی اجازت ہے نہ اور طرق استعمال کی ع۴ کرسکتا ہے سونے یا چاندی کا پانی وجہ ممانعت نہیں ہاں اگر وہ شئے فی نفسہٖ ممنوع ہو تو دوسری بات ہے جیسے سونے کا ملمع کی ہوئی تانبے کی انگوٹھی ع۵ جوتے جن میں نجاست نہو اگر کسی گوشہ میں رکھدیئے جائیں یا اپنے پاؤں کے سامنے تو حرج نہیں مگر سجدہ کے سامنے نہوں کہ نمازی کی طرف رحمت الٰہی متوجہ ہوتی ہے نہ دہنی طرف کہ ادھر ملئکہ ہیں نہ بائیں طرف کہ دوسرے کے دہنی طرف ہونگے ہاں اگر یہ کنارہ پر کھڑا ہے کہ اسکے بائیں طرف کوئی نہیں اور دیوار کے متصل ہے کہ کسی کے آنے کا بھی احتمال نہیں تو رکھ سکتا ہے ع۶ شراب حرام بھی ہے اور نجس بھی اوسکا خارج بدن پر بھی لگانا جائز نہیں اور افیون حرام ہے نجس نہیں خارج بدن کو اوسکا استعمال جائز ہے بچے کو سلانے یا رونے سے باز رکھنے کیلئے افیون دینا حرام ہے اور اوسکا گناہ اس دینے والے پر ہے بچہ پر نہیں۔ ماحرم اخذہ حرم اعطاؤہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ مرسلہ محمد منظور عالم ۲ صفر المظفر ۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں اس ملک کے مولوی صاحبان کہتے ہیں کہ ہارمونیم بجانا اور سننا اور گراموفون بجانا یا سننا قطعی حرام ہے اگر درحقیقت حرام ہے تو اکثر بلاد میں بہت سے علماء ہند اسکو جائز رکھا ہے اور دیدہ دانستہ گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں اس کی کیا وجہ کیا وہ لوگ علم دین سے واقف نہیں ہیں یعنی اجمیر شریف پھلواری شریف بغداد شریف وغیرہ میں زمانہ عرس میں قوالی سنتے ہیں اوس کے سامنے ہارمونیم دستار ضرور ہوتا ہے اسکی کیا وجہ ہے از راہ مہربانی اسکے بارہ میں جیسا حکم ہو کس کس طریقہ والے کے نزدیک جائز ہے اور کس کس کے نزدیک ناجائز ہے جواب سے مطلع فرمائیں فقط

الجواب

ہارمونیم ضرور حرام ہے بغداد شریف میں تو اسکا نشان بھی نہیں نہ اجمیر شریف میں دیکھنے میں آیا نہ فاسقوں کا فعل حجت ہوسکتا ہے نہ کسی عالم نے اوسے حلال کہا اگر کسی نے حلال کہا ہو تو وہ عالم نہ ہوگا ظالم ہوگا گراموفون سے قرآن مجید کا سننا ممنوع ہے کہ اوسے لہو و لعب میں لانا بے ادبی ہے اور ناچ یا باجے یا ناجائز گانے کی آواز بھی سننا ممنوع ہے اور اگر کوئی جائز آواز ہو کہ نہ اوس میں کوئی منکر شرعی نہ وہ کچھ محل ادب تو اوسکے سننے میں فی نفسہٖ حرج نہیں ہاں لہو کا جلسہ ہو تو اوس میں شرکت کی ممانعت ہے اور تفصیل کامل ہمارے رسالہ الکشف شافیا میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مرسلہ حکیم وجیہ احمد صاحب از چھپرہ ضلع سارن محلہ بارہ دری۔ ۳ صفر ۳۵ھ

زبدۃ المحققین قبلہ نمائے آیات اولین عمدۃ الفواضل تسلیم بپائے تعظیم پذیرفتہ خدمت فیض درجت ہو۔ مزاج شریف۔ کچھ عرض ہے نظر فیض اثر اگر اس طرف متوجہ فرمائی جائے تو حکم العلماء ورثۃ الانبیاء سے مجھ عقیدت آور کو افادہ و امداد کامل پہنچے۔ اس علاقہ ملک ترھت

کے شہر چھپرہ میں بہت لوگ مولوی وارث حسن بنارسی کے مریدان ہیں اور خود وہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے مرید و خلیفہ ہیں جو اپنا سلسلہ مولانا امداد اللہ مہاجر مکی کیساتھ درست کرتے وصادق بتاتے اور مولوی اشرف علی دیوبندی جو فہو منہم ہیں اون کی تصانیف سند و شیوع میں لاتے ۔ ہم لوگ صوفیان مستند وصادقان واکابران بے جرم وداغ رہ سلوک وعرفان کے مقتدی و ہدایت یافتہ اور وہ لوگ تصوف غیر مقلدانہ آمیز سے علم افراشتہ ۔ رموز قرآنیہ کا فہم انکو آسان ہے مطالب حدیث غوامض اونکے کم علم کے بر نوک زبان ہے غرض عجب عنوان عمل وایقان ہے یہ بات معلوم ہوئی کہ کوئی کتاب حسام الحرمین ہے جس میں مولوی رشید احمد گنگوہی کی ارتداد بیعت از جانب مولانا امداد اللہ مہاجر مکی بمہر و سند درج ہے ۔ آپ جناب اقدس نے اوسے چھپوا دیا ہے پس یہ التماس خدمت شریف ہے کہ ایک جلد اوسکی اس بندۂ ناچیز کو بھی ارسال فرما کر مرہون منت فرمائیں اور اسکے علاوہ اور بھی کوئی رسالہ وغیرہ ان لوگوں کے عقائد یا انفساخ و نادرستی بیعت وغیرہ کے بارہ میں ہو وہ بھی مرحمت ہو دوسری بات یہ کہ اس ہیچمدان کو شوق حصول علم جفر ہوا نقوش وادعیات مرتبہ قاعدہ جفر زیادہ تر اثرات بروج وکواکب کیساتھ مبنی و محتوی ہیں لہذا تھوڑا حصہ علم نجوم کا بھی معلوم کرنا لازمی ہوا اوقات وساعات سبعہ سیارہ ومنازل وبروج سے واقفیت حاصل کرنا ضروری ٹھہرا پس سلسلہ بندان گنگوہی نے یکدم سرے سے علم نجوم ہی کو کل کفر ٹھہرایا اور بوجوہ اس کہ احوال مغیبات نجوم وجفر سے دریافت ہوتے لہذا علم جفر کو اوسکا چھوٹا بھائی بنایا اور ایک حدیث مشکوۃ کی ثبوت کفر میں پیش کیا کہ کاہن وساحر ومنجم یک حکم رکھتے اور علم نجوم سیکھنا اور سکھانا دونوں ہی کفر ۔ یہ کہا گیا کہ علم نجوم کل کفر ہو نہیں سکتا کیونکہ علما وفضلا وحکما ومفسرین ومحدثین کو تھوڑی واقفیت حقیقت اشیا وجزئیات امور علم نجوم کی بھی ضرور ہے تا استدلال وتردید مذاہب باطلہ کی وہ بخوبی کرسکیں اور اوسکی حقیقت وماہیت وافعال وخواص سمجھیں اور بتائیں چنانچہ تمثیل وتطبیق میں مولانا روم علیہ الرحمہ دفتر اول مثنوی معنوی میں یوں فرماتے ۔ ہر کرا با اخترے پیوستگی ست ؛؛ مر ورا با اخترے خود ہمتگی ست ؛؛ طالعش گر زہرہ باشد باطرب ؛؛ میل کلی دارد آں عشق وطلب ؛؛ در بود مریخی وخونریز خو ؛؛ جنگ وبہتان وخصومت جوید او گر بے وجود ہوتا وضلالت کی بات تھی تو مولانا نے اسپر کیوں واقفیت حاصل کیا اور مزید برآں دوسرے مسلمانان کے واقفیت عامہ کیلئے کیوں رقم فرمایا ۔ علوم نجوم اور احکام نجوم جو منجمین پیشین گوئیاں کہکر کماتے پھرتے یہ دونوں دو چیز ہے یہ البتہ ضرور ہے اور بیشک ہم اسپر معمل ہیں کہ احکام نجوم پر ہم ایمان نہیں رکھتے کہ بالیقین یہی ہوکے رہے گا ستاروں کو فاعل حقیقی ہم ہرگز نہیں سمجھتے ۔ مصدر خیر وشر ستاروں کو ہم کبھی نہیں جانتے مگر ہاں تاثیرات اونکے بیشک مانتے ۔ افعال اثر خوب یا خراب جو اللہ پاک نے اون میں دیکر متعین بکار عالم کیا ہے وہ بیشک بمرضی اللہ پاک یوماً ولیلاً جاری ہوا کرتا ۔ وسخر لکم اللیل والنھار والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ ط ان فی ذلک لایت لقوم یعقلون ہ تفسیر مولانا عبدالحق حقانی میں بہ تفسیر سورہ فاتحہ آیۃ اھدنا الصراط المستقیم دربیان وتشریح افراط وتفریط فی العبادات وافراط وتفریط فی العلوم کے آخر عبارت میں صاف درج ومستنبط ہے کہ علم نجوم وطلسم ونیرنجات وکیمیا وغیرہ علوم ودیگر فنون کا افراط منع ویکدم تفریط بھی ناجائز حالت درمیانی بہتر اور اسی کو حکمت کہتے اور حکمت وجہ کمال انسان اور مصداق صراط مستقیم ۔ جلد اول فتاوی میں مولانا مفسر دہلوی شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ کے درج ہے سوالات عشرہ جو شاہ بخارا نے اونکو لکھا تھا اوسکے جواب سوال ہفتم کہ علم منطق وعلم انگریزی وعلم فارسی وعلم فقہ وعلم نجوم ورمل وعلم قیافہ وسحر کے بارہ میں یہ تحریر کہ جو حکم صاحب آلہ کا وہی حکم آلہ کا اور تحصیل علم کیوجہ سے گنہگار نہیں ہوسکتا الخ اور اسی دفتر اول فتاوی میں بحصہ آخر مرقوم کہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے ایک شخص کو حفظ حرمت وعزت کیلئے انگشتری نقرئی پر اسم عزیز بقاعدہ تکسیر علم جفر کندہ کرا نیکو بوقت شرف قمر فرمایا اور تحقیق ساعت شرف قمر اہل نجوم سے کرنیکو فرمایا پس علم جفر اگر بحکم کفر یہ تھا تو اوس علم کے قاعدہ میں اسم الہی کا کیوں نقش بنایا اور علم نجوم بحکم کفر یہ تھا تو اوسکی ساعت اور اہل نجوم سے تحقیق کرلینے کو کیوں اجازت دیا اور بقول منکران سعد ونحس ستارگان کوئی چیز نہیں تو تخصیص شرف قمر کیا چیز ٹھہری اور مولانا محدث ہوکر خود ان دونوں علم کفریہ کو کیوں سیکھا وجانا اور دوسرے اہل اسلام کو کیوں بتایا اب آپ کی خدمت عالی میں بینوا وتوجروا کی عرض وتصدیع ہے کہ دربارہ امر متذکرہ جو کچھ بحکم آیات وحدیث ثابت ومستنبط ہوتا ہو وہ بدستخط ومہر اپنے زیب قلم فرمائیں تا معترضان عامل بالحدیثان کو دکھلایا جائے اور بسا اکابران دین وعاملان شرع مبین جو ان دونوں

علم مذکور کو جانتے تھے اونھوں پر الزام بدیہ جو عائد ہو رہا ہے بطریق احسن دفع کر دیا جائے و توثیق و تصدیق کے لئے زیب قلم فرمودہ آنجناب چوں حرز جان بحفاظت رکھا جائے۔

الجواب

حضرات علمائے کرام حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا و تکریما نے بالاتفاق رشید احمد گنگوہی و اشرفعلی تھانوی و اخوانہما کی نسبت نام بنام فتوائے کفر و ارتداد دیا ہے اور صاف ارشاد فرمایا ہے من شک فی عذابہ و کفرہ فقد کفر یہاں سے اون کی بیعت کی حالت بھی ظاہر کہ مرتد ہو کر بیعت کیونکر قائم رہ سکتی ہے اسکے لئے حسام الحرمین کا ملاحظہ کافی ہے جفر بیشک نہایت نفیس جائز فن ہے حضرات اہلبیت کرام رضوان اللہ تعالی علیہم کا علم ہے امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم نے اپنے خواص پر اوسکا اظہار فرمایا اور سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ او سے بعرض کتابت میں لائے کتاب مستطاب جفر جامع تصنیف فرمائی علامہ سید شریف رحمۃ اللہ تعالی علیہ شرح مواقف میں فرماتے ہیں امام جعفر صادق نے جامع میں ماکان و مایکون تحریر فرمادیا سیدنا شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالی عنہ نے الدر المکنون والجوہر المصون میں اس علم شریف کا سلسلہ سیدنا آدم و سیدنا شیث و غیرہما انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام سے قائم کیا اور اوسکے طرق و اوضاع اور اون میں بہت غیوب کی خبریں دیں عارف باللہ سیدی امام عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نے ایک رسالہ اس کے جواز میں لکھا اسکا انکار نہ کریگا مگر ناواقف یا گمراہ متعسف علم نجوم کے دو ٹکڑے ہیں علم وفن تاثیر اول کی طرف تو قرآن عظیم میں ارشاد ہے الشمس والقمر بحسبان ۝ والشمس تجری لمستقر لہا ذلک تقدیر العزیز العلیم ۝ والقمر قدرنہ منازل حتی عاد کالعرجون القدیم ۝ لا الشمس ینبغی لہا ان تدرک القمر ولا اللیل سابق النہار کل فی فلک یسبحون ۝ وجعلنا اللیل والنہار ایتین فمحونا ایۃ اللیل وجعلنا ایۃ النہار مبصرۃ لتبتغوا فضلا من ربکم ولتعلموا عدد السنین والحساب وکل شئ فصلنہ تفصیلا ۝ والسماء ذات البروج ۝ تبارک الذی جعل فی السماء بروجا ۝ فلا اقسم بالخنس الجوار الکنس ۝ ویتفکرون فی خلق السموات والارض ربنا ما خلقت ھذا باطلا سبحنک فقنا عذاب النار ۝ الم تر الی ربک کیف مد الظل ولو شاء لجعلہ ساکنا ثم جعلنا الشمس علیہ دلیلا ثم قبضنہ الینا قبضا یسیرا ۝ الی غیر ذلک من ایات کثیرۃ۔ اور اوسکا فن تاثیر باطل ہے تدبیر عالم سے کواکب کے متعلق کچھ نہیں کیا گیا نہ اون کے لئے کوئی تاثیر ہے غایت درجہ فلکیہ مثل حرکات نبض علامات ہیں کما قال اللہ تعالی وعلمت وبالنجم ھم یھتدون نبض کا اختلاف اعتدال سے طبیعت کے انحراف پر دلیل ہوتا ہے مگر وہ انحراف اس کے اثر نہیں بلکہ یہ اختلاف اوسکے سبب سے ہے اس علامت ہی کیوجہ سے کبھی اوس کی طرف اکابر نے نظر فرمائی ہے فنظر نظرۃ فی النجوم فقال انی سقیم زمانہ قحط میں امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے حکم دیا کہ باران کیلئے دعا کرو اور منزل قمر کا لحاظ کرلو امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم سے منقول ہے لاتسافروا والقمر فی العقرب اگرچہ علمانے اس کی تاویل فرمائی ہے کہ عقرب ایک منزل تھی اور قمر ایک راہزن کا نام تھا کہ اوس منزل میں تھا۔ علم تکسیر علم جفر سے جدا دوسرا فن ہے اگرچہ جفر میں بھی تکسیر کا کام پڑتا ہے یہ بھی اکابر سے منقول ہے امام حجۃ الاسلام غزالی و امام فخر الدین رازی و شیخ اکبر محی الدین ابن عربی و شیخ ابو العباس بونی و شاہ محمد غوث گوالیاری وغیرہم رحمہم اللہ تعالی اس فن کے مصنف و مجتہد گزرے ہیں اس میں شرف قمر وغیرہ ساعات کا لحاظ اگر اوسی علامت کے طور پر ہو جسکی طرف ارشاد فاروقی نے اشارہ فرمایا تو لاباس بہ ہے اور پابندی اوہام منجمین کے طور پر ہو تو ناجائز ان ھی الا اسماء سمیتموھا انتم واباؤکم ما انزل اللہ بہا من سلطن ان الحکم الا للہ امر ان لا تعبدوا الا ایاہ ذلک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون ۝ طلسم و نیرنجات سراسر ناجائز ہیں نیرنج تو شعبدہ ہے اور شعبدہ حرام کما فی الدر المختار وغیرہ من الاسفار اور طلسم تصاویر سے خالی نہیں اور تصویر حرام اشد الناس عذابا یوم القیمۃ من قتل نبیا او قتلہ نبی والمصورون۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ مرسلہ صالح محمد خان سابق مدرس ساکن قصبہ بالکہ ضلع بلند شہر ۵ صفر ۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارہ میں کہ کیا حال ہے ایسے شخص کا جو گناہان مندرجہ ذیل کا مرتکب ہوا وہ شخص مسلمان

رہا یا نہیں اور نماز اوسکے پیچھے جائز ہے یا نہیں (۱) ایک شخص نے جان بوجھکر بسبب دنیوی رنجش کے قصداً فعل حلال شرعی کو حرام کر دیا (۲) غیر مقلدین کو جو اپنے کو عامل بالحدیث مشہور کرتے ہیں اور اماماں مجتہدین رحمہم اللہ کو بدعتی اور اصحاب الرائے کہتے اون کو دربارہ شخصے خلاف شرع (۳) شرعی معاملہ میں عمداً بحلف جھوٹی شہادت دی (۴) چار مسلمانان اہلسنت و جماعت حنفی مذہب واقف مسائل شرعی کے روبرو شرعی فعل حلال و جائز کو برحق اور سچا تسلیم کر کے پھر اوس کلمہ حق سے منحرف ہو کر ناجواز کا قائل ہوا۔ اور یہ شخص پیش امام مسجد بھی ہے آیا نماز پیچھے اسکے جائز ہے یا نہیں معہ دلیل و حوالہ کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ یا عبارت فقہیہ کے مرتب فرما کر مزین بمہر خاص فرمائیں (۵) اگر قاضی شہر کے علاوہ دوسرا کوئی شخص مطابق شرع شریف نکاح پڑھا دیوے لیکن اندراج اوسکا رجسٹر قاضی شہر مذکور میں نہو تو وہ نکاح جائز و صحیح ہے یا نہیں جواب مرحمت ہو۔ بینوا توجروا

الجواب

ایسے لوگ سخت گنہگار بلکہ گمراہ ہیں کہ حق کے مقابل باطل کی اعانت کرتے ہیں ایسے شخص کے پیچھے نماز ناجائز ہے بلکہ جبتک توبہ نہ کریں مسلمانوں کو اون سے بالکل قطع علاقہ کر دینا چاہئے کہ وہ ظالم ہیں اور ظالم بھی کس پر دین پر اور اللہ عزوجل فرماتا ہے واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظّٰلمین ٥ قاضی کا رجسٹر شرعاً کوئی شرط نکاح نہیں رجسٹر آج سے نکلے ہیں پہلے نکاح کیونکر ہوتے تھے ہاں یادداشت کیلئے درج ہونا بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ

مرسلہ حافظ عبدالمجید خاں حنفی از قصبہ بالکہ ضلع بلند شہر ۵ صفر ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اہل ہنود میں کم زیادہ ایک ہفتہ تک شام سے آدھی رات یا بعد تک ایسی مجلس ہوتی تھی ہے کہ جس میں رام و لچھمن و راون و سیتا وغیرہ عورت و مرد کی قسم قسم کی تصویریں دکھائی جائیں اور ساتھ ہی اون کے طرح طرح کا باجا بجا کر بھجن وغیرہ گانا گایا جائے اور اون تصویروں کو نعوذ باللہ معبود حقیقی سمجھیں او طرح کے فحش و لغویات پیدا ہوتے ہوں تو ایسی مجلسوں میں اون مسلمانوں کو جواز روئے تحقیق مذہب اسلام ایسی تقاریب کی برائیوں سے بھی فی الجملہ واقف ہوں اور نمازی بھی ہوں شریک مجلس ہونا اور دلچسپی و حظ نفس اوٹھانا و بعض بعض شبیہہ ناپاک پر وقعت کی نظر ڈالنا و بعض شبیہہ عورات پر شہوت کی نظر ڈالنا اور مثل عقائد باطلہ اہل ہنود تعریف و توصیف سوانگ و تماشہ میں بتالیف قلوب مشرکین تائید یا ہوں ہاں کرنا اور عشا و فجر کی نمازیں بایں نمط کہ عشا بمصروفی تماشہ و فجر کی نماز غلبہ نیند سے قضا کرنا و باعتراض بعض مانعین یہ کہنا کہ ہمتو حق و باطل میں امتیاز ہو جانے کی غرض سے شامل ہوتے ہیں اور ایسی ہی بے سود تاویلات کرنا اور زینت مجلس کیواسطے اپنے گھروں سے جاجم و دیگر فرش و چوکیات و پارچہ و زیورات دینا اور بوقت اختتام جلسہ اپنی نام آوری یا فخر یا شخصیت یا اہل ہنود میں اپنی وقعت ہونے یا بصورت نہ دینے کے اپنی ذلت و حقارت جان کر ہمراہ اہل ہنود روپیہ روپیہ دینا بالخصوص وہ مسلمان جو کسی مسافر مسکین کو باوجود مقدرت آنہ دو آنہ نہ دے سکتے ہوں اور اس مجلس کی شیرینی جو بنام نہاد پرشاد تقسیم ہوتی ہے کھانا تو ایسے مسلمانوں کیواسطے از روئے احکام شرع شریف کیا حکم ہے صاف صاف مع عبارت قرآن مجید و حدیث شریف و فقہ مبارک جداگانہ ہر امور مستفسرہ صدر کا جواب مفصل ارقام فرمائیں اللہ تعالیٰ اجر دیگا فقط والسلام علی ختم الکلام

الجواب

ایسے لوگ فساق فجار مرتکب کبائر مستحق عذاب نار و غضب جبار ہیں مسلمان کو حکم ہے راہ چلتا ہو اکفار کے محلہ سے گزرے تو جلد نکل جائے کہ وہ محل لعنت ہے نہ کہ خاص اونکی عبادت کی جگہ جسوقت وہ غیر خدا کو پوج رہے ہوں قطعاً اوسوقت لعنت اوترتی ہے اور بلاشبہہ اوس میں تماشائیوں کا بھی حصہ ہے یہ اوسوقت ہے کہ محض تماشا مقصود ہو اور اسی غرض سے نقد و اسباب دیکر اعانت کی جاتی ہو اور اگر اون افعال ملعونہ کو اچھا جانا یا اون تعادیہ باطلہ کو وقعت کی نگاہ سے دیکھا یا اون کے کسی حکم کفر پر ہوں ہاں کہا جیسا کہ سوال میں مذکور جب تو صریح کفر ہے غمز العیون میں ہے من استحسن فعلا من افعال الکفار کفر باتفاق المشائخ اون لوگوں کو اگر اسلام عزیز ہے اور یہ جانتے ہیں کہ قیامت کبھی آئیگی اور اللہ

واحد قہار کے حضور جانا ہوگا تو اون پر فرض ہے کہ توبہ کریں اور ایسی ناپاک مجلسوں سے دور بھاگیں نئے سرے سے کلمہ اسلام اور اپنی عورتوں سے نکاح جدید کریں ورنہ عذاب الٰہی کے منتظر رہیں۔ قال اللہ تعالیٰ یاایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوٰت الشیطٰن ان الشیطٰن للانسان عدو مبین ٥

مسئلہ ۔ مسئولہ سید مقبول عیسیٰ میاں صاحب بریلی نومحلہ ۷ صفر ۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین بیچ اس امر کے اول یہ کہ اہل سنت وجماعت کو عشرہ محرم الحرام میں رنج وغم کرنا جائز ہے یا نہیں دوسرے یہ کہ عشرہ محرم الحرام میں شکار کھیلنا مسلمانوں کو درست ہے یا نادرست تیسرے یہ کہ تعزیہ بنانا بدعت سیئہ ہے یا شرک وگناہ کبیرہ بینوا توجروا۔

الجواب

ع۱ اہلسنت وجماعت کا مدار ایمان حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے جبتک اپنے ماں باپ اولاد تمام جہان سے زیادہ حضور کی محبت نہ رکھے مسلمان نہیں خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین تم میں کوئی مسلمان نہیں ہوتا جبتک میں اوسے اوسکے ماں باپ اور اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں اور محب کو محبوب کی ہر شئے عزیز ہوتی ہے یہاں تک کہ اوسکی گلی کا کتا بھی حضرت مولانا قدس سرہ نے مثنوی شریف میں حضرت مجنوں رحمہ اللہ تعالیٰ کی حکایت تحریر فرمائی کہ کسی نے اونکو دیکھا کمال محبت کے طور پر ایک کتے کے بوسے لے رہے ہیں اعتراض کیا کہ کتا نجس ہے جنیں ہے چناں ہے فرمایا تو نہیں جانتا ؎ کہ طلسم بستہ مولیٰ ست ایں ٭ پاسبان کوچہ لیلیٰ ست ایں ٭ یہ کتا لیلیٰ کی گلی کا ہے محبان صادق کا جب دنیا کے محبوبوں کیساتھ یہ حال ہے جن میں ایک حسن فانی کا کمال سہی ہزاروں عیب ونقص بھی ہوتے ہیں تو کیا کہنا ہے ہمارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جنہیں تمام اوصاف حمیدہ میں اعلیٰ کمال اور جن کا ہر کمال ابدی اور لازوال اور جو ہر عیب ونقص سے منزہ وبے مثال اونکا ہر علاقہ والا سنی کے سر کا تاج ہے صحابہ ہوں خواہ ازواج خواہ اہلبیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کیا کہنا ہے اونکا جو حضور کے جگر پارے اور عرش کی آنکھ کے تارے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں حسین منی وانا من حسین احب اللہ من احب حسینا حسین سبط من الاسباط حسین میرا اور میں حسین کا اللہ دوست رکھے اوسے جو حسین کو دوست رکھے حسین ایک نسل نبوت کی اصل ہے۔ یہ حدیث کسقدر محبت کے رنگ میں ڈوبی ہوئی ہے ایک بار نام لیکر تین بار ضمیر کافی تھی مگر نہیں ہر بار لذت محبت کیلئے نام ہی کا اعادہ فرمایا۔ کما قالوا فی قول القائل ؎ تاللہ یا ظبیات القاع قلن لنا ٭ الیلای منکن ام لیلیٰ من البشر کون سا سنی ہوگا جسے واقعہ ہائلہ کربلا کا غم نہیں یا اسکی یاد سے اوسکا دل محزون اور آنکھ پرنم نہیں ہاں مصائب میں ہمکو صبر کا حکم فرمایا ہے جزع فزع کو شریعت منع فرماتی ہے اور جسے واقعی دل میں غم نہ ہو اوسے جھوٹا اظہار غم ریا ہے اور قصداً غم آوری وغم پروری خلاف رضا ہے جسے اسکا غم نہ ہو اوسے بیغم نہ رہنا چاہئے بلکہ اس غم نہ ہونے کا غم چاہئے کہ اوس کی محبت ناقص ہے اور جسکی محبت ناقص اوس کا ایمان ناقص۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ع۲ جسے کھانے یا دوا کیلئے کسی جانور کی حاجت ہے وہ اگر بقدر حاجت دو ایک جانور مار لائے تو یہ کسی کھیل یا تفریح کا فعل نہ ہوگا آیہ کریمہ و اذا حللتم فاصطادوا اسی کا ذکر ہے مگر بے حاجت مذکورہ تفریح طبع کیلئے جو شکار کیا جاتا ہے وہ خود ناجائز ہے کہ ایک لہو ولعب ہے لوگ خود اسے شکار کھیلنا کہتے ہیں اور کھیل کیلئے بے زبانوں کی جان ہلاک کرنا ظلم وبے دردی ہے اشباہ والنظائر میں ہے الصید مباح الا للتلہی۔ اسی طرح وجیز کردری وتنویر الابصار وغیرہ میں ہے تو کھیل اور ناجائز کھیل اور عشرہ محرم۔ انا للہ وانا الیہ راجعون وحسبنا اللہ ونعم الوکیل واللہ تعالیٰ اعلم

ع۳ تعزیہ بنانا شرک نہیں یہ وہابیہ کا خیال ہے ہاں بدعت وگناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مرسلہ محمود احمد صاحب از قصبہ دیوی شریف ضلع بارہ بنکی ۱۰ صفر المظفر ۳۵ھ

کیا ارشاد فرماتے ہیں حضرات علمائے دین اسلام ومفتیان شریعت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ جسطرح آگرہ میں مقبرہ تاج محل کے بیرونی

پھاٹک و اندرونی در پر و نیز دہلی کی جامع مسجد کے در پر اور بعض دیگر مقدس مقامات و مساجد کے دروں پر آیات قرآن مجید کندہ ہیں اگر کسی بزرگ و برگزیدہ خدا کے مقبرہ کے دروں پر بایں احتیاط کہ زمین سے سات فٹ بلندی پر جہاں کسی قسم کی بے ادبی کا گمان بھی نہ ہو فرقان حمید کا کوئی سورہ یا اسمار جناب حدیث جل جلالہ سنگ مرمر کے ایسے مضبوط مصالحہ سے لکھے جائیں جو مثل پتھر کے مستحکم ہوں اور جن کا رنگ دھوپ یا پانی سے کبھی تبدیل نہ ہو سکے اور حروف ہمیشہ بدستور قائم رہیں تو شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

دیواروں پر کتابت سے علما نے منع فرمایا ہے۔ کمافی الہندیہ وغیرہا اس سے احتراز ہی اسلم ہے اگر چھوٹ کر نہ بھی گریں تو بارش میں پانی اونپر گزر کر زمین پر آئیگا اور پامال ہوگا۔ غرض مفسدہ کا احتمال ہے اور مصلحت کچھ بھی نہیں لہذا اجتناب ہی چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مرسلہ مصاحب علی طالب علم ۱۴ صفر المظفر ۳۵ھ

۱ عورت نے اپنے خاوند کو اپنے ساتھ لٹا کر اپنا لحاف ریشمی یا چادر ریشمی خاوند کو بھی اوڑھا دیا تو کیا یہ استعمال ریشمی کپڑے کا بہ تبع عورت کے مرد کو جائز ہے یا نہیں ۲ مرد کو مخمل پہننا جائز ہے یا نہیں ۳ ایک شخص نے زنا و شراب و سود وغیرہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے اور نماز و روزہ و زکوٰۃ وغیرہ افعال نیک بھی کرتا ہے اور علما و مشائخ سے محبت رکھتا ہے تو اگر بہ سبب افعال نیک کے ایسے شخص سے محبت دوستی و میل جول رکھا جائے تو اون آیات اور احادیث کا خلاف لازم آتا ہے جس میں فاسق سے بچنے اور دور رہنے اور بغض رکھنے کا حکم ہے اور اگر بہ سبب افعال بد کے ایسے شخص سے پرہیز کیا جائے تو اون احادیث اور آیات کا خلاف لازم آتا ہے جس میں مسلمانوں سے میل جول رکھنے اور اچھا برتاؤ کرنیکا حکم ہے تو ایسے شخص سے کیسا برتاؤ کیا جائے۔ بینوا توجروا

الجواب

۱ ناجائز ہے اور اوڑھنے میں تبعیت کے کوئی معنی نہیں دونوں مستقل ہیں اور یہ تبعیت کی کوئی صورت نہیں کہ ملک عورت کی ہے یا بنا اوسکے لئے ہاں ریشمی توشک پر لیٹنا امام کے نزدیک جائز ہے۔ ۲ ریشمی مخمل ناجائز ہے سوتی جائز ۳ دو وجہ مختلف سے محبت و بغض جمع ہو سکتے ہیں بلکہ فاسق سے بغض حقیقۃً اوسکے فعل کی طرف راجع ہے نہ ذات کی طرف ایسے شخص سے برتاؤ میں طریقہ سلف مختلف رہا اوس کا مبنی اختلاف احوال ہے جس فاسق کو یہ جانے کہ نرمی و ایتلاف سے روبراہ ہو جائے گا وہاں یہی چاہئے جسے یہ جانے کہ شدت و اعراض سے متاثر ہو کر افعال قبیحہ چھوڑ دیگا وہاں یہی چاہئے اور جس سے کسی طرح امید نہو اوس سے مطلقاً احتراز چاہئے خصوصاً دو شخصوں کو ایک وہ جو اوسکی صحبت بد سے متاثر ہونے کا اندیشہ رکھے دوسرا وہ کہ عالم و مقتدا ہو کہ اسے اوس سے میل جول کرتا ہوا دیکھ کر قلوب عوام سے فسق کی شناعت کم ہوگی واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ مرسلہ محمد حسن صاحب فاروقی ضلع پورنیہ ڈاکخانہ اسلام پور ۲۲ صفر ۳۵ھ

سود خوار کے مکان کا کھانا درست ہے یا نہیں اور جس مال میں کہ سود کا شبہہ ہو اوسکا کھانا کیسا ہے اور اگر زید تمام عمر سود کا مال جمع کرتا رہا اور اوسکے بیٹے عمرو کو بخوبی معلوم کہ یہ مال تمام سود کا ہے تو اس صورت میں بعد مرنے زید کے وہ مال عمرو کے حق میں حلال ہو سکتا ہے یا نہیں اور درصورت نہ معلوم ہونے عمرو کے کہ یہ مال سود کا ہے یا کہ تجارت کا یا اور کوئی کمائی حلال کا مگر درحقیقت وہ مال سود کا تھا اگر وہ مال حلال سمجھ کر کھائے تو کون گنہگار ہوگا۔ فقط

الجواب

جو چیز بعینہٖ سود میں آئی ہو مثلاً گیہوں یا چاول اوس کا کھانا بلاشبہہ حرام ہے اور اگر سود کے روپے سے خریدی گئی یوں کہ وہ روپیہ دکھا کر کہا گیا کہ اسکے بدلے دیدے اور پھر وہی روپیہ قیمت میں دیدیا تو یہ چیز بھی ناجائز ہوگئی اور اگر ایسا نہیں تو حرمت نہیں مگر سود خوار کے یہاں کھانے سے احتراز مناسب ہے اور شبہہ کے مال سے زیادہ احتراز چاہئے مگر حرمت نہیں جبتک معلوم نہو یہ ناخذ مالم تعرف شیأ حراما بعینہ ہندیہ

عن الذخیرۃ عن محمد رحمہ اللہ تعالٰی وارث اگر جانتا ہے کہ فلاں روپیہ سود کا ہے تو اوسے اوسکا لینا جائز نہیں مورث نے جس سے لیا تھا اوسے واپس دے یا تصدق کرے اور اگر کسی معین روپے کی نسبت علم نہیں اتنا جانتا ہے کہ اس میں اسقدر روپے حرام کے ہیں تو اتنا روپیہ مستحق کو پہنچائے اور اگر یہ بھی نہیں معلوم تو لینے والے پر وبال اور اس کے لئے حلال۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ مرسلہ محمد ظہور سوداگر پارچہ المونڈہ متصل جامع مسجد کارخانہ بازار ۱۵ ربیع الاول شریف ۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس باب میں (۱) کہ زید خاکروب نے مع اپنی ایک بی بی اور جوان لڑکی کے قبول اسلام کی درخواست کی چنانچہ اونکو فوراً مسلمان کرلیا گیا۔ کیا فوراً ہی اون کو اپنا حقہ دینا اور اون کے ساتھ کھانا پینا وغیرہ درست ہے یا نہیں ۲؎ مسماۃ ہندہ جو اوس خاکروب نومسلم کی جوان نومسلمہ لڑکی ہے اوس کو مسلمان کرنے والے عالم کے پیچھے کیا نماز نا درست ہے حالانکہ اوسکے پیچھے اتنے نماز پڑھتے تھے ۳؎ کسی عالم باعمل اور صالح پر جس نے خاکروب کی جوان لڑکی کو مسلمان کیا ہو کیا یہ اتہام کرنا گناہ نہیں ہے کہ تو نے اپنے نفس کیلئے اس کو مسلمان کیا ہے اور تو اس سے آشنائی کریگا ۴؎ ۔ اگر ایکبار قبول اسلام کرنے کے بعد وہ خاکروب پھر اپنی قوم میں مل گیا ہو اور دوبارہ قبول اسلام کی درخواست کرے تو کیا اوس کے مسلمان کرنے میں کچھ تامل کرنا چاہئے حالانکہ خوف ہے کہ آریہ اور عیسائی فوراً اوسکو لے لیں گے ۵؎ اگر خاکروب کو مسلمان کرنے اور اوسکے ساتھ کھانے پینے سے اس خوف سے پرہیز کرے کہ اوسکے ہمسایہ ہنود اوسپر ہنسیں گے اور اعتراض کریں گے تو یہ اوس مسلمان کی مذہبی کمزوری ہے یا اسکو کیا کہیں گے ۶؎ کیا شریعت اسلام کے نزدیک ایک برہمن سے ایک خاکروب ناپاک اور نجس تر سمجھا جاتا ہے حالانکہ برہمن کو سخت شرک کیوجہ زیادہ ناپاک سمجھنا چاہئے ۷؎ مستند علمائے دین کے فتاوٰی کو جو شخص ہیچ و پوچ سمجھ کر اوسپر عمل نہ کرے اور کہے کہ فتوی وہی ہے جو ہمارا دل گواہی دے ایسا شخص شریعت کے نزدیک کیسا ہے ۸؎ اگر کوئی مسلمان نومسلم خاکروب کیساتھ حقہ پینے کھانا کھانے پر ایک مسلمان کی ہنسی اوڑائے وہ مسلمان کیسا ہے ۹؎ خاکروب کی بالغہ لڑکی جو مسلمان ہوگئی ہے کیا اوسکے پانے کا اوسکا شوہر خاکروب مستحق ہے حالانکہ قبول اسلام سے پیشتر باقاعدہ طور پر اوسکے ماں باپ کے یہاں سے اوسکی رسم رخصت عمل میں نہ آئی ہو اور دوران مقدمہ میں جو اوسکے شوہر نے اوس کے نام دائر کیا ہے، مسلمان ہوگئی ہو ۱۰؎ بوڑھے زانی کی کیا سزا ہے حالانکہ اوسکی جوان اور تندرست بی بی اوسکے پاس موجود ہو اور وہ ایک مشرکہ سے زنا کرے۔ بینوا توجروا

الجواب

۱؎ اسلام لاتے ہی معًا ہر قوم والے کو غسل کرنا چاہئے خصوصًا وہ قوم کہ نجاسات سے تلوث جنکا پیشہ ہو مسلمان کرتے ہی اون کو خوب پاک کرکے نہلا دیں اوسکے بعد معًا اون کے ساتھ کھائیں پئیں ۲؎ جو کافر تلقین اسلام چاہے اوسے تلقین فرض ہے اور اوس میں دیر لگانا اشد کبیرہ بلکہ اس میں تاخیر کو علماء نے کفر لکھا اگر بلا وجہ شرعی دیر کرتا ہے تو اوس کے پیچھے نماز ناجائز ہوتی نہ کہ وہ فرض بجالایا اس بنا پر اوس کے پیچھے نماز میں تامل کریں ۳؎ مسلمان پر بدگمانی حرام ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے یایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچو بیشک کچھ گمان گناہ ہیں اور فرماتا ہے ولاتقف مالیس لك به علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئك کان عنه مسئولا غیر یقینی بات کے پیچھے نہ جا بیشک کان اور آنکھ اور دل سب سے پرسش ہونی ہے۔ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث بدگمانی سے دور بھاگو بدگمانی سب سے بڑھکر جھوٹی بات ہے ۴؎ ہرگز تامل جائز نہیں۔ بارگاہ عزت وبارگاہ کرم ہے کہ باز آ باز آ ہر انچہ ہستی باز آ ؎ گر کافر و رند و بت پرستی باز آ ؎ ایں درگہ ما درگہ نا امیدی نیست ؎ صد بار اگر توبہ شکستی باز آ۔ ۵؎ کافروں کے غلط طعنہ کا لحاظ کرنا اور اسکا خیال کرنا کہ اس مسلمان کی دلشکنی ہوگی کسی ایسے ہی کا کام ہے جو نرا جاہل ہے یا معاذ اللہ کافروں کی طرف مائل ہے ۶؎ کفر کی نجاست میں برہمن خاکروب سے نجس تر ہیں مگر ظاہری نجاست سے تلوث اسکو زائد رہتا ہے ولہذا مسلمانوں میں رائج ہے کہ خاکروب کی چھوئی چیز سے جیسا احتراز کرتے ہیں برہمن کی چھوئی ہوئی سے نہیں کرتے لیکن اوسی وقت تک ہے جبتک وہ مسلمان نہ ہو جب اسلام لے آیا اور طہارت کرلی اب وہ اپنا بھائی ہے ۷؎ یہ شخص اگر خود عالم کامل نہیں تو مستند علمائے دین کے فتوی نہ ماننے کے سبب ضال وگمراہ ہے قرآن عظیم نے غیر عالم کے لئے

یہ حکم دیا کہ عالم سے پوچھو نہ یہ کہ جسپر تمہارا دل گواہی دے عمل کرو۔ قال اللہ تعالیٰ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون جاہل کیا اور جاہل کا دل کیا نعم من کان عالما فقیہا مبصرا ما ھوا متبحرا فھو ما مور بقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استفت قلبك وان افتاك المفتون ۸ یہ ہنسی اوڑانے والا سخت گناہگار ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ یاَیھا الذین اٰمنوا لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیرا منھم ولا نساء من نساء عسی ان یکن خیرا منھن کیا معلوم کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس ہنسنے والے سے وہ خاکروب ہی بہتر ہو ۹ عورت جب مسلمان ہوجائے حکم یہ ہے کہ اوسکے شوہر سے اسلام کیلئے کہا جائے اگر مان لے فبہا وہ اوسکی عورت ہے اور نہ مانے تو اوسکا یہ انکار کرنا اوس نکاح کو ساقط کرتا ہے یہ حکم اوسوقت ہے کہ حاکم اسلام اوسپر اسلام پیش کرے اور وہ نہ مانے جہاں حاکم اسلام نہیں عورت تین حیض کا انتظار کرے اس مدت میں اگر وہ مسلمان نہو نکاح زائل ہوجائے گا بہر حال مسلمہ عورت پر کافر کو شرعًا کوئی دعوی نہیں پہنچتا ۱۰ زنا کی سزا آخرت میں عذاب نار ہے اور دنیا میں حد ہے جسکا سلطان اسلام کو اختیار ہے حدیث میں ارشاد ہوا اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ دشمن تین شخص ہیں مفلس متکبر اور بوڑھا زانی اور جھوٹ بولنے والا بادشاہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مرسلہ مولوی محمد بہاؤالدین صاحب موضع سکندرپور ڈاکخانہ کرنڈہ ضلع غازی پور ۲۷ ربیع الاول شریف ۳۵ھ

یہاں پر ایک وہابی رہتا ہے وہ شخص پیرو ہے علمائے دیوبند کا خاصکر مولوی اشرف علی و مولوی رشید احمد کا وہ شخص کہتا ہے کہ پیر و اوستاد دینی سے مرتبہ زیادہ ہے ماں باپ کا کیونکہ ماں باپ کا مرتبہ قرآن مجید سے زیادہ ثابت ہوتا ہے فقیر نے حدیث پیش کیا کہ فضیلت پیر و اوستاد کی ماں باپ سے زیادہ ہے اوس شخص نے کہا کہ ہم قرآن مجید کے مقابلہ میں حدیث کو نہ مانیں گے تو سوال یہ کہ حدیث شریف کا انکار کرنے والا کیا ہوا اور ماں باپ سے مرتبہ زیادہ پیر و اوستاد کا ہے یا نہیں بلا دلیل دو بات قلم سے تحریر کر دیجئے وہی تحریر سند سمجھونگا۔ والسلام

الجواب

پیر و اوستاد علم دین کا مرتبہ ماں باپ سے زیادہ ہے وہ مربی بدن ہیں یہ مربی روح جو نسبت روح سے بدن کو ہے وہی نسبت اوستاد و پیر سے ماں باپ کو ہے کما نص علیہ العلامۃ الشرنبلالی فی غنیۃ ذوی الاحکام وقال فیہ ذا ابو الروح لا ابو النطف قرآن عظیم میں ماں باپ کا ذکر فرمایا یہ نہیں فرمایا کہ ان کے برابر کسی کا حق نہیں بلکہ وہ آیہ کریمہ جس میں اپنے شکر کیساتھ والدین کے شکر کو فرمایا مربیان دین کا مرتبہ ماں باپ سے بہت زائد ہونے کی طرف اشارہ فرماتی ہے ظاہر ہے کہ تربیت دین نعمت عظمی ہے اور اوسکا شکر قطعًا فرض مگر اون کا شکر بعینہٖ شکر الٰہی عزوجل ہے اسیواسطے اونھیں لی میں داخل فرمایا اون کے بعد والدین کا ذکر ارشاد ہوا ورنہ والدین کا حق نبی سے بھی بڑھ جائیگا کہ یہاں جس طرح اوستاد و پیر کا ذکر نہیں نبی کا بھی ذکر نہیں۔ دیوبندیوں سے انکار حدیث کی شکایت کیا معنی رکھتی ہے۔ علمائے حرمین شریفین کا فتوی حسام الحرمین دیکھئے کہ یہ لوگ خود حضرت رسالت علیہ الصلاۃ والتحیۃ کے مخالف ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ مرسلہ محمد تقی مقام بکسر متصل اسٹیشن ریلوے بتوسط حاجی رحیم بخش صاحب ۳۰ ربیع الاول شریف ۳۵ھ

۱ تصویر کھینچنا جائز ہے یا نہیں ۲ پیشہ تصویر سے اکل و شرب کیسا ہے فقط

الجواب

۱ جاندار کی تصویر کھینچنی حرام ہے صحیح حدیث میں ارشاد ہوا اشد الناس عذابا یوم القیمۃ من قتل نبیا او قتلہ نبی والمصورون قیامت میں سب سے سخت تر عذاب اوسپر ہوگا جسے کسی نبی نے قتل کیا یا جس نے کسی نبی کو شہید کیا اور مصور۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۲ تصویر حرام کے پیشہ سے اکل و شرب جائز نہیں کہ وہ کسب خبیث ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مرسلہ حکمت یار خاں ساکن بریلی محلہ شاہ آباد ۱۹ ربیع الآخر ۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بمبئی اور اوسکے اطراف و جوانب میں قدیم سے یہ طریقہ جاری ہے کہ ہر جماعت پنجگانہ کے بعد نماز و دعاء اخیر سے فارغ ہوکر مصلیان مسجد باہم مصافحہ کرکے رخصت ہوتے ہیں آجکل موضع کرلا میں ایک مولوی صاحب اسکو

بدعت قبیحہ قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے کسی قول وفعل سے یہ ثابت نہیں اس لئے ہرگز ایسا نہ کرنا چاہیئے دوسرے ایک صاحب کا قول ہے کہ مسلمان خانہ خدا میں پنجگانہ نماز ادا کرنے کے بعد باہم مصافحہ کرکے محبت واتفاق واتحاد کا ثبوت دیتے ہیں یہ نہایت مستحسن طریقہ ہے اگر بدعت قبیحہ ہوتا تو علمائے دین ضرور اس سے منع فرماتے حالانکہ آج تک کسی سنی عالم نے اس سے ممانعت نہیں کی پس اسکے لئے قول فیصل بدلائل قوی تحریر فرمائیں کہ رفع نزاع ہو ۔ بینوا توجروا

الجواب

صحیح یہ ہے کہ وہ جائز اور بہ نیت حسنہ مستحب ومستحسن ہے اور جہاں کے مسلمانوں میں اسکی عادت ہے وہاں انکار سے مسلمانوں میں فتنہ وتفرقہ پیدا کرنا جہالت اور بربنائے اصول وہابیت ہو جیسا کہ آجکل اکثر یہی ہے تو صریح ضلالت والعیاذ باللہ تعالی نسیم الریاض شرح شفای امام قاضی عیاض میں ہے الاصح انہا بدعۃ مباحۃ درمختار میں ہے وقولہم انہ بدعۃ ای مباحۃ حسنۃ کما افادہ النووی فی اذکارہ وغیرہ فی غیرہ اور تفصیل مرام وازالۂ اوہام ہمارے رسالہ وشاح الجید میں ہے ۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۔ مرسلہ شیخ محمد اکرام الدین طالب علم درجہ حفظ (د) چوک لکھنؤ مدرسہ فرقانیہ ۱۲ ربیع الآخر ۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مبین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کا باپ علوم دینیہ پڑھنے سے زید کو روکتا ہے کیا زید بلا رضامندی اپنے باپ کے طلب علم دین کیواسطے اپنا وطن چھوڑکر دوسرے شہر میں جاکر علم دین پڑھے درحالیکہ اوسکے وطن میں کوئی مولوی حافظ بھی موجود نہیں ہے ۔ جواب بحوالہ کتب مسطور فرمایا جائے ۔ بینوا توجروا

الجواب

طلب علم دین اپنی حاجت کے قدر فرض عین اور اس سے زائد فرض کفایہ ہے اوسکے باپ کا اس سے روکنا خلاف حکم خدا ہے اور خلاف حکم خدا میں کسی کی اطاعت نہیں قال صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لا طاعۃ لاحد فی معصیۃ اللہ تعالی فتاوی امام قاضیخاں میں ہے لو خرج الی طلب العلم بغیر اذن والدیہ فلا بأس بہ ولم یکن ھذا عقوقا ہاں اگر باپ محتاج ہے اور اگر یہ باہر جائے تو وہ ضائع رہ جائے کوئی ذریعۂ قوت نہ اوس کے پاس ہو نہ یہ بھیج سکے تو اوسکا روکنا بجا ہے فتاوی عالمگیریہ میں ہے قال محمد رحمہ اللہ تعالی فی السیر الکبیر اذا اراد الرجل ان یسافر الی غیر الجہاد لتجارۃ او حج او عمرۃ وکرہ ذلک ابواہ فان کان یخاف الضیعۃ علیہما بان کانا معسرین ونفقتہما علیہ ومالہ لایفی بالزاد والراحلۃ ونفقتہما فانہ لایخرج بغیر اذنہما سواء کان سفرا یخاف علی الولد الہلاک فیہ کرکوب السفینۃ فی البحر او اجتیاز البادیۃ ماشیا فی البرد الشدید اولا وان کان لایخاف الضیعۃ علیہما بان کانا موسرین ولم تکن نفقتہما علیہ ان کان سفر لایخاف علی الولد الہلاک فیہ کان لہ ان یخرج بغیر اذنہما وان کان یخاف علی الولد لایخرج الا باذنہما کذا فی الذخیرۃ وکذا الجواب فیما اذا خرج للتفقہ الی بلدۃ اخری ان کان لایخاف علیہ الہلاک بسبب ھذا الخروج کان بمنزلۃ السفر للتجارۃ وان کان یخاف علیہ الہلاک کان بمنزلۃ الجہاد کذا فی المحیط اھ باختصار ورأیتنی کتبت علی قولہ لایخرج بغیر اذنہما مانصہ **اقول** ای حقیقۃ فانہ لایکون الا اذا کانت عندہما کفایۃ ولو من قبل غیرہما بما اذا استأذن وھو یعلم ان لاکفاف لہما دونہ فقالا غضبا سر علی برکۃ اللہ تعالی فہذا لیس من الاذن فی شیئ وان فرض فلا معتبر بہ لان اضاعتہما حرام والحرام لایحل باذن احد اسی طرح اگر لڑکا امرد خوبصورت محل فتنہ ہے اور تنہا جاتا ہے تو کہا گیا کہ اس صورت میں بھی باپ روک سکتا ہے خانیہ میں بعد عبارت سابقہ ہے قیل ھذا اذا کان ملتحیا فان کان امرد صبیح الوجہ فلابیہ ان یمنعہ من ذلک الخروج اھ **اقول** تحقیق مقام یہ ہے کہ اگر وہاں جانے میں اندیشہ فتنہ یقینی ہے یعنی ایسا ظن غالب کہ فقہیات میں ملتحق بہ یقین ہے تو بلاشبہہ باپ روک سکتا ہے بلکہ روکنا لازم ہے فان درء المفاسد اہم من جلب المصالح اور اگر محض وہم ہے تو معتبر نہیں ہے اور اگر متوسط حالت ہے تو علم ضروری سے نہیں روک سکتا اور زائد میں نظر مختلف ہے اور معیار موازنۂ مفسدہ ومصلحت ہے کما ھو قانون الشرع والعقل فلیکن التوفیق وباللہ التوفیق واللہ سبحنہ وتعالی اعلم ۔

مسئلہ ۔ مرسلہ محمد فیاض الرحمٰن صاحب رڑکی کیمپ ۲۲ ربیع الآخر ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنے نام کیساتھ اسرائیلی لکھتا ہے جسطرح اور لوگ قریشی صدیقی چشتی وغیرہ لکھتے ہیں کیا لفظ اسرائیلی ایک حنفی المذہب شخص کیلئے صرف نسبت ظاہر کرنے کو جائز ہوتا ہے۔ مناسب ہے کہ بنی اسرائیل کی کچھ تفصیل کر دی جائے کیونکہ اکثر لوگ زید پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ نسبت ایک حنفی المذہب کیلئے ناجائز ہے۔ جبکہ زید کچھ تھوڑی تفصیل یہ بیان کرتا ہے کہ حضرت یعقوب کا دوسرا اسم گرامی اسرائیل تھا جنکے خاندان میں ہم لوگ ہیں امید کہ حضور عالی تشریح اور تفصیل کے ساتھ جلد سے جلد بیان فرمائیں تاکہ اگر کوئی گناہ ہو تو فوراً اس نسبت کو ترک کر دیا جائے۔

الجواب

اسرائیل سیدنا یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام کا نام مبارک ہے۔ قال اللہ تعالٰی کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل الا ما حرم اسرائیل علی نفسہ من قبل ان تنزل التورٰىۃ زید اگر نسباً بنی اسرائیل سے ہے تو اوسکا اپنے آپکو اسرائیلی کہنا بجا ہے اور اسکے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں البتہ اب یہ لفظ مسلمانوں میں اجنبی سا ہو گیا ہے لوگ اسرائیلی کو محمدی کے مقابل سمجھتے ہیں اور اجلہ اکابر کے کلام پاک میں یہ مقابلہ آیا ہے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا قف یا اسرائیلی اسمع للمحمدی نسبت نسب و مذہب دونوں اعتبار سے ہوتی ہے اور یہاں بحسب نسب یہ نسبت بہت کم مسموع لہذا عوام مسلمین اسے سنکر چونکتے ہیں اور بلا ضرورت ایسی بات پر اقدام شرع مطہر کو پسند نہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں بشروا ولا تنفروا۔ دوسری حدیث میں ہے ایاک و ما یسوء الاذن۔ لہذا اپنے نام کیساتھ یہ نسبت لکھنی نامناسب و قابل ترک ہے مگر گناہ و حرام اب بھی نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ مرسلہ دوست خاں فیلبان ریاست سکیت ضلع کانگڑہ پنجاب ۲۲ ربیع الاخر ۱۳۳۵ھ

ایک قوم پہاڑ میں چنڈیل کہلاتی ہے اوس میں ان کے بڑے مسلمانوں سے ملتے جلتے تھے مگر اب یہ لوگ نہ ملتے ہیں نہ مردہ کی تجہیز تکفین میں مسلمانوں کو بلاتے ہیں بلکہ مثل ہنود کے داڑھی مونچھ منڈواتے ہیں نہ کسی مسلمان سے سلام علیک لیتے ہیں نہ کبھی نماز روزہ ہوتا ہے۔ اب بعض مسلمان ان سے ملتے ہیں جو ان سے ملتے ہیں اون کے واسطے کیا حکم ہے فقط۔

الجواب

یہ لوگ اگر اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور پھر کفر کرتے ہیں تو مرتد ہیں اور ان سے ملنا جلنا مسلمان کو حرام ہے جو مسلمان ان سے ملتے ہیں فاسق ہیں مستحق عذاب ہیں اور اگر یہ لوگ سرے سے ہندو ہیں مسلمان ہو کر کافر نہ ہوئے تو ان سے کسی دنیا کے لین دین خرید و فروخت میں اوتنا ملنا جائز ہے جتنا ہندو سے اور اگر اس سے زائد ملیں اور اپنا دوست ولی بنائیں تو پھر مستحق عذاب ہیں بلکہ سخت تر۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ مرسلہ سید ولی اللہ از موضع لوڑ سراڈا کخانہ بھدورا ضلع غازیپور ۲۵ ربیع الاخر ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین دریں باب کہ جن مواضعات میں کہ عارضہ طاعون کی شکایت ہو قبل اسکے کہ لوگ مرنے لگیں یعنی معاً ابتدا علامات و باً مثل مرنا حشرات الارض وغیرہ کا و گندگی و تعفن کا ہونا کہ مقدمہ اس عارضہ مکروہہ کا ہے خدا کی پناہ یا بوقت ابتدا تعداد اموات صاحبان دیہہ اپنے اپنے مکانوں سے باہر ہو جائیں یا نہ ہو جائیں شرع شریف اس امر میں کیا اجازت دیتی ہے اگر اجازت ہے تو کس وقت اور کس شرط کیساتھ باہر ہونا چاہئے اور اگر شریعت اجازت نہیں دیتی تو باہر کے نکلنے والے لوگ کس گناہ کے مرتکب ہوں گے مع ثبوت حدیث و نص قرآنی کے مطلع کیا جائے۔ دوم اینکہ حکمائے اہل فرنگ جو عام طور سے اعلام در بارہ چھوڑنے مکانوں کے کرتے ہیں اور خود باہر نکل جاتے ہیں اور نیز اہل اسلام کا بہت سا حصہ اون کے تبعیت کرتے ہیں اور یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ جسطرح دوا کرنا بحالت مرض سنت ہے اوسی طرح بحالت خرابی آب و ہوا جگہ کا نقل کرنا بھی ایک گونہ علاج ہے تبدیل آب و ہوا بھی داخل سنت ہے تو ان لوگوں کی رائے کی تابعداری کرنا ہم سب کو مناسب ہے یا نہیں اور بعضے اشخاص کا یہ خیال ہے اس میں بلا موت بھی لوگ مر جاتے ہیں چونکہ کثرت سے لوگ مرتے ہیں اور بیمار پڑتے ہیں تو یہ اعتراض ہوتا ہے کہ کیا ایکبارگی اتنے لوگوں کی موت ایک ہی بار تھی خیر ہر ایک سوال کی طرف سے معقول تسلی بخش جواب اطلاع دیں دیگر اینکہ کتنے میت تک کا جنازہ اکٹھا ہو سکتا ہے اور نابالغ لڑکی اور لڑکے کا جنازہ بالغ

کیساتھ ہوسکتا ہے یا نہیں اگر ہوسکتا ہے تو دعا پہلے بالغ کی پڑھی جائے یا نابالغ کی یا محض بالغ کی دعا نابالغ کیلئے کافی ہوسکتی ہے جواب شافی سے ممنون ومشکور کیا جاؤں مع حوالہ حدیث دیگر یہ کہ لڑکا اور لڑکی نابالغ ہے اور اوسکی شادی ہوگئی ہے بعد شادی کے لڑکی بیوہ ہوگئی تو عقد ثانی کے بارہ میں مدت لیا جائیگا کہ نہیں اگر مدت لیا جائے، تو کب تک دیگر اینکہ اپنی بیوی میت کا جنازہ شوہر لیجا سکتا ہے کہ نہیں جواب شافی سے ممنون فرمایا جائے ۔ بینوا توجروا ۔

الجواب

طاعون سے بھاگنا حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الفار من الطاعون کالفار من الزحف طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہی جیسے کہ جہاد میں کافروں کو پیٹھ دیکر بھاگنے والا جسے اللہ عزوجل فرماتا ہے فقد باء بغضب من اللہ ومأوٰہ جہنم وبئس المصیر ٥ وہ بیشک اللہ کے غضب میں پڑا اور اوسکا ٹھکانا جہنم ہے اور بہت ہی بری جگہ پھرنے کی ۔ کیا ایسی چیز دوا کے حکم میں آسکتی ہے نہ کہ معاذ اللہ سنت ہونا جس پر اللہ کا غضب ہو اور جہنم ٹھکانا ۔ جو لوگ اوس سے بھاگ کر کہیں بھی جاتے ہیں سب گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں اس کی تفصیل ہمارے رسالہ تیسیر الماعون میں ہے ۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ لوگ اسمیں بے موت مرجاتے ہیں وہ گمراہ ہیں اس میں قرآن عظیم کا انکار ہے اون پر توبہ فرض ہے اور تجدید اسلام وتجدید نکاح چاہئے اللہ عزوجل فرماتا ہے وما کان لنفس ان تموت الا باذن اللہ کتٰبا موجلا کوئی جان بے حکم خدا نہیں مرسکتی لکھا ہوا حکم ہے وقت باندھا ہوا ۔ پیڑ سے ایک آدھ پھل ٹپکتا رہتا ہے اسی کا ٹپکنا لکھا تھا اور ایک آندھی آتی ہے کہ ہزاروں پھل ایک ساتھ جھڑ پڑتے ہیں انکا ساتھ ہونا ہی لکھا تھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وکل صغیر وکبیر مستطر ہر چھوٹی بڑی بات سب لکھی ہوئی ہے ۔ سو دو سو جتنے جنازے جمع ہوں سب پر ایک ساتھ ایک نماز ہوسکتی ہے بالغوں کیساتھ نابالغوں کی نماز بھی ہوسکتی ہے دونوں دعائیں پڑھی جائیں پہلے بالغوں کی پھر نابالغوں کی اور بہرحال اگر وقت تنگ نہ ہو تو ہر جنازے پر جدا نماز بہتر ہے ۔ درمختار میں ہے اذا اجتمعت الجنائز فافراد الصلاۃ علی کل واحدۃ اولی وان جمع جاز وراعی الترتیب المعہود خلفہ الرجل مما یلیہ فالصبی فالبالغۃ فالمراھقۃ ۔ بیوہ پر موت شوہر کی عدت ضروری ہے اگرچہ وہ خود ایک دن کی بچی اور اوسکا شوہر بھی کہ مرگیا ایک دن کا بچہ ہو درمختار میں ہے العدۃ للموت اربعۃ اشھر وعشر مطلقا وطئت اولا ولو صغیرۃ وفی حق الحامل مطلقا وضع حملھا ولو کان زوجھا المیت صغیرا چار مہینے دس دن عدت کریگی ۔ مرد اپنی زوجہ کا جنازہ اوٹھا سکتا ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مرسلہ مرزا عبدالرحیم بیگ مدرس مدرسہ جماعت نار واڑی محلہ رنچھوڑ لین کراچی بندر ۲۷ ربیع الآخر ۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان شرع متین اس بارہ میں کہ ایک ہندو نو مسلم ہوا ہے اب اسکی ختنہ کرنا شرع شریف سے کیا حکم ہے آیا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو کونسی دلیل سے اور کس ترتیب سے اور اگر ناجائز ہے تو کس وجہ سے اور میں نے سنا ہے کہ بیاج کے جائز ہونے کا بھی آپ نے کوئی حیلہ کیا ہے آیا یہ صحیح ہے یا نہیں اگر صحیح ہے تو کس طرح تحریر فرمائیں ۔ بینوا توجروا ۔

الجواب

ہاں ختنہ کا حکم ہے حدیث میں ارشاد ہوا الق عنک شعر الکفر واختتن ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔ بیاج کے جائز کرلینے کا حیلہ کرلینا مسلمان کی شان نہیں یہ بھی مجھ پر محض افترا ہے میرے فتاوی میں جابجا اسکا رد موجود ہے اور اگر اسکا نام حیلہ ہے کہ کوئی شرعی جائز صورت کی جائے جس میں نفع حاصل ہو اور بیاج حرام مردود ونجس سے نجات ہو تو اسے خود صاحب شریعت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعلیم فرمایا کما فی صحیح البخاری ۔ ۔ ائمہ دین نے اسکی متعدد صورتیں ارشاد فرمائیں ۔ فتاوی امام قاضی خاں میں اسکے لئے خاص ایک فصل تحریر فرمائی اسے بیاج جائز کرلینا نہ کہیگا مگر گمراہ اس کی تفصیل میرے رسالہ کفل الفقیہ میں ہے جو مطبع اہلسنت سے مل سکتا ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مرسلہ مولوی محمد واحد صاحب ۷ر جمادی الاولیٰ ۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ذکر میلاد مبارک بہ تعین ایام وتخصیص ربیع الاول شریف یا بہ تقریب یازدہم شریف ودیگر تواریخ اعراس مشائخ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اپنے گھروں میں مسجدوں میں درود شریف یا قرآن مجید کا پڑھنا پڑھانا یا دوازدہم شریف تک ہر روز مجلس ذکر میلاد کرنا اور حاضرین سامعین ذکر اقدس کو مٹھائی دینا یا کھانا کھلانا یعنی فرح وسرور ولادت اقدس یا ایام وصال ارباب کمال میں زیادتی عبادت

وصدقہ وخیرات اورنظم میں نعت حضرت سیدالمنعوتین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بخوش الحانی پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

ذکر حضور سیدالمحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور ایمان وسرور جان ہے اون کا ذکر بعینہٖ ذکر رحمٰن ہے۔ قال تعالیٰ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ حدیث میں ہے اس آیۂ کریمہ کے نزول کے بعد سیدنا جبرئیل امین علیہ الصلاۃ والتسلیم حاضر بارگاہ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوئے اور عرض کی حضور کا رب فرماتا ہے اتدری کیف رفعت لك ذكرك کیا تم جانتے ہو میں نے کیسے بلند کیا تمہارے لئے تمہارا ذکر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرض کی اللہ اعلم ارشاد ہوا جعلتك ذكرا من ذكرى فمن ذكرك فقد ذكرنى اے محبوب میں نے تمہیں اپنی یادمیں سے ایک یاد کیا کہ جس نے تمہارا ذکر کیا بیشک اوس نے میرا ذکر کیا اور ماہ ربیع الاول شریف اس کیلئے زیادہ مناسب جیسے دور قرآن وختم قرآن کیلئے ماہ رمضان کہ اوسی مہینے میں اوترا شهر رمضان الذى انزل فيه القرآن یہاں اس عالم میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رونق افروز ہونا ماہ ربیع الاول میں ہوا لہذا حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز جان افروز دوشنبہ کو روزۂ شکر کے لئے خاص فرماتے اور اوسکی وجہ یوں ارشاد فرماتے کہ فيه ولدت وفيه انزل علی اسی دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر کتاب اوتری یہ تخصیصات بوجہ مناسبات ہیں تو اون پر طعن جہل ہے بلا مناسبت تخصیص کو تو فرمایا گیا صوم يوم السبت لالك ولا عليك یعنی روزہ کیلئے روز شنبہ کی تخصیص تجھے نافع نہ مضر تو مناسبات جلیلہ کے باعث تخصیص پر کیا اعتراض ہوسکتا ہے ہاں تخصیص بمعنی توقف کہ اور دن ہو ہی نہ سکے یا بمعنی وجوب شرعی کہ اس دن ہونا شرعاً لازم اور دوسرے دن ناجائز ہو ضرور باطل ہے مگر وہ ہرگز کسی کے ذہن میں نہیں کوئی جاہل سا جاہل بھی ایسا خیال نہیں کرتا ولكن الوهابية قوم لا يعلمون یہی حال یازدہم ودوازدہم وتواریخ وصال محبوبان ذو الجلال کا ہے اور اوقات فاضلہ میں تکثیر اعمال صالحہ بلاشبہہ مطلوب ومندوب ہے جس پر قرآن عظیم واحادیث کثیرہ ناطق ان من افضل ايامكم الجمعة فاكثروا فيها من الصلاة علی درود خوانی وتلاوت قرآن مجید واطعام طعام وصدقات ومبرات کی خوبیاں ضروریات دین سے ہیں محتاج بیان نہیں اور شیرینی کی تخصیص میں فوائد عدیدہ ہیں ایک تو یہ کہ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ حُلْوٌ يُحِبُّ الْحُلْوَ مسلمان کا دل میٹھا ہے مٹھاس کو دوست رکھتا ہے۔ دوم وہ روزانہ عام لوگوں کے استعمال میں نہیں آتی ولكل جديد لذيذ ومن وافق من اخيه شهوة غفر له سوم حسب عرف اغنیا کو بھی اوسکے لینے میں باک نہیں ہوتا بخلاف اسکے کہ روٹی بانٹی جائے۔ چہارم جو چیز محبوبان خدا سے منتسب ہو جائے سزاوار تعظیم ہو جاتی ہے شیرینی اس کے لئے زیادہ مناسب کہ اوس میں پھینکنے کی نہیں ہوتی۔ نعت شریف ذکر اقدس ہے اور اوسکا خوش الحانی سے ہونا مورث زیادت شوق ومحبت امام قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مواہب لدنیہ شریف میں تصریح فرمائی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح شریف الحان خوش کیساتھ محبت حضور کو ترقی دیتا ہے اور ولادت اقدس پر اظہار فرحت وسرور خود نص قرآن سے مامور۔ قال اللہ تعالیٰ قل بفضل الله وبرحمته فبذلك فليفرحوا تم فرماؤ کہ اللہ کے فضل اور اوسکی رحمت چاہئے کہ اسی پر فرحت وسرور کریں انسان العیون میں ہے بعض صالحین خواب میں زیارت جمال اقدس سے مشرف ہوئے عرض کی یارسول اللہ یہ جو لوگ ولادت حضور کی خوشی کرتے ہیں فرمایا من فرح بنا فرحنا به جو ہماری خوشی کرتا ہے ہم اوس سے خوش ہوتے ہیں۔ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از پرتاپور ضلع بریلی مرسلہ مولوی امیر عالم حسن عرف نوشہ میاں

زید نے نکاح اپنا کسی عورت سے کرلیا بعد چند مدت کے پھر اوسکی بہن حقیقی سے کرلیا دونوں بہن اوس کے نکاح میں حیات ہیں اب نہیں معلوم کہ نکاح دونوں کا درست ہے یا حرام قاضی نے بطمع ولالچ نکاح پڑھا دیا اور وہی قاضی نماز بھی پڑھاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے عالموں سے دریافت کرکے نکاح پڑھایا ہے ایسا نکاح درست ہے اب اس کا پورا ثبوت خادمان کو کیوں نہ دیا جاوے کہ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا یا نکاح پڑھوانا درست ہے یا نہیں اور حاضران مجلس جو اوسمیں شریک تھے مع وکیل وشاہد وغیرہ اونکے ذمہ کیا الزام آسکتا ہے

الجواب

یہ نکاح بنص صریح قرآن مجید حرام قطعی حرام قطعی ہے قال اللہ تعالیٰ ان تجمعوا بين الاختين اس نکاح کو درست کہنا صریح کلمۂ

کفر ہے اوس قاضی پر لازم ہے کہ نئے سرے سے کلمۂ اسلام پڑھے اور اپنے اوس قول نجس سے توبہ کرے اگر عورت رکھتا ہے تو بعد تجدید اسلام اوس سے از سر نو نکاح کرے اس لفظ کے بعد جتنی نمازیں اوسکے پیچھے پڑھی ہیں سب باطل ہوئیں جس جس نے جو جو نماز پڑھی اوسکا پھیرنا اوسپر لازم ہے اور اب جبتک تجدید اسلام نہ کرے اوسکے پیچھے نماز باطل محض ہے کہ پڑھنا حرام اور پڑھ لی ہو تو پھیرنا فرض اور اوس سے نکاح ہرگز نہ پڑھوایا جائے تبیین امام زیلعی میں ہے لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعاً وکیل و شاہد حاضرین سے جسے یہ معلوم نہ تھا کہ اوسکی بہن اوسکے نکاح میں ہے اوسپر الزام نہیں اور جسے معلوم تھا اور حرام جان کر شریک ہوا وہ سخت گناہ کا مرتکب اور شدید عذاب کا مستوجب ہوا اور جس نے اوسے حلال ٹھہرایا اوسکا حکم اوس قاضی کے مثل ہے اوسپر بھی تجدید اسلام لازم اور اوسکے بعد خود اپنے نکاح کی تجدید کرے اوس مرد پر فرض ہے کہ فوراً اوس دوسری بہن کو جدا کردے اور اگر اس سے قربت کر چکا تو اب وہ پہلی بھی اوس پر حرام ہوگئی جبتک اوس دوسری کو چھوڑ کر اوسکی عدت نہ گزر جائے پہلی کو بھی ہاتھ لگانا حرام ہے جب اوسکی عدت گزر جائیگی اوسوقت وہ پہلی اسکے لیے حلال ہوگی بحر الرائق وچلپی علی الدرر و ردالمحتار میں ہے الثانی باطل ولہ وطئ الاولی الا ان یطأ الثانیۃ فتحرم الاولی الی انقضاء عدۃ الثانیۃ واللّٰہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مسئولہ مولوی محمد واحد صاحب ۳ رجمادی الآخرہ ۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مستحبات کو بدعت سیئہ کہکر روکنے والے یا (قرون ثلثہ میں نہ تھے) کہکر منع کرنے والے کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں اور ایسے لوگوں کو کسی مسجد کا امام مستقل بنانا یا مدرس مقرر کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

کتب عقائد میں تصریح ہے کہ تحلیل حرام و تحریم حلال دونوں کفر ہیں یعنی جو شے مباح ہو جسے اللہ و رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع نہ فرمایا اوسے ممنوع جاننے والا کافر ہے جبکہ اوسکی اباحت و حلت ضروریات دین سے ہو یا کم از کم حنفیہ کے طور پر قطعی ہو ورنہ اس میں شک نہیں کہ بے منع خدا و رسول منع کرنے والا شریعت مطہرہ پر افترا کرتا ہے اور اللہ عزوجل پر بہتان اوٹھاتا ہے اور اسکا ادنیٰ درجہ فسق شدید و کبیرہ خبیثہ ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون۔ وقال تعالیٰ انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون فاسق و مرتکب کبیرہ و مفتری علی اللہ ہونا ہی اوسکے پیچھے نماز ممنوع اور اوسے امام بنانا ناجائز ہونے کیلئے بس تھا فتاوی الحجۃ و غنیہ میں ہے لو قدموا فاسقا یاثمون تبیین الحقائق و طحطاوی میں ہے لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعاً مگر یہ وجہ منع کہ سوال میں مذکور آجکل اصول وہابیت مردودہ مخذولہ سے ہے اور وہابیہ بددین ہیں اور اُن کے پیچھے نماز باطل محض۔ فتح القدیر میں ہے الصلاۃ خلف اھل الاھواء لا یجوز اور اونھیں امام و مدرس بنانا حرام قطعی اور اللہ و رسول کیساتھ سخت خیانت اور مسلمانوں کی کمال بدخواہی صحیح مستدرک میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من استعمل علی عشرۃ رجلا وفیھم من ھو ارضی للہ منہ فقد خان اللہ و رسولہ والمؤمنین اور اگر اونکے عقائد کفر پر مطلع ہو کر اون کے استحسان یا آسان سمجھنے سے ہو تو امام و مدرس بنانے والا خود کافر ہو جائیگا فان الرضی بالکفر کفر ومن انکر شیئا من ضروریات الدین فقد کفر ومن شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر کسی مسجد یا مدرسہ کے مہتمم متولی کیا روا رکھیں گے کہ اپنے اختیار سے اوسے امام و مدرس کریں جو ان کے ماں باپ کو علانیہ مغلظہ گالیاں دیا کرے ہرگز نہیں۔ پھر وہابیہ تو اللہ عزوجل کے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علانیہ گالیاں دیتے لکھتے چھاپتے ہیں وہ کیسا مسلمان کہ اسے ہلکا جانے اور ایسوں کو مدرس و امام مقرر کرے اللہ تعالیٰ سچا اسلام دے اور اوس پر سچی استقامت عطا فرمائے اور اپنی اور اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی محبت دے اور اون کے دشمنوں سے کامل عداوت و نفرت عطا فرمائے کہ بغیر اسکے مسلمان نہیں ہو سکتا اگرچہ لاکھ دعوی اسلام کرے اور شبانہ روز نماز روزے میں منہمک ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین کاش مسلمان اتنا ہی کریں کہ اللہ و رسول کی محبت و عظمت کو ایک پلہ میں رکھیں اپنے ماں باپ کی الفت و عزت کو دوسرے میں۔ پھر دشمنان و بدگویان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اوتنا ہی برتاؤ کریں جو اپنی ماں کو گالیاں دینے والے کے ساتھ برتتے ہیں تو یہ صلح کل یہ بے پرواہی یہ سہل انگاری یہ نیچری ملعون تہذیب سد راہ ایمان نہو ورنہ ماں باپ

کی محبت و عزت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت و عزت سے زائد ہو کر ایمان کا دعویٰ محض باطل اور اسلام قطعاً یقیناً زائل ۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ ۔ قال اللہ تعالیٰ الم احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وھم لا یفتنون زبان سے سب کہدیتے ہیں کہ ہاں ہمیں اللہ و رسول کی محبت و عظمت سب سے زائد ہے مگر عملی کارروائیاں آزمائش کرادیتی ہیں کہ کون اس دعوے میں جھوٹا ہے اور کون سچا ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب وصلی اللہ تعالیٰ وسلم وبارک علیٰ مالکنا و مولٰنا والآل والاصحاب اٰمین ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۔ از شہر کہنہ ۱۲ رجب ۳۵ھ بارہ دری مسئولہ مصطفےٰ علی خاں

جناب مولوی صاحب بعد ادائے آداب کے گزارش یہ ہے کہ آپکی خدمت میں آدمی بھیجتا ہوں مہربانی فرماکر سوالوں کا جواب عنایت فرما دیجئے ۔ ۱ کنکیا اگر اگر گھر پر گر جائے اور معلوم نہ ہو کہ کسکی ہے لے لینے سے گناہ تو نہیں اور کنکیا اوڑانا گناہ ہے یا نہیں ۲ اور بلی تکلیف دیتی ہو تو اوسکو بستی میں چھوڑوانا گناہ تو نہیں ہے

الجواب

کنکیا اوڑانا منع ہے اور لڑانا گناہ اور لوٹنا حرام اور خود آکر گر جائے تو اوسے پھاڑ ڈالے اور اگر معلوم نہو کہ کسکی ہے تو ڈور کسی مسکین کو دیدے کہ وہ کسی جائز کام میں صرف کرلے اور خود مسکین ہو تو اپنے کسی جائز صرف میں لائے پھر جب معلوم ہو کہ فلاں مسلم کی ہے اور وہ اوس تصدق یا اس مسکین کے اپنے صرف پر راضی نہ ہو تو دینی آئیگی اور کنکیا کا معاوضہ بہرحال کچھ نہیں ۲ بلی اگر ایذا دیتی ہو تو اوسے باہر چھوڑ دینے میں حرج نہیں اور تیز چھری سے ذبح بھی کرسکتے ہیں مگر چھوڑوانا ایسی جگہ جائز نہیں جہاں سے وہ اپنے کسی رزق تک نہ پہنچ سکے فقط ۔

مسئلہ ۔ از بریلی محلہ سوداگری مسئولہ محمد حسین طالب علم مدرسہ منظر اسلام ۷ شعبان المعظم ۳۵ھ

صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید نے عمرو کو علم طب سکھایا اور عمرو نے زید کو علم حساب سکھایا مرتبہ اوستاد اور شاگرد ہونے میں دونوں برابر ہیں یا کسی کو ایک دوسرے پر افضلیت ہے ۔

الجواب

جمع تفریق ضرب تقسیم جسقدر پر علم فرائض کا توقف ہے طب سے افضل ہے باقی حساب میں توغل سے طب افضل ہے جس نے افضل سکھایا وہ افضل استاذ ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مسئولہ مولٰنا مولوی عبد الحمید صاحب از بنارس محلہ پرکنڈہ ۱۰ شعبان ۳۵ھ

سوال اوّل ۔ عورات کو پائجامہ ٹخنا کھول کر پہننا چاہئے یا ٹخنا ڈھانک کر ۔

الجواب

عورت کے گٹّے ستر عورت میں داخل ہیں غیر محرم کو اونکا دیکھنا حرام ہے عورت کو حکم ہے کہ اوسکے پائچے خوب نیچے ہوں کہ چلتے میں ساق یا گٹّے کھلنے کا احتمال نہ رہے ردالمحتار میں ہے اعضاء عورۃ الحرۃ الساقان مع الکعبین والثدیان الخ مالک و ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ ام المومنین ام سلمہ اور ترمذی و نسائی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی وھذا حدیث ام المومنین انھا قالت لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حین ذکر الازار فالمرأۃ یا رسول اللہ قال ترخی شبرا قالت اذن تنکشف عنھا قال فذراعا لا تزید علیہ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

سوال دوم ۔ عورتوں کا بیان میلاد شریف آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زنانی محفل میں باواز بلند نثر و نظم پڑھنا اور نظم خوش آوازی و لحن کے ساتھ پڑھنا اور مکان کے باہر سے ہمسایہ کے مردوں اور نامحرموں کا سننا تو ایسا پڑھنا جائز ہے یا ناجائز ہے ۔ بینوا توجروا ۔

الجواب

عورت کا خوش لحانی سے باواز ایسا پڑھنا کہ نامحرموں کو اوسکے نغمہ کی آواز جائے حرام ہے نوازل امام فقیہ ابو اللیث میں ہے نغمۃ المرأۃ عورۃ کافی امام ابو البرکات نسفی میں ہے لا تلبی جھرا لان صوتھا عورۃ امام ابو العباس قرطبی کی کتاب السماع پھر بحوالہ علامہ علی مقدسی امداد الفتاح علامہ شرنبلالی پھر ردالمحتار علامہ شامی میں ہے لا نجیز لھن رفع اصواتھن ولا تمطیطھا ولا تلیینھا وتقطیعھا لما فی ذلک من استمالۃ الرجال الیھن وتحریک

الشہوۃ منہم ومن ہذا لم یجز ان توذن المرأۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال سوم۔ زید کوٹ وکالر ونکٹائی پہنتا ہے اور پشوری پائجامہ وترکی ٹوپی وبونٹ جوتا پہنتا اور انگریزی فیشن کے بال رکھتا ہے۔ عمرو کہتا ہے کہ اس میں تشبہ بالنصاریٰ ہے اور زید کہتا ہے کہ ہرگز نہیں اس لئے کہ ادنیٰ فرق تشبہ کیلئے کافی ہے ان دونوں میں کون حق پر ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

جو بات کفار یا بدمذہبان اشرار یا فساق فجار کا شعار ہو بغیر کسی حاجت صحیحہ شرعیہ کے برغبت نفس اوسکا اختیار مطلقاً ممنوع وناجائز وگناہ ہے اگرچہ وہ ایک ہی چیز ہو کہ اوس سے اس وجہ خاص میں ضرور اون سے تشبہ ہوگا اسی قدر منع کو کافی ہے اگرچہ دیگر وجوہ سے تشبہ نہ ہو اسکی نظیر گلاب اور پیشاب ہیں۔ شیشہ بھرا ہوا گلاب اور اوس میں ایک قطرہ پیشاب ہے تو وہ ناپاک وخراب ہے نہ کہ پورا شیشہ پیشاب ہو جبھی نجس وخراب ہو ولہٰذا عموماً احادیث ارشادات فقہ میں ہر ایسی چیز پر حکم حرمت وممانعت دیا ہے نہ یہ کہ سر سے پاؤں تک من جمیع الوجوہ اون سے تشبہ ہو اوسی وقت منع ہو یہ محض جہل یا عقل کا فساد ہے اور اگر دانستہ ہو تو شریعت مطہرہ سے کھلا عناد ہے ابطال وہم کو یہاں صرف پچیس مسائل حدیث وفقہ سے سنائیں۔ **مسئلہ ۱۔** صحیح بخاری میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لعن اللہ المتشبھین من الرجال بالنساء والمتشبھات من النساء بالرجال اللہ کی لعنت اون مردوں پر جو عورتوں سے تشبہ کریں اور اون عورتوں پر جو مردوں سے۔ یہ اصل کلی ہے اسکے فروع دیکھئے زنان عرب جو اوڑھنی اوڑھتیں حفاظت کیلئے سر پر پیچ دے لیتیں اس پر ارشاد ہوا کہ ایک پیچ دیں دو نہ ہوں کہ عمامہ سے مشابہت نہ ہو عورت کو مرد، مرد کو عورت سے تشبہ حرام ہے امام احمد وابوداؤد وحاکم نے بسند حسن ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی۔ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دخل علیہا وھی تختمر فقال لیۃ لالیتین تیسیر شرح جامع صغیر میں ہے حذرا من التشبہ بالمتعممین دیکھو تمام زنانہ لباس دفع تشبہ کیلئے کافی نہ ہوا صرف دوپٹہ کے سر پر دو پیچ مورث تشبہ ہوئے۔ **مسئلہ ۲** ایک عورت کندھے پر کمان لگائے گزری رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لعن اللہ المتشبھات من النساء بالرجال اللہ تعالیٰ نے اون عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں سے تشبہ کریں رواہ الطبرانی فی الکبیر عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما والحدیث من دون القصۃ عند احمد وابی داؤد والترمذی وابن ماجۃ بل قد تقدم عن البخاری وایھام التیسیر انھم جمیعا رووا القصۃ لیس بالواقع عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ام سعید بنت ابی جمیل کو کمان لگائے مردانی چال چلتے دیکھا فرمایا سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول لیس منا من تشبہ بالرجال من النساء ولا من تشبہ بالنساء من الرجال رواہ احمد والطبرانی۔ **مسئلہ ۳** عورتوں کو حکم فرمایا کہ ہاتھوں میں مہندی لگائیں کہ مردوں کے ہاتھ سے مشابہ نہو ابوداؤد ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی ان ھندۃ بنت عتبۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت یا نبی اللہ بایعنی فقال لا ابایعک حتی تغیری کفیک فکانھما کفا سبع مرقاۃ میں ہے شبہ یدیھا حین لم تخضبھا بکفی سبع فی الکراھیۃ لانھا حینئذ شبیھۃ بالرجال ایک حدیث میں ارشاد ہوا کہ زیادہ نہو تو ناخن ہی رنگین رکھیں احمد وابوداؤد ونسائی بسند حسن ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی اومت امرأۃ من وراء ستر بیدھا کتاب الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقبض النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یدہ فقال ما ادری اید رجل ام ید امرأۃ قالت بل ید امرأۃ قال لو کنت امرأۃ لغیرت اظفارک بالحناء۔ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی اشعہ میں فرماتے ہیں وگفتہ اند کہ وجہ کراہت وانکار تشبہ برجال ست وسابقا معلوم شد کہ زنان را تشبہ برجال مکروہ ست **اقول** بلکہ یہ تعلیل منصوص ہے کہ فرمایا بے مہندی لگائے اپنا ہاتھ مرد کا سا رکھتی ہو احمد فی مسندہ عن امرأۃ صلت القبلتین مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قالت دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال اختضبی تترک احدٰکن الخضاب حتی تکون یدھا کید الرجل فما ترکت الخضاب انھا لابنۃ ثمانین۔ **مسئلہ ۴** جامع ترمذی میں سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے نظفوا افنیتکم ولا تشبھوا بالیھود اپنے پیش دروازہ زمینیں ستھری رکھو یہودیوں سے تشبہ نہ کرو کہ جب سے اون پر ذلت ومسکنت ڈالی گئی اون کی زمینیں میلی کثیف رہتیں۔ یہاں محض ایک بیرونی شے پر جسے جسم ولباس سے بھی علاقہ نہیں تشبہ فرمایا گیا۔ **مسئلہ ۵** سنن ابی داؤد میں ابن ابی ملیکہ سے ہے قیل لعائشۃ ان امرأۃ تلبس النعل قالت لعن رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الرجلۃ من النساء ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کی گئی ایک عورت مردانہ جوتا پہنتی ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردانی وضع اختیار کریں مرقاۃ میں ہے تلبس النعل ای التی تختص بالرجال **مسئلہ ۶** نماز میں کسی ایک فعل و حالت میں اہل کتاب سے تشبہ منع ہوا اور نماز مسلمین کا اپنے عامہ افعال وصفت وہیأت میں اونکی نماز سے جدا ہونا مانع تشبہ نہ ہوا اسی لئے امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے ہدایہ میں ہے یکرہ ان یقوم فی الطاق لانہ یشبہ صنیع اھل الکتاب من حیث تخصیص الامام بالمکان **مسئلہ ۷** اسی لئے امام کا سب مقتدیوں سے بلندی ممتاز پر ہونا مکروہ ہوا۔ ہدایہ میں ہے یکرہ ان یکون الامام وحدہ علی الدکان لما قلنا بحر الرائق و رد المحتار میں علل٘ہ بانہ تشبہ باھل الکتاب فانھم یتخذون لامامھم دکانا **مسئلہ ۸** نماز میں قرآن مجید دیکھکر پڑھنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک تو مفسد نماز ہے صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ نماز صحیح مانتے ہیں مگر مشابہت اہل کتاب کے باعث مکروہ جانتے ہیں ہدایہ میں ہے اذا قرأ الامام من المصحف فسدت صلاتہ عند ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقالا ھی تامۃ الا انہ یکرہ لانہ تشبہ بصنیع اھل الکتاب **مسئلہ ۹** جہاں جاندار کی تصویر کھلی ہوئی بے اہانت رکھی ہو اگرچہ نمازی کے پس پشت وہاں نماز بوجہ تشبہ مکروہ ہے ردالمحتار میں ہے علۃ حرمۃ التصویر المضاھاۃ لخلق اللہ تعالیٰ وعلۃ کراھۃ الصلاۃ بھا التشبہ **مسئلہ ۱۰** یونہی جہت قبلہ میں اگر صلیب ہو نماز مکروہ ہے کہ نصاریٰ سے تشبہ ہے ردالمحتار میں عبارت مذکورہ مسئلہ تصویر ہے اقول والظاھر انہ یلحق بہ الصلیب وان لم یکن تمثال ذی روح لان فیہ تشبھا بالنصاری ویکرہ التشبہ بھم فی المذموم وان لم یقصدہ اھ اقول فی الصورۃ علۃ اخری سوی التشبہ وھو امتناع الملئکۃ من دخول بیت ھی فیہ غیر مھانۃ ولم یثبت مثلہ فی الصلیب فلا یتأتی الالحاق علی الاطلاق الا اذا کانت فی جھۃ القبلۃ وح یلتحق بکانون فیہ جمر اونار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ **مسئلہ ۱۱** مرد کو ہتھیلی یا تلوے بلکہ صرف ناخنوں ہی میں مہندی لگانی حرام ہے کہ عورتوں سے تشبہ ہے شرعۃ الاسلام ومرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے الحناء سنۃ للنساء ویکرہ لغیرھن من الرجال الا ان یکون لعذر لانہ تشبہ بھن اھ اقول والکراھۃ تحریمیۃ للحدیث المار لعن اللہ المتشبھین من الرجال بالنساء فصح التحریم ثم الاطلاق شمل الاظفار اقول وفیہ نص لحدیث المار لوکنت امرأۃ لغیرت اظفارک بالحناء اما تنیا العذر فاقول ھذا اذا لم یقم شیئ مقامہ ولا صلح ترکیبہ مع شیئ ینفی لونہ واستعمل لا علی وجہ تقع بہ الزینۃ **مسئلہ ۱۲** عورت کو اپنے سر کے بال کترنا حرام ہے اور کترے تو ملعونہ کہ مردوں سے تشبہ ہے درمختار میں ہے قطعت شعر رأسھا اثمت ولعنت والمعنی المؤثر التشبہ بالرجال **مسئلہ ۱۳** مرد کو اپنا وسط سر کھلوانا جیسے پان بنوانا کہتے ہیں حلال ہے جبکہ اطراف کے بال باقی رکھے اور گوندھے نہیں ورنہ پیشانی یا قفا کے بال مونڈنا مجوس سے تشبہ ہے اور گوندھنا بعض دیگر کفار سے ذخیرہ وتاتارخانیہ وہندیہ و ردالمحتار میں ہے لا باس للرجل ان یحلق وسط رأسہ ویرسل شعرہ من غیر ان یفتلہ وان فتلہ فذلک مکروہ لانہ یصیر مشابھا ببعض الکفرۃ والمجوس فی دیارنا یرسلون الشعر من غیر فتل ولکن لا یحلقون وسط الرأس بل یجزون الناصیۃ ینابیع وعالمگیریہ میں ہے عن ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یکرہ ان یحلق قفاہ الا عند الحجامۃ۔ **مسئلہ ۱۴** مرد کو ساڑھے چار ماشے سے کم وزن کی ایک انگوٹھی ایک نگ کی جائز ہے دو یا زیادہ نگ حرام کہ زیور زنان ہو گیا جامع الرموز در والمحتار میں ہے انما یجوز التختم بالفضۃ لو علی ھیأۃ خاتم الرجال اما لو لہ فصان او اکثر حرم **مسئلہ ۱۵** چاندی کی مردانی انگوٹھی عورت کو نہ چاہئے اور پہنے تو زعفران وغیرہ سے رنگ لے شیخ محقق اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں زنان را تشبہ برجال مکروہ است تاآنکہ انگشتری نقرہ زنان را مکروہ است واگر بکنند باید کہ رنگ کنند بزعفران ومانند آن **مسئلہ ۱۶**۔ مرد کو عورت کی طرح چرخہ کاتنا مکروہ ہے کہ زنانہ کام ہے تشبہ ہوگا درمختار میں ہے غزل الرجل علی ھیأۃ غزل المرأۃ یکرہ طحطاوی میں ہے لما فیہ من التشبہ وقد لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المتشبھین والمتشبھات۔ **مسئلہ ۱۷** بلاضرورت صحیحہ عورت کو گھوڑے پر چڑھنا منع ہے کہ مردانہ کام ہے حدیث میں اس پر لعنت آئی ابن حبان اپنی صحیح میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یکون فی اخر امتی نساء یرکبن علی سرج کاشباہ الرجال الحدیث وفی اخرہ العنوھن فانھن ملعونات اقول وکان ما اشتھر حدیثا بلفظ لعن اللہ الفروج علی السروج ماخوذ من ھذا نقلا بالمعنی۔ **مسئلہ ۱۸** مرد سیدھے ہاتھ

میں انگوٹھی نہ پہنے کہ رافضیوں کا شعار ہے درمختار میں ہے یجعله لبطن کفه فی یده الیسرٰی وقیل الیمنی الا انه من شعار الروافض فیجب التحرز عنه قہستانی وغیرہ اھ **اقول** والجواز فی نفسه لاینافی وجوب الاحتراز لغیره علی انه لم یعزه للقہستانی وحده فلعله عن غیره نا ند فع مانی ش ھذا وقال فی الدر بعده قلت ولعله کان وبان فتبصر قال ش ای کان ذلك من شعارهم فی الزمن السابق ثم انقطع فلا ینهی عنه وفی غایة البیان قد سوی الفقیه ابو اللیث فی شرح الجامع الصغیر بین الیمین والیسار وهو الحق لانه قد اختلفت الروایات عن رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم فی ذلك وقول بعضهم انه فی الیمین من علامات اهل البغی لیس بشئ لان النقل الصحیح عن رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم ینفی ذلك اھ وتمامه فیه اھ **اقول** لیس فیه زیادة علی هذا بل ذکر روایتین بیانًا لقوله قد اختلفت الروایات لکن فی المرقاة عن شرح السنة للامام البغوی تحت حدیث الصحیحین عن ابن عمر رضی الله تعالٰی عنهما قال اتخذ النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم خاتما من ذهب وجعله فی یده الیمنی ثم القاه الحدیث هذا الحدیث یشتمل علی امرین تبدل الامر فیهما من بعد احدهما لبس خاتم الذهب وصار الحکم فیه الی التحریم فی حق الرجال والثانی لبس الخاتم فی الیمین وکان اٰخر الامرین من النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم لبسه فی الیسار اھ وانما یؤخذ بالاٰخر فالاٰخر من فعله صلی الله تعالٰی علیه وسلم والله تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۹: بعض اعصار وامصار میں ایک ٹوپی لباس روافض تھی علما نے فرمایا اوسکا پہننا گناہ ہے منح الروض میں ہے لبس تاج الرفضة مکروہ کراھة تحریم وان لم یکن کفرا بناء علی عدم تکفیرهم لقوله صلی الله تعالٰی علیه وسلم من تشبه بقوم فهو منهم **مسئلہ ۲۰**: یہ تو مرد و عورت کا تشبہ تھا یا گمراہ سے پھر معاذ اللہ اوسکی خباثت کا کیا شمار جس میں کفار سے تشبہ ہو ائمہ دین نے فرمایا بلاضرورت شرعیہ مجوس کی ٹوپی پہننی کفر ہے اگرچہ ہنسی سے پہنے اور اگر کوئی پہنے اور اوس پر اعتراض ہو تو کہے دل مستقیم چاہیے کپڑا کسی وضع کا ہو وہ کافر ہو جائیگا کہ اوس نے احکام شریعت کو رد کیا خزانۃ المفتین میں ہے اذا وضع قلنسوة مجوس علی راسه الاصح انه یکفر ملتقط پھر منح الروض میں ہے لبس قلنسوة المجوسی جادا او هازلا کفر الا اذا فعل خدیعة فی الحرب اسی میں فتاوی امام ظہیر الدین مرغینانی سے ہے من وضع قلنسوة المجوس علی راسه فقیل له فقال ینبغی ان یکون القلب سویا کفر اھ قال ای لانه ابطل حکم ظواهر الشریعة **مسئلہ ۲۱**: وضع کفار کی ٹوپی الگ رومال اوس شکل پر بنا کر سر پر رکھنا بھی حرام ہے یہاں تک کہ بعض ائمہ نے اس صورت میں بھی حکم کفر دیا جامع الفصولین میں ہے جعل مندیله یشبه قلنسوة المجوسی ووضعه علی راسه کفر لا عند اکثرهم **مسئلہ ۲۲ و ۲۳**: ماتھے پر قشقہ تلک لگانا یا کندھے پر صلیب رکھنا کفر ہے دفی منح الروض لو وضع الغل علی کتفه فقد کفر اذا لم یکن مکرها وفیه عن الملتقط اخذ الغل جادا او هازلا کفر الا اذا فعل خدیعة فی الحرب اھ **اقول** وهذا شئ لایعرف فی دیارنا ولفظ جامع الفصولین وضع صلیبا علی کتفه کفر اھ وهذا اوضح فلعل ما فی المنح تصحیف۔ والله تعالٰی اعلم۔ **مسئلہ ۲۴**: زنار باندھنا کفر ہے منح الروض میں ہے لو شد الزنار علی وسطه فقد کفر ای اذا لم یکن مکرها اوسی میں ملتقط سے ہے شد الزنار جادا او هازلا کفر الا خدیعة فی الحرب اوسی میں محیط سے ہے ان شد المسلم الزنار ودخل دار حرب للتجارة کفر اسی طرح جامع الفصولین وخزانۃ المفتین میں ہے اشباہ والنظائر میں ہے عبادة الصنم کفر وکذا التزنر بزنار الیهود والنصاری دخل کنیستهم او لم یدخل بحر الرائق میں ہے یکفر بشد الزنار فی وسطه الا اذا فعل ذلك خدیعة فی الحرب وطلیعة للمسلمین **مسئلہ ۲۵**: زنار بھی نہیں کوئی رسی کا ٹکڑا کمر سے باندھا کسی نے کہا یہ کیا ہے کہا زنار کافر ہو جائے گا خلاصہ عالمگیریہ وبزازیہ وظہیریہ وجامع الفصولین وخزانۃ المفتین وغیرہ میں ہے امرأة شدت علی وسطها حبلا وقالت هذا زنار تکفر۔ ظہیریہ ومنح الروض میں ہے وحرم الزوج یہاں تو خود اوس چیز ہی میں مشابہت صوری میں کتنا فرق ہے مگر نام رکھنے سے کفر آیا تو جہاں صورت ونام سب موجود حکم تشبہ کیونکر مفقود۔ بالجملہ ایک بات میں تشبہ کو اور باتوں میں تشبہ نہونے سے مندفع جاننا ہرگز کام نہیں مگر مجنوں یا بددین کا نہ کہ زید کا ادعا باطل جس کا حاصل یہ کہ سو باتیں تشبہ کی ہوں ایک نہو تو تشبہ نہ رہے گا ایسوں کی نگاہ میں شریعت مطہرہ کی جو قدر ہوتی ہے بدیہی ہے مگر انسانی عقل وتہذیب کو بھی رخصت کر دیا کیا زید کے سے مسلک والا بشرطیکہ مجنون نہو گوارا کرے گا

کہ سر سے پاؤں تک زنانہ لباس انگیا کرتی کلیوں دار پائچے پہنے ہاتھ پاؤں میں مہندی رچائے صرف ٹوپی سر پر رکھ لے تشبہ نہ رہا کہ ادنی فرق دفع تشبہ کیلئے کافی ہے بلکہ ٹوپی کی بھی کیا حاجت ہے اوس زنانے کپڑے کیساتھ بنت کا دوپٹہ بھی سر پر اوڑھے اور چوٹی بھی گندھوائے مونھ کی مونچھیں ہی دفع تشبہ کو بس ہونگی حالانکہ ہر عاقل ایسے شخص کو زنانہ جانے گا بلکہ اگر تمام لباس مردانہ ہو ہتھیار لگائے گھوڑے پر سوار ہو اور بات کرے ناک پر انگلی رکھکر تو یقیناً تمام عقلا اوس پر ہنسیں گے اور اوسے زنانہ کہیں گے اس ایک ہی بات کے آگے وہ تمام لباس سلاح واسپ کام نہ دینگے۔ جسے وضع کفار میں وہ جھوٹی تاویلیں سوجھیں کیا یہ حرکات کرنا بھی قبول کریگا کہ آخر کافر سے تشبہ عورت سے تشبہ پر خبث وشناعت میں ہزار درجہ فائق ہے اللہ عزوجل مسلمانوں کو ہدایت فرمائے آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از گونڈل کاٹھیاواڑ مرسلہ عبدالستار اسمٰعیل سنی حنفی قادری ۲۲ شعبان ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت خصوصاً امام اہلسنت مجدد مأتہ حاضرہ صاحب حجت قاہرہ محی الاسلام والمسلمین مولانا مفتی قاری شاہ محمد احمد رضا خانصاحب مدظلہٗ اس مسئلہ میں۔ ایک شخص مسلمان یا غیر مسلمان ایک حکیم یا غیر حکیم کے پاس اس لئے آیا کہ اوسکے کسی رشتہ دار عورت کے کسی طور سے حمل رہ گیا حمل کے ظاہر ہونے سے اوس عورت نیز خویش واقارب کی سخت بے عزتی ہونیوالی ہے اس لئے خواستگار ہے ایسی دوا کا جس سے حمل ساقط ہو جاوے نیز شخص مذکور اوس دوا کے عوض میں کچھ رقم بھی پیش کرنا چاہتا ہے اب عرض یہ ہے کہ اس قسم کا دوا دینا اور اوسکا معاوضہ لینا اہل سنت والجماعت کیلئے جائز ہے یا نہیں خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ کسی سنی مسلمان کی بے عزتی ہونیوالی ہو۔ بینوا توجروا

الجواب

اگر ابھی بچہ نہیں بنا جائز ہے ورنہ ناجائز کہ بے گناہ کا قتل ہے اور چار مہینے میں بچہ بن جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از امرتسر۔ کٹرہ کرم سنگھ متصل مسجد کنجری والی دروازہ بھگتانوالہ مرسلہ منشی نبی بخش۔ ۲۳ شعبان ۱۳۳۵ھ

حامی سنت ماحی بدعت مجدد زماں جناب مولانا صاحب بفضل اولیٰنا دامت فیوضہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ بعد سلام مسنون الاسلام کے خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آنجناب کا وجود مبارک واسطے گنہگاروں کی ہدایت کے اور اشرار و دشمنان دین محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکروفریب کو ملیامیٹ کرنے کیلئے پیدا کیا۔ دعا ہر دم ہے کہ خداوند کریم تا زمانہ ابدالدہر آنجناب کو سلامت باکرامت رکھے بعد ازاں خدمت بابرکت میں ملتمس ہوں کہ بندے کا نام نبی بخش ہے چونکہ فرقہائے اشرار زمانہ خصوصاً گروہ وہابیہ میں مرض ہے کہ مسلمانوں سے بات بات کی مخالفت کرتے ہیں اگرچہ ان کا سراسر نقصان ہی ہوتا ہے۔ بندے کا نام تو پہلے ہی وہابیوں کے جلانے کیلئے کافی تھا لیکن بندے نے اسی کو اور بھڑکانا چاہا یعنی اپنا نام بجائے نبی بخش کے عبدالنبی تبدیل کر دیا۔ نام تبدیل کرنے سے پہلے بندے نے از حد غور کر لیا جتنا کہ ہو سکا کہ کہیں ان کی مخالفت میں اپنا نقصان نہ ہو یعنی کئی مسلمانوں کا نام عبدالمحمد۔ عبدالنبی۔ عبدالرسول لکھا ہوا دیکھا لیکن وہ سب مولوی عالم ہیں اور بندہ محض بے علم ہے اور سب سے بڑھکر قولہ تعالیٰ قل یا عبادی آخر پڑھکر بے فکر ہو کر نام تبدیل کر دیا جو کہ ایک عرصہ تک لکھتا رہا لیکن جناب شاہ صاحب جو کہ بندے کے بچے دینیات کے استاد ہیں کسی شخص نے انکی خدمت میں ذکر کیا کہ منشی نبی بخش جو خلاف وہابیہ کو لکھتا ہے اسمیں انکو جلانے کیلئے اپنا نام عبدالنبی لکھ دیتا ہے پھر اس شخص نے بندے کو آکر کہا کہ جناب شاہ صاحب فرماتے تھے کہ نبی بخش از حد غلطی کرتا ہے کیونکہ خداوند کریم کا بندہ بننا تو آسان ہے لیکن جناب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بندہ ہو جانا از حد مشکل ہے بلکہ ایسا نام لکھنا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بے ادبی کرنا ہے اور انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ جناب حضرت مولانا احمد رضا خانصاحب باوجود مجدد زماں ہونے کے اپنا اسم مبارک عبدہ المذنب عبدالمصطفےٰ لکھا کرتے ہیں جب سے بندہ نے اس شخص سے یہ بات سنی اوسی وقت سے عبدالنبی نہیں لکھا کیونکہ جناب حضرت سید شاہ صاحب از حد فقیہہ عالم فاضل تصوف میں کامل شریعت میں پکے ہیں بندے کو انکا فرمان ماننے میں ذرا بھی عذر نہیں لیکن کہنے والا دوسرا شخص ہے شاید اوس نے سمجھنے میں غلطی کھائی ہو اور بندے میں باعث رعب شاہی کے اتنی جرأت نہیں کہ جناب شاہ صاحب سے دریافت کر سکے لہذا خدمت بابرکت میں مؤدبانہ ملتمس ہوں کہ جناب براہ بندہ نوازی ارشاد فرمادیں کہ بندہ اپنا نام عبدالنبی لکھ سکتا ہے یا نہیں اور جو شخص پہلے اپنا نام عبدالرسول عبدالمحمد لکھتے ہیں وہ کیوں لکھتے ہیں ایسے طور پر جواب تحریر فرمادیں کہ بندہ سمجھ سکے اور ہدایت پا دے اور جو اپنا نام بندہ عبدالنبی لکھ سکوں تو کس طرح

لکھ سکتا ہوں کوئی بغیر تبدیل یا کوئی لفظ زیادہ کرنا پڑے گا یا نہیں امید ہے آنجناب جلدی جواب ارسال فرمائیں گے والسلام۔

الجواب

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اپنے آپ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مملوک جانے تمام عالم ہی اون کے رب عزوجل کی عطا سے اون کی ملک ہے شاہ عبدالعزیز صاحب تحفۂ اثناعشریہ میں توریت مقدس سے نقل کرتے ہیں کہ رب عزوجل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت فرماتا ہے ملك الارض ورقاب الامم احمد مالک ہیں تمام زمین اور مالک ہیں سب امتوں کی گردنوں کے شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا میں حدیث نقل کرتے ہیں امیرالمؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابۂ کرام کو جمع فرماکر اون مجمع کے سامنے خطبہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر شریف کرکے فرمایا کنت عبدہ وخادمہ وکالسیف المسلول بین یدیہ میں حضور کا عبد تھا بندہ تھا خادم تھا اور حضور کے سامنے تیغ برہنہ کیطرح تھا امام طحاوی شرح معانی الآثار میں روایت فرماتے ہیں حضرت اعشی مازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدمت اقدس میں حاضر ہوکر عرض کی یامالک الناس ودیان العرب اے تمام آدمیوں کے مالک اور عرب کے جزا وسزا دینے والے شفای امام قاضی عیاض ومواہب لدنیہ امام احمد قسطلانی میں ہے حضرت سیدنا سہل بن عبداللہ تستری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں من لم یر نفسہ فی ملك النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یذق حلاوۃ سنتہ جو اپنے آپ کو نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مملوک نہ جانے اوس نے اونکی سنت کا مزہ نہ چکھا بالجملہ اس معنی پر تمام جہان اون کی ملک اون کا بندہ اون کا عبد ہے یوں اپنا لقب عبدالنبی عبدالرسول عبدالمصطفےٰ رکھنا عین سعادت ہے اور اس سے اسلام وکفر کا فرق روشن ہے کہ اللہ عزوجل کی عبدیت سے کسی کافر کو بھی استنکاف نہ ہوگا حتی کہ وہابیہ بھی بڑی خوشی سے اپنے آپ کو عبداللہ کہیں گے اگرچہ واقع میں شیخ نجدی کے بندے اور عبدالشیطان ہیں مگر مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بندہ ہرگز اپنے آپ کو نہ بتائیں گے عبدالنبی اور عبدالشیطان دونوں عبداللہ ہیں وہ عبدالنبی ہیں

جن کو فرمایا فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی اور وہ عبدالشیطان ہیں جن کو فرمایا یٰحسرۃ علی العباد ما یأتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزؤن مگر عبدالشیطان ہرگز عبدالنبی عبدالمصطفےٰ نہیں ہوسکتا اور اسے معاذاللہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین سے کیا علاقہ نقل کرنے والے نے ضرور غلط نقل کیا یا غلط سمجھا ہاں عبد بمعنی بندۂ خاص یعنی مطیع وفرمانبردار ہونا ضرور دشوار ہے اور باین معنی عبداللہ وعبدالنبی ایک ہے کہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اس معنی پر اپنے آپکو اوس وصف عظیم سے یاد کرنا ضرور تزکیۂ نفس وخودستائی ہے کہ بنص قطعی قرآن مجید حرام ہے قال اللہ تعالیٰ لاتزکوا انفسکم جو لوگ اپنا لقب مطیع النبی مطیع الرسول رکھیں جاہل بیخبر ہیں یا قرآن عظیم کے دانستہ مخالف خود اونھیں کا قول اون کی تکذیب کو بس ہے جو مطیع النبی ومطیع الرسول ہوگا ہرگز اپنے نفس کا تزکیہ نہ کرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ازرائے بریلی محلہ جہان متصل مکان سید فدا علی جنگلی انسپکٹر مرسلہ حافظ قمرالحسن صاحب ۲۳ شعبان ۳۵ھ وارد حال بریلی شہر مہنت گنج

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص سنی مسلمان جسپر لوگوں کا یہ گمان ہے کہ یہ شخص ازسرتاپا معصیت میں مبتلا ہے اوس نے محض اپنی نجات کا ذریعہ خیال کرکے مجلس میلاد شریف منعقد کی ہو اور نہایت وفور شوق سے ذکر رحمۃ للعٰلمین سرکار دوعالم اپنے آقائے نامدار کا بکثرت سننا اختیار کیا ہو اور نماز بھی پڑھتا ہو اور سچ بھی بولتا ہو اور حلال کمائی مجلس میں صرف کرتا ہو۔ مسکین الطبع رقیق القلب شریف ابن شریف ہو اور اچھے لوگ اوسے اچھا سمجھتے ہوں اور بدباطن لوگ اوسے برا سمجھتے ہوں اوس کے یہاں میلاد شریف پڑھنا اور جاکر سننا جائز ہے یا نہیں اور اوسکو محفل میلاد مقرر کرنا اور ذکر سرور عالم سننا چاہئے یا نہیں اور جو شخص میلادخوان اپنی بدباطنی سے اوس کے یہاں مجلس پڑھنے نہ جائے اور دوسروں کو روکے اور اوسکی برائی ناکردہ کا تہمت لگائے وہ گنہگار ہے یا نہیں۔

الجواب

اگر یہ بیان واقعی ہے کہ اچھے لوگ اوسے اچھا سمجھتے ہیں تو بدباطنوں کے برا سمجھنے سے برا نہیں ہوسکتا نہ لوگوں کی بدگمانی سے کوئی اثر سوا اسکے کہ بدگمانی کرنے والے خود ہی گنہگار رہوں قال اللہ تعالیٰ یایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم جھوٹی تہمت رکھنے والا سخت گنہگار ومستحق عذاب ہے اور اس بناپر اوس کے یہاں مجلس مبارک پڑھنے سے لوگوں کو روکنا مناع للخیر ہونا ہے۔ ظاہر سوال کا جواب تو یہ ہے اور واقع

مسئلہ ۔ جناب مولوی صاحب عرض ہے اگر چلے کے اندر مرد عورت سے بولے پھر عورت چالیس دن کا چلہ نہائے تو عورت پاک ہوجائیگی اور نماز روزہ اور قرآن شریف کی عبادتوں کے لائق ہوجائے گی چلے کے اندر عورت نے انکار کیا مرد ناراض ہو یا کہے کہ جی میں آتا ہے کہ میں نکاح کرلوں عورت کو ان باتوں کا خیال ہوا اور بلوالے اسکا مسئلہ اس سے بہت ڈر معلوم ہوتا ہے ۔

الجواب

بچہ پیدا ہونے کے بعد جسوقت خون بند ہوجائے اگر چلے کے اندر پھر نہ آئے تو اوسی وقت سے پاک ہوجاتی ہے مثلاً فقط ایک منٹ بھر خون آیا پھر نہ آیا تو بچہ پیدا ہونے کے اوسی ایک منٹ تک ناپاکی تھی پھر پاک ہوگئی نہا کے نماز پڑھے روزہ رکھے پھر اگر چلے کے اندر خون نہ آیا تو یہ نماز روزے سب صحیح ہوگئے اور اگر پھر آگیا تو نماز روزے پھر چھوڑ دے ۔ اب اگر پورے چلے یا اوس سے کم پر جاکر بند ہوا تو شروع پیدائش سے اسوقت تک سب دن خون کے سمجھے جائیں گے وہ نمازیں جو پڑھیں بیکار گئیں اور وہ فرضی روزے جو رکھے قضا کئے جائیں گے اور اگر چلے سے بھی باہر جاکر بند ہوا اس سے پہلے بچہ پیدا ہونے میں جتنے دن خون آیا تھا اوتنے دن ناپاکی کے سمجھے جائیں گے باقی پاکی کے ۔ مثلاً گھڑی بھر خون آیا اور بند ہوگیا پھر پچیس دن بعد آیا اور چالیس دن سے پاؤ گھڑی زیادہ تک آیا کہ شروع پیدائش بچہ سے اسوقت تک چالیس دن پاؤ گھڑی کا عرصہ ہوا تو اس سے پہلے اگر کوئی بچہ نہ ہوا تھا جب تو پورا چلہ ناپاکی کا ہوگا فقط پاؤ گھڑی یا جتنا چلے سے بڑھا استحاضہ ہے اس میں وضو کرکے نماز پڑھ سکتی ہے اور روزہ تو بہر حال روا ہے اور اگر پہلے بچہ پر مثلاً بیس دن خون آیا تھا تو بیس دن ناپاکی کے ہیں باقی دن پاکی کے ہیں ان میں نماز روزے نہ رکھے ہوں قضا کرنے ہوں گے یہ حکم ہے ۔ اور عورتوں میں جو مشہور ہے کہ خون آئے یا بند ہوجائے چلہ پورا ہی کر کے نہاتی ہیں اور جب تک نمازیں قضا کرتی ہیں سخت حرام ہے رہا خاوند کے پاس جانا اگر چلہ کے اندر خون بند ہوجائے اور اوتنے دنوں سے کم ہو جتنے دن اس سے پہلے بچہ میں آیا تھا تو خاوند کے پاس جانا حرام ہے اور اوسکا یہ کہنا عورت کسی طرح نہیں مان سکتی مانے گی تو سخت گنہگار ہوگی توبہ کرے اور اگر اوتنے دن پورے ہولئے جتنے دنوں اس سے پہلے بچہ میں آیا تھا اوس کے بعد بند ہوا اور چلہ ابھی پورا نہوا تو جب عورت نہالے گی یا ایک نماز کا وقت اوس پر گزر جائے گا اوسوقت خاوند کے پاس جاسکتی ہے ورنہ ہرگز نہیں ۔

مسئلہ ۔ از سہاور ضلع ایٹہ مرسلہ جناب مولوی چودھری عبدالحمید خانصاحب زید مکارمہم رئیس ۱۳ رمضان المبارک ۳۵ھ

جناب اعلیحضرت عظیم البرکت مجدد مائتہ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ ادام اللہ ظلالہ علی رؤس الطالبین حاکم اگر اپنے کسی کام کیلئے قرض مانگے اور اس پر سود دے اور چونہ لے اوس سے جو رقم ناجائز لیجاتی ہے اوس میں اوسی حساب سے تخفیف کردے اسکی بابت کوئی مطالبہ نہیں نہ شرط ہے لہذا وہ کمی ان کے واسطے جائز ہوگی یا نہیں اگرچہ اس قرض میں حاکم کا حکم آتا ہے کہ خوشی سے ضرور دینا چاہئے جبر نہیں باینہمہ اوس کے ملازمین اپنے اثر سے ہر ایک کو اوسکے دینے پر مجبور کرتے ہیں ان سب باتوں پر غور فرماکر ارشاد فرمایا جائے کہ بموجب اوسکے عمل کیا جائے والسلام مع الاکرام

الجواب

کوئی زمیندار مثلاً کاشتکاروں سے جبراً کوئی ناجائز رقم وصول کرتا ہو کاشتکار مجبوری دیتے ہوں پھر اوسکا کوئی کام آکر پڑے اور وہ کہے کہ اس کام میں میری مدد کر تو یہ رقم تجھے چھوڑ دونگا یا اتنی تخفیف کردونگا تو اوس ترک یا تخفیف کا قبول کرنا اسپر واجب ہے کہ جب وہ رقم ناجائز ہے تو جسطرح اوسکا لینا گناہ ہے دینا بھی حرام ہے ما حرم اخذہ حرم اعطاؤہ حرام سے جتنا بچ سکے لازم ہے مگر وہ کام جسکے صلہ میں یہ ناجائز رقم زمیندار چھوڑے اوس کا دیکھنا لازم ہے اگر وہ خود ناجائز ہے تو اوس میں اوسے مدد دینی حرام ہے اور اس رقم کی بچت اوسکا عذر نہیں ہوسکتی کہ رقم ناجائز کا جبراً لینا اوسکا جرم ہے اور دوسرے ناجائز کام میں شریک ہونا اسکا جرم ہے ہاں اگر وہ اُس ناجائز کام پر مجبور کرے اور مجبوری واقعی ہو جسپر وہ زمیندار قدرت رکھتا ہے تو بحالت اکراہ شرعی جس فعل ناجائز کی رخصت دی جاتی ہے رخصت دینگے اور اس حالت میں اوس رقم ناجائز کی کمی قبول کرنا اسپر واجب ہوگا لیکن اگر زمیندار مجبور نہیں کرتا اوس کے نوکر چاکر دباتے ہیں اور وہ اسے مجبور شرعی نہیں کرسکتے تو صرف اون کی خاطر یا دھمکی سے ناجائز کام جائز نہوجائیگا اور اگر وہ کام جائز ہے تو اوس میں بقدر ضرورت مدد دیکر وہ صلہ قبول کرنا شرعاً واجب ہے کما مر واللہ تعالےٰ اعلم

مسئلہ ۔ از مقام مذکور مرسلہ چودھری صاحب مذکور ۱۹ رمضان المبارک ۳۵ھ

آخر فقرہ جو اوس مکتوب میں درج ہے کہ لیکن اگر زمیندار خود مجبور نہیں کرتا اوسکے نوکر چاکر دباتے ہیں اور وہ اسے مجبور شرعی نہیں کر سکتے تو صرف اونکی خاطر یا دھمکی سے ناجائز کام جائز نہ ہو جائے گا ۔ یہ بالکل سچ ہے مگر غور طلب یہ امر ہے کہ وہ نوکر جو ذی اختیار ہوں اور جن کو سزا و جزا کا پورا اختیار ہو اور جنکی رپورٹ پر اون کے آقا ضبطی جائداد وغیرہ سب کچھ کرتے ہوں تو اونکا دبانا یا اظہار ناخوشی کرنا اور وعید سے کام لینا ایسا نہ ہوگا جیسا معمولی نوکروں کا کہنا سننا یا دبانا بلکہ اون کا کہنا سننا دبانا یا وعید سے کام لینا یہ سمجھنا چاہئے کہ ہو بہو اوسکے آقاؤں کا وہ فعل ہے اگرچہ بظاہر اون کے آقا اس امر کا اعتراف کرتے ہوں کہ یہ ہمارے حکم کی تعمیل ہماری رعایا کی خوشی پر منحصر ہے ۔

الجواب

ایک تخویف واقعی ہوتی ہے معلوم ہے کہ ایسا نہوا تو معاذ اللہ ضبطی جائداد وغیرہ ناقابل مضرتوں کا سامنا ہے اور ایک نری دھمکی ثانی کا اعتبار نہیں۔ قال اللہ تعالی و ذلکم الشیطان یخوف اولیاء ہ فلا تخافو ہ وخافون ان کنتم مؤمنین یہ شیطان ہے کہ تمہیں اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے تو اون سے نہ ڈرو مجھ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو اور اول ضرور معتبر ہے اور الا من اکرہ کی حد میں داخل واللہ تعالی اعلم ۔

مسئلہ ۔ از قصبہ باراں ریاست کوٹہ راجپوتانہ مرسلہ قاضی امتیاز علی صاحب ۶ شوال ۳۵ھ

زانی اور دیوث سے کہاں تک احتراز کرنا چاہئے ۔

الجواب

زانی و دیوث فاسق ہیں ان کے پاس اوٹھنے بیٹھنے میل جول سے احتراز چاہئے قال اللہ تعالی واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین ٥ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۔ از بریلی مدرسہ اہلسنت مولوی شفیع احمد صاحب طالب علم مدرسہ ساکن بیسلپور ۲۵ شوال المکرم ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے ماں یا باپ اگر تحصیل علم فرض سے منع کریں تو اس میں ان کی تعمیل حکم ہرگز نہیں چاہئے اور اگر ان کی قربت میں تحصیل نہو سکے تو سفر کرنا ضرور ہے اگرچہ ماں باپ کو اسکی خدمت کی طرف احتیاج ہو تو یہ قول زید صحیح ہے یا نہیں۔ بینوا بالتفصیل ولو کان القلیل توجروا من رب الجلیل ۔

الجواب

قول زید صحیح ہے مطلقا جبکہ اوس علم کی تحصیل چاہتا ہو جو فرض عین ہے یوہیں صحیح ہے اگر بقدر فرض عین جانتا ہو اور فرض کفایہ کی تحصیل چاہے اور وہاں میسر نہ ہو اور اوسکے سفر کرنے میں والدین کا ضائع چھوڑنا نہو اور اگر ان کی اضاعت لازم آئے تو فرض عین کے بعد فرض کفایہ کیلئے اسکی اجازت نہیں ہو سکتی کہ ان کا ضائع نہ چھوڑنا اسپر فرض عین ہے ضائع چھوڑنے کے یہ معنی ہیں کہ وہ نہ مال رکھتے ہیں نہ کسب پر قادر ہیں یہی کماتا ہے اور انھیں کھلاتا ہے اور اگر تحصیل کفایہ میں مشغول ہوگا تو ان کے نفقہ سے عاجز ہوگا اور وہ نان شبینہ کو محتاج رہ جائیں گے یا وہ سخت مریض یا اپاہج یا مفلوج ہیں کہ حرکت سے عاجز ہیں اور ان کی خدمت اسی سے متعلق ہے اور وہ اجیر نہیں رکھ سکتے تو تحصیل کفایہ کو سفر ممنوع ۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۔ از شاہجہانپور مرسلہ منصور حسن خانصاحب تحصیلدار ۹ ذی القعدہ ۳۵ھ

اسوقت ہندوستان میں بہت زور کیساتھ حکومت خود اختیاری کی بحث چھڑی ہوئی ہے حکومت خود اختیاری کے یہ معنی ہیں کہ برائے نام انگریزوں کی نگرانی رہے گی اور حکومت درحقیقت باشندگان ہندوستان کے ہاتھ میں ہوگی اگر گورنمنٹ اسے عطا کر دیا تو اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہندو صاحبان جو اعداد اور تمول میں ہم سے بہت زائد ہیں ہم پر فوقیت رکھیں گے بحالت موجودہ ہندو صاحبان کا مسلمانوں کے معاملات میں جو رویہ ہے اوسپر مندرجہ ذیل واقعات روشنی ڈالتے ہیں۔

عا ۔ کانپور کے پریڈ گراؤنڈ پر ہندو مجارٹی نے فیصلہ کر دیا کہ مسلمان نماز جنازہ نہ پڑھیں ۔

۲ ۔ ساور اجمیر شریف میں یہ احکام نافذکر دیئے گئے کہ مسلمان عقیقہ اور قربانی میں بکرا بکری بھی ذبح نہ کرنے پائیں ۔

۳ ۔ جبلپور میں تراویح کے وقت باجابجانا فرض سمجھا گیا اور کسی ہندو تعلیم یافتہ نے مسلمانوں کی فریاد پر توجہ تک نہ کی مسجدوں میں نماز بند کردی گئی

۴ ۔ بنگال میں شبرات کی رخصت تک ہندو سپرنٹنڈنٹ کی وجہ سے مسلمانوں کو نہ مل سکی ۔

۵ ۔ بنگال کی کونسل میں سر سنہار نے رخصت نماز جمعہ کی مخالفت کی اس لئے ریزولیوشن مسٹر ابوالقاسم نے واپس لیلیا اگر ہندو ممبر ل کر ووٹ دیتے تو ریزولیوشن پاس ہوجاتا ۔

۶ ۔ صوبہ متحدہ میں پیران کلیر شریف کی چھوٹی سی سڑک بننے میں ہنڈوں نے ووٹ نہیں دیئے اور سید آل نبی صاحب کا ریزولیوشن پاس نہ ہوسکا ۔ ۷ ۔ الہ آباد اور لکھنؤ میں ابتک ہندو میونسپلٹیوں کو چھوڑے ہوئے ہیں اس لئے کہ مسلمانوں کیساتھ گورنمنٹ نے رعایت کی ہے ۔

۸ ۔ ہندو لیڈروں نے جو کانگریس کے ارکان وعناصر ہیں میونسپلٹی کے قانون سے اس لئے مخالفت کی کہ مسلمانوں کو تین جگہ اون کی تعداد سے زیادہ دیدیں اسکے متعلق صرف اخبار لیڈر اور آنریبل مالوی جی اور ہندو سبھا کے جلسوں کا مطالعہ کافی ہے خصوصی اوس جلسہ کا جو بنارس میں راجہ رامپال سنگھ کی صدارت میں ہوا تھا ۔

۹ ۔ بنگال گورنمنٹ کے بار بار اصرار پر بھی ہنڈوں نے مسلمانوں کو کلرکی لین میں نہیں گھسنے دیا جسکے لئے گورنمنٹ کو آخری کارروائی کرنی پڑی ۔

۱۰ ۔ ہندو ممبروں نے جو مشترک ووٹ سے کونسلوں میں جاتے ہیں کبھی مسلمانوں کے حق میں اپنی رائے نہیں دی نہ مسلمانوں کے حقوق کا خیال کیا

۱۱ ۔ چندوسی میں ہنڈوں نے لٹھ کے ذریعہ سے محفل میلاد شریف بند کردی ۔

۱۲ ۔ اردو کی مخالفت صرف مالوی جی اور چنتامنی جی ہی نہیں کرتے ہیں بلکہ مسٹر گاندھی بھی کرتے ہیں اور نہایت شائستگی سے سمجھاتے ہیں کہ جب تک مسلمان ہندی حروف نہ سیکھ لیں اوسوقت تک اونھیں اردو خط میں اجازت دی جائے ۔

۱۳ ۔ قربانی کا مسئلہ ہمیشہ زیر بحث نہیں بلکہ موجب کشت وخون رہتا ہے اور زبردستی مسلمانوں کو اپنے فرائض سے روکا جاتا ہے اور کوشش اس بات کی کی جاتی ہے کہ بکرا بکری بھی وہ نہ ذبح کرنے پائیں ۔

۱۴ ۔ نوکریوں کا یہ حال ہے کہ جہاں تک ممکن ہوتا ہے ہر صوبہ میں مسلمانوں کو محبان وطن اور ہوم رولر اصحاب نہیں گھسنے دیتے ۔

مندرجہ ذیل واقعات پر نظر ڈالنے کے بعد کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسلمانوں کو اوس شورش میں جو ہندو صاحبان اس کے متعلق کررہے ہیں مذہبًا شریک ہونا چاہیئے یا نہیں ۔

الجواب

اللہ عزوجل فرماتا ہے لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین اٰمنوا الیہود والذین اشرکوا ضرور ضرور تم مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن یہود اور مشرکوں کو پاؤ گے ۔ اور فرماتا ہے یاایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا ودوا ما عنتم قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر قد بینا لکم الاٰیات ان کنتم تعقلون ۵ اے ایمان والو اور وں کو اپنا دلی دوست نہ سمجھو وہ تمہاری ضرر رسانی میں گئی نہیں کرتے اونکی دلی تمنا ہے کہ تم مشقت میں پڑو دشمنی اون کے مونھ سے ظاہر ہو رہی ہے اور وہ جو اونکے سینوں میں دبی ہے بہت زیادہ ہے ہم نے روشن نشانیاں تمہیں بتادیں اگر تم عقل رکھتے ہو ۔ اس ارشاد الٰہی کے بعد کیا کوئی عاقل دیندار مسلمان ہنود کی شورش میں اونکا ساتھ دینا روا رکھیگا اور وقت پر زبانی باتوں کے دھوکے میں آکر بالآخر اون سے اسلام ومسلمین کے ساتھ نیک برتاؤ اور دلی دوستی کی امید رکھیگا اس حکومت با اختیار کا حاصل اگر ہندوستان میں صرف اسقدر ہوا کہ اوپر کی کونسلوں میں ہندو ممبر بکثرت کردیئے گئے اور امور انتظامیہ کے سوا دیگر احکام میں اونکی رائے سنی گئی اور کثرت پر فیصلہ ہوا جب تو ظاہر کہ ہر طرح ہنود کی جیت ہے اونھیں کی کثرت رہیگی اور اونھیں کی بات جیساکہ بعض وقائع مذکورۂ سوال اوسکا نمونہ ہیں نیچر کی کمیٹیوں میں اونکے اور تمہارے حالات وعادات جو سنے گئے وہ اور بھی اونکے مؤید ہیں یعنی یہ کہ بہت ہنود نہ فقط اپنے حفظ حقوق بلکہ مسلمانوں کی پامالی حقوق میں بیدریغ کوشش کرتے ہیں اور بہتیرے

مسلمان ممبر دم نہیں مارتے بلکہ بعض تو صلح کل و بے تعصب بننے کو ادلٹا اون کا ساتھ دیتے ہیں مسلمانوں کی تعداد ایک تو کم تھی ہی اور بھی کم رہ جاتے ہیں آخر یار ہا
بالی ہنود کے ہاتھ رہتا ہے اب سکا اثر جزئیات پر پڑتا ہے اوس حالت میں کلیات پر پڑیگا گورنمنٹ کو مسلمانوں ہندوؤں کے معاملہ میں نہ کسی کی طرفداری
نہ کسی سے خصومت۔ جب ہندوستانی ممبر بڑھے اور کثرت ہنود کی ہوئی تو اب احکام اون راؤں سے فیصل ہو کر آئیں گے جو ایک قوم کی ذاتی طرفدار اور
دوسروں کی ذاتی مخالف ہے اسوقت وہ اسی لئے مسلمانوں کو بلا رہے ہیں کہ یوں اختیارات اپنے کرلیں ور انھیں کی کوشش سے ان کے حقوق پامال
کرنے پر خاطر خواہ قادر ہو جائیں جب یہ جم گئی پھر کیا ہوتا ہے ع دریغ سود ندارد چو کار رفت از دست ٭ ع مرد آخر بیں مبارک بندہ است ٭ اور
اگر بالفرض حکومت خود اختیاری اپنے حقیقی معنی پر ملی تو وقت سخت تر ہے غور کرو اسوقت کہ ملک اون کے ہاتھ میں نہیں تمہارے مذہبی شعائر میں کتنی
رکاوٹیں ڈالتے ہیں رات دن کو شاں رہتے ہیں اور اپنی کثرت تعداد و کثرت مال کے سبب کچھ نہ کچھ کامیاب ہوتے رہتے ہیں جب اختیارات اون کے
ہاتھ میں ہوئے اوسوقت کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے مثلاً اسوقت تو قربانیاں اون قیود و حدود کے ساتھ کہ اون کا لگایا جانا بھی شورش ہنود کے باعث
ہے ہو بھی جاتی ہیں اوسوقت قتل انسان سے بڑھکر جرم ٹھہریگی اور مسلمانوں کو مجبورانہ اپنا یہ شعار دینی بند کرنا پڑیگا۔ کیا گورنمنٹ تمہیں ملک یدیگی کہ اوس
میں خالص احکام اسلام جاری کر دو یہ تو ممکن نہیں نہ تنہا اون کو ملے پھر شرکت رکھو گے یا ملک بانٹ لوگے کہ ایک حصہ میں تم اسلامی احکام جاری کرو۔
ایک میں وہ اپنے مذہبی احکام جو تمہاری شریعت کے رو سے احکام کفر ہیں بر تقدیر ثانی ظاہر ہے کہ ہندوستان کا کوئی شہر اسلامی آبادی سے خالی
نہیں تو اون لاکھوں مسلمانوں پر اپنی شریعت مطہرہ کے خلاف احکام تم نے اپنی کوشش سے جاری کرائے اور اوسکے تم ذمہ دار ہوئے اور ومن لم یحکم
بما انزل اللہ فاولئٹ ھم الکفرون ٥ ھم الظلمون ٥ ھم الفسقون کے تمغے پائے بر تقدیر اول کیا ہنود راضی ہو جائیں گے کہ ملک مشترک ہو اور احکام
تنہا احکام اسلام۔ ہرگز نہیں آخر تمہیں اون کے ساتھ کسی نہ کسی قانون خلاف اسلام پر راضی ہونا اور اپنی رضا و سعی سے مسلمانوں کو اوسکا پابند کرنا پڑیگا
اور قرآن عظیم سے وہی تین خطابوں کا تمغا ملے گا۔ یہ سب اوسوقت ہے کہ جھگڑا نہ اوٹھے اور اگر پھوٹ پڑی اور تجربہ کہتا ہے کہ ضرور پڑے گی اوس
وقت اگر ہنود حسب عادت آپ بیقصور بنے اور سب ڈھلی بگڑی تمہارے سر ڈالی تو زمین میں بیٹھے بٹھائے فساد اوٹھانے اور حکم الٰہی لاتلقوا
بایدیکم الی التہلکۃ کی مخالفت کر کے خود اپنی اور لاکھوں ناکردہ گناہ مسلمانوں کی جان و عزت معرض خطرہ میں ڈالنے کا ذمہ دار کون ہوگا۔ اللہ
عزوجل سیدھی سمجھ دے آمین واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از شہر مدرسہ اہلسنت و جماعت مسئولہ مولوی محمد افضل صاحب کابلی طالب علم درجہ اول مدرسہ مذکور ۱۶ ذی القعدہ ۳۵ھ
اگر شخصے بچہ خود را تعلیم علم دین نکرد بغیر انگریزی و ناگری و علم خدا و رسول را بچہ نمی داند کہ چہ امر ست و چہ نہی الحال ایں چنیں پدر را بر پسر حق
ست یا نہ بینوا توجروا۔

الجواب

پدر اگر در حق پسر تقصیر کرد حقوق پدر ذمہ پسر ساقط نتواں شد۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ قصبہ سادی آباد ضلع غازی پور مرسلہ شیخ محمد علی حسین صاحب مورخہ ۲۴ ذی القعدہ ۳۵ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارہ میں کہ ایک شخص مغل خاں نام قوم نٹ کا مسلمان ہوا اور بعد مسلمان ہونے کے وہ نماز پڑھتا ہے،
روزہ رکھتا ہے کلام مجید کی تلاوت کرتا ہے اس نے مسجد بنوائی ہے اوس میں نماز پنجگانہ ادا کرتا ہے لیکن بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسکے گھر کی عورتیں گودنا
گودتی ہیں مگر اوس نٹ نومسلم کو انکار ہے اب کچھ نہیں ہوتا ہے پس ایسے نومسلم کیساتھ کھانا پینا اور اسکا جھوٹا کھانا اور پانی پینا شرعاً جائز ہے
یا نہیں اگر جائز ہے تو جو لوگ ایسے نومسلم کے ساتھ کھانیوالوں پر سختی کرتے ہیں اونکو کرتے ہیں اور اونکا فضیحتا کرتے ہیں وہ شرع
شریف کا مقابلہ کرتے ہیں یا نہیں ایسے لوگوں کے بارہ میں شرع کا کیا حکم ہے۔

الجواب

بدن گودوانا شرعاً حرام ہے اور مسلمان پر بدگمانی اس سے بڑھکر حرام جب وہ انکار کرتا ہے اور کوئی ثبوت شرعی کافی نہ ہو تو محض بدگمانی کے بنا پر اوسے

ذلیل سمجھنا اور تفضیح کرنا سخت حرام ہے ہاں اگر ثبوت شرعی سے ثابت کہ یہ فعل اوسکے یہاں ہوتا ہے تو اب دو صورتیں ہیں یا تو وہ اسپر راضی نہیں منع کرتا ہے بقدر قدرت بند وبست کرتا ہے اور عورتیں نہیں مانتیں جب بھی اوسپر الزام نہیں قال اللہ تعالیٰ لا تزر وازرۃ وزر اخری اور اگر بہ ثبوت شرعی ثابت ہو کہ وہ اس فعل شنیع پر راضی ہے تو بلاشبہہ قابل ملامت ولائق ترک ہے کہ یہ نرا گناہ نہیں ہے بلکہ اس میں معاذ اللہ بوئے کفر آتی ہے کہ ابھی اونھیں ناپاک عادتوں پر قائم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ موضع کٹیا ڈاکخانہ سکندرپور ضلع فیض آباد مرسلہ محمد ناظر خاں صاحب زمیندار مؤرخہ ۲۴ ذی القعدہ ۳۵ھ

سوال۔ بوسہ قبر جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

اس مسئلہ میں بہت اختلاف ہے بکثرت اکابر جواز و منع دونوں طرف ہیں اور عوام کیلئے زیادہ احتیاط منع میں ہے خصوصاً مزارات طیبہ اولیاء کرام پر کہ اون کے اتنا قریب جانا ادب کے خلاف ہے کم از کم چار ہاتھ فاصلے سے کھڑا ہو کما فی العالمگیریۃ وغیرہا تو بوسہ کیسے دے سکتا ہے وہو سبحنہ وتعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ کوہ رانی کھیت صدر بازار مرسلہ منشی عنایت خانصاحب مؤرخہ ۲۴ ذی القعدہ ۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس باب میں کہ پیش امام صاحب رانی کھیت نے ایک رنڈی کی نماز جنازہ پڑھائی کہ جس کا کوئی عمل اور بظاہر وضع نہ لباس مسلمانوں کا تھا اس واقع کے چند یوم کے بعد پیش امام صاحب نے نماز جمعہ سے قبل اپنے اس فعل کی تائید میں بطور وعظ کے فرمایا کہ مجھ کو اس کا علم نہیں تھا کہ یہ عورت کون ہے اور جو شخص مجھ کو بلاکر واسطے نماز جنازہ کے لے گیا تھا وہ کون ہے میں نے نہ سمجھا کہ یہ مرد بھڑوا اور یہ عورت رنڈی ہے اور اس نماز جنازہ میں کچھ معاوضہ بھی مولانا صاحب کے نذر کیا جس کو مولانا صاحب نے دوران وعظ میں فرمایا کہ ہم طیراک ہیں ہم طیرنے کے ذریعہ سے غرقاب ہونے سے بچ سکتے ہیں جاہل نہیں بچ سکتا ہے اور بازار والوں نے جو مجھ پر نکتہ چینی کی ہے وہ بھی رنڈیوں کے ہاتھ اپنا مال فروخت کرنا بند کر دیں کیونکہ رنڈیوں سے مال کے بالعوض بھی پیسہ ناجائز ہی حاصل ہوتا ہے اور جب بازار والے اس میں اتفاق کرلیں تو مجھ کو بھی ان سے اتفاق ہوگا اور مولانا صاحب نے یہ فرمایا کہ جو پیسہ اس جنازہ کی نماز میں مجھکو ملا ہے اس پیسہ کو جیسی اسکی اصلیت ہے ایسی ہی جگہ صرف کردونگا مثلاً پائخانہ اٹھانیوالی بھنگن کو دیدونگا اور ایک قصہ اس ناجائز پیسہ کی صرف کرنیکی بابت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا فرمایا کہ ایک بادشاہ کے یہاں خزانہ میں روپیہ کی کمی ہوئی تو اونھوں نے وزیر صاحب سے روپیہ حاصل کرنیکی بابت مشورہ کیا تو وزیر صاحب نے ان کو رائے دی کہ فلاں فقیر کے پاس بہت سا روپیہ ہے اس سے روپیہ طلب کیا جاوے غرض کہ فقیر بلایا گیا فقیر سے روپیہ طلب کیا گیا فقیر نے بادشاہ سے عرض کی کہ حضور چونکہ آپ بادشاہ اسلام ہیں اور جو پیسہ میرے پاس ہے وہ ناجائز طریقہ سے میں نے حاصل کیا ہے لہذا وہ پیسہ اچھا نہیں ہے آپ کے صرف کے قابل نہیں ہے بادشاہ نے فرمایا کہ رعایا کے مکانات مسمار ہو گئے ہیں ہم بھی تیرے پیسہ کو رعایا کے پاخانوں میں صرف کر دینگے اور مولوی عبدالحی صاحب کے فتوی کے حوالہ سے مولانا صاحب نے فرمایا کہ اگر کسی کو کسی بزرگ یا علمائے دین کی دعوت وغیرہ کرنی ہو اور اسکے پاس پیسہ اچھا نہ ہو تو اسکو چاہئے کہ وہ کسی دوسرے شخص سے اپنے پیسہ کے بالعوض اچھا پیسہ حاصل کرے اور آپکی دعوت وغیرہ میں صرف کرے اسی دوران وعظ میں مولانا صاحب یعنی پیش امام صاحب نے متقی شخص کی بزرگی آیات قرآنی سے بڑے شد و مد کے ساتھ ثابت کی ہے چند مسلمانوں کے خیالات میں لفظ طیراک اور جیسا پیسہ ہے جنازہ کی نماز پڑھانیکے عوض میں مولانا صاحب کو حاصل ہوا اور اسکا صرف ویسی جگہ کر دینگے اور علمائے دین اور بزرگوں کی دعوت وغیرہ دینے خراب پیسہ کے بجائے دوسرے آدمی سے اچھا پیسہ حاصل کر کے صرف کرنا یہ امور قابل اعتراض ہیں۔ امید ہے کہ جواب باصواب مرحمت ہو تاکہ جو شکوک دلوں میں پیدا ہو گئے ہیں وہ رفع ہوں۔

الجواب نماز جنازہ پڑھا دینے میں حرج نہ تھا جبکہ اوسے معلوم نہ تھا کہ اوسکی یہ حالت ہے مگر نماز جنازہ پڑھانے پر اجرت لینی جائز نہیں اگرچہ پاک مال سے نہ کہ ناپاک مال سے کہ دوہرا حرام ہے اور یہ عذر کہ وہ اپنے یہاں کے پاخانہ میں صرف کر دیگا محض مردود ہے یوں بھی اپنے ہی صرف میں لانا ہوا اور وہ حرام ہے یہیں سے ثابت ہوا کہ وہ تیراک نہیں اوس نے دو غوطے کھائے اور اپنے غرقاب ہونے پر متنبہ بھی نہ ہوا

اور یہ بھی غلط ہے کہ جسکے پاس ناپاک پیسہ ہو وہ اپنے پیسے کے عوض دوسرے پیسہ پاک حاصل کرے اور وہ مطلقاً پاک ہو جائے بلکہ مسئلہ یوں ہے کہ جسکا مال حرام ہے اوس نے اگر اپنا پیسہ کسی کام میں نہ لگایا بلکہ قرض لیکر کوئی کام کیا تو وہ کام جائز ہے اور اگر ایسا شخص کسی کو کچھ دام دے یا دعوت کرے اور کہے کہ یہ میں نے قرض لیکر کی ہے اوسکا قول مانا جائیگا جیسا کہ عالمگیریہ وغیرہ میں ہے ہاں اوس نے سچ کہا کہ دوکانداروں کو بھی حرام ہے کہ کوئی چیز حرام مال والوں کے ہاتھ بیچکر وہ زر حرام قیمت میں لے مگر اوسکا یہ کہنا خطا ہے کہ دوکان دار اس سے باز آئیں گے تو وہ بھی باز آئیگا اوروں کا گناہ کرنا اسکیلئے سند نہیں ہو سکتا ہر شخص اپنی اپنی قبر سنبھالے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از جالندھر شہر چوک مرسلہ محمد امین مورخہ ۲۴ ذی القعدہ ۳۵ھ

سوال قطب کی طرف پاؤں کرکے سونا چاہیئے یا نہیں۔

الجواب

کوئی حرج نہیں وہ ایک ستارہ ہے سب طرف ہیں فقط

مسئلہ ۔ از ڈاکخانہ دھامونکے تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ مرسلہ محمد قاسم قریشی مدرس مدرسہ مورخہ ۲۷ ذی القعدہ ۳۵ھ

(۱) ایک مسلم کو کون کون سے مواقع اور کون کون سے اشخاص پر پہلے السلام علیکم کہنا واجب ہے۔ وکذلک کیا کوئی مواقع و اشخاص ایسے بھی ہیں جبکہ تحیات کا جواب دینا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

الجواب

ابتدا بہ سلام مسلمان سنی صالح پر سنت اور اعلیٰ درجہ کی قربت ہے مگر واجب کبھی نہیں سوا اوس صورت کے کہ سلام نہ کرنے میں اوسکی طرف سے ضرر کا اندیشہ صحیح ہو جن صورتوں میں سلام مکروہ ہے جیسے مصلی یا تالی یا ذاکر یا مستنجی یا آکل پران لوگوں کو اختیار ہے کہ جواب دیں یا نہ دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از محلہ نالہ بریلی بنن خاں مورخہ ۲۸ ذی القعدہ

سوال ایک شخص نے طرف کعبہ شریف کے پیر کئے لیکن اوس کو خیال تھا جب اٹھونگا تو میرا مونھ زیارت مقدس کیطرف ہوگا اور میں پڑھتا اٹھونگا۔

الجواب

کعبہ معظمہ کیطرف پاؤں کرکے سونا بلکہ اوس طرف پاؤں پھیلانا سونے میں ہو خواہ جاگنے میں لیٹے میں ہو خواہ بیٹھے میں ہر طرح ممنوع و بے ادبی ہے اور یہ اوسکا خیال حماقت ہے سنت یوں ہے کہ قطب کی طرف سر کرے اور سیدھی کروٹ پر سوئے کہ سونے میں بھی مونھ کعبہ ہی کو رہے ہاں وہ مریض جس میں اوٹھنے بیٹھنے کی طاقت نہیں اوسکی نماز کیلئے ایک طریقہ یہ رکھا گیا ہے کہ پائنتی قبلہ کی طرف ہو اور سر کے نیچے اونچا تکیہ رکھدیں کہ مونھ کعبہ معظمہ کو ہو پھر یہ ضرورت کیواسطے غیر مریض اپنے آپکو اوس پر قیاس نہیں کر سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از قصبہ بالکہ ضلع بلند شہر مرسلہ صالح محمد خانصاحب۔ مورخہ ۲۸ ذی القعدہ ۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ کیا حال ہے ایسے شخص کا جو گناہان مندرجہ ذیل کا مرتکب ہوا وہ شخص مسلمان رہا یا نہیں اور نماز اوسکے پیچھے جائز ہے یا نہیں (۱) ایک شخص نے جان بوجھ کر بسبب دنیوی رنجش کے قصداً فعل حلال شرعی کو حرام کر دیا (۲) غیر مقلدین کو جو اپنے کو عامل بالحدیث مشہور کرتے ہیں اور اماماں مجتہدین رحمہم اللہ کو بدعتی اور اصحاب الرائے کہتے ہیں انکو دربارہ شخصے خلاف شرع مدد دی (۳) تخم شرعی معاملہ میں عمداً بحلف جھوٹی شہادت دی (۴) چار مسلمان اہل سنت وجماعت حنفی مذہب واقف مسائل شرعی کے روبرو شرعی فعل حلال و جائز کو برحق اور سچا تسلیم کرکے پھر اوس کلمۂ حق سے منحرف ہوکر عدم جواز کا قائل ہوا اور یہ شخص پیش امام مسجد بھی ہے آیا نماز پیچھے اسکے جائز ہے یا نہیں مع دلیل و حوالہ کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ یا عبارت فقہیہ کے مرتب فرماکر مزین بمہر خاص فرما دیں (۵) اگر قاضی شہر کے علاوہ دوسرا کوئی شخص مطابق شرع شریف نکاح پڑھا دیوے لیکن اندراج اوسکا رجسٹر قاضی شہر مذکور میں نہو تو وہ نکاح جائز و صحیح ہے یا نہیں جواب

مرحمت ہو۔ بینوا توجروا

الجواب

ایسے لوگ سخت گنہگار بلکہ گمراہ ہیں کہ حق کے مقابل باطل کی اعانت کرتے ہیں ایسے شخص کے پیچھے نماز ناجائز ہے بلکہ جبتک توبہ نہ کریں مسلمانوں کو اون سے بالکل قطع علاقہ کردینا چاہئے کہ وہ ظالم ہیں اور ظالم بھی کس پر دین پر اور اللہ عزوجل فرماتا ہے واما ینسینك الشیطن فلاتقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین ہ قاضی کا رجسٹر شرعًا کوئی شرط نکاح نہیں رجسٹر آج سے نکلے ہیں پہلے نکاح کیونکر ہوتے تھے ہاں یادداشت کے لئے درج ہونا بہتر ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ ازکیلاکھیڑا ڈاکخانہ باز پور ضلع نینی تال مرسلہ محمد عبدالمجید خانصاحب ۱۱ ذی الحجہ ۳۵ھ

یہ جو بعض جہلا رغرض ڈورے کیا کرتے ہیں اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ خاتون جنت ہر کسی گھر ماہ ساون بھادوں میں جایا کرتی اور ایک ایک ڈورا اونکے کان میں باندھ کریہ کہا کرتیں کہ پوریاں پکاکر فاتحہ دلاکر لانا اسکی کچھ سند ہے یا واہیات ہے۔

الجواب

یہ ڈوروں کی رسم محض بے اصل و مردود ہے اور حضرت خاتون جنت کیطرف اسکی نسبت محض جھوٹ نرا افترا ہے۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ۔ ازسوائی مادھوپور قصبہ سانگود ریاست کوٹہ راجپوتانہ مرسلہ الف خاں مہتمم مدرّ انجمن اسلامیہ ۱۲ ذی الحجہ ۳۵ھ

(۱) تعلیم انگریزی و ہندی کی مسلمان کو جائز ہے یا نہیں۔

(۲) فریق مغلوب سے خرچہ کچہری ڈگری یا مقدمہ میں جبکہ کچہری دلادے تو اوسکا لینا شرعًا درست ہے یا نہیں۔

(۳) ولدالزنا کے ساتھ کھانا کھانا اور جبکہ وہ عالم ہوجائے تو اوسکی امامت درست ہے یا نہیں اور کیا اوسکو حرامی کہا جائے گا۔

الجواب

غیر دین کی ایسی تعلیم کہ تعلیم ضروری دین کو رد کے مطلقًا حرام ہے فارسی ہو یا انگریزی یا ہندی نیز اون باتوں کی تعلیم جو عقائد اسلام کے خلاف ہیں جیسے وجود آسمان کا انکار یا وجود جن وشیطان کا انکار یا زمین کی گردش سے لیل ونہار یا آسمانوں کا خرق والتیام محال ہونا یا اعادہ معدوم ناممکن ہونا وغیر ذلک عقائد باطلہ کہ فلسفہ قدیمہ جدیدہ میں ہیں انکا پڑھنا پڑھانا حرام ہے کسی زبان میں ہو نیز ایسی تعلیم جس میں نیچریوں وہریوں کی صحبت رہے اونکا اثر پڑے دین کی گرہ سست ہو یا کھل جائے اور اگر جملہ مفاسد سے پاک ہو تو علوم آلیہ مثل ریاضی وہندسہ وحساب وجبر ومقابلہ وجغرافیہ وامثال ذلک ضروریات دینیہ سیکھنے کے بعد سیکھنے کی کوئی ممانعت نہیں کسی زبان میں ہو اور نفس زبان کا سیکھنا کوئی حرج رکھتا ہی نہیں واللہ تعالی اعلم

(۲) جتنا واجبی خرچہ ہے مدعا علیہ جھوٹے مدعی سے لے سکتا ہے اور سچے مدعی سے لینا حرام اور مدعی سچا ہو خواہ جھوٹا مدعا علیہ سے شرعًا نہیں لے سکتا۔ واللہ تعالی اعلم۔

(۳) اوسکے ساتھ کھانا اور بشرط علم اوسکے پیچھے نماز دونوں درست ہیں اور اوسے اس طور پر حرامی کہنا کہ جس میں اوسے ایذا ہو جائز نہیں۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ خیرآباد اودھ ضلع سیتاپور مرسلہ سید امتیاز حسین صاحب آنریری مجسٹریٹ مؤرخہ ۱۴ ذی الحجہ ۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ زید مسلمان ہے اور اوسکے گلے میں ہنود و مذہب کی ایک کتاب مجید جزدان میں مثل کلام مجید کے بطور حمائل کے پڑا ہے۔ زید کو علم ہے کہ میرے گلے میں ہنود و مذہب کی کتاب ہے یا اور کوئی غیر معظم کتاب ہے مگر کافر اوسکو یہ سمجھتا ہے کہ یہ شخص مسلمان ہے اور اسکے گلے میں کلام مجید ہے یہ سمجھ کر اوس کتاب کی جسکو وہ کافر اپنے خیال میں کلام مجید سمجھتے ہوئے توہین کرنا چاہتا ہے زید اوسکی حفاظت کرتا ہے محض اسوجہ سے کہ یہ کافر کلام اللہ سمجھ کر توہین کرتا ہے ایسی صورت میں مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ زید کے شریک ہوں اور اوس کافر کے حملہ کو روکیں یا یہ سمجھ کر کہ اسکے اندر غیر مذہب کی کتاب ہے اور کوئی معظم چیز نہیں ہے سکوت اختیار کریں اور زید کو لعنت ملامت کریں شرعًا کیا حکم

ہے۔ اگر زید کو کوئی نقصان پہنچے اور اوسکے معاونین کو مدد کرنے سے تکلیف پہنچے تو وہ عنداللہ ماجور ہونگے۔ مشرح جواب تحریر فرمائیے فقط۔

الجواب

سوال تمثیلی ساختہ معلوم ہوتا ہے مثال میں بسا اوقات فرق رہ جاتا ہے جس کے سبب حکم بدل جاتا ہے اگرچہ تمثیلی قائم کرنیوالا اپنے ذہن میں یہ سمجھے کہ میں نے اصل واقعہ کا بالکل چربا اوتار لیا ہے بہرحال اس صورت مستفسرہ کا حکم یہ ہے کہ زید بوجوہ قابل سخت ملامت ہے اول تو سب سے پہلے اوسکا جرم شدید یہ ہے کہ اوس نے ایک کافر مذہب کی کتاب کو معاذاللہ قرآن مجید سے تشبیہ دی جزدان میں رکھا گلے میں حمائل کے طور پر ڈالا یہ خود اوس نے قرآن عظیم کی توہین کی۔ امیرالمؤمنین فاروق عادل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک کنیز کو دیکھا کہ بیبیوں کی طرح دوپٹہ اوڑھے جارہی ہے اوسپر درّہ لیا اور فرمایا ای وفار القی عنک الخمار اتشبہین بالحرائر اے بدبو والی اپنی اوڑھنی اوتار کیا بیبیوں کے مشابہ بنتی ہے اگر واقعی اوس نے کافر مذہب کی کتاب معاذاللہ مثل قرآن کریم مستحق تعظیم سمجھا جب تو وہ خود ہی کافر مرتد ہے ورنہ کم از کم مبتلائے حرام ضرور ہے اور اس حرام کے باقی رکھنے ہی نے اوس ہندو کو غلط فہمی پیدا کی تو یہ اوسکا دوسرا جرم ہے کہ حرام پر مصر ہے پھر اوسکے سبب جو فتنہ و فساد پیدا ہوگا اوسکا منشا یہی اسکا اصرار علی الحرام ہے کیوں نہیں اوسے جزدان سے نکال کر پھینک دیتا ہے کہ یہ تیرے ہی مذہب کی ناپاک کتاب ہے اسکی جتنی چاہے توہین کریوں یہ خود بھی حرام سے بچے اور فتنہ بھی فرو ہو اب کہ یہ ایسا نہیں کرتا خود بانی فتنہ ہے یہ اسکا تیسرا جرم ہے اگر پٹا تو ایک پوتھی کی حمایت میں پٹا اور مارا تو ایک پوتھی کے پیچھے مارا اور اگر وہ غالب آیا اور اوس نے اس کتاب کی توہین جسے اس نے اپنے فعل و اصرار باطل سے اوسے معاذاللہ قرآن عظیم باور کرایا ہے تو اوس ہندو کے زعم میں توہین قرآن عظیم پر قادر ہونا اور اس معاملہ دینیہ مذہبیہ میں مسلمان پر فتح پانا اسکا منشا بھی یہی شخص ہے اور اگر وہ مغلوب ہوا اور اس نے مارا اور جیل خانہ گیا تو محض بلا وجہ شرعی بلکہ برخلاف وجہ شرعی ایک گناہ پر اصرار کیلئے اپنے نفس کو سزا و ذلت پر پیش کیا اور یہ بھی بحکم حدیث حرام ہے یہ اوسکا چوتھا جرم ہے بہرحال یہ شخص سخت ملامت کا مستحق و سزاوار ہے جو اسکی اعانت کرینگے وہ بھی ان جرائم سے حصہ لیں گے اور گناہ پر مدد دیکر گنہگار ہوں گے۔ قال اللہ تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ان پر لازم ہے کہ اگر وہ فتنہ اوٹھاتا ہے یہ فرو کریں اور زعم کافر میں توہین اسلام نہونے دیں اسکے گلے سے لیکر جزدان سے نکال کر وہ ہندوانی پستک اوس ہندو کے سامنے پھینک دیں کہ فتنہ بند ہو اور وہ جرائم مذکورہ سب مسدود۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ جبلپور متصل کوتوالی بساطی بازار مرسلہ عبدالسبحان سوداگر مورخہ ۱۴ ذی الحجہ ۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر ہندو لوگ مساجد کے سامنے سے باجا بجاتے ہوئے گزرے تو اونکو روکنا چاہئے یا نہیں اور اگر روکنے میں سرکاری جرم ہو تو ایسی حالت میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے۔ سرکاری طور سے ہندوؤں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ صرف جماعت کے وقتوں میں مساجد کے سامنے باجا نہ بجے اور دیگر اوقات میں برابر بج سکتا ہے اور دیگر اوقات میں اگر کوئی انکو روکے تو سزا کا مستحق ہوگا چنانچہ چند آدمیوں کو چھ چھ ماہ کی سزائے قید بھی ہوچکی ہے یہ تو گورنمنٹی حکم ہوگیا اور اب ہندو یہ چاہتے ہیں کہ مصالحت ہوجانا چاہئے اس شرط پر کہ ہم سال بھر میں صرف پانچ یا سات دن کیلئے یعنی جو ہمارے تیوہار ہیں اونمیں باجا بجاوینگے مگر اوقات نماز چھوڑ کر اور سال بھر تک کسی وقت باجا نہ بجاوینگے اب ایسی حالت میں ہم مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

ایسی حالت میں فوراً اس مصالحت کو قبول کرنا واجب ہے کہ اس میں اسلام کا نفع کثیر ہے وہ پانچ سات دن کے استثنا سے تمام سال کیلئے احتراز تام کا وعدہ کرتے ہیں یہ گورنمنٹی فیصلہ سے صد ہا درجہ اسلام کیلئے نافع تر ہے۔ فیصلہ میں مسلمانوں کی طرف سے یہ الفاظ ہوں کہ اوقات جماعت میں ہندو کبھی باجا نہ بجائینگے اور غیر اوقات جماعت میں بھی پانچ سات دن معین کے سوا مساجد کے قریب باجا بجانے سے ہمیشہ احتراز رکھیں گے یہ الفاظ نہ ہوں کہ اون معین دنوں میں غیر اوقات جماعت میں بجانے پر ہم راضی ہیں یا اجازت دیتے ہیں اگرچہ حاصل ایک ہی ہے مگر اس عبارت میں معصیت کی اجازت ہے اور معصیت کی اجازت معصیت سے بڑھ کر معصیت ہے اور اوس عبارت میں بوجہ استثنا مستثنیٰ کا حکم سکوت میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مولوی نذیر احمد صاحب ساکن سموہان پرگنہ نواب گنج بریلی مورخہ ۲۷ محرم الحرام ۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسائل مفصلہ ذیل میں کہ ماہ محرم الحرام اور خصوصًا ۹ تاریخ ماہ مذکور کی شب میں نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں اور بی بی سے ہمبستری کس طرح سنت ہے اور بی بی کے حقوق شوہر پر کیا ہیں اور شوہر کے بی بی پر کیا اور وہ شخص کتنے ہیں جنسے عورتوں کو پردہ نہ کرنا جائز ہے اور کتنے شخص ایسے ہیں جن سے عورتوں کو گفتگو کرنا اور اونکو اپنا آواز سنانا جائز ہے اور دن میں بی بی سے ہمبستر ہونا کیسا ہے اور مرد نمازی اور صالح ناخواندہ کی بیعت شرعًا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

(۱) جائز ہے (۲) جو وقت تمام شرعی ممانعتوں سے خالی ہو اوس میں نیک نیتوں سے طلب ولد صالح کہ توحید و رسالت کی شہادت دے تکثیر امت مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کرے۔ عورت کا ادائے حق اور اوسے پریشان خاطری وپریشان نظری سے بچانا یاد الٰہی و اعمال صالحہ کیلئے اپنے قلب کا اوس تشویش سے فارغ کرنا یوں کہ نہ اپنی برہنگی ہو نہ عورت کی کہ حدیث میں فرمایا ولا یتجردان تجرد العیر اور اوسوقت نہ روبقبلہ ہو نہ پشت بقبلہ عورت چت ہو اور یہ اکڑوں بیٹھے اور بوس وکنار ومساعی وملاعبت سے شروع کرے جب اوسے بھی متوجہ پائے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جنبنا الشیطٰن وجنب الشیطان ما رزقتنا کہکر آغاز کرے اور اوسوقت کلام اور فرج پر نظر نہ کرے بعد فراغ فورًا جدا نہ ہو یہاں تک کہ عورت کی بھی حاجت پوری ہو حدیث میں اسکا بھی حکم ہے اللہ عزوجل کی بیشمار درودیں اون پر جنھوں نے ہمکو ہر باب میں تعلیم خیر دی اور ہماری کشتی حاجت دینی و دنیوی کو مہمل نہ چھوڑا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وبارک علیہ وعلٰی آلہ وصحبہ اجمعین (۳) نفقہ سکنٰی مہر حسن معاشرت نیک باتوں اور حیا و حجاب کی تعلیم و تاکید اور اسکے خلاف سے منع التہدید ہر جائز بات میں اوسکی دلجوئی اور مردان خدا کی سنت پر عمل کی توفیق ہو تو ماورائے مناہی شرعیہ میں اوس کی ایذا کا تحمل کمال خیر ہے اگرچہ یہ حق زن نہیں (۴) امور متعلقہ زن شوی میں مطلقًا اوسکی اطاعت کہ ان امور میں اوسکی اطاعت والدین پر بھی مقدم ہے اوس کے ناموس کی بشدت حفاظت اوسکے مال کی حفاظت ہر بات میں اوسکی خیرخواہی ہر وقت امور جائز میں اوسکی رضا کا طالب رہنا اوسے اپنا مولیٰ جاننا نام لیکر نہ پکارنا کسی سے اوسکی بیجا شکایت نہ کرنا اور خدا توفیق دے تو بجا سے بھی احتراز کرنا بے اوسکی اجازت کے رات کو کہیں نہ رہنا حتی کہ ماں کے یہاں نہ بے اوسکی اجازت کے آٹھویں دن سے پہلے والدین یا سال بھر سے پہلے اور محارم کے یہاں جانا وہ ناراض ہو تو اوسکی انتہائی خوشامد کرکے اوسے منانا اپنا ہاتھ اوسکے ہاتھ میں رکھکر کہنا کہ یہ میرا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں ہے یہاں تک کہ تم راضی ہو یعنی میں تمہاری مملوکہ ہوں جو چاہو کرو مگر راضی ہو جاؤ (۵) تمام محارم مگر رضاعی محارم سے جوان عورت کو پردہ اولیٰ ہے اور ممکن ہو تو محارم صہری سے بھی (۶) تمام محارم اور حاجت ہو اور اندیشہ فتنہ نہ ہو نہ خلوت ہو تو پردہ کے اندر سے بعض نامحرم سے بھی (۷) جائز ہے (۸) ناجائز ہے کہ بے علم نتواں خدا را شناخت۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ مولوی نذیر احمد صاحب ساکن سموہان پرگنہ نواب گنج ضلع بریلی ۲۷ محرم الحرام ۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل میں کہ عورتوں کے محارم کون کون ہیں اور رضاعی محارم کون کون اور محارم صہری کون کون ہیں اور ہنسی اور مذاق بھی عورتوں کو کرنا جائز ہے یا نہیں تو کس کس سے بینوا توجروا

الجواب

فروع یعنی اپنی اولاد واولاد اولاد اولاد اور اصول جسکی اولاد میں خود ہے اگرچہ وہ کتنے ہی دور ہوں اور اپنے ماں باپ کی اولاد کتنے ہی دور فاصلہ پر ہو اور اپنے دادا پر دادا نانا پرنانا دادی پر دادی نانی پرنانی کی خاص صلبی یا بطنی اولاد یہ محارم نسب ہیں اور یہی رشتے دودھ سے بھی مرضعہ ماں ہے اور اوسکا شوہر جسکے نطفہ سے دودھ تھا باپ ہے اور جسے دودھ پلایا وہ اولاد ہے تو اپنی یہ اولاد اور اوسکی نسبی و رضاعی کتنی ہی دور ہو اور اپنے ان ماں باپ کے اصول نسبی و رضاعی کی بلاواسطہ اولاد نسبی و رضاعی یہ سب رضاعی محرم ہیں اور صہری محرم شوہر کے اصول و فروع نسبی و رضاعی اور اپنے اصول مثلًا ماں دادی نانی پردادی پرنانی کے شوہر اور اپنی فروع مثلًا بیٹی پوتی نواسی پرپوتی پرنواسی کے شوہر جائز ہنسی جس میں فحش ہو نہ ایذائے مسلم نہ بڑوں کی بے ادبی نہ چھوٹوں سے بدلحاظی نہ وقت و محل کے نظر سے بے موقع نہ اوسکی کثرت اپنی ہمسر عورتوں سے جائز ہے اور شوہر کیساتھ موجب اجر اور یہاں

کثرت میں بھی حرج نہیں اگر اوسکے خلاف مرضی نہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از موضع بھوٹا بہوٹی بسوٹولانڈ علاقہ جام نگر کاٹھیاواڑ مرسلہ حاجی اسمٰعیل میاں صدیقی حنفی قادری ابن حاجی امیر میاں ۲۲ صفر المظفر ۱۳۳۶ھ

زید سوال کرتا ہے کہ اکثر عربستان میں لڑکیوں کو ختنہ کرنیکا رواج ہے اور ہند میں کیوں رواج نہیں۔

ع ۲۔ مسلمان کو مونچھ بڑھانا یہاں تک کہ مونھ میں آئے کیا حکم ہے زید کہتا ہے ترکی لوگ بھی مسلمان ہیں وہ کیوں مونچھ بڑھاتے ہیں۔

الجواب

لڑکیوں کے ختنہ کا کوئی تاکیدی حکم نہیں اور یہاں رواج نہونے کے سبب عوام اوسپر ہنسیں گے اور یہ اون کے گناہ عظیم میں پڑنے کا سبب ہوگا۔ اور حفظ دین مسلمانان واجب ہے لہذا یہاں اوسکا حکم نہیں اشباہ میں ہے لا لیس ختانھا وانما ھو مکرمۃ منیۃ المفتی پھر غمز العیون میں ہے وانما کان الختان فی حقھا مکرمۃ لانہ یزید فی اللذۃ درمختار میں ہے ختان المرأۃ لیس سنۃ بل مکرمۃ للرجال وقیل سنۃ اھ وجزم بہ البزازی فی وجیزہ والحدادی فی سراجہ وقال فی الھندیۃ عن المحیط اختلف الروایات فی ختان النساء ذکر فی بعضھا انہ سنۃ ھکذا حکی عن بعض المشائخ وذکر شمس الائمۃ الحلوانی فی ادب القاضی للخصاف ان ختان النساء مکرمۃ اھ ورأیتنی کتبت علیہ ای فیکون مستحبا وھو عند الشافعیۃ واجب فلا یترک ما اقلہ الاستحباب مع احتمال الوجوب لکن الھنود لا یعرفونہ ولو فعل احد یلومونہ ویسخرون بہ فکان الوجہ ترکہ کیلا یبتلی المسلمون بالاستھزاء بامر شرعی وھذا نظیر ما قال العلماء ینبغی للعالم ان لا یرسل العذبۃ علی ظھرہ وان کان سنۃ (اذا کان الجہال) یسخرون منہ ویشبھونہ بالذنب فیقعون فی شدید الذنب ھذا اواحتج البزازی علی استنانہ بان لو کان مکرمۃ لم تختن الخنثی لاحتمال ان یکون امرأۃ ولکن لا کالسنۃ فی حق الرجال اھ وتعقبہ العلامۃ ش فقال ختان الخنثی لاحتمال کونہ رجلا وختان الرجل لا یترک فلذا کان سنۃ احتیاطا ولا یفید ذلک سنیتہ للمرأۃ تامل اھ وکتبت فیما علقت علیہ **اقول** کان یتمشی ھذا ولم یختن منھا الا الذکر اذ لا معنی لختان الفرج قصد الی الختان لاحتمال الرجولیۃ وقد صرح فی السراج ان الخنثی تختن من کلا الفرجین ولا شک ان النظر الی العورۃ لا تباح لتحصیل مکرمۃ اھ لکن ھذا ھو نص الحدیث فقد اخرج احمد عن والد ابی الملیح والطبرانی فی الکبیر عن شداد ابن اوس وکابن عدی عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنھم بسند حسن حسنہ الامام السیوطی ان النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قال الختان سنۃ للرجال ومکرمۃ للنساء **اقول** ولا یندفع الاشکال بما فعل الامام البزازی فانہ ان فرض سنۃ فلیست کل سنۃ یباح لھا النظر الی العورۃ ومسھا الا تری ان الاستنجاء بالماء سنۃ ولا یحل کشف العورۃ فان لم یجد سترا وجب علیہ ترکہ وانما ابیح لہ ذلک فی ختان الرجل لانہ من شعائر الاسلام حتی لو ترکہ اھل بلدۃ قاتلھم الامام کما فی فتح القدیر والتنویر وغیرھما ولیس ھذا منھا فان الشعار یظھر والخفاض مأمور فیہ بالاخفاء فسقط الاحتجاج ولا مخلص الا فی قصر ختانھا علی الذکر خلافا لما فی السراج الا ان یحمل علی ما اذا اختتنت قبل ان تراھق۔ واللہ تعالی اعلم۔

جواب سوال دوم۔ مونچھیں اتنی بڑھانا کہ مونھ میں آئیں حرام وگناہ وسنت مشرکین ومجوس ویہود ونصاریٰ ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعلیٰ درجہ کی حدیث صحیح میں فرماتے ہیں احفوا الشوارب واعفوا اللحی ولا تشبھوا بالیھود رواہ الامام الطحاوی عن انس بن مالک و لفظ مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنھما جزوا الشوارب وارخوا اللحی وخالفوا المجوس مونچھیں کتر کر خوب پست کرو اور داڑھیاں بڑھاؤ یہودیوں اور مجوسیوں کی صورت نہ بنو فوجی جاہل ترکوں کا فعل حجت ہے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ بخدمت شمس العلماء راس الفقہاء اعنی جناب مولانا مولوی حاجی ومفتی اعلیحضرت مدظلہ العالی۔ حضور کی خدمت اقدس میں دست بستہ عرض یہ ہے کہ اگر کوئی قادیانی مسجد کے خرچ کیواسطے روپیہ وغیرہ دے یا کسی طالب علم یا اور شخص کو مکان پر بلاکر کھانا کھلائے یا بھیجدے ان دونوں صورتوں میں کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں یا وہ روپیہ مسجد میں لگانا کیسا ہے۔

الجواب

نہ وہ روپے لئے جائیں نہ کھانا کھایا جائے اور اوسکے یہاں جاکر کھانا سخت حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ مولوی افضل صاحب طالب علم مدرسہ منظر اسلام مؤرخہ ۱۷ ربیع الاول ۳۶ھ

چہ میفرمایند علمائے دین کہ یک شخص نزد کسے سبق خواندہ بعدہ معلوم کرد کہ استاد او در دین خود مستقیم نیست دمی گویند کہ امام صاحب ندانستہ واجماع را غلط میداند ومی گوید کہ قادیانی مجدد بود وغیرہ بے ادبی ہا از او دیدہ وا ورا ترک کرد وا ورا بسیار ناراضی کرد کہ آیا این شاگرد نزد شرعی ملامت است یا نہ اینچنیں استاد حق برسر شاگرد دارد یا نہ۔ بینوا توجروا

الجواب

این چنیں استاد را بر شاگرد خود ہماں حق است کہ بر ملئکہ ابلیس لعین را کہ او را لعنت میکنند وروز قیامت کشاں کشاں بدوزخ افگنند واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ مولوی افضل صاحب طالب علم مدرسہ منظر اسلام مؤرخہ ۱۷ ربیع الاول ۳۶ھ

سوال دیگر برادر من مرا تعلیم کردہ وبرمن ظلم وستم بیحد کردہ در مال دنیاوی من باو گفت گو بسیار کردہ ام دریں باب این حق دار است یا نہ ونزد شرع ملامت ست یا نہ۔

الجواب

برادر کلاں را در حدیث بمشابہ پدر شمردہ اند خاصہ کہ استاد باشد استاذ علم دین خود اعظم از پدر رست برائے مال باو ناحفاظتی نمی شاید کرد باینہمہ اگر در گفتگو تجاوز از حد نہ کردہ ست بزہ کار نیست وبوجہ عدم رعایت حق استاذ وبرادر کلاں خالی از ملامتی ہم نیست۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از پیلی بھیت محلہ شیر محمد متصل مارکیٹ گوشت مرسلہ حبیب احمد صاحب ۲۲ ربیع الاول ۳۶ھ

۱ ہندو کے ہاتھ کا بنایا ہوا کھانا یا شیرینی وغیرہ کھانا یا پانی شربت وغیرہ پینا کیسا ہے اور گڑ اور تیل اور گھی وغیرہ جن میں پانی نہیں جذب ہوتا ہے انکا کھانا جائز یا ناجائز ہے کسی گاؤں میں جہاں مسلمان نہو یا ریل کے اسٹیشن پر جہاں مسلمان نہو کیا کرنا چاہئے ایک واعظ نے کہا تھا کہ ہندو کے یہاں کھانے سے دل میں اندھیرا ہوتا ہے اور ایک مرتبہ کھانے سے چالیس یوم تک دعا قبول نہیں ہوتی جب ایک دفعہ کھانے سے چالیس یوم دعا قبول نہیں ہوتی تو روزمرہ کھانے سے قلب بالکل سیاہ ہوجائیگا تو اس کھانے پر حرام قطعی ہونے کا فتویٰ ہونا چاہئے امید کہ جواب مشرح تحریر فرمایا جائے

۲ بے نمازی قطعی جسے کلمہ تک اچھی طرح یاد نہ ہو اوسکے ہمراہ کھانا جائز ہے یا نہیں اور گاؤں والے جو رشتہ دار ہوں اور صفت مذکورہ سے موصوف ہوں اون سے کسطرح سلوک کیا جائے۔

الجواب

ہندو کے یہاں کا گوشت کھانا حرام ہے اور اور چیزیں فتویٰ جواز اور تقویٰ احتراز امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں بہ ناخذ مالم نعرف شیئا بعینہ چالیس دن دعا قبول نہونا محض غلط ہے اور ہندوستان میں رہ کر احتراز سخت دشوار ما جعل علیکم فی الدین من حرج واللہ تعالیٰ اعلم

۲ فاسقوں کیساتھ سلوک میں سلف صالح کا عمل مختلف رہا ہے اور اوسکا مبنی مصلحت شرعیہ ہے جسے یہ جانے کہ نرمی سے راہ پر آئیگا اوس سے ہدایت کیلئے میل جول کرے اور جسے یہ جانے کہ میرے قطع تعلق سے اوس پر اثر پڑیگا اور گناہ چھوڑیگا اوس سے ہدایت کیلئے قطع کرے مگر ماں باپ سے کہ ان سے قطع کی کسی طرح اجازت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از ریاست جموں کشمیر خاص محلہ رنگریزاں بخانہ منشی چراغ ابراہیم براستہ جہلم مرسلہ محمد یوسف صاحب ۲۲ ربیع الاول ۳۶ھ

اگر کوئی مولوی صاحب مجلس وعظ میں جو کہ قرآن شریف وحدیث شریف سے ہو کہیں کہ ہماری چارپائی دور بچھاؤ تاکہ ہمارے کان میں آواز وعظ نہ آوے تکبراً اور عناداً تو ایسے شخص کا کیا حکم ہے۔

۲ اگر کوئی صاحب اہل علم ہوکر اپنے اوستاد مربی کا انکار کرے کہ ہمارا کوئی استاد نہیں باوجودیکہ گواہ موجود ہوں تو اسکے واسطے کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

اگر یہ امر واقعی ہے کہ وہ واعظ سنی صحیح العقیدہ پورا عالم صحیح البیان تھا اور اس شخص نے بلاوجہ شرعی محض تکبر وعناد کے سبب وہ الفاظ کہے تو ضرور گنہگار اور سخت مواخذہ کا سزاوار ہوگا فما لھم عن التذکرۃ معرضین کانھم حمر مستنفرۃ فرت من قسورۃ اونھیں کیا ہوا کہ وعظ سے مونھ پھیرتے ہیں گویا وہ بھڑکے ہوئے گدھے ہیں کہ شیر سے بھاگے ہوں اور اگر وہ واعظ بدمذہب تھا یا جاہل تھا کہ غلط سلط بیان کرتا یا عالم کہ کسی طمع وغیرہ کے سبب اولٹی کہتا اسوجہ سے احتراز کیا تو بجا کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

جواب سوال دوم۔ استاذ کا انکار کفران نعمت ہے اور کفران نعمت موجب سزا وعقوبت وھل نجزی الا الکفور۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از قصبہ حسن پور ضلع مرادآباد تحصیل چنور مرسلہ اشرف علی خاں ۲۴ ربیع الاول شریف ۱۳۳۶ھ

ایک شخص کا ایک عورت ناکتخدا سے یعنی بلا نکاحی کنواری عورت سے باہمی محبت تھی کوئی تعلق ناجائز نہ تھا پھر اوسکا نکاح ایک دوسرے مرد سے ہوگیا بعد نکاح کے پہلے شخص نے اوس عورت سے زنا کیا اوسکے شوہر کو معلوم نہ ہوا کچھ مدت کے بعد زنا کرنے والے شخص نے اوسکے شوہر سے اسطرح معافی چاہی کہ میں نے جو کچھ تمہارا گناہ کیا ہے اوسکو معاف کر دیا جو کچھ کہا سنا ہے معاف کرو اوس نے کہا کہ معاف کیا پھر وہ عورت مرگئی اب آپ یہ فرمائیگا کہ آیا یہ معافی جو اوپر تحریر ہے کافی ہے یا نہیں اور اگر ناکافی ہے تو کسطرح معافی لینا چاہئے تاکہ یہ گناہ عظیم اللہ تعالیٰ معاف کردے۔ ع۲ وہ کون کون سے گناہ ہیں جو اللہ تعالیٰ اوسوقت معاف کریگا بیشتر اوسکا بندہ جس کے ساتھ گناہ ہوا ہے معاف کرے جیسا کہ شوہر والی عورت کا زنا۔

الجواب

سوال اول۔ یوں کہنا کہ جو کہا سنا ہے معاف کرو اصلا کافی نہیں کہ زنا کہے سنے میں داخل نہیں اور یوں کہنا کہ میں نے جو تیرا گناہ کیا ہے معاف کردے یہ اگر ایسی تعمیموں کے ساتھ کہا کہ زنا کو بھی شامل ہوا اور اوس نے اوسی عموم کے طور پر معاف کیا تو معاف ہوگیا اور اگر اتنی ہی گول مجمل لفظ تھے جس سے اوسکا ذہن ایسی بڑی بات کی طرف نہ جاسکے ہلکی باتیں مثلاً برا بھلا کہنا غیبت کرنا یا کچھ مال دبالینا انکی طرف ذہن جائے تو یہ معافی اونھیں باتوں کیلئے خاص رہیگی اور قول اظہر پر زنا کو شامل نہ ہوگی لہذا اسے اوس سے یوں کہنا چاہئے کہ دنیا میں ایک مرد دوسرے کا جس جس قسم کا گناہ کرسکتا ہے جسم یا جان یا مال یا آبرو وغیرہ کے متعلق اون سب میں چھوٹے سے چھوٹا یا بڑے سے بڑا جو کچھ بھی مجھ سے تمہارے حق میں واقع ہوا سب لوجہ اللہ معاف کردو اور اس تعمیم کو خوب اوسکے ذہن میں کردے اور اوسکے بعد وہ معاف کرے تو امید واثق ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ معاف ہوجائے۔

ع۲ **جواب سوال دوم**۔ تمام حقوق العباد ایسے ہی ہیں کہ جبتک صاحب حق معاف نہ کرے معافی نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از بدایون اسلام نگر مرسلہ عزیز حسن کانسٹبل۔ ۲۴ ربیع الاول ۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں اگر کوئی شخص تعزیہ بنائے یا تعزیہ پر چڑھاوا چڑھائے یا مرثیہ پڑھے یا مرثیہ کی مجلس میں شریک ہو یا باجا بجائے یا بجوائے یا اس میں شریک ہو یا شیرینی تقسیم کرے یا کھائے یا کھلائے یا تاریخ مقرر کرکے خیرات کرے محرم کی ساتویں نویں۔ دسویں تاریخ کو یہ باتیں مذہب اسلام میں جائز ہیں یا نہیں اگر جائز ہیں تو کیا ثبوت ہے ثبوت مع نام کتاب صفحہ وسطر اور قرآن وحدیث سے ہو اگر ناجائز ہو تو بھی ثبوت مع صفحہ وسطر قرآن وحدیث سے تحریر فرمائیں۔

(۲) حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بارے میں کوئی پیشینگوئی قرآن وحدیث میں ہے یا نہیں اگر ہے تو حوالہ کتاب وسطر وصفحہ سے ہو۔

(۳) اگر مجلس کہ جسمیں ذکر شہادت حضرت امام زمان علیہ السلام ہو اور واقعات صحیح ذکر کیے جائیں اور وہ ماہ محرم میں ہو علاوہ ازیں اپنے دوستوں اور سامعین کو کچھ از قسم شیرینی ختم مجلس پر تقسیم کی جاوے تو جائز ہے یا ناجائز۔

الجواب

(۱) شیرینی تقسیم کرنا کھانا کھلانا فاتحہ دینا نیاز دلانا اگرچہ تعیین تاریخ کے ساتھ ہو جبکہ اوس تعیین کو واجب شرعی نہ سمجھے یہ باتیں شریعت میں جائز ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ امام بدر الدین محمود عینی نے بنایہ شرح ہدایہ میں خوبی ایصال ثواب

پر اجماع امت نقل فرمایا ہے اور فرمایا اہلسنت وجماعت کا یہی مذہب ہے باقی جو باتیں سوال میں ہیں تعزیہ اور باجا او رمرثیہ او رمرثیہ کی مجلسیں و تعزیہ کا چڑھاوا یہ سب ناجائز و بدعت وگناہ ہیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

(۲) قرآن مجید میں تمام ما کان وما یکون کا بیان ہے قال اللہ تعالیٰ نزلنا علیك الکتب تبیانا لکل شیٔ اور حدیثوں میں شہادت شریف کا صاف ذکر ہے امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صواعق محرقہ وغیرہا میں اوسکی تفصیل ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) جبکہ روایات صحیحہ بروجہ صحیحہ بیان کی جائیں اور رغم پروری وغیرہ ممنوعات شرعیہ نہوں تو ذکر شریف باعث نزول رحمت الٰہی ہے اور تقسیم شیرینی ایک سلوک حسن ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از رائے پور چھتیس گڑھ مرسلہ گوہر علی عرائض نویس نیا پارہ اکھاڑا

(۱) کہ جہاں مسلمان بستے ہیں وہاں ایک شراب کی بھٹی ہے چند لوگ شیعہ اوس راہ سے گزرے جو اپنی قوم میں معزز ہیں انھیں معلوم ہوا کہ یہاں پر مسلمان شراب پیا کرتے ہیں تو اونھوں نے ایک انجمن مقرر کیا اور اپنی قوم کے چند لوگوں کو سکریٹری پریزیڈینٹ انجمن بنایا اور اس میں سنیوں کو ممبر مقرر کیا از روئے شرع سنی بھی انکی رائے سے موافقت کرسکتے ہیں کیا یہ جائز ہے ۔

(۲) اس انجمن میں دو مسئلے پیش ہیں کہ کوئی سنی شراب پئے یا زنا کرے اوسکو خارج از قوم کردینا اور شادی وغمی میں شریک ہونا زنا کس حالت میں سمجھا جاویگا جبکہ کوئی شخص کسی عورت سے صرف بات کررہا ہے یا عورت مذکورہ اسکے گھر میں کسی مزدوری کیلئے بیٹھی ہے یا کسی بیشہ ور شخص کے مکان کو ضرورت سے آتی ہے کیونکہ اس شہر میں مزدور عورتیں بہت ہیں جو آدمی تنہا نوکری پیشہ ہیں جنکی مستورات نہیں ہیں تو وہ اون کو اپنے گھروں میں کام کرنے کیساتھ تعلق ہے اور وہ شخص باہر کھڑا ہوا اندر مکان کا حال کیا جانتا ہے کہ مکان میں کیا ہو رہا ہے علماء دین باطن کے حالات کی نسبت کیا بیان کرتے ہیں کیا یہی زنا کی صورتیں ہیں ۔ (۳) شراب خواری کی نسبت کیا مسئلہ ہے ۔ (۴) شیعہ قوم سے سنی کہاں تک شریک ہوسکتے ہیں ۔ (۵) ان اوپر کہے ہوئے وجوہ کی نسبت حضور کرم فرماکر اس فقیر کو جواب سے سرفراز فرمائیں تو بڑی مہربانی ہوگی خداوند کریم آپ کو جزائے خیر دے گا ۔

الجواب

سنیوں کو غیر مذہب والوں سے اختلاط میل جول ناجائز ہے خصوصًا یوں کہ وہ افسر ہوں یہ ماتحت قال اللہ تعالیٰ واما ینسینك الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظلمین ٥ وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) زنا نہیں ثابت ہوسکتا جبتک چار مرد عاقل بالغ ثقہ متقی پرہیزگار اپنی آنکھ سے ایسا مشاہدہ نہ بیان کریں جیسے سرمہ دانی میں سلائی بغیر اسکے جو شخص کسی مسلمان کی نسبت زنا کی تہمت رکھیگا بحکم قرآن مجید اسی کوڑے کا مستحق ہوگا پھر اوسکی گواہی ہمیشہ کو مردود ہاں یہ ضرور ہے کہ اجنبی عورت سے خلوت حرام ہے جو لوگ اونھیں نوکر رکھتے ہیں ضرور مکان میں دونوں تنہا ہوتے ہونگے اور اسے شرع نے حرام فرمایا ۔

(۳) شراب حرام ہے اور سب نجاستوں گندگیوں کی ماں ہے اوسکے پینے والے کو دوزخ میں دوزخیوں کا جلتا لہو اور پیپ پلایا جائیگا واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) کہیں تک بھی نہیں آیت وحدیث میں مطلقًا ممانعت فرمائی بلکہ ایک حدیث خاص اس قوم کا نام لیکر آئی کہ یاتی قوم لھم نبز یقال لھم الرافضۃ لایشھدون جمعۃ ولا جماعۃ ویطعنون السلف فلا تجالسوھم ولا تواکلوھم ولا تشاربوھم ولا تناکحوھم واذا مرضوا فلا تعودوھم واذا ماتوا فلا تشھدوھم ولا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایک قوم آنیوالی ہے اونکا بدلقب ہوگا اونھیں رافضی کہا جائیگا وہ جمعہ پڑھینگے نہ جماعت اور اماموں کے اگلوں پر طعنہ کریں گے تم اون کے پاس مت بیٹھنا اونکے ساتھ کھانا نہ کھانا اونکے ساتھ پانی نہ پینا اونکے ساتھ شادی بیاہت نہ کرنا وہ بیمار پڑیں تو اونھیں پوچھنے کو نہ جانا مرجائیں تو اون کے جنازہ پر نہ جانا نہ اون پر نماز پڑھنا نہ اون کے ساتھ نماز پڑھنا ۔ دیکھو حدیث نے موت وحیات کے سب تعلق کو اون سے قطع کرنے کا حکم فرمایا ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از علی گڑھ گڑھ سعید خاں مرسلہ حافظ سعید احمد صاحب لکھنوی معرفت حافظ محمد عمر صاحب مسجد عطا شہید ۲۵ ربیع الاول ۳۶ھ

طحطاوی حاشیہ درمختار جلد رابع میں ہے و رد فی بعض الاثار النھی عن قص الاظافر یوم الاربعاء فانہ یورث البرص اسکی سند کیا ہے

اور یہ روایت کسد رجب کی ہے اور یہ روایت بظاہر معارض ہے روایت دیلمی کی و من قلمہا یوم الاربعاء خرج منہ الوسواس والخوف و دخل فیہ الامن والشفاء تو ان دونوں روایتوں میں تطبیق یا ترجیح کی کیا صورت ہے اور بدھ کے دن ناخن تراشنا کیسا ہوگا۔ درصورت امتناع حافظ ابن حجر کے قول انہ یستحب کیفما احتاج الیہ کی صحت کی کیا صورت اور درصورت استحباب حافظ کے قول ولم یثبت فی کیفیتہ شئ ولا فی تعیین یوم لہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صحت کی کیا صورت ہوگی۔

الجواب

اصل مسئلہ یہی ہے کہ وہ کیف ما اتفق مستحب و مسنون ہے اور دن کی تعیین یا منع میں کوئی حدیث صحیح ثابت نہیں یوم الاربعاء ممانعت کی حدیث دونوں ضعیف ہیں اگر روز چہارشنبہ وجوب کا دن آجائے مثلاً ۳۹ انتالیس دن سے نہیں تراشے تھے آج بدھ کو چالیسواں دن ہے اگر آج بھی نہیں تراشتا تو چالیس دن سے زائد ہوجائینگے اور یہ ناجائز و مکروہ تحریمی ہے کمافی القنیۃ والہندیۃ وغیرہما تو اوسپر واجب ہوگا کہ بدھ کے دن تراشے لیکن اگر حالت سعت و اختیار کی ہے تو بدھ کے دن نہ تراشنا مناسب کہ جانب خطر کو ترجیح رہتی ہے اور حدیث اگرچہ ضعیف ہے مگر حدیث صحیح صحیح بخاری وقد قیل اوسکی مؤید ہے امام ابن الحاج مکی علیہ الرحمہ نے بدھ کے دن ناخن تراشنے چاہے پھر خیال آیا کہ حدیث میں ممانعت آئی ہے پھر کہا یہ سنت حاضرہ ہے اور حدیث ضعیف تراش لئے فوراً ابتلائے برص ہوگئے شب کو زیارت اقدس سے مشرف ہوئے سرکار میں فریاد کی ارشاد ہوا کیا تمہیں حدیث نہ پہنچی تھی عرض کی حضور میں نے خیال کیا کہ یہ سنت حاضرہ ہے اور حدیث ضعیف ارشاد ہوا کیا تم نے نہ سنا تھا کہ ہم نے فرمایا ہے پھر دست اقدس اون کے بدن پر مس فرمایا کہ فوراً اچھے ہوگئے اوٹھے تو اچھے تھے واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ از کلکتہ امرتلالین ۲۶ گدی دیوان رحمت اللہ مرسلہ حاجی پیر محمد ۲ ربیع الآخر ۳۶ھ

جو لوگ سیدوں کو کلمات بے ادبانہ کہا کرتے ہیں اور اون کے مراتب کو خیال نہیں کرتے بلکہ کلمہ تحقیر آمیز کہہ بیٹھتے ہیں انکا کیا حکم ہے۔

(۲) حضور سرور کائنات صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے در بارۂ محبت و اطاعت آل کیلئے کچھ ارشاد فرمایا ہے یا نہیں۔ (۳) اور جو لوگ سیدوں سے محبت رکھتے ہیں ان کیلئے یوم محشر میں آسانی ہوگی یا نہیں۔ (۴) ایک جلسہ میں دو مولوی صاحبان تشریف رکھتے ہیں ایک ان میں سے سید ہیں تو مسلمان

الجواب

سادات کرام کی تعظیم فرض ہے اور اونکی توہین حرام بلکہ علمائے کرام نے ارشاد فرمایا جو کسی عالم کو مولویا یا کسی سید کو میروا بروجہ تحقیر کہے کافر ہے مجمع الانہر میں ہے الاستخفاف بالاشراف والعلماء کفر و من قال لعالم عویلم او لعلوی علیوی قاصدا بہ الاستخفاف کفر بیہقی امیر المؤمنین مولٰی علی کرم اللہ وجہہ سے اور ابوالشیخ و دیلمی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من لم یعرف حق عترتی و الانصار والعرب فہو لاحدی ثلاث امامنافق واما لزنیۃ واما لغیر طہور ھذا لفظ البیہقی من حدیث زید بن جبیر عن داؤد بن الحسین عن ابی رافع عن ابیہ عن علی رضی اللہ تعالٰی عنہ ولفظ غیرہ امامنافق واما ولد زنیۃ واما امرء حملت بہ امہ فی غیر طہر ۔ جو میری اولاد اور انصار اور عرب کا حق نہ پہچانے وہ تین علتوں سے خالی نہیں یا تو منافق ہے یا حرامی یا حیضی بچہ ۔ بلکہ علما و انصار و عرب سے تو وہ مراد ہیں جو گمراہ و بددین نہوں اور سادات کرام کی تعظیم ہمیشہ جبتک اونکی بدمذہبی حد کفر کو نہ پہنچے کہ اسکے بعد وہ سید ہی نہیں نسب منقطع ہے قال اللہ تعالٰی انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح جیسے نیچری قادیانی وہابی غیر مقلد دیوبندی اگرچہ سید مشہور ہوں نہ سید ہیں نہ اونکی تعظیم حلال بلکہ توہین و تکفیر فرض اور روافض کے یہاں تو سیادت بہت آسان ہے کسی قوم کا رافضی ہوجائے دو دن بعد میر صاحب ہوجائیگا ان کا بھی وہی حال ہے کہ اون فرقوں کی طرح تبرائیان زمانہ بھی عموماً مرتدین ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالٰی ۔ ۲ محبت آل اطہار کے بارے میں متواتر حدیثیں بلکہ قرآن عظیم کی آیت کریمہ ہے قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی اون کی محبت بحمد اللہ تعالٰی مسلمان کا دین ہے اور اوس سے محروم ناصبی خارجی جہنمی ہے والعیاذ باللہ تعالٰی مگر محبت صادقہ نہ روافض کی سی محبت کاذبہ جنہیں ائمۂ اطہار فرمایا کرتے تھے خدا کی قسم تمہاری محبت ہم پر عار ہوگئی۔ اطاعت عامہ اللہ و رسول کی پھر علمائے دین کی ہے قال اللہ تعالٰی اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم ۔ اصل اطاعت اللہ و

رسول کی ہے اور علمائے دین اونکے احکام سے آگاہ پھر اگر عالم سید بھی ہو تو نور علی نور امور مباحہ میں جہاں تک نہ شرعی حرج ہو نہ کوئی ضرر سید غیر عالم کے بھی احکام کی اطاعت کرے کہ اس میں اوسکی خوشنودی ہے اور سادات کرام کی خوشی میں کہ حد شرع کے اندر ہو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا ہے اور حضور کی رضا اللہ عزوجل کی رضا۔ ع۳ ہاں سچے محبان اہلبیت کرام کیلئے روز قیامت نعمتیں برکتیں راحتیں ہیں طبرانی کی حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا الزموا مودتنا اهل البيت فانه من لقى الله وهو يودنا دخل الجنة بشفاعتنا والذى نفسى بيده لا ينفع احدا عمله الا بمعرفة حقنا ہم اہلبیت کی محبت لازم پکڑو کہ جو اللہ سے ہماری دوستی کیساتھ ملیگا وہ ہماری شفاعت سے جنت میں جائیگا قسم اوسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ کسی کو اوسکا عمل نفع نہ دیگا جبتک ہمارا حق نہ پہچانے۔ ع۴ اگر دونوں عالم دین سنی صحیح العقیدہ اور جس کام کیلئے صدارت مطلوب ہے اوسکے اہل ہوں تو سید کو ترجیح ہے ورنہ اون میں جو عالم یا علم میں زائد یا سنی ہو اور دونوں علم دین میں مساوی ہوں تو جو اوس کام کا زیادہ اہل ہو الا ترى ان الاحق بالامامة الاعلم وما عدّ اشرف النسب الا بعد وجوده وقد قال صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذا وسد الامر الى غير اهله فانتظر الساعة. رواه البخارى. والله تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از ڈاکخانہ چیگانگ محلہ میدنگ ضلع اکیاب مرسلہ محمد عمر ۵ ربیع الآخر ۳۶ھ

۱۔ ایک شخص ایک غیر عورت سے زنا کیا اور اوسی عورت کا والدین اور برادران اور خورداران وغیرہم موجود ہیں اب وہ شخص زنا کار اس زانیہ عورت سے معاف لینا چاہتا ہے آیا کہ فقط اوس زانیہ سے معاف لینا چاہئے یا والدین اور برادران اور خوردار ان سے بھی معاف لینا ضروری ہے اور اگر حقوق العباد معاف ہو تو حقوق اللہ معاف ہوگا یا نہیں یا توبہ استغفار سے ہوگا۔

ع۲ یہاں کا مسلمان اپنی عورتوں کو پہاڑوں اور جنگلوں میں بھیجتے ہیں اور غیر محرم آدمیوں سے کلام اور ہنسی مذاق کرتی ہیں بالکل ہی بید ریغ و بے پردہ ہے اگر ان لوگوں کو کوئی عالم وعظ نصیحت کرے تو اسکو تمسخر و استہزا کرتے ہیں اور طعن لعن کرتے ہیں حسب شریعت ان لوگوں پر کیا حکم ہے۔

الجواب

ع۱ حقوق اللہ معاف ہونے کی دو صورتیں ہیں اول توبہ۔ قال اللہ تعالیٰ هو الذى يقبل التوبة عن عباده ويعفو عن السيئات. دوم عفو الٰہی۔ قال اللہ تعالیٰ فيغفر لمن يشاء ويعذب من يشاء. وقال تعالیٰ ان الله يغفر الذنوب جميعا انه هو الغفور الرحيم۔ اور حقوق العباد معاف ہونے کی بھی دو صورتیں ہیں جو قابل ادا ہے ادا کرنا ورنہ اون سے معافی چاہنا صحیح بخاری شریف میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من كانت له مظلمة لاخيه من عرضه او شئ فليتحلله منه اليوم قبل ان لا يكون دينار ولا درهم ان كان له عمل صالح اخذ منه بقدر مظلمته وان لم يكن له حسنات اخذ من سيأت صاحبه فحمل عليه جس کے ذمہ اپنے بھائی کا آبرو وغیرہ کسی بات کا مظلمہ ہو اوسے لازم ہے کہ یہیں اوس سے معافی چاہ لے قبل اوس وقت کے آنے کے کہ وہاں نہ روپیہ ہوگا نہ اشرفی اگر اسکے پاس کچھ نیکیاں ہونگی تو بقدر اوسکے حق کے اس سے لیکر اوسے دی جائیگی ورنہ اوسکے گناہ اوس پر رکھے جائینگے۔ دوسرا طریقہ یہ کہ صاحب حق بلا معاوضہ لئے معاف کردے قال تعالیٰ فاعفوا واصفحوا وقال تعالیٰ الا تحبون ان يغفر الله لكم اور بعض طرق جامعہ جن سے حقوق اللہ و حقوق العباد باذن اللہ تعالیٰ سب معاف ہو جاتے جن کی تفصیل ہم نے تعلیقات رد المحتار میں ذکر کی منها شهادة البحر ومنها قتل الصبر ومنها الحج المبرور وغير ذلك عورت اگر معاذ اللہ زانیہ ہے یعنی زنا اوسکی رضا سے ہوا تو اس میں اوسکا کچھ حق نہیں تو اوس سے معافی کی حاجت کیا بلکہ خود اوروں کے حق میں گرفتار ہے جبکہ شوہر یا محارم رکھتی ہو زنا کی اطلاع شوہر یا اولیائے زن کو پہنچ گئی تو بلا شبہہ اون سے معافی مانگنا ضرور ہے بے اون کے معاف کئے معاف نہوگا اور اگر اطلاع نہ پہنچی تو اب بھی اونکا حق متعلق ہوا یا نہیں درباره غیبت علماء نے تصریح فرمائی کہ متعلق نہ ہوگا اور اوس وقت اون سے معافی مانگنے کی حاجت نہیں صرف توبہ و استغفار کافی ہے شرح فقہ اکبر میں ہے قال الفقيه ابو الليث رحمه الله تعالیٰ قد تكلم الناس فى توبة المغتابين هل تجوز من غير ان يتحلل من صاحبه قال بعضهم لا يجوز وهو عندنا على وجهين احدهما ان كان ذلك القول قد بلغ الذى اغتابه فتوبته ان يستحل منه وان لم يبلغ اليه فليستغفر الله سبحٰنه ويضمر ان لا يعود الى مثله درمختار میں ہے اذا لم تبلغه يكفيه الندم

اور دربارۂ زنا اسکی کوئی تصریح نظر سے نہ گزری ظاہرا یہاں بھی یہی حکم ہونا چاہئے وقد جاء فی الحدیث الغیبۃ اشد من الزنا مگر ازانجاکہ اس بارے میں کوئی تصریح نظر سے نہ گزری معافی چاہنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اگر اوس نے معاف کر دیا تو اطمینان کافی ہے مگر طلب معافی میں نہ تو صاف تصریح زنا ہو کہ شاید اسکے بعد معافی نہو بلکہ ممکن کہ اوس سے فتنہ پیدا ہو اور اتنی ہی اجمالی بات پر قناعت کی جائے کہ مجھے اپنے سب حق معاف کر دے کہ اس میں عند اللہ اوتنے ہی حقوق معاف ہونگے جہاں تک اوسکا خیال پہنچے لہذا التعمیم عام کے الفاظ ہونا چاہئے جو ہر قسم گناہ کو یقیناً عام بھی ہو جائیں اور وہ تصریح خاص باعث فتنہ بھی نہیں مثلاً چھوٹے سے چھوٹا بڑے سے بڑا جو گناہ ایک مرد دوسرے کا کرسکتا ہے جان مال عزت آبرو ہر شئے کے متعلق اوس میں سے جو میرا میں نے گناہ کیا ہو سب مجھے معاف کر دے۔ شرح فقہ اکبر میں ہے فی النوازل رجل لہ علی اخر دین وھو لا یعلم بجمیع ذلک فقال لہ المدیون ابرئنی مما لک علی فقال الدائن ابرأتک قال نصیر لا یبرؤ الا عن مقدار ما یتوھم انہ علیہ وقال محمد بن سلمۃ یبرؤ عن الکل قال الفقیہ ابو اللیث حکم القضاء ما قالہ محمد بن سلمۃ وحکم الاخرۃ ما قالہ نصیر وفی القنیۃ من علیہ حقوق فاستحل صاحبھا ولم یفصلھا فجعلہ فی حل یعذر ان علم انہ لو فصلہ یجعلہ فی حل والا فلا قال بعضھم انہ حسن وان روی انہ یصیر فی حل مطلقا وفی الخلاصۃ رجل قال لآخر حللنی من کل حق ھو لک فابرأہ ان کان صاحب الحق عالما بہ برئ حکما بالاجماع ودیانۃ فعند محمد لا یبرؤ وعند ابی یوسف یبرؤ وعلیہ الفتوی اھ وفیہ انہ خلاف ما اختارہ ابو اللیث ولعل قولہ مبنی علی التقوی بالجملہ امر مشکل ہے جو سچے دل سے مولیٰ عزوجل کیطرف رجوع لاتا ہے اوسکا کرم ضرور اوسے قبول فرماتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

جواب سوال دوم۔ یہ لوگ دیوث ہیں اور دیوث کو فرمایا کہ اوس پر جنت حرام ہے دیوثی بھی فقط اس فعل تک ہے وہ جو سائل نے بیان کیا کہ احکام شریعت کیساتھ تمسخر و استہزا اور عالم پر طعن و لعن کرتے ہیں یہ تو صریح کفر ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ وہ ایمان سے نکل جاتے ہیں اور انکی عورتیں نکاح سے قال اللہ تعالیٰ ابا للہ وایتہ ورسولہ کنتم تستھزؤن لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از موضع جو پرا ڈاکخانہ بائسی ضلع پورنیہ مرسلہ کلیم الدین صاحب ۱۴ ربیع الآخر ۳۶ھ

کھانے پر فاتحہ شریف یا کوئی آیت قرآن کی پڑھکر دم کرنا درست ہے یا نہیں اگر درست ہے تو کس طرح سے پڑھنا چاہئے۔

الجواب

بہ نیت شفا سورۂ فاتحہ یا اور کوئی آیت پڑھکر دم کی جائے تو حرج نہیں مگر اوس کھانے کی احتیاط اور دوچند ہو جائیگی کہ اوسکا کوئی دانہ یا قطرہ گرنے نہ پائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از چنور ضلع مراد آباد تحصیل۔ مرسلہ اشرف علی خاں ۱۹ ربیع الآخر ۳۶ھ

ایک شخص مجلوق ہے وہ اپنے اس فعل سے نہیں مانتا ہے ہر چند اوسکو سمجھایا ہے آپ تحریر فرمائیں کہ اوسکا کیا حشر ہوگا اور اوسکو کیا دعا پڑھنا چاہئے جس سے اوسکی عادت چھوٹے۔

الجواب

وہ گنہگار ہے عاصی ہے اصرار کے سبب مرتکب کبیرہ ہے فاسق ہے حشر میں ایسوں کی ہتھیلیاں گابھن اوٹھینگی جس سے اوس مجمع اعظم میں انکی رسوائی ہوگی اگر توبہ نہ کریں اور اللہ معاف فرماتا ہے جسے چاہے اور عذاب فرماتا ہے جسے چاہے۔ اوسے چاہئے لاحول شریف کی کثرت کرے اور جب شیطان اس حرکت کی طرف بلائے فوراً دل سے متوجہ بخدا ہو کر لاحول پڑھے نماز پنجگانہ کی پابندی کرے نماز صبح کے بعد بلا ناغہ سورۂ اخلاص شریف کا ورد رکھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از فیض آباد مسجد مغل پورہ مرسلہ شیخ اکبر علی مؤذن و مولوی عبد العلی ۱۹ ربیع الآخر ۳۶ھ

گانا قوالی مع ساز اور نا اہل لوگوں کا جمع ہونا جو صوم صلاۃ کے پابند نہوں خصوصاً مستورات کا جمع ہونا جائز ہے یا ناجائز۔

الجواب

گانا مع مزامیر مطلقاً ناجائز ہے نہ کہ ان منکرات کے ساتھ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال دوم ۔ پیر مولوی جو مرید کرتے ہیں نائب رسول بھی کہلاتے ہیں اونکو پیروی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اور اونکے اصحاب اور اماماں شریعت کی واجب ہے ۔

الجواب ۔ ضرور واجب ہے مگر کسی خاص شخص پر بدگمانی کہ یہ پیروی نہیں کرتا بے کسی ایسی دلیل کے جو آفتاب کیطرح روشن ہو جائز نہیں اور علما پر عوام کو اعتراض نہیں پہنچتا اور جو مشہور بمعرفت ہو اوسکا معاملہ زیادہ نازک ہے ہر عامی مسلمان کیلئے حکم ہے کہ اوسکے ہر قول و فعل کیلئے تا بمحمل حسن تلاش کرو نہ کہ علماء و مشائخ جن پر اعتراض کا عوام کو کوئی حق نہیں یہاں تک کہ کتب دینیہ میں تصریح ہے اگر صراحۃً نماز کا وقت جا رہا ہے اور عالم نہیں اٹھتا تو جاہل کا یہ کہنا گستاخی ہے کہ نماز کو چلئے وہ اس کیلئے ہادی بنایا گیا ہے نہ کہ یہ اوسکے لئے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

سوال سوم : رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی سائل کو یا کسی نالشی کو جو اون کے پاس حاضر ہوا معافی مانگی توبہ کی تو حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس طرح پیش آئے ۔

الجواب :۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کسی سائل کو جسکا سوال ناحق نہ تھا زجر نہ فرمایا نالشیوں کی ہمیشہ بات سنی اور اگر حق پر تھا تو دادرسی و فریادرسی فرمائی جس نے توبہ کی اوسکی توبہ قبول فرمائی جس نے معافی مانگی اوسے معافی دی اگرچہ بعض مصلحت دینیہ سے بدیر مگر حدود اللہ میں کہ بعد وجوب حد اوس سے درگزر کا حکم نہیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال چہارم : کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو مسافر و مہمان معزز رئیس دنیا جس سے آمدنی ہو ساتھ کھانا کھلایا اور غریبوں پر توجہ نہیں کی شریعت میں جائز ہے ۔

الجواب :۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غریب نوازی ہی کو تشریف لائے ہیں شبانہ روز سرکار سے غریبوں امیروں سب کی پرورش جاری ہے مگر یہ بھی حکم فرمایا ہے انزلوا الناس منازلھم اور حدیث میں ہے اذا اتاکم کریم قوم فاکرموہ جب کسی قوم کا معزز تمہارے یہاں آئے تو اوسکی عزت کرو ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حضور ایک سائل حاضر ہوا اوسے ٹکڑا اعطا فرمایا ایک ذی عزت مسافر گھوڑے پر سوار حاضر ہوا اوسکی نسبت فرمایا کہ باعزاز اوتار کر کھانا کھلایا جائے سائل کی حاجت اسی قدر تھی اور کسی رئیس کو ٹکڑا دیا جائے تو باعث اوسکی سبکی اور ذلت کا ہو لہذا فرق مراتب ضرور ہے اور اصل مدار نیت پر ہے اگر سائل کو بوجہ اوسکے فقر کے ذلیل سمجھے اور غنی کو بوجہ اوسکی دنیا کے عزت دار جانے تو سخت بیجا سخت شنیع ہے اور اگر ہر ایک کیساتھ خلق حسن منظور ہے تو جتنا جسکے حال کے مناسب ہے اوسپر عمل ضرور ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال پنجم : اگر پیر ضعیف نہیں ہے جوان ہے اور مستورات اپنی خوشی سے بے پردہ اوسکی خدمت کریں ہاتھ پیر دابیں جائز ہے ۔

الجواب :۔ اجنبی جوان عورت کو جوان مرد کے ہاتھ پاؤں چھونا جائز نہیں اگرچہ پیر ہو ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ششم : اگر لڑکیاں جوان جنکی صرف ماں مرید ہے وہ لڑکیاں مع اپنی ماں کے پیر کے اور پیر کی اولاد کے سامنے آویں شوہر یا رشتہ دار کی اجازت اسپر ہے وہ پیر اور وہ عورت اور رشتہ دار اور شوہر سب کو جائز ہے یا حرام ہے ۔

الجواب :۔ اگر سامنے آنا بے ستری سے ہے کہ کپڑے باریک ہیں جن سے بدن چمکتا ہے یا سر کے بال یا گلے یا کلائیوں کا کوئی حصہ کھلا ہے تو سب کو حرام ہے اور ستر کامل کیساتھ ہو اور خلوت نہو اور احتمال فتنہ نہو تو حرج نہیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

سوال ہفتم : اگر پیر کی اولاد کسی دنیا کے معاملات میں ناخوش ہو اور اوسکی کشیدگی کا اثر عورت پر ہو اور مرید یہ کہتا ہے کہ اگر میں قصوروار سمجھا گیا تو میں معافی مانگتا توبہ کرتا ہوں کوئی خواہش دنیا میں تلقین کیجئے صراط مستقیم کی تلاش ہے تو اوسکی نہ سنی اوس مرید کو زیادہ اشتعال و طیش دلا کر گمراہ کیا جاتا ہے یہ جائز ہے ۔

الجواب :۔ سوال بہت مجمل ہے کیا دنیا کا معاملہ اور کیا وجہ کشیدگی اور کس عورت پر اثر اور کیا اشتعال و طیش دلایا جبتک مفصل نہ معلوم ہو یہ ظاہر نہیں ہو سکتا کہ کس کا قصور ہے مرید اشتعال و طیش کیلئے نہیں بنایا گیا اور معافی تقصیر میں کبھی تاخیر ہی مصلحت ہوتی ہے ۔

جیسے حضرت کعب بن مالک اور ادن کے دونوں ہمراہیوں کیساتھ پچاس شب تک کی گئی حتی ضاقت علیہم الارض بما رحبت یہاں تک کہ اتنی وسیع زمین ادن پر تنگ ہو گئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ہشتم:۔ اگر مسلمان ہو پابند صوم وصلاۃ کا ہو کسی پیر مولوی کے یہاں ناشی ہو کہ ہمارا معاملہ طے کر دو جو ان کے امکان میں ہے اور وہ طے نہ کریں اور نہ سنیں جسکی وجہ سے برباد ہو رہا ہو۔

الجواب: یہ بھی محتاج تفصیل ہے کیا معاملہ اور پیر مولوی پر کتنا اختیار اور کیوں نہ کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از جوناگڑھ محلہ کتیانہ مدرسہ اسلامیہ مرسلہ حافظ محمد حسین ۲۰ ربیع الآخر ۳۶ھ

نذیر احمد بی۔ اے۔ ایل۔ ایم کا ترجمہ صحیح ہے یا غلط اور لڑکوں کو مدرسہ میں اس ترجمہ کا پڑھانا جائز ہے یا ناجائز۔

الجواب

نذیر احمد کا نہ ترجمہ صحیح ہے نہ ایمان وہ شخص منکر خدا تھا جیسے اوس نے اور کتابیں لغو اور نیچریت آمیز لکھیں جن سے مال کمانا مقصود تھا ویسے ہی یہ ترجمہ بھی کر دیا اس سے بھی داموں ہی کی غرض تھی ورنہ جو شخص اللہ ہی کو نہ مانتا ہو وہ قرآن کے ترجمہ کو کیا جانیگا اوسکا ترجمہ ہرگز نہ پڑھایا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از کمال پورہ علاقہ جیت پورہ بنارس مرسلہ خدا بخش زردوز مالک فلورل اسلامیہ ۲۰ ربیع الآخر ۳۶ھ

تخمیناً ماہ سوا ماہ شادی سے قبل دولہا اور دولہن کو اوبٹن ملا جاتا ہے اسکے لئے اپنے خویش و اقارب برادری کی عورتیں بلائی جاتی ہیں دولہا خود بالغ ہو یا نابالغ انکو اکثر عورتیں جن سے رشتہ مذاق کا ہوتا ہے وہی بدن وغیرہ سارے بدن میں ابٹن لگاتی ہیں اور اسکے بعد سب کو گڑ تقسیم کیا جاتا ہے یہ اسراف ہے یا نہیں اور رسم مذکور جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

اوبٹن ملنا جائز ہے اور کسی خوشی پر گڑ کی تقسیم اسراف نہیں اور دولہا کی عمر دس سال کی ہو تو اجنبی عورتوں کا اوسکے بدن میں اوبٹن ملنا بھی گناہ وممنوع نہیں ہاں بالغ کے بدن میں نامحرم عورتوں کا ملنا ناجائز ہے اور بدن کو ہاتھ تو ہاں بھی نہیں لگا سکتی یہ حرام اور سخت حرام ہے اور عورت ومرد کے مذاق کا رشتہ شریعت نے کوئی نہیں رکھا یہ شیطانی وہندوانی رسم ہے واللہ تعالیٰ اعلم

سوال دوم:۔ اکثر لوگ ۱۳ یا ۲۳۔ ۸۔ ۱۸۔ ۲۸ وغیرہ تو تاریخ اور پنجشنبہ و یکشنبہ و چہارشنبہ وغیرہ ایام کو شادی وغیرہ نہیں کرتے اعتقاد یہ ہے کہ سخت نقصان پہنچیگا ان کا کیا حکم۔

الجواب

یہ سب باطل وبے اصل ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال سوم:۔ جسکی بارات میں کثرت سے باجے روشنی گھوڑے ہوں اور جابجا بارات کی گشتی کی گئی ہو انکا نکاح شرعاً ہوتا ہے یا نہیں اور ایسی بارات میں شریک ہونے سے گناہ ہوگا یا نہیں اور شریک ہونے والوں کی دو قسم ہے دونوں کا حکم علیحدہ علیحدہ بیان فرمائیں (۱) بعض تو شرکت میں کوئی حرج یا گناہ نہیں سمجھتے (۲) بعض گناہ تو سمجھتے ہیں مگر اپنے خاص محلہ یا خاص قرابت دار کی بارات میں اس مجبوری سے شریک ہوتے ہیں کہ نہ شریک ہونگے تو باعث رنج وملال ہوگا اور آپس میں بے لطفی ہوگی کیا یہ مجبوری حائل ہوتی ہے۔

الجواب

روشنی اور گھوڑے ممنوع نہیں ہاں باجے جیسے رائج ہیں ضرور ممنوع ہیں شرکت دو طرح ایک بارات کیساتھ جانا اور دوسرے اوس مکان میں جانا جہاں بارات ہے اول کسی عالم یا مقتدا کو مطلقاً نہ چاہئے جبکہ اوسکے ساتھ باجے یا اور کوئی ممنوع شے ہو لان المقتدی لاینبغی لہ الاختلاط مع اھل الباطل کما فی العالمگیریۃ وغیرھا ولان ذلک یسقط حرمتہ من الاعین وحرمۃ تلک المحرمات من القلوب اور جو اون

ممنوعات کے استحسان کے ساتھ شریک تو مطلقاً حرام ہے اگرچہ جاہل محض ہو اور عوام میں سے کوئی شخص ہے اور وہ اون ممنوعات کیطرف توجہ نہ کرے اور صلۂ رحم یا مراعات دوستی یا محکومی کے سبب اون ممنوعات سے بچا ہوا برات کیساتھ ہو تو حرج نہیں و اللہ یعلم المفسد من المصلح کما نصوا علیہ فی اتباع جنازۃ معہا نائحات بل زیادۃ تبوء عند ہا منکرات کما فی رد المحتار وغیرہ اور دوسری صورت یعنی برات کے مکان میں جانا اگر باجے وغیرہ منکرات دوسرے مکان میں ہوں تو حرج نہیں اور عالم مقتدا کیلئے تین صورتیں ہیں اگر جانے کہ میرے جانے سے منکرات بند ہو جائیں گے میرے سامنے نہ کر سکیں گے تو جانا ضرور ہے لانہ ازالۃ المنکر اور اگر جانے کہ میں جانے سے انکار کرونگا تو میری خاطر اون لوگوں کو اتنی عزیز ہے کہ مجھے لیجانے کیلئے منکرات سے باز رہیں گے تو انکار ضرور ہے پھر اگر وہ اسکے انکار پر باز رہیں تو جانا ضرور ہے کہ اگر نہ جائیگا تو وہ مخلی بالطبع ہو کر پھر اونھیں افعال کو کریں گے اور اگر نہ مانیں تو نجانا ضرور ہے اور اگر اوسی مکان میں ہوں تو ہرگز نہ جائے اور اگر جانے کے بعد شروع ہوں تو فوراً اوٹھ آئے اور عالم کو وہاں جانا اور بھی سخت تر ناجائز ہے مگر اوس صورت میں کہ جانے کہ میرا جانا منکرات کو بند کر دیگا جن صورتوں میں ہم نے جواز کا حکم دیا اون میں آپس کی رنجش اور بے لطفی کا لحاظ ضرور چاہیئے اور جن صورتوں میں شرکت شرعاً ناجائز ہے اون میں کسی کی رنجش کا لحاظ بھی جائز نہیں لایخافون لومۃ لائم لا طاعۃ لاحد فی معصیۃ اللہ تعالیٰ باقی ان معاصی کیوجہ سے نکاح میں کوئی خلل نہیں آتا ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال چہارم :- تقریب طعام شادی کی چار صورتیں ہیں ہر ایک کی شرکت علیحدہ حکم بیان فرمائیں ۔ (۱) بعض ایسا کرتے ہیں کہ پہلے لوگوں کو دعوت کھلا کر اوسی روز یا دوسرے روز بارات نکالتے ہیں اگرچہ جلسۂ دعوت میں باجہ وغیرہ نہیں ہوتا مگر دعوت کھانے والوں کو معلوم ہے کہ دو ایک روز میں جو بارات یہاں سے نکلے گی اوس میں باجہ وغیرہ سب ہوگا۔ (۲) بعض لوگ جب دولھن کو رخصت کر کے گھر لاتے ہیں تب کھانا کرتے ہیں اگرچہ جلسۂ دعوت میں کچھ نہیں ہے مگر بارات میں سب کچھ تھا۔ (۳) دولھن کے گھر دعوت ہے اور اوسکے یہاں کچھ باجہ وغیرہ نہیں ہے مگر اسکے یہاں جو بارات آئی ہے اوس میں باجہ وغیرہ سب کچھ ہے اور دولھن کے گھر والوں کی تین حالتیں ہیں ہر ایک کا علیحدہ حکم تحریر فرمائیں ۔ (۱) بعض تو دولھا والوں کو فرمائش دیکر باجہ وغیرہ منگاتے ہیں ۔ (۲) بعض نہ فرمائش دیتے ہیں نہ منع کرتے ہیں بعض منع کرتے ہیں مگر دولھا نہیں مانتا اور باجے کیساتھ آتا ہے ان تینوں میں کس کے یہاں شرکت جائز ہے اور کیا اس تیسرے پر شرعاً الزام ہو سکتا ہے کیوں نہ اوس نے بارات واپس کر دی اور کیوں نکاح کر دیا شرکت میں اگر عوام و خواص کا فرق ہو تحریر ہو۔

الجواب

پہلی دو صورتوں میں شرکت دعوت میں کوئی حرج نہیں خصوصاً دعوت ولیمہ کہ سنت ہے اور اوسمیں بلا عذر شرعی نہ جانا مکروہ و من لم یجب الدعوۃ فقد عصی ابا القاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تیسری صورت میں وہی دو صورتیں ہیں جو اوپر گزریں وہ منکرات مکان دعوت میں ہیں یا دوسرے مکان میں اور وہی احکام ہیں جو اوپر بیان ہوئے ۔ وہ کہ فرمائش کر کے ممنوعات شرعیہ منگاتے ہیں سخت گنہگار اور اون ممنوعات کے کرنیوالوں سننے والوں سب کے گناہوں کے ذمہ دار ہیں اون سب پر گناہ ہوگا اور اون سب کی برابر ان پر من دعا الی ضلالۃ فعلیہ وزرہا و وزر من عمل بہا الی یوم القیمۃ لاینقص من اوزارہم شیئا اور وہ جو نہ منگائیں نہ منع کریں وہ بھی گنہگار ہیں کہ اپنے یہاں گناہ کرنے سے منع کرنا ہر شخص پر واجب ہے اور وہ کہ منع کریں اور ادھر والے نہ مانیں تو اوسکا ان پر الزام نہیں لاتزر وازرۃ وزر اخری اور برات کا پھیر دینا یہ مصالح پر موقوف ہے اگر کوئی ضرر نہیں ضرور پھیر دے ورنہ اوس ضرر اور اس مفسدہ میں موازنہ کیا جائے جو زیادہ مضر ہو اوس سے بچیں من ابتلی ببلیتین فاختار اھونہما ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال پنجم :- اگر بارات میں ڈھول تاشہ انگریزی باجہ نہو صرف دو ایک جوڑ دف بلا بانسری کا ہو تو یہ جائز ہے یا نہیں یہ واضح رہے کہ دف بجانے والے کاریگری سے بجاتے ہیں جس میں آواز کا نشیب و فراز سُر و تال ہوتا ہے ۔

الجواب

اوقات سرور میں دف جائز ہے بشرطیکہ اوس میں جلاجل یعنی جھانج نہوں نہ وہ موسیقی کے تال سر پر بجایا جائے ورنہ وہ بھی ممنوع ۔ کما فی رد المحتار وغیرہ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سَوال ششم :۔ تقریب ولادت یا ختنہ یا گھر بھوج یعنی تیاری مکان میں اکثر لوگ کھانا کرتے ہیں یہ اسراف ہے یا نہیں اور ان دعوتوں میں شریک ہونا چاہئے یا نہیں جبکہ اس تقریب میں عورتیں مکان کے اندر ڈھولک سے گاتی بجاتی ہیں اگرچہ مجلس دعوت میں کچھ نہ ہو۔

الجواب

مجلس دعوت میں ہو یا دوسرے مکان میں سب کے احکام مفصل اوپر گزرے اور جبکہ منکرات شرعیہ نہوں اور کھانا نیت محمودہ سے ہو تو اسراف نہیں اور ریاو تفاخر کیلئے ہو تو حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سَوال ہفتم :۔ کیا قوم کے سردار اور علما پر فرض ہے کہ ان مراسم کے مٹانے میں کوشش کریں۔ اگر لوگ نہ مانیں تو برادری ترک کردیں ترک برادری میں جو جو خرابیان ہیں وہ بھی ملحوظ رہیں (۱)، برادرانہ پابندی میں مظلوم کی دادرسی اور ظلم کا تدارک ہوتا ہے (۲) حق ناحق کا فیصلہ آسانی کے ساتھ ہو جاتا ہے (۳) محلہ میں اگر کوئی شخص کسی عورت سے ناجائز تعلق رکھتا ہے تو پنچ اوسے برادری سے خارج کر دیتے ہیں اور اوسکی شادی غمی میں شریک نہیں ہوتے پنچوں اور سرداروں کی عبرت سے بالآخر وہ تائب اور نادم ہوتا ہے اور لوگ اوسکو برادری میں شامل کر لیتے ہیں ترک برادری سے یہ فوائد جاتے رہیں گے ہر شخص آزاد ومختار ہو جائیگا ہاں یہ واضح رہے اگر کوئی شخص تاڑی شراب پئے بازاری عورتوں سے زنا کرے جوا کھیلے اپنے یہاں ناچ کرائے مگر برادارانہ طرف سے اسکی باز پرس نہیں ہوتی اور نہ سردار یا پنچ اوسکو برادرانہ طریق سے بند کرتے ہیں آیا ایسی برادری کرنا چاہئے۔

الجواب

علما اور سرداران پر ہدایت ونصیحت فرض ہے اور اہل معاصی کیساتھ قطع تعلق میں سلف صالحین کے مسلک مختلف رہے ہیں اور مصالح دینیہ کی رعایت سے دونوں صورتیں جائز ہیں جس میں مصلحت دیکھیں اور ایسی برادری کہ شراب زنا سے منع نہ کرے اور اپنے ساختہ قانون کی ذرا خلاف ورزی پر سزا دے بہت بیہودہ برادری ہے وہ اگر روک سکتے ہیں تو معاصی پر روکنا فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سَوال ہشتم ۔ جس جگہ تقریب شادی میں خلاف شرع مراسم کا عام رواج ہو گیا ہو حتی کہ لکھے پڑھے لوگ اوس میں مبتلا ہوں باوجودیکہ لوگ علما سے اوسکی مذمت وخرابی وعظ میں سن چکے ہوں ایسی جگہ اگر کوئی عامی مسلمان محض بجوش اسلام وحمایت دین یہ التزام کرے کہ جہاں شادی وغیرہ میں خلاف شرع مراسم ہوں گے وہاں نہ شریک ہوگا گوا اپنا عزیز قریب کیوں نہ ہو کیا ایسا شخص شرعًا قابل مدح ہے اور بصورت حکم جواز شرکت اگر نمبر ۴ کی پہلی دونوں صورت والی دعوت اور نمبر ۵ کی بارات میں نہ شریک ہو تو شرعًا اوس پر الزام ہو سکتا ہے۔

الجواب

جو ایسے جلسوں میں نہ جانے کا التزام کرے شرعًا محمود ہے اور نمبروں کا مفصل جواب اوپر گزرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از کلکتہ ۱۷ آنٹی فلیکس لین ڈاکخانہ انٹالی خانقاہ چشتیہ مرسلہ سید شاہ المبین احمد چشتی نظامی بہاری ۲۱ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

سماع مع مزامیر یعنی مروجہ قوالی کا جواز بتحقیق اس امر کے کہ صاحب شرع علیہ التحیات والتسلیمات سے کسقدر صادر ہوا تھا بعد اسکے پچھلوں قرنوں کے لوگوں نے کس قدر بڑھایا اب سماع وقوالی کرنے والے کو کون سا طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔

الجواب

مزامیر حرام ہیں صحیح بخاری شریف کی حدیث صحیح میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک قوم کا ذکر فرمایا یستحلون الحرو الحریر والمعازف زنا اور ریشمی کپڑوں اور باجوں کو حلال سمجھینگے اور فرمایا وہ بندر اور سور ہو جائیں گے۔ ہدایہ وغیرہ کتب معتمدہ میں تصریح ہے کہ مزامیر حرام ہیں حضرت سلطان الاولیا محبوب الٰہی نظام الحق والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوائد الفواد شریف میں فرماتے ہیں مزامیر حرام ست حضرت شرف الدین یحیٰی منیری قدس سرہ نے اپنے مکتوبات شریفہ میں مزامیر کو زنا کیساتھ شمار فرمایا شارع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صرف روز عید دف کا سننا منقول ہے وہ بھی نہ بالقصد متوجہ ہوکر اور اوقات سرور میں بے جلاجل کا دف کہ ہیئات تطرب پر نہ بجایا جائے شرعًا جائز ہے قوالی والوں پر لازم ہے کہ مزامیر قطعًا ترک کریں اور بوڑھے یا جوان مردوں سے صاف وپاک غزلیں سنیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از موضع کسگنجہ ڈاکخانہ گھونگچائی تحصیل پورنپور ضلع پیلی بھیت مرسلہ امانت اللہ محرر ۲۱ ربیع الآخر ۳۶ھ

زید نے ہندوؤں کی کسی تقریب میں کھانا کھایا اوس میں گوشت مردار جھٹکے کا جسکو ہندو گردن موشی کی مار کر کاٹتے ہیں زید کے کھانے کیواسطے نہیں دیا زید نے گوشت مانگا تو ہندوؤں نے انکار کیا کہ مسلمان جھٹکا نہیں کھاتے ہیں زید نے کہا ہمیں کھانے کو دو ہم جھٹکا کھاتے ہیں ہندوؤں نے زید کو بھی کھانے کیلئے دیا زید نے کھایا جب اہل اسلام کو معلوم ہوا تو اوسے ترک کر کے کھانا کھلانے اور کھانے سے علیحدہ کر دیا جب زید تائب ہوا تو اہل اسلام نے اوسکا قصور معاف کر کے زید کو از سر نو ایمان کی تلقین کی اور میلاد شریف پڑھوا کر اوسے شریک کر لیا جسکو عرصہ پانچ برس کا ہوا اب زید مذکور نے بہمراہی بکر کے ایک چیتل مردار شیر کی ماری ہوئی کا ٹھکر گاؤں میں فروخت کی ایک سپاہی نے خریدنا چاہا بوجہ خوف کے سپاہی کو گوشت دینے سے انکار کیا اور کہا کہ یہ تمہارے کھانے کا نہیں ہے مردار ہے اوس چپراسی نے زید کو زدوکوب کیا اب شرع شریف کا زید مذکور کے واسطے کیا حکم ہے۔

الجواب

زید بیقید مسخرہ شیطان ہے اوس کے دین ایمان کا کچھ ٹھیک نہیں مسلمانوں کو اوس سے پرہیز لازم ہے اوس سے سلام کلام میل جول سب ترک کر دیں اوسکے ہاتھ کا پانی تک کوئی نہ پئے کیا اعتبار ہے کہ وہ ناپاک پانی مسلمان کو پلائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از شہر محلہ گندہ نالہ مکان مرزا غلام حیدر بیگ صاحب مرحوم مرسلہ احمد بخش ۲۱ ربیع الآخر ۳۶ھ

نعت شریف اور حمد جسکی بابت حدیث شریف میں صاف پاک مکان اور جس کے یہاں کلام پاک پڑھا جائے عقیدت درست ہونا شرط ہے اب بجائے اسکے عام راستوں پر جہاں پاکی اور ناپاکی تصدیق نہیں ایسی صورت میں نعت و حمد پڑھنا جائز ہے یا ناجائز۔

الجواب

اللہ عزوجل فرماتا ہے فاذا قضیت الصلاۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون ۰ جب جمعہ کی نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور بکثرت ذکر الٰہی کرو کہ تم فلاح پاؤ جمعہ کے نمازیوں کو حکم ہے کہ جمعہ پڑھکر باہر نکلو تو زمین میں اپنے کاموں کو پھیل جاؤ اور ذکر الٰہی بکثرت کرو راستوں میں بھی ذکر الٰہی کا یہاں سے صریح حکم نکلا اور جس جگہ کی پاکی ناپاکی کی تحقیق نہیں وہ پاک ہی ہے یہاں تک کہ اوس پر نماز جائز ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جعلت لی الارض مسجدا وطہورا وایما رجل من امتی ادرکتہ الصلاۃ فلیصل میرے لئے زمین مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی تو میرے امتی کو جہاں کہیں نماز کا وقت آئے نماز پڑھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از ضلع سیتاپور محلہ قضیارہ مرسلہ الیاس حسین ۲۳ ربیع الآخر ۳۶ھ

جب فرائض و واجبات و سنن مؤکدہ کی پابندی لوگوں سے اوٹھتی جاتی ہو تو ایسی حالت میں مزامیر کیساتھ سماع جائز ہے کہ نہیں۔

الجواب

مزامیر حرام ہیں اور حرام ہر حال میں حرام رہے گا لوگ گناہوں میں مبتلا ہیں اسکے سبب گناہ جائز ہو جائے تو شریعت کا منسوخ کر دینا فاسقوں کے ہاتھ میں رہ جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال دوم ۔ ایک شخص سید ہے لیکن اوسکے اعمال و اخلاق خراب ہیں اور باعث ننگ و عار ہیں تو اس سید سے اوسکے اعمال کیوجہ سے تنفر رکھنا اور نسبی حیثیت سے اوسکی تکریم کرنا جائز ہے یا نہیں۔ اس سید کے مقابل کوئی غیر مثل شیخ مغل پٹھان وغیرہ وغیرہ کا آدمی نیک اعمال ہو تو اسکو اوس سید پر بحیثیت اعمال کے ترجیح ہو سکتی ہے کہ نہیں شرع شریف میں ایسی حالت میں اعمال کو ترجیح ہے کہ نسب کو۔ بینوا توجروا

الجواب ۔ سید سنی المذہب کی تعظیم لازم ہے اگرچہ اوسکے اعمال کیسے ہی ہوں اون اعمال کے سبب اوس سے تنفر نہ کیا جائے نفس اعمال سے تنفر ہو بلکہ اوسکے مذہب میں بھی قلیل فرق ہو کہ حد کفر تک نہ پہنچے جیسے تفضیل تو اوس حالت میں بھی اوسکی تعظیم سیادت نہ جائے گی ہاں اگر اوسکی بدمذہبی حد کفر تک پہنچے جیسے رافضی وہابی قادیانی نیچری وغیرہم تو اب اوسکی تعظیم حرام ہے کہ جو وجہ تعظیم تھی یعنی سیادت وہی نہ رہی

قال اللہ تعالٰی انہ لیس من اھلك انہ عمل غیر صالح شریعت نے تقوی کو فضیلت دی ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم — مگر یہ فضل ذاتی ہے فضل نسب منتہائے نسب کی افضلیت ہے سادات کرام کی انتہائے نسب حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر ہے اس فضل انتساب کی تعظیم ہر متقی پر فرض ہے کہ وہ اسکی تعظیم نہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از امرتسر مرسلہ سید بڈھے شاہ صاحب ۲۳ ربیع الآخر ۳۶ھ

جنھوں نے زناکاری اور ناچنا گانا اپنا پیشہ بنا رکھا ہے بلکہ پیشہ کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں اور اس فعل شنیع پر اصرار کئے بیٹھے ہیں اور اسی پر انکی عمر گزرتی ہے اور اسی زنا کی آمدنی پر انکا کھانا پینا پہننا اور تمام امورات ہوتے ہیں۔ اہل اسلام کو انکے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہئے انکے ساتھ میل جول بات چیت کرنا ان کے یہاں سے کچھ کھانا پینا یا انکی خیرات صدقات سے کچھ حاصل کرنا یا ان کا کوئی کام کرنا اس کی اجرت لینا یا ان کا جنازہ پڑھنا یا شریک جنازہ ہونا یا انھیں غسل دینا یا ان کے ہاتھ کوئی چیز اس آمدنی کے عوض فروخت کرنا یا ان سے خرید نا وغیرہ وغیرہ شرعًا کیا حکم رکھتا ہے۔

الجواب

ان سے میل جول نہ چاہئے قال اللہ تعالٰی واما ینسینك الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظّٰلمین ٥ بلکہ اور بہت فاسقوں سے اس بارے میں انکا حکم اشد ہے کہ ان سے ملنے میں آدمی متہم ہوتا ہے اور موضع تہمت سے بچنے کا حکم مؤکد ہے حدیث میں ہے من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلا یقفن مواقع التھم زنا و غنا پر جو مال حاصل کیا جاتا ہے وہ ان لوگوں کی ملک نہیں ہوتا ان کے ہاتھ میں مثل مغصوب ہوتا ہے۔ کما صرح بہ فی الفتاوی العالمگیریہ وغیرہا نہ اس کا اجرت میں لینا جائز نہ کسی چیز کی قیمت میں لینا جائز صدقہ و ہدیہ تو دوسری بات ہے بلکہ وہ جو کچھ کسی فقیر کو دے اسے خیرات کہنا حرام ہے اس پر امید ثواب رکھنے کو علما نے کفر لکھا ہے اور جو مال بعینہٖ انھوں نے ان حرام افعال کے عوض حاصل کیا اسکا خرید نا بھی حرام اسکا کھانا بھی حرام ہاں اگر یہ مال انھوں نے خریدا ہو اگرچہ اپنے زر حرام سے اور اس پر عقد و نقد جمع نہوئے ہوں یعنی یہ نہ ہوا ہو کہ وہ حرام روپیہ دکھا کر کہا کہ اسکے عوض دیدے اور وہی روپیہ ثمن میں دیدیا کہ یوں تو جو کچھ وہ خریدیں وہ بھی حرام ہے علی ما قالہ الامام الکرخی وعلیہ الفتوٰی۔ ہاں اگر یوں ہوا مثلاً کہا ایک روپیہ کی فلاں چیز دیدے اس نے دیدی اس نے اپنا زر حرام ثمن میں دیا تو اگرچہ اسے ثمن میں صرف کرنا حرام تھا مگر جو چیز خریدی وہ حرام نہ ہوئی ایسی خریدی ہوئی چیز کا ان سے خرید نا جائز ہے اور اناج وغیرہ اس طور پر خرید کر پکایا ہو تو اسکا کھانا بھی حرام نہیں مگر ان کے یہاں کھانا پینا ویسے ہی ممنوع ہے رہا جنازہ اور انکی نماز اگر یہ لوگ مسلمان ہوں تو ضرور فرض ہے حدیث میں ارشاد ہوا الصلاۃ واجبۃ علیکم علی کل مسلم یموت برا کان او فاجرا وان ھو عمل الکبائر تم پر ہر مسلمان کے جنازے کی نماز فرض ہے وہ نیک ہو یا بد اگرچہ اس نے کبیرہ گناہ کئے ہوں مگر اس قسم کے جو پیشہ ور لوگ ان کا ایمان سلامت رہنا بہت دشوار معلوم ہوتا ہے ان کے یہاں کی رسم سنی گئی ہے کہ جب لڑکی سے اول بار زنا کراتے ہیں اسے دولھن بناتے ہیں اور نیاز دلاتے ہیں اور مبارک سلامت ہوتی ہے ایسا ہے تو یقینًا وہ سب کافر ہو جاتے ہیں ان پر نماز حرام ان کے جنازہ کی شرکت حرام۔ نسأل اللہ العفو والعافیۃ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ از قصبہ کرتپور ضلع بجنور محلہ مدہو پاڑہ مرسلہ منشی منیر الدین صاحب ۲۳ ربیع الآخر ۳۶ھ

اگر کوئی مسلمان دسہرہ کی جھنڈی کے جلسہ میں ہنود کا شریک ہو یا اس میں گنگا پھری یا بنیٹی یا دیگر کھیل خود کھیلے یا دوسروں کو کھلائے یا اس میں کسی قسم کا باجہ خود بجائے یا دوسروں سے بجوائے یا کوئی راگ خود گائے یا اوروں سے گوائے یا اس میں کسی قسم کی امداد دامے درمے قدمے قلمے جلوس مذکور کی رونق افزائی کی نیت سے کرے یا اس جلوس کا تماشا تفریحًا اور دوسروں کو ترغیب دیکھنے کی دلائے یا میل ملاپ باہمی کی وجہ سے شرکت کرے یا دیگر اغراض دنیا کے باعث ہنود سے بامید حصول خوشنودی ہنود جلوس کی اعانت میں سرپرستانہ پیش آئے یا ایسی سرپرستی کا ارادہ کرے اور اس حد تک کہ اگر اس جلوس میں اس مقام کے رواج و دستور کے خلاف منجانب ہنود امور جدیدہ کے اضافہ کرنیکی آمادگی ہو اور اسکی اطلاع پاکر خواہ اسکا ظہور دیکھکر وہاں کے غربا مسلمانان بخوف ہیجان فتنہ حسب ضابطہ کچہری اسکے انسداد کی کوشش و چارہ جوئی کریں اور کوئی شخص مسلمان سربرآوردہ خواہ رئیس حکام رس بذات خود یا بذریعہ اپنے آدمیوں کے خود دار ریاست و استطاعت یا سرپنچی و منبری کے مسلمانان کو چارہ جوئی سے

بازرکھے اور تخویف دلائے یا اگر مسلمانان بامید انصاف گورنمنٹ بلاخوف وخطر مفر و چارہ جوئی رہیں اور مسلمان مانع چارہ جوئی جانب داراہل ہنود ہوکر امر جدید کو جلوس مذکور میں اپنی کوشش سے اضافہ کرادے اور از جلوس مذکور میں ایسی نمایاں سعی وپیروی کرے کہ جس سے ایک مسجد کے اوس احترام میں فرق آجائے جسکو حکام ضلع نے بلحاظ عبادت گاہوں کے بذریعہ احکام تحریری منظوری کیا ہو یعنی باوجود ممانعت حاکم علاقہ کے مسجد مسلمانان کے گرد پچاس پچاس قدم دونوں طرف باجا گاجا شور وغل ہر قسم اہل جلوس جھنڈی سے کرادے تو ایسا مسلمان نیز مسلمانان متذکرہ بالا شرعاً کس گناہ کے مرتکب ہیں آیا بدعت۔ یا فسق یا کفر یا ازمعاد اور دیگر مسلمانان کو ان سے میل جول رکھنا کیسا ہے بصراحت وتفصیل فتوی میں ارقام فرمایا جائے فقط۔

الجواب

مراسم کفر کی اعانت اور اون میں شرکت ممنوع وناجائز وگناہ اور مخالفت حکم الٰہی ہے قال اللہ تعالی ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان حدیث میں ارشاد ہوا من سو د مع قوم فھو منھم وفی لفظ من کثر سواد قوم فھو منھم جو کسی قوم کی جماعت میں شریک ہوکر اونکا گروہ بڑھائے وہ اونھیں میں سے ہے خصوصًا توہین مسجد پر اعانت کہ بہت سخت تر ہے پھر اگر یہ باتیں شامت نفس اور طمع دنیا سے ہوں تو صرف استحقاق جہنم ہے اور اگر کسی رسم کفر کے پسند و رضا کیساتھ ہوں تو کھلا کفر ہے غمز العیون میں ہے من استحسن فعلامن افعال الکفار کفر باتفاق المشائخ مسلمانوں کو ایسے شخص سے میل جول منع ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظّٰلمین اور فرماتا ہے ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ۔ ۲۳ ربیع الآخر ۳۶ھ

میلاد شریف جس کے یہاں ہو وہ پڑھنے والے کی دعوت کرے تو پڑھنے والے کو چاہئے یا نہیں اور اگر کھایا تو پڑھنے والے کو کچھ ثواب ملے گا یا نہیں

الجواب

پڑھنے کے عوض کھانا کھلاتا ہے تو یہ کھانا نہ کھلانا چاہئے نہ کھانا چاہئے اور اگر کھائیگا تو یہی کھانا اوسکا ثواب ہوگیا اور ثواب کیا چاہتا ہے بلکہ جاہلوں میں جو یہ دستور ہے کہ پڑھنے والوں کو عام حصوں سے دونا دیتے ہیں اور بعض احمق پڑھنے والے اگر اون کو اوروں سے دونا نہ دیا جائے تو اسپر جھگڑتے ہیں یہ زیادہ لینا دینا بھی منع ہے اور یہی اوس کا ثواب ہوگیا قال اللہ تعالیٰ لاتشتروا بایٰتی ثمنا قلیلا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال دوم۔ ایک شخص کے یہاں کچھ خوشی ہے اور کنبے کا کھانا ہے اوس نے میلاد شریف پڑھنے والوں کو بھی کہا ہے کہ تمہاری دعوت ہے تو کھانا چاہئے یا نہیں۔

الجواب

جب کسی کے یہاں شادی میں عام دعوت ہے جیسے سبکو کھلایا جائیگا پڑھنے والوں کو بھی کھلایا جائیگا اوس میں کوئی زیادت وتخصیص نہوگی تو یہ کھانا پڑھنے کا معاوضہ نہیں کھانا بھی جائز اور کھلانا بھی جائز۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ ازگودھرہ مدرسہ فیض عام مرسلہ مولوی عبدالرحمٰن بن مولوی محمد عیسٰی صاحب ۲۳ ربیع الآخر ۳۶ھ

قصبہ لوناواڑہ میں ہنود دبکثرت رہتے ہیں یہ لوگ بماہ ساون آٹھ روز تہوار مناتے ہیں اوسکو اپنی اصطلاح میں پچوسن کہتے ہیں ان دنوں میں آٹھ روزے بھی اپنے مذہب کے موافق رکھتے ہیں اور جاندار شئے کو مارنا اور تکلیف دینا برا سمجھتے ہیں چنانچہ مسلمان تیلیوں کو اس بنا پر گھانی چلانے سے روکتے ہیں اس لئے کہ تلوں میں کچھ کیڑے جو ہوتے ہیں وہ پل جاتے ہیں اوس آٹھ روز مسلمانوں کو گھانی نہ چلانے کے عوض میں روپے بھی دینا چاہتے ہیں پس مسلمانوں کو اوس آٹھ روز گھانی نہ چلانا اور روپیہ لیکر اس امر میں اونکی اتباع کرنا کیسا ہے ۲ جو مسلمان کہ ہنود کے تہوار میں اونکی موافقت کرے اور اوسکو منائے اوسکے لئے کیا وعید ہے ۳ کسی قصبہ کا رئیس مسلمانوں کو کہے کہ تم ہنود کے تہواروں میں اونکی اتباع کرو ورنہ تمکو سخت اذیت پہنچاؤنگا پس مسلمانوں کو اس امر میں رئیس کی اتباع درست ہے یا نہیں۔

الجواب

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں انما الاعمال بالنیات ولکل امرئ مانوی اگر اوس سے تیلیوں کی نیت کی موافقت اور اون کی رسم مذہبی میں شرکت ہے تو حرام ہے اور حرام فعل کی اجرت میں جو کچھ لیا جائے وہ بھی حرام کہ اجارہ نہ معاصی پر جائز ہے نہ اطاعت پر اور اگر اونھوں نے یہ سمجھا کہ واقعی تیل پیلنا فعل شنیع ہے کہ اس سے کیڑے پس جاتے ہیں تو یہ وہی خیالات باطلہ ہنود کی شرکت ہوئی ایسا ہو تو یہ فعل ہمیشہ ناجائز ہے اور ناجائز کا ترک واجب اور اجرت پر لینا حرام اور اگر اونھوں نے یہ سمجھا کہ ہمارا دہ کام ایک مباح شرعی ہے کچھ واجب تو نہیں کہ اوسکا کرنا ضروری ہو آٹھ دن محنت سے بچتے ہیں اور مفت کے دام مال مباح کافر سے ملتے ہیں یہ سمجھکر آرام کیا اور دام لئے تو حرام نہیں پھر بھی اغراض فاسدہ کفار کی تحصیل نامناسب ہے ایسے موہومات کہ کیڑے ہونگے اور پس جائینگے شرعاً عرفاً عقلاً کسی طرح قابل اعتبار نہیں ورنہ رات کو چلنا منع ہو جائے کیا معلوم اندھیرے میں کوئی چیونٹی پس جائے بلکہ پانی پینا منع ہو جائے کیا معلوم اس میں کوئی باریک کیڑا ہو کہ نظر نہ آتا ہو بلکہ خوردبین سے مشاہدہ ہوا ہے کہ دودھ اور پانی سب میں یقیناً کیڑے ہوتے ہیں اور یہی مطابق قانون فطرت ہے کہ رطوبت میں حرارت جب عمل کریگی فیضان روح ہوگا تو دین و دنیا سب کی عافیت تنگ ہو جائے ایسے بیہودہ خیال کسی طرح موافق اسلام نہیں ہو سکتے صحیح حدیث میں ہے نھی النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ان یفتش التمر عما فیہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اس وہم پالنے سے منع فرمایا کہ کھاتے وقت چھوہارا توڑ کر اوسکی تلاشی لی جائے کہ اوس میں کوئی کیڑا تو نہیں۔ رواہ الطبرانی فی المعجم الکبیر عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما بسند حسن۔ واللہ تعالی اعلم

ع۲ اگر اون کے مذہبی تہوار کو اچھا جان کر منائیگا اسلام سے خارج ہو جائیگا غمز العیون میں ہے من استحسن فعلا من افعال الکفار کفر باتفاق المشائخ ورنہ فسق ومعصیت ضرور ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

ع۳ اللہ عزوجل کی معصیت میں کسی کا اتباع درست نہیں نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں لاطاعۃ لاحد فی معصیۃ اللہ تعالی واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۔ ازموضع سرنیا ضلع بریلی مرسلہ شیخ امیر علی صاحب رضوی ۲۹ ربیع الآخر ۳۶ھ

ایک پٹرول آبپاشی نہر پر وہابی ہے اور ایک ڈاکیہ خط تقسیم کرنیوالا بھی شیعہ ہے ان شخصوں سے بات چیت کرنا پڑتی ہے کبھی روٹی کا بھی اتفاق اپنے مطلب کی غرض سے ہوتا ہے اور ان کو اپنا دشمن ہی سمجھا جاتا ہے میل جول کچھ نہیں کیا جاتا ہے جہاں تک ممکن ہوتا ہے بچتے ہیں اور کام کیوقت بات کرنا ضرور ہوتی ہے۔

الجواب

اگر یہ امر واقعی ہے کہ قلب میں اون سے نفرت وعداوت واقعی ہے اور کوئی میل جول نہیں رکھا جاتا نہر یا خط کے متعلق کوئی بات کبھی کرلی جاتی ہے یا کبھی روٹی دیدی جاتی ہے جس میں کوئی مصلحت صحیح خیال کی گئی ہو تو حرج نہیں اور اللہ دلوں کا نور جانتا ہے۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۳۶ ۔ ازمرادآباد مدرسہ اہلسنت بازار دیوان مرسلہ مولوی عبدلودود صاحب بنگالی قادری برکاتی رضوی طالبعلم مدرسہ مذکور ۲ جمادی الاولی

سجدہ کے قسم پر ہے اور کون ساکس لئے خاص ہے اور باقی کیسے ہیں۔

الجواب

سجدہ دو قسم ہے سجدۂ عبادت وسجدۂ تحیت سجدۂ عبادت غیر خدا کیلئے کفر ہے اور سجدۂ تحیت غیر خدا کیلئے حرام مگر کفر وشرک نہیں کہ اگلی شریعتوں میں جائز تھا اور کفر وشرک کبھی جائز نہیں ہو سکتا۔ واللہ تعالی اعلم

سوال دوم ۔ ایک شخص کو اوسکے مریدین سجدہ کرتے ہیں اوس سے دریافت کیا گیا کہ آپ مریدین کو سجدہ سے منع نہیں کرتے اونھوں نے جواب دیا کہ میں مریدوں کو منع بھی نہیں کرتا اور حکم بھی نہیں کرتا اونکا کیا حکم ہے۔

الجواب

یہ شخص بہت خطا پر ہے اسپر فرض ہے کہ مریدوں کو منع کرے اور مریدوں پر فرض ہے کہ اس فعل حرام سے باز آئیں۔ واللہ تعالی اعلم

سوال سوم ۔ لوگوں کے نام کے آگے جو محمد ہے اسپر حرف (م) اسطرح لکھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

حرف (ص)، لکھنا جائز نہیں نہ لوگوں کے نام پر نہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم کریم پر لوگوں کے نام پر تو یوں نہیں کہ وہ اشارہ درود کا ہے اور غیر انبیا و ملئکہ علیہم الصلاۃ والسلام پر بالاستقلال درود جائز نہیں اور نام اقدس پر یوں نہیں کہ وہاں پورے درود شریف کا حکم ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھے فقط ص یا عم یا صلعم جو لوگ لکھتے ہیں سخت شنیع وممنوع ہے یہاں تک کہ تاتارخانیہ میں اسکو تخفیف شان اقدس ٹھہرایا والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از بلرام پور محلہ پورنیا تالاب ضلع گونڈا مرسلہ محمد تیغ بہادر خانصاحب ۳ رجمادی الاولی ۱۳۳۶ھ

ایک مہتر حال میں مسلمان ہوا ترک پیشہ خود نہ کرکے مثل قدیم اہل اسلام ونیز دیگر اقوام کے جائے ضرور کو صاف کرتا ہے او سنے مسلمانوں کی دعوت کی اپنے کسب سے چند اشخاص نے اوسکے گھر پکا ہوا کھانا کھایا باقی لوگ جو مدعو تھے نیز سکنائے قصبہ نے بدین وجہ انکار کیا کہ وہ ابتک مثل سابقہ مہتر ہے علاوہ مسلمانوں کی جائے ضرور کے دیگر اقوام کی بھی صاف کرتا ہے دشمنان دین سے دلی میل وملاپ کے شارع علیہ السلام مانع ہیں چہ جائے کہ ایسی ذلیل خدمت کا برتاؤ اون کے ساتھ عمل میں لاکر کیسے کوئی کامل الایمان رہ سکتا ہے لکھنؤ یا اور شہر جہاں بڑے بڑے فضلا موجود ہیں کیوں مہتروں کے ساتھ خورد ونوش جاری نہیں ہے پہلے علما وفضلا نوش فرمائیں اور رواج دیں تب ہم لوگ کھا سکتے ہیں تمام اہل ہنود اسپر معترض ہیں کہ جن جن مسلمانوں نے بھنگی کے یہاں کھایا ہے اون لوگوں کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کیا جائے اور اونھیں میں یہ قوم بھی متصور ہو یہاں کے مالک ریاست اہل ہنود ہیں اور یہی قوم زیادہ تر با اختیار ہے سب مسلمانوں کی ذریعہ معاش وغیرہ اسی سے ہے اگر عمائدین کیساتھ ایسا ہی معاملہ ہو تو کسقدر ذلت اہل اسلام کی ہوگی جن صاحبوں نے کھایا ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہ ہمارا دینی بھائی ہے ہم برابر خورد ونوش رکھیں گے اور ازدواج کی بابت نہیں معلوم کیا خیال ہو وہ اپنے بھائی کو ایسی ذلیل حالت میں زندگی بسر کرتے نہیں معلوم کیسے لاحظہ فرمانا پسند کر رہے ہیں جبکہ ہزاروں اور ذرائع معاش جو اس حالت سے طیب وپاک ہیں بآسانی ہو سکتے ہیں کیوں دریغ فرما رہے ہیں اور باعث ننگ وعار اسلام ہیں۔

الجواب

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کسب الحجام خبیث بھری سنگی لگانیوالے کی کمائی خبیث ہے علما فرماتے ہیں لتلوثہ بالنجاسات اس لئے کہ اوسے نجاست سے کام پڑتا ہے تو بھنگی کا پیشہ کس درجہ خبیث تر ہوگا علما فرماتے ہیں لایجوز خدمۃ الکافر باجی کافر کی خدمت گاری کی نوکری جائز نہیں کہ اسمیں معاذ اللہ مسلمان کی تذلیل ہے تو ایسی سب سے ذلیل تر خدمت کیونکر حلال ہو سکتی ہے اور جبکہ وہ مسلمان ہے تو دینی بھائی ضرور ہے مگر دینی بھائی ہونے سے یہ لازم نہیں کہ باوصف اوسکی ایسی شنیع حرکت کے وہ مسلمان ہو کر کافروں کے آگے اپنے آپکو اسدرجہ ذلیل کرتا ہے اور حرام اجرت کھاتا ہے اوس سے میل جول ایسا ہی رکھیں جیسا صالحین سے اور جبکہ اوسکی کمائی خبیث ہے تو اوسے بھی یوہیں کھائیں جیسے پاک مال کو۔ اوسپر لازم ہے کہ جب وہ مسلمان ہوا اوس ناپاک پیشہ کو ترک کرے اور کافروں کے سامنے اسلام کا نام ذلیل نہ کرے جبتک وہ ایسا نہ کرے اوس سے میل جول نہ کیا جائے اور اوسکی ناپاک کمائی کا کھانا نہ کھایا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از موضع گھورنی ڈاکخانہ کرشنگڑھ ضلع ندیا مرسلہ نذیر احمد صاحب ۶ رجمادی الاولی ۱۳۳۶ھ

لباس مسنون مر مرداں و زناں چیست وخلاف مثلاً شیروانی وچپکن واچکن وکوٹ انگریزی وفارسی و پاجامہ انگریزی و دھوتی دہ گزی وکلاہ ترکی وانگریزی وغیرہ از لباس مرداں وبڈی ہنداں کہ طولش تا کمر وبیدن چسپاں بود وشامیز کہ پیراہن دراز ست زیر ساڑی دہ گزی می پوشند وساڑی دہ زراع وغیرہ از لباس زناں رواست یا نہ۔

الجواب

کلیہ در لباس آنست کہ در وے رعایت سہ امرے باید کرد یکے اصل اوکہ حلال باشد ہمچو لباس ریشمیں یا زری یا رنگیں معصفر وزعفران کہ مردرا مطلقاً روا نیست دوم رعایت ستر عورانچہ کہ متعلق بستر است چنانچہ مرد را زیر جامہ وزنان آزاد را از سر تا پا ہمہ لباس پیش اجانب وانچہ پشت وشکم از ناف تا زیر زانو پوشد پیش محارم واگر تنہا پیش شوہر خود ست حاجت ہیچ ستر ندارد الاحیاءً واز فروع اینہم ست کہ لباس بموضع ستر آنچناں چسپیدہ کہ ہیأت آں عضو وانماید کما ذکرہ فی رد المحتار وحققناہ فی ما علقناہ علیہ سوم لحاظ وضع کہ نہ زی کفار باشد نہ طرز فساق وایں بر دو گونہ است یکے آنکہ شعار مذہب ایشاں باشد

ہمچو زنار ہنود و کلاہ مخصوص نصاری کہ ہیئت نامندلیں اینہا کفر بود واگر شعار مذہب نیست از خصوصیات قوم آنہا انست ممنوع دنارد اباشد حدیث صحیح من تشبہ بقوم فھو منھم درصورت اولیٰ محمول برظاہر خودست و در ثانیہ بر زجر و تہدید و در ثانیہ امر باختلاف ممالک مراسم مختلف شود مثلا در بنگالہ ساڑی لباس عام ست مرزنان مسلمات ومشرکات راپس از باب تشبہ نباشد اچکن وچپکن وشیروانی از تراشہائے جدیدہ است وجدت درعادت ممنوع نیست تامشتمل برممنوع شرعی نباشد دررنگ ملبوس مردان کہ انگرکھا نامند نو پیداست فاما منع شرعی باخود ندارد مگر آنگاہ کہ چاک پردہ اش جانب راست باشد کہ بوجہ مشابہت ہنود حرام ست کوٹ انگریزی ممنوع ست وکوٹ فارسی ندیدہ ام واگر خصوصیت بقوم کفرہ یا فسقہ دارد نیز ممنوع ست ہمچناں زیر جامہ انگریزی کہ پتلون نامند اگر مانع سجود باشد خود کبیرہ مردود باشد ورنہ بوجہ مشابہت ممنوع بود لباس مسنون ازارست یعنی تہبند وایں دھوتی بدو وجہ ممنوع ست یکے لباس ہنود دوم اسراف بے سود کہ بجائے دہ گزسہ چارگز کافی بود، کلاہ ترکی ابتدائے او در نیچریاں شد وآناں را بہرہ از اسلام نیست اگرہم چناں می ماند دریں ممالک حکم جوازش نبودی کہ اینجا ترکان نیند بیدینان بادعادی اند مگر حالا مشاہدہ است کہ دربسیارے از مسلمانان نیزایں تپ سرخ سرایت کردہ پس شعار نیچریت نماند اہل علم وتقوی را از واحتراز باید کہ تا حال وضع علماء وصلحا شدہ است ہم چناں حال شیروانی کہ اگرچہ عوام را از ہر دو ممانعت برآمد خواص را از واحتراز باید، وبڈی وشامیز معلوم نشد چیست بہمہ کلیہ کہ بالا گفتہ ایم رجوع باید کرد واگر وضع مخصوص کفار یا فساق ست احتراز لازم ست ونکتہ دیگر یاد باید داشت کہ در ملک وشہر خود ہرچہ وضع مسلماناں باشد اورا ترک گفتن ووضع دیگر کہ موجب شہرت وانگشت نمائی باشد اختیار کردن نیز مکروہ ست علما فرمودہ اند الخروج عن عادۃ البلد شہرۃ ومکروہ لباس مسنون مرزناں ومرداں را چادر وتہبند وجبہ وقمیص بود دوسرا ویل یعنی زیر جامہ نیز کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگرچہ نپوشید پوشندگان را ستود وخریدن خود ثابت ست زنے در راہ می گزشت پایش لغزید بر افتاد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روی ازاں سو گردانید حاضران عرضہ داشتند کہ او زیر جامہ دارد فرمود اللّٰھم اغفر للمتسرولات الٰہی زنان زیر جامہ پوش را مغفرت کن مرداں را فرمودی کہ ازار تا نیم ساق دارند وکعبین را زنہار نپوشند زناں را یک وجب فروہشتن رخصت داد عرضہ کردند اذًا ینکشفن یا رسول اللہ ایں گاہ در مشی وغیرہ احتمال انکشاف ست فرمود یک ذراع وبیش ازیں نے نیز از لباس زنان خمار بود کہ بادسری پوشیدند ونطاق کہ بر کمر بالائے ازاری بستند واللہ تعالیٰ اعلم

سوال دوم۔ نوشیدن دوائے انگریزی کہ دراں اسپرٹ می ماند وحقیقت ایں اسپرٹ نمی دانم رواست یانہ ودریں دیار ماہمہ بایں مبتلا اند الا ماشاء اللہ کہ رواج طب یونانی ازبس قلیل وقیمتش نیز گران ست کہ ہر کس برآں قادر نمی شود۔

الجواب

اسپرٹ قسمے از شراب ست بغایت تند کہ بہ تیزی خود تنہا قابل نوشیدن نماندہ است شرابہا کہ از انگلستان آرند ہمہ را بآمیزش قطرات او تیزی کنند کہ در فلاں شراب در نودہ قطرہ یک قطرہ اسپرٹ است ودر فلاں در صد قطرہ یک قطرہ ہمہ شرابہا بآشامیدن نشہ آرد وایں بمجرد شمیدن کہ بوئے او مسکرست لاجرم بچو جملہ خمور ہم حرام ست وہم نجس ہر دوائیکہ درو آمیزش او باشد بربدن طلائے او کردن یک حرام ست ونوشیدن دو حرام بلکہ او سہ حرام فراہم چار حرام خریدنش حرام وبرداشتنش حرام وبدن باد آلودنش حرام واینجا حرام چہارم خوردن سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در شراب دہ کس را لعنت فرمودہ است از انان فروشندہ وخریدہ وبردہ اندہ وآنکہ سوئے او برداشتہ شود بالجملہ ہر کہ بہیچ گونہ باو تلبس دارد بحرام وخبیث تلوث دہد ہر کہ مسلمان را از وی بلا باز دارد برائے او اجر صد شہید ست قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من تمسك بسنتي عند فساد امتي فله اجر مائة شهيد۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از گونڈل کاٹھیاواڑ مرسلہ عبدالستار صاحب رضوی برکاتی ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

مباہلہ کیا ہے اور وہ کس وقت کس سے کسطرح کیا جاتا ہے۔

الجواب

مباہلہ یہ کہ دو فریق جمع ہو کر اپنا اپنا دعوی بیان کریں اور ہر فریق دعا کرے کہ ان دونوں میں جو جھوٹا ہو اس پر لعنت الٰہی ہو یہ جائز ہے اور اب تک مشروع ہے کما نص علیہ فی رد المحتار مباہلہ ہر اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ اپنے قول کی حقانیت پر یقین قطعی ہو مشکوک یا مظنون بات پر مباہلہ سخت جرأت ہے مثلاً

ہم کسی شافعی المذہب سے اس امر پر مباہلہ نہیں کرسکتے کہ قرات خلف الامام ناجائز ہے نہ شافعی ہم سے مباہلہ کرسکتا ہے کہ واجب ہے اور ہم اور [illegible] غیر مقلد وں سے اسپر مباہلہ کرسکتے ہیں کہ امام اعظم و امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ائمہ دین ہیں اور اونکی تقلید جائز ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۔ از پوسٹ آفس سراج گنج ضلع پابنہ مرسلہ مولوی محمد عبدالقادر صاحب مدرس اول مدرسہ جونپوری ۱۰ جمادی الاولیٰ ۳۶ھ فریق اول مولوی محمد سالم جونپوری فریق دوم مولوی عبدالباری نواکھالوی ۔

بتاریخ ۳۰ دسمبر ۱۹۱۷ء تھانہ قاضی پور مضافات سراج گنج ضلع پابنہ فریق اول وثانی کا بموجودگی مجسٹریٹ وافسر پولیس سب ڈویژن سراج گنج مباحثہ ہوا جس میں میں منصف مانا گیا تھا فریق اول کا یہ بیان ہے کہ سجدۂ تحیت انحناء و وضع الجبہہ کے طور پر اور مثل رکوع کے ہر طرح سے کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے اور غنا ورقص اور وجد اور تالیاں بجانا اور زور سے چلانا اور شور کرنا اور تواجد یعنی اپنے کو زبردستی وجد میں لانا جلسہ میں عوام کو مجتمع کرکے چنانچہ صوفیائے زمانۂ حال کیا کرتے ہیں جس میں لوگوں کو اور بچے بوڑھے اور مریضوں کو ایذا پہنچے اور ان کی نیند میں خلل ہو بالکل ناجائز ہے اس دعویٰ کے دلائل اس فریق نے ذیل میں پیش کئے (اول) شرائع سابقہ میں سجدۂ تحیت جائز تھا اور ہماری شریعت میں منسوخ ہوگیا بدلیل آیۂ قرآنی ولا یأمرکم ان تتخذ وا الملئکۃ والنبیین اربابا ایامرکم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون ٥ یہ آیت خاص سجدہ تحیت کے بارے میں نازل ہوئی ہے کما اخرج عبدالرزاق فی تفسیرہ ایسا ہی تفسیر بیضاوی وتفسیر کبیر وتفسیر ابوالسعود وتفسیر مدارک میں ہے (دوسری) حدیث لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا کی ہے کیونکہ سجدہ تحیت کی ممانعت کی حدیث متواتر ہے جیساکہ تفسیر عزیزی وفتاوی بزازیہ میں ہے اور ردالمحتار میں ہے فیہ دلیل علی نسخ الکتاب بالسنۃ (سوم) یہ کہ ہم مقلد ہیں ہم پر امام صاحب کی تقلید واجب ہے اور تمام فقہا وائمہ نے سجدۂ تحیت وغنا ورقص کو حرام لکھا ہے اور اسپر امت کا اجماع بھی ہوگیا ہے اور دیگر دلائل اسپر فریق کے کتب ذیل میں ہیں نظم الدرر مؤلفہ مولانا عبدالحق مہاجر مکی مکتوبات امام ربانی فتاویٰ شاہ عبدالعزیز صاحب مرحوم فتاوی قاضیخاں عالمگیری کفایہ وعینی شرح ہدایہ شامی اشعۃ اللمعات ترمذی عینی شرح بخاری تفسیر کبیر جلالین خازن بیضاوی سراج المنیر کشاف ابوالسعود واحمدی تفسیر محی الدین ابن عربی وغیرہا ۔ اور فریق ثانی کا یہ دعویٰ ہے کہ تعظیم کیواسطے سجدہ تحیت کرنا اور اوس میں گرنا اور جھکنا جائز ومباح ہے بشرطیکہ نماز کی ہیئت پر نہ ہو اور نہ پیشانی زمین پر لگائے اور باطہارت نہ ہو اور سماع وغنا ورقص وجد وتواجد یعنی مصنوعی وجد اور تصفیق یعنی تالیاں بجانا وغیرہ لوگوں کو جمع کرکے جلسوں میں ہر طرح سے جائز ہے بشرطیکہ اوس میں ہجو مسلم وہجو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کلمات کفر یا وصف شراب ومزنیہ وامرد نہ رہے اور اوس میں ترغیب الی العبادۃ اور ایقاظ عن الغفلۃ ہو اور سامع صدق دل اور صدق نیت سے سنے اور قوال بھی برعایت شرائط مذکورہ گائے اور اضطراری حالت میں رقص وجد وتواجد یعنی بہ تکلف اپنے کو وجد میں لانا سچی نیت سے محمود ہے ورنہ مذموم ہے اور غلبۂ اضطرار میں تالیاں بجانا بھی جائز ہے جواز سجدہ تحیت میں اس فریق کے یہ دلائل ہیں (اول) آیت واذ قلنا للملئکۃ اسجدوا لاٰدم فسجدوا الخ (دوم) الاصل فی الاشیاء الاباحۃ (سوم) شرائع من قبلنا حجۃ لنا مالم یظہر لنا ناسخ فی شرعنا (چہارم) حدیث رؤیا ابن خزیمہ اور اونکا رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر سجدہ کرنا اور دیگر دلائل کتب ذیل میں ہے تفسیر کبیر ابن مسعود تفسیر بیضاوی واحمدی وحسینی وکشاف ومدارک وعزیزی وتفسیر کلائی عبدالکریم گجراتی جس کا ذکر فتاوی عزیزی میں ہے اور عالمگیری قاضی خاں مسلم الثبوت توضیح تلویح وغیرہا ۔ میں چونکہ اسمیں منصف اور ثالث قرار دیا گیا تھا لہذا دونوں فریق کے دلائل بلارعایت میں نے غور کیا بیشک ملائکہ نے آدم علیہ السلام کو اور یعقوب علیہ السلام اور اون کے بیٹوں نے یوسف علیہ السلام کو بقول راجح سجدہ تحیت ہی کیا تھا اسوقت سجدہ تحیت جائز تھا اب منسوخ ہوگیا اور بجائے سجدہ تحیت کے اللہ تعالیٰ نے ہمکو سلام عطا فرمایا ہے جیساکہ فرماتا ہے فاذا دخلتم بیوتا فسلموا علی انفسکم تحیۃ من عند اللہ مبارکۃ طیبۃ الخ معلوم ہوا کہ اس امت کی تحیت سلام ہے اور اسکی مؤید آیت واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا اوردوھا بھی ہے اس آیت سے تحیت کا جواب دینا فرض ہوا پس اگر تحیت سے یہاں سجدۂ تحیت مراد ہو تو سامع کو بھی سجدۂ تحیۃ جوابا کرنا فرض ہوگا حالانکہ اسکا کوئی قائل نہیں اور آیت ولا یامرکم ان تتخذ وا الملئکۃ والنبیین اربابا الخ کی ذیل میں مفسرین جیسے تفسیر کبیر تفسیر ابوالسعود تفسیر کشاف ومدارک وغیرہم لکھتے ہیں کہ یہ آیت سجدہ تحیت کی ممانعت میں نازل ہوئی ہے کما اخرج عبدالرزاق فی تفسیرہ واخرج ابن جریر وابن ابی حاتم عن ابن جریج وعن الحسن قال بلغنی ان رجلا

قال یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نسلم علیک کما یسلم بعضنا علی بعض افلا نسجد لک قال لا ولکن اکرموا نبیکم واعرفوا الحق لاھلہ فانہ لا ینبغی ان یسجد لاحد من دون اللہ فانزل اللہ تعالیٰ ما کان لبشر الخ واخرج عبد بن حمید عن الحسن مثلہ علاوہ ازیں تمام کتب احادیث اور کتب فقہ میں اسکی ممانعت بھری پڑی ہے کما لا یخفی علی اھل العلم اور غنا و وجد و تواجد و رقص و تالیاں بجانا گوان میں بعض امور جیسے غنا و وجد بعض صوفیہ نے رکیک اور کمزور دلائل سے جواز ثابت کیا ہے مگر وہ بالکل لاشئے ہے کیونکہ صوفیہ کے اقوال و افعال شریعت و مذہب میں حجت نہیں ہو سکتے ولنعم ما قال شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ وجود صوفیہ را غنیمت دان و قول و فعل ایشاں وقعتے ندارد اور تفسیر احمدی و عوارف وغیرہ میں لکھا ہے کہ جنید رحمہ اللہ نے آخر عمر میں غنا سے توبہ کر لی تھی قرآن مجید میں اللہ پاک فرماتا ہے واستفزز من استطعت منھم بصوتک تفسیر احمدی میں ہے ذکر فی الفتاوی الحمادیۃ والعوارف قال مجاھد انھا تدل علی حرمۃ التغنی و ذلک لان قولہ واستفزز خطاب لابلیس علیہ اللعنۃ ومعناہ حرک من استطعت من بنی ادم بصوتک وھو صوت الغناء والمزامیر اور تفسیر احمدی میں تحت آیت ومن الناس من یشتری لھو الحدیث میں ہے انھا نزلت فی النضر بن الحارث اشتری کتب الاعاجم وکان یحدث بھا قریشا وقیل یشتری القینات المغنیات الخ وانما قلنا تدل علی حرمۃ الغناء لان اللہ تعالیٰ قد ذم من یشتغل بلھو الحدیث و وعدہ بعذاب مھین ولھو الحدیث وان کان ظاھرہ عاما فی کل ما یلھی عما یعنی الا انہ قد ذکر فی الفتاوی الحمادیۃ وکذا فی العوارف وغیرہ ان ابن عباس وابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنھما کانا یحلفان انا قد سمعنا عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان المراد بہ التغنی ویوافقہ الروایۃ الثانیۃ من النزول فیکون دلیلا علی حرمتہ اھ وقال الطبری واجمع علماء الامصار علی کراھۃ الغناء والمنع منہ وانما فارق الجماعۃ ابراھیم بن سعد و عبد اللہ العنبری جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس عمرو بن قرہ آیا اور اس نے غنا فاحشہ کی رخصت چاہی حضرت نے اجازت نہ دی علاوہ بریں تمام فقہائے حنفیہ اور صوفیائے کرام نے غنا و رقص وغیرہ سے منع فرمایا ہے مضمرات میں ہے من اباح الغناء یکون فاسقا اور شیخ شہاب الدین سہروردی عوارف میں فرماتے ہیں سماع الغناء من الذنوب الخ اور چونکہ غنا و رقص وغیرہ خصوصا اس زمانہ فتنہ و فساد میں جیسا کہ صوفی لوگ مجلس قائم کر کے کرتے ہیں عوام و جہال کیلئے سخت مضرت رساں و گمراہی ہے پھر اگر وجد یا رقص میں ستر عورت کھل جائے تو حاضرین جلسہ بجائے نیکی حاصل کرنے کے گنہگار ہو جائیں گے۔ یہ کل وجوہات بالا کیطرف نظر کر کے میری یہی رائے ہے کہ سجدۂ تحیت و رقص و غنا و وجد و تواجد بالکل حرام و ناجائز ہے پھر جیسا کہ آجکل کے صوفی گندم نما جو فروش جلسوں میں یا چند آدمی ملکر کرتے ہیں بالکل ناجائز ہے اور مرتکب ان امور مذکورہ کا گنہگار اور جب انکی حرمت کتاب و سنت و فقہ و اجماع امت سے ثابت ہے تو اسکے مستحل پر کفر کا خوف ہے کیونکہ ابو نصر دبوسی قاضی ظہیر الدین جوارزی سے روایت کرتے ہیں من سمع الغناء من المغنی او رای فعلا من الحرام فحسن ذلک باعتقاد او بغیر اعتقاد یصیر مرتدا فی الحال بناء علی انہ ابطل حکم الشریعۃ ومن ابطل حکم الشریعۃ فلا یکون مؤمنا عند کل مجتھد ولا یقبل اللہ تعالیٰ طاعتہ واحبط اللہ کل حسناتہ الخ کما فی حاشیۃ جامع الفوائد بناءً علیہ میرے نزدیک فریق اول کا قول نہایت صحیح اور موافق قرآن و حدیث و فقہ و مذہب اہلسنت و صوفیائے کرام ہے اور فریق ثانی کا قول قرآن و حدیث و فقہ و جمہور صوفیہ کے بالکل خلاف ہے اور غیر صحیح یہ لوگ سخت غلطی اور دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں انکو ایسے امور کے ارتکاب سے اجتناب و توبہ کرنی چاہئے اور دوسروں کو ایسے فعل ناجائز سے حتی الامکان روکیں۔ وما علینا الا البلاغ۔ محمد عبد القادر عفی عنہ مدرس اول مدرسہ منیر سراجگنج ضلع پابنہ بنگال۔

الجواب

بلا شبہہ ہماری شریعت مطہرہ میں غیر خدا کیلئے سجدۂ تحیت حرام فرمایا تمام کتب اسکی تحریم سے مالا مال ہیں شرائع من قبلنا اسوقت تک حجت ہیں کہ ہماری شریعت ممانعت نہ فرمائے اور منع کے بعد اباحت سابقہ سے استدلال نہیں ہو سکتا جیسے شراب وغیرہ اصل اشیا میں ضرور اباحت ہے مگر بعد منع شرع اباحت نہیں رہ سکتی قال اللہ تعالیٰ ما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا۔ ان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیشانی اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سجدہ کرنا حضور کو سجدۂ تحیت نہ تھا بلکہ اللہ عزوجل کو سجدۂ عبادت اور پیشانی اقدس اسوقت مسجد تھی یعنی موضع سجود

انھوں نے اسی طرح خواب دیکھا تھا اوسکی تصدیق کیلئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اجازت عطا فرمائی کہ پیشانی انور پر سر رکھکر اللہ عزوجل کو سجدہ
کرلیں فریق ثانی نے کہ سجدہ تحیت کو جائز کہا اور اوس میں تین شرطیں لگائیں ہیأت نماز پر ہو پیشانی زمین پر نہ لگے باطہارت نہ ہو صریح تناقض ہے
جب پیشانی زمین کو نہ لگی سجدہ ہی نہ ہوگا اور باطہارت ہونے کی قید عجیب ہے معظمان دینی کو وہ کونسی تعظیم ہے جس میں محدث ہونا شرط ہے شائد مقصود
یہ ہو کہ سجدہ نماز کیطرح طہارت اس میں ضروری نہیں طرفہ یہ کہ قدمبوسی میں بھی یہ شرط لگائی حالانکہ معظمان دینی کی قدمبوسی بلاشبہہ بحال طہارت بھی جائز
ہے بلکہ یہی مستحب ہے کہ اس میں تعظیم زائد ہے فتح القدیر میں فرمایا کلما کان ادخل فی الادب والاجلال کان حسنا قدمبوسی سنت سے ثابت اور
اوس میں احادیث کثیرہ وارد کما بیناہ فی فتاونا انحنا یعنی جھکنا دو قسم ہے مقصود و وسیلہ اگر خود نفس انحنا سے تعظیم مقصود نہیں بلکہ دوسرے فعل
سے جسکا یہ ذریعہ ہے تو اس صورت میں اسکا حکم اوس فعل کا حکم ہوگا قدمبوسی جائز بلکہ مسنون ہے تو اسکے لئے جھکنا بھی مباح بلکہ سنت ہے اور غیر خدا
کو سجدہ تحیت حرام ہے تو اوسکے لئے جھکنا بھی حرام ہے۔ دوسری قسم کہ نفس انحنا سے تعظیم مقصود ہو یہ اگر رکوع تک ہے ناجائز و گناہ ہے اور اوس سے
کم ہے تو حرج نہیں امام علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں الانحناء البالغ حد الرکوع لایفعل
لاحد کالسجود ولا باس بمانقص من حد الرکوع لمن یکرم من اھل الاسلام وجد کو حرام کہنا عجیب ہے وہ حالت اضطراری ہے جس پر
حکم ہوسکتا ہی نہیں نہ کہ تحریم نہ کہ بالاجماع نہ کہ تحلیل پر خوف کفر یہ احکام اصلا وجہ صحت نہیں رکھتے واللہ یقول الحق ویہدی السبیل یونہیں تصفیق اگر اضطرار
جیسا کہ فریق ثانی نے ایک بار مطلق کہکے دوبارہ اوسکو مقید کیا تو بلاشبہہ اوسے بھی زیر حکم لانا اور ناجائز و حرام ٹھہرانا اوسی طرح باطل ہے کہ مورد احکام
افعال اختیاریہ ہیں نہ اضطراریہ ہاں اگر بالاختیار ہو تو ضرور مکروہ ہے کہ لنساء فساق سے مشابہت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں التسبیح
للرجال والتصفیق للنساء حضرت سیدنا محبوب الٰہی نظام الحق والدین سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی مجلس مبارک سماع کے حاضرین کو
فرماتے کہ کف دست بر پشت دست زنند کف دست بر کف دست نہ زنند کہ مشابہہ لہو نگردد رقص میں بھی دو صورتیں ہیں اگر بیخودانہ ہے تو سلطان
نگیر و خراج از خراب وہ کسی طرح زیر حکم نہیں آسکتا اور اگر بالاختیار ہے تو اسکی پھر دو صورتیں ہیں اگر تثنی و تکسر کیساتھ ہے تو بلاشبہہ ناجائز ہے تکسر لچکا
تثنی توڑا یہ رقص فواحش میں ہوتے ہیں اور ان سے تشبہ حرام اور اگر ان سے خالی ہے تو اہل ہیئت کو مجلس عام و محفل عوام میں اوس سے احتراز ہی چاہیے
کہ اون کی نگاہوں میں ہلکا ہونے کا باعث ہے اور اگر جلسہ خاص صالحین و سالکین کا ہو تو داخل تواجد ہے تواجد یعنی اہل وجد کی صورت بننا
اگر معاذ اللہ بطور ریا ہے تو اوسکی حرمت میں شبہہ نہیں کہ ریا کیلئے تو نماز بھی حرام ہے اور اگر نیت صالحہ ہے تو ہرگز کوئی وجہ ممانعت نہیں یہاں نیت
صالحہ دو ہوسکتی ہیں ایک عام یعنی تشبہ بصلحائے کرام ؎ ان لم تکونوا مثلھم فتشبھوا + ان التشبہ بالکرام فلاح حضور سید عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من تشبہ بقوم فھو منھم جو کسی قوم سے تشبہ کریگا وہ اونھیں میں سے ہے دوسری حدیث میں ہے ان لم تبکوا فتباکوا
رونا نہ آئے تو رونے کی صورت بناؤ۔ دوسری نیت طالبان راہ کیلئے وجد کی صورت بنائے کہ حقیقت حاصل ہوجائے نیت صادقہ کیساتھ بتکلف بننا بھی
رفتہ رفتہ حصول حقیقت کی طرف منجر ہوجاتا ہے امام حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہ العالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں التواجد المتکلف منہ مذموم
یقصد بہ الریاء و منہ محمود وھو التوسل الی استدعاء الاحوال الشریفۃ واکتسابھا واجتلابھا بالحیلۃ فان للکسب مدخلا فی
جلب الاحوال الشریفۃ ولذلک امر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من لم یحضرہ البکاء فی قراءۃ القرآن ان یتباکی ویتحازن سیدی
عارف باللہ علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں لاشک ان التواجد وھو تکلف الوجد واظہارہ من غیر ان یکون
لہ وجد حقیقۃ فیہ تشبہ باھل الوجد الحقیقی وھو جائز بل مطلوب شرعا قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من تشبہ بقوم فھو
منھم فتاویٰ علامہ خیر رملی استاذ صاحب درمختار علیہما رحمۃ الغفار اما الرقص ففیہ للفقہاء کلام منھم من منعہ ومنھم من لم یمنع حیث
وجد لذۃ الشھود وغلب علیہ الوجد واستدلوا بما وقع لجعفر بن ابی طالب لما قال لہ علیہ الصلاۃ والسلام اشبھت خلقی وخلقی وفی لفظ
جعفر اشبہ الناس بی خلقا وخلقا فحجل ای مشی علی رجل واحدۃ وفی روایۃ رقص من لذۃ ھذا الخطاب ولم ینکر علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم رقصہ وجعل ذلک اصلا لجواز رقص الصوفیۃ عند ما یجدونہ من لذۃ المواجید فی مجالس الذکر والسماع وفی التتارخانیۃ ما یدل علی

جوازہ للمغلوب الذی حرکاتہ کحرکات المرتعش وبھذا افتی البلقینی وبرھان الدین الابناسی وبمثلہ اجاب بعض ائمۃ الحنفیۃ والمالکیۃ وکل ذلک اذا اخلصت النیۃ وکانوا صادقین فی الوجد مغلوبین فی القیام والحرکۃ عند شدۃ الھیام والشیٔ قد یتصف تارۃ بالحلال وتارۃ بالحرام باختلاف القصد والمرام وبتقریر جمیع ما قالوہ یطول الکلام نہایہ ابن اثیر ومجمع البحار میں ہے قال صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لزید انت مولینا فحجل الحجل ان یرفع رجلا ویقفز علی الاخری من الفرح زاد فی النہایۃ وقد یکون بالرجلین الا انہ قفز۔ چلانا بھی اگر بے اختیاری سے ہو تو مثل وجد کسی طرح زیر حکم نہیں آسکتا اور اگر ریا سے ہے تو نماز بھی حرام ہے اور اگر کوئی نیت فاسدہ نہیں مگر وہاں کسی مریض یا نائم کو تکلیف یا نمازی یا ذاکر یا مشتغل علم کی تشویش ہو تو ممنوع ہے امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ کی حدیث میں ہے وقت نماز میں حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے تلاوت کرنے والوں کو جہر قرآن سے منع فرمایا اور اگر تمام مفاسد سے پاک ہو تو کوئی حرج نہیں علامہ ابن عابدین شامی منہوات شفاء العلیل میں نور العین فی اصلاح جامع الفصولین سے علامہ ابن کمال وزیر کا فتوی نقل فرماتے ہیں ؎ مافی التواجد ان حققت من حرج ٭ ولا التمایل ان اخلصت من باس ٭ فقمت تسعی علی رجل وحق لمن ٭ دعاہ مولاہ ان یسعی علی الراس ٭ الرخصۃ فیما ذکر من الاوضاع عند الذکر والسماع للعارفین الصارفین اوقاتھم الی احسن الاعمال السالکین المالکین لضبط انفسھم عن قبائح الاحوال فھم لا یستمعون الا من الا لہ ولا یشتاقون الا لہ ان ذکروہ ناحوا وان وجدوہ صاحوا اذا وجد علیھم الوجد فمنھم من طرقتہ طوارق الھیبۃ فخر وذاب ومنھم من برقت لہ بوارق اللطف فتحرک وطاب ھذا ما عن لی فی الجواب واللہ اعلم۔ تغنّی غنا اگر منکرات شرعیہ پر مشتمل ہو مثلاً مزامیر کہ حرام ہیں یا عورت کا گانا کہ باعث ہیجان فتنہ ہے یونہی محل فتنہ امرد کا گانا یا جو کچھ گایا جائے اسکا امور مخالف شرع پر مشتمل ہونا یا ایسے امور خیالاً کاسدہ وشہوات فاسدہ کے باعث ہوں خصوصاً مجمع عوام میں بلاشبہہ ممنوع ہے اور تمام مفاسد سے خالی ہو تو اوسکے جواز میں کوئی شبہہ نہیں کما حققناہ فی اجل التحبیر غنا کا غالب اطلاق انھیں مہیجات شہوات باطلہ پر آتا ہے کما نبہ علیہ فی ارشاد الساری احادیث واقوال مذمت اسی پر محمول ہیں ورنہ اذکار حسنہ اصوات حسنہ والحانات حسنہ سے سننے کی کوئی ممانعت نہیں بلکہ اوس میں احادیث وارد اور اب وہ لہو نہیں نہ وہ شیطانی آواز ہے تو آیہ کریمہ واستفزز من استطعت منھم بصوتک اسپر صادق نہیں حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالی عنہ نے جو آخر عمر شریف سماع سننا ترک فرمایا تھا اوسکی وجہ یہ تھی کہ اب کوئی گانے والا اہل نہ ملتا تھا عوارف شریف میں ہے قیل ان الجنید ترک السماع فقیل لہ کنت تستمع فقال مع من قیل لہ تسمع لنفسک فقال ممن لانھم کانوا لا یسمعون الا من اھل مع اھل فلما فقد الاخوان ترک حضرت شیخ الشیوخ قدس سرہ نے عوارف شریف میں پہلے ایک باب قبول وپسند سماع میں تحریر فرمایا اور اوس میں بہت احادیث وارشادات ذکر فرمائے اور فرمایا وقد ذکر الشیخ ابو طالب المکی رحمہ اللہ تعالی ما یدل علی تجویزہ ونقل عن کثیر من السلف صحابی وتابعی وغیرھم وقول الشیخ ابی طالب المکی یعتبر لوفور علمہ وکمال حالہ وعلمہ باحوال السلف ومکان ورعہ وتقویہ وتحریہ الاصوب والاولی وقال فی السماع حلال وحرام وشبہۃ فمن سمعہ بنفس مشاھدۃ شھوۃ وھوی فھو حرام ومن سمعہ بمعقولہ علی صفۃ مباح من جاریۃ او زوجۃ کان شبہۃ لدخول اللھو فیہ ومن سمعہ بقلب یشاھد معانی تدل علی الدلیل ویشھدہ طرقات الجلیل فھو مباح وھذا قول الشیخ ابی طالب المکی وھو الصحیح تو وہ کیونکر مطلقاً غنا کو ذنوب سے شمار فرما سکتے ہیں اسکے بعد اونھوں نے دوسرا باب انکار سماع میں وضع فرمایا اور یہاں اوس سماع پر کلام فرمایا جو شہوات نفسانیہ پر مشتمل اس میں یہ قول تحریر فرمایا ہے عبارت ملخصا یہ ہے قد ذکرنا وجہ صحۃ السماع وما یلیق باھل الصدق وحیث کثرت الفتنہ وزالت العصمۃ وتصدی للحرص علیہ اقوام فسدت احوالھم واکثروا الاجتماع للسماع وربما یتخذ للاجتماع طعام تطلب النفوس الاجتماع لذلک لا رغبۃ للقلوب فی السماع کما کان من سیر الصادقین فیصیر السماع معلولا تر کن الیہ النفوس طلبا للشھوات واستحلاء لمواطن اللھو والغفلات وتکون الرغبۃ فی الاجتماع طلبا لتناول الشھوۃ واستروحا الاولی الطرب واللھو والعشرۃ ولا یخفی ان ھذا الاجتماع مردود عند اھل الصدق الی ان قال وسماع الغنا من الذنوب صوفیہ کرام کی نسبت یہ کہنا کہ اون کا قول وفعل معاذ اللہ کچھ وقعت نہیں رکھتا بہت سخت بات ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے واتبع سبیل من اناب الی جو میری طرف جھکے اون کی راہ کی پیروی کر صوفیہ کرام سے زیادہ اللہ کی طرف جھکنے والا اور کون ہوگا فتاوی عالمگیری میں ہے انما یتمسک بافعال اھل الدین دینداروں ہی کے افعال سے سند لائی جاتی ہے صوفیہ کرام سے بڑھکر اور کون دیندار ہے حضرت شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردی قدس سرہ کی عوارف سے سند لانی جائز ہونا چاہئے کہ وہ بھی

صوفی تھے یوں ہی حضرت سید الطائفہ جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ترک سے جسکا قول و فعل حجت نہیں اوسکا ترک کیا حجت ہو سکتا ہے کہ ترک بھی فعل ہی ٹھہر کر
قابل تمسک ہوتا ہے نہ بمعنی عدم کہ نہ مقدور نہ اوس میں اتباع کما نص علیہ فی غمز العیون والبصائر اور شاہ ولی اللہ صاحب کب اپنے آپ کو صوفیہ سے
خارج کر سکتے ہیں تو اون کا قول و فعل سب سے بڑھکر بے وقعت ہونا چاہئے محل ادب میں ایسا ارسال لسان خصوصًا بپیش عوام غنا کے مفاسد سے سخت
تر مفسدہ ہے اوسکا جواز تو مختلف فیہ ہے اسکا عدم جواز متفق علیہ ہے بالجملہ فریق ثانی کے اکثر احکام صحیح ہیں اونکی بڑی فاحش غلطی سجدۂ تحیت کی
تحلیل ہے صحیح یہی ہے کہ سجدۂ تحیت حرام ہے یہی مسئلہ اون سب میں بڑا ہے عند التحقیق یہ بھی اوس حد تک نہیں کہ قائل خلاف پر اندیشہ کفر ہو کیف
وقد قال بہ سلطان الاولیاء سیدنا نظام الحق والدین رضی اللہ تعالی عنہ واستدل بانہ کان واجبا للامر ثم نسخ الوجوب فبقی الندب۔
اسی تحریم میں ہماری سند تصریح فقہائے کرام ہے اور اسی قدر ہمیں بس ہے ہم مقلد ہیں دلیل مجتہد کے پاس ہے آیات سے اسپر استدلال کسی طرح تام نہیں۔
کریمہ واذا حییتم بتحیۃ میں سلام مراد ہے نہ ہر تحیت تحیتیں کثیر ہیں سلام مصافحہ معانقہ قلیل انحنا دست بوسی قدمبوسی قیام انحنا تا حد رکوع سجدۂ
تحیت سلام سے سجود تک سب تحیت ہی ہیں اور اخیرین کے سوا سب جائز بلکہ انحنا کے سوا سب حدیث و سنت سے ثابت کیا کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ
اگر بیٹا قدم چومے تو باپ پر بھی فرض ہے کہ اوسکے قدم چومے کیونکہ اوس نے تحیت کی اور تحیت کا معاوضہ فرض ہے یہ محض باطل ہے ولہذا کتابوں میں وجوب
جواب صرف سلام کیلئے فرمایا ہے کریمہ ایامرکم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون خود شاہد عدل ہے کہ وہ در بارہ سجدہ عبادت ہے سجدۂ تحیت کو کون
کفر کہہ سکتا ہے کفر ہوتا تو اگلی شرائع میں کیونکر جائز ہو سکتا کیا کوئی شریعت جواز کفر بھی لا سکتی ہے کفر ہوتا تو رب عزوجل ملئکہ کو اوسکا حکم کیوں کر فرماتا
کیا رب عزوجل کبھی کفر کا بھی حکم فرماتا ہے۔ تو سجدۂ تحیت قطعًا کفر نہیں اور یہ آیت فرما رہی کہ اوس چیز کا ذکر ہے جو قطعًا کفر ہے تو اگر در بارۂ سجود نازل ہے
تو یقینًا در بارۂ سجدۂ عبادت ہی نازل ہے کبیر و ابو السعود و کشاف و مدارک جنکا حوالہ دیا گیا ان میں کہیں اسکی تصریح نہیں کہ یہ سجدۂ تحیت کے بارے میں
اوتری یہاں تفسیر ماثور دو ہیں ایک امام ائمۃ المفسرین ترجمان القرآن سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جسے ابن ابی حاتم و ابن جریر و
ابن المنذر اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کیا کہ ابو رافع قرظی یہودی اور رئیس نصرانی نجرانی نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم میں عرض کیا حضور یہ چاہتے ہیں کہ ہم حضور کی عبادت کریں جیسے نصاری نے عیسیٰ کو پوجا فرمایا معاذ اللہ غیر خدا کی عبادت نہیں ہو سکتی نہ مجھے
اسکا حکم ہوا نہ میں اس لئے بھیجا گیا۔ اوکما قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوسری تفسیر کہ حسن بصری سے مرسلًا ہے وقد قال المحدثون ان مراسیل
الحسن عندھم شبہ الریح ایک شخص نے عرض کی ہم حضور کو ایسے ہی سلام کرتے ہیں جیسے آپس میں ایک دوسرے کو کیا ہم حضور کو سجدہ نہ کریں اوسپر
انکار فرمایا اور یہ آیت اوتری تفسیر اول کہ ہر طرح اصح و اقوی ہے اسپر تو مطلع صاف ہے یہودی و نصرانی نے عبادت ہی کو پوچھا تھا جسپر یہ جواب ارشاد
ہوا اور اسی تفسیر پر رب عزوجل کا روئے سخن اپنے مسلمان بندوں کی طرف رکھنا اون خبیث سائلوں کی تفضیح اور اون کے حال کی تقبیح ہے کہ یہ حمیر قابل
جواب نہیں اے میرے مسلمان بندو تم خیال کرو کہ یہ اگر ایسا چاہتے تو تم سے فرماتے کہ تم اپنے غلامان فرمانبردار پھر کیا ایسا ہو سکتا تھا کہ تمہیں اسلام کے بعد
کفر کا حکم دیتے معاذ اللہ اور یہیں سے ظاہر ہو گیا کہ بوجہ خطاب یہ گمان کہ سائل مسلمان تھے جیسا کہ اوس معتزلی کو کشاف میں گزرا اور بعض بعد والوں نے اتباع
کیا باطل ہے اور اوس تفسیر صحیح کے خلاف جو سلطان المفسرین صحابی و ابن عم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی دوم مرسل و مقطوع اگر
ثابت ہو جائے تو اوس میں رجلًا ہے یعنی ایک شخص نے عرض کی ضروری یہ کوئی اعرابی بادیہ نشین جدید الاسلام ناواقف ہو گا جس نے سجدۂ عبادت کی درخواست کی۔
جسپر رب العزۃ نے فرمایا کہ تمہیں کفر کا حکم دیں گے اور ایسے بعض اشخاص سے ایسے سوال کا صدور مستبعد نہیں بلکہ ہونا ہی چاہئے تھا رب عزوجل فرماتا ہے
لترکبن طبقا عن طبق سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر اگلوں میں کوئی ایسا ہو گزرا ہو جس نے علانیہ اپنی ماں کیساتھ زنا کیا ہو تو ضرور تم میں
بھی کوئی ایسا ہو گا لترکبن طبقا عن طبق سید موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے اون کے متعدد اصحاب نے سوال کیا یموسی اجعل لنا الٰہا کما لھم اٰلھۃ اے
موسیٰ ہمیں بھی ایک خدا بنا دے جیسے اون کے بہت سے خدا ہیں فرمایا بل انتم قوم تجھلون بلکہ تم نرے جاہل ہو تو یہاں بھی اگر کسی بادیہ نشین نو مسلم جاہل
ناواقف نے اپنی نادانی سے ایسی درخواست کی کیا بعید ہے اور اوسی قرب عہد کے سبب ہدایت فرما دی گئی تکفیر نہ ہوئی جیسے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے تجھلون
فرمایا نہ تکفرون جسطرح ایک جوان حاضر خدمت اقدس ہوا اور آکر بے دھڑک عرض کی یا رسول اللہ میرے لئے زنا حلال فرما دیجئے نبی سے براہ یہ درخواست کس حد

…لت [illegible] ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اوسکا قتل چاہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور او[سے] قریب بلایا یہاں تک کہ اوسکے زانو ئے اقدس سے مل گئے پھر فرمایا کیا تو یہ پسند کرتا ہے کہ کوئی شخص تیری ماں سے زنا کرے عرض کی نہ فرمایا تیری بہن سے عرض کی نہ فرمایا تیری بیٹی سے عرض کی نہ فرمایا تیری پھوپی سے عرض کی نہ فرمایا تیری خالہ سے عرض کی نہ فرمایا تو جس سے زنا کریگا وہ بھی تو کسی کی ماں بہن بیٹی پھوپی خالہ ہوگی جب اپنے لئے پسند نہیں کرتا اوروں کے لئے کیوں پسند کرتا ہے پھر دست اقدس اوس کے سینہ پر ملا اور دعا کی الٰہی اسکے دل سے زنا کی محبت نکال دے وہ صاحب فرماتے ہیں اوسوقت سے زنا سے زیادہ کوئی چیز مجھے دشمن نہ تھی پھر صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا کہ اوسوقت اگر تم اسے قتل کر دیتے تو جہنم میں جاتا میری تمہاری مثل ایسی ہے جیسے کسی کا ناقہ بھاگ گیا لوگ اوسے پکڑنے کو اوسکے پیچھے دوڑتے ہیں وہ بھڑکتا اور زیادہ بھاگتا ہے اوسکے مالک نے کہا تم رہنے دو تمہیں اسکی ترکیب نہیں آتی پھر سبز گھاس کا ایک مٹھا ہاتھ میں لیا اور اوسے دکھایا اور چمکارتا ہوا اوسکے پاس گیا یہاں تک کہ بٹھا کر اوس پر سوار ہو لیا او کما قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ:۔ از باگ ضلع امجہرہ ریاست گوالیار مکان منشی اوصاف علی صاحب مرسلہ شیخ اشرف علی صاحب سب انسپکٹر ۱۲ رجمادی الاولیٰ ۳۶ھ

عورتیں باہم گلا ملاکر مولود شریف پڑھتی ہیں اور اون کی آوازیں غیر مرد باہر سنتے ہیں تو اب انکا اسطریقہ سے مولود شریف پڑھیں تو اون کے حق میں باعث ثواب کا ہے یا کیا۔

الجواب

عورتوں کا اسطرح پڑھنا کہ اون کی آواز نامحرم سنیں باعث ثواب نہیں بلکہ گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال دوم:۔ زید کو کوئی خبر خوشی کی آئے اور زید نے اوسکے شکریہ میں کھانا یا مٹھائی تقسیم کی تو کیا اوس میں اغنیا و فقراء دونوں شامل ہو سکتے ہیں یا صرف اغنیا۔

الجواب:۔ فقیر اور اغنیا دونوں شامل ہو سکتے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال:۔ از توپخانہ بازار کمپ مسئولہ محمد حسین ۱۶ رجمادی الاولیٰ ۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسافر پانی پت کرنال سے آیا ہے وہ یہ کہتا ہے کہ حقہ پینا اور پان کھانا حرام ہے جو شخص حقہ پیئے گا اور پان کھائے گا اسکے مکان کا آٹا تک نہیں کھائیں گے جنھوں نے کھانا چھوڑ دیا وہی لوگ جماعت میں شریک ہوتے ہیں اور دوسروں کو نہیں ہونے دیتے وہ یہ کہتے ہیں علیحدہ اپنی نماز پڑھ لو ظہر کے وقت جماعت تیار تھی میں نے وضو کر کے جماعت میں شامل ہونا چاہا مجھکو منع کر دیا اور یہ کہا کہ اپنی نماز علیحدہ پڑھ لو میں نے اپنی نماز علیحدہ پڑھ لی عصر کا وقت ہوا جب بھی جماعت تیار تھی اسوقت بھی منع کر دیا گیا۔

الجواب

پان بیشک حلال ہے حضرت محبوب الٰہی نظام الحق والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلکہ اُن سے پہلے سے اولیاء کرام نے اسکا استعمال فرمایا ہے حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ نے اسکی مدح فرمائی اسمیں حقہ کے ہونے کا جواز کتاب نصاب الاحتساب میں مصرح ہے حقہ کا جواز غمز العیون وشرح ہدیہ ابن العماد وکتاب الصلح بین الاخوان و درمختار و طحطاوی و ردالمحتار وغیرہ کتب معتمدہ میں مصرح ہے حلال کو حرام کہنا اس شخص کی بڑی جرأت اور یہ کہ پان کھانیوالا یا حقہ پینے والا جماعت میں شریک ہو اس کا ظلم شدید بلکہ ضلال بعید ہے وہ اسے حکم شرع ٹھیراکر شرع مطہر پر افترا کرتا ہے اور اللہ پر افترا کرنیوالا عذاب شدید کا مستحق ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال و ھذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون ۝ اسپر توبہ فرض ہے اگر توبہ نہ کرے اور اپنے ان احوال و حرکات سے باز نہ آئے تو وہی اسکا مستحق ہے کہ مسلمان اسے مسجد میں نہ آنے دیں درمختار میں ہے وکذا المنع منہ کل موذ ولو بلسانہ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از پودل سوپول ڈاکخانہ ہیر دل ضلع دربھنگہ بلگرام مرسلہ عبد الحکیم صاحب ۲۱ رجمادی الاولیٰ ۳۶ھ

ہندو کے یہاں کا پکا ہوا شیرنی یا کوئی چیز مسلمان کو کھانا درست ہے یا نہیں اور میلاد شریف وغیرہ میں ہندو کے یہاں کا پکا ہوا یا بنا ہوا تقسیم کرنا چاہئے یا

نہیں میلاد میں قوالی کی طرح پڑھنا کیسا ہے۔

الجواب

ہندو کے یہاں کا گوشت اور اوسکی جس شے کی نسبت معلوم ہو کہ اس میں کوئی چیز حرام یا نجس ملی ہے وہ ضرور حرام ہے اور جس شے کا حال معلوم نہیں وہ جائز ہے مجلس شریف میں بھی اوسے خرچ کر سکتے ہیں اور بہتر بچنا واللہ تعالیٰ اعلم۔ قوالی کی طرح پڑھنے سے اگر یہ مراد کہ ڈھول ستار کیسا تھ جب تو حرام اور سخت حرام ہے اور اگر صرف خوش الحانی مراد ہے اور کوئی امر مورث فتنہ نہو تو جائز بلکہ محمود ہے اور اگر بے مزامیر گانے کے طور پر راگنی کی رعایت سے ہو تو ناپسند ہے کہ یہ امر ذکر شریف کے مناسب نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از قادر گنج ضلع بیر بھوم ملک بنگالہ مرسلہ سید ظہور الحسین حسینی قادری رزاقی ۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

کسی شئے متبرک کو تعظیمًا چومنے یا تعظیمًا اپنے پیر و مرشد اور اوستاد و والدین اور پیرزادہ اور سادات کرام اور علمائے عظام کے ہاتھ اور پاؤں چومنے سے اور اون لوگوں کو دیکھ کر تعظیمًا اوٹھنے سے کفر و شرک لازم آتا ہے یا یہ امر جائز و مستحسن ہے اور احادیث شریفہ و فقہ سے ثابت ہے یا نہیں یا کہ لوگوں نے انکو بدعۃ مثل اور بد رسموں کے ایجاد کیا ہے۔

الجواب

اشیاء معظمہ کو تعظیمًا بوسہ دینا جائز ہے جبکہ کسی حرج شرعی پر مشتمل نہ ہو وقد ثبت عن ابی ایوب الانصاری کما فی مسند الامام احمد وعن عبد اللہ بن عمر کما فی الشفاء للامام القاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور معظمان دینی کے ہاتھ پاؤں چومنا بھی احادیث کثیرہ سے ثابت ہے یونہیں اونھیں دیکھکر قیام مگر ہاتھ باندھے کھڑے رہنا نہ چاہئے اور اگر کوئی معظم اسکی خواہش کرے اوسکی یہ خواہش حرام ہے حدیث میں ہے من سرہ ان یتمثل لہ الرجال قیاما فلیتبوء مقعدہ من النار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال دوم ۔ تمام سر کا منڈانا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو حضور سرور کائنات یا حضرت مولائے کائنات سیدنا امام علی مرتضیٰ یا حضرت امامین مطہرین یا حضرات صحابۂ کرام یا اولیائے عظام ان حضرات نے سر منڈایا ہے یا نہیں اور اسکا جواز فقہ سے ثابت ہے یا نہیں۔

الجواب

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت تمام سر کا بال رکھنا ہے اور امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی سنت سارا سر منڈانا وقد روی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان تحت کل شعرۃ جنابۃ ثم قال من ثم عادیت راسی من ثم عادیت راسی دونوں صورتیں جائز ہیں آدمی اپنے لیے جس میں مصلحت دیکھے اور اول اولیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال سوم ۔ عبد المصطفیٰ عبد الرسول عبد النبی غلام مصطفیٰ غلام رسول غلام نبی غلام محمد غلام احمد غلام پنجتن عبد العلی عبد الحسین غلام علی غلام حسین غلام دستگیر غلام غوث غلام محی الدین غلام پیر غلام مرشد غلام مولیٰ محی بخش علی بخش پیر بخش نذر مصطفیٰ نذر پنجتن نذر حسین نذر علی نذر محی الدین نذر پیر خادم علی خادم غوث کنیز مصطفیٰ کنیز پنجتن کنیز مرتضیٰ کنیز حسین کنیز غوث کنیز مرشد کنیز فاطمہ وغیرہ اسطرح کا نام رکھنا جائز ہے یا نہیں اور جائز ہے تو علمائے متقدمین و متاخرین میں اس طرح کا نام کس کس کا ہے اور اسکا جواز فقہ سے ثابت ہے یا نہیں اور اسکے جواز میں آپکا کوئی رسالہ ہے یا نہیں اگر ہے تو اوسکا کیا نام اور کس قیمت پر ملتا ہے۔

الجواب

فقیر کے اس بارے میں تین رسالے ہیں جو میرے مجموعہ فتاویٰ میں ہیں ایک در بارۂ غلام مصطفیٰ اور اسکا جواز دلائل سے ثابت کیا ہے دوسرا در بارۂ عبد المصطفیٰ اور اوس میں یہ تحقیق کیا ہے کہ توصیفًا بلاشبہہ جائز اور اجلہ صحابہ سے ثابت کراہت کہ بعض متاخرین نے لکھی جانب تسمیہ راجع ہے تیسرے میں اسمائے کثیرہ سے بحث ہے اور اوس میں محمد بخش اور اوسکے امثال کا جواز ثابت کیا ہے یہ تینوں رسالے ابھی طبع نہوئے علامہ عابد سندی مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے طوالع الانوار حاشیہ درمختار میں عبد النبی و عبد الرسول کا جواز بہت احادیث سے ثابت کیا ہے علامہ جمال بن عبد اللہ بن عمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مفتی حنفیہ بمکہ مکرمہ

کے فتاوی میں بھی اس کا جواز مصرح ہے کنیز وندر وخادم کیساتھ نام رکھنے میں بھی حرج نہیں زمانہ سلف میں رواج نہونا مستلزم ممانعت نہیں دو دو تین تین ناموں پر مشتمل نام رکھنا جیسے محمد علی حسین اسکا بھی رواج سلف میں کبھی نہ تھا سادے ایک لفظ کے نام ہوتے تھے واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۔ از کوہ منصوری ڈاکخانہ کلہڑی کام اپرانڈیا گیٹ مستری حکیم اللہ ۲۷ ر جمادی الاولی ۳۶ھ

پردیس میں بال بچے دار کو کب تک رہنا چاہئے ۔

الجواب

بلاضرورت سفر میں زیادہ رہنا کسی کو نہ چاہئے حدیث میں حکم فرمایا ہے کہ جب کام ہو چکے سفر سے جلد واپس آؤ اور جو وطن میں زوجہ چھوڑ آیا ہو اوسے حکم ہے کہ جہاں تک بن پڑے چار ماہ کے اندر اندر واپس آئے بدلک امر امیر المومنین الفاروق الاعظم علیہ الرضوان ۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۔ از سورت برہان پوری بھاگل مرسلہ سید زین القاری ۳ ر جمادی الاولی ۳۶ھ

تاریخ کا پتھر جماعت خانہ کے صحن کے پتھر کے نیچے کھڑا نصب کیا گیا ہے کہ جس پتھر پر دوسرا پتھر بچھایا گیا ہے اور یہ دوسرا اوپر کا پتھر نیچے کے کھڑے نصب کئے ہوئے پتھر کے اوپر دو انچ لنبا بڑھا ہوا ہے اور اوس اوپر کے پتھر پر سے لوگوں کا گزر ہوتا ہے یعنی اوسپر قدم گرتے ہیں مذکور منصوب پتھر پر ماہ رمضان المبارک ۱۳۳۴ھ کندہ ہے اس کندہ حرفوں پر لوگوں کے قدم کبھی گرتے نہیں ہے تو آیا اس میں کوئی طرح کا حرج ہے کیونکہ لوگ رمضان المبارک لفظ قرآن شریف کا ہونے بہت بحث کرتے ہیں عوام الناس میں بہت بُری افواہیں پھیل رہی ہیں اور نفاق کی صورت ہے ۔

الجواب

اولاً ۔ رمضان اور مبارک دونوں لفظ کلام شریف کے ہیں ثانیاً رمضان مبارک کا نام خود واجب التعظیم ہے بلکہ حدیث میں آیا کہ رمضان اسماء الٰہیہ سے ہے ثالثاً کچھ نہوتا تو حروف کی تعظیم خود لازم ہے اگرچہ اون میں کچھ لکھا ہو فتاوی عالمگیریہ میں ہے اذاکتب اسم فرعون اُوکتب اسم ابی جھل علی غرض یکرہ ان یرموا الیہ لانّ لتلك الحروف حرمۃ ان حرفوں پر اگرچہ پاؤں رکھنے میں نہیں آتا پاؤں ان سے اونچا تو ہوتا ہے یہ خلاف ادب ہے پتھر یہاں سے نکال کر اونچا نصب کریں کہ سر سے بلند رہے واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۔ از ڈاکخانہ راموچکمارکول ضلع چٹگانگ مدرسہ عزیزیہ مرسلہ سید مفیض الرحمن صاحب ۰ ر جمادی الاولی ۳۶ھ

قرآن مجید کو بعد تلاوت ماتھے پر رکھنا بہ نیت تعظیم کیسا ہے ۔

الجواب

مصحف شریف کو تعظیماً سر اور آنکھوں اور سینہ سے لگانا اور بوسہ دینا جائز و مستحب ہے کہ وہ اعظم شعائر سے ہے اور تعظیم شعائر تقوی القلوب سے واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۔ از شہر محلہ قرلان مرسلہ مولوی حاجی منیر الدین بنگالی متعلم مدرسہ اہلسنت وجماعت ۱۲ ر جمادی الاخری ۳۶ھ

زید معلم ہے اور اپنا دوست احبابوں کو لیکر تخت پر بیٹھکر حقہ پیتے ہیں اور اوسکے شاگردان ایک ڈیڑھ گز کے فاصل زمین پر بیٹھکر قرآن عظیم پڑھتے ہیں اوسے ہر طرح کہا گیا مگر وہ اس فعل سے باز نہیں آتا معاذ اللہ اب زید پر کیا حکم ہے اور مسلمانوں کو اوسکے ساتھ میل جول کرنا کیسا ہے ۔

الجواب

وہ معلم اور اوس کے ساتھ بیٹھنے والے سب بے ادب گستاخ ہیں اوسکو تنبیہ کی جائے اگر نہ مانے تو صاحب مکان پر لازم ہے کہ وہاں سے تخت اوٹھالے اور اسپر بھی اوسے متنبہ ہوتا نہ دیکھے تو اوسے موقوف کر دے کہ بے ادب نہ کہ شاگرد کو مولانا قدس سرہ فرماتے ہیں از خدا خواہیم توفیق ادب ٭ بے ادب محروم شد از فضل رب ٭ بے ادب تنہا نہ خود را داشت ٭ بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد ۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۔ از شہر محلہ باقر گنج مرسلہ عنایت خان ۱۳ ر جمادی الآخری ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جب کافروں کا میلہ دریا پر ہوتا ہے تو یہ پنڈتوں کو اپنے گھر سے دال چاول لیجا کر دیتے ہیں یعنی پن کرتے ہیں وہ لوگ اسکو جمع کر کے فروخت کر ڈالتے ہیں دوکانداروں کے ہاتھ اور اون دوکانداروں سے ہملوگ خرید تے ہیں اگر ہم خود اس پنڈت سے

خریدیں بازار سے کچھ زیادہ دیجاویں تو جائز ہے یا نہیں اور انکو خرید کر اگر نیاز دلوائی جاوے مثلاً حضرت پیران پیر کی جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

اوس اناج کا بازار سے بھی خریدنا حلال بنڈت سے بھی خریداری جائز اوس پر نیاز شریف بھی مباح۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از مقام رام باغ ڈاکخانہ خاص ضلع ڈیرہ دون مرسلہ حکیم محمد فضل الرحمٰن صاحب مورخہ ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جیسے یہ مثال یا مثلہ اہل اسلام میں رائج عملدرآمد کیساتھ ہے کہ بہن کے گھر بھائی کتا اور خوشدامن کے گھر داماد کتا جہاں تک دریافت ہوا ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مثال ہنود کے یہاں قطعی طور پر رائج ہے مگر اسکو اہل اسلام میں نہایت سرگرمی کے ساتھ شامل کرلیا ہے اور اسپر عملدرآمد کیا جاتا ہے وہ لوگ جو بہن کے گھر یا خوشدامن کے گھر رہتے ہیں نہایت بری نظر اور بے عزتی کیساتھ دیکھے جاتے ہیں آیا از روئے شریعت بہن کے گھر بھائی کا رہنا جائز ہے یا نہیں اور خوشدامن کے گھر داماد کا رہنا جائز ہے یا نہیں کن وجوہات سے اسکا رواج اسلام میں یا اتفاق سے ہندوستان کے ہر طبقہ میں پھیلا ہوا ہے اسکی اصلیت کیا ہے امید کہ بواپسی مطلع فرمایا جاوے فقط۔

الجواب

رسم مردود ہنود یہ ہے کہ بہن بیٹی کے گھر کا پانی پینا بھی برا جانتے ہیں کھانا تو بڑی چیز ہے یہ رسم ضرور ناپاک مردود ہے مولی سبحنہ وتعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے لیس علی الاعمی حرج ولا علی الاعرج حرج ولا علی المریض حرج ولا علی انفسکم ان تاکلوا من بیوتکم او بیوت اٰبائکم او بیوت امھاتکم او بیوت اخوانکم او بیوت اخواتکم او بیوت اعمامکم او بیوت عمّتکم او بیوت اخوالکم او بیوت خالتکم او ما ملکتم مفاتحہ او صدیقکم نہ اندھے پر تنگی نہ لنگڑے پر نہ بیمار پر نہ آپ تم پر کہ اپنی اولاد کے گھر کھانا کھاؤ یا اپنے باپ کے گھر یا ماں کے گھر یا بھائیوں کے گھر یا بہنوں کے گھر یا چچا کے گھر یا پھوپی کے گھر یا ماموں کے گھر یا خالہ کے گھر یا جسکی کنجیاں تمہارے اختیار میں ہیں یا اپنے دوست کے یہاں۔ اس اجازت میں جیسے ایک وقت کا کھانا داخل ہے یوں ہی بشرط رضا و عدم بار چند وقت کا خصوصًا جبکہ بہن یا ساس یا ان لوگوں کا مکان دوسرے شہر میں ہو اور یہ بعد مدت ملنے کو جائے جبتک یہ جانے کہ ان پر بار و ناگوار نہ ہوگا جہاں تک ایسے تعلقات میں ایسے بُعد سے اتنے دنوں بعد مہمانداری معروف ہے بلاشبہہ رہ سکتا ہے ہاں اتنا رہنا کہ اکتا جائے اور ناگوار ہونا جائز اور وہ کھانا بھی ناجائز اگرچہ ماں باپ ہی کا گھر ہو ہاں ماں باپ جبکہ محتاج ہوں مالدار اولاد کے یہاں جتنے دن چاہیں رہ سکتے ہیں اگرچہ اوسے ناگوار ہو کہ اس کے مال میں اتنا ان کا حق ہے اسکی بے مرضی بھی لے سکتے ہیں یہ سب عارضی طور پر رہنے میں کلام تھا اسے جو لوگ معیوب جانتے ہوں ان کا زعم بالکل مردود و اتباع کفار ہنود ہے رہا دوسرے کے یہاں سکونت اختیار کرنا یہ سوا محتاج ماں باپ کے کسی کے گھر بے اُسکی رضا کے اصلا حلال نہیں اگرچہ بھائی یا باپ کے یہاں ہو اگرچہ فقط سکونت ہو کھائے اپنا مگر وہ کسب سے عاجز و محتاج جسکا نفقہ شرع نے اس صاحب مکان پر واجب کیا یہ رہ سکیگا اور کھانا بھی اسی کے سر کھائیگا اسے گوارہ ہو خواہ ناگوار بھائی ہو خواہ بہن ساس اسمیں داخل نہیں کہ اسکے ذمہ اسکا نفقہ نہیں ہو سکتا ہاں عاجز محتاج کا نفقہ جسپر شرعًا لازم ہے اگر نہ وہ اسکی اولاد میں ہے نہ یہ اسکی اولاد میں تو بے اسکی رضا کے جبرًا اسکا بار اسپر ڈالنا بحکم حاکم ہوگا خود یہ اسکا اختیار نہیں رکھتا ردالمحتار میں ہے نفقۃ قرابۃ غیر الولاد وجوبھا لا یثبت الا بالقضاء او الرضاء حکم شرع یہ ہے اس کے خلاف جو کچھ ہو باطل ہے ظاہرًا یہ تخصیص اس خیال سے ہو کہ بہن کا اپنا گھر اور مال غالبًا نہیں ہوتا بلکہ اوسکے شوہر کا اور وہ اگر ناگواری نہ ظاہر کرے تو غالبًا مروت اور اپنی زوجہ کی رعایت سے اور ساس جو کچھ کریگی اپنی بیٹی کے دباؤ سے اور یہ جائز نہیں لہذا اوس سے احتراز چاہا اگرچہ ناگواری ظاہر نہ ہو کہ ظاہر ناگواری ہے اور بہن فقط مثال ہے بیٹی بھتیجی بھانجی کا بھی یہی حال ہے جبکہ مال و مکان ان کے شوہروں کا ہو شرعًا بھائی بھتیجے بھانجے کا بھی یہی حکم ہے جبکہ مروت و خاطر مع ناگواری باطن ہو مگر یہاں مروت خود اسکی ذات کے باعث ہے اور وہاں دی ہوئی بیٹی کے ذریعہ سے لہذا اوسے زیادہ معیوب سمجھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از شہر کانپور مرسلہ مولوی سلیمان صاحب مدرس دارالعلوم

سوال۔ قرآن شریف میں عربی عبارت کے نیچے اردو میں ترجمہ اور انگریزی یا بنگلہ زبان میں مطالب و شان نزول و قصص کا لکھنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب

جائز ہے جبکہ فائدے مطابق شرع ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از الہ آباد سرائے گڈھا دار الطلبہ مرسلہ محمد امیر حسن ۱۰ رجمادی الاخری ۳۶ھ

چند پتھروں میں مسجد کے مختصر تاریخی حالات ونیز تاریخ تعمیر خوب قلم سے کندہ کرا کے مسجد کی مغربی دیوار میں محراب کے اوپر نصب کرنا جس سے نمازیوں کی نظر اوس پر پڑنے کا احتمال ہے اور نماز میں خیالات بٹنے کا اندیشہ ہے بلا کراہت جائز ہے یا نہیں۔

ایک صاحب نے چندہ سے مسجد بنوانے کی کوشش کی اسی وجہ سے اپنا نام بھی پتھر میں کندہ کرانا چاہتے ہیں آیا نام کا کندہ کرانا شرعاً درست ہے یا نہیں

الجواب

نام کندہ کرانے کا حکم اختلاف نیت سے مختلف ہوتا ہے اگر نیت ریا ونمود ہے حرام ومردود ہے اور اگر نیت یہ ہے کہ تا بقائے نام مسلمان دعا سے یاد کریں توحرج نہیں اور حتی الامکان مسلمان کا کام محمل نیک ہی پر محمول کیا جائیگا پتھر جبکہ محراب سے اونچا ہوگا نماز میں اوسپر نظر پڑنے کی کوئی وجہ نہیں نماز میں سجدہ کی جگہ نظر رکھنے کا حکم ہے اور اوپر نگاہ اوٹھانا تو جائز ہی نہیں۔ حدیث میں فرمایا گیا ایسے لوگ خوف نہیں کرتے کہ اون کی نگاہ اوپر ہی اوچک لی جائے اور واپس نہ دی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از مدرسہ منظر اسلام مرسلہ عبد القوی صاحب بنگالی متعلم مدرسہ مذکور ۲ رجب المرجب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ صدف کو بجائے چاہیس یعنی چمچے کے استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں

الجواب

جائز ہے سیپ کا کھانا حرام ہے سیپ کے چمچے سے کھانے میں کچھ حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از چھپرہ محلہ دھیانوان مرسلہ محمد نبی جان دوا فروش ۵ رجب المرجب ۳۶ھ

زید کے پاس ایک نسخہ مردانگی کا ایک ہندو فقیر کا دیا ہوا ہے زید اوسے بنا کر دینے سے بھی عذر کرتا ہے نسخہ بتانے سے بھی خیال اوسکا ایسا ہے کہ لوگ حرام کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں اسوجہ سے کسی کو نہیں دیتا ہوں کہ اگر وہ حرام کرینگے تو میرے نامۂ اعمال میں درج ہوں گے اور عمرو نے یہ سوال کیا کہ مجھے نسخہ بتا دو اور جو قسم شرعی لینا چاہو لیلو کیونکہ میں بسبب مرض بواسیر کے سخت پریشان ہوں کہ نامردی کے درجہ پر پہنچا ہوں میری شادی عنقریب ہونے والی ہے اگر آپ نسخہ نہیں دیتے ہیں تو مجھے بنا کر دیدو اگر نہ دو گے تمہیں اپنا دلی راز کہکر تمہاری آنکھ میں ذلیل ہوا ڈوب مرنے کے سوا اور مجھے کچھ بن نہیں آتا ہے تو یہ خیال زید کا موجب شرع شریف غلط یا صحیح ہے اور عمرو ایک مرد مسلمان نمازی بھی ہے۔

الجواب

اگر وہ نسخہ نہ بتائے اوسے دوا بنا کر دے جبکہ اوس میں کوئی ناجائز چیز نہو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ اور اوسکا یہ خیال کہ لوگ حرام کرینگے اور اسپر وبال محض غلط ہے مسلمان پر بدگمانی حرام ہے قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم اور جب اس کی نیت نفع رسانی مسلم ہے تو دوسرا گناہ کرے بھی تو اوسکا مواخذہ اسپر نہیں ہوسکتا اللہ عزوجل فرماتا ہے لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از جونپور محلہ ملاٹولہ مرسلہ شاہ نظام الحق یکم شعبان ۳۶ھ

مردوں کو مثل عورتوں کے لمبا بال کندھے سے نیچا رکھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لعن اللہ المتشبہین من الرجال بالنساء والمتشبہات من النساء بالرجال اللہ کی لعنت اون مردوں پر کہ کسی بات میں عورتوں سے مشابہت پیدا کریں اور اون عورتوں پر کہ مردوں سے رواہ الائمۃ احمد والبخاری وابو داؤد والترمذی

وابن ماجہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک عورت مردوں کیطرح کمان کندھے پر لگائے جاتی تھی اوسے دیکھکر یہ فرمایا رواہ الطبرانی فی المعجم الکبیر عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کی گئی کہ ایک عورت مردانہ جوتا پہنتی ہے فرمایا لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الرجلۃ من النساء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے اوس عورت پر کہ کوئی وضع مردانی اختیار کرے۔ رواہ ابو داؤد عن ابن ابی ملیکۃ عنہا رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ کمان یا جوتا اجزائے بدن نہیں جب ان میں مشابہت پر لعنت فرمائی تو بال کہ اجزائے بدن ہیں اون میں مشابہت اور کسدرجہ سخت تر ہوگی ولہذا عورت کو حرام ہے کہ اپنے بال ترا شے کہ اس میں مردوں سے مشابہت ہے یوہیں مردوں کو حرام ہے کہ اپنے بال عورتوں کی طرح بڑھائیں اور وجہ دونوں جگہ وہی مشابہت ہے کہ حرام وموجب لعنت ہے درمختار میں ہے قطعت شعر راسہا اثمت ولعنت والمعنی المؤثر التشبہ۔ ردالمحتار میں ہے ای العلۃ المؤثرۃ فی اثمہا التشبہ بالرجال فانہ لایجوز کالتشبہ بالنساء حتی قال فی المجتبیٰ یکرہ غزل الرجل علی ھیأۃ غزل النساء۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ ازجھالراپاٹن راجپوتانہ مرسلہ محمد نواب علی صاحب سوداگر حرم

یہاں ایک روپے کا نوٹ چلا ہے اور ریاست سے تنخواہ داروں کو روپیہ کے عوض نوٹ ملتا ہے بازار میں خریدار صراف وغیرہ پندرہ آنے اور ساڑھے پندرہ آنے کو خریدتے ہیں یہ آنہ اور آدھ آنہ مسلمانوں کو لینا دینا جائز ہے یا نہیں اس قسم کا لین دین سود میں داخل ہوگا یا منافع میں۔

الجواب

روپے کا نوٹ پندرہ آنے کو بیچنا خریدنا مطلقاً جائز ہے جبکہ باہم رضامندی اور کوئی مانع شرعی عارض نہو اسے سود سے کوئی علاقہ نہیں حدیث صحیح میں ارشاد فرمایا اذا اختلف النوعان فبیعوا کیف شئتم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال دوم۔ افیون کا خرید وفروخت جائز ہے یا نہیں چونکہ غیر قوم اس سے فائدہ حاصل کررہی ہے اور اہل اسلام محروم ہیں شرع شریف نے اس قسم کا بٹہ لینا دینا اور تجارت کسی طریقہ سے جائز رکھی ہو تو جواب تشریح کیساتھ مرحمت فرمایا جائے۔

الجواب

افیون نشہ کی حد تک کھانا حرام ہے اور اوسے بیرونی علاج مثلاً ضماد وطلاء میں استعمال کرنا یا خوردنی معجونوں میں اتنا قلیل حصہ داخل کرنا کہ روز کی قدر شربت نشے کی حد تک نہ پہنچے تو جائز ہے اور جب وہ معصیت کیلئے متعین نہیں تو اوسکے بیچنے میں حرج نہیں اوسکے ہاتھ جس کی نسبت معلوم ہو کہ نشہ کی غرض سے کھانے یا پینے کو لیتا ہے لان المعصیۃ تقوم بعینہا فکان کبیع السلاح من اھل الفتنۃ اور جب اوسکی تجارت مطلقاً حرام نہوئی بلکہ جائز صورتوں پر بھی مشتمل ہوئی تو زیادہ مقدار تاجروں کے ہاتھ بیچنا اور ہلکا ہوگیا کہ یہاں تعین معصیت اصلاً نہیں اور اون کا نشہ داروں کے ہاتھ بیچنا اذ کا فعل ہے وتخلل فعل فاعل مختار یقطع النسبۃ کما فی الھدایۃ وغیرھا یہ صورتیں اسکے جواز کی نکلتی ہیں اور اہل تقویٰ کو اوس سے احتراز زیادہ مناسب واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از غازیپور محلہ میاں پورہ مرسلہ علی بخش صاحب محرر رجسٹری ۲۳ شوال ۳۶ھ

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سوا ائمہ مجتہدین وشہداء وصالحین خصوصاً اولیائے کاملین وعلمائے متقین کی شان میں اون کے نام کیساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لفظ کہنا کیسا ہے چاہئے یا نہیں (۲) شرعاً انبیا ومرسلین وملائکہ ومقربین کے نام کے ساتھ علیہ السلام اور صحابہ کے نام کیساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اولیا وعلما کیساتھ رحمۃ اللہ علیہ کہنے کا کیا حکم ہے ہر ایک کیلئے یہ لفظ تخصیص کیساتھ خاص کر دیئے گئے ہیں یا جسکے نام کیساتھ جو الفاظ چاہیں کہہ سکتے ہیں۔

الجواب

رضی اللہ تعالیٰ عنہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تو کہا ہی جائیگا ائمہ واولیا وعلمائے دین کو بھی کہہ سکتے ہیں کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف وجملہ تصانیف امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی وغیرہ اکابر میں یہ شائع وذائع ہے۔ تنویر الابصار میں ہے یستحب الترضی للصحابۃ والترحم للتابعین ومن بعدھم من العلماء والاخیار وکذا یجوز عکسہ علی الراجح۔ (۲) صلاۃ وسلام بالاستقلال انبیا وملئکہ علیہم الصلاۃ والسلام

کے سوا کسی کیلئے نہیں ہاں بتبعیت جائز ہے جیسے اللّٰھم صل وسلم علی سیدنا و مولٰینا محمد وعلیٰ اٰل سیدنا و مولٰینا محمد اور صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کیلئے رضی اللہ تعالٰی عنہ کہا جائے اولیا و علما کو رحمۃ اللہ علیہم یا قدست اسرارہم اور اگر رضی اللہ تعالٰی عنہم کہے جب بھی مضائقہ نہیں جیسا کہ ابھی تنویر سے گذرا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از اردہ نگلہ ڈاکخانہ اچھنیرا ضلع آگرہ مرسلہ صادق علی خاں صاحب۔ ۲۵ شوال ۳۶ھ

(۱) ایک شخص کہتا ہے کہ عیسائیوں کیساتھ کھانا پینا اپنے برتنوں میں کھلانا اون کے برتنوں میں کھانا اور اونکا حقہ پینا اور اونکو اپنا پلانا جائز ہے دلیل جواز میں یہ آیت پیش کرتا ہے احل لکم الطیبٰت وطعام الذین اوتوا الکتٰب حل لکم وطعامکم حل لھم اور کہتا ہے عیسائی کافر نہیں ہیں اہل کتاب ہیں (۲) ایسا لباس پہننا جس سے فرق کافر و مسلمان کا نہ رہے شرعاً کیا حکم رکھتا ہے۔ (۳) اس خیال سے انگریزی پڑھنا اور پڑھوانا بچوں کو کہ اس میں عزو جاہ دنیوی ہے یا حصول دنیا کا بڑا ذریعہ ہے جائز ہے یا ناجائز۔ (۴) جس محلہ یا جس شہر میں طاعون ہو وہاں کے باشندے کسی دوسرے مقام پر فرمن قضاء اللہ الی قضاء اللہ کے خیال سے جاسکتے ہیں یا نہیں طاعون وغیرہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا کیا ارشاد ہے۔ جو لوگ اس خیال سے اپنے اپنے مکانات چھوڑ کر چلے جاتے ہیں وہ اہل بدعت ہیں یا نہیں اور ان کیساتھ بدعتیوں کا سا برتاؤ کرنا چاہئے یا نہیں۔

الجواب

امور مذکورہ ممنوع ہیں اس میں اونکے ساتھ مجالست ہے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے وامّا ینسینک الشّیطٰن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظّٰلمین اگر تجھے شیطان بھلادے تو یاد آئے پر پاس نہ بیٹھ بے انصافوں کے علما فرماتے ہیں اس میں قیامت تک ہر کافر و بد مذہب داخل ہے۔ والقعود مع کلھم ممتنع یہ اونکی طرف میل کا موجب ہے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار بے انصافوں کی طرف میل نہ کرو کہ تمہیں جہنم کی آگ چھوئیگی۔ بد مذہب کیلئے حدیث میں ارشاد ہے لا تواکلوھم ولا تشاربوھم نہ اون کے ساتھ کھانا کھاؤ نہ پانی پیو نہ کہ جو مسلمان ہی نہیں اس میں مسلمانوں کو اپنے سے نفرت دلانا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں بشروا ولا تنفروا بشارت دو اور نفرت نہ دلاؤ۔ آیہ کریمہ میں طعام سے مراد ذبیحہ ہے گیہوں چاول دودھ دہی تو مشرک کے یہاں کا بھی حلال ہے جبکہ نجس نہو اہل کتاب کی کیا تخصیص۔ ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم میں تفاسیر اور بیہقی سنن میں حضرت عبد اللہ بن عباس اور عبد بن حمید حضرت مجاہد اور عبد الرزاق مصنف میں حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی طعام الذین اوتوا الکتٰب ذبائحھم۔ طعام اہل کتاب سے اونکے ذبیحہ مراد ہیں۔ شرع مطہر میں ہر غیر مسلم کافر ہے یہودی ہو یا نصرانی یا مجوسی یا مشرک جو اہل کتاب کو کافر نہ جانے خود کافر ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے ان الذین کفروا من اھل الکتٰب والمشرکین فی نار جھنم خٰلدین فیھا بیشک وہ جو کافر ہیں کتابی اور مشرک سب جہنم کی آگ میں ہیں ہمیشہ اوس میں رہیں گے اور فرماتا ہے لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح بن مریم بیشک کافر ہیں وہ جو مسیح ابن مریم کو خدا کہتے ہیں

جواب سوال دوم۔ حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من تشبہ بقوم فھو منھم بلکہ اوس میں بہت صورتیں کفر ہیں جیسے زنار باندھنا بلکہ شرح الفرائد للعلامۃ النابلسی عبد الغنی بن اسمٰعیل رحمہما اللہ تعالٰی میں ہے لبس زی الافرنج کفر علی الصحیح یعنی صحیح مذہب یہ ہے کہ فرنگیوں کی وضع پہننا کفر ہے فتاوی خلاصہ میں ہے امرأۃ شدت علی وسطھا حبلا وقالت ھذا زنار تکفر کسی عورت نے اپنی کمر میں رسی باندھی اور کہا یہ جنیو ہے کافرہ ہوگئی۔ واللہ تعالٰی اعلم

جواب سوال سوم۔ سائنس وغیرہ وہ فنون وکتب پڑھنی جن میں انکار وجود آسمان و گردش آفتاب وغیرہ کفریات کی تعلیم ہو حرام ہے اور وہ نوکری جو خود حرام یا حرام میں اعانت ہے اوسکی نیت سے پڑھنا بھی حرام ہے اور اگر جائز فنون جائز نوکری کیلئے پڑھے تو جائز ہے جبکہ اوس میں وہ انہماک نہو کہ اپنے ضروریات دین و علوم فرض کی تعلیم سے باز رکھے ورنہ جو فرض سے باز رکھے حرام ہے اسکے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے دین و اخلاق و وضع پر اثر نہ پڑے اسلامی عقائد و خیالات پر ثابت و مستقیم اور مسلمانی وضع پر قائم رہے ان سب شرائط کے اجتماع کے بعد جائز رزق حاصل کرنے کیلئے حرج نہیں رہی اوس سے عزو جاہ دنیوی کی طلب طلب جاہ خود ناجائز ہے اگرچہ عربی زبان و اسلامی علوم سے ہو نہ کہ وہ جاہ کہ استقامت علی الدین کیساتھ کم جمع ہو قال اللہ تعالٰی یبتغون عندھم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

جواب سوال چہارم۔ طاعون کے خوف سے شہر یا محلہ یا گھر چھوڑ کر بھاگنا حرام و گناہ کبیرہ ہے اسکا کافی بیان ہمارے رسالہ تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں الفار من الطاعون کالفار من الزحف طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسا کفار کو پیٹھ دیکر بھاگنے والا جس کیلئے قرآن عظیم میں فرمایا کہ اوسکا ٹھکانا جہنم ہے ایسا نفر من قدر اللہ الی قدر اللہ جہاد سے بھاگنے والا بھی کہہ سکتا ہے وہ بھی بھاگ کر تقدیر ہی میں جائیگا مگر اوس بھاگنے کا منتہی جہنم ہے طاعون عمواس کہ ملک شام میں تھا امیر المومنین رضی اللہ تعالی عنہ وہاں کے عزم سے روانہ ہو چکے تھے جب سرحد شام و حجاز موضع سرغ پر پہنچے ہیں خبر پائی کہ شام میں بشدت طاعون ہے امیر المومنین نے مہاجرین کرام رضی اللہ تعالی عنہ سے مشورہ کیا بعض نے کہا حضرت کام کیلئے چلے ہیں رجوع نہ چاہئے بعض نے کہا حضرت کیساتھ بقیہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہیں ہماری رائے نہیں کہ اونھیں وبا پر پیش کریں پھر انصار کرام رضی اللہ تعالی عنہم کو بلایا وہ بھی یونہیں مختلف ہوئے پھر اکابر مومنین فتح کو بلایا اونھوں نے بالاتفاق نہ جانے کی رائے دی امیر المومنین نے واپسی کی ندا کردی اسپر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا أفرارا من قدر اللہ کیا تقدیر الہی سے بھاگتا۔ امیر المومنین نے فرمایا کاش کوئی اور ایسا کہتا نعم نفر من قدر اللہ الی قدر اللہ ہاں ہم تقدیر الہی سے تقدیر الہی کی طرف بھاگتے ہیں حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالی عنہ کسی کام کو گئے ہوئے تھے جب واپس آئے اونھوں نے کہا مجھے اس مسئلہ کے حکم کا علم ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو فرماتے سنا اذا سمعتم بہ بارض فلا تقدموا علیہ واذا وقع بارض وانتم بہا فلا تخرجوا فرارا منہ جب تم کسی زمین میں طاعون ہونا سنو تو وہاں طاعون کے سامنے نہ جاؤ اور جب تمہاری جگہ واقع ہو تو اوس سے بھاگنے کو نہ نکلو اسپر امیر المومنین حمد الہی بجالائے کہ اونکا اجتہاد موافق ارشاد واقع ہوا اور واپس ہو گئے ایسی جگہ نفر من قدر اللہ الی قدر اللہ کہنا ٹھیک ہے کہ موافق حکم ہے طاعون سے بھاگنا فسق ہے بھاگنے والوں سے فاسقوں کا سا برتاؤ چاہئے بدعت بمعنی بدمذہبی نہیں ہاں اگر احادیث صحیحہ مشہورہ میں ارشاد اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم معلوم ہے اور اونھیں رد کرتا اور اپنی نامردی و بزدلی کے حکم کو اون پر ترجیح دیتا ہے تو ضرور بدمذہب ہے واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ از کلکتہ زکریا اسٹریٹ ۲۲ مولوی عبد الحلیم صاحب میرٹھی ، رمضان المبارک ۱۳۳۶ھ

۱۔ خضاب لگانے اور مردوں کی داڑھی مونچھ اور سر کے بال کالے کرنے کے متعلق شریعت بیضا کا کیا حکم ہے یہ حدیث کہ خضاب لگانے والا جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا کس خضاب کے متعلق ہے۔ نیل و مہندی ملاکر جو خضاب کیا جاتا ہے اور جس سے بال بالکل کالے نہیں ہوتے وہ کس حکم میں ہے اور اگر اسی سے بعض طرق کے تبدل و تغیر کے باعث بالکل سیاہ ہو جائیں تو کیا حکم ہے۔ نوجوان بیوی یا اور بعض کیفیات میں کیا خضاب اسود ناجائز ہونے کی صورت میں استثنا رہے گا اگر ایسا ہے تو ان بعض کیفیات کی توضیح کیا ہے۔

۲۔ کچہری کا ملازم چپراسی جو روپیہ مقدمہ بازوں سے انعام کی صورت میں وصول کرتا ہے اور بعض صورتیں بجز در صورتیکہ رشوت کے حکم میں داخل ہو۔ اب توبہ کرنیکے بعد در آنحالیکہ ان اشخاص کو واپس کرنا یا ان سے اجازت لینا اور قصور معاف کرانا از قبیل محالات ہو گیا ہو کس مصرف میں لایا جائے۔

الجواب

سیاہ خضاب حرام ہے قال صلی اللہ تعالی علیہ وسلم غیروا ھذا الشیب واجتنبوا السواد رواہ مسلم عن جابر رضی اللہ تعالی عنہ وفی حدیث اخر من خضب بالسواد سود اللہ وجہہ یوم القیمۃ رواہ الطبرانی حدیث مذکور فی السوال سیاہ خضاب ہی کے بارے میں ہے خود اوسی کے الفاظ کا ارشاد ہے یخضبون بالسواد کحواصل الحمام لا یریحون رائحۃ الجنۃ رواہ ابوداؤد والنسائی عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سیاہ خضاب مطلقا حرام ہے اور سیاہ مقول بالتشکیک ہے نیلا اودا کاسنی سب سیاہ ہے اور بالفرض غلط سیاہ نہو تو قریب سیاہ قطعا ہے اور حدیث صحیح کا ارشاد ہے لا تقربوا السواد سیاہی کے پاس نہ جاؤ رواہ الامام احمد عن انس رضی اللہ تعالی عنہ اور حدیث ابوداؤد ونسائی میں کبوتر کے پوٹے سے تشبیہ بھی اسی طرف ناظر جنگلی کبوتروں کے پوٹے اکثر نیلگوں ہوتے ہیں۔ خاص مہندی کی رنگت گہری نہیں ہوتی جب اوس میں کچھ پتیاں نیل کی ملادی جائیں تو سرخ گہرا رنگ ہو جاتا ہے یہ حسن ہے نہ یہ کہ اتنا نیل ملادیا جائے کہ سیاہ کردے یا پہلے مہندی سے رنگ کر جب بال خوب صاف

ہو گئے اوسپر نیل تھو پا کہ یہ سب وہی حرام صورتیں ہیں جنکو اجتنبوا فرمایا لایجدون رائحۃ الجنۃ فرمایا جسپر سود اللہ وجہہ آیا شراب کہ خلط نمک سے سرکہ ہو جائے نہ یہ کہ گھڑے بھر شراب میں نمک کی ایک کنکری ڈالکر پی جائے نہ یہ کہ بہت سا نمک پھانک کر اوپر سے شراب چڑھائے تحریم سواد سے صرف مباشران جہاد کا استثنا ہے جیسے اون کو ریشم کا بانا اور صاحبین کے نزدیک خالص ریشمیں روا ہے اور زوجہ جوان کی غرض سے ایک روایت مرجوحہ میں جواز آیا ہے اور مرجوح پر حکم فتوی جہل وخرق اجماع ہے امام محمود علیہ الرحمۃ فتاوی ذخیرہ میں فرماتے ہیں الخضاب بالسواد للغزو لیکون اھیب فی عین العدو محمود بالاتفاق وان لیزین نفسہ للنساء فمکروہ وعلیہ عامۃ المشائخ عقود الدریہ میں ہے العمل بما علیہ الاکثر اقول جمہور پر حدیث صحیح صحاح ستہ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والنامصات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات خلق اللہ شاہد عدل ہے عورت زیادہ اسکی محتاج ہے کہ شوہر کی نگاہ میں آراستہ ہو جب اوسے یہ امور تغیر خلق اللہ کے سبب حرام وموجب لعنت ہوئے تو مرد پر بدرجہ اولی وقد قال تعالی لا تبدیل لخلق اللہ وقال تعالی عن عدوہ ابلیس ولآمرنھم فلیغیرن خلق اللہ نیز حدیث صحیح المتشبع بمالم یعط کلابس ثوبی زور رواہ الشیخان عن اسماء رضی اللہ تعالی عنہما اوسپر وعید کو بس ہے ظاہر ہے کہ یہ خضاب اسی لئے ہوگا کہ عورت پر اظہار جوانی کرے جوان ہے نہیں اور اوسکی نگاہ میں جوان بنے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ارشاد سے وہ شخص سر سے پاؤں تک جھوٹ اور فریب کا جامہ پہنے ہے اس سے بدتر اور کیا درکار ہے بخلاف جہاد حدیث متواتر میں ہے الحرب خدعۃ واللہ تعالی اعلم

(۲) انعام اگر واقعی بطور انعام بلا جبر ظاہر وبے اندیشہ اضرار آئندہ بطیب خاطر ہو حلال ہے اور جو بجبر یا رشوۃ ہو حرام قطعی وغصب وغیر مملوک ہے جبکہ واپس دینے کی راہ نہ رہی ہو لازم کہ تمام عمر میں جتنے اموال ایسے لئے ہوں سب کی قدر فقرائے مسلمین پر تصدق کرے اگرچہ یہ تصدق اس کے مال کا استیعاب کرے بے اسکے اوس سے براءت وتوبہ نہیں اگر یہ بھی پتہ نہ چلے تو براءت مطلقہ کا طریقہ یہ ہے کہ اپنا کل مال قلیل وکثیر نقیر وقطمیر سب کسی مسلمان غیر صاحب نصاب پر تصدق کر دے اور اوسکے قبضہ میں دیدے اگرچہ وہ فقیر جس پر تصدق کیا اس شخص کا جوان بیٹا یا باپ یا بھائی یا بہن یا زوجہ یا اور کوئی قریب یا بعید ہو بعد قبضہ وہ متصدق علیہ اپنی خوشی سے بعض یا کل مال اسے واپس کر دے یعنی اپنی طرف سے اسے ہبہ کرے یا اس پر تصدق تو وہ مال اب اس کیلئے حلال طیب ہو جائیگا مطالبہ سے بھی ادا ہوا اور مال بھی پاک وحلال ہوا ہندیہ میں ہے لہ مال فیہ شبہۃ اذا تصدق بہ علی ابیہ یکفیہ ذلک ولا یشترط التصدق علی الاجنبی وکذا اذا کان ابنہ معہ حین کان یبیع ویشتری وفیہا بیوع فاسدۃ فوھب جمیع مالہ لابنہ ھذا اخرج من العھدۃ۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ از کوٹلی لوہاراں مغربی ضلع سیالکوٹ مرسلہ ابوالیاس محمد امام الدین

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عورتوں کیساتھ السلام علیکم کا کیا حکم ہے کہنا چاہیے یا نہ اگر کہنا چاہیے تو بوڑھی جوان کا فرق ہے یا نہیں اور اپنی بیگانے کی تمیز ہوگی یا نہیں اور عورتیں آپس میں کن الفاظ سے سلام کیا کریں اور مرد عورتوں سے کن الفاظ سے کہا کریں۔

الجواب

محارم وازواج پر سلام مطلقا ہے اور اجنبیات میں جوانوں کو سلام نہ کیا جائے بوڑھیوں کو کیا جائے بلکہ جوانیں اگر سلام کریں تو جواب دل میں دیا جائے اونھیں نہ سنائے حالانکہ جواب دینا واجب ہے اور لفظ سلام کا مرد وعورت کا باہم اور ایک دوسرے کے ساتھ مطلقا السلام علیکم ہے اور سلام بھی کافی واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ از رامپور مسئولہ محمد سعید

بعد نماز فجر اور عصر مصلین باہم مصافحہ بالخصوص اور ضروری جان کر کرنا عند الحنفیہ سنت ہے یا مستحب یا مکروہ۔

الجواب

فجر وعصر کے بعد مصافحہ جائز ہے اصل میں سنت ہے اور تخصیص مباح کما ذکرہ الشاہ ولی اللہ الدہلوی فی شرح المؤطا والامام النووی فی الاذکار وغیرہما اور ضروری عرفی جاننے میں حرج نہیں اور ضروری شرعی خود نفس مصافحہ بھی نہیں حالانکہ سنت ہے نہ اوسے کوئی فرض وواجب شرعی کہتا ہے نسیم الریاض میں ہے

الاصح انہا بدعۃ مباحۃ تمام تفصیل ہمارے رسالہ وشاح الجید میں ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ ازادیپور میواڑ راجپوتانہ مہارانہ اسکول مرسلہ مولوی وزیر احمد صاحب مدرس ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۳۶ھ

اس شہر میں روافض یعنی فرقہ اسمٰعیلیہ بوہروں کے امام بڑے ملا آئے ہیں اون کا دعویٰ ہے کہ میں دائمی وقت ہوں امام اور عالم میں ہی مقرر کرتا ہوں میں قوم کا مالک مختار ہوں انکو بوہرے سیدنا کے لفظ سے پکارتے ہیں جب یہ شہر میں آئے تو انکی سواری بڑی شان وشوکت کیساتھ مع دو تین ہزار بوہروں کے مدرسہ اسلامیہ حنفیہ جس راستہ میں واقع ہے ادس طرف ہو کر نکلی تو مدرسہ حنفیہ کے ممبران سنت جماعت حنفی مذہب والوں نے مدرسہ کو رنگ برنگ کے کاغذ کے پھریروں سے آراستہ کیا اور ایک بڑے سرخ کپڑے پر بڑے بڑے کاغذ کے حرف بنا کر (خوش آمدید) لکھا اور بڑے ملا صاحب کے نظارے کیلئے آویزاں کر دیا اور جب ملا صاحب کی سواری مدرسہ کے قریب آئی تو حنفی ممبران مدرسہ نے ادب کیساتھ ملا صاحب کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے اور گلدستے نذر کئے اور اون کے سر پر پھول اوچھالے اور بعد میں ممبران مدرسہ ملا صاحب کے قیام گاہ میں ملا صاحب کو مدرسہ میں آنیکی دعوت دینے کو گئے تو ملا صاحب نے اون لوگوں کو دس دس بیس بیس روپے کا انعام دیکر رخصت کیا اب ارشاد فرمائیں کہ حنفیوں کا بوہرے فرقہ کے امام کیساتھ ایسا برتاؤ کرنا کیسا ہے اگر ان ممبروں نے اس لالچ سے کہ ملا صاحب مدرسہ میں کچھ روپیہ دیجائیں گے ایسا کیا تو یہ اونکا ایسا کرنا کیسا ہے اور یہ لوگ حنفی مذہب کے مدرسہ کے ممبر مانے جانیکے قابل ہیں یا نہیں اور ریے پڑھے مسلمانوں پر اسکا کیا اثر پڑیگا۔

الجواب

جن لوگوں نے ایسا کیا اونھوں نے اپنے لئے جہنم کا سامان پورا کر لیا اونھوں نے اپنی بدفعلی سے عرش الٰہی کو ہلا دیا اونھوں نے واحد قہار کا غضب اپنے سر لیا اونھوں نے قرآن عظیم کی تحقیر کی اونھوں نے دین اسلام کے ڈھانے پر مدد دی۔ یہ اسی بنا پر ہے کہ اونھوں نے روپیہ کے لالچ سے ایسا کیا اگر دل سے اوسے ان تعظیموں کا مستحق جانتے تو کھلے کافر ہو تے اور اب بھی فقہا کے اطلاق اون کے بارے میں بہت سخت ہیں کہ وہ بخوشی بلاضرورت ان ملعون حرکات کے مرتکب ہوئے ہیں اون پر فرض ہے کہ جس اعلان کیساتھ ان ناپاک حرکتوں سے شیطان پھیلا یا اور ریے پڑھے مسلمانوں کا دین ڈھایا ابلیس لعین کا پھریرا سر بازار اوڑایا اوسی اعلان کیساتھ عام مجمعوں میں توبہ کریں اور مناسب کہ از سر نو کلمہ اسلام پڑھیں پھر اپنی عورتوں سے نکاح جدید کریں اگر توبہ نہ مانیں تو ایسے لوگ اس قابل بھی نہیں کہ مسلمان ان کو اپنے پاس بیٹھنے دیں سنی مدرسے کی رکنیت تو بڑی چیز ہے اس حال پر بھی جو انھیں رکن مدرسہ دینیہ رکھیں گے اللہ و رسول و مسلمین سب کے خائن و بدخواہ ہوں گے اللہ عزوجل فرماتا ہے ولاترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار ظالموں کی طرف میل نہ کرو کہ تمکو دوزخ کی آگ لگے گی دوسری آیت میں ارشاد ہوا واما ینسینک الشیطن فلاتقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ دو حدیثوں میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا مدح الفاسق غضب الرب واھتز لذلك العرش جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے رب غضب فرماتا ہے اور عرش الٰہی ہل جاتا ہے رواہ ابن ابی الدنیا فی ذم الغیبۃ و ابو یعلی فی المسند والبیھقی فی شعب الایمان عن انس و ابن عدی فی الکامل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نیز حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من سلم علی صاحب بدعۃ اولقیہ بالبشر او استقبلہ بما یسرہ فقد استخف بما انزل علی محمد جو کسی بدمذہب کو سلام کرے یا اوس سے بکشادہ پیشانی ملے یا ایسی بات کے ساتھ اوس سے پیش آئے جس میں اوسکا دل خوش ہو اوس نے اوس چیز کی تحقیر کی جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اوتاری گئی۔ رواہ الخطیب عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ نیز چھ حدیثوں میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام جس نے کسی بدمذہب کی توقیر کی اوس نے دین اسلام کے ڈھانے پر مدد دی۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر و ابو نعیم فی الحلیۃ عن عبداللہ بن وابن عدی و ابن عساکر عن ام المومنین الصدیقۃ والحسن بن سفین فی مسندہ و ابو نعیم فی الحلیۃ عن معاذ بن جبل والسنجری فی الابانۃ عن ابن عمر وھو وابن عدی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم والبیھقی فی شعب الایمان عن ابراہیم بن میسرۃ التابعی المکی الثقۃ مرسلا۔ دو حدیثوں میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا عملت سیئۃ فاحدث عندھا توبۃ السر بالسر والعلانیۃ بالعلانیۃ جب تو کوئی گناہ کرے تو فوراً توبہ کر۔ پوشیدہ کی پوشیدہ اور علانیہ کی علانیہ۔ رواہ الامام احمد فی کتاب الزہد والطبرانی فی الکبیر والبیھقی فی الشعب عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن جید واحمد ایضا فیہ عن عطاء

بن یسار مرسلا حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من استعمل رجلا من عصابة وفيهم من هو ارضى لله منه فقد خان الله ورسوله والمومنين جس نے کسی گروہ پر ایسے کو افسر بنایا کہ اوس گروہ میں اس سے زیادہ اللہ کو پسندیدہ شخص موجود ہے اوس نے اللہ ورسول اور مسلمانوں سب کی خیانت کی رواہ الحاکم وصححہ وابن عدی والعقیلی والطبرانی والخطیب عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فتاوی ظہیریہ امام ظہیر الدین واشباہ والنظائر محقق زین وتنویر الابصار شیخ الاسلام غزی و درمختار میں ہے لو سلم علی الذمی تبجیلا یکفر لان تبجیل الکافر کفر ولو قال لمجوسی یا استاذ تبجیلا کفر فصول عمادی وعقد الفرائد و درمختار وجامع الفصولین ونور العین ومحیط وفتاوی عالمگیریہ وغیرہا میں ہے ما یکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد زنا وما فیہ خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبة وتجدید النکاح۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از موضع اومری کلاں ڈاکخانہ کانٹھ ضلع مراد آباد مرسلہ ظفر احسن صاحب ۶ محرم الحرام ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اول محرم کا جاری ہونا شاہ تیمور کے وقت سے ہوا جب سنت والجماعت نہیں تھا وہاں کے روضوں کی تصویریں جو منسوب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضے تھے اوترواکر رکھکر شاہ اپنا خیال پورا کرلیتا تھا اور چونکہ یہ امر بھی حکم خدا اور نیز کسی حدیث نبوی سے ثابت نہیں ہے اس لئے وہ کیا حکم رکھتا ہے اور جبکہ محرم کو جاہل لوگ سجدہ کرتے ہیں اور منتیں لوگ تازیوں پر از قسم اناج پکا ہوا یا شیرینی چڑھاتے ہیں فاتحہ دیتے ہیں تازیہ کیساتھ باجہ ہوتا ہے اور مرثیہ انیس وغیرہ کے جو سنی نہیں ہیں ان کی تصنیف کے جو اصل واقع کے برخلاف طویل ہیں وہ سُر راگنی اور کئی آواز سے ڈھب سے پڑھتے ہیں بازار گلی کوچوں میں آل عبا کی عورتوں کی حالت وہ بیان کرتے ہیں معاذ اللہ تازیوں پر روٹی پکواکر رکھتے ہیں کربلا ایک مخصوص جگہ مقرر کرکے وہاں روٹی بانٹتے ہیں اکثر یہاں بھی آگے پیچھے کی بحث میں لڑائیاں ہوجاتی ہیں عورتیں اکثر مسلمانوں کی بلا پردہ تازیوں پر جاتی ہیں تازیوں کا سوم چہلم کرتے ہیں فاتحہ دلاتے ہیں معززات گروہ تازیہ داری یہ ہیں ہمیشہ سے یہی رسم جاری ہے تعلیم یافتہ کہتے ہیں کہ ہم سجدہ نہیں کرتے محض یادگاری امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وشہیدان وشب کربلا بناتے ہیں اور تازیہ کیوجہ سے صدقہ ہوتا ہے تازیہ یادگاری کا باعث بعض کہتے ہیں پھری گدکہ کھیلنے کا موقع ملتا ہے: نتیجہ صدہا سال سے یہ نکل رہا ہے کہ جابجا لڑائی دنگہ فساد اس تازیہ کے بدولت ہوتے ہیں امروہہ کا واقعہ قریب کا ہے جس میں بہت سے مسلمان جیل خانہ گئے قتل بھی ہوا ہزاروں روپیہ مسلمانوں کا مقدمہ بازی میں خرچ ہوا بہت سے گھر ویران ہوگئے پس گزارش عالمان ومفتیان شرع سے ہے کہ تازیہ بنانے والے ہمدردی کرنے والے باجہ بجانے والے اس گروہ میں شامل ہونے والے اس طریقہ متذکرہ بالا کے بموجب صدقہ کے نام سے خرچ کرنے والے کس امر کے مستحق ہیں اور اس طریقہ سے خرچ کسی مد میں شمار ہوتا ہے یا نہیں۔

الجواب

تعزیہ جس طرح رائج ہے ضرور بدعت شنیعہ ہے جس قدر بات سلطان تیمور نے کی کہ روضۂ مبارک حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحیح نقل تسکین شوق کو رکھی وہ ایسی تھی جیسے روضۂ منورہ وکعبہ معظمہ کے نقشے اوس وقت تک اس قدر میں حرج نہ تھا اب بوجہ تشبہ شیعی وشبہہ اس کی بھی اجازت نہیں۔ یہ جو باجے تاشے مرثیے ماتم برق پری کی تصویریں تعزیے سے مرادیں مانگنا اوس کی منتیں ماننا اوسے جھک جھک کر سلام کرنا سجدہ کرنا وغیرہ وغیرہ بدعات کثیرہ اوس میں ہوگئی ہیں اور اب اسی کا نام تعزیہ داری ہے یہ ضرور حرام ہے دبیر انیس وغیرہ اکثر روافض کے مرثیے تبرا پر مشتمل ہوتے ہیں اگرچہ جاہل نہ سمجھیں اور نہ بھی ہو تو جھوٹی ساختہ روایتیں خلاف شرع کلمات اہل بیت طہارت کی معاذ اللہ نہایت ذلت کے ساتھ بیان اور سرے سے غم پروری کے مرثیے کس نے حلال کیے حدیث میں ہے نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن المراثی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مرثیوں سے منع فرمایا۔ اور اس کے سبب صدقہ خیرات ہونا جھوٹا عذر ہے اللہ کے بندے کہ تعزیہ وغیرہا بدعات کو حرام جانتے ہیں نیاز وخیرات کرتے ہیں ربیع الاول شریف میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیازیں ہوتی ہیں ربیع الآخر شریف میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیازیں ہوتی ہیں ان میں کون سا تعزیہ ہوتا ہے اور بالفرض غلط اگر تعزیہ ہی باعث خیرات ہو تو خیرات ایک مستحب چیز ہے اور بدعات حرام مستحب

کے لئے حرام حلال نہیں ہو سکتا عجب ان سے کہ منتخب نہ کریں گے جب تک حرام اوس کی یاد نہ دلائے پھری گد کا ایک مباح بات ہے مباح کے لئے حرام کیونکر حلال ہو سکتا ہے غرض عذرات سب بیہودہ ہیں اور ان افعال کے مرتکب سب گنہگار اور انھیں مدد دینا ناجائز اور علم تعزیے تخت۔ ہیں جو کچھ صرف ہوتا ہے سب اسراف وحرام اور تعزیے کی نیاز لنگر کا لٹانا روٹیوں کا زمین پر پھینکنا پاؤں کے نیچے آنا سب بیہودہ ہے ہاں نیاز کے طور پر سب بدعات بے بکر حضرات شہدائے کرام کی نیاز کریں تو عین برکت وسعادت ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ - از حیدر آباد دکن مرسلہ محمد اکبر علی صاحب مدیر صحیفہ روزانہ ۱۳ محرم الحرام ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مونوگرام بنانا چاہتا ہے جس کا نقشہ درج ذیل ہے۔
دریافت طلب یہ ہے کہ اس مہر کے چوتھے درجہ میں ایک آیۃ قرآنیہ لکھی ہوئی ہے اس کے اوپر کے تین درجوں میں انگریزی میں اخبار روزانہ صحیفہ حیدر آباد دکن درج ہیں اس میں کوئی امر آیۃ قرآنیہ کی توہین کا تو نہیں ہے اگر ہے تو کس آیت یا حدیث کی بنا پر ہے اگر انگریزی کے عوض چینی جاپانی یا اطالوی زبان میں خاص ان کے حروف میں کوئی عبارت لکھ کر نیچے آیۃ قرآنیہ لکھی جائے تو اس میں کوئی مضائقہ ہے یا نہیں۔ دوسرا امر یہ ہے کہ اس مونوگرام کو اخبار کے بیرونی طبلق اور دوسرے خط وکتابت کے لفافہ جات پر چھپوایا جاسکتا ہے یا نہیں۔ اس لئے کہ طبلق اور لفافہ جات مثل ملفوفہ کے حفاظت سے نہیں رکھے جاتے ہیں بلکہ ان کو چاک کرکے ردی میں پھینکا جاتا ہے اس صورت میں اگر لفافہ جات وطبلق وغیرہ پر اسے چھپوایا جائے تو کیا کوئی حرج شرعی لازم آتا ہے اگر آتا ہے تو کس آیۃ یا حدیث کی بنا پر۔ المستفتی الفقیر الی اللہ الولی محمد اکبر علی مدیر صحیفہ روزانہ۔

الجواب

تعظیم قرآن عظیم ایمان مسلم ہے اوس کے لئے کسی خاص آیت وحدیث کی کیا حاجت اور تعظیم وبے تعظیمی میں بڑا دخل عرف کو ہے محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں یحال علی المعھود حال قصدا لتعظیم انگریزی چینی جاپانی جرمنی لاطینی جو زبان غیر اسلامی ہو جسے اسلام نے فارسی وآردو کی طرح اپنا خادم نہ کرلیا جس کی وہ زبان نہو اوسے بلاضرورت اوس میں کلام نہ چاہیے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایاکم ورطانۃ الاعاجم رواہ البیہقی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا فانہ یورث النفاق رواہ الحاکم فی صحیحہ المستدرک نہ قرآن عظیم کا اوس سے ملانا کہ ضم شرعًا وعقلاً وعرفًا مجانست ہے لہذا علمائے کرام نے زمخشری معتزلی کا تفسیر میں بعض ابیات ہزل لانا اگرچہ بروجہ استشہاد تھا سخت مذموم ومعیوب وخلاف ادب جانا علامہ برہان الدین حیدر بن الہروی تلمیذ علامہ تفتازانی پھر فاضل شمس الدین اصبہانی اپنی تفسیر جامع بین الکبیر والکشاف میں کشاف کے محاسن لکھ کر فرماتے ہیں الا انہ لاخطائہ سلوک الطرق الادبیۃ التزم فی کتابہ امورا ادھشت رونقہ وابطلت منظرہ فتکدرت مشارعہ وتنزلت زینتہ منہا انہ لشغفہ باظہار الفضائل والکمالات وان یعرف انہ مع تبحرہ فی العلوم موصوف بلطائف المحاورۃ ونفائس المحاضرۃ اورد فیہ ابیاتا بنی علی الھزل والفکاھۃ اساسہا وھذا امر من الشرع والعقل بعید اھ ملتقطا - نہ کہ انگریزی کا اوپر اور آیۂ کریمہ کا نیچے ہونا نہ کہ تین درجے بلندی۔ یہاں علو وسفل ضرور عرفا تعظیم وبے تعظیمی کا مشعر ہوتا ہے ولہذا مروی ہوا کہ انگشتری مبارک حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کہ محمد رسول اللہ منقوش تھا سطر بالا میں کلمۂ جلالت تھا اور سطر دوم میں رسول سوم میں نام اقدس۔ اس شکل پر [اللہ / رسول / محمد] ظاہر جبھی سے مہروں میں یہ رسم ہے کہ نیچے سے اوپر کو پڑھی جاتی ہیں علامہ اسنوی پھر علامہ ابن رجب وغیرہما فرماتے ہیں کتابتہ کانت من اسفل الی فوق یعنی الجلالۃ اعلی الاسطر الثلثۃ ومحمد اسفلھا ویقرؤ من اسفل شیخ محقق اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں بود نقش خاتم کہ سطر یک پایاں محمد وسطر میانہ رسول وسطر دیگر بالا اللہ

شیخ محی الدین نووی گفتہ سطر اول اللہ وسطر دوم رسول وسطر سوم محمد بدین ہیات [اللہ / رسول / محمد] علامہ عزیزالدین بن جماعہ فرماتے ہیں انہ الیق بکمال ادبہ پھر آیۃ کریمہ کو اخبار کی طبلق یا کارڈ یا لفافوں پر چھپوانا ضرور بے ادبی کو مستلزم اور حرام کی طرف منجر رہے اوس پر چھپے رسالوں وغیرہم بے وضو بلکہ جنب بلکہ کفار کے ہاتھ لگیں گے جو ہمیشہ جنب رہتے ہیں اور یہ حرام ہے قال تعالیٰ لا یمسہ الا المطھرون مہریں لگانے کیلئے زمین پر رکھے جائینگے پھاڑ کر ردی میں پھینکے جائینگے ان بے حرمتیوں پر آیت کا پیش کرنا اس کا فعل ہوا سہ کردم از عقل سوالے کہ بگو ایمان چیست ؛ عقل در گوش دلم گفت کہ ایمان ادب است نسأل اللہ حسن التوفیق اس سوال کا منشا ہی اسکے جواب کو بس تھا کہ قلب کی حالت ایمانی نے ان دونوں باتوں میں خدشہ جانا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الاثم ماحاک فی صدرک واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از ریاست لشکر گوالیار بازار پاٹنکر مسؤلہ عطا حسین صاحب مہتمم مدرسہ تعلیم القران واقع مسجد بازار ندکور ۱۵ صفر ۱۳۳۷ھ بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین ان اعلان کرنے والے صاحب کی بابت جو باوجود اہل علم اور سنت والجماعت ہونے کے اپنے اعلان کی سطر چودہ پندرہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم کا وسیلہ بھی تحریر نہیں یہ دونوں اعتراض صحیح ہیں یا غلط اگر صحیح ہیں تو اعلان کرنے والے صاحب کے حق میں شرعی حکم کیا ہے اور وہ اہل سنت والجماعت کہے جاسکتے ہیں اور اگر غلط ہیں تو کس طرح بینوا توجروا۔ امید کہ حسب ذیل پتہ پر جواب باصواب سے مطلع فرمائینگے تاکہ اس کو شائع کردیا جائے۔

الجواب

جب سوال میں اعلان دہندہ کے سنی ذی علم ہونے کا اقرار ہے تو سنی خصوصاً ذی علم پر ایسی باتوں میں مؤاخذہ کوئی وجہ نہیں رکھتا شروع میں حمد ونعت نہ لکھنا ممکن کہ بلحاظ ادب ہو کہ ایسے پرچے لوگ احتیاط سے نہیں رکھتے اور وقت تحریر زبان سے ادا کرلینا کافی ہے۔ جیسا امام ابن الحاجب نے کافیہ میں کیا مسلمان پر نیک گمان کا حکم ہے ظن المؤمنون والمؤمنٰت بانفسھم خیرا۔ سطر ۱۴ میں یہ ہے وہ ہماری خطاؤں کو محض اپنے فضل وکرم سے معاف فرمائے۔ اس میں توسل کا ذکر نہیں تو معاذ اللہ توسل سے انکار بھی تو نہیں اور سنی کیونکر انکار کرے گا اور انکار کرے تو سنی کب ہوگا مسلمان کے دل میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل رچا ہوا ہے اوسکی کوئی دعا توسل سے خالی نہیں ہوتی اگرچہ بعض وقت زبان سے نہ کہے مولٰنا قدس سرہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ؎ اے لبسا ناوردہ استثنا بہ گفت ؛ جان او با جان استثناست جفت۔ اور محض کا لفظ معاذ اللہ توسل کی نفی نہیں دین ودنیا وجسم وجان میں جو نعمت کسی کو ملی اور ملتی ہے اور ابدالآباد تک ملیگی سب حضور اقدس خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے اور حضور کے مبارک ہاتھوں سے ملی اور ملتی ہے اور ابدالآباد تک ملیگی انما انا قاسم واللہ المعطی دینے والا اللہ ہے اور بانٹنے والا میں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم با اینہمہ جو نعمت ہے اللہ عزوجل کے محض فضل وکرم سے ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وسیلہ وواسطہ وقاسم ہر نعمت ہونا یہ بھی تو محض فضل وکرم الٰہی جل وعلا ہے فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم اے محبوب اللہ کی کتنی بڑی رحمت ہے کہ تم اون کے لئے نرم ورحیم ومہربان ہوئے والحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعتراض اگرچہ صحیح نہیں مگر میں معترض کے اس حسن اعتقاد کی داد دیتا ہوں کہ توسل اقدس کا ذکر نہ آنا اوسے ناگوار ہوا جزاہ اللہ خیرا واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از ڈربن ناٹال جنوبی افریقہ مسؤلہ مولوی عبدالعلیم صاحب قادری برکاتی رضوی میرٹھی ۲۱ صفر ۱۳۳۷ھ

ما قولکم ایھا العلماء الکرام حکومت کی طرف سے اعلان ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص ہندوستان سے باہر جانا چاہے یا باہر سے ہندوستان آنا چاہے تو اوسکو گورنمنٹ سے ایک اجازت نامہ جسکو بزبان انگریزی پاسپورٹ کہتے ہیں لینا ضروری ہوگا ورنہ داخلہ خارجہ کی اجازت نہ دی جائے گی یہ اجازت نامہ نہیں مل سکتا تاوقتیکہ ایک تصویر کم ازکم نصف حصۂ اعلیٰ کی اجازت لینے والا داخل کرے اس تصویر کی تین نقلیں ہونگی جو تینوں بھیجی جائینگی دو گورنمنٹ میں محفوظ رہینگی اور ایک اجازت نامہ کیساتھ واپس ملجائیگی۔ جس کا اجازت گیرندہ کو اپنے پاس رکھنا ضروری ہے۔ بعض اشخاص مسلمین اپنے اہل وعیال سے دور بعض تجارتی کاروبار میں مبتلا نقل وحرکت بغیر چارہ نہیں بعض علماء کو اعلاء کلمۃ الحق کیلئے باہر جانے یا جاکر واپس آنے کی ضرورت ایسی اشد شدید ضروریات ہیں کہ جہاں بعض شکلوں میں سخت ترین دینی نقصانات بھی ہیں اجازت لینے کی غرض سے نصف حصۂ اعلیٰ بدن کی تصویر کھنچوانا

ﮪ یعنی تحریر فرماتے ہیں اعتراض اول۔ یہ کہ اعلان کے شروع میں نہ حمد ہے نہ نعت۔ اعتراض دوم۔ سطور چودہ وپندرہ

بذریعہ فوٹوگراف جائز ہے یا نہیں۔ اور اس اجازت نامہ کو اپنے پاس رکھنا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

شک نہیں کہ ذی روح کی تصویر کھینچنی بالاتفاق حرام ہے اگرچہ نصف اعلیٰ بلکہ صرف چہرہ کی ہو کہ تصویر چہرہ ہی کا نام ہے امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح معانی الآثار میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی الصورۃ الرأس اگرچہ ان کے پاس رکھنے میں اختلاف ہے اور صحیح و معتمد یہ کہ انکا بھی رکھنا حرام ہے جیسا پوری تصویر کا مگر جبکہ اتنی چھوٹی ہو کہ زمین پر رکھکر کھڑے ہو کر دیکھنے سے اعضا کی تفصیل نظر نہ آئے یا ذلت و خواری کی جگہ مثلاً فرش پا انداز میں ہو یا چہرہ بگاڑ دیں کاٹ کر دیں محو کر دیں کہ ان صورتوں میں پوری تصویر بھی رکھنی جائز ہے یا ضرورت و مجبوری ہو جیسے سکہ کی تصویریں اس کی کامل تحقیق ہمارے رسالہ عطایا القدیر فی حکم التصویر میں ہے اور ان صورتوں میں اگرچہ رکھنا جائز ہے کھینچنا ان کا بھی حرام ہے۔ لاطلاق نصوص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی احادیث متواترۃ ثم اطلاق الائمۃ فی کتب متکاثرۃ اور جس کا کھینچنا حرام ہے کھچوانا بھی حرام ہے، شرع مطہر کا قاعدہ ہے ماحرم اخذہ حرم اعطاؤہ قال اللہ تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان وقال تعالیٰ کانوا لایتناھون عن منکر فعلوہ لبئس ما کانوا یفعلون ۰ مگر مواضع ضرورت مستثنیٰ رہتے ہیں" الضرورات تبیح المحظورات"، اور حرجِ بیّن و ضرورت و مشقت شدیدہ کا بھی لحاظ فرمایا گیا ہے۔ ماجعل علیکم فی الدین من حرج لاضرر ولا ضرار یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر ہاں مجرد تحصیلِ منفعت کے لئے کوئی ممنوع مباح نہیں ہو سکتا مثلاً جائز نوکری تیس روپیہ ماہوار کی ملتی ہو اور ناجائز ڈیڑھ سو روپے مہینہ کی تو اس اکیسو بیس روپے ماہانہ نفع کے لئے ناجائز کا اختیار حرام ہے فتاوی امام قاضی خاں میں ہے۔ رجل اٰجر نفسہ من النصاری لضرب الناقوس کل یوم بخمسۃ دراھم ویعطی فی عمل اٰخر کل یوم درھم علیہ ان یطلب الرزق من موضع اٰخر۔ اس سوال کے ورود پر ہم نے ایک رسالہ جلی النص فی اماکن الرخص تحقیقاً جلیلہ پر مشتمل لکھا ان تمام مباحث کی تنقیح و تشریح اوس میں ہے تصویر کھنچوانے میں معصیت بوجہ اعانتِ معصیت ہے پھر اگر بخوشی ہو تو بلاشبہہ خود کھینچنے ہی کی مثل ہے یوہیں اگر اسے کھنچوانا مقصود نہیں بلکہ دوسرا مقصدِ مباح مثلاً کوئی جائز سفر مگر قانوناً تصویر دینی ہوگی تو اگر وہ مقصد ضرورت و حاجت صحیحہ موجب حرام و ضرر و مشقت شدیدہ تک نہ پہنچا جب بھی ناجائز کہ منفعت کے لئے ناجائز جائز نہیں ہو سکتا اور اگر یہ حالت ہے تو ایسی صورت میں فعل کی نسبت فاعل پر مقتصر رہتی ہے اور یہ اوس نیت سے بری اور اپنے اوپر سے دفع حرج و ضرر کا قاصد ہونے کے سبب لاتزر وازرۃ وزر اخری اور انما الاعمال بالنیات و انما لکل امرئ مانوی کا فائدہ پاتا ہے فتح القدیر میں ہے ماذکر انہ لامتوصل الی الحج الا بارشائھم فتکون الطاعۃ سبب المعصیۃ فیہ نظر بل الاثم فی مثلہ علی الاٰخذ لا المعطی علی ما عرف من تقسیم الرشوۃ فی کتاب القضاء۔ اہل و عیال کے پاس جانے یا انھیں لانے کی ضرورت ہے بیشک ضرورت ہے رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت ہرگز یہ حکم نہ دیگی کہ تصویر لینگے تم یہیں رہو اور انھیں سمندر پار پڑا رہنے دو کہ نہ تم اون کی موت و حیات میں شریک ہو سکو نہ وہ تمھاری تجارت اگر پہلے سے وہاں بھی اور اب اوسے قطع کر کے مال وہاں سے لانے کے لئے ایک بار جانا ہے اگر نہ جائے تو مال جائے تو یہ بھی صورت اجازت ہے کہ شرع میں مال شفیق نفس ہے قال اللہ تعالیٰ اموالکم التی جعل اللہ لکم قیما۔ اور اگر تجارت قائم رکھنے کو جانا ہے مگر ایک ہی بار کہ پھر وہیں توطن کا ارادہ ہے یا بار بار مگر تصویر اول ہی بار لیجائیگی تو یہ بھی جواز میں ہے کہ ایک بار جانے سے چارہ نہیں اور اگر ہر بار تصویر دینی ہوگی تو دو صورتیں ہیں اول یہ کہ اس کے پاس ذریعۂ رزق وہی تجارت ہے اور وہ تجارت وہیں چلتی ہے اگر یہاں مال اوٹھالائے بیکار رہ جائے یا نقصان شدید

اوٹھائے تو یہ پھر حرج وضرر کی صورت میں آگیا والحرج مدفوع اور اگر اوس کے قطع میں معتدبہ ضرر نہیں یا وہ تجارت یہاں بھی چلیگی اگرچہ نفع کم ملے گا تو صرف بغرض قطع ایک بار جانے کی اجازت ہے دوبارہ کی نہیں کہ منفعت کے لئے نارواا روا کرنا نارواا علائے کلمۃ اللہ مین تین صورتین ہین اگر کچھ کافرون نے وہاں سے اسے لکھا کہ ہم تمھارے ہی ہاتھ پر مسلمان ہوں گے آکر ہمیں مسلمان کرلو تو لازم ہے کہ جائے کہ اس کے لئے فرض نماز کی نیت توڑ دینا واجب ہوتا ہے حدیقہ ندیہ بحث آفات البدمیں ہے لوقال ذمی للمسلم اعرض علی الاسلام یقطع وان کان فی الفرض کذا فی خزانۃ الفتاوی۔ یا وہاں کچھ کفار اسلام کی طرف مائل ہیں کوئی ہدایت کرنے والا ہو تو ظن غالب ہے کہ مسلمان ہو جائیں گے اس صورت میں بھی اجازت ہوگی فان الظن الغالب ملتحق بالیقین بلکہ اس صورت میں بھی وجوب چاہیئے۔ کہ ایسی حالت مین تاخیر جائز نہیں کیا معلوم کہ دیر میں شیطان راہ مار دے اور یہ مستعدی جاتی رہے اور یہاں یہ خیال نہیں ہوسکتا کہ کچھ میں ہی تو متعین نہیں کہ ہر ایک یہی خیال کرے گا تو کوئی نہ جائے گا اور اگر یہ بھی نہیں عام کفار کی سی حالت ہے تو بحمد اللہ تعالیٰ دعوت اسلام ایک ایک ذرہ زمین کو پہنچ چکی و لہذا اب قتال کفار میں تقدیم دعوت صرف مستحب ہے ہدایہ میں ہے۔ یستحب ان یدعو من بلغتہ الدعوۃ مبالغۃ فی الانذار ولا یجب ذلک اب یہ صرف منفعت کے درجہ میں آگیا اس کے لئے اجازت نہ چاہیئے ہاں اگر معلوم ہو کہ وہاں ہنوز دعوت اسلام پہنچی ہی نہیں تو تبلیغ واجب ہے یہ صورت دوم کی مثل ہوکر اجازت مین رہے گا ظاہر ہے کہ صورت سوال وہ نئی تازی حال کی صورت ہے کہ کتب مین ہونا درکنار اس سے پہلے کبھی سننے ہی مین نہ آئی فقیر نے جو کچھ ذکر کیا تفقہاً ہے اور مولیٰ تعالیٰ سے امید صواب وثواب ہے۔ فان اصبتُ فمن ربی ولہ الحمد وان اخطأتُ فمنی ومن الشیطان واللہ ورسولہ عنہ بریئان جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واللہ تعالیٰ اعلم۔

رسالہ جلی النص فی اماکن الرخص

۱۳۳۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ الذی بعث نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشریعۃ سمحۃ سہلۃ غراء بیضاء لیلہا کنہارہا وافضل الصلاۃ واکمل السلام علی من احل لنا الطیبات وحرم علینا الخبائث ووضع عنا ما کان علی الامم الخالیۃ من الاصر والاغلال واوزارہا وعلی آلہ وصحبہ واولیائہ وحزبہ الذین جعلہم ربہم امۃ وسطا فقالوا بالحق وقاموا بالعدل وفازوا بالفیوض الشریعۃ وانوارہا وعلینا بہم ولہم وفیہم یا ارحم الراحمین ابد الآبدین فی کل آن وحین عدد اوبار الھدایا واصواف الضحایا واشعارہا آمین **اما بعد** یہ چند سطور کاشفۃ الستور بعون الغفور لامعۃ النور اس بیان مین ہین کہ بعض اوقات بعض ممنوعات میں رخصت ملتی ہے اس کی اجمالی تفصیل کیا ہے ظاہر ہے کہ نہ ہر ممنوع کسی نہ کسی وقت مباح ہوسکتا ہے نہ ہر وقت ایسا کہ کسی نہ کسی ممنوع میں رخصت کی قابلیت رکھتا ہے ادھر اس کے متعلق بعض قواعد فقہیہ مین بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے **ایک اصل** یہ ہے کہ درء المفاسد اہم من جلب المصالح مفسد کا دفع مصلحت کی تحصیل سے زیادہ اہم ہے حدیث ذکر کی جاتی ہے ترک ذرۃ مما نہی اللہ عنہ افضل من عبادۃ الثقلین ایک ذرہ ممنوع شرعی کا چھوڑنا جن وانس کی عبادت سے افضل ہے یہ قاعدہ مطلقاً لحاظ نہی بتاتا ہے۔ **دوم** الضرورات تبیح المحظورات مجبوریاں ممنوع کو مباح کردیتی ہین۔ **اقول** اس کا استنباط کریمہ فاتقوا اللہ ما استطعتم وکریمۂ لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا مین ہے یعنی مقدور بھر پرہیزگاری کرو اللہ کسی جان پر اوس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں رکھتا یہ مطلقاً لحاظ ضرورت فرماتا ہے۔ **سوم** من ابتلی ببلیتین اختار اھونہما دو بلاؤن کا مبتلا اون مین ہلکی کو اختیار کرے **اقول** یہ کریمہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان سے ماخوذ ہے یہ قاعدہ دونون اطلاق نہین کرتا بلکہ موازنہ چاہتا ہے **چہارم** الضرر یزال ضرر مدفوع ہے قال عزوجل ما جعل علیکم فی الدین من حرج تم پر دین مین کوئی تنگی نہ رکھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فرماتے ہیں۔ لاضرر ولاضرار نہ ضرر لو نہ دو۔ رواہ ابن ماجۃ عن عبادۃ ولاحمد عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم بسند حسن ارتکاب ممنوع بھی ضرر ہے تو یہ اصل اول سے موافق ہے اور انسانی ضرورت بھی ضرر ہے تو اصل دوم کے مطابق ہے **پنجم** المشقۃ تجلب التیسیر مشقت آسانی لاتی ہے اور اسی کے معنی مین ہے ماضاق امر الا اتسع مولٰی سبحنہ فرماتا ہے یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہین چاہتا اس کا دائرہ ضرورت ومجبوری سے وسیع تر ہے **ششم** ماحرم اخذہ حرم اعطاؤہ جس کا لینا حرام اوس کا دینا بھی حرام۔ قال تعالٰی لاتعاونوا علی الاثم والعدوان گناہ اور حد سے بڑھنے پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ **ہفتم** انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ مانوی اعمال نیتوں پر ہین اور ہر ایک کے لئے اوس کی نیت۔ قال عزوجل یایھا الذین اٰمنوا علیکم انفسکم لایضرکم من ضل اذا اھتدیتم ایمان والو آپ ٹھیک رہو دوسرے کا بہکنا تمہین ضرر نہ دیگا جب تم راہ پر ہو ہم دیکھتے ہین حج مین مدتون سے ٹیکس لئے جاتے ہیں اور اس سے حج ممنوع نہین ہو جاتا تجارتون پر صدہا سال سے تمام دنیا میں ٹیکس اور چنگیاں ہین اس سے تجارت بند نہین کی جاتی یہ قاعدہ ہفتم کے موافق ہے لیکن سود کا لینا دینا دونون حرام حدیث صحیح مین دونون پر لعنت فرمائی دوسری حدیث میں ارشاد ہوا الراشی والمرتشی کلاھما فی النار رشوت دینے اور لینے والا دونون جہنم مین ہین یہ قاعدہ ششم کے مطابق ہے لہذا بقدر وسعت اون مواقع واماکن کا بیان چاہیے جہاں رخصت ملتی ہے اور جہاں نہین کہ ان قواعد کے موارد واضح ہون نیز مسائل کثیرہ ومباحث عزیزہ باذنہ تعالٰی روشن ولائح ہون نیز اس شریعت مطہرہ کی رحمتین اور اوس کا اعتدال اور برخلاف شرائع یہود ونصارٰی سختی ونرمی محض سے انفصال ظاہر ہو وباللہ التوفیق۔ علما فرماتے ہین مراتب پانچ ہین۔ ضرورت[۱]۔ حاجت[۲]۔ منفعت[۳]۔ زینت[۴]۔ فضول[۵]۔ امام محقق علی الاطلاق نے اسے اقسام اکل مین دکھایا اور ضرورت یہ بتائی کہ بے اوس کے ہلاک یا قریب ہلاک ہو اور حاجت یہ کہ حرج ومشقت میں پڑے باقیوں کی تعریف نہ فرمائی مثال بتائی منفعت گیہون کی روٹی بکری کا گوشت۔ زینت حلوا مٹھائی فضول طعام شبہہ حرام ونقلہ فی غمز العیون من قاعدۃ الضرر یزال واقتصر علیہ فقیر بقدر فہم کلام عام کرے۔ **فاقول** پانچ چیزین ہین جن کے حفظ کو اقامت شرائع الٰہیہ ہے دین وعقل ونسب ونفس ومال۔ عبث محض کے سوا تمام افعال انھین مین دورہ کرتے ہیں اب اگر فعل (کہ ترک بمعنی کف کو کہ وہی مقدور وزیر تکلیف ہے نہ بمعنی عدم کما فی الغمز وغیرہ بھی شامل) اگر ان مین کسی کا موقوف علیہ ہے کہ بے اوس کے یہ فوت یا قریب فوت ہو تو یہ مرتبہ ضرورت ہے جیسے دین کے لئے تعلم ایمانیات وفرائض عین۔ عقل ونسب کے لئے ترک خمر وزنا۔ نفس کے لئے اکل وشرب بقدر قیام بنیہ۔ مال کے لئے کسب ودفع غصب وامثال ذلک اور اگر توقف نہین مگر ترک مین لحوق مشقت وضرر وحرج ہے تو حاجت جیسے معیشت کے لئے چراغ کہ موقوف علیہ نہین ابتدائے زمانہ رسالت علی صاحبہا افضل الصلاۃ والتحیۃ مین اون مبارک مقدس کاشانون میں چراغ نہ ہوتا ام المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہین والبیوت یومئذ لیس فیہا مصابیح رواہ الشیخان مگر عامہ کے لئے گھر مین بالکل روشنی نہونا ضرور باعث مشقت وحرج ہے اور اگر یہ بھی نہو مگر حصول مفید ہے نفس فائدہ مقصودہ اوس سے حاصل ہوتا ہے تو منفعت جیسے مکان کے ہر دالان مین ایک چراغ اور اگر فائدہ مقصودہ کی تحصیل اس پر نہین بلکہ ایک امر زائد زیب وزیبائش بقدر اعتدال کے لئے ہے تو زینت جیسے چراغ کی جگہ فانوس اور اگر اوس سے اتنا فائدہ بھی نہین یا اس مین افراط اور خروج عن الحد ہے تو فضول جیسے بے کسی نیت محمودہ کے گھر مین چراغاں۔ اب مواضع ضرورت کا استثنا تو بدیہی جس کے لئے اصل دوم کافی اور اوسکی فروع معروف ومشہور اور استقصا سے بعید ومہجور مثلا کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکے بیٹھکر پڑھے ورنہ لیٹ کر ورنہ اشارہ سے الی غیر ذلک مما لایخفی اس کے لئے تمام ممنوعات کہ کسی حال مین قابل اباحت یا محتمل رخصت ہون مباح یا مرخص ہو جاتے ہین نہ قتل زنا وقتل ناحق مسلم کہ کسی شدید سے شدید ضرورت کیلئے بھی مرخص نہین ہو سکتے یہان تک کہ اگر صحیح خوف قتل کے سبب بھی ان پر اقدام کرے گا مجرم ہوگا حکم ہے کہ باز رہے

اگرچہ قتل ہوجائے اگر مارا گیا اجر پائے گا کما نصوا علیہ اصولاً و فروعاً پھر اپنی ضرورت تو ضرورت ہے ہی دوسرے مسلم کی ضرورت کا بھی لحاظ فرمایا گیا ہے مثلاً (۱) دریا کے کنارے نماز پڑھتا ہے اور کوئی شخص ڈوبنے لگا اور یہ بچا سکتا ہے لازم ہے کہ نیت توڑے اور اوسے بچائے حالانکہ ابطال عمل حرام تھا قال تعالیٰ لا تبطلوا اعمالکم (۲) نماز کا وقت تنگ ہے ڈوبتے کو بچانے میں نکل جائے گا بچائے اور نماز قضا پڑھے اگرچہ قصداً قضا کرنا حرام تھا۔ (۳) نماز کا وقت جاتا ہے اور قابلہ اگر نماز میں مشغول ہو بچے پر ضائع ہونے کا اندیشہ ہے نماز کی تاخیر کرے (۴) نماز پڑھتا ہے اور اندھا کوئیں کے قریب پہنچا اگر یہ نہ بتائے وہ کوئیں میں گرجائے نیت توڑ کر بتانا واجب ہے اشباہ میں ہے تخفیفات الشرع انواع۔ الخامس تخفیف تاخیر کتاخیر الصلاۃ عن وقتہا فی حق مشتغل بانقاذ غریق ونحوہ رد المحتار کتاب الحج میں ہے۔ جاز قطع الصلاۃ او تاخیرھا لخوفہ علی نفسہ او مالہ او نفس غیرہ او مالہ کخوف القابلۃ علی الولد والخوف من تردی اعمی من الذئب وخوف الراعی من الذئب وامثال ذلک اقول یہ بھی حقیقۃً اپنے نفس کی طرف راجع کہ یہ شرعاً اون کے بچانے پر مامور ہے ؎ اگر بینم کہ نابینا و چاہ است ٭ اگر خاموش بنشینم گناہ است ولہذا جن کا نفقہ اس پر لازم ہے بے اون کا بندوبست کئے حج کو نہ جائے اور جن کا نفقہ اس پر نہیں اگرچہ اس کے چلے جانے سے اون کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو اس پر لحاظ لازم نہیں کہ یہ یہاں رہتا جب بھی تو اونھیں نفقہ دینے کا شرعاً مامور نہ تھا محیط پھر عالمگیریہ میں ہے ان کرہ خروجہ (ای للحج) زوجتہ واولادہ او من سواھم ممن یلزمہ نفقتہ وھو لا یخاف الضیعۃ علیھم فلا باس بان یخرج ومن لا تلزمہ نفقتہ لو کان حاضرا فلا باس بالخروج مع کراھتہ وان کان یخاف الضیعۃ علیھم اور زینت و فضول کے لئے کسی ممنوع شرعی کی اصلاً رخصت نہ ہوسکنا بھی ایضاح سے غنی جس پر اصل اول بدرجۂ اولیٰ دلیل وافی ورنہ احکام معاذ اللہ ہوائے نفس کا بازیچہ ہوجائیں اقول یوہیں مجرد منفعت کے لئے کہ وہ اصل مدلول اصل اول اور اس پر کتب معتمدہ میں فروع کثیرہ دال (۱) حقنہ بضرورت مرض جائز ہے اور منفعت ظاہرہ مثلاً قوت جماع کے لئے ناجائز ہے رد المحتار میں ذخیرۂ امام اجل برہان الدین محمود سے ہے یجوز الاحتقان للمرض فلو احتقن لا للضرورۃ بل لمنفعۃ ظاہرۃ بان یتقوی علی الجماع لا یحل عندنا اھ اوس پر حواشی فقیر میں ہے اقول ھذا ظاھر اذا کان معہ من القوۃ ما یقدر بہ علی اداء حق المرأۃ فی الدیانۃ وتحصین فرجھا اما اذا عجز عن ذلک فھل یعد ضرورۃ الظاھر لا لانہ بسبیل من ان یطلقھا فتنکح من شاءت فان الواجب علیہ احد امرین امساک بمعروف او تسریح باحسان فان عجز عن الاول لم یعجز عن الاخر نعم المعھود فی الھند ان النساء یتعیرن بالزواج الثانی تعیرا شدیدا لکن ھذا من قبلھن بجھلھن لیس علیہ فیہ اخذ فلیتأمل انتھی ما کتبت علیہ (۲) حلال کام میں تیس روپیہ مہینہ پاتا ہے اور نصرانی ناقوس بجانے پر ڈیڑھ سو روپے ماہوار دیں گے اس منفعت کے لئے یہ نوکری جائز نہیں (۳) یوہیں بھٹی کے لئے شیرہ نکالنے کی فتاوی امام اجل قاضی خان میں ہے رجل اٰجر نفسہ من النصاری لضرب الناقوس کل یوم بخمسۃ دراھم ویعطی فی عمل آخر کل یوم درھم قال ابراھیم بن یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ لا ینبغی ان یؤاجر نفسہ منھم انما علیہ ان یطلب الرزق من موضع آخر وکذا لو آجر نفسہ منھم لعصر العنب للخمر لان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعن العاصر اھ اقول ولا ینبغی ھھنا بمعنی لا یجوز بدلیل قولہ علیہ فانہ للایجاب وبدلیل تشبیھہ فی الحکم بما صح علیہ اللعن (۴ و ۵) موچی کو نیچری وغیرہ فاسقانہ وضع کا جوتا بنانے یا درزی کو ایسی وضع کے کپڑے سینے پر کتنی ہی اجرت ملے اجازت نہیں کہ معصیت پر اعانت ہے خانیہ میں متصل عبارت مذکورہ ہے۔ وکذا الاسکاف او الخیاط اذا استوجر علی خیاطۃ شیئ من زی الفساق ویعطی لہ فی ذلک کثیر اجر لا یستحب لہ ان یعمل لانہ اعانۃ علی المعصیۃ اھ اقول ولا یستحب ھھنا للنھی لاجل التشبیہ المذکور وبدلیل الدلیل ففی الخانیۃ مسئلۃ الطبل لا یجوز لانہ اعانۃ علی المعصیۃ وفی اوائل شھادات الھندیۃ عن المحیط الاعانۃ علی المعاصی من جملۃ

الکبائر (۶) لکڑی جنگل سے مفت مل سکتی ہے اور ایک شخص نہین لینے دیتا جبتک اوسے رشوت نہ دو دینا حرام بحرالرائق مین ہے وفی القنیۃ قبیل التحری الظلمۃ تمنع الناس من الاحتطاب من المروج الا بدفع شئی الیہم فالدفع والاخذ حرام لانہ رشوۃ (۷) کعبہ معظمہ کی داخلی کسدرجہ منفعت عظیمہ ہے مگر بے لئے دیئے نہ کرنے دین تو جائز نہین کہ اوس پر لینا حرام ہے تو دینا بھی حرام اور حرام محض منفعت کے لئے حلال نہین ہوسکتا ردالمحتار مین ہے فی شرح اللباب ویحرم اخذ الاجرۃ لمن یدخل البیت او یقصد زیارۃ مقام ابراھیم علیہ الصلاۃ والسلام بلاخلاف بین علماء الاسلام وائمۃ الانام کما صرح بہ فی البحر وغیرہ اھ وقد صرحوا بان ما حرم اخذہ حرم دفعہ الا لضرورۃ ولا ضرورۃ ھنا لان دخول البیت لیس من مناسک الحج اھ اوس پر حواشی فقیر مین ہے ولا ھو واجبا فی نفسہ فمن الجہل ارتکابہ لاتیان مستحب بل این الاستحباب مع لزوم الحرام وما عن الامام رضی اللہ تعالٰی عنہ من بذلہ شطر مالہ للسدنۃ لیبیت لیلۃ فی الکعبۃ الشریفۃ فختم فیہا القراٰن الکریم فی رکعتین **فاقول** یجب انہ کان بعد التصریح بنفی الاجرۃ والصریح یفوق الدلالۃ کما نصوا علیہ فی الخانیۃ وغیرھا (۸) وقف اگر قابل انتفاع نہ رہے اوسے بیچکر اوس کے عوض دوسری زمین خرید کر وقف کرسکتے ہین لیکن اگر وہ قابل انتفاع ہے اور اس کی قیمت کو دوسری جگہ وہ زمین مل سکتی ہے کہ اس سے سو حصے زائد منفعت رکھتی ہو تبدیل جائز نہین فتح القدیر مین ہے الاستبدال لا عن شرط ان کان لخروج الوقف عن انتفاع الموقوف علیہم بہ فینبغی ان لا یختلف فیہ وان کان لا لذلک بل امکن ان یوخذ بثمن الوقف ما ھو خیر منہ فینبغی ان لا یجوز لان الواجب ابقاء الوقف علی ما کان علیہ دون زیادۃ اخری بالجملہ مسائل بکثرت ہین کہ محض منفعت مبیح ممنوع نہین ہوسکتی **فانقلت** الیس فی سیر الھندیۃ عن الذخیرۃ وفی کراھیتہا عن المحیط ما نصہ وان اراد الخروج للتجارۃ الی ارض العدو بامان فکرھا (ای الابوان) خروجہ فان کان امرا لا یخاف علیہ منہ وکانوا قوما یوفون بالعہد یعرفون بذلک ولہ فی ذلک منفعۃ فلا باس بان یعصیہما اھ فقد ابیح عصیانہما للمنفعۃ **اقول** یجب ان یراد بہ ما اذا کان نہیہما لمجرد محبۃ وکراھۃ فراقہ غیر جازم ولذا فرضوا خروجہ بامان وکونہم معروفین بالوفاء حتی لا یخاف علیہ منہ اما اذا خیف لم یحل لہ الخروج بغیر اذنہما لان نہیہا اذن یکون نہی جزم ففی الکتاب بعدہ وان کان یخرج فی تجارۃ ارض العدو مع عسکر من عساکر المسلمین فکرہ ذلک الوالد او احدھما فان کان ذلک العسکر عظیما لا یخاف علیہم من العدو وباکبر الرأی فلا باس بان یخرج وان کان یخاف علی العسکر من العدو وبغالب الرأی لا یخرج بغیر اذنہما وکذا ان کانت سریۃ او جریدۃ الخیل لا یخرج الا باذنہما لان الغالب ھو الھلاک فی السرایا اھ فتسمیتہ عصیانا بحسب الصورۃ الاتری ان العبد بسبیل من خیرۃ نفسہ فی نہی الشرع الارشادی الغیر الجازم فکیف بنہی الابوین کذلک لو لم یرد ذلک فکیف یحل عصیانہما للمنفعۃ مالیۃ وھذا نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قائلا ولا تعقن والدیک وان امراک ان تخرج من اھلک ومالک رواہ احمد بسند صحیح علی اصولنا والطبرانی فی الکبیر عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ ولفظہ فی اوسط الطبرانی واطع والدیک وان اخرجاک من مالک ومن کل شی ھو لک فافہم وتثبت بالتنبہ فلیس الفقہ الا بالتفقہ ولا تفقہ الا بالتوفیق۔

× ×

مسئلہ۔ از رنگون مرسلہ عبدالستار بن اسمعیل ۹ شعبان ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہین علمائے اہلسنت اس مسئلہ مین کہ اس شہر مین چند سال سے ایک قسم کی سواری جاری ہوئی ہے یعنی انگریزی ساخت کی ٹم ٹم شکل کا دو چکے والا ہلکا گاڑی ہوتا ہے جسے انسان لیکر دوڑتے ہین لوگ اوس گاڑی پر سوار ہوتے ہین اور مناسب معاوضہ گاڑی لیکر دوڑنے والے کو دیتے ہین غرض گاڑی مین جو کام جانور آتے ہین وہی کام قریب قریب آدمی کرتے ہین تو کیا اہل اسلام کو اس سواری

پر سوار ہونا جائز ہے یا نہین۔

الجواب ۔ وہ لوگ اپنی خوشی سے ایسا کرتے اور اس پر اجرت لیتے ہین اس مین کوئی حرج نہین جیسے پالکی کے کہار وقد مرت محفة سیدنا شیخ الشیوخ السہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ من العراق الی مکة المکرمة علی اعناق الرجال واللہ سبحنہ اعلم۔

مسئلہ ۔ از بارکپور محلہ مرغی محال متصل کنجڑا محال مرسلہ حافظ محمد جعفر صاحب پیش امام ۱۰ر شعبان ۳۷ھ

کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تانبے پیتل کے برتن مین طعام تناول و پانی نوش فرمایا کرتے تھے یا کسی دوسری چیز کے برتن مین۔

الجواب ۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تانبے پیتل کے برتنوں میں کھانا پینا ثابت نہین مٹی یا کاٹھ کے برتن تھے اور پانی کے لئے مشکیزے بھی واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از شہر عقب کوتوالی مسئولہ قیصر حسین ۷ر شوال ۳۷ھ

کیا فرماتے ہین علماء دین اس مسئلہ مین کہ زید کے ایک تایا ہے اور ایک بہن ہے زید کے تایا اور زید کے والد مین ہمیشہ رنجش رہی یہاں تک کہ زید کے والد کا انتقال ہوگیا مگر زید کے والد اپنے بھائی سے ملے نہین۔ زید اپنے والد کے مرنے کے بعد اپنے تایا سے اور اپنی ہمشیر سے ملتا رہا پھر زید کی والدہ کا بھی انتقال ہوگیا۔ اوس کے بعد زید کی بہن اور تایا کے درمیان سخت رنجش ہو گئی اب زید کی بہن اپنے سگے بھائی زید سے یہ کہتی ہے کہ تم اگر اپنے تایا سے ملوگے تو مین تم سے نہیں ملون گی اگر مجھ سے ملنا منظور ہے تو اپنے تایا سے مت ملو۔ اب زید کی شادی کا وقت آیا اور زید اپنی بہن کا ایک ہی بھائی ہے اگر زید اپنی بہن کا کہنا نہین کرتا ہے تو زید کی بہن کو انتہا درجہ کا صدمہ ہوتا ہے چونکہ اوس کے والدین کا انتقال ہوچکا ہے اور یہ ایک ہی اوس کے بھائی ہے اور وہ اوس کی شادی مین شریک نہیں ہو سکتی بوجہ تایا کی شرکت کے ایسی حالت مین زید کو کیا کرنا چاہیئے یعنی زید کو اپنی بہن کا کہنا اور خوشی کرنا چاہیئے اور اپنی بہن کو شادی مین شریک کرنا چاہیئے یا اپنے تایا کو اور اپنی بہن کو چھوڑنا چاہیئے یا اپنے تایا کو کیونکہ زید بغیر اپنے تایا کو چھوڑے ہوئے اپنی بہن کا دل خوش نہیں کر سکتا اور نہ اوس کی بہن شادی میں شریک ہو سکتی ہے۔

الجواب ۔ بہن اور چچا دونوں رحم محرم ہین کسی سے قطع کرنا اوس کو جائز نہین اوسے چاہیئے اپنی بہن کو جس طرح ممکن ہو راضی کرے اگرچہ یوں کہ خفیہ اپنے چچا کو شادی میں شریک ہونے کی دعوت دے اور اپنی بہن سے کہدے کہ مجھے ہر طرح تیری خاطر منظور ہے مین نہ اون کو بلاؤں گا نہ شریک کروں گا اتنا تجھ سے چاہتا ہوں کہ وہ اگر اپنے آپ آجائیں تو اوس پر مجھ سے ناراض نہ ہو کیونکہ وہ تیرے اور میرے دونون کے باپ کی جگہ ہین غیر آدمی بے بلائے ہوئے آجائین تو اون کو نکالنا بے تہذیبی ہے نہ کہ باپ کو غرض جھوٹے سچے فقرے ملا کر دونوں کو راضی کر سکے کرے اور اس پر اجر پائے گا میں اون کو نہ بلاؤں گا مراد یہ رکھے کہ میں خود اون کو بلانے نہ جاؤں گا اگرچہ آدمی یا رقعہ بھیجون آپ چلے آنے سے یہ مراد رکھے کہ وہ اپنے پاؤون سے چلے آئیں نہ یہ کہ میں اوٹھا کر لاؤن غرض پہلو دار بات کہے جھوٹے سچے فقرے سے مراد یہی ہے کہ اوس کا ظاہر جھوٹ اور مرادی معنی سچ حدیث مین فرمایا ان فی المعاریض لمندوحة عن الکذب واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از موضع سران ڈاکخانہ لبشند ور تحصیل و ضلع جہلم مرسلہ حافظ سجاد شاہ ۱۸ر شعبان المعظم ۳۷ھ

کیا فرماتے ہین علمائے دین ان مسائل مین کہ (۱) لحیہ دراز کو چار اونگل زنخدان سے نیچے رکھکر کٹانی چاہیئے یا قبضہ معہ استخوان لحیین رکھکر کٹائی جاوے (۲) طعام کو حاضر رکھکر کھانے سے پہلے دعا کا کیا حکم ہے۔

الجواب ۔ (۱) مسترسل چار اونگل چاہیئے (۲) جائز ہے بلکہ مطلق دعا مسنون ہے کہ حدیث مین ہے جب کھانا لاکر رکھا جائے کہو۔ بسم اللہ وباللہ بسم اللہ خیر الاسماء فی الارض و فی السماء لایضر مع اسمہ داء اجعل فیہ رحمة وشفاء۔ یہ دعا نہین تو کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از شہر جبلپور محلہ کوتوالی مسئولہ حکیم عبدالرحیم صاحب ۹ رجب المرجب ۱۳۳۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حامدا و مصلیا و مسلما۔ ایک طبیب جس نے علم طب باقاعدہ حاصل کیا ہے اور نظری و عملی طریقہ مروجہ سے پوری تکمیل کرچکا ہے مگر ان وجوہات سے اپنے پیشے سے ہمیشہ دل برداشتہ اور متفکر اور وبال اخروی سے خائف رہتا ہے کہ دقائق و جزئیات فن کا ہمیشہ بالکلیہ مستحضر فی الذہن رہنا مشکل بلکہ غیر ممکن ہے اور جب یہ نہیں تو تشخیص کا صحیح نہ ہونا معلوم۔ نیز چونکہ یہ فن ظنی ہے اور ظن غالب و گمان راجح پر علاج ہوتا ہے اگرچہ بتائید حکیم مطلق جل و علا اکثر تشخیص مطابق واقع ہوتی ہے تاہم غلطی کا اندیشہ لگا رہتا ہے کیونکہ مجربین کا مقولہ ہے العلاج رامی السہم فی الظلمات نیز عقل حافظہ استحضار ذہانت طباعی بلکہ جو آلات تشخیص مرض ہیں حسب قوائے دماغی مختلف ہیں اسی وجہ سے مریض واحد کی تشخیص میں اطبائے متعدد متحد الرائے بہت کم دیکھے جاتے ہیں اگرچہ سب اپنی تشخیص کو صحیح سمجھے ہوئے ہیں مگر فی الواقع کسی ایک ہی کی رائے صحیح ہوگی اور کبھی طبیب علاج کے غیر مفید پڑنے سے اپنی خطائی التشخیص سے واقف ہوکر سنبھل جاتا ہے اور علاج میں فوراً ترمیم کردیتا ہے مگر کبھی اتنے پر بھی اوس کو یہ معالجہ اوسی علاج پر برقرار رکھتا ہے کہ تیری تشخیص اور علاج دونوں صحیح ہیں مگر خدا کی طرف سے ابھی صحت کا وقت نہیں آیا ہے اسکے علاوہ بھی اور بہت سے وجوہات ہیں جنکے سبب سے وہ اپنے پیشہ طبابت سے تنگ ہے اس صورت میں یہ پیشہ اگر کیے جائے تو از روئے شرع شریف اوسکے ذمے کیا وبال ہے اور وہ اسکا اہل ہے یا نہیں اور اگر اہل ہے بھی اور پھر ترک کردے تو کوئی شرعی قباحت تو لازم نہیں آتی۔ بلا دلیل صرف حکم تحریر فرما دیا جائے۔

الجواب: اہل کو اوسکا ترک بلامضائقہ جائز ہے جبکہ وہاں اور طبیب اہل موجود ہو اور نااہل کو اوس میں ہاتھ ڈالنا حرام ہے اور اوس کا ترک فرض۔ جس نے اس فن کے باقاعدہ نظریات و عملیات حاصل کیے اور ایک کافی مدت تک کسی طبیب حاذق کے مطب میں رہ کر کام کیا اور تجربہ حاصل ہوا اکثر مرضیٰ اوسکے ہاتھ پر شفا پاتے ہوں کم حصہ ناکامیاب رہتا ہو فاحش غلطیاں جیسے بے علم ناتجربہ کار کیا کرتے ہیں تشخیص و علاج میں نہ کیا کرتا ہو وہ اہل ہے اور اوسے بنظر نفع رسانی خلائق و مسلمین اس سے دست کش ہونا نہ چاہیے خصوصاً جبکہ دوسرا ایسا وہاں نہ ہو۔ بعض اوقات تشخیص یا علاج میں غلطی واقع ہونا منافی اہلیت نہیں کہ غلطی سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام معصوم ہیں و بس واللہ تعالیٰ اعلم

مسئولہ محمد باقر خاں صاحب ڈپٹی کلکٹر پنشنر رائے بریلی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک قصبہ میں جو اندر حد میونسپلٹی ہے ایک شخص احمد نامی زبان کچہری و زبان انگریزی سے بخوبی واقف ہے اور شریف خاندان اور قابلیت انتظامی میں ماہر اور معزز عہدوں پر ممتاز رہا ہے منجملہ دیگر مسلمان ممبروں کے ایک ممبر میونسپل ہے اور بحیثیت ممبری قوم کے کام بھی نہایت دیانت و امانت سے کر رہا ہے اب زمانہ ممبری احمد کا قریب الاختتام ہے لہذا احمد مذکور پھر امیدوار ممبری کا ہے لیکن اوسکے مقابلے میں ایک شخص معمولی حیثیت کا جو محض اردو جانتا ہے عمر نامی امیدوار ممبری کھڑا ہوا ہے اس شخص کو انتظامی قابلیت میں کچھ مس نہیں ہے اور نہ کبھی اوسکو ایسا تجربہ ہوا ہے پس عمر نے اپنی کامیابی کی یہ تدبیر کی حیلہ سے سوچی ہے کہ اگر وہ ممبر منتخب ہوگیا تو مبلغ ڈیڑھ سو روپیہ واسطے کار خیر کے دیگا یعنی ایک آنہ فنڈ میں جو اس قصبہ میں ہے دیگا تاکہ سکریٹری و دیگر حصہ ممبران ایک آنہ فنڈ کی کامیابی میں کوشش بلیغ کریں پس ایسی صورت میں مسلمانوں کو احمد کی معاونت کرنی چاہیے جو نہایت بیدار مغزی اور دیانت سے ممبری کے کام بخوبی انجام دے رہا ہے یا عمرو کی جو امور انتظامیہ کو انجام دینے کے قابل نہیں ہے۔ بینوا توجروا

الجواب: ممبری کوئی شرعی بات نہیں مگر یہ ضرور ہے کہ اگر حالت وہ ہے جو سوال میں مذکور ہے تو احمد کے مقابل عمرو کیلیے کوشش عقل و نقل سے دور ہے جب وہ حسب بیان سائل ذی علم متدین نفع رساں مسلمین ہے تو اوس پر ایسے عاری کی ترجیح صرف ڈیڑھ سو روپیہ کے لالچ سے جہل مبین ہے حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من استعمل رجلا علی عشرۃ و فیھم من ھوارضی للہ منہ فقد خان اللہ و رسولہ و جماعۃ المسلمین جس نے دس آدمیوں پر کسی کو افسر کیا اور اون میں وہ ہے جو اللہ کو اس سے زیادہ پسند ہے تو اوس نے اللہ و رسول اور مسلمانوں کی سب کی خیانت کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از ریاست چھتاری مدرسہ محمودیہ ضلع بلند شہر مرسلہ امیر حسین صاحب طالب علم ۱۴ رجب ۱۳۳۷ھ

چہ می فرمایند علمائے دین اندریں کہ سامعین را در مجلس وعظ و نصیحت اندرون وعظ درود شریف خواندن بر روح پر فتوح صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جائز است یا چہ

الجواب:۔ درود شریف خواندن بر روح پر فتوح صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم در مجلس وعظ و پند بلاشک و بلاشبہہ جائز است بلکہ مستحب باعث حصول ثواب است کما فی ردالمحتار ونص العلماء علی استحبابھا فی مواضع یوم الجمعۃ وغیر ذلک ومنھا الوعظ و شرذمہ قلیلہ جہلا عدیدہ کہ ایشاں از ضوابط دین و قواعد شرع متین بہرۂ کامل و حظ افسر نمی دارند بدوں تفرقہ و بغیر امتیاز میاں حق و باطل درود شریف را از قبیل بدعۃ ضلالہ شمارده بر عدم جواز فتوٰی دادہ اند قابل التفات اصلا نیست چونکہ مخالف کتب شرعیہ است اللہ تعالٰی اعلم بالصواب۔ کتبہ فدوی محمد امیر حسین عفی عنہ

الجواب:۔ فی الواقع درود شریف از اعظم مطلوبات و اجل مندوبات و افضل مثوبات است واعظ از او منع نکند مگر گمراہ و در بارۂ سامعین خود احادیث کثیرہ ناطق است کہ ہنگام سماع ذکر اقدس ہر کہ درود نفرستد وعید برا و صادق است آرے باید کہ جہر نکنند تا در سماع وعظ خلل نیفتد فی الدرالمختار والصواب انہ یصلی علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عند سماع اسمہ فی نفسہ وفی ردالمحتار وکذا اذا ذکر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لایجوز ان یصلوا علیہ بالجھر بل بالقلب وعلیہ الفتوی رملی ھمدر النسبت قولہ (فی نفسہ) ای بان یسمع نفسہ او یصحح الحروف فانھم فسروہ بہ وعن ابی یوسف قلبا الخ قلت وعلی الاول عمل المسلمین فی الوعظ۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ از بلرام پور ضلع گونڈہ محلہ پور ینیا تالاب مرسلہ حافظ محمد عین اللہ صاحب ۱۴ رجب ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ (۱) ایک شخص عالم ہے اور اوسکو اہل اسلام اور برادری پیشوا جانتے ہیں اور وہ عیال دار ہے اگر برادری میں شادی نکاح میں نیوتا مروجہ لے لیوے اور کھانا بھی کھاوے اور اونکو بطریق نیوتا کچھ نقد دلیوے اور اپنے یہاں کسی لڑکا کا شادی کرے اور برادری کو نیوتا دیکر مدعو کرے تو وہ برادمیں منسلک ہوجاویگا اور علم کے درجہ سے گرجاویگا اور پیشوا نہ رہیگا اور برادی کے ہر معاملہ جائز و ناجائز میں شریک ہونا اور تسلیم کرنا اوس پر واجب ہوگا۔ (۲) ایک شخص قناعت گزیں ہے اور بجز فتوح غیب کوئی وجہ معاش نہیں رکھتا اور قوم اوسکو پیشوا جانتی ہے اور مد خیرات سے اوسکو دیتی ہے اور عیال دار ہے اگر وہ بلااکراہ واجبار مثل مذکورہ بالا رسم نیوتا جاری رکھے تو درجہ توکل سے گرجاویگا اور خیرات وغیرہ لینا ناجائز ہوگا اور شرکت برادری ہر خیر و شر میں اوس پر واجب ہوگی۔

الجواب:۔ (۱) جو عالم دین اور پیشوائے مسلمین ہو اوسے برادری سے میل جول اور اونکی جائز تقریبوں میں شرکت اور جائز رسموں میں موافقت اور اپنی تقریبوں میں اونھیں شریک کرنا ہرگز نہ ممنوع ہے نہ اوسکو درجہ سے کچھ کم کردے وہ کہ تمام عالم سے افضل و اعلٰی ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنے غلاموں سے ایسے برتاؤ رکھتے۔ ہاں ناجائز تقریبوں میں شریک ہونا ناجائز رسموں میں ساتھ دینا یہ ضرور ناجائز اور عالم و پیشوا کے لیے سخت تر ناجائز یہ ضرور درجہ گرادینے والی چیز ہے اور یہ محض غلط ہے کہ برادری سے میل جول ناجائز باتوں میں شرکت پر بھی مجبور کریگا کیوں مجبور کریگا جب یہ عالم ہے اور وہ اسے پیشوا مانتے ہیں صاف کہہ دے کہ فلاں بات ناجائز ہے میں اوسے نہیں کرسکتا اور تم بھی نہ کرو (۲) شرکت برادری کا جواب اوپر آگیا اور اگر صاحب نصاب وقادر علی الاکتساب ہے تو اوسے اب بھی صدقات واجبہ لینا جائز نہیں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لاتحل الصدقۃ لغنی ولذی مرۃ سوی اور نظر مسبب جل وعلا پر رکھ کر جائز اسباب رزق کا اختیار کرنا ہرگز منافی توکل نہیں۔ توکل ترک اسباب کا نام نہیں بلکہ اعتماد علی الاسباب کا ترک ہے۔ حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اعقلھا وتوکل علی اللہ بر توکل پائے اشتر را ببند۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ از جھونا مارکیٹ کراچی بندر مرسلہ حضرت پیر سید ابراہیم صاحب گیلانی قادری بغدادی مدظلہ الاقدس ۱۵ رجب المرجب ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ (۱) جو شخص کا ذات فقیر ہے اور کسی خانقاہ میں مجاور رہے بغداد شریف میں جاکر ایک پیر صاحب جو کہ عرصہ دراز سے مفقود الخبر معلوم کرنا اور ہندوستان میں آکر اپنا اصلی باپ کا نام بدل کر اس پیر مرحوم کا فرزند بننا نیز سیادت و طریقت کے دم مارنا تاکہ اس دھوکے و فریب سے اپنے مرید بناوے اور زر و عزت دنیاوی حاصل کرتا ایسے شخص سے جو کہ بلا ثبوت اپنے آپ کو سید کہتا ہو اور اپنی نسب کو چھوڑ کر غوث الاعظم کے نسب میں داخل ہو از روئے شریعت اسلامیہ مرید بنانا اور نماز پڑھانا جائز ہوسکتا ہے یا نہیں (۲) جو شخص اپنے وطن سے نکل کرنا واقف مسلمانوں کے پاس آکر بحیلۂ تعلیم امور دینی و طریق درویشانہ پیری مریدی سلیقہ جاری رکھا حتی کہ اپنے مرید خاص خوجہ موچی کے گھر میں رہ کر اونکی لڑکی جو کہ منکوحۃ الغیر

تھی معہ شیرخوار بچے کو بھگاکر دوسرے ملک میں لے گیا اور شیرخوار بچہ جوکہ خوجے موچی کا لڑکا ہے سید بنایا اور رفتہ رفتہ اون سے چند اولاد ہوئے ایسے شخص کے بارے میں حد شریعت کون سی قائم ہوگی اور فاجر فاسق ہے یا نہیں اور اسکے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: (۱) اپنے باپ کے سوا دوسرے کو اپنا باپ بتانے کے لیے حدیث صحیح میں فرمایا ہے کہ اوس پر اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں کی لعنت ہے اللہ نہ اوس کا فرض قبول کرے نہ نفل۔ من انتمی الی غیر ابیہ فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین لا یقبل اللہ منہ صرفا ولا عدلا۔ اور جو مسلمانوں کو دھوکہ دے اوسے فرمایا ہمارے گروہ سے نہیں من غشنا فلیس منا ایسے شخص کے ہاتھ پر بیعت ناجائز اور اوسکی امامت مکروہ واللہ تعالٰی اعلم (۲) اگر یہ امر واقعی ہے تو ایسا شخص سخت فاسق فاجر مرتکب کبائر ہے مستحق عذاب جہنم ہے اوسے امام بنانا گناہ اور اوسکے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: مسئولہ تاج محمد صاحب محلہ مرزا واڑی از اوجین ملک مالوہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندریں بارہ کہ مسماۃ ہردل عزیز طوائف بالغہ نے جلسہ عام سو دو سو آدمی میں مسمی دلگداز خاں سے بخوشی خاطر نکاح کیا قاضی صاحب شریعت پناہ کے نائب حسب قاعدہ شہر تشریف لائے اور باقاعدہ نکاح پڑھایا دو روز منکوحہ مذکورہ ناکح مذکور کے گھر رہی اور پھر چار کوس مقام پر کہ وہاں دلگداز خاں کا قیام ہے وہ اوسے لے گیا ادھر مسماۃ ہردل عزیز کی نائکہ مسماۃ دلکش نے بصلاح وکیل دلاور خاں بنام دلگداز خاں فراری کا مقدمہ قائم کرکے ذریعہ پولیس دلگداز خاں کو پھنسا دیا اب دلاور خاں وکیل باوجود علم نکاح کے مسماۃ دلکش سے روپیہ محنتانہ معقول رقم کھاکر تدابیر اس قسم کی کررہے ہیں کہ مسماۃ ہردل عزیز دلگداز خاں سے علیحدہ کی جاوے اور سپرد نائکہ ہوکر ہمیشہ حرام کاری کرے دوران تحقیقات میں مسماۃ ہردل عزیز کو بھی ورغلا دیا ہے کہ وہ اب یہ کہتی ہے کہ میں بخوشی خود نکاح نہیں کیا بلکہ مجھے نشہ پلا دیا تھا اور ہیچ قسم تعلیم کو اہان وغیرہ جھوٹی کارروائی وکیل موصوف ونیز چند پیروکاران مسلمان منجانب مسماۃ دلکش بطمع زر وبعض بسلسلہ تعلقات ناجائز کررہے ہیں اگر اونکی کوشش سے ایسا ہوگیا کہ مسماۃ ہردل عزیز کا نکاح ناجائز قرار پایا اور وہ سپرد اوس نائکہ کے ہوگئی اور طوائف کا پیشہ کرنے لگی اور اوس کے بطن سے حرام کاری کی لڑکی پیدا ہوئی اور اوسکی اولاد در اولاد تا قیامت حرام کاری کرتی رہی تو اس کا مواخذہ بروز حشر کس سے ہوگا عنداللہ جواب دیں۔ فقط

الجواب: ایسی بات پوچھنا فضول ہے کوئی چھپا ہوا مسئلہ ہوتا تو احتمال ہوتا کہ اونکو معلوم نہیں حکم بتا دیا جاتا اور جو لوگ اللہ ورسول کو پیٹھ دے کر دیدہ ودانستہ علانیہ ایسے کبائر عظیمہ کا ارتکاب کریں اون پر فتوی کا کیا اثر ہوگا جان رہے ہیں کہ اللہ واحد قہار کا غضب اپنے سر لے رہے ہیں پھر فتوے سے کیا متاثر ہوسکتے ہیں ہاں مسلمانوں کو چاہیئے کہ ایسے لوگوں سے قطعاً قطع تعلق کرلیں اور اون سے سلام کلام میل جول یک لخت چھوڑ دیں ایسا نہ ہو کر اونکی آگ میں یہ بھی جل جائیں قال اللہ تعالٰی واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظٰلمین وقال تعالٰی ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: مسئولہ عبدالرحیم صاحب۔ دوکان محمد عمر صاحب عطار محلہ پاٹہ نالہ لکھنؤ

حضرت قامع ضلالت قیم ومروج سنت دامت حسناتکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جناب کا کیا ارشاد ہے اس مسئلہ میں کہ زید نے مؤذن مسجد کی اذان کے ساتھ تمسخر کیا یعنی لفظ حی علی الصلوۃ سن کر یوں مضحکہ اڑایا (بھیا لٹھ چلاؤ) آیا زید کے لیے حکم ارتداد وسقوط نکاح ثابت ہوا یا نہیں اور زید کا نکاح ٹوٹا یا نہیں اوسکی منکوحہ اوس پر حرام ہوئی یا نہیں اور بغیر دوبارہ نکاح میں لائے ہوئے وطی کرنا حرام اور زنا کاری ہے یا نہیں اور بعد علم اگر منکوحہ زید نہ مانے اور ہم بستری ہوتی رہے تو منکوحہ زید پر بھی شرعاً جرم زنا عائد ہوگا یا نہیں (۲) زید نے ایک مرتبہ شعار اسلامیہ داڑھی کے متعلق کہا کہ میں داڑھی نہیں رکھوں گا مجھے ان خفاش پروں کی ضرورت نہیں یہ بھی دین کے ساتھ استہزا اور موجب ردت وسقوط نکاح ہے یا نہیں اور زید کا عذر کہ ہم کو مسئلہ معلوم نہ تھا لہذا ہمارا نکاح باقی ہے شریعت میں مقبول ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب: (۱) اذان سے استہزا ضرور کفر ہے اگر اذان ہی سے اوس نے استہزا کیا تو بلاشبہ کافر ہوگیا اوسکی عورت اوسکے نکاح سے نکل گئی یہ اگر پھر مسلمان ہو اور عورت اس سے نکاح کرے اوسوقت وطی حلال ہوگی ورنہ زنا اور عورت اگر بلا اسلام ونکاح اس سے قربت پر راضی ہو تو وہ بھی زانیہ ہے

اور اگر اذان سے استہزا مقصود نہ تھا بلکہ خاص اس مؤذن سے بایں وجہ کہ وہ غلط پڑھتا ہے تو اوس حالت میں زید کو تجدید اسلام و تجدید نکاح کا حکم دیا جائے گا۔ واللہ تعالٰی اعلم (۲) داڑھی کے ساتھ استہزا بھی ضرور کفر ہے زید کا ایمان زائل اور نکاح باطل اور عذر جہل غلط و عاطل کہ زید نہ کسی دور دراز پہاڑ کی تلی کا رہنے والا ہے نہ ابھی تازہ ہندو سے مسلمان ہوا ہے کہ اوسے نہ معلوم ہو کہ داڑھی شعار اسلام ہے اور شعار اسلام سے استہزا اسلام سے استہزا ہے ہاں یہ ممکن ہے کہ اس سے نکاح ٹوٹ جانا نہ جانتا ہو مگر اس کا نہ جاننا اسکے نکاح کو محفوظ نہ رکھے گا شیشے پر پتھر پھینکے شیشہ ضرور ٹوٹ جائے گا اگرچہ یہ نہ جانتا ہو کہ اس سے ٹوٹ جاتا ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ:۔ مسئولہ حکیم محمد اکبر صاحب جگدیش کا چوک اودے پور۔ میواڑ

جس شخص کے عقائد کا ٹھکانہ نہ ہو دائرہ اسلام سے خارج ہے یا نہیں

الجواب:۔ عقائد کا ٹھکانہ نہ ہونا کئی معنی پر مستعمل ہوتا ہے کبھی یہ کہ اس کی صحت عقیدہ پر اطمینان نہیں کبھی یہ کہ یہ مذبذب العقیدہ سا متزلزل العقیدہ ہے کبھی سنیوں کی سی باتیں کرتا ہے کبھی بدمذہبوں کی سی ان دونوں معنی پر اسلام سے خارج ہونا لازم نہیں ہوتا۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ داڑھی کی حد شریعت نے کہاں تک مقرر کی ہے اور اگر کوئی شخص حد مقررہ سے کم تو کیا وہ منڈانے کے برابر ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب:۔ داڑھی کم از کم چار انگل چھوڑنا واجب ہے اور اس سے کم رکھنا جائز نہیں حرام ہونے میں یہ بھی منڈانے کے مثل ہے اگرچہ منڈانا خبیث تر ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ:۔ سید صفدر علی صاحب ڈاک خانہ بدوسرائے ضلع بارہ بنکی۔ موضع خوردمئو

سونے یا چاندی یا پیتل یا جست یا تانبا یا لوہے کی منہال نیچہ میں لگا کر حقہ پینا جائز ہے

الجواب:۔ سونے چاندی کی منہال حرام ہے باقیوں میں حرج نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

یشب یا کسی دوسرے پتھر کی منہال استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ یشب وغیرہ پتھروں کی منہال جائز ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ از دہالوں کے تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ مرسلہ محمد قاسم صاحب۔ مدرس مدرسہ ۷ شعبان ۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ (۱) زید نے بکر کو زنا کی تہمت لگائی (۲) ایک عورت زانیہ اپنے گناہ سے ایک عالم متدین کے ہاتھ پر تائب ہو گئی ہے لیکن اب بھی چند ایک آدمی اسی کی برادری میں سے اس کو گذشتہ گناہ کے ساتھ منسوب کرتے ہیں اور میرا سمجھ کر اس کو اس کے خاوند کے گھر میں آباد نہیں ہونے دیتے حالانکہ اس کا خاوند اس کے آباد کرنے میں راضی ہے ایسے اشخاص کے واسطے از روئے شرع شریف کیا حکم ہے

الجواب:۔ مسلمان کو زنا کی تہمت بے ثبوت شرعی لگانے والا فاسق مردود الشہادہ اسّی کوڑوں کا شرعاً سزاوار ہے یہاں دنیا میں نہیں ہو سکتے آخرت میں استحقاق عذاب نار ہے۔ گناہ سے توبہ کرنے والے کو اگلے گناہ سے عیب لگانا سخت حرام ہے ایسے کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ مریگا جبتک خود اوس گناہ کا مرتکب نہ ہو۔ اخرج الترمذی وحسنہ عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من عیر اخاہ بذنب لم یمت حتی یعملہ قال المناوی المراد من ذنب قد تاب عنہ کما فسرہ ابن منیع اھ وقد جاء کذا مقیدا فی روایۃ ذکرھا فی الشرعۃ قالہ فی الحدیقۃ الندیۃ اور زن وشو میں جدائی ڈالنا شیطان کا کام ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لیس منا من خبب امراۃ علی زوجھا رواہ ابوداؤد والحاکم بسند صحیح عن ابی ہریرۃ والطبرانی فی الصغیر عن ابن عمر وفی الاوسط کابی یعلی الراوی بسند صحیح عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ:۔ از بریلی گورنمنٹ بوچڑخانہ مرسلہ نعمت اللہ صاحب ٹھیکہ دار گوشت ۱۵ رجب المرجب ۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک کٹھلہ گوشت بکری کا اس قسم کا ہے کہ ذبحہ و جھٹکہ گردن مارا ہوا دونوں قسم کا شامل ہے اگر خریدنے سے قبل ہم دو شخص اوسکو اس ارادے سے خریدکر کہ ذبحہ ایک آدمی اور جھٹکہ ایک آدمی مگر نام میں وہ کام میرے رہے گا اب وہ جائز ہے یا ناجائز۔ اور

میرے ذمہ کوئی نقصان شرعی رہا یا کہ نہیں۔

الجواب: جبکہ حلال گوشت میں حرام ملا ہوا ہے اوس کا خریدنا مطلقاً حرام ہے اور اگر متمیز ہو کہ یہ ٹکڑا حلال کا ہے یہ مردار کا تو صرف حلال کا خریدنا جائز اور مردار کا خریدنا سخت حرام۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از حبیب گنج ضلع علی گڑھ مرسلہ روح اللہ منشی ریاست ۷ شعبان ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہ معمولی جاپانی اور ولایتی کپڑے سلک کے بنے ہوئے جس میں کچھ بے چمک اور کچھ مختلف چمکدار ہوتے ہیں کچھ نرم ہوتے ہیں کچھ نہیں ہوتے حریر میں داخل ہیں اور اون کا استعمال مرد و زن کو ناجائز ہے یا نہیں ان کا کیا حکم ہے۔

الجواب: سلک کو بعض نے کہا کہ انگریزی میں ریشم کا نام ہے اگر ایسا ہو بھی تو اعتبار حقیقت کا ہے نہ مجرد نام کا بربنائے تشبیہ بھی ہوتا ہے جیسے ریگ ماہی مچھلی نہیں جرمن سلور چاندی نہیں جو کپڑے رام بانس یا کسی چھال وغیرہ چیز غیر ریشم کے ہوں اگرچہ صناعی سے اون کو کتنا ہی نرم اور چمکیلا کیا ہو مرد کو حلال ہیں اور اگر خالص ریشم کے ہوں یا بانا ریشم ہو اگرچہ تانا کچھ ہو تو حرام ہیں یہ امر اون کپڑوں کو دیکھ کر یا اون کا تار جلا کر یا واقفین سے تحقیق کرکے معلوم ہوسکتا ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از جوالاپور ڈاکخانہ خاص تحصیل رڑکی ضلع سہارنپور مرسلہ سید امتیاز علی نائب مدرس مدرسہ پرائمری اسکول ۷ شعبان ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک کام اس عاجز نے کار ثواب سمجھ کر کیا مگر بعد کو چند اصحاب سے معلوم ہوا کہ یہ کام بالکل ناجائز ہے لیکن اکثر جائز بھی بتلاتے ہیں جس کی وجہ سے بندہ بحر تذبذب میں شب و روز غوطہ زن ہے امید کہ حضرت اس کو مبدل بخوشی کریں گے دراصل حقیقت یہ ہے کہ بندہ نے اپنے ہر دو ہاتھوں پر ہتھیلی سے چھ چھ انگشت کے فاصلہ پر ایک ہاتھ پر یا اللہ دست ثانی پر یا محمد بذریعہ مشین کھدوالیا ہے بندہ کو اللہ و محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے محبت قلبی ہے بندہ خاندان چشت اہل بہشت نیز ہر چہار خاندان کے زمرہ میں ہے بندہ نے اس غرض سے یہ کام کیا تھا کہ بندہ کے دل سے اللہ و محمد (عزوجل و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) ہر دم نکلتا رہے نیز جو شخص اس کو دیکھے اس کی زبان سے ایک مرتبہ کم سے کم یا اللہ یا محمد نکلے بندہ کی عقل ناقص اسی قدر ہے جو کہ ظاہر کی گئی امید کہ اس شبہ کو حضور بندہ کے دل سے دور کریں گے نیز عرض ہے کہ اگر یہ ناجائز ہو تو بندہ کو مطلع کرنا کہ کیا کام کیا جاوے کہ اللہ جل شانہ بزرگ و برتر اپنی رحمت کاملہ سے اس بار عظیم سے سبکدوش کردیوے یہ مٹانے سے مٹ اور چھیلنے سے چھل بھی نہیں سکتا۔

الجواب: یہ غالباً خون نکال کر اوسے روک کر کیا جاتا ہے جیسے نیل گدوانا۔ اگر یہی صورت ہو تو اوسکے ناجائز ہونے میں کلام نہیں اور جبکہ اوس کا ازالہ ناممکن ہے تو سوا توبہ و استغفار کے کیا علاج ہے مولٰی تعالٰی عزوجل توبہ قبول فرماتا ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از لہرپور ضلع سیتاپور مدرسہ اسلامیہ مرسلہ محمد فیض اللہ طالب العلم بنگالی ۷ شعبان ۱۳۳۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید مدعی حنفیت کہتا ہے کہ تعزیہ چونکہ نقشہ ہے سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کے روضہ مقدسہ کا اور منسوب ہے سیدنا امام ہمام رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف لہذا اوس کا بنانا امر ضروری ہے اور باعث ثواب و قابل تعظیم و ذریعہ نجات ہمارے لئے ہے اور جو شخص اونکی تعظیم و بنانے کا مخالف ہے وہ یزید ہے پس امور ذیل تحقیق طلب ہیں (۱) تعزیہ بنانا جائز ہے یا بدعت اور حرام اور باعث ثواب و تعظیم ہے یا باعث عذاب نار جحیم ہے (۲) اسکے بنانے میں کسی قسم کی امداد جائز ہے یا نہیں (۳) اس کا بنانیوالا فاسق مشابہ اہل تشیع ہے یا نہیں اور بر تقدیر حرام و بدعت اس کا جائز سمجھنے والا کافر ہے یا اشد فاسق (۴) مذہب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ میں بھی اسکا ثبوت ہے یا نہیں بر تقدیر ثانی اسکا بنانیوالا متبع امام اعظم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ہے یا نہیں اور اوسکا یہ دعوٰی کہ میں حنفی ہوں جس سے عوام بھی تعزیہ بنانے کی طرف راغب ہوتے ہیں یہ دھوکا دینا ہے یا نہیں اور باعث گمراہی ہے یا نہیں (۵) ایسے شخص کو اگر حنفی لوگ اپنا پیشوا و پیر بناویں تو جائز ہے یا حرام، اور مریدین پر فسخ بیعت واجب ہے یا نہیں اور ایسے شخص کی اقتدا فی الصلوٰۃ جائز ہے یا مکروہ بکراہت تنزیہی یا تحریمی یا حرام (۶) منکرین تعزیہ کو یزید یا بددین کہنا کیسا ہے اگر منکرین محل اس طعن و تشنیع کے نہیں ہیں تو یہ قول خود قائلین کی طرف رجوع کرتا ہے یا نہیں یعنی اوسکا وبال و گناہ قائلین پر کتنا ہوگا اور حدیث شریف کے اوس قاعدے کے تحت میں داخل ہوں گے یا نہیں کہ اگر کسی کو کافر کہے اور وہ فی الحقیقت ایسا نہیں تو قائل خود کافر ہوتا ہے (۷) بانی تعزیہ چونکہ عام مسلمانوں کے حضوری کا باعث ہوتا ہے پس بر تقدیر حرام و بدعت حاضرین و بانی دونوں گناہ میں مساوی ہیں یا اکمل وانقص ہیں۔

الجواب: تعزیہ جسطرح رائج ہے نہ ایک بدعت بلکہ مجمع بدعات ہے نہ وہ روضہ مبارک کا نقشہ ہے اور ہو تو ماتم اور سینہ کوبی اور تماشے باجوں کے گشت اور خاک میں دبانا یہ کیا روضہ مبارک کی شان ہے اور پریوں اور براق کی تصویریں بھی شاید روضہ مبارکہ میں ہوں گی امام عالی مقام کی طرف اپنی ہوسات مخترعہ کی نسبت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توہین ہے کیا توہین امام قابل تعظیم ہے۔ کعبہ معظمہ میں زمانہ جاہلیت میں مشرکین نے سیدنا ابراہیم و سیدنا اسمٰعیل علیہما الصلوٰۃ و السلام کی تصویریں بنائیں اور ہاتھ میں پانسے دئے تھے جن پر لعنت فرمائی اور اون تصویروں کو محو فرما دیا یہ تو انبیائے عظام کی طرف نسبت تھی کیا اس سے وہ ملعون پانسے معظم ہو گئے یا تصویریں قابل ابقا۔ اور اوسے ضروری کہنا تو اور سخت تر افترائے اخبث ہے وہ بھی کس پر شرع مطہر پر ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون ۔ اور اوسکے منکر کو یزید کہنا رفض پلید ہے تعزیہ میں کسی قسم کی امداد جائز نہیں قال تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم و العدوان۔ طریقہ مذکورہ ضرور فسق و اتباع روافض ہے اور تعزیہ کو جائز سمجھنا فسق عقیدہ مگر انکار ضروریات دین نہیں کہ کافر ہو نہ اس سے حنفیت زائل ہو کہ گناہ مزیل حنفیت ہو تو سوا اجلۂ اکابر اولیا کے کوئی حنفی نہ ہو سکے معتزلہ اصولاً بددین تھے اور فروعاً حنفی۔ جو قول باطل دوسرے کو کہا جائے اوسکا وبال قائل پر آتا ہے بعینہ وہی قول پلٹنا مطلق نہیں کسی کو ناحق گدھا کہنے سے قائل گدھا نہ ہو جائے گا یوہیں کسی مسلمان سنی کو یزید کہنے والا یزید نہ ہو جائے گا بلکہ اس میں روافض کا پیرو۔ اوس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور اوس سے بیعت ممنوع و نا قابل ابقا۔ حاضرین میں ہر ایک پر اپنا گناہ ہے اور بانی و داعی پر اون سب کے برابر۔ لا ینقص من اوزارھم شیئا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: ۱۲ ربیع الاول شریف ۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کے ایک جوان لڑکی ہے اور وہ مسجد بنواتا ہے آیا اس پر مسجد بنوانا لازم ہے یا لڑکی کا نکاح کرنا فقط

الجواب: مسجد بنانا خیر کثیر ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من بنی للہ مسجدا بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ جو اللہ کیلیے مسجد بنائے اللہ اوسکے لیے جنت میں گھر بنائے خصوصاً اگر وہاں مسجد کی حاجت ہو جب تو اوسکے فضل کی حد ہی نہیں۔ نکاحوں میں کثرت مصارف شرعاً کچھ ضرور نہیں یہ لوگوں نے اپنی رسمیں نکال لی ہیں رسم کو آدمی جہاں ضروری جانے پورا کرتا ہی ہے مسجد بنانے سے نہ روکا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: مرسلہ نظام خاں از ریوان محلہ گھر گھر ۲۶ ربیع الاول شریف ۳۵ھ

کیا کہتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کے نکاح میں ایک بہن ہے دوسرے کے ساتھ وہ زنا کا مرتکب ہے اور لڑکی کا باپ اور دادا حرام کرنے والے کو رکھے ہوئے ہیں اور ہر قسم کی اون کی مدد کرتے ہیں اور یہ لوگ اوسکے معاون پڑھے لکھے ہیں شریعت سے واقف ہیں مگر اس فعل سے باز نہیں رکھتے اگر یہ تاکید کریں یقیناً یہ لوگ اپنے فعل ناشائستہ سے باز رہیں ایسی حالت میں یہ لوگ دائرہ اسلام سے باہر ہوئے یا نہیں ان سے سلام کلام ان کا چھوا کھانا ان کے پیچھے نماز ان کی بیمار پرسی انکے جنازے کی نماز انگوٹھی دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب: صورت مستفسرہ اگر واقعی ہے اور اوس میں بدگمانی کو دخل نہیں تو وہ مرد و عورت زانی و زانیہ ہیں اور وہ اوسکے معاون اور شنیع کبیرہ پر راضی ہونے والے بند و بست نہ کرنے والے دیوث ہیں دیوث پر لعنت آئی ہے اوسے امام بنانا ناجائز ہے اوس سے سلام کلام ترک کر دینا مناسب ہے مگر اتنی بات سے وہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتے نہ اون پر مرتدین کے احکام آسکیں جب تک معاذ اللہ اس کبیرہ کو حلال نہ جانیں واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از شہر محلہ کنگھی ٹولہ مسئولہ نبی بخش ۱۱ صفر ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر عورتیں منہار کو بلا کر پردہ میں سے ہاتھ نکالکر منہار کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر چوڑیاں پہنتی ہیں یہ جائز ہے یا نہیں اور بعض عورتیں اپنے مردوں کے سامنے منہار کے ہاتھ سے چوڑیاں پہنتی ہیں اور بعض شخص خود اپنی موجودگی میں بلا پردہ کے اپنی عورت کو چوڑیاں پہناتا ہے یہ چوڑیاں غیر مرد کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر خواہ پردہ میں سے یا بلا پردہ کے جائز ہے یا ناجائز۔

الجواب: حرام حرام حرام ہے ہاتھ دکھانا غیر مرد کو حرام ہے اوس کے ہاتھ میں ہاتھ دینا حرام ہے جو مرد اپنی عورتوں کے ساتھ اسے روا رکھتے ہیں دیوث ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از میرٹھ مرسلہ مولوی محمد حبیب اللہ صاحب قادری رضوی خطیب مسجد جامع خیر نگر مدرس مدرسہ قومیہ

۱:۔ گم شدہ شے کے دریافت کیلئے یٰسین شریف سے نام نکالا جاتا ہے یا اور کسی طرح چور کا پتہ معلوم کرنے کیلئے یہ طریقہ ٹھیک ہے یا نہیں

الجواب:۔ یہ طریقے نامحمود و مضر ہیں اور اون سے جس کا نام نکلے اوسے چور سمجھ لینا حرام قال اللہ تعالٰی یایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث واللہ تعالٰی اعلم

۲:۔ ہمزاد کیا ہے اوسکے تسخیر کیلئے عمل کرنا کیسا ہے

الجواب:۔ ہمزاد از قسم شیاطین ہے وہ شیطان کہ ہر وقت آدمی کے ساتھ رہتا ہے وہ مطلقاً کافر ملعون ابدی ہے سوا اوسکے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر تھا وہ برکت صحبت اقدس مسلمان ہوگیا صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں مامنکم من احد الا ومعہ قرینہ من الجن وقرینہ من الملئکۃ قالوا وایاک یارسول اللہ قالوا وایای ولکن اللہ اعاننی علیہ فاسلم فلایامرنی الا بخیر اھ اعنی علی روایۃ الفتح المؤیدۃ بما یاتی من الاحادیث اسی طرح طبرانی نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی اور بزار حضرت عبداللہ بن عباس یا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں فضلت علی الانبیاء بخصلتین کان شیطانی کافرا فاعاننی اللہ علیہ حتی اسلم الحدیث۔ بیہقی وابونعیم دلائل النبوۃ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں فضلت علی آدم بخصلتین کان شیطانی کافرا فاعاننی اللہ علیہ حتی اسلم وکن ازواجی عونا لی وکان شیطان آدم کافرا وزوجتہ عونا علی خطیئتہ۔ اوسکی تسخیر جو سفلیات سے ہو وہ تو حرام قطعی بلکہ اکثر صور میں کفر ہے کہ بے اون کے خوشامد اور مدائح ومرضیات کے نہیں ہوتی اور جو علویات سے ہو وہ اگرچہ بصولت وسطوت ہے مگر اوس کا ثمرہ غالباً اپنے کاموں میں شیطان سے ایک نوع استعانت سے خالی نہیں ہوتا کہ وہ غلبۃً قاہرہ کہ ومن یزغ منھم عن امرنا نذقہ من عذاب السعیر جو استجابت دعاء ھب لی ملکا لاینبغی لاحد من بعدی سے ناشی ہر ایک کو کہاں نصیب اور بالفرض نہ بھی ہو تو کافر شیطان کی مخالطت ضرور موردِ تغیر احوال وحدوث ظلمت حضرت سیدنا شیخ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ کم از کم وہ ضرر کہ صحبت جن سے ہوتا ہے یہ ہے کہ آدمی متکبر ہوجاتا ہے والعیاذ باللہ تعالٰی تو راہ سلامت اوس سے بعد ومجانبت ہی میں ہے رب عزوجل تو اس دعا کا حکم دے کہ اعوذبک رب ان یحضرون اور یہاں یہ رٹ لگائی جائے کہ حاضر شو حاضر شو والعیاذ باللہ تعالٰی واللہ تعالٰی اعلم

۳:۔ فال کیا ہے جائز ہے یا نہیں۔ سعدی وحافظ وغیرہ کے فالنامے صحیح ہیں یا نہیں۔

الجواب:۔ فال ایک قسم استخارہ ہے استخارہ کی اصل کتب احادیث میں بکثرت موجود ہے مگر یہ فالنامے جو عوام میں مشہور اور اکابر کی طرف منسوب ہیں بے اصل وباطل ہیں اور قرآن عظیم سے فال کھولنا منع ہے اور دیوان حافظ وغیرہ سے بطور تفاؤل جائز ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

۴:۔ انگریزی قلم وروشنائی سے تعویذ لکھنا کچھ عیب یا حرج ہے اور ہندوستانی قلم وسیاہی کیا ضروری ہے

الجواب:۔ ہاں تعویذات واعمال میں ایسی اشیاء سے احتراز ضرور ہے جس میں ناپاک چیز کا میل ہو اگرچہ بروجہ شہرت وشبہہ جیسے پڑیا کی رنگت اوس سے تعویذ نہ لکھا جائے بلکہ ہندوستانی سیاہی سے لکھا جائے رہا قلم وہ مثل سیاہی تعویذ کا جزو نہیں ہوجاتا لہذا اوسمیں کوئی حرج نہیں ہاں ان کاموں میں انگریزی اشیاء سے احتراز مطلقاً بہتر ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

۵:۔ غیر مذہب کو آیات قرآنی لکھ کر دینا بطور تعویذ جائز ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیا تدبیر کی جائے

الجواب:۔ غیر مسلم کو آیات قرآنی لکھ کر ہرگز نہ دی جائیں کہ اساءت ادب کا مظنہ ہے بلکہ مطلقاً اسماء الہیہ ونقوش مطہرہ نہ دیں کہ اون کی بھی تعظیم واجب بلکہ دیں تو اون کے اعداد لکھ دیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

۶:۔ آسیب، بھوت، چڑیل وغیرہ مشہید وغیرہ جو مشہور ہیں صحیح ہیں یا غلط

الجواب:۔ ہاں جن اور ناپاک روحیں مرد وعورت احادیث سے ثابت ہیں اور وہ اکثر ناپاک موقعوں پر ہوتی ہیں انھیں سے پناہ کیلئے پاخانہ جانے سے پہلے یہ دعا وارد ہوئی اعوذ باللہ من الخبث والخبائث وہ سخت جھوٹے کذاب ہوتے ہیں اپنا نام کبھی شہید بتاتے ہیں اور کبھی کچھ۔ اس وجہ سے جاہلان

بے خرد میں شہیدوں کا سر پر آنا مشہور ہو گیا ورنہ شہداء کرام ایسی خبیث حرکات سے منزہ و مبرا ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

۷:۔ دست غیب اور مصلے کے نیچے سے اشرفی وغیرہ نکلنا صحیح ہے یا نہیں

الجواب:۔ ہاں صحیح ہے مگر اس عملداری میں کمیاب بلکہ نایاب ہے۔ دست غیب کے نہایت درجہ کا حاصل اب صرف فتوح ظاہرہ و وسعت رزق ہونا ہے پھر اگر دست غیب اس طرح ہو کہ جن کو تابع کر کے اُسکے ذریعہ سے لوگوں کے مال معصوم منگوائے جائیں تو اشد سخت حرام کبیرہ ہے اور اگر سفلیات سے ہو تو قریب بکفر اور علویات سے ہو تو خود یہ شخص مارا جائیگا یا کم از کم پاگل ہو جائے یا سخت سخت امراض و بلایا میں گرفتار رہو اعمال علویہ کو ذریعہ حرام بنانا ہمیشہ ایسے ثمرے لاتا ہے اور اوسکے حرام قطعی ہونے میں کیا شبہ ہے قال اللہ تعالٰی و لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل اور اگر کسی دوسرے کی ملک معصوم نہ لائی جاتی ہو بلکہ خزانہ غیب سے اوسکو کچھ پہنچایا جائے یا مال مباح غیر معصوم اور وہ جن کہ مسخر کیا جائے مسلمان ہو نہ کہ شیطان اور اعمال علویہ سے ہو نہ کہ سفلیہ سے اور اوسے منگا کر مصارف محمودہ یا مباحہ میں صرف کرے نہ کہ معاذ اللہ حرام و اسراف میں تو یہ عمل جائز ہے اور جو اس طریقہ سے ملے اوسکا صرف کرنا بھی جائز کہ جسطرح کسب حلال کے اور طرق ہیں اسیطرح ایک طریقہ یہ بھی ہے دست غیب کا سب سے اعلٰی عمل قطعی عمل یقینی عمل جس میں تخلف ممکن نہیں اور سب اعمال سے سہل تر خود قرآن عظیم میں موجود ہے لوگ اوسے چھوڑ کر دشوار دشوار ظنیات بلکہ وہمیات کے پیچھے پڑتے ہیں اور اوس سہل آسان یقینی و قطعی کی طرف توجہ نہیں کرتے قال اللہ تعالٰی و من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب جو اللہ سے ڈرے تقوٰی و پرہیزگاری کرے اللہ عزوجل ہر مشکل سے اوسکے لیے نجات کی راہ نکال دیگا اور اوسے وہاں سے روزی دیگا جہاں سے اوسکا گمان بھی نہ ہو گا اور دست غیب کسے کہتے ہیں اسیطرح لوگ عمل حب کے پیچھے خستہ و خوار پھرتے ہیں اور نہیں ملتا اور حب کا سہل و یقینی و قطعی عمل قرآن عظیم میں مذکور ہے اوسکی غرض نہیں کرتے قال اللہ تعالٰی ان الذین اٰمنوا و عملوا الصلحت سیجعل لھم الرحمٰن ودا۔ بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے قریب ہے کہ رحمٰن اونکے لیے محبت کر دیگا دلوں میں اونکی حب ڈال دیگا۔ نسال اللہ حسن التوفیق واللہ سبحٰنہ و تعالٰی اعلم

۸:۔ اعمال میں ایام و وقت مثلاً حب کیلیے عروج ماہ وقت عشاء بعض کیلیے نزول ماہ وقت ظہر فتوح و دست غیب کیلیے ثابت ماہ وقت صبح وغیرہ وغیرہ کچھ اصل رکھتی ہیں بعض اعمال میں زکوٰۃ و وِرد ہے اگر ناغہ ہو تو عمل ہاتھ سے جاتا رہتا ہے بعض کو جلالی یا پرہیز اور بعض کو جمالی بے پرہیز بتایا جاتا ہے بعض میں چکی اور کسی میں کتے کی آواز کی قید ہے یہ سب کیسی باتیں ہیں

الجواب:۔ اوقات عشاء و ظہر و صبح کی قید ان اجناس مطلقہ میں نہیں ہاں عمل فتوح کیلیے ماہ ثابت اور حب کیلیے دو جدیں اور تفریق کیلیے منقلب اور دو اول کے لیے عروج قمر اور آخر کیلیے نزول قمر اور بہر زکوٰۃ کیلیے التزام ورد مقرر اور اسماء الٰہیہ جمالیہ میں صرف ماکولات جلالی یعنی حیوان کا پرہیز کہ لحم و بیض و عسل و سمک کو شامل ہے اور اسماء الٰہیہ جلالیہ میں جلالی و جمالی دونوں اعنی حیوان و مایخرج منہ کا پرہیز اور صوم کا التزام مع اعتکاف تام شرط ہے اور یہ از قبیل استخراج مشائخ بسبب مناسبت جلیہ یا خفیہ ہے اور امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ماثور ہے کہ دعاء استسقاء کیلیے فرماتے منزل قمر کا لحاظ کر لو ہاں معاذ اللہ جو ان ساعات کو اکب کو مؤثر سمجھے اوسکے لیے حرام ہے نیز ان اکابر کا ان قیود اکل و شرب و خلوت و بعد عن الخلق سے اصل مقصود اور ہے اکثر عوام آخرت کیلیے سعی نہیں کرتے اور دنیوی مطلب کیلیے جان مصیبت میں ڈالنا آسان سمجھتے ہیں لہذا انھوں نے اسماء و اذکار الٰہیہ مقاصد عوام کی تحصیل کو مقرر کیے اور یہ قیدیں لگائیں جس سے اونھیں کم خوری و کم خوابی و گوشہ نشینی کی عادت پڑے اگر ذکر الٰہی کی برکت مقصود اصلی کی طرف کھینچ لے گئی تو عین مراد ہے ورنہ کم از کم یہ فائدہ نقد وقت ہے کہ کمی اختلاط خلق سے گناہ کم ہونگے سخت خوش کھانے اور روزوں کی کثرت سے شہوات نفسانیہ کمزور پڑیں گے۔ واللہ تعالٰی اعلم

۹:۔ اعمال حب و بغض و حاجات وغیرہ مسجد میں پڑھے جائیں یا خارج بعض کہتے ہیں مسجد میں پڑھنے سے عبادت میں شمار ہوتے ہیں

الجواب:۔ اعمال مسجد و خارج مسجد دونوں جگہ جائز ہیں جبکہ اوسکے لیے مسجد کی جگہ نہ روکے کہ یہ جائز نہیں اور وہ عمل بھی جائز ہو اور اوس سے مقصود بھی امر جائز ہو اور اگر عمل اصلاً یا قصداً ناجائز ہو تو مسجد میں اور بھی سخت تر حکم رکھے گا مثلاً زن و شوہر میں بغض پیدا کرنا اسکے لیے عمل حرام ہے تو اسے مسجد میں پڑھنا حرام تر ہو گا یونہی اعمال سفلیہ کہ اصل میں حرام ہیں مقصود محمود کیلیے بھی مسجد میں حرام تر ہونگے پھر جو جائز عمل جائز نیت سے ہے اوس میں حالتیں دو ہیں ایک اہل علم کی کہ وہ اسماء الٰہیہ سے توسل اور اپنے جائز مقصد کیلیے اللہ عزوجل کی طرف تضرع کرتے ہیں یہ دعا ہے اور دعا مغز عبادت ہے مسجد میں ہو

خواہ دوسری جگہ دوم عوام نافہم کہ اون کا مطمح نظر اپنا مطلب دنیوی ہوتا ہے اور عمل کو نہ بطور دعا بلکہ بطور تدبیر بجالاتے ہیں لہذا جب اثر نہ دیکھیں اوس سے بے اعتقاد ہو جاتے ہیں اگر دعا سمجھتے بے اعتقادی کے کیا معنی تھے کہ حاکم پر حکم کس کا ایسے اعمال نہ مسجد میں عبادت ہو سکتے ہیں نہ غیر میں بلکہ جب کسی دنیوی مطلب کے لیے ہوں مسجد میں نہ پڑھنا چاہیے فان المساجد لم تبن لھذا۔ واللہ تعالٰی اعلم

۱۰ :۔ اوراد و وظائف مقررہ کو اتفاقیہ بلا وضو پڑھ سکتے ہیں یا نہیں اگر ناغہ ہوں تو دوسرے وقت قضا ہو سکتے ہیں یا نہیں اور پڑھتے میں اگر کوئی شخص سلام کرے یا ہم کلام ہو تو اوسکا جواب دیا جائے یا نہیں

الجواب :۔ وظائف جو احادیث میں ارشاد ہوئے یا مشائخ کرام نے بطور ذکر الٰہی بتائے اونھیں بلا وضو بھی پڑھ سکتے ہیں اور باوضو بہتر اون میں حسب حاجت بات بھی کر سکتا ہے یعنی نیک بات مگر وہ وظیفہ جس میں عدم کلام کی شرط فرما دی ہے جیسے صبح و عصر کے نماز کے بعد بغیر پاؤں بدلے بغیر بات کئے دس بار لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد بیدہ الخیر یحیی ویمیت وھو علی کل شیئ قدیر پڑھنا اسمیں بات نہ کی جائے اور ذاکر پر سلام کرنا مطلقاً منع ہے اور اگر کوئی کرے تو ذاکر کو اختیار ہے کہ جواب دے یا نہ دے۔ ہاں اگر کسی کے سلام یا جائز کلام کا جواب نہ دینا اوسکی دل شکنی کا موجب ہو تو جواب دے کہ مسلمان کی دلداری وظیفہ میں بات نہ کرنے سے اہم و اعظم ہے یہ وظائف اگر وقت خاص سے مختص ہیں اور وہ وقت نکل گیا تو ان کی قضا نہیں ورنہ دوسرے وقت پڑھ لئے جائیں کہ ثواب ملے اور عادت نہ چھوٹے یہ احکام وظائف و اذکار کے تھے رہے اعمال کہ ارباب عزائم مقرر کرتے ہیں اونکی زکوٰۃ میں تو روزانہ غسل شرط ہے وہ بھی غسل پاک یعنی بحالت طہارت نہانا۔ یہانتک کہ اگر نہانے کی حاجت ہو تو غسل جنابت کر کے دوبارہ پھر نہائے اور اون کے ورد میں کہ عمل بجا رہنے کیلیے مقرر کیا جاتا ہے وضو شرط ہے بلا وضو نہیں پڑھ سکتا نہ اون کی زکوٰۃ یا ورد میں ہرگز بات کر سکتا ہے مگر جو بات شرعا فی الحال فرض ہو اوسکے لیے بمجبوری قطع قرأت لازم مثلاً یہ عمل پڑھ رہا ہے اور ماں یا باپ نے آواز دی جواب دینا فرض ہے یا کسی کافر نے کہا مجھے مسلمان کر لے قطع عمل فرض ہے یہانتک کہ جو مسلمان ہونا مانگے اوسکے لیے تو فرض نماز کی نیت فوراً توڑ دینی واجب ہے یا کوئی مسلمان کنوئیں میں گرا جاتا ہے کسی لکڑی یا اینٹ سے رکا ہوا ہے اگر دیر کی جائیگی گر پڑیگا اور وہ آواز دے یا یہ دیکھے اور بچانا اوسی پر متعین ہو تو فرض ہے کہ عمل بلکہ فرض نماز قطع کرے اور اوسے بچائے وقس علیہ مگر ان سب صورتوں میں جتنا پڑھ لیا تھا محسوب نہ ہوگا بلکہ از سر نو پڑھے اعمال میں قضا بھی نہیں اگر وسط زکوٰۃ میں کوئی دن ناغہ گیا تو زکوٰۃ نہ ہوئی پھر ادا کرے اور کسی دن کا ورد ناغہ ہونے کو ہو تو اوسکی نیت سے اوس دن ایکبار سورۂ فاتحہ ایک بار آیۃ الکرسی پڑھ لے وہ ناغہ میں نہ گنا جائے گا نہ اوسکی قضا ہوگی اور اگر یہ بھی نہ کیا تو عمل ہاتھ سے نکل جائیگا پھر زکوٰۃ دے غرض ارباب عزائم کے یہاں ہر طرح تشدد ہے اور اللہ و رسول کے یہاں تیسیر و للہ الحمد جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

واللہ تعالٰی اعلم

۱۱ :۔ بانجھ وہ ہوتی ہے جسکے کبھی بچہ نہ ہوا ہو بعضوں کے ایک یا دو بچہ ہو کر بند ہو جاتے ہیں اونکا علاج بانجھ کا سا ہی کیا جائے اور طرح

الجواب :۔ ہاں وہی اعمال کافی ہیں کہ جو اقوٰی کی مدافعت کریں اضعف کی بدرجۂ اولٰی۔ واللہ تعالٰی اعلم

۱۲ :۔ رجعت عمل کیا چیز ہے کیا عمل کا لوٹ جانا کسی بے احتیاطی وغیرہ سے ممکن ہے

الجواب :۔ ہاں ممکن اور بارہا واقع ہے جس کا ذکر نمبر ۷ میں گزرا۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ :۔ مرسلہ حامد علی طالب علم مدرسہ اہلسنت وجماعت بریلی

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص نصیر الدین طوسی ملوم و مذموم کو بلفظ مولی الاعظم اور قدوۃ العلماء الراسخین اور نصیر الملۃ والدین قدس اللہ تعالٰی نفسہ و روح رمسہ سے تعبیر تو ایسے کو فاسق یا کافر نہ جاننے والا دائرہ اسلام سے خارج ہوا یا نہیں اگر نہ ہوا تو فاسق بھی ہوا یا نہیں امید کہ دلیل عقلی و نقلی سے اسکا اثبات فرمایا جاوے

الجواب :۔ طوسی کا رفض حد کفر تک نہ تھا بلکہ اوس نے حتی الامکان اپنے اگلوں کے کفر کی تاویلات کیں اور نہ بن پڑی تو منکر ہو گیا اوسکی ایسی توجیہ گناہ ضرور ہے اور منطقی فلسفی شراح محشین معصوم نہیں جہاں جہاں اوس نے خلاف اہلسنت کیا ہے اوس کا رد کر دیا۔ واللہ تعالٰی اعلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ ۔ بار اول از بنارس پھاٹک شیخ سلیم مدرسہ ابراہیمیہ مرسلہ مولوی حافظ عبدالسمیع صاحب ۹ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قال زید سجدہ تعظیم وتحیت مرشد طریقت کے لئے اب بھی جائز ہے اور استدلال کرتا ہے حضرت آدم علیہ السلام کے مسجود ملائکہ ہونے سے ونیز واقعہ حضرت یوسف علیہ السلام سے اور کہتا ہے والقی السحرۃ ساجدین ساحرون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ قال عمرو سجدۂ تحیت ادیان ماضیہ میں جائز تھا ہماری شریعت غرا محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں حکم منسوخ ہوا جیسا کہ تفسیر جلالین ۔ مدارک ۔ خازن ۔ روح البیان ۔ جامع البیان ۔ تفسیر کبیر ۔ فتح العزیز ۔ وغیرہم میں مصرح ہے اور ساحرون کو عرفان حق حاصل ہوا اور اونھون نے معبود حقیقی کو سجدہ کیا ۔ جیسا کہ قالوا اٰمنا برب العلمین رب موسیٰ وہارون اس پر دال ہے نہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سجدہ کیا ۔ قال زید آیات اخبار وقصص مین ناسخ ومنسوخ نہین ہوتا کما فی نور الانوار لہٰذا اباحت اوس کی باقی ہے قال عمرو علمائے مفسرین نے اس حکم کا منسوخ ہونا مصرح بیان فرمایا قال زید مفسرین کی مجرد رائے ہم پر حجت نہیں تاوقتیکہ کوئی آیت اوس کی ناسخ یا ممانعت مین نہ وارد ہو قال عمرو آیات قرآنی اوس کی ممانعت مین نص صریح ہیں مثلا یایہا الذین اٰمنوا ارکعوا واسجدوا واعبدوا ربکم پس معلوم ہوا کہ سجدہ عبادت ہے پس عبادت غیر خدا کی شرک ہے نیز فاسجدوا للہ واعبدوا اور واسجدوا للہ الذی خلقھن ان کنتم ایاہ تعبدون مین لام واسطے تخصیص کے ہے اور ایاہ بھی تخصیص کے لئے آتا ہے لہٰذا سجدہ مخصوص ذات باری کیلئے ہے اور غیر کے لئے شرک وحرام وکفر ۔ قال زید ان آیتون مین سجدۂ عبادت کی تخصیص ہے نہ سجدہ تحیت کی لہٰذا وہ جائز ہے قال عمرو لاتسجدوا للشمس ولا للقمر سے غیر اللہ کے لئے سجدہ ممنوع ہونا ثابت ہے اگرچہ سجدۂ تحیت ہو اور فقہا ومتکلمین نے اوس کو حرام وکفر فرمایا ہے کما فی شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ۔ انجاح الحاجہ ۔ حلبی شرح المنیہ ۔ مالابد منہ ۔ عالمگیری نیز احادیث صحیحہ اوس کی مخالفت مین بکثرت وارد ہین قال زید آیت مین یہ کہان ہے لاتسجدوا للانسان ۔ حدیثون مین جواز ہے عکرمہ بن ابوجہل مشرف باسلام ہوئے اور اونھون نے حضرت کو سجدہ کیا آپ نے منع فرمایا کما فی مدارج النبوۃ وروضۃ الاحباب ایک صحابی نے حضرت کی پیشانی پر سجدہ کیا تو حضرت نے فرمایا تونے اپنا خواب سچا کیا پس ثابت ہوا کہ سجدہ جائز کما فی مشکوٰۃ قال عمرو عکرمہ کی روایت سے سجدہ مراد لینا اہل علم پر مخفی نہین کہ کس قدر سادہ لوحی ہے کیونکہ منقول ہے فطأطأ رأسہ من الحیاء کما فی سیرۃ الحلبی وسیرۃ النبویہ اور مدارج النبوۃ کی عبارت ہے انگاہ از شرمندگی سر در پیش افگند حدیث مشکوٰۃ سے معلوم ہوا کہ پیشانی انور مسجود علیہ تھی نہ مسجود لہ لہٰذا وہ مفید مدعی نہین جس چیز پر سجدہ کیا جائے وہ مسجود لہ قرار نہین پاتی فتدبر ۔ فالعجب کل العجب ۔ ونیز حدیث قیس ومعاذ بن جبل مین سجدہ تحیت کی نہی صریح وارد ہے لاتفعلوا مشکوٰۃ وابن ماجہ ۔ نیز دیگر احادیث جو پرچہ صوفی بابت ۱۲۴۲ جلد ۲۱ ماہ رجب ۱۳۳۷ھ میں شائع ہوچکی ہے ملاحظہ ہو ۔ قال زید یہ سب حدیثین خبر آحاد ہین یہ قطعی پر حجت نہین سکتیں ونیز آیات قرآنی سے اباحت ثابت ہے اگرچہ مورد خاص ہے مگر حکم عام ہے قال عمرو آیات قرآنی واحادیث نبوی وتصریحات فقہا ومتکلمین سے حرمت وکفر ہونا ثابت ہے اوس کی اباحت پر حالت اختیار مین کوئی روایت ضعیف بھی وارد نہین لہٰذا دعویٰ بلا دلیل ہے وہ مقبول نہین پس مفتیان دین بیان فرمائین کہ قول حق وصواب کس کا ہے فای الفریقین احق بالامن ان کنتم تعلمون ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولئک لھم الامن وھم المھتدون بینوا توجروا

بار دوم ۔ از میرٹھ خیر نگر دروازہ مرسلہ مظاہر الاسلام صاحب نبیرۂ نواب ممتاز علی خان ۲۹ شوال ۱۳۳۷ھ

مجدد مائۃ حاضرہ حضرت مولانا بالفضل اولٰنا جناب مولوی احمد رضا خان صاحب دامت برکاتہم ۔ سلام وآداب کے بعد

گزارش خدمت کہ ۲۸ رجون ۲۹ رمضان المبارک کو رسالہ نظام المشائخ خدمت والامین روانہ کرکے استدعا کی گئی تھی کہ براہ کرم سجدۂ تحیت کے جواز و عدم جواز کی بابت شرع شریف کے مطابق اپنی قیمتی رائے سے اس خادم کو مطلع فرمایا جائے تاکہ یہ بے بضاعت جناب کے احسان و کرم کیوجہ سے اس عظیم الشان مسئلہ مین تشفی و اطمینان حاصل کرسکے۔ چند روز ہوئے کہ جناب کی معرکۃ الآرا تصنیف جو کہ تقویۃ الایمان کے رد و ابطال میں تحریر ہے خادم کی نظر سے گزری اس کے صفحہ ۳۴ پر سجدۂ تحیت کے جواز مین جو عبارت مزین ہے وہ حسب ذیل ہے:" واذ قلنا للملئکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس اور جب ہم نے فرشتون سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو سب سجدہ مین گرے سوائے ابلیس کے۔ ورفع ابویہ علی العرش وخروا لہ سجدا۔ یوسف نے اپنے ماں باپ کو تخت پر بلند کیا" اور وہ سب یوسف کے لئے سجدے مین گرے یہ خاک بدہن گستاخ اللہ تعالیٰ ملئکہ آدم ویعقوب ویوسف علیہم الصلاۃ والسلام سب کا شرک ہوا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ملئکہ نے سجدہ کیا آدم راضی ہوئے یعقوب ساجد یوسف رضامند" پھر جناب والا تحریر فرماتے ہیں" اور یہاں نسخ کا جھگڑا پیش کرنا محض جہالت۔ شرک کسی شریعت میں حلال نہین ہوسکتا کبھی ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ شرک کا حکم دے اگرچہ اوسے پھر کبھی منسوخ بھی فرمادے"، اگر جناب براہ کرم اپنی محققانہ رائے سے اس ناچیز کو مطلع فرمائیں گے تو یہ درحقیقت ایک بہت بڑی اسلامی خدمت متصور ہوگی جناب کی مذکورہ بالا تحریر کے صریح معنی تو یہی سمجھ میں آئے کہ سجدۂ تحیت جائز ہے والسلام مع الاکرام۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللھم لک الحمد یا من خشعت لہ القلوب وخضعت لہ الاعناق وسجدت لہ الجباہ ٭ وحرم السجود فی ھذا الدین المحمود ٭ والشرع المسعود ٭ لما سواہ ٭ صل وسلم وبارک علی اکرم من سجد لک لیلا ونھارا ٭ وحرم السجود لغیرک تحریما جھارا ٭ وعلی الہ وصحبہ الفائزین بخیرہ الذین لم یشن اللہ وجوھھم بالخرور لغیرہ ٭ نور نا اللہ بانوار ھم ووفقنا لاتباع آثارھم ٭ آمین۔ مسلمان اے مسلمان اے شریعت مصطفوی کے تابع فرمان جان اور یقین جان کہ سجدہ حضرت عزت عزجلالہ کے سوا کسی کے لئے نہین اوس کے غیر کو سجدۂ عبادت تو یقینا اجماعاً شرک مہین و کفر مبین اور سجدۂ تحیت حرام و گناہ کبیرہ بالیقین اور اسکے کفر ہونے مین اختلاف علمائے دین ایک جماعت فقہا سے تکفیر منقول اور عند التحقیق وہ کفر صوری پر محمول کما سیأتی بتوفیق المولی سبحنہ وتعالی ہاں مثل صنم وصلیب وشمس وقمر کے لئے سجدے پر مطلقاً اکفار کما فی شرح المواقف وغیرہ من الاسفار ان کے سوا مثل پیر و مزار کے لئے ہرگز ہرگز نہ جائز و مباح جیسا کہ زید کا ادعائے باطل نہ شرک حقیقی نامغفور جیسا کہ وہابیہ کا زعم عاطل بلکہ حرام ہے اور کبیرہ و فحشاء فیغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء ابطال شرک کے لئے تو وہی واقعۂ حضرت آدم اور مشہور رجمہور پر واقعۂ حضرت یوسف بھی علیہما الصلاۃ والسلام دلیل کافی محال ہے کہ مولیٰ عزوجل کبھی کسی مخلوق کو اپنا شریک کرنے کا حکم دے اگرچہ پھر اوسے بھی منسوخ بھی فرمائے اور محال ہے کہ ملئکہ و انبیا علیہم الصلاۃ والسلام مین سے کوئی کسی کو ایک آن کے لئے شریک خدا بنائے یا اسے روا ٹھہرائے کو کبۂ شہابیہ مین اسی کا بیان اور زعم وہابی کا ابطال بیّن البرہان اور اس کا صرف اتنا مفاد و مقصود کہ وہابی کا شرک باطل و مردود وہابی نے اس پر شرک نامغفور کا حکم لگا کر آدم و یعقوب و یوسف و ملئکہ علیہم الصلاۃ والسلام سب کو معاذ اللہ مشرک بنا دیا اور رب عزوجل کو (خاک بدہن گستاخ) شرک کا حکم دینے اور اسے جائز رکھنے والا ٹھہرادیا یہ ضرور حق اور افادہ جواز سے اجنبی مطلق کیا جو کچھ شرک نہ ہو سب جائز و روا ہے یوں تو زنا و قتل و شرب خمر و اکل خنزیر سب کچھ حلال ٹھہرتا ہے کہ یہ باتیں بھی شرک نہین تو معاذ اللہ سب جائز ہوں لیکن اور یہ جہل صریح و ضلال مبین والعیاذ باللہ رب العلمین اور ابطال اباحت کو احادیث متواترہ اقوال ائمۂ دین کے نصوص وافرہ مسئلہ شرعیہ حدیث و فقہ سے لیا جائے گا اور ان مین اس کی تحریم متواتر اس کے ممنوع و ناجائز و گناہ کبیرہ ہونے کی تصریحات متظافرہ پرچہ نظام المشائخ دہلی رجب ۳۳ھ کا اس سوال کے ساتھ آیا اوس مین متعلق سجدہ تحریر بے تحریر نے ایک ایسے نام سے انتساب پایا جس کی طرف

اوسکی نسبت نے عجب تعجب دلایا اس تحریر مین اول تا آخر جہالتین سفاہتین عبارات و مطالب مین طرفہ خیانتین شرع مطہر پر شدید جرأتین حتی کہ خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سخت حملہائے بیباک حضور و رب حضور پر افتراہائے ناپاک پھر صحابہ و ائمہ و فقہا و اولیا کا کیا ذکر اون کی رفیع شان مین کمال زبان درازیون کی کیا فکر یہان تک کہ اون کو نہ صرف جاہل ضدی سنگدل بتایا بلکہ بھر مونھ شقی ملعون شیطان راندۂ درگاہ ٹھہرایا وسیجزی اللہ الفاسقین کذلک یجزی الظالمین۔ یہ سب بھی انہیم پر علم تھے کہ اور ضلال کیا کم تھے جب مذہب نہین کچھ عجب نہین مگر سخت آفت یہ کہ عبارتین کی عبارتین جی سے گڑھیں اور صاف بے دھڑک مشہور کتابوں کی طرف نسبت کردیں اور وہ بھی اس جسارت کی شان سے کہ جلد و صفحہ و باب کے نشان سے مذہبی حالت کچھ سہی جسے ادنیٰ حیا و انسانیت کے دائرے مین رہنا پسند ہو کیونکر ان کا مرتکب ہو سکے اگرچہ نہ رسالۂ خبیثہ سیف النقی کی طرح پابند اثر دیوبند ہو نہ کہ ایک مشہور شخص جو بیش خویش صوفی و شیخ بننے کا خواہشمند ہو بہرحال مسلمانون کو اوس کے فریبون سے بچانا لازم اشد جسے ہم نے بکر سے تعبیر کیا ہے کسے باشد مذکور سوال زید کے جتنے مکر ہین سب مشتے از خروارے بکر ہین لہذا خبر گیری اسی کی کافی آئی وکل الصید فی جوف الفراء ایسی تحریرات اگرچہ قطعاً ناقابل التفات مگر بعد اشاعت فاحشہ اوس کا انسداد امر مہم اب یہ مبارک جواب بتوفیق الوہاب چھ فصل پر منقسم **فصل ۱**۔ قرآن کریم سے سجدۂ تحیت کی تحریم یہ اوس کا رد ہے جو بکر نے صفحہ ۲ پر کہا "کوئی آیت سجدۂ انسان کے خلاف قرآن مین کہیں بھی نہیں" **فصل ۲** چالیس حدیثوں سے سجدۂ تحیت کی تحریم یہ اوس کا رد ہے جو بکر نے ایک ضعیف حدیث دکھا کر ص۹ پر کہا "اسی حدیث کو سجدۂ تعظیمی کے مخالف سند مین پیش کیا کرتے ہیں سوائے اس کے اور کوئی ثبوت اون کے پاس نہیں" اللہ اکبر متواتر حدیثوں کے مقابل یہ ڈھٹائی **فصل ۳**۔ ایک سو دس نصوص فقہ سے سجدۂ تحیت کی تحریم یہ اوس کا رد ہے جو بکر نے ص۲۳ پر کہا "سوائے چند جاہل ضدی لوگوں کے کوئی سجدۂ تعظیم کے خلاف نہ تھا ص۲۴ اس سے انکار کرنیوالے شیطان کی طرح راندۂ درگاہ ہونگے ضد سجدۂ تعظیمی کا انکار موجب لعنت و پھٹکار" وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ **فصل ۴**۔ خود بکر کی سندوں اور اوسی کے مستندوں اور اوسی کے مونھ سے قرآن مجید و احادیث متواترہ و اجماع علما و اجماع اولیا سے سجدۂ تحیت حرام ہونے کا ثبوت یہ کاہے کا رد ہے اسے بکر سے پوچھئے۔ **فصل ۵**۔ اوس ذرا سی تحریر مین بکر کے افترا اختراع کذب خیانت جہالت سفاہت کا اظہار **فصل ۶**۔ سجدۂ آدم و یوسف علیہما الصلوٰۃ والسلام کی بحث اور اوس سے استدلال مجوزہ کا قاہر ابطال و باللہ التوفیق والوصول إلی التحقیق والحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولٰنا و آلہ و صحبہ اجمعین آمین۔

فصل اول قرآن کریم سے سجدۂ تحیت کی تحریم

قال ربنا تبارک و تعالیٰ ولا یأمرکم ان تتخذوا الملئکۃ والنبیین اربابا ایأمرکم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون ۝ نبی کو یہ نہین پہنچتا کہ تمہین حکم فرمائے کہ فرشتون اور پیغمبرون کو رب ٹھہرالو کیا نبی تمہین کفر کا حکم دے بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو۔ عبد بن حمید اپنی مسند مین سیدنا امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرمایا بلغنی ان رجلا قال یارسول اللہ نسلم علیک کما یسلم بعضنا علی بعض افلا نسجد لک قال لا ولکن اکرموا نبیکم واعرفوا الحق لاھلہ فانہ لا ینبغی ان یسجد لاحد من دون اللہ تعالیٰ فانزل اللہ تعالیٰ ماکان لبشر الی قولہ بعد اذ انتم مسلمون ۝ مجھے حدیث پہنچی کہ ایک صحابی نے عرض کی یا رسول اللہ ہم حضور کو بھی ایسا ہی سلام کرتے ہیں جیسا آپس میں۔ کیا ہم حضور کو سجدہ نہ کرین فرمایا نہ بلکہ اپنے نبی کی تعظیم کرو اور سجدہ خاص حق خدا ہے اسے اوسی کے لئے رکھو اس لئے کہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ سزاوار نہین اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت اوتاری اکلیل فی استنباط التنزیل مین اس آیت کے نیچے یہی حدیث اختصاراً ذکر کرکے فرمایا ففیہ تحریم السجود لغیر اللہ تعالیٰ تو اس آیہ کریمہ نے غیر خدا کو سجدہ حرام فرمایا۔ آیت کی ایک شان نزول یہ بھی ہے کہ نصاریٰ نے کہا ہمین عیسیٰ نے حکم دیا ہے کہ ہم اون کو خدا مانین

اسپر اوتری امام خاتم الحفاظ نے جلالین میں دونوں سبب یکساں بیان کیے نزل لما قال نصاری نجران ان عیسٰی امرھم ان یتخذوہ ربا او لما طلب بعض المسلمین السجود لہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس نے ظاہر کردیا کہ دونوں سبب قوی ہیں کہ خطبہ میں وعدہ ہے کہ تفسیر میں وہی قول لائیں گے جو سب سے صحیح تر ہو اور بیضاوی و مدارک و ابوالسعود و کشاف و تفسیر کبیر و شہاب و جمل وغیرہم عامۂ مفسرین نے اوسی سبب اول کو ترجیح دی کہ مسلمانوں نے حضور کو سجدے کی درخواست کی اوس پر اوتری خود آخر آیت میں فرمایا کیا تمہیں کفر کا حکم دیں بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو تو ضرور مسلمان مخاطب ہیں جو خواہان سجدہ ہوئے تھے نہ کہ نصارٰی۔ مدارک شریف و کشاف میں ہے بعد اذ انتم مسلمون یدل علی ان المخاطبین کانوا مسلمین وھم الذین استأذنوہ ان یسجدوا لہ بیضاوی و ارشاد العقل میں ہے دلیل أن الخطاب للمسلمین وھم المستأذنون لان یسجدوا لہ کبیر میں قول کشاف نقل کرکے مقرر رکھا فتوحات میں ہے لیقارب ھذا الاحتمال قولہ فی اٰخر الاٰیۃ بعد اذ انتم مسلمون ۰ عنایۃ القاضی میں ہے ھذہ الفاصلۃ ترجح القول بانھا نزلت فی المسلمین القائلین افلا نسجد لک تفسیر نیشاپوری میں بھی اسکی تقویت کی **اقول** وباللہ التوفیق خطاب نصارٰی پر انتم مسلمون میں مجاز کی ضرورت ہے کہ نصارٰی نجران مسلمان کب تھے تو معنی یہ لینے ہوں گے اٰباء کم الاولین بالکفر بعد ان کانوا مسلمین کیا عیسٰی تمہارے اگلے باپ داداؤں کو جوان کے زمانے میں دین حق پر تھے کفر کا حکم کرتے بعد اسکے کہ وہ ایمان لاچکے تھے اور خطاب مسلمین پر کفر میں تاویل کی حاجت ہے کہ مسلمانوں نے ہرگز سجدۂ عبادت نہ چاہا **اولا** نہ یہ صحابہ سے معقول تھا روز اول سے توحید کا آفتاب عالم آشکار فرمادیا تھا موافق مخالف نزدیک کا دور کا ہر شخص جانتا تھا ہر گھر میں چرچا تھا کہ یہ ایک اللہ کی عبادت کی طرف بلاتے اور شرک کے برابر کسی شے کو دشمن نہیں رکھتے تو کسی صحابی سے عبادت نبی کی درخواست اور وہ بھی خود نبی سے کیونکر متصوّر تھی خصوصاً یہ سجدہ کی درخواست کرنے والے کون تھے اجلۂ صحابہ معاذ بن جبل و قیس بن سعد و سلمان فارسی حتی کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہم جیسا کہ فصل احادیث میں آتا ہے **ثانیا** حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جواب میں یہی فرمایا کہ ایسا نہ کرو یہ نہ فرمایا کہ تم عبادت غیر کی درخواست کرکے کافر ہوگئے تمہاری عورتیں نکاح سے نکل گئیں توبہ کرو دوبارہ اسلام لاؤ پھر عورتیں راضی ہوں تو اون سے نکاح کرو **ثالثا** سب سے زائد یہ کہ مولٰی تعالٰی بھی تو خود اسی آیت میں اون کو مسلمان بتا رہا ہے کہ تم تو مسلمان ہو کیا تمہیں کفر کا حکم دیں لہذا امام محمد بن محمد حافظ الدین وجیز میں فرماتے ہیں قولہ تعالٰی مخاطبا للصحابۃ رضی اللہ تعالٰی عنہم ایأمرکم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون ۰ نزلت حین استأذنوا فی السجود لہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولا یخفی ان الاستئذان لسجود التحیۃ بدلالۃ بعد اذ انتم مسلمون ۰ ومع اعتقاد جواز سجدۃ العبادۃ لا یکون مسلما فکیف یطلق علیھم بعد اذ انتم مسلمون ۰ اللہ عزوجل نے صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے فرمایا کیا نبی تمہیں کفر کا حکم دیں بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو یہ آیت اوس وقت اوتری جب صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سجدہ کرنے کی اجازت چاہی اور ظاہر ہے کہ اونھوں نے سجدۂ تحیت کی درخواست کی تھی اس دلیل سے کہ فرماتا ہے کہ بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو اور سجدۂ عبادت جائز مان کر مسلمان نہیں رہتا تو یہ کیوں کر فرمایا جاتا کہ بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو۔ **اقول** بعدہٗ یہی دلیل روشن کر رہی ہے کہ کفر سے کفر حقیقی مراد نہیں کہ کفر حقیقی کی درخواست کرکے بھی مسلمان نہیں رہتا پھر کیوں کر فرمایا جاتا کہ بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو وقد کان استدل بہ البعض القائلون بان سجدۃ التحیۃ کفر مطلقا وذکرہ فی الوجیز دلیلا لھم فانقلب الدلیل علی المدعی وثبت انھا لیست بکفر کما علیہ الجمھور والمحققون فاحفظ وتثبت وللہ الحمد لاجرم کفر سے مراد کفر دون کفر ہوگا جو محاورات شارع میں شائع ہے خصوصاً سجدہ کہ نہایت مشابہ پرستش غیر ہے فصل دوم میں زمین بوسی کی نسبت کافی شرح وافی و کفایہ شرح ہدایہ و تبیین شرح کنز و درمختار و مجمع الانہر و فتح اللہ المعین و جواہر اخلاطی وغیرہا سے آئے گا لانہ یشبہ عبادۃ الوثن بت پرستی کے مشابہ ہے تو سجدہ تو مشابہ تر کفر ہوگا اوس کی صورت بعینہا صورت کفر بلا ادنٰی تفاوت ہے تو کفر صوری ضرور ہے جیسا کہ فصل دوم میں خلاصہ و محیط و منح الروض و نصاب الاحتساب وغیرہا سے آتا ہے ان ھذا کفر صورۃ سجدہ صورت کفر ہے وھو احد مناشئ ھذا الاطلاق فی کلامھم کما سیاتی بعونہ عزوجل۔ بہرحال آیۃ کریمہ میں ایک طرف تجوز ہے لہذا امام خاتم الحفاظ نے دونوں شان نزول برابر رکھیں اور شک نہیں کہ ایک ایک آیت کے لیے کئی کئی شان نزول ہوتے ہیں اور قرآن کریم اپنے جمیع وجوہ پر حجت ہے کما فی التفسیر الکبیر وشرح المواہب

للزرقانی وغیرہما تو قرآن عظیم نے ثابت فرمایا کہ سجدۂ تحیت ایسا سخت حرام ہے کہ مشابہ کفر ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ صحابۂ کرام نے حضور کو سجدۂ تحیت کی اجازت چاہی اوس پر ارشاد ہوا کیا تمہیں کفر کا حکم دیں معلوم ہوا کہ سجدۂ تحیت ایسی قبیح چیز ایسا سخت حرام ہے جسے کفر سے تعبیر فرمایا جب خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے سجدۂ تحیت کا یہ حکم ہے۔ پھر اوروں کا کیا ذکر واللہ الہادی

فصل دوم چالیس حدیثوں سے تحریم سجدۂ تحیت کا ثبوت

حدیث میں چہل حدیث کی بہت فضیلت آئی ہے ائمہ و علما نے رنگ رنگ کی چہل حدیثیں لکھی ہیں ہم بتوفیقہ تعالیٰ یہاں غیر خدا کو سجدہ حرام ہونے کی چہل حدیث لکھتے ہیں یہ حدیثیں دو نوع (**نوع اول**) سجدۂ غیر کی مطلقاً ممانعت **حدیث اول**[1] جامع ترمذی وصحیح ابن حبان وصحیح مستدرک ومسند بزار وسنن بیہقی میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے قال جاءت امرأۃ الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ اخبرنی ماحق الزوج علی الزوجۃ قال لوکان ینبغی لبشر ان یسجد لبشر لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا اذا دخل علیھا لما فضلہ اللہ علیھا ھذا لفظ البزار والحاکم والبیہقی وعند الترمذی المرفوع منہ بلفظ لوکنت اٰمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا ایک عورت نے بارگاہ رسالت علیہ افضل الصلاۃ والتحیۃ میں حاضر ہوکر عرض کی یارسول اللہ شوہر کا عورت پر کیا حق ہے فرمایا اگر کسی بشر کو لائق ہوتا کہ دوسرے بشر کو سجدہ کرے تو میں عورت کو فرماتا کہ جب شوہر گھر میں آئے اوسے سجدہ کرے اوس فضیلت کے سبب جو اللہ نے اوسے اس پر رکھی ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے **حدیث دوم**[2] بزار نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی قال دخل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حائطا فجاء بعیر فسجد لہ فقالوا ھذہ بھیمۃ لا تعقل سجدت لک ونحن نعقل فنحن احق ان نسجد لک فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یصلح لبشر ان یسجد لبشر لو صلح لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا لما لہ من الحق علیھا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف لے گئے ایک اونٹ نے حاضر ہوکر حضور کو سجدہ کیا صحابہ نے عرض کی یہ بے عقل چوپایہ ہے اسنے حضور کو سجدہ کیا ہم تو عقل رکھتے ہیں ہمیں زیادہ لائق ہے کہ حضور کو سجدہ کریں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آدمی کو لائق نہیں کہ آدمی کو سجدہ کرے ایسا مناسب ہوتا تو میں عورت کو فرماتا کہ شوہر کو سجدہ کرے اوس حق کے سبب جو اوس کا اس پر ہے امام جلال الدین سیوطی نے مناہل الصفا میں فرمایا اس حدیث کی سند حسن ہے۔ **حدیث سوم** احمد ونسائی وبزار وابونعیم انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال کان اھل بیت من الانصار لھم جمل یسنون علیہ وانہ استصعب علیھم (فذکر القصۃ الی قولہ) فلما نظر الجمل الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خر ساجدا بین یدیہ فقال لہ اصحابہ یارسول اللہ ھذہ بھیمۃ لا تعقل تسجد لک ونحن نعقل فنحن احق ان نسجد لک قال لا یصلح لبشر ان یسجد لبشر ولو صلح ان یسجد بشر لبشر لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا

---

[1] رأیتہ فی جامع الترمذی وعزاہ فی الدر المنثور تحت قولہ عزوجل الرجال قوامون علی النساء للبزار والحاکم والبیہقی وفی نکاح الترغیب وذیل الجامع الصغیر لابن حبان اقتصر فی ھذا علی مرفوعہ مشیا من الکتاب علی موضوعہ ووقع فی کنز العمال رمزن للنسائی وھو تصحیف ت للترمذی ۱۲ منہ

[2] شروح الشفا للخفاجی والقاری ومناھل الصفا فی تخریج احادیث الشفا للامام خاتم الحفاظ ۱۲ منہ

من عظم حقه علیها وعند النسائی مختصر یعنی انصار میں ایک گھر کا آبکشی کا اونٹ بگڑ گیا کسی کو پاس نہ آنے دیتا کھیتی اور کھجوریں
پیاسی ہوگئیں سرکار میں شکایت عرض کی صحابہ سے ارشاد ہوا چلو باغ میں تشریف فرما ہوں اونٹ اوس کنارے تھا حضور انور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم اوس کی طرف چلے انصار نے عرض کی یا رسول اللہ وہ بورانے کتے کی طرح ہوگیا ہے مبادا حملہ کرے فرمایا ہمیں اوس کا اندیشہ
نہیں اونٹ حضور کو دیکھکر چلا اور قریب آکر حضور کے لئے سجدہ میں گرا حضور نے اوس کے ماتھے کے بال پکڑ کر کام میں دیدیا بکری کی طرح
ہوگیا آگے وہی ہے کہ صحابہ نے عرض کی ہم تو ذی عقل ہیں ہم زیادہ مستحق ہیں کہ حضور کو سجدہ کریں فرمایا آدمی کو لائق نہیں کہ کسی بشر کو سجدہ
کرے ورنہ میں عورت کو مرد کے سجدے کا حکم فرماتا۔ امام منذری نے کہا اس حدیث کی سند جید ہے اور اس کے راوی مشاہیر ثقہ **حدیث**
چہارم امام احمد و بزار و ابو نعیم انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال دخل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حائطا للانصار و معہ
ابوبکر و عمر فی رجال من الانصار و فی الحائط غنم فسجدن لہ فقال ابوبکر یا رسول اللہ کنا نحن احق بالسجود لک
من ھذہ الغنم قال انہ لاینبغی فی امتی ان یسجد احد لاحد ولو کان ینبغی ان یسجد احد لاحد لامرت المرأۃ ان تسجد
لزوجھا حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انصار کے ایک باغ میں تشریف فرما ہوئے صدیق و فاروق اور کچھ انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم
ہمراہ رکاب تھے باغ میں بکریاں تھیں اونھوں نے حضور کو سجدہ کیا صدیق نے عرض کی یا رسول اللہ ان بکریوں سے ہم زیادہ حقدار ہیں اس کے
کہ حضور کو سجدہ کریں. فرمایا بیشک میری امت میں نہ چاہیے کہ کوئی کسی کو سجدہ کرے اور ایسا مناسب ہوتا تو میں عورت کو شوہر کے سجدے کا
حکم فرماتا۔ ملا علی قاری نے شرح شفاء امام قاضی عیاض میں کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ علامہ خفاجی نے نسیم الریاض میں کہا یہ حدیث صحیح ہے
حدیث پنجم بیہقی و ابونعیم دلائل النبوۃ میں عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی بینما نحن قعود مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم اذ اتاہ آت فقال یا رسول اللہ ناضح آل فلان قد ابق علیہم فنھض رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
(فذکر القصۃ وفیہ سجود البعیر لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) قال فقال اصحابہ یا رسول اللہ بھیمۃ من البھائم تسجد
لک لتعظیم حقک فنحن احق ان نسجد لک قال لا لوکنت آمرا احدا من امتی ان یسجد بعضہم لبعض لامرت النساء
ان یسجدن لازواجھن ہم خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھے کسی نے آکر عرض کی فلان گھر کا شتر آبکش بے
قابو ہوگیا حضور اوٹھے اور ہم ہمراہ رکاب اوٹھے ہم نے عرض کی حضور اوس کے پاس نہ جائیں حضور تشریف لے گئے اونٹ کی نظر جمال انور
پر پڑنا اور اوس کا سجدے میں گرنا صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ایک چوپایہ تو حضور کی تعظیم حق کے لئے حضور کو سجدہ کرے ہم زیادہ اس کے لائق
ہیں کہ حضور کو سجدہ کریں. فرمایا نہیں۔ اگر میں اپنی امت میں ایک دوسرے کو سجدہ کا حکم دیتا تو عورتوں کو فرماتا کہ شوہروں کو سجدہ کریں۔ **حدیث
ششم** احمد مسند اور حاکم مستدرک اور طبرانی جامع کبیر اور بیہقی و ابونعیم دلائل النبوۃ اور بغوی شرح سنہ میں یعلی بن مرہ ثقفی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے راوی قال خرج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوما فجاء بعیر یرغو حتی سجد لہ فقال المسلمون نحن احق ان
نسجد للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال لو کنت آمرا احدا ان یسجد لغیر اللہ تعالیٰ لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا
الحدیث ایک روز حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لیے جاتے تھے ایک اونٹ بولتا ہوا آیا قریب آکر حضور کو سجدہ کیا مسلمانوں
نے کہا ہمیں تو زیادہ لائق ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کریں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں کسی کو غیر خدا کے سجدے
کا حکم دیتا تو عورت کو فرماتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔ جانتے ہو یہ اونٹ کیا کہتا ہے یہ کہہ رہا ہے کہ اس نے چالیس برس اپنے آقاؤں کی خدمت کی
جب بوڑھا ہوا اونھوں نے اس کا چارہ کم اور کام زیادہ کردیا اب کہ اون کے یہاں شادی ہے چھری لی کہ حلال کریں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے اوس کے مالکوں سے فرما بھیجا کہ اونٹ یہ شکایت کرتا ہے انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ واللہ وہ سچ کہتا ہے فرمایا تو میں چاہتا ہوں کہ تم
اسے میری خاطر سے چھوڑ دو اونھوں نے چھوڑ دیا مطالع المسرات میں کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے **حدیث ہفتم** مسند میں
ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان فی نفر من المھاجرین والانصار

فجاء بعير فسجد له فقال اصحابه یا رسول الله تسجد لك البهائم والشجر فنحن احق ان نسجد لك فقال اعبدوا ربكم واكرموا اخاكم ولو كنت آمرا احدا ان يسجد لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجها۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک جماعت مہاجرین وانصار میں تشریف فرما تھے کہ ایک اونٹ نے آکر حضور کو سجدہ کیا صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ چوپائے اور درخت حضور کو سجدہ کرتے ہیں تو ہم تو زیادہ مستحق ہیں کہ حضور کو سجدہ کریں فرمایا اللہ کی عبادت کرو اور ہماری تعظیم اگر میں کسی کو کسی کے سجدے کا حکم کرتا تو عورت کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔ اس حدیث کا حرف اخیر ٹکڑا کہ اگر میں کسی کو سجدہ کا حکم کرتا تو عورت کو سجدۂ شوہر کا سنن ابن ماجہ میں بھی ہے اور اسی قدر ترغیب میں ابن حبان اور در منثور میں ابوبکر بن ابی شیبہ کی طرف نسبت کیا۔ **حدیث ہشتم** ابونعیم دلائل میں ثعلبہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال اشتری انسان من بنی سلمة جملا ينضح عليه فادخله فی مربد فجرد كيما يحمل فلم يقدر احد ان يدخل عليه الا تخبطه فجاء رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم فذكر له ذلك فقال افتحوا عنه فقالوا انا نخشی عليك يا رسول الله قال افتحوا عنه ففتحوا فلما رآه الجمل خر ساجدا فسبح القوم وقالوا يا رسول الله كنا احق بالسجود من هذه البهيمة قال لو ينبغی لشئ من الخلق ان يسجد لشئ دون الله لا ينبغی للمرأة ان تسجد لزوجها۔ بنی سلمہ میں کسی نے ایک اونٹ آبکشی کو خرید کر سارمین کر دیا جب اوسے لادنا چاہا جو پاس جاتا اوس پر حملہ کرتا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوئے سرکار میں یہ حال معروض ہوا ارشاد ہوا دروازہ کھولو عرض کی حضور اندیشہ ہے فرمایا کھولو کھول دیا اونٹ کی نگاہ جمال انور پر پڑنی تھی کہ حضور کے لئے سجدہ میں گرا حاضرین میں سبحٰن اللہ سبحٰن اللہ کا شور پڑ گیا پھر عرض کی یا رسول اللہ ہم تو اس چوپائے سے زیادہ سجدہ کرنے کے سزاوار ہیں فرمایا اگر مخلوق میں کسی کو کسی غیر خدا کے لئے سجدہ مناسب ہوتا تو عورت کو چاہئے تھا کہ شوہر کو سجدہ کرے **حدیث نہم** ابونعیم غیلان بن سلمہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال خرجنا مع رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم فی بعض اسفاره فرأينا منه عجبا من ذلك انا مضينا فنزلنا منزلا فجاء رجل فقال يا نبی الله انه كان لی حائط فيه عيشی وعيش عيالی ولی فيه ناضحان فاغتلما علی فمنعانی انفسهما وحائطی ومافيه لا يقدر احد ان يدنو منهما فنهض نبی الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم باصحابه حتی اتی الحائط فقال لصاحبه افتح فقال يا نبی الله امرهما اعظم من ذلك قال افتح فلما حرك الباب اقبلا لهما جلبة كحفيف الريح فلما انفرج الباب ونظرا الی نبی الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم بركا ثم سجدا فاخذ نبی الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم برؤسهما ثم دفعهما الی صاحبهما فقال استعملهما واحسن علفهما فقال القوم يا نبی الله تسجد لك البهائم فبلاء الله عندنا بك احسن حين هدانا الله من الضلالة واستنقذنا بك من المهالك افلا تأذن لنا فی السجود لك فقال النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم ان السجود ليس لی الا للحی الذی لا يموت ولو انی آمرا احدا من هذه الامة بالسجود لامرت المرأة ان تسجد لزوجها۔ ہم ایک سفر میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رکاب انور میں تھے ہم نے ایک عجب دیکھا ایک منزل میں اترے وہاں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی یا نبی اللہ میرا ایک باغ ہے کہ میری اور میرے عیال کی وہی وجہ معاش ہے اوس میں میرے دو شتر آبکش تھے دونوں مست ہو گئے ہیں نہ اپنے پاس آنے دیں نہ باغ میں قدم رکھنے دیں کسی کی طاقت نہیں کہ قریب جائے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع صحابہ کرام اٹھکر اوس کے باغ کو گئے فرمایا کھول دے عرض کی یا نبی اللہ ان کا معاملہ اس سے سخت تر ہے فرمایا کھول۔ دروازے کو جنبش ہونی تھی کہ دونوں شور کرتے ہوا کی طرح جھپٹے دروازہ کھلا اور انھوں نے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا فوراً سجدے میں گر پڑے حضور نے ان کے سر پکڑ کر مالک کے سپرد کر دیئے اور فرمایا ان سے کام لے اور چارہ بخوبی دے۔ حاضرین نے عرض کی یا نبی اللہ چوپائے حضور کو سجدہ کرتے ہیں تو حضور کے سبب ہم پر اللہ کی نعمت تو بہتر ہے اللہ نے گمراہی سے ہمکو راہ دکھائی اور حضور کے ہاتھوں پر ہمیں دنیا و آخرت کے مہلکوں سے نجات دی کیا حضور ہمکو اجازت نہ دینگے کہ ہم حضور کو سجدہ کریں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے فرمایا بیشک سجدہ میرے لئے نہیں وہ تو اوسی زندہ کے لئے ہے جو کبھی نہ مرے گا میں امت میں کسی کو سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو سجدۂ شوہر کا **حدیث**
دہم طبرانی کبیر میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ان رجلا من الانصار کان له فحلان فاغتلما فادخلهما حائطا فسد علیهما
الباب ثم جاء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فاراد ان یدعو له والنبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم قاعد معه نفر من الانصار
(فساق الحدیث وفیه) فقال افتح ففتح فاذا احد الفحلین قریبا من الباب فلما رأی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم سجد له
فشد رأسه وامکنه منه ثم مشی الی اقصی الحائط الی الفحل الآخر فلما رأه وقع له ساجدا فشد رأسه وامکنه منه وقال اذهب
فانهما لا یعصیانك (وفیه قوله صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم لا آمر احدا ان یسجد لاحد ولو امرت احدا ان یسجد لاحد امرت
المرأة ان تسجد لزوجها) اس میں بھی حدیث ہشتم کی طرح دو اونٹوں کا مست ہونا ہے وہ سفر کا قصہ تھا اس میں یہ ہے کہ اون کے مالک انصاری
دعا کرانے آئے کہ اللہ تعالیٰ اون اونٹوں کو مسخر فرمادے اور حضور تشریف لے گئے دروازہ کھلوایا ایک دروازے کے قریب تھا دیکھتے ہی
سجدے میں گرا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باندھکر حوالۂ مالک کیا پھر منتہائے باغ پر تشریف لے گئے دوسرا وہاں ملا اوس
نے بھی سجدہ کیا اوسے بھی باندھکر حوالہ کیا اور درخواست سجدہ پر ارشاد ہوا میں کسیکو کسیکے سجدہ کیلئے نہیں فرماتا ایسا فرماتا ہوتا تو عورت
کو سجدہ شوہر کا حکم کرتا۔ تغایر سیاق دلیل ہے کہ یہ جدا واقعہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم **حدیث یازدہم** عبد بن حمید وابو بکر ابن ابی شیبہ و دارمی
واحمد و بزار و بیہقی جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی وهذا لفظ الدارمی فی حدیث طویل مشتمل علی معجزات قال خرجت
مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فی سفر (فذکر معجزتین الی ان قال) ثم سرنا ورسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم بیننا
کانما علینا الطیر تظلنا فاذا جمل ناد حتی اذا کان بین سماطین خر ساجدا (ثم ساق الحدیث الی ان قال) فقال المسلمون عند ذلك یارسول اللہ
نحن احق بالسجود لك من البهائم قال لا ینبغی لشیٔ (ان یسجد لشیٔ) ولو کان ذلك کان النساء لازواجهن میں ایک سفر میں ہمراہ رکاب والا تھا قضائے
حاجت کے لئے پردے کی ضرورت تھی دو پیڑ چار گز کے فاصلے سے تھے مجھ سے فرمایا اے جابر اس پیڑ سے کہدے کہ دوسرے سے ملجا فوراً
مل گئے بعد فراغ اپنی اپنی جگہ چلے گئے پھر سوار ہوا راہ میں ایک عورت اپنا بچہ لئے ملی عرض کی یا رسول اللہ اسے ہر روز تین دفعہ شیطان
دباتا ہے بچہ اوس سے لیکر تین بار فرمایا دور ہو اے خدا کے دشمن میں اللہ کا رسول ہوں پھر بچہ اوس کی ماں کو دیدیا جب ہم پلٹتے ہوئے اوسی
منزل میں پہنچے وہی بی بی اپنا بچہ اور دو دنبے لئے حاضر ہوئی عرض کی یا رسول اللہ میرا یہ ہدیہ قبول فرمائیں قسم اوس کی جس نے حضور
کو حق کے ساتھ بھیجا کہ جب سے بچے کو خلل نہ ہوا حضور نے فرمایا ایک دنبہ لو ایک پھیر دو پھر ہم چلے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم ہمارے بیچ میں تھے گویا ہمارے سروں پر پرندے سایہ کئے ہیں ناگاہ ایک اونٹ چھوٹا ہوا آیا جب دونوں قطاروں کے بیچ میں
ہوا سجدہ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا مالک حاضر ہو کچھ انصاری جوان حاضر ہوئے کہ یا رسول اللہ یہ ہمارا ہے
فرمایا اس کا کیا قصہ ہے عرض کی بیس برس سے ہم نے اس پر آبکشی کی تھی یہ فربہ چربی دار ہے اب چاہا کہ اسے حلال کر کے بانٹ لیں یہ ہم سے چھوٹ
آیا فرمایا یہ ہمارے ہاتھ فروخت کردو عرض کی بلکہ یا رسول اللہ وہ حضور کی نذر ہے فرمایا میرا ہے تو اس کے مرتے دم تک اس کے ساتھ اچھا
سلوک کرو یہ دیکھکر مسلمانوں نے عرض کی یا رسول اللہ چوپاؤں سے زیادہ ہمیں لائق ہے کہ حضور کو سجدہ کریں فرمایا کسی کو کسی کا سجدہ
مناسب نہیں ورنہ عورتیں شوہروں کو کرتیں۔ امام جلیل سیوطی نے مناہل میں فرمایا اس حدیث کی سند صحیح ہے امام قسطلانی نے مواہب شریف
اور علامہ فاسی نے مطالع میں فرمایا جید ہے زرقانی نے کہا اوس کے سب راوی ثقہ ہیں **حدیث دوازدہم** بزار مسند اور حاکم مستدرک
اور ابو نعیم دلائل اور امام فقیہ ابو اللیث تنبیہ الغافلین میں باسانید خود بریدہ بن الحصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی واللفظ لأبی
نعیم قال جاء اعرابی الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فقال یارسول اللہ قد اسلمت فارنی شیأ ازدد به یقینا فقال ما
الذی ترید قال ادع تلك الشجرة ان تأتیك قال اذهب فادعها فاتاها الاعرابی فقال اجیبی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه
وسلم فمالت علی جانب من جوانبها فقطعت عروقها ثم مالت علی الجانب الآخر فقطعت عروقها حتی اتت النبی صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم فقالت السلام علیک یا رسول اللہ فقال الاعرابی حسبی حسبی فقال لہا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارجعی فرجعت فجلست علی عروقہا وفروعہا فقال الاعرابی ائذن لی یا رسول اللہ ان اقبل رأسک ورجلیک ففعل ثم قال ائذن لی ان اسجد لک قال لا یسجد احد لاحد ولو امرت احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا لعظم حقہ علیہا ولفظ الفقیہ قال اتأذن لی ان اسجد لک قال لا تسجد لی ولا یسجد احد لاحد من الخلق ولو کنت آمرا احدا بذلک لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا تعظیما لحقہ ایک اعرابی نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ میں اسلام لایا ہوں مجھے کچھ ایسی چیز دکھائیے کہ میرا یقین بڑھے فرمایا کیا چاہتا ہے۔ عرض کی حضور اس درخت کو بلائیں کہ حضور میں حاضر ہو فرمایا۔ جا بلا۔ وہ اعرابی درخت کے پاس گئے اور کہا تجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یاد فرماتے ہیں وہ فوراً ایک طرف کو اتنا جھکا کہ ادھر کے ریشے ٹوٹ گئے پھر ادھر اتنا جھکا کہ ادھر کے ریشے ٹوٹ گئے پھر چلا اور حضور انور میں حاضر ہو کر صاف زبان سے کہا سلام حضور پر اے اللہ کے رسول اعرابی نے کہا مجھے کافی مجھے کافی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے درخت سے فرمایا پلٹ جا فوراً واپس ہوا اور انھیں ریشوں پر تمام شاخوں کے بدستور جم گیا اعرابی نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے اجازت عطا ہو کہ سر اقدس اور دونوں پائے مبارک کو بوسہ دوں حضور نے اجازت دی پھر عرض کی اجازت عطا ہو کہ حضور کو سجدہ کروں فرمایا مجھے سجدہ نہ کرنا مخلوق میں کوئی کسی کو سجدہ نہ کرے میں کسی کے لئے اس کا حکم کرتا تو عورت کو حکم فرماتا کہ حق شوہر کی تعظیم کے لئے اوسے سجدہ کرے حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے **حدیث سیزدہم**[۱] امام احمد و ابن ماجہ و ابن حبان و بیہقی عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی واللفظ لابن ماجۃ قال لما قدم معاذ من الشام سجد للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ماہذا یا معاذ قال اتیت الشام فوافقتہم یسجدون لاساقفتہم وبطارقتہم فوددت فی نفسی ان نفعل ذلک بک فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلا تفعلوا فانی لو کنت آمرا احدا ان یسجد لغیر اللہ تعالیٰ لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا جب معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام سے آئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کیا حضور نے فرمایا معاذ یہ کیا۔ عرض کی میں ملک شام کو گیا وہاں نصاریٰ کو دیکھا کہ اپنے پادریوں اور سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں تو میرا دل چاہا کہ ہم حضور کو سجدہ کریں فرمایا نہ کرو۔ میں اگر سجدۂ غیر خدا کا حکم دیتا تو عورت کو سجدۂ شوہر کا۔ **اقول** یہ حدیث حسن ہے اس کی سند[۲] میں کوئی ضعیف نہیں ابن ابی حبان نے اوسے صحیح میں روایت کیا اور منذری نے اوس کے صالح ہونے کا اشارہ کیا۔ **حدیث چہاردہم** حاکم صحیح مستدرک میں معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی انہ اتی الشام فرای النصاری یسجدون لاساقفتہم ورہبانہم ورای الیہود یسجدون لاحبارہم وربانیہم فقال لای شیئ تفعلون ہذا قالوا ہذا تحیۃ الانبیاء قلت فنحن احق ان نصنع بنبینا فقال نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہم کذبوا علی انبیائہم کما حرفوا کتابہم لو امرت احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا من عظم حقہ علیہا وہ شام کو گئے دیکھا نصاریٰ اپنے پادریوں اور فقیروں کو سجدہ کرتے ہیں اور یہود اپنے عالموں اور عابدوں کو۔ اون سے پوچھا یہ کیوں کرتے ہو بولے یہ انبیاء کی تحیت ہے معاذ فرماتے ہیں میں نے کہا تو ہمیں زیادہ سزاوار ہے کہ ہم اپنے نبی کو کریں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اپنے انبیاء پر بہتان کرتے ہیں جیسے انھوں نے اپنی کتاب بدل دی ہے میں کسی کو کسی کے سجدہ کا حکم فرماتا تو شوہر کے عظیم حق کے سبب عورت کو۔ حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے **حدیث پانزدہم**[۴] امام احمد مسند اور ابوبکر بن ابی شیبہ مصنف اور طبرانی کبیر میں معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی انہ لما رجع من الیمن قال یا رسول اللہ رأیت رجالا بالیمن یسجد بعضہم لبعض افلا نسجد لک قال لو کنت آمرا بشرا یسجد لبشر لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا وہ جب یمن سے واپس آئے عرض کی یا رسول اللہ میں نے یمن میں لوگوں کو دیکھا ایک دوسرے کو سجدہ کرتے ہیں تو کیا ہم حضور کو سجدہ نہ کریں فرمایا اگر میں کسی بشر کو بشر کے سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو سجدۂ شوہر کا **اقول** یہ حدیث **صحیح** ہے اسکے سب راوی[۵] رجال بخاری و مسلم ہیں اور جب دونوں حدیثیں صحیح رہیں لاجرم دو واقعے ہیں اول بار شام میں یہود و نصاریٰ کو دیکھکر آئے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کیا جس پر ممانعت فرمائی دوبارہ اہل یمن کو دیکھکر آئے اب اپنے مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کے کمال شوق میں یا تو پہلا واقعہ ذہن سے اتر گیا یا اوس میں بوجہ مخالفت یہود و نصاریٰ کہ آخر میں عمل نبوی اسی پر تھا نہی ارشاد کو محتمل سمجھا اور بسبب احتمال نہی حتمی اس

بار پہلے کی طرح سجدہ کیا نہیں صرف اذن چاہا اور ممانعت فرمائی گئی واللہ تعالٰی اعلم **حدیث شانزدہم** ابوداود سنن اور طبرانی کبیر میں
اور حاکم و بیہقی قیس بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی قال اتیت الحیرۃ فرأیتھم یسجدون لمرزبان لھم فقلت رسول اللہ صلی اللہ
تعالٰی علیہ وسلم احق ان یسجد لہ قال فاتیت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقلت انی اتیت الحیرۃ فرأیتھم یسجدون
لمرزبان لھم فانت یارسول اللہ احق ان نسجد لك قال ارأیت لومررت بقبری اکنت تسجد لہ قلت لاقال فلا تفعلوا لوکنت
اٰمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت النساء ان یسجدن لازواجھن لما جعل اللہ لھم علیھن من الحق۔ میں شہر حیرہ میں (کہ قریب
کوفہ ہے) گیا وہاں کے لوگوں کو دیکھا اپنے شہر یار کو سجدہ کرتے ہیں میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم زیادہ مستحق سجدہ ہیں خدمت اقدس
میں حاضر ہو کر یہ حال و خیال عرض کیا فرمایا بھلا اگر تم ہمارے مزار کریم پر گزرو تو کیا مزار کو سجدہ کروگے میں نے عرض کی نہ۔ فرمایا تو نہ کرو۔ میں کسی کو کسی کے سجدے
کا حکم دیتا تو عورتوں کو شوہروں کے سجدے کا حکم فرماتا اوس حق کے سبب جو اللہ تعالٰی نے ان کا ان پر رکھا ہے ابوداود نے سکوت اس حدیث
کو حسن بتایا اور حاکم نے تصریح کیا یہ حدیث صحیح ہے اور ذہبی نے تلخیص میں اسے مقرر رکھا کما فی الاتحاف **حدیث ہفدہم تا حدیث بست و یکم**
طبرانی معجم کبیر اور ضیا صحیح مختارہ میں زید بن ارقم سے موصولاً اور امام ترمذی جامع میں سراقہ بن مالک بن جعشم و طلق بن علی و ام المومنین ام سلمہ و عبداللہ
بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم سے تعلیقاً راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لوکنت اٰمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ
ان تسجد لزوجھا اگر مجھے کسی کو کسی کے لئے سجدے کا حکم دینا ہوتا تو عورت کو حکم فرماتا کہ شوہر کو سجدہ کرے **حدیث بست و دوم** عبد بن
حمید امام حسن بصری سے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سجدہ کرنے کا اذن مانگنے پر وہ آیت اتری کہ کیا تمہیں کفر کا حکم دیں
یہ حدیث فصل اول میں گزری۔ **تذییل اول** مدارک شریف میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے اونھوں نے حضور اقدس
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سجدہ کرنا چاہا حضور نے فرمایا۔ لاینبغی لمخلوق ان یسجد لاحد الا للہ تعالٰی **تذییل دوم** تفسیر کبیر میں
بروایت امام سفین ثوری سماک بن ہانی سے ہے قال دخل الجاثلیق علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنہ فاراد ان یسجد لہ فقال لہ علی
اسجد للہ ولا تسجد لی۔ امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کی بارگاہ میں سلطنت نصارٰی کا سفیر حاضر ہوا حضرت کو سجدہ کرنا چاہا
فرمایا مجھے سجدہ نہ کر اللہ عزوجل کو سجدہ کر **حدیث بست و سوم** جامع ترمذی میں بطریق الامام عبداللہ بن المبارک عن حنظلۃ بن عبیداللہ
اور سنن ابن ماجہ میں بطریق جریر بن حازم عن حنظلۃ بن عبدالرحمٰن السدوسی اور شرح معانی الآثار امام طحاوی میں بطریق حماد بن سلمۃ و حماد بن زید و یزید بن زریع والی
بلال کلھم عن حنظلۃ السدوسی انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے قال قال رجل یارسول اللہ الرجل منا یلقی اخاہ او صدیقہ اینحنی لہ قال لا ایک شخص نے عرض
کی یارسول اللہ ہم میں کوئی شخص اپنے بھائی یا دوست سے ملے تو کیا اوس کے لئے جھکے فرمایا نہ امام طحاوی کے لفظ یہ ہیں۔ انھم قالوا یارسول اللہ
اینحنی بعضنا لبعض اذا التقینا قال لا صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ کیا ملتے وقت ہم میں ایک دوسرے کے لئے جھکے فرمایا نہ۔ امام ترمذی نے
کہا یہ حدیث حسن ہے **نوع دوم** قبر کی طرف سجدہ کی ممانعت **حدیث بست و چہارم** امام احمد و امام مسلم و ابوداود و ترمذی و نسائی و
امام طحاوی ابو مرثد غنوی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لا تصلوا الی القبور ولا تجلسوا علیھا قبروں
کی طرف نماز نہ پڑھو نہ اون پر بیٹھو **حدیث بست و پنجم** طبرانی معجم کبیر میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ
تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا۔ لا تصلوا الی قبر ولا تصلوا علی قبر۔ نہ قبر کی طرف نماز پڑھو نہ قبر پر نماز پڑھو تیسیر میں ہے اس حدیث کی سند حسن ہے **حدیث بست و ششم**
صحیح ابن حبان میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن الصلاۃ الی القبور قبروں کی طرف نماز
پڑھنے سے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے منع فرمایا علامہ مناوی نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے **حدیث بست و ہفتم** ابوالفرج
کتاب العلل میں بطریق رشدین بن کریب عن ابیہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا
الا لایصلین احد الی احد ولا الی قبر۔ خبردار ہرگز نہ کوئی کسی آدمی کی طرف نماز میں مونھ کرے نہ کسی قبر کی طرف فیہ جبارۃ عن مندل
عن رشدین **حدیث بست و ہشتم** امام بخاری اپنی صحیح میں تعلیقاً اور امام احمد و عبدالرزاق و ابوبکر بن ابی شیبہ و وکیع بن الجراح

و ابونعیم استاذ امام بخاری و ابن منیع سند أانس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رأنی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وانا اصلی الی قبر فقال القبر امامك
فنهانی و فی روایۃ الوکیع قال لی القبر لا تصل الیه و فی روایۃ الفضل بن دکین فناداه عمر القبر القبر فتقدم وصلی وجاز القبر مجھے امیر المؤمنین
فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبر کی طرف نماز پڑھتے دیکھا فرمایا تمہارے آگے قبر ہے قبر سے بچو قبر سے بچو اوس کی طرف نماز نہ پڑھو یوں
منع فرمایا یہ نماز ہی میں قدم بڑھا کر قبر کے آگے ہو گئے **حدیث بست ونہم** احمد بخاری مسلم نسائی ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا سے راوی ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال فی مرضه الذی لم یقم منه لعن اللہ الیہود والنصاری اتخذوا
قبور انبیائهم مساجد قالت ولولا ذلك لابرز قبره غیر انه خشی ان یتخذ مسجدا وفی روایۃ لهم عنها عنه صلی اللہ
تعالیٰ علیه وسلم اولئك شرار الخلق عند اللہ عزوجل یوم القیمۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی وفات اقدس کے مرض
میں فرمایا یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو اونھوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو محل سجدہ بنالیا اور فرمایا ایسا کرنے والے اللہ عزوجل کے نزدیک
روز قیامت بدترین خلق ہیں ام المؤمنین نے فرمایا یہ نہ ہوتا تو مزار اطہر کھول دیا جاتا مگر اندیشہ ہوا کہ کہیں سجدہ نہ ہونے لگے لہذا احاطہ میں مخفی
رکھا گیا **حدیث سیم** اجلۂ ائمہ مالک و محمد و بخاری و مسلم و ابوداؤد و نسائی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے فرمایا قاتل اللہ الیہود والنصاری اتخذوا قبور انبیائهم مساجد یہود و نصاریٰ کو اللہ مارے اونھوں نے اپنے انبیا کی قبروں
کو سجدے کا مقام کرلیا **حدیث سی و یکم** مسلم اپنی صحیح اور عبد الرزاق مصنف اور دارمی سنن میں ام المؤمنین و عبد اللہ بن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی قالا لما نزلت برسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم طفق یطرح خمیصة له علی وجهه فاذا اغتم
کشفها عن وجهه فقال وهو کذلك لعنة اللہ علی الیہود والنصاری اتخذوا قبور انبیائهم مساجد یحذر مثل ما صنعوا
نزع روح اقدس کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چادر روئے انور پر ڈال لیتے جب ناگوار ہوتی مونھ کھول دیتے اسی حالت میں فرمایا
یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت انھوں نے اپنے انبیا کی قبریں مساجد کرلیں۔ ڈراتے تھے کہ ہمارے مزار پر انوار کے ساتھ ایسا نہو **حدیث سی
و دوم** بزار مسند میں امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی۔ قال لی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فی مرضه الذی
مات فیه ائذن للناس علی فاذنت للناس علیه فقال لعن اللہ قوما اتخذوا قبور انبیائهم مسجدا ثم اغمی علیه فلما افاق
قال یا علی ائذن للناس فاذنت لهم فقال لعن اللہ قوما اتخذوا قبور انبیائهم مسجدا ثلثا فی مرض موته رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے وفات انور کے مرض میں مجھ سے فرمایا لوگوں کو ہمارے حضور حاضر ہونے کا اذن دو میں نے اذن دیا جب لوگ حاضر ہوئے فرمایا اللہ
کی لعنت ہے اوس قوم پر جس نے اپنے انبیا کی قبریں جائے سجدہ ٹھہرالیں۔ پھر حضور پر غشی طاری ہوئی جب افاقہ ہوا فرمایا اے علی لوگوں کو اذن
دو میں نے اذن دیا فرمایا اللہ کی لعنت ہے اوس قوم پر جس نے اپنے انبیا کی قبریں جائے سجدہ کرلیں۔ تین بار ایسا ہی ہوا۔ **حدیث سی و سوم**
ابوداود طیالسی و امام احمد مسند اور طبرانی کبیر میں بسند جید اور ابونعیم معرفۃ الصحابہ اور ضیا صحیح مختارہ میں اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما
سے راوی۔ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم قال فی مرضه الذی مات فیه ادخلوا علی اصحابی فدخلوا علیه وهو
متقنع ببرد معافری فکشف القناع ثم قال لعن اللہ الیہود والنصاری اتخذوا قبور انبیائهم مساجد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے مرض وفات شریف میں فرمایا میرے اصحاب کو میرے حضور لاؤ حاضر ہوئے حضور نے روئے انور سے کپڑا ہٹا کر فرمایا یہود
و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت اونھوں نے اپنے انبیا کی قبریں محل سجدہ قرار دے لیں **حدیث سی و چہارم** امام احمد و طبرانی بسند جید
عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان من شرار الناس من تدرکهم الساعة
وهم احیاء ومن یتخذ القبور مساجد بیشک سب لوگوں سے بدتروں میں وہ ہیں جن کے جیتے جی قیامت قائم ہوگی اور وہ کہ قبروں کو
جائے سجدہ ٹھہرا لیتے ہیں **حدیث سی و پنجم** عبد الرزاق مصنف میں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے
ہیں من شرار الناس من یتخذ القبور مساجد بدتر لوگوں میں ہیں وہ کہ قبروں کو محل سجود قرار دیں **حدیث سی و ششم** و سی و ہفتم

صحیح مسلم میں جندب اور معجم طبرانی میں کعب بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے قال سمعت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قبل ان یموت بخمس وھو یقول الا ان من کان قبلکم کانوا یتخذون قبور انبیائھم وصالحیھم مساجد الا فلا تتخذوا القبور مساجد انی انھاکم عن ذلک۔ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی وفات پاک سے پانچ روز پہلے حضور کو فرماتے سنا خبردار تم سے اگلے اپنے انبیاء اولیا کی قبروں کو محل سجدہ قرار دیتے تھے خبردار تم ایسا نہ کرنا ضرور میں تمھیں اس سے منع فرماتا ہوں تنبیہ شرح منتقی میں حدیث جندب پر کہا اسکے مانند مضمون طبرانی نے بسند جید زید بن ثابت اور بزار نے مسند میں ابوعبیدہ بن الجراح اور ابن عدی نے کامل میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا۔ اس کے ثبوت پر یہ تین حدیثیں اور رہوں گی واللہ تعالٰی اعلم **حدیث سی وہشتم** عقیلی بطریق سہل ابن ابی صالح عن ابیہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دعا فرمائی اللھم لا تجعل قبری وثنا لعن اللہ قوما اتخذوا قبور انبیائھم مساجد۔ الٰہی میرے مزار کریم کو بت نہ ہونے دینا اللہ کی لعنت اون پر جنھوں نے اپنے انبیا کی قبریں مسجدیں کرلیں **حدیث سی ونہم** امام مالک مؤطا میں عطار بن یسار سے مرسلًا اور بزار مسند میں بطریق عطا بن یسار ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے موصولًا راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا اشتد غضب اللہ تعالٰی علی قوم اتخذوا قبور انبیائھم مساجد۔ اللہ کا غضب اوس قوم پر سخت ہوا جس نے اپنے انبیا کی قبروں کو محل سجدہ ٹھہرایا **حدیث چہلم** عبدالرزاق مصنف میں عمرو بن دینار سے مرسلًا راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کانت بنو اسرائیل اتخذوا قبور انبیائھم مساجد فلعنھم اللہ تعالٰی بنی اسرائیل نے اپنے انبیا کی قبروں کو محل سجدہ کرلیا تو اللہ عزوجل نے اون پر لعنت فرمائی والعیاذ باللہ تعالٰی **افادہ** علامہ قاضی بیضاوی پھر علامہ طیبی شرح مشکوٰۃ پھر ملا علی قاری مرقاۃ میں لکھتے ہیں کانت الیھود والنصارٰی یسجدون لقبور انبیائھم ویجعلونھا قبلۃ ویتوجھون فی الصلٰوۃ نحوھا فقد اتخذوھا اوثانا فلذلک لعنھم ومنع المسلمین عن مثل ذلک یہود ونصارٰی اپنے انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کے مزاروں کو سجدہ کرتے اور اونھیں قبلہ بناکر نمازمیں اون کی طرف مونھ کرتے تو اونھوں نے اون کو بت بنالیا۔ لہٰذا نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اون پر لعنت کی اور مسلمانوں کو اس سے منع فرمایا۔ مجمع بحار الانوار میں ہے کانوا یجعلونھا قبلۃ یسجدون الیھا فی الصلٰوۃ کالوثن مزارات انبیاء کو قبلہ ٹھہراکر نماز میں اونکی طرف سجدہ کرتے تھے جیسے بت تیسیر نیز سراج منیر شروح جامع صغیر میں ہے اتخذوھا جھۃ قبلتھم مراد حدیث یہ ہے کہ اونھوں نے مزارات کو سمت سجدہ بنالیا زواجر امام ابن حجر مکی میں ہے اتخاذ القبور مسجدا معناہ الصلٰوۃ علیہ اوالیہ قبروں کو محل سجدہ بنالینے کے یہ معنی ہیں کہ اون پر یا اون کی طرف نماز پڑھی جائے علامہ تورپشتی نے شرح مصابیح میں دونوں صورتیں لکھیں احدھما کانوا یسجدون لقبور الانبیاء تعظیما لھم وقصد العبادۃ ثانیھما التوجہ الی قبورھم فی الصلٰوۃ ایک یہ کہ بقصد عبادت قبور انبیاء کو سجدہ کرتے دوسرے یہ کہ اون کی طرف سجدہ کرتے پھر فرمایا وکلا الطریقین غیر مرضیۃ دونوں صورتیں ناپسند ہیں۔ شیخ محقق لمعات میں اسے نقل کرکے فرماتے ہیں فی شرح الشیخ ایضا مثلہ شرح امام ابن حجر مکی میں بھی یوہیں ہے تو ظاہر کہ قبر کو سجدہ اور قبر کی طرف سجدہ دونوں حرام اور ان احادیث کے تحت میں داخل ہیں اھ دونوں کو وہ سخت وعیدیں شامل **اقول** بلکہ صورت دوم اظہر وارجح ہے یہود سے عبادت غیر خدا معروف نہیں ولہٰذا علمانے فرمایا کہ یہودیت سے نصرانیت بدتر ہے کہ نصارٰی کا خلاف توحید میں ہے اور یہود کا صرف رسالت میں درمختار میں ہے النصرانی شرمن الیھودی فی الدارین ردالمحتار میں بزازیہ سے ہے لان نزاع النصارٰی فی الالھیات ونزاع الیھود فی النبوات لاجرم محرر مذہب سیدنا امام محمد نے مؤطا میں صورت دوم کے داخل وعید و مشمول حدیث ہونے کی طرف صاف اشارہ فرمایا۔ باب وضع کیا باب القبر یتخذ مسجدا او یصلی الیہ اور اوس میں یہی حدیث ابوہریرہ لائے قاتل اللہ الیھود اتخذوا قبور انبیائھم مساجد واللہ تعالٰی اعلم

فصل سوم ڈیڑھ سو نصوص فقہ سے سجدۂ تحیت حرام ہونیکا ثبوت

اور وہ بھی دو نوع ہیں **نوع اول** ان میں تین قسم **قسم اول** نفس سجدہ کا حکم کہ غیر خدا کے لئے مطلقًا حرام ہے **اقول** تحریم متفق علیہ ہے اور

اسی قدر ہمارا مقصود اور تکفیر میں عبارات چھ طور پر آئیں گی غیر خدا کے لئے سجدہ کفر ہے اس کا ظاہر اطلاق ہے۔ غیر خدا کو سجدہ مطلقاً کفر ہے اس میں تصریح اطلاق ہے بحالِ اکراہ کفر نہیں ورنہ کفر یہ قید اولین میں بھی ضروری ہے غیر کی نیت سے کفر اور اللہ عزوجل کے لئے نیت ہو یا کچھ نیت نہ ہو تو کفر نہیں بہ نیت عبادت کفر اور بہ نیت تحیت کفر نہیں اور کچھ نیت نہ ہو جب بھی کفر غیر لیطرف اصلا کفر نہیں جب تک نیت عبادت نہو اور یہی صحیح و معتمد و حق و معتقد ہے اور باقی کفر صوری وغیرہ سے مؤول و باللہ التوفیق **نص ۱** تبیین الحقائق امام فخر الدین زیلعی جلد اول صـ۲۰۲ (۲) غنیۃ المستملی محقق ابراہیم حلبی صـ۲۶۶ (۳) فتح اللہ المعین للعلامۃ السید ابی السعود الازہری جلد اول صـ۲۹ التواضع نہایۃ توجد فی السجود و لہذا لو سجد لغیر اللہ تعالٰی یکفر تواضع کا ختم سجدے پر ہے اسلئے غیر خدا کو سجدہ کفر ہے (۴) نصاب الاحتساب قلمی باب ۹ و ۴ (۵) کفایہ شعبی سے اذا سجد لغیر اللہ تعالٰی یکفر لان وضع الجبہۃ علی الارض لایجوز الا للہ تعالٰی غیر خدا کو سجدہ کرے تو کافر ہے کہ زمین پر پیشانی رکھنا دوسرے کے لئے جائز نہیں **نص ۶** مبسوط امام جلیل شمس الائمہ سرخسی (۷) اوس سے جامع الرموز صـ۵۳۵ من سجد لغیر اللہ تعالٰی علی وجہ التعظیم کفر غیر خدا کو سجدۂ تعظیمی کرنے والا کافر ہے **نص ۸** منح الروض الازہر فی شرح الفقہ الاکبر صـ۲۳۵ اقول وضع الجبین اقبح من وضع الخد فینبغی ان لا یکفر الا بوضع الجبین دون غیرہ لان ھذہ سجدۃ مختصۃ للہ تعالٰی میں کہتا ہوں زمین پر ماتھا رکھنا رخسارہ رکھنے سے بھی بدتر ہے تو چاہئے کہ اسی میں کفر ہو نہ اور میں کہ یہ سجدہ ہے کہ اللہ عزوجل کے لئے خاص ہے **اقول اولا** ان کان علی وجہ العبادۃ کفر ولو لم یزد علی تقبیل ارض او انحناء بل بمجرد النیۃ والا فلا کفر فی المعتمد وھو الحق المعتقد **وثانیا** الجبین احد جانبی الجبہۃ وھما جبینان وانما السجود وضع الجبہۃ فلیتنبہ **نص ۹** شرح نقایہ علامہ قہستانی صـ۵۳۵ (۱۰) مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر جلد ۲ صـ۵۲ دونوں فتاوی ظہیریہ سے (۱۱) ردالمحتار علامہ شامی جلد ۵ صـ۲۷۵ جامع الرموز سے یکفر بالسجدۃ مطلقا غیر خدا کو سجدے سے مطلقا کافر ہو جائے گا۔ **اقول** امام عینی کے اختصار اور علی قاری کی نقل سے ظہیریہ میں یہ حکم جزمی نہیں بلکہ بعض کی طرف نسبت ہے کہ بعض نے مطلقا کافر کہا کما سیأتی مجمع الانہر و شامی دونوں کے مستند نقل علامہ قہستانی ہیں اور شک نہیں کہ امام عینی اون سے اوثق ہیں لہذا ہم نے یہاں ظہیریہ کو نہ گنا۔ **نص ۱۲** غایۃ البیان علامہ اتقانی قلمی کتاب الکراہیۃ قبیل فصل من البیع اما السجود لغیر اللہ فھو کفر اذا کان من غیر اکراہ غیر خدا کو بلا اکراہ سجدہ کفر ہے **نص ۱۳** منح الروض صـ۲۳۵ اذا سجد بغیر الاکراہ یکفر عندہم بلا خلاف اگر بلا اکراہ سجدہ کیا تو باتفاق علما کافر ہو جائے گا **اقول** دعوی اتفاق بمحل ہے **اولا** بلکہ صحیح و مختار وہی تفصیل نیت عبادت و تحیت ہے جن پر نصوص کثیرہ مطلقہ عنقریب آتے ہیں **ثانیا** اجلۂ اکابر نے خاص صورت عدم اکراہ میں بھی سجدۂ تحیت کفر نہونے کی تصریحیں فرمائیں فتاوی کبری پھر خزانۃ المفتین قلمی کتاب الکراہیۃ نیز واقعات امام صدر شہید پھر خود یہی غایۃ البیان محل مذکور میں مسئلہ اکراہ لکھکر فرمایا فھذا دلیل علی ان السجود بنیۃ التحیۃ اذا کان خائفا لا یکون کفرا فعلی ھذا القیاس من سجد عند السلاطین علی وجہ التحیۃ لا یصیر کافرا۔ جامع الفصولین جلد دوم صـ میں بعد مسئلہ اکراہ ہے فہذہ تؤید ما مران من سجد للسلطان تکریما لا یکفر **ثالثا** خود علی قاری کی عبارت آتی ہے کہ روضۂ انور کے سجدے کو صرف حرام کہا نہ کہ کفر **رابعا** بلکہ نص ۲۷ میں وہی کہیں گے کہ بعض علما نے تکفیر کی اور ظاہر تر عدم تکفیر ہے پھر اتفاق درکنار وہ قول راجح بھی نہیں ضعیف و مرجوح ہے **نص ۱۴** امام ابن حجر مکی کی اعلام بقواطع الاسلام صـ۵۵ علم من کلامہم ان السجود بین یدی الغیر منہ ما ہو کفر و منہ ما ہو حرام غیر کفر فالکفر ان یقصد السجود للمخلوق والحرام ان یقصد ہ للہ تعالٰی معظما بہ ذلک المخلوق من غیر ان یقصدہ بہ او لا یکون لہ قصد کلام علما سے معلوم ہوا کہ غیر کو سجدہ کبھی کفر ہے اور کبھی صرف حرام۔ کفر تو یہ ہے کہ مخلوق کے لئے سجدہ کا قصد کرے اور حرام یہ کہ سجدہ اللہ کے لئے کرے اور مخلوق کی طرف کرنے سے اوس کی تعظیم یا یہ کہ اصلا کچھ قصد نہ ہو **نص ۱۵** جواہر الاخلاطی قلمی کتاب الاستحسان (۱۶) پھر ہندیہ جلد ۵ صـ۳۶۸ و ۳۶۹ (۱۷) نصاب الاحتساب باب ۹ و ۴ (۱۸) یہ سب امام اجل فقیہ ابوجعفر ہندوانی سے و ہذا لفظ النصاب وھو اتم من قبل الارض بین یدی السلطان او الامیر او سجد لہ فان کان علی وجہ التحیۃ لا یکفر ولکن یصیر آثما مرتکبا للکبیرۃ وان کان سجد بنیۃ العبادۃ للسلطان او لم تحضرہ النیۃ فقد کفر جس نے بادشاہ یا سردار کے سامنے زمین چومی یا اوسے سجدہ کیا اگر بطور تحیت تھا کافر تو نہوا مگر گنہگار مرتکب کبیرہ ہوا اور اگر پرستش بادشاہ کی نیت کی یا عبادت و تحیت کوئی نیت اوس وقت نہ تھی تو بیشک کافر ہو گیا **نص ۱۹**

فتاوی امام ظہیر الدین مرغینانی (۲۰) اوسکا مختصر للامام العینی (۲۱) اس سے غمز العیون والبصائر صـ۳۱ (۲۲) فتاوی خلاصہ قلمی قبیل کتاب الھبہ (۲۳) اس سے منح الروض صـ۲۳۵ وہذا
لفظ الامام العینی قال بعضھم یکفر مطلقا وقال اکثرھم ھو علی وجوہ ان ارادبہ العبادۃ کفر وان ارادبہ التحیۃ لایکفر ویحرم علیہ ذلک وان لم تکن لہ ارادۃ
کفر عند اکثر اہل العلم۔ غیر خدا کو سجدے سے بعض نے کہا مطلقا کافر ہے اور اکثر نے کہا اس میں کئی صورتیں ہیں اگر اوسکی عبادت چاہی تو کافر ہے اور تحیت کی نیت کی تو
کفر نہیں حرام ہے اور اگر کچھ نیت نہ تھی تو اکثر ائمہ کے نزدیک کافر ہے خلاصہ کے لفظ یہ ہیں اما السجدۃ لھؤلاء الجبابرۃ فھی کبیرۃ وھل یکفر قال بعضھم یکفر مطلقا وقال
بعضھم (وفی نسخۃ الطبع اکثرھم) المسألۃ علی التفصیل ان ارادبھا العبادۃ یکفر وان ارادبھا التحیۃ لایکفر قال وھذا موافق لما قال فی سیر الفتاوی والاصل الخ
رہا ان سلاطین کو سجدہ وہ گناہ کبیرہ ہے اور کافر بھی ہوگا یا نہیں بعض نے کہا مطلقا کافر ہوجائے گا اور اکثر نے فرمایا مسئلہ میں تفصیل ہے اگر
عبادت چاہی کافر ہوجائے گا اور تحیت تو نہیں اور یہی اوس مسئلہ کے موافق ہے جو فتاوی کی کتاب السیر اور امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب
مبسوط میں ہے۔ علی قاری نے اسے یوں نقل بالمعنی کیا فی الخلاصۃ من سجد لھم ان ارادبہ التعظیم ای کتعظیم اللہ سبحنہ کفر وان ارادبہ

التحیۃ اختار بعض العلماء انہ لایکفر **اقول** وھذا ھو الاظھر وفی الظھیریۃ قال بعضھم یکفر مطلقا خلاصہ میں ہے جس نے انھیں
سجدہ کیا اگر تعظیم کا قصد تھا یعنی مثل تعظیم الٰہی تو کافر ہوگیا اور اگر تحیت کا ارادہ تھا تو بعض علما نے اختیار فرمایا کہ کافر نہ ہوگا میں کہتا ہوں یہی ظاہر
تر ہے اور فتاوی ظہیریہ میں ہے کہ بعض نے کہا مطلقا کافر ہوجائے گا۔ **اقول** لیس فی الخلاصۃ لفظ التعظیم بل العبادۃ فلا حاجۃ الی ایرادہ ثم تفسیرہ
بما یرجع الی العبادۃ الا ان یکون فی نسخۃ لفظ التعظیم کما ان فیھا بعضھم مکان اکثرھم کنسخۃ القلم واللہ تعالیٰ اعلم **نص ۲۴** امام اجل
صدر شہید شرح جامع صغیر میں (۲۵) اون سے امام سمعانی خزانۃ المفتین قلمی کتاب الکراہیۃ میں (۲۶) جواہر الاخلاطی قلمی کتاب الاستحسان (۲۷)
اوس سے علمگیریہ جلد ۵ صـ۳۶۸ (۲۸) جامع الفصولین جلد ۲ صـ۳۱۴ (۲۹) برمز من یعنی مجمع النوازل (۳۰) مرموز جز یعنی وجیز المحیط سے (۳۱) جامع الرموز
صـ۵۳۵ (۳۲) محیط سے (۳۳) جامع الفصولین صـ۱۱ (۳۴) مجمع الانہر جلد ۲ صـ۵۲۰ اور یہ لفظ امام صدر شہید کے ہیں من قبل الارض بین یدی السلطان
او امیر او سجد لہ فان کان علی وجہ التحیۃ لایکفر ولکن ارتکب الکبیرۃ جس نے بادشاہ یا کسی سردار کے سامنے زمین چومی یا اوسے سجدہ کیا اگر
بطور تحیت ہو کافر نہوگا ہاں مرتکب کبیرہ ہوا۔ جامع الرموز وغیرہ کے لفظ یہ ہیں لایجوز فانہ کبیرۃ زمین بوسی وسجدۂ تحیت ناجائز وکبیرہ ہیں
جواہر و ہندیہ میں یوں ہے لایکفر ولکن یأثم بارتکابہ الکبیرۃ ھو المختار یعنی مذہب مختار میں زمین بوسی وسجدۂ تحیت سے کافر تو نہوگا مگر
مجرم ہوگا کہ اوس نے کبیرہ کیا جامع الفصولین کے لفظ دوم یہ ہیں اثم لو سجد علی وجہ التحیۃ لارتکابہ ما حرم سجدۂ تحیت سے گنہگار ہوگا کہ
اوس نے حرام کا ارتکاب کیا۔ مجمع الانہر کے لفظ یہ ہیں من سجد لہ علی وجہ التحیۃ لایکفر ولکن یصیر آثما مرتکبا للکبیرۃ سجدۂ تحیت سے کافر
تو نہ ہوگا ہاں گنہگار ومرتکب کبیرہ ہوگا۔ **نص ۳۵** درمختار کتاب الحظر قبیل فصل البیع (۳۶) مجمع الانہر محل مذکور وھل یکفر ان علی وجہ
العبادۃ والتعظیم کفر وان علی وجہ التحیۃ لاوصار آثما مرتکبا للکبیرۃ اس سے کافر بھی ہوگا یا نہیں اگر بروجہ عبادت وتعظیم کرے کافر ہے
اور بروجہ تحیت تو کافر نہیں مجرم ومرتکب کبیرہ ہے (۳۷) علامہ ابن عابدین جلد ۵ صـ۳۸۷ کلام مذکور دُر پر تلفیق لقولین قال الزیلعی وذکر الصدر
الشہید انہ لایکفر بھذا السجود لانہ یرید بہ التحیۃ وقول شمس الائمۃ السرخسی ان کان لغیر اللہ تعالیٰ علی وجہ التعظیم کفر یعنی یہاں دو قول تھے
ایک یہ کہ سجدۂ تعظیمی کفر ہے امام شمس الائمہ سرخسی کا یہی قول ہے دوسرا یہ کہ سجدۂ تحیت کفر نہیں امام صدر شہید کا یہی مختار ہے شارح نے دونوں
کا ایک ایک حصہ لیکر یہ تفصیل کی کہ تعظیم مقصود ہو تو کفر اور تحیت تو نہیں **اقول** وباللہ التوفیق امام صدر شہید صرف نفی کفر فرماتے ہیں سجدۂ تحیت
کے گناہ کبیرہ ہونے کی خود اونھوں نے تصریح فرمائی کہ نص ۲۰ میں گزری اور تعظیم سے کبھی مطلق مراد لیتے ہیں بایں معنی تحیت بھی تعظیم ہے خصوصاً
تحیت عظما نص ۴۵ میں امام فقیہ النفس اور نص میں سیدی عبد الغنی قدس سرہ سے آتا ہے کہ تحیت وتعظیم کو ایک صورت رکھا اور عبادت کے
مقابل لیا اور کبھی خاص تعظیم مثل تعظیم الٰہی مراد لیتے ہیں جیسا کہ نص ۲۱ میں منح الروض سے گزرا اس وقت وہ مساوی عبادت ہے اسکی نظیر قسم دوم میں خود صاحب
دُرمختار کی دُرمنتقی سے آتی ہے کہ تعظیم کو تحیت کے مقابل لیا قول شمس الائمہ میں یہی مراد ہے تو یہ تلفیق نہیں توفیق ہے دونوں مرادوں کی تحقیق ہے اور اللہ عزوجل
ولی توفیق ہے **نص ۳۸** کتاب الاصل للامام محمد (۳۹) فتاوی کتاب السیر (۴۰) ان دونوں سے فتاوی خلاصہ قلمی آخر کتاب الفاظ الکفر (۴۱) فتاوی

غیاثیہ ص۱۰۱ (۴۲) محیط (۴۳) اس سے شرح فقہ اکبر ص۱۳۵ (۴۴) نصاب الاحتساب باب ۴۹ (۴۵) وجیز امام کردری جلد ۶ ص۳۴۳ (۴۶) اختیار شرح مختار (۴۷) اس سے علامہ شیخی زادہ شارح ملتقی جلد ۲ ص۵۵۲ اذا قال اھل الحرب لمسلم اسجد للملك والا قتلناك فالافضل ان لا یسجد لان ھذا کفر صورۃ والافضل ان لا یاتی بما ھو کفر صورۃ وان کان فی حالۃ الاکراہ جب حربی کافر کسی مسلمان سے کہیں بادشاہ کو سجدہ کر ورنہ ہم تجھے قتل کردیں گے تو افضل یہ ہے کہ سجدہ نہ کرے کہ یہ صورۃً کفر ہے اور صورت کفر سے بچنا بہتر اگرچہ حالت اکراہ ہو (نص ۴۸) فتاوی امام قاضی خاں جلد ۴ ص۳۷۸ (۴۹) اوس سے فتاوی ہندیہ جلد ۵ ص۳۶۸ (۵۰) نیز اشباہ والنظائر قلمی فن اول قاعدہ ثانیہ (۵۱) اس سے حدیقۂ ندیہ امام عارف باللہ نابلسی جلد اول ص۳۸۱ (۵۲) خزانۃ المفتین کتاب الکراہیۃ (۵۳) فتاوی کبری سے (۵۴) واقعات امام ناطفی (۵۵) اس سے عیون المسائل (۵۶) اس سے واقعات امام صدر شہید باب العین للعیون برمز وللواقعات (۵۷) اس سے غایۃ البیان علامہ اتقانی قلمی کتاب الکراہیۃ محل مذکور (۵۸) واقعات ناطفی سے جامع الفصولین جلد دوم ص۳۱۲ لو قال للمسلم اسجد للملك والا قتلناك قالوا ان امرھم بذلك للعبادۃ فالافضل لہ ان لا یسجد کمن اکرہ علی ان یکفر کان الصبر افضل وان امرھم بالسجود للتحیۃ والتعظیم لا العبادۃ فالافضل لہ ان یسجد اگر کافر نے مسلمان سے کہا بادشاہ کو سجدہ کر ورنہ تجھے قتل کردیں گے علما نے فرمایا اگر کافر اس سے سجدۂ عبادت کو کہہ رہا ہے تو افضل یہ ہے کہ سجدہ نہ کرے جیسے کفر پر اکراہ میں صبر افضل ہے اور اگر سجدۂ تحیت کو کہہ رہا ہے تو افضل یہ ہے کہ سجدہ کرکے جان بچائے **اقول** ان دس عبارات نے روشن کیا کہ غیر خدا کو سجدۂ تحیت شراب پینے اور سوئر کھانے سے بدتر ہے ان میں یہ حکم ہے کہ اگر قتل بلکہ قطع عضو بلکہ ضرب شدید ہی کی تخویف سے ان کے کھانے پینے پر اکراہ کیا جائے تو کھانا پینا فرض ہے ورنہ گنہگار ہوگا عالمگیری میں ہے اذا اخذ رجلا وقال لاقتلنك او لتاکلن لحم ھذا الخنزیر یفترض علیہ التناول درمختار میں ہے اکرہ علی اکل لحم خنزیر بقتل او قطع عضو او ضرب مبرح فرض فان صبر فقتل اثم لیکن یہاں اگر قتل سے بھی اکراہ ہو تو سجدۂ تحیت کرلینا صرف افضل کہا فرض کیسا واجب بھی نہ کیا یعنی جائز یہ بھی کہ قتل ہوجائے اور سجدۂ تحیت نہ کرے اگرچہ جان بچا لینا بہتر ہے تو ظاہر ہوا کہ غیر خدا کو سجدۂ تحیت شراب پینے اور سوئر کھانے سے بھی بدتر ہے والعیاذ باللہ تعالی اور یہ ہونا ہی چاہئے کہ اکل خنزیر میں عبادت غیر خدا کی مشابہت نہیں نہ اوسے بلا استحلال کسی نے کفر کہا بخلاف سجدۂ تحیت کہ ایک جماعت علما سے اوس پر حکم تکفیر آیا اور اوس کا دوسرے کے لئے کرنا واحد قہار عز جلالہ کے حق پر دست اندازی ہے آدمی دین و انصاف رکھتا ہو تو یہی عبارات اوس کی ہدایت کو بس ہیں ولا یزید الظلمین الاخسارا اھ (نص ۵۹) عالمگیریہ جلد ۵ ص۳۶۹ (۶۰) فتاوی غرائب سے لایجوز السجود الا للہ تعالی سجدہ غیر خدا کے لئے جائز نہیں (نص ۶۱) اکلیل امام جلیل خاتم الحفاظ سے فصل اول میں گزرا فیہ تحریم السجود لغیر اللہ تعالی اس آیت سے ثابت ہوا کہ غیر خدا کے لئے سجدہ حرام ہے (نص ۶۲) نصاب الاحتساب باب ۴۹ (۶۳) ایک تابعی جلیل سے کہ اکابر تابعین طبقۂ اولی خلافت فاروقی کے مجاہدین سے تھے ان السجود فی دین محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لایحل الا للہ تعالی بیشک محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے دین میں اللہ عزوجل کے سوا سجدہ کسی کے لئے حلال نہیں (نص ۶۴) طریقہ محمدیہ قلمی نوع سیزدہم آفات قلب میں تذلل کو حرام بتا کر فرمایا ومنہ السجود والرکوع والانحناء للکبراء عند الملاقاۃ والسلام وردہ اسی حرام فروتنی سے ہے بزرگوں کے ملتے اور اونھیں سلام کرتے یا جواب دیتے وقت اونھیں سجدہ یا اون کے لیے رکوع کرنا یا قریب رکوع تک جھکنا (نص ۶۵) منح الروض ص۲۲۷ السجدۃ حرام لغیرہ سبحنہ تعالی غیر خدا کو سجدہ حرام (نص ۶۶) روضۂ امام اجل ابوزکریا نووی (۶۷) پھر امام ابن حجر مکی کی اعلام بقواطع الاسلام ص۳۱ مایفعلہ کثیرون من الجھلۃ الظالمین من السجود بین یدی المشائخ فان ذلك حرام قطعاً بکل حال سواء کان للقبلۃ او لغیرھا وسواء قصد السجود للہ تعالی او غفل وفی بعض صورہ ما یقتضی الکفر عافانا اللہ تعالی من ذلك وہ جو بہت ظالم جاہل پیروں کو سجدہ کرتے ہیں یہ ہر حال میں حرام قطعی ہے چاہے قبلہ کی جانب ہو یا اور طرف اور چاہے خدا کو سجدہ کی نیت کرے یا اس نیت سے غافل ہو پھر اس کی بعض صورتیں تو مقتضی کفر ہیں اللہ تعالی ہمیں اس سے پناہ دے (نص ۶۸) اعلام ص۵۰ ھھنا صرحوا بان سجود جھلۃ الصوفیۃ بین یدی مشایخھم حرام وفی بعض صورہ ما یقتضی الکفر بیشک ائمہ نے تصریح فرمائی کہ پیروں کو سجدہ کہ جاہل صوفی کرتے ہیں حرام ہے اور اوس کی بعض صورتیں حکم کفر لگاتی ہیں۔ (نص ۶۹) غایۃ البیان قلمی شرح ہدایہ للعلامۃ الاتقانی محل مذکور بحث سجدہ میں ومایفعلہ بعض الجھال من الصوفیۃ بین یدی

شیخہم فحرام محض اقبح البدع فینھون عن ذلک لا محالۃ سجدہ کہ بعض جاہل صوفی اپنے پیر کے آگے کرتے ہیں نرا حرام اور سب سے بد تر
بدعت ہے وہ جبراً اس سے باز رکھے جائیں **نص ۷۰** وجیز امام حافظ الدین محمد بن محمد کردری جلد ۱ ص ۳۴۳ و بھذا اعلم ان ما یفعلہ الجہلۃ لطواغیتھم
ویسمونہ پائے گاہ کفر عند بعض المشائخ وکبیرۃ عند الکل فلو اعتقدھا مباحۃ لشیخہ فھو کافر وان امرہ شیخہ بہ و رضی بہ مستحسنا لہ
فالشیخ النجدی ایضا کافر ان کان قد اسلم فی عمرہ یہاں سے معلوم ہوا کہ سجدہ کہ جہال اپنے سرکش پیروں کو کرتے اور اوسے پائگاہ کہتے ہیں بعض
مشائخ کے نزدیک کفر ہے اور گناہ کبیرہ تو بالاجماع ہے پس اگر اسے اپنے پیر کے لئے جائز جانے تو کافر ہے اور اگر اوس کے پیر نے اسے سجدہ کا حکم کیا
اور اوسے پسند کرکے اوس پر راضی ہوا تو وہ شیخ نجدی خود بھی کافر ہوا اگر کبھی مسلمان تھا بھی **اقول** یعنی ایسے متکبر خدا فراموش خود پسند اپنے لیے
سجدے کے خواہشمند غالباً شرع سے آزاد بے قید وبند ہوتے ہیں یوں تو آپ ہی کافر ہیں اور اگر کبھی ایسے نہ بھی تھے تو حرام قطعی یقینی اجماعی کو اچھا جان
کر اب ہوئے والعیاذ باللہ تعالیٰ الحمد للہ یہ نفس سجدۂ تحیت کے حکم میں ستر نص ہیں کہ سجدہ اللہ واحد قہار ہی کے لیے ہے اور اوس کے غیر کے لئے مطلقا
کسی نیت سے ہو تاما حرام حرام کبیرہ کبیرہ والحمد للہ حمدا کثیرا وصلی اللہ تعالیٰ وبارک وسلم علی سیدنا ومولنا والہ وصحبہ تعزیزا وتعزیرا امین۔
قسم دوم سجدہ تو سجدہ زمین بوسی حرام ہے اس پر پندرہ نص قسم اول میں تھے ۱۵ تا ۱۸ و ۲۴ تا ۳۴ و ۳۵ و ۳۶ کہ دونوں اصالۃً دربارۂ تقبیل ارض ہیں
۲ ہوا اور سنیئے مجموع ۱۷ نص ہوں **نص ۷۱**، جامع صغیر امام کبیر (۷۲) اوس سے فتاوی تاتارخانیہ (۷۳) اس سے علمگیریہ جلد ۵ ص ۳۶۹ (۷۴) کافی
شرح وافی قلمی ہر دو تصنیف امام جلیل ابو البرکات نسفی صاحب کنز (۷۵) غایۃ البیان علامہ اتقانی قلمی شرح ہدایہ ہر دو در کتاب الکراہیۃ قبیل
فصل فی البیع (۷۶) کفایہ امام جلال الدین کرمانی شرح ہدایہ جلد ۴ ص ۴۳ (۷۷) تبیین الحقائق امام زیلعی شرح کنز جلد ۶ ص ۲۵ (۷۸) تنویر الابصار
امام شیخ الاسلام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ غزی (۷۹) درمختار علامہ مدقق علاء الدین محمد دمشقی کتاب الحظر محل مذکور (۸۰) مجمع الانہر شرح ملتقی
الابحر جلد ۲ ص ۵۲۰ (۸۱) فتح المعین علی الکنز جلد ۳ ص ۴۰۲ (۸۲) جواہر الاخلاطی قلمی کتاب الاستحسان (۸۳) تکملۃ البحر للعلامۃ الطوری جلد ۸ ص ۲۲۶
(۸۴) شرح الکنز للملا مسکین محل مذکور (۸۵) فتاوی غرائب (۸۶) اس سے فتاوی ہندیہ صفحہ مذکورہ ان سولہ نصوص جلیلہ میں ہے ما یفعلونہ من
تقبیل الارض بین یدی العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضی بہ آثمان عالموں اور بزرگوں کے سامنے زمین چومنا حرام ہے اور چومنے
والا اور اس پر راضی ہونے والا دونوں گنہگار۔ کافی وکفایہ وغایۃ وتبیین و درو مجمع والسعود وجواہر نے زائد کیا لانہ یشبہ عبادۃ الوثن اس لیے کہ وہ
بت پرستی کے مشابہ ہے طوری کے لفظ یہ ہیں لانہ اشبہ بعبدۃ الاوثان ایسا کرنے والا بت پرستوں سے نہایت مشابہ ہے **نص ۸۷** علامہ سید احمد مصری
طحطاوی جلد ۴ ص ـــ زیر قول مذکور در یشبہ عبادۃ الوثن لان فیہ صورۃ السجود لغیر اللہ تعالیٰ زمین بوسی اس لیے بت پرستی کے مشابہ ہے کہ اوس
میں غیر خدا کو سجدے کی صورت ہے۔ **اقول** زمین بوسی حقیقۃً سجدہ نہیں کہ سجدہ میں پیشانی رکھنی ضرور ہے جب یہ اس وجہ سے حرام و مشابہ بت
پرستی ہوئی کہ صورۃً قریب سجود ہے تو خود سجدہ کس درجہ سخت حرام اور بت پرستی کا مشابہ تام ہوگا والعیاذ باللہ تعالیٰ **نص ۸۸** غنیۃ ذوی الاحکام
للعلامۃ الشرنبلالی جلد اول ص ۳۱۸ (۸۹) متن مواہب الرحمن سے یحرم تقبیل الارض بین یدی العالم للتحیۃ عالم کے سامنے تحیت کی نیت
سے زمین بوسی حرام ہے **نص ۹۰**، خادمی علی الدرر ص ۱۵۵ تقبیل الارض والانحناء لیس بجائز بل محرم زمین چومنا اور جھکنا جائز
نہیں بلکہ حرام ہے **نص ۹۱**، رد المحتار جلد ۵ ص ۳۷۹ (۹۲) در منتقی شرح ملتقی سے اقسام بوسہ میں حرام للارض تحیۃ وکفر لہا تعظیما زمین
بوسی بطور تحیت حرام اور بروجہ تعظیم کفر ہے **نص ۹۳**، فتاوی ظہیریہ (۹۴) مختصر امام عینی (۹۵) اس سے غمز العیون ص ۳۱۱ (۹۶) شرح فقہ اکبر ص ۲۳۵
اما تقبیل الارض فھو قریب من السجود الا ان وضع الجبین او الخد علی الارض افحش واقبح من تقبیل الارض زمین چومنا سجدے کے قریب
ہے اور جبین یا رخسارہ زمین پر رکھنا اس سے بھی زیادہ فحش وقبیح ہے **قسم سوم** زمین بوسی بالائے طاق رکوع کے قریب تک جھکنا منع ہے اس پر ۲۴ و
۹۰ دو نص اوپر گزرے تیس اور سنیئے **نص ۹۷** زاہدی (۹۸) اس سے جامع الرموز ص ۵۳۵ و (۹۹) اس سے رد المحتار جلد ۵ ص ۳۷۵ (۱۰۰) نیز شیخی زادہ
علی الملتقی جلد ۲ ص ۵۲۰ الانحناء فی السلام الی قریب الرکوع کالسجود سلام میں رکوع کے قریب تک جھکنا بھی مثل سجدہ ہے **نص ۱۰۱** شرعۃ الاسلام
۱۰۲ اوس کی شرح مفاتیح الجنان ص ۳۱۲ (لا یقبلہ ولا ینحنی لہ) لکونہما مکروہین نہ بوسہ دے نہ جھکے کہ دونوں مکروہ ہیں **نص ۱۰۳** احیاء العلوم جلد ۲ ص ۱۲۳

(۱۰۴) اتحاف السادہ جلد ۶ صفحہ ۲۸۱ (الانحناء عند السلام منھی عنہ) وھو من فعل الاعاجم، سلام کے وقت جھکنا منع فرمایا گیا اور وہ مجوس کا فعل ہے (۱۰۵) عین العلم قلمی باب تامن (۱۰۶) شرح علی قاری جلد اول صفحہ ۲۷۴ (۱۰۷) ذخیرہ سے (۱۰۸) نیز محیط سے (لاینحنی) لان الانحناء یکرہ للسلاطین وغیرھم ولانہ صنیع اہل الکتاب، سلام میں نہ جھکے کہ بادشاہ ہو یا کوئی کسی کے لیے جھکنے کی اجازت نہیں اور ایک وجہ ممانعت یہ ہے کہ وہ یہود و نصاریٰ کا فعل ہے **نص ۱۰۹** حدیقۂ ندیہ شرح طریقۂ محمدیہ جلد اول صفحہ ۳۸۱ معلوم ان من لقی احدا من الاکابر فحنی لہ رأسہ او ظھرہ ولو بالغ فی ذلک فمرادہ التحیۃ والتعظیم دون العبادۃ لہ فلا یکفر بھذا الصنیع وحال المسلم مشعر بذلک علی کل حال واما العبادۃ فلا یقصدھا الا کافر اصلی فی الغالب ولکن التملق الموصل الی المقدار من التذلل مذموم ولھذا اجعلہ المصنف رحمہ اللہ تعالیٰ من التذلل الحرام ولم یجعلہ کفرا معلوم ہے کہ جو اکابر میں کسی سے ملتے وقت اوس کے لیے سر یا پیٹھ جھکائے اگرچہ اس میں مبالغہ کرے اوس کا ارادہ تحیت و تعظیم ہی کا ہوتا ہے نہ کہ اوس کی عبادت کا تو اس فعل سے کافر نہ ہوجائیگا بہر حال خود مسلمان کا حال اس نیت کو بتا رہا ہے عبادت کا ارادہ تو غالباً وہی کرے گا جو سرے سے کافر ہو ہاں اتنی چاپلوسی جو اس حد کے ذلیل بننے تک پہنچا دے بد ہے اسی لیے جھکنے کو مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے حرام کہا کفر نہ ٹھہرایا۔ **نص ۱۱۰** امام اجل عزالدین بن عبد السلام (۱۱۱) اون سے امام ابن حجر مکی فتاوی کبری میں جلد ۴ صفحہ ۲۴۷ (۱۱۲) ان سے امام عارف نابلسی حدیقہ صفحہ ۳۸۱ میں الانحناء البالغ الی حد الرکوع لا یفعلہ احد لاحد کالسجود ولا بأس بما نقص من حد الرکوع لمن یکرم من اہل الاسلام حد رکوع تک کوئی کسی کے لیے نہ جھکے جیسے سجدہ اور اس قدر سے کم میں حرج نہیں کہ کسی اسلامی عزت والے کے لیے جھکے **اقول** ھذا ھو الجمع بین النصوص المتوافرۃ المتظافرۃ علی المنع وبین ما فی الھندیۃ عن الغرائب تجوز الخدمۃ لغیر اللہ تعالیٰ بالقیام واخذ الیدین والانحناء اھ وقد اشاروا الیہ فی النصوص الاربعۃ التی صدرنا بھا فتلک سبعۃ و باللہ التوفیق **نص ۱۱۳** واقعات امام ناطفی (۱۱۴) ملتقط امام ناصر الدین (۱۱۵) ان دونوں سے نصاب الاحتساب اول و آخر باب ۹۴ (۱۱۶) جواہر اخلاطی کتاب الاستحسان (۱۱۷) اس سے علمگیری جلد ۵ صفحہ ۳۶۹ الانحناء للسلطان او لغیرہ مکروہ لانہ یشبہ فعل المجوس۔ بادشاہ ہو یا کوئی اوس کے لیے جھکنا منع ہے کہ یہ مجوس کے فعل سے مشابہ ہے (۱۱۸) مجمع الانہر جلد ۲ صفحہ ۵۲۱ (۱۱۹) فصول عمادی سے یکرہ الانحناء لانہ یشبہ فعل المجوس جھکنا منع ہے کہ وہ مجوس کے فعل سے مشابہ ہے **نص ۱۲۰** مواہب الرحمن (۱۲۱) اوس سے شرنبلالیہ جلد اول صفحہ ۳۱۸ (۱۲۲) محیط (۱۲۳) اوس سے جامع الرموز صفحہ ۵۳۵ (۱۲۴) اس سے رد المحتار جلد ۵ صفحہ ۳۷۸ یکرہ الانحناء للسلطان وغیرہ بادشاہ ہو خواہ کوئی اوس کے لیے جھکنا منع ہے (۱۲۵) فتاوی کبری للامام الہیتمی المکی ص— الانحناء بالظہر مکروہ پیٹھ جھکانا مکروہ ہے (۱۲۶) علمگیریہ جلد ۵ صفحہ ۳۶۹ (۱۲۷) فتاوی امام تمرتاشی سے یکرہ الانحناء عند التحیۃ وبہ ورد النھی سلام کرتے جھکنا منع ہے حدیث میں اس سے ممانعت فرمائی ہے (**نوع دوم**) متعلق مزارات یہ بھی تین قسم **قسم اول** مزارات کو سجدہ یا اون کے سامنے زمین چومنا حرام اور حد رکوع تک جھکنا ممنوع **نص ۱۲۸** منسک متوسط علامہ رحمۃ اللہ تلمیذ امام ابن الہمام (۱۲۹) مسلک متقسط شرح ملا علی قاری صفحہ ۲۹۳ (لا یمس عند الزیارۃ الجدار) ولا یقبلہ (ولا یلتصق بہ ولا یطوف ولا ینحنی ولا یقبل الارض فانہ) ای کل واحد (بدعۃ) غیر مستحسنہ زیارت روضۂ انور سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (رزقنا اللہ العود الیہا بقبولہ) کے وقت نہ دیوار کریم کو ہاتھ لگائے نہ چومے نہ اوس سے چپٹے نہ طواف کرے نہ جھکے نہ زمین چومے کہ یہ سب بدعت قبیحہ ہیں **اقول** بوسہ میں اختلاف ہے اور چھونا چمٹنا اوس کے مثل اور احوط منع اور علت خلاف ادب ہونا لا ما قالہ القاری فی القبلۃ انہ من خواص بعض ارکان الکعبۃ کیف وقد نصوا علی استحسان تقبیل المصحف وایدی العلماء وارجلھم والخبز۔ اور جھکنے سے مراد بدستور تا حد رکوع اور طواف سے یہ کہ نفس طواف بغرض تعظیم مقصود ہو کما حققناہ فی فتاوانا بما لا مزید علیہ **نص ۱۳۰** شرح لباب صفحہ مذکورہ اما السجدۃ فلا شک انہا حرام فلا یغتر الزائر بما یری من فعل الجاہلین بل یتبع العلماء العاملین۔ رہا مزار انور کو سجدہ وہ تو حرام قطعی ہے تو زائر جاہلوں کے فعل سے دھوکا نہ کھائے بلکہ علمائے باعمل کی پیروی کرے **نص ۱۳۱** زواجر عن اقتراف الکبائر جلد اول صفحہ ۱۱۷ قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تتخذوا قبری وثنا یعبد ای لا تعظموہ تعظیم غیرکم لاوثانھم بالسجود لہ او نحوہ فان ذلک کبیرۃ بل کفر بشرطہ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد کہ میرے مزار اقدس کو پرستش کا بُت نہ بنانا اس سے یہ مراد ہے کہ اوس کی تعظیم سجدے یا اوس کے مثل سے نہ کرنا جیسے تمہارے اغیار اپنے بتوں کے لیے کرتے ہیں کہ سجدہ ضرور کبیرہ ہے بلکہ نیت عبادت ہو تو کفر والعیاذ باللہ تعالیٰ **قسم دوم** مزار کو سجدہ درکنار

کسی قبر کے سامنے اللہ عزوجل کو سجدہ جائز نہیں اگرچہ قبلہ کی طرف ہو۔ **نص ۱۳۲** الطحطاوی علی الدر جلد اول ص۱۸۲ قوله مقبرة لان فیه التوجه الی القبر غالبا والصلٰوة الیه مکروهة مقبرے میں نماز مکروہ ہے کہ اوس میں غالبًا کسی قبر کو مونھ ہوگا اور قبر کی طرف نماز مکروہ ہے۔ **نص ۱۳۳** حلیہ امام ابن امیر الحاج قلمی اواخر مایکرہ فی الصلاة (۱۳۴) رد المحتار جلد اول ص۳۹۵ المقبرة اذا کان فیها موضع اعد للصلٰوة ولیس فیه قبر ولا نجاسة وقبلته الی قبر فالصلٰوة مکروهة قبرستان میں جب کوئی جگہ نماز کے لیے تیار کی گئی ہو اور وہاں نہ قبر ہو نہ نجاست مگر اوس کا قبلہ قبر کی طرف ہو جب بھی نماز مکروہ ہے **نص ۱۳۵** مجتبی شرح قدوری (**۱۳۶**) بحر الرائق جلد دوم ص۲۰۹ (۱۳۷) فتح اللہ المعین جلد اول ص۳۶۲ یکره ان یطاء القبر او یجلس او ینام علیه او یصلی علیه او الیه (**نص ۱۳۸**) حلیہ آخر کتاب (۱۳۹) شامی ص۹۳۵ تکره الصلٰوة علیه والیه لورود النهی عن ذلك قبر پر اور قبر کی طرف نماز منع ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے ممانعت فرمائی **نص ۱۴۰** تبیین الحقائق امام زیلعی جلد اول ص۲۴۶ یکره ان یبنی علی القبر او یقعد علیه او یصلی الیه نهی علیه الصلٰوة والسلام عن اتخاذ القبور مساجد قبر کے اوپر کوئی چنائی قائم کرنا یا قبر پر بیٹھنا یا اوس کی طرف نماز میں مونھ کرنا سب منع ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبروں کو محل سجدہ قرار دینے سے منع فرمایا **نص ۱۴۱** زواجر جلد اول ص۱۱۷ من ثم قال اصحابنا تحرم الصلٰوة الی قبور الانبیاء والاولیاء تبرکا واعظاما اسیو؟ سے ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ انبیاء و اولیا علیہم الصلاۃ والسلام کے مزارات شریفہ کی طرف نماز حرام ہے اگرچہ صرف تبرک و تعظیم کی نیت ہو **نص ۱۴۲** ایضا ص۱۱۶ (**۱۴۳**) بعض ائمہ سے گناہان کبیرہ متعلقہ بقبور میں فرمایا والصلاة الیها قبر کے سامنے نماز پڑھنا گناہ کبیرہ ہے **نص ۱۴۴** ارشاد الساری امام احمد قسطلانی (**۱۴۵**) تحقیق امام ابو الفرج سے یحرم ان یصلی متوجها الی قبره صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حرام ہے کہ مزار انور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف مونھ کر کے نماز پڑھے **اقول** رکوع سجود والی نماز میں قبر سامنے ہونے کی کراہت اوس کی نماز ہونے کے سبب نہیں نماز تو نماز جنازہ بھی ہے اور اوس میں میت کا سامنے ہونا شرط ورنہ نماز ہی نہ ہوگی اور بغیر نماز دفن کر دیا تو جب تک ظن سلامت ہے قبر پر نماز پڑھنا خود حکم شریعت ہے تو قطعًا یہ کراہت نماز کے سبب نہیں بلکہ رکوع و سجود کے باعث اور یقیناً معلوم کہ نماز کا رکوع و سجود اللہ عزوجل ہی کے لیے ہے اور مصلی یقیناً استقبال قبلہ ہی کی نیت کرتا ہے نہ کہ توجہ الی القبر کی۔ با اینہمہ صرف قبر کا سامنے ہونا اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ کو ممنوع کرتا ہے تو خود قبر کو سجدہ کرنا یا اوسے سجدہ میں قبلہ توجہ بنانا کس درجہ سخت اشد ممنوع و حرام ہوگا انصاف شرط ہے اور اس قسم کے نصوص اور نوع دوم کی احادیث کی باقی تقریر و تقریب آئندہ آتی ہے وباللہ التوفیق **قسم سوم** نماز تو نماز قبر کی طرف مسجد کا قبلہ ہونا منع ہے اگرچہ نمازی کا سامنا نہ ہو مثلاً امام کے سامنے کوئی ستون یا اونگلی برابر دل کی آدھ گز اونچی لکڑی ہو کہ جماعت کا سامنا نہ رہا پھر بھی مسجد کے قبلے میں قبر کی ممانعت ہے جب تک بیچ میں دیوار حائل نہ ہو۔ **نص ۱۴۶** محرر مذہب امام محمد کتاب الاصل (**۱۴۷**) اون سے محیط (**۱۴۸**) ان سے ہندیہ جلد ۵ ص۔ اکره ان تکون قبلة المسجد الی الحمام والقبر میں مکروہ رکھتا ہوں اسے کہ مسجد کا قبلہ حمام یا قبر کی طرف ہو **نص ۱۴۹** غنیہ شرح منیہ ص۳۶۶ یکره ان تکون قبلة المسجد الی حمام او قبر لان فیه ترك تعظیم المسجد۔ مکروہ ہے کہ مسجد کا قبلہ حمام یا قبر کی طرف ہو کہ اس میں مسجد کی بے تعظیمی ہے۔ **نص ۱۵۰** خلاصہ جلد اول ص۵۸ یکره ان تکون قبلة المسجد الی حمام او قبر او ان لم یکن بین المصلی وبین هذه المواضع حائل کالحائط وان کان حائط لا یکره یکروہ ہے کہ مسجد کا قبلہ حمام یا قبر کی طرف ہو جبکہ محل نماز اور ان مواضع میں دیوار کی مثل کوئی حائل نہ ہو ہاں بیچ میں دیوار ہو تو مکروہ نہیں **اقول** وباللہ التوفیق یہاں دو مسئلے ہیں **ایک** یہ کہ قبر کے سامنے نماز ممنوع ہے یہ حکم عام ہے مسجد میں ہو خواہ مکان خواہ صحرا میں اور اس کا علاج سترہ ہے کہ اونگلی کا دل اور آدھ گز طول رکھتا ہو یا صحرا میں مصلی خاشع کے موضع نظر سے دور ہونا کما فی جامع الرموز ثم رد المحتار والطحطاوی علی مراقی الفلاح اور امام کا سترہ ساری جماعت کو کافی ہے تمام کتب میں اس کی تصریح ہے **گنگوہی** نے کہ عداوت اولیائے کرام سے اپنے فتاوی حصہ اول ص۳ میں یہ حکم لگایا کہ قبرستان میں سب کے واسطے امام اور مقتدی کے سترہ کی حاجت ہے سترہ امام کا مقتدی کو کافی ہونا مرور حیوان اور انسان میں کافی ہے قبور کا حضور مشابہ بشرک و بت پرستی ہے اس میں کفایت نہیں ہر ہر نمازی کے سامنے پردہ واجب ہے یہ شرع مطہر پر افترا اور دل سے شریعت گڑھنا ہے **دوسرا** یہ کہ مسجد کا قبلہ جانب قبر نہ ہو یہ حکم مسجد سے خاص ہے یہاں تک کہ گھر میں جو جگہ نماز کے لیے مقرر کر لیں جسے مسجد البیت کہتے ہیں اوس کے قبلہ میں حمام یا بیت الخلا ہو تو کچھ حرج نہیں نہ قبر میں مضایقہ کما نص علیه فی المحیط والهندیة وغیرهما جبکہ نمازی کے سامنے سترہ ہو اس لئے کہ یہ حکم تعظیم مسجد کے لیے ہے کما افاده المحقق ابراهیم الحلبی اور وہ جگہ حقیقۃً مسجد نہیں یہاں تک کہ اوس میں جنب کو جانا بلکہ جماع بھی جائز ہے ذخیرہ و حلیہ وغیرہما میں ہے لیس لمساجد البیوت حکم المساجد الاتری انه یدخله الجنب من غیر کراهة ویأتی فیه اهله ویبیع ویشتری من غیر کراهة مسجد حقیقی میں یہ کراہت نہ بُعد قلیل سے زائل ہو نہ اوس سترہ سے

بلکہ دیوار در کار کما سمعت فظہر الجواب وللہ الحمد عاد المحقق الحلبی فی الحلیۃ اذ قال لقائل ان یقول لا یلزم من مفارقۃ مساجد البیوت لمساجد الجماعات فی الاحکام المذکورۃ عدم کراھۃ الاستقبال المذکور فی الصلاۃ فی البیوت بلا حائل بینہ وبین ذلک بل ینبغی ان یکون ھذا کما یساوی فیہ الصلاۃ فی البیوت والصلاۃ فی مساجد الجماعات فلیتأمل اھ وتقریر الجواب ظاھر مما قررنا فالتفرقۃ التی ذکر فی المحیط وغیرہ غیر قائمۃ والتسویۃ التی یریدھا المحقق حاصلۃ والحمد للہ وعلی حبیبہ وآلہ الصلوات الکاملۃ آمین ہم اس مختصر بیان کو چار فصل کرتے ہیں **فصل اول** صحابہ وائمہ واولیا وکتب پر بکر کے افترا خود اوسی کے مستندات اور اجماع وفقہ وجماہیر اولیاسے تحریم سجدہ تحیت کا ثبوت **فصل دوم** رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بکر کے افترا۔ حدیثوں سے تحریم سجدہ کا ثبوت **فصل سوم** اللہ عزوجل پر بکر کے افترا۔ خود اوس کے مونھ قرآن عظیم سے تحریم سجدہ کا ثبوت **فصل چہارم** سجدۂ آدم ویوسف علیہما الصلاۃ والسلام کی بحث اور دلائل قاہرہ سے بطلان استدلال مجوزین کا ثبوت وباللہ التوفیق والوصول الی ذری التحقیق ہر فصل میں اوس کے متعلق بکر کے اور کمالات کثیرہ کا بھی اظہار ہوگا کہ مسلمان دھوکے سے بچیں وباللہ الہادی۔

فصل اول صحابہ وائمہ واولیا وکتب پر بکر کے افترا خود اوسی کے مستندات اور اجماع وفقہ وجماہیر اولیا سے تحریم سجدۂ تحیت کا ثبوت

(۱) بکر نے صـ۱۳ میں عالمگیریہ کی جلد خامس باب ۲۸ صفحہ ۳۷۸ کی طرف نسبت کیا قال الامام ابو منصور اذا قبل احد بین یدی احد الارض او انحنی لہ او طأطأ راسہ فلا باس بہ لانہ یرید تعظیمہ لا عبادتہ یہ محض افترا ہے عالمگیری میں اصلا اس عبارت کا نشان نہیں نری خود ساختہ ہے کیا امر دین میں اغوار عوام کے لیے ایسی حرکات کسی مسلمان کہلانے والے کو زیبا ہیں (۲) جلد خامس (۳) باب ۲۸ (۴) صـ۳۷۸ یہ تین شدید جرأتیں ہیں کذب صریح اور اتنی جسارت وشوخ چشمی سے کہ پوری تعیین مقام بھی کردی جائے (۵) اسی عالمگیری کی اسی جلد خامس کتاب الکراہیۃ باب ۲۸ صـ۳۶۹ میں ہے من سجد للسلطان علی وجہ التحیۃ او قبل الارض بین یدیہ لا یکفر ولکن یأثم لارتکابہ الکبیرۃ ھو المختار کذا فی جواھر الاخلاطی یعنی جواہر الاخلاطی میں ہے بادشاہ کے لیے سجدۂ تحیت یا اوس کے سامنے زمین چومنے سے مذہب مختار میں کافر تو نہ ہوگا ہاں گنہگار ہوگا کہ اوس نے کبیرہ کا ارتکاب کیا اسے چھوڑا **ایک خیانت** (۶) اوسی میں وہیں صـ۳۶۹ میں ہے وفی الجامع الصغیر تقبیل الارض بین یدی العظیم حرام وان الفاعل والراضی آثمان کذا فی التتارخانیۃ یعنی جامع الصغیر پھر تاتارخانیہ میں ہے بڑے کے آگے زمین چومنا حرام ہے اور چومنے والا اور وہ کہ اس پر راضی ہوا بیشک دونوں مجرم ہیں **دو خیانتیں** (۷) اوسی میں اس کے متصل ہے وتقبیل الارض بین یدی العلماء والزھاد فعل الجھال والفاعل والراضی آثمان کذا فی الغرائب یعنی فتاوی غرائب میں ہے۔ علماء ومشایخ کے سامنے زمین بوسی جاہلوں کا کام ہے اور فاعل وراضی دونوں گنہگار **تین خیانتیں** (۸) اسی کے متصل ہے الانحناء للسلطان اولغیرہ مکروہ لانہ یشبہ فعل المجوس کذا فی جواھر الاخلاطی یعنی جواہر اخلاطی میں ہے بادشاہ خواہ کسی کے لئے جھکنا مکروہ ہے کہ فعل مجوس کے مانند ہے۔ **چار خیانتیں** اقول یہاں جھکنے سے بقدر رکوع جھکنا مقصود ہے جس طرح رسم مجوس وہنود ہے (۹) اسی کے متصل ہے ویکرہ الانحناء عند التحیۃ وبہ ورد النھی کذا فی التمرتاشی یعنی فتاوی امام تمرتاشی میں ہے سلام کرتے وقت جھکنا مکروہ ہے حدیث میں اوس سے ممانعت آئی۔ **پانچ خیانتیں** (۱۰) اسی کے متصل ہے تجوز الخدمۃ لغیر اللہ تعالیٰ بالقیام واخذ الیدین والانحناء ولا یجوز السجود الا للہ تعالیٰ کذا فی الغرائب یعنی فتاوی غرائب میں ہے قیام اور مصافحے اور جھکنے سے غیر خدا کی خدمت جائز ہے اور سجدہ جائز نہیں مگر اللہ تعالیٰ کے لیے۔ **چھ خیانتیں** **اقول** یہاں خفیف جھکنا مراد ہے کہ حد رکوع تک نہ پہنچے **حدیقۂ ندیہ** امام علامہ عارف باللہ سیدی عبد الغنی نابلسی میں ہے الانحناء البالغ حد الرکوع لا یفعل لاحد کالسجود ولا بأس بما نقص من حد الرکوع لمن یکرم من اھل الاسلام یعنی حد رکوع تک جھکنا غیر خدا کے لیے جائز نہیں جیسے سجدہ اور حد رکوع سے کم میں حرج نہیں کہ کسی اسلامی عزت والے کے لئے جھکیں۔ **عالمگیری** میں اگر کچھ نہ ہوتا تو دل سے عبارت گڑھ کر اوس کے سر باندھنی تہمت تھی نہ کہ اوس میں یہ قاہر عبارات **اپنے خلاف** موجود ہوں اور اوسی جلد اوسی **باب** میں ہوں پھر وہ شدید جرأت **ہزار افترا** کا ایک افترا ہے (۱۱) پھر کہا صـ۱۳ اس کے بعد اسی کتاب میں لکھا ہے **وقد تبین بذلک ان وضع الجباہ بین یدی المشایخ جائز بلا ریب**" اور ایک عبارت ۳ سطر کی گڑھ لی۔ یہ بھی **نرا کذب** (۱۲) اوسی طرح

سوافترا کا ایک ہے (۱۳) ص۱۴۲ میں جامع صغیر کی طرف نسبت کیا لاباس بوضع الخد ین بین یدی المشایخ یہ بھی **خالص دروغ** (۱۴) وسیاہی **سوافترا** کے برابر ہے جامع صغیر کی عبارت ابھی گزری کہ زمین چومنا حرام ہے نہ کہ زمین پر رخسارے رکھنا (۱۵) اسی صفحہ میں فتاوی عزیزیہ کی نسبت ادعا کیا کہ "اوس میں بہت شرح وبسط سے تعظیمی سجدہ کی اباحت پر زور دیا ہے"، یہ بھی **صریح ہٹ دھرمی** ہے فتاوی عزیزیہ میں بعد ذکر شبہات یہ جواب قاطع دیا کہ اجماع قطعی سنت نے تحریم سجدہ یعنی غیر خدا کو سجدۂ تحیت حرام ہونے پر اجماع قطعی قائم ہے (۱۶) تو یہ بھی **سوافترا** کے مثل ہوا (۱۷) یہیں یہی مضمون فتاوی سراجیہ کی طرف نسبت کیا یہ بھی **خالص جھوٹ** ہے سراجیہ میں بہت شرح وبسط درکنار اس کا نشان تک نہیں (۱۸) یہی ادعا شرح مشکوۃ شیخ محقق کی نسبت کیا یہ بھی **محض بہتان** اوسی میں تو یہ ہے سجدہ برائے زندہ باید کرد کہ ہرگز نمیرد وملک او زائل نگردد (۱۹) ص۱۳ میں علمگیری سے نقل کیا وان امروہ بالسجود للتحیۃ والتعظیم لا للعبادۃ فالافضل لہ ان یسجد اھ اس کی یہ سرخی دی "تعظیمی سجدہ کرنا افضل ہے"، یعنی وہی سجدہ جس کی بحث ہے کہ بحالت اختیار زید عمرو کو سجدۂ تحیت کرے اسے علمگیری میں افضل لکھا یہ **بھاری خیانت** ہے علمگیری کی عبارت یہ ہے ولو قال اھل الحرب للمسلم اسجد للملک والا قتلناک فالاولی ان لا یسجد کما لو امروہ بذلک للعبادۃ فالافضل لہ ان لا یسجد لکن اکرہ علی ان یکفر کان الصبر افضل اس کے بعد وہ عبارت ہے وان امروہ بالسجود للتحیۃ الخ یعنی اگر حربی کفار مسلمان سے کہیں کہ بادشاہ کو سجدہ کر ورنہ ہم تجھے قتل کر دیں گے یہ جبر اگر اونھوں نے سجدۂ عبادت پر کیا تو افضل یہ ہے کہ نہ کرے اور جان دیدے جیسے کفر پر اکراہ میں صبر افضل ہے اور اگر یہ جبر سجدۂ تحیت پر کیا تو افضل یہ ہے کہ کر لے اور جان بچالے۔ اول سے وہ ساری عبارت اوڑا دی کہ عوام نہ جانیں کہ کلام حالت اکراہ میں ہے جہاں یہ جانتا ہو کہ نہ کرے تو قتل کیا جائے گا ایسی جگہ جان بچالینے کو افضل کہا ہے (۲۰) غالباً ایسا حوالہ دینے والا سوئر اور شراب بھی بحالت اختیار حلال کرے گا کہ آخر بحالت اضطرار اون کی اباحت تو خود قرآن عظیم میں ہے۔ (۲۱) یہاں تک تو خیانت ہی تھی اب کمال **سفاہت وخودکشی** ملاحظہ ہو اوس عبارت سے استناد کیا جو اوس کے زعم باطل کی پوری قاتل ہے سجدۂ تحیت پر قتل سے اکراہ ہوا اوس وقت سجدہ کر لینا صرف افضل کہا معلوم ہوا کہ جائز یہ بھی ہے کہ نہ کرے اور قتل ہو جائے تو ظاہر ہوا کہ سجدۂ تحیت ایسا سخت حرام ہے جس سے بچنے کو جان دیدینا اور قتل ہو جانا روا ہے تو سوئر کھانے سے بھی سخت تر حرام ہوا کہ مضطر یا مکرہ اگر اوسے بقدر ضرورت نہ کھائے اور مر جائے یا مارا جائے گنہگار مرے کما نصوا علیہ قاطبۃ علمگیری میں ہے السلطان اذا اخذ رجلا وقال لا قتلنک او لتاکلن لحم ھذا الخنزیر یفترض علیہ التناول فان لم یتناول حتی قتل کان آثما درمختار میں ہے اکرہ علی اکل لحم خنزیر بقتل او قطع عضو او ضرب مبرح فرض فان صبر فقتل اثم اکل خنزیر میں اگر اتنا ہی اکراہ ہو کہ نہ کھایا تو انگلی کاٹی جائے تو کھانا فرض نہ کھائے تو گنہگار اور غیر خدا کو سجدۂ تحیت میں اگر قتل سے اکراہ ہو جب بھی سجدہ ضرور نہیں اور جان دیدینی جائز اگرچہ بہتر حفظ جان تھا کتنا فرق عظیم ہوا اور ہونا ہی تھا کہ اکل خنزیر میں عبادت غیر کی مشابہت نہیں بخلاف سجدہ تو اوس کا دوسرے کے لیے کرنا واحد قہار جل وعلا کے خاص حق پر دست درازی ہے۔ آدمی انصاف و دین رکھتا ہو تو صرف یہی نمبر اوس کی ہدایت کو بس ہے ولا یزید الظلمین الا خسارا

(۲۲) پھر کہا "اس قسم کا مضمون فتاوی قاضی خاں میں بھی ہے" اس قسم کا مضمون نہیں بلکہ وہ عبارت ہی فتاوی قاضی خان کی ہے علمگیری نے اوسی سے نقل کی ہے تو اوس کا حوالہ بھی وہی **سخت فریب دہی** ہے (۲۳) نہیں نہیں نری فریب دہی نہیں بلکہ **خودکشی** اوس نے اپنے مونھ اپنے زعم باطل کی پوری **بیخکنی** بکر مذکور نے اسی تحریر ص۱۲ میں کہا ہے "ہدایہ ردالمحتار فتاوی قاضی خان نہایت معتبر کتابیں ہیں قرآن وحدیث کے غور واحقاق کے بعد ان کو مرتب کیا ہے" اوسی فتاوی قاضی خان سے ایک ہی صفحے بعد خود وہ عبارت پیش کی جس نے ثابت کر دیا کہ سجدۂ تحیت اکل خنزیر سے بھی بدتر حرام ہے عرب تو علی اہلہا کہتے تھے یہاں علی نفسہا تجنی براقش (۲۴) یہ تو فتاوی قاضی خان کا فیصلہ تھا بکر کی دوسری مسلم کتاب ممدوح کتاب منقح کتاب ردالمحتار کی سنیے درمختار میں فرمایا ما یفعلونہ من تقبیل الارض بین یدی العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضی بہ آثمان لانہ یشبہ عبادۃ الوثن علما و بزرگان کے سامنے زمین بوسی جو لوگ کرتے ہیں حرام ہے اور کرنے والا اور اوس پر راضی ہونے والا دونوں گنہگار ہیں اس لئے کہ وہ بت پرستی کے مشابہ ہے ایسی عمدہ حسن تحقیق کتاب ردالمحتار نے اسے مقرر رکھا۔

(۲۵) پھر درمختار میں فرمایا وھل یکفر ان علی وجہ العبادۃ والتعظیم کفر وان علی وجہ التحیۃ لا وصار آثما مرتکبا للکبیرۃ یعنی آیا زمین بوسی سے کافر ہوگا یا نہیں اگر بطور عبادت و تعظیم ہے کافر ہو جائے گا اور اگر بطور تحیت ہے تو کافر تو نہ ہوگا ہاں مجرم و مرتکب کبیرہ ہوگا اس پر اوسی نہایت معتمد کتاب ردالمحتار نے فرمایا تلفیق لقولین قال الزیلعی وذکر الصدر الشہید انہ لا یکفر بھذا السجود لانہ یرید بہ التحیۃ وقال شمس الائمۃ السرخسی ان کان لغیر اللہ تعالٰی علی وجہ التعظیم کفر اھ قال القہستانی وفی الظہیریۃ یکفر بالسجدۃ مطلقا۔ خلاصہ یہ کہ یہاں دو قول تھے ایک یہ کہ سجدہ

ہے مطلقاً کافر ہو جائے گا یہی فتاویٰ ظہیریہ میں ہے اور امام شمس الائمہ سرخسی بھی سجدۂ تعظیمی کو مطلقاً کفر فرماتے ہیں دوسرا یہ کہ مرتکب کبیرہ ہوگا مگر کفر نہیں امام صدر شہید نے اسی کو اختیار فرمایا اس لیے کہ اس سے تحیت مقصود ہوتی ہے نہ کہ عبادت شارح نے ان دونوں قولوں کو یوں جمع فرمایا کہ کافر کہنے والوں کی مراد وہ ہے کہ بروجہ عبادت ہو اور صرف گناہ کبیرہ کہنے والوں کی مراد وہ ہے کہ محض بروجہ تحیت ہو کہیے اس اعلیٰ معتمد کتاب نے بھی دو ہی قول بتائے کفر یا گناہ کبیرہ۔ جواز کا بھی کہیں بتا دیا (۲۶) پھر اسی پر تحقیق کتاب نے اور رجسٹری کی۔ اس کے متصل فرمایا وفی الزاہدی الایماء فی السلام الی قریب الرکوع کالسجود وفی المحیط انہ یکرہ کالانحناء للسلطان وغیرہ یعنی مجتبیٰ میں ہے کہ سلام میں رکوع کے قریب تک جھکنا بھی سجدے کے مثل ہے اور محیط میں فرمایا کہ بادشاہ وغیرہ کسی کے لیے جھکنا مکروہ منع ہے (۲۷) ہنوز بس نہیں چند سطر بعد اقسام بوسہ میں فرمایا حرام للارض تحیۃ وکفر لہا تعظیما زمین بوسی بطور تحیت حرام ہے اور بطور تعظیم کفر افسوس کہ خود بکر کی معتمد کتابیں زعم بکر کو کیسا کیسا باطل کر رہی ہیں وللہ الحمد اور آگے آگے دیکھئے کیا ہوتا ہے فصل چہارم آنے دیجئے (۲۸) صـ۲۳ "سجدۂ تعظیمی تمام بزرگوں کو ... تعالیٰ ... کا ایک جھوٹ اور عامۂ اولیائے کرام پر تہمت ہے جس کا رد خود اوسی کی مستند سے عنقریب آتا ہے (۲۹ تا ۴۵) صـ۲۳ ہر خاندان ہر سلسلے کے بزرگوں کو تعظیمی سجدہ کرنے کا ثبوت کتابوں میں ہے" حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر افترا حضرت شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردی پر افترا حضرت بہاء الحق والدین نقشبندی پر افترا حضرت شیخ عبد الواحد بن زید پر افترا حضرت خواجہ فضیل بن عیاض پر افترا حضرت ابراہیم بن ادہم پر افترا حضرت ہبیرہ بصری پر افترا حضرت سید الطائفہ جنید پر افترا حضرت حبیب عجمی پر افترا حضرت ممشاد دینوری پر افترا حضرت بایزید بسطامی پر افترا حضرت معروف کرخی پر افترا حضرت سری سقطی پر افترا سلطان ابو اسحٰق گازرونی پر افترا حضرت نجم الدین کبریٰ پر افترا حضرت علاء الدین طوسی پر افترا حضرت ضیاء الدین عبد القاہر پر افترا یہ حضرات سلسلوں اور خانوادوں کے سردار ہیں ثبوت دے ان کو کب سجدہ ہوا اور انھوں نے جائز رکھا۔ یہ افترا بھی ہزاروں افتراؤں کا ایک ہے (۴۶ تا ۴۸) ان سے بھی بدرجہا سخت سے سخت بیباکی یہ کہ "حضرت علی و صحابہ کبار سے لیکر تمام بڑے بڑے علما مشائخ اولیاء سے سجدۂ تعظیمی ثابت ہے" صـ۲۳ یہ مولیٰ علی پر افترا صحابہ کبار پر افترا تمام ائمہ کرام پر افترا یہ تین افترا لاکھوں افتراؤں کا مجموعہ ہیں بکر سچا ہے تو مولیٰ علی یا کسی صحابی یا کسی امام تابعی یا امام اعظم امام شافعی امام مالک امام احمد امام ابو یوسف امام محمد امام بخاری امام مسلم یا ان کے یا ان کے کسی ایک شاگرد سے ثبوت صحیح دکھائے کہ اونھوں نے کسی غیر خدا کو سجدہ کیا یا اسے جائز بتایا ورنہ قرآن مجید میں جو کچھ کاذبین پر ہے اوس سے ڈرے اور جلد سے جلد توبہ کرے کذب فی الدنیا سے کذب فی الدین سخت تر ہے اور بحکم حدیث لعنۃ ملئکۃ السماء والارض کا استحقاق ہے اور زید و عمرو پر افترا سے صحابہ و ائمہ پر افترا خبیث تر ہے اور قرآن کریم میں انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون ۰ کا احقاق ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی الاعلیٰ (۴۹) آگے افترا و اختراع کی اور بھی پوری تند چڑھی کہ "ان سب کا اجماع مسئلہ سجدۂ تعظیمی میں ثابت ہے اور کوئی شخص انکار کی مجال نہیں رکھتا تو بس اگر سجدۂ تعظیمی کی گمراہی بھی ہے تو اجماع امت سے گمراہی اس کی جاتی رہی" صـ۲۳ انا للہ وانا الیہ راجعون ۰ سچ فرمایا حدیث مجید نے حبک الشیء یعمی ویصم تعصب آدمی کو اندھا بہرا کر دیتا ہے سچ فرمایا رب العزۃ عز جلالہ نے فانہا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔ سجدۂ غیر پر امت کرشن کا فرکا ضرور اجماع ہے جس پنڈت سے چاہو پوچھ لو جس مندر میں چاہو دیکھ لو لیکن امت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم اس ملعون تہمت سے بری ہے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۰ بلکہ ابھی بکر کے مستند فتاویٰ عزیزیہ سے سن چکے کہ غیر کے لئے سجدۂ تحیت حرام ہونے پر اجماع قطعی ہے (۵۰) طرفہ یہ کہ "گمراہی بھی ہے تو اجماع سے جاتی رہی" یعنی امت گمراہی پر اجماع تو کر لیتی ہے لیکن اوس اجماع سے گمراہی کی کایا پلٹ ہو کر ہدایت ہو جاتی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون ۰ زہے گمراہی و جنون لا یعقلون شیئا و لا یہتدون ۰ (۵۱) صـ۲ پر لطائف اشرفی کی عبارت نقل کی اور اوس کی ابتدا سے یہ عبارت چھوڑ دی اما وضع جبہہ بین یدی الشیخ بعضے مشائخ روا داشتہ اما اکثر مشائخ اعراض کردہ اند و اصحاب خود را ازان امتناع ساختہ کہ سجدۂ تحیت در امت پیشین بود حال منسوخ ست یہ کیسی بھاری خیانت ہے اس کلام لطائف میں بہت لطائف تھے اولاً سجدۂ تحیت کی منسوخی جس کا بکر کو انکار ہے ثانیاً بکر کے ادعائے کاذب اجماع کا رد کہ اکثر اولیا انکار سجدہ پر ہیں ثالثاً بلکہ ممانعت سجدہ پر اجماع کا ثبوت کہ بکر نے خود اپنے ادعائے کاذب اجماع کی یوہیں مرہم پٹی کی ہے کہ "اکثر کا اجماع ہے وللاکثر حکم الکل اکثر کے واسطے کل کا حکم ہے" اوسی کی مستند لطائف سے ثابت ہوا کہ اکثر مشائخ کرام ممانعت سجدہ پر ہیں اور اکثر کے واسطے

کل کا حکم ہے تو تحریم سجدہ پر اجماع اولیائے کرام ثابت ہوا اور اجماع علما خود ظاہر اور بکر کی دوسری مستند فتاوی عزیزیہ میں مصرح تو غیر خدا کے لیے
سجدہ تحیت حرام ہونے پر اولیا و علما کا اجماع ہوا تو بکر خود اپنی سندوں سے اجماع کا منکر اور علمائے کرام و اولیائے عظام سب کا مخالف ہے و کفی
بہ خسرانا مبینا و ارالبوار بکر کے اس **کذب صریح و افترائے قبیح** کا رد کہ "سجدہ تعظیمی تمام بزرگوں کو کیا جاتا تھا" ص۲۳ وہ فرماتے ہیں جمہور اولیا منع فرماتے
تھے یہ کہتا ہے سب اولیا روا رکھتے تھے ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ **خامسا** الحمد للہ فوائد الفواد وغیرہ کی سند کا خود ہی جواب دے لیا جب جمہور
اولیا ممانعت پر ہیں اور اکثر کے لئے حکم کل تو اجماع اولیا تحریم پر ہوا اجماع کے مقابل کوئی قول سند نہیں ہو سکتا خود بکر نے کہا "اجماع ثابت ہے کوئی شخص انکار کی
مجال نہیں رکھتا" ص۲ عبارت لطائف میں تین لطائف اور بھی ہیں آئندہ کا انتظار کیجئے لطائف کے اوس کلام میں بکر پر یہ ظاہر رد تھے کہ تمام کارروائی دریا برد تھی لہذا وہ ٹکڑا
صاف کتر لیا دین میں ایسی دغابازی کیا شان اسلام ہے **(۵۲)** ص۲۳ میں دلیل العارفین فوائد السالکین تحفۃ العاشقین کا نام لیا اور عبارت نقل
نہ کی جہاں بحوالہ صفحہ عبارت نقل کی وہاں تو وہ صریح کذب جری کی راہ لی یہاں کیا اعتبار ہے اور اگر اون میں وہ مضمون ہوا اور بکر نے خیانت بھی نہ کی ہو تو
اولا اسی کا ثبوت درکار کہ یہ کتابیں حضرات منسوب الیہم رضی اللہ تعالی عنہم کی ہیں بہت کتابیں محض جھوٹ نسبت کر کے چھاپ دی ہیں جس کا ذکر آخر فصل سوم میں آنا ہے
(۵۳) ثانیا اگر بیان ثقات سے ثابت بھی ہو کہ اون حضرات کی کوئی کتاب اس نام سے تھی تو بلا شبہہ یہ مشہور متداول نہیں بلکہ کتب غریبہ ہیں اور کتب غریبہ پر اعتماد
جائز نہیں علامہ سید احمد حموی غمز العیون و البصائر شرح الاشباہ والنظائر میں محقق بحر صاحب بحر الرائق سے ناقل لایجوز النقل من الکتب الغریبۃ التی لم
تشتھر غیر مشہور کتابوں سے نقل جائز نہیں فتح القدیر و بحر الرائق و نہر الفائق و منح الغفار وغیرہا میں ہے لو وجد بعض نسخ النوادر فی زماننا لایحل عزو ما
فیھا الی محمد ولا الی ابی یوسف لانھا لم تشتھر فی عصرنا فی دیارنا ولم تتداول نعم اذا وجد النقل عن النوادر مثلا فی کتاب مشھور معروف کالھدایۃ
والمبسوط کان ذلک تعویلا علی ذلک الکتاب اگر ہمارے زمانے میں نوادر کا کوئی نسخہ پایا جائے تو اوس میں جو کچھ ہے اوسے ابو یوسف یا محمد کی طرف نسبت
کرنا حرام ہے اس لیے کہ وہ کتاب ہمارے زمانے میں یہاں مشہور و متداول نہیں ہاں نوادر سے اگر مثلا ہدایہ یا مبسوط جیسی کسی مشہور معروف کتاب میں نقل ہو تو اوس
نقل کا ماننا اوس مشہور کتاب کے اعتماد پر ہوگا۔ اپنے زمانے میں غیر مشہور کی قید سے افادہ فرمایا کہ پہلے اگر مشہور رہی تھی تو اب معتبر نہیں نہ کہ وہ رسالے کہ کبھی
مشہور نہ تھے نہ ہیں کسی الماری سے کوئی نسخہ نقل ہو کر چھپ جانا اوسے کتاب مشہور نہ کر دے گا **(۵۴) ثالثا** تمام مدارج طے ہونے کے بعد یہی جواب کافی و وافی
کہ جمہور اولیا و جمیع ائمہ منع پر ہیں تو اجماع ہوا اور اجماع کے خلاف اقوال شاذ مستند نہیں ہو سکتے **(۵۵)** یہی مباحث معدن المعانی میں ہیں **(۵۶)**
جب بکر کی جرأتیں یہاں تک ہیں تو اس تحریفیں کی کیا شکایت کہ لطائف میں دربارۂ سجدہ ملئکہ ملتقط سے نقل ہوا کان السجدۃ لھا طرفان طرف
التحیۃ وطرف العبادۃ فالتحیۃ کانت لآدم والعبادۃ للہ تعالی یعنی اوس سجدے کی دو طرفین تھیں طرف تحیت و طرف عبادت ان میں تحیت تو حضرت
آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے تھی اور عبادت اللہ عزوجل کے لئے۔ اسے یوں بنا لیا ص۲۲ کہ سجدہ کی دو قسمیں ہیں ایک سجدۂ تحیت ایک سجدہ عبادت۔ پس
سجدۂ تحیت آدمی کے لئے ہے اور سجدۂ عبادت خدا تعالی کے لیے"، شاید دہلی کے شاعر نے بکر ہی سے کہا تھا کہ ع عیار ہو بیباک ہو جو آج ہو تم ہو۔
بندے ہو مگر خوف خدا کا نہیں رکھتے۔ **(۵۷)** ایسا ہی جل عبارت کشاف سے کھیلا اوس کی اصل عبارت یہ ہے فان قلت کیف جاز لھم ان
یسجد والغیر اللہ قلت کانت السجدۃ عندھم جاریۃ مجری التحیۃ والتکرمۃ کالقیام والمصافحۃ وتقبیل الید ونحوھا مما جرت
علیہ عادۃ الناس من افعال شھرت فی التعظیم والتوقیر یعنی اگر تو کہے کہ یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام اور اون کے بیٹوں کو غیر خدا کے لیے سجدہ
کیسے جائز ہو گیا تو میں کہوں گا اون کے یہاں سجدۂ تحیت کا رواج تھا جیسے قیام و مصافحہ و دست بوسی وغیرہ افعال تعظیم و توقیر جن کا لوگوں میں رواج
ہے۔ اسے یہ بنا لیا ص۳۰ کہ "سجدۂ تعظیمی قرن اول سے جاری ہے" اول تو رواج حال میں سجدہ کا نام کہاں تھا قیام و مصافحہ و دست بوسی کا ذکر تھا جس کا صاف
یہ مطلب کہ جیسے اب یہ افعال تحیت ہیں یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانے میں سجدہ تحیت تھا۔ پھر جرت علیہ عادۃ الناس سے اتنا ثابت کہ زمخشری
کے زمانے میں ان کا رواج ہے قرن اول کا یہاں کونسا حرف تھا نہ قرن اول میں قیام و دست بوسی عادت ناس تھی وقوع خاص و عادت ناس میں جو
فرق نہ کرے جاہل ہے تو یہ کشاف پر دوہرا افترا ہے **(۵۸)** بکر اوس کی عبارت میں بھی **قطع برید** سے نہ چوکا وہ جو اوس نے سوال قائم کیا
تھا کہ اگر تو کہے اونھیں غیر خدا کے لیے سجدہ کیسے جائز ہو گیا صاف اوڑا دیا جس سے کھلتا تھا کہ ہماری شریعت میں ناجائز ہے جس پر سوال ناشی ہوا

اگر ہماری شریعت میں بھی جائز ہوتا تو سوال نہ کیا جاتا (۵۹) اسی طرح کشاف میں عبادت و تحیت کا فرق بتا کر کہا یجوزان یختلف الاحوال و الاوقات فیہ اس میں احوال و اوقات کا اختلاف ہو سکتا ہے یعنی جب جائز تھا اب حرام ہے کیسے کہا سجدۂ تحیت کو یا سجدۂ عبادت کو۔ کیا وہ بھی کسی زمانے میں غیر خدا کے لیے جائز ہو سکتا ہے یہ ہے کل جمع کشاف کا کلام جس پر وہ **صریح تہمت** رکھدی کہ "بہت شرح و بسط سے تعظیمی سجدہ کی اباحت پر زور دیا ہے"[۱۴۷] غرض از مفتری نتوان بر آمد؛ کہ او از خود سخن می آفرینند؛ (۶۰) شاہ عبدالعزیز صاحب کو قولی افترا کے ساتھ فعلی **افترا** سے بھی نہ چھوڑا کہ "وہ خود والدین و اولیاء اللہ کے مزارات پر سجدہ تعظیمی ادا کرتے تھے"[۱۴۸] اللہ عزوجل فرماتا ہے **ھاتوا برھانکم ان کنتم صدقین** اپنی برہان لاؤ اگر سچے ہو (۶۱) یہ وہی شاہ عبدالعزیز صاحب ہیں جن کے فتاوی سے سن چکے کہ سجدۂ تحیت باجماع قطعی حرام ہے یہ وہی شاہ صاحب ہیں جو تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں در امتہائے سابقہ جائز بود چنانچہ در قصہ حضرت یوسف و اخوان ایشان واقع شدہ و در شریعت ما این طریق ہم فیما بین مخلوقات حرام ست بدلیل احادیث متواترہ کہ درین باب وارد شدہ تو یہ **افترا بھی سو افترا ہے** (۶۲) جس کی یہ قاہر تصریحیں ہوں اوس کے ایک محاورہ کے لفظ مسجود خلائق کو معنی حقیقی شرعی پر حمل کرنا اور اس سے اوس کے نزدیک جواز نکالنا[۱۵۰] **صریح ہٹ دھرمی ہے** یوں تو شاہ صاحب سے بدرجہا اعلم و اعظم حضرت شیخ محقق مولنا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی مدارج شریف میں ہے رب عزوجل نے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی نسبت فرمایا تسمیہ کردم او را محمد و احمد و محمود و گردانیدم او را عابد و معبود اب یہاں بھی کہنا کہ حضرت محدث دہلوی معبود کا لفظ کسی بندے کے حق میں لکھتے ہیں یا کسی خدا کے "تو سجدۂ تحیت بالائے طاق عبادت مخلوق بھی جائز کر لینا۔ اور "کسی خدا" بھی عجب لفظ ہے معلوم نہیں بکر کے نزدیک کتنے خدا ہیں شاید کرشن مت کے چھین کروڑ لیے ہوں (۶۳) بکر نے جو مضمون فوائد الفواد سے نقل کیا بعینہ یہی مضمون سیر الاولیا میں حضرت سلطان الاولیا رضی اللہ تعالی عنہ سے یوں ہے درین حال کہ او پیش ما بود وحید الدین قریشی در آمد و سر بر زمین نہاد شیخ سعدی خوش گوید ؎ ہر جا کہ روئے زندہ دلے بر زمین تست ؛ ہر جا کہ دست عمزدہ در دعائے تست ؛ بزرگے دیگر گوید ؎ شعاع مہر بہی تابد از جبین کسے ؛ کہ در پرستش تو بر نہد بخاک جبیں ؛ یہاں تو نرا مسجود بلکہ پرستش موجود اب کہدینا کہ حضرت سلطان الاولیا رضی اللہ تعالی عنہ معاذ اللہ غیر خدا کے لیے سجدۂ عبادت روا جانتے تھے جیسے یہاں پرستش بمعنی عبادت نہیں بلکہ خدمت یونہی وہاں مسجود بمعنی مخدوم و مطاع۔ یہ خود مشہور معنی ہیں اور عام محاورہ میں مستعمل مگر عناد کا کیا علاج (۶۴) بکر کو ہر قسم اختراع میں کمال ہے لغت میں بھی اجتہاد ہے لفظ کے معنی بھی دل سے تراش لیے جاتے ہیں **علمگیری پر افترائی** عبارت نمبر اول میں یہ لفظ گڑھے او طأطأ راسہ فلا باس بہ جس کا صاف ترجمہ یہ تھا یا سر خم کیا تو حرج نہیں اوسے یہ بنا لیا[۱۳] یا اپنے سر کو زمین پر رگڑے تو کچھ مضایقہ نہیں" بکر سے پوچھیے طأطأہ کا ترجمہ زمین پر رگڑنا کہاں کی زبان ہے۔ مقام حیرت ہے جب اصل عبارت ہی اپنی ساختہ پرداختہ تھی جس کا علمگیری میں تھل نہ بیڑا تو سرے سے او سجد لہ کیوں نہ گڑھ لیا اس کی کیا ضرورت آڑے آئی کہ لفظ طأطأ رکھکر ترجمہ بھی جھوٹا کرے مگر یہ کہ **اختراع** میں اپنی مہارت دکھانی کہ عبارت بھی دل سے تراشی پھر اوس جھوٹ کا ترجمہ بھی جھوٹ در جھوٹ گڑھیں **ظلمت بعضھا فوق بعض** (۶۵) سیر الاولیا میں تھا مرید زمین بوسید اوس کا ترجمہ یہ تراشا گیا "مرید زمین پر سجدہ ہو گیا"

اگر ترجمہ کتاب پر یہ حسب عادت بکری افترا ہے تو ظاہر ورنہ فحوائے حدیث صحیح مسلم **فھو احد الکاذبین** تقدوقت ہے لطائف میں تھا بعضے اصحاب روایت شرعی ہم آوردہ اند جس کا ترجمہ بکر نے یہ کیا "بعض اصحاب شرع کی روایت بھی لاتے ہیں" کہ استمرار پر دلالت کرے حالانکہ اوس کا حاصل صرف اسقدر کہ کوئی صاحب اس پر روایت شرعی بھی لائے جس سے ظاہر کہ مصنف لطائف نے نہ وہ روایت آپ دیکھی نہ اوس پر ایسا اعتماد کہ جزماً فرماتے کہ یہاں روایت شرعی بھی ہے بلکہ ایک شخص مجہول کا حوالہ دیا یہ سند نہیں ہو سکتا کہ ارشاد حضرت **قد وۃ الکبرا** محبوب نور کا رفول صاحب لطائف بھی نہیں نہ ناقل معلوم بلکہ **مجہول الاسم والمسمی** (۶۶ تا ۶۹) اوس ناقل مجہول کی نقل کی حالت یہاں سے کھلتی ہے کہ اوس نے ایک مضمون میں نقل کیا کہ نبی و پیر و بادشاہ و والدین دہوئی کو سجدہ تحیت جائز ہے اور بے دھڑک کہدیا[۲۲] کہ یہ سب بیان فتاوی قاضی خان اور صیرفی اور تیسیر اور سراجی اور رخانی اور کافی میں ہے" فتاوی قاضی خان پر **افترا** صیرفی پر **افترا** سراجی پر **افترا** کافی پر **افترا** **ھاتوا برھانکم ان کنتم صدقین** (۷۰) **جہالت کی یہ حالت** کہ فتاوی قاضی خان کو حسام الدین رخانی کو جدا جانا کہ یہ وہی ہے (۷۱) **تیسیر** جسے بکر نے ص[۱۴] پر فتاوی تیسیر کہا ہمارے مذہب کا کوئی فتاوی اس نام کا نہیں اوس ناقل اور اب اوس کے متبع بکر پر لازم کہ بتائے یہ کیا کتاب کس کی تصنیف اور اوس میں یہ مضمون کہاں ہے (۷۲) ملتقط کے معنی میں جو تحریف کی نمبر ۲۳ میں گزری اوسی سلسلہ میں لکھا[۲۲] "حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے سجدۂ تحیت مثل سلام کے ہے اور کچھ حرج نہیں اگر پیروں کے سامنے رخسارے رکھے جائیں" یہ اگر مقولۂ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما میں شامل کیا تو ابن عباس پر **افترا** ہے ورنہ ملتقط پر (۷۳) اگر ابن عباس نے گزشتہ امتوں میں سجدۂ تحیت کو بجائے سلام کہا تو ہمیں کیا مضر اور مخالف کو کیا مفید اور اگر یہ مطلب کہ ابن عباس اب سجدۂ تحیت کو مثل سلام کہتے ہیں تو قطعاً اون پر **افترا**۔ رہا یہ کہ پھر صاحب لطائف نے ایسی افترا بھری نقل کو درج کتاب

کیوں کیا۔ جب اونھوں نے فرمادیا کہ بعض یہ روایت لائے وہ بری الذمہ ہوگئے جیسے بہت محدثین احادیث باطلہ موضوعہ روایت کرتے اور جانتے کہ جب ہم نے سند لکھدی ہم پر الزام نہ رہا علاوہ برین مولٰنا ملک العلماء بحر العلوم فواتح الرحموت میں فرماتے ہیں العدول لمن غیر الائمۃ لایبالون عمن اخذ وا ورووا لا تری الشیخ علاء الدولۃ السمنانی کیف اعتمد علی الرتن الھندی وای رجل یکون مثلہ فی العدالۃ یعنی اماموں کے سوا اور ثقہ عادل حضرات اوسکی پرواہ نہیں کرتے کہ کس سے لیتے کس سے روایت کرتے ہیں حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی قدس سرہ کو نہ دیکھا کیونکر رتن ہندی پر اعتماد فرمالیا حضرت ممدوح کے برابر کون عادل ہوگا (۷۴) ص۱۱۲ پر جہاں چند حوالوں میں بے نقل عبارت صرف نام گنائے جن میں خاصکر معارف و سراجیہ عزیزیہ و شرح مشکوۃ کے حوالے یقیناً جھوٹ ہونا اوپر واضح ہوچکا اور فتاوی تیسیر کوئی فتادی ہی نہیں انھیں میں چھٹا نام معین الدین واعظ کی تفسیر سورۂ یوسف کا ہے بکر جب اسقدر شدید الاجتراء کثیر الافترا ہے تو اس حوالے پر کیا اعتماد اور ہو تو تصریحات ائمہ وارشادات حدیث کے مقابل ایک واعظ کی بات سے کیا استناد یہ حقیقت ہے بکر کی سندوں کی ولا حول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

فصل دوم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بکر کے افترا اور حدیث سے تحریم سجدہ تحیت کا ثبوت

(۷۵) بھلا یہاں تک تو لغت وفقہ و ائمہ وصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہی پر افترا تھے مگر بکر کی بڑھتی ہمت کیا صبر کرے حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھی افترا سے باز نہ آئی ص۹ پر کہا خود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کلامی لا ینسخ کلام اللہ میرا کلام خدا کے کلام کو منسوخ نہیں کرسکتا" یہ حدیث ابن عدی و دارقطنی نے بطریق محمد بن داود القنطری عن جبرون بن واقد الافریقی روایت کی ابن عدی نے کامل اور ابن الجوزی نے علل میں کہا یہ حدیث منکر ہے ذہبی نے میزان میں کہا جبرون متہم ہے اوس نے قلت حیا سے یہ حدیث روایت کی ترجمۂ قنطری میں کہا یہ حدیث باطل ہے ترجمہ افریقی میں کہا یہ حدیث موضوع ہے امام ابن حجر نے لسان المیزان میں دونوں جگہ اون کے یہ کلام مقرر رکھے بعد وضوح امر ایک منکر باطل موضوع حدیث متہم بالکذب کی روایت کو کہنا کہ حضور نے فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افترا کی جرأت ہے (۷۶) بکر مدعی حنفیت حنفیت سے جدا چلا مذہب حنفی میں بیشک آیت حدیث سے منسوخ ہوسکتی ہے کما ہو مصرح بہ فی کتب اصولہم قاطبۃ احکام میں حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام اللہ عزوجل ہی کا کلام ہے تو کلام خدا کلام خدا ہی سے منسوخ ہوا قال اللہ تعالیٰ وما ینطق عن الھوی ۰ ان ھو الا وحی یوحی ۰ یہ نبی اپنی خواہش سے کچھ نہیں فرماتے وہ تو نہیں مگر وحی کہ بھیجی گئی (۷۷) ص۱۵ پر سرخی دی "آنحضرت نے خود سجدے کی اجازت دی" یعنی غیر خدا کو سجدۂ تحیت کہ جس کی بحث ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مونھ بھر کر شدید افترا ہے ھاتوا برھانکم ان کنتم صدقین ۰ اپنی برہان لاؤ اگر سچے ہو اللہ عزوجل فرماتا ہے انما یفتری الکذب الذین لایؤمنون ۰ ایسے جھوٹ افترا وہی کرتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے لا الہ الا اللہ بلکہ حضور نے اوسے حرام فرمایا (۷۸) اس سرخی کے نیچے کہا مشکوۃ میں ابن خزیمہ بن ثابت سے ہے کہ اونھوں نے خواب میں آنحضرت کی پیشانی پر اپنے آپ کو سجدہ کرتے دیکھا اونھوں نے یہ خواب حضرت سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا تیرا خواب سچا ہے آپ فوراً لیٹ گئے اور ابن خزیمہ کو اپنی پیشانی پر سجدہ کرنے کی اجازت دی" مسلمانو اس ظلم عظیم کو دیکھو کہاں پیشانی پر سجدہ کہاں خود حضور کو سجدہ۔ شاید بکر جانماز یا زمین پر سجدہ کرنے یہ سمجھتا ہوگا کہ وہ اس کپڑے یا اس زمین کے ٹکڑے کو سجدہ کر رہا ہے (۷۹) بعلمی کی یہ حالت کہ مشکوۃ شریف میں تھا عن ابن خزیمۃ بن ثابت عن عمہ ابی خزیمۃ انہ رأی فیما یری النائم یعنی ابن خزیمہ بن ثابت اپنے چچا ابوخزیمہ سے روایت کرتے ہیں کہ اونھوں نے خواب دیکھا۔ وہ خواب راوی خواب کی طرف نسبت کر دیا کہ "ابن خزیمہ بن ثابت نے خواب دیکھا"۔ اور اس جہالت کے صدقے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایک افترا نادانستہ کر دیا کہ "ابن خزیمہ کو اپنی پیشانی پر سجدہ کی اجازت دی" (۸۰) ایسی ہی بعلمی اور اوسکے سبب نادانستہ افترا یہ ہے کہ حدیث میں تھا فاضطجع لہ وقال صدق رؤیاک حضور نے پہلوے مبارک پر آرام کرکے ابوخزیمہ سے فرمایا اپنا خواب سچ کرلو۔ مرقاۃ میں ہے (صدق رؤیاک) امر من التصدیق ای اعمل بمقتضاہ عربی سمجھ میں نہ آئے تو شیخ محقق کا فارسی ترجمہ سنئے گفت آنحضرت صدق رؤیاک راست گردان خواب خود را کہ دیدۂ وسجدہ کن بر جبہۂ من اسے یہ بنا لیا کہ "آپنے فرمایا تیرا خواب سچا ہے" (۸۱) ممانعت سجدہ غیر اللہ کے بارے میں حدیث ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ مسند امام احمد میں ہے نقل کی جس میں ایک اونٹ کا حاضر ہوکر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کرنا اور پھر صحابہ کی خواہش کہ انہیں بھی اجازت سجدہ ملے اور حضور کا اجازت نہ دینا ہے اور خود کہا ص۹ اسمیں کچھ شک نہیں کہ یہ حدیث صاف صاف سجدۂ غیر اللہ کی مخالفت کرتی ہے اور کوئی گنجائش رسول خدا کے صریح الفاظ کے خلاف عذر کرنے کی باقی نہیں رہتی پھر جو تحریف کلام الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رگ اوچھلی اون صاف صاف صریح الفاظ نبوی کی یوں تبدیل وتغییر کی ص۹ حدیث کے الفاظ میں یہ ہے کہ اگر سجدہ غیر اللہ جائز

ہوتا تو میں بیوی کو شوہر کے سجدہ کا امر کرتا اور امر سے وجوب ہوتا ہے لہٰذا حضور کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ سجدۂ تعظیمی وجوب کے حد میں جائز ہوتا تو میں عورت پر مرد کا سجدہ واجب کرتا یعنی سجدۂ تعظیمی واجب نہیں بلکہ مباح ہے"۔ "یہ یعنی" **رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صریح افترا** ہے حدیث کے کون سے حرف میں ہے کہ بلکہ "مباح ہے" عجب حسب اقرار بکر شرط میں صرف ذکر جواز ہے کہ "اگر سجدہ غیر اللہ جائز ہوتا" اور جزا میں وہ امر ہے کہ یقیناً منتفی یعنی عورت کو سجدہ کا حکم ہونا اور انتفائے جزا انتفا شرط ہے تو حدیث کا صاف مفاد سجدہ کا عدم جواز ہوا یعنی جائز ہوتا تو عورت کو حکم ہوتا لیکن عورت کو حکم نہ ہوا تو معلوم ہوا کہ سجدہ جائز نہیں ذکر امر جزا میں ہے کہ "عورت پر سجدہ واجب کرتا" جزا کا وجوب شرط میں کیسے داخل ہو گیا جواز پر ایجاب کا ترتب بعید نہیں کہ واجب نہ ہو سکے گا مگر وہ جو جواز رکھتا ہو تو حاصل یہ کہ اگر سجدۂ غیر میں جواز کی گنجائش ہوتی تو میں عورت پر مرد کیلئے واجب کر دیتا لیکن وہ جائز نہیں ہو سکتا لہٰذا عورت کو اس کا حکم نہ دیا (۸۲) **طرفہ جہالت** جبکہ عورت پر وجوب امر سے ہوتا تو قبل امر وجوب نہ ہونا چاہئے تھا نہ یہ کہ سجدۂ غیر خدا واجب ہوتا تو میں عورت پر حکم سے واجب کر دیتا (۸۳) صحابہ نے اجازت ہی تو طلب کی تھی نہ کہ ایجاب تو نفی وجوب سے اوس کا کیا جواب (۸۴) بکر نے تتمۂ حدیث نقل کیا ص۸ ولکن لا ینبغی لبشر ان یسجد لغیر اللہ اور خود اوس کا ترجمہ کیا "لیکن آدمی کو زیبا نہیں کہ سوا خدا کے کسی کو سجدہ کرے" پھر اس کا یہ مطلب گڑھنا کہ واجب نہیں مباح ہے کیسی کھلی **تحریف** ہے (۸۵) حدیث قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ سنن ابی داؤد شریف میں ہے جنہوں نے شہر حیرہ میں لوگوں کو دیکھا کہ اپنے حاکم کو سجدہ کرتے ہیں واپس آکر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضور کو سجدہ کی اجازت مانگی ارشاد ہوا لا تفعلوا لو کنت آمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت النساء ان یسجدن لازواجھن لما جعل اللہ لھم علیھن من حق۔ نہ کرو اگر میں کسی کو کسی کے لیے سجدہ کا حکم دینے والا ہوتا تو ضرور عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں اوس حق کے سبب جو شوہروں کا اون پر ہے۔ یہاں صریح صیغہ نہی موجود ہے لا تفعلوا سجدہ نہ کرو۔ اب بکر سے کہو اپنی اصول دانی لیکر چلے ص۹ "شارع علیہ السلام کسی بات کا حکم امر کے صیغہ سے دیں تو وہ کام واجب ہوتا ہے" یونہیں شارع علیہ الصلاۃ والسلام کسی بات سے بصیغۂ نہی منع فرمائیں تو وہ کام حرام ہوتا ہے ثابت ہوا کہ سجدۂ غیر حرام ہے اور حدیث کا وہ مطلب گڑھنا کہ "واجب نہیں بلکہ مباح ہے" محض افترائے ناکام (۸۶) بکر ہے ہوشیار حدیث ام المومنین صدیقہ نقل کی جس میں صریح صیغۂ نہی نہ تھا اور عوام کو دھوکا دینے کو لکھ دیا ص۹ "اسی حدیث کو سجدۂ تعظیمی کے مخالف سند میں پیش کیا کرتے ہیں سوا اس کے اور کوئی ثبوت اون کے پاس نہیں ہے" اول تو سند کا حدیث میں حصر **جھوٹ** ہم نے بکر ہی کی مسلم سندوں سے ثابت کر دیا کہ غیر خدا کو سجدۂ تحیت حرام حرام حرام سوئر کھانے سے بھی بدتر حرام (۸۷) پھر حدیث کا اوس ایک میں حصر **سفید جھوٹ** وہ حدیث صدیقہ شاید بکر نے مشکوۃ سے لی ہو کہ بکر کی اوس تک رسائی ص۱۵ سے نمبر۲۲ میں معلوم ہو چکی ہے مشکوۃ کے اوسی باب اوسی فصل میں اس سے دو حدیث اوپر حدیث قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھی جس میں صریح ممانعت موجود اوسے چھپا لیا اور کہدیا "اور کوئی ثبوت ان کے پاس نہیں" (۸۸) نیز وہیں مشکوۃ میں تیسری حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پتا دیا تھا اوسے بھی اوڑا دیا اور کہدیا کہ "اور کوئی ثبوت نہیں" دین میں یہ **چالاکیاں** مسلمان کہلا کر نازیبا ہیں حدیث معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند امام احمد میں بسند رجال صحیح بخاری و صحیح مسلم یوں ہے حدثنا وکیع ثنا الاعمش عن ابی ظبیان عن معاذ بن جبل انہ لما رجع من الیمن قال یا رسول اللہ رأیت رجالا بالیمن یسجد بعضھم لبعض افلا نسجد لک قال لو کنت آمرا لبشر ان یسجد لبشر لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا یعنی جب معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن سے واپس آئے عرض کی یا رسول اللہ میں نے یمن میں کچھ لوگوں کو دیکھا آپس میں ایک دوسرے کو سجدہ کرتے ہیں تو کیا ہم حضور کو سجدہ نہ کریں فرمایا میں اگر آدمی کو آدمی کے سجدہ کا حکم دینے والا ہوتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے (۸۹) اپنے ہی پاؤں میں **تیشہ زنی** یہ کہ حدیث ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے تتمہ میں وہ الفاظ بڑھادیئے لا ینبغی لبشر ان یسجد لغیر اللہ اوس کی مبلغ علم مشکوۃ میں یہ حدیث ام المومنین کا تتمہ نہیں بلکہ چوتھی حدیث سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے کہ اونھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کرنا چاہا حضور نے فرمایا لا ینبغی لمخلوق ان یسجد لاحد الا للہ تعالیٰ کسی مخلوق کو سزاوار نہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرے اوردہ الامام النسفی فی المدارک یہ چار وا قعہ جدا جدا ہیں حدیث صدیقہ میں اونٹ کا سجدہ دیکھکر صحابہ نے اجازت سجدہ چاہی قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حیرہ متصل کوفہ میں معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یمن میں سجدۂ حکام دیکھکر اجازت مانگی اور ہر بار ایک ہی جواب ارشاد ہوا کسی بار اجازت نہ فرمائی سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود سجدہ ہی کرنا چاہا منع فرمادیا ان تین حدیثوں میں ایک فائدہ اور ہے جس کے لیے بکر نے اون کو چھپایا کہ عنقریب ظاہر ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ (۹۰) حدیث صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بکر کا **ظلم اشد و اخبث** حد سے گزر گیا ص۹ پر کہا "سب سے بڑی بات تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضور نے صحابہ کی خواہش کو سجدۂ عبادت تصور کرکے جواب دیا تھا جبھی تو فرمایا کہ اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کا احترام و اکرام بجالاؤ آپ کے ذہن میں سجدہ تعظیمی ہوتا تو عبادت رب کا حوالہ نہ دیتے اور احترام و تعظیم کو عبادت سے الگ کرکے ظاہر نہ فرماتے اسوقت تو آپ کے ذہن میں سجدۂ عبادت تھا" انا للہ وانا الیہ راجعون ٥ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا ٥ کیا بڑا بول ہے جو اون کے مونھ سے نکل رہا ہے

وہ تو نرا جھوٹ بک رہے ہیں۔ مسلما تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن پر قرآن کریم میں اوترا یایھا الذین اجتنبوا کثیرا
من الظن ان بعض الظن اثم اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچو بیشک کچھ گمان گناہ ہیں وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو خود فرماتے ایاکم والظن
فان الظن اکذب الحدیث گمان سے دور رہو کہ گمان سے بڑھکر کوئی جھوٹ بات نہیں۔ وہ اور اپنے صحابہ کرام حاضران بارگاہ پر یہ بدگمانی کریہ میری عبادت چاہتے ہیں
مجھے دوسرا خدا بنانے کی خواہش رکھتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون ۰ کلا واللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تو یہ گمان نہ ہوا نہ اس درخواست سے کسی عاقل کو تعظیم
وتکریم کے سوا کوئی گمان عبادت گزرتا مگر بکر نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یہ خبیث بدگمانی کرکے اپنے لیے استحقاق جہنم کرلیا تو یہ نہ کرے (۹۱) ایسی
نہیں بلکہ اس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور سخت تر الزام ہے حضور نے یہ سمجھا کہ صحابہ میری عبادت کیا چاہتے ہیں اوس پر نہ غضب فرمایا
نہ انکار نہ صحابہ کو توبہ کی ہدایت نہ تجدید اسلام و نکاح کا حکم اوس کا ذکر تک نہ کیا یہ بلکی سی بات فرماکر چپ ہو رہے کہ میں اس کا حکم کرتا تو عورت کو معاذ اللہ وہ گمان فرمایا ہوتا تو
اسی قدر فرماتے یا یہ کہ ارے تم عبادت غیر چاہ کر مرتد ہو گئے ارے توبہ کرو اسلام لاؤ اپنی عورتوں سے پھر نکاح کرو۔ ایک بادیہ نشین ناواقف کے مونھ سے اتنی بات نکلی
تھی کہ ہم حضور کو اللہ کے یہاں شفیع لاتے ہیں اور اللہ کو حضور کے پاس۔ اس پر وہ غضب شدید فرمایا کہ در و دیوار تجلی شان جلال سے بھر گئے دیر تک سبحن اللہ سبحن اللہ
سبحن اللہ فرماتے رہے پھر اوس اعرابی سے فرمایا اجعلتنی للہ ندا۔ کیا تو نے مجھے اللہ کا ہمسر ٹھہرایا ویحک اتدری ما اللہ افسوس تجھ پر ارے تو جانتا ہے کہ اللہ
کیا ہے پھر اوس واحد قہار کی عظمت بیان فرمائی رواہ ابو داؤد یہاں خلص صحابہ حاضران بارگاہ علیہم الرضوان سے معاذ اللہ دوسرا خدا بنانے غیر خدا کی پوجا
کرنے کی خواہش سمجھتے اور ساکت رہتے ہیں کیا یہ ممکن ہے کلا واللہ کیا یہ شان رسالت ہے حاشا للہ۔ جو رسول کو کفر و ارتداد پر سکوت کرنیوالا ٹھہرائے وہ خود کفر و
ارتداد کے گھاٹ تک پہنچ گیا کہ نبی کی ایسی شدید توہین کی ھم للکفر اقرب منھم یومئذ للایمان بکر نے تو یہ سمجھا کہ میں نے حدیث صدیقہ کی مدافعت میں اپنا زور علم
وقلم دکھایا اور نہ جانا کہ اوس کے جہل دبیا کا نہ قول نے اوسے کہاں تک پہنچایا سچ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان الرجل لیتکلم بالکلمۃ لا یری بھا
باسا یھوی بھا سبعین خریفا فی النار بیشک آدمی ایک بات کہتا ہے جس میں کچھ برائی نہیں سمجھتا اوس کے سبب ستر برس کی راہ جہنم میں اوترجاتا ہے۔ اور فرمایا ان الرجل لیتکلم
بالکلمۃ من سخط اللہ ما یظن ان تبلغ ما بلغت فیکتب اللہ علیہ بھا سخطہ الی یوم القیمۃ بیشک آدمی ایک بات ناراضی خدا کی کہتا ہے اوس کے گمان
میں نہیں ہوتا کہ یہ کہاں تک پہنچی اوس کے سبب اللہ اوس پر قیامت تک اپنا غضب لکھدیتا ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اللہ عزوجل کی طرف شکوے ہیں اس پر فتن
زمانے سے کہ جسے اولٹے سیدھے دو حرف اردو کے لکھنے آگئے وہ مصنف و محقق و مجتہد بن بیٹھا اور دین متین میں اپنی ناقص عقل فاسد رائے سے دخل دینے لگا قرآن و حدیث
وعقائد و ارشادات ائمہ سب کا مخالف ہو کر پہنچا جہاں پہنچا ویتوب اللہ علی من تاب ومن یتول فان اللہ ھو الغفور الحمید ۰ (۹۲) رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کو اونٹ کا سجدہ کرنا کیا حضور کو معبود و خدا بنا کر تھا حاش للہ معجم کبیر طبرانی میں یعلی بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرماتے ہیں ما من شئی الا یعلم انی رسول اللہ الا کفرۃ الجن والانس ہر چیز مجھے اللہ کا رسول جانتی ہے سوا کافر جن اور آدمیوں کے یونہی حیرہ و یمن میں لوگوں
کا زمینداروں کو سجدہ کرنا قطعاً سجدۂ تحیت ہی تھا نہ سجدۂ عبادت۔ انھیں سجدوں کی بنا پر صحابہ نے حضور کو سجدے کی اجازت مانگی تھی جس سے کسی عاقل کا بھی وہم معبود
واٰلہ بنانے کی طرف نہ جاسکتا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایسی باطل سمجھ کا الزام کیسی دریدہ دہنی ہے (۹۳) غنیمت ہے کہ سجدۂ غیر کی سخت شناعت
خود بکر کے مونھ ثابت ہوئی صحابہ وہ صحابہ جن کے کانوں میں ہر وقت لا الہ الا اللہ کے نغمے گونج رہے تھے جنھیں بات بات میں توحید کا سبق دیا جاتا جن کے دلوں
میں اللہ کی وحدانیت پر ایمان پہاڑوں سے زیادہ گراں و متمکن تھا قرآن عظیم بار بار جن کے ایمان کی گواہی دے چکا تھا دوسرے کو سجدہ تحیت ایسی
سخت چیز ہے کہ اوس کا فعل نہیں صرف اوس کی خواہش سنتے ہی اون کے یہ تمام فضائل جلیلہ اور اون کے ایمان و توحید کی قوت سب حضور کے ذہن اقدس
سے اوتر گئے اور یہی خیال گیا کہ یہ مجھے خدا بنایا چاہتے ہیں تو ایسا ناپاک فعل دوسروں کو کیونکر حلال ہو سکتا ہے (۹۴) بیشک سجدہ افعال عبادت
سے ہے سجدہ عبادت و سجدۂ تحیت میں سوائے نیت کوئی فرق نہیں سجدہ تو سجدہ زمین بوسی کی نسبت درمختار سے گزرا کہ یشبہ عبادۃ الوثن بت پرستی کے مشابہ
ہے اور بکر کی مسلم کا مل التحقیق رد المحتار نے اوسے مسلم رکھا اور اخلاص عبادت یہ ہے کہ عبادت غیر کی مشابہت سے بھی بچے لہذا حضور نے ذکر عبادت فرمایا کہ افعال
عبادت صرف اپنے رب کے لیے کرو اسے اوس ناپاک محمل پر ڈھالنا جس سے وہ تین الزام شدید شان رسالت پر عائد کئے سخت خلاف دین ہے (۹۵) خود
بکر نے اسی سجدۂ تحیت کو کہا ہے صدہا سجدہ ایک ایسی چیز تھی جس میں سجدۂ عبادت شریک تھا اور خدا کی عظمت کے انتہائی طریقہ میں خواہ مخواہ آدم کا شرک

ہوتا تھا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا کی خود مرضی تھی کہ میری خلافت کی تعظیم وہی ہونی چاہئے جو خود میری ہے اسواسطے آدم کی عزت ایسے طریقے سے کرائی جو خدا کے
سوا کسی کو زیبا نہ تھا تاکہ سند ہوجائے کہ آدم خلافت کے بعد مجازی حیثیت سے اس آخری تعظیم کا مستحق ہے جو حقیقت میں عبادت کی آخری شان ہے ایسی چیز سے ممانعت
کے لیے اعبدوا ربکم فرمانا کیا مستبعد تھا (۹۶) حدیث قیس و حدیث معاذ و حدیث سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں تو اعبدوا نہیں ہے تو لاتفعلوا اور لاینبغی
ہے یہاں کس ذریعہ سے اوسکا گمانی پرڑھالیگا اسی لیے ان کو چھپایا اور کہدیا تھا کہ اور کوئی ثبوت نہیں (۹۷) بکرنے چاند سورج بلکہ بت کو سجدہ اور مہادیو
کی ڈنڈوت حلال کرلی جیسے یہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبادت کا ذکر فرمایا اور اوس سے بکرنے یہ ٹھہرالیا کہ صرف سجدہ عبادت کو
منع کیا ہے یونہیں آیۂ کریمہ لاتسجدوا للشمس ولا للقمر جس میں سجدۂ شمس و قمر سے ممانعت اور سجدۂ الٰہی کا حکم ہے اوس کا تتمہ یہ ہے ان کنتم ایاہ
تعبدون ۰ اگر تم اوسے پوجتے ہو یہاں بھی اللہ عزوجل نے عبادت کا ذکر فرمایا ہے تو یہاں بھی چاند سورج کو صرف سجدۂ عبادت کی ممانعت ہوئی اب بت
ہو یا بھوت کسی بلا کو سجدۂ تحیت کی ممانعت پر قرآن کریم میں کوئی آیت نہ رہی کیا مگر کوئی آیت دکھا سکتا ہے ہرگز نہیں اب بکر اپنی لفاظیاں یاد کرے اور انسانی کی قید
سے ہاتھ اوٹھاکر یوں کہے جو اوس نے ص۷ پر کہا ہے "قرآن میں کسی سجدۂ تعظیم کی ممانعت نہیں ایسی کوئی آیت نہیں جہاں کسی سجدۂ تعظیم کی ممانعت کی گئی ہو
اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تعظیمی سجدہ کے خلاف قرآن خاموش رہنا چاہتا ہے یعنی وہ مسلمانوں سے نہ یہ کہتا ہے کہ غیر خدا کو سجدہ کرو نہ یہ کہتا ہے کہ تم پر سجدۂ
تعظیمی حرام کیا گیا ہے تم کسی غیر خدا کو سجدہ نہ کرنا۔ یہ کسی کا لفظ یاد رکھنے کے قابل ہے اس کے بعد ص۸ کا نتیجہ دیکھیے "پس جب قرآن نے ایسا کوئی صاف حکم نہیں دیا
تو سجدۂ تعظیمی کا حرام ہونا یا ناجائز ہونا ثابت نہیں ہوسکتا"۔ دیکھیے کیسی کھلم کھلا بت کی سجدہ سے تعظیم اور بے نیت عبادت مہادیو کی ڈنڈوت حلال کی ہے۔ کیوں نہ
ہو جن کا کرشن نبی ہو اون کا دین آپ ہی ایسا ہو (۹۸) چاند سورج کو سجدہ کی ممانعت جو قرآن کریم نے فرمائی اوس پر بکر کا یہ عذر ص۷ و ۸ کہ "اس آیت میں غیر انسان
کے سجدہ کا ذکر ہے اور گفتگو سجدۂ انسانی میں ہے سورج چاند اور چیز ہے انسان خلیفۃ اللہ دوسری چیز ہے"۔ **اولاً عجب یاد رہوا ہے** اوسکے طور پر آیت
میں تو چاند سورج کو سجدۂ عبادت کی ممانعت ہے کہ فرمایا ان کنتم ایاہ تعبدون ۰ سجدۂ عبادت میں خلیفہ غیر خلیفہ کا کیا فرق **ثانیاً** سجدۂ آدم علیہ الصلاۃ
والسلام سے استناد کی خود **بیخکنی** کرلی اوس آیت میں غیر انسان کے سجدہ کا ذکر ہے (یعنی ملائکہ نے سجدہ کیا) اور گفتگو سجدہ انسانی میں ہے (کہ انسان دوسرے
کو سجدہ کرے) فرشتہ اور چیز ہے انسان خلیفۃ اللہ دوسری چیز ہے۔ غیر خلیفہ نے خلیفہ کو سجدہ کیا اس سے خود خلیفہ کا سجدہ کرنا کیسے جائز کرلیا علی نفسہا تجنی
براقش (۹۹) قرآن کریم میں سجدۂ تحیت کی ممانعت نہ سوجھنی قرآن عظیم سے غفلت پر مبنی کیا قرآن مجید نے نہ فرمایا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول
حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔ کیا قرآن عزیز نے نہ فرمایا من یطع الرسول فقد اطاع اللہ جس نے رسول کی اطاعت کی بیشک اوس نے اللہ کی اطاعت
کی۔ کیا قرآن حکیم نے نہ فرمایا ومن یعص اللہ ورسولہ فان لہ نار جہنم جو نافرمانی کرے اللہ اور اوسکے رسول کی بیشک اوس کے لیے جہنم کی آگ ہے کیا قرآن
حمید نے نہ فرمایا وما اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نہٰکم عنہ فانتہوا واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب ۰ رسول جو تمہیں عطا فرمائیں
وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے۔ کیا قرآن جلیل نے نہ فرمایا فلا وربک لایؤمنون حتی یحکموک فیما
شجر بینہم ثم لایجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما ۰ اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہوں گے جب تک تمہیں حاکم نہ
بنائیں اپنے آپس کے اختلاف میں پھر جو تم فیصلہ فرماؤ اپنے دلوں میں اوس سے تنگی نہ پائیں اور خوب اچھی طرح مان لیں۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے اس نزاع کا فیصلہ نہ فرمادیا کہ لاتفعلوا سجدۂ تحیت نہ کرو تو قطعاً قرآن عظیم ہی سجدۂ تحیت سے منع فرما رہا ہے اور جو اس فیصلہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کو نہ مانے اوس کا حکم جو ارشاد ہوا اللہ تعالیٰ مسلمان کو اوس سے پناہ دے (۱۰۰) قرآن مجید میں تصریح نہ پانے پر بکر کا وہ حکم ص۸ جب قرآن نے کوئی صاف
حکم نہ دیا تو ناجائز ہونا ثابت نہیں ہوسکتا ؕ خود بد مذہبی ہے جس کی خبر حضور عالم ماکان و مایکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلے ہی دی ہے الا انی اوتیت القرآن
ومثلہ معہ الا یوشک رجل شبعان علی اریکتہ یقول علیکم بہذا القرآن فما وجدتم فیہ من حلال فاحلوہ وما وجدتم فیہ من حرام فحرموہ وان ماحرم
رسول اللہ کما حرم اللہ الا لایحل لکم الحمار الاہلی ولا کل ذی ناب من السباع الحدیث۔ سنتے ہو مجھے قرآن عطا ہوا اور اوسکے ساتھ اوس کا مثل۔ خبردار نزدیک ہے کہ
کوئی پیٹ بھرا اپنے تخت پر پڑا کہے یہی قرآن لیے رہو اس میں جو حلال پاؤ اوسے حلال جانو اور اس میں جو حرام پاؤ اوسے حرام مانو۔ حالانکہ جو چیز رسول اللہ نے
حرام کی وہ اوسی کے مثل ہے جو اللہ نے حرام فرمائی۔ سن لو پالتو گدھا تمہارے لیے حلال نہیں نہ کوئی کیلے والا درندہ۔ سجدہ تحیت بھی رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے حرام فرمایا تو وہ حرام ہے اگرچہ قرآن کریم میں اوس کی حرمت کی تصریح عوام کو نہ سوجھے (۱۰۱ و ۱۰۲) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو مثالیں ارشاد فرمائیں پالو گدھا اور کیلے والا درندہ ان کی حرمت قرآن میں مصرح نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں حرام فرمایا مگر بکر کیوں ماننے لگا وہ یہی کہے گا مثلاً کہ "جب قرآن نے کوئی صاف حکم نہ دیا تو حرام یا ناجائز ہونا ثابت نہیں ہو سکتا" تو بکر نے **گدھا اور کتا حلال کر لیا** (۱۰۳ تا ۱۱۰) انھیں پر بس نہیں قرآن مجید میں لحم خنزیر کا ذکر ہے گردے کلیجی کھال اوجھڑی تلی ہڈی کا نام کہاں ہے بلکہ سری پائے بھی عرفاً لحم میں نہیں تو بکر نے **سوئر کے اجزا بھی حلال** مانے کہ "جب قرآن نے صاف حکم نہ دیا ناجائز ہونا ثابت نہیں ہو سکتا" (۱۱۱ تا ۱۱۳) غرض صاف حکم قرآن میں دلیل کا حصر کر کے بکر نے سنت اجماع قیاس تین اصول شرع کو رد کر کے چکڑالوی مذہب لیا۔

فصل سوم اللہ عزوجل پر بکر کے افترا اور خود اوسی کے مونھ قرآن عظیم سے تحریم سجدۂ تحیت کا ثبوت

(۱۱۴) سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افترا اگرچہ بعینہ اللہ عزوجل پر افترا ہے مگر بکر تو صریح خاص کا طالب ہے قرآن میں تصریح نہ ہو تو حدیث نہیں سنتا لہٰذا بالخصوص رب العزت پر بھی جرأتیں کیں ص۵۹ میں اوس کی عبارت دیکھ چکے خود مانا کہ سجدۂ تحیت سے "خدا کی عظمت کے انتہائی طریقے میں آدم کا شرک ہوتا تھا" پھر اسی کو اللہ کی مرضی ٹھہرایا کہ "خدا کی خود مرضی تھی کہ میری خلافت کی تعظیم وہی چاہیے جو خود میری ہے" یہ **اللہ پر افترا** ہے اور کھلا شرک اوسکے ذمہ باندھنا ایسے ہی افتراؤں کو فرمایا انما یفتری الکذب الذین لایؤمنون ایسے افترا وہی کرتے ہیں جو مسلمان نہیں (۱۱۵) صلا پر کہا "خدا نے اپنی عبادت کے سجدے کے لیے کعبہ کو سمت قرار دیا ہے اس میں ایک بڑا فلسفہ پوشیدہ ہے وہ یہ کہ خدا سجدۂ عبادت اور سجدۂ تعظیم میں امتیاز قائم کرنا چاہتا تھا تاکہ مسلمان جان جائیں کہ سمت کعبہ کا سجدہ عبادت ہے جو غیر خدا کو جائز نہیں اور غیر مقرر سمت کے سجدے جائز ہیں۔ سمت کعبہ مقرر ہونے سے پہلے خدا نے فرمایا تھا اینما تولوا فثم وجہ اللہ تم جدھر متوجہ ہو خدا اوسی طرف ہے یعنی جس سمت سجدہ کرو خدا ہی کو ہوگا مگر بعد میں سمت کعبہ مقرر ہو گئی اسکی وجہ یہی تھی کہ خدا سجدۂ عبادت و سجدۂ تعظیم میں فرق قائم کرنا چاہتا تھا جو اس سمت نے کر دیا" یہ **اللہ عزوجل پر دوسرا افترا** ہے بکر جلد بتائے کہ سمت کعبہ مقرر فرمانے کی یہ وجہ اللہ عزوجل یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہاں بتائی ہے ام تقولون علی اللہ مالا تعلمون اللہ و رسول کی طرف بے ثبوت بات نسبت کرنی بھی افترا ہے ھاتوا برھانکم ان کنتم صدقین ۰ نہ کہ غلط بات جسکی غلطی ابھی ظاہر ہوتی ہے (۱۱۶) کریمہ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ حسب حدیث جامع ترمذی شریف قبلۂ تحری میں ہے اوس کا یہ مطلب ٹھہرانا کہ اس آیت کے نزول تک سمت قبلہ مقرر نہ تھی اللہ عزوجل نے اختیار دیا تھا جدھر چاہو نماز پڑھو یہ **اللہ تعالیٰ پر تیسرا افترا** ہے تقرر قبلہ روز اول سے ہے ان اول بیت وضع للناس للذی ببکة مبرکا (۱۱۷) بفرض باطل امتیاز سجدۂ عبادت و سجدۂ تحیت ہی کے لیے وضع قبلہ ہوتی تو یوں کہ وہ سجدہ جو دوسرے کو کفر ہے اوس سجدے سے ممتاز ہو جائے جو صرف حرام ہے اللہ عزوجل کا جواز سجدۂ تحیت کے لیے یہ امتیاز رکھنا **اللہ عزوجل پر چوتھا افترا** ہے (۱۱۸) سجدۂ تحیت و سجدۂ عبادت کا امتیاز اللہ عزوجل اور خود ساجد کے نزدیک نیت سے ہے ساجد اور اوس کا رب جانتا ہے کہ یہ سجدہ کس نیت سے ہے ساجد کو ممتاز قطعی کے امتیاز کی کیا حاجت اور اگر یہ امتیاز ناظر کے لیے رکھا ہے تو جبکہ سجدۂ تحیت کے لیے کوئی سمت مقرر نہیں سمت کعبہ بھی ہوگا پھر دونوں سجدوں کا خلط ہو گیا اور امتیاز نہ رہا ناظر اوس وقت نہیں کہہ سکتا کہ یہ سجدۂ عبادت ہے یا سجدۂ تحیت بالجملہ یہ امتیاز ساجد کے لیے رکھا تو لغو و فضول اور ناظر کے لیے تو ناقص و مدخول۔ اللہ عزوجل ان دونوں سے پاک و منزہ ہے اور اگر امتیاز محض ذہنی ہے کہ جس میں تقیید سمت ملحوظ ہو سجدۂ عبادت ہے ورنہ سجدۂ تحیت تو کام پھر نیت کی طرف عود کر گیا ناظر کو اوس سے کیا فائدہ اور ساجد کو اوس کی کیا حاجت امتیاز نیت اون میں بالذات تھا یہ بالعرض کس لیے۔ بہرحال اللہ عزوجل کی طرف اس کی نسبت **اللہ پر سخت جرأت** (۱۱۹) نوافل میں بیرون شہر سواری پر اور نوافل و فرائض سب میں ہنگام تحری اور اوس مریض کو کہ بوجہ مرض اور اوس بار بر کو کہ بخوف دشمن استقبال پر قادر نہ ہو سمت کعبہ مقرر نہیں اور یہ سب سجدۂ عبادت ہیں تو امتیاز باطل (۱۲۰) بکر ہی کی مستند عبارات عالمگیری و فتاویٰ قاضی خان سے گزرا کہ اگر کفار بادشاہ کے لیے سجدۂ عبادت پر اکراہ کریں صبر افضل ہے ظاہر ہے کہ کفار تعیین سمت کعبہ نہ چاہینگے بلکہ جدھر بادشاہ ہو تو یہ بے تقرر سمت کعبہ بکر سجدۂ عبادت ہو گیا ولکن الجھلة یفترون (۱۲۱) طرفہ یہ کہ یہ امتیاز خدا نے ایسا خفیہ مقرر کیا کہ اوس کے رسول کو بھی خبر نہ ہوئی بالا بالا بکر کو چھپی پاتی بھیجدی صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدے کی اجازت حضور سے مانگی وہ کب تعیین سمت سے تھی اگر اجازت ملتی تو جدھر حضور جلوہ افروز ہوتے اوسی طرف سجدہ کیا جاتا

اور زعم بکر میں خود اسجدۂ عبادت کا وہ امتیاز مقرر کرچکا تھا کہ یہ پابندی سمت ہو تو اس درخواست سے کسی طرح سجدۂ عبادت مفہوم نہ ہو سکتا تھا لیکن بکر کہتا ہے ص۹ "حضور نے صحابہ کی خواہش کو سجدۂ عبادت تصور کیا اوس وقت آپ کے ذہن میں سجدۂ عبادت تھا" اب دو حال سے خالی نہیں یا تو بکر کے نزدیک خدا نے ایسا بیہودہ بے معنی امتیاز مقرر کیا جس سے رسول تک کو تمیز نہ ہوئی تو امتیاز کیا خاک ہوا یا زعم بکر میں معاذ اللہ رسول کی عقل اتنی موٹی بکر کی مت سے بھی گئی گزری کہ خدا کے واضح امتیاز کے بعد بھی تمیز نہ ہوئی اور دونوں کفر صریح ہیں ہم نہ کہتے تھے کہ جاہل کو مصنف ہی بننا سخت آفت کا سامنا ہے نہ کہ محقق نہ کہ مجتہد نہ کہ شارع کہ تصنیف تو تیار ہو جاتی ہے اور ایمان رخصت ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم (۱۲۲) جب یہ ٹھہری کہ ص۶ "سمت کعبہ کا سجدہ عبادت کا سجدہ ہے جو غیر خدا کو جائز نہیں اور غیر مقرر سمت کے سجدے جائز ہیں" تو بلاشبہہ مندروں میں جو سجدے کیے جاتے ہیں غیر مقرر سمت کے ہیں تو بکر نے دوبارہ **بتوں اور لنگ جلہری کو سجدے جائز کر دیے کیونکہ یہی کرشن مت ہے** (۱۲۳) جبکہ تقرر سمت سے سجدہ عبادت و سجدۂ تحیت میں امتیاز ہوا نزول فثم وجہ اللہ تک امتیاز نہ تھا تو قطعا اوس وقت سجدہ تحیت حرام تھا کہ غیر خدا کے لیے وہ فعل جسے عبادت سے کچھ فرق نہ ہو حلال نہیں ہو سکتا اور جب سجدۂ تحیت اوس وقت حرام تھا تو غیر ملت آدم و یوسف علیہما الصلاۃ والسلام میں اگر اوس کی حلت بھی تھی یقینا منسوخ ہو گئی اور اب اس ناسخ کا ناسخ کوئی ہے نہیں تو یقینا سجدۂ تحیت حرام ہے اور تا قیامت حرام رہے گا اچھی تقریر سنائی کہ اپنی ساری بنائی **آپ ہی ڈھائی** (۱۲۴) ص۱۰ "خدا نے فرمایا ہے فلیعبدوا رب ھذا البیت عبادت کریں اس گھر کے پالنے والے کی۔ اس میں رب ھذا البیت کا لفظ ہے اور قاعدۂ عرب کے بموجب رب کا لفظ ذی روح پر آتا ہے اور کعبہ ذی روح نہیں پتھر کا مکان ہے پس ثابت ہوا کہ اس بیت سے مراد قلب آدم ہے" یہ اللہ سبحنہ پر **پانچواں افترا بھی ہے اور قرآن کی تفسیر بالرائے بھی** اور بتصریح کتب عقائد الحاد بھی کہ معنی ظاہر باطل کر کے باطنیہ کی طرح باطنی گڑھے متن عقائد امام اجل نسفی رضی اللہ تعالی عنہ میں ہے النصوص تحمل علی ظواھرھا والعدول عنہا الی معان یدعیہا اھل الباطن الحاد (۱۲۵) عرب پر بھی **افترا** رب المال و رب الدار تو سنے حدیث میں ہے کلا و رب الکعبۃ جانے دے قرآن کریم فرماتا ہے رب المشرقین و رب المغربین ہ اور فرماتا ہے فلا اقسم برب المشارق والمغارب اور فرماتا ہے وانہ ھو رب الشعری اور فرماتا ہے رب السموت والارض اور فرماتا ہے سبحن ربک رب العزۃ کیا افق کا وہ حصہ جس سے تحویل سرطان کا **آفتاب نکلتا ہے** اور وہ جس سے تحویل جدی کا اور وہ حصے جن میں ڈوبتے ہیں اور وہ جن سے ہر روز کا آفتاب نکلتا اور وہ جن میں ڈوبتا ہے اور شعری ستارہ اور آسمان و زمین و عزت یہ سب ذی روح ہیں اوس سے بڑھکر **جھوٹا کون جسے قرآن جھٹلائے** (۱۲۶) یہ **عیاری** دیکھیے کہ ذی روح پر جانے کے لیے ترجمہ کیا "اس گھر کے پالنے والے" اور نہ جانا کہ گھر کیا تھ پالنے کا لفظ چسپاں ہی نہیں جب تک گھر سے مجازاً اوس کے ساکن مراد نہ لیں یہ بھی کلام الہی میں معنوی **تحریف** ہے (۱۲۷) مسلمان دیکھیں ہم نے **حدیث** سے ثابت کر دیا کہ سجدۂ تحیت حرام ہے خود بکر کی مسلم و نہایت معتمد کتب **فقہ** سے ثابت کر دیا کہ سجدۂ تحیت سوئر کھانے سے بھی بدتر حرام ہے۔ اسی کے مستند کی تصریح سے دکھا دیا کہ اوس کے حرام ہونے پر **اجماع قطعی** ہے۔ اسی کے موتھ **قرآن عظیم** سے ثابت کر دیا کہ حرام ہے۔ اس کی مستند لطائف کی تصریح دکھا دی کہ جمہور اولیا اوس کی ممانعت پر ہیں اب بکر کی **ناپاک بدزبانیاں دیکھیے** ص۱ "سجدۂ تعظیمی کا انکار موجب لعنت و پھٹکار ہے" ص۲۳ "سوائے چند جاہل یا ضدی لوگوں کے کوئی شخص اس سجدہ تعظیمی کے خلاف نہ تھا" ص۲۴ "اس میں مخالفانہ کلام کرنا **شقاوت و سنگدلی** ہے" ص۵ "اس سے انکار کرنے والے **شیطان کی طرح راندۂ درگاہ** ہونگے" اب کہیے اس کی یہ لعنت و شقاوت و شیطنت کس کس پر ہوئی قرآن پر حدیث پر فقہ پر اجماع پر ائمہ پر اولیا پر الحمد للہ کہ یہ سب تو اس سے پاک و منزہ ہیں لیکن وہ تمام خباثتیں اپنے قائل ہی پر پلٹیں وذلک جزاء الظلمین ہ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ہ چھٹا فائدہ تھا عبارت لطائف کا کہ بکر پر مکر نہ فقط ائمہ کرام و فقہائے عظام و علمائے اعلام بلکہ جمہور حضرات اولیائے فخام کو بھی یہ شیطان ملعون شقی سنگدل راندۂ درگاہ۔ جاہل ضدی کہتا ہے مگر قرآن عظیم سے نہ سنا الا لعنۃ اللہ علی الظلمین ہ (۱۲۸) ہم نے دکھا دیا کہ بکر نے ائمہ پر افترا کیے کتابوں پر چیٹے جوڑے رسول اللہ پر تہمتیں باندھیں واحد قہار پر بہتان اوٹھائے جل وعلا و صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قرآن عظیم تو ایسوں ہی پر لعنت کرتا ہے ہاں کرشن مت جدا ہے (۱۲۹) نبی ان ناپاکیوں کے ہوتے ہوئے اپنے گریبان میں موتھ نہیں ڈالتا اور قرآن و حدیث و فقہ و اجماع و ائمہ و اولیا پر ایک اور ملعونا تہمت گڑھتا ہے ص۱۹ "جو لوگ سجدۂ تعظیمی کو منع کرتے ہیں وہ حضرت محبوب الہی اور اون کے پیران عظام کو جاہل و فاسق بنانا چاہتے ہیں" لا الہ الا اللہ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا ہ ہر عاقل مسلمان جانتا ہے کہ نوع بشر میں عصمت خاصۂ انبیا ہے نبی کے سوا کوئی کیسے ہی عالی مرتبے والا ایسا نہیں جس سے کوئی نہ کوئی قول ضعیف خلاف دلیل

یا خلاف جمہور نہ صادر ہوا ہو کل ماخوذ من قولہ ومردود علیہ الا صاحب ہذا القبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتباع جمہور کا ہوگا علیکم بالسواد الاعظم اور قول شاذ ماننے والے پر شرعی الزام شدید عائد ہوگا نہ کہ معاذ اللہ صاحب قول پر تصحیح قدوری ودرمختار اور اکابر کی مسلم نہایت معتمد محقق منقح کتاب ردالمحتار میں ہے الحکم والفتیا بالقول المرجوح جہل وخرق للاجماع قول مرجوح پر حکم اور فتوی جہل ہے اور اجماع کا توڑنا۔ اور قطعاً معلوم کہ اجماع امت کا توڑنے والا کم از کم فاسق ائمہ میں کون ایسا ہے حتی کہ صحابہ جس کا کوئی نہ کوئی قول مرجوح نہیں وہ معاذ اللہ نہ جاہل نہ فاسق لیکن جو قول جمہور کے خلاف اون میں کسی کے قول مرجوح پر حکم یا فتوی دے وہ ضرور جاہل وفاسق ہے تو حضرت سیدنا محبوب الٰہی اور اون کے پیران عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم محبوبان خدا ہیں اور جواز سجدۂ تحیت کہ جمہور اولیاء اجماع علما وفقہ وحدیث وقرآن کے خلاف ہے مرجوح ومہجور اور ایسے قول کی سند سے یہ جو اس پر فتوی دے رہا ہے جاہل و فاسق مزور۔ جاہل وفاسق کی کیا گنتی جبکہ وہ جملہ ائمہ وجمہور اولیا کو شقی ملعون شیطان راندۂ درگاہ کہکر خود ایسا ہو چکا سیعلمون غدا من الکذاب الاشر تنبیہ فقیر کا رسالہ ۱۳۲۷ مقال عرفا باعزاز شرع وعلما ملاحظہ ہو اکابر اولیائے عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ارشادات کثیرہ سے ثابت کیا ہے کہ شریعت مطہرہ سب پر حجت ہے اور شریعت مطہرہ پر کوئی چیز حجت نہیں حضرات اولیا جن کی ولایت ثابت ومحقق ہے اون سے جو قول یا فعل یا حال ایسا منقول ہو کہ بظاہر خلاف شرع مطہر ہو **اولاً** اگر وہ سند صحیح وواجب الاعتماد سے ثابت نہیں ناقل پر مردود ہے اور دامن اولیا اوس سے پاک بلکہ اولیا تو اولیا حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہ نے احیا شریف میں تصریح فرمائی کہ کسی مسلمان کی طرف کسی کبیرہ کی نسبت جائز نہیں جب تک ثبوت کامل نہو لاتجوز نسبۃ مسلم الی کبیرۃ من غیر تحقیق نعم یجوز ان یقال قتل ابن ملجم علیا فان ذلک ثبت متواترا فلا یجوز ان یرمی مسلم بفسق وکفر من غیر تحقیق اور یہ تواتر نہیں کہ کوئی نسخہ کسی کی طرف منسوب کسی الماری میں ملا چھاپنے نے اوسے چھاپ کر شائع کردیا اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی مجہول ناشناختہ بازار میں کوئی بات مونھ سے نکالے اور اوس سے ہزار آدمی سنیں اور نقل کریں ناقل ہزار نہیں لاکھ سہی منتہائے سند تو ایک فرد مجہول ہے تو تواتر درکنار صحت ہی نہیں۔ آجکل حضرات اولیائے کرام کے نام سے بہت کتابیں نظم ونثر ایسی ہی شائع ہورہی ہیں ع بس بہر دستے نباید داد دست ؎ یہ چال بعض علما کے ساتھ بھی چلی گئی ہے ایک کتاب عقائد امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے چھپی جس سے وہ ایسے ہی بری ہیں جیسا اوس کا مفتری حیا ودیانت سے۔ شاہ ولی اللہ صاحب کی مشہور کتابوں میں وہابی کش دفتر دیکھکر کسی وہابی نے اون کے نام سے ایک کتاب گڑھی اور چھاپی گئی ہے **ثانیاً** اگر بہ ثبوت معتمد ثابت ہو اور گنجائش تاویل رکھتا ہے تاویل واجب اور مخالفت مندفع۔ اولیا کی شان تو ارفع ہر مسلمان سنی کے کلام میں تا حد امکان تاویل لازم امام علامہ عارف باللہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں قال الامام النووی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی ادب العالم والمتعلم من مقدمۃ شرح المہذب یجب علی الطالب ان یحمل اخوانہ علی المحامل الحسنۃ فی کلام یفہم منہ نقص الی سبعین محملا ثم قال ولا یعجز عن ذلک الا کل قلیل التوفیق **ثالثاً** اگر تاویل ناممکن مگر محتمل ہو کہ وہ کلام اون کے مناصب رفیعہ ولایت وامامت تک پہنچنے سے پہلے کا ہے تو اسی پر حمل کرینگے اور نہ اوس سے استناد جائز نہ اون پر اعتراض۔ امام علامہ عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی میزان الشریعۃ الکبری میں فرماتے ہیں یحتمل من خطأ غیرہ من الائمۃ انما وقع ذلک منہ قبل بلوغہ مقام الکشف کما یقع فیہ کثیر ممن ینقل کلام الائمۃ من غیر ذوق فلا یفرق بین ما قالہ العالم ایام مبداءتہ وتوسطہ ولا بین ما قالہ ایام نہایتہ **رابعاً** یہ بھی نہ ممکن ہو تو جن کی ولایت وامامت ثابت ومتحقق ہے اون کے ایسے فعل کو افعال خضر علیہ الصلاۃ والسلام کے قبیل سے ٹھہرائینگے اور ایسے کلام کو متشابہات سے کہ نہ اون پر طعن کریں نہ اوس سے بحث اور گمراہ ہے وہ کہ متشابہات کا اتباع کرے قال اللہ تعالیٰ واما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ متشابہات جس طرح اللہ ورسول کے کلام میں ہیں یونہیں اون اکابر کے کلاموں میں ہوتے ہیں کما افادہ امام الطریقۃ لسان الحقیقۃ سیدی محی الملۃ والدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ ہے بحمد اللہ تعالیٰ طریق سلامت اور اللہ عزوجل کے ہاتھ ہدایت واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم والحمد للہ رب العلمین۔

فصل چہارم سجدۂ آدم ویوسف علیہما الصلاۃ والسلام کی بحث اور دلائل قاہرہ سے بطلان استدلال مجوزین کا ثبوت

مجوزین کے ہاتھ میں دے کر جو کچھ سند ہے یہی ہے اور اسے یوں رنگتے ہیں کہ قرآن عظیم سے ثابت ہوا کہ یہ شریعت آدم ویوسف کا حکم تھا اور شرائع سابقہ

قطعاً حجت ہیں جبتک اللہ و رسول انکا نسخ نہ فرمائیں اور یہاں انکار نہیں تو قرآن عظیم سے قطعاً جواز ہے اور یہ حکم تاقیامت باقی ہے کہ اول تو یہ خبر ہے اور خبر منسوخ نہیں ہوسکتی اور ہو تو قطعی کا ناسخ قطعی چاہیے وہ یہاں مفقود اور حدیث آحاد نامسموع و مردود۔ یہ ہے وہ جسے بکر نے طویل تقریرات پریشان میں بیان کیا نصف ص۱۱ سے آخر ص۱۲ تک اور ص۹ میں ۵ سطریں ص۲۴ میں ۹ سطریں نیز ص۵۹۴ میں ۱۲ سطریں اسی کی تکمیل ہیں غرض ڈیڑھ ورق سے زائد میں یہی ہے بلکہ اس انضباط سے بھی نہیں جو ہم نے ان دو سطروں میں کردیا مگر یہ حقیقۃً نسج العنکبوت سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا اس میں ایک فقرہ بھی صحیح نہیں جیسا کہ بعونہ تعالٰی ابھی مشاہدہ ہوگا (۱۳۰) اگر دین و عقل و ادب ائمہ نصیب ہوا گر آدمی آئینہ میں اپنا مونھ دیکھے اگر چادر سے زیادہ پاؤں پھیلانے کی شناعت جانے اگر ہلدی کی گرہ پر پنساری نہ بنے تو اتنا ہی دیکھنا بس تھا کہ قرآن کریم کی یہ آیتیں آئمہ دین و جماہیر اولیائے کاملین رضی اللہ تعالٰی عنہم سے مخفی نہ تھیں حجت شرائع سابقہ و نسخ و فرق قطعی و ظنی کے مسائل یقیناً اونکے پیش نظر تھے آخر اونھوں نے سجدۂ تحیت کی تحریم و ممانعت کچھ دیکھ بھال ہی کر رکھی ہوگی یا ایسے پیش پا افتادہ اعتراضوں کی اون میں کسی کو سوجھ نہ ہوئی کیا وہ سب کے سب تم سے بھی علم و فہم و عقل و دین میں گئے گزرے تھے (۱۳۱) جانے دو ردالمحتار و فتاوٰی قاضی خان پر تمہارا ایمان ہے کہ "ص۱۲ نہایت مشہور معتبر کتابیں ہیں قرآن و حدیث کے غور و احقاق کے بعد انکو مرتب کیا ہے" ہم نے انھیں کتابوں سے دکھادیا کہ سجدۂ تحیت کم از کم حرام و گناہ کبیرہ ہے اور سؤر کھانے سے بھی بدتر۔ قرآن مجید میں سجدۂ آدم و یوسف علیہما الصلوٰۃ والسلام کی آیتیں اونھیں نہ سوجھیں تو خاک غور و احقاق کیا۔ یہ بھی جانے دو اسی غور و احقاق والی ردالمحتار سے اوس تمام بے سروپا تقریر کا خاص ردلو۔ ردالمحتار کی جلد پنجم کتاب الحظر والاباحۃ میں قبیل فصل فی البیع ہے اختلفوا فی سجود الملئکۃ قیل کان للہ تعالٰی والتوجہ الی آدم للتشریف کاستقبال الکعبۃ وقیل بل لاٰدم علی وجہ التحیۃ والاکرام ثم نسخ بقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لو امرت احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا تاترخانیہ قال فی تبیین المحارم والصحیح الثانی ولم یکن عبادۃ لہ بل تحیۃ واکراما ولذا امتنع عنہ ابلیس وکان جائزا فیما مضی کما فی قصۃ یوسف قال ابو منصور الماتریدی وفیہ دلیل علی نسخ الکتاب بالسنۃ یعنی سجدۂ ملائکہ میں علما کو اختلاف ہوا بعض نے کہا سجدہ اللہ تعالٰی کیلئے تھا اور آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے اعزاز کیلئے مونھ اونکی طرف تھا جیسے کعبہ کو منہ کرنے میں ہے اور بعض نے کہا بلکہ سجدہ ہی آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تحیت و تکریم کے طور پر تھا پھر اس حدیث سے منسوخ ہوگیا کہ اگر میں کسی کو سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے یہ تاتارخانیہ میں ہے اور تبیین المحارم میں فرمایا صحیح قول دوم ہے اور یہ اونکی عبادت نہ تھا بلکہ تحیت و تکریم و لہذا ابلیس اوس سے باز رہا اور سجدۂ تحیت اگلی شریعتوں میں جائز تھا جیسا کہ قصہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہے امام اجل علم الہدی امام اہلسنت سیدنا ابو منصور ماتریدی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا یہ اسپر دلیل ہے کہ حکم قرآن حدیث سے منسوخ ہوجاتا ہے انتہی للہ الانصاف اس غور و احقاق قرآن والی مشہور معتبر کتاب نے آپکا کوئی فقرہ کسی فقرے کا کوئی تسمہ لگا رکھا وللہ الحمد (۱۳۲) اگر بکر ربقۂ تقلید گردن سے نکالکر خود محقق بنکر یہ استدلال کرے تو استغفر اللہ کیا امکان ہے کہ ایک حرف چل سکے فاقول وباللہ التوفیق **اولاً** سرے سے اسکا آدم یا یوسف یا کسی نبی علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شریعت ہونے ہی کا ثبوت دے اوسے ہرگز نہ دے سکے گا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آفرینش سے پہلے رب عزوجل نے یہ حکم ملائکہ کو دیا تھا فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ سٰجدین ۵ جب میں اوسے ٹھیک بنالوں اور اوس میں اپنی طرف کی روح پھونک دوں اوس وقت تم اوس کیلئے سجدہ میں گرنا۔ تو اوس وقت تک نہ کوئی نبی تشریف لایا تھا نہ کوئی شریعت اوتری۔ ملائکہ و بشر کے احکام جدا ہیں جو حکم فرشتوں کو دیا گیا وہ شریعت من قبلنا نہیں۔ قصۂ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اتنا ثابت کہ شریعت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سجدۂ تحیت کی ممانعت نہ تھی کہ انبیا علیہم الصلاۃ والسلام فعل ممنوع نہیں کرتے ممانعت نہ ہونا دونوں طرح ہوتا ہے یا تو اون کی شریعت میں اسکے جواز کا حکم ہو یہ اباحت شرعیہ ہوگی کہ حکم شرعی ہے یا اون کی شریعت میں اس کا کچھ ذکر نہ آیا ہو تو جو فعل جب تک شرع منع نہ فرمائے مباح ہے یہ اباحت اصلیہ ہوگی کہ حکم شرعی نہیں بلکہ عدم حکم ہے اور جب دونوں صورتیں محتمل تو ہرگز ثابت نہیں کہ شریعت یعقوبیہ میں اس کی نسبت کوئی حکم تھا تو شریعت من قبلنا ہونا کب ثابت۔ بحمدہ تعالٰی شبہ کا اصل مبنی ہی ساقط (۱۳۳) **ثانیاً** قرآن عظیم سے سجدہ مبحوث عنہا کا جواز قطعاً ثابت ہونا بوجوہ باطل **وجہ اول** علما کو اختلاف ہے کہ یہ سجدہ زمین پر سر رکھنا تھا یا صرف جھکنا سر خم کرنا۔ ابو الشیخ کتاب العظمہ میں امام محمد بن عباد بن جعفر مخزومی سے راوی قال کان سجود الملئکۃ لاٰدم ایماء آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملائکہ کا سجدہ اشارہ تھا ابن جریر و ابن المنذر و ابو الشیخ امام عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج سے تفسیر قولہ تعالٰی وخروا لہ سجدا میں راوی قال بلغنا ان ابویہ واخوتہ سجدوا لیوسف ایماء برؤسہم کہیئاۃ الاعاجم وکانت تلک تحیتہم کما یصنع ذلک ناس الیوم ہمیں حدیث پہنچی کہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اونکے ماں باپ بھائیوں کا سجدہ سر سے اشارہ کرنا تھا

جیسے اہل عجم کے یہاں آؔ اون کی تحیت تھی جس طرح اب بھی کچھ لوگ کرتے ہیں کہ سلام میں سر جھکاتے ہیں امام فخر الدین رازی وغیرہ نے محاورات عرب سے اس معنی
سجدہ کا اثبات کیا امام بغوی نے معالم التنزیل اور امام خازن نے لباب میں اسی کو اختیار فرمایا اور قول اول کو ضعیف کہا سجدہ ملئکہ میں فرماتے ہیں لم یکن
فیہ وضع الوجہ علی الارض وانما کان انحناء فلما جاء الاسلام ابطل ذلک بالسلام یعنی وہ زمین پر موںھ رکھنا نہ تھا صرف جھکنا تھا جب اسلام
آیا اسے بھی سلام مقرر کرکے باطل فرمادیا سجدۂ یوسف میں فرماتے ہیں لم یرد بالسجود وضع الجباۃ علی الارض انما ھو الانحناء والتواضع وقیل
وضعوا الجباۃ علی الارض علی طریق التحیۃ والتعظیم وکان جائزا فی الامم السالفۃ فنسخت فی ھذہ الشریعۃ یعنی سجدے سے زمین
پر پیشانی رکھنا مراد نہیں وہ تو صرف جھکنا اور تواضع کرنا تھا اور بعض نے کہا بطور تحیت و تعظیم پیشانی ہی زمین پر رکھی اور یہ اگلی امتوں میں جائز
تھا اس شریعت میں منسوخ ہوگیا۔ بعینہ یوہیں خازن میں ہے دونوں امام جلیل جلال الدین نے تفسیر جلالین میں اسی پر اختصار فرمایا جلال سیوطی
سجدۂ آدم میں فرماتے ہیں واذ قلنا للملئکۃ اسجدوا لادم سجود تحیۃ بالانحناء سورۂ یوسف میں فرماتے ہیں خروا لہ سجدا سجود انحناء
لا وضع جبہۃ وکان تحیتھم فی ذلک الزمان جلال محلی سورۂ کہف میں فرماتے ہیں واذ قلنا للملئکۃ اسجدوا لادم سجود انحناء لا وضع جبہۃ
اور یہ دونوں حضرات اصح الاقوال لیتے ہیں خطبۂ جلالین میں ہے ھذا تکملۃ تفسیر القرآن الکریم الذی الفہ الامام جلال الدین المحلی علی نمطہ من الاعتماد
علی ارجح الاقوال تو ان چاروں اکابر کے نزدیک راجح یہی قول دوم ہے کہ محض جھکنا تھا نہ سجدۂ معروفہ بعض گروہ دیگر کے نزدیک قول اول راجح
ہے وہ اقول نقعوا وخروا بہرحال خود اختلاف نافی قطعیت ہے نہ کہ ترجیح بھی مختلف (۱۳۴) بکر کا ص۵ پر اس سے بچاؤ کے لیے زعم کہ سجدے کی صورت
سوائے موجودہ شکل کے اور کوئی نہیں ہے اور بعض غیر مسلم اقوام میں جو سجدہ کی تعریف ہے وہ اسلامی سجدہ نہیں بلکہ رکوع کے مشابہ ہے" سخت جہالت ہے
کیا امام اجل محمد بن عباد تابعی تلمیذ ام المؤمنین صدیقہ وعبد اللہ بن عباس وعبد اللہ بن عمر و ابو ہریرہ و جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و امام جلیل احد تبع التابعین
ابن جریج تلمیذ امام ہمام جعفر صادق و استاذ الاستاذ امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ اور امام محی السنۃ بغوی و امام فخر الدین رازی و امام خازن و امام جلال الدین
المحلی و امام جلال الدین سیوطی وغیرہم اکابر معاذ اللہ غیر مسلم اقوام سے ہیں یا اصطلاحات کفار سے قرآن عظیم کی تفسیر کرتے ہیں (۱۳۵) سجدۂ تلاوت کہ نماز
میں واجب ہو فوراً بشکل رکوع بھی ادا ہوجاتا ہے یوہیں رکوع نماز میں اوس سجدہ کی نیت کرنے سے جبکہ چار آیت کا فصل دیگر نہ ہوا اور ایک روایت میں
بیرون نماز بھی اس سجدہ میں رکوع کافی ہے تنویر الابصار و در مختار میں ہے (وتؤدی برکوع وسجود) غیر رکوع الصلاۃ وسجودہا (فی الصلاۃ لھا) اے
للتلاوۃ ما تؤدی (برکوع صلاۃ علی الفور رد المحتار میں ہے وروی فی غیر الظاہر ان الرکوع ینوب عنہا خارج الصلاۃ ایضا جہالت سے شرعی احکام کو غیر
اسلامی کردیا (۱۳۶) وجہ دوم اگر یہ سجدۂ مشہورہ تھا تو ائمہ کو اس میں اختلاف ہے کہ سجدہ آدم و یوسف کو تھا یا سجدہ اللہ عزوجل کو اور آدم و یوسف قبلہ۔
ابن عساکر ابو ابراہیم مزنی سے راوی انہ سئل عن سجود الملئکۃ لآدم فقال ان اللہ جعل آدم کالکعبۃ یعنی اون سے سجدۂ ملئکہ کے بارے میں استفسار
ہوا فرمایا اللہ عزوجل نے آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو کعبہ کی طرح کردیا تھا معالم وخازن وغیرہما میں ہے وقیل معنی قولہ اسجدوا لادم ای الی آدم فکان
آدم قبلۃ والسجود للہ تعالیٰ کما جعلت الکعبۃ قبلۃ الصلاۃ والصلاۃ للہ تعالیٰ یعنی بعض نے کہا معنی آیت یہ ہیں کہ آدم کی طرف سجدہ کرو تو آدم قبلہ
تھے اور سجدہ اللہ تعالیٰ کو جیسے کعبہ نماز کا قبلہ ہے اور نماز اللہ کے لیے نیز سورۂ یوسف میں ہے وروی عن ابن عباس معناہ خروا للہ عزوجل سجدا بین یدی یوسف الاول
اصح ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے معنی یہ ہیں کہ اللہ کے لیے یوسف کے سامنے سجدہ میں گرے اور اول زیادہ صحیح ہے امام رازی نے تفسیر کبیر میں اس قول
دوم کی تحسین کی حیث قال الوجہ الثانی انھم جعلوا یوسف کالقبلۃ وسجدوا للہ شکر النعمۃ وجدانہ وھذا التاویل حسن فانہ یقال صلیت
للکعبۃ کما یقال صلیت الی الکعبۃ قال حسان ع الیس اول من صلی لقبلتکم اور ظاہر ہے کہ اس تقدیر پر یہ محل نزاع سے خارج ہے نزاع اس میں
ہے کہ غیر خدا کو سجدۂ تعظیمی کیا جائے ص۲ پر تحریر بکر کا سرنامہ ہے "پیروں اور مزاروں کو تعظیمی سجدہ" ص۵ "عبادت کے سجدے اور تعظیم کے سجدے میں بہت فرق ہیں عبادت
کا سجدہ غیر خدا کو کرنے کی ممانعت فرمائی" ص۶ "عبادت کا سجدہ غیر خدا کو جائز نہیں اور غیر مقرر سمت کے جائز ہیں" ص۷ "تعظیمی سجدے کے خلاف قرآن خاموش ہے،
نہ یہ کہتا ہے کہ غیر خدا کو سجدہ کرو نہ یہ کہ غیر خدا کو سجدہ نہ کرنا" ص۷، ۸ "وہ آیت کہ سجدہ نہ کرو سورج اور چاند کو اس میں غیر انسان کے سجدہ کا ذکر ہے اور گفتگو سجدہ
انسانی میں ہے" ص۸ "صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو جانور اور درخت سجدہ کرتے ہیں ہم زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں فرمایا آدمی کو زیبا نہیں کہ سوائے

خدا کے کسی کو سجدہ کرے" صدا خدا کی مرضی تھی کہ خلافت کی تعظیم وہی ہو جو میری۔ اسواسطے آدم کو سجدہ کرایا" ص۱۵ مسجود خلائق کسی بندہ کے حق میں لکھتے ہیں یا
"کسی خدا کے" ص۱۶ "ہر حاضر ہونے والا آپ کو سجدۂ تعظیمی کرتا تھا" ص۱۷ سیر الاولیا سے "در امم ماضیہ رعیت بادشاہ را وامت مر پیغمبر را سجدہ میکردند" ص۱۸ از ترجمہ
"پہلی امتوں میں رعیت بادشاہ کو امت پیغمبر کو سجدہ کرتی تھی" ص۲۱ لطائف "سجد القوم للنبی والمرید للشیخ والرعیۃ للملک والولد للوالدین والعبد للمولی
ص۲۲ سجد الرجل للسلطان ولغیرہ یرید بہ التحیۃ لا یکفر" ص۲۲ "سجدہ تحیت آدمی کے لیے ہے سجدۂ عبادت خدا کے لیے" "ایضاً سجدۂ تحیت
نبی کے لیے پیر کے لیے بادشاہ کے لیے والدین کے لیے آقا کے لیے" "ایضاً بادشاہ کو سجدہ کیا یا اور کسی کو اور تعظیم کی نیت ہوئی تو کافر نہیں" ص۲۳ "سجدہ تعظیمی تمام
بزرگوں کو کیا جاتا تھا" "ایضاً بزرگوں کو تعظیمی سجدہ" ص۲۴ "مزاروں کو سجدہ" غرض اول تا آخر تحریر بکر شاہد اور خود ہر شخص آگاہ کہ غیر خدا کو سجدہ کرنے
میں کلام ہے نہ کہ غیر کی طرف کعبہ کی طرف ہر مسلمان سجدہ کرتا ہے اور کعبہ کو سجدہ کرے تو کافر (۱۳۷) بکر نے بعلت عادت خود کشی کما ھو فی الخصام غیر مبین ٥
ص۱ پر "سجدہ کی مجازی و حقیقی سمت" کی سرخی دیکر اپنی اگلی پچھلی ساری کارروائی خاک میں ملائی نافع و مضر میں بے تمیزی اس پر لائی کہ وہی قول مان لیا جس
پر سجدہ آدم کو سجدہ نزاعی سے کچھ تعلق نہ رہا اور راوی کو اپنے مزعوم سجدہ کا مطلب قرار دیا تصریح کر دی کہ "درحقیقت آدم کا سجدہ نہ تھا بلکہ وہ خدا کی جانب سجدہ
تھا آدم محض ایک سمت تھے جیسا کعبہ ہمارے سجدوں کی سمت ہے تو کیا پتھروں کا بنا ہوا کعبہ تو سمت سجدہ ہو سکتا ہے اور آدم کا وجود جو خلیفۃ اللہ اور انوار
الٰہی کا زندہ خزانہ ہے سجدہ کی سمت نہیں ہو سکتا بالکل عیاں ہے کہ کعبہ کی طرح آدمی بھی سجدہ تعظیمی کی سمت مجازی ہے" چلیے فراغت شد سارا دفتر گاؤ خورد جس
شخص کو یہ تمیز نہ ہو کہ اوس کے سر میں کیا ہے اور مونھ سے کیا نکلتا ہے یہ ادراک نہ ہو کہ وہ اپنا گھر بناتا یا یکسر ڈھا رہا ہے اوس کا مدارک علیہ میں دخل دینا عجب
تماشا ہے (۱۳۸) وہ جو ص۲۱ پر بحوالہ لطائف مرصاد سے نقل اور ص۲۲ پر اوس کا ترجمہ کیا کہ مشائخ کے سامنے جو سجدہ کیا جاتا ہے یہ سجدہ نہیں بلکہ تعظیم ہے اپنے معبود
کے نور کی جو مشائخ میں جلوہ فگن ہوتا ہے" یہ بھی وہی سارے گھر کا ستیاناس لگا لینا ہے یہ عبارت لطائف کا ساتواں فائدہ ہے مشائخ کو سجدہ کہ مشائخ کے سامنے
سجدہ رہگیا اب کسے روئینگے وہ جنہیں جگہ لام اور را اور کو جو ص۳۲ میں گزرے (۱۳۹) مگر یہ بھی وقتی بول ہے کہ مونھ سے نکل گیا ہرگز یہ بکر کے دل کی نہیں کہ مشائخ کو
سجدۂ تحیت نہ ہو صرف اوس کے سامنے ہو نہ ہرگز یہ اوس کے فاعلوں کی نیت ہوتی ہے بلکہ یقیناً مشائخ و مزارات ہی کو سجدہ کرتے اور اسی کا قصد رکھتے اور
اسی پر لڑتے جھگڑتے ہیں تو بکر پر یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم صادق ع مونھ سے کہتے ہیں وہ جو دل میں نہیں ۔ (۱۴۰) جب یہ ٹھہری کہ سجدہ
مشائخ کو نہیں وہ صرف سمت ہیں اور سجدہ اللہ عزوجل کو تو اب سجدہ عبادت و تحیت کا تعدد باطل ۔ کیا اللہ کو کبھی مسجود معبود سمجھکر ہوگا وہ سجدۂ عبادت ہے اور
کبھی بغیر معبود سمجھے وہ سجدۂ تحیت ہے حاشا اوسے ہر سجدہ معبود ہی جان کر ہوگا تو صرف سجدۂ عبادت رہ گیا سجدۂ تحیت خود ہی باطل ہوا اور ص۵ و ۶ و ۷
وغیرہا کی ساری لفاظیاں باطل و لغو گئیں (۱۴۱) لغو ہی نہیں بلکہ مراد بکر پر پانی پھیر گئیں جب ہر سجدہ سجدہ عبادت ہے اور اوسے اقرار ہے کہ سجدۂ عبادت کے لیے
اللہ تعالیٰ نے صرف کعبہ کو سمت ٹھہرایا ہے تو مشائخ یا مزارات کو اوس کی سمت بنانا اللہ عزوجل سے صریح مخالفت و حرام ہے (۱۴۲) اب شرائع سابقہ اور نسخ
اور قطعی و ظنی کا سب جھگڑا خود ہی چکا دیا اللہ عزوجل قرآن عظیم میں فرما چکا حیثما کنتم فولوا وجوھکم شطرہ تم جہاں کہیں ہو کعبہ ہی کو مونھ کرو تو جس
طرح اس آیت سے بیت المقدس کا قبلہ منسوخ ہو گیا اور جو اوس طرف نماز کا قصد کرے مستحق جہنم ہے یوہیں آدم و یوسف علیہما الصلاۃ والسلام کے یہاں جو
معظمین دین کو سمت بناتا تھا وہ بھی بعینہ اسی آیت سے منسوخ ہو گیا اور مشائخ و مزارات کو سمت بنانے والا حکم الٰہی کا مخالف و مستحق نار ہوا جیسے کوئی بہن سے
نکاح کرے اس سند سے کہ شریعت آدم علیہ الصلاۃ والسلام میں جائز تھا واتقی علی نفسہا تجنی براقش (۱۴۳) اب وہ بیہودہ قیاس کہ "کیا پتھروں کا بنا ہوا
کعبہ الخ" خود ہی مردود ہو گیا نص قطعی کے مقابل قیاس کار ابلیس ہے کہ انا خیر منہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین (۱۴۴) اور وہ قیاس
بھی کتنا اندھا پتھروں کا بنا ہوا بیجان کعبہ تو اعلیٰ سجدے سجدۂ عبادت کی سمت حقیقی ہو اور خلیفۃ اللہ زندہ خزانۂ انوار الٰہی ادنیٰ سجدے سجدۂ تحیت
کی بھی سمت حقیقی نہ بن سکے صرف مجازی ہو یہ قیاس صحیح ہوتا تو عکس ہوتا (۱۴۵) جب سجدہ مشائخ کی طرف ہے تو سمت حقیقۃً متحقق موجود مشاہد
کو مجازی ماننا کن آنکھوں کا کام ہے (۱۴۶) جو آنکھیں مشاہدات کو مجازی مانیں اون سے اس کی کیا شکایت کہ کعبہ ان پتھروں سے بنے ہوئے
مکان کا نام نہیں ورنہ پہاڑوں پر اور کوئیں میں نماز باطل ہو ہاں کرشن مت میں کعبہ کی حقیقت اتنی ہی ہوگی کہ پتھر کا گھر جیسے مندر کی مورتین (۱۴۷)
اس بیہودہ قرار داد و بیمعنی قیاس نے کلام حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رد کر دیا عبارت سیر الاولیا کہ بکر نے ص۱۹ پر جس کا حوالہ دیا قصۂ

سیلاح کے بعد اوس کی ابتدا یوں ہے بعدہ فرمود معہذا دریش من روئے بر زمین می آورند من کارہ ام جب یہ سجدہ اللہ ہی کو ہے خدا کے سجدے کو برا سمجھنا کیا معنی اپنے سمت بننے کو برا جاننا کس لیے کیا "پتھروں کا کعبہ سمت سجدہ ہو سکتا ہے اور خلیفۃ اللہ اور انوار الٰہی کا زندہ خزانہ نہیں ہو سکتا" اگر وہ اپنے آپکو خزانہ انوار الٰہی نجانتے تھے تو منع کیوں نہیں فرماتے تھے۔ یہ کیا حجت ہوئی کہ ص۱۹ "اپنے شیخ کے ہاں ایسا دیکھا ہے" شیخ تو خزانہ انوار الٰہی تھے یہاں منع کرنے کو معاذ اللہ وہاں کی تجہیل وتفسیق سے کیا علاقہ (۱۴۸) صدر کلام سے حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سجدہ تحیت سے کارہ ہونا اوڑا دیا یہ **خیانت** کی فہرست میں اضافہ ہے (**۱۴۹**) یہی رد عبارت لطائف کا کر لیا خود ص۲۱ حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عالم کے سوال اور حضرت کے ارشاد کا ترجمہ کیا ایک "مولوی صاحب نے مخدوم سے سوال کیا یہ سجدہ نامشروع ہے مخدوم نے فرمایا میں نے بارہا منع کیا اور اس حرکت سے روکا ہے یہ باز نہیں آتے" اللہ کو سجدے سے روکنا اور بارہا منع کرنا اور بکر صاحب کا ترجمہ میں اوسے حرکت کہنا کیا معنی (**۱۵۰**) عالم نے کہا یہ سجدہ نامشروع ہے حضرت مخدوم نے اس پر انکار نہ فرمایا بلکہ اوس کی تائید فرمائی کہ میں نے تو بارہا منع کیا ہے معلوم ہوا کہ حضرت مخدوم بھی اس سجدہ کو نامشروع جانتے تھے ورنہ حق سے سکوت در کنار باطل کی تائید نہ فرماتے۔ یہ عبارت لطائف کا **اٹھواں فائدہ** ہوا وجہ دوم میں یہ ۱۴ نمبر اوس وجہ پر زائد تھا اگر اصل بحث کے کمال مؤید کہ بکر کے ہاتھوں یخربون بیوتھم بایدیھم آشکارا ہوا اپنے ہاتھوں اپنا گھر ویران کرتے ہیں۔ رہا وبایدی المومنین اور مسلمانوں کے ہاتھوں یہ اوپر کے گذشتہ وآئندہ کے کثیر نمبروں سے آشکار فاعتبروا یااولی الابصار (**۱۵۱**) **وجہ سوم** آیت سورۂ یوسف علیہ الصلاۃ والسلام میں ایک وجہ نفیس اور ہے جس سے سمت بنانا بھی برقرار نہیں رہتا امام عطا بن ابی رباح استاذ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت فرماتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا معنی آیت یہ ہے کہ یوسف کے پلنے پر اللہ کے لیے سجدۂ شکر کیا امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں میرے نزدیک آیت کے یہی معنی متعین ہیں یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام کا یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کو سجدہ کرنا از بس بعید ہے اور یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کا اوسے روا رکھنا اون کے دین وعقل سے مستبعد کہ باپ اور بوڑھے اور نبی اللہ اور علم ودین ودرجات نبوت میں ان سے زیادہ اور وہ الٹا انھیں سجدہ کریں کبیر کی عبارت یہ ہے الاول وھو قول ابن عباس فی روایۃ عطاان المراد بھذہ الاٰیۃ انھم خروا لہ ای لاجل وجدانہ سجدا للہ تعالیٰ وحاصل الکلام ان ذلک السجود کان سجود الشکر فالمسجود لہ ھو اللہ تعالیٰ الا ان ذلک السجود انما کان لاجلہ وعندی ان ھذا التاویل متعین لانہ یستبعد من عقل یوسف ودینہ ان یرضی بان یسجد لہ ابوہ مع سابقتہ فی حقوق الابوۃ والشیخوخۃ والعلم والدین وکمال النبوۃ پھر فرمایا الوجہ الخامس ان التحیۃ فی ذلک الوقت ھو السجود وھذا فی غایۃ البعد لان المبالغۃ فی التعظیم کانت الیق بیوسف منھا بیعقوب علیہما الصلاۃ والسلام فلو کان الامر کما قلتم لکان من الواجب ان یسجد یوسف لیعقوب علیہما الصلاۃ والسلام (**۱۵۲**) **وجہ چہارم** سب جانے دو وہ انھیں کو سجدہ سہی اور وہ اون کی شریعتوں کا حکم ہی سہی تو شرائع سابقہ کا ہم پر حجت ہونا ہی قطعی نہیں ائمۂ اہلسنت کا مختلف فیہ ظنی مسئلہ ہے بعض کے نزدیک وہ اصلا حجت نہیں نہ اون پر عمل جائز جب تک ہماری شرع سے کوئی دلیل قائم نہ ہو اور یہی مذہب اکثر متکلمین اور ایک گروہ حنفیہ وشافعیہ کا ہے اور اسی پر امام اہلسنت قاضی ابوبکر باقلانی اور امام فخر الدین رازی وسیف آمدی ہیں بعض کے نزدیک حجت ہیں جب تک نسخ پر دلیل قائم نہ ہو اکثر حنفیہ اسی پر ہیں اصول امام فخر الاسلام میں ہے۔ قال بعض العلماء یلزمنا شرائع من قبلنا حتی یقوم الدلیل علی النسخ وقال بعضھم لا یلزمنا حتی یقوم الدلیل۔ شرح امام عبدالعزیز بخاری میں ہے ذھب اکثر المتکلمین وطائفۃ من اصحابنا واصحاب الشافعی الی انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یکن متعبدا بشرائع من قبلنا وان شریعۃ کل نبی تنتھی بوفاتہ علی ما ذکرہ صاحب المیزان او بعث نبی آخر علی ما ذکر شمس الائمۃ وتتجدد للثانی شریعۃ اخری فعلی ھذا لایجوز العمل بھا الا بما قام الدلیل علی بقائہ وقال بعضھم یلزمنا فیما لم یثبت انتساخہ مسلم الثبوت میں ہے وعن الاکثرین المنع وعلیہ القاضی والرازی والآمدی (**۱۵۳**) **وجہ پنجم** وہ کوئی حکم عام نہیں دو واقعۂ حال ہیں اور باتفاق عقل ونقل واقعۂ حال کے عموم نہیں ہوتا اب جو اوس سے ایک عام استنباط کرنا چاہیں تو وہ نہ ہوگا مگر یوں کہ علت جامعہ نکال کر مسکوت عنہ کو منصوص پر قیاس کریں تو نص نہ رہا کہ قطعی ہو بلکہ قیاس کہ ظنی ہے (**۱۵۴**) **ثالثاً** حجت ماننے والے بھی اوس حالت میں حجت مانتے ہیں کہ ہماری شرع نے اوس پر انکار نہ فرمایا ہو اور

یہاں انکار ثابت ہے کہ فرمایا لاتفعلوا۔ نہ کرو لاینبغی لمخلوق ان یسجد الا للہ تعالیٰ کسی مخلوق کو غیر خدا کا سجدہ لائق نہیں بالفرض اگر یہاں ظنیت ہو تو وہاں تو ظنیت در ظنیت کتنی ظنیتیں ہیں ظنی کے انکار کو ظنی بس ہے اور انکار خاص اوس بیان کے ساتھ ہونا کچھ ضرور نہیں ورنہ بکثرت استحالے لازم آئینگے وخلق منھا زوجہا سے اصل وفرع مثلاً باپ بیٹی کا نکاح جائز ہو جائیگا وبث منھما رجالا کثیرا ونساء سے بہن بھائی کا فساھم فکان من المدحضین ہ سے محض بر بنائے قرعہ کسی مسلمان کو سمندر میں پھینکنا فبرأہ اللہ مما قالوا سے برملا برہنہ نکلنا فکشفت عن ساقیھا سے حرہ اجنبیہ کی ساقین دیکھنا مجمع کو دکھانا یعملون لہ مایشاء من محاریب وتماثیل سے زید وعمرو کے بت بنانا فطفق مسحا بالسوق والاعناق سے اپنے نسیان کے بدلے گھوڑوں کا قتل الی غیر ذلک (۱۵۵) بکر نے حسب عادت یہاں بھی تین کتابوں پر افترا کیے ہدایہ میں امام محمد کا ایک فرق اصطلاح بیان کیا کہ المروی عن محمد نصا ان کل مکروہ حرام الا انہ لما لم یجد فیہ نصا قاطعا لم یطلق علیہ لفظ الحرام یعنی امام محمد کی تصریح ہے کہ ہر مکروہ حرام ہے مگر جہاں وہ نص قطعی نہیں پاتے وہاں لفظ حرام نہیں کہتے اس کا ترجمہ یہ بیان کیا صلا "جس میں کوئی نص قطعی نہ پائی جائے اوس پر حرام کا اطلاق نہیں ہو سکتا" وہ صاف صاف تو فرما رہے ہیں کہ ہر مکروہ حرام ہے اور پھر حرام کا اطلاق نہیں ہو سکتا یہ ہدایہ پر افترا ہے (۱۵۶) ابتدائے عبارت سے وہ الفاظ کہ امام محمد کی تصریح ہے کہ ہر مکروہ حرام ہے صاف کتر لیے کہ چال نہ کھلے یہ خیانت ہے (۱۵۷) صلا رد المحتار کی عبارت نقل کی شرع من قبلنا حجۃ لنا اذا اقصہ اللہ ورسولہ من غیر انکار ولم یظھر نسخہ ففائدۃ نزول الآیۃ تقریر الحکم الثابت اور صلا پر اوس کا ترجمہ کیا نفیس ہوتا ہے "تو نزول آیت کا فائدہ حکم ثبوت کو پہنچے گا" زہے بےعلمی (۱۵۸) صلا پر قاضی خان کی عبارت الاصل فی الاشیاء الاباحۃ کا یہ ترجمہ کیا "تمام اشیاء میں اصلیت مباح ہونا ہے" زہے منتی گری (۱۵۹) تا (۱۶۱) خیر یہ تو معمولی کمالات بکری ہیں کہنا یہ ہے کہ ہدایہ ورد المحتار وقاضی خان کی عبارتیں تو یہ نقل کیں اور صلا پر نتیجہ یہ دیا "یہ کتابیں صاف صاف کہتی ہیں کہ سابقہ شریعت کی بات کے خلاف کوئی نص قطعی موجود نہ ہو تو اس کے مباح ہونے میں کسی دلیل کی حاجت نہیں" ہدایہ وقاضی خان کی عبارتوں میں تو شریعت سابقہ کا نام تک نہ تھا رد المحتار میں ذکر تھا نص قطعی کا لفظ تک نہ تھا یہ تینوں کتابوں پر تین افترا ہوئے (۱۶۲) رابعاً اگر قطعیت ہی درکار ہو تو نمبر ۱۶ میں تفسیر عزیزی سے گزرا کہ سجدۂ تحیت حرام ہونے میں متواتر حدیثیں ہیں (۱۶۳) اگر روایۃً متواتر نہ بھی ہو قبولاً متواتر ہے کہ تمام ائمہ اوسے مانے ہوئے ہیں تو اوس سے قطعی کا نسخ روا ہے جیسے حدیث لاوصیۃ لوارث جس سے وصیت والدین واقربین کہ منصوص قرآن تھی منسوخ کہی گئی امام اجل بخاری کشف الاسرار میں فرماتے ہیں ہذا الحدیث فی قوۃ المتواتر اذ المتواتر نوعان متواتر من حیث الروایۃ ومتواتر من حیث ظھور العمل بہ من غیر نکیر فان ظھورہ یغنی الناس عن روایتہ وھو بہذہ المثابۃ فان العمل ظھر بہ مع القبول من ائمۃ الفتوی بلا تنازع فیجوز النسخ بہ (۱۶۴) نہ سہی تو خود بکر کے مستند فتاوی عزیزیہ سے نمبر ۱۵ میں گزرا کہ سجدۂ تحیت حرام ہونے پر اجماع قطعی ہے اجماع اگرچہ ناسخ ومنسوخ نہ ہو دلیل نسخ یقیناً ہے کہ لاتجتمع امتی علی الضلالۃ کشف میں ہے الاجماع لاینعقد البتۃ بخلاف الکتاب والسنۃ فلا یتصور ان یکون ناسخا لھما ولو وجد الاجماع بخلافھما لکان ذلک بناء علی نص آخر ثبت عندھم انہ ناسخ للکتاب والسنۃ مسلم وفواتح میں ہے الاجماع دلیل علی الناسخ کعمل الصحابی خلاف النص المفسر (۱۶۵) خبر منسوخ نہ ہونے کا مسئلہ یہاں پیش کرنا سخت جہالت ہے خبر یہ تھی کہ ملائکہ ویعقوب علیہم الصلاۃ والسلام نے سجدہ کیا اسے کون منسوخ مانتا ہے کیا واقع غیر واقع ہو سکتا ہے اس خبر سے یہ حکم مستنبط کرتے ہو کہ سجدۂ تحیت غیر خدا کو جائز ہے یہ حکم اگر تھا تو منسوخ ہوا مسلم وفواتح میں ہے ھھنا امران الاخبار بتعلق الامر بالمخاطبین والامر المتعلق بھم الموجب ولم ینتسخ الجزء لان وقوع الامر واقع لم یرتفع وانما نسخ الامر المخبر عنہ وھو لیس خبرا فما ھو خبر لم ینتسخ وما انتسخ لیس بخبر (۱۶۶) بکر نے اپنے افتراءات علی اللہ تعالیٰ میں زعم کیا تھا صلا "کہ خدا نے قرآن میں فرمایا تھا اینما تولوا فثم وجہ اللہ تم جدھر متوجہ ہو خدا اسی طرف ہے یعنی جس طرف سجدہ کرو خدا ہی کو ہوگا بعد میں سمت کعبہ مقرر ہو گئی" یہ آیت بھی جملہ خبریہ تھی کس طرح منسوخ ہو گئی (۱۶۷ تا ۱۷۲) اب باپ بیٹی بہن بھائی کے نکاح اور دیگر امور مذکورہ نمبر ۱۵۴ کی حرمت کی کوئی راہ نہ رہی کہ وہ تمام آیات اخبار ہی تھیں اور "اخبار منسوخ نہیں ہوتے" (۱۷۳) بلکہ یہ سب زائد از حاجت ہے ہم ثابت کر چکے کہ اس سجدۂ تحیت کا جواز نص کا حکم نہیں۔ ہوگا تو قیاس سے۔ قیاس مجتہدین پر ختم ہو گیا (۱۷۴) قیاس بھی سہی تو سجدہ غایت تعظیم ہے خود بکر نے صہ پر کہا "تعظیم کا اظہار اس سے زیادہ انسان اور کسی صورت سے نہیں کر سکتا" صلا "آخری تعظیم ہے جو حقیقت میں عبادت کی آخری شان ہے" اور غایت تعظیم

کے لیے نہایت عظمت درکار۔ کم درجہ معظم کے لیے انتہا درجہ کی تعظیم ظلم صریح ہے اور اعلیٰ معظمین کے حق میں دست اندازی ع گر فرق مراتب نکنی زندیقی۔ مخلوق میں نہایت عظمت انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کے لیے ہے آدم و یوسف علیہما الصلاۃ والسلام دونوں نبی تھے تو غیر انبیا مشایخ و مزارات کو ان پر قیاس کرکے ان کے لیے سجدہ تعظیمی بنانا ظلم شدید ہے اور انبیا کا حق تلف کرنا (۱۷۵) یہ سب اوسے شریعت سابقہ مان کر ہے ہم بیان کرچکے کہ سرے سے اسی کا ثبوت نہیں اب نہ حکم ثابت نہ نسخ کی حاجت۔ سجدۂ آدم کا حکم بشر کو نہ تھا ملئکہ کے لئے اب بھی ہو تو ہمیں کیا۔ سجدۂ یوسف بر بنائے اباحت اصلیہ ہونا ممکن اور اباحت اصلیہ کا رفع نسخ نہیں مسلم الثبوت میں ہے رفع الاباحۃ الاصلیۃ لیس بنسخ اسی طرح کشف الاسرار وغیرہ میں ہے تو ارشاد حدیث لا تفعلوا واجب القبول اور سجدہ تحیت کا حرام ہونا ہی حکم خدا اور رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم

مسئلہ: ازبسی کوٹلہ ڈاکخانہ خاص ضلع بجنور محلہ ستھا شہید مرسلہ محمد عبداللہ خاں ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ

ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ: اس مسئلہ میں کہ دیکھنا تماشا تھیٹر و ناٹک وغیرہ کا کہ جن میں امارد گاتے ہیں اور عورتوں کا لباس پہنکر سوال وجواب عاشقانہ کرتے ہیں اور اس میں تماشا دیکھنے والیں عورتیں بھی ہوتی ہیں اونہیں کے سامنے الفاظ عاشقانہ مستعمل ہوتے ہیں اور اجرت لیتے وقت باجا بجایا جاتا ہے اور ہارمونیم جو ایک باجے کی قسم سے ہے ہاتھوں سے بجایا جاتا ہے وہ بھی بجتا ہے اور طبلہ بھی بجتا ہے آیا اس تماشے کا دیکھنا جائز ہے یا ناجائز اور اگر ناجائز ہے تو اس تماشے کا دیکھنے والا کس درجہ کا گناہ گار ہے اور اس تماشے کا دیکھنے والا مرید بھی کرتا ہے اس سے مرید ہونا جائز ہے یا ناجائز۔

الجواب: حرام حرام حرام بوجوہ حرام کما لا یخفی علی العوام من اہل الاسلام فضلا عن العلماء بل یعرف حرمتہ فی الاسلام من لہ مخالطۃ بالمسلمین من الکفرۃ البعداء اس تماشے کا دیکھنے والا فاسق معلن ہے اور اوسے پیر بنانا حرام۔ تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق للامام الزیلعی وغیرہ کتب معتبرہ میں ہے فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیہم اہانتہ شرعاً واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حقہ جائز ہے یا نہیں مولوی پاک تبلاتا ہے تصویر کا رکھنا بنانا جائز ہے یا نہیں اور جائز کرنے والے پر کیا حکم ہے گانا سننا جائز ہے یا نہیں مزامیر باجے کے ساتھ یا شادی یا سنت وغیرہ میں جائز ہے یا نہیں یعنی بچہ کی سنت وغیرہ میں ایک مولوی پیش امام نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھڑے کھڑے پیشاب کیا تھا اور جائز ہے تعزیہ داری جائز ہے یا نہیں اور ایک مولوی نے ان سب کو جائز کردیا ہے۔

الجواب: جاندار کی تصویر بنانا مطلقاً حرام ہے جو اوسے جائز کہے شریعت پر افترا کرتا ہے گمراہ ہے مستحق تعزیر و سزائے نار ہے اور رکھنا تین صورتوں میں جائز ہے ایک یہ کہ چہرہ کاٹ دیا یا بگاڑ دیا ہو دوسرے یہ کہ اتنی چھوٹی ہو کہ زمین پر رکھکر کھڑے ہوکر دیکھیں تو اعضا کی تفصیل نظر نہ آئے تیسرے یہ کہ خواری وذلت کی جگہ پڑی ہو جیسے فرش پا انداز میں ورنہ رکھنا بھی حرام۔ ہاں غیر جاندار مثل درخت ومکان کی تصویر کھینچنا رکھنا سب جائز ہے حقہ جائز ہے مگر دم لگانا جس سے حواس میں فرق آتا ہے حرام ہے حقہ کا پانی شریعت کے نزدیک پاک ہے اوسے ناپاک کہنے والا شرع پر افترا کرتا ہے مزامیر حرام ہیں۔ بغیر باجے کے سادہ گانا سنت وغیرہ کی شادی میں جائز ہے جبکہ نہ اندیشہ فتنہ ہو نہ خفیف الحرکاتی۔ کھڑے ہوکر پیشاب کرنا بدتہذیبی وبے ادبی وسنت نصرانی ومکروہ وممنوع ہے حضور اقدس نے ایک بار درد کے عذر سے ایسا کیا وہ بھی بڑے اہتمام کے ساتھ اور صریح حدیث میں اسے منع فرمایا۔ تعزیہ داری ناجائز ہے وھو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: از بریلی عقب کوتوالی مسئولہ شاہ محمد خاں ۲۴ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سفر کے جانیکے کس قدر دن ہیں اور اگر کسی وجہ سے اوس روز نہ جانا ہوسکے تو اپنا اسباب اور خود بیرون شہر کردینے سے سفر کا جانا مانا جائیگا یا نہیں اسباب باہر چھوڑا اور خود شہر میں چلا آیا تو یہ سفر کی صورت ٹھیک ہے یا نہیں ورنہ جیسا حکم ہو اوس کا کاربند ہوجاؤں۔

الجواب: ہر سفر کو جانے دوشنبہ پنجشنبہ شنبہ بہتر ہیں نہ ایسے کہ ان کی رعایت واجب ہو بلکہ حرج نہ ہو تو اولیٰ ہے اور حرج ہو تو جس دن بھی ہو اللہ پر توکل کرے اور اسباب باہر چھوڑ کر خود شہر میں آجانا کسی طرح سفر کی حد میں نہیں آسکتا نہ ایسے ٹوٹکوں کی حاجت واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از شہر جالندھر چوک حضرت امام ناصر الدین صاحب مرسلہ محمد امین صاحب ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بازاری عورت کے ہاتھ قیمتاً چیزیں فروخت کرنا جائز ہے یا ناجائز۔

الجواب:- اوس کے ہاتھ کچھ بیچکر اوس کے زر حرام سے قیمت لینا حرام اوس کے یہاں کوئی اجرت کا کام کرکے اوس کے زر حرام سے اجرت لینا حرام لان الذی عندھن کالمغصوب کما فی الھندیۃ وغیرھا ہاں اگر اس کے سوا کوئی اور ذریعہ حلال بھی اوس کے پاس ہو اور لینے والے کو معلوم نہو کہ یہ قیمت یا اجرت کون سے مال سے ہے تو لینا جائز ہے جبکہ وہ چیز کہ بیچی بعینہٖ اوس سے اقامت معصیت نہو۔ جیسے مزامیر ورنہ بیچنا خود ہی جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- از سیملیہ علاقہ سیلانہ اسٹیشن نالی ضلع رتلام مالوہ ریلوے مرسلہ نور محمد ولد صدیق کھتری ۳۰ رمضان ۱۳۳۷ھ

مسلمانوں میں ایک قوم کھتری ہے جو رنگائی وغیرہ کا پیشہ کرتی ہیں اون کی قوم میں بائیس گوٹ ہیں یعنی (فرقہ) اور ان میں باہم اتفاق تھا لین دین کھانا پینا وغیرہ ہوتا تھا اب عرصہ پانچ چھ برس سے آپس میں تکرار فساد ہوکر باہم تنازع پیدا ہوا اور علیحدہ ہوگئے ایک فریق سترہ گوٹ والا اور دوسرا پانچ گوٹ والا اور اسی نام سے یہ مشہور ہیں ایک فریق سترا والے اور فریق ثانی دھڑے والے بنائے فساد یہ ہے کہ جب ان میں اتفاق تھا اوس وقت میں شادی غمی کا کھانا وہ اس طریق سے پکتا تھا جس کے گھر خوشی ہوتی تو جملہ پنچ اوس کے مکان پر جمع ہوتے ہیں اور دیگچی میں پانی بھر کر پنچوں کے بیچ میں رکھتے ہیں اور ایک برتن میں علیحدہ گڑ رکھتے ہیں پھر ایک آدمی ادھر سے اوٹھکر پنچوں سے اجازت کھانا پکانے کے واسطے گڑ گلانے کی طلب کرتا اور کچھ زبان میں کہتا دہنچا موکل یعنی پنچ اجازت گڑ گلانے کی دو تو اوس وقت پنچ جواب دیتے ہیں دلیسم اللہ یعنی اجازت دی گئی۔ اوس وقت پانچ گوٹ والے جن کا نام دھڑے والے ہے پانچ آدمی اوٹھکر ایک ایک ڈلی گڑ کی لیکر بسم اللہ کہکر اوس دیگچی میں ڈالدیتے ہیں۔ تب کام شروع ہوکر اختتام کو پہنچ جایا کرتا تھا۔ یہ رسم قدامت سے باپ دادا کی قائم تھی۔ سترا والوں کو حسد پیدا ہوا کہ دھڑے والے گڑ گلائیں جب کھانا پکے اور یہ اپنا حق جانتے ہیں کہ گڑ گلانا ہمارا کام ہے تو ہم کو ایسا کھانا منظور نہیں ہے ہم دھڑی والوں سے علیحدہ ہی اچھے ہیں اس سبب سے آپس میں دو فریق ایک سترا والے اور دوسرے دھڑے والے ہوگئے۔ دھڑے والوں نے تو اپنی رسم قدیم قائم رکھی کہ ہم بسم اللہ کے ساتھ اس کام کو کرتے ہیں کوئی شرک کفر نہیں کرتے اور سترا والوں نے رسم قدیم چھوڑ کر نیا طریقہ یہ اختیار کیا کہ جس کے یہاں کھانا وغیرہ پکے تو مالک کھڑا ہوکر اجازت کھانا پکانے کی مانگ لیتا ہے اور وہ کھانا پکا کر کھا لیتے ہیں۔ سترا والے کے کھانے کو دھڑے والے نہیں کھاتے اور دھڑے والوں کا سترا والے۔ اور یہی باعث نفاق ہے سترا والے کہتے ہیں کہ ہم رسمی کھانا نہیں کھاتے شریعت سے منع ہے اوس رسم کو چھوڑ کر اتنا ضرور ہوتا ہے کہ جس کے یہاں کام ہوتا ہے وہ پنچوں سے اجازت ضرور لیتا ہے۔ اگر اور طریقہ سے کھانا پکایا جائے گا تو سترا والے بھی نہیں کھائینگے ان دونوں فریق میں سے ایک شخص تنہا اپنے مکان سے نکلا۔ اوس کا یہ کہنا ہے کہ میں دونوں فریق کی رسم سے علیحدہ ہوں میں تو سنت رسول اللہ کے موافق سب کو دلواکر کھانا پکواکر جو صاحب کھائیں میں کھلاؤں اور اسی طریق میں بھی کھاؤں۔ اور بموجب شریعت عورت کو پردے میں رکھتا ہوں اور بیوپار بھی اس طور پر کرتا ہوں۔ کہ سود نہ لوں نہ دوں بموجب شریعت کے کرتا ہوں سترا والوں اور دھڑے والوں کی عورت باہر پھرتی ہیں پردہ نہیں ہے۔ میرے اس سنت رسول اللہ پر چلنے فریقین بیزار ہیں اس واسطے دریافت کیا جاتا ہے کہ جوابات علیحدہ علیحدہ مرحمت فرمایا جائے کہ سترا والوں کے لیے از روے شرع شریف کیا حکم ہے اور دھڑے والوں کے واسطے کیا حکم ہے اور اس بیچارے تنہا کا جو شریعت پر چل رہا ہے کیا حکم ہوتا ہے۔

الجواب:- حدیث میں ہے جو ایک درم سود کا دانستہ کھائے گویا اوس نے چھتیس بار اپنی ماں سے زنا کیا ایک درم تقریباً یہاں کے اٹھارہ پیسے کا ہوتا ہے تو فی دھیلا ایک بار ماں سے زنا ہوا۔ یہ ہیں نری سخت مجبوری و ناچاری شرعی کے سوا سود دینا بھی ویسا ہی حرام ہے حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سود کھانے والے اور سود دینے والے اور سود کا کاغذ لکھنے والے اور اوس پر گواہیاں کرنے والوں سب پر لعنت فرمائی اور فرمایا وہ سب برابر ہیں ۲۔ عورتوں کا راستوں میں یوں بے پردہ پھرنا کہ سر کا کوئی بال یا گلے کا کچھ حصہ یا کلائی یا پنڈلی کا کھلا ہو یا کپڑے باریک ہوں کہ بال وغیرہ اعضاء ستر ان میں سے کچھ چمکے (سینے یا پیٹ یا پیٹھ میں سے کچھ کھلا ہونا یا چمکنا تو اور بھی سخت ہے) یہ صورتیں حرام ہیں اور اون عورتوں کے شوہر اگر اس پر راضی یا ساکت ہیں یا بقدر قدرت بند وبست نہیں کرتے تو سب دیوث ہیں اور حدیث میں ہے دیوث پر جنت حرام ہے۔ یہ تینوں باتیں یا ان میں سے کوئی جس میں پائی جائے فاسق فاجر مستحق عذاب النار ہے۔ دھڑی والا ہو یا سترہ والا یا کوئی اور اگر ان باتوں کی ممانعت کے باعث اوس شخص تنہا سے بیزار ہیں تو اور اشد سے اشد گناہگار و سزاوار غضب جبار ہیں ان تین باتوں کا تو یہ جواب ہے رہا کھانے کا جھگڑا اوس میں سترہ والوں پر چار الزام ہیں۔ (۱) ایک یہ کہ دھڑی والوں کا ایک قومی امتیاز جو قدیم سے چلا آتا تھا اوس پر حسد کیا اور حسد کار شیطان ہے۔ دوسرے یہ کہ اوس کے سبب جماعت میں تفریق کردی

بندھی گرہ کے دو گروہ مختلف کردئے کہ یہ اون کے یہاں نہ کھائیں وہ ان کے یہاں نہ کھائیں تیسرے یہ کہ وہ کھانا جسے قدیم سے ان کے باپ دادا اور یہ خود کھاتے آئے اوسے اب نفسانیت کے سبب شریعت سے حرام بتایا یہ سخت جرم ہے وہ کھانا نہ اوس رسم کے باعث شرعاً جب حرام تھا نہ اب ہے چوتھے یہ کہ خود ایک رسم نکالی اور اوس طرح کھانا نہ پکے تو نہ کھائیں گے۔ تو ان کے مونھ خود ان کا کھانا شریعت سے حرام ہوا رسم کی پابندی اگرچہ عوام حد سے زیادہ کرتے ہیں مگر اوس کو شرعاً واجب نہیں جانتے رسم ہی سمجھتے ہیں تو جس رسم میں خود کوئی شرعی برائی نہو اوس میں قوم کی موافقت ہی کا حکم ہے اور اوس میں اختلاف ڈالکر نکو بننا شرعاً معیوب ہے یہ ایک الزام اس تنہا شخص پر بھی خاص اس بارے میں ہے۔ حدیث میں ہے خالقوا الناس باخلاقھم دھڑی والوں پر اس بارے میں کوئی الزام نہیں ہاں اگر کوئی شخص اوس گڑ کی رسم کو ضروری و حکم شرعی جانے تو وہ ضرور جھوٹا اور سخت اشد الزام کا مورد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از شہر بریلی مسئولہ شوکت علی صاحب ۸ رشوال ۳۷ھ

کیا قول ہے علمائے حقانی کا مسئلہ ذیل میں کہ ناجائز روپیہ یعنی سود و شراب و رشوت وغیرہ اگر نیک کام مسجد مدرسہ چاہ تیاز فاتحہ عرس وغیرہ میں لگایا جائے تو جائز ہے یا نہیں اور جو شخص اوس مسجد میں نماز مدرسہ میں علم اور چاہ کا پانی اور فاتحہ عرس کا کھانا کھاوے تو جائز ہے یا نہیں اور اگر اوسی روپیہ کو خیرات کیا جائے اور امید ثواب رکھی جاوے تو کیا حکم ہے ایسے روپیہ کو کسی شرعی حیلہ سے جائز کرسکتے ہیں یا نہیں اور وہ حیلہ کیا ہے۔

الجواب:۔ حرام روپیہ کسی کام میں لگانا اصلاً جائز نہیں نیک کام ہو یا اور۔ سوا اس کے کہ جس سے لیا اوسے واپس دے یا فقیروں پر تصدق کرے بغیر اس کے کوئی حیلہ اوس کے پاک کرنے کا نہیں اوسے خیرات کرکے جیسا پاک مال پر ثواب ملتا ہے اوس کی امید رکھے تو سخت حرام ہے بلکہ فقہانے کفر لکھا ہے ہاں وہ جو شرع نے حکم دیا کہ حقدار نہ ملے تو فقیر پر تصدق کردے اس حکم کو مانا تو اس پر ثواب کی امید کرسکتا ہے مسجد مدرسہ وغیرہ میں بعینہ روپیہ نہیں لگایا جاتا بلکہ اوس سے اشیا خریدتے ہیں خریداری میں اگر یہ نہوا ہو کہ زر حرام دکھاکر کہا اس کے بدلے فلاں چیز دے اوس نے دی اسنے قیمت میں زر حرام دیا تو جو چیز خریدی وہ خبیث نہیں ہوتی اس صورت میں فاتحہ و عرس کا کھانا جائز ہے اور اکثر یہی صورت ہوتی ہے مسجد میں نماز مدرسہ میں تحصیل علم جائز ہے اور کنوئیں کا پانی تو ہر طرح جائز ہے اگرچہ اوس میں وہ نادر صورت پائی گئی ہو کہ خباثت آئی تو اینٹوں مسالے میں نہ کہ زمین کے پانی میں۔ وھو تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از بھیرہ ضلع شاہ پور محلہ ہراچگان مسئولہ محمد رحیم ہراچہ بابلی ۷ رمضان ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ (۱) شہد کا اوتارنا شرعاً جائز ہے یا ممنوع (۲) اگر جائز ہے تو شرعاً کچھ بیت النحل میں چھوڑنا لابدی ہے یا نہ (۳) کسی امر کے ثبوت یا عدم ثبوت پر مسلمین عاقلین کا طرفین سے شرط مالی لگانا حلال ہے یا حرام (۴) طرفین سے ایک کا دعوی ثابت ہوجانے پر مطابق شرط دوسرے کی طرف آیا ہوا مال کھانا حلال ہے یا حرام (۵) ایک متقی عالم دین کا شرط کو حرام کہکر پھر اسی شرط کے مال سے کھالینا کیا حکم رکھتا ہے (۶) جس مال پر شرط لگائی گئی ہو اوس کے استعمال کرنے والے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔ بینوا اجرکم اللہ

الجواب:۔ (۱) و (۲) شہد کا اوتارنا بلاشبہہ جائز ہے قال اللہ تعالیٰ یخرج من بطونها شراب مختلف الوانه فیه شفاء للناس اور بیت النحل میں اوس کا کچھ حصہ چھوڑنا ضرور نہیں کہ وہ اون کی غذا نہیں اون کی غذا پھل پھول ہیں قال تعالیٰ ثم کلی من کل الثمرات شہد تمام و کمال ہمارے لئے ہے قال تعالیٰ خلق لکم ما فی الارض جمیعا (۳) طرفین سے شرط بدنا حرام ہے تنویر الابصار میں ہے حل الجعل ان شرط المال من جانب واحد وحرم لو شرط من الجانبین (۴) جب طرفین سے شرط بدی گئی تو جو جیتے اوسے مال لینا اور رکھانا اور ہارنیوالے کو اوسے مال دینا سب حرام لانہ خبیث حصل بسبب خبیث (۵) اگر وہ عالم خود ایک فریق تھا تو متقی کب ہوا حرام کار ہے اور اوسے کھائے تو حرام خوار ہے اور اگر یہ کسی فریق میں نہ تھا اور جیتنے والے نے مال لیکر اسے دیا جب بھی حرام ہے کہ وہ مال مغصوب ہے جن سے لیا تھا فرض ہے کہ اونھیں پھیر کردے نہ کہ دوسرے کو اور اگر جیتنے والے نے مال لیا اور ہارنے والے کی اجازت سے عالم کو دیا تو عالم کے لیے حلال ہے کہ باجازت مالک ہے (۶) اس کا حکم بیان سابق سے واضح ہے جیتنے والے کو حرام اور ثالث کو بھی بلا اجازت مالک حرام ان دونوں صورتوں میں وہ فاسق ہے اور اوس کے پیچھے نماز مکروہ اور باجازت مالک حلال ہے اور امامت میں مخل نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ازآگرہ سید باڑہ عالم گنج مرسلہ تاج محمد صاحب ۱۱ر شوال ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ (۱) زید شخص تارک صوم وصلاۃ غاصب سخت جابر وظالم زبردست قابو یافتہ ہے وہ چاہے جس کا مال جبراً خرید لیتا ہے اور پورا روپیہ نہیں دیتا ہے ہزارہا روپیہ لوگوں کا مار رکھا ہے عام لوگ نالاں ہیں اور سخت ظلم یہ ہے کہ جن بندگان خدا کو اپنی مرضی کے خلاف پاتا ہے تو اپنے میل کے دس پانچ اشخاص جمع کرکے چاہے جس کا کاروبار بازار نکاح شادی برادری سے خارج کرکے سب بند کردیتا ہے کہ جو باعث اشد ایذارسانی وآبروریزی بدنامی تنگی گرسنگی ہتک حرمت کا ہوتا ہے چونکہ جس شخص کا جو پیشہ ہوتا وہ اپنے گزر اوقات اوس پیشہ سے کرتا ہے جب پیشہ بند ہوجاتا ہے تو وہ مظلوم مع اپنے متعلقین کے فاقہ کشی کرکے تباہ وبرباد ہوجاتا ہے حالانکہ تمام برادری کے لوگ اوس سے نالاں ہیں لیکن بخوف دم نہیں مارتے خاموش ہیں اس لئے سوال یہ ہے (۱) کہ ایسا شخص ظالم جابر جہول بحکم خدا ورسول عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کس کس سزا کا سزاوار ہے (۲) یہ کہ جابر ظالم کے مددگاران کہ جن کے زور سے ظلم ظالم کرتا ہے کس کس حکم کے لائق ہیں (۳) دیگر اہل برادری ایمان داران کو ظالم جابر کا ناحق ماننا چاہئے یا اوس کا حکم بجرم زنا وشراب خواری وجبر وظلم کے اوس کو برادری اسلام سے خارج کرنا اور اوس سے سلام میل جول خورد ونوش لین دین ترک کرنا واجب تھا یا کیا اور اوس کے ساتھی ومددگاران کو ظالم سے توبہ کرکے حقارت واجب ہے یا کیا (۴) جو لوگ فتوٰی سنکر عمل نہ کریں ضد وہٹ کریں مظلوم کی دادرسی نہ کریں حکم ظالم کو خدا ورسول پر ترجیح دیں اون کے واسطے کیا حکم ہے۔

الجواب

(۱) جس شخص میں امور مذکورہ سوال ہوں وہ مستحق عذاب نار وغضب جبار ولعنت پروردگار ہے والعیاذ باللہ تعالٰی وہ اللہ ورسول کو ایذا دیتا ہے اور اللہ ورسول کا ایذا دینے والا فلاح نہیں پاتا اللہ عزوجل فرماتا ہے ان الذین فتنوا المؤمنین والمؤمنٰت ثم لم یتوبوا فلھم عذاب جھنم ولھم عذاب الحریق بیشک جن لوگوں نے مسلمان مردوں عورتوں کو فتنے میں ڈالا پھر توبہ نہ کی اون کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور اُن کے لئے آگ کا عذاب۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من اذٰی مسلما فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ جس نے ناحق کسی مسلمان کو ایذا دی بیشک اوس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی بیشک اوس نے اللہ عزوجل کو ایذا دی اللہ عزوجل فرماتا ہے الا لعنۃ اللہ علی الظلمین ۝ سنتا ہے اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الظلم ظلمات یوم القیمۃ ظلم اندھیریاں ہے قیامت کے دن واللہ تعالٰی اعلم۔ (۲) ظالم کے مددگار ظالم ہیں اور اوس سے بڑھ کر عذاب وغضب ولعنت کے سزاوار اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ لاتعاونوا علی الاثم والعدوان تم پر حرام ہے کہ گناہ اور حد سے بڑھنے میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ من مشی مع ظالم لیعینہ وھو یعلم انہ ظالم فقد خرج من الاسلام جو دیدہ ودانستہ کسی ظالم کے ساتھ اوسے مدد دینے چلا وہ اسلام سے نکل گیا رواہ الطبرانی فی المعجم الکبیر والضیا فی صحیح المختارۃ عن اوس بن شرحبیل رضی اللہ تعالٰی عنہ واللہ تعالٰی اعلم (۳) ہاں مددگاروں پر فرض ہے کہ توبہ کریں اور اوس کی مدد سے جدا ہوں اللہ عزوجل قرآن کریم میں کسی مسلمان کے ساتھ مسخرگی کرنے اوس پر طعن کرنے اوس کا برا لقب رکھنے سے منع کرکے فرماتا ومن لم یتب فاولئک ھم الظلمون ۝ جو ان باتوں سے توبہ نہ کریں وہی ظالم ہیں ان باتوں کو افعال مذکورہ سوال سے کیا نسبت جو ان میں مدد سے توبہ نہ کریں کیسے سخت درجے کے ظالم ہوں گے۔ اہل برادری یا کسی مسلمان کو ظالم کا حکم اوس کے ظلموں میں ماننا جائز نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لاطاعۃ لاحد فی معصیۃ اللہ تعالٰی اللہ تعالٰی کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں اور ظالم باز نہ آئے تو مسلمانوں کو چاہئے اوسے برادری سے نکال دیں اوس سے میل جول چھوڑ دیں اوس کے پاس نہ بیٹھیں کہ اوس کی

آگ انہیں بھی نہ پھونک دے اور فرماتا ہے تبارک تعالیٰ واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظّٰلمین ؁ اگر تجھے شیطان بھلادے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ والله تعالیٰ اعلم۔

(۴) جو مظلوم کی دادرسی پر قادر ہو اور نہ کرے اوس کے لئے ذلت کا عذاب ہے حدیث میں ہے کہ رسول اللهؐ صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من اغتیب عندہ اخوہ المسلم فلم ینصرہ وھو یستطیع نصرہ اذلہ الله تعالیٰ فی الدنیا والآخرۃ جس کے سامنے مسلمان بھائی کی غیبت کی جائے اور یہ اوس کی مدد پر قادر ہو اور نہ کرے الله تعالیٰ اوسے دنیا و آخرت دونوں میں ذلیل کریگا۔ رواہ ابن ابی الدنیا فی ذم الغیبۃ ابن عدی فی الکامل عن انس رضی الله تعالیٰ عنہ۔ اور حکم سنکر گناہ پر ہٹ کرنا استحقاق عذاب نار ہے الله عز و جل فرماتا ہے واذا قیل لہ اتق الله اخذتہ العزۃ بالاثم فحسبہ جھنم ولبئس المھاد ؁ جب اوس سے کہا جائے الله سے ڈر تو اوسے گناہ کی ضد چڑھے ایسے کو جہنم کافی ہے اور کیا برا ٹھکانا۔ ابلیس کی پیروی سے حکم خدا و رسول پر نہ چلنا اور ظالم کے حکم پر چلنا گناہ ہے کبیرہ ہے استحقاق جہنم ہے مگر کوئی مسلمان کیسا ہی فاسق فاجر ہو یہ خیال نہیں کرتا کہ الله و رسول کے حکم پر اس کے حکم کو ترجیح ہے ایسا سمجھے تو آپ ہی کافر ہے۔ والعیاذ بالله تعالیٰ والله تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ:۔ از جیب والا ضلع بجنور تحصیل دھامپور مرسلہ منظور احمد صاحب ۱۱ر شوال ۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تعزیہ بنانے اور اون پر ملیدے چڑھانے اور ایسی مجلسیں کرنا کہ جس میں اہلبیت کی فضیحت اور رسوائی ہو اور نتیجہ یہ ہو کہ اون کو سجدے کئے جاویں اور منتیں اون سے مانگی جاویں یہ فعل یا اس فعل میں شرکت کرنے والے کیسے ہیں جائز ہیں یا ناجائز حالانکہ مسئلہ اصول کا ہے کہ فعل مستحب جب کسی لوازم کیوجہ سے وہ اپنے درجہ کو چھوڑ کر واجب یا فرضیت میں آجاوے تو اوس وقت اوس کا ترک مستحب ہے تو اب بنا بر اصول کہ یہ مسائل مذکورہ بالا جائز ہیں یا نہیں نقصان ہے مدلل تحریر کیجئے۔

الجواب:۔ تعزیہ ناجائز ہے اور ایسی مجلس جس میں معاذ الله توہین اہلبیت کرام ہو قطعاً حرام اور اون میں شرکت ناجائز و حرام والله تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از شہر بریلی مسئولہ شوکت علی صاحب ۱۲ر شوال ۳۷ھ

کیا حکم ہے اہل شریعت کا کہ ملازمت چونگی کی جائز ہے یا نہیں اور حاکم وقت کو اس کا روپیہ تحصیلنا جائز ہے یا نہیں یہ روپیہ رعایا سے تحصیل کر رعایا ہی کی آسائش کے واسطے روشنی سڑک وغیرہ کے کام میں لگا دیتے ہیں اور چونگی کا محصول چرانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ نیک نیت سے چونگی کی نوکری تحصیل وصول کی جائز ہے نص علیہ فی الدر وغیرہ من الاسفار الخ۔ چوری یعنی دوسرے کا مال معصوم بے اوس کے اذن کے اوس سے چھپا کر ناحق لینا کسی کو بھی جائز نہیں اور نوکر کا خلاف قرارداد کرنا غدر ہے اور غدر مطلقاً حرام ہے نیز کسی قانونی جرم کا ارتکاب کرکے اپنے آپکو بلا وجہ ذلت و بلا کے لئے پیش کرنا شرعاً بھی جرم ہے کما استفید من القرآن المجید والحدیث رہا یہ کہ حکام وقت کو اس کا تحصیلنا شرعاً کیا ہے نہ حکام کو اس سے بحث ہے نہ سائل حاکم والله تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ:۔ از شہر کہنہ بریلی مسئولہ سید گوہر علی حسین قائم مقام معتمد انجمن خادم المسلمین بریلی ۴ر ذیقعدہ ۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اردو اخبار کی ردی بازاری دوکانداروں کے ہاتھ فروخت کیجاوے یا نہیں کیونکہ عموماً اسلامی اخبارات و ہندو اخبارات و دیگر صحائف میں اسلامی معاملات پر روشنی ڈالی جاتی ہے اور آیات و احادیث و اسمائے مقدسہ کا اندراج ہوتا ہے چونکہ فی الحال انجمن خادم المسلمین بریلی کے دار المطالعہ میں انگریزی اور اردو اخبارات کی ردی موجود ہے لہذا ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ استفتا حاصل کیا جاوے۔

الجواب:۔ جبکہ ان میں آیت یا حدیث یا اسمائے معظمہ یا مسائل فقہ ہوں تو جائز نہیں ورنہ حرج نہیں اون اوراق کو دیکھ کر اشیائے مذکورہ اون میں سے علیحدہ کرلیں پھر بیچ سکتے ہیں عالمگیری میں ہے لایجوز لف شئی فی کاغذ فیہ مکتوب من الفقہ وفی الکلام الاولی ان لایفعل وفی کتب الطب یجوز ولو کان فیہ اسم الله تعالیٰ او اسم النبی صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم یجوز محوہ لیلف فیہ شئی والله تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از شہر بریلی مسئولہ ننھے میاں صاحب ۲۴ر ذیقعدہ ۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی عورت بسبب ناداری کے ایک معتبر جگہ پر ملازم ہے اور زید اور اوس کی عورت شریف القوم ہے

کپڑا اس طرح پر نہیں استعمال کیا جاتا کہ جس سے ستر کو نقصان پہنچے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ نماز زید کے پیچھے نہیں پڑھنا چاہیئے کہ ایک عورت غیر محرم کے یہاں بے پردہ رہتی ہے اگر زوجہ زید ملازمت نہ کرے تو صرف تنخواہ زید کا فی بسراوقات کو نہیں ہو سکتی ہے۔

الجواب:- یہاں پانچ شرطیں ہیں (۱) کپڑے باریک نہ ہوں جن سے سر کے بال یا کلائی وغیرہ ستر کا کوئی حصہ چمکے (۲) کپڑے تنگ وچست نہ ہوں جو بدن کی ہیأت ظاہر کریں (۳) بالوں یا گلے یا پیٹ یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہوتا ہو (۴) کبھی نامحرم کے ساتھ کسی خفیف دیر کے لئے بھی تنہائی نہ ہوتی ہو (۵) اوس کے وہاں رہنے یا باہر آنے جانے میں کوئی مظنہ فتنہ نہ ہو یہ پانچوں شرطیں اگر جمع ہیں تو حرج نہیں اور ان میں ایک بھی کم ہے تو حرام۔ پھر اگر زید اوس پر راضی ہے یا بقدر قدرت بند وبست نہیں کرتا تو ضرور اوس پر بھی الزام ورنہ نہیں قال تعالیٰ لا تزر وازرۃ وزر اخرٰی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- از شہر محلہ ذخیرہ مسئولہ شیخ شوکت علی صاحب فاروقی ۱۲ ذالحجہ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں مسجد کے اندر سوال کرنا اپنے یا غیر کے واسطے اور سائل کو دینا اوس کے یا غیر کے واسطے جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- جو مسجد میں غل مچا دیتے ہیں نمازیوں کی نماز میں خلل ڈالتے ہیں لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے صفوں میں پھرتے ہیں مطلقاً حرام ہے اپنے لئے مانگیں خواہ دوسرے کے لیے حدیث میں ہے۔ جنبوا مساجدکم صبیانکم ومجانینکم ورفع اصواتکم مسجدوں کو بچوں اور پاگلوں اور بلند آواز سے بچاؤ رواہ ابن ماجۃ عن واثلۃ بن الاسقع وعبد الرزاق عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما حدیث میں ہے من تخطی رقاب الناس یوم الجمعۃ اتخذ جسرا الی جہنم جس نے جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں اوس نے جہنم تک پہنچنے کا اپنے لیے پل بنایا رواہ احمد والترمذی وابن ماجۃ عن معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اگر یہ باتیں نہ ہوں جب بھی اپنے لیے مسجد میں بھیک مانگنا منع ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من سمع رجلا ینشد فی المسجد ضالۃ فلیقل لا ردھا اللہ الیک فان المساجد لم تبن لھذا جو کسی کو مسجد میں اپنی گمی چیز دریافت کرتے سنے اوس سے کہے اللہ تجھے وہ چیز نہ ملائے مسجدیں اسلئے نہیں رواہ احمد ومسلم وابن ماجۃ عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اتنی بات منع ہے تو بھیک مانگنی خصوصاً اکثر بلاضرورت بطور پیشہ کے خود ہی حرام ہے کیونکر جائز ہو سکتی ہے ولہذا ائمہ دین نے فرمایا ہے جو مسجد کے سائل کو ایک پیسہ دے وہ ستر پیسے راہ خدا میں اور دے کہ اوس پیسہ کے گناہ کا کفارہ ہوں اور دوسرے محتاج کے لیے امداد کو کہنا یا کسی دینی کام کے لیے چندہ کرنا جس میں نہ غل شور ہو نہ گردن پھلانگنا نہ کسی کی نماز میں خلل یہ بلاشبہہ جائز بلکہ سنت سے ثابت ہے اور بے سوال کسی محتاج کو دینا بہت خوب اور مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ثابت ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- از مرادآباد مرسلہ مولوی محمد عبد الباری صاحب ۷ صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ (۱) اگر کوئی شخص کسی حنفی سنی رضائی قادری کو لھبڑا کہے جو تصغیر لہبی کی ہے وہابی کا ہے تو ایسے شخص کا شرع شریف کے موافق کیا حکم ہے حنفی رضائی مذکور در حقیقت ان الفاظ کا محل نہیں تو یہ لفظ اوسے کہنے والے پر عائد ہوں گے یا نہیں اگر نہ ہوں گے تو کہاں جائیں گے (۲) ایسا شخص جو ایسے بے جا الزام سنی رضائی پر لگائے اور اوس کا اکل بھی حلال نہیں بلکہ کھلا ہوا مشتبہ اور حرام ہے تو اوس کا قول فعل شرع کے احکام میں کہاں تک معتبر ہو سکتا ہے (۳) یہی شخص کسی مسلمان سے بلا سخت کلامی ودشنام کے گفتگو نہیں کرتا اور کہتا ہے مسجد کے لوٹوں میں جو پانی بچتا ہے وہ قطعی ناپاک ہے یہاں تک کہ اوس پانی کو دوسرے برتن وغیرہ میں ڈالو گے تو وہ برتن بھی نجس ہو جائے گا اور مسجد میں اوس کے فرش یا بوریے پر کبھی نماز نہیں پڑھتا بلکہ اپنے خاص کپڑے پر جس پر چند اور کپڑے ہیں نماز پڑھتا ہے اس قسم کے عادات نماز میں کہاں تک ناجائز ہیں۔

الجواب:- سنی مسلمان کو لہبڑا کہنا فسق ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں سباب المسلم فسوق مسلمان کو بلا وجہ شرعی برا کہنا فسق ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئک ھم الظلمون مسلمانو آپس میں ایک دوسرے کو برے لقب سے یاد نہ کرو ایمان کے بعد فسق کیا ہی برا نام ہے اور جو توبہ نہ کرے وہی لوگ ظالم ہیں آیہ کریمہ بتا رہی ہے کہ تم نے مثلاً سنی مسلمان کا لقب لہبڑا رکھا وہ تمہارے کہنے سے لہبڑا نہ ہو جائے گا مگر تمہارا نام بدل گیا مومن سے فاسق ہو گیا کتنی بڑی تبدیلی ہے اور جو توبہ نہ کرے وہی ظالم واللہ تعالیٰ اعلم (۲) ایسا شخص اگر اکل حلال بھی کھاتا ہو جب بھی اوس کا قول فعل شرع میں معتبر نہیں نہ کہ جبکہ اکل حرام کا بھی طرہ ہو واللہ تعالیٰ اعلم (۳) مسلمان سے سخت کلامی ودشنام کا حکم جواب اول میں گذرا مسجد کے لوٹوں کا پانی ناپاک بتانا باطل ہے اپنا مصلے

خاص بنظر احتیاط رکھنے میں حرج نہیں بلکہ درمختار میں اسے افضل بتایا یہ جبکہ مسجد کی چٹائیوں کو اپنی وہم پرستی سے ناپاک نہ جانے اور عام مسلمانوں کو کہ اون پر نماز پڑھتے ہیں خطا پر یا اپنے سے کم احتیاط و حقیر نہ سمجھے ورنہ وہی حقیر اور پنجۂ شیطان کا اسیر ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از ایگت پوری ضلع ناسک مرسلہ سعید الدین صاحب ۱۱ر صفر ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک طوائف نے اپنی ناپاک کمائی حرام کاری کے روپیہ سے ایک مکان خرید کیا اور اوس کو بنام چند اشخاص سپرد کرکے لکھدیا کہ اس مکان کی آمدنی مسجد کے اصرافات میں خرچ کی جائے اور اونکو اوس کا اختیار بیع و رہن حاصل نہیں کیا ایسے مکان کی آمدنی اصراف اخراجات مسجد میں صرف کرنا درست و جائز ہے بینوا توجروا

الجواب:۔ ایسی اشیاء اکثر قرض سے خرید تے ہیں جب تو ظاہر کردہ مال حلال ہے ورنہ عام خریداریوں میں عقد و نقد مال حرام پر جمع نہیں ہوتا یعنی یہ نہیں ہوتا کہ حرام روپیہ دکھا کر کہیں اس کے عوض دیدو پھر وہی روپیہ قیمت میں دیدیں ایسی صورت میں بھی روپے کی خباثت اوس شے میں سرایت نہیں کرتی۔ کما ھو مذھب الامام الکرخی المفتی بہ ان صورتوں میں اوس مکان کی آمدنی مسجد میں صرف ہو سکتی ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از مقام گونڈل علاقہ کاٹھیاوار مرسلہ قاضی قاسم میاں ۱۱ر صفر ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تواریخ حبیب الہ صفحہ ۹۲ میں بحوالہ مشکوٰۃ شریف بروایت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل ہے کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک قصہ نوجوان انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو ارشاد فرمایا کہ مکانوں میں ایک قسم کے سانپ ہوتے ہیں کہ عوامر کہلاتے ہیں جب سانپ مکان میں نمود ہو تو دیکھتے ہی نہ مار ڈالو تین دن اوسے کہدو کہ پھر نہ نکلیو پھر اگر وہ دکھائی دے تو اوسے مار ڈالو۔ دریافت طلب یہ ہے کہ اس طرح کہکر کیا سانپ کو چھوڑ دیا جائے یا مار ڈالنا چاہیئے کیا جن بھی سانپ کی شکل میں نمودار ہوتے ہیں اور ان کی کچھ نشانی بھی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ یہ حکم حدیث میں مدینہ طیبہ کے لیے تھا اور جگہ اس کی حاجت نہیں کما حققہ الامام الطحاوی فی شرح معانی الآثار واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از شہر بریلی محلہ جامع مسجد مسئولہ عبد الرحمن صاحب ۱۱ر صفر ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بزرگان دین کے مزاروں پر کسی اپنے مدعا کے حصول بحکم خداوند کریم چادر کا چڑھانا یا کسی پارچے یا پھول کا معہ نعت خوانی مزار موصوف یا اثنا راہ یہ طریقہ جائز ہے یا نہیں (۲) چادر پھول میں سے لڑ توڑ کر یا بنا کر اوس وقت میلاد شریف پڑھنے والوں کے گلے میں ڈالدینا درست ہے یا نہیں

الجواب:۔ (۱) جائز ہے جبکہ منکرات شرعیہ سے خالی ہو واللہ تعالیٰ اعلم (۲) جائز ہے جبکہ باذن مالک ہو واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از بریلی مدرسہ منظر الاسلام مسئولہ مولوی عبید اللہ صاحب بنگالی ۱۴ر صفر ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی کافر ایک برتن میں کھانا کھاوے اور برتن میں کچھ کھانا باقی رہے تو باقی کھانا مسلمان نے کھا سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اللہ تعالیٰ کی بیشمار رحمتیں حضرت شیخ سعدی قدس سرہٗ پر کہ فرماتے ہیں نیم خوردۂ سگ ہم سگ را شاید۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں بشروا ولا تنفروا واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از لکھنو کارلٹن ہوٹل بتوسط عبد المجید خانصاحب مرسلہ ننھے موٹر ڈرایور ۱۵ر صفر ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر علماء یا مولوی صاحب کسی حاجتمند کو خالصاً للہ کوئی تعویذ یا نقش دیدیتے ہیں اور اوس سے بفضلہ تعالیٰ نفع ہوجاتا ہے تو اوس پر اعتقاد واجب ہے یا نہیں ایک صاحب فرماتے ہیں کہ تعویذات وغیرہ کا ثبوت کہیں قرآن شریف یا حدیث شریف سے نہیں ہے واللہ اعلم یہ کہاں تک صحیح ہے اس لیے حضور کو تکلیف دیگئی کہ حضور تحریر فرماویں کہ آیا اوس شخص کے مطابق عمل کیا جاوے یا نہیں۔

الجواب:۔ تعویذات بے شک احادیث اور ائمہ قدیم و حدیث سے ثابت اور اس کی تفصیل ہمارے فتاوی افریقہ میں ہے تعویذ اسمائے الٰہی

وکلام الٰہی وذکر الٰہی سے ہوتے ہیں ان میں اثر نہ ماننے کا جواب وہی بہتر ہے جو حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس سرہ العزیز نے ایک ملحد کو دیا جس نے تعویذات کے اثر میں کلام کیا حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا تو عجب گدھا ہے وہ دنیوی بڑا معزز تھا یہ لفظ سنتے ہی اوس کا چہرہ سرخ ہو گیا اور گردن کی رگیں پھول گئیں اور بدن غیظ سے کانپنے لگا اور حضرت سے اس فرمانے کا شاکی ہوا فرمایا میں نے تو تمہارے سوال کا جواب دیا ہے گدھے کے نام کا اثر تم نے مشاہدہ کر لیا کہ تمہارے اتنے بڑے جسم کی کیا حالت کر دی لیکن مولیٰ عزوجل کے نام پاک میں اثر سے منکر ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از شہر بریلی مدرسہ منظر الاسلام مسئولہ مولوی رمضان علی صاحب بنگالی ۱۵ صفر ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کچھ لوگ ایک مسجد میں سنتیں پڑھ رہے ہیں کچھ لوگ تسبیح تہلیل کر رہے ہیں اور کچھ لوگ تلاوت کلام اللہ شریف کر رہے ہیں اور کچھ لوگ یوں ہی بیٹھے ہوئے ہیں تو ایسی حالت اگر کوئی شخص اس حالت میں انھیں سلام کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: اگر کچھ لوگ خالی بیٹھے ہوں اون کو سلام کر سکتا ہے اور جو لوگ نماز یا تلاوت یا ذکر میں ہیں اونکو سلام کرنا مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از بریلی مدرسہ منظر الاسلام مسئولہ مولوی محمد افضل صاحب ۱۶ صفر ۳۸ھ

چہ می فرمایند علمائے دین دریں مسئلہ کہ بوزینہ را در خانہ خود پرورش کردن مکروہ ہست یا نہ

الجواب: بلے زیراکہ او از فسقہ است و از وے جز ایذا انیاید و اگر بارے مسخرہ خواہد چنانکہ قلندران می کنند ایں خود حرام است کما فی الدر المختار (حاشیہ: واللہ تعالیٰ اعلم)

مسئلہ: از بریلی مدرسہ منظر الاسلام مسئولہ مولوی رحیم بخش صاحب بنگالی ۱۶ صفر ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مخمل کا کپڑا مرد کے لیے پہننا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: جس مخمل پر ریشم کا رواں پورا اچھا ہوا ہوتا ہے اوس کا پہننا مرد کو جائز نہیں ورنہ جائز ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از بریلی مدرسہ منظر الاسلام مسئولہ مولوی رحیم بخش صاحب بنگالی ۱۶ صفر ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعد نماز کے اکثر آدمی ایک جگہ بیٹھکر ذکر جلی کرتے ہیں اور سب پر حالت وجد طاری ہو گئی اپنے جسم تک کا خیال باقی نہیں رہا ایک دوسرے پر گر پڑتے ہیں کیا اس طرح کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں اگر ذکر جائز ہو تو کس طرح جائز ہو بینوا توجروا۔

الجواب: اگر بناوٹ ہے حرام اور سخت حرام ہے اور واقعی بے اختیاری ہے تو مواخذہ نہیں۔ ذکر اس طرح ہو کہ نہ ریا ہو نہ کسی کو ایذا واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از بلرامپور ضلع گونڈہ محلہ پورنیا تالاب متصل یتیم خانہ مرسلہ نذر محمد آتشباز ۱۷ صفر ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شراب خوروں اور جینڈو بازوں اور غیر مقلدوں کی طرفداری کرنا اور اون کا ساتھ دینا برابر نشست و برخاست رکھنا کیسا ہے کچھ گناہ ہے یا نہیں۔

الجواب: غیر مقلدوں کا ساتھ اور اون کی طرفداری کرنا گمراہی و بددینی ہے اور شراب خواروں اور جانڈو بازوں کی طرفداری اگر اون کے اس گناہ میں ہے تو سخت عظیم کبیرہ ورنہ بیجا و بد قال اللہ تعالیٰ واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از

۲۳ صفر ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہ جو مشہور ہے کہ گھر اور گھوڑا اور عورت منحوس ہوتے ہیں اس کی کیا اصل ہے

الجواب: یہ سب محض باطل و مردود خیالات ہندوؤں کے ہیں شریعت مطہرہ میں ان کی کوئی اصل نہیں شرعاً گھر کی نحوست یہ ہے کہ تنگ ہو ہمسائے برے ہوں گھوڑے کی نحوست یہ کہ شریر ہو بد لگام بدرکاب ہو عورت کی نحوست یہ کہ بد زبان ہو بد رویہ ہو باقی وہ خیال کہ عورت کے پہرے سے یہ ہوا فلاں کے پہرے سے یہ۔ یہ سب باطل اور کافروں کے خیال ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از شہر کانپور محلہ موتی محال بردوکان محمد خاں و بادل خاں سوداگران مرسلہ امیر الدین شاہ ۲۴ صفر ۳۸ھ

جناب پیر مرشد روشن ضمیر مولوی احمد رضا خاں صاحب سلام علیکم بعد آداب گزارش خدمت شریف میں یہ ہے کہ میں نے آپ کا نام سنا ہے اور لوگوں کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ آپ بہت بڑے بزرگ ہیں مگر جب میرا کام آپ سے ہو جاوے تو میں سمجھوں پیر وہی ہے جو پیرے میرا پردہ آپ اٹھا سکتے ہیں۔

یا نہیں عمل بات کا جھگڑا ہے اور میں مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے در کا خادم ہوں حرف بات چیت کرنا چاہتا ہوں جن اور ملائکہ سے، پھر میں آپ کا بیعت بھی ہو جاؤں گا۔

الجواب:۔ ملئکہ سے ملاقات اور کلام کے لیے ولایت درکار اور ولایت کسبی نہیں محض عطائی ہے ہاں کوشش اور مجاہدہ کرنیوالے کو اپنی راہ دکھاتے ہیں۔ جنوں سے مکالمہ کی خواہش اور مصاحبت کی تمنا اصلا خیر نہیں کم سے کم جو اس کا ضرر ہے یہ کہ آدمی متکبر ہو جاتا ہے جیسا حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ نے تصریح فرمائی اور قرآن عظیم میں ہے کہ متکبروں کا ٹھکانا جہنم والعیاذ بہ تعالیٰ ھو تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از جاورہ مرسلہ محمد صاحب علی صاحب امام مسجد چھیپیان ۲۷ صفر ۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص تعزیہ ثواب وعبادت جان کر خود بنائے یا اور لوگوں کو بنانے کی ترغیب دے اور تعزیہ دیکھکر تعظیماً کھڑا ہو جائے اور اوس پر فاتحہ پڑھے اور تعزیہ کے ساتھ ننگے پیر تعظیماً چلے اور مرثیہ بھی پڑھوا تا جائے شاہ مولانا عبد العزیز صاحب علیہ الرحمہ نے اپنے فتاوی کی جلد اول میں لکھا ہے کہ بدعت کو عبادت سمجھ کر کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اس پر ابن ماجہ کی ایک حدیث دلیل لائے ہیں اوس کا مضمون یہ ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدعتی اسلام سے ایسا صاف نکل جاتا ہے جیسے گوندھے ہوئے آٹے سے بال صاف۔ تو شاہ صاحب کے قول خارج اسلام سے کیا مطلب ہے یعنی ایسا شخص کافر و مرتد ہے یا گمراہ و رافضی ہے بہر نوع ایسے شخص کا ذبح کیا ہوا جانور حرام یا حلال ایسے شخص کے نماز جنازہ درست ہے یا نہیں جو لوگ ایسے تعزیے پرست کے مرید ہوں اون کا کیا حکم ہے ایسے تعزیہ پرست اور بت پرست میں کیا فرق ہے ایسے تعزیے پرست پر لعنت آئی ہے یا نہیں کیا بزرگان چشت سے کسی بزرگ نے تعزیہ بنایا یا بنوایا یا تعظیم دی ہے بینوا توجروا۔

الجواب:۔ تعزیہ ضرور ناجائز و بدعت ہے مگر حاشا کفر نہیں کہ نماز جنازہ ناجائز یا ذبیحہ مردار یا بت پرستوں میں شمار ہو افراط و تفریط دونوں مذموم ہیں یہ حدیث ابن ماجہ قطع نظر اس سے کہ شدید الضعف ہے اپنے امثال کی طرح اسلام کامل سے مأول یا بدعت مکفرہ پر محمول ورنہ ہر بدعت سیئہ کفر ہو جبکہ اوس کا صاحب استحسان کرے اور یہی غالب ہے اور بدعت عقیدہ تو مطلقاً کفر ہو جانا لازم کہ اوس کی تعریف ہی یہ ہے کہ ما احدث علی خلاف الحق المتلقی عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وجعل دینا قویما و صراطا مستقیما کما فی البحر الرائق حالانکہ باجماع امت بعض بدمذہبیاں کفر نہیں فتاوی خلاصہ و فتح القدیر و عالمگیریہ وغیرہا میں ہے۔ الروافض ان فضل علیا علی غیرہ فھو مبتدع وان انکر خلافۃ الصدیق فھو کافر خلاصہ وغیرہ میں ہے اذا قال ان اللہ یدا او رجلا کما للعباد فھو کافر وان قال جسم لا کالاجسام فھو مبتدع نیز اوسی میں ہے وجملۃ ان من کان من اھل قبلتنا ولم یغل فی ھواہ حتی لم یحکم بکونہ کافرا یجوز الصلاۃ خلفہ وکذا ہزار ہا مسائل متواترہ اسی تفصیل پر دال ہیں تو حکم مطلق کیسے صحیح ہو سکتا ہے ہاں افعال مذکورہ سوال کا مرتکب قابل بیعت نہیں کہ شرائط پیر سے اوسکا سنی صحیح العقیدہ غیر فاسق معلن ہونا ہے اور لعنت بہت سخت چیز ہے ہر مسلمان کو اوس سے بچایا جائے بلکہ لعین کافر پر بھی لعنت جائز نہیں جب تک اوس کا کفر پر مرنا قرآن و حدیث سے ثابت نہو والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از دھوراجی متصل ناریلی مسجد مرسلہ احمد علی چانڑیا ۳ ربیع الاول شریف ۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہاں ملک کاٹھیاواڑ میں تعلیم کی حالت بہت خراب ہونے کی وجہ سے مختلف شہروں کے مسلمانوں نے ملکر ایک رائے ہو کہ ہر شہر کا ایک ایک دو دو شخص منتخب کر کے کل ۹۵ ممبروں کی کمیٹی مقام راجکوٹ قائم کی ہے جس کا نام مسلم ایجوکیشنل ایسوسی ایشن رکھا ہے جس میں سنت جماعت ممبر ۴۲ و ۹ اور ایک خوجہ اس ایجوکیشنل ایسوسی ایشن کی طرف سے ہر سال کسی ایک بڑے شہر میں جلسہ عام مسلمانوں کا منعقد ہوتا ہے جس میں ہر خاص و عام آسکتا ہے اور جس میں مسلمانوں کی ترقی کے ریزولیشن پاس ہوتے ہیں اور اسٹیٹ اور گورنمنٹ کے پاس سے حق مانگے جاتے ہیں اور ہر شہر میں مسلمانوں کی طرف سے جو مدرسے جاری ہیں اون کے کورس ایک کرنے میں اور دینی اور دنیاوی تعلیم کی ترقی کرنے میں کوشش کی جاتی ہے فی الحال ایک انسپکٹر ایسوسی ایشن کی طرف سے مقرر ہے جو کہ ہر مدرسہ میں جا کر تعلیم کی جانچ کرتا ہے اور ایک بورڈنگ بھی اس سال مسلمانوں کے واسطے ایسوسی ایشن نے تیار کی ہے اور ایسوسی ایشن کا تعلق ہندوستان میں کسی اور شہر سے نہیں ہے ان کے سالانہ جلسے میں ہم اہلسنت والجماعت شریک

ہوسکتے ہیں یا نہیں اور ایسوسی ایشن کمیٹی کے ممبر بھی ہو سکتے ہیں یا نہیں ہمارے ائمہ دین شرح تفصیل کے ساتھ بیان فرماکر احقر کو مشرف فرمادیں۔
نوٹ ہمارے یہاں خوجہ آغا خانی یا خارجی یا سید ناکو کہتے ہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب:- خوجہ کو اسلامی جلسہ کا رکن بنانا حرام اور مخالفت شارع علیہ الصلوۃ والسلام ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے یایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا ودوا ما عنتم قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر قد بینا لکم الایات ان کنتم تعقلون ھاانتم اولاء تحبونھم ولا یحبونکم وتؤمنون بالکتٰب کلہ واذا لقوکم قالوا اٰمنا واذا خلوا عضوا علیکم الانامل من الغیظ قل موتوا بغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدور۔
اے ایمان والو غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ وہ تمہاری نقصان رسانی میں کمی نہ کرینگے وہ جی سے چاہتے ہیں کہ تم مشقت میں پڑو بیر اون کے مونھوں سے ظاہر ہوچکا اور وہ جو اون کے سینوں میں دبا ہے اور بھی بڑا ہے ہم نے تمہارے سامنے نشانیاں کھولدیں اگر تم میں عقل ہے اے یہ جو تم ہو تم تو اون سے محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت نہیں کرتے حالانکہ پورے قرآن پر ایمان لائے اور جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں اور جب اکیلے ہوتے ہیں تو تم پر انگلیاں چباتے ہیں جلن سے اے محبوب تم ان سے فرمادو کہ مرجاؤ اپنی جلن میں بیشک اللہ دلوں کی جانتا ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام جس نے بدمذہب کی توقیر کی بیشک اوس نے دین اسلام ڈھادینے میں مدد دی دوسری حدیث میں ہے من لقیہ ببشر فقد استخف بما انزل علی محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جو کسی بدمذہب سے بکشادہ پیشانی ملا بیشک اوس نے حقیر سمجھا اوس چیز کو جو محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر اوتاری گئی فتاوی الحرمین میں یہ مضمون مفصل ہے جس پر علمائے حرمین شریفین نے بالاتفاق مہریں کیں سنی بھائیوں کو چاہیے کہ اپنے دین کی قدر کریں اور بدمذہب کو رکنیت سے فوراً جدا کردیں اللہ فرما چکا کہ وہ تمہاری بھلائی کبھی نہ چاہیں گے جہاں تک بن پڑے نقصان ہی پہنچائیں گے قرآن وحدیث کے مقابل یہ جاہلانہ خیال نہ کریں کہ ۹۹ سنیوں میں ایک بد مذہبی کیا اثر کریگی دیکھو جو ننانوے قطرے گلاب ہو اور ایک بوند پیشاب ڈالدو سب پیشاب ہو جائیگا اہل مجلس اگر ان احکام شرعیہ کا اتباع کریں اور مجلس کو خالص اہلسنت کی کرلیں اور اگر اپنی بیجا ہٹ پر قائم رہیں تو شرعی احکام سن چکے کہ وہ دین اسلام کے ڈھانے پر مدد دیتے ہیں اور جو کچھ محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر اوترا اوس کی تحقیر کرتے ہیں تو مسلمانوں پر لازم کہ اونہیں اور اون کی مجلس کو یک لخت چھوڑ دیں لیتفرقوا امامھم متفرقون کبھی اسمیں شریک نہوں قال تعالی واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین اور اصلا اوسکی مدد نہ کریں قال اللہ تعالی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ: ازمانیا والہ ڈاکخانہ قاسم پور گڈھی ضلع بجنور مرسلہ سید کفایت علی صاحب ۵ ربیع الاول شریف ۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مولوی قصبہ دیوبند مدرسہ مولوی اشرفعلی تھانوی کے یہاں سے سند یافتہ ہو ویسے ہی عقائد ہیں حقہ سگرٹ و پان نماز خوردنوش شرکت یہ سب باتیں چاہیے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب:- دیوبندیوں کے عقائد والے مرتدین ہیں اون کے ساتھ کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا میل جول سب حرام ہے۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ:- از بیکانیر بارواڑ محلہ مہاوتان مرسلہ قاضی قمرالدین ۹ ربیع الاول شریف ۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ پان کھانا سنت ہے یا کیا۔ بینوا توجروا

الجواب:- پان کھانا نہ سنت ہے نہ مستحب صرف مباح ہے ہاں بعض عوارض خارجیہ کے باعث مستحب ہو سکتا ہے جیسے نہ کھانے میں میزبان کی دلشکنی ہو یا بوسہ زوجہ کے لیے مونھ کو خوشبودار کرنے کی نیت سے بلکہ واجب بھی جیسے ماں باپ حکم دے اور نہ ماننے میں اوس کی ایذا ہو یونہیں عارض کے سبب مکروہ بھی ہوسکتا ہے جیسے تلاوت قرآن مجید میں بلکہ حرام بھی جیسے نماز میں۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ:- از جے پور بمعرفت حاجی عبدالجبار صاحب ۱۹ ربیع الاول ۳۸ھ
کیا حکم ہے شریعت مطہرہ کا مسئلہ ذیل میں کہ زید کہتا ہے کہ قوالی مع آلات مزامیر کے جائز ہے اور بکثرت مشائخ کرام نے اسی طرح سنا ہے اور کہتا ہے کہ

مزامیر اون باجوں کو کہتے ہیں جو موتھ سے بجائے جاتے ہیں ڈھلک ستار طبلہ مجیرے ہارمونیم سارنگی مزامیر میں داخل نہیں بلکہ ان کا اور دف کا ایک حکم ہے اگر زمانۂ اقدس میں یہ چیزیں موجود ہوتیں تو مثل دف کے اسکا بھی حکم فرماتے اور کہتا ہے کہ تم لوگ نااہل ہو رموز مشائخ طریقت سے ناواقف ہو اگر حرام ہو تو تمہارے لیے مگر ہمارے لیے جائز ہے اور کہتا ہے کہ امام غزالی علیہ الرحمہ نے اس کو صاف جائز بتایا ہے پس سوال یہ ہے کہ باجے مذکور الصدر کے ساتھ قوالی سننا کیا جائز ہے یا حرام گر حرام ہے تو زید کے لیے کہ وہ حرام کو بالاعلان حلال کہتا ہے بلکہ خود اہتمام و التزام کے ساتھ سنتا اور بالعموم ایسی مجالس میں شرکت کرتا ہے کیا حکم ہے اور اوسکے پیچھے نماز فریضہ کیسی ہوگی اور مزامیر کی تعریف کیا ہے اور باجے مذکور مزامیر ہیں یا نہیں۔ جو حکم خدا و رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہو وضاحت سے ارشاد ہو۔ جزاکم اللہ تعالیٰ فی الدارین خیر الجزاء

الجواب: زید کا قول باطل و مردود ہے حدیث صحیح بخاری شریف میں مزامیر کا لفظ نہیں بلکہ معازف کہ سب باجوں کو شامل ہے یستحلون الحر والحریر والمعازف امام غزالی پر بھی افترا ہے کہ انھوں نے ان مذکورات خبیثہ کو صاف جائز بتایا ہے طرفہ یہ کہ انھوں نے نے کے جواز کی طرف میل کیا جو مزامیر سے ہے مشائخ کرام پر افترا ہے حضرت سیدی فخر الدین زرادی خلیفہ حضرت سیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کشف القناع عن اصول السماع میں کہ بحکم حضور لکھا اس کی تصریح فرمائی کہ باجوں کے ساتھ قوالی سننا ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر افترا ہے۔ اوسکا کہنا کہ زمانہ اقدس میں طبلہ سارنگی خاک بلا ہوتے تو حضور ان کا بھی حکم فرماتے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سخت شدید جرات ہے ایسا شخص سخت نااہل ہے اوروں کو نااہل کہتا ہے وہ امام بنانے کے قابل نہیں اوسکے پیچھے فرض نفل کچھ نہ پڑھا جائے مگر یہاں حکم کفر کی گنجائش نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از فیض آباد مرسلہ محمد خلیل ۲۱ ربیع الاول شریف ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چند قرآن بوسیدہ اور تمام اوراق اونکے پھٹ پھٹ کر علیحدہ ہوگئے ہیں اس حالت میں وہ اوراق اِدھر اُدھر زمین پر پائے جاتے ہیں اس طرح نہایت ہی خرابی ہے اور گناہ بھی بیحد ہوتا ہے تو کیا اونکو جلا کر کسی جاری چاہ میں ڈالا جائے یا بے جلائے کسی کپڑے میں مع پتھر کے باندھکر کوئیں میں ڈالا جائے۔ بینوا توجروا

الجواب: اوسے مثل مسلم دفن کریں یعنی اون اوراق کو جمع کرکے پاک کپڑے میں لپیٹیں اور ایسی جگہ جہاں پاؤں نہ پڑتا ہو عمیق بغلی قبر اوسکے لائق کھود کر اوس میں سپرد کردیں درمختار میں ہے المصحف اذا صار بحال لا یقرء فیہ یدفن کالمسلم رد المحتار میں ہے ای یجعل فی خرقۃ طاھرۃ ویدفن فی محل غیر ممتھن لا یؤطأ وفی الذخیرۃ وینبغی ان یلحد لہ ولا یشق لہ لانہ یحتاج الی اہالۃ التراب علیہ وفی ذلک نوع تحقیر الا اذا جعل فوقہ سقفا بحیث لا یصل الیہ فھو حسن ایضا اھ اقول الشق قد ینھدم فاللحد اولیٰ ہاں جہاں زمین ایسی نرم و کمزور ہو کہ بغلی کے دھنس جانے کا اندیشہ ہو تو اوپر تختے مضبوط لگا کر قبر بنائیں اور اگر اوراق تھوڑے ہوں تو سب سے اولیٰ یہ کہ ایک ایک یا زیادہ کا تعویذ بنا کر اطفال مسلمین کو تقسیم کردیں واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از مرسلہ ۵ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۶ھ

ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ ایھا العلماء الکرام اندریں مسئلہ کہ مروی و ماثور است کہ موئے مرغول سراں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بغیر از حلق بسہ کیفیت متکیف بود یعنی گاہ بگوش وگاہ بدوش وگاہ از گوش فرود آمدہ ونزدیک بدوش رسیدہ آیا رجل امت اجابت آں تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را نیز لازم است کہ ہمیں جادہ مستقیم را اخذ نمودہ سالک شوند یا نہ و بر تقدیر اول آیا کدام صنف است از اصناف سنن ہدیٰ ست کہ تارکش مستحق لوم و عتاب است یا نہ کہ تارکش لائق ایں امر نبود چنانچہ در رسالہ منار وھی نوعان سنت الھدیٰ وتارکھا یستوجب الاساءۃ کالجماعۃ والاذان والزوائد وتارکھا لا یستوجب اساءۃ کسیر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی لباسہ وقعودہ وقیامہ الخ ۱۲ رسالہ شرح نور الانوار قمر الاقمار

الجواب: عادت کریمہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بر تمام سر موئے داشتن است از گوش تا دوش در غیر حج و حجامت ہیچ گاہ حلق ثابت نیست۔ امیر المومنین حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم دائما حلق فرمودہ و اذاں رو کہ زیر ہر مو جنابت ست مبادا کہ آب بجائے نرسد و می فرمود ومن ثمہ عادیت راسی ومن ثم عادیت راسی ومن ثم عادیت راسی و سنت خلفائے راشدین نیز سنت ست ہرچہ مناسب حال خود بیند بر آں عمل کنند موئے را اکرام باید فی الحدیث من کان لہ شعر فلیکرمہ اگر اکرام تواند و بحد اسراف نرساند موئے داشتن بہتر ست ورنہ در حلق فارغ البالی و بہر ہرچہ ازیں عمل کند مستحق لوم و عتابے نیست واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: جناب انتظام علی خاں چھتہ شیخ منگلو زیر جامع مسجد دہلی ۱۸ رجمادی الآخرہ

ہر میلاد شریف میں شہادت کا بیان اور نوحہ اشعاروں کے پڑھتے ہی میلاد خواں خود روتے ہیں اور دوسروں کو بھی رلاتے ہیں۔ مثال کہ زینب کلثوم صغریٰ وغیرہ وغیرہ اس طرح سے پڑھتی تھیں اور روتی تھیں جائز ہے یا نہیں یعنی اس طرح سے پڑھنا

الجواب: نوحہ ماتم حرام ہے بیان شہادت حسین ناجائز طور پر جاہلوں میں رائج ہے خود ہی ممنوع اور مجلس میلاد مبارک میں کہ مجلس سرور عالم کے ساتھ اوس کا ملانا اور حماقت۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از گونڈل کاٹھیاوار مرسلہ قاضی قاسم میاں صاحب ۲۶ ربیع الآخر شریف ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ان مسائل میں کہ (۱) فریمیشن کیا ہے اور اوس میں داخل ہونے والے کے لیے کیا حکم ہے (۲) لڑکیوں کو زیور کے لیے کان چھیدنا نے کا کوئی خاص حصہ مقرر ہے یا جس حصہ میں زیور پہننا چاہیں وہ حصہ چھید واسکتی ہیں (۳) کانچ کی ایک سطح پر آیات و اذکار نیز اب و سپیدی سے اولٹے لکھے جاتے ہیں جو دوسری طرف سیدھے دکھائی دیتے ہیں ایسے ایسے تختے و نیز کاغذ میں لکھے ہوئے آیات و اذکار کانچ میں مڑھا کر مکان میں برکت و آرائش کے لیے رکھتے ہیں ایسے مکان میں جماع کرنا بے ادبی ہے یا نہیں (۴) عورتیں ناک کا پھول دہنی طرف پہنیں یا بائیں۔ بینوا توجروا

الجواب: (۱) فریمیشن سحر ہے اور جہاں تک اوس کی نسبت معلوم ہوا وہ انبیا علیہم الصلاۃ والسلام پر ایمان کے سلب کے لیے رکھا گیا ہے فلہذا اوس میں شرف مسلمان یا کتابی کو بینے ہیں معاذ اللہ جو اوس کے اثر کا معمول ہو جاتا ہے بظاہر اپنے دین پر جو پہلے تھا زیادہ مستقیم ہوتا ہے اور باطن میں تمام انبیا علیہم الصلاۃ والسلام سے محض انکار نقیض لہ شیطٰنا فھو لہ قرین کا کھلا مصداق ہوجاتا ہے ایک شیطان علانیہ اوس کے ساتھ رہتا ہے جسے وہ دیکھتا ہے اور اوس سے باتیں کرتا ہے اور وہ اسے یہ راز ظاہر کرنے سے ہر وقت مانع رہتا ہے اور یہی سبب ہے کہ ایک فریمیشن اگر شہر کے ایک کنارے سے گزرے تو دوسرے کو جو شہر کے دوسرے کنارے پر ہے اطلاع ہوجاتی ہے۔ ایک کا شیطان دوسرے کے شیطان کو اطلاع کر دیتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۲) کوئی خاص حصہ مقرر نہیں ہاں مشابہت کفار سے بچنا ضرور ہے بعض طریقے خاص کفار کے یہاں ہیں جسے یہاں انوٹ کہتے ہیں اون سے بچیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۳) جہاں قرآن کریم کی کوئی آیت کریمہ لکھی ہوئی ہو کاغذ یا کسی شے پر اگرچہ اوپر شیشہ ہو جو اسے حاجب نہو جب تک اوس پر غلاف نہ ڈال لیں وہاں جماع یا برہنگی بے ادبی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۴) اس میں کوئی تخصیص شرعی نہیں جدھر چاہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: از بریلی بازار شہامت گنج مسئولہ عاشق علی دوکاندار ۲۶ جمادی الاولیٰ ۳۸ھ

علمائے دین کیا فرماتے ہیں ایک شخص کی زمین ہے اوس میں ایک اور شخص رہتا ہے عملاً اس کا ہے خام ہے زمیندار زمین فروخت کرنا چاہتا ہے اور اہل محلہ چندہ کر کے خریدنا چاہتے ہیں اس لیے کہ اس مکان کا کرایہ مسجد میں صرف ہوتا رہے جو شخص اس میں رہتا ہے وہ مسجد کے لیے خریدنے سے ناراض ہے وہ چاہتا ہے کہ میں خریدوں وہ شخص مسلمان ہے۔ اوس زمین کا خریدنا ہم اہل خیر کو جائز ہے یا اوس شخص کو جائز ہے۔

الجواب: ظاہر ہے کہ اوس شخص کو مکان کی حاجت ہے کہ کرایہ کے مکان میں رہ رہا ہے لہٰذا اوس کا اپنے لیے چاہنا مذموم نہیں اور اختیار مالک مکان کو ہے جس کے ہاتھ چاہے بیع کرے اس میں کسی فریق پر کوئی الزام شرعی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از اجمیر شریف ڈاکخانہ گر گنج علاقہ نمبر ۳۰ مرسلہ کمال محمد ۱۴ جمادی الآخرہ ۳۸ھ

بد دعا کرنا گنہگاروں کے واسطے جائز ہے یا حرام۔

الجواب: سنی مسلمان اگر کسی پر ظالم نہیں تو اوس کے لیے بد دعا نہ چاہیے۔ بلکہ دعائے ہدایت کی جائے کہ جو گناہ کرتا ہے چھوڑ دے اور اگر ظالم ہے اور مسلمانوں کو اوس سے ایذا ہے تو اوس پر بد دعا میں حرج نہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از جبلپور بازار لارڈ گنج مرسلہ احمد علی محمد کچھی ۱۴ رجمادی الآخرہ ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عالم صاحب اپنی ایک گجراتی تصنیف میں تحریر فرماتے ہیں کہ کچا انڈا حرام ہے اور پکا ہوا جائز ہے

توظاہر فرمائیے کہ اس میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے۔

الجواب: - حلال جانور کا کچا پکا انڈا سب حلال ہے ہاں وہ کہ خون ہوجائے نجس و حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: - از کانپور محلہ ٹپکاپور متصل اسٹار پریس مرسلہ برکات احمد صاحب ۱۶ رجمادی الآخرہ ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہندہ پیشہ کسب اور ناچ گانے کا کرتی تھی اوس کو قدرتی طور پر میلان ہوا کہ پیشہ کسب یعنی زنا چھوڑدے چنانچہ اوس نے اوس سے توبہ کی پھر وہ ایک بزرگ طریقت زید سے مرید ہوگئی تاہم پیشہ ناچ گانے کا ابتک کرتی ہے پیر صاحب نے اوس کو اجازت دے رکھی ہے کہ وہ اس پیشہ کو اوس وقت تک جب تک اوس کے پاس ایک معقول سرمایہ جمع ہوجائے کرتی رہے ایسی حالت میں ہندہ اور اوس کا مرشد زید کسی گناہ کے مرتکب ہیں اگر ہیں تو بروے احکام شریعت اون کی کیا سزا ہے۔

الجواب: - یہ ملعون پیشہ حرام قطعی ہے اگر اسے حلال جانے کافر ہے کہ نصوص قرآنیہ کا منکر ہے وقد ذکرناھا فی فتاونا جو مال اس سے جمع ہوگا حرام حرام مثل مال غصب ہوگا کہ ہندہ نہ اوسے اپنے صرف میں لاسکے گی نہ اپنے پیر کے۔ ہندہ صورت مذکورہ میں فاسقہ فاحشہ ہے اور جس نے اس کی اجازت دی اور اس ملعون کام سے سرمایہ جمع کرنے کو کہا وہ حرام کا دلال فاسق فاجر ضال ہے عجب کہ سائل بزرگ طریقت لکھتا ہے بزرگان طریقت شیطان خصلت نہیں ہوتے۔ رہی سزا وتعزیر وہ یہاں کون دے سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: - از فریدپور مرسلہ جناب جدالحسین صاحب مورخہ ۲۲ رجمادی الآخرہ ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر گائے یا بھینس کا بچہ مرجائے اور اس بچہ کے چمڑے کو سکھا کر بصورت بچہ کے بنا کر اور گائے کے سامنے رکھا دودھ دوہنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب: - جائز ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: - از

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جس شخص کے پاس مال حلال بھی ہے یعنی اپنی زمین میں زراعت ہوتی ہے اور سود بھی کھاتا ہے اس قسم کے لوگوں کی ہدیہ قبول کرنا اور اسکے دعوات کھانا جائز ہے یا نہیں اور اگر سود خوار امام ہو تو اوسکے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: - سود خوار کو امام بنانا گناہ اور اوس کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب اور اوس کی دعوت قبول کرنے سے احتراز چاہئے پھر بھی دعوت وہدیہ میں فتوی جواز ہے جب تک معلوم نہ ہو کہ یہ شے جو ہمارے سامنے پیش کی گئی بعینہ وجہ حرام سے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: - از کچھا علاقہ خام ضلع نینی تال مسئولہ محمد الیاس صاحب ۲۷ رجمادی الآخرہ ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بکر نے اپنی عورت منکوحہ کو طلاق دیدی اور ایام عدت بھی گزر گئی اب بکر کا باپ سوتیلا اوس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے اور وہ عورت بھی اپنے خسر سوتیلے سے رضامند ہے موافق شریعت کے اون کا نکاح درست ہے یا نہیں۔

الجواب: - ہاں درست ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: - از بریلی لال کورتی بازار مرسلہ نیاز احمد اینڈ سنس مورخہ ۴ رجب المرجب ۳۸ھ

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ۔ ہمارے پاس ہمیشہ ذیل کے مضمون کے کارڈ آتے ہیں اھدنا الصراط المستقیم صراط۔ انعمت اس کے علاوہ اور مضمون کے بھی دیتے ہیں اور لکھا ہوتا ہے ۹ یا ۱۱ مرتبہ لکھکر مختلف لوگوں کو تقسیم ڈاک کرو ورنہ نقصان ہوگا۔ مہربانی فرماکر تحریر فرمائیں کہ کیا کرنا چاہئے۔ والسلام۔

الجواب: - یہ محض بے اصل بات ہے اوس پر عمل نہ کیجئے ناحق تضیع مال ہے اور وہ دھمکی غلط وباطل ہے اون کارڈوں پر ناخدا ترس لوگ آیات کریمہ لکھتے ہیں کہ ان کی نونقلیں کرکے بھیجو حالانکہ وہ بے وضو بلکہ جنب بلکہ کفار کے ہاتھ میں آتی ہیں اور زمین پر رکھکر اون پر ڈاک کی مہریں لگائی جاتی ہیں قرآن عظیم کی اس بے ادبی کا وبال اون لکھنے والوں پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- از موضع ہری پورہ مرسلہ شوکت علی خاں — بتاریخ ۱۹ رجب المرجب ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید غیر تعلیم یافتہ کسی قریہ میں اپنے آپ کو حکیم مشہور کرے اور وہ اس قسم کی ادویات جانتا ہے کہ اسقاط حمل ہو جائے اور وہ کسی عورت حاملہ کو عورت کی خواہش پر یا غیر خواہش پر ذریعہ ادویات اسقاط حمل کرائے اور اسقاط عمل میں آئے تو کیا وہ شخص قاتل ہے اور اوسکے لیے کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

الجواب:- جاہل کو طبیب بننا حرام ہے جان پڑ جانے کے بعد اسقاط حمل حرام ہے اور ایسا کرنے والا گویا قاتل ہے اور جان پڑنے سے پہلے اگر کوئی ضرورت ہے تو حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- از موضع مذکور بالا - ہری پورہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو مسلمان کافر کو نفع پہنچائے اور مسلمانوں کو ضرر اور مسلمانوں کو برا کہے اور کافروں کو اچھا سمجھے اور ان کی طرفداری کرے اور مسلمانوں کی نہیں۔ کیا حکم ہے اس شخص پر دائرہ اسلام میں ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب:- تفصیل واقعہ کی لکھی جائے اجمالی لفظ ہولناک ہوتے ہیں اور تفصیل معلوم کی جائے تو کچھ سے کچھ نکلتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- از نصیر آباد ضلع اجمیر شریف محلہ دودہان مرسلہ جناب شیخ محمد عمر صاحب — مورخہ ۲۱ رجب المرجب ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ زید اپنے پیر کو سجدہ تعظیمی کیا کرتا ہے اور جب اوس کو منع کیا جاتا ہے کہ تعظیمی سجدہ سوائے خدا کے کسی کو درست نہیں خواہ پیغمبر ہو یا پیر تو زید مذکور پیر کو سجدۂ تعظیمی کرنے کی نفی میں قرآن مجید و احادیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثبوت طلب کرتا ہے لہذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ آیا یہ تعظیمی سجدہ جو اپنے پیر یا اوستاد کو کیا جاتا ہے از روئے شرع شریف جائز ہے یا حرام اور پیر کو تعظیمی سجدہ کرنے والا مومن ہے یا مشرک فقط۔ بینوا توجروا

الجواب:- غیر خدا کو سجدۂ عبادت شرک ہے سجدۂ تعظیمی شرک نہیں مگر حرام ہے گناہ کبیرہ ہے متواتر حدیثین اور متواتر نصوص فقہیہ سے اوسکی حرمت ثابت ہے ہم نے اپنے فتاوی میں اسکی تحریم پر چالیس حدیثین روایت کیں اور نصوص فقہیہ کی گنتی نہیں فتاوی عزیزیہ میں ہے کہ اوس کی حرمت پر اجماع امت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- از موضع بہار ضلع بریلی مرسلہ محمد اسماعیل خاں صاحب — مورخہ ۲۲ ماہ رجب المرجب ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نکاح عدت سے دو ماہ پیشتر ہوا اس میں جو شاہد گواہ بنے ان کو جو کچھ ملا وہ کچھ تو ای حصہ اس رقم کا مسجد شریف میں دینا چاہتے ہیں تو صرف مسجد میں لگایا جاوے کہ نہیں کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ جو ہم کو نکاح میں ملا ہے وہ مسجد کے خرچ کے واسطے لے لو۔ بینوا توجروا

الجواب:- اگر اون کو معلوم تھا کہ یہ نکاح عدت کے اندر ہوا ہے اور پھر شاہد بنے اور اوس پر کچھ لیا تو وہ حرام ہے مسجد میں ہرگز نہ لیا جائے اور اگر معلوم نہ تھا اور شاہد بننے پر اجرت لی جب بھی باطل و مردود ہے نہ لی جائے اور اگر معلوم نہ تھا نہ اجرت لی مگر دینے والے نے بطور شاہد دیا کہ یہ وقت پر ہماری سی کہیں جب بھی وہ واقع میں ناجائز ہے شاہدان کو چاہیئے اوسے واپس دیں اور مسجد میں نہ لیا جائے ہاں اگر یہ صورت ہوتی کہ شاہدوں کو لوگ کبھی کبھی بطور صلہ کچھ دیتے ہیں جس کی عادت نہیں اور اوسی صلے کے طور پر انکو دیا جائے اور اونھیں نکاح عدت میں ہونے کی خبر نہ ہوتی تو جائز ہوتا اور مسجد میں لینا بھی جائز ہوتا لیکن ظاہر ایسا ہوتا نہیں لہذا نہ لیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- از بنارس مسئولہ جناب مولوی ابراہیم صاحب — ۲۷ شعبان ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ بارات کے ساتھ چند دف بجاتے ہوئے چلنا جیسا آجکل مروج ہے یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: شادی میں دف کی اجازت ہے مگر تین شرط سے (۱) ہیئات تطرب پر نہ بجایا جائے یعنی رعایت قواعد موسیقی نہ ہو ایک یہی شرط اس مروج کے منع کو بس ہے کہ ضرور تال سم پر بجاتے ہیں (۲) بجانے والے مرد نہ ہوں کہ اون کو مطلقاً مکروہ ہے (۳) عزت دار بیبیاں نہ ہوں نص علی کل ذٰلک فی رد المحتار۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- از موضع خورد منو ڈاکخانہ زید وسرائے ضلع بارہ بنکی مرسلہ سید صفدر علی صاحب ۱۲ رمضان ۳۸ھ

- کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع مبین ہندہ کے دو لڑکے زید وعمرو ہیں زید نے اپنی ماں کو بحکم شرع شریف بجائے کرتی پہننے کے جس کی آستین صرف شانے تک ہوتی ہے پورا ہاتھ بغل تک کھلا رہتا ہے اور لمبائی بالائے ناف برائے نام ہوتی ہے کرتا پوری آستین کا اور نیچا نصف ران تک پہننے کی ترغیب دی اور افہام وتفہیم کے ساتھ کچھ زبانی سختی بھی کی جس پر ہندہ راغب ہو چکی تھی کہ عمرو نے ہندہ کو صراحۃً کنایۃً شہہ دی کہ تم اس کے کہنے کی کچھ پرواہ نہ کرو میں تمہارے ساتھ ہوں ہندہ اپنی رغبت سے فوراً منحرف ہو گئی۔ زید کا قول کیسا تھا اور عمرو کی شہہ اور جنبہ داری کیسے ہوئی ہندہ کا عمل کیسا ہے اور آخرت میں اس کی پاداش کیا ہے اور ایسی کرتی سے جس کی صراحت کی گئی نماز ہو سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- عورت اگر صرف محارم کے سامنے ہوتی ہو اور ایسی کرتی پہنے جس میں ہاتھ سب کھلے رہتے ہیں مگر پیٹ ڈھکا ہو خواہ اس کرتی یا دوسرے کپڑے سے اور نماز کے وقت بازو کلائیاں وغیرہ ستر پورا چھپا رہتا ہو تو ایسی عورت کو وہ کرتی پہننا جائز ہے اور اوسے ترغیب تبدیل کی حاجت نہ تھی اور ماں پر سختی کرنا حرام تھا اور دوسرے بھائی کا اوس رغبت سے پھیر دینا اور عورت کا پھر جانا کچھ گناہ نہ ہوا۔ اور اگر عورت کسی نامحرم کے سامنے بھی ہوتی ہے اور وہی کرتی پہنتی ہے اور بدن اور کپڑے سے نہیں چھپاتی یا محارم کے سامنے پیٹ کا کچھ حصہ کھلا رہتا ہے یا نماز میں بازو یا کلائی کا کوئی حصہ تو بلاشبہہ عورت سخت گناہ گار ہے اور جس نے اوسے تبدیل کی ترغیب دی تھی بہت اچھا کیا تھا مگر ماں پر سختی جب بھی جائز نہ تھی اور دوسرے بھائی کا اوس ترغیب سے پھیر دینا اور عورت کا پھر جانا سخت گناہ ہوا۔ اون پر توبہ واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- از ڈاکخانہ شیر پور ضلع پیلی بھیت مرسلہ شبیر الحسن صاحب ۱۲ رمضان ۳۸ھ

(۱) اہل ہنود کی اشیاء خوردنی کا استعمال ایک مسلمان کے لئے کہاں تک جائز ہے۔ (۲) یونہیں اہل ہنود کے ہمراہ کھانا کھانا (۳) کیا اوپر کے مسائل کے جواب ہر غیر مسلم پر عائد ہو سکتے ہیں۔ اگر نہ تو غیر مسلم کے بارے میں اوپر کے ہر دو مسائل کا کیا جواب ہوگا۔

الجواب:- اشیاء خوردنی جو شریعت نے حلال فرمائی ہیں حلال ہیں ہنود کی کوئی تخصیص نہیں کہ وہ چیزیں خاص ہندوؤں کے کھانے کی ہیں ہاں ہندو کے یہاں کا کھانا اگر گوشت ہے حرام ہے اور اوس کے سوا اور چیزیں مباح ہیں۔ جب تک اون کی حرمت یا نجاست تحقیق نہ ہو اور بچنا اولیٰ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ہندو کے ساتھ کھانا کھانے کا سوال بے معنی ہے ہندو کب اس کے ساتھ کھائے گا اور ایسا ہو تو اسے نہ چاہئے حدیث میں ہے لا تؤاکلوھم ولا تشاربوھم نہ اون کے ساتھ کھانا کھاؤ نہ اون کے ساتھ پانی پیو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) غیر مسلم چار قسم ہیں کتابی مجوسی مشرک مرتد۔ کتابی اگر کتابی ہو ملحد نہ ہو تو اوس کا ذبیحہ اور اوس کے یہاں کا گوشت بھی حلال ہے اور باقیوں کے یہاں کا گوشت حرام اور مرتد اون میں سب سے خبیث تر ہے اوس کے پاس نشست برخاست مطلقاً ناجائز اور ساتھ کھانا ہر کافر کے ساتھ برا ہے پھر اگر اوس میں بدمذہبی کی تہمت ہو جیسے نصرانی کے ساتھ کھانا یا مسلمانوں کے لیے زیادہ باعث نفرت ہو تو اوس کا حکم اور سخت تر ہوگا ورنہ اوس اصل حکم میں کہ اون کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ پانی نہ پیو سب برابر ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- از امو پور میواڑ راجپوتانہ مہارانا اسکول مرسلہ مولوی وزیر احمد صاحب مدرس ۱۲ رمضان ۳۸ھ

۱:- قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہوئے عالم یا والدین یا دینی مہتمم مدرسہ کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا جائز ہے یا نہیں تعظیم کرنا چاہئے یا نہیں ۲: دس آدمی جاہل بیٹھے ہوئے ہوں اور عالم مولوی اون کے پاس آئے تو وہ اسے سلام کریں یا یہ اونھیں پہلے کون کرے۔

الجواب:- قرآن عظیم کی تلاوت میں سلطان اسلام اور عالم دین اور استاذ علم دین اور والدین کی تعظیم کر سکتا ہے وبس واللہ تعالیٰ اعلم

۲:- آنے والے کو پہلے سلام کرنا چاہئے اور اون کا جاہل ہونا ابتداء بالسلام کے مانع نہیں جبکہ فاسق نہ ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- از مقام آصف آباد ڈاکخانہ بلہارپور ضلع چاند ملک متوسط مرسلہ عبد الرحمٰن صاحب ۱۶ رمضان ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حمد ونعت میں آداب مقام طہارت کا بخیال حرمت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہاں تک لحاظ کیا جانا لازم ہے کہ حمد ونعت تماشا گاہوں شادی کی مجلسوں اور دعوت کے ایسے جلسوں میں جس میں لوگ انگریزی وضع

کے موافق آداب اسلام کے برعکس کرسیوں پر تبختر سے بیٹھے ہوں اور ارباب نشاط جمع ہوں پڑھنا جائز ہے یا نہیں اگر کوئی شخص اُس موقع پر جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے ادائے حمد و نعت سے بخیال ادب و حرمت تامل پذیر ہو اور انکار کرے تو گناہ تو لازم نہ آئے گا ایسے جلسوں میں آداب و رواج اسلام کے خلاف جوتا پہنے ہوئے میز کے پاس کھڑے ہو کر جبکہ سامعین کرسیوں پر نشست رکھتے ہوں اور قاری زمین پر کھڑا ہو کیا حمد و نعت کے متبرک الفاظ با آواز بلند پڑھنا جائز ہوگا اور اگر کوئی شخص جائز نہ سمجھکر ایسے موقع پر تامل کرے تو کوئی حرج تو نہیں۔

الجواب:۔ ادب و اجلال جہاں تک ممکن ہو بہتر ہے فتح القدیر میں ہے کل ماکان ادخل فی الادب والاجلال کان حسنا۔ تماشا گاہوں میں جہاں لوگ لہو و لعب میں مشغول ہوں اور ذکر شریف نہ سُنینگے نعت شریف با آواز بلند پڑھنا ممنوع ہے جس طرح ایسی جگہ قرآن عظیم پڑھنا حرام ہے شادی و دعوت کے جلسوں میں حالت دیکھی جائے اگر حاضرین سب اوسی بے ہودہ طرز کے ہیں کہ التفات نہ کرینگے تو وہاں بھی پڑھنا منع اور تامل و انکار کرنے والا کہ بہ نیت ادب و حرمت انکار کرے گا ثواب پائے گا اور اگر وہاں وہ لوگ ہیں کہ متوجہ ہو کر ذکر شریف سنیں گے اگرچہ بعض انگریزی بے ہودہ فیشن کے متکبر و متبختر بھی ہوں تو ممانعت نہیں اور ایسی جگہ تامل و انکار بیجا ہے گناہ گار اب بھی نہ ہوگا جبکہ اوس کی نیت ادب و احترام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از الٰہ آباد مدرسہ سبحانیہ مرسلہ مولوی ابراہیم صاحب ۱۷ رمضان ۳۸ھ

زید نے اپنی لڑکی کی شادی کی اور اوس کا مہر لیکر لوگوں کو کھانا کھلایا کھانے تیار ہوجانے پر لڑکی سے اجازت لی یہ کھانا کھانا کیسا ہے۔ عمرو کہتا ہے کہ یہ جائز نہیں کیونکہ بعد تیار ہونے کے اجازت لی ہے تو اوس وقت لڑکی نے مجبوراً اجازت دیدی پہلے اوس سے اجازت نہ لی۔

الجواب:۔ شرع مطہر ظاہر کو دیکھتی ہے جب اوس نے اجازت دی اجازت ہو گئی فتاوی خیریہ میں ہے الاجازۃ اللاحقۃ کالوکالۃ السابقۃ اور یہ احتمال کہ مجبوری سے اجازت دی پہلے سے اجازت لینے میں بھی قائم تھا بلا دلیل اوہام کا اعتبار نہیں اوس کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ شادی میں ڈھول وغیرہ بجانا اور محرم میں تعزیہ داری کرنا سینہ پیٹنا کیسا ہے۔

الجواب:۔ ڈھول بجانا ممنوع ہے اور تعزیہ داری و سینہ کوبی حرام واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از شہر محلہ پھوٹا دروازہ مسئولہ شیخ نعیم اللہ صاحب چناں میاں ۴ شوال ۳۸ھ

ذمہ زید حقوق العباد ہوں تو اون کا کیا کفارہ ہے اور اگر کفارہ نہ ہو تو سبکدوشی کی کیا صورت ہے۔

الجواب:۔ جس کا مال دبایا ہے فرض ہے کہ اتنا مال اوسے دے وہ نہ رہا ہو اوس کے وارث کو دے۔ وہ نہ ہوں فقیر کو دے بے اس کے سبکدوش نہیں ہو سکتا اور جسے علاوہ مال کچھ ایذا دی ہو یا بُرا کہا ہو اوس سے معافی مانگے یہاں تک کہ وہ معاف کر دے جس طرح ممکن ہو معافی لے وہ نہ رہا ہو اور تھا مسلمان تو اوس کے لیے صدقہ و تلاوت و نوافل کا ثواب پہنچاتا رہے اور کافر تھا تو کوئی علاج نہیں سوا اس کے کہ اپنے رب کی طرف رجوع اور توبہ و استغفار کرتا رہے وہ مالک و قادر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از دیوگڑھ میواڑ راجپوتانہ مرسلہ عبدالعزیز صاحب ۱۸ شوال ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سود لینا باری تعالیٰ نے حرام فرمایا جیسے موافق فرمان خداوندی ہر شخص بُرا جانتا ہے اس طرح سود دینا بھی بُرا جانتے ہیں لیکن ایسا شخص جسے روپے کی سخت ضرورت ہو اور قرض حسنہ بھی آجکل کوئی کسی کو نہیں دیتا اور میواڑ کے مسلمانوں کی حالت تو بہت کمزور ہے ایسی حالت میں کسی غیر مذہب سے سودی روپیہ لے آئے اور اپنی ضرورت رفع کرے تو کیا ہے ایسے شخص کے پیچھے نماز میں تو کوئی قباحت نہیں۔

الجواب: لوگ بے ضرورت باتوں کو ضرورت ٹھہرا لیتے ہیں مثلاً شادی میں کثیر خرچ درکار ہے کچے مکان میں رہتے ہیں پختہ بنانا منظور ہے گزر کے لائق تجارت کر رہے ہیں اور بڑا سوداگر بننا مقصود ہے ان اغراض کے لئے سودی قرض لیتے ہیں یہ حرام ہے اُس کا او رسود دینے کا ایک حکم ہے صحیح حدیث میں ہے لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آکل الربا وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ وقال ھم سواء ہاں اگر واقعی ضرورت ہے کہ بے اوسکے گزر نہیں مثلاً کھانے پہننے کو درکار ہے اور کسب پر قادر نہیں نہ حاجات ضروریہ سے زائد کوئی چیز قابل بیع پاس ہے یا قرضخواہ کی ڈگری ہو گئی پاس کچھ نہیں ادا نہ کرے تو رہنے کا مکان یا جائداد کا ٹکڑا کہ وہی ذریعہ معاش ہے نیلام ہو جائے۔ تو ایسی مجبوریوں میں سودی قرض لے سکتا ہے درمختار میں ہے یجوز للمحتاج الاستقراض بالربح۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ‌ ‌ ‌ ‌ اے کارساز قبلۂ حاجات کار ہا ۔ آغاز کردہ ایم رسانی بانتہا

الحمد للہ رب العالمین و العاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین۔ کیا فرماتے علمار دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک صاحب جو کہ علم فقہ و حدیث سے واقف ہیں لوگوں کو پند و وعظ بھی کہا کرتے ہیں مگر اون کی مستورات نہایت بدعت و شرک میں مبتلا ہوتی ہیں جس کا اظہار مندرجہ ذیل ہیں کہ محرم شریف کی تاریخ ۱۳ کو مستوراتوں کو جمع کر کے اور اُن سے چندہ جمع کروا کر چند اشیار بازار سے خود جا کر مع مستورات کے خرید کر کے لانا۔ چاول خام۔ و پھل و مٹھایاں نخود بریاں و پھولی جوار و عطر واگر بتی وغیر ہم مہیا کر کے قبرستان میں مع مستورات مذکورہ کے لیجانا اور وہاں جا کر ایک سفید چادر کا زمین پر بچھانا اور کل اشیار مذکورہ بالا کو چادر کے چاروں کونہ پر جمع کرنا اور وہاں حضرت صلعم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے اہل بیت و شہیدان کربلا کو اور حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی روح مطہر کو حاضر جان کر وہاں معہ جملہ مستوراتوں کے سینہ زنی و ماتم پرسی کروانا اور خود بھی بے پردگی کرنا بعدہ نہایت ادب و تعظیم کے ساتھ ان اشیار مذکورہ بالا پر فاتحہ وغیرہ دیکر تقسیم کرنا اور اولاد و دیگر امور کے بارے میں دعا کرنا اور اُن مستوراتوں کے خاوندوں کا اون کو ہدایت نہ کرنا ایسے شخص کے بارہ میں اللہ رسول کا کیا حکم ہے اور ایسے شخص کو شرع شریف میں کیا کہنا لازم آتا ہے اور مسلمانوں کو ایسے آدمیوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیئے براہ مہربانی جیسا حکم موافق شرع کے ہو وہ معہ حدیث و فقہ حوالہ و آیت کلام اللہ و حدیث کے ارقام فرمادیں تاکہ مستوراتیں خوف خدا کر کے باز آویں اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم فرمائیگا از ناتھ دوارہ ریاست اودیپور ملک میواڑ

الجواب:۔ (۱) عورات کا قبرستان جانا ممنوع ہے اور سینہ زنی حرام ہے اور یہ طریقہ بدعت ہے اور بے پردگی فاحشہ ہے ایسا شخص مبتدع ہے مسلمانوں کو اوس سے احتراز چاہیئے۔

کیا فرماتے ہیں علمار دین اس مسئلہ میں ایک شخص علم فقہ و حدیث کے جاننے والے اور وعظ و پند کرنیوالے انھوں نے بسبب ناراضگی کے اپنی زوجہ کو ایک جلسہ میں تین طلاق معہ گواہان کے روبرو اوس کو گھر سے علیحدہ سے علیحدہ کر دیا عورت مذکورہ دیگر جگہ سکونت اختیار کر کے ایک سال کامل مدت گذارنا بعد ایک سال کے پھر اوسی عورت کو اونہیں عالم بالا مذکور نے رضیت حاصل کر کے پھر اپنے مکان میں لے آنا اور پھر اوسے اولاد ہونا یہ امر شرع شریف میں جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو جو اولاد کے پیدا ہوئی وہ ولد الزنا ہے یا حلال ہے اگر ولد الزنا ہے تو ایسا شخص ایسے امر کرنے سے مرتکب گناہ کا ہوتا ہے یا نہیں اور شرع شریف میں ایسے شخص کو کیا کہنا لازم اور کونسی سزا کا سزاوار ہے مسلمان کو ایسے شخص کے ساتھ کس طرح برتاؤ کرنا چاہیں یا لازم آتا ہے اسکا جواب باصواب مع حدیث و فقہ آیت کلام اللہ سے تحریر فرماویں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

الجواب:۔ (۲) تین طلاق کے بعد بے حلالہ اوسے پھر رکھنا حرام ہے اور اوس سے وطی زنا اور اولاد ولد الزنا اور وہ مرد عورت دونوں فاسق اور اونکی سزا بہت سخت ہے جو یہاں نہیں ہو سکتی اور اللہ عزوجل کا عذاب شدید ہے اون مرد عورت پر فرض ہے کہ فوراً جدا ہو جائیں ورنہ مسلمان اونسے میل جول چھوڑ دیں۔

(۳) کیا فرماتے ہیں علمار دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں ایک شخص کو قطع رحم اپنی اولاد سے رکھنا اوسکی بیماری میں اوسکی عیادت و نان و نفقہ کی خبر و علاج و معالجہ کی تدبیر نہ کرنا اور بعد مرجانے کے سامان تجہیز و تکفین میں شریک نہ ہونا اور کفن وغیرہ غیر شخص کا اللہ نام دینا حتی المقدور اپنے اپنے پاس ہوتے ہوئے یہ برتاؤ اپنی اولاد کے ساتھ کرنا ایسے شخص کیواسطے کیا حکم ہے چونکہ یہ شخص علم فقہ و حدیث سے بھی واقفیت رکھتے ہیں اور پند و واعظ بھی لوگوں کو کہا کرتے ہیں مگر اپنا عمل خلاف شرع آتا ہے ایسے شخص کے واسطے کیا حکم ہے اس کا جواب باصواب مع حدیث فقہ و آیت کلام کے تحریر فرمائیں خدائے تعالیٰ آپکو اجر عظیم عطا فرماوے گا۔

الجواب:۔ (۳) اگر اُس کا نفقہ شرعاً باپ پر لازم تھا مثلاً نابالغ بچہ یا لڑکی جسکی شادی نہ ہوئی یا جوان لڑکا کہ کچھ کمانے پر قادر نہیں اوس کو نفقہ نہ دیا تو سخت شدید گناہ میں مبتلا ہے اور اگر شرعاً اوس کا نفقہ باپ پر نہ تھا مثلاً لڑکی کہ شوہر والی یا جوان لڑکا کمائی پر قادر تو اوسے نفقہ نہ دینے میں کچھ گناہ نہیں اور علاج و دوا تو کسی پر واجب نہیں خود اپنی واجب نہیں اور اولاد اگر عقوق کرے اور باز نہ آئے یا معاذ اللہ بد مذہب ہو جائے اور باپ اوسے چھوڑ دے تو قطع رحم اوس اولاد کی طرف سے ہے باپ کی طرف سے نہیں وبال اولاد پر ہے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک لفظ کے سبب اپنے ایک صاحبزادہ سے عمر بھر کلام نہ فرمایا حضرت مولوی معنوی قدس سرہ شریف کے ایک صاحبزادہ نے حضرت شمس تبریز قدس

سرالعزیز کی شان میں گستاخی کی اون کے مرنے پر حضرت مولوی بیٹے کے جنازے میں شریک نہ ہوئے ہاں اگر اولاد کا قصور نہیں تو باپ پر قطع رحم کا وبال عظیم ہے کفن نہ دینے کی وہی دو صورتیں ہیں جو نفقہ میں تھیں اگر اوس کا نفقہ باپ پر تھا اور اوس نے کفن نہ دیا گناہ گار رہوا اور نہ تھا تو کفن نہ دینے کا کچھ الزام نہیں

مسئلہ:- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص صاحب علم امر ونہی سے واقف ہیں مگر وہ شخص نہ کبھی رمضان المبارک کے روزہ رکھتے ہیں اور نہ کبھی نماز پڑھتے ہیں جمعہ کے روز بطور ریاکاری مسجد میں آنکر جمعہ ادا کرتے ہیں تو ایسے شخص کے واسطے کیا حکم ہے اور نمبر اول سے لیکر چار تک یہ سب باتیں ایک شخص میں پائی جاتی ہیں تو اوس شخص کو کیا کہنا چاہیئے اور مسلمانوں کو اوس کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا لازم ہے اس کا جواب مع حدیث وفقہ کے مرقوم فرمادیں اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

الجواب:- وہ شخص سخت فاسق فاجر مستحق جہنم ہے مسلمانوں کو اوس سے احتراز چاہیئے۔

مسئلہ:- از اجمیر شریف متصل امام باڑہ مکان میر گلزار علی صاحب مرسلہ فیاض حسین صاحب ۲۹ شوال ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زکاۃ اور فطرہ خلافت فنڈ میں دینا نیز آمدنی تماشہ تھیٹر جو شرعاً ناجائز ہے اوس میں دینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- زکاۃ مسجد میں دے تو ادا ہو نہیں سکتی اسے خلافت فنڈ میں کیسے دیجا سکتی ہے زکاۃ کا رکن تملیک فقیر ہے درمختار میں ہے لا صرف الی مسجد لعدم التملیک وھو الرکن تھیٹر کا روپیہ کہ تماشہ کی اجرت میں لیا جاتا ہے قطعی حرام اور اشد قسم کا حرام ہے مگر سوال بے منشا ہے خلافت فنڈ اگر بالفرض ایسوں کے ہاتھوں میں ہے جو اللہ کو اللہ رسول کو رسول حلال کو حلال حرام کو حرام جانتے ہوں تو وہ خود ہی ایسا مال نہ لیں گے اور اگر ایسوں کے ہاتھوں میں ہے جن کے نزدیک اسلام وکفر میں کوئی وجہ امتیاز نہیں جن کے نزدیک آج کوئی مسلمان نہیں سب برائے نام ہیں جو اپنے اسلام سے بھی صراحۃً انکار کریں جو کفر کا بول بالا کرنے کے لیے شعار اسلام کی بندش چاہیں جو مشرکوں کے مجمع میں مشرک کی جے بولیں جو مشرکوں کے ہاتھ سے اپنے ماتھے پر قشقے لگوائیں جو اپنے آپ کو لالہ و پنڈت کہیں جو مساجد میں منبروں پر مشرکوں سے لیکچر دلوائیں جو مشرکوں کی خوشی کیلیے رام لچھمن پر پھول چڑھائیں جو سخت اشد وہابیوں منکران رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی مجلس کا جسے بزعم خود دینی مجلس سمجھیں صدر بنائیں جو ایسوں کو کہ اپنے معبود کا ظالم جاہل چور شرابی ہونا جائز رکھیں ایسے کو الہ جانیں یہ اون کو شیخ الہند وشیخ الاسلام بتائیں جو صاف لکھدیں کہ ہم ایک ایسا مذہب بنانے کی فکر میں ہیں جو بتوں کے معبد کو مقدس جگہ بنائے گا تو سوال محض فضول ہے اونہیں احتراز کی کیا وجہ اور اون پر اعتراض کا کیا موقع جنھیں کفر واسلام میں امتیاز نہیں حلال وحرام میں امتیاز کیا معنے بلکہ جن کے نزدیک اسلام کفر اور کفر اسلام ہے اون کے یہاں آپ ہی حرام حلال اور حلال حرام ہے ما علی مثلہ بعد الخطاء واللہ تعالیٰ اعلم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص عالم صاحب کو دعوت دیکے مکان میں لاویں اور بنظر عزت اچھے کھانا پکا کے کھلا دیں اور مربیوں کے ثواب رسانی کے لئے کچھ دعا کرا دیں اور آتے وقت اونکو بطور ہدیہ کچھ للہ دیویں تو یہ لینا جائز ہے یا نہیں اور اجرت علی الطاعۃ اس پر صادق ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا مفتی محمد احمد بنگالی

الجواب:- اگر یہ معہود اصراف ہے بلانے والا جانتا ہے کہ دینا پڑے گا آنے والا جانتا ہے کہ کچھ ملے گا تو یہ مثل اجرت ہے فان المعروف کالمشروط اور اگر یہ نہیں تو عالم کی خدمت عالم کا اعزاز سب باعث اجر عظیم ہے اور بلا شرط اصراف جو روزانہ ملے جائز ہے اور طریقہ نجات یہ ہے کہ عالم پہلے کہدے کہ میں دعا کرونگا پڑھکر ثواب بخشونگا مگر ہرگز اس پر عوض نہ لونگا اسکے بعد جو کچھ ملے خالص نذر ہے فان الصریح یفوق الدلالۃ کما فی الغنیہ وغیرھا اور یہ دعوت بھی ایام موت میں نہ ہو فانہا تشرعت فی السرور لا فی الشرور کما فی فتح القدیر وغیرھا ایام موت کی دعوت قبول نہ کرے واللہ تعالیٰ اعلم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک شخص دوسرے شخص کو کچھ مال بطور قرض حسنہ دے تو یہ قرض دینے والا قرض لینے والے سے اپنا مال طلب کر سکتا ہے یا کہ نہیں اور اگر قرض لینے والا مالدار ہے اور قرض ادا نکرے تو اوس کے لئے کیا حکم ہے بینوا توجروا

الجواب:- قرض حسنہ دیکر مانگنے کی ممانعت نہیں ہاں مانگنے میں بیجا سختی نہ ہو وان کان ذو عسرۃ فنظرۃ الی میسرۃ اور اگر مدیون نادار ہے جب تو اوسے مہلت دینا فرض ہے یہاں تک کے اوس کا ہاتھ پہنچے اور جو دے سکتا ہے اور بلا وجہ لیت ولعل کرے وہ ظالم ہے اور اوس پر تشنیع وملامت جائز قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطل الغنی ظلم ولی الواجد یحل مالہ وعرضہ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: ۔از مراد آباد حسن پور مرسلہ عبدالرحمٰن مدرس ۸ ذی القعدہ ۳۸ھ

کواکب فلکی کے اثرات سعد ونحس پر عقیدت رکھنا کیسا ہے اور تعویذات میں عامل کو اون کی رعایت کہاں تک درست ہے۔

الجواب: ۔ مسلمان مطیع پر کوئی چیز نحس نہیں اور کافروں کے لیے کچھ سعد نہیں اور مسلمان عاصی کے لئے اوس کا اسلام سعد ہے طاعت بشرط قبول سعد ہے معصیت بجائے خود نحس ہے اگر رحمت وشفاعت اوس کی نحوست سے بچالیں بلکہ نحوست کو سعادت کردیں اولٰئك یبدل اللّٰہ سیاٰتہم حسنٰت بلکہ کبھی گناہ یوں سعادت ہوجاتا ہے کہ بندہ اوس پر خائف وترساں وتائب وکوشاں رہتا ہے وہ دھل گیا اور بہت سی حسنات مل گئیں باقی کواکب میں کوئی سعادت ونحوست نہیں اگر اون کو خود مؤثر جانے مشرک ہے اور اون سے مدد مانگے تو حرام ہے ورنہ اون کی رعایت ضرور خلاف توکل ہے اشعۃ اللمعات میں ہے انچہ اہل عزائم تکسیر می کنند مثل تبخیر وتلوین وحفظ ساعات نیز مکروہ وحرام است نزد اہل دیانت وتقوی کذا قال العلماء تبخیر سے مراد حسب رعایت کواکب وقت اوس کے بخورات خاصہ کا استعمال ورنہ تعظیم ذکر وتلاوت کے لیے عود ولوبان سلگانا مستحب ہے اور تلوین سے مراد مصلے وغیرہ کو الوان خاصہ کواکب سے رنگیں کرنا اور فقیر نے اوس کے ہامش پر لکھا یعنی چوں مقصود استعانت بکواکب باشد حرام ست کہ استعانت بانچہ استقلال او بزعم مشرکان راسخ شدہ است روا نبود ورنہ مکروہ وترک اولی ست کہ از اعمال اہل توکل نیست ومشابہتے دارد بافعال آنان وظاہر ست کہ اگر استعانت بکواکب نباشد واہل تجربہ صلی بتجربہ دانستہ باشند کہ مراعات ایں امور ہمچو مراعات اوزان وتخصیصات کثیرہ در اوویہ مناسب مقصود وبقضاء اللہ تعالٰی می افتد دریں حال باکے نیست خود راشد ہم فی امر اللہ عزوجل امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہنگام استسقا بمراعات منزل قمر امر فرمودہ وہمبریں محمول باشد انچہ شاہ محمد غوث گوالیاری وحضرت شیخ محمد شناوی وغیرہما اجلۂ اکابر قدست اسرارہم کردہ اند ودر کتب نفیسۂ خود ہا ہمچو جواہر وشروح آن باو تصریح فرمودہ فلیکن التوفیق وباللّٰہ التوفیق۔

مسئلہ (۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسمی جہدہ کی بیوی کو اس کے خسر نے روک رکھا ہے اور باوجود تمام اہل محلہ کے کہنے پر اور خدا ورسول کا واسطہ دینے پر بھی روانہ نہیں کرتا اور تمام اہل محلہ نے اس امر کا بھی اطمینان دلایا کہ تیری بیٹی کو اگر کسی قسم کی تکلیف ہوگی تو اہل محلہ ذمہ دار ہیں پس جو شخص اہل محلہ کے کہنے کو اور خدا ورسول کا واسطہ دینے کو نہ مانے اوس کے شریعت نبوی کا کیا حکم ہے آیا اس سے تمامی کا میل جول جائز ہے یا ناجائز صاف ارشاد فرمائیں بینوا توجروا

الجواب: ۔ سائل کوئی وجہ نہیں لکھتا کہ اوس نے کیوں روک رکھا اگر واقع میں اس کی کوئی وجہ شرع ہو تو اوس پر کچھ الزام نہیں نہ محلہ والوں کی ضمانت ماننا اوسے ضرور اور واسطہ اون باتوں میں ہوتا ہے جس میں ضرر نہ ہو اور دوسرے کی ضرر کی بات پر واسطہ دیا جائے تو وہ واسطہ دینے والا گنہگار ہوتا ہے ہاں اگر کوئی وجہ شرعی روکنے کی نہیں ہے محض روکا تو ایک تو روکنا ہی ظلم پھر وہ واسطہ نہ ماننا دوسرا ظلم واللّٰہ تعالٰی اعلم

(۲) جمعہ فرضوں کی اور سنتوں کی اول وآخر کی نیت تحریر فرمادیجئے۔

الجواب: ۔ جمعہ کی نیت میں فرض جمعہ اور چاہے یہ بھی بڑھائے واسطے اسقاط ظہر کے اور قبل کی سنتوں میں سنت قبل جمعہ اور بعد کی سنتوں میں سنت بعد جمعہ۔ واللّٰہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: ۔ از احمد آباد گجرات پانچ پیلی مرسلہ حکیم انوار حسین صاحب صفدری ۴ ذی الحجہ ۳۸ھ

علمائے کرام اہلسنت وجماعت ادام اللّٰہ فضلہم کا اس بات میں کیا ارشاد ہے کہ سرخ اور زرد (پیلا) رنگ کا کپڑا پہننا مرد کو جائز ہے یا نہیں اور اس سے نماز درست ہے یا نہیں۔ اگر پہننا مکروہ ہے تو اس میں کراہت تنزیہی ہے یا تحریمی بعض احادیث سے حضور سید عالم صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم کا سرخ جبہ زیب تن فرمانا ثابت اور زرد ملبوس رنگنا ظاہر مثلاً عن جابر بن سمرۃ قال رأیت النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم فی لیلۃ مقمرۃ اضحیان فجعلت انظر الیہ والی القمر وعلیہ حلۃ حمراء فاذا ھو احسن عندی من القمر (رواہ الدارمی والترمذی) نیز ۔ عن جابر بن عبداللّٰہ قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم یلبس بردہ الاحمر فی العیدین والجمعۃ (مواھب) وعن یحیٰی بن عبداللّٰہ بن مالك قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم یصبغ بالورس والزعفران

ثیابه حتی عمامته (ابوداؤد) اور بعض احادیث سے اس کی نہی پیدا و ہویدا مثلاً عن ابن عمر قال رأی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی ثوبین معصفرین فقال ان ھذہ الباس الکفار فلا تلبسھما (مسلم) ومعلوم ان ذلک یصبغ صباغاً احمر (مواہب) وفی الصحیح انه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نھی عن المزعفر معصفر ومزعفر کی کیا تشریح ہے موجودہ ولایتی پختہ وخام الوان بھی معصفر ومزعفر کے حکم میں داخل ہیں یا نہیں۔

الجواب: کسم کا رنگا ہوا سرخ اور کیسر کا زرد جنھیں معصفر ومزعفر کہتے ہیں مرد کو پہننا ناجائز وممنوع ہے اور ان سے نماز مکروہ تحریمی اور ان کے سوا اور رنگت کا زرد بلا کراہت مباح خالص ہے خصوصاً زرد جوتا مورث سرور وفرحت قالہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما واستند بقولہ تعالیٰ صفراء فاقع لونھا تسر الناظرین اور خالص سرخ غیر معصفر میں اضطراب اقوال ہے اور صحیح ومعتمد جواز بلکہ علامہ حسن شرنبلالی نے فرمایا اس کا پہننا مستحب ہے حق یہ کہ احادیث نہی سرخ معصفر کے بارے میں ہیں جیسے حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مذکور سوال اور احادیث جواز سرخ غیر معصفر میں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سرخ جوڑا پہننا بیان جواز کے لئے ہے منتخب الفتاویٰ میں ہے قال صاحب الروضۃ یجوز للرجال والنساء لبس الثوب الاحمر والاخضر بلا کراھۃ حاوی میں متعدد کتب سے نقل کیا یکرہ للرجال لبس المعصفر والمزعفر والمورس والمحمر ای الاحمر حریرا کان او غیرہ اذا کان فی صبغہ دم والا فلا جامع الفتاویٰ میں ہے لو صبغ بالشجر البقم لا یکرہ ولو صبغ بقشر الجوز عسلیا لا یکرہ اجماعاً تحفۃ الاکمل علامہ حسن بن شرنبلالی میں جواز کی نقول کثیرہ لکھ کر فرمایا وجدنا نص الامام الاعظم علی الجواز ودلیلا قاطعا علی الاباحۃ وھو اطلاق الامر باخذ الزینۃ ووجدنا فی الصحیحین موجبہ وبہ تنتفی الحرمۃ والکراھۃ بل یثبت الاستحباب اقتداء بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رد المحتار میں ہے ھذا النقول مع ما ذکرہ عن المجتبی والقہستانی وشرح ابن الکمال تعارض القول بکراھۃ التحریم ان لم یدع التوفیق بحمل التحریم علی المصبوغ بالنجس او نحو ذلک بانیھما انصاف یہ کہ شدت اختلاف کے باعث احتراز اولیٰ اور اعتراض بیجا عارف باللہ سیدی عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں قال الامام الغزالی فی الاحیاء فی شروط المنکر ان یکون کونہ منکرا معلوما بغیر اجتہاد فکل ما ھو فی محل الاجتہاد فلا حسبۃ فیہ — واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از دہلی مدرسہ نعمانیہ محلہ بلی ماران مرسلہ مولوی عبد الرشید صاحب مہتمم — ۵ ذالحجہ ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین والدین واستاد وعلما کے ہاتھ پاؤں چومنا زید حرام کہتا ہے۔

جواب — از مولوی عماد الدین صاحب سنبھلی مدرس اول مدرسہ نعمانیہ

بالاتفاق جائز ودرست ہے منصف کے لئے اس قدر کافی ہے معاند منکر کا علاج نہیں قاضی خاں عالمگیری عینی شرح ہدایہ درمختار ردالمحتار ابن ماجہ مشکوٰۃ شریف ابوداؤد اشعۃ اللمعات سے اس کا جواز بلکہ امر ممدوح ہونا ثابت ہوگیا لہذا قول بد تر از بول زید پر کیدکا باطل ہوا کہ وہ اپنے گھر سے نئی شریعت گھڑتا ہے الخ

تصدیقات کثیرہ
دہلی واجمیر شریف ولاہور والہ آباد وغیرہا

تحریر کفایت اللہ مدرسہ امینیہ کسی بزرگ مثلاً والد یا پیر یا عالم کے ہاتھ پاؤں فی حد ذاتہ مباح ہے اور اسکی اباحت احادیث وروایات فقہیہ سے ثابت ہے جیسا کہ جوابات مذکورہ بالا میں علمائے کرام نے مفصل ومدلل بیان فرما دیا ہے البتہ ذرا یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ بہت سے عوام بحیلہ پابوسی پیروں کو سجدہ کرنے لگتے ہیں اور سجدے کی تاویل میں پابوسی کے جواز کو حیلہ بنا لیتے ہیں تو اگر کسی ایسی خاص صورت میں کوئی عالم کسی خاص شخص کو پابوسی سے منع کردے تو درحقیقت وہ ممانعت پابوسی کی نہیں۔ بلکہ سجدے کی ہوگی اور صحیح ہوگی اور عوام سے اس بارے میں اس قدر غلو کر لینا مستبعد نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد کفایت اللہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

تحریر دار الافتاء

مولینا مولوی عمار الدین صاحب سلمہ کا جواب بہت صحیح ہے بلا شبہہ والدین کے ہاتھ پاؤں چومنا جائز ہے اور علماء و صلحاء ورثۂ سید الانبیاء علیہ وعلیہم الصلاۃ والثناء کی دست بوسی و قدمبوسی سنت مستحبہ ہے کما فصلناہ فی فتاوانا بما لا مزید علیہ واکثرنا من الاحادیث الناصبۃ بہ والداعیۃ الیہ وفی ما ذکر المجیب کفایۃ واللہ ولی الھدایۃ اور اس میں انکار کی شق وہی نکالتے ہیں جو تعظیم محبوبان و مقبولان خدا سے منکر ہیں قدمبوسی کو سجدہ سے کیا تعلق قدمبوسی سر بر پا نہادن ہے اور سجدہ پیشانی بر زمین نہادن مسلمان پر بدگمانی حرام ہے قال اللہ تعالیٰ یایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم وقال رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث بدگمانی سے بچو کہ بدگمانی سب سے بڑھکر جھوٹی بات ہے وقال سیدی زروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ الظن الخبیث انما ینشؤ من القلب الخبیث گمان خبیث خبیث ہی دلیں پیدا ہوتا ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ ہاں اگر کوئی سجدہ کرے تو اوسے منع کرنا فرض ہے یہ دوسری بات ہے قدمبوسی کو سجدہ سمجھکر منع کرنا وہی گمان خبیث ہے اور براہ تواضع اگر دست بوسی کو بھی منع کرے تو وہ اوس سے منع نہیں بلکہ اپنے آپ کو اس قابل نہ سمجھنا ہے دانما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ ما نوی واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از بذا بارٹہ ڈاک خانہ خاص تحصیل و ضلع ہوشیار پور محمد عطاء الہی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین درین مسئلہ کہ عمر نے اپنے شیخ طریقت کا دست بوسی و پابوسی سے استقبال کیا زید نے جو کہ اپنے آپ کو ایک عالم شخص تصور کرتا ہے۔ فی البدیہہ کہا کہ عمر اس فعل کے ارتکاب سے مشرک ہو گیا اور اس کا نکاح بھی باطل ہو گیا کیا شریعت غرا کا اس مسئلہ میں کیا فیصلہ ہے اگر زید کا عمر کو مشرک کہنا جائز نہیں تو زید کس عتاب کا مرتکب ہے۔

الجواب:۔ علمائے دین و مشائخ صالحین کی دست بوسی و قدمبوسی سنت ہے کما حققناہ فی فتاونا زید نے کہ اس بنا پر بلا وجہ مسلمان کو کافر اور اسکے نکاح کو ساقط بتایا وہ بحکم احادیث فقہ خود اس حکم کا قابل ہے از سر نو کلمہ اسلام پڑھے اور اُس کے بعد اپنی عورت سے نکاح جدید کرے بشرطیکہ وہابی نہ ہوا اور جو وہابی ہے وہ خود مرتد ہے نہ وہ توبہ کرے نہ اوس کی توبہ ہے قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ ثم لا یعودون واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از بھاگلپور

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مولوی اشرف علی کا مرید ہے نام اس کا معز الدین اس نے اپنا نام معیذ الدین کسی خط میں لکھا اس پر ایک شخص نے سمجھایا کہ اس طرح پر لکھنے سے معنی بدل جاتا ہے اور نعوذ باللہ مسلمانوں کو ایسا نام نہیں رکھنا چاہئے کیونکہ اس وقت یہ معنی ہوتا ہے کہ دین سے پناہ مانگنے والا لیکن اس کمبخت نے نہ مانا اور یہ کہا کہ میں اپنے حضرت کے پاس برابر اسی املا سے خط لکھتا ہوں لیکن حضرت نے کبھی نہ منع فرمایا اور نہ کوئی برائی اس میں بتائی لہذا گذارش ہے کہ جو شخص اپنا نام معیذ الدین بالیا بعد العین رکھے والذال صحیح بتاوے تو اسکے واسطے شرعًا کیا حکم ہے اور لغت و محاورہ سے اسکے کیا معنی ہیں پس اس کو بصورت مسئلہ کے خدمت والا میں روانہ کرتا ہوں۔

الجواب:۔ علمائے حرمین شریفین نے بالاتفاق دیوبندیوں کا نام بنام جن میں تھانوی کا بھی نام ہے کافر و مرتد بتایا اور شفائے امام قاضی عیاض و بزازیہ و مجمع الانہر و درمختار وغیرہ کے حوالے سے صراحۃً فرمایا من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر جو انکے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے نہ کہ وہ جو انہیں مسلمان جانیں نہ کہ وہ جو انھیں پیر و مرشد جانیں ایسوں کے اقوال و افعال سے کیا سوال۔ معیذ الدین کے یہ معنی ہیں دین کو پناہ دینے والا اور اپنا نام ایسا رکھنا سخت عظیم تزکیہ نفس و خودستائی ہے اور وہ حرام ہے۔ قال تعالیٰ لا تزکوا انفسکم ھو اعلم بمن اتقی رد المحتار میں ہے العارف باللہ تعالیٰ الشیخ سنان فی کتابہ تبیین المحارم اقام الطامۃ الکبری علی المتسمین بمثل ذلک وانہ من التزکیۃ المنھی عنھا فی القرآن ومن الکذب اھ

مسئلہ:۔ از شہر کہنہ محلہ قاضی ٹولہ کلن خاں ۴ محرم الحرام ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے پالے کی بازی بدی پھر ایک شخص کے سمجھانے سے منکر ہو گیا جب پالے والے مصر ہوئے اور طفیل پر مجبور کیا تو اس معصیت کے بچانے کی غرض سے دو شخصوں نے جھوٹے کہہ دیا کہ اس نے بازی نہیں بدی تھی پس بازی والوں نے ان دو شخصوں سے طعنًا پوچھا کیا یہ

یہاں نفقری میں جھوٹ بولنا اور حرام کھانا جائز ہے ان شخصوں نے جواب دیا ہاں اس میں جائز ہے اور نیت جانب خیر سے یہ الفاظ کہے پس اس صورت میں ان پر کیا معصیت ہے۔ بینوا توجروا

الجواب: - سوال میں حرام کھانا بھی تھا اور حرام کھانا کبھی جائز نہیں ہوتا جسوقت جائز ہوتا ہے اوس وقت حرام نہیں رہتا اگر ہاں جائز ہے کہنے میں حرام کھانا بھی اوس نے مراد لیا تو البتہ سخت لفظ کہا توبہ لازم ہے بلکہ تجدید اسلام چاہئے اور اگر صرف جھوٹ بولنے کی نسبت کہا کہ ایسی صورت میں جہاں حرام سے بچنا ہوتا ہو خلاف واقع بات کہنا جائز ہے تو حرج نہیں اگرچہ اس میں بھی تفصیل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: - از شہر محلہ ذخیرہ مسئولہ منشی شوکت علی صاحب محرر چونگی ۸ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ رافضیوں کی مجلس میں مسلمانوں کا جانا اور مرثیہ سننا اون کی نیاز کی چیز کا لینا خصوصاً آٹھویں محرم کو جبکہ اون کے یہاں حاضری ہوتی ہے کھانا جائز ہے یا نہیں محرم میں بعض مسلمان ہرے رنگ کے کپڑے پہنتے ہیں اور سیاہ کپڑوں کا کیا حکم ہے۔

الجواب: - جانا اور مرثیہ سننا حرام ہے اون کی نیاز کی چیز نہ لیجائے اون کی نیاز نیاز نہیں اور وہ غالباً نجاست سے خالی نہیں ہوتی کم از کم اون کے ناپاک قلتین کا پانی ضرور ہوتا ہے اور وہ حاضری سخت ملعون ہے اور اوس میں شرکت موجب لعنت محرم میں سیاہ اور سبز کپڑے علامت سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے خصوصاً سیاہ کا شعار رافضیان لیام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: - از بنیڈول بزرگ ڈاکخانہ رائے پور ضلع مظفر پور مسئولہ نعمت شاہ خاکی بوڑاہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ یہاں دستور ہمیشہ سے ہے کہ کسی کی تقریب شادی یا ختنہ یا اور کوئی تقریب ہوئی تو اعزا و اقربا دوست و آشنا کچھ نقد کچھ روٹی دال چاول تیل دہی کپڑا وغیرہ لاتے ہیں جس کو نوید یا نوتا کہتے ہیں جو پہلے بطور مد معونت سمجھا جاتا تھا نہ ادا کرنے پر کوئی گرفت یا تقاضا نہیں تھا لیکن اب ان تقریبوں میں میرے یہاں کوئی سامان نوید لائے اور میں کسی وجہ یا بلا وجہ سامان نہ لے گیا اس پر بعد کو تقاضا ہوتا ہے شکایت ہوتی ہے کہ ہم اون کے یہاں لے گئے وہ میرے یہاں نہ لائے ایسی حالت میں مجھ سے اگر ادا نہ ہوسکے تو اس کے لئے قیامت میں پرسش ہوگی یا نہیں اوس کا حق باقی رہا یا نہیں اور بغیر معاف کئے ہوئے اوس کے معاف ہوسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب: - اب جو نیوتا دیا جاتا ہے وہ قرض ہے اوس کا ادا کرنا لازم ہے اگر رہ گیا تو مطالبہ رہے گا اور بے اوسکے معاف کئے معاف نہ ہوگا والمسئلۃ فی الفتاوی الخیریۃ چارہ کار یہ ہے کہ لانے والوں سے پہلے ہی صاف کہدے کہ جو صاحب بطور امداد عنایت فرمائیں مضائقہ نہیں مجھ سے ممکن ہوا تو اون کی تقریب میں امداد کروں گا لیکن میں قرض لینا نہیں چاہتا اوس کے بعد جو شخص دیگا وہ اس کے ذمہ قرض نہ ہوگا ہدیہ ہے جس کا بدلہ ہوگیا فبہا نہ ہوا تو مطالبہ نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ دیگر - دستور ہے کہ درختوں سے مسواک وپتہ بلا اجازت مالک درخت کے لوگ توڑتے ہیں یا مٹی کسی کے مکان کی کلوخ استنجا کے لئے بلا اجازت لیتے ہیں یا تنکا برائے خلال دندان کسی کے چھپر سے کھینچ لیتے ہیں اور اوس پر کوئی گرفت و تلاش مالک شے کی طرف سے نہیں ہوتی ہے آیا یہ جائز ہے کہ بلا اجازت لیں و تصرف میں لائیں یا نہیں۔

الجواب: - ایسی شے جس کی عادۃً اجازت ہے اور اوس پر مالک مطلع ہوگا تو اصلاً ناگوار نہ ہوگا اوس کے لینے میں حرج نہیں ورنہ حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

تیسرا مسئلہ: - سید کے لڑکے سے جب شاگرد ہو یا ملازم ہو دینی یا دنیوی خدمت لینا اور اوس کو مارنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: - ذلیل خدمت اوس سے لینا جائز نہیں نہ ایسی خدمت پر اوسے ملازم رکھنا جائز اور جس خدمت میں ذلت نہیں اوس پر ملازم رکھ سکتا ہے بحال شاگردی جہاں تک عرفاً اور معروف شرعاً جائز ہے لے سکتا ہے اور اوسے مارنے سے مطلق احتراز کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

چوتھا مسئلہ: - کوئی لڑکا ایسا ہے کہ ماں اوس کی شیخ ہے اور باپ سید اور وہ لڑکا خدمت کرنے کے لیے اپنے کو چھپا کے شیخ کہتا ہے کہ اوستاد یا آقا کی خدمت کریں اور اُش کھائیں ہر چند منع کیا جاتا ہے لیکن وہ نہیں مانتا ہے ایسی حالت میں کیا کیا جائے اوس سے خدمت لی جائے اور اوس کو جھوٹا دیا جائے یا نہیں۔

الجواب: - جب معلوم ہے کہ وہ سید کا بیٹا ہے اگرچہ ماں شیخ یا کوئی قوم ہے تو اس کا وہی جواب جو تیسرے مسئلہ میں گزرا اوس کا انکار کچھ معتبر نہیں باقی رہا مسلمان کا جھوٹا وہ کھانا کوئی ذلت نہیں حدیث میں اوسے شفا فرمایا وہ مانگے تو اوسے اسی نیت سے دیا جائے نہ بہ نیت اوش واللہ تعالیٰ اعلم

پانچواں مسئلہ : - کسی شخص کے پاس چوتھائی حصہ کسی کے پاس تہائی کسی کے پاس نصف کسی کے پاس کل مال سود کا ہے اوس کا کھانا کیسا ہے۔

الجواب : - نہ چاہیے احتراز اولی ہے اور اگر معلوم ہو کہ یہ گیہوں یا چاول جو ہمارے سامنے کھانے کو آئے عین سود کا ہے تو حرام ہے واللہ تعالیٰ اعلم

چھٹا مسئلہ : - کوئی شخص چوری میں مشہور ہے لیکن لوگوں کو کھلاتا ہے یہ کھانا کھلانا کیسا ہے۔

الجواب : - چوری کا مال خود کھانا بھی حرام اور دوسرے کو کھلانا بھی حرام واللہ تعالیٰ اعلم

ساتواں مسئلہ : - پان چونہ اور حقہ اور تنبا کو اور سرتی کھانا کیسا ہے۔

الجواب : - پان کھانا جائز ہے اور اوتنا چونہ بھی کہ ضرر نہ کرے اور اتنی تنبا کو بھی کہ حواس پر اثر نہ آئے یہاں سرتی تنبا کو ہی کو کہتے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم

اٹھواں مسئلہ : - وہابی غیر مقلد کے گھر شادی بیاہ کرنا اوس کے ساتھ نماز پڑھنا اوس کے گھر کھانا کیسا ہے۔

الجواب : - وہابی یا غیر مقلد سے میل جول مطلقاً حرام ہے اور اوس کے ساتھ شادی بیاہ خالص زنا حدیث میں فرمایا لا تناکحوھم ولا تشاربوھم ولا تجالسوھم ولا تصلوا معھم ولا تصلوا علیھم نہ اون کے ساتھ کھانا کھاؤ نہ اون کے ساتھ پانی پیو نہ اون کے پاس بیٹھو نہ اون کے ساتھ نماز پڑھو نہ اون کے جنازہ کی نماز پڑھو واللہ تعالیٰ اعلم

نواں مسئلہ : - دیوبندی کا وعظ سننا اون سے فتوی لینا اور اون کے ساتھ نماز پڑھنا۔ کھانا۔ شادی کرنا کیسا ہے۔

الجواب : - دیوبندی وہابیوں کی اخبث شاخ ہے اوس کا وعظ سننا حرام اوس سے فتوی لینا حرام اوس سے میل جول سخت حرام بلکہ اوسے مسلمان جانکر ہو تو کفر علمائے حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے کہ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر جو اونکے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے

مسئلہ : - سلطان الاسلام احمد صاحب اجمیر شریف -

سوال اول : - مہاجن سے ۱ روپیہ ماہوار ۱۰ روپیہ سود کے حساب سے قرض لیکر تجارت کرنا جائز ہے یا نہیں اور اوس کا نفع حلال ہے یا حرام تفصیل سے تحریر فرماویں۔

(سوال ثانی) تعزیہ بناکے نکالنا اوس کے ساتھ ڈھول نقارے بجانا قبر کی صورت بناکر جنازہ کی طرح نکالنا اس پر پھول وغیرہ چڑھانا ناجائز ہے یا نہیں فقط

الجواب : - جب تک صحیح ضرورت و مجبوری محض نہ ہو سود دینا اور لینا دونوں برابر ہیں صحیح مسلم شریف میں ہے لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکل الربا وموکلہ وکاتبہ وشاہدیہ وقال ھم سواء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی سود کھانے والے اور سود دینے والے اور اوس کا کاغذ لکھنے والے اور اوس کے گواہوں پر اور فرمایا وہ سب برابر ہیں بے مجبوری محض ایسی تجارت حرام ہے مگر اوس کا نفع حرام نہیں جبکہ عقد صحیح سے ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۲) یہ سب باتیں ناجائز ہیں واللہ تعالیٰ اعلم

معدن عالم صوری و مخزن اسرار معنوی جناب حضرت مولانا حافظ حاجی مفتی احمد رضا خانصاحب دام ظلہ بعد ہدیہ السلام علیکم و رحمۃ اللہ برکاتہ بکمال ادب ملتجی ہوں براہ کرم اپنے اوقات گرانمایہ سے چند منٹ حرج فرماکر جواب سوالات مرسلہ مزین فرماکر بصیغہ بیرنگ پتہ ذیل سے مرحمت فرماکر مجھ مترصد کو شاد فرمایئے۔ ان مسائل کی یہاں سخت ضرورت ہے ہم سب اعلحضرت دام فیضہ کے معتقدین سے ہیں لہذا ہم سب بحد انتظار کرتے رہیں گے۔ اگر جلد جواب سے مزین فرماکر مرحمت فرمایا جاوے تو غایت لطف و کرم ہے اس سے پیشتر حقیر نے اعلحضرت کے دار الافتا سے ڈھائی سو نسخے رسالہ انفس الفکر منگواکر مسلمانوں کو تقسیم کیا جس سے بہ نسبت سال گذشتہ و سال پیوستہ کے امسال باوجود کوشش بلیغ دشمنان دین کے قربانی گاؤ بکثرت المضاعف ہوئیں الحمد اللہ حضور کا فیض ایسا ہی ہے زیادہ بجز تمنائے حصول زیارت اور کیا عرض کروں فقط

آپ کا خادم عاصی خلیل الرحمن عفی عنہ بنارسی از محلہ کچی باغ مورخہ ۶ محرم الحرام ۱۳۳۹ ہجری

مسئلہ (۱) یہ کہ مدرسہ اسلامیہ عربیہ جس میں عرصہ پچیس سال سے خزانہ گورنمنٹ سے امداد ماہوار ایک سو روپے مقرر ہے جس سے یہ درسگاہ جسمیں کتب فقہ و احادیث و قرآن شریف کی تعلیم ہوتی ہے اس میں ممبران خلافت کمیٹی نے جو تجویز پاس کیا ہے کہ گورنمنٹ سے امداد نہ لینا چاہیے پس استفسار ہے کہ یہ امداد جو گورنمنٹ سے عرصہ پچیس سال سے برابر ملتی ہے اب لینا جائز ہے یا نہیں مدرسہ ہذا میں سوائے تعلیم

دینیات کے ایک حرف کسی غیر ملت و غیر زبان کی تعلیم نہیں ہوتی۔

مسئلہ (۲) یہ کہ زید جو اس درسگاہ دینی کا منتظم و خادم ہے بسبب حسن انتظام گورنمنٹ نے خطاب دیا ہے اور یہ خطاب بھی عرصہ دس سال سے ملا ہے ممبران خلافت کمیٹی نے یہ بھی پاس کیا ہے کہ گورنمنٹ کو خطاب واپس کردینا چاہئے پس ایسی حالت میں کہ جس خدمت انتظام درسگاہ تعلیم علوم دینیہ کے صلہ میں خطاب دیا ہے اندیشہ ہے کہ واپس کرنے میں یہ امداد بھی نہ ملے ایسی حالت میں خطاب کا واپس کرنا ضروری ہے یا نہیں۔

مسئلہ (۳) یہ کہ زید جلسہ خلافت کمیٹی میں اس سبب سے شرکت نہیں کرتا کہ اس میں اہل ہنود جن کو اس وقت ممبران خلافت کمیٹی اپنا بھائی کہتے ہیں اور ان سے اس قدر ارتباط بڑھا رکھا ہے کہ تلک مہراج کے مرنے کے غم میں بروز دسواں جامع مسجد میں ننگے سر ننگے پیر جمع ہو کر تلک مہراج کے لئے دعا اور ... اور نماز کا ان کی مغفرت کے لئے اشتہار شائع کیا اور قربانی گاؤ کو بلحاظ اہل ہنود منع کرتے ہیں اور بکری قربانی کرنا افضل و فعل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بتلاتے ہیں اور نقصان اور عدم جواز قربانی گاؤ میں رسالے چھاپتے ہیں اور جلسہ خلافت کمیٹی میں کل دشمنان دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسپیچ و تقریر کراتے ہیں جو اپنی کتاب الجرح علی ابی حنیفہ میں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو سگ و زندیق و بے علم وغیرہ باتیں ناشائستہ ناگفتہ بہ لکھا ہے اگر ایسے شخصوں کی تقریر نہ سننے کی غرض سے اور کفار کی اعانت و شرکت نہ کرنے کی غرض سے اگر زید ایسے جلسوں میں نہ شریک ہو تو کیا بوجہ ان امور مذکرہ بالا کے زید قابل ملامت و نا قابل امامت ہے۔ کیونکہ جو لوگ کہ ان وجوہ سے شرکت نہیں کرتے اون کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز بتلاتے ہیں۔ ان لوگوں نے اس قدر ارتباط ان کفاروں سے بڑھا کر رکھا ہے کہ جس وقت ان میں کا کوئی مقرر و نامور کسی شہر میں جاتا ہے تو اہل اسلام ان کفاروں کی گاڑیاں بدست خود کھینچ لاتے ہیں ان کفاروں نے اس قدر تعصب اپنے مذہب میں بڑھا رکھا ہے کہ یہاں بعض مسجد میں اذان نہیں کہنے دیتے۔ بعض مسجد کے فرش پر جو اون کی پرستش کے درخت کی ڈالیں لٹکی ہوئی ہیں جس سے حوض وضو کا پانی پتیوں کے گرنے اور سڑنے سے متغیر و متعفن ہو جاتا ہے اوس درخت کی ڈال کو تعصب مذہبی سے نہیں کاٹتے۔ بعض مسجد پر صحن مسجد میں جو اون کا بت پرستش کا نصب ہے اوس کی پرستش کے لیے فرش مسجد پر سے جو سجدہ گاہ مسلمانان ہے بپائے نجس مرور کرتے ہیں مگر افسوس کہ مسلمانان اہل ہنود کو اپنا بھائی بناتے ہیں اور ان کی خاطر داری سے گاؤ کی قربانی بند کرنے میں ہر نوع کوشش تمام کرتے ہیں اپنے مساجد کی بیحرمتی و نقصان و اذان بند ہونے کا جو بعض مسجد پر بند کر رکھا ہے کچھ صدمہ و خیال نہیں ہوتا آیا ایسے دشمنوں کے جلسہ میں نہ شرکت ہونے سے کیا آدمی گنہگار ہوتا ہے قابل امامت نہیں رہتا۔

مسئلہ (۴) یہ کہ زید جو نماز پنجگانہ و بروز جمعہ و خطبہ ثانیہ بروز جمعہ و خطبہ عیدین وغیرہا میں بحضور مسلمانان کی جماعت کثیر میں بہ اعلان تمام دعا و ترقی جاہ جلال و قیام سلطنت سلطان سلطنت سلطان اعظم والی سلطنت روم و بلاد عرب کے لیے و محافظت مقامات مقدسہ حرمین شریفین کے لیے دعا کرتا ہے اور خطبہ نباتہ جس کے خطبہ ثانیہ میں سلطان المعظم کے لئے خلد اللہ ملکہ کے لیے دعا درازی طبع ہے پڑھتا ہے سامعین آمین کہتے ہیں آیا اس طریق پر دعا کرنا سلطان المعظم کے لیے جائز ہے یا جلسہ کفار اور غیر مقلدین میں شریک ہو کر دشنام دہی کرنا اور اظہار وفاداری سلطان المعظم کیلیے کرنا جائز ہے زید پر بے حد حملہ اسی امر کا ہے کہ تو کیوں نہیں ایسے جلسوں میں شریک ہوتا اس لئے طرح طرح کی بندشیں عدم جواز امامت و واپسی خطاب وغیرہ کے لیے حملہ ہے پس آیا اس صورت سے دعا کرنا بعد نماز و درمیان خطبہ جائز ہے یا اوس جلسہ مخالفین میں بینوا بالکتاب و توجروا بالصواب فقط

الجواب - (۱) جبکہ وہ مدرسہ صرف دینیات کا ہے اور امداد کی بنا پر انگریزی وغیرہ اوس میں داخل نہ کی گئی تو اوس کے لینے میں شرعاً کوئی حرج نہیں تعلیم دینیات کو جو مدد پہنچتی تھی اوس کا بند کرنا محض بے وجہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۲) خطاب واپس کرنا نہ کرنا کوئی مسئلہ شرعی نہیں اور اگر یہ اندیشہ صحیح ہے کہ واپسی خطاب میں امداد بھی بند ہو جائیگی تو واپس کرنا حماقت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۳) اگر یہ امور واقعی ہیں تو ایسے جلسوں کی شرکت حرام ہے اور جو اون میں شریک ہو قابل ملامت اور نا قابل امامت ہے نہ وہ کہ احتراز کرے دشمنان دین سے احتراز فرض ہے اور فرض کا ترک موجب ملامت اور مانع امامت ہے نہ کہ اوس کا بجالانا اور کافر کے لیے دعائے مغفرت و فاتحہ خوانی کفر خالص و تکذیب قرآن عظیم ہے کما فی العلمگیریہ وغیرہا۔ اون کے خار و لوار کے لیے یہی بہت تھا کہ مشرک کے ماتم میں سر ننگا کیا اور اس پر ظلم شدید یہ کہ عبادت گاہ واحد قہار کو مشرک کا ماتم گاہ بنایا پھر اوس کے لیے ... اشتہار پورا پورا موجب لعنت جبار قہار ہے قال اللہ تعالیٰ ولا تصل علی احد منہم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ بلاشبہ

یہ اشتہار دینے اور اوس پر عمل کرنیوالے سب قطعی مرتد ہیں وہ اسلام سے نکل گئے اور اون کی عورتیں نکاح سے قاتلھم اللہ انی یؤفکون اور قربانی گاؤ شعارِ اسلام ہے قال اللہ تعالیٰ والبدن جعلنٰھا لکم من شعائر اللہ اور ہندوستان میں اوس کا جاری رکھنا واجب ہے کما حققناہ فی انفس الفکر فی قربانی البقر اور خوشنودیٔ ہنود کے لئے اوس کا بند کرنا حرام ہے قال اللہ تعالیٰ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار نا پاکوں کافروں مرتدوں کو واعظ مسلمین بنانے والے اسلام کو ڈھاتے ہیں اور کفر ولعنت الٰہی کی نیو چناتے ہیں حدیث تو بدمذہب کی توقیر پر فرماتی ہے من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام جسنے کسی بدمذہب کی توقیر کی اوس نے دین اسلام کے ڈھا دینے پر مدد دی نہ کہ کفار وزنادقہ مثل وہابیہ وغیر مقلدین ودیوبندیہ وغیرہم کو واعظ مسلمین وپیشوائے دین بنانا کہ صراحۃً اسلام کو کند چھری سے ذبح کرنا ہے افسوس کہ گائے کی قربانی بند اور ذبح اسلام کے نعرے بلند مگر اسلام گئے سے بھی گیا گزرا عزت وجبروت ہے اوس کے لیے جس نے ان کے دل اولٹ دے اور آنکھیں پلٹ دیں کہ انکو اسلام کفر سوجھتا ہے اور کفر اسلام فسبحٰن مقلب القلوب والابصار ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب کفار ومشرکین سے اتحاد و وداد حرام قطعی ہے قرآن عظیم کے نصوص اوس کی تحریم سے گونج رہے ہیں اور کچھ نہ ہو تو اتنا ہی کافی ہے کہ من یتولھم منکم فانہ منھم واحد قہار فرماتا ہے کہ تم میں جو کوئی اون سے دوستی رکھے گا وہ بیشک انھیں میں سے ہے اللہ عز وجل کا ارشاد اور وہ بھی بیشک کے ساتھ آخر اوس کے نتائج ظاہر ہیں کہ کفار سے اتحاد و وداد منانے والے موافق ارشاد الٰہی بیشک منھم ہوگئے کیا آج تک کبھی ہوا تھا کہ مشرک کے ماتم میں مسلمان سر برہنہ ہوئے ہوں مسلمانوں نے مسجد کو اوسکی ماتم گاہ بنایا ہو مسلمانوں نے اوس کے لیے دعا نماز کا اشتہار دیا ہو مسلمان مشرکوں کی گاڑی کے بیل بنے ہوں اور یہ ہونا ہی تھا کہ جب اسلام چھوڑا انسانیت خود گئی اب جو چاہے بیل بنے جو چاہے گدھا کہ اللہ عز وجل فرما چکا اولٰئک کالانعام بل ھم اضل بلکہ فرمایا اولٰئک ھم شر البریۃ کافر تو کافر فاسق کی تعریف پر حدیث میں فرمایا اذا مدح الفاسق غضب الرب واھتز لذلک العرش جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے رب عز وجل غضب فرماتا ہے اور عرش الٰہی ہل جاتا ہے نہ کہ مشرک کی تعظیم اور وہ بھی اس درجہ عظیم فانھا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور وہ سائل بیچارہ اس کا شاکی ہے کہ ہندوؤں نے اذان بند کی اور یہ کیا اور یہ کیا اور ان مسلمان کہلانے والوں نے اوس کے برعکس یہ کچھ کیا یہ شکایت محض بیجا و نادانی ہے ہندو اپنے دین باطل پر قائم ہیں وہ کیوں چھوڑیں دین تو انھوں نے چھوڑا ہے ہر چھوٹ انہیں کی طرف سے چاہئے ایسے لوگوں کے جلسوں میں شرکت ہرگز جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۳) جلسہ مخالفین کا حکم اوپر گزرا اور سلاطین اسلام وممالک اسلام واماکن مقدسہ اسلام کے لیے دعا خطبۂ جمعہ وخطبہ عیدین میں اور ہر نماز کے بعد مستحب ومندوب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از شہر باغ احمد علی خاں مسئولہ حاجی خدا بخش صاحب ۱۲ محرم ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کوئی طوائف اگر اپنا ناجائز حاصل کردہ کو کسی مدرسہ یا مسجد کے نام وقف کردے تو یہ جائز ہے یا نہیں اور اگر جائز ہے تو جواز کیا صورت ہے۔ بینوا توجروا

الجواب: اجرت زنا وغیرہ میں روپیہ ملتا ہے اور روپیہ وقف نہیں ہوتا جائداد وقف ہوتی ہے اگر اوس کی خریداری زر حرام سے نہ ہوئی یا زر حرام اوسکے عقد ونقد میں جمع نہ ہوا یعنی یہ نہ ہوا کہ زر حرام دکھا کر کہا ہو کہ اس کے عوض یہ جائداد دیدے اور پھر وہی روپیہ ثمن میں دیدیا ہو جب ایسا نہ ہو تو وہ خرید کردہ جائداد حرام نہیں اگرچہ قیمت میں وہ زر حرام ہی دیا ہو اس صورت میں تو خود اوسے وقف کرسکتی ہے تنویر الابصار میں ہے دان اشار الیھا ونقد ماغیرھا او الی غیرھا او اطلق ونقدھا لا وبہ یفتی۔ ہاں اگر خود جائداد اجرت حرام میں ملی یا خریداری میں زر حرام پر عقد ونقد جمع ہوں یا خود زر حرام مسجد یا مدرسہ پر صرف کرنا چاہیں تو ناجائز وحرام ہے لیکن اگر وہ تائب ہو اور اپنا مال حرام اگرچہ خود بعینہ وہی زر حرام ہو مسلمان فقیر پر تصدق کردے اور وہ فقیر اوس میں سے بعض یا کل روپیہ یا جائداد بعد قبضہ اپنی طرف سے اوسے ہبہ کردے اور قبضہ تامہ دیدے تو وہ زر یا جائداد اب اوس کے حق میں حلال طیب ہے اوسے وقف وغیرہ جمیع امور خیر میں صرف کرسکتی ہے فتاوی عالمگیری میں ہے لہ مال فیہ شبھۃ اذا تصدق بہ علی ابیہ یکفیہ ذلک ولا یشترط التصدق علی الاجنبی وکذا اذا کان ابنہ معہ حین کان یبیع ویشتری وفیھا بیوع فاسدۃ فوھب جمیع مالہ لابنہ ھذا اخرج من العھدۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- از لشکر گوالیار محلہ حیدر گنج مسئولہ حافظ نبی محمد ۱۳ محرم ۳۹ھ

حضور سے کسی وقت میں ایک فتوی طلب کیا تھا جواب آگیا مگر اوس کے ساتھ ہی میرے نام پر اعتراض فرمایا تھا کہ یہ نام رکھنا حرام ہے اور وجہ کوئی تحریر نہیں فرمائی تھی ہمارے شہر کے مفتی مقبول حسین صاحب فرماتے ہیں کہ ناجائز نہیں ہے اس واسطے گذارش ہے کہ آپ اس جملہ کو بالتفصیل تحریر فرمادیجئے گا اور اس کے ساتھ ہی اسی ذیل میں نام بھی خاکسار کا تحریر فرمادیجئے تاکہ اوس کو گزٹ کرا کر عام لوگوں کو مطلع کیا جائے مگر میرے نام میں محمد یا احمد ضرور ہونا چاہئے چونکہ میرا نام بزرگوں نے نبی محمد رکھا ہے اور اسی نام سے پکارا جاتا ہوں مگر حضور نے فرمایا ہے کہ نام تمہارا ناجائز ہے شریعت کیوں اس نام کو ناجائز کررہی ہے اسکا سبب حضور خلاصہ تحریر فرمائیں اور نام بھی دوسرا تجویز فرمائیں حضور بھی جو نام تجویز فرماویں گے وہی مشتہر ہوگا وہ یوں کیا جائیگا کہ نام میرا نبی محمد شریعت کے خلاف تھا سو اب فلاں نام تجویز ہوا ہے۔

الجواب:- اسم مسمی پر محمول ہوتا ہے یہ زید ہے اور وصف عنوان سے لو سمجھا جاتا ہے وہ بھی متضمن حمل ہے تو اس میں اپنے آپ کو نبی کہنا اور کہلوانا ہے اور یہ قطعاً حرام ہے اور علم میں وضع جدید کا عذر بارد ہے وضع اول ضرور ملحوظ رہتی ہے ولہذا برے نام اور تزکیہ کے نام تبدیل فرمادیے علیہ افضل الصلاۃ والسلام کیا کوئی گوارا کرے گا کہ اپنا نام یا اپنے بچہ کا نام شیطان یا ولد الشیطان رکھے حالانکہ وضع جدید میں تو خاص یہ ذات مقصود ہے جب اپنے آپ کو شیطان کہنا گوارا نہیں کرتا نبی کہنا اور کہلوانا کیوں روا رکھتا ہے اور یہ خیال کہ نیت دعوی نبوت کی نہ تھی سچ ہے جبھی تو حرام ہوا نیت ہوتی تو کفر ہوتا آپ اپنا نام نبیل احمد رکھئے۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ:- از وزیر احمد مدرس مہارانا ہائی اسکول اودے پور میواڑ ۱۲ محرم ۳۹ھ

بت یا تعزیہ کا چڑھاوا مسلمان کو کھانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- مسلمان کے نزدیک بت اور تعزیہ برابر نہیں ہوسکتے اگرچہ تعزیہ بھی جائز نہیں بت کا چڑھاوا غیر خدا کی عبادت ہے اور تعزیہ پر جو ہوتا ہے وہ حضرات شہدائے کرام کی نیاز ہے اگرچہ تعزیہ پر رکھنا لغو ہے بت کی پوجا اور محبوبان خدا کی نیاز کیونکر برابر ہوسکتی ہے اوس کا کھانا مسلمانوں کو حرام ہے اور اس کا کھانا بھی نہ چاہئے۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۱۱ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وخلیفہ مرسلین مسائل ذیل میں (۱) بعض سنت جماعت عشرہ ۱۰ محرم الحرام کو نہ نو دن بھر روٹی پکاتے ہیں اور نہ جھاڑو دیتے ہیں کہتے ہیں کہ بعد دفن تعزیہ روٹی پکائی جاوے گی (۲) ان دس دن میں کپڑے نہیں اوتارتے ہیں (۳) ماہ محرم میں کوئی بیاہ شادی نہیں کرتے ہیں (۴) ان ایام میں سوائے امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے کسی کی نیاز فاتحہ نہیں دلاتے ہیں آیا یہ جائز ہے یا نہیں

الجواب:- یہ تینوں باتیں سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے اور چوتھی بات جہالت ہے ہر مہینہ ہر تاریخ میں ہر ولی کی نیاز اور ہر مسلمان کی فاتحہ ہوسکتی ہے۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ:- از چتوڑ گڑھ میواڑ محلہ چھیپیان بر مکان قاضی اسمعیل محمد صاحب مسئولہ جمیع مسلمان کنگرار ۱۵ محرم ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہجڑہ اگر دعوت کرے اوس کا کھانا کیسا ہے۔

الجواب:- ہجڑے کے یہاں دعوت کھانے کو نجایا جائے۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ:- از ریاست راجگڈھ بیاورہ۔ ایجنسی بھوپال سنٹرل انڈیا مسئولہ محمد اسمٰعیل سوار رسالہ باڈی گارڈ ۱۵ محرم ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمار دین اس بارے میں کہ محرم میں تعزیہ بنانا اور اوس سے منتیں مرادیں مانگنی علم اوٹھانے مہندی چڑھانا بچوں کو سبز کپڑے پہنانے اور ان کے گلوں میں ڈوریاں باندھکر اون کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کا فقیر بنانا دس روز تک سوگوار رہنا اور اوس کے بعد سویم اور دسواں چالیسواں کرنا ایسے مرثیوں کا پڑھنا جس میں اہلبیت کے سر پیٹنے اور بین کرنے خلاف شرع امور کا ذکر ہے اور یہ کل مراسم کی ادائیگی کو حب اہلبیت سمجھنا عام طور سے ہمراہیان یزید کو لعین مردود کافر کہنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کو برا کہنا اور اوس کو بھی مقتضائے حب علی رضی اللہ تعالی عنہ سمجھنا حضرت امام حسن وحسین رضی اللہ تعالی عنہما کو جملہ انبیاء سے بھی رتبہ میں بڑھکر سمجھنا بایں خیال کہ حضرات صوفیہ کرام نے بھی ایسا ہی سمجھا ہے اور ایسا سمجھنے کو عین ایمان کہنا کیسا ہے۔ بینوا توجروا

الجواب:- حضرات امامین رضی اللہ تعالی عنہما خواہ کسی غیر نبی کو کسی نبی سے افضل کہنا کفر ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کیا کسی صحابی کو برا کہنا رفض ہے

ہمراہیان یزید یعنی جوان مظالم ملعونہ میں اوس کے ممدو معاون تھے ضرور خبیث و مردود تھے اور کافر و ملعون کہنے میں اختلاف ہے ہمارے امام کا مذہب سکوت ہے اور جو لے وہ بھی مورد الزام نہیں کہ یہی امام احمد وغیرہ بعض ائمہ اہلسنت کا مذہب ہے سوم دسواں چالیسواں ایصال ثواب ہیں اور یہ تخصیصات عرفیہ ہیں اور ایصال ثواب مستحب باقی مراسم کہ سوال میں مذکور ہوئے سب ممنوع و ناجائز ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: ۔ از شہر کہنہ مسئولہ محمد خلیل الدین احمد صاحب ۱۶ محرم ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ۱۰ محرم الحرام کو روافض جریدہ اٹھاتے ہیں گشت کے وقت اون کو اگر کوئی اہل سنت و جماعت شربت کی سبیل لگا کر شربت پلائے یا اون کو چائے بسکٹ یا کھانا کھلائے اور اون کی شمول میں کچھ اہل سنت و جماعت بھی ہوں اور کھائیں پئیں تو یہ فعل کیسا ہے اور اس سبیل وغیرہ میں چندہ دینا کیسا ہے۔

الجواب: ۔ یہ سبیل اور کھانا چائے بسکٹ کہ رافضیوں کے مجمع کے لیے کئے جائیں جو تبرا و لعنت کا مجمع ہے ناجائز و گناہ ہیں اور اون میں چندہ دینا گناہ ہے اور اون میں شامل ہو تو اون کا حشر بھی اونھیں کے ساتھ ہوگا قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من کثر سواد قوم فھو منھم وقال اللہ تعالیٰ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار وقال تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: ۔ از ریاست کوٹہ راجپوتانہ محلہ حیدر گڑھ مسئولہ فضل احمد امام جامع مسجد ۱۶ محرم ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ صحن مسجد داخل مسجد ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب: ۔ صحن مسجد مسجد ہے فقہا اوسے مسجد صیفی کہتے ہیں اور حصہ مسقف کو مسجد شتوی واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: ۔ از موضع فرنگ لاہور بڑا بازار مسئولہ اللہ دتہ زرگر ۱۶ محرم ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ اس جگہ موضع فرنگ لاہور میں فرقہ وہابیہ و دیوبندیہ نے اس بات پر بہت زور دے رکھا ہے بلکہ جا بجا اشتہار جاری کیے ہیں کہ محرم شریف کے دنوں میں تعزیہ نکالنا اور سبیل لگانا اور گھوڑا نکالنا سخت گناہ ہے برائے مہربانی ان کی تردید فرمائیں۔ بینوا توجروا

الجواب: ۔ سبیل لگانا ضرور جائز ہے دیوبندی ضرور گمراہ ہیں بے دین ہیں البتہ تعزیہ ناجائز ہے اور گھوڑا نکالنا نقل بنانا ہے اور اکابر کی نقل بنانی بے ادبی ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: ۔ از شہر محلہ قاضی ٹولہ بلند بیگ ۱۸ محرم ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اپنی کوئی چیز طوائف کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں اور اجرت پر اوسکے کپڑے سینا یا اور کوئی کام اوسکا اجرت پر کرنا اور اوسکے گانے وغیرہ کی چیزیں بنانا جائز ہے یا نہیں یا اوسکی جائداد کی آمدنی مسجد یا مدرسہ میں لگانا جائز ہے یا نہیں جبکہ وہ جائداد کسب سے خریدی گئی ہو۔ بینوا توجروا

الجواب: ۔ طوائف کے ہاتھ کسی جائز چیز کا بیچنا یا جائز شئے کا کرایہ پر دینا جائز ہے مگر اوس کے زر حرام سے قیمت یا اجرت لینا حرام ہے اور گانے کی چیز بنانے کا سائل مطلب بیان کرے اوس کا جواب دیا جائے گا۔ خریداری جائداد میں اگر زر حرام پر عقد و نقد جمع ہوئے یعنی زر حرام دکھا کر کہا کہ اس کے عوض دیدے اور پھر وہی زر حرام ثمن میں دیا گیا تو وہ جائداد بھی خبیث اور اوس کی آمدنی بھی خبیث اور اوس کا مسجد یا مدرسہ میں لینا جائز نہیں اگر عقد و نقد جمع نہ ہوئے جس طرح عام خریداریاں آج کل ہوتی ہیں کہ یہ چیز ہزار روپے کو بیچی کسی خاص روپیہ کا نام نہیں رکھا تو اس صورت میں وہ جائداد اس کے حق میں حرام نہیں اگرچہ ثمن میں زر حرام ادا کیا ہو اوس کی آمدنی مسجد وغیرہ میں صرف ہو سکتی ہے مگر مہتمم کو معلوم ہو تو اوس سے احتراز کرے اگر وہ تائب ہو چکی اور توبہ کے بعد اوسے اپنی جائداد باوجودہ روپیہ جو بطور حرام حاصل کیا تھا کسی مسلمان فقیر کو ہبہ کر کے قبضہ دیدیا اوس کے بعد اوس فقیر نے وہ روپیہ یا جائداد کل یا بعض اسے اپنی طرف سے ہبہ کیا تو وہ اوس عورت کے حق میں حلال طیب ہے اور وہ کل کار خیر مدرسہ مسجد وغیرہ میں بلا دغدغہ صرف ہو سکتا ہے اور توبہ کے بعد جو اوس پر الزام رکھے سخت گناہ کا مرتکب اور سخت سزا کا مستوجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: ۔ از شہر کہنہ محلہ قاضی ٹولہ مسئولہ انعام اللہ صاحب ۱۸ محرم ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہم لوگوں کی قوم پنچایتی ہے اوس میں چودھری اور پنچوں نے انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا ہے کہ فی راس مسجد کو ایک پیسہ ملنا چاہئے لہٰذا ہر ایک محلہ کا چندہ وہاں کی مسجدوں میں تقسیم ہو جاتا ہے اعظم نگر میں پانچ مسجدیں

ہیں وہاں کا چندہ پانچ مسجدوں میں برابر تقسیم ہوتا ہے جس میں چار مسجدیں سابقہ ہیں اور ایک جدید ہے لیکن سب کا حصہ برابر ہے شہر کہنہ پر ایک مسجد تھی تمام چندہ اسی کو ملا کرتا تھا لیکن اب ایک جدید مسجد تعمیر ہو رہی ہے چودھری اور پنچوں نے فیصلہ کیا کہ جدید مسجد کو تہائی حصہ ملنا چاہیے چار پانچ شخص بنام سیت ولد منگل۔ چھدن ولد سلار بخش۔ چھوٹے ولد نتھو۔ کلن ولد گھسو۔ نظیر ولد سکن خارج ہوتے ہیں کہ مسجد جدید کو کچھ نہ دیا جائے اس پر شرع کیا حکم دیتا ہے کیونکہ جدید مسجد کے بھی منتظم قصاب ہی ہیں۔

الجواب :۔ چندہ کا اختیار چندہ دہندوں کو ہوتا ہے جو یہ کہیں کہ ہمارا چندہ مساوی طور پر تمام مساجد کو تقسیم ہو وہ مساوی تقسیم کیا جائے اور جو یہ کہیں کہ بعض مساجد کو دیا جائے اون کا اوس بعض کو دیا جائے اور ان کا چندہ اوس چندہ میں ملانا نہ چاہیئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ از سنبھل ضلع مراد آباد محلہ کھگر سرائے متصل زیارت حبیب اللہ شاہ مسئولہ محمد فاروق حسین **صاحب** ۱۹ محرم ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین جزاہم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء عن المسلمین ان مسائل میں کہ (۱) حضرت قاسم بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا نکاح جناب کبری بنت حسین علیہ السلام سے بروز عاشورہ بمقام کربلا ہوا تھا یا نہیں اور روایات صحیح سے ثابت ہے یا نہیں نزدیک اہل سنت و جماعت کے (۲) تعزیہ داری کس وقت سے جاری ہے۔ (۳) تعزیہ داری مروجہ شب شہادت کو روشنی وغیرہ کرنا بروز عاشورہ تعزیہ کو دفن کرنا بروز ۱۲ محرم سوم کی فاتحہ دینا یوم عاشورہ کے حساب سے چالیسواں کرنا اہل سنت و جماعت کے نزدیک جائز ہے یا نہیں (۴) ایسی مجلسوں میں شریک ہونا جس میں مرثیہ وغیرہ ہوتے ہیں (۵) جو لوگ ڈھول تاشے بجاتے ہوں اون کو سبیل کا شربت پلانا یا میلہ میں سبیل لگانا جائز ہے یا نہیں اور ایسی سبیل موجب ثواب ہوگی یا موجب عذاب (۶) بعد شہادت جناب امام حسین علیہ السلام کی زوجہ جناب شہربانو کہاں گئیں (۷) حضرت مسلم کے صاحبزادے کوفہ میں شہید ہوئے یا نہیں تاریخ طبری میں ہے کہ کوفہ میں صاحبزادے اون کے ہمراہ نہ تھے (۸) قوالی کا سننا کن اشخاص کو جائز ہے (۹) تعزیہ بنانا جائز ہے یا نہیں (۱۰) اگر تعزیہ بناوے تو کس قدر گناہ ہے (۱۱) انگوٹھے چومنا وقت تلاوت آیہ کریمہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم اور اذان میں لفظ اشہد ان محمد رسول اللہ جائز ہے یا نہیں (۱۲) بعد شہادت کس قدر سر مبارک دمشق کو روانہ ہوئے تھے اور کس قدر واپس آئے (۱۳) مہندی وغیرہ کا کس وقت سے رواج ہے۔

الجواب (۱) اس کا کوئی ثبوت نہیں واللہ تعالیٰ اعلم (۲) بہت جدید ہندوستانیوں کی ایجاد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۳) فاتحہ ہر وقت جائز ہے اور تعزیہ وغیرہ بدعات ناجائز واللہ تعالیٰ اعلم (۴) حرام ہے واللہ تعالیٰ اعلم (۵) پانی یا شربت ہر مسلمان کو پلا سکتے ہیں اور میلہ میں سبیل نہ لگائی جائے نہ اس وجہ سے کہ سبیل کی ممانعت ہے بلکہ میلہ میں شرکت کی واللہ تعالیٰ اعلم (۶) مدینہ طیبہ واللہ تعالیٰ اعلم (۷) یہ نہ مجھے اس وقت یاد نہ تاریخ دیکھنے کی فرصت نہ اس سوال کی حاجت (۸) قوالی مع مزامیر سننا کسی شخص کو جائز نہیں واللہ تعالیٰ اعلم (۹) ناجائز واللہ تعالیٰ اعلم (۱۰) بدعت کا جو گناہ ہے وہ ہے گناہ کی ناپ تول دینا ہمیں نہیں واللہ تعالیٰ اعلم (۱۱) اذان سنتے وقت جائز بلکہ مستحب ہے اور آیہ کریمہ سنتے وقت جس طرح رائج ہے ناجائز ہے واللہ تعالیٰ اعلم (۱۲) حدیث میں فرمایا آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ بیکار باتیں چھوڑ دے (۱۳) مہندی ناجائز ہے اور اوس کا آغاز کسی جاہل سفیہ نے کیا ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ از شہر مسئولہ عبد الحفیظ صاحب طالب علم مدرسہ منظر الاسلام ۲۳ محرم ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کسی عالم باعمل کی خدمت میں اس غرض سے حاضر ہوا کہ چند مسئلہ شرعیہ دریافت کر کے اوس پر عمل کرے مگر عالم نے اوس کے ساتھ اخلاق محمدی نہیں برتا اور سخت خفگی ظاہر کی کہ اوس کی دہشت سے زید نے ناراض ہو کر اپنے اوس ارادہ کو ترک کر دیا جس مسئلہ پر عمل کرنے والا تھا۔ چونکہ علمائے باعمل وارث انبیا ہیں اخلاق محمدی نہ برتنے سے اور زید کو مسئلہ کی واقفیت نہ ہونے سے وہ عالم موجب عذاب خداوندی کا ہو سکتا ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب :۔ سائل کا کلام متناقض ہے عالم باعمل بھی کہتا ہے اور اتنا شدید الزام بھی اوس پر دھرتا ہے اگر واقعی عالم باعمل ہے تو اوس کی خفگی اگر اس کی کسی معصیت یا بے ادبی شریعت کے سبب ہوگی اسے لازم تھا کہ توبہ کرے اور معافی چاہے نہ یہ کہ اوس کے سبب عالم سے کنارہ کش ہوا اور مسئلہ پوچھنے کا فرض چھوڑ کر اپنی معصیت میں یہ دو گناہ اور اضافہ کرے اور تیسرا یہ کہ عالم پر الزام رکھنا چاہے فلاح نہیں پاتا وہ جاہل جو خادمان شریعت کا ادب نہ کرے اور بالفرض اوس کی خفگی اوس پر کسی معصیت و بے ادبی شریعت کے سبب نہ ہو بعض وقت انسان کی طبیعت منغص ہوتی ہے اوس کا سبب کچھ اور ہوتا ہے اور دوسرے کا بات

کرنا بھی اوس وقت ناگوار ہوتا ہے اوس وقت وہ اوسے جواب ترشی سے دیتا ہے جو اس پر ناراضی کے باعث نہیں ہوتا ایسے وقت کی ترشی اہل سعادت کے لئے قابل لحاظ نہیں اکابر صدیقین نے فرمایا ہے ان لنا شیطانا یعترینا فاذا رأیتمونا فاعتزلوا یعنی ہم بھی بشر ہیں بشر کا سا غصہ ہمیں بھی آتا ہے جب اسے دیکھو تو اوس وقت ہمیں چھیڑو نہیں بلکہ الگ ہٹ جاؤ اور بالفرض یہ بھی نہ سہی بلکہ بلاوجہ محض اس سے کج خلقی کی تو ضرور اس کا الزام اوس عالم پر ہے مگر اسے اوسکی خطاگیری اور اوس پر اعتراض حرام ہے اور اس کے سبب رہنمائے دین سے کنارہ کش ہونا اور استفادہ مسائل چھوڑ دینا اس کے حق میں زہر ہے اوس کا کیا نقصان حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں عالم اگر اپنے علم پر عمل نہ کرے جب اوس کی مثال شمع کی ہے کہ آپ جلے اور تمھیں روشنی دے یہ سب اوس صورت میں ہے کہ وہ عالم حقیقۃً عالم دین سنی صحیح العقیدہ ہادی راہ یقین ہو ورنہ اگر سنی نہیں تو کتنا ہی خلیق کتنا ہی متواضع کتنا ہی خوش مزاج بنے نائب ابلیس ہے اوس سے کنارہ کشی فرض ہے اور اوس سے فتوی پوچھنا حرام - واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: - از شہر بالجتی کوآن ۲۵ محرم ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و فضلائے شرع متین جن کی بیویاں تعزیہ دیکھنے دروازہ پر جائیں یا نویں محرم الحرام کو تنہا یا دیگر عورات کے ہمراہ یا خورد سالہ بچے کے ہمراہ یا تمام شب تعزیہ دیکھیں اور خاوند محافظ گھر رہیں اون کا نکاح رہا ایسی بیویوں کی اولاد حلالی ہے یا نہیں - دیگر جو شخص السلام علیکم کے جواب میں حضرت سلامت یا سلا علیکم یا سلا الکم یا سلام الکم یا ولیکم کہے اور اوس کو السلام علیکم وعلیکم السلام بتایا جاوے لیکن وہ غلط کو صحیح جانے یا صحیح کی صحت میں سعی نہ کرے تو اوس کو السلام علیک کرنا یا جواب دینا چاہئے یا نہ چاہیئے۔

الجواب: - عورتوں کا گھر سے نکلنا خصوصاً تماشہ دیکھنے کو نا جائز ہے اور مردوں کا اسے روا رکھنا بے غیرتی ہے مگر اس سے نکاح یا اولاد میں کوئی خلل نہیں آتا آتا ہے سنی مسلمان غیر فاسق معلن کو ابتدا سلام کرے وہ اگر جواب خلاف سنت دے سمجھائے ورنہ اس پر الزام نہیں نہ اس کے سبب سنت سلام ترک کی جائے واللہ

مسئلہ: - از شہر کہنہ محلہ لودھی ٹولہ مسئولہ حبیب اللہ خاں ۲۹ محرم ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو صاحب جھوٹا مسئلہ بیان کریں اون کے واسطے شرع شریف کا کیا حکم ہے۔

الجواب: - جھوٹا مسئلہ بیان کرنا سخت شدید کبیرہ ہے اگر قصداً ہے تو شریعت پر افترا ہے اور شریعت پر افترا اللہ عزوجل پر افترا ہے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے فرماتا ہے ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون ۰ وہ جو اللہ پر جھوٹا افترا کرتے ہیں فلاح نہ پائیں گے اور اگر بے علمی سے ہے تو جاہل پر سخت حرام ہے کہ فتوی دے حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من افتی بغیر علم لعنتہ ملئکۃ السماء والارض جو بغیر علم کے فتوی دے اوس پر آسمان و زمین کے فرشتے لعنت کرتے ہیں ہاں اگر عالم سے اتفاقاً سہو واقع ہوا اور اوس نے اپنی طرف سے بے احتیاطی نہ کی اور غلط جواب صادر ہوا تو مواخذہ نہیں مگر فرض ہے کہ مطلع ہوتے ہی فوراً اپنی خطا ظاہر کرے اوس پر اصرار کرے گا تو پہلی شق یعنی افترا میں آجائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: - از بمبئی نمبر مدنپورہ صفی آبادی بمدوکان جہانگیر مرچ مصالحہ والے مسئولہ عبد الستار صاحب یکم صفر ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ تعویذ کیلا آیات قرآن کا نقش جدا اول میں لکھنا خلاف شرع اور نا جائز ہے عمرو کہتا ہے کہ نہیں - عدد میں خلاف شرع تو نہیں مگر اتنا ضرور ہے کہ حرفوں میں لکھنا فضیلت رکھتا ہے دونوں میں سے کس کا قول مطابق شریعت ہے بینوا توجروا

الجواب: - آیات کریمہ و اسمائے طیبہ کی برکات سے استفادہ کے دونوں طریقے ہیں جن میں عبارت و الفاظ لکھے جائیں وہ جزر کہلاتے ہیں اور زبان تکسیر میں منظر اور اعداد والے وفق و مضمر علم اوفاق امام حجۃ الاسلام غزالی و امام فخر الدین رازی و شیخ اکبر محی الدین ابن عربی وغیرہم اجلۂ اکابر سے ہے اس میں عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں بلکہ محل احراق و نحوہ میں وہی انسب ہیں - واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: - سید عرفان ... عب رکن انجمن خادم الساجدین ربڑی ٹولہ بریلی ۴ صفر ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں من یشفع شفاعۃ حسنۃ یکن لہ نصیب منہا و من یشفع شفاعۃ سیئۃ یکن لہ کفل منہا و کان اللہ علی کل شئی مقیتا اس آیت شریف کا کیا مطلب ہے اور شفاعت حسنہ اور سیئہ سے کیا مراد ہے۔

الجواب: - نیک بات میں کسی کی سفارش کرنا مثلاً سفارش کر کے مظلوم کو اوس کا حق دلا دینا یا کسی مسلمان کو ایذا سے بچا لینا یا کسی محتاج کی مدد کرا دینا

شفاعت حسنہ ہے ایسی شفاعت کرنے والا اپنا اجر پائے گا اگرچہ اس کی شفاعت کارگر نہ ہو اور بری بات کے لئے شفارش کرنا مثلاً شفارش کرکے کوئی گناہ کرا دینا شفاعت سیئہ ہے اس کے فاعل پر اوس کا وبال ہے اگرچہ نہ مانی جائے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ خلیل الرحمٰن خاں صاحب رکن انجمن خادم الساجدین قاضی ٹولہ بریلی ۳ر صفر ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ گاندھی کا جلوس جو آنے والا ہے اوس کو لیڈر یعنی ہادی اور رہبر سمجھکر اور یہ جان کرکہ اوس کا بڑا رتبہ بڑی عزت ہے اور اس کے آنے سے شہر کی خاک پاک ہو جائے گی اوس کا استقبال شاندار بنانے کے لئے جانا کیسا ہے اور یہ جو بعض جاہلوں نے مشہور کیا ہے کہ کوئی کسی نیت سے جائے مطلقاً کافر ہو جائے گا یہ سچ ہے یا افترا بینوا توجروا۔

الجواب:۔ اوس جلوس شرکت حرام ہے اور اوسے شاندار بنانے کی نیت بدخواہی اسلام ہے اور اس آمد سے شہر کی خاک پاک ہونے کا خیال تکذیب کلام ذی الجلال والاکرام ہے اور صرف تماشا دیکھنے کی نیت سے جانا ہرگز کفر نہیں البتہ یہ بھی حرام ہے طحطاوی علی الدر المختار میں ہے التفرج علی الحرام حرام یہ جس نے کہا کہ مطلقاً جانے پر حکم کفر ہے محض افترا کیا البتہ ایسی تعظیم کو ائمہ نے کفر لکھا ہے جبکہ بلا اکراہ ہو اشباہ والنظائر و تنویر الابصار و در مختار وغیرہ میں ہے لو سلم علی الذمی تبجیلا کفر اور انھیں میں ہے لو قال لمجوسی یا استاذ تبجیلا یکفر جو صرف تماشا دیکھنے کو جائے اور شریک تعظیم نہو اوسے کافر کہنا وہابیہ کا شیوہ ہے اون کے یہاں یہ مسئلہ ہے کہ ہنود کے میلوں میں جانے سے مطلقاً کافر ہو جاتا ہے اور بی بی نکاح سے نکل جاتی ہے حالانکہ وہابیہ خود کافر ہیں تماشائی کافر نہیں ہو سکتا البتہ گنہگار ضرور ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از شہر محلہ قانون گویان مسئولہ وردی بیگ ۳ر صفر ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مولوی شوکت علی اور مولوی محمد علی اور مسٹر گاندھی ان کے جلسہ میں جانا چاہئے کہ نہیں اور جیسا حکم حضور دیں

الجواب:۔ اس جلسہ میں جانا حرام ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از شہر محلہ اعظم نگر مسئولہ حشمت اللہ ۵ر صفر ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہمارے قرب میں رنڈیاں رہتی ہیں اور اون کے آشناؤں سے پیسہ لیکر خرچ کرتی ہیں اور ان کا کوئی پیسہ نہیں ہے اور اگر ہے تو اسی پیسہ کا ہے اور اوسی پیسہ سے وہ شیرنی ہمارے سامنے لائی اور کہا فاتحہ دیدو ہم نے جو عذر کیا تو اونھوں نے کہا ہم نے اسے بدل لیا ہے اب ہم نے انکار کیا تو وہ کہتی ہیں کہ تم وہابی ہو اور اسی میں سے طالب علموں کو اور مدرسہ میں اور مساجد وغیرہ میں خرچ کرتی ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ جبکہ وہ کہتی ہیں کہ ہم نے دام بدل لیے ہیں اور ان سے خریدی ہے تو اون کا یہ کہنا قبول کیا جائے گا اور اس کھانے پر فاتحہ وغیرہ سب جائز ہے نص علیہ فی عالمگیریہ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مولوی عبداللہ صاحب بہاری مدرس مدرسہ منظر الاسلام محلہ سوداگران بریلی ۔ ۹ صفر ۳۹ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ گنجفہ ۔شطرنج ۔تاش ۔بھگور کھیلنے والے کیواسطے کیا حکم ہے (۲) وضو ۔وظیفہ ۔تلاوت قرآن مجید میں کوئی شخص سلام علیک کرے اس کا جواب دے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب (۱) گنجفہ تاش حرام مطلق ہیں کہ اون میں علاوہ لہو و لعب کے تصویروں کی تعظیم ہے اور بگھور یا جیون کمینوں کا کھیل ہے اور منع اور صحیح یہ ہے کہ شطرنج بھی جائز نہیں مگرچھ شرطوں سے اولاً بدکر نہ ہو ثانیاً اوس پر قسم نہ کھائی جائے ثالثاً فحش نہ بکا جائے رابعاً اوس کے سبب نماز یا جماعت میں تاخیر نہ کی جائے خامساً سرراہ نہ ہو گوشے میں ہو سادساً نادراً کبھی کبھی ہو پہلی تین شرطیں تو آسان ہیں مگر پچھلی تین پر عمل نادر ہے بلکہ ششم پر عمل سخت دشوار ہے شوق کے بعد نادراً ہونا کوئی معنی ہی نہیں لہذا راہ سلامت یہ ہے کہ مطلقاً منع ہے (۲) وضو میں جواب دے اور وظیفہ و تلاوت میں جواب نہ دینے کا اختیار رکھتا ہے کہ اس حال میں اوس پر سلام مکروہ ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از کراچی کیمپ (سندھ) صدر بازار مسئولہ سیٹھ حاجی ابوبکر و حاجی ایوب عفا اللہ عنہ رکن اعلیٰ مجلس منتظمہ مدرسہ اسلامیہ جماعت میمنان ۔۲۴ صفر ۳۹ھ

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رسولہ وحبیبہ سیدنا وسید المرسلین محمد وآلہ الطیبین الطاہرین وصحبہ اجمعین ط فامابعد (۱) کیا فرماتے ہیں

علمائے دین ومفتیان ومسند آرایان شرع متین حضرت سیدنا وسیدالمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس باب میں کہ آجکل کی شورشہائے سیاسی میں ہندوستان کے اہل اسلام کو ارباب حکومت ہند سے شرعاً قطع علائق ضروری ہے یانہیں اور اگر ہے تو کس حد تک (۲) نیز ایک ایسے صوبہ میں جسکی قریباً پچاسی فیصدی آبادی اسلامی فلاحین اور کاشتکاروں پر مشتمل ہے جن کے سالانہ محاصل آراضی کا ایک حصہ تعلیمی امداد کے ذیل وصولی کرکے پھر سے حصہ رسدی اور بلاتفریق مذہب وملت مدارس مروجۂ امدادیہ کو تقسیم کیا جاتا ہے آیا اس حصہ رسدی امداد سے جو ایک طرح سے اپنی ہی رقم اداکردہ کا حصہ واپس کردہ ہے استفادہ کرنا شرعاً جائز ہے یا ناجائز خصوصاً ایسے مدارس ومکاتب کے لئے جو کامل اسلامی اہتمام کے ماتحت جاری ہیں اور جن کے دینی ومذہبی شعبہ تعلیم پر ارباب حکومت ہرگز کسی نہج معترض نہیں ہوتے اور جن کے نصاب تعلیم کا سرکاری حصۂ مروجہ تعلیم بھی کسی خفیف سے خفیف شائبۂ موانع شرعیہ سے جزاً وکلاً پاک ہے مثلاً کلام مجید۔ حدیث شریف۔ فقہ حنفیہ وغیرہ کی تعلیم وتدریس کی پوری پوری آزادی کے پہلو بہ پہلو صرف علوم مروجہ مثل ریاضیات۔ تاریخ۔ جغرافیہ اور کتب اردو بھی اس اہتمام خاص کے ساتھ پڑھانے کی اجازت ہے کہ بجائے مقررہ مدارس گورنمنٹی کے کتب اسلام پڑھائی جائیں جن کا بیشتر حصہ ارکان خمسہ اسلامی کی تشریح وتوضیح سے مملو اور خالص ومستند اسلامی تاریخ مثل سریات وغزوات نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے معمور ہے اس امداد سے متمتع ہونا شرعاً جائز ہے یا ناجائز (۳) نیز بصورت جواز جو شخص (مسلمان) محض مشرکین ہنود سے خراج تحسین وآفرین حاصل کرنے کے لیے ایسے اسلامی مدارس کے لیے جن میں غریب ومفلس وکم استطاعت طلباء اور مساکین ویتامیٰ کی تعلیم وتدریس دینی ودنیوی کا اہتمام مفت ہوتا ہو اور انھیں سال بھر میں دوبار سرد وگرم پوشاکیں بمناسبت موسم مفت بہم پہنچائی جاتی ہیں اور محض اللہ پاک کے بھروسہ پر اور کافی امدادی فنڈ کے بل بوتے پر ہی ان کی رہائش وخورش کا انتظام مناسب بھی زیر غور ہے۔ نیز ان بیکس طلباء کو آئندہ اپنی تعلیمات دینی ودنیوی کے اس اہتمام کے یعنی اہتمام پابندی جملہ شعار اسلامی کے ساتھ جاری رکھنے میں للہ اور محض حبۃً لوجہ اللہ ہر طرح کی ممکن امداد دی جاتی ہے اسی امداد سرکاری سے دست کشی پر مجبور کرکے اسے نقصان صریح پہنچانا چاہتا ہو۔ محض باین خیال کہ چونکہ بعض مشرکین ہنود اسے ناجائز قرار دیتے ہیں لہذا یہ شرعاً بھی ناجائز ہے اس کے باب میں شرعاً کیا رائے ان کی درست ہے بینوا توجروا

الجواب (۱) حکومت ہو یا رعیت ہند کی ہو یا کہیں کی ہر شخص سے جتنا تعلق حدود شرع سے باہر نہیں اپنے تنوع احوال پر جائز یا مستحسن یا فرض ہے اور جو کچھ حد سے باہر ہو باختلاف احوال مکروہ یا ممنوع یا حرام ہے یہ حکم جیسا پہلے تھا اب بھی ہے جدید شورشوں نے جو نئے احکام جاری کئے بے اصل ہیں واللہ تعالیٰ اعلم (۲) جو مدارس ہر طرح سے خالص اسلامی ہوں اور اون میں وہابیت نیچریت وغیرہما کا دخل نہ ہو اون کا جاری رکھنا موجب اجر عظیم ہے احادیث کثیرہ اون کے فضائل سے مملو ہیں ایسے مدارس کے لیے گورنمنٹ اگر اپنے پاس سے امداد کرتی بلاشبہہ اوس کا لینا جائز تھا اور اوس کا قطع کرنا حماقت خصوصاً جبکہ اوس کے قطع سے مدرسہ نہ چلے کہ اب یہ سد باب خیر تھا اور مناع للخیر پر وعید شدید وارد ہے نہ کہ جب وہ امداد بھی رعایا ہی کے مال سے ہو اب دوہری حماقت بلکہ دونا ظلم ہے کہ اپنے مال سے اپنے دین کو نفع پہنچانا بند کیا اور جب وہ مدارس اسلامیہ میں نہ لیا گیا گورنمنٹ اپنے قانون کے مطابق اوسے دوسرے مدارس غیر اسلامیہ میں دیگی تو حاصل یہ ہوا کہ ہمارا مال ہمارے دین کی اشاعت میں صرف نہ ہو بلکہ اور کسی دین باطل کی تائید میں خرچ ہو کیا کوئی مسلم عاقل اسے گوارہ کرسکتا ہے ردالمحتار میں قبیل باب المرتد ہے وفی اواخر الفن الثالث من الاشباہ اذا ولی السلطان مدرسا لیس باھل لم تصح تولیتہ وفی البزازیۃ السلطان اذا اعطی غیر المستحق فقد ظلم مرتین بمنع المستحق واعطاء غیرہ اھ ففی تجیھہ ھذہ الوظائف لابناء ھولاء الجھلۃ ضیاع العلم والدین واعانتھم علی اضرار المسلمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) ظاہر ہے کہ اوسکی یہ رائے باطل ومضر ہے اور مشرک کے کہنے کو شرع کا حکم ماننا سراسر خلاف اسلام ہے احمق جاہلوں نے آج کل مشرکین کو اپنا خیر خواہ سمجھ رکھا ہے اور یہ صراحۃً قرآن عظیم کی تکذیب ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے لایالونکم خبالا ودوا ما عنتم قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر قد بینا لکم الأیت ان کنتم تعقلون ہ وہ تمہاری نقصان رسانی میں گئی نہ کریں گے اون کی دلی تمنا ہے کہ تم مشقت میں پڑو بے شک عداوت اون کے منہوں سے ظاہر ہوچکی ہے اور وہ جو اُن کے دلوں میں دبی ہے اور بڑی ہے بے شک ہم نے نشانیاں صاف بیان فرمادیں اگر تمہیں سمجھ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ عین الیقین طالب علم مدرسہ منظر اسلام محلہ سوداگران ۱۲ صفر ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ طریقہ مسنونہ دستار باندھنے کا کیا ہے دہنی طرف سے یا بائیں طرف سے اور کس طرف سے شروع کرنا کیا ہے مع دلیل۔

الجواب:۔ حدیث میں ہے کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم یحب التیامن فی کل شی حتی فی تنعلہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر بات میں دہنی طرف سے ابتدا کو پسند فرماتے یہاں تک کہ جوتا پہننے میں لہذا مناسب یہ ہے کہ عمامہ کا پہلا پیچ سر کی دہنی جانب جائے۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از موضع رسپورہ تحصیل و ضلع بریلی ڈاکخانہ بزٹ نگر مسئولہ عبد الحمید خاں صاحب ۱۲ صفر ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ خادم کے موضع سے ایک میل کے فاصلہ پر رام لیلا کا میلہ ہوتا ہے جس میں راون وغیرہ کے بڑے بڑے بت بنائے جاتے ہیں موضع کے بہت سے آدمی اس ہندوؤں کے میلے میں اوس کو دیکھنے کی غرض سے جاتے ہیں حضور کے یہاں کے ایک طالب علم مسمیٰ مولانا عبد اللّٰہ کی زبانی میں نے سنا تھا کہ حضور کا یہ فتویٰ ہے کہ جو کوئی ہندوؤں کے میلہ میں شوقیہ زیبائش اور دیکھنے کی غرض سے جاتا ہے اوس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے لیکن کبھی حضور سے روبرو نہیں سنا ایک شخص نے جو اکثر جماعت کی نماز پڑھاتا ہے یہ کہا کہ میلے میں جانے سے کچھ حرج نہیں وہاں ہم آریہ وغیرہ کے لکچر سننے جاتے ہیں اور جو ناچ ہوتے ہیں ان میں ناچنے والیاں مسلمان ہیں لہذا صرف گناہ ہوتا ہے اور کوئی حرج نہیں ہے نکاح وکاح کچھ نہیں جاتا۔ ہم تو ایک آدھ پیسہ کی چیز بھی تو خرید لیتے ہیں لہذا خرید فروخت کا بھی بہانا ہو جاتا ہے اس لیے وہ گناہ بھی نہیں ہوتا اور یہ بھی کہتا ہے کہ اگر مقتدیوں کو یہ یقین ہے کہ اس کے پیچھے ہماری نماز ہو جائے گی تو وہ امام چاہے جیسا ہی گنگار کیوں نہ ہو اوس کے پیچھے نماز ہو جائے گی یہ شخص شوقیہ ہمیشہ تعزیہ وغیرہ بھی دیکھنے جاتا ہے موضع کے تمام لوگ حضور کے تابعدار ہیں اور جیسا حضور حکم فرمائینگے ویسا کرینگے لہذا انھوں نے فقیر سے کہا کہ اپنے مرشد قطب العالم امام زمان سے اس میلے اور مذکورہ بالا امام کی بابت دریافت کرو۔ فقیر میں یہ جرأت کہاں کہ حضور کے سامنے اتنا مفصل قصہ زبانی بیان کر سکے لہذا جواب باصواب رقام فرمایا جائے۔

الجواب:۔ ہنود کے میلے میں جانا حرام ہے مگر نکاح نہیں ٹوٹتا جب تک اوسے اچھا نہ جانے اچھا جانے گا تو بیشک کافر ہو جائے گا اور نکاح ٹوٹ جائے گا ناچ دیکھنا حرام ہے اگرچہ ناچنے والی مسلمان ہو بلکہ اگر مسلمان ہو تو اور سخت تر حرام ہے دو وجہ سے اول اجنبیہ عورت مسلمان کی بے پردگی کافرہ کی بے پردگی سے ہزار درجے سخت تر ہے دوم مسلمان عورت کی بے حیائی کافرہ کی بے حیائی سے اور تماشا دیکھنے کے لئے خرید و فروخت کا حیلہ محض جھوٹا ہے خرید فروخت بازار میں نہیں ہو سکتی اور تعزیہ دیکھنا بھی جائز نہیں اور امام جبکہ فاسق معلن ہو اوس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب مقتدیوں کا اوس میں حرج نہ سمجھنا حکم شرعی کو نہ بدل دیگا۔ آریہ کا لکچر سننے جانا اور بھی سخت تر حرام ہے وہ کفر بکتے ہیں اور یہ کفر سننے جاتے ہیں ایسے جلسے میں شریک ہونے کو قرآن عظیم نے فرمایا ہے انکم اذا مثلھم جب تو تم بھی اونھیں جیسے ہوا اور فرمایا ان اللّٰہ جامع الکفرین والمنفقین فی جھنم جمیعا بیشک اللّٰہ تعالیٰ اون کافروں اور ان نام کے مسلمانوں اون کے جلسے میں شریک ہونے والوں سب کو جہنم میں اکٹھا کریگا۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ حافظ شمس الدین بیسلپور محلہ درگا پرشاد ضلع پیلی بھیت ۲۵ صفر ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سلطان المعظم سلطنت روم خلیفۃ المسلمین ہیں یا نہیں موجودہ حالت میں مسلمانوں میں ان کی ہمدردی کرنا چاہیے یا نہیں اگر اسوقت میں ہم کوئی ہمدردی نہ کریں تو گنہگار تو نہ ہوں گے بینوا توجروا

الجواب:۔ سلاطین اسلام نہ صرف سلاطین اسلام کہ ہر جماعت اسلام نہ صرف جماعت کہ ہر فرد اسلام کی خیر خواہی ہر مسلمان پر لازم ہے لحدیث الدین النصح لکل مسلم مگر ہر فرض بقدر قدرت ہے اور ہر تکلیف بشرط استطاعت کما نطق بہ الکلام العزیز نامقدور بات پر ابھارنا جو موجب ضرر مسلمین ہو خیر خواہی مسلمین نہیں بدخواہی ہے مثلاً دریا میں طوفان ہے کچھ لوگ ڈوب رہے ہیں جو کنارے پر ہیں اور تیرنا نہیں جانتا اونھیں مجبور کرنا کہ اون کے بچانے کیلئے طوفان میں کود پڑو اون کا بچانا نہیں بلکہ ان کا ڈبونا ہے مشرکوں کی یہ کھلی چال ہے جس سے وہ مسلمانوں کو تباہ کرنا چاہتے ہیں اور عقل کے اوندھے بصیرت کے اندھے اونھیں اپنا خیر خواہ سمجھ رہے ہیں حالانکہ قرآن کریم صاف فرما چکا کہ وہ تمھاری بدخواہی میں گئی نہ کریں گے اون کی دلی تمنا ہے کہ تم مصیبت میں پڑو دشمنی اون کے مونھوں سے ظاہر ہو چکی ہے اور وہ جو اون کے دلوں میں دبی ہے اور بڑی ہے ہم نے عاقلوں کے لئے نشانیاں صاف بیان فرما دیں۔ مولیٰ تعالیٰ کے اتنے صاف ارشاد پر بھی آنکھیں

نہیں سمجھتے اور بدخواہوں کو خیرخواہ مانے ہوئے ہیں مولیٰ عزوجل ہدایت دے آمین۔ واللہ تعالیٰ ا

مسئلہ:- از شہر محلہ سوداگران مسئولہ شمس الدین طالب علم مدرسہ منظر اسلام ۱۲ صفر ۳۹ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں حضور پرنور اعلیحضرت مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملۃ طاہرہ قبلہ مدظلہ العالی کہ چھلا چاندی یا پیتل کا پہننا کیسا ہے اور اوس کے پہننے سے نماز ہو گی یا نہیں (۲) مسجد میں امام کو بدن دلوانا کیسا ہے بینوا توجروا

الجواب:- (۱) تانبا پیتل کانسا لوہا تو عورت کو بھی پہننا ممنوع ہے اور اوس سے نماز اون کی بھی مکروہ ہے اور چاندی کا چھلا خاص لباس زنان ہے مردوں کو مکروہ اور مکروہ چیز پہن کر نماز بھی مکروہ مرد کو چاندی کی انگوٹھی ایک نگ کی ساڑھے چار ماشے سے کم وزن کی جائز ہے واللہ تعالیٰ اعلم (۲) کوئی حرج نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- از شہر محلہ سوداگران مسئولہ سید عزیز احمد صاحب ۱۴ صفر ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص عشرہ محرم میں تخت بنانے کی غرض سے محلہ سے چندہ وصول کرتا ہے لہذا اس میں چندہ دینا جائز ہے یا ناجائز پیش امام مسجد نے نمازیوں سے کہا کہ تخت میں چندہ دینا داخل حسنات ہے چنانچہ جملہ نمازیوں میں سے ایک نمازی نے کہا کہ اس میں چندہ وغیرہ دینا میرے نزدیک ناجائز ہے اوس پر پیش امام صاحب نے کہا کہ اگر تم شرکت نہیں کرو گے تو تمکو وہابی کہا جائے گا ایسی صورت میں یہ شخص قابل امامت ہے یا نہیں۔

الجواب:- تخت ایک بے معنی و فضول بات ہے اوس میں مال صرف کرنا ضائع کرنا ہے اور مال ضائع کرنا جائز نہیں لہذا اوس میں چندہ دینا ناجائز ہے امام نے جہالت کی بات کہی اوسے سمجھا دیا جائے مگر اتنی بات پر اوس کے پیچھے نماز ناجائز نہیں ہو سکتی جبکہ اور کوئی وجہ عدم جواز کی نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(نقل خط) آقائے نامدار مؤید ملت طاہرہ مولانا و بالفضل اولنا جناب شاہ احمد رضا خاں صاحب دام ظلکم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ پشت ہذا پر کا فتوی مطالعہ گرامی کے لئے ارسال کر کے التجا کرتا ہوں کہ دوسری نقل کی پشت پر اس کی تصحیح فرما کر احقر نیازمند کے نام بواپسی ڈاک اگر ممکن ہو سکے یا کم از کم دو چار روز بھیج دیویں انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل کا اجلاس بروز اتوار بتاریخ ۳۱ اکتوبر ۱۹۲۰ء منعقد ہوتا ہے اوس میں یہ پیش کرنا ہے دیوبندیوں اور نیچریوں نے مسلمانوں کو تباہ کرنے میں کوئی تامل نہیں کیا ہے ہندوؤں اور گاندھی کے ساتھ موالات قائم کر لی ہے اور مسلمانوں کے کاموں میں رد ڑا اٹکانے کی ٹھان لی ہے اللہ عالم حنفیہ کو ان کے ہاتھوں سے بچائیں اور رعند اللہ ماجور رہو ویں نیازمند دعا گو ہے حاکم علی بی۔اے موتی بازار لاہور ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۰ء

بسم اللہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کافروں اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ تولی سے منع فرمایا ہے مگر ابو الکلام زبردستی تولّی کے معنی معاملت اور ترک موالات کو ترک معاملت نان کو آپریشن، قرار دیتے ہیں اور یہ صریح زبردستی ہے جو اللہ تعالیٰ کے کلام پاک کے ساتھ کی جا رہی ہے مذکور نے ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۰ء کی جنرل کونسل کی کمیٹی میں تشریف لا کر اطلاق یہ کر دیا کہ جب تک اسلامیہ کالج لاہور کی سرکاری امداد بند نہ کی جائے اور یونیورسٹی سے اس کا قطع الحاق نہ کیا جاوے تب تک انگریزوں سے ترک موالات نہیں ہو سکتی اور اسلامیہ کالج کے لڑکوں کو فتوی دیدیا کہ اگر ایسا نہ ہو تو کالج چھوڑ دو لہذا اس طرح سے کالج میں بے چینی پھیلا دی کہ پھر بڑی بھاری کا سخت نقصان ہونا شروع ہو گیا علامہ مذکور کا یہ فتوی غلط ہے یونیورسٹی کے ساتھ الحاق قائم رہنے سے اور امداد لینے سے معاملت قائم رہتی ہے نہ کہ موالات جن کے معنی محبت کے ہیں نہ کہ کام کے جو کہ معاملت کے معنی ہیں مذکور کی اس زبردستی سے اسلامیہ کالج تباہ ہو رہے ہیں علاوہ مولوی محمود الحسن صاحب مولوی عبد الحی صاحب تو دیوبندی خیالات کے ہیں زبردستی فتوی اپنے مدعا کے مطابق دیتے ہیں لہذا میں فتوی دیتا ہوں کہ یونیورسٹی کے ساتھ الحاق اور امداد لینا جائز ہے میرے فتوی کی تصحیح اون اصحاب سے کرائیں جو دیوبندی نہیں مثلاً مؤید ملت طاہرہ حضرت مولانا مولوی شاہ احمد رضا خاں صاحب قادری بریلوی علاقہ روہیلکھنڈ۔ اور مولوی اشرف علی صاحب تھانوی ممالک مغربی و شمالی۔

الجواب:- موالات و مجرد معاملہ میں زمین آسمان کا فرق ہے دنیوی معاملت جس سے دین پر ضرر نہ ہو سوا مرتدین مثل وہابیہ دیوبندیہ و امثالہم کے کسی سے ممنوع نہیں۔ ذمی تو معاملت میں مثل مسلم ہے لہم مالنا وعلیہم ما علینا اور غیر ذمی سے بھی خرید فروخت اجارہ استیجار ہبہ استیہاب بشروطہا جائز خریدنا مطلقاً ہر مال کا جو مسلمان کے حق میں متقوم ہو اور بیچنا ہر جائز چیز کا جس میں اعانت حرب یا اہانت اسلام نہ ہو۔ اوسے نوکر رکھنا جس میں کوئی

کام خلاف شرع نہ ہو اوس کی جائز نوکری کرنا جس میں مسلم پر اوس کا استعلا نہو ایسے ہی امور میں اجرت پر اوس سے کام لینا یا اوس کا کام کرنا بمصلحت شرعی اوسے ہدیہ دینا جس میں کسی رسم کفر کا اعزاز نہو اوس کا ہدیہ قبول کرنا جس سے دین پر اعتراض نہ ہو حتی کہ کتابیہ سے نکاح کرنا بھی فی نفسہ حلال ہے وہ صلح کی طرف جھکیں تو مصالحت کرنا مگر وہ صلح کہ حلال کو حرام کرے یا حرام کو حلال یونہیں ایک حد تک معاہدہ و موادعت کرنا بھی اور جو جائز عہد کر لیا اوس کی وفا فرض ہے۔ اور غدر حرام۔ الی غیر ذلک من الاحکام درمختار میں ہے والمرتدۃ تحبس ابدا ولا تجالس ولا تؤاکل حتی تسلم ولا تقتل اھ قلت وھو العلۃ فانھا تبقی ولا تفنی وقد شملت المرتد فی اعصارنا وامصارنا الامتناع القتل محیط میں ہے اذا خرج للتجارۃ الی الارض العدو بامان فان کان امرا لا یخاف علیہ منہ وکانوا قوما یوفون بالعھد یعرفون بذلک ولہ فی ذلک منفعۃ فلا باس ہندیہ میں ہے اذا اراد المسلم ان یدخل دار الحرب بامان للتجارۃ لم یمنع ذلک منہ وکذلک اذا اراد حمل الامتعۃ الیھم فی البحر فی السفینۃ اوسی میں ہے قال محمد لا باس بان یحمل المسلم الی اھل الحرب ماشاء الا الکراع والسلاح فان کان خزا من ابریسم او ثیابا رقاقا من اسفر فلا باس بادخالھا الیھم ولا باس بادخال الصفر والشبہ الیھم لان ہذا لا یستعمل للسلاح اوسی میں ہے لا یمنع من ادخال البغال والحمیر والثور والبعیر فتاوی امام طاہر بخاری میں ہے مسلم آجر نفسہ من مجوسی لا باس بہ ہدایہ میں ہے من ارسل اجیرا لہ مجوسیا او خادما فاشتری لحما فقال اشتریتہ من یھودی او نصرانی او مسلم وسعہ اکلہ درمختار میں ہے الکافر یجوز تقلیدہ القضاء لیحکم بین اھل الذمۃ ذکرہ الزیلعی فی التحکیم محیط میں ہے قال محمد ما یبعثہ ملک العدو من الھدیۃ الی امیر جیش المسلمین او الی الامام الاکبر وھو مع الجیش فانہ لا باس بقبولھا ویصیر فیئا للمسلمین وکذلک اذا اھدی ملکھم الی قائد من قواد المسلمین لہ منعۃ ولو کان اھدی الی واحد من کبار المسلمین لیس لہ منعۃ یختص ہو بہا اوسی میں ہے لو ان عسکرا من المسلمین دخلوا دار الحرب فاھدی امیرھم الی ملک العدو ھدیۃ فلا باس بہ وکذلک لو ان امیر الثغور اھدی الی ملک العدو ھدیۃ وقال اللہ تعالی والمحصنت من المومنت والمحصنت من الذین اوتوا الکتب من قبلکم اذا اتیتموھن اجورھن وتمام تحقیقہ فی فتاونیا وقال تعالی وان جنحوا للسلم فاجنح لھا وقال تعالی الا الذین عاھدتم من المشرکین ثم لم ینقصوکم شیئا ولم یظاھروا علیکم احدا فاتموا الیھم عھدھم الی مدتھم ان اللہ یحب المتقین وقال تعالی واوفوا بالعھد ان العھد کان مسؤلا وعنہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الصلح جائز بین المسلمین الا صلحا احل حراما او حرم حلالا وقال صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لا تغدر رواہ الحاکم واخذ امداد اگر نہ کسی امر خلاف اسلام ومخالف شریعت سے مشروط نہ اوس کی طرف منجر تو اوس کے جواز میں کلام نہیں۔ ورنہ ضرور ناجائز و حرام ہوگا مگر یہ عدم جواز اس شرط یا لازم کے سبب سے ہوگا نہ بربنائے تحریم مطلق معاملت جس کے لیے شرع میں اصلا اصل نہیں اور خود ان مانعین کی طرز عمل اون کے کذب دعوی پر شاہد ریل تار ڈاک سے تمتع کیا معاملت نہیں۔ فرق یہ ہے کہ اخذ امداد میں مال لینا ہے اور ان کے استعمال میں دینا عجب کہ مقاطعت میں مال دینا حلال ہوا اور لینا حرام اس کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ ریل تار ڈاک ہمارے ہی ملک ہیں ہمارے ہی روپے سے بنے ہیں سبحن اللہ امداد تعلیم کا روپیہ کیا انگلستان سے آتا ہے وہ بھی یہیں کا ہے تو حاصل وہی ٹھہرا کہ مقاطعت میں اپنے مال سے نفع پہنچانا مشروع اور خود نفع لینا ممنوع۔ اس الٹی عقل کا کیا علاج۔ مگر اوس قوم سے کیا شکایت جس نے نہ صرف شریعت بلکہ نفس اسلام کو پلٹ دیا۔ مشرکین سے وداد بلکہ اتحاد بلکہ غلامی و انقیاد فرض کیا۔ خوشنودی ہنود کے لیے شعار اسلام بند اور شعار کفر کا ماتھوں پر علم بلند۔ مشرکین کی جے پکارنا اون کی حمد کے نعرے مارنا اونھیں اپنی اوس حاجت دینی میں جسے نہ صرف فرض بلکہ مدار ایمان ٹھہراتے ہیں یہاں تک کہ اوس میں شریک نہ ہونے والوں پر حکم کفر لگاتے ہیں اپنا امام و ہادی بنانا مسجد میں مشرک کو لے جا کر مسلمانوں سے اونچا کھڑا کر کے واعظ مسلمین ٹھہرانا مشرک کی ٹکٹی کندھوں پر اوٹھا کر مرگھٹ میں لیجانا مسجد کو اوس کا ماتم گاہ بنانا اوس کے لئے دعائے مغفرت و نماز جنازہ کے اشتہار لگانا وغیرہ وغیرہ ناگفتہ بہ افعال موجب کفر و مورث ضلال یہاں تک کہ صاف لکھدیا کہ اگر اپنے ہندو بھائیوں کو راضی کر لیا تو اپنے خدا کو راضی کر لوگے۔ صاف لکھدیا کہ ہم ایسا مذہب بنانے کی فکر میں ہیں جو ہندو و مسلم کا امتیاز اوٹھادے گا اور سنگم و پریاگ کو مقدس علامت ٹھہرادے گا صاف لکھدیا کہ ہم نے قرآن و حدیث کی تمام عمر بت پرستی پر نثار کر دی یہ ہے موالات یہ ہے حرام یہ ہیں کفریات یہ ہے ضلال تام فسبحن مقلب القلوب والابصار ولا حول ولا قوۃ الا باللہ الواحد القھار۔ واللہ تعالی اعلم

جوابؒ امام اہل سنت عین حق ہے کلام الامام امام الکلام دیوبندیوں سے منع استصواب حق وصواب مگر تھانوی صاحب کا استثنا عجب العجاب۔ یہ سرو سرغنہ دیوبندیہ ہیں افعی راکشتن وبچہ اش رانگاہ داشتن کا حال معلوم نہ کہ بچگان کشتن وافعی گزاشتن والله تعالیٰ اعلم مصطفی رضا

مسئلہ:- از قصبہ خدا گنج شاہجہانپور مرسلہ جناب عبدالرزاق صاحب منتظم عشرۂ محرم مورخہ ۱۷ صفر ۳۹ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اس امر کی کوشش کرتا ہے کہ امیر وغریب سب سے چندۂ جبراً وصول کرکے بریلی سے جہلم میں باجا منگوایا جاوے جس کا صرفہ سوا سو روپیہ کے قریب ہوگا خواہ فاتحہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہو یا نہ ہو اور اسی نمود اور شیخی کو ثواب جانتاہے باوجودیکہ یہاں باجا انگریزی وغیرہ کا موجود ہے۔ (۲) بکر اسی امر کی کوشش کرتاہے کہ اہل ہنود کو اشتعال دینا نامناسب ہے اسواسطے کہ عشرۂ محرم میں منجانب انتظام گورنمنٹ مصالحت ہوچکی ہے علاوہ اس کے ایک مینار عیدگاہ ناتمام پڑا ہوا ہے اور ایک چہار دیواری مسجد قطعی نہیں ہے کتے وغیرہ گھستے ہیں پس اگر چندہ فراہم کیا جائے تو اول سبیل شربت بنام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہو اور اس میں سے یہاں کے باجے والوں کو دیا جاوے جو بچے مینار اور مسجد درست کرادیا جائے (۳) زید اجہل اور زبردست ہے اعلان کردیا ہے کہ بکر کا حقہ پانی بند کردیا جاوے اس لیے کہ ہمارے خلاف کرتاہے پس دونوں کاموں میں سے کون سا کام ضروری اور جائز ہے اور زید کے ذمہ شریعت کا کیا الزام عاید ہوسکتاہے اور قاضی شرعی کو کس طرف شامل ہونا چاہیئے۔ بینوا توجروا

الجواب:- باجا انگریزی ہو خواہ ہندوستانی باجے والے وہاں کے ہوں یا یہاں کے سب حرام اور کار شیطان ہیں اون کے لیے چندہ لینا اور دینا حرام تخت تعزیہ خود ناجائز ہیں اور آن میں باجے حرام در حرام جو چندہ دیا جائے فاتحہ ونیاز شہدائے کرام میں صرف کیا جائے جو بچے چہار دیواری مسجد میں صرف کیا جائے جبکہ چندہ دہندوں کی اجازت ہو کہ یہ ضروری چیز ہے عیدگاہ کا منارہ بھی کوئی اہم چیز نہیں اور اگر چندہ دہندوں کی اجازت نہ ہو تو جو بچے اون کو واپس کیا جائے یہ حکم شرع کا ہے اس کے خلاف جو چاہے گا شریعت کا مخالف اور عذاب الٰہی کا مستحق ہوگا وہی حقہ میں بند کرنے کے لائق ہیں بکر کی اسوجہ سے بندش اوس پر ظلم ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الظلم ظلمات یوم القیامۃ ظلم کرنے والا قیامت کے دن اندھیریوں میں ہوگا والله تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- از شہر محلہ سوداگران مسئولہ احسان علی طالب علم مدرسہ منظر اسلام ۱۸ صفر ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل میں کہ (۱) اگر عورت حج کو جانا چاہتی ہے اور شوہر اوس کا اوس کو منع کرے کسی عذر سے تو جاسکتی ہے بغیر اجازت شوہر کے یا نہیں (۲) شوہر کسی کام کے کرنے کا حکم کرے اور وقت نماز اتنا ہے کہ اگر اوس کے حکم کی تعمیل کرے تو پھر نماز کا وقت باقی نہیں رہے گا تو اس صورت میں عورت نماز پڑھے یا حکم شوہر بجا لائے۔ بینوا توجروا

الجواب:- اگر محرم ساتھ ہے اور حج اوس پر فرض ہے تو جائیگی ورنہ نہیں (۲) نماز پڑھے ایسا حکم ماننا حرام ہے۔ والله تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- از شہر محلہ ملوکپور مسئولہ امیر اللہ صاحب ۱۸ صفر ۳۹ھ

حضور والا۔ السلام علیکم انجمن خدام المسلمین کو مولوی قطب الدین صاحب نے بغرض استقبال مولانا مولوی نعیم الدین صاحب مرادآبادی کے بلوایا تھا ممبران انجمن نے ان کا استقبال بریلی جنکشن پر کیا اور وہاں سے اون کی سواری کو اپنے ہاتھوں سے کھینچکر حضور کے در دولت تک لا پہنچایا۔ پھر حضور کے در دولت سے مولوی قطب الدین کے مکان تک اسی شان وشوکت سے پہنچایا مسلمانوں کو ایک عالم دین کے استقبال وخدمت کرنے سے کیا شرع مطہر روکتا ہے اور یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ حضور کو سخت صدمہ پہنچا اور حضور کی شان گھٹائی مفصل طور پر جواب سے مطلع فرمائیں۔

الجواب:- وعلیکم السلام استغفر اللہ یہ جو سننے میں آیا محض کذب وافترا ہے اور وہ تعظیم کہ مسلمانوں نے سنی عالم کی کی باعث اجر عظیم ورضائے خدا ہے حدیث میں ارشاد ہوا من تواضع للہ رفعہ اللہ والله تعالیٰ اعلم

ع بحمد اللہ تعالیٰ مولوی صاحب کی دین پرستی کہ انھوں نے اس نصیحت کو قبول کیا اور فتوائ اصلی جمعیت علمائے ہند میں یہ مضمون چھاپ دیا۔ "الحمد للہ والمنۃ کہ یکم نومبر ۲۰ء عالی جناب مؤید ملت طاہرہ اعلیحضرت مولانا مولوی شاہ احمد رضا خانصاحب قادری بریلوی کا فتوی موصول ہوا اس سے مجھے ٹھیک پتا لگا مولوی اشرف علی صاحب تو سرو سرغنہ دیوبندیہ ہیں یا الٰہی میری توبہ مجھ سے یہ غلطی میرے ایک دوست نے کرادی استغفر اللہ تعالیٰ ربی من کل ذنب" ۱۲

مسئلہ: - آفتاب الدین طالب علم مدرسہ منظر الاسلام محلہ سوداگران بریلی ۲۲ صفر ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی مسلمان سنی نے کسی وہابی یا یہودی یا نصرانی یا کافران میں سے کسی کے ساتھ گفتگو کرے یا ان میں کسی کے پاس بیٹھے یا ان میں سے کسی کی نوکری کرے تو آیا وہ مسلمان بھی کافر ہے اگر کافر ہوا اور اس مسلمان کو کسی دوسرے شخص نے کافر کہا تو اسکے لیے کیا حکم ہے بینوا توجروا

الجواب: کافر اصلی غیر مرتد کی وہ نوکری جس میں کوئی امر ناجائز شرعی کرنا نہ پڑے جائز ہے اور کسی دنیوی معاملہ کی بات چیت اوس سے کرنا اور اس لیے کچھ دیر اوس کے پاس بیٹھنا بھی منع نہیں اتنی بات پر کافر بلکہ فاسق بھی نہیں کہا جا سکتا ہاں مرتد کے ساتھ یہ سب باتیں مطلقاً منع ہیں اور کافر اس وقت بھی نہ ہوگا مگر یہ کہ اوس کے مذہب وعقیدۂ کفریہ پر مطلع ہو کر اوس کے کفر میں شک کرے تو البتہ کافر ہو جائے گا بغیر ثبوت وجہ کفر کے مسلمان کو کافر کہنا سخت گناہ عظیم ہے بلکہ حدیث میں فرمایا کہ وہ کہنا اسی کہنے والے پر پلٹ آتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: - از شہر محلہ ذخیرہ مسئولہ منشی شوکت علی صاحب ۲۴ صفر ۳۹ھ

کیا ارشاد ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ عورت پر مرد کے اور مرد پر عورت کے کیا کیا حق ہیں بینوا توجروا

الجواب: - مرد پر عورت کا حق نان ونفقہ دینا رہنے کو مکان دینا مہر وقت پر ادا کرنا اوس کے ساتھ بھلائی کا برتاؤ رکھنا اوسے خلاف شرع باتوں سے بچانا قال تعالیٰ وعاشروھن بالمعروف وقال تعالیٰ یا ایھا الذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا اور عورت پر مرد کا حق خاص امور متعلقہ زوجیت میں اللہ ورسول کے بعد تمام حقوق حتی کہ ماں باپ کے حق سے زائد ہے ان امور میں اوس کے احکام کی اطاعت اور اوس کے ناموس کی نگہداشت عورت پر فرض اہم ہے بے اوس کے اذن کے محارم کے سوا کہیں نہیں جا سکتی اور محارم کے یہاں بھی ماں باپ کے یہاں ہر آٹھویں دن وہ بھی صبح سے شام تک کے لیے اور بہن بھائی چچا ماموں خالہ پھوپھی کے یہاں سال بھر بعد اور شب کو کہیں نہیں جا سکتی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اگر میں کسی کو کسی غیر خدا کے سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے اور ایک حدیث میں ہے اگر شوہر کے نتھنوں سے خون اور پیپ بہہ کر اوس کی ایڑیوں تک جسم بھر گیا ہو اور عورت اپنی زبان سے چاٹ کر اوسے صاف کرے تو اوس کا حق ادا نہ ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: - از بشارت گنج ضلع بریلی مسئولہ حاجی غنی رضا خاں صاحب رضوی ۲۸ صفر ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ داڑھی منڈایا کترنے والا یا داڑھی چڑھانے والا میلاد شریف پڑھ سکتا ہے یا نہیں اور داڑھی چڑھا کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: - ان لوگوں سے میلاد شریف نہ پڑھوایا جائے تبیین الحقائق میں ہے لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعا نماز پڑھنا بہر حال فرض ہے اوس میں داڑھی چڑھی رکھنا مکروہ ہے کس قدر بیباکی ہے کہ عین حاضری دربار میں صورت مخالف حکم ہو واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: - مولوی حکیم عبد الرحیم صاحب مدرس اول مدرسہ قادریہ احمد آباد گجرات دکن محلہ جمال پور ۲۸ صفر ۳۹ھ

مولانا موصوف نے ایک رجسٹری بھیجی جس میں بحر الرائق تصحیح المسائل مولٰنا فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے عورتوں کے لیے زیارت قبور کی اجازت پر زور دیا تھا اون کو یہ جواب بھیجا گیا۔

الجواب: - بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم مولٰنا المکرم مولوی حکیم عبد الرحیم صاحب زید کرمہم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ کی دو رجسٹریاں آئیں تین مہینے سے زائد ہوئے کہ میری آنکھ اچھی نہیں میری رائے اس مسئلہ میں خلاف پر ہے مدت ہوئی اس بارے میں میرا فتویٰ تحفۂ حنفیہ میں چھپ چکا میں اوس رخصت کو جو بحر الرائق میں لکھی مان کر نظر بحالات نساء سوائے حاضری روضۂ انور کے کہ واجب یا قریب بواجب ہے مزارات اولیا یا دیگر قبور کی زیارت کو عورتوں کا جانا باتباع غنیۂ علامہ محقق ابراہیم حلبی ہرگز پسند نہیں کرتا خصوصاً اس طوفان بے تمیزی رقص ومزامیر وسرود میں جو آجکل جہال نے اعراس طیبہ میں برپا کر رکھا ہے اوس کی شرکت تو میں عوام رجال کو بھی پسند نہیں رکھتا نہ کہ وہ جن کو انجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدی خوانی بالحان خوش پر عورتوں کے سامنے ممانعت فرما کر اونھیں نازک شیشیاں فرمایا گیا والسلام

مسئلہ: - از سندیلہ ضلع ہردوئی مکان چودھری نبی جان صاحب مرسلہ مولوی مقیم الدین صاحب دامانی ۲ ربیع الاول شریف ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے شریعت وطریقت اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ رابطۂ شیخ بدعت اور شرک ہے اور نماز میں کفر ہے۔ اور مکتوب ۳۰ جلد ثانی مکتوبات امام ربانی صاحب کی یہ تاویل کرتا ہے کہ وہ حالت بے اختیاری کی تھی اور بے اختیاری خیال نماز میں جائز ہے عمرو کہتا ہے کہ یہ مذہب فرقۂ اسمعیلیہ کا ہے اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ قول زید کا حق ہے یا عمرو کا۔ اگر قول عمرو کا حق ہے تو حکم کفر مطابق حدیث شریف زید پر عائد ہوگا یا نہیں اور زید پر تعزیر شرعی آئیگی یا نہیں زید چونکہ علم سے ناواقف ہو کر فتویٰ دے بیٹھا تو مورد حدیث فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا کا ہوگا یا نہیں اگر کوئی ایسا کامل ظاہر ہو کہ جس کے فیض سے علاوہ فوائد دینی و دنیوی کے صدہا لوگ نمازوں میں رونے نظر آئیں اگر کوئی اس فیض کو روکنے کی کوشش کرے تو مورد ویصدون عن سبیل اللہ کا ہوگا یا نہیں۔ دوسرا امر یہ کہ علماء سابق کہ جن کا تقویٰ اور تبحر علمی شہرۂ آفاق تھا اونھوں نے مسائل اختلافیہ فقہیہ میں ایک جانب کو راجح سمجھکر عوام میں رائج اور شائع کردیا اور عوام میں بلحاظ فتنہ وفساد اون اختلاف کو ظاہر نہ کیا اب اس زمانہ میں بعض علماء نے دوسری جانب کو عوام میں شائع کرکے فتنہ اور فساد میں ڈال دیا کہ اول تو عوام کہنے لگے کہ ہم کس کس مولوی کی مانیں کہ کوئی مولوی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ کہتا ہے دوسرا علمائے سابق کہ تقوی اور تبحر علمی میں مشہور تھے اون پر الزام غلطی کا لگا کر ضمناً راستہ جہنم کا دکھایا تیسرے پہلے تو ذبح قبور اور ذبح فوق العقدہ اور ضاد ظا اور سنت فجر وغیرہ میں جھگڑا کرکے اپنا اعتبار رجایا پھر رفع یدین اور جہر آمین تک بھی پہنچینگے کہ یہ بھی حدیث سے ثابت ہے تو جب ان علماء سابق سے تقلید چھوڑائی حالانکہ اون کے دلائل ترجیح کے کتابوں میں موجود ہیں کہ بعضے رسالہ صیقل میں راقم نے ذکر کیے ایسا ہی بڑے اماموں سے بھی تقلید چھوڑا کر اپنا مقلد بنا کر چھوڑینگے تو ایسے مولویوں کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔ المستفتی خاکسار محمد مقیم الدین دامانی

الجواب در بارہ رابطہ قول عمرو حق ہے اور قول زید سراسر باطل۔ رابطۂ شیخ بلاشبہہ جائز ومستحسن وسنت اکابر ہے فقیر کا رسالہ الیاقوتۃ الواسطہ فی قلب عقد الرابطہ اسی مسئلہ کے بیان میں ہے۔ عبارت مکتوبات کی تاویل کہ زید نے کی تاویل نہیں تحویل وتبدیل ہے اور اسے شرک وکفر کہنا مسئلہ وہابیت ہے اور وہابیہ خود مشرک وکافر ہیں کسی شخص مسلم پر بلاوجہ شرعی حکم تکفیر بحسب ظواہر احادیث صحیحہ ونصوص صریحہ جمہور فقہا خود قائل کے لئے مستلزم کفر ہے قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقد باء بہ احدھما اور اس پر ضرور تعزیر شرعی لازم کہ حاکم اسلام کی رائے پر ہے سلطان اسلام یا اوس کے مقرر کردہ حکام ضرب وحبس سے قتل تک اوسے تعزیر دے سکتے ہیں۔ تعزیر ہم لوگوں کے ہاتھ نہیں ہمارے پاس اسی قدر ہے کہ اوس سے میل جول سلام کلام ترک کریں قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم وقال تبارک وتعالیٰ واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین ٥ بے علم فتوی دینے والا اگر کچھ جاہلوں کا مقتدا ہو تو ضرور حدیث فضلوا واضلوا کا مصداق ہے آپ بھی گمراہ ہوا اور اونھیں بھی گمراہ کرے گا کہ صدر حدیث یوں ہے اتخذ الناس رؤسا جھالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا اور اگر مقتدائے دیگران نہو تو اس حدیث سے کسی حال بچکر نہیں جاسکتا کہ من افتی بغیر علم لعنتہ ملئکۃ السماء والارض جو بغیر علم کے فتوی دے آسمان وزمین کے فرشتے اوس پر لعنت کریں والعیاذ باللہ تعالیٰ نماز میں حضور قلب وخشوع وخضوع مغز مقصود واعز مطلوب ہے اگر واقعی کسی کامل کے فیض سے حاصل ہو جو شرائط اربعہ مشیخت کا جامع ہے تو اوس سے روکنے والے بیشک فصدوا عن سبیل اللہ کے مصداق ہیں باطل یا ضعیف یا مشکوک مسائل پھیلا کر مسلمانوں میں اختلاف وفتنہ وفساد ڈالنا حرام ہے قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشروا ولا تنفروا جو بنام علم کسب شہرت کے لئے ایسا کرے عالم نہیں۔ عالم دین نائب رسول ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مسلمانوں میں بلا وجہ شرعی اختلاف وفتنہ پیدا کرنا نیابت شیطان۔ حدیث میں ہے الفتنۃ نائمۃ لعن اللہ من ایقظھا فتنہ سو رہا ہے اوس کے جگانے والے پر اللہ کی لعنت والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ:۔ از امرتسر کٹرہ مہان سنگھ ہنسلی گلی کوچہ کمی مسئولہ حاجی غلام محمد صاحب ۶ ربیع الاول ۳۹ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص خاندانی سارق اور بڑا مشہور ومعروف بدمعاش ہو بلکہ گورنمنٹی دفاتر میں مثلاً کے بدمعاشوں میں نامزد ہوا اور تمام عمر اوس کا ذریعہ معاش چوری اور جوا رہا ہو اور صوم وصلوۃ کا بھی تارک ہو غرضکہ اوس نے اپنی تمام عمر چوری اور جوا اور دیگر افعال قبیحہ میں بسر کی ہو اور آخر کار بلا توبہ فوت ہوگیا ہو تو ایسے شخص کے جنازہ پڑھنے یا پڑھانے کے متعلق بروئے فقہ واحادیث نبویہ شرعاً کیا حکم ہے (۲) متوفی مذکور کی جائداد منقولہ وغیر منقولہ جو اوس نے ذرائع حرام سے جیسے چوری اور جوئے سے پیدا کی ہو اوس کا بصورت

ختم جمعہ فاتحہ وچہلم وغیرہ خورد ونوش کرنے کے کون لوگ مستحق ہیں اور اُن کے لئے کیا حکم ہے (۳) اگر کوئی شخص بحیثیت امام مسجد ہونے کے اوس کا جنازہ پڑھے یا پڑھاوے اور متوفی مذکور کی جائداد مندرجہ ضمن ۲ جان بوجھ کر بطریق ختم اور چہلم وغیرہا خورد ونوش کرے تو اوس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے اور وہ قابل امامت رہ سکتا ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب: ۔شخص مذکور اگرچہ کیسا ہی فاسق فاجر تھا اور اگرچہ بے توبہ مرا جبکہ مسلمان تھا اوس کے جنازہ کی نماز لازم تھی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الصلاۃ واجبۃ علی کل مسلم برا کان او فاجرا وان ھو عمل الکبائر درمختار میں ہے وھی فرض علی کل مسلم مات خلا اربعۃ الخ ولیس ھذا منھم واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جو مال اوس نے بعینہ چوری یا جوئے سے حاصل کیا اوس پر ختم وفاتحہ پڑھنا حرام ہے اور اوس کا کھانا حرام ہے مگر اوسے جس سے وہ مال لیا گیا یا وہ معلوم نہو تو فقیر کو بحیثیت مال لاوارثی نہ بحیثیت ایصال ثواب سمجھکر کھایا وہ قابل امامت نہیں جب تک تائب نہو بلکہ اوسے تجدید اسلام کا حکم ہے عالمگیریہ میں ہے لو تصدق علی فقیر شیئا من مال الحرام ویرجوا الثواب یکفر ولو علم الفقیر بذلک فدعا لہ وامن المعطی فقد کفر الکذا فی المحیط اور اگر اوس کے پاس مال حلال بھی تھا اور اس کا خاص حرام سے ہونا معلوم نہیں یا یہ زر حرام سے خریدی ہوئی کوئی چیز ہے جسکی خریداری میں زر حرام پر عقد ونقد جمع نہوئے یعنی یہ نہوا کہ حرام روپیہ دکھا کر کہا ہو کہ اس کے عوض دیدے پھر وہی روپیہ اوس کے ثمن میں دیا ہو تو اوس پر فاتحہ پڑھنے اور کھانے میں حرج نہیں اگرچہ صورت مذکورہ میں خلاف احتیاط ضرور ہے عالمگیریہ میں ذخیرہ سے ہے امام محمد فرماتے ہیں بہ ناخذ مالم نعرف شیئا حراما بعینہ اگر یہ صورت تھی تو امام پر الزام نہیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: ۔از موضع ہرن پور ضلع بریلی تحصیل نواب گنج مسئولہ فقیر بخش۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حضرت پیران پیر دستگیر غوث اعظم کی گیارھویں شریف میں تعظیم کو اُٹھنا جائز ہے یا نہیں۔ اور محرم میں ماتم یا نوحہ کرنا جائز ہے یا نہیں اور رافضیہ کی مجلس میں جانا جائز ہے یا نہیں ۔ اور کسی اولیائے کرام کے کسی مزار پر شیرنی لے جانا جائز ہے یا نہیں ۔ اور جو کوئی کسی نیک کام کو جاتا ہو اور اوس کو کوئی روکے تو اوس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔

الجواب: ۔گیارھویں شریف میں قیام سے کوئی ممانعت شرعیہ نہیں مگر یہ تعظیم عرف مسلمین ذکر اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خاص ہو رہی ہے اوس تخصیص کا لحاظ چاہیئے ۔ ماتم ونوحہ محرم ہو یا غیر محرم مطلقاً حرام ہے ۔ رافضیوں کی مجلس میں جانا سخت حرام ہے ۔ شیرینی اگر ایصال ثواب کے لئے ہو اور وہاں مساکین پر تقسیم کی جائے تو حرج نہیں اگر وہ کام واقعی نیک ہے اور یہ کسی وجہ شرعی سے اوسے نہیں روکتا تو مناع للخیر ہے اور مناع للخیر ہونا شیطانی کام ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ: ۔ از شہر محلہ چڑھائی نیب مسئولہ عبدالرحیم صاحب ۷ ربیع الآخر ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ خدا کے یہاں مفتی فتوی دینے کا ذمہ دار ہے یا وہ بھی جو فتوی پر عمل کرے بینوا توجروا

الجواب: ۔اگر وہ مفتی قابل فتوی نہیں یا عامہ مسلمین شہر دربارۂ فتوی اوس پر اعتماد نہیں کرتے یا فتوی ایسا غلط ہے جس کی صریح غلطی مستفتی پر ظاہر ہے یا عالم معتمد مستند نے اوس کے اغلاط ظاہر کر دئے یا فتوی واقعات پر نہیں ہے اور اوس میں مفتی نے اصل واقعہ چھپایا اور غلط رخ دکھایا تو مفتی اوس پر عمل کرنے والا دونوں ماخوذ وگرفتار ہیں ورنہ جب تک حق واضح نہو جاہل پر وبال نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: ۔از مدرسہ منظر اسلام بریلی مسئولہ مولوی محمد ثناء اللہ صاحب طالب علم ۲۸ جمادی الآخرہ ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ طریقہ مسنونہ دستار باندھنے کا کیا داہنے سے یا بائیں طرف سے اور کس طرف سے شروع کرنا چاہیئے۔

الجواب: ۔دہنی جانب پہلا پیچ لیجائیں کان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یحب التیامن فی کل شئی حتی فی تنعلہ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: ۔از ضلع رنگپور ڈاکخانہ چلیاری مکتب اسلامیہ بنگالہ مسئولہ جناب عبدالصمد صاحب ۲۵ جمادی الاولی ۳۹ھ

ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ اندریں کہ مال مکسوب از زنا (زانیہ خواہ از قوم ہنود آیند یا رباشد یا از اہل اسلام) بعد از اسلام وتوبہ

حلال ست یا حرام بینوا بابراہین الجیاد توجروا من اللہ الکریم الجواد۔

الجواب :۔ حرام ست ومثل مغصوب۔ فرض ست کہ آنہمہ بر فقرا التصدق کند تمامی توبہ اش ہمیں ست فی الہندیۃ عن المحیط عن محمد رحمہ اللہ تعالٰی فی کسب المغنیۃ ان قضی بہ دینا لم یکن لصاحب الدین ان یاخذہ اھ وکتبت علیہ فعدم جواز الاخذ من کسب المومسات اللاتی یبغین بفروجہن وفیہا عن المحیط عن المنتقی عن ابرہیم عن محمد فی نائحۃ اوصاحب طبل او مزمار اکتسب مالا قال ان کان علی شرط ردہ علی اصحابہ ان عرفہم لانہ کان المال بمقابلۃ المعصیۃ فکان معصیۃ والسبیل فی المعاصی ردہا وذلک ہہنا برد الماخوذ ان تمکن من ردہ بان عرف صاحبہ وبالتصدق منہ ان لم یعرفہ لیصل الیہ نفع مالہ اھ وکتبت علیہ **اقول** ویجب ان ینظر ان المعروف کالمشروط وکتبت علی قولہ بالتصدق منہ **اقول** ہذا اذا کان الماخوذ منہ مسلما اما ان کان کافرا فلا یحل التصدق منہ ویستحیل ان یصل الیہ نفعہ ولاشک فی وجوب التصدق لا لہذا بل لمحو آثار المعصیۃ واخلاء یدہ من المال الخبیث والتحرز عن معصیۃ التصرف فیہ لنفسہ وقد عرف فی مسائل لاتحصے ان ہذا ہو سبیل المال الخبیث وبہ یبرؤ عن عہدتہ آرے اگر بزر مکسوب بزنا منقولے خواہ عقارے خرید وشرائی او نقد وعقد بزر حرام جمع نشد چنانکہ ہمیں اکثر ست آنگاہ آن چیز مشتری بروحرام نبود ماہو قول الامام الکرخی وعلیہ الفتوی وقد فصلناہ غیر مرۃ فی فتاونا واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ :۔ از قصبہ مالیگاؤں ضلع ناسک احاطہ بمبئی مسئولہ سکریٹری انجمن ہدایت اسلام ٢٥ جمادی الاولی ٣٩ھ

بحضور ہادی دین متین مدظلہ العالی پس از سلام سنت والاسلام ہم چند دردمند مسلمانان قصبہ مالیگاؤں خدمت اقدس میں عرض پرداز ہیں کہ آیا گاندھی کو مہاتما کہنا جائز ہے یا نہیں۔ نان کوآپریشن میں ہم شریک ہوں یا نہیں اور ہمارے مدرسہ میں گورنمنٹ سے گرانٹ ملتی ہے آیا ہمارے لیے اوس کا لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں یہ بات واضح رائے عالی رہے کہ گورنمنٹ مالگزاری کے ساتھ بطریق الواب ہم لوگوں سے بنام نہاد تعلیم۔ ڈاکخانہ۔ سڑک۔ شفاخانہ وغیرہ وغیرہ روپیہ وصول کرلیتی ہے تو یہ روپیہ ہمارا ہی ہے جو ہمکو ملتا ہے زیادہ ادب :

الجواب :۔ گاندھی خواہ کسی مشرک یا کافر یا بد مذہب کو مہاتما کہنا حرام اور سخت حرام ہے مہاتما کے معنی ہیں روح اعظم یہ وصف سیدنا جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام کا ہے مخالفان دین کی ایسی تعریف اللہ عزوجل ورسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ایذا دینا ہے حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا مدح الفاسق غضب الرب واھتزلذلک العرش جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے رب عزوجل غضب فرماتا ہے اور عرش الہی ہل جاتا ہے رواہ ابو یعلٰی فی مسندہ والبیہقی فی شعب الایمان عن انس وابن عدی فی الکامل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہما جب فاسق کی مدح پر یہ حکم ہے مشرک کی مدح پر اور ایسی عظیم مدح پر کیا حال ہوگا نان کوآپریشن کہ آجکل کے لیڈر بننے والوں نے نکالا محض بے بنیاد بے شرع مطہر میں اوسکی کچھ اصل نہیں شرع شریف میں ہر کافر سے مطلقاً ترک موالات کا حکم ہے مجوس ہوں یا ہنود نصاری یا یہود خصوصاً وہابیہ وغیرہم مرتدین عنود اور عام طور پر صاف ارشاد ہوا لایتخذ المؤمنون الکفرین اولیاء من دون المؤمنین ومن یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شئی مسلمان مسلمانوں کے سوا کافروں کو دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے اوسے اللہ سے کچھ علاقہ نہیں اور صاف تر فرمادیا ومن یتولھم منکم فانہ منھم جو تم میں اون سے دوستی کرے وہ اونھیں میں سے ہے ان ساختہ لیڈروں نے معاملت کا نام موالات رکھکر اوسے تو مطلقاً حرام بلکہ کفر ٹھہرا دیا اور مشرکوں سے موالات بلکہ اتحاد بلکہ اون کی غلامی وانقیاد کو حلال بلکہ موجب رضائے الہی بنالیا ہر طرح اللہ ورسول وشریعت پر سخت افترا کیا۔ جس مدرسہ میں تعلیم خلاف شرع ہوتی ہی ہو یا اور کسی طرح مخالفت شرع ہو وہ خود ہی ناجائز ہے اور ناجائز پر امداد لینی بھی ناجائز ورنہ جو امداد نہ کسی امر خلاف شرع سے مشروط نہ اوس کی طرف منجر ہو اوس میں حرج نہیں خصوصاً جبکہ ہمارا ہی روپیہ ہمکو دیا جاتا ہے اوسے حرام کہنا شریعت پر افترا ہے ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون مسائل موالات وامداد کے روشن بیان میں ہماری کتاب المحجۃ المؤتمنۃ فی آیۃ الممتحنۃ زیر طبع[1] ہے اوس سے تفصیل معلوم ہوسکتی ہے واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ :۔ از میڑتا روڈ مارواڑ ریاست جودھپور مسئولہ عبد القادر صاحب ٢٦ جمادی الاولی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین کہ چیٹیوں کو دانہ ڈالنا جائز ہے کہ ناجائز تحریر فرمائیں ایک شخص ایک مولوی کے پاس گیا اور کہا کہ میں تنگ دست ہوں مولانا فرمانے لگے چیٹیوں کو دانہ ڈالا کرو اوس نے یہ فعل کیا یہ ثواب ہے یا مطلب

[1] طبع ہوگئی

الجواب:- جائز و کار ثواب ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں فی کل ذات کبد حرّٰی اجر رواہ الشیخان عن ابی ہریرۃ واحمد عن عبد اللہ بن عمرو وکابن ماجہ عن سراقۃ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- از امروہہ محلہ گذری مسئولہ سید خادم علی صاحب ١٧ ربیع الآخر ٣٩ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک طرف تو خلافت اسلامیہ کے دردناک مصیبت میں عالم اسلامی گھرا ہوا ہے اور مسلمانوں کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے اور دوسری طرف ہندوستان کے بعض مقامات پر مرزائیوں کا بعض مقامات پر شیعوں کا زور بڑھ رہا ہے وہ لوگ اہلسنت وجماعت سے مذہبی چھیڑ چھاڑ کر رہے ہیں اور عوام کو بہکا کر اور مطاعن مذہب سنا سنا کر اکثر کو مذہب میں متشکک اور بعض کو بالکل برگشتہ بنا رہے ہیں اور اس مقصد کے لیے اون کے یہاں بہت سی انجمنیں قائم ہیں اور بہت سے رسائل موقت وشیوع جاری ہیں ہزاروں روپیہ ماہوار وہ لوگ ان کاموں میں صرف کر رہے ہیں آیا اسوقت بحالات موجودہ اہلسنت کو وعظ کی مجالس قائم کر کے عوام کے خیالات کو صاف کرنے اور اون کو شکوک وشبہات سے بچانے کی غرض سے اون کا جواب دینا اور رد کرنا اور اگر فریق ثانی مباحثہ پر آمادہ ہو اور مطالبہ کرے تو اوس کا انتظام کرنا چاہیئے یا نہیں اگر چاہیے تو یہ کام فرض ہے یا واجب مستحب ہے یا جائز اور اگر زمانہ حال کا لحاظ کر کے اس طرف سے چشم پوشی کی جائے تو یہ فعل جائز ہے یا ناجائز اور بعض ایسے مخصوص مقامات پر جہاں ان لوگوں کا زور ہے اون کی مدافعت کے لیے دو ایک ٹوٹی پھوٹی انجمنیں بھی قائم ہیں اور وہ کبھی کبھی ان کا رد کرتی ہیں اب اُن انجمنوں کا قائم رکھنا اور مدافعت کرتے رہنا چاہیئے یا اون کاموں کو ترک کر دینا چاہیئے اور اس وقت ان امور میں روپیہ صرف کرنا جائز ہے یا نہیں بعض لیڈران قوم جن میں کچھ مولوی بھی ہیں جو آجکل مسئلہ خلافت میں بڑے بڑے کام کر رہے ہیں زمانہ موجودہ میں کسی رد وجواب اور بحث مباحثہ کو اور اسی قسم کے دوسرے مذہبی کاموں میں اشتغال کو مسئلہ خلافت کے اہتمام میں مخل خیال فرما کر ناجائز فرماتے ہیں اون کی یہ رائے صحیح اور اون کا یہ حکم قابل پابندی ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب:- جب کوئی گمراہ بددین رافضی ہو یا مرزائی وہابی ہو یا دیوبندی وغیرہم خذلہم اللہ تعالیٰ اجمعین مسلمانوں کو بہکائے فتنہ وفساد پیدا کرے تو اوس کا دفع اور قلوب مسلمین سے شبہات شیاطین کا رفع فرض اعظم ہے جو اس سے روکتا ہے یصدون عن سبیل اللہ ویبغونہا عوجا۔ میں داخل ہے کہ اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اوس میں کجی چاہتے ہیں اور خلافت کمیٹی کا حیلہ اللہ کے فرض کو باطل نہیں کرتا نہ شیطان کے مکر کو دفع کرنے سے روکنا شیطان کے سوا کسی مسلمان کا کام ہو سکتا ہے جو ایسا کہتے ہیں اللہ عزوجل اور شریعت مطہرہ پر افترا کرتے ہیں مستحق عذاب نار وغضب جبار ہوتے ہیں اور ہر ہندو سے وداد واتحاد منایا ادھر روافض ومرزائیہ وغیرہم ملاعنہ کا سد فتنہ ناجائز ٹھہرایا غرض یہ ہے کہ ہر طرف سے ہر طرح سے اسلام کو بے چھری حلال کر دیں اور خود مسلمان بلکہ لیڈر بنے رہیں واللہ لا یھدی القوم الظّٰلمین مسلمانوں پر فرض ہے کہ ایسے گمراہوں گمراہ گروں بے دینوں کی بات پر کان نہ رکھیں اون پر فرض ہے کہ روافض ومرزائیہ اور خود ان بے دینوں یا جس کا فتنہ اٹھتا دیکھیں سد باب کریں وعظ علما کی ضرورت ہو وعظ کہلوائیں اشاعت رسائل کی حاجت ہو اشاعت کرائیں حسب اطاعت اس فرض عظیم میں روپیہ صرف کرنا مسلمانوں پر فرض ہے حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا ظہرت الفتن او قال البدع فلیظہر العالم علمہ ومن لم یفعل ذلک فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین، لا یقبل اللہ منہ صرفا ولا عدلا جب ظاہر ہوں فتنے یا فساد یا بدمذہبیاں اور عالم اپنا علم اوس وقت ظاہر نہ کرے تو اوس پر اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت ہے اللہ نہ اوس کا فرض قبول کرے نہ نفل جب بدمذہبوں کے دفع نہ کرنے والے پر یہ لعنتیں ہیں تو جو خبیث اون کے دفع کرنے سے روکے اوس پر کس قدر اشد غضب ولعنت اکبر ہوگی وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۝ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- از شہر ٢٨ جمادی الاولیٰ ٣٩ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آیا عبد النبی نام رکھنا جائز ہے کہ نہیں۔

الجواب:- اپنے آپ کو عبد النبی کہنا جائز ہے مگر نام عبد اللہ رکھا جائے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ ازشہر کوٹہ راجپوتانہ محلہ لاڈپورہ معرفت گانس بہرو کے مسئولہ الٰہی بخش لوہار ۲۸ر جمادی الاولی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ (۱) شادی میں ہندوؤں کی رسم کے موافق گانے اور باجے کیسا تھ کمہار کے گھر سے برتن لانیوالے کے واسطے کیا حکم ہے (۲) شادی میں کپڑا پہناتے وقت ہندوؤں کی طرح پیشانی میں ہلدی کا ٹیکا لگانا کیسا ہے (۳) لڑکے کی سالگرہ کے روز لچھے میں عمر کی گرہ لگانا کیسا ہے

الجواب:۔ (۱) ناجائز وگناہ ہے واللہ تعالٰی اعلم (۲) ناجائز وگناہ ہے واللہ تعالٰی اعلم (۳) جائز ہے واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ ازراجکوٹ کاٹھیاوار مسئولہ قاضی سید عبدالاول میاں صاحب سنی حنفی ۱۳ر جمادی الآخر ۳۹ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک ہندو مشرک کا لیکچر مسجد میں ہوا اور سننے کو مشرک اور مسلمان مسجد میں جمع ہوں اور تالی اور جے اور اللہ اکبر کے نعرے بلند کریں تو آیا یہ جائز ہے یا ناجائز۔ زید کہتا ہے کہ یہ جائز ہے اور علمائے دین نے فتوٰی دیا ہے اس باعث دہلی وغیرہ شہروں میں ایسا ہوا ہے (۲) اور اوس روز جمعہ تھا تو جائے نماز اور مصلے وغیرہ بچھے ہوئے تھے اور اوسکے اوپر کھلے پیر پھرنے والے مشرک پیر دھوئے بغیر پھرتے رہے تو اب یہ جائے نماز اور مصلے دھوکر پاک کئے جائیں یا نہیں (۳) اور مولوی شوکت علی و محمد علی اور گاندھی وغیرہ خلافت کے نام کا جو چندہ کررہے ہیں اس چندہ میں روپیہ دیا جائے یا نہیں بینوا توجروا (نوٹ) یہاں پر راجکوٹ میں ایک گاندھی کا چیلا آیا ہوا ہے اور لیکچر کرکے ہنود مشرک اور مسلمان کو ایک کرنا چاہتا ہے اور مسلمان کثرت سے شامل ہورہے ہیں اور مالی امداد بھی دے رہے ہیں اور آئندہ بھی خوف ہے کہ مسجد میں لیکچر ہوں گے للہ آپ بہت جلد اس مسئلہ کا جواب مرحمت فرمائیں تاکہ اس خرافات کا بندوبست ہو۔

الجواب: (۱) یہ حرام حرام سخت حرام ہے توہین مسجد ہے تعظیم مشرک ہے تذلیل اسلام ہے۔ جہاں ہوا ابلیس کے فتوے سے ہوا کسی مسلمان عالم نے اسکے جواز کا فتوٰی نہ دیا اور جو پابندی اسلام سے آزاد اور کفر و ابلیس کے غلام و منقاد ہوں نہ وہ قابل فتوٰی نہ اون کے بکنے پر التفات رواو التفصیل فی المحجۃ المؤتمنہ فی آیۃ الممتحنہ واللہ تعالٰی اعلم (۲) کُتّا اگر جانماز پر چلا جائے اور اوسکے پاؤں اور جانماز دونوں خشک ہوں تو بالاتفاق اوس کا دھونا لازم نہیں آتا تو مشرکوں کے یوں پھرنے سے مسجد کی توہین ضرور ہوئی مگر مصلے ناپاک نہ ہوئے واللہ تعالٰی اعلم (۳) گاندھی کو امام بنانا ہندوؤں مشرکوں سے اتحاد منانا سخت سے سخت حرام وکبیرہ و دشمنی اسلام ہے اسلام کی بیخکنی کے لئے چندہ دینا کسی مسلمان کا کام نہیں قال اللہ تعالٰے فسینفقونھا ثم تکون علیھم حسرۃ ثم یغلبون ہ یعنی اس وقت تو مال دے رہے ہیں پھر قیامت میں اس دینے کی حسرت اٹھائیں گے ہاتھ جائیں گے کہ مال بھی دیا اور خدا کا غضب بھی سر پر لیا پھر مغلوب ومقہور کرکے جہنم میں پھینک دیے جائیں گے۔ ترکوں کی حمایت اور اماکن مقدسہ کی حفاظت کا نام دھوکے کی ٹٹی بنا رکھا ہے صاف چھاپ چکے ہیں کہ اگر ترکی مسئلہ حسب خواہش فیصل بھی ہوجائے جب بھی ہماری یہ کوشش برابر جاری رہے گی جبتک گنگا جمنا کی مقدس زمینیں آزاد نہ کرالیں صاف چھاپ چکے ہیں کہ اگر ترک بھی ہندوستان پر چڑھ کر آئیں تو ہم اون سے بھی لڑیں گے تو اصل غرض ہندوؤں کی جے منانا اور گنگا جمنا کی زمینوں کو مقدس کرانا ہے ایسی کفری غرض کے لیے چندہ دینا اسلام کی دشمنی اور اللہ واحد قہار کی سخت ناراضی ہے والعیاذ باللہ تعالٰی واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ ضلع بھاگلپور ڈاکخانہ سبور موضع ابراہیم پور مسئولہ محمد شریف عالم صاحب ۱۵ر جمادی الآخرہ ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں زید، عمرو، بکر تین اشخاص ہیں جن کی تعریف ذیل میں درج ہے (۱) زید ایک وہابی کافر مرتد شخص ہے (۲) عمرو ایک پکا سنی خوش عقیدہ مسلمان ہے لیکن زید مذکور کے مکان پر جاتا آتا ہے اوس سے ہم کلام ہوتا اور اوسکے یہاں کھاتا پیتا ہے لیکن زید مذکور کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا اور نہ مناکحت کرتا بلکہ اوس سے عقیدۃً نفرت رکھتا ہے اور اوس کے کفر میں شک نہیں کرتا ایسی صورت میں کیا عمرو بھی مثل زید کے عندالشرع وہابی کافر مرتد ہوجائے گا یا صرف فاسق گنہگار ہوگا یا کچھ بھی نہیں (۳) بکر ایک پکا سنی خوش عقیدہ مسلمان ہے اور زید مذکور کے مکان پر آتا جاتا نہ اوس سے گفتگو کرتا نہ اوس کے یہاں کھاتا پیتا ہے نہ زید مذکور کے پیچھے نماز پڑھتا اور نہ مناکحت کرتا ہے بلکہ اوس کو کافر مرتد سمجھتا اوسکے کفر میں شک نہیں کرتا اوس سے نفرت دینی و دنیوی ہر دو پہلو سے رکھتا ہے ہاں عمرو مذکور سے جو پکا سنی صحیح العقیدہ ہے راہ ورسم رکھتا ہے اوس سے ہم کلام ہوتا ہے اوسکے یہاں کھاتا پیتا ہے اوسکے گھر پر جاتا آتا ہے ایسی صورت میں کیا بکر مذکور مثل زید کے عندالشرع

وہابی کافر مرتد ہوجائے گا یا صرف فاسق گنہگار ہوگا یا نہ وہابی اور نہ فاسق ہوگا بلکہ مسلمان صحیح العقیدہ رہے گا۔ صورت مذکورہ بالا ۲ و ۳ کا جواب بالتفصیل ارقام فرمائیں۔

الجواب: صورت مذکورہ میں عمرو و بکر دونوں سنی مسلمان ہیں اون میں کوئی کافر یا گمراہ نہیں مگر عمرو فاسق گنہگار ہے کہ مرتد سے میل جول رکھتا ہے وقد قال تعالٰی ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فایاکم وایاکم لایضلونکم ولا یفتنونکم اور بکر کا عمرو سے ملنا اگر بربنائے مصلحت شرعیہ ہو کہ اس سے امید ہے کہ اس کی نصیحت مانے اور زید سے ملنا چھوڑ دے تو حرج نہیں ورنہ نامناسب ہے خصوصاً اوس حالت میں کہ بکر کوئی اعزاز علمی و دینی رکھتا ہو کہ ایسے کو فاسق سے بے ضرورت اختلاط بکروہ ہے عالمگیری میں ہے یکرہ للمشہور المقتدی الاختلاط الی رجل من اھل الباطل والشر الا بقدر الضرورۃ لانہ یعظم امرہ بین الناس ولو کان رجلا لا یعرف یداریہ لیدفع الظلم عن نفسہ من غیر اثم فلا بأس بہ کذا فی الملتقط واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از کانپور فیل خانہ قدیم مسئولہ جناب مولٰنا مولوی سید محمد آصف صاحب قادری برکاتی رضوی ۱۶ جمادی الآخرہ ۱۳۳۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم (یا حبیب محبوب اللہ روحی فداک) قبلہ کونین وکعبہ دارین دامت برکاتہم بعد تسلیمات فدویانہ وتمنائے حصول سعادت آستانہ بوسی التماس اینکہ بفضلہ تعالٰی کمترین بخیریت ہے حضوری ملازمان سامی کی مدام بارگاہ احدیت سے مطلوب۔ اشتہار اسلامی پیام میں عبدالماجد کے اس لکھنے پر کہ (مسلمان ڈوب رہا ہے نامسلم تیراک ہاتھ دے تو جان بچانا چاہیئے یا نہیں) یوں درج ہے (کہ مسلمان کو اگر ڈوبنے پر یقین نہ ہو ہاتھ پاؤں مار کر بچ جانے کی امید ہو یا کوئی مسلمان فریادرس خواہ کوئی درخت وغیرہ ملنے کا ظن ہو تو کافر کو ہاتھ دینے کی اجازت نہیں الخ) معلوم ہوتا ہے کہ کفار سے معاملت کی بھی اجازت نہ ہو اون سے علاج بھی نہ کرائے لا یالونکم خبالا سے کیا مقصود ہے آیا دین کے معاملہ میں کفار محارب فی الدین نقصان پہنچانے میں کمی نہ کریں گے یا ہر معاملہ میں اور ہر وقت جب موقع پائیں اور ایک کافر گو غیر محارب ہو تفسیر کبیر میں آیہ کریمہ لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم الی آخر الآیہ کے متعلق لکھا ہے وقال اھل التاویل ھذہ الآیۃ تدل علٰی جواز البر بین المشرکین والمسلمین وان کانت الموالاۃ منقطعۃ۔ رسالہ الرضا بابت ماہ ذیقعدہ حصہ ملفوظات ص ۸۶ میں ہے (حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اونھیں سے خلق فرماتے جو رجوع لانے والے ہوتے جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے اور کفار و مرتدین کیساتھ ہمیشہ سختی فرمائی الخ) بعض کفار کی آنکھوں میں سلائی پھیرنا تو قصاصاً تھا کیا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم قبل نزول آیت یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنٰفقین نرمی نہ فرماتے تھے اور کیا جو رجوع نہ لانے والے تھے اون سے ہمیشہ بشدت پیش آتے تھے یا پہلے اون سے بھی نرمی سے پیش آتے کفار مختلف طبائع کے تھے اونہیں بعض کو اسلام اور مسلمانوں سے سخت عداوت ہے اور بعض کو بہت کم کیا سب سے یکساں حکم ہے یا امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں اون سے حسب مراتب تدریجاً سختی کرنے کا حکم ہے اور محارب وغیر محارب کا فرق ہے۔ حضور فدوی کو اس مسئلہ میں کہ مرتدہ کا نکاح باقی رہتا ہے لیکن فتاوٰی کی کتابوں کے خلاف ہونے کی وجہ خلجان رہتا ہے حضور کے فتاوی میں اور کتابوں کے خلاف لکھا ہے گو بعض احکام بوجہ اختلاف زمانہ مختلف ہوجاتے ہیں لیکن فتاوی ہندیہ جو قریب زمانہ کی ہے اوس میں بھی نہیں ہے اگرچہ بوجہ سلطنت اسلامیہ نہ ہونے کے مرتدہ پر احکام شریعت نہیں جاری کئے جاسکتے مثل ضرب وغیرہ کے لیکن جب وہ اسلام سے خارج ہوگئی تو نکاح کا باقی رہنا کیسا کیا وہ ترکہ بھی اپنے سابق شوہر کا شرعاً پائے گی اور اوسکے مرنے پر اوس کا جو پہلے شوہر تھا ترکہ اوسکا شرعاً پائے گا۔ اگر کفار غیر محارب کے ہمراہ محارب کفار کا مقابلہ کیا جائے اور محارب کفار کو غیر محارب کے امداد سے نقصان پہنچایا جائے تو کیا گناہ ہے اوسی اسلامی پیغام میں ہے (اب جو قرآن کو جھٹلائے وہ مشرک یا مرتد کو ڈوبنے سے نجات دینے والا حامی و مددگار جانے) کیا نعوذ باللہ جتنے مسلمان کفار سے علاج کراتے ہیں اور معاملات میں اون سے مدد لیتے ہیں سب قرآن کو جھٹلاتے ہیں۔ فقط والتسلیم عریضہ ادب فدوی محمد آصف یغفر اللہ لہ ولوالدیہ ولجمیع المؤمنین والمؤمنات بحرمۃ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

الجواب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم مولٰنا المکرم اکرمکم اللہ تعالٰی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ارشاد الٰہی یا ایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا عام ومطلق ہے کافر کو رازدار بنانا مطلقاً ممنوع

ہے اگرچہ امور دنیویہ میں ہو وہ ہرگز تا قدر قدرت ہماری بدخواہی میں گئی نہ کریں گے قل صدق اللّٰہ ومن اصدق من اللّٰہ قیلا۔ سیدنا امام اجل حسن بصری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حدیث لا تستضیئوا بنار المشرکین (مشرکین کی آگ سے روشنی نہ لو) کی تفسیر فرمائی کہ اپنے کسی کام میں اون سے مشورہ نہ لو اور اوسے اسی آیت کریمہ سے ثابت بتایا ابو یعلٰی مسند اور عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم تفاسیر اور بیہقی شعب الایمان میں بطریق ازہر بن راشد انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم لا تستضیئوا بنار المشرکین قال فلم ندرما ذلک حتی اتوا الحسن فسألوہ فقال نعم یقول لا تستشیروھم فی شیئ من امورکم قال الحسن وتصدیق ذلک فی کتاب اللّٰہ تعالٰی ثم تلا ھذہ الاٰیۃ یا ایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اسی آیت کریمہ سے کافر کو محرر بنانا منع فرمایا۔ ابن ابی شیبہ مصنف اور ابنائے حمید و ابی حاتم رازی تفاسیر میں اوس جناب سے راوی انہ قیل لہ ان ھنا غلاما من اھل الحیرۃ حافظا کاتبا فلو اتخذتہ کاتبا قال اتخذت اذن بطانۃ من دون المؤمنین تفسیر کبیر میں انھیں امور دنیویہ میں اون سے مشاورت و مؤانست کو سبب نزول کریمہ اور اس سے نہی مطلق کے لیے بتایا اور اوسے اس گمان کا کہ اون سے مخالفت تو دین میں ہے دنیوی امور میں بدخواہی نہ کریں گے رد ٹھہرایا کہ ان المسلمین کانوا یشاورونھم فی امورھم ویؤانسونھم لما کان بینھم من الرضاع والحلف ظنا منھم انھم وان خالفوھم فی الدین فھم ینصحون لھم فی اسباب المعاش فنھاھم اللّٰہ تعالٰی بھذہ الاٰیۃ عنہ فمنع المؤمنین ان یتخذوا بطانۃ من غیر المؤمنین فیکون ذلک نھیا عن جمیع الکفار وقال تعالٰی یا ایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء ومما یؤکد ذلک ماروی انہ قیل لعمر بن الخطاب رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ ھھنا رجل من اھل الحیرۃ نصرانی لایعرف اقوی حفظا ولا احسن خطا منہ فان رأیت ان تتخذہ کاتبا فامتنع عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ من ذلک وقال اذن اتخذت بطانۃ من غیر المؤمنین فقد جعل عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ ھذہ الاٰیۃ دلیلا علی النھی عن اتخاذ النصرانی بطانۃ اس سے جملہ انواع معاملت کیوں ناجائز ہوگئے بیع و شرا اجارہ واستیجار وغیرہا میں کیا رازدار بنانا یا اوسکی خیرخواہی پر اعتماد کرنا ہے جیسے چمار کو دام دیئے جوتا گنٹھوالیا بھنگی کو مہینہ دیا پاخانہ کموالیا بزاز کو روپے دیے کپڑا مول لے لیا آپ تاجر ہے کوئی جائز چیز اوسکے ہاتھ بیچی دام لے لئے وغیرہ وغیرہ۔ ہر کافر حربی کافر محارب ہے حربی و محارب ایک ہی ہے جیسے جدلی و مجادل وہ ذمی و معاہد کا مقابل ہے رازدار بنانا ذمی و معاہد کو بھی جائز نہیں امیر المؤمنین کا وہ ارشاد ذمی ہی کے بارے میں ہے یونہیں موالات مطلقا جملہ کفار سے حرام ہے حربی ہوں یا ذمی۔ ہاں صرف دربارۂ بر و احسان ان میں فرق ہے معاہد سے جائز ہے کہ لا ینھٰکم اللّٰہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین اور حربی سے حرام کہ انما ینھٰکم اللّٰہ عن الذین قاتلوکم فی الدین عبارت کبیر منقولہ سوال کا یہی مطلب ہے یہی قول اکثر اہل تاویل ہے اور اسی پر اعتماد و تعویل ہے اور ائمہ حنفیہ کے یہاں تو اس پر اتفاق جلیل ہے خود کبیر میں زیر کریمہ لا ینھٰکم اللّٰہ ہے الاکثرون علی انھم اھل العھد وھذا قول ابن عباس والمقاتلین والکلبی ہم نے المحجۃ المؤتمنہ میں یہ مطلب نفیس جامع صغیر امام محمد وہدایہ ودرر الحکام وغایۃ البیان وکفایہ وجوہرہ ومستصفٰی ونہایہ وفتح القدیر وبحر الرائق وکافی وتبیین الحقائق وتفسیر احمدی وفتح اللہ المعین وغنیہ ذوی الاحکام ومعراج الدرایہ وعنایہ ومحیط برہانی وچوبی زادہ وبدائع امام ملک العلما سے ثابت کیا حضور رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رحمۃ للعلمین ہیں قبل ارشاد و اغلظ علیھم انواع انواع کے نرمی وعفو وصفح فرمائے خود اموال غنیمت میں مؤلفۃ القلوب کا ایک سہم مقرر تھا مگر اس ارشاد کریم نے ہر عفو وصفح کو نسخ فرمادیا اور مؤلفۃ القلوب کا سہم ساقط ہوگیا وقل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر انا اعتدنا للظلمین نارا احاط بھم سرادقھا سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے افضل الاساتذہ امام عطاء بن ابی رباح رضی اللہ تعالٰی عنہ جنکی نسبت امام فرماتے ہیں میں نے اون سے افضل کسی کو نہ دیکھا وہ کریمۂ واغلظ علیھم کو فرماتے ہیں نسخت ھذہ الاٰیۃ کل شیئ من العفو والصفح قرآن عظیم نے یہود و مشرکین کو عداوت مسلمین میں سب کافروں سے سخت تر فرمایا لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین اٰمنوا الیھود والذین اشرکوا مگر ارشاد یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنٰفقین واغلظ علیھم وماوٰھم جھنم وبئس المصیر عام آیا اس میں سب کا استثنا نہ فرمایا کسی وصف پر حکم کا مرتب ہونا اوسکی علیت کا مشعر ہوتا ہے یہاں اونھیں وصف کفر سے ذکر فرماکر اوس پر جہاد و غلظت کا حکم دیا تو یہ سزا اونکے نفس

کفر کی ہے نہ کہ عداوت مومنین کی اور نفس کفر میں وہ سب برابر ہیں الکفر ملۃ واحدۃ ہاں معاہد کا استثنا دلائل قاطعہ متواترہ سے ضرورۃً معلوم و مستقر فی الاذہان کہ حکم جاھد سن کر اوسکی طرف ذہن جاتا ہی نہیں فنفس النص لم یتعلق بہ ابتداء کما افادہ فی البحر الرائق تفاوت عداوت پر بنائے کار ہوتی تو یہود کا حکم مجوس سے سخت تر ہوتا حالانکہ امر بالعکس ہے اور نصارٰی کا حکم یہود سے کم تر ہوتا حالانکہ یکساں ہے۔ ذمی وحربی کافر کا فرق میں بتا چکا ہوں اور یہ کہ ہر حربی محارب ہے حسب حاجت ذلیل قلیل ذمیوں سے حربیوں کے مقاتلہ و مقابلہ میں مدد لے سکتے ہیں ایسی جیسے سدھائے ہوئے مسخر کتّے سے شکار میں امام سرخسی نے شرح صغیر میں فرمایا والاستعانۃ باھل الذمۃ کالاستعانۃ بالکلاب اور بروایت امام طحاوی ہمارے ائمۂ مذہب امام اعظم و صاحبین وغیرہم رضی اللہ تعالٰی عنہم نے اس میں بھی کتابی کی تخصیص فرمائی مشرک سے استعانت مطلقاً ناجائز رکھی اگرچہ ذمی ہو ان مباحث کی تفصیل جلیل المحجۃ المؤتمنہ میں ملاحظہ ہو۔ رہا کافر طبیب سے علاج کرانا خارجی یا ظاہر مکشوف علاج جس میں اوسکی بدخواہی نہ چل سکے وہ تولایا لونکم خبالا سے بالکل بے علاقہ ہے اور دنیاوی معاملات بیع و شرا و اجارہ و استیجار کی مثل ہے ہاں اندرونی علاج جس میں اوسکے فریب کو گنجائش ہو اوس میں اگر کافروں پر یوں اعتماد کیا کہ اُن کو اپنی مصیبت میں ہمدرد اپنا ولی خیرخواہ اپنا مخلص باخلاص خلوص کے ساتھ ہمدردی کرکے اپنا ولی دوست بنانے والا اس کی بیکسی میں اسکی طرف اتحاد کا ہاتھ بڑھانے والا جانا تو بیشک آیۂ کریمہ کا مخالف ہے اور ارشادِ آیت جان کر ایسا سمجھا تو نہ صرف اپنی جان بلکہ جان و ایمان و قرآن سب کا دشمن اور اوںھیں اس کی خبر ہوجائے اور اوسکے بعد واقعی دل سے اس کی خیرخواہی کریں تو کچھ بعید نہیں کہ وہ تو مسلمان کے دشمن ہیں اور یہ مسلمان ہی نہ رہا فانہ منھم ہوگیا اونکی تو دلی تمنا یہی تھی قال تعالٰی ودوالو تکفرون کما کفروا فتکونون سواء اونکی آرزو ہے کہ کسی طرح تم بھی اون کی طرح کافر ہو تو تم اور وہ ایک سے ہوجاؤ والعیاذ باللہ تعالٰی مگر الحمدللہ کوئی مسلمان آیۂ کریمہ پر مطلع ہوکر ہرگز ایسا نہ جانے گا اور جانے تو آپ ہی اوس نے تکذیب قرآن کی۔ بلکہ یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ ان کا پیشہ ہے اس سے روٹیاں کماتے ہیں ایسا کریں تو بدنام ہوں دوکان پھیکی پڑے کھل جائے تو حکومت کا مؤاخذہ ہو سزا ہو یوں بدخواہی سے باز رہتے ہیں تو اپنے خیرخواہ ہیں نہ کہ ہمارے اس میں تکذیب نہ ہوئی۔ پھر بھی خلاف احتیاط و شنیع ضرور ہے خصوصاً یہود و مشرکین سے خصوصاً سربر آوردہ مسلمان کو۔ جس کے کم ہونے میں وہ اشقیا اپنی فتح سمجھیں۔ وہ جیسے جان و ایمان دونوں عزیز ہیں اس بارے میں کریمۂ لاتتخذوا بطانۃ من دونکم لایألونکم خبالا کسی کافر کو رازدار نہ بناؤ وہ تمہاری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے و کریمہ ولم یتخذوا من دون اللہ ولا رسولہ ولا المؤمنین ولیجۃ اللہ و رسول اور مسلمانوں کے سوا کسی کو دخیل کار نہ بنانا و حدیث مذکور لاتستضیئوا بنار المشرکین مشرکوں کی آگ سے روشنی نہ لو بس ہیں اپنی جان کا معاملہ اُس کے ہاتھ میں دیدینے سے زیادہ اور کیا رازدار، ودخیل کار و مشیر بنانا ہوگا۔ امام محمد عبدری ابن الحاج مکی قدس سرہٗ مدخل میں فرماتے ہیں واشد فی القبح والشنع ماارتکبہ بعض الناس فی ہذا الزمان من معالجۃ الطبیب والکحال الکافرین اللذین لایرجی منہما النصح ولاخیر بل یقطع بغشہما واذیتہما لمن ظفرا بہ من المسلمین سیما ان کان المریض کبیرا فی دینہ اوعلمہ یعنی سخت تر قبیح و شنیع ہے وہ جس کا ارتکاب آج کل بعض لوگ کرتے ہیں۔ کافر طبیب اور سیتے سے علاج کرانا۔ جن سے خیرخواہی اور بھلائی کی امید درکنا یقین ہے کہ جس مسلمان پر قابو پائیں اوس کی بدسگالی کرینگے اور اوسے ایذا پہنچائیں گے۔ خصوصاً جبکہ مریض دین یا علم میں عظمت والا ہو پھر فرمایا انھم لایعطون لاحد من المسلمین شیأ من الادویۃ التی تضرہ ظاہرا لانھم لو فعلوا ذلک نظہر غشہم وانقطعت مادۃ معاشہم لکنہم یصفون لہ من الادویۃ مایلیق بذلک المرض ویظہرون الصنعۃ فیہ والنصح وقد یتعافی المریض فینسب ذلک الی حذق الطبیب ومعرفتہ لیتفع علیہ المعاش کثیر السبب مایقع لہ من الثنا علی نصحہ فی صنعتہ لکنہ یدس فی اثناء وصفہ حاجۃ لایفطن لما فیہا من الضرر غالبا وتکون تلک الحاجۃ مما تنفع ذلک المریض وینتعش منہ فی الحال لکنہ یبقی المریض بعدہا مدۃ فی صحۃ وعافیۃ ثم یعود علیہ بالضرر فی آخر الحال وقد یدس حاجۃ اخری کما تقدم لکنہ ان جامع انتکس ومات وکذلک یفعل فی حاجۃ اخری یصح المریض بعد استعمالہا لکنہ اذا دخل الحمام انتکس ومات (وقد) یدس حاجۃ اخری اذا استعملہا المریض صح وقام من مرضہ لکن لہا مدۃ فاذا انقضت تلک المدۃ عادت بالضرر علیہ وتختلف المدۃ فی ذلک فمنہا مایکون مدتہا سنۃ او اقل او اکثر الی غیر ذلک من غشہم وہو کثیر ثم یتعلل عدو اللہ بان ہذا مرض آخر دخل علیہ فلیس لہ فیہ حیلۃ فلو سلم منہ لعاش وصح ویظہر التاسف والحزن علی ما اصاب المریض ثم یصف بعد ذلک اشیاء تنفع لمرضہ لکنہا لاتفید بعد ان فات الامر فیہ فینصح حیث لاینفع نصحہ فمن یری ذلک منہ یعتقد انہ من

الناصحین وہو من اکبر الخاشین وقد قیل ؎ کل العداوۃ قد ترجی ازالتہا ؛ الا عداوۃ من عاداک فی الدین

یعنی وہ مسلمان کو کھلے ضرر کی دوا نہیں دیتے کہ یوں تو اون کی بدخواہی ظاہر ہوجائے اور اون کی روزی میں خلل آئے بلکہ مناسب دوا دیتے اور اوس میں اپنی خیرخواہی و فن دانی ظاہر کرتے ہیں اور کبھی مریض اچھا ہوجاتا ہے جس میں اون کا نام ہو اور معاش خوب چلے اور اسی کے ضمن میں ایسی دوا دیدیتے ہیں کہ فی الحال مریض کو نفع دے اور آئندہ ضرر لائے یا ایسی دوا کہ اس وقت مرض کھودے مگر جب مریض جماع کرے مرض لوٹ آئے اور مرجائے یا ایسی کہ سردست تندرست کردے مگر جب حمام کرے مرض پلٹے اور موت ہو یا ایسی کہ اس وقت مریض کھڑا ہوجائے اور ایک مدت سال بھر یا کم وبیش کے بعد وہ اپنا رنگ لائے اور ان کے سوا ان کے فریبوں کے اور بہت طریقے ہیں۔ پھر جب مرض پلٹا تو اللہ کا دشمن یوں بہانے بناتا ہے کہ یہ جدید مرض ہے اس میں میرا کیا اختیار ہے اور مریض کی حالت پر افسوس کرتا ہے۔ پھر صحیح نافع نسخے بتاتا ہے مگر جب بات ہاتھ سے نکل گئی کیا فائدہ تو اوس وقت خیرخواہی دکھاتا ہے جب اوس سے نفع نہیں۔ دیکھنے والے اوسے خیرخواہ سمجھتے ہیں حالانکہ وہ سخت تر بدخواہ ہے ؎

تمام دشمنیوں کا زوال ممکن ہے ؛ مگر عداوت دینی کہ یہ نہیں جاتی

پھر فرمایا وقد یستعملون النصح فی بعض الناس ممن لاخطر لہم فی الدین ولا علم وذٰلک ایضا من الغش لانہم لو لم ینصحوا لما حصلت لہم الشہرۃ بالمعرفۃ بالطب ولتعطل علیہم معاشہم وقد یفطن لغشہم ومن غشہم نصحہم لبعض ابناء الدنیا لیشتہروا بذٰلک وتحصل لہم الحظوۃ عندہم وعند کثیر ممن شابہہم ویتسلطون بسبب ذٰلک علی قتل العلماء والصالحین وہذا النوع موجود ظاہر وقد ینصحون العلماء والصالحین وذٰلک منہم غش ایضا لانہم یفعلون ذٰلک لتحصل لہم الشہرۃ وتظہر صنعتہم فیکون سببا الی اتلاف من یرید ون اتلافہ منہم وہذا منہم مکر عظیم یعنی وہ کبھی عوام کے علاج میں خیرخواہی کرتے ہیں اور یہ بھی اون کا مکر ہے کہ ایسا نہ کریں تو شہرت کیسے ہو روٹیوں میں فرق آئے اور کبھی اون کے فریب پر لوگ چرچ جائیں۔ یونہیں یہ فریب ہے کہ بعض رئیسوں کا علاج اچھا کرتے ہیں کہ شہرت اور اوس کے نزدیک اور اوس جیسوں کی نگاہ میں وقعت ہو پھر علما وصلحا کے قتل کا موقع ملے اور ایسے اب موجود وظاہر ہیں اور کبھی علما وصلحا کے علاج میں بھی خیرخواہی کرتے ہیں اور یہ بھی فریب ہے کہ مقصود سا کھ بندھن ہے۔ پھر جس عالم یا دیندار کا قتل مقصود ہے اوس کی راہ ملنا اور یہ اون کا بڑا مکر ہے پھر اپنے زمانے کا ایک واقعہ ثقہ معتمد کی زبانی بیان فرمایا کہ مصر میں ایک رئیس کے یہاں ایک یہودی طبیب تھا رئیس نے کسی بات پر ناراض ہوکر اوسے نکال دیا وہ خوشامدیں کرتا رہا یہانتک کہ رئیس راضی ہوگیا کافر وقت کا منتظر رہا پھر رئیس کو کوئی سخت مرض ہوا۔ میں طبیب مغربی سے طب پڑھ رہا تھا لوگ اونھیں بلانے آئے انھوں نے عذر کیا لوگوں نے اصرار کیا گئے اور مجھے فرما گئے میرے آنے تک بیٹھے رہنا تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ کانپتے تھرتھراتے واپس آئے میں نے کہا خیر ہے۔ فرمایا میں نے پوچھا کہ یہودی نے کیا نسخہ دیا معلوم ہوا کہ وہ رئیس کا کام تمام کرچکا میں اندر نہ گیا کہ ایک تو اوسکے بچنے کی امید نہیں پھر یہ اندیشہ کہ کہیں یہودی میرے ذمے نہ رکھ دے رئیس کل تک نہ بچے گا وہی ہوا کہ صبح تک اوس کا انتقال ہوگیا۔ پھر فرمایا کہ بعض لوگ کافر طبیب کے ساتھ مسلمان طبیب کو بھی شریک کرتے ہیں کہ جو نسخہ وہ بتائے مسلمان کو دکھالیں یوں اوسکے مکر سے امن سمجھتے ہیں اور اس میں کچھ حرج نہیں جانتے فرمایا وہذا لیس بشیئ ایضا من وجوہ الاول ان المسلم قد یغفل عن بعض ما وصفہ الثانی فیہ اقتداء الغیر بہ الثالث فیہ الاعانۃ لہم علی کفرہم بما یعطیہ لہم الرابع فیہ ذلۃ المسلم لہم الخامس فیہ تعظیم شانہم لاسیما ان کان المریض رئیسا وقد امر الشارع علیہ الصلوٰۃ والسلام بتصغیر شانہم وہذا عکسہ یہ بھی بوجوہ کچھ نہیں۔ ایک[1] تو ممکن کہ جو دوا کافر نے بتائی اُس وقت مسلمان طبیب کے خیال میں اوس کا ضرر نہ آئے پھر[2] اس کی دیکھا دیکھی اور مسلمان بھی کافر سے علاج کرائیں گے۔ فیس[3] وغیرہ جو اوسے دی جائے وہ اُس کے کفر پر مدد ہوگی[4] مسلمان کو اُس کے لیے تواضع کرنی پڑے گی۔ علاج کی ناموری سے کافر کی شان بڑھے گی خصوصاً اگر مریض رئیس تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اُن کی تحقیر کا حکم دیا اور یہ اوس کا عکس ہے پھر فرمایا ثم مع ذٰلک ما یحصل من الانس والود لہم وان قل الامن عصم اللہ وقلیل ماہم ولیس ذٰلک من اخلاق اہل الدین پھر ان سب وجوہ کے ساتھ یہ ہے کہ اس[5] سے اون کے ساتھ انس اور کچھ محبت پیدا ہوجاتی ہے اگرچہ تھوڑی ہی سہی سوا اُس کے جسے اللہ محفوظ رکھے اور وہ بہت کم ہیں اور کافر سے انس اہل دین کی شان نہیں پھر فرمایا ومع ذٰلک یخشی علی دین بعض من یستطبہم من المسلمین ان سب قباحتوں کے ساتھ سخت آفت[6] یہ ہے کہ کبھی اُن سے علاج کرانے والے کے ایمان پر اندیشہ ہوتا ہے پھر اپنے بعض ثقہ

معتمد برادران دینی کا واقعہ بیان فرمایا کہ اُن کے یہاں بیماری ہوئی مریض نے ایک یہودی طبیب کی طرف رجوع پر اصرار کیا انھوں نے اوسے بلایا وہ علاج کرتا رہا ایک دن اُسے خواب میں دیکھا کہ ان سے کہتا ہے کہ موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دین قدیم ہے اوسی کو اختیار کرنا چاہیے او ویوہیں کیا کیا بکتا رہا یہ ترساں ولرزاں جاگے اور عہد کرلیا کہ اب وہ میرے گھر نہ آنے پائے۔ راستے میں کہیں وہ جہاں ملتا یہ اور راہ ہوجاتے کہ مبادا اوسکا وبال انھیں پہنچے امام فرماتے ہیں فہذا قدر حم بسبب انہ کان معتنیا بہ فیخاف من استطبہم ولم یکن معتنیا بہ ان یہلک معہم ولولم یکن فیہ الا الخوف من ہذا الامر الخطر لکان متعینا ترکہ فکیف مع وجود ما تقدم ان صاحب پر تو یوں رحمت ہوئی کہ زیر نظر عنایت تھے جو ایسا نہ ہوا اور اون سے علاج کرائے اُسپر خوف ہے کہ اون کے ساتھ ہلاک ہوجائے اُن کے علاج میں اُس شدید خطرناک خوف کے سوا اور کچھ نہ ہوتا تو اسی قدر سے اوس کا ترک لازم ہوتا نہ کہ اور شناعتوں کے ساتھ جن کا ذکر گزرا۔ ان امام ناصح رحمہ اللہ تعالٰی کے ان نفیس بیانوں کے بعد زیادت کی حاجت نہیں اور بالخصوص علمائے وعظمائے دین کے لیے زیادہ خطر کا مؤید امام مازری رحمہ اللہ تعالٰی کا واقعہ ہے علیل ہوئے ایک یہودی معالج تھا اچھے ہوجاتے پھر مرض عود کرتا کئی بار یوہیں ہوا آخر اُسے تنہائی میں بلاکر دریافت فرمایا اوس نے کہا اگر آپ سچ پوچھتے ہیں تو ہمارے نزدیک اس سے زیادہ کوئی کار ثواب نہیں کہ آپ جیسے امام کو مسلمانوں کے ہاتھ سے کھودوں۔ امام نے اوسے دفع فرمایا مولٰی تعالٰی نے شفا بخشی پھر امام نے طب کی طرف توجہ فرمائی اور اوس میں تصانیف کیں اور طلبہ کو حاذق اطبا کردیا اور مسلمانوں کو ممانعت فرمادی کہ کافر طبیب سے کبھی علاج نہ کرائیں۔ یہود کے مثل مشرکین ہیں کہ قرآن عظیم نے دونوں کو ایک ساتھ مسلمانوں کا سب سے سخت تر دشمن بتایا اور لایالونکم خبالا تو عام کفار کے لیے فرمایا۔

عورت کا مرتدہ ہوکر نکاح سے نہ نکلنا تمام کتب ظاہر الروایۃ وجملہ متون وعامۂ شروح وفتاوٰی قدیمہ سب کے خلاف ہے اور سب کے موافق۔ خلاف ہے قول صوری کے اور موافق ہے قول ضروری کے۔ قول ضروری اور صوری کا فرق میرے رسالہ اجلی الاعلام بان الفتوٰی مطلقا علی قول الامام میں ملے گا کہ میرے فتاوٰی جلد اول میں طبع ہوا اور اس کا قول ضروری کے موافق ہونا میرے فتوے سے کہ بجواب سوال علی گڑھ لکھا ظاہر اوس کی نقل حاضر ہوگی اور یہ حکم صرف نکاح میں ہے باقی تمام احکام ارتداد جاری ہوں گے۔ نہ وہ شوہر کا ترکہ پائے گی نہ شوہر اوس کا۔ اگر اپنے مرض الموت میں مرتدہ نہ ہوئی ہو نیز جب تک وہ اسلام لائے شوہر کو اوسے ہاتھ لگانا حرام ہوگا عالمگیری منشا مسئلہ مذکورہ سے خالی نہیں باب نکاح الکفار میں لکھتے لواجرت کلمۃ الکفر علی لسانہا مغایظۃ لزوجہا او اخراجا لنفسہا عن حبالتہ او لایستجاب المہر علیہ بنکاح مستأنف تحرم علی زوجہا فتجبر علی الاسلام ولکل قاض ان یجدد النکاح بادنی شیئ ولو بدینار سخطت او رضیت ولیس لہا ان تتزوج الا بزوجہا قال الہندوانی الی اخذ بہذا قال ابو اللیث وبہ ناخذ کذا فی التمر تاشی اسی کے بیان میں درمختار میں ہے صرحوا بتعزیرہا خمسۃ وسبعین وتجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح بمہر یسیر کدینار وعلیہ الفتوٰی والوالجیۃ یہ احکام اوسی طرح مذہب کے خلاف ہیں جب مرتدہ ہوتے ہی نکاح فوراً فسخ ہوگیا کہ ارتداد احدہما فسخ فی الحال پھر بعد عدت دوسرے سے اُسے نکاح ناجائز ہونا کیا معنی اور پہلے سے تجدید نکاح پر جبر کیا معنی۔ کیوں نہیں جائز کہ وہ کسی سے نکاح نہ کرے اور اس تجدید میں زبردستی ادنٰی سے ادنٰی مہر باندھنے کا ہر قاضی کو اختیار ملنا کیا معنی مہر عوض بضع ہے اور معاوضات میں تراضی شرط **اقول** بلکہ ان اکابر کے قول ماخوذ ومفتی بہ کو کہ قول ائمۂ بخارا ہے فتوائے ائمۂ بلخ رحمہم اللہ تعالٰی سے جیسے فقیر نے باتباع نہر الفائق وغیرہ اختیار کیا بُعد نہیں۔ تجدید نکاح بنظر احتیاط ہے اور شوہر پر حرام ہوجانا موجب زوال نکاح نہیں۔ بارہا عورت ایک مدت تک حرام ہوجاتی ہے اور نکاح باقی ہے جیسے بحال نماز وروزہ رمضان واعتکاف واحرام وحیض ونفاس یوہیں جبکہ زوجہ کی بہن سے نکاح کرکے قربت کرلے زوجہ حرام ہوگئی یہاں تک کہ اوس کی بہن کو جُدا کرے اور اوس کی عدت گزرجائے بلکہ کبھی ہمیشہ کے لیے حرام ہوجاتی ہے اور نکاح زائل نہیں جیسے حرمت مصاہرت طاری ہونے سے کہ متارکہ لازم ہے تو نکاح قائم ہے اور زن مفضاۃ کہ سبیلین ایک ہوجائیں نکاح میں اصلاً خلل نہیں اور حرمت ابدی دائم ہے والمسائل منصوص علیہا فی الدر وغیرہ من الاسفار الخ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: ازمین پوری مسئولہ محمد مجیب اللہ صاحب ومولوی حکیم محمد احمد صاحب علوی۔ ۲۸ رجمادی الآخر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ آج کل ایک عرصہ سے یہ بات رائج ہے کہ لوگ اپنی جان کا بیمہ کراتے ہیں لہذا دریافت طلب یہ بات ہے کہ آیا جان کا بیمہ کرانا شرعاً جائز ہے یا نہیں اوسکی مثال مثلاً ایک شخص جس کی عمر تینتیس سال کی ہے تاریخ اجراء

پالیسی (سند) سے بیس سال تک مبلغ دوسو چھیالیس روپیہ چارآنہ سالانہ ادا کرنے کے بعد مبلغ پانچ ہزار روپیہ خود لے سکتا ہے یا اس کے ورثا قبل از وقت موت واقع ہوجانے پر حاصل کرسکتے ہیں۔ عا للعہ × ۲۰ = للعہ ۴۹۲۵ = اصل رقم = ...۔ ۴۹۲۵ روپیہ رقم جو ملے گی۔ ...۔ ۵ روپیہ زائد = ۷۵ روپیہ۔ اس کے علاوہ اس اصل ۴/۱ روپیہ پر منافع بعوض استعمال روپیہ دیا جاتا ہے۔ یہ منافع اول بیمہ کنندگان یا بیمہ شدگان کو دیا جاتا ہے جن کی مدت بیمہ اختتام کو پہنچتی ہے جس وقت کہ اُن کا چندہ بحساب للعہ فیصدی سود درسود اوس اصل رقم بیمہ کے برابر ہوجاتا ہے اس منافع میں سے ۱۰ فی صدی کمپنی لیتی ہے اور ۹۰ فی صدی بیمہ کرنے والے کو ملتا ہے بہت توضیح وتشریح کے ساتھ تحریر فرمایا جاوے کہ اس طرح روپیہ حاصل کرنا یا اپنا روپیہ اس بیمہ کی کمپنی کو دینا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے اللہ تعالٰی آپ کو جزائے خیر عطا فرماوے

الجواب: جس کمپنی سے یہ معاملہ کیا جائے اگر اوس میں کوئی مسلمان بھی شریک ہے تو مطلقاً حرام قطعی ہے کہ قمار ہے اور اوس پر جو زیادت ہے ربا اور دونوں حرام وسخت کبیرہ ہیں اور اگر اوس میں کوئی مسلمان اصلاً نہیں تو یہاں جائز ہے جب کہ اوس کے سبب حفظ صحت وغیرہ میں کسی معصیت پر مجبور نہ کیا جاتا ہو جواز اس لئے کہ اوس میں اپنے نقصان کی شکل نہیں اگر بیس برس تک زندہ رہا پورا روپیہ بلکہ مع زیادت ملے گا اور پہلے مرگیا تو ورثہ کو اور زیادہ ملے گا مثلاً سال بھر بعد ہی مرگیا تو دیئے ۲۴۶ روپیہ چار آنے اور ملے ...۵ روپیہ ہاں یہ ضرور ہے کہ جو زائد ملے ربا سمجھ کر نہ لے بلکہ یہ سمجھے کہ غیر مسلم کا مال اوسکی خوشی سے بلاعذر ملا یہ حلال ہے امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں ان ابا بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ قبل الھجرۃ حین انزل اللہ تعالٰی الم غلبت الروم قالت لہ قریش ترون ان الروم تغلب قال نعم قال ھل لک ان تخاطرنا فخاطرھم فاخبر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذھب الیھم فزد فی الخطر ففعل وغلبت الروم فارسا فاخذ ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ فاجازہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وھو القمار بعینہ بین ابی بکر ومشرکی مکۃ وکانت مکۃ دار شرک لان مالھم انما یحرم علی المسلم اذا کان بطریق الغدر فاذا لم یاخذ غدرا فبای طریق یاخذہ حل بعد کونہ برضا بخلاف المستامن منھم عندنا لان مالہ صار محظورا بالامان فاذا اخذہ بغیر الطریق المشروع یکون غدرا الا انہ لا یخفی انہ انما یقتضی حل مباشرۃ العقد اذا کانت الزیادۃ ینالھا المسلم وقد التزم الاصحاب فی الدرس ان مرادھم من حل الربا والقمار اذا حصلت الزیادۃ للمسلم نظرا الی العلۃ وان کان اطلاق الجواب خلافہ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم

مسئلہ: از بنارس محلہ انبیالی منڈی مسئولہ محمد عمر صاحب سنی حنفی قادری رضوی ۴ رجب ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ منجانب خلافت کمیٹی ایک روپیہ کا نوٹ شائع ہوا ہے جس میں قرآن پاک کی پوری ایک آیت لکھی پس مسلمان یا ہنود کے ہاتھ فروخت کیسا ہے کیا مسلمان اس کو ہر حالت پاکی وناپاکی میں لے سکتا ہے یا نہیں اور اوسکے فروخت کرنے والے پر کیا حکم ہے بینوا توجروا

الجواب: اوس پرچہ پر کہ ہر کس وناکس ہر پاک وناپاک ہر کافر ومشرک ہر بھنگی چمار کے ہاتھ میں جانے کے لئے وضع کیا گیا ہے قرآن کریم کی آیت لکھنا اوسے بے ادبی کے لئے پیش کرنا ہے بے وضو اوس کا چھونا جائز نہیں اگر آیۂ کریمہ کے سوا اوس میں اور کتابت نہ ہو اور اگر اور کتابت زائد ہے تو آیۂ کریمہ جس جگہ لکھی ہے اوس پر بے وضو ہاتھ لگنا حرام ہے خواہ اوسی رخ ہو جدھر آیت لکھی ہے یا دوسرے رخ ہر طرف ناجائز ہے اور اوسے کافر کے ہاتھ فروخت نہ کریں اور اوس کا بیچنا بے ادبی ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از شہر محلہ ذخیرہ چاہ چڑیماران مسئولہ شمشیر علی قادری رضوی ۱۱ رجب المرجب ۱۳۳۹ھ

حضور پر نور اعلٰحضرت قبلہ وکعبہ دام برکاتہم السلام علیکم حضور یہ جلسہ وہابیوں کا جو ۲۴، ۲۵، ۲۶ مارچ کو متصل مسجد نو محلہ ہونے والا ہے اس میں اہلسنت والجماعت خصوصاً حضور کے مریدین کو جلسہ مذکورہ میں شریک ہونا جائز ہے یا ناجائز اہل وہابیہ وہاں جائینگے ایسے جلسے میں جہاں وہابی ہوں ہم اہل سنت والجماعت کو جانا جائز ہے یا ناجائز امید کہ حضور اپنے مہر اور دستخط سے مشرف فرمائیں تاکہ ہم

اہلسنت والجماعت شریک ہونے سے پرہیز کریں۔ بینوا توجروا۔
شمشیر علی قادری رضوی محلہ ذخیرہ چاہ چڑیماران بریلی۔ نیاز محمد رضوی شمس الحسن رضوی ذخیرہ

الجواب: وہ کہ وہابیہ و دیوبندیہ ومخالفان دین وغلامان مشرکین کا جلسہ ہو اوس میں سنی کو شرکت کیسے حلال ہوسکتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم اون سے دور بھاگو اور انھیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمکو گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تم کو فتنے میں نہ ڈال دیں۔ سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کے متوسلین کو بالخصوص تاکید ہے کہ یک لخت ایسے لوگوں سے دور رہیں تاکہ اپنے رب جل وعلا اور اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک رہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از بدایوں مرسلہ عبدالماجد از نام حبیب الرحمن ۱۲ ر رجب ۱۳۳۹ھ

(۱) خلافت ترک صحیح ہے یا نہیں (۲) خلیفۃ المسلمین سے بغاوت کرنے والے کے لئے کیا حکم ہے آیا اوس باغی سے قتال واجب ہے یا نہیں۔ (۳) بادشاہ اسلام سے کوئی غیر مسلم حکومت جنگ کرے ممالک اسلامیہ پر حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر جس طرح ممکن ہو بادشاہ کی اعانت اور حکومت کو نقصان پہنچانا فرض ہے یا نہیں (۴) اہل اسلام کو یہ جائز ہے یا نہیں کہ خلیفہ کے مقابلے میں کفار نصاریٰ کی مالی امداد کریں (۵) مسلمانوں پر یہ حرام ہے یا نہیں کہ حکومت نصاریٰ کی فوج میں ملازم ہوکر اپنے برادران اسلام سے مقابلہ ومقاتلہ کریں (۶) شرعاً اون لوگوں کے واسطے کیا سزا مقرر ہے جو مخالف اسلام لشکر کے ساتھ شریک ہوکر عمداً مسلمانوں کو قتل کریں (۷) نصاریٰ کی وہ ملازمتیں جن میں خلاف شرع فیصلے کرنے پڑتے ہیں (مثلاً ڈپٹی کلکٹری وغیرہ) جائز ہیں یا نہیں ارشاد باری عز اسمہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکفرون ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الظلمون ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الفسقون کے کیا معنی ہیں (۸) یوہیں آنریری مجسٹریٹی جس میں قانون کی پابندی لازم ہے اگرچہ وہ خلاف شریعت ہو جائز ہے یا حرام اور بموجب فرمان الٰہی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان مسلمانوں پر اوس کا ترک واجب ہے یا نہیں (۹) نصاریٰ سے موالات جائز ہے یا نہیں یوہیں انکی تعظیم درست ہے یا نہیں (۱۰) یہاں مذہبی منافرت میں نصاریٰ کا حکم ہنود سے سخت ہے یا نہیں (۱۱) بڑے دن میں نصاریٰ کو ڈالی دینا حرام ہے یا نہیں (۱۲) کسی نصرانی حاکم یا شہزادے کے جلوس میں شرکت کیسی ہے ایسے شخص پر جو اس جلوس میں شریک ہو لزوم کفر وتجدید اسلام وتجدید نکاح کا حکم ہے یا نہیں (۱۳) نصاریٰ سے ترک معاملات بیع وشرا وغیرہ جائز ہے یا نہیں (۱۴) مشرکین سے اس طور پر مدد لینا کہ کوئی بات خلاف شرع لازم نہ آتی ہو جائز ہے یا ناجائز (۱۵) مسلمانوں کو علی گڑھ کالج کی امداد حرام ہے یا کیا (۱۶) لڑکوں کو اس میں پڑھنا اور پڑھوانا درست ہے یا نہیں (۱۷) اوس کی ملازمت کیسی ہے (۱۸) جزیرۃ العرب خصوصاً مکہ معظمہ ومدینہ منورہ بالخصوص حرم شریف کے اندر مشرکین ویہود ونصاریٰ کے داخل ہونے کی ممانعت ہے یا نہیں (۱۹) جو شخص قصداً اون کو حرمین محترمین کے اندر داخل کرے اور اس کا باعث ہو اوسکے لئے کیا حکم ہے (۲۰) بلاد اسلامیہ ومقامات متبرکہ اور مساجد خصوصاً مسجد اقصیٰ پر نصاریٰ کا قبضہ ہوجانے یا بے حرمتی ہونے کی حالت میں مسلمانوں پر جلسے کرنا رزولیشن پاس کرنا وغیرہ فرض ہے یا نہیں۔

الجواب: ترک اور تونے کیا جانا کیا ترک۔ صدہا سال سے حامیان دین متین اور حافظان بیضہ دین خادمان حرمین محترمین وما لئان قلب وعین اون کے اخیاء نہ خلفا کہ بیسوں خلفا کہلانے والوں سے افضل واعلیٰ خیر خواہی ونصیحت اور بقدر قدرت اعانت کی فرضیت لفظ خلافت پر موقوف جاننا جہالت اور اوسکے لئے محض بلاوجہ احادیث متواترہ نو اجماع صحابہ واجماع تابعین واجماع ائمہ دین وعقیدۂ جملہ اہلسنت وجماعت کا رد کرنا اور خارجیوں معتزلیوں کا دامن پکڑنا ضلالت (۲) یہ سوال اول پر متفرع تھا (۳) جو جسقدر پر قادر ہو شرع اوسی قدر کا اوسے حکم فرماتی ہے اوس سے آگے بڑھانا شرع پر زیادت اور اللہ پر افترا اور مسلمانوں کی بدخواہی ہے (۴) لفظ خلیفہ سائل نے حماقۃً بڑھایا کیا سلطنت اسلام کی بدخواہی میں حرج نہیں رسدین دین مددین دین چندے دے طبی وفد کا سامان کہ جنگ بلقان میں مسلمانوں نے ترک کیلئے خریدا تھا گورنمنٹ کو دے دیا جو بمقابلہ ترک استعمال میں آیا (۵) مسلمان بادشاہ کی فوج میں بھی نوکر ہوکر خواہ بے نوکری مسلمانوں سے مقاتلہ

کسی حال میں جائز نہیں مگر باغیوں خارجیوں وامثالہم سے۔ تو اہل خلافت کمیٹی جن کا مقولہ ہے کہ ہم ہندی قوم پرست ہیں ہمارا فرض ہے کہ ترکی بھی ہندوستان پر چڑھائی کرے تو ہم اوسکے خلاف تلوار اُٹھائیں۔ خلافت کمیٹی کے طور پر بھی کافر و خارج از اسلام ہیں (۶) اس کا جواب جواب سابق سے واضح ہے سب جانتے ہیں کہ عمداً قتل ناحق مسلم اشد کبائر سے ہے اگرچہ لشکر مسلمین کے ساتھ ہوا اسکی سزا اگر پارٹی دے سکتی ہے تو پہلے اپنے لیڈروں کو دے جن کا قول مذکور ہوا (۷) شرع مطہر کا حکم عام ہے اسلامی ریاست خواہ اسلامی سلطنت کی بھی وہ ملازمت جس میں خلاف شرع حکم کرنا ہو جائز نہیں قصداً خلاف شریعت حکم کرنا اگر براہ عناد یا استحسان یا استحلال مخالفت یا استخفاف حکم شریعت ہو کفر ہے ورنہ ظلم و فسق اور یہ کچھ ملازمت ہی پر موقوف نہیں نہ مقدمات سے خاص ویسے ہی جو شخص خلاف ما انزل اللہ حکم کریگا۔ اونھیں صورتوں پر کافر، ظالم، فاسق ہے جیسے یہ لوگ کہ ہندوؤں سے اتحاد منا رہے ہیں دین میں اون سے استمداد کر رہے ہیں اون سے بھائی چارہ گانٹھ رہے ہیں اونھیں رہنما اور آپ اون کے پس رو بن رہے ہیں معاملۂ دینی میں اون کی اطاعت کررہے ہیں جو وہ کہتے ہیں وہی مانتے ہیں اونھیں مسجدوں میں لیجاکر مسلمانوں کا واعظ بناتے ہیں اون کی خاطر شعار اسلام بند کرتے ہیں اون کے معاہد و حلیف بنتے ہیں اونھیں اپنا خیر خواہ سمجھتے ہیں وغیرہ وغیرہ کہ تمام لیڈر بننے والے ان میں مبتلا ہیں اور انھیں باتوں کا عوام کو حکم دیتے ہیں سب انھیں آیات کفرون ظلمون فسقون کے تحت میں داخل ہیں کہ یہ سب باتیں خلاف ما انزل اللہ ہیں (۸) اس کا جواب جواب سابق سے واضح (۹) موالات کسی غیر مسلم بلکہ کسی غیر سنی سے جائز نہیں مجرد دنیوی معاملات سوائے مرتد سب سے جائز ہیں۔ ہنود و وہابیہ دیوبندیہ سے جو موالاتیں خلافت کمیٹی والے کر رہے ہیں وہ سخت حرام و تباہی دین و موجب لعنت رب العالمین ہیں کتابیوں سے بدتر مجوس ہیں مجوس سے بدتر مشرکین ہیں جیسے ہنود، مشرکین سے بدتر مرتدین ہیں جیسے وہابیہ خصوصاً دیوبندیہ سائلون کی وہ پارٹی ہنود و وہابیہ و دیوبندیہ کی کیا کیا تعظیمیں کر رہی ہے جو حسب روشن تصریحات فقہائے کرام کفر ہیں کیا پارٹی زیر حکم شریعت نہیں یا مسئلہ تعظیم کفار سے ہنود وہابی دیوبندی مستثنیٰ ہیں۔ ہرگز نہیں۔ ہاں صورت ضرورت سلطنت مستثنیٰ ہے کما یفیدہ ما فی المدارک و المفاتیح وغیرھما خود قرآن عظیم اس استثناء پر دال و اللہ یعلم المفسد من المصلح (۱۰) مذہبی منافرت بحسب مراتب کفر و ضلالت ہے ہنود مشرک بت پرست ہیں اور شرک بدترین اصناف کفر سے ہے تو ہنود ہی سے مذہبی منافرت اشد و آکد ہے۔ اور ہنود سے بھی سخت تر منافرت کے مستحق وہابیہ دیوبندیہ ہیں کہ مرتد ہیں لیکن ہندوؤں اور دیوبندیوں سے اتحاد منایا جارہا ہے اونھیں جگر کا پارا آنکھ کا تارا بنایا جارہا ہے اسلام واحد قہار کے حضور تمہارا شاکی ہے (۱۱) بڑے دن کا حکم پارٹی کے جگری بھائیوں کی ہولی دوالی سے خفیف تر ہے اور ماتھوں پر ہندوؤں سے قشقے لگوانا سب سے سخت تر اگر ثابت ہو کہ یہ دن ولادت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے تو بے شک شرع میں ہر نبی کا روز ولادت صاحب عظمت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وجوہ فضیلت روز جمعہ سے پہلی وجہ یہی ارشاد فرمائی کہ اوس میں تخلیق سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوئی صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا خیر یوم طلعت علیہ الشمس یوم الجمعۃ فیہ خلق اٰدم الحدیث ابن ماجہ نے ابو لبابہ ابن عبدالمنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان یوم الجمعۃ سید الایام و اعظمھا عند اللہ تعالیٰ فیہ خمس خلال خلق اللہ فیہ اٰدم اگر کوئی اس نکتہ سے غافل ہو کر جس سے آج بڑے بڑے لیڈر بننے والے اور تمام عوام غافل ہیں کہ شرع مطہر میں تاریخ قمری معتبر ہے نہ شمسی۔ علمانے فرمایا اپنے معاملات میں بھی مسلمانوں کو اوسکے اعتبار کی اجازت نہیں قال اللہ تعالیٰ ان عدۃ الشھور عند اللہ اثنا عشر شھرا فی کتٰب اللہ یوم خلق السمٰوٰت و الارض منھا اربعۃ حرم ذٰلک الدین القیم اُسے روز ولادت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام جان کر بہ نیت تعظیم نبوت نہ بہ نیت تشبہ نصاریٰ تعظیم کرے وہ ہرگز ہولی دوالی کی تعظیم کے مثل نہیں ہوسکتا کہ وہ اوسی غفلت نکتہ کے باعث غلطی ہوئی اور یہ کفر ہے تنویر الابصار میں ہے الاعطاء باسم النیروز والمھرجان لایجوز وان قصد تعظیمہ یکفر پھر ڈالی والوں کی نیت بوجہ سلطنت خوشامد ہوتی ہے جس میں کسی نہ کسی وجہ پر عوام کو ابتلاء ہے اور خود لیڈر بننے والوں کو اب تک یا آج سے پہلے کل تک تھا بلکہ غنا کے سبب خوشامد مسلمان امرا کے ساتھ کب روا ہے۔ من تواضع لغنی لاجل غناہ ذھب ثلثا دینہ اس سے بچتے ہیں تو وہی بچتے

ہیں جن کو اللہ عزوجل نے نعمت زہد وقناعت ومجانبت امرا عطا فرمائی ہے وقلیل ماھم یوں بھی تحائف ہولی دیوالی ناجائزتر ہیں کہ بلاوجہ کفار کی طرف میل ہیں خصوصاً جب اس اتحاد ملعون کے سبب ہوں جس کی آگ نے آج مشتعل ہوکر ان لوگوں کا دین یکسر پھونک دیا (۱۲) عجب کہ وہ پارٹی جیسے عمر بھر ایسی ہی باتوں اور ان سے زائد میں ابتلا رہا اور ہنود کے ساتھ بہت اخبث واشنع میں اب علانیہ مبتلا ہے ایسے سوال اُن بندگان خدا سے کرے جن کو ہمیشہ تلوث دنیا سے بحرمہ تعالٰی محفوظ رکھا ایسے افعال اگر بضرورت صحیحہ ہوں محذور نہیں اور خوشامد سلطنت کے لئے ہوں جب بھی شرکت کفر نہیں کہ لزوم کفر ہو آگے حکم وفرق اوسی طرح ہیں جو ابھی گزرے خوشامد سلطنت نہ اضطرار ہے نہ مفید دین ٹھہرا کر خالص طیب قلب سے استحسان واختیار بخلاف پرستش جلوس گاندھی وغیرہ مشرکین کہ اوس اتحاد ملعون کی بنا پر ہے جسے بہبود دین بناکر غایت درجہ استحسان میں بتایا جاتا ہے تو وہ ضرور شرکت کفر ہے اور اوس پر لزوم کفر اور تجدید ایمان ونکاح کا حکم ہاں جسے نہ یہ اتحاد منظور تھا نہ تعظیم مشرک مقصود محض بطور تماشا جلوس گاندھی میں شریک ہوا اوس پر بھی لزوم کفر نہیں البتہ اتنا کہا گیا اور یہ ضرور حق ہے کہ حرام فعل کا تماشا دیکھنا بھی حرام ہے۔ (۱۳) معاملات مجردہ مثل جائز بیع وشرائے اشیائے مباحہ شرع نے نہ کسی خاص قوم سے واجب کیے نہ حرام مباح کا فعل وترک یکساں ہے جبتک خارج سے کوئی وجہ داعی یا مانع نہ پیدا ہو مگر کسی امر مباح کو شرعاً فرض ٹھہرالینا جیسا پارٹی والے کررہے ہیں یہ قطعاً حرام اور شریعت مطہرہ پر افترا واتہام ہے (۱۴) ان مشرکین سے دین میں مدد لینی ہی حرام ہے کوئی بات خلاف شرع لازم نہ آنا کیا معنی۔ اس کی تفصیل المحجۃ المؤتمنہ میں ہے (۱۵ و ۱۶) کالج ہو یا مدرسہ اگرچہ کیسا ہی دینی کہلاتا ہو اعتبار تعلیم کا ہے اگر اوس میں دین اسلام یا مذہب اہلسنت یا شریعت مطہرہ کے خلاف تعلیم دی جاتی تلقین کی جاتی ہے تو اوس کی امداد بھی حرام اور اوس میں پڑھنا پڑھوانا بھی حرام۔ علی گڑھ کالج زمانۂ سیر نیچرین ان باتوں کا معدن تھا اور اب اوسکی حالت جہاںتک معلوم ہے عام کالجوں کی ہے مسلمان بچوں کو زندیق وبے دین بنانے کی خاص لگاتار جان توڑ کوشش جو سیر نیچر کو تھی ظاہرا اب اس میں اوسکا جانشین کوئی نہیں۔ ایک انگریزی کی تعلیم گاہ ہے جس میں حساب ریاضی ہندسہ جبر ومقابلہ وغیرہا علوم جائزہ کے ساتھ سائنس وجغرافیا بھی پڑھائے جاتے ہیں کہ بعض کفریات پر مشتمل ہیں جس طرح درس نظامی کے عام مدارس میں فلسفہ قدیمہ پڑھاتے ہیں وہ کیا کفریات سے خالی ہے قدم زمانہ وقدم عقول وقدم افلاک وقدم انواع عناصر وخالقیت عقول ومسئلہ الواحد لایصدر عنہ الا الواحد ونفی علم جزئیات وغیرہا کثیر کفریات کیا اوس میں نہیں پھر اگر پڑھانے والے پڑھائیں اور پوری کوشش سے اوسکا رد طلبہ کے ذہن نشیں نہ کریں تو وہ سب نظامی مدارس علی گڑھ کالج ہی ہیں اور اگر علی گڑھ کالج کے معلم حرکت ارض وسکون شمس وغیرہا کفریات کا رد متعلمین کے ذہن نشیں کریں تو وہ بھی ایک مدرسۂ نظامیہ کے رنگ پر ہے ہاں اب خصوصیت کے ساتھ تمام ہندوستان میں تعلیم کفر وتلقین ارتداد وسلب ایمان کا مرکز مدرسہ دیوبند ہے جو کمیٹی کے شیخ الہند اور بہت جوشیلے لیڈروں کا مرجع وماوٰی ہے یونہی دہلی سہارنپور میرٹھ بریلی وغیرہا کے مدرسے جو اسی مدرسہ دیوبند کی فاسد شاخیں ہیں ان سب میں امداد قطعاً حرام اور پڑھنا پڑھانا قاطع اسلام اب علی گڑھ کے متعدد پڑھے ہوئے مسلمان پائے لیکن دیوبند اور اوس کی شاخوں کا رنگ جس پر چڑھا وہ اللہ ورسول کو گالیاں دینے والا مرتد ہی نظر پڑا (۱۷) کالج ہو یا مدرسہ جس کی ملازمت اعانت کفر یا ضلال یا حرام کے لیے ہو باختلاف احوال کفر یا ضلال یا حرام ہے۔ اور جو ملازمت اس سے پاک ہو اوس میں حرج نہیں۔ اور اگر کوئی عالم خداشناس خداترس سنی المذہب حامی دین ایسی جگہ تعلیم کی ملازمت اس نیت سے کرے کہ کفریات سے طلبہ کو بچاؤں گا اُن کا رد ذہن نشین کروں گا گمراہی کی طرف نہ جانے دوں گا اور ایسا ہی کرے تو اوس کے لئے اجر عظیم ہے۔ وہ بازار میں ذاکر کے مثل ہے کہ اموات میں زندہ ہے نہیں نہیں بلکہ جو موت کے مونھ میں ہیں اونھیں زندگی کی طرف لانے والا (۱۸ و ۱۹) حرم شریف سے سائلوں کی مراد مسجد الحرام شریف ہے ورنہ مکہ معظمہ مدینہ منورہ خود حرم ہیں بلکہ اُن کے گرد وپیش کے جنگل بھی۔ مسجد الحرام شریف نہ صرف مسجد الحرام کسی مسجد میں کسی کافر حربی کا لے جانا مطلقاً ناجائز ہے خصوصاً یہ ظلم جو اہل پارٹی نے متعدد مساجد کے ساتھ برتا کہ اون میں مشرکین کو بطور استعلا

لے گئے اور اونھیں واعظ مسلمین بناکر مسلمانوں سے اونچا کھڑا کیا اور مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مسند پر جلوہ دیا یہ خاص وحی شیطان و مخالف دین و ایمان ہوا پھر اوسکی حلت پر زور دینا اور اغوائے مسلمین کے لئے اوسکے جواز میں رسائل لکھنا صریح نیابت ابلیس اور اپنے باطنی کفر کی تلبیس ہے۔ جزیرۂ عرب شریف میں کفار کو ساکن و متوطن کرنا ناجائز ہے مگر مدتوں سے سلاطین نے جہاں حدود وغیرہ احکام شرعیہ بدل دئے اس حکم پر بھی عامل نہ رہے تجارت وغیرہا کے لیے نہ آمد و رفت ممنوع ہے نہ اوسکی اجازت مدفوع (۲۰) جلسے اور ریزولیشن اگر معاملہ مسجد کانپور میں کیے جاتے تو ضرور امید منفعت تھی جس کا بیان ابانۃ المتواری سے واضح ملک اور وہ بھی اتنا وسیع اور وہ بھی مسلمانوں کا اور وہ بھی نصاریٰ سے محض چیخ پکار کی بنا پر واپس مل جانا کسی طرح قرین قیاس نہیں۔ شرع مطہر مہمل بات فرض نہیں کرتی ہندوستان یا ذرا سا لکھنؤ ہی واپس لینے کے لیے لیڈر بننے والوں میں جن جن کے باپ دادا اہل علم تھے اونھوں نے کتنے جلسے کیے کتنے رزولیشن پاس کئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از ضلع خاندیس محلہ ستارہ مسئولہ حافظ الیس محبوب بھوساول ۷ رمضان ۱۳۳۹ھ

زید ایک دوسرے کی غیبت کرے تو اوسکو کیا کرنا چاہئے۔ بینوا توجروا

الجواب:۔ غیبت حرام ہے مگر مواضع استثنا میں مثلاً فاسق کی غیبت اوسکے فسق میں جائز ہے حدیث میں فرمایا لاغیبۃ لفاسق اور بدمذہب کی برائیاں بیان کرنا بہت ضرور ہے حدیث میں ہے اترعوون عن ذکر الفاجر متی یعرفہ الناس اذکروا الفاجر بما فیہ یحذرہ الناس۔ ہاں جس کی غیبت جائز نہیں وہ سخت کبیرہ حدیث میں فرمایا الغیبۃ اشد من الزنا اوسے سمجھانا چاہیے توبہ لینا چاہیے نہ مانے تو اوسے چھوڑ دینا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از بھاگلپور مسئولہ عظمت حسین صاحب پیشکار سب جج۔ ۷ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ زید ایک شخص پکا سنّی ہے اور اوسکے یہاں برادری کی قید ہے اور چند لوگ اوسکی برادری کے پکّے وہابی ہیں اون وہابیوں کی چند عورات زید سنی کے یہاں آیا کرتی ہیں اور زید اونکی پوری خاطر مدارات کرتا ہے اور پلاؤ قورمہ پکاکر کھلاتا ہے مطابق فتوی حسام الحرمین کے زید سنی رہا یا وہابی ہوگیا۔ آیا اسلام میں اوسکے کسی قسم کا فرق آیا نہیں دائرہ اسلام کے اندر رہا یا خارج ہوگیا بیان زید یہ ہے کہ ہم اوسکے عقیدہ کو بُرا سمجھتے ہیں مگر بخیال رشتہ کے اوسکی خاطر کرتے ہیں۔ بینوا توجروا

الجواب:۔ اگر فی الواقع زید اوسکے مذہب کو بُرا اور وہابیہ کو کافر جانتا ہے تو وہ اس حرکت سے وہابی تو نہ ہوا مگر گنہ گار فاسق ضرور ہوا اوس پر توبہ لازم ہے اور آیندہ احتیاط فرض۔ برادری ہی کب رہی جب دین مختلف ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے یایھا الذین اٰمنوا لاتتخذوا اٰباءکم واخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان ومن یتولھم فاولئک ھم الظلمون ۱؎ اے ایمان والو اپنے باپ بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور جو اُن سے دوستی کرے گا تو وہی پکا ظالم ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لاتصاحب الا مؤمنا ولایاکل طعامک الا تقی رفاقت نہ کر مگر مسلمان سے اور تیرا کھانا نہ کھائے مگر پرہیزگار یعنی سنی مسلمان رواہ احمد وابوداؤد والترمذی وابن حبان والحاکم باسانید صحیحۃ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از جے پور بیرون اجمیری دروازہ کوٹھی حاجی محمد عبدالواجد علی خاں مسئولہ محمد حامد حسن قادری ۱۴ رمضان

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ اس زمانہ میں عام طور پر جو جیل خانہائے انگریزی یا جیل خانہائے ریاست ہائے ماتحت انگریزی میں جو طرح طرح کی اشیا تیار ہوتی ہیں اون کا خرید کر استعمال کرنا کیسا ہے خصوصاً جائے نماز یعنی مصلیٰ وغیرہ خرید کر خود نماز پڑھنا یا اون کو مساجد میں بغرض نماز بچھانا بینوا توجروا

الجواب:۔ احتراز چاہیے کہ اون سے کام جبراً لیا جاتا ہے پھر بھی اگر اصل مال بائعوں کی ملک ہو تو حکم حرمت نہیں کہ اون کے منافع کا اتلاف اس شے کی ذات سے جدا ہے۔ ھذا ما ظھر ولیراجع ولیحرر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از نیوریا ضلع پیلی بھیت مسئولہ اکبر حسین ۱۴ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ عورت کو بانجھ کرنا کسقدر گناہ ہے اور اوس گناہ کی معافی ہے یا نہیں حکم شرع بیان فرمائیے۔ فقط والسلام

الجواب: بانجھ کرنا نہ کرنا اللہ عزوجل کے اختیار ہے بشر کی طاقت نہیں یجعل من یشاء عقیما ہاں ایسی دوا کا استعمال جس سے حمل نہ ہونے پائے اگر کسی ضرورت شدیدہ قابل قبول شرع کے سبب ہے حرج نہیں ورنہ سخت شنیع و معیوب ہے اور شرعا ایسا قصد ناجائز و حرام وقد نھی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن الخصاء وعن التبتل والرھبانیۃ وھذا بمعناھا واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از فیروز آباد ضلع آگرہ جامع مسجد مسئولہ جناب محمد ناظم علی صاحب ۱۲ رجب المرجب ۱۳۳۹ھ

علمائے دین وفضلائے واتقین ومفتیان شرع دین متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ داڑھی کتنی نیچی رکھنا چاہیے اور ریش مبارک حضور سرور عالم صلعم (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ ورضی اللہ تعالٰی عنہ نیز باقی اصحابِ کبار رضوان اللہ تعالٰی عنہم کی کس قدر نیچی تھی جواب سے معہ حوالہ کتب بہت جلد معزز فرمائیے بینوا توجروا

الجواب: ایک مشت نیچی رکھنی واجب ہے اور اس کا تارک فاسق فتح القدیر و درمختار میں ہے اما الاخذ منھا وھی دون ذلک (ای القبضۃ) کما یفعلہ بعض المغاربۃ ومخنثۃ الرجال فلم یبحہ احد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وامیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کی ریش مبارک اوائل سینہ تک تھی امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ریش مبارک زیادہ تھی۔ ریش تراشی کی مذمت میں ہمارا رسالہ لمعۃ الضحٰی فی اعفاء اللحی شائع ہو چکا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نام پاک کے ساتھ صلعم یا ص یا عم یا صللم وغیرہا رموز لکھنا ممنوع اور سخت بیدولتی ہے امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں پہلا شخص جس نے ایسا اختصار کیا اوسکا ہاتھ کاٹا گیا درود پورا لکھنا لازم ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از مہدنا گھاٹ ڈاکخانہ قصبہ لار ضلع گورکھپور مسئولہ شیخ عباس علی و شیخ غوث علی و شیخ تفضل حسین و شیخ رحمت علی زمیندار ان، ۲۲ رجب ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ذیل کے مسائل میں۔ زید خیالات مندرجہ کی عام طور پر تبلیغ کرتا ہے۔ جواب بحوالہ نام کتاب وعبارت وصفحہ وسطر درکار ہے (۱) مشرک وکفار کے جنازہ میں مشایعت کاندھا دینا اہل اسلام کے لئے صرف جائز ہی نہیں بلکہ ضروری ہے (۲) مساجد وعیدگاہ میں جلسہ وسبھا کرتا ہے اور تمام بت پرست بلا روک ٹوک آتے جاتے ہیں جس میں صدر جلسہ وسبھا بت پرست مشرک ہوتا ہے عیدگاہ میں اوس مشرک صدر کے لیے کرسی بچھائی جاتی ہے وہ اوس پر بیٹھتا ہے اور تمام کے اہل اسلام زمین پر ہوتے ہیں۔ ستر عورت مشرکین کا عام طور پر کھلا ہوتا ہے جلسہ میں عام طور پر تالیاں بجتی اور مشرکین کے جے کے نعرے لگائے جاتے ہیں (۳) سوم بکرے کے گوشت کا نرخ چھ پیسے سیر مقرر کیا ہے اس لئے کہ ارزاں دیکھ کر اہل اسلام کھائیں اور گائے کے گوشت سے احتراز کریں اور کہتا ہے کہ اس مقررہ نرخ سے زائد دام لے یا زائد دام سے خریدے وہ سوئر بیچتا اور سوئر خریدتا ہے اور جو نرخ مقررہ سے زائد دام دے کر بکرے کا گوشت کھائے وہ سوئر کھاتا ہے (۴) شوالہ ہندر میں جاکر لکچر دیتا ہے جس میں عام اہل اسلام کو بھی شریک کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جیسے مسلمانوں کا قرآن ایسا ہنود کا وید ہے۔ مسلمانوں کو قرآن پر اور ہنود کو اپنے وید پر عمل کرنا چاہیے (۵) ہزار داڑھی بڑھاؤ ہزار مسجد بناؤ مسلمان نہیں کچھ ثواب نہیں جب تک ہنود کے ساتھ میل جول کر کے ساتھ ہو کر ملک کی بہبود میں سعی نہ کرو دیس بھگت نہ بنو (۶) مسلمانوں کے امور کے فیصلہ کے لئے پنچائت مقرر کی ہے جس میں ہنود سرپنچ و پنچ ہیں ہر قسم کے فیصلہ جات شرعی کو بھی اون پنچوں سے کراتا ہے۔ بعض مواقع پر اہل اسلام نے کہا کہ ہم لوگ فلاں معاملہ کا فیصلہ بحسب شریعت چاہتے ہیں۔ اوس میں بھی دیگر اہل اسلام پنچ کے ساتھ ایک مشرک ہندو کو پنچ بنا کر شریک فیصلہ کیا جب اہل اسلام نے اس پر اعتراض کیا کہ ہندو شرعی معاملہ میں کیسے پنچ ہو سکتا ہے تو ناراض ہو کر اوس ہندو کی خاطر سے بلا فیصلہ اٹھ گیا اور کہا کہ میں اوس وقت تک شریک فیصلہ نہیں ہو سکتا جب تک ہندو کو بحیثیت پنچ شریک فیصلہ نہ کروگے (۷) لوگوں کو ترغیب وتحریص کرتا ہے کہ ہندو بھائی کی خاطر سے گائے کا ذبح کرنا اوس کا گوشت کھانا چھوڑو۔ اور اگر کوئی چھپا کر دوسرے گاؤں سے گائے کا گوشت لاتا ہے اوس پر تشدد کیا جاتا ہے (۸) باوجودیکہ ہر گاؤں میں قیام کا موقع مسجد کے علاوہ دوسرے مکان اہل اسلام پر آسانی سے ممکن ہے اور مہر اہل اسلام مکان پر قیام کو کہتا بھی ہے لیکن مسجد میں قیام، بود وباش خورد ونوش رکھتا ہے اور ہر وقت مشرکین و

عوام کا مجمع عام رہتا ہے جس میں ہر قسم کا فیصلہ مسلم وغیر مسلم ہوتا ہے (۹) مسلمانوں سے محض دباؤ کے خیال سے ایک پرامیسری پرونوٹ ہر فیصلے سے پہلے رکھوا لیتا ہے کہ بعد فیصلہ اگر فیصلے سے انکار کروگے تو یہ پرونوٹ کا روپیہ تم سے وصول کرلیا جائے گا یا نقد روپیہ جمع کراتا ہے اور اگر فیصلہ سنجی سے انکار کروگے تو یہ روپیہ سوخت ہوجائے گا۔ جس خیال کی تبلیغ کرتا ہے اوس پر وترک صلوٰۃ وارتکاب منہیات پر جرمانہ ایک مقدار میں وصول کرتا ہے۔ (۱۰) فیصلہ معاملات کے لئے جو لوگ درخواست پنچائت میں دیتے ہیں ان سے ۴؍ یا کم سے کم ۵ رسوم وصول کیا جاتا ہے (۱۱) اہل ہنود سے بلاکسی معاوضہ کے بناء مسجد کے لئے زمین لی ہے اور اوسکی تعمیر میں بھی ان سے ہر قسم کی مدد لیتا ہے۔

الجواب:۔ زید شریعت مطہرہ پر افترا کرتا ہے جلد بتائے کہ کہاں شریعت نے مشرک وکافر کے جنازے کو کندھا دینا اور مشایعت کرنا ضروری بتایا ہے ورنہ کریمہ لا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون o میں داخل ہونے کا اقرار کرے حدیث میں تو روافض کے لئے فرمایا واذا ماتوا فلا تشھدوھم نہ کہ کفار۔ اگر اس کا حکم ہوتا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ضرور جنازۂ ابوطالب کی مشایعت فرماتے (۲) یہ تعظیم مشرک ہے اور تعظیم مشرک کفر ہے ظہیریہ واشباہ ودرمختار وغیرہا میں ہے تبجیل الکافر کفر، مشرک کا اس طرح مسجد میں لے جانا بلاشبہ حرام ہے۔ المحجۃ المؤتمنہ میں اسکی تفصیل تام ہے اور مساجد وعیدگاہ میں ایسے جلسے اور سبھائیں حرام ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان المساجد لم تبن لھذا مشرک کی جے پکارنا مشرک کا کام ہے۔ رب عزوجل اوس پر غضب فرماتا اور عرش الٰہی ہل جاتا ہے کما فی الحدیث عنہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (۳) یہ اوسکے مونھ کا سوٴر ہے مسلمانوں پر اس کا کیا اثر ہے وہ اس میں بھی شریعت پر افترا کرہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لا تسعروا بلکہ اگر بیچنے والے اوسکے جبر سے اتنا ارزاں بیچیں تو خریدنا اور کھانا حرام ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم (۴) مندر ماوائے شیاطین ہے اوس میں مسلمان کو جانا منع ہے ردالمحتار میں ہے فی اتتارخانیہ یکرہ للمسلم الدخول فی البیعۃ والکنیسۃ حیث انہ مجمع الشیاطین قال فی البحر والظاھر انھا تحریمیۃ لانھا المرادۃ عند اطلاقھم اھ فاذا حرم الدخول فالصلٰوۃ اولٰی جب اوس میں یوہیں جانا حرام ہے جن مقاصد فاسدہ کیلئے زید سا شخص لے جاتا ہو اون کا کیا ذکر۔ قرآن عظیم کو مثل وید بتانا کفر ہے اور ہندوؤں کے وید پر عمل کا حکم حکم کفر ہے اور حکم کفر کفر ہے عام کتب میں ہے الرضا بالکفر کفر (۵) مشرکین ہند سے میل جول حرام ہے قال اللہ تعالٰی ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار حرام کو مدار اسلام بتانا کفر ہے والتفصیل فی المحجۃ المؤتمنہ (۶) یہ حرام ہے اور بحکم قرآن سخت ضلالت وبے دینی۔ قال اللہ تعالٰی یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت وقد امروا ان یکفروا بہ ویرید الشیطٰن ان یضلھم ضلٰلا بعیدا (۷) یہ حرام ہے بدخواہی اسلام ہے۔ مشرک کی خوشی کو شعار اسلام کا بند کرنا حرام ہے۔ مسلمان پر اوسکے جائز فعل کے سبب تشدد کرنا ظلم صریح اور شیطان کا کام ہے خود ان کے بڑے لیڈر مولوی عبدالباری صاحب نے اپنے رسالہ قربانی گاؤ میں تصریح کردی ہے کہ ہنود کی خاطر یا مروت کے لئے گاؤکشی چھوڑنا حرام ہے۔ والتفصیل فی الطاری الداری (۸) مسجد میں سکونت وخورد نوش سوائے معتکف کسی کو جائز نہیں فتاوی سراجیہ میں ہے یکرہ النوم والاکل فیہ لغیر المعتکف اور مشرکین کا مجمع توہین مسجد ہے وانظر المحجۃ المؤتمنہ (۹) وہ نوٹ لکھوانا یا روپیہ جمع کراکر ضبط کرنا یا گناہ پر مالی جرمانہ ڈالنا یہ سب حرام ہے قال اللہ تعالٰی ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل مالی جرمانہ منسوخ ہوگیا اور منسوخ پر عمل حرام ہے۔(۱۰) یہ سنت نصارٰی اور شرعاً حرام ورشوت ہے اور رشوت لینے دینے والا دونوں جہنمی ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الراشی والمرتشی کلاھما فی النار (۱۱) کافر کی زمین پر مسجد تعمیر نہیں ہوسکتی نہ وہ مسجد مسجد ہوگی مسجد وقف ہوگی قال اللہ تعالٰی وان المسٰجد للہ مسلمان اوسے وقف کر نہیں سکتے کہ پرائی مِلک ہے ردالمحتار میں ہے الواقف لابد ان یکون مالکالہ وقت الوقف ملکا باتا مسجد کے لئے کافر وقف نہیں کرسکتا کہ وہ اوس کا اہل نہیں قال اللہ تعالٰی ما کان للمشرکین ان یعمروا مسٰجد اللہ ہاں اگر کافر کسی مسلمان کو اپنی زمین بیعاً یا ہبۃً دے دیتا اور مسلمان کی مِلک ہوجاتی وہ اپنی طرف سے وقف کرتا تو جائز تھا اور مشرک سے امور دینیہ میں مدد لینی بھی جائز نہیں تفسیر ارشاد العقل وتفسیر فتوحات الٰہیہ زیر آیۂ کریمہ لا یتخذ المؤمنون الکٰفرین اولیاء ہے نھوا عن موالاتھم وعن الاستعانۃ بھم فی الغزو وسائر الامور الدینیۃ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ: از شہر محلہ گلاب نگر مسئولہ خدا بخش صاحب رضوی صندوق ساز ۲۸ رجب ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص زید کو تکلیف دیتا رہتا ہے اور تکلیف دینے پر آمادہ ہے ہر طریق سے تعویذ یا جادو وغیرہا سے اور زید اب تک خاموش ہے اور سب تکالیف سہہ رہا ہے ایک دو شخص سے معلوم ہوا ہے کہ وہ اب جان لینے پر آمادہ ہے قصہ یہ ہے کہ زید کا مکان ہے وہ یہ کہتا ہے کہ مکان مجھ کو مل جائے اور اس کی دلی منشا یہی ہے۔ زید کا ذاتی مکان ہے بلا وجہ مانگتا ہے اب زید متحمل نہیں ہوسکا اب زید بھی یہ چاہتا ہے کہ میں ہر طریق سے اس کو تکلیف دسا ہوں شریعت کہاں تک حکم دیتی ہے

الجواب: ایذا رسانی کے ارادے پر ایذا نہیں دے سکتا اپنے بچاؤ کی تدبیر کرسکتا ہے جبتک کہ اوس کا عزم ایسا نہ ثابت ہو کہ بے ایذا دئے اپنا بچاؤ نہ ہوسکے گا تو اوس وقت صرف اتنی بات جس میں اپنا بچاؤ ہوسکے کرسکتا ہے اور جو ایذا اوس نے پہنچائی ہے اوس کا عوض اتنا ہی لے سکتا ہے اوس سے زیادہ کرے گا تو اس کا ظلم ہوگا اور اگر صبر کرے تو بہت بہتر۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از پیلی بھیت محلہ شیر محمد مکان نمبری ۲۹۴ مسئولہ لطافت حسین خاں صاحب ۳ رجب ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ رشوت کس کو کہتے ہیں اور اس کا لینا کیسا ہے اور کس صورت میں لینا جائز ہے اور کس میں ناجائز تسبیح کس چیز کی ہونی چاہیے آیا لکڑی کی یا پتھر وغیرہا کی مسجد میں جمعہ کے وقت خطبہ کے وقت سلام و کلام کیسا ہے

الجواب: رشوت لینا مطلقاً حرام ہے کسی حالت میں جائز نہیں جو پرایا حق دبانے کے لیے دیا جائے رشوت ہے یونہی جو اپنا کام بنانے کے لیے حاکم کو دیا جائے رشوت ہے لیکن اپنے اوپر سے دفع ظلم کے لئے جو کچھ دیا جائے دینے والے کے حق میں رشوت نہیں یہ دے سکتا ہے لینے والے کے حق میں وہ بھی رشوت ہے اور اوسے لینا حرام۔ تسبیح لکڑی کی ہو یا پتھر کی مگر بیش قیمت ہونا مکروہ ہے اور سونے چاندی کی حرام۔ خطبہ کے وقت سلام و کلام مطلقاً حرام ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از پوکھریرا محلہ نور الحلیم شاہ شریف آباد مسئولہ اراکین انجمن نور اسلام ۹ شعبان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جس جلسہ میں وہابی ندوی نیچری دیوبندی ہندو مقرر، لکچرار، واعظ ہوں اور اُن کا صدر دیوبندی وغیرہا یا ہندو ہو ایسے جلسوں میں مسلمانان اہلسنت وجماعت کو شرعاً شریک ہونا جائز ہے یا نہیں اور جو مسلمان ایسے جلسوں میں شریک نہ ہو وہ خارج از اسلام ہے یا نہیں اوس سے ترک موالات کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں

الجواب: ایسے جلسوں میں شریک ہونا قطعاً حرام اور سخت مضر اسلام ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے واما ینسینك الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظلمین اگر تجھے شیطان بھلاوے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ اُن کے پاس بیٹھنے کو شیطانی کام بتاتا ہے اور بھولے سے بیٹھ گیا ہو تو یاد آنے پر فوراً اوٹھ آنے کا حکم فرماتا ہے نہ کہ اُن کا وعظ و لکچر سننا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم اون سے دور بھاگو اونھیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تم کو فتنے میں نہ ڈال دیں نہ کہ اونھیں مسند رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر بٹھانا۔ اونھیں صدر یا واعظ بنانے میں اون کی تعظیم و توقیر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام جس نے کسی بدمذہب کی توقیر کی بیشک اوس نے دین اسلام ڈھانے پر مدد دی فتاوی ظہیریہ و اشباہ و النظائر و منح الغفار و درمختار وغیرہا میں ہے تبجیل الکافر کفر کافر کی تعظیم کفر ہے تو جو مسلمان ایسے جلسوں میں شریک نہ ہوں وہ اللہ و رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا حکم مانتے ہیں اپنے اسلام کو دست برد کفار و مرتدین و شیاطین سے بچاتے ہیں اس بنا پر جو اون کو خارج از اسلام بتاتا ہے خود خارج از اسلام ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں فقد باء بھا احدھما جو کسی کو کافر کہے اگر وہ کافر نہیں تو یہ کہنے والا خود کافر ہوجاتا ہے جو اون سے اس بنا پر ترک موالات کرے وہ ابلیس سے موالات کرتا ہے مسلمانوں کو اوس سے ترک موالات چاہیے قال اللہ تعالٰی لا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار ظالموں کی طرف میل نہ کرو کہ تمہیں دوزخ کی آگ چھوئے گی والعیاذ باللہ تعالٰی۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ:۔ از کاشمیری دروازہ تھانہ ۱۲ سوندھی ٹھیکیدار مسئولہ امیر حسن بیدوالے ۹ شعبان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ موجودہ زمانے میں جو میلاد شریف مروج ہے اور اس میں شیرینی وغیرہ تقسیم ہوتی ہے اور حضرات سیدان اہل بیت اطہار رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کی جو نذر و نیاز وغیرہ محرم میں یا غیر محرم شریف میں ہوتی ہیں اس میں جاکر شرکت کرنا اور کھانا اور پینا کیسا ہے چاہے کسی قوم میں ہو خواہ شیاہ میں ہو اوس کا کھانا پینا یا شرکت دینا کیسا ہے اور جو لوگ اس میں شرکت دیتے ہیں یا شریک ہونے پر منع کرتے ہیں اون کے واسطے مولوی لوگ کیا حکم فرماتے ہیں۔

الجواب:۔ مجلس مبارک اور نیاز شریف کہ منکرات شرعیہ سے خالی ہیں سب خوب و مستحسن ہیں اور اون میں شرکت باعث ثواب اور اونکا کھانا بھی جائز اور جو اون کو بلا وجہ شرعی منع کرے باطل پر ہے یہ وہابیہ کا کام ہے لیکن رافضی کے یہاں کی مجالس میں شرکت جائز نہیں نہ اوسکے یہاں کھانا کھایا جائے اوس سے میل جول ہی جائز نہیں اور اگر اوس کے یہاں کے کھانے میں گوشت ہے جب تو وہ قطعی حرام و مردار ہے مگر یہ کہ ذبح ہونا اور پکنا اور اوسکے سامنے لانا سب مسلمانوں کے زیر نظر ہوا ہو کسی وقت مسلمان کی نگاہ سے غائب نہ ہوا ہو۔ روافض کے یہاں کی شرکت جو لوگ منع کرتے ہیں حق پر ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ از نظام آباد ضلع اعظم گڑھ مسئولہ سید اصغر علی صاحب ۹ شعبان چہار شنبہ ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ (۱) جو شخص شیعہ ہو اور اپنے مذہب میں سخت ہو اوس سے مسلمان حنفیوں کو محفل میلاد شریف پڑھانا چاہیے یا نہیں بالخصوص ایسی حالت میں جبکہ وہ ایسی روایات پڑھتا ہے جس سے صحابہ اور سنی مذہب کی توہین ہوتی ہے۔ (۲) جو مسلمان سنی مذہب حنفی کا پابند ہو وہ شیعوں کی مجلسوں میں شرکت کرے اور ان کے جلوس کا انتظام (مثل تاشہ ڈھول روشنی جلوس گھوڑی کا جس کو دلدل تابوت کہتے ہیں) کرے اور اس شرکت کو مذہب حنفی کی رو سے جائز سمجھے بالخصوص ایسی مجالس میں شرکت کرنا کہ جس میں روایات خلاف مذہب حنفی پڑھی جاتی ہیں وہ کیسا ہے بینوا توجروا

الجواب:۔ رافضی سے مجلس شریف پڑھوانا حرام ہے لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعا تبیین الحقائق وغیرھا یہ اوسی حالت میں ہے کہ وہ کوئی بات کسی صحابی یا مذہب اہلسنت کی توہین کی نہ کرے اور اگر ایسا کرتا ہے تو جو دانستہ اوس سے پڑھوائے نقط مرتکب حرام نہیں بلکہ اوسی کی طرح گمراہ رافضی ہے واللہ تعالٰی اعلم (۲) مجالس روافض اور ان خرافات میں شرکت حرام ہے اور اسکے جائز سمجھنے پر سخت حکم ہے اگر اون مجالس میں مذہب اہلسنت پر حملہ ہوتا ہو تو اون میں شرکت پر راضی نہ ہوگا مگر گمراہ والعیاذ باللہ تعالٰی واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ از شہر محلہ ملوکپور مسئولہ سراج علی خاں صاحب رضوی ۱۴ شعبان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ سرطان یا کسی قسم کی شراب کوئی مریض کسی حالت میں استعمال کرسکتا ہے یا نہیں اگر کوئی شخص اوسکو پوشیدہ طور پر کھلاوے یا پلاوے تو ایسے شخص کیلئے کیا حکم ہے اور مریض اس سے بری الذمہ ہے یا نہیں۔ اگر ایسی ادویات سے جن میں مذکورہ بالا اشیا کا میل ہو جان بچنے کا خیال ہو تو اوس کا استعمال کسی طرح جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ سرطان کھانا حرام ہے اور شراب بدن پر لگانا بھی حرام ہے۔ جان حلال دواؤں سے بھی بچ سکتی ہے اگر اوسے بچانا منظور ہے ورنہ حرام دوائیں سوائے گناہ کچھ اضافہ نہ کریں گی جو پوشیدہ طور پر مسلمان کو حرام چیز کھلائے یا پلائے سخت حرام کا مرتکب اور شدید سزا کا مستوجب ہے مریض پر الزام نہیں اگر اوسے خبر نہ تھی واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ذکر جلی کرنا جائز ہے یا نہیں اور آواز کسی قدر بلند کرسکتا ہے کوئی حد معین ہے یا نہیں حلقہ باندھ کر ذکر کرتے وقت ذکر کرتے کرتے کھڑے ہوجانا اور سینہ پر ہاتھ مارنا ایک دوسرے پر گر پڑنا لپٹ جانا رونا زاری کی دھوم مچنا کیسا ہے

الجواب:۔ ذکر جلی جائز ہے حد معین یہ ہے کہ اتنی آواز نہ ہو جس سے اپنے آپ کو ایذا ہو یا کسی نمازی یا مریض یا سوتے کو تکلیف پہنچے اور ذکر کرتے کرتے کھڑا ہوجانا وغیرہا افعالِ مذکورہ اگر بحالت وجد صحیح ہیں کوئی حرج نہیں اور معاذ اللہ ریا کیلئے بناوٹ ہیں تو حرام و بینھما وسط لایذکر للعوام واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: ازبنارس محلہ مدنپورہ متصل دہتوریاپورہ مسئولہ محمد امین و محمد سلیمان ۱۸ شعبان ۱۳۳۹ھ

شہر بنارس میں جس تاریخ کو آپ کا اشتہار جماعت رضائے مصطفٰے کی طرف سے بابت نکاح کے جو آیا ہے اوس پر مخالف لوگ اعتراض کررہے ہیں ہم لوگ بہت پریشان ہیں لہذا ہم نے دوسرے ہفتہ کو جو کاروبار بند کردیا یہ مسئلہ ہم کو معلوم نہ تھا کہ بند کرنے سے ہم کو کلمہ پڑھنے کے بعد نکاح دوبارہ کرنے کی ضرورت ہوگی اور ہم لوگوں کو خلافت کمیٹی سے حکم ہوا تھا کہ تم لوگ ہڑتال کردو یعنی اپنا کاروبار بند کردو جس میں سے کچھ لوگ مسجد میں دعا کرنے کے لیے گئے اور کچھ لوگ فضول ادھر ادھر گھومتے رہے لہذا ہم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ایسے موقع پر جو لوگ دعا مانگنے کیلیے گئے تو اون کے واسطے کیا مسئلہ ہے اور جو لوگ کہ فضول گھومے ہیں اون کے لیے کیا مسئلہ ہے مگر خاص کر ہڑتال کی وجہ سے بند تھا بالکل کاروبار مہربانی فرماکر جواب سے جلد مشرف فرمایا جائے۔

الجواب: مخالفوں کے اعتراض کی پرواہ نہ کیجئے وہ تو قرآن و حدیث کو پیٹھ دیکر مشرک کے پیرو ہولیئے ہیں مشرک کو اپنا رہنما بنالیا ہے مشرک جو کہتا ہے وہی مانتے ہیں حالانکہ مشرک کی اطاعت کو قرآن مجید نے حرام فرمایا ہے مشرکوں کا سوگ درکنار تین دن بعد مسلمان کا سوگ بھی صحیح حدیثوں نے حرام فرمایا ہے۔ مشرکوں کے سوگ میں بازار بند کرنا مشرک کی تعظیم ہے اور کافر کی تعظیم کو فقہائے کرام نے کفر فرمایا ہے۔ مشرکوں سے اتحاد حرام و کفر ہے مشرک کے حکم سے کاروبار بند کرنا حرام ہے حرام کو حلال و خوب سمجھنا کفر ہے۔ جن لوگوں نے مفسدوں کے مجبور کرنے سے دفع فتنہ کیلیے دوکان بند کی اون پر تجدید اسلام و نکاح کا حکم نہیں کہ وہ اس پر راضی نہ تھے ہاں یہ الزام ہے کہ بلا مجبوری خلاف شرع بات کرنے میں مجبور بن گئے اگر کوئی دس روپے چھیننا چاہتا تو اون کا مجبور نہ بن جاتے اور جن لوگوں نے خوشی سے بند کیئے وہ سخت کبیرہ گناہ کے مرتکب ہوئے پھر اگر مشرکوں کا سوگ منانا یا مشرک کا حکم اوسکی فرمانبرداری کو ماننا منظور تھا تو بیشک اون پر لازم ہے کہ نئے سرے سے کلمۂ اسلام پڑھیں اوسکے بعد اگر اپنی عورتیں رکھنا چاہیں تو اون سے دوبارہ نکاح کریں۔ فضول گھومنا بُرا ہے اور دعا اگر اچھی ہے خوب ہے مگر مشرک کا حکم ماننے کو دعا کرنا روزہ رکھنا رسالت میں شرک ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از دہلی مدرسہ نعمانیہ فراشخانہ مسئولہ محمد حبیب اللہ صاحب ۲۷ شعبان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کافروں کی خصوصاً انگریزوں کی فوج میں نوکری کرنا جس کی وجہ سے مسلمانوں خصوصاً ترکوں اور عربوں اور افغانوں کے مقابلہ میں ان سپاہیوں کو جانا پڑتا ہے اور مسلمانوں کو قتل کرنا پڑتا ہے آیا یہ نوکری جائز ہے یا حرام یا کفر ہے بینوا توجروا

الجواب: مسلمان تو مسلمان۔ بلا وجہ شرعی کسی کافر ذمی یا مستامن کے قتل کی نوکری۔ کافر تو کافر کسی مسلمان بادشاہ کے یہاں کی شرعاً حلال نہیں ہوسکتی بلکہ ذمی پر ظلم مسلمان پہ ظلم سے اشد ہے کما فی الخانیۃ والدر والھندیۃ وغیرھا حدیث میں ہے من آذی ذمیا فانا خصمہ ومن کنت خصمہ خصمتہ یوم القیٰمۃ رواہ الخطیب عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مگر کفر نہیں جب تک استحلال نہ ہو یا خود بوجہ اسلام قتل کما ھو مذھب اھل السنۃ والتاویل المعروف فی الکریمۃ۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از بریلی محلہ گھیر جعفر خاں مسئولہ قدرت حسین صاحب ۵ رمضان ۱۳۳۹ھ

قادیانیوں کے ہاتھ مال فروخت کرنا کیسا ہے بینوا توجروا

الجواب: قادیانی مرتد ہیں اون کے ہاتھ نہ کچھ بیچا جائے نہ اُن سے خریدا جائے اون سے بات ہی کرنے کی اجازت نہیں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاکم وایاھم اون سے دور بھاگو اونھیں اپنے سے دور رکھو۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از بمبئی پوسٹ ۹۰ معرفت احمد علی صاحب مسئولہ شیخ فتح محمد صاحب ۵ رمضان ۱۳۳۹ھ

(۱) علمائے دین سے دریافت طلب یہ مسئلہ ہے کہ جو حاجی ادائے فریضۂ حج اور زیارت پاک نبی کریم کے بمبئی اور کراچی سے روانہ ہوتے ہیں ان سے دوہرا کرایہ جہاز پر جانے آنے کا لیا جاتا ہے۔ اس سال جاتے آنے کا کرایہ ایکسو چھپتر روپیہ مقرر ہوا ہے اس میں جانے کا ایک سودس روپیہ لگایا جاتا ہے اور آنے کے واسطے کمپنی کے پاس پینسٹھ روپیہ جمع رہتا ہے اس وقت تک کہ حاجی اپنے فرض سے فارغ ہوکر واپس نہ آویں وہ باقی روپیہ بینک گھر میں جمع رہتا ہے کمپنی کی طرف سے اب سوال یہ ہے کہ کمپنی کو اوس روپیہ کا سود ملے گا قریب چار ماہ تک کیونکہ اس سے پہلے حاجی واپس نہیں آسکتے اس سود کے بارے میں حاجی گنہگار ہوگا یا نہیں (۲) اسی مسئلہ کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ جو کمپنی حاجیوں کو دوہرا ٹکٹ دیتی ہے اس کا منیجر انگریز ہے اور وہی

مالک ہے اور انگریز کے مذہب میں سود جائز ہے اور جانے والے حاجی اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ ہمارا روپیہ ایک انگریز کے پاس جمع ہے اور وہ اوس روپیہ سے تا واپسی بلا واسطے فائدہ اوٹھاویگا یا سود میں چلاوے گا اتنا سمجھ کر بھی حاجی اوس کمپنی میں سفر کرے تو گنہگار ہوگا یا نہیں (۳) مخفی نہ رہے کہ بمبئی اور کرانچی دونوں جگہ سے حاجی روانہ ہوتے ہیں اور ان دونوں مقاموں میں ایک اسلامی کمپنی بھی موجود ہے اور یہ کمپنی ایک طرف کا ٹکٹ حاجیوں کو دیتی ہے انگریزی کمپنی سے بہت کم بھاؤ میں۔ ایسا ہوتے ہوئے بھی حاجی آنے جانے کا ٹکٹ لے تو تعاون ہے یا نہیں حاجی کچھ مواخذہ دار ہوگا یا نہیں (۴) یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جب حاجی چاہیں کہ ہم دوہرا کرایہ دے کر اپنے روپیہ سے غیر مذہب کو مدد نہیں دیں گے اور ایک طرف کا ٹکٹ لیں گے تو گورنمنٹ کمپنی پر ضرور ہے کہ حکم کرے گی کہ ایک طرف کا ٹکٹ دو۔ اس صورت میں اوپر کے سوال میں حاجی بری ہوسکتے ہیں یا نہیں اور ایسا کرنا ثواب ہے یا گناہ (۵) دیگر یہ کہ اکثر حاجی اثنائے سفر میں فوت ہوجاتے ہیں اور اون کا کوئی وارث ہمراہ نہو تو ضرور ان کا واپسی کے ٹکٹ ضائع ہوجاتے ہیں اور اس ٹکٹ کا روپیہ بے سبب ایک کمپنی کھاجاتی ہے اگر وہی روپیہ حاجی کے ساتھ حاجی کی کمر میں ہو اور وہ فوت ہوجائے تو ضرور اس کا روپیہ اس کے ہمراہیوں کو ملے گا یا مکہ معظمہ میں فوت ہوجائے تو کسی معلم کو ملے گا یا راستے میں فوت ہوجائے تو کسی بدوی کو ملے گا جو تینوں مسلمان بھائی ہوں گے ایسی صورت میں حاجی کو ثواب ہوگا یا اوپر کی صورت میں (۶) اور ظلم یہ ہے کہ کمپنی نے ٹکٹ پر چھاپ دیا ہے کہ حاجی کو اگر واپس کرنا ہو تو دس سیکڑہ کاٹ کر حاجی کو روپیہ ملے گا یہ قانون ہے کہ امانت رکھنے والا اپنی امانت واپس مانگے تو کمیشن میں سود دے یہ دوہرا سود ہوا یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب: حاجی نہ اپنی خوشی سے جمع کرتا ہے نہ اوسکی یہ نیت ہے کہ کمپنی سود لے کمپنی اگر لے گی اوس کا وبال اوس پر ہے حاجی پر الزام نہیں (۱) فتوں وانہ ساکت و ترکہ اختیارہ و تخلل فعل فاعل مختار یقطع النسبۃ کما فی الهدایۃ وغیرها واللہ تعالیٰ اعلم (۲) اس کا جواب اوپر گزر چکا کہ گناہ نہیں ہاں اگر کوئی اسلامی کمپنی ایسی موجود ہو جو اوسے سود پر نہ چلائے گی اور جو باتیں سفر میں اپنے آرام کی ہیں اون میں کوئی کمی نہ ہو تو بلاوجہ اسلامی کمپنی پر اوسے ترجیح دینا سخت معیوب ہے واللہ تعالیٰ اعلم (۳) جب اسلامی کمپنی موجود ہے اور وہ کرایہ بھی کم لیتی ہے اور ایک ہی طرف کا لیتی ہے تو ان ترجیحوں کے ہوتے ہوئے سخت احمق ہوگا جو اس کے غیر کو اختیار کرے مگر اوس حالت میں کہ اپنے آرام وغیرہ کی صحیح مصلحت اور ارزاں بعلت وگراں بحکمت نہو بلاوجہ زیادہ کرایہ دینا کوئی نہ چاہے گا اور بالفرض اگر ایسا کوئی نکلے کہ بغیر کسی صحیح مصلحت کے اپنا نقصان گوارہ کرے اور اسلامی کمپنی پر غیر اسلامی کو ترجیح دے تو وہ بیشک مواخذہ دار ہے اور اوس پر متعدد مواخذے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۴) دوطرف کا کرایہ دینے میں بلاوجہ کی پابندیاں اپنے ذمے ہوجاتی ہیں ممکن ہے کہ بروقت موعود تک واپس نہ آسکے یا سرکاروں میں زیادہ حاضر رہنا چاہے جب اس طریقے سے یہ آزادی مل سکتی ہو تو بغیر کسی اہم مصلحت کے پابندی کو اوس پر ترجیح نہ دیگا مگر سخت احمق یا وہ جس کے دل میں مرض ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم (۵) یہ نیت بھی محمود ہے اور آزادی تو عظیم مقصود ہے اوسے ملتے ہوئے بے کسی اہم مصلحت کے پابندی کو ترجیح دینا مردود ہے واللہ تعالیٰ اعلم (۶) یہ صورت اور زیادہ شناعت کی ہے۔ اور حتی الامکان اوس سے بچنا لازم کہ اگرچہ سود نہیں مگر اضاعت مال ہے اور وہ بھی شرعاً حرام ہے حدیث میں ارشاد فرمایا صحیح بخاری و صحیح مسلم میں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ان اللہ حرم علیکم عقوق الامھات ووأد البنات و منعا وھاۃ وکرہ لکم قیل وقال وکثرۃ السؤال و اضاعۃ المال بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام فرمادیا ہے ماؤں کو ایذا دینا اور بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا اور یہ کہ آپ نہ دو اور اوروں سے مانگو اور ناپسند فرماتا ہے تمہارے لیے فضول حکایات اور کثرت سوالات اور مال کا ضائع کرنا واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از دارجلنگ انجمن اسلامیہ مسئولہ ولی الحسن مدرس مدرسہ ۱۰ رمضان ۱۳۳۹ھ

علمائے اسلام و مفتیان عظام اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ افیون کی تجارت اور اوسکی دوکان کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب: افیون کی تجارت دوا کے لیے جائز اور افیونی کے ہاتھ بیچنا ناجائز ہے لان المعصیۃ تقوم بعینہ وکل ما کان کذٰلک کرہ بیعہ کما فی تنویر الابصار واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از موضع پاکڑی ضلع گونڈہ کانوہ ڈاکخانہ ڈھنیہ مسئولہ محمد یٰسین خاں ۱۰ رمضان ۱۳۳۹ھ

(۱) پیر سے پردہ ہے یا نہیں (۲) ایک بزرگ عورتوں سے بغیر حجاب کے حلقہ کراتے ہیں اور حلقہ کے بیچ میں خود بزرگ صاحب بیٹھتے ہیں توجہ ایسی دیتے

ہیں کہ عورتیں بیہوش ہوجاتی ہیں اوچھلتی کودتی ہیں اور اللہ کی آواز مکان سے باہر دور دور سنائی دیتی ہے ان سے بیعت ہونا کیسا ہے بینوا توجروا

الجواب: پیر سے پردہ واجب ہے جبکہ محرم نہ ہو واللہ تعالٰی اعلم (۲) یہ صورت محض خلافِ شرع وخلافِ حیا ہے ایسے پیر سے بیعت نہ چاہیے واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از احمد آباد گجرات محلہ چھیپیان پانچ پنپیلی مکان چھیپیہ سلطان جی علی جی کوڑے والے مسئولہ غلام نبی صاحب پیرزادہ ۱۴ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین جو لوگ کتب دینیات وغیرہ طالب علم کو تعلیم دینے سے مدرس اول کو منع کرتے ہیں اونکے کیا حکم ہے (۲) اور کسی نا اہل کو اوسکی قابلیت سے باہر علم سکھانا بغرض مباحثات ومجادلات کے کیسا ہے بینوا بیانا شافیا توجروا اجرا وافیا

الجواب: تعلیم دین اگر بروجہ دین ہے تو اوس سے ممانعت منع خیر ہے مناع للخیر معتد اثیم میں داخل ہونا ہے ایسے لوگوں کی بات ہرگز نہ سُنی جائے نہ اونھیں مدرسہ میں دخل دیا جائے ہاں اگر مدرس اول بد مذہب ہو اور بنام اپنے مذہب فاسد کی اشاعت چاہتا ہو تو اوسے روکنا فرض ہے اور یہ تعلیم دین کی ممانعت نہ ہوئی بلکہ تخریب دین کا انسداد ہوا واللہ تعالٰی اعلم (۲) قابلیت سے باہر علم سکھانا فتنہ میں ڈالنا ہے اور نا قابل کو مباحث ومجادل بنانا دین کو معاذ اللہ ذلت کے لئے پیش کرنا ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا وسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ جب نا اہل کو کام سپرد کیا جائے تو قیامت کا انتظار کرو واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از سورت سگرامپورہ محلہ مولوی اسمٰعیل مرحوم مسئولہ غلام رسول بن عبد الرحیم ۱۴ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ چند اشخاص نے گیارھویں شب ہر مہینہ میں مجتمع ہو کر بغرض ایصال ثواب روح پر فتوح حضرت محبوب سبحانی سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے درود شریف کی تسبیح وکلمۂ تہلیل وسورۂ اخلاص شریف کے بعد یا غوث یا غوث یا غوث کے ساتھ تسبیح پڑھتے ہیں آیا یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں درصورت جائز ہونے کے بجائے اس کے درود شریف یا کلمۂ تہلیل وغیرہ اذکار پڑھیں تو کیسا بینوا توجروا

الجواب: جائز ہے کوئی حرج نہیں اور درود شریف یا تسبیح وتہلیل کا اوس سے افضل ہونا وجہ منع نہیں ورنہ سوا افضل الاذکار لا الٰہ الا اللہ ہر دعا وذکر ودرود شریف سب ممنوع ہوجائیں بلکہ تمام اذکار کہ قرآن خوانی اون سب سے افضل ہے بلکہ غیر اوقات کراہت نفل میں قرآن خوانی بھی کہ نماز نفل اوس سے افضل ہے۔ یہاں ایک نکتہ اور قابل لحاظ ہے سائل نے وقت حاجت ومصیبت ندائے غیر اللہ کا جواز اپنا معتقد بتایا انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ندا ندائے غیر اللہ نہیں بلکہ اللہ ہی کی ندا ہے کہ وہی نسبت ملحوظ ومناط ندا ہے جس طرح کہ ملتقط ودرمختار وعالمگیریہ میں ہے التواضع لغیر اللہ حرام غیر اللہ کیلئے تواضع حرام ہے حالانکہ انبیاء واولیاء اور ماں باپ اور اساتذہ وغیرہم کیلیے تواضع کے حکم سے قرآن وحدیث اور خود یہ کتابیں مالا مال ہیں تو وجہ وہی کہ اون کے لیے تواضع غیر اللہ کی تواضع نہیں اللہ ہی کے لیے ہے کہ اوسی کی نسبت ملحوظ ہے اسی نکتہ سے غفلت کے سبب وہابیہ خذلہم اللہ تعالٰی شرک جلی میں گرفتار ہوئے اور مسلمانوں کو مشرک کہنے لگے اونھیں انبیاء واولیاء وجود الٰہی کے مقابل مستقل وجود نظر آئے اور اون کی ندا غیر خدا کی ندا جانی یونہی ان سے استمداد ان کی تعظیم ہر بات میں وہی غیریت واستقلال کا لحاظ رکھا اور یریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ کے مصداق ہوئے اس کا زیادہ بیان ہمارے رسالہ الاستمداد وکشف ضلال دیوبند میں ہے

مسئلہ: از محلہ میاں ہٹے ضلع سارن ڈاکخانہ مانجن مسئولہ عبد العزیز میاں مدرس مدرسہ ۱۴ رمضان ۱۳۳۹ھ

(۱) کھڑے ہو کر پانی پینا کیوں منع ہے اس کا ثبوت مع حدیث (۲) روٹی چار ٹکڑے کر کے کیوں کھاتے ہیں اور ایک ہاتھ سے روٹی پکڑ کر دوسرے ہاتھ سے توڑ کر کیوں کھاتے ہیں اس کا ثبوت مع حدیث دیجئے اور یہ بھی ارشاد فرمائیں کہ کس مذہب میں امام اعظم کے نزدیک یا کس امام کے نزدیک جائز ہے بینوا توجروا

الجواب: (۱) سوائے زمزم شریف وبقیۂ وضو کھڑے ہو کر پانی پینا مکروہ ہے اسکی حدیثیں وفقہی بحث کتب علما میں موجود ہے (۲) روٹی کے چار ٹکڑے کرنا کوئی ضروری بات نہیں بائیں ہاتھ لے کر دہنے ہاتھ سے نوالہ توڑنا دفع تکبر کے لیے ہے واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از ریاست بھرت پور شرقی راجپوتانہ ڈیرۂ سید بشیر الدین احمد عرف سید فقیر احمد صاحب جمعدار ترپ پنجم رجمنٹ اول مسئولہ حامد الدین احمد

قادری ۲۰ رمضان ۱۳۳۹ھ

چہ میفرمایند علمائے دین احدی و مفتیان شرع محمدی اندریں مسئلہ کہ اخبار و آثار یکہ در مؤاخذہ و تصفیہ حقوق العباد در محشر وارد اند مخصوص بحقوق مومنان بذمۂ مومنان ہستند یا بالعموم بحقوق آدمیان یعنی مؤمن و غیر مؤمن بذمۂ مؤمن اند۔ یا بالعموم حقوق مخلوقات بذمۂ انسان مؤمن۔ واگر خصمان علاوہ انسان ہم باشند یا انسان زندہ نماندہ باشد یا از دیار رفتہ باشد یا قدرت ادائے حقوق نیا شد یا گمان عفو از صاحبان حقوق نیاشد یا صاحبان حقوق باوجود طلب عفو بحل نسازند پس از روئے شرع شریف حسب مذہب حنفیہ ماتریدیہ چارۂ برأت مؤمن ہست یا دخول نار واجب و حرمان نجات لابد ست بینوا توجروا

الجواب: اخبار و آثار در مطلق حقوق ست مؤمن را باشد یا کافر ذمی را انسان را باشد یا حیوان وقد نصوا ان خصومۃ الدابۃ اشد من خصومۃ الذمی وخصومۃ الذمی اشد من خصومۃ المسلم کما فی الخانیۃ والدر وغیرھما و باجماع اہلسنت ہیچ وعید در حق مسلم قطعی نیست قال اللہ تعالٰی ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء اینجہ در اشدیت خصومت ذمی گفتہ اند آنہ لا یرجی منہ العفو فیبقی فی خصومتہ فاقول ای یطول خصومتہ ولیس فیہ ان الوعید ینفذ ولا بد حقوق و اصحاب ہمہ را مالک حقیقی حضرت حق ست عز جلالہ فیفعل مایشاء و یحکم مایرید ونسأل اللہ العفو والعافیۃ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از وڈنگر دایہ مہ کانہ گجرات گاڑی کے دروازہ متصل مکان چاندار سول مسئولہ عبدالرحیم احمد آبادی ۲۳ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ سیدالاولین والآخرین کی مجلس مبارک سے اہل محلہ کو منع کرنا کیسا ہے بینوا توجروا

الجواب: اگر وہ مجلس شریف منکرات شرعیہ سے خالی ہو اور اوس وقت منع کرنے کیلئے کوئی ضرورت خاصہ شرعیہ داعی نہو بلکہ صرف اس بنا پر منع کرتا ہے کہ وہابی ہے اور مجلس مبارک کو برا جانتا ہے تو اس میں شک نہیں کہ وہابیہ گمراہ بددین بلکہ کفار مرتدین ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از سہارنپور مدرسہ مخزن العلوم محلہ لکھی دروازہ مسئولہ محمد اسحٰق و محمود حسن ۲۴ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک قاضی شہر ترک موالات پر باوجود فرض ہونے مسئلہ مذکورہ کے عامل نہیں آنریری مجسٹریٹ بھی ہے خلاف شرع انگریزی قوانین کے مطابق مقدمات فیصل کرتا ہے مسلمانوں کی شکست پر موجودہ زمانے کی جنگ میں اعدائے اسلام کی خوشی کے جلسہ و جلوس میں شریک ہو بارہ سال سے مجرد ہو باوجود استطاعت نکاح نہ کرے اور سود دیتا ہو تو اوس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں اور ایسی حالت میں اوسکو قاضی شہر تسلیم کیا جائے یا نہیں اور اوسکے لیے کیا حکم ہے بینوا توجروا

الجواب: خلاف شرع مقدمہ فیصل کرنا حرام ہے قرآن عظیم میں اسکے لیے تین لفظ ارشاد ہوئے فسقون ظلمون کفرون اور معاذ اللہ شکست اسلام پر اگر دل سے خوشی ہو کفر ورنہ فسق۔ سود دینا اگر سچی ضرورت و مجبوری و ناچاری سے ہے حرج نہیں ورنہ وہ بھی فسق ہے صحیح مسلم شریف میں لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم آکل الربا ومؤکلہ وکاتبہ وشاھدیہ وقال ھم سواء رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے لعنت فرمائی سود کھانے والے اور سود دینے والے اور اوسکا کاغذ لکھنے والے اور اوسکے گواہوں پر اور فرمایا وہ سب برابر ہیں۔ ایسا شخص امام و قاضی بنانے کے لائق نہیں اگرچہ یہاں قاضی شہر نکاح خواں کو کہتے ہیں کہ اس میں اوسکی تعظیم ہے اور فاسق کی تعظیم منع۔ تبیین الحقائق میں ہے لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعا۔ رہا بارہ برس سے مجرد ہونا یہ کوئی وجہ ایسی نہیں جس پر جزماً مواخذہ کیا جائے۔ ترک موالات ہر کافر سے مطلقاً فرض ہے اور آج سے نہیں ہمیشہ سے فرض ہے۔ یہود و نصاریٰ و مجوس کی طرح بلکہ ان سے بھی زائد ہنود سے بھی اتحاد و موافقت حرام قطعی ہے اور مجرد معاملت جائزہ کسی کافر اصلی سے اصلاً منع نہیں اس کی تفصیل ہماری کتاب المحجۃ المؤتمنہ میں ہے۔ حکم شرعی کو الٹ دینا اور اوسے حکم شرعی ٹھہرانا دوہرا جرم اور سخت ابتداع فی الدین ہے واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از راندیر ضلع سورت ڈاکخانہ خاص مسئولہ جناب مولنا مولوی فقیر غلام محی الدین صاحب ۲۷ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کسی ضروری امر کیلیے سورت گیا قریب مغرب ایک مسجد میں پہنچا امام نے گانزھوی خبثا کے لیے

ہار بنائے تھے اقامت ہونے کے سبب امام تو مصلے پر کھڑا ہوگیا یہ خشا آئے تو اوس شخص کو چند احباب نے گھیر کر کہا کہ یہ ہار پنھادو اون احباب کے کہنے سے شخص مذکور نے ہار پہنا کر اپنی جان چھڑائی اور بعد اوس امام کے پیچھے بلکہ اوس مسجد ہی میں نماز نہ پڑھی اوسکے دل میں نہ امام کی عظمت نہ اون خشا کی عزت لیکن مجبوراً شرماشرمی ہار پہنائے ہیں اس میں کچھ گناہ ثابت ہوگا یا نہیں بینوا توجروا

الجواب:۔ یہ ہار پہنانا عرفاً تعظیم ہے اور یہ لوگ فساق وگمراہ ہیں بلکہ ان میں بعض فنافی المشرکین ہوکر اسلام سے بھی گزر گئے۔ تعظیم فاسق کی ناجائز ہے تبیین الحقائق میں ہے ۱؎ فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیہم اہانتہ شرعاً اور تعظیم کافر کو علمائے کرام نے کفر لکھا ہے درمختار وغیرہ میں ہے لو سلم علی الذمی تبجیلا کفر ۲؎ تبجیل الکافر کفر شخص مذکور نے اوس امام کے پیچھے نماز نہ پڑھی بہت اچھا کیا مگر یہ ہار پہنانا اوس سے بڑی خطا ہوئی توبہ فرض ہے منکر کا حکم دینے والے احباب نہ تھے نہ احباب کی خاطر کوئی شرعی مجبوری ہاں اکراہ کی حالت ہوتی تو معذوری تھی وہو تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ از ریاست کوٹہ راجپوتانہ متصل گھنٹہ گھر مسجد مدار کا چلہ مسئولہ حافظ جان محمد امام مسجد مذکور ۲۹ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں جواب مع حوالہ کتب اہلسنت سے مرحمت فرمایا جائے۔ (۱) بعد نماز جمعہ کوئی عالم یا میلاد خواں منبر پر بیٹھ کر میلاد شریف پڑھے تو جائز ہے یا نہیں اور عام طور پر بھی منبر پر بیٹھ کر میلاد شریف پڑھنا جائز ہے یا نہیں کیا منبر محض وعظ اور خطبہ ہی کے لئے ہے۔ اگر چند مسلمان زید کو بعد نماز جمعہ مسجد میں منبر پر میلاد شریف پڑھنے کے لئے بٹھائیں اور چند لوگ کہیں کہ اگر تم کو میلاد شریف پڑھنا ہے تو منبر پر مت بیٹھو بلکہ تخت پر بیٹھو ہم منبر پر نہیں پڑھنے دیں گے اور نہیں پڑھنے دیا ایسے لوگوں کے لیے کیا حکم ہے (۲) زید نے محض فقہ کی تین کتابیں پڑھی ہیں اردو بولنے اور صحیح املا لکھنے کی لیاقت نہیں ہے اور صرف ونحو سے بالکل ناواقف ہے حتی کہ میزان الصرف نہیں جانتا بلکہ صرف نحو کے پڑھنے کو حرام اور اوس کے پڑھنے والے کو اچھا نہیں سمجھتا اور فارسی بھی نہیں جانتا ایسے شخص کو منبر پر بیٹھ کر کہنا جائز ہے یا نہیں اور اگر منبر پر بیٹھ جائے تو اوسکو مسلمان منبر سے اوتار سکتے ہیں یا نہیں از روئے شرع کیا حکم ہے بینوا توجروا

الجواب:۔ میلاد شریف منبر پر پڑھنا بلاشبہ جائز ہے اور یہ فرق کہ میلاد شریف تخت پر ہو منبر پر صرف خطبہ ووعظ ہو محض نادانی ہے میلاد شریف ذکر نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے اور ذکر نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عین ذکر الٰہی ہے حدیث میں ہے رب عزوجل نے فرمایا۔ جعلتک ذکرا من ذکری فمن ذکرک فقد ذکرنی اے محبوب میں نے اپنے ذکر سے تمہیں ایک ذکر بنایا تو جس نے تمہارا ذکر کیا اوس نے بیشک میرا ذکر کیا تو میلاد شریف خطبہ ووعظ بھی ہے اور خطبہ ووعظ بھی ذکر نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے خالی نہیں ہوسکتے تو سب شئے واحد ہیں اور خود صحیح بخاری شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مسجد مدینہ طیبہ میں حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ کے واسطے منبر بچھاتے اور وہ اوس پر قیام کرکے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نعت اور مشرکین کا رد سناتے واللہ تعالٰی اعلم (۲) منبر مسند نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے جاہل اردو خواں اگر اپنی طرف سے کچھ نہ کہے بلکہ عالم کی تصنیف پڑھ کر سنائے تو اس میں حرج نہیں جبکہ وہ جاہل فاسق مثلاً داڑھی منڈا وغیرہ نہ ہو کہ اسوقت وہ جاہل سفیر محض ہے اور حقیقۃً وعظ اوس عالم کا جسکی کتاب پڑھی جائے۔ اور اگر ایسا نہیں بلکہ جاہل خود کچھ بیان کرنے بیٹھے تو اوسے وعظ کہنا حرام ہے اور اوس کا وعظ سننا حرام ہے اور مسلمانوں کو حق ہے بلکہ مسلمانوں پر حق ہے کہ اوسے منبر سے اوتار دیں کہ اس میں نہی منکر ہے اور نہی منکر واجب۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ از موضع گھاگرہ ڈاکخانہ پائیکوڑہ ضلع میمن سنگھ مسئولہ مولوی سعید الرحمٰن ۲۹ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ موضع گھاگرہ میں لوگوں نے ایک نیا جلسہ قائم کیا ہے بنگلہ میں اس کا نام سُمیتی ہے واسطے فیصلہ کرنے مقدمہ وغیرہ کے۔ لیکن اوس میں چار پانچ شخص ناقابل علم شریعت سے ناواقف سردار ہوکر اپنی رائے کے مطابق احکام جاری کرتے ہیں شریعت کے خلاف۔ اور اگر کوئی اون کے خلاف شرع حکم کو نہ مانے تو اوس کو امامت سے برخاست اور جمعہ وجماعت مسلمین سے خارج کرتے ہیں اور لوگوں کو اوسکی دعوت ونماز جنازہ غرض تمام دنیوی اخروی کاموں سے منع کرتے ہیں علما کی اہانت ظالموں کی تعظیم وتکریم کرتے ہیں اور

عالموں سے حسد بغض کینہ دل وجان سے کرتے ہیں حتی کہ اہل علم کو حقیر سمجھتے اور کبھی گالیاں بھی دیتے ہیں حسد کی وجہ سے عالموں کو پیچھے اور ان پڑھ کو آگے نماز پڑھنے کا حکم دیتے ہیں یعنی جاہل کو امامت کا حکم دیتے ہیں موافق شریعت ان پر کیا حکم ہے اور جو ان کی مدد کرے اون پر کس قدر گناہ ہے۔ بینوا توجروا

الجواب: جاہلوں کو حاکم شرع بنانا حرام ہے اور وہ جو خلاف شرع حکم دیتے ہیں اوس کا ماننا حرام ہے ایسے لوگوں کے لیے قرآن عظیم میں تین لفظ ارشاد فرمائے ظالم۔ فاسق۔ کافر۔ اور اپنے باطل احکام نہ ماننے والوں کو امامت وجمعہ وجماعت سے خارج کرنا اونکا سخت ظلم ہے اور اون کی نماز جنازہ سے روکنا اور اشد ظلم۔ ظالموں کی تعظیم حرام ہے اور عالمان دین کی اہانت کفر ہے مجمع الانہر میں ہے من قال لعالم عویلم علی وجه الاستخفاف کفر اور عالم دین سے بلاوجہ بغض رکھنے میں بھی خوف کفر ہے اگرچہ اہانت نہ کرے فتاوی خلاصہ وغیرہا میں ہے من ابغض عالما بغیر وجه ظاهر خیف علیه الکفر عالموں کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع کرنا اور جاہلوں کو امام بنانا حکم شریعت کا بدلنا ہے۔ غرض ایسے لوگ شیطان کے مسخرے ہیں مسلمانوں پر فرض ہے کہ اون سے دور رہیں اور جو اون کی مدد کرتے ہیں وہ انھیں کے مثل ہیں حدیث میں ہے من مشی مع ظالم لیعینه وهو یعلم انه ظالم فقد خلع من عنقه ربقة الاسلام جو دانستہ ظالم کی مدد دینے چلے اوس نے اسلام کی رسّی اپنی گردن سے نکال دی والعیاذ باللہ تعالی واللہ تعالی اعلم

مسئلہ: از رچھا روڈ ضلع بریلی مسئولہ حکیم محمد احسن ۹ شوال ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسلمان دھوبی کے گھر کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب: جائز ہے واللہ تعالی اعلم

مسئلہ: از گورکھپور محلہ دھمال مسئولہ سعید الدین ۹ شوال ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسئلوں میں کہ (۱) عالم کا یہ کہہ دینا کہ میں نے مسئلہ صحیح بیان کیا تھا یا غلط مجھکو یاد نہیں ہے دوسرے سے پوچھ لو درست ہے یا نہیں (۲) کسی عالم سے پوچھا کہ آپ مسئلہ صحیح وغلط بھی بیان کرتے ہیں اور اوس پر اوس کا جواب دینا کہ ہاں درست ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب: (۱) صرف درست نہیں بلکہ واجب ہے اگر اوسکو اپنے بیان میں شک ہوگیا ہو اور خود اوس کی تنقیح نہ کرسکتا ہو واللہ تعالی اعلم (۲) اگر اس کے یہ معنی ہیں کہ مجھ سے کبھی خطا بھی ہوجاتی ہے تو درست ہے اور اگر یہ مراد کہ کبھی قصداً مسئلہ غلط بیان کردیتا ہے تو سخت فسق کا اقرار ہے واللہ تعالی اعلم

مسئلہ: از پیپے ڈاکخانہ خاص ضلع پشاور مدرسہ قادریہ محمودیہ مسجد جھنگڑی مسئولہ مولنا مولوی حمد اللہ صاحب قادری محمودی ۱۲ شوال ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ بعض صوفیۂ بے علم شملۂ ثانیہ کو بدعت سیئہ کہتے ہیں فقیر کے تلمیذ مولوی اسرار محمد کا بیان ہے کہ یہ جو بعض لوگ جزء اخیر دستار کو بالائے دستار کشادہ رکھتے ہیں جائز ہے کہ دلیل امتناع موجود نہیں تو اصل اباحت پر باقی ہے یہ اصول فقہ کا مسلمہ مسئلہ ہے فقیر نے اپنے تلمیذ کی تائید کی اس بارے میں فیصلۂ مفصلہ تحریر فرمائیں والسلام

الجواب: حدیث سے میرے خیال میں ہے کہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے دو شملے چھوڑے ہیں خیال میں ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ کے سر پر دست اقدس سے عمامہ باندھا اور دو شملے چھوڑے اور عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالی عنہ کے سر پر اپنے دست انور سے عمامہ باندھنا اور آگے پیچھے دو شملے چھوڑنا سنن ابی داؤد میں ہے تو یہ سنت ہوا نہ کہ معاذ اللہ بدعت سیئہ۔ فقیر اسی سنت کے اتباع سے بارہا اپنے عمامہ کے دو شملے رکھتا ہے مگر شملہ ایک بالشت سے کم نہ ہونا چاہئے یہ جو بعض لوگ طرہ کے طور پر چند انگل اونچا سر پر چھوڑتے ہیں اس کا ثبوت میری نظر میں نہیں نہ کہیں ممانعت تو اباحت اصلیہ پر ہے مگر اوس حالت میں کہ یہ کسی شہر میں آوارہ وفساق لوگوں کی وضع ہو تو اس عارض کے سبب اوس سے احتراز ہوگا۔ واللہ تعالی اعلم۔ والسلام

مسئلہ: از دانا پور کیمپ محلہ شاہ ٹوپی مکان جناب حکیم محمد کفیل صاحب مسئولہ حافظ محمد جعفر ۲ شوال ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ساتھ دسترخوان پر صحابۂ کرام یا اور کوئی مہمان طعام تناول فرماتے تھے تو آپ نے جو کچھ اشیائے خوردنی دسترخوان پر موجود تھیں تھوڑی تھوڑی سب چیز لوگوں کو تقسیم کرتے تھے یا خود تناول فرماتے تھے مع حوالہ حدیث مطلع فرمائیے اس

ہندوستان میں لوگوں نے دسترخوان میں فرسٹ سکنڈ بنا رکھا ہے جیسے انگریزی کلاس ہیں بینوا توجروا

الجواب: حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دسترخوان پر قسم قسم کے متعدد کھانے نہ ہوتے تھے کہ تھوڑا تھوڑا سب میں سے تقسیم ہوتا ما اجتمع لونان فی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دسترخوان میں فرسٹ سکنڈ سے کیا مقصود ہے ظاہر ایہ کوئی سنت نصارٰی کا اتباع ہوگا حاضرین میں تفریق بدعت ہے اور ایک فریق کی تذلیل ودل شکنی　　واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از اجمیر مقدس محلہ لاکھی کوٹھری اوپری گلی نزد پیرزادگان مسئولہ کمال الدین ۸ شوال ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک اپنے کو عوام پر مولوی ظاہر کرے جس نے نہ تو کسی مدرسہ میں تعلیم باقاعدہ حاصل کی ہو اور نہ جس نے کوئی سند منتہی عالم فاضل کی ہو اور خود ساختہ استفتا پر خود ہی جواب تحریر کرے اور طلبا ومدرسین سے دستخط کرائے اور جس سے اپنی ذات کا متمتع ہونا مقصود ہو اور جو جید عالم ومولوی صاحبان و قاضی صاحب پر شہرت حاصل کرنے اور زر حاصل کرنے کی غرض سے جا وبیجا حملہ کرے اور جو مدت تک قاضی صاحب کے پیچھے نماز ادا کرتا رہا ہو اور چند روز سے قاضی صاحب کے پیچھے نماز ادا نہیں کرتا ہے اور صدہا علما قاضی صاحب کے پیچھے نماز ادا کرتے رہے ہیں۔ بینوا توجروا

الجواب: سند حاصل کرنا تو کچھ ضرور نہیں ہاں باقاعدہ تعلیم پانا ضرور ہے مدرسہ میں ہو یا کسی عالم کے مکان پر اور جس نے بے قاعدہ تعلیم پائی وہ جاہل محض سے بدتر نیم ملا خطرہ ایمان ہوگا ایسے شخص کو فتوٰی نویسی پر جرأت حرام ہے حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من افتی بغیر علم لعنتہ ملئکۃ السماء والارض جو بے علم فتوٰی دے اوس پر آسمان وزمین کے فرشتوں کی لعنت ہے اور اگر فتوٰی سے اگرچہ صحیح ہو وجہ اللہ مقصود نہیں بلکہ اپنا کوئی دنیاوی نفع منظور ہے تو یہ دوسرا سبب لعنت ہے کہ آیات اللہ کے عوض ثمن قلیل حاصل کرنے پر فرمایا گیا اولٰئک لاخلاق لھم فی الاٰخرۃ ولا یکلمھم اللہ ولا ینظر الیھم یوم القیمۃ ولا یزکیھم ولھم عذاب الیم اون کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور اللہ اون سے کلام نہ فرمائے گا اور نہ قیامت کے دن اونکی طرف نظر رحمت کرے اور نہ اونھیں پاک کریگا اور اون کے لیے دردناک عذاب ہے اور علمائے دین کی توہین کرنے والا منافق ہے حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ثلثۃ لا یستخف بحقھم الا منافق بین النفاق ذوالعلم وذوالشیبۃ فی الاسلام وامام مقسط تین شخصوں کا حق ہلکا نہ جانیگا مگر جو منافق کھلا منافق ہو عالم اور وہ جسے اسلام میں بڑھاپا آیا اور سلطان اسلام عادل۔ تحصیل زر کیلیے علماء ومسلمین پر بیجا حملہ کرنے والا ظالم ہے اور ظلم قیامت کے دن ظلمات۔ قاضی مذکور جیسے امام کے پیچھے بلا وجہ شرعی نماز ترک کرنا تفریق جماعت یا ترک جماعت ہے اور دونوں حرام وناجائز واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از پونا ورعلاقہ پران ملک مالوہ مسئولہ قاسم علی ۱۸ ذی القعدہ ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ (۱) ایک شخص اسلام وایمان وشرع شریف کے احکام کو جانتا ہے اور لوگوں کو گناہ سے بچنے کی ہدایت اس آیت کے وسیلے فذکر ان نفعت الذکرٰی کے کرسکتا ہے یا نہیں (۲) قاضی تارک نماز پنجگانہ رنڈیوں کو اپنے گھر نچوائیں لوگوں کو جمع کرکے گویا اعلان کیساتھ بلوا کے شریک معصیت کریں کیا ایسے کام کی اجازت ہے اور ایسا شخص مسلمانوں کا قاضی ہوسکتا ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب: (۱) اگر عالم ہے تو اوس کا یہ منصب ہے اور جاہل کو وعظ کہنے کی اجازت نہیں وہ جتنا سنواریگا اوس سے زیادہ بگاڑیگا واللہ تعالٰی اعلم (۲) شرع مطہر میں ایسے ناپاک کام سخت حرام ہیں اور ایسا فاسق فاجر مرتکب کبائر قاضی بنانے کے لائق نہیں اوسے قاضی بنانا حرام ہے تبیین الحقائق میں ہے فان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعا واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از بنارس کچی باغ مسئولہ مولوی محمد ابراہیم صاحب ۱۸ ذی القعدہ ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں عالم سنت والجماعت ناصر ملت علامہ زماں محقق دوران رأس العلماء رئیس الفضلا حضرت مولانا الشیخ الحاج احمد رضا خاں صاحب مجدد المأتہ الحاضرہ ادامہ اللہ تعالٰی بفیوضہ الباطنۃ الظاہرہ

---

(۱) دعوت ولیمہ اور طعام کے متعلق ظاہر الروایۃ کا صرف یہ حکم ہے رجل دعی الی ولیمۃ او طعام فوجد ھناک لعبا او غناء فلا باس بان یقعد ویاکل کما فی الجامع الصغیر لیکن شروح وفتاوٰی میں اسکے متعلق بہت سی قیدیں ہیں چنانچہ عبارت ہدایہ یہ ہے کہ ولو کان ذلک علی المائدۃ لا ینبغی ان یقعد ان لم یکن مقتدی لقولہ تعالٰی فلا تقعد الاٰیۃ وھذا کلہ بعد الحضور ولو علم قبل الحضور لا یحضر الخ ملخصاً و

ہکذا فی الدرر والکنز والہدایۃ وقاضی خان وغیرہا ظاہر روایت میں ھناك عام ہے منزل اور مائدہ دونوں کو شامل مگر شرح فتاوٰی میں تفریق کرکے جداگانہ حکم لکھاہے اسی طرح رجل عام ہے عالم وجاہل سب کو شامل ہے مگر فتاوٰی میں تفصیل کرکے دونوں کا حکم علیحدہ لکھا علی ہذا علم قبل الحضور اور بعد الحضور سے احکام مختلف ہوجاتے ہیں اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ ظاہر روایت میں شارحین کی یہ تقییدات معتبر ہوں گی یا نہیں اگر معتبر ہیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شارحین علیہم الرحمہ کی تقیید کے موافق جب یہ مسئلہ ہے کہ اگر عامی دعوت میں جائے اور وہاں لعب وغنا پائے اگر مائدہ کے پاس ہو تو چلا آئے اور اگر منزل میں ہو تو کھالے حالانکہ حرمت استماع ملاہی دونوں صورتوں میں پائی جاتی ہے پھر تشقیق کا حاصل کیا ہے اسی طرح علم قبل الحضور کی صورت میں عام وخاص سب کے لئے ممانعت عام ہے کہ نہ جائے اس صورت میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا شرکت کی ممانعت اوسی وقت ہے جبکہ کھانے کیوقت لعب وغنا کا وجود ہو اور اگر کھانے کا وقت گزار کر دوسرے وقت لعب وغنا کا وجود ہو مگر کھانے کے وقت نہو تو جائز ہے اگر یہ صحیح ہے تو سوال یہ ہے کہ نفس ارتکاب مناہی وملاہی میں دونوں برابر ہیں وجہ تفریق کیا ہے بعض لوگ دوپہر کو کھانا کرتے ہیں اور شام کو برات میں تمامی خرافات باجے وغیرہ رکھتے ہیں تو کیا اسکے یہاں علم قبل الحضور کی صورت میں جائز ہوگا (۲) زید کہتاہے کہ فی زماننا جو دعوتیں دی جاتی ہیں اس میں عموماً فخر وتطاول وانشاد الحمد کا خیال ہوتا ہے اور فقہا اس قسم کی دعوتوں کو منع فرماتے ہیں لہذا وہ کسی دعوت میں نہیں جاتا اوسکا یہ فعل کیسا ہے اور یہ بھی کہتاہے کہ آج کل حبوب طعام کی بہت بیقدری ہوتی ہے بینوا توجروا

الجواب :۔ (۱) تقیید مطلق وتخصیص عمومات وتفصیل مجمل وتوضیح مبہمات منصب شراح ہے اسی غرض کیلیے وضع شرح ہے وہ اس سے مباین نہ سمجھے جائینگے بلکہ مبین کما فی رد المحتار وغیرہ من معتمدات الاسفار استماع یعنی قصداً سننا یہ تو اسکا فعل ہے اور اس میں منزل بھی شرط نہیں کہیں ہو اور کتنی ہی دور ہو جہاں سے آواز آئے۔ یہاں نظر علما اوس عاصی بالقصد کی طرف نہیں بلکہ متقی کی جانب جو اتباع شرع چاہتاہے اوسکے لیے مائدہ ومنزل کا فرق ظاہر ہے مائدہ پر ہوا تو فساق کے ساتھ بیٹھنا ہوگا اور آیۂ کریمہ لاتقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین کا خلاف۔ بخلاف منزل۔ جب یہ شرکت دعوت کیلیے جاتاہے اور دعوت کے وقت ملاہی نہیں تو یہ شریک اثم نہوا بعد کو وہ جو کچھ کریں اونکا فعل ہے فافترقا اور یہ حکم شراح ہنوز مجمل و طالب تفصیل ہے جسے فقیر نے اپنے فتاوٰی میں بیان کیا۔ اوس کا خلاصہ یہ کہ اگر اسکا اون پر ایسا رعب ہے کہ اسکے سامنے نہ کرسکیں گے تو ضرور جائے کہ اسکا جانا نہی عن المنکر ہے۔ اور اگر اونھیں اس سے ایسا علاقہ محبت ہے کہ اسکا شریک نہونا کسی طرح گوارہ نہ کریں گے تو ضرور شرکت سے انکار کرے جبتک وہ ترک ملاہی کا عہد وپیمان نہ دیں اور اگر یہ دونوں صورتیں نہیں تو تفصیل وہ ہے کہ شراح نے ذکر فرمائی۔ واللہ تعالٰی اعلم (۲) قبول دعوت سنت ہے فقہائے کرام کا حکم غیر معین پر ہے اور نہ ہرگز اون کے یہاں تعمیم نہ اصلا اوس پر دلیل قویم۔ وہ تو یہ فرماتے ہیں کہ جہاں ایسا ہو وہاں نہ جانا چاہیئے غیر معین پر حکم کسی معین مسلمان کیلئے سمجھ لینا بدگمانی ہے جبتک اوسکے قرائن واضح نہوں اور بدگمانی حرام قال اللہ تعالٰی یاایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث بحال قصد تفاخر اگر یہ جاتا تو ایک نامناسب ہی بات ہوتی بنایۂ امام عینی میں ہے اجابۃ الدعوۃ سنۃ ولیمۃ اوغیرھا واما دعوۃ یقصد بھا التطاول اوانشاء الحمد اوما اشبھہ فلا ینبغی اجابتھا لا سیما اھل العلم فقد قیل ما وضع احدیدہ فی قصعۃ غیرہ الا ذل لہ اور اب کہ ایک مسلمان پر بلا دلیل یہ گمان کیا کہ اسکی نیت ریا وتفاخر ونا موری ہے تو یہ حرام قطعی ہوا۔ حبوب طعام کی اگر بے ادبی ہوتی ہے تو جائے اور اوس سے منع کرے اگر نہ مانیں تو وبال اون پر ہے امام ابوالقاسم صفار رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں میں آجکل دعوت میں جانے کی کوئی نیت نہیں پاتا سوا اسکے کہ نمک دانی روٹی پر سے اوٹھاؤں۔ ہندیہ میں ہے لایجوز وضع القصاع علی الخبز والسکرجۃ کذا فی القنیۃ قال الامام الصفار لا اجد فی نیۃ الذھاب الی الضیافۃ سوی ان ارفع المملحۃ من الخبز کذا فی الخلاصۃ جب یہ نہی عن المنکر کی نیت سے جائیگا۔

مسئلہ :۔ از ڈاکخانہ کرلیفہ مقام چٹ کل گوری پور ضلع ۲۴ پرگنہ مسئولہ تبارک حسین ۱۹ ذی القعدہ ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ سود خوار بے نمازی شرابی بحرا مخنث اور جس کی بی بی سربازار باہر نکلتی ہو انکے ساتھ کھانا کیسا ہے ایک شخص دوسرے کی بی بی کو زبردستی لے آیا ہے تین برس بعد نکاح کیا پہلے شوہر نے ابتک طلاق نہ دی یہ نکاح اور اسکے ساتھ کھانا کیسا ہے بینوا توجروا

الجواب :۔ سود خوار بے نمازی شرابی مخنث کسی کے ساتھ کھانا نہ چاہیے خصوصاً شرابی کہ اوسکے ہاتھ اور موٗنھ پاک ہونیکا کچھ اعتبار نہیں جسکی بی بی سرِ

بے پردہ پھرتی ہو اگر ستر کامل نہیں کرتی مثلاً سر کے بالوں یا گردن یا پیٹ یا بازو یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصہ کھلا ہو یا باریک کپڑے سے چمکتا ہو اور وہ اس پر مطلع ہے اور منع نہیں کرتا تو دیوث ہے اوسکے ساتھ بھی کھانا نہ چاہیے۔ جو پرائی عورت کو بھگا لایا اور شوہر زندہ ہے اور طلاق نہ دی اور نکاح کرلیا وہ اس نکاح کے بعد بھی زانی ہے اور یہ نکاح باطل محض ہوا ایسے شخص سے میل جول اصلاً نہ کیا جائے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ از پوسٹ آفس موضع شرشدی ضلع نواکھالی بنگال مرسلہ سید حمید الرحمٰن صاحب یکم ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ

قبلہ من مدظلہ بعد بصد سلام و قدمبوسی عرض ہے ایک شخص نے چارپائے سے وطی کیا اس پر ایک عالم نے کہا کہ تم اتنے روپیہ بطور زجر کے ادا کرو تاکہ آئندہ کوئی آدمی مرتکب گناہ نہو اس سے روپیہ لیکر مسجد کیلیے چٹائی خرید کردیا گیا اب وہ شرعاً درست ہے یا نہیں بینوا فتوی کی عبارت ذرا لمبا او رفتوی لمبا ہونے سے عوام زیادہ اعتبار کرتا ہے چونکہ اس وطی کیلیے کفارہ کا حکم نہیں ہے اگر کفارہ ہوتا بیشک غریب کا حق تھا یہ روپیہ زجراً یا جبراً لیا گیا ہے اور وہ نیک کام میں صرف کیا گیا بعض اس پر معترض ہیں امید ہے حضور عالی جس طرح درست ہو ایسا تحریر فرماکر ایک فتوی بہت جلد بیرنگ روانہ فرمادیں چارپائے کو حسب شرع جیسا کرنا ہے کیا گیا ہے اس پر کوئی معترض نہیں صرف اس سے جو روپیہ لیا گیا اس کو مسجد میں صرف کیا گیا ہے اس پر اعتراض ہے کہ کفارہ مسجد میں خرچ نہیں ہوسکتا ہے جناب عالی حسب مناسب سوال تحریر فرماکر اسکے جواب بدلیل کتب فقہ تحریر فرماکر بہت جلد روانہ بیرنگ کریں تاکہ رفع فساد ہو بہت جلد درکار ہے جس طرح درست ہو مسجد کیلیے خرچ کرنا درست ہے تحریر فرمادیں کیونکہ اس کام میں کفارہ واجب نہیں ایک روپیہ بطور استادی خدمت کے روانہ کیا جاتا ہے دس پانچ عالم کا مہر دستخط کرادیں سوال جس پیرایہ میں حضور تجویز کریں مگر وہ روپیہ مسجد کے خرچ میں درست ہونا درکار ہے حضور تو بحر العلوم ہیں جن کا اسم گرامی تمام جہان میں مشہور ہے بیرنگ روانہ کرنے سے جلد مل جائے گا مگر لفافہ پر کاتب کا نام ضروری ہے ورنہ ڈاک والا روانہ نہیں کرتا ہے

الجواب:۔ وہ روپیہ کہ اوس شخص سے زجراً لیا گیا حرام ہے کہ تعزیر بالمال منسوخ ہے اور منسوخ پر عمل حرام ہے تنویر الابصار میں ہے التعزیر تادیب دون الحد واکثرہ تسعۃ وثلثون سوطا ویکون بہ وبالصفع لاباخذ مال فی المذھب. بحر الرائق و درمختار و ردالمحتار میں ہے افاد فی البزازیۃ ان معنی التعزیر باخذ المال علی القول بہ امساک شیئ من مالہ عنہ مدۃ لینزجر ثم یعیدہ الحاکم الیہ لا ان یاخذہ الحاکم لنفسہ او لبیت المال کما یتوھم الظلمۃ اذ لایجوز لاحد من المسلمین اخذ مال احد بغیر سبب شرعی و فی شرح الآثار (للامام الطحاوی رحمہ اللہ تعالٰی) التعزیر بالمال کان فی ابتداء الاسلام ثم نسخ اور مسجد میں اوس روپے کا صرف کرنا حرام۔ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اللہ طیب لا یقبل الا الطیب رواہ الترمذی وغیرہ عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ اللہ عزوجل فرماتا ہے الخبیث الآیۃ

یعنی اوس مسجد میں صرف کرنے کا یہ فعل حرام ہے اور صرف کرنے والا مبتلائے آثام ہے اوس پر فرض تھا اور ہے کہ یہ روپیہ جس سے لیا اوسے واپس دے نہ یہ کہ اوسے دوسرے کام خصوصاً مسجد میں صرف کرے قال اللہ تعالٰی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں علی الید ما اخذت حتی تؤدیہ رواہ الامام احمد فی مسندہ والائمۃ ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ فی سننھم والحاکم فی صحیحہ المستدرک عن سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن رہیں وہ چٹائیاں کہ اوس روپیہ سے خرید کر مسجد میں دیں اون پر اگر عقد و نقد جمع نہوئے تھے تو مسجد میں اون کا لینا اور استعمال کرنا اور اون پر نماز پڑھنا سب درست ہے اوس میں کچھ حرج نہیں۔ عقد و نقد جمع ہونے کے یہ معنی کہ وہی خبیث روپیہ بائع کو دکھا کر کہا ہو کہ اس روپے کے بدلے چٹائیاں دیدے۔ یہ اوس روپیہ پر عقد ہوا پھر وہی روپیہ ثمن میں دیدیا گیا ہو یہ اوس روپے کا نقد ہوا۔ ظاہر کہ یہاں خرید و فروخت میں ایسا بہت نادر ہے غالباً چیز مانگتے ہیں کہ ایک روپیہ کے یہ دیدو پھر زر ثمن ادا کرتے ہیں یہ اگر اوس مال خبیث سے ہوا ہو تو اوس کا صرف نقد ہوا اوس پر عقد نہ ہوا اور اس صورت میں اون چٹائیوں میں کوئی خباثت نہ آئی اور مسجد پر اون کا وقف صحیح ہوگیا اور وہ دینے والے کو واپس نہیں دی جاسکتیں جب تک مسجد میں قابل استعمال رہیں تنویر الابصار میں ہے غصب عبدا او آجرہ تصدق بالغلۃ کما لو تصرف فی المغصوب و الودیعۃ وربح اذا کان متعینا بالاشارۃ او بالشراء بدراھم الودیعۃ او الغصب ونقدھا وان اشار الیھا ونقد غیرھا او الی غیرھا او اطلق ونقدھا لا وبہ یفتی ردالمحتار میں ہے وبہ یفتی قالہ فی الذخیرۃ وغیرھا کما فی القھستانی ومشی علیہ فی الغرر والمختصر والوقایۃ والاصلاح والیعقوبیۃ عن المحیط واللہ تعالٰی اعلم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم سید صاحب مکرم کرمفرما مولوی سید حمید الرحمٰن صاحب سلمہ، جواب مسئلہ حاضر ہے الحمد للہ کہ آپ کا روپیہ نہ آیا اور آتا تو اگر لاکھ روپے ہوتے بعونہ تعالیٰ واپس کیے جاتے یہاں بحمدہٖ تعالیٰ نہ رشوت لی جاتی ہے نہ فتوی پر اجرت۔ غالب صورت رائجہ پر مسجد میں اور چٹائیوں کے استعمال درست ہونے پر بہت اکابر نے فتوی دیا اور فقیر ہمیشہ اسی قول امام آخر پر فتویٰ افتا کرتا ہے ایسا نہ ہوتا تو کسی صاحب کی فرمائش سے میں ہرگز اوسکے جواز کا فتویٰ نہ دیتا۔ فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ از بھوپال یکم یا دوم ذی الحجہ ۳۵ھ روز یکشنبہ

مسئلہ :۔ از پیلی بھیت کچہری کلکٹری مسئولہ مولوی عرفان علی صاحب رضوی شب ۷، ذی الحجہ ۳۹ھ

قبلہ جانم وکعبہ ایمانم۔ ظلہم الاقدس بعد سلام مسنون عرض ہے کہ زندگی کا بیمہ کرنا شرعاً جائز ہے یا حرام صورت اسکی یہ ہے جو شخص زندگی کا بیمہ کرانا چاہتا ہے اوس سے یہ قرار پاجاتا ہے کہ ۵۵ سال یا ۶۰ سال یا ۵۰ سال کی عمر تک مبلغ دو ہزار روپے للعہ یا ے ماہوار کے حساب سے تنخواہ میں سے وضع ہوتے رہینگے اگر وہ شخص ۵۵ سال تک زندہ رہا تو خود اوسکو اور اگر مقرر میعاد کے اندر مرگیا تو اوسکے ورثا کو دو ہزار یکمشت ملے گا خواہ وہ بیمہ کرانے کے بعد اور اسکی منظوری آنے کے بعد فوراً ہی مرجائے اور اگر میعاد مقررتک زندہ رہا تو بھی وہی دو ہزار ملے گا یہ بیمہ گورنمنٹ کی جانب سے ہورہا ہے کسی کمپنی وغیرہ کو اس سے

الجواب :۔ جبکہ یہ بیمہ صرف گورنمنٹ کرتی ہے اور اون میں اپنے نقصان کی کوئی صورت نہیں تو جائز ہے کوئی حرج نہیں مگر شرط یہ ہے کہ اوسکے سبب اسکے کسی خلاف شرع احتیاط کی پابندی نہ عائد ہوتی ہو جیسے روزوں یا حج کی ممانعت واللّٰہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ از بھان پورہ مکھر اسٹیٹ مسئولہ مرتضیٰ خاں پی سارجنٹ سپرنٹنڈنٹ پولس آفس ۱۷ ذی الحجہ ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ خالد نے خلاف شرع کوئی مسئلہ بیان کیا اور بکر نے جس کے ذہن میں وہ غلط ہے بغرض اصلاح سوال کیا تو بکر کا یہ سوال غلط ہے اور خالد نے یہ مسئلہ شرعیہ استصوابیہ کو نہیں سمجھا یا تو اوسکے لیے کیا حکم ہے بینوا توجروا

الجواب :۔ بکر کے ذہن میں جبکہ خالد کا مسئلہ صحیح نہ تھا تو بکر کا اوسے پوچھنا کچھ بیجا نہ ہوا اور خالد کا نہ بتانا سخت بیجا ہوا خصوصاً جبکہ خالد نے مسئلہ غلط بیان کیا ہو واللّٰہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ از رامہ تحصیل گوجر خاں ضلع راولپنڈی ڈاکخانہ جاتلی مسئولہ محمد جی ۱۸ ذی الحجہ ۳۹ھ

رئیس المحققین قاطع بیدین عمدۃ الامین دام لطفہ۔ تسلیم کے بعد حضور انور کی خدمت اقدس میں غلامانہ عرض ہے کہ ایک مولوی صاحب نے ارشاد کیا ہے کہ جو شخص غیر مقلدین و مرزائی کیساتھ نشست برخاست کرے گا وہ کافر اوسکے پیچھے نماز نہیں ہوتی حالانکہ نشست و برخاست اونکے ساتھ برائے امور دنیا ہے قرابت یا کسی امر ضروری کے سبب سے اون کے شریک مجلس ہونا ضروری پڑتا ہے اونکے افعال واقوال کو اچھا نہیں سمجھا جاتا ہے تب بھی اونکی مجلس میں شرکت کفر ہے۔ اب جو حکم شرعی ہو بیان فرمائیں۔ بینوا توجروا

الجواب :۔ وہابیہ وغیر مقلدین و دیوبندی و مرزائی وغیرہم فرقے آجکل سب کفار مرتدین ہیں اونکے پاس نشست برخاست حرام ہے اون سے میل جول حرام ہے اگرچہ اپنا باپ یا بھائی یا بیٹے ہوں قال اللّٰہ تعالیٰ واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظّٰلمین ہ وقال تعالیٰ لا تجد قوما یؤمنون باللّٰہ والیوم الاٰخر یوادون من حاد اللّٰہ ورسولہ ولو کانوا اٰباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم اور ان لوگوں سے کسی دنیاوی معاملت کی بھی اجازت نہیں کما بیناہ فی المحجۃ المؤتمنہ انکے پاس بیٹھنے والا اگر انکو مسلمان سمجھ کر ان کے پاس بیٹھتا ہے یا اون کے کفر میں شک رکھتا ہے اور وہ انکے اقوال سے مطلع ہے تو بلا شبہ خود کافر ہے فتاوی بزازیہ و مجمع الانہر و درمختار وغیرہا میں ہے من شک فی عذابہ وکفرہ فقد کفر اور اگر انکو یقیناً کافر جانتا ہے اور پھر ان سے میل جول رکھتا ہے تو اگرچہ اسقدر سے کافر نہ ہوگا مگر فاسق ضرور ہے۔ اور اوسے امام بنانا گناہ اور اوسکے پیچھے نماز مکروہ تحریمی قریب بحرام کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب اور معاذ اللّٰہ بالآخر اوس پر اندیشہ کفر ہے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ شرح الصدور میں فرماتے ہیں ایک شخص رافضیوں کے پاس بیٹھا کرتا تھا اوسکے مرتے وقت لوگوں نے اوسے کلمۂ طیبہ کی تلقین کی اوس نے کہا نہیں کہا جاتا پوچھا کیوں۔ کہا یہ دو شخص کھڑے ہیں یہ کہتے ہیں تو اون کے پاس بیٹھا کرتا تھا جو ابو بکر و عمر کو برا کہتے تھے اب چاہتا ہے کہ کلمہ پڑھ کر اوٹھے نہ پڑھنے دیں گے جب صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما کے برا کہنے والوں کے پاس بیٹھنے والوں کی یہ حالت ہے تو یہ لوگ تو اللّٰہ جل وعلا اور رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کو برا کہتے ہیں

اون کی تنقیص شان کرتے ہیں اوبعض طرح طرح کے عیب لگاتے ہیں ان کے پاس بیٹھنے والے کو کلمہ نصیب ہونا اور بھی دشوار ہے نسأل اللہ العفو والعافیۃ

مسئلہ: مسئولہ مولٰنا مولوی احمد مختار صاحب میرٹھی مورخہ ۸ شعبان المعظم ۱۳۳۸ھ

(۱) ما قولکم ایھا العلماء الکرام۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدد۔ مہدی۔ مسیح موعود اور پیغمبر صاحب وحی والہام ماننے والے مسلم ہیں یا خالج از اسلام اور مرتد (۲) بشکل ثانی اوسکا نکاح کسی مسلمہ یا غیر مسلمہ یا انکی ہم عقیدہ عورت سے شرعاً درست ہے یا نہیں (۳) بصورت ثانیہ جن عورات کا نکاح ان لوگوں کے ساتھ منعقد کیا گیا ہے کیا اون عورات کو اختیار حاصل ہے کہ بغیر طلاق لیے اور بلاعدت کسی مرد مسلم سے عقد نکاح کرلیں۔ بینوا اجرکم اللہ تعالٰی

الجواب: (۱) لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت ملنے کا جو قائل ہو وہ تو مطلق کافر مرتد ہے اگرچہ کسی ولی یا صحابی کیلیے مانے قال اللہ تعالٰی ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انا خاتم النبیین لا نبی بعدی لیکن قادیانی تو ایسا مرتد ہے جس کی نسبت تمام علمائے کرام حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے کہ من شك فی کفرہ فقد کفر اوسے معاذ اللہ مسیح موعود یا مہدی یا مجدد یا ایک ادنٰی درجہ کا مسلمان جاننا درکنار جو اوسکے اقوال ملعونہ پر مطلع ہوکر اوسکے کافر ہونے میں ادنٰی شک کرے وہ خود کافر مرتد ہے واللہ تعالٰی اعلم (۲) قادیانی عقیدے والے یا قادیانی کو کافر مرتد نہ ماننے والے مرد خواہ عورت کا نکاح اصلاً قطعاً ہرگز ہرگز نہ کسی مسلم کافر یا مرتد اوسکے ہم عقیدہ یا مخالف العقیدہ غرض تمام جہان میں انسان حیوان جن شیطان کسی سے نہیں ہوسکتا جس سے ہوگا زنائے خالص ہوگا فتاوی عالمگیریہ میں ہے لا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ ولا کافرۃ اصلیۃ وکذلك لا یجوز نکاح المرتدۃ مع احد کذا فی المبسوط اوسی میں درباره تصرفات مرتد ہے منھا ما ھو باطل بالاتفاق نحو النکاح لا یجوز لہ ان یتزوج امرأۃ مسلمۃ ولا مرتدۃ ولا ذمیۃ لا حرۃ ولا مملوکۃ واللہ تعالٰی اعلم (۳) جس مسلمان عورت کا غلطی خواہ جہالت سے کسی ایسے کے ساتھ نکاح باندھا گیا اوس پر فرض فرض ہے کہ فوراً فوراً فوراً اوس سے جدا ہوجائے کہ زنا سے بچے اور طلاق کی کچھ حاجت نہیں بلکہ طلاق کا کوئی محل ہی نہیں طلاق تو جب ہو کہ نکاح ہوا ہو نکاح ہی سرے سے نہ ہوا نہ اصلا عدت کی ضرورت کہ زنا کیلیے عدت نہیں بلا طلاق و بلا عدت جس مسلمان سے چاہے نکاح کرسکتی ہے درمختار میں ہے نکح کافر مسلمۃ فولدت منہ لا یثبت النسب منہ ولا تجب العدۃ لانہ نکاح باطل ردالمحتار میں ہے ای فالوطء فیہ زنا لا یثبت بہ النسب واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از دیوگڑھ میواڑ راجپوتانہ مرسلہ عبدالعزیز صاحب ۸ ارشوال ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہاں دونوں عیدوں پر مسلمان بڑے تزک واحتشام سے اسلام کی شان شوکت ظاہر کرتے ہیں یعنی نماز کیلیے جاتے وقت توپوں کے فیر ہوتے ہیں اور نشان و گھوڑا و تاشے بجتے ہوئے عیدگاہ کو جاتے ہیں اور قاضی صاحب شاہی جامہ پہنتے ہیں بعد فراغت نماز دوسرے دروازہ سے شہر میں داخل ہوتے ہیں یہ محض اسلامی شان شوکت بمقابلہ کفار کی جاتی ہے اور تمام لوازمہ منجانب رئیس ریاست یہاں کے آتا ہے اگر تاشے وغیرہ موقوف کیے جائیں تو فتنہ وفساد برپا ہونے کی صورت ہے اس میں کوئی خرابی تو لازم نہیں آتی ہے۔

الجواب: عید کیلیے نشان لیجانا اور عمدہ لباس پہننا تو سنت ہے اور گھوڑے کی سواری بھی فی نفسہ مسنون ہے اگرچہ عیدگاہ جانے کیلیے وارد نہیں اور مصلحت کیلیے وہاں ہاتھی کی سواری یا کوتل ہاتھی گھوڑے اور توپوں کے فیر میں بھی حرج نہیں ایسے شہر میں ایسی رسم کو بند کرنا سراسر خلاف مصلحت ہے باجوں میں صرف غازیوں کا سا طبل ہو جسے دہل کہتے ہیں تاشے نہوں وانما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ مانوی اظہار شوکت کی اصل حج میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا رمل واضطباع اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کو اسکا حکم فرمانا ہے اور شک نہیں کہ وہاں اس طریقہ کے بند کرنے میں مشرکین کی فرحت وشادی اور اون کی نگاہوں میں معاذ اللہ اسلام کی سُبکی کا باعث ہے واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از لاہور مسجد بیگم شاہی مرسلہ مولوی احمد الدین صاحب یکم ذی القعدہ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں اکثر واعظین لوگوں کو کابل ہجرت کرنے پر مجبور کررہے ہیں اسکے واسطے کیا حکم ہے

الجواب: شریعت مجبور نہیں کرتی ہندوستان میں بکثرت شعائر اسلام ابتک جاری ہیں تو ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک بدستور دارالاسلام ہے مابقیت علقۃ من علائق الاسلام فان الاسلام یعلو ولا یعلو کما فی جامع الفصولین والدرالمختار وجامع الاسفار اور

دارالاسلام سے ہجرت فرض نہیں قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لا ھجرۃ بعد الفتح اور یہ ہجرت جائز ہمیشہ تھی اور اب بھی ہے مگر عالم دین کو جس کے علم کی طرف یہاں کے لوگوں کو حاجت ہے اوسے ہجرت ناجائز ہے۔ ہجرت درکنار اوسے سفر طویل کی اجازت نہیں دیتے حتی کہ بزازیہ و تنویر الابصار و درمختار وغیرہا میں ہے فقیہ فی بلدۃ لیس فیہا غیرہ افقہ منہ یرید ان یغزو لیس لہ ذلک ولفظ الدر من صدر کتاب الجہاد وعمم فی البزازیۃ السفر ولا یخفی ان المقید یفید غیرہ بالاولٰی واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:- از حسن پور ضلع مراد آباد مسئولہ عبدالرحمٰن مدرس ۸ ذی القعدہ ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ تمام علمائے دیوبند قطعی کافر ہیں جو اونکو کافر نہ جانے وہ بھی کافر ہیں (۲) جو علمائے دیوبند یہ ظاہر کریں کہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں جو منسوب کیا جاتا ہے بلکہ ہم لوگ بھی ایسے عقائد رکھنے والے کو کافر سمجھتے ہیں تو اس حیلہ شرعی سے بریت ہوسکتی ہے یا نہیں علاوہ ازیں وہ تقویۃ الایمان وغیرہ کی عبارت کی تاویل کرکے اونکا اچھا مطلب نکالتے ہیں تو ایسے علما کے متعلق شرع شریف میں کیا حکم ہے اور اون کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے اور یہ لوگ امکان کذب کے قائل ہیں اور اقرار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو امکان کذب کا قائل نہیں وہ کافر ہے تو اونکے لیے کیا حکم ہے اور ہم کو گزشتہ نمازیں جو انکے پیچھے ادا کی گئی ہیں لوٹانی چاہئیں یا نہیں (۳) جو اشخاص نہ عالم ہیں نہ دیوبند کے تعلیم یافتہ نہ اون سے بیعت وعقیدت رکھتے ہیں محض اپنی لاعلمی عقائد کی وجہ سے اون کو کافر نہیں سمجھتے اور اون کے عقائد بھی ایسے بالکل نہیں ہیں جن پر تکفیر لازم آتی ہے تو اون کے پیچھے نماز پڑھنی چاہئے یا تنہا۔ بہتر ہے اور جو امام مسجدوں کے اور حافظ ایسے ہیں کہ تقویۃ الایمان وغیرہ کو برا سمجھتے ہیں اور نہ اون کے عقائد باطلہ ہیں صرف علمائے دیوبند کو کافر نہیں سمجھتے اور اون کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں تو کیا ایسے لوگ بھی کافر ہیں اور قابل اقتدا نہیں (۴) کیا یہ حدیث ہے کہ کسی کافر کو بھی کافر نہیں کہنا چاہیے اور کیوں۔ اور اگر کسی نے علمائے دیوبند یا اور کسی کافر کو کافر کہا تو اوسکے ذمہ کتنا گناہ ہوگا (۵) مصنف تقویۃ الایمان صراط مستقیم تحذیر الناس حفظ الایمان یکروزی کے کون کون ہیں اور شرع شریف میں اون کیلیے کیا حکم ہے مدلل ومفصل حوالۂ کتب مع مہر و دستخط فرمادیں خدائے عزوجل جزائے خیر عطا فرمائے آمین

الجواب (۱) بیشک وہ سب کفار ہیں اور جو اونکے اقوال پر مطلع ہوکر اونھیں کافر نہ جانے وہ بھی کافر ہے علمائے کرام حرمین طیبین نے بالاتفاق اونکی نسبت فرمایا ہے من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر جو اون کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر (۲) قال اللہ تعالٰی یحلفون باللہ ما قالوا ولقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامھم اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے نہیں کہا اور بیشک وہ کفر کا بول بولے اور اپنے اسلام کے بعد کافر ہوگئے یہ حیلہ شرعی نہیں حیلہ شیطانی ہے اور اس سے برأت نہیں ہوسکتی وہ ملعون عقائد واقوال اونکی کتابوں میں موجود ہیں اور اون پر اب تک مصر ہیں اون کو بار بار چھاپ رہے ہیں تو وہ ان کا فقط ناواقف کے بہلادینے کو ہوتا ہے اور جو واقف ہے مگر ذی علم نہیں اوسکے سامنے یہ حیلہ ہوتا ہے کہ ان عبارتوں کا یہ مطلب نہیں اور جو ذی علم ہے اوس کے سامنے یہ ہوتا ہے کہ رنگون پہنچے وہاں سے بھاگا کلکتے میں پیچھا لیا وہاں سے بھی اُڑ گیا۔ اہل علم کے سامنے یہ ہوتا ہے کہ میں اس فن سے جاہل ہوں میرے اساتذہ بھی جاہل تھے تم مجھے معقول بھی کردو تو میں وہی کہے جاؤں گا تقویۃ الایمان کو جو اچھا سمجھے یا امکان کذب نہ ماننے والے کو کافر کہے اون سب پر ستر ستر اور زائد زائد وجوہ سے کفر لازم ہے جس کی تفصیل سبحن السبوح وکوکبۂ شہابیہ وکشف ضلال دیوبند شرح الاستمداد وغیرہا میں ہے اوس کے پیچھے نماز باطل ہے اور جو پہلے پڑھیں اونکا پھیرنا فرض ہے اور نہ پھیرنا فسق (۳) سائل صورت وہ فرض کرتا ہے جو واقع نہ ہوگی دیوبندیوں کے عقائد کفر طشت ازبام ہوگئے منکر بننے والے اپنی جان چھڑانے کیلیے انکار کرتے ہیں کہ ہمیں معلوم نہیں جو منکر ہو اوس سے کہیے فتاوٰی موجود وشائع ہیں دیکھو کہ کافروں کا کفر معلوم ہوا اور دھوکے سے بچے اور اونکے پیچھے نمازیں غارت نہ کرو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دشمنوں سے دشمنی فرض ہے اس فرض پر قائم ہو تو کہتے ہیں ہمیں کتابیں دیکھنے کی حاجت نہیں یہ اونکا کید ہے اونکے دل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی عظمت ہوتی تو جنکی نسبت ایسی عام اشاعت سنتے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا دشنام دہندہ ہے اوس سے فوراً خود ہی کنارہ کش ہوتے اور آپ ہی اوسکی تحقیق کو بیقرار ہوتے کیا کوئی کسی کو سنے کہ تیرے قتل کے لیے گھات میں بیٹھا ہے اعتبار نہ آئے تو چل تجھے دکھادیں وہ یوں ہی بے پروائی برتے گا اور کہے گا مجھے نہ تحقیقات کی ضرورت ہی نہ اوس سے احتراز کی حاجت تو یہ لوگ ضرور مکار اور بباطن اونھیں سے انفار یا دین سے محض بیعلاقہ وبیزار ہوتے ہیں اونکے پیچھے نماز سے احتراز فرض ہے۔ ہاں اگر واقع میں کوئی نو وارد یا نرا جاہل یا ناواقف ایسا ہو جسکے کان تک یہ آوازیں نہ گئیں اور وہ بوجہ ناواقفی محض اونھیں کافر نہ سمجھا وہ اوسوقت تک معذور ہے جبکہ سمجھانے سے

فوراً حق قبول کرلے (۴) یہ حدیث پر کا فرپرستوں کا افترا ہے جس نے دیوبندیہ وغیرہم کفار کو کفار کہا اوس پر کوئی گناہ نہیں اللہ عزوجل نے کافر کو کافر کہنے کا حکم دیا قل یا ایھا الکفرون ہاں کافر ذمی کہ سلطنت اسلام میں مطیع الاسلام ہو کر رہتا ہے اوسے کافر کہہ کر پکارنا منع ہے اگر اوسے ناگوار ہو درمختار میں ہے۔ شتم مسلم ذمیا عزر وفی الغنیۃ قال لیھودی او مجوسی یا کافر یاثم ان شق علیہ یوہیں غیر سلطنت اسلام میں جبکہ کافر کو اوکافر کہہ کر پکارنے میں مقدرہ چلتا ہو فانہ لا یحل لمسلم ان یذل نفسہ الا بضرورۃ شرعیۃ مگر اسکے یہ معنی نہیں کہ کافر کو کافر نہ جانے یہ خود کفر ہے من شک فی عذابہ وکفرہ فقد کفر اسی طرح جب کسی کافر کی نسبت پوچھا جائے کہ وہ کیسا ہے اوسوقت اوسکا حکم واقعی بتانا واجب ہے حدیث میں ہے اترعون عن ذکر الفاجر متی یعرفہ الناس اذکروا الفاجر بما فیہ یحذرہ الناس یہ کافر کہنا بطور دشنام نہیں ہوتا بلکہ حکم شرعی کا بیان۔ شرع مطہر میں کافر ہر غیر مسلم کا نام ہے قال اللہ تعالٰی ھو الذی خلقکم فمنکم کافر ومنکم مومن سوال حکم کے وقت حکم کو چھپانا اگر یوں ہے کہ اوسے یقیناً کافر جانتا ہے اور اوسے کافر کہنا معیوب نہیں جانتا مگر اپنی کسی مصلحت کے سبب بچتا ہے توصرف گنہگار ہے جبکہ وہ مصلحت صحیحہ تا حد ضرورت شرعیہ نہو اور اگر واقعی کافر کو کافر کہنا معیوب وخلاف تہذیب جانتا ہے تو قرآن عظیم کو عیب لگاتا ہے اور قرآن عظیم کو عیب لگانا کفر ہے اور اوسے کافر جانتا ہی نہیں تو خود اوسکے کافر ہونے میں کیا کلام ہے کہ اوسنے کفر کو کفر نہ جانا تو ضرور کفر کو اسلام جانا لعدم الواسطۃ تو اسلام کو کفر جانا لان ما کان کفرا فضدہ الاسلام فاذا جعلہ اسلاما فقد جعل ضدہ کفرا لان الاسلام لا یضادہ الا الکفر والعیاذ باللہ تعالٰی (۵) تقویت الایمان وصراط مستقیم ویکروزی کا مصنف اسمٰعیل دہلوی ہے اوس پر صدہا وجہ سے لزوم کفر ہے دیکھو سبحٰن السبوح وکوکبۂ شہابیہ ومتن وشرح الاستمداد اور تحذیر الناس نانوتوی وبراہین قاطعہ گنگوہی وحفظ الایمان تھانوی میں قطعی یقینی اللہ ورسول کو گالیاں ہیں اور اونکے مصنفین مرتدین انکی نسبت علمائے کرام حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر جو انکے کفر میں شک ہی کرے وہ بھی کافر ہے دیکھو کتاب مستطاب حسام الحرمین واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ از دفتر ریلوے انجینیر سرسہ ضلع حصار مسئولہ سید محمد ابراہیم نقشہ نویس صاحب ۱۳ ذی القعدہ الحرام ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اوس شخص کے بارے میں جو حضرت غوث پاک کی توہین اور اونکے خاندان کی بے عزتی روبرو اہل اسلام علانیہ کرتا ہے اور اسپر اصرار کرتا ہے آیا ایسا شخص مومن ہے یا دائرہ اسلام سے خارج ہے ایسے شخص سے سلام یا کلام کرنا مسلمانوں کو چاہیے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب:۔ حضور سیدنا غوث اعظم قطب اکرم جگر پارۂ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ ثم علیہ وسلم کی توہین فی نفسہ زہر قاتل وموجب بربادی دین ودنیا بحجہ مقدسہ میں ہے تکذیبکم لی سم قاتل لادیانکم وسبب لذھاب دنیاکم واخراکم اور یہاں نظر بواقع اس طرح توہین علانیہ کا مرتکب ومصر نہ ہوگا مگر کٹر رافضی لبغض یا پکا وہابی خبیث اور یہ دونوں قطعاً دائرہ اسلام سے خارج ہیں کما ھو مفصل فی حسام الحرمین وفتاوی الحرمین وردالرفضہ مسلمانوں کو ان سے میل جول رکھنا سلام کرنا پاس بیٹھنا پاس بٹھانا سب حرام ہے قال اللہ تعالٰی واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظٰلمین رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ از بمبئی مرسلہ سید فیاض الدین بریلوی نواب مسجد لائن ۵۷ پوسٹ ۹ ۲۳ ذی القعدۃ الحرام ۳۸ھ

الجواب:۔ اونھوں نے اللہ واحد قہار جل جلالہ اور اوسکے رسول حبیب مختار صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ایذا دی ابلیس لعین کے قدموں پر اوسکی پیروی کی نام اسلام کو ذلیل کیا کفر وکفار کو فروغ دیا غضب الٰہی اپنے سر پر لیا اپنی ملعون حرکات سے عرش الٰہی کو لرزایا کفار کے ساتھ اونکے خاص دفتر میں اپنا چہرہ دکھایا اللہ اور رسولوں اور ملائکہ سب کی لعنت کے کام کیے ھم للکفر اقرب منھم یومئذ للایمان میں صراحۃً داخل ہوئے اون پر ہر فرض سے اعظم فرض ہے کہ اپنی ان کفری حرکات سے علی الاعلان توبہ کریں نئے سرے سے کلمۂ اسلام پڑھیں پھر اپنی عورتوں کو رکھنا ہو تو اون سے دوبارہ نکاح کریں اللہ عزوجل فرماتا ہے ولا تتبعوا خطوٰت الشیطٰن انہ لکم عدو مبین الی قولہ تعالٰی ھل ینظرون الا ان یاتیھم اللہ فی ظلل من الغمام والملٰئکۃ وقضی الامر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من جامع المشرک وسکن معہ فانہ مثلہ اھ فاذا کان فی محض المساکنۃ فکیف فی مثل المعادتۃ دوسری حدیث میں ہے من کثر سواد قوم فھو منھم تیسری حدیث میں ہے من سود مع قوم فھو معھم اھ فاذا کان ھذا فی

مجرد التسوید فکیف مع المشارکۃ المذکورۃ التائید چوتھی حدیث میں ہے اذا مدح الفاسق غضب الرب واھتزلذلك العرش اھ فاذا کان ھذا فی الفاسق فماظنك بالکافر المارق شفا شریف امام قاضی عیاض واعلام امام ابن حجر مکی میں ہے وکذا (یکفر) من فعل فعلا اجمع المسلمون علی انہ لایصدر الا من کافر وان کان صاحبہ مصرحا بالاسلام مع فعلہ جامع الفصولین ومنح الروض الازہر میں ہے من خرج الی السدۃ کفر اذ فیہ اعلان الکفر وکانہ اعان الیہ اھ فاذا کان ھذا فی کانہ فکیف فی اِنّہٖ فتاوی امام ظہیر الدین واشباہ والنظائر وتنویر الابصار ودرمختار میں ہے لوسلم علی الذمی تبجیلا یکفر لان تبجیل الکافر کفر لو قال لمجوسی یا استاذ تبجیلا کفر واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ واقع دربار عالیہ بھرچونڈی شریف اسٹیشن ڈھرکی ضلع سکھر (سندھ) مسئولہ عاکف فقیر عبداللہ قادری ۲۸ ذی القعدہ ۱۳۳۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

بخدمت تاج الفقہا سراج العلماء المدققین حامی السنۃ والدین غیاث الاسلام والمسلمین مجدد مائۃ حاضر جناب سرسید احمد رضا خاں صاحب قادری بعد الوف الوف تسلیمات مع التکریمات بصد آداب واضح برائے عالی باد کہ مسئلہ ہجرت معروفہ معلومہ کہ درہند وسندھ کہ بتمام جوش وخروش علماء وقت بفرضیت او قائل شدہ اند وواعظ دینیہ وزاہد وجاہد بعام وخاص بمجالس مخصوصہ بشدت وحدت تمام دریں بارہ گشتہ اند بحدیکہ از اکثر علماء وقت مقال بدیں منوال رفتہ کہ ہر آنانکہ ہجرت نکنند ویا قائل بفرضیت او نشوند خارج از ایمان اند وزنان برایشاں حرام گردند آیا آں مفتی الزماں دریں مسئلہ کہ منزلۃ الاقوام است چہ فرمایند بدلائل قاطعہ وبراہین ساطعہ دریں باب چہ تحریر دارند براہ نوازش وعنایت بترسیم حقیقت مسئلہ حق مسئولہ شتاب بہ جواب سرفراز فرمایند کہ مادر فرضیت واستجابیت ایں ہجرت سخت متردد ومتشکک ومضطرب حال مذبذب بایم تاکید مزید

الجواب:۔ بحمداللہ تعالٰی ہند وسندھ تاحال دارالاسلام است کما حققناہ فی رسالتنا اعلام الاعلام بان ھندستان دارالاسلام جمعہ وعیدین واذان واقامہ وغیرہا بکثرت شعار اسلامیہ جاری ست وشہرے کہ دارالاسلام بود تا رشتۂ از اشتہاء اسلام برجاست ہمچناں دارالاسلام ست کہ اسلام غالب ست ومغلوب نتواں شد وللہ الحجۃ البالغہ در جامع الفصولین ست ما بقی شیئ من احکام دار الاسلام تبقی دار الاسلام علی ماعرف ان الحکم اذا ثبت بعلۃ فی بقی شیئ من العلۃ یبقی الحکم ببقائہ ھکذا ذکرشیخ الاسلام ابوبکر فی شرح سیر الاصل ودر فصول عمادی ست دارالاسلام لاتصیر دار الحرب اذا بقی شیئ من احکام الاسلام وان زال غلبۃ اھل الاسلام امام ناصر الدین فرماید ما بقیت علقۃ من علائق الاسلام یترجح جانب الاسلام ودر شرح نقایہ است ان الدار محکومۃ بدار الاسلام ببقاء حکم واحد فیہا کما فی العمادی وغیرہا وہجرت از دار الحرب فرض [illegible] دار الاسلام قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لا ھجرۃ بعد الفتح رواہ الشیخان۔ ہجرت خاصہ کہ بر شخصے خاص بوجہ خاص لازم آید چیزے دیگر ست وآواز محلہ بمحلہ بلکہ از خانۂ بخانۂ دیگر تواں شد والیہا الاشارۃ فی حدیث من فربدینہ الحدیث واما ہجرت عامہ نباشد مگر از دار الحرب وادعائے فرضیتش از دارالاسلام باطل محض ست واصلے ندارد وتفوہ بتکفیر منکر فرضیت غلو فی الدین ست وتکفیر تارک ازاں ہم بالاتر ضلال مبین ست مگر آنانتر سند از احادیث کثیرہ ناطقہ بآنکہ اکفار مسلم کفرست قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایما امرء قال لاخیہ کافر فقد باء بہا احدہما فان کان کما قال والا رجعت علیہ رواہ مسلم والترمذی عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما موجب ہجرت اگر تسلط نصارٰی است او نہ از امروزست صد سال بیش می گزرد اینہاں وآباء ایناں تاحال اقامت داشتند وبرزعم خود بترک ہجرت تخم کدام حکم کاشتند واگر چیزے ست کہ در ممالک دیگر ناشی شدہ پس این حکم عجیبے ست کہ حادثے بملکے رود وہجرت از ملک دیگر واجب شود نسأل اللہ العفو والعافیۃ واللہ تعالٰی اعلم

السوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں (۱) کسی کی زبان سے کلمۂ کفر نکل گیا یا اللہ ورسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو گالی دی پھر نادم ہوکر فوراً توبہ کیا اب بی بی اوس کی نکاح میں اوسکے رہیگی یا نہیں (۲) یہ جو مسئلہ مشہور ہے کہ اگر کوئی جاہل عالم کو گالی دیوے تو بی بی پر اوسکے طلاق واقع ہوجاتا ہے یہ صحیح ہے یا نہیں اگر صحیح ہے تو عالم کو کس مرتبہ کا ہونا اور گالی کا کس مرتبہ کا ہونا شرط ہے اور اگر عالم بدمذہب یا فاسد العقیدہ کو گالی دیوے یا صحیح العقیدہ کو کسی بات پر خواہ دنیاوی یا اخروی یا مسئلہ اختلافی لیکر جھگڑا کرکے باہم گالی گلوج کیا یہ جھگڑا مابین دو عالموں کے ہو تو شرع شریف کا کیا حکم ہے

الجواب:۔ جسنے کلمۂ کفر قصداً کہا یا اللہ یا نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی وہ کافر ہوجاتا ہے اوسکی عورت نکاح سے نکل جاتی ہے

پھر اگر مسلمان ہوا اور توبہ کرے عورت کو اختیار ہے کہ اوس سے دوبارہ نکاح کرے خواہ بعد عدت کے اور سے کرے (۲) عالم دین کو برا کہنا اگر اوس کے عالم دین ہونے کے سبب ہے تو کفر ہے اور عورت نکاح سے باہر خواہ برا کہنے والا خود عالم ہو یا جاہل اور عالم سنی صحیح العقیدہ کی توہین جاہل کو جائز نہیں اگرچہ اوسکے عمل کیسے ہی ہوں اور بدمذہب دگمراہ اگرچہ عالم کہلاتا ہو اوسے برا کہا جائیگا مگر اسی قدر جتنے کا وہ مستحق ہے اور فحش کلمہ سے ہمیشہ اجتناب چاہیے واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ :۔ از آرہ محلہ نوادہ ڈاک بنگلہ مرسلہ محبوب علی وعبدالغفور صاحب آخر ذی القعدہ ۳۸ھ

ایک پنڈت صاحب ساکن بلیا کے وہ آج کل آرہ میں آکر بہت زوروں کے ساتھ ہندو مسلمان کو ایک جا مجمع کرکے لکچر دیا کرتے ہیں بعد ختم لکچر کے پنڈت صاحب اکثر موقعوں پر خود اپنے ہاتھ سے ہندو ومسلمان کو ٹیکا دیتے ہیں بعد اوسکے مسلمان سے گلے گلے ملتے ہیں مگر قبل ٹیکا دینے کے مسلمانوں سے دریافت کرتے ہیں کہ آپ لوگوں کے یہاں ممانعت ہے یا نہیں اوس پر چند مسلمانوں نے جواب دیا کہ کوئی ممانعت نہیں ہے اور نہ ٹیکے سے انکار ہے اس کہنے پر وہ ٹیکا دیتے ہیں اور گلے گلے ملتے ہیں اور اوسی لکچر کے اندر یہ کہا کہ ہندو و مسلمان ایک دل ہوکر اپنے اپنے گھروں میں　　　انتظام کریں بلکہ اوسکے انتظام کے لیے چند ہندو و مسلمان ممبر بنائے گئے اور یہ رائے مانا کہ اس غلہ کو بیچ کر ایک جگہ جمع کیا جائے اسی رائے کو دونوں فریق نے پاس کرکے ایک ہندو کے یہاں جمع کرنے کے لیے قرار دیا گیا اور یہ کہا گیا کہ دونوں فریق کی رائے سے یہ پیسہ اپنے اپنے کار خیر کیلیے خرچ کریں۔ اب میں علمائے دین سے اس امر کو دریافت کرتا ہوں کہ وہ شراکت کا پیسہ ہم لوگ اپنے کار خیر میں جیسے مسجد کی مرمت یا تجہیز وتکفین مدارات میت وغیرہ وغیرہ میں لاسکتے ہیں یا نہیں اور ایک روز پنڈت صاحب نے ہندو ومسلمان سے مخاطب ہوکر کہا کہ آج ہم اپنے رامائن کا اور مسلمانوں کے قرآن مجید کا اور انگریزوں کے بائبل کا یعنی تینوں کتابوں کا پوجا کریں گے اسکے انتظام اور اہتمام کیلیے یہ تھا کہ ایک ٹھیلہ جسکو وہ لوگ سنگاسن کہتے ہیں اسکو بڑے تکلف کیساتھ ہار پھول سے سجا کر اوسکے اندر ایک رامائن ایک طرف بائبل اور بیچ میں مسلمانوں سے قرآن مجید منگوا کر رکھا اور بڑے اہتمام کے ساتھ بھجن گاتے اور ڈھول وجھانج وغیرہ بجاتے اور اوس میں مسلمان بھی شریک ہوکر شہر سے گھماتے ہوئے اپنے مندر کے اندر لیجا کر رکھا خیر کہا ہماری شریعت میں علمانے اس امر کو کہ کلام پاک کو غیر مذہب بیدین کی مجلس میں لیجانا اور یہ برتاؤ کرنا اور مندر کے اندر لیجا کر رکھنا کیا جائز ہے جب مسلمانوں سے کہا گیا تو اون لوگوں نے جواب دیا کہ اس میں حرج ہی کیا ہوا اگر ایسا کیا گیا کیونکہ ہم لوگوں نے شہر کے ایک ایک مولوی صاحب سے دریافت کیا تو اونھوں نے کہا کہ کوئی حرج نہیں ہے اور ٹیکا کے بارے میں بھی یہی جواب ملا اب ان سب واقعہ کو لکھ کر خدمت بابرکت میں اپنے علمائے دین شرع متین کے پیش کرتا ہوں کہ فی الحقیقت یہ سب بات شرع کے اندر جائز ہے یا نہیں جیسا کہ یہاں پر مسلمان ہم کو جواب دیتے ہیں کہ ہم یہ سب مولوی صاحب سے دریافت کرلیا ہے لہذا ذیل میں چند جملے درج کرتا ہوں جو مضمون بالا کا لب لباب ہوسکتا ہے ان سوالوں کا جواب بالتفسیر سرفراز فرمایا جائے تاکہ اون بھائی مسلمانوں کی خدمت میں پیش کرکے اونکی اصلاح کی جائے اون کے عقائد دربارہ مذکور درست نہیں ہے اور ذرا نکی ان خود پرستیوں کی پوری پوری گوشمالی ہوجائے وہ مذہب پر دھبہ لگانے والی حرکت سے باز آکر راہ راست پر آئیں اسلیے گزارش خدمت عالی ہے کہ جلد جواب اسی پرچہ کی پشت پر تحریر فرمائیں (۱) مسلمانوں کو پیشانی پر ٹیکا لگانا خواہ وہ کسی قسم کا مانند زعفران وصندل وغیرہ کے ہو جائز ہے یا نہیں (۲) ہندوؤں کے شامل غول باندھ کر گاتے بجاتے رامائن وغیرہ ہندوؤں کی کتابوں کو بڑے اہتمام کیساتھ سنگاسن وغیرہ میں رکھ کر ہندوؤں کی مجلس میں جانا جہاں پر رام چندر کی جے کی صدا بلند ہوتی ہو مسلمانوں کیلیے جائز ہے یا نہیں (۳) قرآن مجید کا دوسری کتابوں کے شامل مانند رامائن بائبل وغیرہ ہندوؤں کیساتھ پوجا کیا جانا خواہ مندر کے اندر لیجانا اور اوسکے اہتمام میں مسلمانوں کا شریک ہونا درست ہے یا نہیں (۴) ہندوؤں کے شامل چندہ جمع کرنا اور اوس چندہ سے رفاہ عام مسلمان کرنا مثلاً مرمت مسجد تجہیز تکفین میت لاوارث مسلمانی امداد بیوگان مسلم یا یتیم بچوں کی تربیت وتعلیم وغیرہ وغیرہ ممنوع ہے یا نہیں؟

الجواب :۔ (۱) ماتھے پر قشقہ لگانا خاص شعار کفر ہے اور اپنے لیے جو شعار کفر پر راضی ہوا اوس پر لزوم کفر ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من تشبہ بقوم فھو منھم جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ اونھیں میں سے ہے اشباہ والنظائر میں ہے عبادۃ الصنم کفر ولا اعتبار بما فی قلبہ وکذا لو تزنر بزنار الیھود والنصارٰی دخل کنیستھم اولم یدخل واللہ تعالٰی اعلم (۲) سائل یہ پوچھتا ہے کہ وہ حرکات ملعونہ جائز ہیں یا نہیں یہ پوچھے کہ کفر ہے یا نہیں اونکی عورتیں نکاح سے نکلیں یا نہیں ان حرکات　　　جامع الفصولین منح الروض الازہر میں ہے من خرج الی السدۃ (قال القاری ای مجمع اھل الکفر) کفر اذ فیہ اعلان الکفر وکانہ اعان علیہ واللہ تعالٰی اعلم (۳) قرآن عظیم کا مندر میں لیجانا اوسکی توہین ہے اور قرآن عظیم کی توہین

کفر اور رامائن کی پوجا اگر کفر نہ ہوئی تو دنیا میں کوئی بات کفر نہیں ہوسکتی اور کفر کے اہتمام میں شریک ہونا اور اوس پر راضی ہونا کفر ہے الرضا بالکفر کفر وہ لوگ اسلام سے نکل گئے اور اونکی عورتیں اونکے نکاح سے واللہ تعالٰی اعلم (۴) ممنوع ہے اور سخت ممنوع ہے شرکت کے سبب اگر اونکا روپیہ ہمارے یہاں کے کار خیر میں صرف ہوگا تو مسلمان کا روپیہ اون کے کفر کے کاموں میں صرف ہوگا جن کو وہ کار خیر سمجھتے ہیں مثلاً مندروں کی اعانت بتوں کی زینت وغیرہ اور ان پر راضی ہونا کفر ہے واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از شہر کہنہ محلہ سیلانی مرسلہ جناب محمد حسین صاحب رضوی مورخہ ۸ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید بکر کے پاس آیا جس کو عرصہ پانچ یا چھ یوم کا ہوا اور دیگر اشخاص بھی زید کے ساتھ تھے یہ بیان کیا کہ ایک صف پر دو یا تین یا دس آدمی برابر فرض علیحدہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں بکر نے کہا کہ نماز نہیں ہوگی جماعت کرنا چاہیے بکر سے زید نے کہا کہ نماز ہوجاویگی میں نے مسئلہ اپنے مولوی سے دریافت کرلیا ہے اوس پر بکر نے کہا کہ میں تم کو کافر جانتا ہوں کیونکہ تم لوگ دیوبند اور گنگوہ کے علماء کی تقلید کرتے ہو اور وہ توہین سرکار مدینہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی کرتے ہیں لہذا میں توہین کے کرنے والوں کو اور جو اون سے میل رکھتے ہیں کافر جانتا ہوں اور میں ہابی سے بات نہیں کرنا چاہتا اور زید میلاد شریف میں قیام کا منکر ہے اور کہتا ہے وہ بدعت ہے اب زید علمائے دین سے فتوی اس مضمون کا لایا ہے کہ بکر نے مجھ کو کافر کہا وجہ کوئی فتوی میں تحریر نہیں کی کہ کس وجہ سے کافر کہا ہے اب فتوی کو سب کو دکھاتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ بکر توبہ کرے اور جدید نکاح کرے لہذا آپ فرمائیں کہ بکر توبہ کرے یا زید بکر زید کو وہابی جانتا ہے اور دیگر دیوبندیوں کو جو کہ توہین کرتے ہیں اور یہ لوگ اونکی تقلید کرتے ہیں سبکو کافر جانتا ہے

الجواب: کیا اللہ کی لعنت سے نہیں ڈرتے وہ لوگ جو شریعت کو دھوکا دیتے ہیں اور جھوٹا سوال بناکر اولٹا فتوی لیتے ہیں اس صورت میں بکر پر وہ حکم ہرگز نہیں ہے بلکہ زید اور اوسکے ہم مذہب توہین کرنے والوں پر ہے کہ وہ اسلام سے خارج ہیں بکر کہ نبی سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی توہین کرنے والوں کو کافر جانتا ہے بیشک حق پر ہے واللہ تعالٰی اعلم اور نماز کا مسئلہ یہ ہے کہ ابھی جماعت نہوئی اور کچھ لوگ ایک جگہ تنہا تنہا پڑھیں اور اون میں کوئی امامت کے قابل ہے تو بوجہ ترک جماعت کے گنہگار ہونگے فرض ادا ہوجائیں گے اور اگر جماعت اولٰی ہوچکی اور کچھ لوگ اتفاق سے رہ گئے جب بھی اونھیں چاہیے کہ مصلے سے ہٹ کر جماعت کریں اور رافضیوں اور گنگوہی کی طرح ایک جگہ الگ الگ نہ پڑھیں واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از امرتسر کٹرہ پرجہ مرسلہ غلام محمد صاحب دوکاندار ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ اگر ہجرت ہی کرنی ہے تو بجائے کابل کے مدینہ منورہ ہجرت کروں گا کم از کم یہ تو ہوگا کہ مسجد نبوی شریف میں ایک نماز پڑھنے سے پچاس ہزار نماز کا ثواب ہوگا اور کہتا ہے دین مدینہ منورہ سے نکلا ہے اور پھر اوسی طرف پلٹ جائیگا پس اوس جگہ سے کون جگہ افضل ہوگی اور اس زمانہ میں جبکہ نصارٰی کا قبضہ اوس جگہ ہے کابل سے ہزار درجہ اوس جگہ کی ہجرت کو افضل کہتا ہے اور اپنے لیے باعث سلامتی دین وشفاعت تصور کرتا ہے زید کا یہ خیال درست ہے یا نہیں یہ ہجرت اوسکی درست ہوگی یا نہیں اور اگر ہجرت میں یہ نیت کرے کہ جب تک بیت اللہ شریف اور مدینہ منورہ پر کفار کا قبضہ ہے اوتنی مدت اپنے وطن میں نہ آئیگا ایسی نیت اوسکی درست ہوگی یا نہیں۔

الجواب: زید کے بالائی خیالات سب صحیح ہیں بیشک مدینہ طیبہ سے کسی شہر کو نسبت نہیں ہوسکتی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں والمدینۃ خیر لھم لوکانوا یعلمون مدینہ اونکے لیے سب سے بہتر ہے اگر وہ جانیں مگر مدینہ طیبہ میں مجاورت ہمارے ائمہ کے نزدیک مکروہ ہے کہ حفظ آداب نہو سکے گا اور قبضہ کفار کا بیان غلط ہے اور ہو تو یہ نیت کر اونکے قبضہ تک وہیں رہے گا اولٹی نیت ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از کلکتہ زکریا اسٹریٹ ۳۳ مرسلہ حکیم سعید الرحمٰن صاحب دہلوی ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

حضرت اقدس جناب مولانا صاحب قبلہ دام فیضہ السلام علیکم مزاج گرامی نہایت ادب سے مگر بیتابی کیساتھ خدمت والا میں گزارش ہے کہ برائے کرم امور ذیل کا جواب مرحمت فرماکر خادم کی تسلی فرمائیں (۱) مسائل خلافت اسلامیہ وہجرت عن الہند کے متعلق مولوی عبدالباری اور ابوالکلام وغیرہ نے جو کچھ آواز اوٹھائی ہے یہ حدود اسلامیہ وشرعیہ کے موافق ہے یا خلاف (۲) ہر لحاظ سے جناب والا کی خامشی کن مصالح کی بنا پر ہے اگر موافق ہے تو کیوں ان اصحاب کی تائید میں آواز نہیں اوٹھاتے اور اگر خلاف ہے تو دوسرے مسلمانوں کو خطرناک ہلاکت سے نہیں روکا گیا جناب والا نے اپنے لیے کیا راہ عمل تجویز فرمائی ہے۔

الجواب: مقصد بتایا جاتا ہے اماکن مقدسہ کی حفاظت اس میں کون مسلمان خلاف کرسکتا ہے اور کارروائی کی جاتی ہے کفار سے اتحاد مشرک لیڈروں کی غلامی و تقلید قرآن و حدیث کی عمر کو بت پرستی پر نثار کرنا مسلمانوں کا قشقہ لگوانا کافروں کی جے بولنا رام لچھمن پر پھول چڑھانا راماٗن کی پوجا میں شریک ہونا مشرک کا جنازہ اپنے کندھوں پر اٹھاکر اوسکی جے بولتے ہوئے مرگھٹ کو لیجانا کافروں کو مسجد میں لیجاکر مسلمانوں کا واعظ بنانا شعار اسلام قربانی گاؤ کو کفار کی خوشامد میں بند کرنا ایک ایسے مذہب کی فکر میں ہونا جو اسلام و کفر کی تمیز اوٹھادے اور بتوں کے معبد پر آگ کو مقدس ٹھہرائے اور اسی طرح کے بہت اقوال احوال ایسا جن کا پانی سر سے گزر گیا اور جنھوں نے اسلام پر یکسر پانی پھیر دیا کون مسلمان ان میں موافقت کرسکتا ہے ان حرکات خبیثہ کے رد میں فتوے لکھے گئے اور لکھے جارہے ہیں اس سے زیادہ کیا اختیار ہے باقی ہے اوسے جو مقلب القلوب والابصار ہے وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: (پورا سوال دستیاب نہیں ہوسکا) ×

× ×

کہ جو طاعون سے مرتا ہے وہ کافر ہے اور دلیل میں زمانہ موسٰی علیہ السلام کا واقعہ پیش کرتا ہے اس قول سے بکر مخالف حدیث صحیح ہوکر کافر ہوا یا نہیں اور اوس کی زوجہ نکاح سے باہر ہوئی یا نہیں اور بصورت توبہ تجدید نکاح لازم ہے یا نہیں۔

الجواب: متواتر حدیثوں سے ثابت ہے کہ طاعون مسلمان کیلئے شہادت و رحمت ہے اور جو مسلمان طاعون میں مرے شہید ہے (حدیث ۱) صحیح بخاری و صحیح مسلم و مسند امام احمد میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا۔ الطاعون شھادۃ لکل مسلم طاعون ہر مسلمان کیلئے شہادت ہے (حدیث ۲) صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من مات فی الطاعون فھو شھید طاعون میں مرنے والا شہید ہے (حدیث ۳) مسند امام احمد و معجم کبیر طبرانی و صحیح مختارہ میں صفوان بن امیہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے (حدیث ۴) طبرانی نے معجم اوسط اور ابونعیم نے فوائد ابوبکر بن خلاد میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الطاعون شھادۃ لامتی طاعون میری امت کیلئے شہادت ہے (حدیث ۵) امام احمد بسند صحیح راشد بن حبیش سے (حدیث ۶) طبرانی و ابن قانع ربیع بن ایاس انصاری سے (حدیث ۷) احمد و ابوداؤد طیالسی و سمویہ و ضیاء عبادہ بن صامت سے (حدیث ۸) طبرانی کبیر میں سلمان فارسی سے (حدیث ۹) احمد و دارمی و سعید بن منصور و بغوی و ابن قانع صفوان بن امیہ سے (حدیث ۱۰) احمد ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ان چھ حدیثوں میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الطاعون شھادۃ طاعون شہادت ہے (حدیث ۱۱) امام مالک و امام احمد و ابوداؤد و امام نسائی و ابن حبان و حاکم جابر بن عتیک سے (حدیث ۱۲) ابن ماجہ ابوہریرہ سے (حدیث ۱۳) طبرانی کبیر میں عبداللہ بن بسر سے (حدیث ۱۴) عبدالرزاق مصنف میں عبادہ بن صامت سے (حدیث ۱۵) ابن سعد طبقات میں سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح سے (حدیث ۱۶) ابن شاہین علی بن ارقم وہ اپنے والد سے رضی اللہ تعالٰی عنہم ان چھ حدیثوں میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں المطعون شھید جس مسلمان کو طاعون ہوا وہ شہید مرا (حدیث ۱۷) احمد و ابن سعد عسیب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الطاعون شھادۃ لامتی ورحمۃ لھم ورجس علی الکافرین طاعون میری امت کیلئے شہادت و رحمت ہے اور کافروں پر عذاب ہے (حدیث ۱۸) صحیح بخاری و مسند احمد و ابی داؤد طیالسی میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الطاعون کان عذابا یبعثہ اللہ تعالٰی علی من یشاء وان اللہ تعالٰی جعلہ رحمۃ للمؤمنین طاعون ایک عذاب تھا کہ اللہ عزوجل جن پر چاہتا بھیجتا اور بیشک اللہ تعالٰی نے اوسے مسلمانوں کیلئے رحمت کردیا (حدیث ۱۹) امام احمد و حاکم کنٰی میں اور بغوی اور حاکم مستدرک اور طبرانی کبیر میں ابوبردہ اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دعا کی اللھم اجعل فناء امتی قتلا فی سبیلک بالطعن الٰہی میری امت کو اپنی راہ میں شہادت نصیب کر دشمنوں کے نیزوں اور طاعون سے (حدیث ۲۰) ماوردی ابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دعا کی اللھم اجعل فناء امتی بالطعن والطاعون الٰہی میری امت کو دشمن کے نیزوں اور طاعون سے وفات نصیب کر (حدیث ۲۱) طبرانی اوسط میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا لا تفنی امتی الا بالطعن والطاعون غدۃ کغدۃ الابل المقیم فیھا کالشھید والفار منھا کالفار من الزحف میری امت کا خاتمہ دشمن کے نیزوں اور طاعون سے ہی ہوگا اونٹ کی سی گلٹی ہے جو اوسمیں ٹھہرا رہے وہ شہید کے مانند ہے اور جو اوس سے بھاگ جائے وہ ایسا ہو جیسا کفار کو پیٹھ دیکر

جہاد سے بھاگنے والا (حدیث ۲۲) صحیح مستدرک میں ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الطاعون وخز اعدائکم من الجن وھو لکم شھادۃ طاعون تمہارے دشمن جنوں کا چوکا ہے اور وہ تمہارے لیے شہادت ہے (حدیث ۲۳) مسند احمد و معجم کبیر میں ابوموسیٰ اور اوسط میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں فناء امتی بالطعن والطاعون وخز اعدائکم من الجن وفی کل شھادۃ میری امت کا خاتمہ جہاد و طاعون سے ہے کہ تمہارے دشمن جنوں کا چوکا ہے اور دونوں میں شہادت ہے (حدیث ۲۴) ابن خزیمہ و ابن عساکر شرجیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (حدیث ۲۵) ابن عساکر معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دونوں وقفاً (حدیث ۲۶) شیرازی القاب میں معاذ سے رفعاً راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان الطاعون رحمۃ لکم ودعوۃ نبیکم وموت الصالحین قبلکم وھو شھادۃ بیشک طاعون تمہارے رب کی رحمت اور تمہارے نبی کی دعا اور اگلے نیکوں کی موت ہے اور وہ شہادت ہے (حدیث ۲۷) احمد و طبرانی و ابن عساکر انہیں سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں فیستشھد اللہ بہ انفسکم وذراریکم ویزکی بہ اعمالکم اللہ تعالیٰ طاعون سے تمہیں اور تمہارے بچوں کو شہادت دیگا اور اوسکے سبب تمہارے اعمال ستھرے کریگا (حدیث ۲۸) امام مالک و دارقطنی ابوہریرہ سے (حدیث ۲۹) نسائی عقبہ بن عامر سے راوی رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الشھداء خمسۃ المطعون والمبطون والغریق وصاحب الھدم والشھید فی سبیل اللہ شہید پانچ ہیں طاعون زدہ اور جو پیٹ کی بیماری سے مرا ہو اور جو ڈوبے اور جس پر مکان یا دیوار گرے اور وہ کہ جہاد میں شہید ہو (حدیث ۳۰) ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ میں نماز میں حضور اقدس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھا حضور نے دعا کی اللھم طعنا وطاعونا الٰہی دشمنوں کے نیزے اور طاعون میں نے جانا کہ حضور ان سے اپنی امت کی موت مانگتے ہیں (حدیث ۳۱) احمد و طبرانی عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت میں شہید اور طاعون زدہ حاضر آئیں گے طاعون والے کہیں گے ہم شہید ہیں حکم ہوگا انظروا فان کانت جراحتھم کجراح الشھداء تسیل دما کریح المسک فھم شھداء دیکھو اگر ان کا زخم شہیدوں کی شکل ہے خون رواں اور مشک کی خوشبو تو یہ بھی شہید ہیں فیجد وھم کذلک دیکھیں گے تو انہیں ایسا ہی پائیں گے (حدیث ۳۲) احمد و نسائی عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا روز قیامت شہدا اور وہ جو بچھونے پر مرے طاعون والوں کے بارے میں جھگڑیں گے شہدا کہیں گے کہ یہ ہمارے بھائی ہیں ہماری طرح مقتول ہوئے بچھونے والے کہیں گے ہمارے بھائی ہیں ہمارے۔ رب عزوجل فیصلہ کے لئے فرمائیگا انظروا الی جراحھم فان اشبہ جراحھم جراح المقتولین فانھم منھم ومعھم ان کے زخم دیکھو اگر شہیدوں کے سے ہیں تو وہ انھیں میں سے ہیں اور اونکے ساتھ ہیں دیکھیں گے تو ان کے زخم اونھیں کے سے ہونگے فیلحقون بھم یہ شہیدوں میں ملا دیے جائیں گے متواتر ارشاد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رد کلمہ کفر ہے اور دانستہ ہو تو صریح کفر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو اونکو شہید فرمائیں اور یہ شخص کافر کہے اس سے بڑھ کر اور کیا رد ہوگا اوس شخص پر لازم ہے کہ تائب ہو کلمہ پڑھے اپنی عورت سے نکاح جدید کرے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :۔ از گورنی ڈاکخانہ رائے پور ضلع مظفر پور مرسلہ عبدالجبار صاحب یکم شعبان ۳۶ھ

ایک شخص نماز نہیں پڑھتا ہے لوگوں نے زبردستی نماز پڑھنے کو کہا اور اوس نے انکار کیا اس صورت میں انکار کرنے والے اور تاکید کرنیوالے کے ایمان میں نقص آیا یا نہیں اگر نقص آیا تو کس درجہ کا بصورت اکراہ و خوف سزا سے جبریہ نماز پڑھتا ہے نہ معلوم نماز ریا ادا کرتا ہے یا خلوص لیکن ظاہر اسباب زبردستی دباؤ ہے پس نماز عام جاہل کا دباؤ سے مقبول ہے یا نہیں ۔ع۲ ذابح البقر جس نے اپنا پیشہ ذبح کرنا مویشیوں کا و نفع اوٹھانا فروخت گوشت سے ہمیشہ اختیار کر لیا ہے بخشا جائیگا یا نہیں و پرسش خون ناحق اوسکا یوم الحشر میں ہوگا یا نہیں ۔ع۳ ایک مسلمان نذر لغیر اللہ کھاتا و امداد مخلوق مثل شیخ سدو و خواجہ خضر و کالی بھوانی وغیرہ تعزیہ پرستی سے طلب کرتا ہے و بصورت حصول مراد نہیں نذر دینے سے ضرر جان و مال کا تصور کرتا ہے ان صورتوں میں نقص ایمان واقع ہوا یا نہیں و ذبیحہ اوس کا کھانا جائز ہے یا نہیں

الجواب :۔ تاکید کرنے والے پر الزام نہیں اور انکار اگر یوں ہے کہ تیرے کہنے سے نہیں پڑھتا تو گناہ ہی ہے اور اگر فرضیت نماز سے انکار کرے تو کفر کما فی جامع الفصولین وغیرہ قبول و عدم قبول کا بیان اوپر گزرا سقوط فرض ہو جائیگا لامایلحق الفرائض کما فی الاشباہ وغیرہا مسلمان پر بدگمانی حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔ع۲ ذبح بقر کو خون ناحق کہنا کلمہ کفر ہے اور اوسکی بخشش نہ جاننا ضلالت و گمراہی اور اوس پیشے کے جواز میں کوئی شبہ نہیں اور ذابح البقر کی

وعید موضوع وبے اصل بے حوالہ اوسیر ہے جوان دعاوی باطلہ کا مدعی ہو اولٹا مطالبہ جہالت وہابیہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم ع۳ کالی بھوانی سے مدد مانگنے والے کو مسلمان کہنا کلمہ کفر ہے کہنے والے پر تجدید اسلام و تجدید نکاح لازم ہے اور کالی بھوانی شیخ سدو ارواح خبیثہ کے ساتھ نبی اللہ خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے استمداد کو ملانا صریح گمراہی اور نبی اللہ کی توہین اور امام الوہابیہ مخزولی کی طرز لعین ہے توبہ فرض ہے اور جب وہ کالی بھوانی سے مدد مانگتا ہے تو قطعاً کافر مشرک ہے اوس کے ایمان کے اتصال۔ کمال اور اوسکے ذبیحہ سے سوال نادانی ہے نہ اسکے بعد کسی امر محتمل سے بحث کی حاجت نہ کہ جائز یا مستحب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مرسلہ مولوی عابد علی صاحب سیتری ڈاکخانہ سیف اللہ گنج ضلع سلطان پور ۷ ربیع الاول شریف ۳۵ھ

ع۱ احمد بخش محمد بخش نبی بخش رسول بخش حسین بخش پیر بخش مدار بخش وغیرہ وغیرہ نام رکھنا از روئے احکام شریعت جائز ہے یا نہیں اگر نہیں تو اس میں شرک ہے یا کیا اور اگر کوئی شخص ایسے ناموں کے رکھنے کو منع کرے اور نام رکھنے والا منع کرنے والے کو مشرک بتلائے اور وہابی ٹھہرائے اور ناقابل امامت قرار دے اور بالفاظ واضح یہ ثابت کرنا چاہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جبتک نہ بخشیں گے خدائے پاک نہ بخشے گا اور اسکے ثابت کرنے کیلئے آیات قرآنی غیر متعلق کا حوالہ دے تو ایسا شخص کسی خطاب کا مرتکب ہوا یا نہیں اور کس خطاب کا اور یہ بھی مخفی نہ رہے کہ نام رکھنے والا اپنے کو عالم کہتا ہے اور مجمع عام میں ایسی تقریر کرتا ہے ع۲ جو شخص اپنا خطاب اپنی جسمانی وضع اپنا لباس اپنا ضروری دیگر اسباب مثل ہندوؤں کے رکھے اور نماز کا بھی پابند نہ ہو ایسا شخص عالم کہا جائے گا یا مصداق من تشبہ بقوم فھو منھم کا ہوگا۔ بینوا توجروا

الجواب:۔ یہ نام شرعاً درست ہیں ان میں معاذ اللہ کسی طرح کوئی شرک نہیں نہ شرع سے کہیں ممانعت ہے بلکہ قرآن عظیم سے اوسکا جواز ثابت ہے حضرت جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت مریم سے کہا انما انا رسول ربك لاھب لك غلاما زکیا میں تو تمہارے رب کا بھیجا ہوا ہوں اس لیے کہ میں تم کو ایک ستھرا بیٹا دوں قرآن عظیم سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو جبریل بخش بتا رہا ہے پھر بخش معنی عطا کیلئے متعین نہیں بمعنی حصہ و بہرہ بھی کثیر الاستعمال ہے معہذا علمائے دین تصریح فرماتے ہیں کہ اگر ملحد کہے ا نبت الربیع البقل تو اوسکے الحاد پر محمول ہے اور اگر مسلم کہے تو یقیناً تجوز ہے اور اوسکا اسلام ہی قرینہ بس ہے کما نص علیہ فی الفتاوی وغیرہا منع کرنے والا اگر بربنائے اصول وہابیت منع کرتا ہے تو اوس پر الزام وہابیت بیجا نہیں من یغفر الذنوب الا اللہ اپنا ایمان ہے اور ولمن صبر و غفر فان ذلك من عزم الامور بھی ایمان ہے وان تعفوا و تصفحوا و تغفروا فان اللہ غفور رحیم بھی ایمان ہے واذا ما غضبوا ھم یغفرون بھی ایمان ہے اس قسم کے استدلال خارجیوں کی ایجاد ہیں کہ امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ پر حکم کفر لگایا کہ انھوں نے غیر خدا کو حکم بنایا حالانکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے ان الحکم الا للہ اور نہ دیکھا کہ وہی رب عزوجل فرماتا ہے فابعثوا حکما من اھلہ و حکما من اھلھا یہ مضمون کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ بخشیں گے اللہ عزوجل نہ بخشے گا اس قائل سے پہلے حضرت شیخ سعدی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے ؎

ارحم الراحمین نہ بخشاید بنبے رضائے تو یا رسول اللہ + حقوق العباد میں کہا جاتا ہے کہ جبتک صاحب حق نہ بخشے اللہ عزوجل نہ بخشے گا اسکے یہ معنی کسی کے وہم میں نہیں آسکتے کہ معاذ اللہ اوسکی مغفرت پر رب العزۃ قادر نہیں یا مغفرت ذنوب میں کوئی اوس کا شریک ہے بندوں کا مالک بھی وہی ہے اور بندوں کے حقوق کا مالک بھی وہی ہے مگر صاحب حق کی دلداری کیلیے اوسکی مغفرت اوسکے بخشنے پر موقوف رکھی پھر وہ دلداری کہ اوسے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی منظور ہے اوسکی مقدار کا جاننا کس کا مقدور ہے صحیح بخاری میں ہے امیر المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں ارای ربك یسارع فی ھواك میں حضور کے رب کو دیکھتی ہوں کہ حضور کی خواہش میں شتابی فرماتا ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحمۃ للعٰلمین بھیجے گئے اور مومنین پر بالخصوص کمال مہربان ہیں رؤف رحیم ہیں ان کا مشقت میں پڑنا اون پر گراں ہے ان کی بھلائیوں پر حریص ہیں جیسے کہ قرآن عظیم ناطق لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم تمام عاصیوں کی شفاعت کیلیے تو وہ مقرر فرمائے گئے واستغفر لذنبك وللمؤمنین والمؤمنات کیا وہ اون میں کسی کی بخشش نہ چاہیں گے کیا مسلمان کا مشقت میں پڑنا اون پر گران نہ ہوگا یہ تو نص آیت کے خلاف ہے ضرور وہ کہ جس کا بخشنا حضور نہ چاہیں گے وہ ہوگا جو مسلمان نہیں اور جو مسلمان نہیں بے شک اللہ اوسے نہ بخشے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ع۲ خطاب و لباس و وضع و اسباب میں کفار سے مشابہت ممنوع ہے اور عالم ہو کر ایسا کرے تو اور سخت معیوب ہے مگر فھو منھم اوس کے لیے ہے جو کفار کے دینی شعار میں بالقصد معاذ اللہ اوسکی پسند کے طور پر کی جائے واللہ تعالیٰ اعلم